سرکاری رپورٹ

# صوبائی اسمبلی پنجاب

## مباحثات 2008

جمعتہ المبارک 14، سوموار 17، منگل 18، بدھ 19، جمعرات 20، جمعتہ المبارک 21-نومبر 2008

(یوم الجمع 15، یوم الاثنین 18، یوم الثلاثہ 19، یوم اربعاء 20، یوم الخمیس 21، یوم الجمع 22-ذیقعد 1429ھ)

پندرھویں اسمبلی: دسواں اجلاس

جلد 10 (حصہ اول) : شمارہ جات 1 تا 6

# صوبائی اسمبلی پنجاب

## مباحثات

## مندرجات

دسواں اجلاس

جمعتہ المبارک، 14-نومبر 2008

جلد 10 : شمارہ 1


| نمبر شمار | مندرجات | | صفحہ نمبر |
|---|---|---|---|
| 1- | اجلاس کی طلبی کا اعلامیہ | ------------ | 1 |
| 2- | ایجنڈا | ------------ | 3 |
| 3- | ایوان کے عہدے دار | ------------ | 5 |
| 4- | تلاوت قرآن پاک و ترجمہ | ------------ | 9 |
| 5- | نعت رسول مقبول ﷺ | ------------ | 10 |
| 6- | چیئرمینوں کا پینل | ------------ | 10 |

| نمبر شمار | مندرجات | | صفحہ نمبر |
|---|---|---|---|
| | حلف | | |
| 7- | نومنتخب رکن اسمبلی کا حلف | ----------- | 11 |
| | پوائنٹ آف آرڈر | | |
| 8- | خواتین ممبران اسمبلی کو سالانہ ترقیاتی فنڈز دینے کا مطالبہ | ----------- | 11 |
| | تعزیت | | |
| 9- | سابق ڈپٹی سپیکر سردار حسن اختر موکل، سابق وزیر ڈاکٹر اشفاق الرحمن، کوئٹہ میں زلزلہ اور پشاور میں بم دھماکوں سے وفات پانے والوں کے لئے دعائے مغفرت | ----------- | 12 |
| | پوائنٹ آف آرڈر | | |
| 10- | ضلعی ڈویلپمنٹ سٹینڈنگ کمیٹی میں منتخب رکن اسمبلی کو شامل کرنے کا مطالبہ | ----------- | 16 |
| | سوالات (محکمہ جات جیل خانہ جات اور محنت وانسانی وسائل) | | |
| 11- | نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات | ----------- | 19 |
| 12- | نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جوایوان کی میز پر رکھے گئے) | ----------- | 49 |
| | تحاریک استحقاق | | |
| 13- | ایڈیشنل آئی۔جی (ٹریننگ) فیاض میر کا رکن اسمبلی سے ہتک آمیز رویہ (---جاری) | ----------- | 67 |
| | **سوموار، 17۔نومبر 2008** | | |
| | **جلد 10 : شمارہ 2** | | |
| 14- | ایجنڈا | ----------- | 69 |
| 15- | تلاوت قرآن پاک وترجمہ | ----------- | 71 |

| | | |
|---|---|---|
| 16۔ | حمد باری تعالیٰ ------------ | 72 |
| 17۔ | قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک ------------ | 73 |
| | **قرارداد** | |
| 18۔ | معزز رکن و سابق ڈپٹی سپیکر پنجاب اسمبلی<br>سردار شوکت حسین مزاری (مرحوم) کے لئے تعزیت اور خراج عقیدت ------------ | 74 |

| نمبر شمار | مندرجات | صفحہ نمبر |
|---|---|---|
| | **منگل،18 ۔نومبر2008**<br>**جلد10 : شمارہ 3** | |
| 19۔ | ایجنڈا ------------ | 99 |
| 20۔ | تلاوت قرآن پاک و ترجمہ ------------ | 103 |
| 21۔ | نعت رسول مقبول ﷺ ------------ | 104 |
| | **پوائنٹ آف آرڈر** | |
| 22۔ | اجلاس کی کارروائی بروقت شروع کرنے پر جناب ڈپٹی سپیکر کو خراج تحسین ------------ | 104 |
| | سوالات (محکمہ جات جنگلات وجنگلی حیات اور سیاحت) | |
| 23۔ | نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ------------ | 106 |
| 24۔ | نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ------------ | 143 |
| | **پوائنٹ آف آرڈر** | |
| 25۔ | صوبہ میں ملٹی نیشنل کمپنیوں کی جانب سے ناقص<br>اور مضر صحت اشیاء کی فروخت ------------ | 166 |
| | **تحاریک استحقاق** | |
| 26۔ | سی۔پی۔او راولپنڈی کا اڈیالہ جیل میں عمر قید کے مجرموں کو اپنے | |

| | | |
|---|---|---|
| | حقیقی بھائی کی نماز جنازہ میں شرکت کی اجازت نہ دینا (۔۔۔جاری) | 177 |
| 27۔ | میڈیکل اینڈ ہیلتھ انسٹی ٹیوشنز کی رپورٹ برائے سال 2007 کا ایوان میں پیش نہ کیا جانا | 183 |
| 28۔ | ایڈیشنل رجسٹرار پنجاب یونیورسٹی گوجرانوالہ کیمپس کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ ہتک آمیز رویہ | 184 |
| 29۔ | پرنسپل کوئین میری کالج لاہور کا معزز خاتون رکن اسمبلی کے ساتھ ملاقات سے انکار | 185 |
| | **تحاریک التوائے کار** | |
| 30۔ | ایل ڈی اے کا واجبات وصول کرنے کے باوجود کرسچئن کمیونٹی کو حقوق ملکیت نہ دینا | 187 |
| نمبر شمار | مندرجات | صفحہ نمبر |
| 31۔ | گاڑیوں اور موٹر سائیکلوں کی چوری کی روک تھام کے لئے ٹریکر سسٹم اپنانے کا مطالبہ | 189 |
| 32۔ | جعلی ٹریڈنگ کمپنیوں کا انعامی سکیم کے ذریعے عوام الناس کو لوٹنا | 190 |
| 33۔ | جناح گارڈن لاہور میں عوام کو ہیلتھ کلب کی مفت سہولیات سے محروم کرنا | 194 |
| | **پوائنٹ آف آرڈر** | |
| 34۔ | مخصوص نشستوں پر منتخب ہونے والی خواتین اراکین اسمبلی کے ترقیاتی فنڈز جاری نہ کرنا | 196 |
| | **غیر سرکاری ارکان کی کارروائی** | |
| | **مسودات قانون** (جو متعارف ہوئے) | |
| 35۔ | مسودہ قانون (ترمیم) استحقاقات صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 2008 | 215 |
| 36۔ | مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب اریگیشن اینڈ ڈرینج اتھارٹی مصدرہ 2008 | 218 |
| 37۔ | مسودہ قانون (ترمیم) استحقاقات صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 2008 | 221 |

| | | |
|---|---|---|
| | قرار دادیں (مفاد عامہ سے متعلق) | |
| 38۔ | عوام کی جمع شدہ رقوم پر بنکوں کو افراط زر کی سالانہ شرح سے 2 فیصد زائد سالانہ منافع دینے کا مطالبہ ------------ | 225 |
| 39۔ | سول سیکرٹریٹ، لاہور ہائی کورٹ اور صوبائی اسمبلی پنجاب کے ملازمین کو ہاؤس ریکوزیشن کی سہولت دینے کا مطالبہ ------------ | 227 |
| 40۔ | فلم انڈسٹری، ٹی۔وی سٹیج اور دیگر فن سے وابستہ افراد کے لئے آرٹسٹ ہاؤسنگ کالونی کا قیام ------------ | 231 |
| 41۔ | صوبہ کی جیلوں میں مقررہ قید ختم ہونے اور جرمانہ ادا نہ کر سکنے والے قیدیوں کی رہائی ------------ | 233 |
| 42۔ | قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 میں ترمیم ------------ | 236 |
| 43۔ | عام بحث کی تحاریک ------------ | 239 |
| 44۔ | قادر پور گیس فیلڈ کی فروخت پر بحث ------------ | 241 |

| نمبر شمار | مندرجات | صفحہ نمبر |
|---|---|---|
| | پوائنٹ آف آرڈر | |
| 45۔ | چک نمبر 39/4L بھوجوآنہ (اوکاڑہ) کے رہائشی پر تشدد کرنے والے ملزموں کو پولیس کا گرفتار نہ کرنا ------------ | 243 |
| | بدھ، 19۔نومبر 2008 | |
| | جلد 10 : شمارہ 4 | |
| 46۔ | ایجنڈا ------------ | 245 |
| 47۔ | تلاوت قرآن پاک و اُردو ترجمہ ------------ | 247 |
| 48۔ | نعت رسول مقبول ﷺ ------------ | 248 |
| | سوالات (محکمہ لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ) | |
| 49۔ | نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ------------ | 248 |

| | | |
|---|---|---|
| 50۔ | نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ------------ | 280 |
| 51۔ | کورم کی نشاندہی ------------ | 318 |
| | **تحاریک استحقاق** | |
| 52۔ | سی پی او، راولپنڈی کا اڈیالہ جیل میں عمر قید کے مجرموں کو ان کے حقیقی بھائی کی نماز جنازہ میں شرکت کی اجازت نہ دینا (۔۔۔جاری) ------------ | 321 |
| 53۔ | ڈی سی او ڈیرہ غازی خان کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ نامناسب رویہ ------------ | 322 |
| 54۔ | ایڈیشنل رجسٹرار پنجاب یونیورسٹی گوجرانوالہ کیمپس کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ ہتک آمیز رویہ (۔۔۔جاری) ------------ | 325 |
| | **تحاریک التوائے کار** | |
| 55۔ | حکومتی پراجیکٹس میں تعینات منظور نظر افراد کو بھاری معاوضہ دینے سے حکومت کے مالی بوجھ میں اربوں روپے کا اضافہ ------------ | 335 |
| | **سرکاری کارروائی** | |
| | آرڈیننس (جو ایوان کی میز پر رکھا گیا) | |
| 56۔ | آرڈیننس (ترمیم) مالیہ اراضی پنجاب مصدرہ 2008 ------------ | 338 |

| نمبر شمار | مندرجات | صفحہ نمبر |
|---|---|---|
| | **جمعرات، 20۔نومبر 2008** | |
| | **جلد 10 : شمارہ 5** | |
| 57۔ | ایجنڈا ------------ | 343 |
| 58۔ | تلاوت قرآن پاک و ترجمہ ------------ | 345 |
| 59۔ | نعت رسول مقبول ﷺ ------------ | 346 |
| | **پوائنٹ آف آرڈر** | |
| 60۔ | کورم کی نشاندہی کا حق ------------ | 346 |

61۔ CIA War پر حکومتی وضاحت کا مطالبہ ------------ 347

سوالات (محکمہ داخلہ)

62۔ نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ------------ 350

63۔ نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ------------ 389

پوائنٹ آف آرڈر

64۔ وفاقی حکومت کی جانب سے ملک میں زرعی انکم ٹیکس لاگو کرنے کا فیصلہ ------------ 422

توجہ دلاؤ نوٹس

65۔ میلسی، طالبہ کی ہلاکت اور حکومتی اقدامات ------------ 438

66۔ سیالکوٹ، پولیس تشدد سے نوجوان کی ہلاکت ------------ 441

تحاریک استحقاق

67۔ ڈی پی او جھنگ کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ ملاقات سے انکار ------------ 445

68۔ حکمت عملی کے اصولوں پر مبنی رپورٹ برائے سال 2006
کا ایوان میں پیش نہ کیا جانا ------------ 449

69۔ قانون ترقی شہر پنجاب مصدرہ 1976 کے تحت قائم اتھارٹی کی سرگرمیوں
کی سالانہ رپورٹ برائے سال 06-2005 کا پیش نہ کیا جانا ------------ 452

نمبر شمار | مندرجات | صفحہ نمبر

تحاریک التوائے کار

70۔ ایل ڈی اے کا واجبات وصول کرنے کے باوجود
کرسچئن کمیونٹی کو حقوق ملکیت نہ دینا (---جاری) ------------ 455

71۔ ڈی اے پی اور یوریا کھاد کی بلیک میں فروخت کے خلاف
کسان بورڈ پاکستان کا احتجاجی مظاہرہ ------------ 456

72۔ محکمہ آبپاشی کی انتظامیہ کی جانب سے پنجاب اریگیشن ڈویلپمنٹ اتھارٹی (پیڈا)

| نمبر شمار | مندرجات | صفحہ نمبر |
|---|---|---|
| | کو اختیارات کی منتقلی میں رکاوٹ ------------ | 458 |
| 73- | لاہور میں سڑکوں کی توسیع اور ترقیاتی منصوبوں کے لئے حاصل کی گئی اراضی کے مالکان کو معاوضے کی ادائیگی میں تاخیر ------------ | 460 |
| 74- | چنیوٹ میں سخی عبدالوہاب کے میلہ پر اغوا ہونے والے بچے کی بازیابی کے بعد عوام میں خوف و ہراس ------------ | 461 |
| 75- | کورم کی نشاندہی ------------ | 465 |
| | **جمعتہ المبارک، 21-نومبر 2008** | |
| | **جلد 10 : شمارہ 6** | |
| 76- | ایجنڈا ------------ | 467 |
| 77- | تلاوت قرآن پاک و ترجمہ ------------ | 469 |
| 78- | نعت رسول مقبول ﷺ ------------ | 470 |
| | سوالات (محکمہ جات ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجنیئرنگ) | |
| 79- | نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ------------ | 470 |
| 80- | نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ------------ | 505 |
| | **پوائنٹ آف آرڈر** | |
| 81- | پنجاب میں فوڈ سپورٹ سکیم کی رقم میں پوسٹ مینوں کی خورد بُرد ------------ | 542 |
| | **تحاریک استحقاق** | |
| 82- | ایس۔ایچ۔او جلالپور بھٹیاں کا معزز خاتون رکن اسمبلی کے ساتھ تضحیک آمیز رویہ ------------ | 550 |
| 83- | وائس چانسلر زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کا معزز رکن اسمبلی کا فون سننے سے انکار ------------ | 553 |
| | **تحاریک التوائے کار** | |

84۔ پنجاب پولیس کی کارکردگی کی نگرانی اور جواب طلبی کے لئے قومی اسمبلی
کے ارکان پر مشتمل کمیٹی کا قیام ------------ 557
85۔ ایل ڈی اے کا واجبات وصول کرنے کے باوجود
کرسچین کمیونٹی کو حقوق ملکیت نہ دینا (---جاری) ------------ 559
رپورٹیں (جو پیش ہوئیں)
86۔ مجلس خصوصی کی رپورٹیں برائے مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب لینڈ ریونیو مصدرہ
2008 اور تحاریک استحقاق نمبر 3,7/2008 کا ایوان میں پیش کیا جانا------------560
87۔ انڈکس

## نعت رسول مقبولﷺ

نعت رسول مقبولﷺ الحاج حافظ مرغوب احمد ہمدانی نے پیش کی۔

کچھ نہیں مانگتا شاہوں سے یہ شیدا تیرا
اس کی دولت ہے فقط نقش کف پا تیرا
پورے قد سے میں کھڑا ہوں تو یہ تیرا ہے کرم
مجھ کو جھکنے نہیں دیتا ہے سہارا تیرا
ایک بار اور بھی بطحا سے فلسطین میں آ
راستہ دیکھتی ہے مسجد اقصیٰ تیرا
کچھ نہیں مانگتا شاہوں سے یہ شیدا تیرا
اس کی دولت ہے فقط نقش کف پا تیرا

**چودھری عبداللہ یوسف:** جناب سپیکر! سابق وزیر ڈاکٹر اشفاق الرحمٰن کا انتقال ہو گیا ہے ان کے لئے فاتحہ خوانی کرا دیں۔

**جناب سپیکر:** بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ آپ تشریف رکھئے گا۔ اب میں سیکرٹری اسمبلی سے کہتا ہوں کہ وہ پینل آف چیئرمین کا اعلان کریں۔

## چیئرمینوں کا پینل

**سیکرٹری اسمبلی:** بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 13 کے تحت جناب سپیکر نے اسمبلی کے اس اجلاس کے لئے مندرجہ ذیل ترتیب سے چار معزز اراکین پر مشتمل پینل آف چیئرمین نامزد فرمایا ہے:۔

| | | |
|---|---|---|
| 1۔ | جناب سعید اکبر خان، ایم۔پی۔اے | پی پی۔49 |
| 2۔ | ڈاکٹر اسد اشرف، ایم۔پی۔اے | پی پی۔138 |
| 3۔ | ملک نوشیر خان انجم لنگڑیال، ایم۔پی۔اے | پی پی۔235 |
| 4۔ | سیدہ بشریٰ نواز گردیزی، ایم۔پی۔اے | ڈبلیو۔352 |

**جناب افتخار احمد خان:** جناب سپیکر! ہمارے ایک ساتھی نئے ممبر منتخب ہو کر آئے ہیں، ان کا حلف لے لیا جائے۔

**جناب سپیکر:** ایک منٹ آپ تشریف رکھیں۔ دیکھیں! مجھے پتا ہے۔ یہ بات میرے علم میں ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ میں اس کے بعد آپ کی بات سنتا ہوں۔

## حلف

## نومنتخب رکن اسمبلی کا حلف

**جناب سپیکر:** جی، محمد اعظم چیلا صاحب یہاں تشریف فرما ہیں۔ میں ان سے کہتا ہوں کہ وہ اپنی سیٹ پر کھڑے ہو جائیں اور حلف کے لئے تیاری فرمائیں۔

(اس مرحلہ پر نومنتخب رکن صوبائی اسمبلی پنجاب جناب محمد اعظم چیلا نے حلف لیا)

**جناب سپیکر:** آپ کو بہت بہت مبارک۔ اپنے دستخط فرمائیں اور اپنے دستخط فرمانے کے بعد آپ اگر کچھ بولنا چاہیں تو میں آپ کو دو چار منٹ دے سکتا ہوں۔

(اس مرحلہ پر نومنتخب رکن جناب محمد اعظم چیلا نے حلف کے رجسٹر پر دستخط ثبت فرمائے)

## پوائنٹ آف آرڈر

## خواتین ممبران اسمبلی کو سالانہ ترقیاتی فنڈز دینے کا مطالبہ

**معزز خواتین ممبران حزب اقتدار:** جناب سپیکر! ہماری بات سنیں۔

**محترمہ ساجدہ میر:** جناب سپیکر! ہم دھوکہ میں رہے ہیں۔ پہلے ہمیں 80 لاکھ روپیہ دیا گیا جو کہ lapse ہوا۔ اس کے بعد آپ نے اعلان کیا کہ 2008 اور 2009 کے فنڈز ہم reserve seats والی خواتین کو دیں گے، آپ سکیمیں دیں۔ ہم نے سکیمیں دیں، ہم نے ان علاقوں سے وہ سارا کچھ اکٹھا کیا۔ اب آپ نے ہمارے وہ فنڈز بھی روک لئے ہیں۔ اب آپ بتائیں کہ ہمیں کیا کرنا چاہئے اور اگر ہمیں یہ فنڈز نہ ملے تو آج ہمارا آپ کے ساتھ یہ احتجاج ہے۔

ایک خاتون معزز رکن: جناب سپیکر! ہم ساری اظہار یکجہتی کے طور پر کھڑی ہیں۔

جناب سپیکر: اب آپ تشریف رکھیں۔ میں اپنی پیاری بہنوں سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنی اپنی سیٹوں پر تشریف رکھیں۔ لاء منسٹر صاحب اس کا جواب دے رہے ہیں۔ (شور وغل)
آپ بات تو سنیں ناں۔ لاء منسٹر صاحب ابھی آپ سے مخاطب ہو رہے ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ میں دیکھ رہا ہوں۔ جی، لاء منسٹر صاحب! میرے خیال میں آپ نے بہنوں کا مطالبہ بغور سن لیا ہے۔ اب کوئی اچھے طریقے سے اس کا جواب دیجئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ہماری بہنوں نے یہ اتنی شدت سے اور اتنا پُرزور مطالبہ آج ہی پیش کیا ہے تو میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ وہ اپنے اس مطالبہ کو کل تک pending کر دیں۔ میں اس کے بارے میں پوری طرح سے آگاہ ہو کر انشاء اللہ تعالیٰ ان کو اعتماد میں لوں گا اور غالب امکان یہی ہے کہ ان کے جو فنڈز ہیں وہ انشاء اللہ تعالیٰ ان کو release ہوں گے اور ان کے کام ہوں گے۔

جناب سپیکر: پیاری بہنو! آپ نے وزیر قانون صاحب کی بات سن لی ہے۔ آپ کل تک اپنے احتجاج کو نہ کریں۔

محترمہ انجم صفدر: جناب سپیکر! ٹیچروں کی ملازمت میں ایم پی ایز کے لئے کوٹا مقرر کریں۔

جناب سپیکر: آہستہ آہستہ، دھیرے دھیرے کام ٹھیک ہو گا۔ آپ ایک دم سے معاملے کو خراب نہ کریں۔ آپ نے رانا صاحب کی بات سن لی ہے۔ اس کے بعد فاتحہ خوانی کے لئے ہم چلتے ہیں۔

## تعزیت

## سابق ڈپٹی سپیکر سردار حسن اختر موکل، سابق وزیر ڈاکٹر اشفاق الرحمٰن، کوئٹہ میں زلزلہ اور پشاور میں بم دھماکوں سے وفات پانے والوں کے لئے دعائے مغفرت

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ جناب حسن اختر موکل صاحب۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ جو فرما رہے ہیں، مجھے احساس ہے۔ حسن اختر مؤکل صاحب اس معزز ایوان کے ممبر اور ڈپٹی سپیکر رہ چکے ہیں، ان کے لئے بھی فاتحہ خوانی کروائی جائے گی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ڈاکٹر اشفاق الرحمٰن کے لئے بھی فاتحہ خوانی کی جائے۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! کوئٹہ میں زلزلہ سے وفات پانے والوں کے لئے بھی فاتحہ خوانی کی جائے۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! ہمارے ایم پی اے اعجاز احمد نون صاحب کی ہمشیرہ وفات پا گئی ہیں ان کے لئے بھی دعا کریں۔

جناب سپیکر: جی، ان تمام کے لئے اور کوئٹہ میں زلزلہ سے وفات پانے والوں کے لئے، میں آپ سے گزارش کروں گا کہ فاتحہ خوانی کی جائے۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! اسلام آباد میریٹ ہوٹل، ولی باغ پشاور میں جو بم دھماکہ ہوا اور بلوچستان میں زلزلہ سے جو افراد جاں بحق ہوئے ان سب کے لئے دعا کرنے سے پہلے یہ گزارش ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے سب سے پہلے جو فنڈ قائم کیا اور بلوچستان کو دس کروڑ روپے دیئے اس مثال کو قائم رکھتے ہوئے ہمیں پنجاب اسمبلی کی طرف سے اور جناب! کی طرف سے ایک فنڈ قائم کرنا چاہئے اور ایک دن کی اپنی تنخواہ اس فنڈ میں ڈال کر ہمیں بھی اس کام میں متاثرین زلزلہ کے ساتھ اپنی یکجہتی کا یقین دلانا چاہئے۔ بہت مہربانی۔

جناب سپیکر: تمام حضرات نے بھٹی صاحب کی بات سنی ہے۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس سلسلے میں بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی جو میٹنگ آپ کی صدارت میں ہوئی ہے اس میں دو تین باتیں طے ہوئی ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ اس بارے میں قرارداد مشترکہ طور پر تمام پارٹیوں کی طرف سے آئے گی اور اسی قرارداد میں ہم ان واقعات پر اپنے بلوچستان کے بھائیوں سے اظہار ہمدردی کریں گے۔ اس میں اس بات کا بھی تعین کر لیا جائے گا کہ اس فنڈ میں کس حد تک contribution اس ہاؤس کی طرف سے ہونی ہے۔ اس میں اپوزیشن اور حکومتی بنچوں سے سب کا point of view آ جائے گا اس لئے میں سمجھتا

ہوں کہ اس کے لئے آپ تھوڑا سا وقت دیں۔اس پر بات ہو رہی ہے۔اس کے بعد ہم قرارداد کو بھی لے آئیں گے اور جو condemnation کی قرارداد ہے وہ بھی ہم چاہتے ہیں کہ مشترکہ طور پر ہی دونوں طرف سے پیش ہو۔

**جناب سپیکر:** ٹھیک ہے۔اب فاتحہ خوانی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر شہداء تمام افراد کے لئے ایوان میں فاتحہ خوانی کی گئی)

**سید حسن مرتضیٰ:** پوائنٹ آف آرڈر۔

**جناب سپیکر:** جی، سید حسن مرتضیٰ صاحب!

**سید حسن مرتضیٰ:** جناب سپیکر! رانا صاحب نے بڑی تفصیل سے بتایا ہے کہ ہم مشترکہ قرارداد لائیں گے اور اگر اس میں ہاؤس کا contribution ہوا تو اس دن شاید بھٹی صاحب تشریف نہ لائیں۔آپ آج ہی حکم دے دیں کہ ان کی تو ایک دن کی تنخواہ کاٹ کر زلزلہ زدگان کی امداد کے لئے بھیج دی جائے۔

**جناب سپیکر:** یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ شکریہ۔جی، اعجاز شفیع صاحب!

**جناب محمد اعجاز شفیع:** شکریہ۔جناب سپیکر! میں اپنے پورے ہاؤس کی جانب سے آپ کی توجہ ایک ضروری اور اہم مسئلے کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔جیسا کہ ہم سب کو اس چیز کا علم ہے کہ ہمارے پاکستان میں زراعت ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔آج جو ظلم ہماری کاشتکار برادری کے ساتھ ہو رہا ہے اور ہماری زراعت کے ساتھ ہو رہا ہے شاید اس کی مثال 1947 سے لے کر 2008 تک نہیں ملتی۔۔۔

**جناب سپیکر:** میں سمجھ رہا تھا کہ آپ کا کوئی پوائنٹ آف آرڈر ہے۔یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔آرڈر پلیز۔آرڈر پلیز۔(قطع کلامیاں)

**جناب محمد اعجاز شفیع:** آپ میری بات سن لیں۔

**جناب سپیکر:** اس پر بحث کے لئے ہم نے وقت مقرر کیا ہے۔اس کے لئے آپ کو دو دن دیئے جا رہے ہیں تو اس پر کھل کر بات کیجئے گا۔اب آپ تشریف رکھیں۔(قطع کلامیاں)

مجھے آپ کی بات سے پوری طرح اتفاق ہے لیکن اس کے لئے ہم نے وقت مقرر کیا ہے۔آپ لغاری صاحب سے پوچھ لیجئے گا۔اس وقت جو بزنس چل رہا ہے مجھے اس کے مطابق چلنے دیں۔میں ایجنڈے کے مطابق چلنا چاہتا ہوں۔اب وقفہ سوالات شروع ہونے والا ہے۔

**ڈاکٹر محمد اختر ملک:** جناب سپیکر! پنجاب ہاؤس اسلام آباد میں مجھے پچھلے دنوں جانا ہوا۔ وہاں پر ایم پی ایز کو کمرے نہیں ملتے۔اس مسئلے کو seriously takeup کریں۔وہاں پر مختلف نوعیت کے کام ہوتے ہیں۔اس کو kindly دیکھیں۔

**جناب محمد اعجاز شفیع:** جناب سپیکر!۔۔۔

**جناب سپیکر:** آپ کی بات ٹھیک ہے۔اعجاز شفیع صاحب! آپ ان سے بات کر لیں۔میں نے بار بار آپ کو بات بتائی ہے۔وہ ضرور بھیجیں گے۔آپ ذرا ان سے پوچھ تو لیں۔(قطع کلامیاں)

**جناب سپیکر:** Please no cross talk.۔ لغاری صاحب!آپ ان کو سمجھائیں۔

**جناب افتخار احمد خان:** جناب سپیکر! یہ سارے حالات ان کی وجہ سے ہوئے ہیں۔

**MR. SPEAKER:** Order please. Order please.

**وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):** جناب سپیکر! ابھی میرے بھائی اعجاز شفیع صاحب کسانوں سے ہمدردی کرتے ہوئے آپے سے باہر ہو رہے تھے۔پچھلے پانچ سال ان کی ہمدردی کہاں تھی؟آج بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ میں ان کی طرف سے لغاری صاحب موجود تھے انھوں نے کہا کہ ہم زراعت پر دو دن بحث کرنا چاہتے ہیں تو ہم نے نہ صرف ان کی اس بات کو تسلیم کیا ہے بلکہ ہم نے یہ بات بھی آپ پر چھوڑی ہے کہ آپ اگلے ہفتے میں جس دن کا تعین کرنا چاہیں ہم زراعت پر بحث کرنے کے لئے تیار ہیں۔آپ تمام show concern کریں۔انشاءاللہ اس میں جو بہتری ہو سکی، حکومت کرے گی۔(نعرہ ہائے تحسین)

**جناب سپیکر:** آپ پوری تیاری کر کے آئیں۔

## پوائنٹ آف آرڈر
## ضلعی ڈویلپمنٹ سٹینڈنگ کمیٹی میں منتخب رکن اسمبلی کو شامل کرنے کا مطالبہ

**حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا:** جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر کے ذریعے آپ سے متعلق بات کرنا چاہتا ہوں، اگر میرا پوائنٹ آف آرڈر نہ بنتا ہو تو بے شک reject کر دیجئے گا

**MR. SPEAKER:** Please carry on.

**حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا:** شکریہ۔جناب سپیکر! آپ اس ہاؤس کے بڑے ہیں، سردار ہیں، یہ ہاؤس آپ کے زیر سایہ ہے۔

**جناب سپیکر:** میں تو ہاؤس کا خادم ہوں سردار نہیں۔سردار تو آپ کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں۔

**حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا:** جناب سپیکر! آپ custodian of the House ہیں۔میں اپنا کیس آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔آج ضلع جھنگ کے گیارہویں ایم پی اے چیلا صاحب نے حلف اٹھایا ہے۔ اس سے پہلے جھنگ سے اس ایوان میں دس ممبران تھے۔ضلع جھنگ میں ڈویلپمنٹ کی ایک سٹیرنگ کمیٹی وجود میں آئی۔ اس کمیٹی میں 9 ایم پی ایز کا نام ڈالا گیا لیکن مجھے اس میں شامل نہیں کیا گیا۔ میں بھی اس معزز ایوان کا منتخب ممبر ہوں۔ میں نے اس سلسلے میں ڈی سی او صاحب جھنگ سے بات کی تو انھوں نے کہا کہ اس کمیٹی میں تین ممبران (ن) لیگ کے اور چھ ممبران (ق) لیگ کے ہیں جنھوں نے اپنی وفاداریاں تبدیل کر لی ہیں۔اگر آپ بھی اپنی وفاداری تبدیل کر لیں تو ہم آپ کا نام ڈال دیں گے۔(شیم شیم)

جناب سپیکر! میں اپنا کیس آپ کے سامنے رکھتا ہوں اور آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ حکومت جو عوامی mandate کی بات کرتی ہے، جو لوگ 14 ہزار ووٹ لے کر آتے ہیں ان کا نام تو شامل ہے اور جو 15 ہزار کی لیڈ سے جیتا ہے اس کا نام شامل نہیں ہے۔چلو! یہ بھی کوئی بات نہیں ہے۔ انھوں نے تو یہ کیا ہے کہ میرے حلقے میں جو (ن) لیگ کا امیدوار تھا اسے اس کمیٹی میں ڈالا ہوا ہے۔اگر انھوں نے ایسے کرنا ہے تو جو دوسرے نمبر پر آیا تھا اس کا نام بھی شامل کریں۔اگر انھیں ہارے ہوئے امیدواروں کے نام ڈالنے ہیں تو پھر پیپلز پارٹی کے امیدواروں کے نام بھی شامل کریں۔۔۔

**جناب سپیکر:** آپ پوائنٹ آف آرڈر پر تقریر نہیں کر سکتے۔

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: جناب سپیکر! میں تقریر نہیں کر رہا۔میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہاہوں- اگر میرا point valid نہیں ہے تو بے شک اسے reject کر دیں-

جناب سپیکر: آپ ایک چیز notice میں لانا چاہتے تھے وہ ان کے notice میں آ گئی ہے-

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا :جناب سپیکر! ڈی سی او جھنگ کی طرف سے جاری کردہ نوٹیفکیشن میرے پاس موجود ہے- میں یہ آپ کو دکھانا چاہتا ہوں- میرے پاس ثبوت ہے-اس گورنمنٹ کو شرم آنی چاہئے کہ دس ممبران کا نام ہے جو وفادار ہیں لیکن میں اس طرح اپنی پارٹی سے کبھی بے وفائی نہیں کروں گا-اگر یہ ایسے اوچھے ہتھکنڈوں سے وفاداریاں تبدیل کرانا چاہتے ہیں تو میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اس پارٹی میں باضمیر لوگ بھی ہیں۔ جو کبھی اپنی وفاداریاں تبدیل نہیں کریں گے-

جناب سپیکر: آپ relevant ہو جائیں۔

جناب افتخار احمد خان:جناب سپیکر!میں جواب دینا چاہتا ہوں-

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں-جی، راناصاحب!

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: جناب سپیکر! اس سلسلے میں راناصاحب سے جواب لیں-

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

جناب افتخار احمد خان :جناب سپیکر!کاٹھیا صاحب جھنگ سے تعلق رکھتے ہیں- میرے بھائی ہیں، ساتھی ہیں-یہ حافظ قرآن ہیں یہ ماہ رمضان میں نماز تراویح پڑھارہے تھے اس لئے ان کا نام نہیں آیا-

جناب سپیکر: پہلے یہ بتائیں کہ آپ کس طرح بول رہے ہیں؟آپ کس کی اجازت سے بول رہے ہیں؟ مجھے افسوس ہے-جی راناصاحب! آپ نے کاٹھیا صاحب کی بات سنی ہے، یہ آپ کو نوٹیفکیشن بھی دے رہے ہیں-یہ لے لیں اوراس بارے میں کیا فرمائیں گے ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!میں اس نوٹیفکیشن کے متعلق verify کرلوں گا-حکومت کی قطعی طور پر یہ پالیسی نہیں ہے-ہم اس ہاؤس کے تمام معزز ممبران کو ڈویلپمنٹ فنڈز دیں گے اور اس صوبے کے ہر حلقہ میں جس نے اپنے ووٹ کی طاقت سے جسے بھی منتخب کیا ہے اسے یہ اختیار ہے کہ وہ اس حلقے کی بہتری کے لئے کام کرے لیکن میں سرگانہ صاحب سے صرف---

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: سرگانہ نہیں، کاٹھیا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): کاٹھیا صاحب اور سرگانہ صاحب اکٹھے ہی ہوا کرتے تھے۔میں کاٹھیا صاحب سے صرف اتنی گزارش کروں گا کہ یہ جو چار پانچ ماہ بعد گورنمنٹ کو شرم دلوانے کی بات کر رہے ہیں، کاش! یہ سوچتے کہ ان کو پانچ سال تک شرم نہیں آئی۔(نعرہ ہائے تحسین) یہ پانچ سال تک اپوزیشن ممبران کے فنڈز سے اسی طرح کرتے رہے اور کسی بھی اپوزیشن رکن کو فنڈ نہیں دیا۔

جناب سپیکر: راناصاحب! آپ نے ساری باتیں کر دی ہیں لیکن معزز ممبران کا خیال کیجئے۔یہ اس ہاؤس کے معزز ممبران ہیں، ان کے تقدس اور ان کے حقوق کی حفاظت آپ کی اور میری ذمہ داری ہے۔

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: بہت شکریہ۔

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! ہمارے معزز ممبر نے بڑی خوبصورت بات کی ہے۔ ہم ان کا بڑا احترام کرتے ہیں۔یہ فرما رہے تھے کہ میں اس طرح سے اپنی پارٹی سے بے وفائی نہیں کروں گا۔میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ پھر یہ کس طرح سے بے وفائی کریں گے؟ یہ تو already بے وفاؤں میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات شروع کرتے ہیں۔

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: اب پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔نولاٹیا صاحب! میرے خیال میں بہت ہو گئی ہے، اب چھوڑ دیں۔اس معزز ایوان کا وقت بڑا قیمتی ہے۔ پلیز آپ تشریف رکھیں۔

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: میری بات بھی بڑی قیمتی ہے۔

**سوالات** (محکمہ جات جیل خانہ جات اور محنت وانسانی وسائل)

## نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

**جناب سپیکر**: آپ تشریف رکھیں۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ پہلے نمبر پر سید حسن مرتضیٰ صاحب کا سوال ہے۔

**سید حسن مرتضیٰ**: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 35 ہے۔

**جناب سپیکر**: میرے خیال میں اس سوال کا جواب بہت لمبا ہے لہذا اس کا جواب taken as read تصور کیا جاتا ہے۔

## 2003 تا حال۔ جیلوں میں ہونے والے ہنگاموں اور ان سے متعلقہ دیگر تفصیلات

*35-اے: **سید حسن مرتضیٰ**: کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) صوبے میں یکم جنوری 2003 سے آج تک کن کن جیلوں میں ہنگامے ہوئے، ان میں کتنے قیدی و حوالاتی اور اہل کار زخمی ہوئے اور کتنی املاک کو نقصان ہوا؟

(ب) متذکرہ عرصے کے دوران ہنگاموں کی وجہ سے کن کن کے خلاف کیا کیا تادیبی کارروائی ہوئی اور اس وقت کس کس کے خلاف تادیبی کارروائی زیر التوأ ہے؟

**وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور)**:

| نمبر شمار | نام جیل | جز (الف) | جز (ب) |
|---|---|---|---|
| -1 | سنٹرل جیل لاہور | NIL | NIL |
| -2 | سنٹرل جیل، گوجرانوالہ | NIL | NIL |
| -3 | سنٹرل جیل ساہیوال | NIL | NIL |
| -4 | ڈسٹرکٹ جیل قصور | NIL | NIL |
| -5 | ڈسٹرکٹ جیل لاہور | NIL | NIL |
| -6 | ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ | NIL | NIL |
| -7 | ڈسٹرکٹ جیل سیالکوٹ | مورخہ 25-07-2003 کو ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج، سیالکوٹ نے ہمراہ دیگر سول جج / | سانحہ سیالکوٹ کیس خصوصی عدالت انسداد دہشت گردی گوجرانوالہ ڈویژن میں زیر سماعت |

| | | | |
|---|---|---|---|
| | | جوڈیشل مجسٹریٹ صاحبان کے ڈسٹرکٹ جیل سیالکوٹ کا دورہ کیا۔ 05 خطرناک ملزموں نے 09 سول جج/جوڈیشل مجسٹریٹ ہمراہ 04 جیل ماتحت عملہ ایک میڈیکل آفیسر اور 03 اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ کو یرغمال بنا لیا۔ پولیس کمانڈو بشمول ڈی آئی جی پولیس گوجرانوالہ نے ریسکیو آپریشن کیا۔ دوران سانحہ 03 سول جج شہید ہو گئے تمام ملزمان جنہوں نے مذکورہ بالا آفسران کو یرغمال بنایا تھا ہلاک ہو گئے جبکہ 02 سول جج 04 جیل اہلکاران اور قیدی عورت زخمی ہوئے۔ بعد ازاں زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے سید شہریار برکی، سول جج مورخہ 31-07-2003 کو پنجاب انسٹیٹیوٹ کارڈیالوجی میں انتقال کر گئے۔ | رہا۔ 30 جیل ملازمین کے خلاف انضباطی کارروائی کی سفارش کی گئی۔ جو بعد ازاں بحکم عدالت نوکریوں پر بحال کر دیئے گئے۔ محکمہ داخلہ نے بذریعہ آرڈر نمبر نمبر SO(Prs)3-25/2003(P) مورخہ 22-03-2007 کے تحت میاں فاروق نذیر ڈی آئی جی ملتان ریجن کو بطور انکوائری آفیسر مقرر کیا۔ مذکورہ انکوائری محکمہ داخلہ میں زیر التوا ہے۔ |
| 8- | سنٹرل جیل، راولپنڈی | NIL | NIL |
| 9- | ڈسٹرکٹ جیل، اٹک | NIL | NIL |
| 10- | ڈسٹرکٹ جیل، گجرات | NIL | NIL |
| 11- | ڈسٹرکٹ جیل، جہلم | NIL | NIL |
| 12- | ڈسٹرکٹ جیل منڈی، بہاؤالدین | NIL | NIL |
| 13- | سب جیل، چکوال | NIL | NIL |
| 14- | سنٹرل جیل، فیصل آباد | NIL | NIL |
| 15- | سنٹرل جیل، میانوالی | NIL | NIL |
| 16- | ڈسٹرکٹ جیل، فیصل آباد | NIL | NIL |
| 17- | ڈسٹرکٹ جیل، جھنگ | مورخہ 19-09-2007 کو دو مخالف حوالاتیاں گروپ میں ذاتی چپقلش کی بنا پر لڑائی جھگڑا اور ہنگامہ آرائی ہوئی جس سے جیل میں ناخوشگوار اور قانون کی خلاف ورزی کا واقعہ پیدا ہوا جس کو طاقت کے کم سے کم استعمال کرتے ہوئے قابو پا لیا گیا۔ اس ہنگامے میں کچھ جیل اہلکاران معمولی نوعیت کے زخمی ہوئے مگر سرکاری املاک کو کوئی نقصان نہ پہنچا۔ | دونوں متحارب حوالاتیاں گروپ کے سرکردگان کو بمطابق قانون علیحدہ بند کرنے کی سزا دی گئی۔ |

| | | | |
|---|---|---|---|
| -18 | ڈسٹرکٹ جیل سرگودھا | مورخہ 02-09-2004 کو ڈسٹرکٹ جیل سرگودھا میں ایک قیدی کی وفات بوجہ ہارٹ اٹیک ہوئی جس کی بنا پر قیدیوں نے جیل میں ہنگامہ کر دیا اور دو اہلکار زخمی ہوئے۔<br>مورخہ 24-06-2004 کو جیل میں ہنگامہ ہوا۔ ایک قیدی کی وفات ہوئی۔ بیس قیدی زخمی ہوئے۔ تین اہلکار زخمی ہوئے۔ دو آفیسروں کو یرغمال بنا لیا گیا اور املاک کو تقریباً /136000 روپے کا نقصان ہوا۔ | جن قیدیوں نے ہنگامے کئے ان کو مختلف جیلوں پر شفٹ کر دیا گیا کیونکہ یہ ہنگامے قیدیوں کی طرف سے ناجائز مطالبات پیش کرنے کی وجہ سے ہوئے اور ان ہنگاموں میں جیل آفیسران اور اہلکاروں کا کوئی قصور نہ ہے۔ |
| -19 | ڈسٹرکٹ جیل، شاہ پور | NIL | NIL |
| -20 | بورسٹل جیل، فیصل آباد | NIL | NIL |
| -21 | ڈسٹرکٹ جیل، ٹوبہ ٹیک سنگھ | ڈسٹرکٹ جیل ٹوبہ ٹیک سنگھ میں مورخہ 14-05-2007 کو اسیران نے ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ سید اختر حسین رضوی کے رویہ کے خلاف ہنگامہ آرائی کی جس سے بارکوں میں توڑ پھوڑ کی ہنگامہ میں حوالاتی بلال ولد اسماعیل اوڑھ معمولی زخمی ہوا۔ دو وارڈران شاہد فاروق اور کرامت علی زخمی ہوئے لیکن عمارت کو کوئی نقصان نہ ہوا۔ | مورخہ 14-05-2007 کے ہنگامے میں بعد انکوائری ڈی آئی جی فیصل آباد ریجن نے ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ سید اختر حسین رضوی کو بحکم جناب آئی جی جیل خانہ جات لاہور حکم نمبری 33 مورخہ 14-05-2007 کو معطل کیا گیا۔ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ سید اختر حسین رضوی کو بحکم ہوم سیکرٹری پنجاب چٹھی نمبری SO(Prs) 1-149/06 مورخہ 07-07-2007 کو نوکری پر بحال کیا گیا۔ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ سید اختر حسین رضوی کو بحکم جناب آئی جی جیل خانہ جات پنجاب لاہور چٹھی نمبری 238 مورخہ 28-07-2007 کو جیل ہذا سے ڈسٹرکٹ جیل مظفر گڑھ ٹرانسفر کیا گیا۔ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ سید اختر حسین رضوی اور طالب چیف وارڈر تعینات ڈسٹرکٹ جیل جھنگ کے خلاف تادیبی کارروائی زیر التواء ہے۔ |
| -22 | سنٹرل جیل ملتان | NIL | NIL |
| -23 | سنٹرل جیل، بہاولپور | NIL | NIL |
| -24 | سنٹرل جیل، ڈی جی خان | NIL | NIL |
| -25 | بورسٹل جیل، بہاولپور | NIL | NIL |
| -26 | ڈسٹرکٹ جیل، بہاولنگر | NIL | NIL |
| -27 | ڈسٹرکٹ جیل ملتان | NIL | NIL |
| -28 | ڈسٹرکٹ جیل، مظفر گڑھ | NIL | NIL |

| | | | |
|---|---|---|---|
| -29 | ڈسٹرکٹ جیل، رحیم یار خان | NIL | NIL |
| -30 | ڈسٹرکٹ جیل، راجن پور | NIL | NIL |
| -31 | زنانہ جیل، ملتان | NIL | NIL |
| -32 | ڈسٹرکٹ جیل، وہاڑی | NIL | NIL |

جناب سپیکر: میں معزز ممبران سے پرزور اپیل کروں گا کہ دو سے زیادہ ضمنی سوالات نہ پوچھے جائیں ورنہ ہمارا ایجنڈا ادھورا رہ جاتا ہے۔شاہ صاحب! میں آپ سے اپیل کروں گا کہ دو سے زیادہ ضمنی سوال نہ کریں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! اگر آپ کہتے ہیں تو میں ضمنی سوال کرتا ہی نہیں۔

جناب سپیکر: میں یہ نہیں کہتا کہ آپ ضمنی سوال نہ کریں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میری عرض سن لیں۔آج اس ہاؤس میں مسلم لیگ (ن) اور پاکستان پیپلز پارٹی کے تقریباً سارے ایم پی ایز تھوڑا بہت، ہفتہ، دس دن، مہینے کے لئے جیل میں رہ کر آئے ہیں۔ہر ممبر بڑی اچھی طرح سارے حالات جانتا ہے۔میں وزیر صاحب سے ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں لیکن نہیں کرتا چونکہ وہ خود بھی اس مرض میں مبتلا رہے ہیں انھیں خود بھی پتا ہے کہ جیل کی زندگی کتنی دشوار ہے، کتنی مشکل ہے اور جیل میں حکمرانی کرنے والے ایک کانسٹیبل وارڈن سے لے کر سپرنٹنڈنٹ تک کتنے مکروہ فعل میں ملوث ہیں۔جیل میں رہنے والا شخص روٹی پیسوں سے لیتا ہے، پانی پیسوں سے لیتا ہے۔اسے سونے کے لئے جگہ پیسوں سے ملتی ہے یہاں تک کہ وہ آکسیجن بھی خریدتا ہے تو وہ اسے پیسوں سے میسر ہوتی ہے وگرنہ جیل میں آکسیجن بھی نہیں ملتی۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ کی تمام باتیں بالکل درست ہیں۔لہٰذا اگر آپ کے پاس کوئی ضمنی سوال ہے تو کر لیں اور اگر مطمئن ہیں تو پھر ٹھیک ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں گزارش کروں گا کہ پچھلے دنوں منسٹر صاحب نے کیمپ جیل کا visit کیا تھا۔میں نے اخباروں میں بھی پڑھا اور میرے پاس ایسی تصویریں بھی موجود ہیں جو میں ہاؤس میں دکھا نہیں سکتا، اگر آپ وہ تصویریں دیکھ لیں تو کوئی بھی مسلمان، کوئی بھی انسان اتنا انسانیت سوز سلوک نہیں کرتا۔۔۔

جناب سپیکر: میں نے وہ تصویریں دیکھیں ہیں اور دیکھتے ہوئے مجھے بھی شرم آ رہی تھی۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! جب جیلوں میں یہ حال ہو رہا ہے تو کیا وہاں کرسیوں پر بیٹھے ہوئے ان سپرنٹنڈنٹس کو کوئی سزا نہیں ملنی چاہئے؟

جناب سپیکر: اب منسٹر صاحب کی بھی سن لیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! یہ سپرنٹنڈنٹ اسی ضلع کا رہائشی ہے، اسی ضلع میں نوکری کر رہا ہے اور اسی ضلع کے قیدیوں کو لوٹ رہا ہے اور ان کو ذبح کر رہا ہے۔اگر آج یہ حکومت جو خود زیر عتاب رہی ہے وہ ازالہ نہیں کرے گی۔۔۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر! جناب سپیکر! میں شیخوپورہ سے belong کرتا ہوں اور میں جانتا ہوں کہ وہ سپرنٹنڈنٹ ضلع شیخوپورہ سے belong نہیں کرتا۔

جناب سپیکر: علی اصغر منڈا صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میرا سوال ہے، شاید انھیں جواب کا پتا نہیں ہے۔ میرے سوال کا جواب وزیر موصوف نے دینا ہے۔ اگر منڈا صاحب نے جواب دینا ہے تو پھر انھیں پہلے یہ portfolio دیں۔اگر سپرنٹنڈنٹ کی اتنی خوشامد مقصود ہے تو پھر یہ پارلیمانی طریق کار کے مطابق بات کریں۔ یہ ایک serious issue ہے۔اس میں انھیں اس طرح مجھے interrupt نہیں کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر: دیکھیں، میں آپ تمام سے ملتمس ہوں کہ کیمرے کی آنکھ سے آپ میں سے کوئی بھی نہیں بچ پائے گا۔اس اسمبلی کے تقدس کو آپ ہی نے بحال رکھنا ہے۔آپ اس مقدس ایوان کے معزز ممبران ہیں۔آپ کی ہر بات media میں آتی ہے۔آپ کے علاقے کے لوگ، پاکستان کے لوگ اس کارروائی کو direct دیکھ رہے ہیں۔ براہ مہربانی! پیشتر اس کے کہ آپ کوئی بات کریں پہلے اس کو سوچیں اور پھر بات کریں۔be a very good parliamentarian. میری آپ سے یہ گزارش ہو گی۔ جی، شاہ صاحب! میرے خیال میں آپ کے سوال کا تو مکمل جواب آ گیا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں ایک چھوٹی سی گزارش کرنا چاہتا ہوں۔ یہ سارا ہاؤس گواہ ہے۔ میں نے کسی جیل سپرنٹنڈنٹ کا نام نہیں لیا۔ میں نے کسی ضلع کو mention نہیں کیا۔ یہ ایم پی اے صاحب، فاضل ممبر اٹھے ہیں اور انھوں نے کہا ہے کہ وہ سپرنٹنڈنٹ شیخوپورہ کا رہائشی نہیں ہے۔ کیا انھیں خواب آ گیا ہے؟

**جناب سپیکر:** میرے خیال میں آپ اس بات کو چھوڑ دیں۔ آپ نے چار جیلوں سے متعلقہ سوال کیا اور ان کے جوابات دے دیئے گئے ہیں۔

**سید حسن مرتضیٰ:** جناب سپیکر! انھوں نے زیادتی کی ہے۔ میں نے کسی کا نام نہیں لیا۔ اگر انھوں نے کسی کو defend کرنا ہے تو اپنی باری پر ضرور کریں لیکن اسے گھر بیٹھے خوش کرنے کے لئے مجھے interrupt نہ کریں۔ میں نے تو کسی کا نام ہی نہیں لیا۔ اگر کوئی ایسی بات ہوئی تو میں ضرور اس کا نام بھی mention کروں گا اور بتاؤں گا کہ وہ کیا ہیں؟

**جناب سپیکر:** ان کا ذکر چھوڑ دیں۔ آپ کوئی ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں تو وہ کریں۔ دو سے زیادہ ضمنی سوال نہیں ہوں گے۔ شاہ صاحب! آپ نے تو کوئی ضمنی سوال نہیں کرنا؟

**محترمہ ساجدہ میر:** جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتی ہوں۔

**جناب سپیکر:** مجھے پہلے شاہ صاحب سے پوچھنے دیں، محرک جن کی طرف سے سوال آیا ہے ان کو پہلے ضمنی سوال کرنے دیں۔

**محترمہ ساجدہ میر:** جناب سپیکر! ہمیں تو پچھلی حکومت نے 16۔ایم۔پی۔او یا دہشت گردی کے جرائم کے تحت جیل میں ڈالا تھا لیکن آج کے حالات میں جیلوں کے اندر جو لڑائی جھگڑے ہوتے ہیں، جیسا کہ حسن مرتضیٰ صاحب نے اپنے سوال میں پوچھا ہے۔ اس کی بنیادی وجہ ایک تو یہ ہے کہ وہاں پر جب کھانے کی تقسیم ہوتی ہے، جو میں نے دیکھا ہے اس کا طریق کار یہ ہے کہ وہاں پر ایک سینئر قیدی کو نمبردار بنایا ہوتا ہے۔ ایک کے پاس زیادہ چلا جاتا ہے اور دوسرے کے پاس کم جاتا ہے۔ دوسرا جیلوں میں جو ملاقات کا طریق کار ہے وہ بالکل اچھا نہیں ہے۔ وہاں پر پیسے لے کر ملاقات کروائی جاتی ہے، چیزیں راستے میں ہی غائب کر دی جاتی ہیں۔ جیل کے اندر دکانیں کھلی ہوئی ہیں۔ ہم سیاسی لوگ تھے اگر دودھ کا ڈبہ بھی لینا ہوتا تھا تو ہمیں پیسے دے کر لینا پڑتا تھا۔ وزیر جیل خانہ جات صاحب بتائیں کہ کیا جیلوں کی حالت بدلے گی یا نہیں؟ یا تو پھر آپ ایسا نظام لائیں کہ لوگ جرم ہی نہ کریں، جیلوں میں نہ جائیں اور یہ جیلیں ختم ہو جائیں۔

**جناب سپیکر:** جی، وزیر جیل خانہ جات!

**وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور):** جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میرے بھائی نے کچھ چیزیں point out کی ہیں۔ اس کی اب دو ہی صورتیں ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ پاکستان کے سب سے بڑے

صوبہ پنجاب کے اس ایوان کے اندر جس طرح سابقہ روایات کے مطابق کام چلتا رہا میں بھی اسی طرح کہہ دوں کہ یہ ٹھیک ہو جائے گا، ہم ٹھیک کر رہے ہیں۔On the other sideاگر دیکھا جائے تو آج دنیا کے اندر changeآ رہی ہے۔امریکہ جیسے ملک کے اندر بھیchangeآئی ہے اور change کے بدلے اگر امریکہ جیسے ملک کا صدر"بارک حسین اوباما" بنتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ آج یہ ہماری ذمہ داری بنتی ہے، بطور منسٹر انچارج میری یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ جیل کے اندر اگر کوئی اچھی چیزیں ہیں تو میں ان کو بھی یہاں پر بیان کروں اور اگر کچھ غلط ہو رہا ہے تو میں سابقہ روایات کے مطابق ان پر پردہ نہ ڈالوں۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔ محترمہ نسیم لودھی صاحبہ! پلیز خاموش بیٹھیں۔

وزیر جیل خانہ جات(چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! ہمارے وزیر قانون سے لے کر وزیر اعظم اور صدر تک بہت سے سیاسی ورکرز جیل جا چکے ہیں، وہ یہ سارا systemدیکھ چکے ہیں۔اب وقت changeکا آگیا ہے اور اب changeآئے گی۔ میں ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں کہ It's a very tough departmentاگر میں یہاں پر یہ کہہ دوں کہ جی، یہ سب کچھ وہاں پر نہیں ہو رہا تو یہاں پر بیٹھے ہوئے 80 فیصد لوگ ایسے ہیں جو کہ جیل کے اندر رہ چکے ہیں، جن کو بخوبی علم ہے کہ وہاں پر کیا کیا کچھ ہوتا ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: دیکھیں! بات سنیں۔ منسٹر صاحب جواب دے رہے ہیں۔ان کو پہلے اپنا جواب مکمل کر لینے دیں۔آپ ان کو interruptنہ کریں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔

جناب سپیکر: چیمہ صاحب! نہیں، This is not good.

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! وزیر صاحب جو جواب دے رہے ہیں میرا پوائنٹ آف آرڈر اسی حوالے سے ہے۔وزیر صاحب کو 9ماہ وزیر بنے ہوئے ہو گئے ہیں اور 9ماہ میں تو بہت ساری changeآ جاتی ہے۔یہ بتائیں کہ پچھلے 9ماہ میں وہ اپنے محکمہ میں کیا changeلائے ہیں؟

جناب سپیکر: چیمہ صاحب! دیکھیں، میری بات سنیں۔ ان کو تجربات ہیں۔آپ کو تجربہ نہیں ہے۔(قہقہے)

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! میں معزز ممبر کو یہ بتانا چاہوں گا کہ change آئی ہے۔ آج وہاں پر جا کر دیکھیں تو آپ کو change نظر آئے گی۔ پہلے ایک قیدی کو خوراک کے لئے 19 روپے روزانہ ملتے تھے۔ آج ایک قیدی کے لئے پچاس روپے روزانہ خوراک کے لئے رکھے گئے ہیں۔ یہ credit میں اپنے وزیر اعلیٰ پنجاب کو دینا چاہتا ہوں۔ سابقہ دور کی کرپشن اور بدعنوانیاں سامنے آ رہی ہیں۔ جب یہ ختم ہو جائیں گی تو پھر لوگوں کو پتا چلے گا کہ واقعی وہاں پر change آئی ہے۔

جناب سپیکر! جس سپرنٹنڈنٹ کی معزز رکن نے بات کی ہے میں یقین دلاتا ہوں کہ ہم اس کی بالکل انکوائری کریں گے اگر کوئی آدمی اپنے home district میں لگا ہوا ہے تو قانون کے مطابق اس کا جائزہ لیا جائے گا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! ابھی چیمہ صاحب فرما رہے تھے کہ نو مہینے ہو گئے ہیں لیکن change نہیں آئی۔ تبدیلی 9 مہینے کے بعد ہی آتی ہے۔ اب انشاءاللہ بہتر تبدیلی آئے گی۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔ NO cross talk, please. No cross talk. چیمہ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! انھوں نے میرا نام لیا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، انھوں نے آپ کا نام نہیں لیا۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: انھوں نے میرا نام لیا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں لیا۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: تو پھر آپ کا لیا ہو گا؟

جناب سپیکر: آپ ذرا سنیں۔ تشریف رکھیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میری منسٹر صاحب سے گزارش ہے کہ وہ میرے سوال کو pending کر لیں۔ اس بارے میں انکوائری کر لیں۔ اگر یہ کچھ نہیں ہو رہا تو ٹھیک ہے۔ اسے بیشک pending کروا دیں۔ میں انہیں اور تصاویر بھی دے دیتا ہوں لیکن میری یہ گزارش ضرور ہو گی کہ اگر ان کے پاس اس کا فوری جواب نہیں ہے تو اس سوال کو آپ pending کروا دیں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! اس سوال کا جواب تو مکمل طور پر آ چکا ہے پھر آپ اس کو pending کیوں کرواتے ہیں؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! میں یہ چاہتا ہوں کہ اس جواب کا کوئی اثر بھی ہو، کوئی change بھی آئے۔ میں change چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں پھر آپ اس کے لئے fresh question دے دیں کیونکہ اس کا جواب تو انہوں نے دے دیا ہے۔

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! معزز رکن نے جس مسئلے کو point out کیا ہے میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ ہم اس کو check کریں گے بلکہ verify کریں گے، ان کو ساتھ بٹھائیں گے اور ان کو مطمئن کریں گے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ کے سوال کا جواب تو مکمل ہے، اس سوال کو اب pending کرنے کی ضرورت تو نہیں ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: دیکھیں! اس جواب کا کوئی اثر بھی تو ہو۔

جناب سپیکر: جواب آپ کا آ گیا ہے، جو اثر والی بات ہے وہ آپ اور یہ مل بیٹھ کر کریں گے۔ یہ آپ کی بات غور سے سنیں گے اور اس پر عمل بھی کروائیں گے۔

سید حسن مرتضیٰ: شنوائی ہو تو پھر کیا بات ہے۔

جناب سپیکر: میں دوبارہ بھی حاضر ہوں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! دو تین دن میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔

جناب سپیکر: اگر آپ کی تسلی سوال کو pending کرنے میں ہوتی ہے تو میں کر دیتا ہوں لیکن اس سوال کا جواب آ چکا ہے۔ شکریہ

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ اس سلسلے میں اگر ہمیں دو تین دن کا time دیا جائے تو ہم ایوان میں اس کی تفصیل بتا دیں گے۔

جناب سپیکر: کب تک کا time دیں آپ اس سلسلے میں مجھے بتا دیں؟

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): اسی اجلاس میں ہی اس کا جواب دے دیں گے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں ایک ہفتے کا time لے لیں؟

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): ٹھیک ہے۔

حاجی ذوالفقار علی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔ اگلا سوال محترمہ عارفہ خالد صاحبہ کا ہے۔

حاجی ذوالفقار علی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ یہ مناسب نہیں ہے۔ آپ کس بات پر پوائنٹ آف آرڈر لے رہے ہیں؟

حاجی ذوالفقار علی: جناب والا! جیلوں میں 65 سال کی عمر کے جو لوگ ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ ضمنی سوال پر بات کریں۔

حاجی ذوالفقار علی: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ میں وزیر موصوف کی توجہ اس بات پر دلانا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، توجہ دلانے کا طریق کار اور ہے۔ مہربانی فرمائیں، تشریف رکھیں۔

حاجی ذوالفقار علی: جناب والا! وہاں پر 65 سال سے زیادہ عمر کے قیدی موجود ہیں۔

جناب سپیکر: آپ میری بات کو سمجھیں۔ ابھی آگے اور سوالات آ رہے ہیں ان میں آپ وزیر صاحب سے ضمنی سوال پوچھ لیں اور وہ آپ کو اس کا جواب دے دیں گے۔ شکریہ

حاجی ذوالفقار علی: جناب والا! میں ضمنی سوال ہی کر رہا ہوں اور ان کے سوال میں add کر رہا ہوں۔ وزیر صاحب اس کا اکٹھا جواب دے دیں گے۔ 65 سال کی عمر کے بزرگ قیدی جیلوں میں موجود ہیں۔ ہماری یہ پالیسی تھی کہ جن لوگوں کی عمر 65 سال ہو ان کی رہائی متوقع ہو جاتی ہے۔ اسی طرح اس جیل میں لاوارث لاشیں اتنی زیادہ موجود ہیں جن کو کوئی سننے والا ہی نہیں ہے اور جن قیدیوں کے جرمانے ادا نہیں ہو سکے لیکن قید ختم ہو چکی ہے ابھی تک ان کو رہائی نہیں ملی۔ یہ معاملات ہیں اور یہ میں نے وزیر موصوف کے نوٹس میں لانے تھے۔

جناب سپیکر: پہلے آپ دیکھیں اور سنیں۔ آگے اس قسم کے سوالات آ رہے ہیں۔ وہاں آپ اپنا ضمنی سوال کر لیں۔

چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں نے ایک سوال محکمہ جیل خانہ جات کے متعلق کیا تھا۔

جناب سپیکر: کیا فرمایا ہے؟

چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ): جناب والا! میں نے سیالکوٹ جیل کے متعلق ایک سوال کیا تھا اور مجھے اس کی اطلاع بھی کر دی گئی تھی کہ آپ کا سوال accept ہو گیا ہے مگر آج وہ ایجنڈے میں شامل نہیں ہے۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ اس کی باقاعدہ enquiry کی جائے کہ میرا سوال منظور ہونے کے بعد ایجنڈے میں شامل کیوں نہیں کیا گیا؟ بہت شکریہ۔

جناب سپیکر: جب آپ کی باری آئے گی تو اس وقت آپ کا سوال list میں شامل ہو جائے گا۔ محترمہ عارفہ خالد صاحبہ!

محترمہ عارفہ خالد پرویز: سوال نمبر 192۔

جناب سپیکر: اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

## صوبہ پنجاب میں چائلڈ لیبر کے متعلقہ مسائل

*192: محترمہ عارفہ خالد پرویز: کیا وزیر محنت وانسانی وسائل از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب میں چائلڈ لیبر پر پابندی ہے اور بچوں سے مزدوری کروانے یا مزدوری پر رکھنے والے کو سزا بھی دی جا سکتی ہے؟

(ب) اگر درج بالا سوال کا جواب اثبات میں ہے تو 2000 سے 2007 تک کتنے کیسز حکومت کے سامنے آئے ہیں اس بارے میں ایوان کو مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) چائلڈ لیبر کے حوالے سے حکومت کی حکمت عملی کیا ہے، اس سے بھی ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) صوبہ پنجاب کے تمام صنعتی ادارے جن میں بچوں کی صحت وتندرستی کو متاثر کرنے والے کام ہوتے ہیں۔ان اداروں میں قانون ملازمت اطفال 1991 کی دفعہ (3) کے تحت مکمل پابندی ہے۔ یاد رہے کہ عام دوسرے اداروں میں بچوں کی ملازمت کو باقاعدہ بنایا گیا

ہے۔بچوں سے ممنوعہ عملیات کرانے والا آجر دفعہ 14(1) کے تحت ایک سال قید یا 20 ہزار روپے تک جرمانہ یا دونوں سزاؤں کا مستوجب ہو گا۔ تمام کارخانوں میں بچوں کی شرائط ملازمت کی جو کوئی خلاف ورزی کرے گا۔دفعہ 14(3)(د) کے تحت ایک ماہ کی قید محض یا دس ہزار روپے تک جرمانہ یا دونوں سزاؤں کا مستوجب ہو گا۔

(ب) 2000 سے 2007 تک محکمہ محنت پنجاب کے انسپکٹران نے قانون برائے ملازمت اطفال مجریہ 1991 کے تحت کل 601127 معائنہ جات کئے اور 11007 چالان متعلقہ عدالتوں میں جمع کروائے اور جن پر -/879960 روپے جرمانہ کیا گیا جس کی سال بہ سال تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

(ج) بچوں کی مشقت سے متعلق قومی پالیسی اور حکمت عملی 2001 کے تحت وزارت محنت حکومت پاکستان نے بچوں کی مشقت کے خاتمے کے لئے قومی پالیسی اور حکمت عملی کا اعلان کیا۔اس پالیسی کے تحت بچوں کی تعلیم کے فروغ کے ذریعے ان کو لیبر مارکیٹ سے دور رکھنے سے متعلق بچوں کی فنی تربیت کرنے کے مواقع فراہم کرنے اور دیگر اقدامات پر زور دیا گیا ہے۔اس میں حکومتی اداروں کے ساتھ این جی اوز (NGOs)، ٹریڈ یونین اور عالمی اداروں کا بچوں کی مشقت کے خاتمے کے لئے تعاون پر زور دیا گیا ہے۔

حکومت پنجاب نے بچوں کی مشقت کے خاتمے کے لئے بہت سے اقدام کئے ہیں جن میں سے چند درج ذیل ہیں:۔

1۔ فٹ بال کی صنعت سے بچوں کی مشقت کے مکمل خاتمے کے لئے حکومت نے ILO اور دوسری بین الاقوامی ایجنسیوں کے ساتھ مل کر ایک پروگرام سیالکوٹ میں شروع کیا۔ جس کے تحت 10572 مزدور بچوں کو کام کے ساتھ ساتھ تعلیم دینے کا غیر روایتی طریقہ اپنایا گیا ہے اور ان میں سے 5838 بچوں کو مزید تعلیم کے لئے عام سکولوں میں داخل کرایا گیا۔

فٹ بال کی صنعت سے بچوں کی مشقت کے مکمل خاتمے کے لئے درج ذیل دیرپا اقدام اٹھائے گئے۔

* مزدور بچوں کو تعلیم دینے کے لئے غیر روایتی تعلیمی مراکز کا قیام

* مزدور اکثریتی علاقوں میں واقع عام سکولوں کی استعداد کار میں اضافہ اور سکولوں میں زیادہ سے زیادہ بچوں کے داخلے کو ممکن بنانا۔
* ایک خود مختار ادارے (IMAC) کا قیام جو اس بات پر نظر رکھتا ہے کہ فٹ بال انڈسٹری میں بچے مشقت نہ کریں۔

(2) پاکستان میں بچوں کی مشقت کے بدترین اقسام کے خاتمے کا محدود مدتی پروگرام شروع کیا گیا ہے۔ جس کے تحت آلات جراحی کی صنعت میں IPEC-ILO کے تعاون سے سیالکوٹ میں ایک بڑے منصوبے کا آغاز کیا گیا ہے تاکہ اس صنعت میں بچوں کی مشقت کا سدباب ہو سکے۔ جس کے تحت 1500 بچوں کو کام کے ساتھ ساتھ غیر روایتی سکولوں میں تعلیم دلوانے کا بندوبست کیا گیا۔ مزید برآں مندرجہ ذیل اقدام بھی کئے گئے۔

* ضلعی حکومت کو بچوں کی مشقت کی بدترین اقسام سے روشناس کرانے کے لئے اجلاس اور ورکشاپ منعقد کرنا۔
* بچوں کے لئے فنی تربیت کا بندوبست کرنا۔
* صنعتوں کے ساتھ رابطہ کر کے پرخطر مزدوری میں لگے ہوئے بچوں کی صحت اور جسمانی حفاظت کا خاطر خواہ اور سماجی کارکن اور محکمہ محنت کے ملازمین کو بچوں کی مشقت کی بدترین اقسام کا مقابلہ کرنے کی تربیت شامل ہیں۔

(3) ضلع قصور میں چمڑہ سازی کی صنعت میں کام کرنے والے بچوں کے متعلق محدود مدتی پروگرام کے تحت بنیادی سروے کیا گیا ہے اور اس سروے سے حاصل ہونے والی معلومات کے تحت IPEC-ILO کے ساتھ مل کر ایک بڑا منصوبہ شروع کیا گیا ہے جس کے تحت 250 مزدور بچوں کو تعلیم دلوانے کا منصوبہ شروع کیا گیا جن میں سے 50 کو فنی تعلیم دلوائی گئی۔ منصوبے کے اہم عناصر مندرجہ ذیل ہیں:۔

* بچوں کی مشقت کے خاتمے کے لئے تعلیم و تربیت

* چمڑہ سازی کے شعبہ میں پیشہ وارانہ صحت و سلامتی کے مسائل کے متعلق رائے عامہ اور معاشرتی بیداری۔
* مقامی صلاحیت استعداد اور علم میں اضافہ

(4) قالین بافی کی صنعت میں بچوں کی مشقت کے خاتمے کے لئے ایک بڑا منصوبہ شروع کیا گیا ہے جس کے تحت 30 ہزار کے قریب بچوں کو مزدوری سے نکال کر تعلیمی اداروں میں تربیت دی جارہی ہے۔

(5) محکمہ محنت کی ضلعی ادارے میں قالین بافی میں بچوں کی صحت کو درپیش خطرے کے خاتمے کے لئے ایک جدید کھڈی تیار کی گئی ہے۔ جس کو ایک عالمی مقابلے میں اعلیٰ ترین ایوارڈ دیا گیا ہے۔

(6) حکومت پنجاب 12۔ جون کو بچوں کی مشقت کے خاتمے کو عالمی دن کے طور مناتی ہے۔ اس دن بچوں کی مشقت کے خلاف آگاہی اور معلومات کے لئے ورکشاپس اور سیمینار منعقد کئے جاتے ہیں۔

(7) محکمہ محنت حکومت پنجاب نے ایک چائلڈ لیبر ریسورس سینٹر قائم کیا ہے۔ جس کے تحت تمام فریق کی استعداد میں اضافے کے لئے تربیت مہیا کی جاتی ہے تاکہ تمام افراد جو بچوں کی مشقت کے خاتمے کی کوششوں میں براہ راست یا بالواسطہ تعلق رکھتے ہیں فائدہ اٹھا سکیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جواب کے جز (الف) میں لکھا ہے کہ بچوں سے ممنوعہ عملیات کرانے والے آجر دفعہ (1)14 کے تحت ایک سال قید یا 20 ہزار روپے تک جرمانہ یا دونوں سزاؤں کا مستوجب ہوگا۔

میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ انہوں نے جو پیپر دیا ہے اس میں 2000 to 2007 تک جتنا جرمانہ کیا گیا ہے، سال 2000 میں انہوں نے 81 روپے per head یا per person جرمانہ کیا ہے۔ اگلے سال 2001 میں 98 روپے per person بنتے ہیں اور 2007 میں صرف 25 روپے per person بنتے ہیں۔

(اذان مغرب)

جناب سپیکر: اب نماز کے لئے 20 منٹ کا وقفہ کرتے ہیں اور 5-30 پر ہم دوبارہ ملیں گے۔

(اس مرحلہ پر نماز مغرب کے لئے 20 منٹ کے لئے
اجلاس کی کارروائی ملتوی کی گئی)

(اس مرحلہ پر نماز مغرب کے وقفہ کے بعد جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان 5 بج کر 30 منٹ پر
کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: اب کارروائی شروع کرتے ہیں۔ جی، محترمہ! آپ ضمنی سوال کر رہی تھیں۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ تھا کہ جز (الف) کے جواب میں 20 ہزار روپے اور 10 ہزار روپے جرمانے کی بات کی جا رہی ہے تو اس کی بجائے ہمیں جو لسٹ مہیا کی گئی ہے اس کی percentage کے مطابق ایک آدمی نے 96 اور 98 روپے over the year 2000 سے لے کر 2007 تک ادا کئے ہیں۔ یہ تو بڑا سنجیدہ مسئلہ ہے کیونکہ چائلڈ لیبر ہمارے ملک کے اوپر ایک بہت بڑا دھبہ ہے اور اس کے اوپر ہم کس طریقے سے investigate کر سکتے ہیں بلکہ میں تو یہ کہوں گی کہ ایک کمیٹی بنائی جائے جو چائلڈ لیبر کے حوالے سے حکومت کی حکمت عملی پر کام کرے۔ اسی میں انہوں نے لکھا ہوا ہے کہ NGOs، ٹریڈ یونین اور عالمی اداروں سے مدد لی جا رہی ہے۔ NGOs تو non governmental organizations ہوتی ہیں اس کا ذکر کرنا مناسب نہ ہے جبکہ سوال تو گورنمنٹ سے کیا گیا ہے تو میرا نہیں خیال کہ NGOs کا میرے سوال سے کوئی بھی تعلق بنتا ہے۔ اس کے علاوہ میرا سوال یہ بھی ہے کہ انہوں نے جو لسٹ مہیا کی ہے اس میں فٹ بال، قالین بنانے والے اور بھٹہ پر کام کرنے والے بچوں کا ذکر کیا ہے لیکن bounded labour کا بالکل ذکر نہیں کیا جبکہ bounded labour ہمارے ملک کا ایک بہت بڑا مسئلہ ہے اور نہ ہی غیر روایتی تعلیمی مراکز کا ذکر ہے اور نہ ہی اس کی کوئی تفصیل ہے کہ وہ کہاں پر ہیں اور ان کا مطلب کیا ہے اور جو غیر روایتی تعلیمی مراکز ہیں وہ کیا کام کرتے ہیں؟ کیا ان میں صرف بچوں کی تربیت کی جاتی ہے یا ان میں ماں باپ کی بھی تربیت کی جاتی ہے کیونکہ میرے خیال میں جب ہم چائلڈ لیبر میں تربیت کی بات کرتے ہیں تو اس میں ماں باپ کی تربیت ضرور شامل ہونی چاہئے کیونکہ بچوں کی اس age پر بہت بڑا حق ان کے والدین کا ہوتا ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ بھی ہے کہ یہ جو فنی تربیت کا ذکر ہے تو اس کے rules کیا ہیں، کیا اس کے بچوں سے کوئی پیسے لئے جاتے ہیں؟ جبکہ یہ غریب بچے ہیں جو already چائلڈ لیبر کا شکار ہو رہے ہیں۔ میرا خیال تو یہ ہے کہ یہ بہت بڑا subject ہے اور اس میں بہت مسائل ہیں کیونکہ یہ بات پوری

دنیا میں بڑی شرم کا باعث بنتی ہے کہ ہمارے ملک میں بہت چائلڈ لیبر ہے۔اس کے لئے ایک کمیٹی ضرور تشکیل دی جائے جو ضلع level پر ہر جگہ جاکر وہاں کے ایم پی ایز سے informations لیں اور پھر ہم اس کے مطابق کوئی کام کریں۔

**محترمہ آمنہ الفت:** جناب سپیکر! میرا اس حوالے سے ضمنی سوال ہے۔

**جناب سپیکر:** پہلے ایک سوال کا جواب تو آنے دیں،اس کے بعد کر لیجئے گا۔

**وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):** جناب سپیکر! میری بہن نے بڑی تفصیل کے ساتھ چائلڈ لیبر پر مسائل کا ذکر کیا ہے اور مجھے انتہائی خوشی ہوئی ہے کہ میری بہن نے اس موضوع پر پوری فکر مندی اور تیاری کے ساتھ اس پر اظہار کیا ہے اور پوری تیاری کے ساتھ انہوں نے اس پر سوالات اٹھائے ہیں۔میں ان کی طرف سے اٹھائے گئے سوالات کو یہ کہہ کر کہ یہ جون 2007 تک کے اعداد و شمار میں نے اس میں پیش کئے ہیں لیکن میں اپنی حکومت کی طرف سے جو بھی چائلڈ لیبر کو ختم کرنے کے لئے اقدامات کئے جارہے ہیں میں ان کا اپنی بہن کے ضمنی سوال کے سلسلے میں یہاں ذکر کئے دیتا ہوں۔

جناب سپیکر! آپ کو یاد ہوگا کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے 14۔اگست سے ایک لازمی ایجوکیشن کا پراجیکٹ شروع کیا ہے جس کے اندر وہ تمام بچے جو 14 سال کی عمر تک پہنچنے سے پہلے اپنے پیٹ کی آگ بجھانے کے لئے اپنے والدین کے ساتھ روزگار پر جاتے ہیں ان کو ہم نے سکولوں میں پہنچانے کا انتظام کیا ہے اور جیسا کہ آپ کو بھی معلوم ہوگا کہ چائلڈ لیبر کی صرف ایک ہی وجہ غربت ہے۔غربت کی وجہ سے والدین مجبور ہوتے ہیں کہ وہ اپنے بچوں کو تعلیم دلانے کی بجائے روزگار پر لگا دیتے ہیں۔اس سلسلے میں ہم نے ایک پائلٹ پراجیکٹ بھی شروع کیا ہے جس میں 12 کروڑ روپے کی investment کر کے ضلع قصور اور ضلع لاہور کے لئے جس کا ہم ابھی start لے رہے ہیں وہاں پر بھٹہ مزدوروں کے بچوں کے لئے بھٹوں پر سکول بنائیں گے،ہسپتال بنائیں گے۔جو بھٹہ مزدور اپنا قرض اتارنے کے لئے بچوں کو کام پر لگا لیتے ہیں ان کو ہم loan دیں گے تاکہ بھٹہ مالک سے لئے گئے پیسوں کے عوض ان کو زیادہ محنت نہ کرنی پڑے۔اسی طرح سے لیبر ڈیپارٹمنٹ اس پر پورا قانون لاگو کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ابھی سے ہم نے یہ start لیا ہے کہ عدالتوں کو ہم متحرک کر رہے ہیں کہ وہ لوگ جو بچوں سے جبری مشقت کرواتے ہیں ان کو سزا دینے کا انتظام کیا جائے اور جلد فیصلے کر کے ان مالکان کو ہم سخت سزائیں دیں۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! یہ میرے سوال کا جواب نہیں ہے، یہ تو future plan بتا رہے ہیں۔ میں نے تو ان سے یہ پوچھا ہے کہ already صرف 81 روپے فی آدمی 98 یا 96 روپے over the year وصول ہوئے ہیں، اس کے بارے میں یہ کیا کہتے ہیں اور آگے اس حوالے سے ان کا کیا اقدام ہے؟ میرا دوسرا سوال یہ تھا کہ تربیتی اداروں میں کیا ماں باپ کی بھی تربیت کی جا رہی ہے؟ جواب میں لکھا ہوا ہے کہ غیر روایتی تعلیمی مراکز کا قیام کیا گیا ہے، اس کا کیا مطلب ہے؟ اس کے علاوہ میں نے bounded labour کی بات کی ہے اس حوالے سے انہوں نے کچھ نہیں بتایا۔ اسی لئے میں آپ سے یہی کہہ رہی تھی کہ اگر آپ ایک کمیٹی تشکیل دیں تو اس میں definitely ہم بہت سے ممبران participate کر کے اس گھمبیر مسئلے پر کچھ نہ کچھ کر سکیں گے۔ میرا خیال ہے کہ یہ وقت ہے جس میں میاں صاحب بچوں کی پڑھائی کے لئے بہت نیک کام کر رہے ہیں تو کمیٹی میں اگر ہم چائلڈ لیبر پر یہ کام کریں گے تو یقیناً یہ ایک بہت اچھا قدم ہوگا۔

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! میں محترمہ کی کمیٹی بنانے کی تجویز کو support کرتا ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ اس پر ہم فوری کوئی کام شروع کریں کیونکہ چائلڈ لیبر اور bounded labour کے مسائل معاشرے کو بری طرح سے کھا رہے ہیں۔ میں خواہش کرتا ہوں کہ میری بہن اس کمیٹی میں شامل ہوں اور یہ جس طرح سے ان کی فکر کر رہی ہیں ان کی خدمات سے ہم مستفید ہونا چاہیں گے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ لاء منسٹر صاحب سے coordinate کریں۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! آپ اس کی ایک کمیٹی تشکیل دے دیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کی بات انہوں نے مان لی ہے۔ لاء منسٹر صاحب اور لیبر منسٹر صاحب بیٹھ کر اس بارے میں کمیٹی بنائیں گے اور آپ کو انہوں نے پہلے ہی ممبر تجویز کر دیا ہے۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! میں چاہتی ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کی ممبر شپ مکمل ہو گئی ہے۔ اب میرے خیال میں کارروائی آگے چلنے دیں۔

محترمہ انجم صفدر: جناب سپیکر! میں اسی سے متعلقہ ایک ضمنی سوال کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: جی۔

محترمہ انجم صفدر: جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ چائلڈ لیبر پر بات ہوئی ہے کہ قالین بافی ہو رہی ہے، چمڑا سازی ہو رہی ہے، فٹ بال کی صنعت پر بچے کام کر رہے ہیں تو میری بہن نے جیسے bounding labour پر بات کی ہے کہ وہاں پر بچے کام کر رہے ہیں اس سے بھی کہیں زیادہ ایک گھمبیر domestic labour لی جا رہی ہے جس کی کہیں بھی نشاندہی نہیں کی گئی، جس کے لئے کوئی قانون نہیں بنایا گیا۔ اس لیبر میں آپ دیکھیں کہ ایک بچہ پانچ سو سے لے کر ایک ہزار روپے تک کے عوض میں 12 سے لے کر 18 گھنٹے تک مشقت کرتا ہے۔ وہ بچہ صبح سات بجے اٹھتا ہے تو رات 12 بجے سوتا ہے، اس بچے سے جسمانی مشقت کے علاوہ ذہنی مشقت بھی لی جاتی ہے یعنی ذہنی اذیت دی جاتی ہے۔ اس کے لئے کیا کوئی قانون ہے، اگر قانون ہے تو اس میں کون سی دفعہ ان پر لگتی ہے جو لوگ بچوں سے domestic child labour لے رہے ہیں، جو والدین اپنے بچوں سے جبری child labour کرواتے ہیں تو کیا ان کے لئے کوئی دفعہ ہے اور کوئی قانون ہے؟ کیا ان بچوں کے لئے اور ان کے والدین کے لئے کوئی قانون سازی کی جائے گی تاکہ انہیں پتا چلے کہ وہ بچوں سے چائلڈ لیبر لیتے ہیں۔ اگر وہ سمجھتے ہیں کہ چائلڈ لیبر لینے سے ان کی غربت کمی میں آئے گی تو ایک بین الاقوامی سروے میں ثابت کیا گیا ہے کہ چائلڈ لیبر لینے سے کبھی غربت میں کمی نہیں آتی بلکہ اس میں اضافہ ہوتا ہے۔

راؤ کاشف رحیم خاں: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! ضمنی سوالوں پر تقاریر کا سلسلہ شروع ہے۔ خدارا! آگے بھی بزنس ہے جس پر کام کیا جائے اور ضمنی سوالوں کا سلسلہ ختم کروائیں۔

جناب سپیکر: راؤ صاحب! میرے خیال میں یہ کام آپ کا نہیں ہے جو آپ کر رہے ہیں۔ آپ زیادہ ہی مشکل کام پکڑ لیتے ہیں اور جو آپ کے کرنے کا نہیں ہوتا۔ مہربانی، آپ تشریف رکھیں۔ انہیں پہلے جواب دینے دیں۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر محنت و انسانی وسائل (محمد اشرف خان سوہنا): شکریہ۔ جناب سپیکر! میری بہن نے domestic labour پر جن خیالات کا اظہار کیا ہے میں اس سے کچھ آگے جا کر بات کرنا چاہتا ہوں۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس ملک کے غریبوں کے لئے کسی قانون پر کبھی عملدرآمد نہیں ہوتا۔ غریب کے بچے کو غریب ہی پیدا ہونا ہے۔ آج میری بہن نے جس کا تذکرہ کیا تو انسان لرز جاتا

ہے ایک ماں جب اپنی 14 سال کی بیٹی کو ہاتھ میں پکڑ کر کہتی ہے کہ صاحب! اس کو 900 روپے کے عوض اپنے گھر میں رکھ لو اور ساری عمر اس نے اس گھر کے فرش اور برتن صاف کرنے ہوتے ہیں تو وہ 900 روپے کی تنخواہ کے لئے اپنی بیٹی کو فرش صاف کرنے کے لئے لے آتی ہے۔ کوئی قانون نہیں ہے، پاکستان اور پنجاب میں کوئی ضابطہ نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ اس ایوان کا fail ہونا ہے اور کوئی قانون اور کوئی ایف آئی آر، کوئی قاعدہ نہیں روک سکتا کہ ایک بچی سے برتن دھلوائے جاتے ہیں، فرش صاف کروائے جاتے ہیں، ایک بچے سے پنکچر لگوائے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں چاہتا ہوں کہ یہ خواتین اس موضوع کے اوپر پوری participation کریں، قانون سازی میں ہماری مدد کریں۔ ہم قانون بنانا چاہتے ہیں۔ ہم نہیں چاہتے کہ ایک چوکیدار کے گھر چوکیدار ہی پیدا ہو، ہم نہیں چاہتے کہ ایک ڈرائیور کے گھر ڈرائیور ہی پیدا ہو، ہم نہیں چاہتے کہ ایک مالی کے گھر مالی ہی پیدا ہو، ہم نہیں چاہتے کہ ایک نائی کے گھر نائی ہی پیدا ہو۔ ہم چاہتے ہیں کہ غریبوں کے گھر میں بھی ڈاکٹر پیدا ہوں، غریبوں کے گھر میں بھی انجینئر پیدا ہوں اس لئے میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ ان خواتین کو جنہوں نے اس معاشرے کے دکھ کا یہاں ذکر کیا ہے، آگے بڑھیں اور قانون سازی میں ہمارا ساتھ دیں۔ میں مشکور ہوں گا۔

جناب سپیکر: اشرف سوہنا صاحب! ماشاء اللہ آپ تو بااختیار ہیں اور آپ کے پاس اختیارات ہیں تو آپ blame کس کو کر رہے ہیں؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! ضمنی سوال ہوگا اور میں تقریر نہیں سنوں گا۔ جی، فرمائیں!

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں نے پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر کی بات کی ہے اور ضمنی سوال پر ضمنی سوال ہی کیا ہے اور میں اس جذبے کو ضرور appreciate کروں گی جو questions میری بہن نے آج یہاں پر raise کئے ہیں اور وزیر موصوف کے جذبات کی بھی میں قدر کرتی ہوں اور definitely اس کے اوپر ایک کمیٹی بھی بننی چاہئے اور اچھے کام ہونے چاہئیں۔ میں وزیر موصوف سے کہوں گی کہ ہم لوگ تقاریر تو کر رہے ہیں لیکن اس کے اوپر عملی قدم اٹھانے کے سلسلے میں، میں چاہوں گی کہ کیا ایسا ممکن ہے یا ان کے پاس کوئی تجاویز ہیں کہ اگر پرائمری تک کے تمام بچوں کے اوپر لازمی تعلیم قرار دے دی جائے تو یہ لیبر چائلڈ کا باب ہمیشہ کے لئے بند ہو سکتا ہے۔ وزیر موصوف سے میرا یہی سوال ہے کہ کیا آئندہ کوئی ایسا کام ان کے منصوبوں میں شامل ہے؟

**سید حسن مرتضیٰ:** پوائنٹ آف آرڈر۔

**جناب سپیکر:** جی، فرمائیں!

**سید حسن مرتضیٰ:** جناب سپیکر! اوپر گیلری میں بیٹھے ہوئے ہمارے صحافی بھائی واک آؤٹ کر گئے ہیں تو اس کے لئے آپ اس ایوان کے معزز ممبران کو ان کے پاس بھجوا کر پتا کروائیں کہ انہوں نے ایسا کیوں کیا ہے؟

**جناب سپیکر:** مجتبیٰ شجاع صاحب، کامران مائیکل صاحب، اعجاز صاحب اور خاتون بہن عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ جا کر صحافیوں سے بات کر کے پتا کریں کہ کیا مسئلہ ہے؟

(اس مرحلہ پر معزز ممبران اسمبلی صحافیوں سے مذاکرات کے لئے ایوان سے باہر چلے گئے)

**محترمہ عارفہ خالد پرویز:** جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

**جناب سپیکر:** محترمہ! ضمنی سوالات بہت ہو چکے ہیں، آپ تشریف رکھیں کیونکہ وقت بہت تھوڑا ہے اور ابھی کافی سوالات باقی ہیں۔ اگلا سوال محترمہ آمنہ الفت صاحبہ کا ہے۔ جی، محترمہ!

**محترمہ آمنہ الفت:** شکریہ۔ جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 176 ہے۔ وزیر موصوف اس کا جواب پڑھ دیں۔

## صوبہ پنجاب کی جیلوں میں خواتین قیدیوں کی تعداد اور ان کو دی جانے والی خوراک و سہولیات کی تفصیل

*176: **محترمہ آمنہ الفت:** کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) صوبہ پنجاب کی جیلوں میں خواتین قیدیوں کی تعداد کیا ہے، ہر جیل کی علیحدہ علیحدہ تعداد بتائی جائے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ قیدی خواتین کے ساتھ ان کے معصوم بچے بھی ناکردہ جرم کی سزا کاٹتے ہیں، جن قیدی خواتین کے ساتھ ان کے بچے ہیں، ان کی تعداد علیحدہ علیحدہ جیل کے مطابق بیان فرمائیں؟

(ج) قیدی خواتین کو روزانہ کھانے کے لئے کیا خوراک مہیا کی جاتی ہے، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(د) قیدی خواتین کی فلاح و بہبود کے لئے اور ان کی آئندہ زندگی میں ان کو معزز شہری بنانے کے لئے حکومت کیا اقدامات کر رہی ہے، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور):

(الف) پنجاب کی جیلوں میں بند خواتین کی تعداد 845 ہے جن کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ قیدی خواتین کے ساتھ معصوم بچے بھی بند ہیں۔ایسی خواتین اور ان کے بچوں کی تعداد ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) قیدی خواتین کو بھی مرد اسیران کے مساوی خوراک مہیا کی جاتی ہے البتہ شیر خوار بچوں کو آدھا کلو اضافی دودھ روزانہ کی بنیاد پر مہیا کیا جاتا ہے۔اس کے علاوہ ایک معروف ملک کمپنی نے بچوں کے لئے آدھا کلو دودھ فی بچہ فراہمی کا ذمہ لیا۔ کمپنی سے معاملات طے کئے جا رہے ہیں۔عنقریب مزید آدھا کلو دودھ فی بچہ فراہمی شروع ہو جائے گی جو کہ پہلے سے بچوں کو حکومت کی طرف سے فراہم کئے جانے والے دودھ کی مقدار یعنی 1/2 کلو دودھ فی بچہ کے علاوہ ہو گی۔

(د) قیدی خواتین کو معزز شہری بنانے کے لئے زنانہ جیل ملتان میں ٹیلرنگ اور دستکاری کا کام کروایا جاتا ہے۔اس کے علاوہ سنٹرل جیل لاہور میں ٹیوٹا کے تعاون سے بیوٹیشن کا کورس بھی کروایا جا رہا ہے۔مزید برآں مذہبی تعلیم اور تعلیم بالغاں کا بھی انتظام کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! جواب تو لکھا ہوا ہے اگر آپ نے ضمنی سوال کرنا ہے تو وہ کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! پہلے وہ جواب پڑھیں گے تو میں ضمنی سوال کروں گی تاکہ ایوان کو بھی آگاہی ہو جائے کہ میرے سوال کے کیا جوابات آئے ہیں؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! صحافی دوستوں نے صحافی کالونی کے حوالے سے ٹوکن واک آؤٹ کیا ہے اور ان کا مطالبہ ہے کہ آپ کوئی ایسی یقین دہانی کروادیں کہ جو کمیٹی صحافی کالونی کے لئے بنائی ہے وہ اپنا کام speed up کرے اور ان کے مسئلہ کو جلد حل کیا جائے تو وہ فوری طور پر واپس آجاتے ہیں۔

جناب سپیکر: وزیر قانون صاحب تشریف لاتے ہیں تو ان کی بات سن کر حق رسی کرواتے ہیں۔ جی، وزیر جیل خانہ جات!

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! میری بہن نے جو پوچھا تھا اس پر بڑا تفصیلی جواب آگیا ہے تو میرا خیال ہے کہ اس میں تمام تفصیل ان کے سامنے بھی موجود ہے اور اس میں کوئی ایسا ابہام نہیں ہے۔ اگر یہ ضمنی سوال کرنا چاہیں تو بتائیں۔

جناب سپیکر: وہ جوابات سننا چاہتی ہیں۔

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): پنجاب کی جیلوں میں بند خواتین کی تعداد 845 ہے جن کی تفصیل ضمیمہ (الف) پر ملاحظہ فرمائیں۔ یہ درست ہے کہ قیدی خواتین کے ساتھ معصوم بچے بھی ان کے ساتھ اندر موجود ہیں۔ ایسی خواتین اور ان کے بچوں کی تعداد ضمیمہ (ب) پر ملاحظہ فرمائیں اور یہاں اس وقت جو تعداد ہے وہ 819 ہے۔۔۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! جو جواب پڑھ رہے ہیں وہ اس میں نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آپ اس وقت کی بات کر رہے ہیں جب محکمہ نے جواب دیا تھا لیکن منسٹر صاحب تازہ ترین figures کا ذکر کر رہے ہیں اور انہوں نے 845 خواتین کا ذکر کیا ہے جو میں نے خود سنا ہے۔۔۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر: کیا یہ جو پڑھ رہے ہیں اس کی کاپی اس ایوان میں مہیا کی گئی ہے اور اس ہاؤس کو قواعد و ضوابط کے مطابق نہیں چلایا جارہا؟ یہ بات مناسب تو نہیں کہ گھر کی لونڈی۔۔۔

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! ایسے الفاظ اس ایوان میں استعمال کرنا مناسب نہیں ہے کیونکہ ہر چیز ایوان کی ٹیبل پر موجود ہوتی ہے۔

جناب سپیکر: چیمہ صاحب! وہ آپ کو بتا رہے ہیں اور وہ factual پوزیشن آپ کو بتا رہے ہیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! جو جواب یہاں آیا ہے وہ پڑھ دیں۔

جناب سپیکر: چیمہ صاحب! وہی انہوں نے پڑھا ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: نہیں جناب! ابھی تک انہوں نے جواب ہی نہیں پڑھا۔

جناب سپیکر: انہوں نے 845 کی figure پڑھی ہے اور میں نے خود سنا ہے۔ اگر آپ سننا نہیں چاہتے تو میں کیا کروں؟

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! انہوں نے 845 کا figure نہیں پڑھا بلکہ جز(ب) میں۔۔۔

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! یہ اس معزز ایوان کا قیمتی وقت ہے جو کہ چیمہ صاحب ضائع کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: چیمہ صاحب! اب آپ جواب تو سنیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! آپ رعایت کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: چیمہ صاحب! میں جو سمجھتا ہوں وہ اس ایوان میں آپ کے سامنے بیان کر دیتا ہوں۔ مجھے کسی کے ساتھ رعایت کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! آپ neutral نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: وہ کس طرح آپ سمجھتے ہیں کہ میں neutral نہیں ہوں اور آپ بتائیں کہ یہ کس طرح ہو گا اور آپ کے پاس کیا چیز ہے، میں پوچھتا ہوں کہ آپ کے پاس کون سا طریقہ ہے وہ بتائیں؟

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! جب کوئی ممبر بات کرتا ہے تو آپ فوراً بولنا شروع کر دیتے ہیں۔ سپیکر کو بولنا کم چاہئے اور سننا زیادہ چاہئے۔ آپ سنتے کم اور بولتے زیادہ ہیں۔

جناب سپیکر: آپ مجھے ڈکٹیشن نہ دیں اور میں آپ کی یہ بات ماننے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ جہاں میں سمجھوں گا کہ آپ غلط بات کر رہے ہیں تو میں ٹوکوں گا اور روکوں گا بھی۔۔۔

جناب خلیل طاہر سندھو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب خلیل طاہر سندھو: جناب سپیکر! چیمہ صاحب پانچ سال پہلے بھی رہے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑے پرانے پارلیمنٹیرین ہیں، انہیں اس طرح سے سپیکر سے مخاطب نہیں ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: سندھو صاحب! چیمہ صاحب بڑے پرانے پارلیمنٹیرین ہیں آپ ان سے ایسی بات نہ کریں۔

جناب خلیل طاہر سندھو: جناب سپیکر! یہ آپ کے خلاف اس طرح سے بات نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں، مجھے وہ کہہ سکتے ہیں۔ میں ان کی سنتا ہوں، آپ تشریف رکھیں۔ جی، چودھری صاحب!

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! میں اس کا جواب بھی پڑھ رہا ہوں اور اپنی بہن کو یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ معزز ایوان کا ایک ایک سیکنڈ بڑا قیمتی ہے۔ یہاں ایوان کے اندر اور بھی business موجود ہے۔ ان کے علاوہ اور بھی ممبران نے سوال کرنے ہیں اب یہ اگر اس کی تعداد کو لے کر بیٹھی رہیں۔۔۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں ان کو چھوڑ دیں آپ اپنا کام کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتی ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ سننا چاہتی ہیں کہ نہیں؟ تشریف رکھیں۔ جی، چودھری صاحب!

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! اس میں بچوں کے حوالے سے پوچھا گیا ہے کہ جن خواتین کے ساتھ بچے ہیں ان کی موجودہ تعداد کتنی ہے تو جب اس کا جواب دیا تھا اس وقت 104 تھی لیکن جو آج ہمیں کچھ دیر پہلے latest figures ملی ہیں اس کے مطابق قیدی خواتین کی تعداد 111 ہے اور ان کے ساتھ موجودہ بچے 119 ہیں۔ پھر انہوں نے پوچھا ہے کہ قیدی خواتین کو روزانہ کھانے کے لئے کیا خوراک مہیا کی جاتی ہے، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟ اس کا جواب ہے کہ قیدی خواتین کو بھی مرد اسیران کے مساوی خوراک مہیا کی جاتی ہے البتہ شیر خوار بچوں کو آدھا کلو اضافی دودھ روزانہ کی بنیاد پر مہیا کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ ایک معروف ملک کمپنی نے آدھا کلو دودھ فی بچہ فراہمی کا ذمہ لیا ہے۔ کمپنی سے معاملات طے ہو چکے ہیں اور اس کے بعد فی بچہ مزید آدھا کلو دودھ add ہو جائے گا۔ اس طرح بچے کے لئے دودھ کی مقدار زیادہ ہو جائے گی۔

جناب سپیکر! پھر انہوں نے next پوچھا ہے کہ قیدی خواتین کی فلاح و بہبود کے لئے اور ان کی آئندہ زندگی میں ان کو معزز شہری بنانے کے لئے حکومت کیا اقدامات کر رہی ہے، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ قیدی خواتین کو معزز شہری بنانے کے لئے زنانہ جیل ملتان میں ٹیلرنگ اور دستکاری کا کام کروایا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ سنٹرل جیل لاہور میں T.E.V.T.A کے تعاون سے beautician کا کورس بھی کروایا جا رہا ہے۔ مزید برآں مذہبی تعلیم اور تعلیم بالغاں کا بھی انتظام کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: جی محترمہ! کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ خواتین قیدی کو جو خوراک دی جاتی ہے وہ مرد قیدی کے مساوی دی جاتی ہے۔ یہ مبہم سا جواب دیا ہے یہ clear نہیں ہے۔ ان کا باقاعدہ ایک چارٹ بنتا ہے، کم از کم وہ چارٹ ہی لف کر دیا جاتا، اس چارٹ کے مطابق اگر ہمیں kindly بتا دیں کہ ان کو کیا خوراک دی جاتی ہے؟ یہ جواب میرے نزدیک انتہائی ناکافی ہے کہ مردوں کے مساوی دی جاتی ہے۔ وہ خواتین مردوں کے مساوی کیا کھا رہی ہیں؟ کیا ان کو کشتہ کھلایا جا رہا ہے جس کو کھا کر خواتین بڑی صحت مند ہو رہی ہیں؟ دوسرا میرا ضمنی سوال جو میں ساتھ ہی کر دیتی ہوں کہ کس عمر تک کے بچے کو قیدی خاتون اپنے ساتھ رکھ سکتی ہے؟ اس کے بعد میں اپنا آخری سوال جواب آنے کے بعد کروں گی۔

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب!

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! خوراک کے حوالے سے محترمہ نے بات کی ہے یہ very much clear about that کہ diet کے حوالے سے اس میں بتا دیا گیا ہے۔ اس میں ایک چیز میں بھی mention کرنا چاہوں گا as a Minister for Prisons۔ ہم نے ان کی جیلیں بھی دیکھی ہیں۔ اس وقت کی حالت بھی دیکھی ہے۔ یہ جیل کے اندر اب جا کر دیکھیں پہلے 19 روپے per day کے حساب سے تھا۔ جناب چیف منسٹر نے اس کو 50 روپے per day کیا ہے اور میں یہ ذمہ داری سے کہتا ہوں کہ شاید بہت سے گھروں میں اس طرح کا food نہ ملتا ہو جو آج ہم جیل کے اندر provide کر رہے ہیں۔ محترمہ نے دوسرا سوال یہ کیا ہے کہ کتنے سال تک کے عمر کا بچہ جیل میں اپنی والدہ کے ساتھ رہ سکتا ہے؟ تو 6 سال تک کا بچہ عدالت کی اجازت کے ساتھ اپنی والدہ کے ساتھ رہ سکتا ہے اور اس سے بڑا بچہ بھی اگر وہ چاہے تو رہ

سکتا ہے، وہاں اس کے لئے schooling کا انتظام ہے، ہم اس کو پورا facilitate کرتے ہیں اور پورا ایک سسٹم جو بگڑا ہوا تھا میں ذمہ داری سے کہتا ہوں کہ اب اس محکمہ میں تبدیلی آ رہی ہے اور انہوں نے اگر دیکھنا ہے تو یہ میرے ساتھ آئیں میں ان کو offer کرتا ہوں میرے ساتھ آ کر یہ کسی بھی جیل کا visit کریں میں ان کو لے کر جاتا ہوں یہ دیکھیں گے کہ اس سے پہلے لاہور کے قیدیوں کو بہاولپور اور ڈی جی خان کیوں پھرایا جاتا تھا، اب قیدیوں کے لئے ہم پالیسی بنا رہے ہیں کہ جو جس ضلع کا قیدی ہے اس کو اسی ضلع میں رکھا جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! اگر ضمنی سوال ہو گا تو سنوں گا، تقریر ہو گی تو mike بند ہو جائے گا۔

محترمہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے اور منسٹر صاحب کی تیاری نہیں ہے۔ ایک jail menu ہوتا ہے اور پورے ہفتے کا چارٹ ہوتا ہے وہ ان کو ساتھ لے کر آنا چاہئے تھا اور ایوان میں پیش کرنا چاہئے تھے کہ ہفتے میں کون کون سے دن کون کون سا کھانا دیا جاتا ہے؟ میں اس محکمہ کی دو سال تک چیئر پرسن رہی ہوں اور جہاں تک بات home district کی ہے تو home district میں وزیراعلیٰ پنجاب نے سپیشل آرڈر جاری کیا تھا کہ جو قیدی جس ضلع کا ہو گا اس کو وہیں رکھا جائے گا۔

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): ماجدہ زیدی نے بھی کچھ عرصہ اس department میں چودھری پرویز الٰہی صاحب کی مہربانی سے کام کیا ہے لیکن چارٹ کے بارے میں انہوں نے پوچھا ہی نہیں تھا کہ میں ان کو چارٹ لا کر فراہم کروں جو پوچھا گیا تھا ہم نے اس کے مطابق exact اس کا جواب دیا ہے۔ food کے حوالے سے میں پھر یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ آپ کے وقت میں تو وہ کھانا شاید جانور بھی نہیں کھاتے تھے، اب آپ آئیں اور جیلوں میں آ کر دیکھیں کہ میاں محمد شہباز شریف کی مہربانی سے بہت اچھا کھانا مل رہا ہے۔ کرپشن اور بدعنوانی میں جو لوگ ہمارے پاس جیل آئیں گے ان کو وہاں پر food اچھا ملے گا۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: محترمہ آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میرا سوال یہ ہے کہ قیدی خواتین کو روزانہ کھانے کے لئے کیا خوراک مہیا کی جاتی ہے، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟ جس کا جواب یہ آیا ہے کہ مردوں

کے مساوی خوراک دی جاتی ہے۔ کیا یہ اس سوال کا جواب بنتا ہے؟ پھر انہوں نے کہا کہ ان کی جیلیں، ہماری جیلیں، ہم نے کون سی جیلیں بنائی ہوئی ہیں؟ انہوں نے اپنی کوئی خفیہ بنا رکھی ہوں گی، ہمارے ہاتھ صاف ہیں، ہماری کوئی جیل نہیں ہے۔ میری بہن ٹاسک فورس کی چیئرپرسن رہی ہیں ان کو سارا پتا ہے لہذا یہ اپنی تیاری کر کے آئیں، تقریریں نہ کریں، غلط جوابات مت دیں۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کے سوال کی اب سمجھ نہیں آ رہی ہے، اگر آپ نے شور ڈال کر سوال کرنا ہے تو اس کا کسی کو پتا نہیں چلے گا، اس کا فائدہ کس کو ہو گا؟

محترمہ آمنہ جہانگیر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ بیٹھی ہوئی بول رہی ہیں، میں آپ کو اس طرح بولنے کی اجازت نہیں دیتا۔

محترمہ آمنہ جہانگیر: میں نے ایک اہم بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: میں آپ کو اجازت نہیں دیتا۔ No you are not allowed to speak اپنی سیٹ پر بیٹھیں۔ جی، وزیر موصوف!

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! محکمہ جیل میں خوراک کے حوالے سے ان کی diet اور جس جس دن ان کو جو خوراک ملتی ہے وہ چارٹ ہمارے پاس موجود ہے لیکن میں ایک بات بڑی ذمہ داری سے کہتا ہوں کہ ابھی چیک کر لیں کیا ان کے گھروں میں خوراک کا چارٹ بنا ہوا ہے؟ For nothing یہ سوال ایوان کا ٹائم برباد کرنے کے لئے کیا جا رہا ہے اور اگر محترمہ کو چارٹ کی ضرورت ہے تو میں ان کو بھجوا رہا ہوں، یہ چیک کر لیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! انہوں نے بات کر لی ہے، اگر آپ نے چارٹ دیکھنا ہے تو دیکھ لیں۔ آپ کے ضمنی سوال کے بعد میں اب وقفہ سوالات کو ختم کرنے کا اعلان کرنے والا ہوں۔ آپ اس کو فوری طور پر پڑھ لیں۔ محترمہ آمنہ الفت کا mike on کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ انہوں نے بہت لمبی چوڑی باتیں کی ہیں لیکن ان کے جوابات میں صرف جذباتی اور انتقامی سی باتیں نظر آئی ہیں، انہوں نے اس کا اس طریقے سے جواب نہیں دیا جس طریقے سے انہیں جواب دینا چاہئے۔ میرا آخری سوال ان سے یہ ہے کہ یہ جذباتی ہوئے بغیر یہ بتائیں کہ کیا یہ خود کبھی جیل گئے ہیں؟

**MINISTER FOR PRISONS** (CH. ABDUL GHFOOR) Mr. Speaker! Yes, it's very important.

جناب سپیکر: جی، کیا کیا جائے؟

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر!. میں نے اس وقت قید کاٹی ہے جب ان کا لیڈر پرویز الٰہی اور چودھری شجاعت ہمارے ساتھ کھڑا تھا۔ یہ لوگ اس وقت بھی agencies سے مل کر گرفتاری نہیں دیتے تھے۔ میں نے کوٹ لکھپت جیل کے اندر اس وقت بھی جیل کاٹی ہے اور ایک بات جو اس سے بھی زیادہ important ہے، ان کے پچھلے پورے ٹائم کے اندر ان کی پوری agencies ہمارے پیچھے تھیں۔ اس ایوان کے اندر سے ہمارے MPAs کو گرفتار کیا گیا۔ ان کی agencies نے اور ان کے tout جو پولیس کے اندر بھی موجود تھے۔۔۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! وہ سب کو پتا ہے، اس بات کو چھوڑیں۔ آپ ان کی بات کا جواب دیں اور آگے چلیں۔

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! میں بالکل جیل گیا ہوں جی۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کیا پوچھنا چاہتی ہیں؟ آپ بتائیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ انہوں نے جتنے بھی جواب دیئے ہیں اس سے اس چیز کی واضح نشاندہی ہوتی ہے کہ یہ جیلوں کا اصل نقشہ پیش نہیں کر رہے ہیں۔ یہ صرف جذباتی اور ایک غلط بات کی طرف رُخ پھیر رہے ہیں۔ یہ خود جیل گئے ہوں تو ان کو جیل کے حالات کا پتا ہو۔ میری بہن جیل خانہ جات کی چیئر پرسن رہ چکی ہیں، ان کو ساری detail اور ہمارے دور حکومت میں ہونے والے سارے کاموں کی detail معلوم ہے۔ بہت اچھا ہوتا۔ اگر وزیر موصوف صحیح تیاری کر کے آتے اور حقائق پر بات کرتے۔ ہم ان کے ساتھ ہیں، جہاں جہاں آپ اچھا کام کریں گے، ہم آپ کے ساتھ ہیں اور ہم آپ کے ساتھ شامل ہو کر support کریں گے۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ یہ بات ماننے والی نہیں ہے۔ وہ ماشاء اللہ تیاری کر کے بھی آتے ہیں اور بغیر تیاری کے بھی اللہ کے فضل سے اپنا جواب صحیح دے سکتے ہیں۔ ایسی بات نہ کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! پہلے بھی وزیر موصوف نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا تھا جو چائلڈ لیبر کے حوالے سے تھا۔ میں تو وہ تشنگی ابھی تک محسوس کر رہی ہوں کہ مجھے جواب نہیں ملا۔

محترمہ دیبا مرزا: جناب سپیکر! میرا ایک سوال ہے۔ (شور وغل)

جناب سپیکر: .Order please, order please, order in the House اب آپ ٹائم دیکھیں۔ میں نے تو اس میں کچھ نہیں کیا۔ آپ خود ہی اپنا ٹائم ضائع کرا رہی ہیں۔ آپ کا سوال نمبر کیا ہے؟

محترمہ دیبا مرزا: جناب سپیکر میرا سوال نمبر 1321 ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ اس کا ٹائم دیکھ لیں۔ مجھے تو اس کے ضابطہ کے مطابق چلنا پڑتا ہے۔ میں مجبور ہوں، میری یہ مجبوری ہے، ہم اس کو pending کر دیتے ہیں۔ آپ کا سوال pending ہوتا ہے۔ ان کا دوسرا محکمہ ہے۔

محترمہ طلعت یعقوب: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 347 ہے اور یہ بالکل چھوٹا سا سوال ہے جو کہ سوہنا صاحب کے محکمے سے متعلقہ ہے۔

## لاہور۔ خیبر بلاک علامہ اقبال ٹاؤن کے فلیٹس کی الاٹمنٹ و دیگر تفصیل

*347: محترمہ طلعت یعقوب: کیا وزیر محنت وانسانی وسائل از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ کے خیبر بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور میں فلیٹس ہیں، اس وقت جن افراد کو یہ فلیٹس الاٹ کئے گئے ہیں، ان کی تفصیل کیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ورکرز ویلفیئر بورڈ کے اہلکار اور افسران جب چاہیں مذکورہ فلیٹس میں رہنے والے افراد کو چیک کرنے کے لئے ان کے فلیٹس میں بغیر اجازت اندر داخل ہو جاتے ہیں، کیا یہ اسلام میں دی گئی پرائیویسی کے خلاف نہ ہے کیا بورڈ اس سکیم پر نظر ثانی کرنے کا ارادہ رکھتا ہے؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ کے خیبر بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور میں 272 ملٹی سٹوری فلیٹس ہیں ان فلیٹس کے الاٹیز کی کمپیوٹرائزڈ لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) درست نہ ہے، پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ کے اہلکار کبھی بھی متعلقہ الاٹی کی اجازت کے بغیر کسی فلیٹ میں بھی داخل نہ ہوئے ہیں اور نہ ہی آئندہ ایسا کرنے کا سوچ سکتے ہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ غیر قانونی رہائش پذیر لوگوں کے بارے میں مختلف شکایات کی بنا پر ورکرز ویلفیئر بورڈ نے 2001 میں 272 ملٹی سٹوری فلیٹس علامہ اقبال ٹاؤن لاہور کا سروے کروایا تھا تاہم الاٹمنٹ آرڈر کی شق نمبر 11 کی رو سے ورکرز ویلفیئر بورڈ کو اپنے کسی آفیسر کو مذکورہ فلیٹس میں الاٹمنٹ شرائط کی پابندی چیک کرنے کے لئے تعینات کرنے کا اختیار حاصل ہے۔

محترمہ طلعت یعقوب: جناب سپیکر! میرے سوال نمبر 347 کے جز (ب) کے جواب میں کہا گیا ہے کہ "الاٹمنٹ آرڈر کی شق 11 کی رو سے ورکرز ویلفیئر بورڈ کو اپنے کسی آفیسر کو مذکورہ فلیٹ میں الاٹمنٹ شرائط کی پابندی چیک کرنے کے لئے تعینات کرنے کا اختیار حاصل ہے۔" اس بارے میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ چیک کرنے والا مذکورہ آفیسر بغیر اجازت کے فلیٹ میں داخل ہو جاتا ہے، کیا وزیر صاحب اس بارے میں ہدایت جاری کرنے کو تیار ہیں کہ بغیر اجازت فلیٹس میں داخل نہ ہوں؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جی، میں میڈم سے عرض کرتا ہوں کہ اگر کوئی بھی سرکاری اہلکار بغیر اجازت کے کسی فلیٹ کے اندر داخل ہو گا تو اس کے خلاف فوجداری کارروائی کا حکم دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، میرے خیال میں یہاں سوالات کا وقفہ ختم ہو گیا اور اب ہم تحاریک استحقاق کی طرف چلتے ہیں۔

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

وزیر محنت و انسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

## نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

## پنجاب کی جیلوں میں سزائے موت کے قیدیوں کی تعداد و دیگر تفصیل

*230: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) پنجاب کی جیلوں میں اس وقت سزائے موت کے کتنے قیدی ہیں، علیحدہ علیحدہ ہر جیل کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) پنجاب کی جیلوں میں قیدیوں اور حوالاتیوں کے ہفتہ وار کھانے کی تفصیل بیان کی جائے، کیا ان قیدیوں و حوالاتیوں کے لئے مختلف جیلوں میں ٹی وی کی سہولیات ہیں، اگر نہیں تو اس کی وجوہات بیان کی جائیں، ہر جیل کی علیحدہ علیحدہ تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) کیا حکومت سزائے موت کے قیدیوں اور دوسرے قیدیوں کو ان کے بچوں سے علیحدہ کمرے میں ملاقات کروانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر جیل خانہ جات (چوہدری عبدالغفور):

(الف) پنجاب کی جیلوں میں بند سزائے موت کے قیدیوں کی تعداد 6836 ہے جن کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) پنجاب کی جیلوں میں قیدیوں اور حوالاتیوں کو ہفتہ وار دیئے جانے والے کھانے کی تفصیل ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے جہاں تک اسیران کو ٹی وی رکھنے کا تعلق ہے تو تمام جیلوں کی بارکوں اور سزائے موت کے سیلوں کے باہر ٹی وی نصب ہیں اور اسیران ٹی وی کی سہولت سے مستفید ہو رہے ہیں۔

(ج) سزائے موت کے قیدیوں سے ان کے بچوں کی علیحدہ کمرے میں ملاقات کا انتظام نہ ہے۔ تاہم سزائے موت کے احاطہ میں بچوں کو لے جایا جاتا ہے اور ملاقات جیل قوانین کے عین مطابق کروائی جاتی ہے۔مزید برآں حق زوجیت ادا کرنے کے لئے حکومت پنجاب نے علیحدہ کمروں کی تعمیر کا منصوبہ منظور کر دیا ہے اور اگلے مالی سال یعنی کہ 09-2008 میں یہ سہولت سنٹرل جیل لاہور، ملتان، راولپنڈی اور فیصل آباد میں فراہم کی جائے گی۔

## پٹرول پمپس پر پیمائش و کوالٹی کی چیکنگ کسی دوسرے ادارے سے کروانے کا مسئلہ

*348: محترمہ طلعت یعقوب: کیا وزیر محنت و انسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ محنت صوبہ میں پٹرول پمپ کے پیمانہ وغیرہ اپنے ملازمین کے ذریعے چیک کرتا ہے، اگر ہاں تو کن افسروں سے؟

(ب) کیا سال 2006 اور 2007 میں کم پیمانہ رکھنے والے پٹرول پمپوں کے خلاف کوئی کارروائی کی گئی، اگر ہاں تو کب؟

(ج) کیا حکومت محکمہ ہذا کے علاوہ کسی دوسری تنظیم یا ادارے کے ذریعے پٹرول پمپس کے پیمانہ جات چیک کرنے کا اختیار دینے کو تیار ہے، تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر محنت و انسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) یہ درست ہے کہ محکمہ محنت صوبہ پنجاب میں محکمہ محنت و انسانی وسائل کے شعبہ اوزان و پیمائش کے مقرر کردہ اسسٹنٹ کنٹرولر و انسپکٹران اوزان و پیمائش پٹرول پمپوں کے پیمانہ جات اور سالانہ تصدیق و تجدید کے فرائض سرانجام دیتے ہیں۔

(ب) صوبہ پنجاب میں سال 2006 اور 2007 میں کم ناپ رکھنے والے پٹرول پمپوں کے خلاف محکمہ ہذا کے اہل کاران نے اوزان و پیمائش ایکٹ مجریہ 1975 اور اوزان و پیمائش رولز مجریہ 1976 کے تحت کارروائی عمل میں لائی جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

| نمبر شمار | سال | تعداد معائنہ جات | تعداد چالان | رقم جرمانہ |
|---|---|---|---|---|
| -1 | 2006 | 6331 | 1010 | 360730/- |
| -2 | 2007 | 7512 | 953 | 543590/- |

(ج) صوبہ پنجاب اوزان و پیمائش کے عالمی نظام کے نفاذ اور پنجاب اوزان و پیمائش ایکٹ مجریہ 1975 اور پنجاب اوزان و پیمائش مجریہ رولز 1976 کے نافذ العمل ہونے کے بعد سے لے کر اب تک محکمہ محنت و انسانی وسائل کا شعبہ اوزان و پیمائش بسرعت اور تندہی سے اپنے فرائض سرانجام دے رہا ہے۔ مزید برآں ہر ضلع کا ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر جملہ قوانین کے تحت انتظامی اور نگران کے اختیارات رکھتا ہے پٹرول پمپوں کی انسپیکشن

کے لئے تکنیکی اور تربیت یافتہ عملہ درکار ہے کسی اور تنظیم یا ادارے کو اختیارات تفویض کرنے سے مسائل پیدا ہو سکتے ہیں۔

## جیلوں میں قید قیدی خواتین کے کام کے حوالے سے مسائل

*381: محترمہ آمنہ جہانگیر: کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جیلوں میں قیدی خواتین سے مشقت لی جاتی ہے؟

(ب) کیا مشقت لینے کے لئے عمر کی حد اور معیار بھی مقرر ہے؟

(ج) خواتین کو جیلوں میں کس کس قسم کے کاموں پر لگا کر مشقت لی جاتی ہے اور اس کے اوقات کار کیا ہیں؟

(د) کیا قیدی خواتین کو مشقت کے عوض کوئی اجرت بھی ادا کی جاتی ہے، اگر ہاں تو اس کی شرح کیا ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں، کیا حکومت قیدی خواتین کو کام کرنے کے عوض اجرت ادا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ جیلوں میں مقید قیدی خواتین سے سلائی کڑھائی کی مشقت لی جاتی ہے۔

(ب) پنجاب کی جیلوں میں مقید 60 سال تک کی عمر والی خواتین سے مشقت لی جاتی ہے۔

(ج) پنجاب کی جیلوں میں مقید خواتین سے سلائی کڑھائی کے کام کی مشقت لی جاتی ہے اور ان کے کام کرنے کے اوقات صبح 6:30 بجے سے 02:00 بجے تک ہیں۔

(د) جیلوں میں قیدی خواتین سے ان کی سزا کے مطابق مشقت لی جاتی ہے اور جیل قوانین کے تحت ان کو کوئی معاوضہ نہیں دیا جاتا، تاہم مشقت جو کہ سلائی، کڑھائی طرز کی ہوتی ہے اس کے عوض ان کی سزا میں ماہانہ 05 یوم معافی کی رعایت دی جاتی ہے۔

## شہری آبادیوں کے قریب پٹرول پمپس،
## سی این جی لگانے کی اجازت کا طریقہ و معیار

*480: راجہ حنیف عباسی (ایڈووکیٹ): کیا وزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

صوبائی حکومت اور ڈسٹرکٹ حکومتیں کسی بھی شہر میں شہری آبادیوں کے قریب اور گرد و نواح میں پٹرول پمپس اور سی این جی سٹیشن لگانے کی اجازت کس طریق کار اور معیار کے تحت دیتی ہے، تفصیلاً بتایا جائے اور کیا آئندہ مزید سی این جی اسٹیشن راولپنڈی شہر میں لگائے جائیں گے؟

**وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):**

یہ محکمہ محنت وانسانی وسائل کے متعلقہ نہ ہے۔ پٹرول پمپس اور سی این جی سٹیشن لگانے کی اجازت دینے کا صوابدیدی اختیار مندرجہ ذیل محکمہ جات کو ہے:-

1. Federal Inspector of Explosives (Federal Government).
2. Oil & Gas Regulatory Authority (Federal Government).
3. Hydro Carbon Development Institute of Pakistan (Federal Government).
4. Highway Department (Provincial Government).
5. Environment Protection Department (Provincial Government).
6. No Objection Certificate from District Government.

## جیل میں قید خواتین کے بچوں کی تعلیم و تربیت کا مسئلہ

*411: محترمہ ماجدہ زیدی: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) لاہور کی جیلوں میں کتنی خواتین اپنے بچوں کے ساتھ قید کاٹ رہی ہیں؟

(ب) کیا مذکورہ خواتین کے بچوں کی جیل سے باہر تعلیم و تربیت کے لئے کوئی انتظامات کئے گئے ہیں، اگر ہاں تو مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور):

(الف) اس وقت صرف سنٹرل جیل لاہور کے زنانہ وارڈ میں 17 خواتین ہمراہ 22 بچگان موجود ہیں-

(ب) اس وقت دس بچے جیل سے باہر سکول میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے جاتے ہیں-ان بچوں کو سکول یونیفارم، کاپیاں، کتابیں اور سکول بیگ وغیرہ جیل کی طرف سے فراہم کئے جاتے ہیں اور جیل کے اندر ان کی ٹیوشن کا بھی انتظام کیا گیا ہے اور گرمیوں کی چھٹیوں کے دوران خصوصی سمر کلاسز کا اجرا کیا گیا ہے-

## صنعتی اداروں سے نکالے گئے مزدوروں کے مسائل

*816: سردار خالد سلیم بھٹی: کیا وزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حالیہ لوڈ شیڈنگ سے بیشتر صنعتی ادارے بند ہو گئے جس کی وجہ سے مزدور بے روزگاری کا شکار ہو گئے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ نے ایک نوٹیفکیشن کے ذریعے صنعتی کارکنوں کو ڈیتھ گرانٹ، میرج گرانٹ اور سکالرشپ گرانٹ سے محروم کر دیا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ صنعتی اداروں سے نکالے گئے مزدوران گرانٹس کے لئے درخواست نہیں دے سکتے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان گرانٹس کو بحال کرنے اور نکالے گئے مزدوروں کو یہ گرانٹس دینے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) یہ درست ہے کہ حالیہ لوڈ شیڈنگ کی وجہ سے بیشتر صنعتی اداروں کی کارکردگی پر برے اثرات مرتب ہوئے ہیں۔اس سلسلہ میں ضلعی حکومتوں سے موصول ہونے والی رپورٹ کے مطابق صنعتی اداروں نے لوڈ مینجمنٹ کے ساتھ مین پاور مینجمنٹ بھی کی اور تقریباً 70 اداروں نے 11687 ملازمین کو جزوقتی طور پر باقاعدہ فارغ کیا۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔ پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ بدستور صنعتی مزدوروں کو ڈیتھ گرانٹ، میراج گرانٹ اور سکالرشپ گرانٹ کی ادائیگی کر رہا ہے۔

(ج) جی ہاں! یہ درست ہے کہ صنعتی اداروں سے نکالے گئے مزدور گرانٹس کے حصول کے لئے درخواست دینے کے مجاز نہ ہیں کیونکہ نوکری سے برخاستگی کی صورت میں صنعتی مزدور I.R.O 2002 میں دی گئی مزدور کی تعریف پر پورا نہیں اترتا۔

(د) ورکرز ویلفیئر فنڈ آرڈیننس 1971 میں ورکر کی تعریف بیان نہیں کی گئی بلکہ ورکر کی جو تعریف I.R.O 2002 میں دی گئی ہے۔اسے ہی اپنایا گیا ہے جب کوئی مزدور نوکری سے برخواست ہو جاتا ہے تو وہ اس وقت تک اس تعریف کے زمرے میں نہیں آتا جب تک اسے بحال نہیں کیا جاتا۔

## اڈیالہ جیل راولپنڈی میں قیدیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*486: راجہ حنیف عباسی (ایڈووکیٹ): کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) اڈیالہ جیل راولپنڈی میں اس وقت کل کتنے قیدیوں کے لئے گنجائش ہے؟

(ب) اس وقت اڈیالہ جیل میں کل کتنے قیدی ہیں؟

(ج) کیا اڈیالہ جیل میں قیدیوں کے لئے گنجائش بڑھانے کا کوئی حکومتی منصوبہ ہے؟

(د) کیا اسلام آباد کے قیدیوں کے لئے علیٰحدہ جیل بنانے کا ارادہ ہے؟

(ہ) قیدیوں کو جو خوراک مہیا کی جاتی ہے اس کی تفصیل بتائیں؟

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور):

(الف) اڈیالہ جیل میں اس وقت 1994 اسیران رکھنے کی گنجائش ہے۔

(ب) اڈیالہ جیل راولپنڈی میں اس وقت 6028 اسیران مقید ہیں۔

(ج) حکومت اس وقت اڈیالہ جیل میں گنجائش بڑھانے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی البتہ سال 09-2008 کے ترقیاتی منصوبہ میں مندرجہ ذیل منصوبہ جات شامل ہیں:۔

i- تعمیر برائے فیملی رومز سنٹرل جیل، راولپنڈی

ii- خریداری زمین برائے تعمیر زنانہ جیل اور بورسٹل جیل راولپنڈی

(د) حکومت اسلام آباد میں علیٰحدہ جیل بنانے کا ارادہ رکھتی ہے، اسلام آباد دارالخلافہ ہونے کی حیثیت سے حکومت پنجاب کے دائرہ اختیار میں نہیں۔ حکومت پنجاب نے علیٰحدہ جیل بنانے کے لئے مرکزی حکومت کو تجویز پیش کی ہے (نقل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) ہدایت ملنے پر مزید کارروائی کی جائے گی۔ اسلام آباد کے لئے علیٰحدہ جیل بنانے کے سلسلہ میں کمشنر اسلام آباد کی نگرانی میں ایک کمیٹی رواں ماہ میں قائم کی گئی ہے مزید یہ کہ راولپنڈی میں ایک مزید ڈسٹرکٹ جیل بنانے کے لئے تجویز حکومت کے زیر غور ہے جبکہ راولپنڈی میں خواتین اور بچوں کی جیل منظور ہو چکی ہے اور عنقریب کام شروع ہونے کی توقع ہے۔

(ہ) حکومت پنجاب کی طرف سے قیدیوں کو جو خوراک مہیا کی جا رہی ہے اس کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

## چنیوٹ میں قائم این جی او کے ملازمین کی بے قاعدگیاں

*1078: الحاج محمد الیاس چنیوٹی: کیا وزیر محنت و انسانی وسائل از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چنیوٹ میں ایک این جی او، پی ایس ٹی اے بھٹہ خشت کی لیبر کے بچوں کو تعلیم دینے کے لئے پاک سویڈش کے زیر نگرانی محکمہ محنت و افرادی قوت میں رجسٹرڈ ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ادارہ کی طرف سے بچوں کے لئے یونیفارم کتابوں اور دوپہر کے کھانا کے لئے فنڈز دیئے جاتے ہیں اور وہ فنڈز ادارہ کے سپروائزر خورد برد کر رہے ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ادارہ کو طلبا کو پڑھانے کے لئے اساتذہ کی تنخواہ کی مد میں ماہانہ تین ہزار روپے فی کس دیئے جاتے ہیں مگر سپروائزر علاقہ میں بے روزگاری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے خواتین اساتذہ کو 1000 / 800 روپے میں رکھ لیتے ہیں اور بقیہ رقم ان کی جیب کی نذر ہو جاتی ہے ؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ اتنے اہم اور ذمہ دار ادارہ کے سپروائزر مڈل اور میٹرک پاس رکھے ہوئے ہیں جن کی علاقہ میں رپوٹیشن بھی ٹھیک نہ ہے ؟

(ہ) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ ادارہ کا انتظام اپنے ذمہ لینے اور وہاں پر کوالیفائیڈ افراد رکھنے کو تیار ہے اور قبل ازیں خورد برد کی گئی رقم موجودہ سپروائزر سے انکوائری کر کے ادارہ پر خرچ کرنے کو تیار ہے، تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے ؟

**وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):**

(الف) محکمہ محنت وانسانی وسائل کے پاس پاک سویڈش کے زیر نگرانی پی ایس ٹی اے کے نام سے کوئی این جی او رجسٹرڈ نہ ہے اور نہ ہی کسی این جی او کو رجسٹرڈ کرنا محکمہ محنت وانسانی وسائل کے دائرہ کار میں آتا ہے۔

(ب) محکمہ محنت وانسانی وسائل کسی طرح کے کوئی فنڈز مذکورہ این جی او کو نہیں دیتا جبکہ مذکورہ این جی او کو سویڈش انٹرنیشنل ڈویلپمنٹ ایجنسی (SIDA) فنڈز فراہم کرتی ہے۔

(ج) مذکورہ ادارہ اپنے مدارس کو چلانے میں خود مختار ہے اس کے سپروائزر اگر کسی غلط روی کا شکار ہیں تو مذکورہ ادارہ ہی ان کے خلاف کارروائی کرنے کا مجاز ہے ان اداروں کو سپروائز کرنا محکمہ محنت وانسانی وسائل کی ذمہ داری نہ ہے۔

(د) چونکہ محکمہ محنت وانسانی وسائل نے کوئی سپروائزر مقرر ہی نہیں کئے تو ان کی رپوٹیشن کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔

(ہ) چونکہ پی ایس، ٹی / اے محکمہ وانسانی وسائل میں رجسٹرڈ نہ ہے اور نہ ہی محکمہ کسی این جی او کو رجسٹرڈ کرتا ہے اور نہ ہی اس کے دائرہ اختیار میں ہے واضح رہے کہ این جی اوز کو محکمہ سوشل ویلفیئر رجسٹرڈ کرتا ہے اس لئے مذکورہ این جی او کی انکوائری بھی محکمہ سوشل ویلفیئر کو سونپی جا سکتی ہے۔

## پنجاب کی جیلوں میں قیدیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*536: محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) پنجاب کی جیلوں میں کتنے قیدی گنجائش سے زیادہ قید ہیں، ضلع وار گنجائش اور قیدیوں کی تعداد فراہم کی جائے؟

(ب) جن جیلوں میں گنجائش سے زیادہ قیدی ہیں کیا حکومت ان کو کسی اور بلڈنگ یا کسی اور جگہ منتقل کرنے کو تیار ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) پنجاب کی جیلوں میں اس وقت کتنے سزائے موت کے قیدی ہیں، کیا حکومت ان کی سزائے موت کو قید میں بدلنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو کیوں؟

(د) کیا حکومت جیل میں قید ہر جرم کے قیدی کے وارثوں اور مدعیوں سے مل کر ان میں صلح و صفائی اپنی سر براہی میں کروانے کو تیار ہے، اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور):

(الف) پنجاب کی جیلوں میں جیل وار اسیران کو رکھنے کی اور جو اسیران بند ہیں کی جیل وار موجودہ تعداد ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ب) گنجائش سے زیادہ اسیران کو جیل ہائے پنجاب میں رکھنے کے لئے حکومت پنجاب مندرجہ ذیل نئی جیلیں تعمیر کروا رہی ہے:۔

| | |
|---|---|
| زیر تعمیر ڈسٹرکٹ جیل حافظ آباد | ایک ہزار اسیران کے لئے |
| زیر تعمیر ہائی سکیورٹی پریزن ساہیوال | ۔ایضا۔ |
| زیر تعمیر ڈسٹرکٹ جیل خانیوال | ۔ایضا |
| زیر تعمیر ڈسٹرکٹ جیل لودھراں | ۔ایضا۔ |
| زیر تعمیر ہائی سکیورٹی پریزن میانوالی | ۔ایضا۔ |
| زیر تعمیر ڈسٹرکٹ جیل اوکاڑہ | پانچ سو اسیران کے لئے |
| زیر تعمیر ڈسٹرکٹ جیل پاکپتن | ۔ایضا۔ |
| زیر تعمیر ڈسٹرکٹ جیل لیہ | ۔ایضا۔ |
| زیر تعمیر ڈسٹرکٹ جیل بھکر | ۔ایضا۔ |
| زیر تعمیر ہائی سکیورٹی بیرک / سیل سنٹرل جیل لاہور | 76اسیران کے لئے |
| زیر تعمیر ہائی سکیورٹی بیرک / سیل سنٹرل جیل راولپنڈی | 76اسیران کے لئے |

مزید برآں مندرجہ ذیل جیلوں میں سزائے موت کے اسیران کے لئے سزائے موت کوٹھڑی اور اضافی بیرکوں کی تعمیر کے لئے سال 09-2008 میں رقم مختص کی گئی ہے:-

ڈیتھ سیل

ڈسٹرکٹ جیل جہلم 32 اسیران سزائے موت کے لئے

ڈسٹرکٹ جیل سنٹرل جیل فیصل آباد -ایضا-

2 اضافی بیرکس برائے 60 اسیران فی بیرک 20 اسیران فی بیرک 60 عدد

ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ

2 اضافی بیرکس برائے 60 اسیران فی بیرک -ایضا-

ڈسٹرکٹ جیل مظفر گڑھ

اس طرح 7956 اسیران کی مزید گنجائش ہو سکے گی جس سے Over crowding کے مسئلہ کو حل کرنے میں مدد ملے گی۔ حکومت جیل کے علاوہ اسیران کو کسی اور بلڈنگ میں منتقل کرنے کا فی الحال کوئی ارادہ نہیں رکھتی ہے۔

(ج) پنجاب کی جیلوں میں بند قیدی سزائے موت کی تفصیل ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ جہاں تک سزائے موت کو عمر قید میں بدلنے کا تعلق ہے تو سمری وزیر اعظم صاحب نے صدر پاکستان کو بھیجی ہے جس پر فیصلہ ہونا باقی ہے۔

(د) جہاں تک قیدیوں کی صلح کا تعلق ہے تو حکومت سزائے موت کے قیدیوں کو صلح کے لئے 60 یوم کی مہلت دیتی ہے اگر صلح نہ ہو تو متعلقہ ڈی سی او سے رپورٹ منگوا کر ہمراہ رحم کی اپیل صدر پاکستان کو بھیج دی جاتی ہے۔

## پنجاب کی جیلوں میں قیدیوں کے مسائل

*537: محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) موجودہ حکومت نے پنجاب کی جیلوں میں قید کتنے قیدیوں کو جو جرمانہ کی رقم ادا نہیں کر سکتے تھے اپنے خزانے سے رقم ادا کر کے رہا کروایا، ضلع وار ان کے نام و تعداد کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) پنجاب میں اس وقت کتنے ایسے قیدی ہیں جو جرمانہ کی ادائیگی نہ کرنے کی وجہ سے ابھی تک قید ہیں، نام و تعداد کی تفصیل فراہم کریں اور کیا موجودہ حکومت ان کی رہائی کے بارے میں بھی غور کر رہی ہے؟

(ج) پنجاب کی جیلوں میں کتنے ایسے قیدی ہیں جن کو پھانسی اور قید بامشقت کی سزا ہوئی اور ان میں سے کتنے قیدی ہیں، جو مشقت کی سزا کاٹ چکے ہیں لیکن ان کو پھانسی نہیں دی گئی اور کیوں؟

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور):

(الف) وزیر اعظم پاکستان نے مبلغ -/4716526 روپے سرکاری خزانے سے ادا کئے ہیں اور اس رقم سے 67 قیدی رہا ہوئے ہیں۔ جیل وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) اس وقت پنجاب کی جیلوں میں کل 160 قیدی جرمانہ / دیت وغیرہ ادا نہ کرنے کی وجہ سے بند ہیں لہذا حکومت پنجاب مخیر حضرات کے ذریعے ان اسیران کو رہا کروانے کی کوشش کر رہی ہے۔

(ج) پنجاب کی جیلوں میں سزائے موت کے اسیران سے مشقت نہیں لی جاتی سزائے موت اسیران کی اپیل وائز تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

## پنجاب کی جیلوں میں قیدیوں کی تعداد و گنجائش کا معاملہ

*653: انجنیئر قمر اسلام راجہ: کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

پنجاب کی کی جیلوں میں کل کتنے افراد کی گنجائش موجود ہے اور اس وقت وہاں پر بند قیدیوں کی اصل تعداد کتنی ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور):

پنجاب کی جیلوں میں اس وقت 21527 اسیران کی گنجائش ہے جبکہ جیلوں میں موجودہ تعداد 61976 ہے جن کی جیل وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

## سنٹرل جیل اڈیالہ، راولپنڈی میں قیدیوں کی گنجائش و دیگر تفصیلات

*780: راجہ شوکت عزیز بھٹی: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سنٹرل جیل اڈیالہ، راولپنڈی میں اس وقت کتنے قیدیوں کے رکھنے کی گنجائش ہے اور کتنے قیدی جیل / حوالات میں موجود ہیں؟

(ب) کیا سنٹرل جیل اڈیالہ میں اس وقت قیدیوں کی موجودہ تعداد کے لئے مناسب طبی سہولیات موجود ہیں، اگر نہیں تو مستقبل قریب میں حکومت تمام قیدیوں کو مناسب طبی سہولیات فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ج) راولپنڈی ضلع کے تمام تحصیل ہیڈ کوارٹرز پر جوڈیشل لاک اپ میں کتنے حوالاتی رکھنے کی گنجائش ہے اور اس وقت کتنے حوالاتی موجود ہیں؟

(د) تحصیل گوجر خان کے حوالاتیوں کو تحصیل میں جوڈیشل لاک اپ کے ہونے کے باوجود سنٹرل جیل اڈیالہ راولپنڈی میں کس لئے بھیجا جاتا ہے نیز سنٹرل جیل اڈیالہ میں تحصیل گوجر خان کے حوالاتیوں کو بھیجنے کا کیا معیار ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور):

(الف) سنٹرل جیل اڈیالہ، راولپنڈی میں کل اسیران کو رکھنے کی گنجائش 1994 ہے جبکہ اس وقت جیل ہذا میں 5913 اسیران مقید ہیں۔

(ب) سنٹرل جیل اڈیالہ، راولپنڈی میں مقید اسیران کے لئے مناسب سہولیات موجود ہیں۔ دو فل ٹائم میڈیکل آفیسر اور پیرا میڈیکل سٹاف ہمہ وقت قیدیوں کی دیکھ بھال کے لئے موجود رہتا ہے وافر مقدار میں ہر طرح کی ادویات سٹاک میں موجود ہوتی ہیں جیل ہسپتال میں آؤٹ ڈور کے علاوہ قیدی مریضوں کے داخلے کے لئے ان ڈور علاج کی سہولت بھی موجود ہے اس کے علاوہ جیل ہسپتال میں تشخیص کے لئے الٹراساؤنڈ، ایکسرے، ای سی جی اور لیبارٹری کی سہولیات موجود ہیں۔ دانتوں کے علاج کے لئے ڈینٹل یونٹ بھی موجود ہے۔

شدید بیماری کی صورت میں کسی قیدی کو ایمرجنسی ڈی ایچ کیو ہسپتال شفٹ کرنے کے لئے ایمبولینس کی سہولت موجود ہے۔

ڈی ایچ کیو ہسپتال سے وقتاً فوقتاً تمام سپیشلسٹ ڈاکٹر صاحبان کی ٹیم قیدی مریضوں کے بہتر علاج معالجہ کے لئے جیل کا دورہ کرتی رہتی ہے۔

(ج) ضلع راولپنڈی کے دو تحصیل ہیڈکوارٹرز مری اور گوجر خان میں جوڈیشل لاک اپ موجود ہیں اور ان میں بالترتیب 15 اور 110 اسیران کو رکھنے کی گنجائش ہے ۔آج مورخہ 29-07-2008 کو جوڈیشل لاک اپ مری میں 10 حوالاتی جبکہ جوڈیشل لاک اپ گوجر خان میں 40 حوالاتی مقید ہیں۔

(د) معمولی نوعیت کے جرائم میں ملوث حوالاتیوں کو جوڈیشل لاک اپ گوجر خان میں رکھا جاتا ہے جبکہ منشیات ،سمگلنگ ،ڈکیتی ، قتل ،زنا ، اغواء اور دہشت گردی جیسے سنگین مقدمات میں ملوث حوالاتیوں کو اڈیالہ جیل ،راولپنڈی میں بھیجا جاتا ہے۔

## پنجاب کی جیلوں میں قیدیوں کو رکھنے کی گنجائش ودیگر تفصیلات

*929 میجر (ر) عبدالرحمٰن رانا: کیاوزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) پنجاب کی جیلوں میں کتنے قیدیوں کو رکھنے کی گنجائش ہے ؟

(ب) اس وقت جیلوں میں کتنے قیدی رکھے ہوئے ہیں،ان میں کتنے قیدی بند ہیں؟

(ج) جیلوں میں قیدیوں کی تعداد کم کرنے کے لئے کیااقدامات زیر غور ہیں ؟

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور)

(الف) پنجاب کی جیلوں میں اس وقت 21527 اسیران رکھنے کی گنجائش ہے۔

(ب) اس وقت پنجاب کی جیلوں میں کل 61672 قیدی / حوالاتی مقید ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

| حوالاتی | قیدی | قیدی سزائے موت | ٹوٹل |
|---|---|---|---|
| 42964 | 11883 | 6825 | 61672 |

(ج) جیلوں میں اسیران کی بڑھتی ہوئی تعداد کو روکنے کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات کئے جارہے ہیں:۔

ہر ماہ کے آخری ہفتے میں متعلقہ جناب ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج صاحبان اپنے ضلع کی جیلوں کا دورہ کرتے ہیں اور معمولی جرائم میں بند اسیران کو ذاتی مچلکوں پر رہا کرتے ہیں اس کے

علاوہ ہر ماہ سیشن جج صاحبان کی صدارت میں ہر ضلع میں میٹنگ منعقد ہوتی ہیں جس میں اسیران کے مقدموں کی جلد از جلد سماعت کے لئے احکامات جاری کئے جاتے ہیں۔

## ضلع بھکر میں جیل کی تعمیر نو کا مسئلہ

*982: سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا ضلع بھکر میں جیل کی تعمیر کا کام شروع ہو چکا ہے اگر ہاں تو اب تک اس سلسلہ میں کیا پیشرفت ہو چکی ہے؟

(ب) مذکورہ بالا جیل کے لئے بجٹ 09-2008 میں کتنی رقم مختص کی گئی ہے؟

(ج) میانوالی جیل میں بھکر کے اسیران کی آمد و رفت اور دیگر اٹھنے والے اخراجات کی مد میں سال 2007 سے اب تک حکومت کتنی رقم خرچ کر چکی ہے، آگاہ فرمائیں؟

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور):

(الف) بھکر جیل میں تعمیر کا کام شروع ہے اور جیل کی تعمیر 44 فیصد تک مکمل ہو چکی ہے۔

(ب) بھکر جیل کی تعمیر کے لئے مالی سال 09-2008 میں ایک کروڑ دس لاکھ روپے کا بجٹ مختص کیا گیا ہے۔

(ج) میانوالی جیل میں بھکر کے اسیران کی آمد و رفت اور دیگر اٹھنے والے اخراجات کی مد میں سال 08-2007 سے لے کر اب تک -/67589،38 روپے خرچ ہو چکے ہیں۔

## خواتین جیل ملتان میں قیدیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*991: سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) خواتین جیل ملتان میں اسیران کی موجودہ تعداد کیا ہے اور قیدیوں کی کتنی گنجائش ہے؟

(ب) حکومت نے مذکورہ بالا جیل کی توسیع، مرمت اور اضافی کمروں کی تعمیر کے لئے بجٹ 09-2008 میں کتنی رقم مختص کی ہے اگر نہیں کی تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) کیا حکومت خواتین کے لئے صوبے کے دیگر اضلاع میں سب جیلز تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو اب تک اس سلسلے میں کتنی پیشرفت ہو چکی ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور):

(الف) زنانہ جیل ملتان میں اس وقت 119 اسیران خواتین ہمراہ 15 بچگان مقید ہیں جبکہ جیل کی منظور شدہ گنجائش 166 ہے جس کے مطابق اسیران کو باآسانی جیل رکھا جا سکتا ہے

(ب) حکومت پنجاب نے جیل ہذا کی تعمیر و توسیع پروگرام دیا ہوا ہے جس کے مطابق اسیران کی ملاقات کے لئے آنے والے عزیز واقارب کے لئے ائیر کنڈیشنڈ انتظار گاہ، انٹرویو شیڈ کی توسیع اور اندرون جیل باتھ روم میں ٹائلز بچھانے کے لئے بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ کو کیس بھیج دیا گیا ہے۔

(ج) جی ہاں! اس سلسلہ میں راولپنڈی سنٹرل جیل کے قریب ایک زنانہ جیل بنانے کا منصوبہ ہے اس کے لئے زمین لی جا رہی ہے جیسے ہی اس کی خریداری کی رقم موصول ہو گی تو نئی جیل کا کام Layout plan اور تخمینہ جات تیار کئے جائیں گے اور منظوری پر اس کی تعمیر کا کام شروع ہو جائیگا۔

## ساہیوال جیل میں قیدیوں کے ساتھ ناروا سلوک

*1072: محترمہ فائزہ احمد ملک: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جیل مینوئل کے مطابق جیل کے کسی قیدی یا حوالاتی پر تشدد نہیں کیا جا سکتا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سنٹرل جیل ساہیوال میں قیدیوں اور حوالاتیوں پر تشدد کیا جاتا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ جیل کے چیف سنٹرل ٹاور / چکر (اکرم پہلوان)، امدادی چیف سنٹرل ٹاور / چکر (خضر حیات) و دیگر ملازم جیل میں قیدیوں اور حوالاتیوں سے باقاعدہ پیسے لیتے ہیں اور پیسے نہ دینے والے قیدیوں اور حوالاتیوں پر تشدد کرتے ہیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ جیل کے مذکورہ ملازمین سنٹر نمبر 8 کمرہ نمبر 3 میں قید حوالاتیوں کو پیسے نہ دینے کی پاداش میں تشدد کا نشانہ بناتے رہے ہیں اور بنا رہے ہیں؟

(ہ) اگر مذکورہ بالا سوالوں کے جواب اثبات میں ہیں تو کیا حکومت جیل مینوئل کی خلاف ورزی، پیسے لینے اور تشدد کرنے والوں کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک اور نہیں تو کیوں؟

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور):

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے جیل انتظامیہ مکمل طور پر پاکستان پریزن رولز کے مطابق عمل کرتی ہے۔

(د) ایسی کوئی شکایت موصول نہ ہوئی ہے۔

(ہ) اس قسم کی جب بھی کوئی شکایت محکمہ جیل کے حکام بالا کے علم میں لائی جاتی ہے تو اس پر بمطابق قانون فوراً کارروائی کی جاتی ہے اور الزام ثابت ہونے پر سخت تادیبی کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔

## لاہور، کوٹ لکھپت جیل میں موبائل فون کے استعمال کے مضرات

*1322: محترمہ صغیرہ اسلام: کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کوٹ لکھپت جیل میں قیدیوں میں موبائل فون کا استعمال بہت زیادہ ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ملزمان کا موبائل فون کے ذریعے باہر بیٹھے ہوئے اشتہاری ملزمان سے باقاعدہ رابطہ ہے؟

(ج) کیا حکومت جیل میں خطرناک قیدیوں سے موبائل فون لے کر باہر بیٹھے ہوئے اشتہاریوں سے رابطے کو ختم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک ممکن ہے؟

وزیر جیل خانہ جات(چودھری عبدالغفور):

(الف) جیل میں موبائل فون استعمال کرنے کی ہر گز اجازت نہیں ہے جیل داخل ہونے والے ملزمان اپنے خفیہ جسمانی اعضا میں موبائل فون لے جانے کی کوشش کرتے ہیں جس کو حتی المقدور ناکام بنایا جاتا ہے اگر کسی سے کوئی موبائل فون برآمد ہو تو حسب ضابطہ کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ ملزمان کا بیرونی عناصر کے ساتھ کوئی رابطہ ہے کیونکہ روزانہ کی بنیاد پر مختلف اوقات میں بیرکس کی اچانک تلاشی کی جاتی ہے اگر کسی اسیر سے موبائل فون برآمد ہو تو بمطابق jail manual کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے البتہ اکثر قیدی / حوالاتی ہر دوسرے تیسرے دن عدالت پیشی کے لئے حوالہ پولیس کئے جاتے ہیں جو صبح سے شام تک پولیس حراست میں ہوتے ہیں اس دوران اگر ان کا رابطہ بیرونی عناصر سے ہوتا ہے تو بعید از قیاس نہ ہے۔

(ج) جیل انتظامیہ حتی المقدور کوشش کر رہی ہے کہ اندرون جیل موبائل فون سمگل نہ ہو سکیں اس سلسلے میں حکومت کی جانب سے جدید ترین آلات، سکین مشین، metal detectors اور واک تھروگیٹ نصب کئے گئے ہیں جیل انتظامیہ ہمہ وقت منفی عناصر کی سرگرمیوں کو روکنے کے لئے کوشاں ہے مزید یہ کہ موبائل جام کرنے والے آلات کی تنصیب کا معاملہ بھی زیر غور ہے

جناب افتخار احمد خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات ختم ہو چکا ہے۔ I am sorry gentleman. No, when I say no I mean it. پلیز! آپ تشریف رکھیں۔

جناب افتخار احمد خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر ہو سکتا ہے؟

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔ آپ ایسا کریں کہ آپ مجھے بات کر لینے دیں۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

جناب افتخار احمد خان: جناب سپیکر! یہ انتہائی اہمیت کا حامل issue ہے۔ بات کرنا ضروری ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ کے پاس بات کرنے کا ایک فورم موجود ہے۔اچھے طریقے سے میں آپ کی بات سننے کے لئے تیار ہوں لیکن اس طریقے سے آئیں گے تو میں ضرور سنوں گا۔

جناب افتخار احمد خان: بات یہ ہے کہ منسٹر صاحب جواب دینے لگے تھے تو میں فوراً کھڑا ہو گیا ہوں۔ میں نے صحافی کالونی کے بارے میں جو لاء منسٹر نے assurance کرائی تھی اس کے بارے میں پوچھنا تھا۔

جناب سپیکر: اب وہ آگے چلے گئے ہیں۔ I am sorry, no gentleman! Sorry, extremely sorry for that. جی، لاء منسٹر! آپ نے صحافی کالونی کی assurance کرائی تھی؟ یہ اس کے بارے میں پوچھ رہے ہیں۔آپ نے اس سلسلے میں کیا کیا ہے؟ بتائیے گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ صحافی بھائیوں نے complaint کی ہے کہ ان کے جو معاملات کالونی سے متعلق الاٹمنٹ کے اور موقع پر نشاندہی کے ہیں ان میں کچھ سست روی سے کام لیا جا رہا ہے۔ میں نے ان سے request کی ہے کہ اس سلسلے میں اجلاس سے فارغ ہو کر جو متعلقہ authorities ہیں میں ان سے بھی بات کر لیتا ہوں اور کوشش کروں گا کہ Monday کو ان کو یہاں بلا کر ان کی صحافی کالونی سے متعلقہ جو نمائندے ہیں ان کو ساتھ بٹھا کر جہاں جہاں یہ نشاندہی کریں گے کہ کوئی سست روی ہو رہی ہے تو اس کی کوشش کریں گے کہ وہ معاملہ resolve ہو جائے۔

جناب سپیکر: جی، میرے خیال میں آپ نے صحافی حضرات کی بات سُن لی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): میں نے ان کو چٹ بھیج دی ہے۔انہوں نے میری طرف چٹ بھیجی تھی تو میں نے اس پر تحریراً عرض کر دیا ہے۔

جناب سپیکر: چلیں جی! انتظار کریں، انشاء اللہ ٹھیک ہو گا۔

## تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: جی، تحریک استحقاق سردار خالد سلیم بھٹی صاحب کی ہے، یہ move تو ہو چکی ہے۔ لاء منسٹر صاحب اب اس بارے میں کچھ بتائیں گے؟

## ایڈیشنل آئی۔جی (ٹریننگ) فیاض میر کا رکن اسمبلی سے ہتک آمیز رویہ

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان):اس کا نمبر 22 ہے ۔ جناب سپیکر! اس کو pending کرایا تھا۔ میں یہ چاہتا تھا کہ جو متعلقہ آفیسر ہیں۔ان سے meeting کراؤں اور وہ اپنے رویے پر معذرت کریں تو میں نے اپنے آفس میں ان کی meeting کرائی تھی اور میری موجودگی میں جو متعلقہ آفیسر تھے انہوں نے اس معاملے میں جو پیش آیا تھا معذرت بھی کی اور وہاں پر mover بھی تھے۔ according to my observation satisfy اب آپ ان سے پوچھ لیں۔

جناب سپیکر:جی،جناب!

سردار خالد سلیم بھٹی:جناب سپیکر! لاء منسٹر کے کمرہ میں ایڈیشنل آئی جی فیاض میر نے معافی مانگی تھی مگر میں نے کہا تھا کہ پہلے میرے ساتھ جو زیادتی ہوئی ہے۔۔۔

مہر سلطان سکندر بھروانہ:جناب سپیکر!دیکھیں! مزاری صاحب کو کیا ہو گیا ہے؟ وہ بے ہوش ہو گئے ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر سردار شوکت حسین مزاری کو دل کا دورہ پڑا
اور تمام معزز ممبران ان کے پاس آکر جمع ہو گئے)

جناب سپیکر:ڈاکٹر کو بلائیے گا۔پانی پلائیں۔آپ لوگ ایک طرف ہو جائیں۔۔۔جوتے اتار دیں۔۔۔ ایمبولینس کا انتظام کریں۔آپ ایک طرف ہو جائیں،رش نہ کریں،ان کے پاؤں ذرا دبائیں۔ Oh! My God... ہم میں سے کوئی ڈاکٹر ہے،اسمبلی میں کوئی ہمارے ممبران میں سے ڈاکٹر ہے؟

ایک معزز رکن:جناب سپیکر!ڈاکٹر اسد اشرف ان کے پاس طبی امداد دینے گئے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر!ہاؤس کو Monday تک کے لئے adjourn کر دیں۔

جناب سپیکر:دیکھیں جی!حالات ایسے ہیں،اللہ تعالیٰ ان کو صحت دے۔اب ہم اس ہاؤس کو Monday شام 3 بجے تک کے لئے adjourn کرتے ہیں۔

---

69

# ایجنڈا

# برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

## منعقدہ، 17-نومبر 2008

Recitation from the Holy Quran, its Urdu translation and Naat in praise of Hazrat Muhammad (Peace Be Upon Him)

## QUESTIONS

relating to

**REVENUE AND COLONIES**
**(BOARD OF REVENUE) DEPARTMENT**

to be asked and answers given

## CALL ATTENTION NOTICES

Call Attention Notices entered in the separate list, to be asked and oral answers given

## GOVERNMENT BUSINESS

**CONDOLENCE RESOLUTION**

**A MINISTER** to move that the requirements of sub-rule (2) of Rule 115 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 may be suspended under Rule 234 of the Rules *ibid*, to move a Condolence Resolution in the Assembly on the sad demise of late Sardar Shaukat Hussain Mazari, MPA (PP-250).

**A MINISTER** to move the following resolution:-

## قرارداد

پنجاب اسمبلی کا یہ معزز ایوان اور اسمبلی سیکرٹریٹ کے تمام ملازمین، سردار شوکت حسین مزاری (مرحوم)، رکن صوبائی اسمبلی و سابق ڈپٹی سپیکر، صوبائی اسمبلی پنجاب کی وفات پر گہرے غم و دُکھ کا اظہار کرتے ہیں اور ان کی وفات کو ایک ناقابل تلافی نقصان اور ایسا خلا تصور کرتے ہیں جو صدیوں تک

70

پُر نہیں ہوگا۔ مرحوم انتہائی شریف النفس انسان، انتہائی مخلص اور منجھے ہوئے پارلیمنٹیرین تھے۔ مرحوم اصولوں کی سیاست اور جمہوریت کے استحکام کے لئے طویل جدوجہد کرنے والے، خدمت خلق پر یقین رکھنے والے، پاکستان کے لئے سوچنے والے اور اپنے علاقے میں ہر دلعزیز شخصیت کے مالک تھے۔

مرحوم 10-فروری 1948 کو روجھان، ضلع راجن پور میں اپنے وقت کے معروف پارلیمنٹیرین، سردار محمد حسین مزاری کے گھر پیدا ہوئے۔ آپ نے صادق پبلک سکول، بہاولپور سے ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد گورنمنٹ کالج لاہور سے گریجوایشن کی۔ آپ زمانہ طالب علمی کے دوران 70-1969 میں برطانیہ کے بلیک برن کالج آف ٹیکنالوجی اینڈ ڈیزائن میں پاکستان سٹوڈنٹ ایسوسی ایشن کے صدر بھی رہے۔

1977 میں پہلی مرتبہ پنجاب اسمبلی کے رکن منتخب ہوکر صوبائی کابینہ میں وزیر بنے۔ آپ 1979 اور 1982 میں ضلع کونسل کے رکن منتخب ہوئے۔ مرحوم نے 1988 سے 1990 کے دوران پنجاب اسمبلی میں ڈپٹی اپوزیشن لیڈر کے طور پر بھی خدمات سرانجام دیں۔ آپ کو 1974 اور 1995 میں اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں پاکستان کی نمائندگی کا اعزاز بھی حاصل ہے۔

مرحوم سردار شوکت حسین مزاری 2002 کے عام انتخابات میں تیسری بار صوبائی اسمبلی پنجاب کے رکن منتخب ہوئے اور ڈپٹی سپیکر، پنجاب اسمبلی منتخب ہوکر پانچ سال تک خدمات سرانجام دیں۔ آپ اس دوران پنجاب اسمبلی کی لائبریری کمیٹی کے چیئرمین کے طور پر بھی فرائض منصبی احسن طریق سے سرانجام دیتے رہے۔ بطور ڈپٹی سپیکر اور قائم مقام سپیکر آپ نے ہاؤس کو قواعد و ضوابط کے

مطابق اور غیر جانبداری سے چلایا اور ہمیشہ حزب اختلاف کو پارلیمانی کردار ادا کرنے کا پورا پورا موقع دیا۔آپ 2008 کے عام انتخابات میں چوتھی مرتبہ آزاد حیثیت سے اس ایوان کے رکن منتخب ہو کر پاکستان مسلم لیگ (نواز) میں شامل ہوئے۔مرحوم کی پنجاب اسمبلی کے ایوان سے وابستگی کا اندازہ اس امر سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ انہوں نے اپنی جان بھی اس ایوان کے اندر ہی دی۔

سردار شوکت حسین مزاری (مرحوم) کی ناگہانی وفات سے نہ صرف یہ ایوان ایک تجربہ کار پارلیمنٹیرین سے محروم ہو گیا ہے بلکہ اسمبلی سیکرٹریٹ کے ملازمین بھی اُن کی سرپرستی اور شفقت سے محروم ہو گئے ہیں۔ان کی کمی ہمیشہ شدت سے محسوس کی جاتی رہے گی۔یہ ایوان دُعاگو ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے،انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کے لواحقین کو صبر و جمیل عطا فرمائے۔آمین۔

# صوبائی اسمبلی پنجاب

## پندرھویں اسمبلی کا دسواں اجلاس

سوموار،17-نومبر 2008

(یوم الاثنین،18-ذیقعد 1429ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں شام 4 بج کر 10 منٹ پر زیر صدارت جناب ڈپٹی سپیکر رانامشہود احمد خان منعقد ہوا۔

---

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِo

يَٰعِبَادِيَ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِنَّ أَرۡضِي وَٰسِعَةٞ فَإِيَّٰيَ فَٱعۡبُدُونِo كُلُّ نَفۡسٖ ذَآئِقَةُ ٱلۡمَوۡتِۖ ثُمَّ إِلَيۡنَا تُرۡجَعُونَo وَٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ وَعَمِلُواْ ٱلصَّٰلِحَٰتِ لَنُبَوِّئَنَّهُم مِّنَ ٱلۡجَنَّةِ غُرَفٗا تَجۡرِي مِن تَحۡتِهَا ٱلۡأَنۡهَٰرُ خَٰلِدِينَ فِيهَاۚ نِعۡمَ أَجۡرُ ٱلۡعَٰمِلِينَo ٱلَّذِينَ صَبَرُواْ وَعَلَىٰ رَبِّهِمۡ يَتَوَكَّلُونَo وَكَأَيِّن مِّن دَآبَّةٖ لَّا تَحۡمِلُ رِزۡقَهَا ٱللَّهُ يَرۡزُقُهَا وَإِيَّاكُمۡۚ وَهُوَ ٱلسَّمِيعُ ٱلۡعَلِيمُo

**سُوۡرَۃُ العَنکبوت آیات 56 تا 60**

اے میرے بندو جو ایمان لائے ہو میری زمین فراخ ہے۔ میری ہی عبادت کرو۔ ہر متنفس موت کا مزہ چکھنے والا ہے کہ تم ہماری ہی طرف لوٹ کر آؤ گے اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کو ہم بہشت کے اونچے اونچے محلوں میں جگہ دیں گے جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔ ہمیشہ ان میں رہیں گے۔ (نیک) عمل کرنے والوں کا یہ خوب بدلہ ہے جو صبر کرتے اور اپنے پروردگار پر بھروسہ

کرتے ہیں اور بہت سے جانور ہیں جو اپنا رزق اٹھائے نہیں پھرتے۔اللہ ہی ان کو رزق دیتا ہے اور تم کو بھی اور وہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔

وماعلینا الاالبلاغo

## حمد باری تعالیٰ

حمد باری تعالیٰ الحاج حافظ مرغوب احمد ہمدانی نے پیش کی۔

بلے بلے بلے
رحمت دا دریا الٰہی ہر دم وگدا تیرا
جے اک قطرہ بخشیں مینوں کم بن جاندا اے میرا
جے ویکھاں میں عملاں ولے
تے کجھ نئیں میرے پلے
جے ویکھاں تیری رحمت ولے
بلے بلے بلے
لکھ واری بھاویں عطر گلابوں دھوئیے نت زباناں
نام اونہاں دے لائق نا ہیں کی قلمے دا کاناں
بیلی بیلی ہر کوئی آکھے
میں وی آکھاں بیلی
پر اوس ویلے دا کوئی نئیں جے بیلی
جدوں جاندی اے جان اکیلی
توں بیلی تے سب جگ بیلی ان بیلی وی بیلی
سجناں بعد محمد بخشا سُنجی پئی اے حویلی

## قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

جناب ڈپٹی سپیکر: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جیسا کہ آپ سب کے علم میں ہے کہ اس اسمبلی کے معزز رکن اور سابق ڈپٹی سپیکر سردار شوکت حسین مزاری مورخہ 14-11-2008 کو ایوان کی کارروائی کے دوران رحلت فرما گئے۔ ان کی یاد میں تعزیتی قرارداد پیش کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں جناب وزیر قانون قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے اسمبلی کی معمول کی تمام کارروائی روک کر موجودہ اسمبلی کے رکن اور سابق ڈپٹی سپیکر پنجاب اسمبلی سردار شوکت حسین مزاری (مرحوم) کی ناگہانی وفات کے حوالے سے تعزیتی قرارداد پیش کرنے کی اجازت طلب کرنا چاہتے ہیں۔ محرک اپنی تحریک پیش کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثنا اللہ خان): شکریہ۔ جناب سپیکر! اس سے پہلے کہ میں اس تحریک کو پیش کرنے کی آپ سے اجازت طلب کروں اس سے پیشتر میں چند الفاظ اس بارے میں کہنا چاہتا ہوں کہ آج ہمارے دوست صحافی بھائی جو اس وقت گیلری میں موجود ہیں وہ اس نکتے اور احتجاج پر واک آؤٹ کرنا چاہتے تھے کہ ان کی انفارمیشن کے مطابق "جیو" اور "اے۔ آر۔ وائی ون ورلڈ" چینلز کی نشریات کراچی اور کچھ علاقوں میں بند کی گئی ہیں۔ میں ان کا بے حد مشکور ہوں کہ انہوں نے ہمارے اس دکھ کو محسوس کیا اور آج کے ہمارے اس تعزیتی اجلاس سے اظہار ہمدردی کرتے ہوئے اپنے احتجاج کے پروگرام کو ملتوی کیا۔ میں اپنے صحافی بھائیوں سے یہ کہنا چاہوں گا بلکہ انہیں یقین دلانا چاہوں گا کہ ہم کسی بھی ایسی کارروائی جو میڈیا کی آزادی کے خلاف ہو اور کسی بھی ایسے اقدام کو جو پرنٹ یا الیکٹرانک میڈیا کی بندش پر مبنی ہو اس کی بھرپور الفاظ میں مذمت کرتے ہیں اور ہم اس سلسلے میں وفاقی حکومت سے بھی مطالبہ کریں گے کہ اگر اس قسم کا کوئی عمل وہاں ہو رہا ہے تو اسے فوری طور پر ختم کیا جائے۔

جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے اسمبلی کی معمول کی تمام کارروائی روک کر موجودہ اسمبلی کے رکن اور سابق ڈپٹی سپیکر پنجاب اسمبلی سردار

شوکت حسین مزاری (مرحوم) کی ناگہانی وفات کے حوالے سے تعزیتی قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے اسمبلی کی معمول کی تمام کارروائی روک کر موجودہ اسمبلی کے رکن اور سابق ڈپٹی سپیکر پنجاب اسمبلی سردار شوکت حسین مزاری (مرحوم) کی ناگہانی وفات کے حوالے سے تعزیتی قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

میں یہ سمجھتا ہوں کہ کسی ممبر کو اس پر اعتراض نہیں ہوگا اور تمام ممبران متفقہ طور پر چاہتے ہیں کہ یہ قرارداد پیش کی جائے۔

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر قانون صاحب! قرارداد پیش کریں۔

## قرارداد

## معزز رکن و سابق ڈپٹی سپیکر پنجاب اسمبلی سردار شوکت حسین مزاری (مرحوم) کے لئے تعزیت اور خراج عقیدت

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"پنجاب اسمبلی کا یہ معزز ایوان اور اسمبلی سیکرٹریٹ کے تمام ملازمین، سردار شوکت حسین مزاری (مرحوم)، رکن صوبائی اسمبلی و سابق ڈپٹی سپیکر، صوبائی اسمبلی پنجاب کی وفات پر گہرے غم و دکھ کا اظہار کرتے ہیں اور ان کی وفات کو ایک ناقابل تلافی نقصان اور ایسا خلا تصور کرتے ہیں جو صدیوں تک پُر نہیں ہوگا۔ مرحوم انتہائی شریف النفس انسان، انتہائی مخلص اور منجھے ہوئے پارلیمنٹیرین تھے۔ مرحوم اصولوں کی سیاست اور جمہوریت کے استحکام کے

لئے طویل جدوجہد کرنے والے، خدمت خلق پر یقین رکھنے والے، پاکستان کے لئے سوچنے والے اور اپنے علاقے میں ہر دلعزیز شخصیت کے مالک تھے۔
مرحوم 10۔فروری 1948 کو روجھان، ضلع راجن پور میں اپنے وقت کے معروف پارلیمنٹیرین، سردار محمد حسین مزاری کے گھر پیدا ہوئے۔آپ نے صادق پبلک سکول، بہاولپور سے ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد گورنمنٹ کالج لاہور سے گریجوایشن کی۔آپ زمانہ طالب علمی کے دوران 70-1969 میں برطانیہ کے بلیک برن کالج آف ٹیکنالوجی اینڈ ڈیزائن میں پاکستان سٹوڈنٹ ایسوسی ایشن کے صدر بھی رہے۔
1977 میں پہلی مرتبہ پنجاب اسمبلی کے رکن منتخب ہوکر صوبائی کابینہ میں وزیر بنے۔آپ 1979 اور 1982 میں ضلع کونسل کے رکن منتخب ہوئے۔
مرحوم نے 1988 سے 1990 کے دوران پنجاب اسمبلی میں ڈپٹی اپوزیشن لیڈر کے طور پر بھی خدمات سرانجام دیں۔آپ کو 1974 اور 1995 میں اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں پاکستان کی نمائندگی کا اعزاز بھی حاصل ہے۔
مرحوم سردار شوکت حسین مزاری 2002 کے عام انتخابات میں تیسری بار صوبائی اسمبلی پنجاب کے رکن منتخب ہوئے اور ڈپٹی سپیکر، پنجاب اسمبلی منتخب ہوکر پانچ سال تک خدمات سرانجام دیں۔آپ اس دوران پنجاب اسمبلی کی لائبریری کمیٹی کے چیئرمین کے طور پر بھی فرائض منصبی احسن طریق سے سرانجام دیتے رہے۔ بطور ڈپٹی سپیکر اور قائم مقام سپیکر آپ نے ہاؤس کو قواعد وضوابط کے مطابق اور غیر جانبداری سے چلایا اور ہمیشہ حزب اختلاف کو پارلیمانی کردار ادا کرنے کا پورا پورا موقع دیا۔آپ 2008 کے عام انتخابات میں چوتھی مرتبہ آزاد حیثیت سے اس ایوان کے رکن منتخب ہوکر پاکستان مسلم لیگ (ن) میں شامل ہوئے۔ مرحوم کی پنجاب اسمبلی کے ایوان سے وابستگی کا اندازہ اس امر سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ انہوں نے اپنی جان بھی اس ایوان کے اندر ہی دی۔

سردار شوکت حسین مزاری (مرحوم) کی ناگہانی وفات سے نہ صرف یہ ایوان ایک تجربہ کار پارلیمنٹیرین سے محروم ہوگیا ہے بلکہ اسمبلی سیکرٹریٹ کے ملازمین بھی ان کی سرپرستی اور شفقت سے محروم ہوگئے ہیں۔ ان کی کمی ہمیشہ شدت سے محسوس کی جاتی رہے گی۔ یہ ایوان دعاگو ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے، انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کے لواحقین کو صبر و جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"پنجاب اسمبلی کا یہ معزز ایوان اور اسمبلی سیکرٹریٹ کے تمام ملازمین، سردار شوکت حسین مزاری (مرحوم)، رکن صوبائی اسمبلی و سابق ڈپٹی سپیکر، صوبائی اسمبلی پنجاب کی وفات پر گہرے غم و دکھ کا اظہار کرتے ہیں اور ان کی وفات کو ایک ناقابل تلافی نقصان اور ایسا خلا تصور کرتے ہیں جو صدیوں تک پُر نہیں ہوگا۔ مرحوم انتہائی شریف النفس انسان، انتہائی مخلص اور منجھے ہوئے پارلیمنٹیرین تھے۔ مرحوم اصولوں کی سیاست اور جمہوریت کے استحکام کے لئے طویل جدوجہد کرنے والے، خدمت خلق پر یقین رکھنے والے، پاکستان کے لئے سوچنے والے اور اپنے علاقے میں ہردلعزیز شخصیت کے مالک تھے۔

مرحوم 10۔ فروری 1948 کو روجھان، ضلع راجن پور میں اپنے وقت کے معروف پارلیمنٹیرین، سردار محمد حسین مزاری کے گھر پیدا ہوئے۔ آپ نے صادق پبلک سکول، بہاولپور سے ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد گورنمنٹ کالج لاہور سے گریجوایشن کی۔ آپ زمانہ طالب علمی کے دوران 70-1969 میں برطانیہ کے بلیک برن کالج آف ٹیکنالوجی اینڈ ڈیزائن میں پاکستان سٹوڈنٹ ایسوسی ایشن کے صدر بھی رہے۔

1977 میں پہلی مرتبہ پنجاب اسمبلی کے رکن منتخب ہوکر صوبائی کابینہ میں وزیر بنے۔ آپ 1979 اور 1982 میں ضلع کونسل کے رکن منتخب ہوئے۔ مرحوم نے 1988 سے 1990 کے دوران پنجاب اسمبلی میں ڈپٹی اپوزیشن

لیڈر کے طور پر بھی خدمات سرانجام دیں۔ آپ کو 1974 اور 1995 میں اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں پاکستان کی نمائندگی کا اعزاز بھی حاصل ہے۔

مرحوم سردار شوکت حسین مزاری 2002 کے عام انتخابات میں تیسری بار صوبائی اسمبلی پنجاب کے رکن منتخب ہوئے اور ڈپٹی سپیکر، پنجاب اسمبلی منتخب ہو کر پانچ سال تک خدمات سرانجام دیں۔ آپ اس دوران پنجاب اسمبلی کی لائبریری کمیٹی کے چیئرمین کے طور پر بھی فرائض منصبی احسن طریق سے سرانجام دیتے رہے۔ بطور ڈپٹی سپیکر اور قائم مقام سپیکر آپ نے ہاؤس کو قواعد وضوابط کے مطابق اور غیر جانبداری سے چلایا اور ہمیشہ حزب اختلاف کو پارلیمانی کردار ادا کرنے کا پورا پورا موقع دیا۔ آپ 2008 کے عام انتخابات میں چوتھی مرتبہ آزاد حیثیت سے اس ایوان کے رکن منتخب ہو کر پاکستان مسلم لیگ (ن) میں شامل ہوئے۔ مرحوم کی پنجاب اسمبلی کے ایوان سے وابستگی کا اندازہ اس امر سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ انہوں نے اپنی جان بھی اس ایوان کے اندر ہی دی۔

سردار شوکت حسین مزاری (مرحوم) کی ناگہانی وفات سے نہ صرف یہ ایوان ایک تجربہ کار پارلیمنٹیرین سے محروم ہو گیا ہے بلکہ اسمبلی سیکرٹریٹ کے ملازمین بھی ان کی سرپرستی اور شفقت سے محروم ہو گئے ہیں۔ ان کی کمی ہمیشہ شدت سے محسوس کی جاتی رہے گی۔ یہ ایوان دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے، انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔"

اب میں مرحوم کے ایصال ثواب کے لئے قاری صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ آئیں اور مرحوم کے لئے دعائے مغفرت فرمائیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر جناب شوکت حسین مزاری (مرحوم)
کے لئے دعائے مغفرت کی گئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: اس سے پہلے کہ قرارداد پر ووٹنگ ہو جو معزز رکن مرحوم کی خدمات کے حوالے سے تقریر کرنا چاہتے ہیں انہیں دعوت دی جاتی ہے اور اس سلسلہ میں میرا خیال ہے کہ۔۔۔

محترمہ انجم صفدر: جناب سپیکر! ہمارے قائد میاں نواز شریف صاحب اور ہمارے پنجاب کے چیف منسٹر کے چچازاد بھائی کا انتقال ہوا ہے ان کے لئے بھی دعائے مغفرت کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ان کے لئے بھی ہاؤس دعا کرلے۔

(اس مرحلہ پر وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کے چچازاد بھائی (مرحوم) کے لئے دعائے مغفرت کی گئی)

مخدوم سید احمد محمود: جناب سپیکر! میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مخدوم صاحب! میرا خیال ہے کہ پہلے Leader of the Opposition بات کرلیں۔ جو ممبر بات کرنا چاہتے ہیں وہ kindly اپنا نام لکھ کر بھجوادیں، بہت شکریہ۔ جی، چودھری صاحب!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! آج ایک بہت ہی مناسب اور احسن قرارداد خراج عقیدت کے لئے پیش کی گئی ہے۔ میں آج بہت ہی غم اور دل گرفتگی کی حالت میں چند ایک الفاظ کہنا چاہوں گا۔ سردار شوکت حسین مزاری صاحب میرا اور اُن کا ساتھ 1988 سے ہے، ہم اسمبلی میں elect ہو کر آئے تھے اور وہ بھی آج ہی کی طرح اپوزیشن کا دور تھا اس وقت انہوں نے ڈپٹی اپوزیشن لیڈر کے فرائض نبھائے تھے اور اس کے بعد بھی جس دن سے وہ elect ہوئے ہیں میں ان کے ساتھ ہوا کرتا تھا۔ نہایت ہی خلیق انسان اور قابل تقلید شخصیت تھے، وہ ایک وضع دار گھرانے سے تعلق رکھنے کے ساتھ ساتھ اپنی روایات نبھانے اور آگے بکھیرنے والی شخصیت بھی تھے۔ ان کے خلیق ہونے کا ثبوت یہ بھی ہے کہ جب ہمارا کوئی ساتھی روٹھا ہوا ہوتا تھا تو ہماری قیادت ان کو منانے کے لئے بھیجا کرتی تھی اور ایک وقت، جو پچھلے پانچ سال تک انہوں نے ڈپٹی سپیکر کے طور پر یہاں پر اپنے فرائض انجام دیئے، جو اس وقت پنجاب کی ہسٹری میں کسی ڈپٹی سپیکر کا سب سے زیادہ عرصہ ہے، لگاتار ڈپٹی سپیکر رہنے کا ان کو یہ اعزاز حاصل ہوا ہے۔ ان میں بھی دو چیزوں کی خاصیت تھی۔ میں نہایت ادب سے آپ کی طرف مخاطب ہو کر کہنے لگا ہوں کہ جب وہ آپ کی جگہ پر بیٹھا کرتے تھے تو اکثر rulings انہوں نے حکومتی خواہشات کے خلاف بھی دی ہیں کیونکہ وہ سمجھتے تھے اور خصوصاً زمینداروں کے حق میں جو بات ہوتی تھی، کسانوں اور مزارعوں کے حق میں، جو کھیت مزدور کے حق میں بات ہوتی تھی اس پر وہ اڑ جاتے تھے اور ایک دو دفعہ تو ہماری کابینہ کے کچھ

ساتھیوں کے ساتھ ان کی اسی چیئر پر کچھ شکر رنجی بھی ہوئی لیکن وہ اڑے رہے اور انہوں نے احسن طریقے سے ruling دی جس کے فوائد عوام کو پہنچے اور دوسری بات یہ کہ جب 1988 میں ہمارے اپوزیشن بنچوں میں فارورڈ بلاک بنانے کی کوشش کی، ہمارے چند ایک ساتھی گئے تو یہی ایک اچھی شخصیت تھے جنہوں نے اچھے الفاظ کے ساتھ احسن طریقے سے ان ساتھیوں کو منا کر، پیار سے واپس اپنے گھر میں لے آئے اور محسوس تک نہیں ہونے دیا کہ چند دنوں کے لئے ان کے کچھ قدم ہم سے دور ہوئے تھے اور اسی طرح اپنے ساتھ لے کر آئے۔ وہ ایسی شخصیت تھی جو سمجھانے کے لئے بھی ایسا طریقہ اختیار کرتے تھے کہ جس میں وہ کہتے تھے، ہاں یہ نادانستگی میں ہوا اور شاید اس میں ہماری غلطی تھی کہ آپ ہم سے دور ہوئے اور یہ بہت بڑی بات ہوتی ہے کہ بات اپنے اوپر لے کر دوسروں کی بڑائی بیان کرنا اور دوسروں کو بڑا کر دینا۔ میں یہ چاہوں گا کہ ان کی شخصیت چونکہ یہ دور حاضر ہی کی بات ہے، یہاں کا عملہ بھی جانتا ہے، یہاں کے سپیکر اور جو اسمبلی کے در و دیوار ہیں ان کی چال ڈھال سے واقف ہیں، ان کی چھوڑی ہوئی روایات کو آگے چلایا جائے۔ انہی الفاظ کے ساتھ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے، اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر و جمیل عطا فرمائے۔ میں ان کو خراج عقیدت پیش کرتا ہوں۔ وہ جمہوری آدمی تھے، جمہوریت سے محبت کرتے تھے اور جمہوریت سے محبت کرتے ہوئے انہوں نے اس جمہوری ادارے کے اندر ہی جان دے دی۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے۔ (آمین)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، مخدوم صاحب !

مخدوم سید احمد محمود: شکریہ۔ جناب سپیکر! آج سب سے پہلے تو میں اس قرارداد کی مکمل حمایت کرتا ہوں جو وزیر قانون نے پیش کی ہے۔ آج ہم تمام کے تمام ممبران نہایت ہی افسردہ کیفیت میں مبتلا ہیں۔ سردار شوکت حسین مزاری ایک ایسی پُرکشش شخصیت تھے کہ تمام کے تمام ممبران اُن کو اپنا ساتھی، اپنا ہمدرد اور اپنا دوست جانا کرتے تھے۔ ان میں سے ان کا ایک ساتھی میں بھی تھا۔ میرے neighbourhood میں ایک مقام ہے جس کا نام ہے "بنگلہ اچھا" وہاں پر ان کا حلقہ بھی تھا اور وہاں پر وہ رہتے بھی تھے، ان کا سسرال بھی وہاں پر تھا تو اکثر میری ملاقات ہوتی رہتی تھی۔ ایک بہت بڑی خوبی جو سردار صاحب میں تھی وہ میں اپنے تمام بہنوں اور بھائیوں سے share کرنا چاہوں گا وہ یہ تھی کہ سرادر صاحب کو غریبوں سے بہت زیادہ ہمدردی اور محبت تھی۔ جب میں کل ان کے گاؤں گیا تو ان کے بھائی مجھے بتا رہے تھے کہ سردار صاحب کا جو آخری ٹیلیفون ان کو آیا تھا اس میں انہوں نے محض

ایک غریب آدمی کے بارے میں دریافت کیا کہ اس کے ہاں فاتحہ خوانی پر تم گئے تھے؟ میں نے کہا ہاں میں گیا تھا تو کہنے لگے میرے بارے میں وہ کیا کہہ رہا تھا؟ تو اس بات سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ غریبوں میں ان کا بہت زیادہ مقام تھا، یہی وجہ ہے کہ ان کو کامیابی کے لئے کسی پارٹی کے ٹکٹ کی ضرورت نہیں ہوتی تھی۔ وہ ہمیشہ اپنے زورِ بازو پر elect ہوئے اور ہمیشہ انہوں نے عزت پائی۔ میں یہاں پر یہ بھی عرض کر دوں کہ سردار شوکت حسین مزاری صاحب اتنی ہر دلعزیز شخصیت تھے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب بھی ان کے جنازے میں شریک ہوئے اور وزیر اعظم پاکستان بھی آج ان کے گھر جا رہے ہیں اور یہ تمام کے تمام عہدے دار جو ان کے پاس گئے ہیں وہ ذاتی حیثیت میں گئے ہیں، ان کی محبت میں گئے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ سردار صاحب کی موت ہم سب کو اُداس کر کے چلی گئی ہے اور ہم ہمیشہ ان کو یاد رکھیں گے۔ آپ کے predecessor کے طور پر بھی انہوں نے کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں۔ ان کا لیڈر آف دی اپوزیشن نے بھی ذکر کیا ہے۔ میں تو بدقسمتی سے اس وقت ہاؤس میں نہیں تھا لیکن سُنا یہی گیا ہے کہ وہ بہت ہی باادب اور بارعب طریقے سے اس ہاؤس کی کارروائی کو چلاتے تھے اور اپوزیشن کو مکمل طور پر comfort value دیا کرتے تھے۔ چونکہ ان کی وفات اسی ہاؤس کے floor پر ہوئی ہے یہ بھی بہت انوکھا واقعہ ہے اور یہ ہمیشہ اس اسمبلی کی تاریخ میں یاد کیا جائے گا۔ میری آپ سے گزارش یہ ہے بلکہ آپ کے توسط سے میری پنجاب اسمبلی سے یہ گزارش یہ ہوگی کہ ایک فوٹو گراف سردار شوکت حسین مزاری کی اس بلڈنگ میں کہیں نہ کہیں ضرور لگانی چاہئے اور اس فوٹو گراف کے نیچے ان کے بارے میں کچھ کلمات بھی لکھنے چاہئیں۔ میں آخر میں اس دعا کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ سردار صاحب کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور اس دعا کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر و جمیل عطا فرمائے اور اس دعا کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ ان کے ورثاء کی سرپرستی فرمائے۔ (آمین) میں آپ سے اجازت چاہتا ہوں۔ بہت، بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاکٹر طاہر جاوید صاحب!

ڈاکٹر طاہر علی جاوید: شکریہ۔ جناب سپیکر! سردار شوکت مزاری صاحب سے میری پہلی واقفیت تب ہوئی جب میں پہلی دفعہ اسمبلی میں آیا۔ میں نے ان کو ذاتی طور پر بھی دیکھا ہے۔ اس وقت کی کابینہ میں منسٹر تھا اور اس لحاظ سے بھی ان سے ملاقات ہوتی تھی۔ دو تین چیزیں میں سمجھتا ہوں کہ ان کے بارے میں بیان کرنا ضروری ہیں۔ جب بھی اسمبلی کا سیشن ہوتا اور وہ آپ کی اس کرسی پر بیٹھتے تھے تو جیسے مخدوم صاحب نے اور پھر ظہیر صاحب نے فرمایا کہ ان کا stance ہمیشہ impartial اور

سپیکر والا ہوتا تھا۔ ہمارے جو ساتھی پچھلے دور میں یہاں پر رہے ہیں انہیں یاد ہو گا کہ کچھ conduct چیزوں پر سردار صاحب emotional ہو جایا کرتے تھے اور آپ کو بھی یاد ہے کہ اتنے emotional ہوتے تھے کہ میں not as an MPA but as a doctor, stood at worried کہ خدانخواستہ ان کو کوئی دل کی تکلیف نہ ہو۔ چہرہ سُرخ ہو جاتا تھا، بلڈ پریشر اوپر چلا جاتا تھا لیکن جو یاد کرنے والی بات ہے کہ emotionalism was always confined to کہ پنجاب کی agricultural economy، کسانوں کے بارے میں اور دیہی علاقوں کے بارے میں وہ جذباتی ہو جاتے تھے اور کوئی بھی شخص اس پر اگر کوئی بات کرتا تھا اور حکومت کا دفاع کرتا تھا تو وہ اپنی thinking impartial کا اظہار ضرور کرتے تھے۔ مجھے یاد ہے کہ وہ اکثر مجھے اپنے پاس بلاتے تھے تو ایک دفعہ انہوں نے ایک case پیش کیا تھا کہ ان کے علاقے کا ایک شخص اور اس کی بیٹی بھی وہاں پر موجود تھی، ان کے گھر میں اکثر ان کے علاقے کے لوگ آ کر باقاعدہ وہاں پر کھڑے ہوتے تھے تو وہ کہنے لگے کہ یہ بچی ہے اس کے اتنے نمبر آئے ہیں اور یہ آپ لوگوں نے self finance کا سسٹم شروع کیا ہوا ہے اس کا self finance پر داخلہ ہو جاتا ہے لیکن یہ 3 لاکھ روپیہ یہ بچی ادا نہیں کر سکتی تو اس کے لئے ہماری پالیسی نہیں تھی اور مجھے ذاتی طور پر بھی اس پالیسی سے تکلیف تھی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر میرے والدین کو بھی 3 لاکھ روپے دینے پڑتے تو گورنمنٹ سرونٹ ہوتے ہوئے my father could not have afforded my education تو میں اس مسئلے میں ان کا ساتھ دیتا رہا اور اب اللہ کا شکر ہے کہ میاں شہباز شریف صاحب نے جو پہلا فیصلہ کیا تھا وہ یہی تھا کہ self finance کو ختم کیا جائے۔ کاش! آج مزاری صاحب ہوتے اور مجھے اب اس بچی کا نام یاد نہیں، شاید اس سال کی لسٹ میں اس کا نام ضرور شامل کیا جائے۔ بہر حال ان کے بارے میں یہی چیز ہمیں یاد ہے کہ انسان دوست تھے۔

> Impartial as a Deputy Speaker and a very competent educated person who truly represented his constituency.

میرا خیال ہے کہ as a MPA میں محسوس کرتا ہوں کہ جب کوئی پولیس افسر فوت ہو جاتا ہے تو حکومت اس کے لئے کچھ کرتی ہے، کوئی فوجی اگر شہید ہوتا ہے تو اس کی فیملی کے لئے کچھ کیا جاتا ہے، آرمی میں اگر کوئی جنگ میں شہید ہوتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ he died with his boots on تو جو ڈپٹی سپیکر بھی here as an MPA who has been elected multiple times

رہے ہیں اور میرا خیال ہے کہ ہر وہ شخص جوان کو جانتا تھا، ان کو عقیدت اور احترام سے آج یاد کر رہا ہے تو ہمیں بھی جو ہمارے اس طرح کے رفقاء ہیں جو specially during the session or during the tenure رخصت ہو جاتے ہیں تو ان کی یادداشت میں کچھ نہ کچھ کوئی event یا ایسی کوئی چیز ضرور کرنی چاہئے۔ آخر میں request یہ ہے کہ میں بطور ڈاکٹر کے جس طرح ان کی وفات ہوئی ہے میں اس دن session میں موجود نہیں تھا لیکن مجھے لگتا ہے کہ ایک silent heart attack ہوا ہے اور ہمارے پاس facility بھی ہے، اب تو میاں صاحب نے اس طرح کی medicines کا بھی فری انتظام کر دیا ہے۔ I think ہم سب کو زیادہ cognizance اپنی صحت کے بارے میں لینی چاہئے اور چیک اپ کروانا چاہئے جس کے لئے facility available ہے but I feel کہ ان کی یادداشت کے طور پر کوئی نہ کوئی recognition خواہ ان کی پورٹریٹ کی صورت میں یا کوئی اور علامت میں ہو تو ضرور ہمیں اس اسمبلی ہال میں کہیں نصب کرنی چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ، جی، محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: شکریہ۔ جناب سپیکر! بات شروع کرنے سے پہلے مجھے اسی اسمبلی کا ہاؤس یاد آتا ہے کہ جب ہم اُس side پر بیٹھا کرتے تھے اور مزاری صاحب on in off یہاں Chair فرمایا کرتے تھے اور مجھے وہ وقت بھی یاد ہے کہ جب ہم اپوزیشن کی سختیاں برداشت کر رہے تھے، جب ہمیں یہاں اس ہاؤس میں اپوزیشن کو بولنے کی اجازت نہیں ملا کرتی تھی، جب ہمیں اپنی حق بات کہنے کی اجازت نہیں ملا کرتی تھی تب مزاری صاحب ایک شفیق بزرگ کی حیثیت سے ہماری وہ suffocations جو ہم یہاں ایک بہت سخت گیر سپیکر کی صورت میں برداشت کرتے تھے ان کی replacement کے طور پر ایک بہت شفیق بزرگ کی حیثیت سے مجھے وہ یاد آتے ہیں اور مجھے وہ وقت بھی یاد ہے جیسا کہ ڈاکٹر طاہر علی جاوید صاحب نے کہا کہ آج یہاں بیٹھے ہوئے میں بھی وہ وقت یاد کر رہی تھی کہ جب وہ جذباتی ہو کر اپنی سیٹ پر بیٹھے ہوئے یہ بھی خیال نہیں کرتے تھے کہ میں سپیکر ہوں یا ڈپٹی سپیکر ہوں اور وہ نعرے لگایا کرتے تھے۔ وہ وقت مجھے یاد ہے کہ جب کسی سلسلے میں ایک resolution ہاؤس میں آیا تھا تو انہوں نے پاکستان زندہ باد اور اس کے نعرے بہت جذباتی انداز میں یہاں ہاؤس میں بیٹھ کر لگائے اور واقعی اس وقت ہم بیٹھ کر یہ بات کہہ رہے تھے کہ مزاری صاحب اتنے جذباتی ہو گئے ہیں کہ ان کا چہرہ بہت blush کر رہا ہے اور اس دن بھی اتفاق کی بات

ہے کہ یہاں میرے قریب تشریف فرما تھے اور اندر آنے سے پہلے میں باہر لابی میں بیٹھی تھی اور مجھے آج بھی وہ ان کا لمس یاد ہے جنہوں نے میرے سر پر، مجھے پیار دیا اور مجھے اشارہ کیا کہ ہاؤس میں آؤ میں نے کہا چلئے میں آپ کے پیچھے آ رہی ہوں اور تھوڑی دیر بعد میں نے محسوس کیا کہ وہ اپنا سر دائیں، بائیں move کر رہے تھے، I hope کہ اس وقت ان کو کچھ شاید feeling ہو رہی تھی، کچھ محسوس کر رہے تھے۔ but it was silent heart attack اس میں کوئی دوسری رائے نہیں ہے rather it was heart failure اور اس کے بعد انہوں نے آنکھیں بند کیں تو ہم سمجھے کہ شاید ان کو اونگھ آ گئی ہے کہ بعض اوقات لمبا وقت ہاؤس میں بیٹھنے سے ہوتا ہے لیکن وہ پانچ منٹ پہلے تشریف لائے تھے اور جب انہوں نے سر نیچے پھینکا اور ان کے منہ سے پانی نکلنا شروع ہوا then I shouted کہ ان کو کچھ ہو گیا ہے اور میری feelings تھیں کہ اس وقت ان کے چہرے کی رنگت اور وہ سب ہی بتا رہی تھیں کہ ان کو note کرنے میں ہم شاید لیٹ ہو گئے ہیں تو میں سمجھتی ہوں کہ آج اس ہاؤس میں جہاں بہت سے نئے لوگ آئے ہیں اور بہت کم ایسے شفیق بزرگ اور ایسے تجربہ کار سیاست دان اور پارلیمنٹیرین اس وقت ہاؤس میں موجود ہیں جن سے کچھ سیکھا جا سکتا ہے، جن سے بہت سی باتیں سمجھی جا سکتی ہیں، بہت کم لوگ اس ہاؤس میں اب موجود ہیں اور مزاری صاحب میری لسٹ میں top of the list ہوتے تھے ان لوگوں سے جن سے کچھ سیکھا جا سکتا ہے تو میں ان کی عظمت کو سلام پیش کرتی ہوں اور میں سمجھتی ہوں کہ ایک parliamentarian کی grace ہے، ایک parliamentarian کے فخر کی بات ہے جس ہاؤس سے اس کا تعلق ہوتا ہے آخری سانس بھی انہوں نے اسی ہاؤس میں لیا تو میں ان کو سلام پیش کرتی ہوں اور میری دعا ہے کہ خدا تعالیٰ ان کے درجات میں بلندی فرمائے اور ان کے لواحقین کو یقیناً صبر و جمیل عطا فرمائے۔ چونکہ میرا ان سے کوئی رشتہ تو نہیں تھا لیکن ہماری ان سے وابستگی پچھلے پانچ چھ سال کے دور میں بہت زیادہ develop ہو گئی تھی۔ ان کے اہل خانہ جو اتنے شفیق بزرگ سے محروم ہوئے ہیں، یقیناً ان کا جو نقصان ہے وہ ناقابل تلافی ہے، خدا تعالیٰ ان کو صبر و جمیل عطا فرمائے۔ ہم مزاری صاحب کو ہمیشہ یاد رکھیں گے۔ میں اپنی بات ختم کرنے سے پہلے یہ بھی کہوں گی کہ مجھے وہ وقت بھی یاد ہے کہ جب مزاری صاحب ہاؤس میں بہت light ماحول رکھنے کے عادی تھے۔ رانا صاحب آپ کو یاد ہو گا کہ ایک دفعہ سامیہ امجد صاحبہ کے ساتھ جو ہوا کہ ایک مشاعرہ کی سی کیفیت ہاؤس میں پیدا ہو گئی تھی اور اِس طرف سے بھی شعر آ رہا تھا اور اُس طرف سے بھی شعر آ رہا تھا

اور میں نے اس وقت اعتراض کیا تھا گو کہ میں نے اٹھ کر اس وقت مزاری صاحب پر اعتراض کیا تھا کہ ہاؤس میں ایسا نہیں ہونا چاہئے لیکن وہ جو میرے کہنا کا مقصد ہے کہ وہ ایک سخت گیر ایک ڈکٹیٹر قسم کے انسان نہیں تھے، ہاؤس کو بھی وہ نارمل انداز میں اور نارمل ماحول میں چلانا چاہتے تھے اور ان جیسا شخص یقیناً ہمیں پنجاب اسمبلی میں شاید اب دوبارہ میسر نہ ہو تو ہم انہیں ہمیشہ یاد رکھیں گے۔ مزاری صاحب کو میں سلام پیش کرتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترم سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب!

سینئر ایڈوائزر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ قرارداد کے بارے میں اپنی رائے کا اظہار کرنے کے لئے مجھے موقع دے رہے ہیں۔ ابتداء تو میں اسی چیز سے کرتا ہوں کہ محترم وزیر قانون نے جو قرارداد پیش کی ہے میں اس کی مکمل حمایت کرتا ہوں۔ یہاں جو کسی نے کہا ہے کہ "میں ذاتی طور پر جانتا ہوں" اور کسی نے کہا ہے کہ "اسمبلی کے حوالے سے میں جانتا تھا یا جانتی تھی" خواتین بھی بولیں۔ میرے وہ چھوٹے بھائی کی طرح تھے۔ وہ چار مرتبہ elect ہو کر اس ایوان میں پہنچے اور ان چار الیکشن میں سے تین میں ہم ایک دوسرے کے مخالف تھے اور مختلف جماعتوں میں ہوا کرتے تھے لیکن یہ کبھی احساس نہیں ہوا تھا کہ وہ مخالف ہیں۔ صرف اپنی جماعت کی حد تک ان کی policies، جماعت کی policies ہوتی تھیں ورنہ وہ عام دوست ہی تھے۔ اس کا سب سے بڑا ثبوت یہی ہے کہ وہ جو پہلے تین الیکشن کسی جماعت کی طرف سے لڑے، پہلے ایک جماعت سے اور اس کے بعد انہوں نے جماعت تبدیل کی تھی لیکن ان کے اپنے قبیلے کے سردار، خاندان کے بزرگ بھی ان کی مخالفت میں تھے اور قبائلی نظام میں شاید اس ہاؤس میں کوئی کم ہی لوگ ہوں گے اس چیز کو پہنچاننے والے یا سمجھنے والے کہ جب بڑے مخالف ہو جائیں تو ان کی مخالفت میں جیتنا تقریباً ناممکن ہو جاتا ہے لیکن سردار شوکت حسین مزاری اپنے سرداروں کے مقابلے میں بھی جیتے اور آخری مرتبہ جب 18۔فروری کو انہوں نے حصہ لیا تو بحیثیت ایک آزاد امیدوار کے اور اس دور میں جبکہ آپ اور میں ہم سب سمجھتے ہیں کہ لوگ پارٹی اور پارٹی منشور کو ووٹ دیتے ہیں، آزاد امیدوار کی حیثیت سے بڑی نمایاں lead سے وہ جیتے، یہ عوام دوست ہونے کا ثبوت ہے اور مجھے یاد ہے کہ جب بھی وہ مجھ سے ملتے تھے تو اس طبقے کی بات کیا کرتے تھے جو پسا ہوا ہے، جن کی کوئی سنتا نہیں، جن کی دادرسی نہیں ہوتی، ان کے بارے میں ہمیشہ وہ بات کیا کرتے تھے اور ان کی عوام دوستی کی یہی دلیل میرے خیال میں کافی ہے جو اپنے بڑوں کی مخالفت کے باوجود

بھی وہ جیتتے رہے اور آخری الیکشن میں وہ آزاد امیدوار کی حیثیت سے بھی منتخب ہوئے۔ حال ہی میں ضلع راجن پور میں بہت تباہ کن سیلاب آئے تھے اور چیف منسٹر صاحب نے مجھے بھیجا تھا کہ ان کے ریلیف کا اور وہ جو پانی میں پھنسے ہوئے تھے ان کے نکالنے کا انتظام کیا جائے تو اس سفر میں بھی سردار شوکت حسین مزاری (مرحوم) میرے ساتھ تھے باوجود اس کے کہ ان دنوں میں وہ علیل تھے اور ان کا چلنا بھی ذرا دشوار ہوتا تھا لیکن اس حالت میں بھی وہ میرے ساتھ رہے اور سارا دن ہم کہیں جیپوں پر اور کہیں پیدل جہاں بھی جا سکتے تھے، کہیں کشتیوں میں ہم چلتے رہے اور وہ آخر تک میرے ساتھ رہے تو اگلے روز وہ ایک دن چھوڑ کے دوسرے دن جب چیف منسٹر صاحب گئے تو پھر ان کے ساتھ گئے۔ یہ ان کی عوام دوستی کا ثبوت ہے۔ میں یہاں مخدوم صاحب کی اس proposal کی حمایت کرتا ہوں کہ ایک اتنا عظیم شخص جس نے چار مرتبہ اس ایوان میں منتخب ہونے کا اعزاز حاصل کیا ہو، پھر وہ آپ کی مسند پر رہے ہیں، ڈپٹی سپیکر رہے ہیں لہذا یہاں ان کی کوئی نہ کوئی portrait نمایاں ہونی چاہئے۔ سپیکر صاحبان کی portraits تو سپیکر کے چیمبر میں ہوتی ہیں شاید ڈپٹی سپیکر صاحبان کی portraits ڈپٹی سپیکر کے چیمبر میں ہوتی ہوں لیکن ان کا کردار صرف ایک ڈپٹی سپیکر کا نہیں تھا بلکہ وہ ایک بہت اعلیٰ شخصیت کے مالک تھے اس لئے اسمبلی میں کسی نمایاں جگہ پر ان کا portrait لگایا جائے۔ ویسے تو جو بھی منتخب ہو کر یہاں آتے ہیں وہ سب ہمارے لئے محترم ہیں لیکن جیسے ان کا سانحہ ہوا اور اس بارے میں ڈاکٹر صاحب نے بجا طور پر کہا کہ جب فوجی شہید ہوتا ہے تو کہا جاتا ہے کہ:

> He died with the boots on. He died by the performance of duty.

میں نہیں جانتا کہ یہاں پر کتنے دوستوں کو ان کی بیماری کا علم ہو لیکن میں جانتا ہوں کہ ان کے لئے بیٹھنا دشوار ہوتا تھا۔ اس کے باوجود بھی وہ ہاؤس میں آیا کرتے تھے اور جیسے میں نے سیلاب کے واقع کا ذکر کیا کہ وہ ہر وقت غریبوں کی مدد کے لئے تیار رہتے۔ ہم سب ان کی ناگہانی وفات پر افسردہ ہیں۔ ہم ان کے لئے اور تو کچھ نہیں کر سکتے لیکن ان کی یاد رہنی چاہئے تاکہ آنے والی نسلیں دیکھ سکیں اور جب وہ آ کر اس ہاؤس میں بیٹھیں گے تو ان کے سامنے وہ portrait ہونی چاہئے۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: ہاؤس کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ ڈپٹی سپیکر کے کمرے میں سردار صاحب کی تصویر لگی ہوئی ہے لیکن ان کی portrait کے بارے میں جیسے یہ ایوان فیصلہ کرے گا انشاء اللہ آج ہی اسی طرح کر لیا جائے گا۔ اب میں رانا محمد افضل خان سے گزارش کروں گا کہ وہ بات کریں۔

رانا محمد افضل خان: شکریہ۔جناب سپیکر!مزاری صاحب کی ناگہانی وفات پر آج میرے ساتھیوں نے جتنی اچھی باتیں کی ہیں میں ان کی تائید کرتے ہوئے صرف ایک نکتے پر بات کرنا چاہوں گا کہ انسان کی شخصیت اس کی commitment, knowledge اور اخلاقیات کا ایک مجموعی ردعمل ہوتا ہے اور یہی وجہ تھی کہ مزاری صاحب کی شخصیت میں depth تھی۔میں 1997 سے ان کو جانتا تھا، ان کی commitment اور knowledge ایک political leadership کا ثبوت تھا۔وہ ہمیشہ اپنی بات پر قائل کر لیا کرتے تھے اور بات ہی ایسی کرتے تھے جو بالکل جائز ہوا کرتی تھی۔اس دن بھی جب وہ یہاں تشریف لائے تو ہمیشہ کی طرح نہایت well dressed, بالکل fresh اور چاک وچوبند تھے۔ان کی اس ناگہانی وفات پر جو خلا پیدا ہوا ہے وہ پورا نہیں ہو سکتا۔میں دعا گو ہوں کہ ان کا خاندان اس عظیم سانحہ،، بہت بڑے نقصان سے عہدہ برآ ہو سکے، ہم اور ہماری اسمبلی بھی ان کی اچھی باتوں کو یاد کر کے اچھی روایات قائم کر سکے۔شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری عبدالغفور صاحب!

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ "کل نفس ذائقة الموت" جو ماں کی گود میں آیا ہے اس نے قبر کی آغوش میں ضرور جانا ہے لیکن میں سردار صاحب کے بارے میں یہ کہنا چاہوں گا کہ:

بچھڑا کچھ اس ادا سے کہ رت ہی بدل گئی
ایک شخص سارے شہر کو ویران کر گیا

جناب سپیکر! جسے موت کہتے ہیں دراصل یہ ایک ایسی زندگی ہے جس نے کبھی ختم نہیں ہونا۔بلاشک وشبہ ہم یہ کہتے ہیں کہ وہ heart patient تھے اور ان کی cause of death بھی heart problem تھا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ موت کی اصل وجہ زندگی ہے، جس کو زندگی ملی ہے اسے موت آنی ہے۔دنیا میں کچھ ایسے لوگ آتے ہیں جو اپنا نام چھوڑ جاتے ہیں، جو اپنے کردار کے حوالے سے ہمیشہ زندہ رہتے ہیں۔میں پچھلی اسمبلی میں آپ کے ساتھ تھا، جب سردار صاحب اس Chair پر بیٹھا کرتے تھے تو پوری اپوزیشن کو یہ یقین ہوتا تھا کہ کم از کم آج یہ ہاؤس قواعد وضوابط کے مطابق چلے گا اور ہمیشہ اسی طرح ہوا۔ اس ایوان میں جو کچھ ہوتا رہا ہم کبھی کبھی ان کے آفس میں ملا کرتے تو وہ ہمیشہ یہ کہا کرتے تھے کہ یہ جو کچھ ہو رہا ہے میں اس پر believe نہیں کرتا۔

جناب سپیکر! سردار صاحب کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا اور جیسے انتہائی قابل احترام سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ نے یہ بات کی ہے ہم سب ان کی بات کی تائید کرتے ہیں کہ یہاں اسمبلی کے اندر کسی نہ کسی حوالے سے ان کا portrait بھی ہونا چاہئے اور ہماری اسمبلی کے جو پارکس اور باقی جگہیں ہیں اگر ان میں سے کسی کو ان کے نام سے منسوب بھی کر دیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہو گا۔ بلاشک وشبہ انسان طاقت ور نہیں ہے۔ایک شخص حضرت علی المرتضیٰ سرکار کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا کہ انسان کتنا طاقت ور ہے؟ تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آپ اپنی ایک ٹانگ اوپر اٹھائیں۔اس نے ایک ٹانگ اوپر اٹھائی پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اب دوسری ٹانگ اوپر اٹھائیں تو اس شخص نے کہا کہ یہ ممکن نہیں ہے تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ انسان اتنا ہی طاقتور ہے۔غرور اور تکبر انسان کو زیب نہیں دیتا یہ صرف اللہ کو زیب دیتا ہے۔غرور اور تکبر کس چیز کا ہے؟ سردار صاحب چلے گئے اور ہم سب جو آج یہ بات سن رہے ہیں یا زندہ ہیں ان سب کا کفن بازار میں for sale رکھا ہوا ہے۔بس کسی نہ کسی نے جانا ہے کہ فلاں شخص دنیا سے چلا گیا ہے ایک کفن دے دیجئے۔فرق صرف تھوڑا سا ہے۔ہم سب نے جانا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف ہی لوٹنا ہے۔

جناب سپیکر! میں سردار صاحب کی شخصیت کا ایک پہلو ضرور بیان کرنا چاہوں گا کہ وہ کریم آقا نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں میں سے تھے اور درود وسلام پڑھنے والے شخص تھے۔ میری ان کے چیمبر میں ہمیشہ یہ بات ہوتی رہتی تھی۔ اللہ کے چاروں برگزیدہ فرشتے نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور سب سے پہلے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ جو آپ پر دس مرتبہ درود بھیجے گا میں اسے بجلی کی طرح پل صراط سے ایسے نکالوں گا کہ اسے پتا بھی نہیں چلے گا۔پھر حضرت میکائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ میں سجدے میں چلا جاؤں گا اور جب تک اللہ کریم اس کی بخشش نہیں کر دیتے میں سجدے سے نہیں اٹھوں گا۔پھر حضرت اسرافیل علیہ السلام نے کہا کہ میرے فرائض میں شامل ہو جائے گا کہ میں اسے حوض کوثر سے پانی پلاؤں اور آخر میں حضرت عزرائیل علیہ السلام نے بڑی خوبصورت بات کی کہ میں اس کی روح ایسے قبض کروں گا جیسے انبیاء کی کی تھی۔ایک درود وسلام پڑھنے والا شخص ہم سے بچھڑ ضرور گیا ہے لیکن آپ سب نے دیکھا اور پورا ایوان اس چیز کا گواہ ہے کہ شاید ان کی موت کے پانچ منٹ بعد سب کو پتا چلا کہ وہ اپنے خالق حقیقی سے جا ملے ہیں۔میں اس شعر کے ساتھ اپنی بات ختم کرنا چاہتا ہوں کہ:

دنیا دے وچ رکھ فقیرا ایسا بہن کھلون
کول ہوویں تے ہسن لوکی دور ہوویں تاں رون
بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔جناب ثناء اللہ خان مستی خیل صاحب!

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: بہت مہربانی۔جناب سپیکر!جب مجھے یہ اطلاع ملی تو میں گاؤں میں تھا، میں اس دن اسمبلی کے اجلاس میں یہاں نہیں تھا by chance میں نے ٹیلیویژن on کیا ہوا تھا۔اس وقت ان کو ہسپتال لے کر جا رہے تھے اور آپ آگے آگے تھے۔جب میں نے ان کی شکل دیکھی تو میری چھٹی حس نے مجھے فوری طور پر یہ کہا کہ شاید وہ اللہ کو پیارے ہو چکے ہیں۔قرآن مجید میں آیا ہے کہ "کل نفس ذائقۃالموت" موت برحق ہے۔جب بچہ اپنی ماں کے رحم میں ہوتا ہے تو انسان کا رزق، اس کی عزت اور دوسرا سب کچھ لکھ دیا جاتا ہے۔ہمارا بحیثیت مسلمان یہ عقیدہ ہے کہ تمام چیزیں time اور schedule کے مطابق سرانجام دی جا رہی ہیں۔ہمیں ان کی المناک رحلت پر انتہائی افسوس ہے۔شروع کے دنوں میں اسمبلی کے اندر جب ہم back seats پر بیٹھا کرتے تھے تو ان سے ہمیں کافی زیادہ سیکھنے کا موقع ملا۔وہ انتہائی ملنسار، شریف النفس، باوقار اور پرخلوص آدمی تھے۔وہ ہمیشہ ہر topic پر خوبصورتی اور اچھے انداز میں بات کیا کرتے تھے۔میں اگر یہ کہوں کہ وہ خُلق کا پیکر تھے اور اخلاص ان میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔چونکہ انسان اشرف المخلوقات ہے، انسان کو اشرف المخلوقات پیدا کیا گیا ہے۔وہ اخلاص کا منبع تھے۔ہمارے دوستوں، ساتھیوں نے اس سے پہلے بھی بات کی ہے کہ انہوں نے نہ صرف پاکستان کی قومی سطح پر بلکہ پاکستان کی international level پر بھی خدمت کی ہے۔جب تک یہ اسمبلی اور پنجاب قائم و دائم رہے گا، اللہ تعالیٰ اس کو قائم و دائم رکھے تو ان کا نام ہمیشہ یاد رکھا جائے گا کیونکہ وہ اس مٹی سے belong کرتے تھے۔میں کہوں گا کہ وہ three in one تھے۔نسلاً بلوچ تھے، پنجاب میں رہائش پذیر تھے اور سرائیکی زبان بولتے تھے گویا کہ ان کی مادری زبان بلوچی تھی۔پچھلی دفعہ میں ایم این اے تھا اور وہ ایم پی اے تھے، ان سے رابطہ رہتا تھا۔ان کو گفتگو پر command حاصل تھی۔میں اس موقع پر دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کو غریق رحمت کرے اور ان کے لواحقین کو صبر و تحمل عطا فرمائے۔

جناب سپیکر! جیسا کہ سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ اور دوسرے بھائیوں نے کہا ہے کہ ان کی یاد کے بارے میں اگر ایک سیمینار conduct کر لیا جائے تو بہتر ہوگا۔ بہت مہربانی، بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ جناب ظفر ذوالقرنین ساہی صاحب!

جناب ظفر ذوالقرنین ساہی: جناب سپیکر! برعکس اس کے کہ بہت سے دیگر احباب کے کہ جن کا سردار شوکت حسین مزاری کے ساتھ ذاتی یا اسمبلی کے floor پر تعلق رہا ہے میں اپنی یہ بدنصیبی سمجھتا ہوں کہ مجھے ان کے ساتھ اسمبلی میں اتنا وقت گزارنے کا موقع نہیں ملا۔ جس امید کے ساتھ ہم لوگ اسمبلی میں آئے ہیں کہ اپنے بزرگ سیاست دانوں سے کچھ سیکھنے کو ملے گا۔ اسمبلی چلانے، اسمبلی میں بیٹھنے، اسمبلی کے آداب، ملک کو چلانے اور ملک میں بہتری لانے کی بابت ہمیں سیکھنے کو ملے گا۔ سردار شوکت حسین مزاری کی ان تعلیمات سے میں محروم رہنے پر نہایت دکھی ہوں۔ میرے بزرگوں کا بھی دیگر احباب کی طرح سردار شوکت مزاری کے ساتھ کافی گہرا دوستانہ تعلق تھا اور اس وجہ سے بھی مجھے دکھ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کی وفات سے پاکستان، بالخصوص پنجاب کے عوام اور صوبہ پنجاب ایک بہت ہی شفیق، قابل اور تجربہ کار سیاست دان سے محروم ہوا ہے۔ میری یہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور میرے تمام بزرگ سیاست دانوں، تمام موجودہ ممبران اور آنے والوں کو ان کی تعلیمات اور نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ میں چونکہ ان کے بارے میں کوئی ذاتی knowledge نہیں رکھتا لہذا میرا اخراج تحسین صرف اتنا ہے کہ جو باتیں میں نے ان کے بارے میں اپنے بزرگوں سے اور آج اس ہاؤس کے معزز ممبران سے سنی ہیں ان کے مطابق میں سمجھتا ہوں کہ واقعی وہ ایک عظیم انسان تھے۔ انھوں نے جو خلوص اور شفقت اپنے احباب اور دیگر لوگوں سے قائم رکھی اللہ تعالیٰ اسی شفقت اور خلوص کا معاملہ ان سے فرمائے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! شکریہ۔

سب کہاں کچھ لالہ و گل میں نمایاں ہوگئیں
خاک میں کیا کیا صورتیں ہوں گی کہ پنہاں ہوگئیں

جناب سپیکر! اس معزز ایوان میں معزز ممبران نے سردار شوکت حسین مزاری (مرحوم) کے حوالے سے جو تقاریر کی ہیں ان کو مدنظر رکھتے ہوئے۔۔۔

(اذان مغرب)

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں بات کر رہی تھی کہ سردار شوکت حسین مزاری کی شخصیت کا جو پہلو میرے سامنے آیا ہے وہ یہ ہے کہ وہ ایک انتہائی مثبت کردار کے حامل انسان تھے۔ دوست ہوں یا دشمن خواہ مخالفین ہوں سب کے منہ سے میں نے ان کی اصول پسندی کی تعریف ہی سنی ہے۔ ان کی حب الوطنی اور وطن سے ان کا جو ایک تعلق اور بحیثیت مسلمان اپنے عہدے سے انصاف تھا صرف پانچ منٹ پہلے میری ساتھی بشریٰ گردیزی صاحبہ نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ انکل مزاری سو رہے ہیں۔ ہم تھوڑا سا اس کے اوپر ہنسے بھی کہ مزاری انکل سو رہے ہیں۔ میرا جی چاہا کہ میں اٹھوں اور پوائنٹ آف آرڈر پر تھوڑا سا انہیں چھیڑ دوں لیکن پھر ہم نے کہا کہ وہ بزرگ ہیں نیند آ گئی ہے تو انہیں سونے دینا چاہئے۔

جناب سپیکر! بحیثیت مسلمان ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ ملک الموت نے اللہ کی رضا سے ہر انسان کی جان وہیں سے نکالی ہے جو جگہ مقرر ہے۔ کس قدر خوبصورت موت تھی ان کی کہ جس کی تمنا ہر مسلمان کرتا ہے۔ ہر انسان کم از کم میں تو یہ خواہش کرتی ہوں کہ یا اللہ ہم چلتے پھرتے، بنا کسی پر بوجھ بنے اس دنیا سے چلے جائیں۔ ایسی موت کی ذرہ برابر بھی انہیں تکلیف نہ ہوئی اور ان کی روح ان کے جائے منصب سے اس طریقے سے قفس عنصری سے پرواز کر گئی کہ جیسے مکھن میں سے بال کو نکال لیا جاتا ہے۔ جمعہ کا دن تھا اور اللہ تعالیٰ نے جو اپنے بخشے ہوئے لوگوں کی نشاندہی کی ہے اس میں، میں سمجھتی ہوں کہ تمام تشبیہات ان کی اس موت میں موجود تھیں۔ میرے ایک بھائی مستی خیل کہہ رہے تھے کہ ان کی المناک موت پر مجھے افسوس ہے۔ میں یہ کہوں گی کہ ان کی موت جس کی تمنا ہر مسلمان کرتا ہے ایک خوبصورت موت تھی، مجھے اس پر فخر بھی ہے، دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ اسی طریقے سے کام کرتے ہوئے اپنے منصب سے جڑے ہوئے چلتے پھرتے مجھے بھی ایسی ہی موت عطا فرمائے۔ آمین۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ چودھری محمد شفیق صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب ارتضیٰ صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ محترمہ آصفہ فاروقی صاحبہ!

محترمہ آصفہ فاروقی: جناب سپیکر! جتنے لوگوں نے افسوس کیا ہے میرے بھی الفاظ مزاری صاحب کے لئے کچھ اس قسم کے ہی ہیں۔ میں جب پہلے روز حلف اٹھانے آئی تو وہ مجھے سپیکر صاحب کے کمرے میں ملے اور انہوں نے کہا آصفہ اچھا کیا سینیٹ کے بعد اب یہاں بھی بطور ایم پی اے آگئی ہو۔ ہم آپ کو سمجھائیں گے کہ پنجاب اسمبلی میں کیسے کام ہوتا ہے تو یہ الفاظ آج بھی میرے کانوں میں گونج رہے ہیں کہ کتنا نیک تھا وہ انسان کہ اس نے ضروری سمجھا کہ یہ پہلی مرتبہ ایم پی اے بن کر آئی ہے اس سے پہلے بے شک سینیٹر رہی ہیں میں بحیثیت ایک بھائی colleague انہیں guide کرتا رہوں تو جس روز ان کی death ہوئی ہے اجلاس سے پانچ منٹ پہلے وہ اس دروازے سے آئے ہیں تو میں نے ہاتھ اٹھا کر انہیں سلام کیا ہے اور انہوں نے سر جھکا کر میرے سلام کا جواب دیا ہے اور جا کر بیٹھ گئے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ موت کا ایک بہانہ ہوتا ہے، ان کے آخری سانس یہاں پر لکھے ہوئے تھے۔ اتنے عرصے سے پنجاب اسمبلی کا اجلاس ہی نہیں بلایا گیا تھا۔ یہ شاید ملک الموت نے کوئی آواز دی تھی کہ اب پنجاب اسمبلی کا اجلاس بلایا جائے کیونکہ مزاری صاحب کی روح یہاں قبض ہونی تھی اگر اجلاس نہ ہو رہا ہوتا تو وہ کس طرح سے ہو سکتی تھی۔ کتنا خوش قسمت دن تھا جمعہ کا جس روز ان کی death ہوئی ہے۔ مگر میں یہ سمجھتی ہوں کہ یہ بدقسمت دن بھی تھا کہ ایک تجربہ کار پیپلز پارٹی کا ہمارا پرانا ساتھی ہمارے ساتھ جس نے ڈنڈے اور لاٹھیاں بھی کھائیں، جس نے قائد عوام شہید ذوالفقار علی بھٹو کی آواز پر ڈیرہ غازی خان سے لبیک کہا۔ اس نے ہمارے سامنے یہاں آخری سانسیں لی ہیں۔

جناب سپیکر! میں ایک تجویز دوں گی کہ اس دروازے سے ان کے آخری قدم آئے ان کا جسد خاکی بھی اسی دروازے سے گزرا اس لئے اس دروازے کا نام باب شوکت مزاری رکھ دیا جائے۔ ٹھیک ہے تاریخ تو انہیں یاد رکھے گی۔ یہ میری تجویز ہے ماننا نہ ماننا، عمل کرنا نہ کرنا یہ House کا کام ہے، آپ کا کام ہے۔ بہر حال میں اپنی طرف سے دو قرآن شریف بھی ان کی روح کو ایصال ثواب کے لئے یہاں پیش کرتی ہوں۔ ان کی بیگم صاحبہ انہیں پڑھ کر جب بخشیں تو یہ دو قرآن شریف میری طرف سے بھی انہیں بخش دیئے جائیں۔ میں اپنے تعزیتی الفاظ اس عظیم بیوی کو اور ان کی بیٹی اگر ہیں میں نہیں جانتی بہر حال ان کا بچہ اگر ہے تو ان تک یہ پہنچانا چاہتی ہوں کہ اپنے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بہت چھوٹی عمر میں یتیم ہو گئے تھے، ہمت سے، حوصلے سے کام لیں۔ ان کی بیگم صاحبہ ان کا بچہ جو بھی ہے خدا تعالیٰ نے اگر ایسے دن انہیں دکھائے ہیں وہ اچھے دن بھی لائے گا وہ واقعی ہی ایک ایسا شخص تھا جو ساری اسمبلی کو اداس اور ویران کر گیا۔ ٹھیک ہے موت برحق ہے ہر مومن مسلمان کے لئے یہ

ایک دن مقرر ہے مگر اچھی موت کی خواہش ہر مسلمان کی ہوتی ہے اور پھر ذمہ داری سے اپنی services سرانجام دیتے ہوئے انہوں نے اپنے آخری سانس بھی اس اسمبلی میں لئے ہیں۔ کہتے ہیں کہ جب کسی کو heart attack ہوتا ہے medical science کی بات ہے، میں ڈاکٹر تو نہیں میرے پاس تو arts میں master کی degree ہی ہے اور میں arts student ہی رہی ہوں مگر جیسا کہ مجھے پتا ہے کہ ڈاکٹر لوگ کہتے ہیں کہ جسے heart attack ہوتا ہے 72 گھنٹے پہلے عمل شروع ہو جاتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ عمل 72 گھنٹے پہلے شروع تھا مگر اس کے باوجود انہوں نے یہ ضروری سمجھا کہ وہ اپنا یہ فرض بھی سرانجام دیں کہ جا کر اپنی حاضری لگوا کر آئیں اور آخری سانس لینے سے پانچ منٹ پہلے وہ House میں آئے ہیں، مغرب کی اذان کا وقت تھا جس وقت انہوں نے اپنی آخری سانس لی اور جمعہ کا دن تھا۔ ان کی کیا کیا باتیں یہاں پر بیان کی جائیں وہ ایک نیک انسان تھے جو ایک نیک روایت قائم کر کے یہاں سے چلا گیا ہے۔ ویسے تو پیغمبر نہیں رہے، ولی اولیاء بھی نہیں رہے، رسول نہیں رہے، ان کے ماننے والے صوفی نہیں رہے۔ ہر شخص نے خاک ہو جانا ہے، رہتی ہے ذات اللہ کی جو بڑی برکت والی ہے۔ انہی الفاظ کے ساتھ میں اپنی بات ختم کرتی ہوں اور یہ الفاظ استعمال کرتی ہوں کہ خداتعالیٰ ہم سب کی طرف سے انہیں جنت الفردوس میں جگہ دے۔ کروٹ کروٹ انہیں وہاں پر جو دنیا میں انہوں نے اچھی زندگی گزاری تھی اب ان کی آخری زندگی بھی وہاں بہترین ہو۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شکریہ۔ جی، کرنل (ر) شجاع خانزادہ صاحب!

کرنل (ر) شجاع خانزادہ: جناب سپیکر! جو قرارداد آج پیش ہوئی ہے میں اس کی حمایت کرتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ آج اسمبلی میں ہم سب ممبران سردار شوکت حسین مزاری کو honour کرنے کے لئے آئے ہیں۔ سردار شوکت مزاری صاحب سے میرے بڑے قریبی تعلقات تھے اور تقریباً کوئی پانچ چھ سال سے ہم ایک دوسرے کے دوست بن گئے تھے۔ انہوں نے لاہور کے حوالے سے دو کام میرے ذمے لگائے تھے 12۔ نومبر کو میں نے انہیں ٹیلی فون کیا، وہ اپنے علاقے میں تھے میں نے کہا سردار صاحب! آپ کا ایک کام تو ہو گیا ہے تو انہوں نے مجھے بڑی دعائیں دیں۔ انہوں نے کہا کہ دیکھیں، یہ کام آپ نے کیا ہے وہ ایک غریب آدمی کا تھا تو اللہ تعالیٰ آپ کو اس کا اجر دے گا کیونکہ میں تو آپ کو کچھ نہیں دے سکتا۔ میں نے کہا، آپ کا ایک کام رہ گیا ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ آپ جب جمعہ کو آئیں گے تو میں وہ آپ کے ساتھ اسمبلی میں discuss کروں گا تو مجھے کہنے لگے کہ میں جمعہ کو نہیں

آ رہا ہوں کیونکہ جمعہ کو آئیں گے تو اس کے بعد دو چھٹیاں ہو جائیں گی تو میں انشاء اللہ پیر کو session attend کروں گا تو میں نے کہا سردار صاحب! آ جائیں تو انہوں نے کہا کہ یہ دو دن مجھے ملیں گے، میں اپنے علاقے کی خدمت کرنے کے لئے یہاں پر رُک جاؤں گا تو Monday کو لاہور آؤں گا تو کافی دیر اُدھر رہوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے شاید ان کی موت یہاں پر لکھی تھی کیونکہ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ میں موت کی جگہ اور تاریخ لکھ دیتا ہوں تو اللہ تعالیٰ نے ان کی موت ادھر لکھی اور انہیں یہاں موت آئی۔

سردار شوکت مزاری صاحب ایک بڑے اچھے انسان تھے اور ان کے کردار کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے۔ وہ صرف ایک اچھا parliamentarian ہی نہیں تھا، ایک اچھا دوست، ایک اچھا انسان، ایک اچھا بھائی، ایک اچھا خاوند اور ایک اچھا باپ تھا۔ ان کی موت اس پوری اسمبلی کے لئے ہمیشہ کے لئے ایک بہت بڑا صدمہ رہے گی۔ لوگوں نے یہاں پر تجاویز دیں کہ ان کی تصویر یہاں لگنی چاہئے، He died with his boots. ڈاکٹر صاحب نے یہاں پر example دیں کہ حکومت کو اس کے خاندان کے لئے کچھ کرنا چاہئے۔ دیکھیں! کسی محکمے میں کسی افسر کی جب on duty موت واقع ہوتی ہے تو ان کے لواحقین کو بہت بڑی مراعات ملتی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہم پر لازم ہو گیا ہے کہ جو شخص اس قوم کی خدمت میں اپنی جان دے دیتا ہے تو یہ حکومت پر لازم ہے کہ maximum مراعات اس کے خاندان تک پہنچ جانی چاہئیں۔

جناب سپیکر! میری آخری بات یہ ہے کہ ہم probably ایک سال کے بعد یہاں سے نئے ہال میں shift ہو جائیں گے تو جس سیٹ کے اوپر ان کا انتقال ہوا ہے وہاں پر یہ لکھا جانا چاہئے:

This is the spot where Sardar Shaukat Hussain Mazari died on such and such time and on such and such date in duty for the nation.

یہ ساری عمر کے لئے تاریخ بن جائے گی۔ ان کی تصویر بھی ہو گی اور پوری تاریخ وہاں پر complete ہو جائے گی۔ میں اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ ہم سب کو صبر دے اور ان کے بچوں، ان کے گھر والوں اور ان کے تمام دوستوں کو صبر دے اور انہیں جنت میں ایک اعلیٰ مقام دے۔ میں تو اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ دعا گو ہوتا ہوں کہ اگر موت دینی ہو تو اس طرح کی موت ہو جس طرح سردار

شوکت حسین مزاری کی موت ہوئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ موت آپ کے لئے اللہ تعالیٰ کا ایک انعام ہے۔ بہت بہت مہربانی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ جناب احمد حسین ڈیہر!

جناب احمد حسین ڈیہر: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! آپ کا شکریہ۔ میں سب سے پہلے سردار شوکت حسین مزاری صاحب کی اس ناگہانی وفات پر افسوس کا اظہار کرتا ہوں۔ میں کسی اور تفصیل میں جانے کی بجائے اپنی بات کو صرف دو points پر محدود رکھوں گا۔ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ آج ہم سردار شوکت حسین مزاری کے حوالے سے جس انداز میں اظہار خیال کر رہے ہیں یا ان کی تعریف کر رہے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ اس میں سب سے غور طلب بات ان کا اعلیٰ کردار اور کسی غریب کے ساتھ ان کی محبت تھی۔ ابھی کچھ دیر پہلے میں اسمبلی میں موجود تھا تو اسمبلی سیکرٹریٹ کے کچھ ملازمین سے میری بات ہوئی ہے تو میں نے ان کی باتوں سے یہ محسوس کیا ہے کہ وہ لوگ ان سے بے پناہ محبت کرتے تھے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایک غریب کا کسی کے ساتھ محبت کرنا ایک بہت بڑا اثاثہ ہے اور وہ جس نوعیت کی سیاست کرتے تھے اگر ہم صحیح خطوط پر سیاست کریں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ حقوق العباد ہے۔ اگر کوئی انسان لوگوں کے حقوق کے لئے لڑتے ہوئے اسمبلی میں آکر اسی جنگ میں جان دے دیتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ جو جذبہ لے کر نکلا ہے اور اس کی اچانک موت، شہادت کی موت ہے اور اس موت پر ہمیں فخر کرنا چاہئے۔ میں دوسری بات یہ کرنا چاہتا ہوں کہ اس سارے واقعہ کے بعد ہمیں یہ سبق سیکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی موت لکھی تھی وہ فوت ہو گئے۔ ان کی جگہ ہم سے بھی کوئی ہو سکتا تھا۔ ان کی وفات کو ہم یہ سمجھیں کہ یہ ہمارے ساتھ بھی ہو سکتا تھا اور اسی کو سامنے رکھتے ہوئے آج ہم اپنے لئے ایک لائحہ عمل بنا سکیں کہ یہاں بیٹھتے ہوئے آپس کے اختلافات، آپس کی مخالفتوں اور آپس کی tussles کو چھوڑ کر آج یہ تہیہ کر لیں اور یہ فیصلہ کر لیں کہ ہم نے صرف اور صرف غریب کے لئے سوچنا، صرف اور صرف غریب کو deliver کرنا اور صرف اور صرف اپنی توانائیاں غریب کے لئے صرف کرنی ہیں۔ ہم یہ مشعل راہ بنالیں کہ آج ہم ایک ایم پی اے، ایک وزیر ہونے کی حیثیت سے اگر ہمارا کوئی اختیار ہے، ہم کسی کے اوپر جھوٹا پرچہ درج کرا سکتے ہیں، ہم کسی غریب کے اوپر زیادتی کر سکتے ہیں یا کوئی ایسے اقدامات کر سکتے ہیں تو آج ہم اس سے توبہ کر لیں اور اس معاشرے کو بہتر کرنے کے لئے ہر بندہ اپنی جگہ پر کوشش کرے گا اور

انشاء اللہ تعالیٰ ہم اس معاشرے کو ایسا بنائیں گے کہ غریب کو سکھ پہنچائیں گے اور اپنے ملک کی بہتری کریں گے۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ نسیم لودھی صاحبہ!

محترمہ نسیم لودھی: جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے موقع فراہم کیا ہے۔ آج مرحوم سردار شوکت حسین مزاری سابق ڈپٹی سپیکر پنجاب اسمبلی کی وفات کے بارے میں یہاں پر قرارداد پیش کی گئی ہے میں اس کی مکمل حمایت کرتی ہوں۔ آج یوں لگتا ہے کہ ہم سب ان کے سوگ میں ہیں اور ماحول بھی بڑا غمگین ہے۔ جہاں تک مزاری صاحب کا تعلق تھا وہ انتہائی شفیق اور پڑھے لکھے انسان تھے۔ ہر ایک کا خیال کرتے تھے۔ ان کے اندر حب الوطنی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ پاکستان اور پاکستان کے مسائل کو سن کر وہ غمگین ہو جاتے اور اگر کبھی ارکان اسمبلی ان کی بات پر خاموش نہ ہوتے تو وہ اچھا خاصا لیکچر بھی پلا دیا کرتے تھے تاکہ ہم یہ سمجھ جائیں کہ اس وقت ہمیں پاکستان کی تعمیر کرنی ہے۔ اس وقت ہمارے پاس یہ جو اثاثہ ہے اسے ہم نے کیسے سنبھال کر رکھنا ہے۔ وہ اکثر یہ باتیں کرتے اور ایک دفعہ جب پاکستان اور کشمیر میں زلزلہ آیا تو آپ یقین جانیے گا کہ وہ آپ ہی کی سیٹ پر بیٹھے ہوئے باتیں کرتے ہوئے رو دیئے اور سارے ماحول کو غمگین کر دیا۔

جناب سپیکر! جہاں تک خواتین ارکان کے بارے میں ان کا رویہ تھا تو محترمہ عظمیٰ بخاری صاحبہ نے بھی اس کا برملا اظہار کیا ہے کہ وہ کبھی یہ خیال نہ کرتے تھے کہ میں نے Treasury Benches کی خواتین کو بولنے کی اجازت دینی ہے اور اپوزیشن کی خواتین کو بولنے کی اجازت نہیں دینی، ایسی بات ان میں ہرگز نہیں تھی۔ وہ خواتین کا بے حد احترام کرتے تھے اور اگر ہم شور ڈالیں کہ آپ نے اپوزیشن کی خواتین ارکان کو زیادہ وقت دے دیا ہے تو وہ یوں کرتے تھے کہ ایک خاتون Treasury Benches اور ایک خاتون Opposition Benches کو بولنے کا موقع دیتے تھے تاکہ کسی کے دل میں یہ رنج نہ رہ سکے کہ میں اپنی باری نہ لے سکی اور میں اسمبلی کے business میں حصہ نہ لے سکی لہذا آج ہم ان کی یہ باتیں یاد کر کے غمگین ہیں۔ ہم خدا سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انھیں جوار رحمت میں جگہ دے اور ان کے خاندان کو صبر و جمیل عطا فرمائے۔ (آمین) شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: محترم خلیل طاہر سندھو صاحب!

جناب خلیل طاہر سندھو: جناب سپیکر! کہتے ہیں کہ محبت کو اس وقت تک اپنی گہرائی کا احساس نہیں ہوتا جب تک بچھڑنے کا وقت نہیں آ جاتا۔ آج اسمبلی ہی کی نہیں بلکہ پورے ملک کی فضا سوگوار ہے اور پورے ہاؤس کی دیواریں بھی سائیں سائیں کر رہی ہیں۔ میں صرف اتنی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے اس دن جب وہ دس پندرہ منٹ پہلے باہر بیٹھے تھے اور محترم راناثناء اللہ خان صاحب انھیں کہہ رہے تھے کہ مزاری صاحب آج آپ بڑےsmartلگ رہے ہیں تو تھوڑی دیر بعد جب ان کی موت واقع ہوئی تو اس وقت اسمبلی کے ملازمین کو یہاں جس طرح دھاڑیں مار مار کر روتے دیکھا گیا ہے یہ اس بات کی شہادت اور ثبوت ہے کہ واقعی ایک بہت بڑا عظیم انسان ہم سے علیحدہ ہو گیا ہے اور جدا ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر! انتقال موت نہیں ہے بلکہ یہ ایک زندگی سے دوسری زندگی میں منتقل ہونا ہے۔ جس طرح یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور جس طرح باقی ممبران نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے میں بھی اس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں اور میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے پورے خاندان کو صبر وجمیل اور صبر ایوب عنایت کرے۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت سے ممبران نے یہاں پر نام دیئے ہوئے ہیں۔ ان میں محترمہ شمائلہ رانا صاحبہ، جناب محمد علی لالیکا صاحب، محترمہ زیب جعفر صاحبہ، جناب احسان الحق احسن نولاٹیا صاحب، میاں محمد اسلم صاحب، جناب طاہر محمود ہندلی صاحب، خواجہ محمد اسلام صاحب، محترمہ عارفہ خالد صاحبہ، ڈاکٹر محمد اختر ملک صاحب، مہر اشتیاق صاحب، الحاج محمد الیاس چنیوٹی صاحب، چودھری علی اصغر منڈا صاحب، جناب اعجاز شفیع صاحب، حاجی ذوالفقار علی صاحب اور سردار محمد کھچی صاحب بھی سردار شوکت حسین مزاری صاحب کی شخصیت کے حوالے سے بات کرنا چاہتے تھے لیکن اب ہم قرارداد پر آتے ہیں۔

یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

> "پنجاب اسمبلی کا یہ معزز ایوان اور اسمبلی سیکرٹریٹ کے تمام ملازمین، سردار شوکت حسین مزاری (مرحوم)، رکن صوبائی اسمبلی و سابق ڈپٹی سپیکر، صوبائی اسمبلی پنجاب کی وفات پر گہرے غم و دکھ کا اظہار کرتے ہیں اور ان کی وفات کو ایک ناقابل تلافی نقصان اور ایسا خلا تصور کرتے ہیں جو صدیوں تک پر نہیں ہو گا۔ مرحوم انتہائی شریف النفس انسان، انتہائی مخلص اور منجھے ہوئے

پارلیمنٹیرین تھے۔ مرحوم اصولوں کی سیاست اور جمہوریت کے استحکام کے لئے طویل جدوجہد کرنے والے، خدمت خلق پر یقین رکھنے والے، پاکستان کے لئے سوچنے والے اور اپنے علاقے میں ہر دلعزیز شخصیت کے مالک تھے۔

مرحوم 10۔فروری 1948 کو روجھان، ضلع راجن پور میں اپنے وقت کے معروف پارلیمنٹیرین، سردار شوکت حسین مزاری کے گھر پیدا ہوئے۔ آپ نے صادق پبلک سکول، بہاولپور سے ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد گورنمنٹ کالج لاہور سے گریجوایشن کی۔ آپ زمانہ طالب علمی کے دوران 70-1969 میں برطانیہ کے بلیک برن کالج آف ٹیکنالوجی اینڈ ڈیزائن میں پاکستان سٹوڈنٹ ایسوسی ایشن کے صدر بھی رہے۔

1977 میں پہلی مرتبہ پنجاب اسمبلی کے رکن منتخب ہوکر صوبائی کابینہ میں وزیر بنے۔ آپ 1979 اور 1982 میں ضلع کونسل کے رکن منتخب ہوئے۔ مرحوم نے 1988 سے 1990 کے دوران پنجاب اسمبلی میں ڈپٹی اپوزیشن لیڈر کے طور پر بھی خدمات سرانجام دیں۔ آپ کو 1974 اور 1995 میں اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں پاکستان کی نمائندگی کا اعزاز بھی حاصل ہے۔

مرحوم سردار شوکت حسین مزاری 2002 کے عام انتخابات میں تیسری بار صوبائی اسمبلی پنجاب کے رکن منتخب ہوئے اور ڈپٹی سپیکر، پنجاب اسمبلی منتخب ہوکر پانچ سال تک خدمات سرانجام دیں۔ آپ اس دوران پنجاب اسمبلی کی لائبریری کمیٹی کے چیئرمین کے طور پر بھی فرائض منصبی احسن طریق سے سرانجام دیتے رہے۔ بطور ڈپٹی سپیکر اور قائم مقام سپیکر آپ نے ہاؤس کو قواعد وضوابط کے مطابق اور غیر جانبداری سے چلایا اور ہمیشہ حزب اختلاف کو پارلیمانی کردار ادا کرنے کا پورا موقع دیا۔ آپ 2008 کے عام انتخابات میں چوتھی مرتبہ آزاد حیثیت سے اس ایوان کے رکن منتخب ہوکر پاکستان مسلم لیگ (ن) میں شامل ہوئے۔ مرحوم کی پنجاب اسمبلی کے ایوان سے وابستگی کا اندازہ اس امر سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ انھوں نے اپنی جان بھی اس ایوان کے اندر ہی دی۔

سردار شوکت حسین مزاری (مرحوم) کی ناگہانی وفات سے نا صرف یہ ایوان ایک تجربہ کار پارلیمنٹیرین سے محروم ہو گیا ہے بلکہ اسمبلی سیکرٹریٹ کے ملازمین بھی ان کی سرپرستی اور شفقت سے محروم ہو گئے ہیں۔ان کی کمی ہمیشہ شدت سے محسوس کی جاتی رہے گی۔یہ ایوان دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے، انھیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کے لواحقین کو صبر و جمیل عطا فرمائے۔آمین۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: آج condolence resolution کی کارروائی تھی۔لہذا اب اجلاس کل بروز منگل مورخہ 18-نومبر 2008 صبح 10:00 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

99

# ایجنڈا

# برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

## منعقدہ، 18-نومبر 2008

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

## سوالات

محکمہ جات جنگلات، جنگلی حیات اور سیاحت سے متعلق سوالات دریافت
کئے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

## غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

## حصہ اول

(مسودات قانون جو پیش کئے جائیں گے)

1. **<u>THE PROVINCIAL MOTOR VEHICLES (AMENDMENT) BILL 2008 (Bill No. 14 of 2008)</u>**

| | |
|---|---|
| Ch Shaukat Mahmood Basra, Advocate:<br>Mr Javed Hassan Gujjar:<br>Ms Azma Zahid Bokharki:<br>Rai Muhammad Aslam Khan: | to move that leave be granted to introduce the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill 2008. |
| Ch Shaukat Mahmood Basra, Advocate:<br>Mr Javed Hassan Gujjar:<br>Ms Azma Zahid Bokharki:<br>Rai Muhammad Aslam Khan: | to introduce the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill 2008. |

2. **<u>THE PROVINCIAL ASSEMBLY OF THE PUNJAB PRIVILEGES (AMENDMENT) BILL 2008 (Bill No. 15 of 2008)</u>**

| | |
|---|---|
| Ch Abdullah Yousaf:<br>Ch Aamar Sultan Cheema:<br>Mr Muhammad Mohsin Khan Leghari:<br>Dr Samia Amjad:<br>Mrs Amna Ulfat:<br>Mrs Khadija Umar: | To move that leave be granted to introduce the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill 2008. |
| Ch Abdullah Yousaf:<br>Ch Aamar Sultan Cheema:<br>Mr Muhammad Mohsin Khan Leghari:<br>Dr Samia Amjad:<br>Mrs Amna Ulfat:<br>Mrs Khadija Umar: | to introduce the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill 2008. |

100

3. **<u>THE PUNJAB IRRIGATION & DRAINAGE AUTHORITY (AMENDMENT) BILL 2008 (Bill No. 16 of 2008)</u>**

| | |
|---|---|
| Ch. Zahir-ud-Din Khan:<br>Dr Samia Amjad:<br>Ch Abdullah Yousaf:<br>Mrs Amna Ulfat:<br>Mr Muhammad Mohsin Khan Leghari:<br>Ms Amna Jehangir:<br>Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya:<br>Mrs Samina Khawar Hayat:<br>Mrs Ayesha Javed:<br>Mrs Khadija Umar:<br>Mr Khalid Javed Asghar Ghural:<br>Syeda Majida Zaidi:<br>Syeda Bushra Nawaz Gardezi:<br>Mr Muhammad Yar Hiraj:<br>Mian Shafi Muhammad:<br>Mr Muhammad Ejaz Shafi: | to move that leave be granted to introduce the Punjab Irrigation & Drainage Authority (Amendment) Bill 2008. |
| Ch Zahir-ud-Din Khan:<br>Dr Samia Amjad:<br>Ch Abdullah Yousaf:<br>Mrs Amna Ulfat:<br>Mr Muhammad Mohsin Khan Leghari:<br>Ms Amna Jehangir:<br>Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya:<br>Mrs Samina Khawar Hayat:<br>Mrs Ayesha Javed:<br>Mrs Khadija Umar:<br>Mr Khalid Javed Asghar Ghural:<br>Syeda Majida Zaidi:<br>Syeda Bushra Nawaz Gardezi:<br>Mr Muhammad Yar Hiraj:<br>Mian Shafi Muhammad:<br>Mr Muhammad Ejaz Shafi: | to introduce the Punjab Irrigation & Drainage Authority (Amendment) Bill 2008. |

4. **<u>THE PROVINCIAL ASSEMBLY OF THE PUNJAB PRIVILEGES (AMENDMENT) BILL 2008 (Bill No. 17 of 2008)</u>**

| | |
|---|---|
| Ch Zahir-ud-Din Khan:<br>Ch Aamar Sultan Cheema:<br>Mr Muhammad Yar Hiraj:<br>Dr Samia Amjad:<br>Ch Abdullah Yousaf:<br>Mrs Amna Ulfat:<br>Mr Muhammad Mohsin Khan Leghari:<br>Ms Amna Jehangir:<br>Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya: | to move that leave be granted to introduce the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill 2008. |
| Ch Zahir-ud-Din Khan:<br>Ch Aamar Sultan Cheema:<br>Mr Muhammad Yar Hiraj:<br>Dr Samia Amjad:<br>Ch Abdullah Yousaf:<br>Mrs Amna Ulfat:<br>Mr Muhammad Mohsin Khan Leghari:<br>Ms Amna Jehangir:<br>Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya: | to introduce the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill 2008. |



## حصہ دوم

(مفاد عامہ سے متعلق قراردادیں)

1. شیخ علاؤالدین:

یہ معزز ایوان، مرکزی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ بنکوں میں عوام کی جمع رقومات پر بنکوں کو کم از کم منافع افراط زر کی سالانہ شرح سے 2 فیصد زائد سالانہ دینے کا پابند کیا جائے اور بنکوں کا عوام کش (Cartel) ختم کرایا جائے۔

2. چودھری ظہیر الدین خان:
چودھری عامر سلطان چیمہ:
جناب محمد محسن خان لغاری:
حاجی محمد قمر حیات کاٹھیا:
ڈاکٹر سامیہ امجد:
محترمہ آمنہ اُلفت:

یہ ایوان صوبائی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ صوبائی دارالحکومت میں سرکاری رہائش گاہیں محکمہ S&GAD (Welfare wing) الاٹمنٹ پالیسی کے مطابق سول سیکرٹریٹ، لاہور ہائی کورٹ اور صوبائی اسمبلی پنجاب کے سرکاری ملازمین کو الاٹ کرتا ہے۔ سرکاری رہائش گاہوں کی تعداد انتہائی قلیل ہونے کے باعث ہزاروں ملازمین اپنی آدھی سے زیادہ تنخواہ پر مہنگائی کے تناسب سے بڑھے ہوئے کرائے / مہنگے گھروں پر رہنے پر مجبور ہیں۔ جبکہ حکومت پنجاب کی طرف سے ملنے والا ہاؤس رینٹ ناکافی ہے۔ جس سے پرائیویٹ رہائش نہیں ملتی۔ سرکاری رہائش گاہوں کے حصول کے لئے الاٹمنٹ کروانے کے Load / پریشر کو کم کرنے کے لئے ضروری ہے کہ صوبائی دارالحکومت لاہور میں پہلے مرحلہ پر سول سیکرٹریٹ، لاہور ہائی کورٹ اور صوبائی اسمبلی پنجاب کے سرکاری ملازمین کو ہاؤس ریکوزیشن کی سہولت دی

جائے۔ جیسا کہ پنجاب یونیورسٹی پہلے ہی اپنے ملازمین کو ہاؤس ریکوزیشن کی سہولت دے رہی ہے۔ صوبائی دارالحکومت لاہور میں سول سیکرٹریٹ، لاہور ہائی کورٹ اور صوبائی اسمبلی پنجاب کے ملازمین کو ہاؤس ریکوزیشن ملنے سے محکمہ S&GAD ریلیف محسوس کرے گا۔ نیز محکمہ خزانہ کے اوپر کم سے کم مالی بوجھ پڑے گا۔

3. محترمہ فرح دیبا: یہ ایوان صوبائی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ فلم انڈسٹری سمیت TV` سٹیج اور دیگر فن کے شعبہ سے وابستہ افراد کے لئے "آرٹسٹ ہاؤسنگ کالونی" کے قیام کے لئے اہتمام کرے۔

4. حاجی ذوالفقار علی: یہ ایوان حکومت پنجاب کو اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ صوبہ کی تمام جیلوں میں بند ایسے قیدی جن کی مقررہ قید ختم ہو چکی ہے مگر جرمانہ ادا نہ کرنے کی وجہ سے بند ہیں، کو فوری رہا کرنے کا حکم صادر فرمائے۔

5. محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: اس ایوان کی رائے ہے کہ تھیلیسیمیا کے خاتمے کے لئے شادی سے قبل ٹیسٹ لازمی قرار دیا جائے۔

## حصہ سوم

(متفرق تحریک)

**MOTION UNDER RULE 244-A TO AMEND THE RULES OF PROCEDURE OF THE PROVINCIAL ASSEMBLY OF THE PUNJAB 1997.**

| | |
|---|---|
| Mrs Samina Khawar Hayat: | to move that leave be granted to move the proposed amendment to the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997. |
| Mrs Samina Khawar Hayat: | to move that the proposed amendment be taken into consideration. |
| Mrs Samina Khawar Hayat: | to move that the proposed amendment be passed. |

(Copy of the Amendment is at Annexure)

102

## حصہ چہارم

(عام بحث)

| | | |
|---|---|---|
| 1. | Dr Samia Amjad:<br>Ch Abdullah Yousaf:<br>Mrs Amna Ulfat:<br>Mr Muhammad Mohsin Khan | To move that the Policy of the Government in the Health Department with particular reference to quacks responsible |

| | |
|---|---|
| Leghari<br>Ms Amna Jehangir:<br>Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya:<br>Mrs Samina Khawar Hayat:<br>Mrs Ayehsa Javed:<br>Mrs Khadija Umar:<br>Mr Khalid Javed Asghar Ghural:<br>Syeda Majida Zaidi:<br>Syeda Bushra Nawaz Gardezi: | for spreading contagious diseases e.g. Hepatitis, Aids, Dingy fever, Cancer etc with particular reference to performance of enforcement staff, be discussed. |
| 2. سردار خالد سلیم بھٹی | یہ تحریک پیش کریں گے کہ آٹے کے بحران اور مہنگائی پر ایوان میں بحث کی جائے۔ |
| 3. Ch Zahir-ud-Din Khan:<br>Mr Muhammad Yar Hiraj:<br>Mian Shafi Muhammad:<br>Mr Muhammad Ejaz Shafi: | to move that the Policy of the Government in the Local Government Department with particular reference to buildings declared dangerous for residential purposes in the city of Lahore and in the Province of the Punjab creating panic among the people, be discussed. |
| 4. Mrs Nasim Lodhi: | to move that the Policy of the Government vis-à-vis Constitution of Zakat Committees in the Province of Punjab, be discussed. |
| 5. شیخ علاؤالدین: | میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ قادرپور گیس فیلڈ جو کہ قوم کا ایک بہت بڑا اثاثہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی خاص عنایت ہے، کی فروخت کے معاملے کو فوری طور پر اسمبلی میں زیر بحث لایا جائے۔ |

# صوبائی اسمبلی پنجاب

## پندرھویں اسمبلی کا دسواں اجلاس

### منگل، 18-نومبر 2008

(یوم الثلاثہ، 19-ذیقعد 1429ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 17 منٹ پر زیر صدارت جناب ڈپٹی سپیکر رانا مشہود احمد خان منعقد ہوا۔

---

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

خَلَقَ ٱلۡإِنسَـٰنَ مِن صَلۡصَـٰلٍ كَٱلۡفَخَّارِo وَخَلَقَ ٱلۡجَآنَّ مِن مَّارِجٍ مِّن نَّارٍ
o فَبِأَيِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِo رَبُّ ٱلۡمَشۡرِقَيۡنِ وَرَبُّ ٱلۡمَغۡرِبَيۡنِo فَبِأَيِّ
ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِo مَرَجَ ٱلۡبَحۡرَيۡنِ يَلۡتَقِيَانِo بَيۡنَهُمَا بَرۡزَخٌ لَّا يَبۡغِيَانِo
فَبِأَيِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِo يَخۡرُجُ مِنۡهُمَا ٱللُّؤۡلُؤُ وَٱلۡمَرۡجَانُo فَبِأَيِّ ءَالَآءِ
رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِo وَلَهُ ٱلۡجَوَارِ ٱلۡمُنشَـَٔاتُ فِي ٱلۡبَحۡرِ كَٱلۡأَعۡلَـٰمِ o فَبِأَيِّ
ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِo كُلُّ مَنۡ عَلَيۡهَا فَانٍo وَيَبۡقَىٰ وَجۡهُ رَبِّكَ ذُو ٱلۡجَلَـٰلِ
وَٱلۡإِكۡرَامِ o

**سُوۡرَۃُ الرَّحمٰن آیات 14 تا 27**

اسی نے انسان کو ٹھیکرے کی طرح کھنکھناتی مٹی سے بنایاoاور جنات کو آگ کے شعلے سے پیدا کیاoتو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟oوہی دونوں مشرقوں اور دونوں مغربوں کا مالک (ہے)oتو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟oاسی نے دو دریا رواں کئے جو آپس میں ملتے ہیںoدونوں میں ایک آڑ ہے کہ (اس سے) تجاوز نہیں کر سکتےoتو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟oدونوں دریاؤں سے موتی اور مونگے نکلتے ہیںoتو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟oاور جہاز بھی اسی کے ہیں جو دریا میں پہاڑوں کی طرح

اونچے کھڑے ہوتے ہیںo تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟o جو (مخلوق) زمین پر ہے سب کو فنا ہونا ہےo اور تمہارے پروردگار ہی کی ذات (بابرکات) جو صاحب جلال وعظمت ہے باقی رہے گیo

وماعلینا الا البلاغo

## نعت رسول مقبول ﷺ

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جناب محمد افضل نوشاہی نے پیش کی۔

الھم صلی علی سیدنا و مولانا محمد
وعلیٰ آلہ و اصحابہ و بارک وسلم
جب حسن تھا ان کا جلوہ نما
انوار کا عالم کیا ہو گا
ہر کوئی فدا ہے بن دیکھے
دیدار کا عالم کیا ہو گا
الھم صلی علی سیدنا و مولانا محمد
ہے تیری عنایات کا ڈیرہ میرے گھر میں
سب تیرا ہے کچھ بھی نہیں میرا میرے گھر میں
جاگا تیری نسبت سے میرا سویا مقدر آیا
تیرے آنے سے سویرا میرے گھر میں
دروازے پہ لکھا ہے تیرا اسم گرامی
آتا نہیں بھولے سے اندھیرا میرے گھر میں
سب تیرا ہے کچھ بھی نہیں میرا میرے گھر میں
سیرت نے تیری جینے کا انداز سکھایا
مدحت نے تیری نور بکھیرا میرے گھر میں

جناب ڈپٹی سپیکر: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

## پوائنٹ آف آرڈر

### اجلاس کی کارروائی بروقت شروع کرنے پر جناب ڈپٹی سپیکر کو خراج تحسین

جناب آصف منظور موہل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، موہل صاحب!

جناب آصف منظور موہل: جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور آپ کو شاباش دیتا ہوں کہ آج آپ نے ماشاءاللہ وقت کی پابندی کو ملحوظ رکھا ہے اس پر میں آپ کو زبردست خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! ایک دوسری درخواست ہے اگر اس پر بھی عملدرآمد کروا دیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ آپ کا بڑا احسن اقدام ہوگا۔ اجلاس کی اطلاع ہمیں یا تو electronic media کے ذریعے ہوتی ہے یا اخبارات سے معلوم ہوتا ہے۔اب تو کمشنری سسٹم بھی آگیا ہے اگر مہربانی کرکے ہمیں کمشنرز یا ڈی سی اوز کے ذریعے اطلاع ہو جائے تو یہ بھی ایک احسن اقدام ہوگا۔ شکریہ

چودھری عبداللہ یوسف: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری عبداللہ یوسف: جناب سپیکر! میں آصف موہل صاحب کی بات کو دہرانا چاہتا ہوں اور آپ کو مبارکباد دینا چاہتا ہوں کہ آپ نے in time اجلاس شروع کیا۔

You have set a precedent and we hope you will keep it.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ہراج صاحب!

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! کل مجھے یہ خیال آیا کہ اجلاس سوا گھنٹہ تاخیر سے شروع ہوا تو میرے دل سے یہ دعا نکلی کہ اللہ کرے کہ آئندہ سپیکر صاحب وقت پر اجلاس شروع کریں تو آپ کی بہت مہربانی۔ عوام کو بھی معلوم ہونا چاہئے، ہم ممبران کو بھی معلوم ہونا چاہئے کہ اس ایوان کا وقت بہت قیمتی ہے۔ اگر ہم اسی روایت کو جاری رکھیں گے تو بہت بہتری آئے گی۔ اگرچہ آج تعداد پوری نہیں ہے لیکن آپ نے یہ ایک نئی روایت شروع کرنے کی طرف جو قدم اٹھایا ہے ہم اس کو support کرتے ہیں۔ اگرچہ تعداد پوری نہیں ہے لیکن میں اپوزیشن کی طرف سے آپ کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ ہم آج کورم point out نہیں کریں گے تاکہ لوگ وقت پر آنے کی طرف راغب ہوں۔ مہربانی

## سوالات (محکمہ جات جنگلات و جنگلی حیات اور سیاحت)

## نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

**جناب ڈپٹی سپیکر:** جی، بہت شکریہ۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈا پر محکمہ جنگلات، جنگلی حیات اور سیاحت سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ تو سب سے پہلا سوال میاں نصیر صاحب کا ہے۔ میاں صاحب موجود نہیں ہیں۔

**جناب محمد یار ہراج:** جناب سپیکر! ان کے ایماء پر سوال نمبر 32۔ اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

### چڑیا گھر میں جانوروں کی خرید کا طریقہ

*32: **میاں نصیر احمد:** کیا وزیر جنگلات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) چڑیا گھر لاہور میں جانوروں کی خرید کا طریقہ کیا ہے؟

(ب) 1999 سے 2007 تک کتنے جانور خریدے گئے ان کے نام، قیمت اور کہاں سے خریدے گئے، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

**وزیر جنگلات (ملک محمد اقبال چنڑ):**

(الف) جانوروں کی خریداری کے ٹینڈر کا مختلف اخبارات میں بذریعہ محکمہ تعلقات عامہ اشتہار دیا جاتا ہے موصول شدہ ٹینڈر محکمانہ تشکیل شدہ ٹینڈر کھولنے والی کمیٹی فرم یا ان کے نمائندوں کے روبرو کھولتی ہے کمیٹی سب سے کم ریٹ اپنی سفارش کے ساتھ اتھارٹی کو جو کہ جناب چیئرمین چڑیا گھر انتظامیہ کمیٹی ہیں منظوری کے لئے بھجواتی ہے اور حتمی منظوری آنے کے بعد فرم کو سپلائی آرڈر جاری کیا جاتا ہے اس طرح چڑیا گھر کے جانوروں کی خریداری کی جاتی ہے۔

(ب) جانوروں کی تعداد، قیمت، تاریخ اور جہاں سے خریدے گئے تفصیل درج ذیل ہے

| نمبر شمار | نام جانوران | علاقہ | تعداد | قیمت | تاریخ | نام فرم |
|---|---|---|---|---|---|---|
| 1 | وائیٹ اینڈ بلیک کولوبس بندر | مشرقی افریقہ | ایک جوڑا | 294000 روپے | 14-10-03 | میسرز ولی پیٹ فارم ڈی ایچ اے کراچی |
| 2 | کیپوچین بندر | جنوبی امریکہ | ایک جوڑا | 410000 روپے | 06-06-06 | میسرز محمد اکرم سفاری جے - 114 ماڈل ٹاؤن لاہور |

| | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|
| 3 | ایڈیکس | مشرق وسطیٰ | ایک نر | 849500روپے | 29-06-06 | میسرز بارلکس ایجنسی فلیٹ نمبر12 سیکنڈ فلور اکرم پلازہ ماڈل ٹاؤن لاہور |
| 4 | لامہ لامہ | جنوبی افریقہ | ایک جوڑا | 460000روپے | 29-06-06 | میسرز بارلکس ایجنسی فلیٹ نمبر12 سیکنڈ فلور اکرم پلازہ ماڈل ٹاؤن لاہور |
| 5 | دریائی گھوڑا | افریقہ | ایک مادہ | 3947000روپے | 11-07-06 | میسرز بارلکس ایجنسی فلیٹ نمبر12 سیکنڈ فلور اکرم پلازہ ماڈل ٹاؤن لاہور |
| 6 | گینڈا | افریقہ | ایک نر | 5791500روپے | 25-07-06 | میسرز ملٹی پل ڈسٹری بیوٹرز 159انار کلی لاہور |
| 7 | وائیٹ اینڈ بلیک کولوبس بندر | مشرقی افریقہ | ایک نر | 480000روپے | 29-04-06 | میسرز اے کے سفاری جے - 114ماڈل ٹاؤن لاہور |
| 8 | زرافہ | جنوبی افریقہ | ایک نر دو مادہ | 7400000روپے | 03-11-07 | میسرز ملٹی پل ڈسٹری بیوٹرز اینڈ مینوفیکچرز پرائیویٹ لمیٹڈ 159انار کلی لاہور |

**جناب ڈپٹی سپیکر:** اس پر آپ کوئی ضمنی سوال کرنا چاہیں گے ؟

**جناب محمد یار ہراج:** جناب سپیکر! جانوروں کی خریداری کے لئے جو کمیٹی بنائی گئی ہے اس کے ممبران کے نام اور status کیا ہیں، یہ کمیٹی کس طرح تشکیل دی جاتی ہے اور اس کی responsibilities کس طرح defined ہیں، دیکھیں! اس وقت ملک میں معاشی بحران ہے اور دوسری طرف اتنے مہنگے جانور خریدے جا رہے ہیں۔ اگر ہم آئندہ کے لئے جانوروں کی کوئی خریداری کرتے ہیں تو اس کمیٹی کو وزارت کی طرف سے initially کیا guidance دی گئی ہے، وہ کس حد تک خرچ کر سکتے ہیں اور کمیٹی کے ممبران کون لوگ ہیں؟

**وزیر خصوصی تعلیم، جنگلات و جنگلی حیات (ملک محمد اقبال چنڑ):** جناب سپیکر! یہ چڑیا گھر کے بارے میں سوال کیا گیا ہے۔ یہ ایک خود مختار ادارہ ہے۔ 1982 میں چڑیا گھر wild life میں منتقل ہوا۔ اس کے چیئرمین ڈائریکٹر جنرل وائلڈ لائف اور چڑیا گھر کے انچارج ڈائریکٹر ہوتے ہیں۔ اس کمیٹی میں نو ممبران ہیں جن میں سے چار ممبران سرکاری ہوتے ہیں اور پانچ غیر سرکاری ممبران پبلک سے لئے جاتے ہیں۔ جانوروں کے بارے میں آپ نے جو ابھی سوال کیا ہے اس بارے میں عرض ہے کہ اس ادارے کی سالانہ آمدنی 5 کروڑ جبکہ خرچ 4 کروڑ روپے ہے۔ ایک کروڑ روپے سالانہ اس کی بچت ہے۔ یہ کنٹین کا ٹھیکہ دیتے ہیں، سائیکل سٹینڈ کا ٹھیکہ دیتے ہیں اور ٹکٹ کے ذریعے انھیں جو آمدنی ہوتی ہے یہ ساری رقم اسی ادارے پر خرچ کی جاتی ہے یعنی اپنے ذرائع سے کماتے اور خرچ کرتے ہیں۔ حکومت یا کسی محکمہ سے کوئی رقم وصول نہیں کرتے۔

جناب محمد یار ہراج: کیا یہ ادارہ ہمیشہ سے منافع میں رہا ہے؟ آپ نے کہا ہے کہ یہ ایک خود مختار ادارہ ہے جو کہ اپنا خرچہ خود ہی برداشت کرتا ہے تو کیا حکومت کی طرف سے اس ادارے کو کوئی support دی جاتی ہے یا یہ self sustaining ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: سوال کا جواب بڑا واضح دیا گیا ہے۔ یہ ضمنی سوال اس سوال سے متعلقہ نہیں ہے۔ اس کے لئے آپ ایک fresh question دے دیں۔ اگلا سوال سید حسن مرتضیٰ صاحب کا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! سوال نمبر 73۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

## صوبہ پنجاب میں تفریحی مراکز کی تعداد و ترقیاتی منصوبہ جات کی تفصیل

*73: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر سیاحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

صوبہ میں کتنے ایسے تفریحی مراکز ہیں جو کہ محکمہ کے کنٹرول میں ہیں ان مراکز میں 2003 سے آج تک کتنے ترقیاتی منصوبے مکمل کئے گئے، ان کے نام، مالیت اور کن فرموں نے مکمل کئے ان کی تفصیل بیان کریں؟

وزیر جیل خانہ جات، سیاحت (چودھری عبدالغفور):

محکمہ سیاحت پنجاب کے کنٹرول میں تفریحی مقامات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کا اس میں کوئی ضمنی سوال؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! یہ دریائے چناب پر ایک ریسٹورنٹ ہے۔ وزیر صاحب بتا دیں کہ اس کا رقبہ کتنا ہے اور اس سے کتنی آمدن ہو رہی ہے اگر یہ خسارے میں ہے تو کیا حکومت اسے ٹھیکے پر دینے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر جیل خانہ جات، سیاحت (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! معزز ممبر نے جو سوال پوچھا تھا اس کا تفصیلی جواب ہم نے ایوان کی میز پر رکھ دیا ہے۔ سوال یہ تھا کہ "اس صوبہ میں کتنے ایسے تفریحی مراکز ہیں جو کہ محکمہ کے کنٹرول میں ہیں۔ ان مراکز میں 2003 سے آج تک کتنے ترقیاتی منصوبے

مکمل کئے گئے ان کے نام، مالیت اور کن فرموں نے مکمل کئے ان کی تفصیل بیان کریں۔" اس کا تفصیلی جواب آیا ہے۔

جناب سپیکر! اس پر انھوں نے جو ضمنی سوال پوچھا ہے اس کے بارے میں عرض ہے کہ دریائے چناب پر تقریباً دو کنال پر ریسٹورنٹ under renovation ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس محکمہ کے اندر ابھی بہت زیادہ کام کرنے کی گنجائش موجود ہے۔ ہم نے اپنے جواب میں تفصیلات دی ہیں۔ شاید پہلے tourism پر کسی نے توجہ نہیں دی لیکن میں اس موقع پر وزیر اعلیٰ پنجاب کو appreciate کرنا چاہوں گا کہ جنہوں نے یہ کہا ہے کہ ہم terrorism کا مقابلہ tourism سے کریں گے۔ پنجاب حکومت tourism کے حوالے سے اپنی پالیسی بنا رہی ہے۔ انشاء اللہ اس ریسٹورنٹ کو ہم بہت جلد develop کر کے چلائیں گے۔ یہ ہماری بہت اہم جگہ ہے۔ اس کے علاوہ بھی بڑی important places ہیں جن کی طرف پہلے شاید اتنا زیادہ دھیان نہیں کیا گیا لیکن اب اس پر کام کرنے کی گنجائش بھی ہے اور ضرورت بھی ہے۔ انشاء اللہ اب اس میں فرق نظر آئے گا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! جیسا کہ چودھری صاحب خود فرما رہے ہیں کہ وہاں پر ضرورت بھی ہے اور ہم ارادہ بھی رکھتے ہیں۔ ہمارے رانا ثناء اللہ صاحب بھی تشریف فرما ہیں، فیصل آباد، جھنگ، سرگودھا، پنڈی بھٹیاں کے علاقے کے لئے تفریح کا تقریباً یہی ایک مقام ہے۔ weekend، 14۔ اگست یا عید کے دنوں میں وہاں پر اتنا زیادہ رش ہوتا ہے کہ جس کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ اس کے علاوہ تفریح کا کوئی ایسا بندوبست نہیں ہے۔ چودھری صاحب بتادیں کہ کیا اس کے لئے کوئی PC-I وغیرہ تیار ہوا ہے یا مستقبل قریب میں کوئی کرنا چاہتے ہیں؟ اس حوالے سے وزیر صاحب یقین دہانی کروادیں۔

وزیر جیل خانہ جات، سیاحت (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! دریائے چناب پر جس جگہ اور ریسٹورنٹ کی انھوں نے نشاندہی کی ہے وہ انشاء اللہ تعالیٰ within four months تکمیل کو پہنچے گا۔ وہ تکمیل کے آخری مراحل میں ہے۔ اس کی تزئین و آرائش کے لئے کام شروع ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ after four months وہ مکمل ہو جائے گا۔

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا آپ کا ضمنی سوال اس سوال کے حوالے سے ہے؟

حاجی ذوالفقار علی: جی ہاں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! بہاولپور میں ایک ذخیرہ ہے جو کہ شہر کے بالکل ساتھ مل گیا ہے۔ وہاں آئے دن شہر میں ڈکیتیاں، چوریاں اور دوسری وارداتیں ہوتی ہیں اور ملزمان وہاں اس ذخیرہ میں چھپ جاتے ہیں۔ ہماری گزارش یہ ہے کہ اگر اس ذخیرہ کو ایک تفریحی مقام بنا دیا جائے، اس کی boundary wall بنا دی جائے اور وہاں چوکیداروں کا انتظام کر دیا جائے تو ذخیرہ بھی موجود رہے گا، ہمارا ماحول بھی خراب نہیں ہوگا اور چوریاں اور ڈکیتیاں بھی رُک جائیں گی۔ وہاں روزانہ بسیں لوٹی جاتی ہیں۔ ہمارے وزیر صاحب بھی بیٹھے ہیں، ان سے بھی آپ پوچھ سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی یہ بڑی اچھی تجویز ہے۔ میرا خیال ہے کہ آپ متعلقہ وزیر صاحب کو مل لیں اور ان کے ساتھ بیٹھ کر سارا معاملہ طے کر لیں۔ بہت شکریہ

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میں بھی ضمنی سوال کرنا چاہتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! دس سال پہلے tourism سے جو رقم آتی تھی میرے خیال میں وہ بجٹ میں کافی موثر کردار ادا کرتی تھی۔ میں پوچھنا چاہوں گی کہ پچھلے دو یا تین سالوں میں کتنی رقم tourism سے آئی ہے اور اس سے ہمارے بجٹ پر کیا اثر پڑا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ ضمنی سوال نہیں بنتا۔ یہ بالکل ایک نیا سوال ہے۔ آپ اس کے لئے fresh question دے دیں تو پھر اس کا جواب آپ کو مل جائے گا۔ اگلا سوال جناب محمد محسن خان لغاری صاحب کا ہے۔۔۔ وہ موجود نہیں ہیں۔

چودھری عبداللہ یوسف: ان کے ایماء پر سوال نمبر 55۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز رکن نے جناب محسن خان لغاری کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 55 دریافت کیا)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

## حکومت پنجاب کو جنگلات کی کٹائی سے سالانہ آمدن کی تفصیل

*55:جناب محمد محسن خان لغاری: کیا وزیر جنگلات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) حکومت کو جنگلات کی کٹائی سے سالانہ کل کتنی رقم وصول ہوتی ہے؟

(ب) جنگلات کے نئے بلاک کون سے اور کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ج) گزشتہ دس سالوں میں جنگلات کی کٹائی سے صوبہ کو کل کتنی آمدنی ہوئی ہے مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(د) State Land کی غیر کاشتکار زمینوں پر نئے جنگلات لگانے پر کون سے عوامل مانع ہیں؟

وزیر جنگلات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) حکومت پنجاب کو جنگلات کی کٹائی سے اوسطاً 51 کروڑ روپے کی رقم وصول ہوتی ہے

(ب) مالی سال 07-2006 میں پنجاب بھر میں جنگلات کے نئے بلاک 11287 ایکڑ رقبہ پر ذخیرہ کی صورت میں اور 1065 ایونیو میل پر قطاروں کی شکل میں لگائے گئے جن کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ج) گزشتہ دس سالوں میں جنگلات کی کٹائی سے صوبہ کو جو آمدن حاصل ہوئی اس کی تفصیل ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) State Land کی غیر کاشتکاری زمینوں پر نئے جنگلات لگانے کے لئے درج ذیل عوامل مانع ہیں۔

(i) فنڈز کی کمی

(ii) پانی کی کمی

(iii) غیر کاشتکاری رقبہ ٹبوں کی صورت میں غیر ہموار ہے جس کو کاشتکاری کے قابل بنانے کے لئے اضافی فنڈز کی ضرورت ہے

(iv) خشک سالی

(v) زیر زمین پانی کا کاشتکاری کے لئے مناسب نہ ہونا

(Vi) افرادی قوت کی کمی

جناب ڈپٹی سپیکر: اس میں کوئی ضمنی سوال؟

چودھری عبداللہ یوسف: جناب سپیکر! جواب کے جز(الف) میں کہا گیا ہے کہ "حکومت پنجاب کو جنگلات کی کٹائی سے اوسطاً 51 کروڑ روپے کی رقم وصول ہوتی ہے" تو کیا یہ 51 کروڑ روپے کی رقم annual ہے، یہ کتنی term کے لئے ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: سوال میں بڑا clear ہے کہ "حکومت کو جنگلات کی کٹائی سے سالانہ کتنی رقم وصول ہوتی ہے؟" تو اس کے جواب میں بتایا گیا ہے کہ "جنگلات کی کٹائی سے اوسطاً 51 کروڑ روپے کی رقم وصول ہوتی ہے" تو It is understood کہ سالانہ رقم کے بارے میں سوال کیا گیا ہے اور یہ جواب بھی سالانہ رقم کی وصولی کے بارے میں ہے۔ جی، کیوں منسٹر صاحب؟

وزیر خصوصی تعلیم، جنگلات و جنگلی حیات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب والا! میں اس کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ 07-2006 میں ہمیں 51 کروڑ روپے کی آمدنی ہوئی تھی۔ نہر کے کنارے پر جو درخت لگے ہوئے تھے ان کی ہم نے نمبر شماری کروائی تھی اور اس کو باقاعدہ کمپیوٹر میں feed کیا تھا کہ ہمارے پاس درخت کتنے ہیں۔ 08-2007 میں ہمیں 97 کروڑ روپے کی آمدنی ہوئی ہے اور اس پر خرچہ ہوا تھا 82 کروڑ روپے۔ اب جو ہمارا target ہے اور اس میں جو ہماری investment ہے وہ 90 کروڑ روپے ہے اور ایک ارب روپے کا ہمارا target ہے جس کو ہم نے achieve کرنا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔

چودھری عبداللہ یوسف: جناب والا! جواب کے جز(د) میں کہا گیا ہے کہ "فنڈز کی کمی" میرا اس سلسلے میں ضمنی سوال یہ ہے کہ "فنڈز کی کمی" سے نمٹنے کے لئے کچھ اقدامات کئے گئے ہیں یا یوں کہہ لیں کہ فنڈز کی کمی کو پورا کرنے کے لئے کیا اقدامات کئے گئے ہیں، کچھ اقدامات کرنے کا ارادہ ہے یا فنڈز کی کمی ہی رہے گی؟ اس کے علاوہ جز(د) کا نمبر ii بھی ایسے ہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پہلے آپ اپنا سوال مکمل کر لیں اس کے بعد وزیر موصوف جواب دے دیں گے۔

وزیر خصوصی تعلیم، جنگلات و جنگلی حیات (ملک محمد اقبال چنڑ): اس کا جواب تو بہت clear ہے جو کہ ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔ پنجاب میں جنگلات کی improvement کو تین category میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ایک ہے mega project اس میں ہم ایک لاکھ ایکڑ رقبہ پر plantation کر رہے ہیں اور اس کا period چھ سال کا ہے۔ اس میں پانی کی کمی بھی پوری ہو جائے گی اور اسی طرح اس سلسلے میں 3۔ارب 668 کروڑ روپے کے funds allocate ہو

چکے ہیں۔ اس طرح سے farmers کے لئے enhancing trees covering in Punjab ہے۔اس میں ہم کم از کم 2ہزار ایکڑ پر plantation کر رہے ہیں اور اسی طرح socio forestry Punjab بھی ہم بنا رہے ہیں جس میں ہمارا محکمہ زمینداروں سے زمین حاصل کرے گا اور 25ایکڑ پر پودے لگائے گا اور پھر زمیندار دس سال کے بعد کم از کم دس فیصد اس پر کٹائی کرے گا اور پھر وہ اس بات کا بھی پابند ہو گا کہ وہ دوبارہ اس پر وہ پودے لگائے مزید اس کو promote کرے۔آپ دیکھیں گے کہ پنجاب میں جنگلات کا محکمہ کس طرح سے promote ہوتا ہے۔یہ تین چار ہمارے project ہیں جس سے پنجاب میں جنگلات کا ادارہ promote ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،بہت شکریہ۔ میرا خیال ہے کہ---

چودھری عبداللہ یوسف: جناب والا! جز(د) کے نمبر 1ایک اور دو کا جواب تو آ گیا ہے اس کے علاوہ نمبر تین ہے اور چھ ہے یہ تمام بھی تقریباً similar ہیں اور ان تمام میں انہوں نے کمی کا ہی بہانہ کیا ہے۔ نمبر چھ میں افرادی قوت کی کمی کا ذکر ہے۔ نمبر تین میں کاشتکاری کے قابل کرنے کے لئے اضافی فنڈز کی ضرورت ہے۔ یہ ضروریات ان کی کب تک پوری ہوں گی اور کیا اس کمی کو پورا کرنے کا ارادہ ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: ایک تو انہوں نے یہ بتایا ہے کہ 3۔ارب روپے سے اوپر رقم انہوں نے اس مد میں رکھی ہے۔ ایک سوال جو افرادی قوت سے متعلق ہے اس کا انہوں نے جواب نہیں دیا وہ ان سے پوچھ لیتے ہیں کہ اس کو کب تک پورا کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ جناب چنڑ صاحب!

وزیر خصوصی تعلیم، جنگلات و جنگلی حیات (ملک محمد اقبال چنڑ): اس میں forest guard کی اور forester کی بھرتی ہو گئی ہے اور جہاں کہیں کمی ہے وہ بہت جلد دور کر لی جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جناب ججہ صاحب!

چودھری ممتاز احمد ججہ: جناب والا! میرے وزیر صاحب کو بھی علم ہے کہ بہاولپور ڈویژن میں 66لاکھ ایکڑ پر محیط صحرائے چولستان ہے-ایک وقت تھا کہ 1960 میں محکمہ جنگلات نے کچھ plantation شروع کی تھی لیکن اس کے بعد یہ سلسلہ بند ہو گیا۔ میں وزیر صاحب سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ آیا future میں کوئی ایسی planning ہے کہ محکمہ جنگلات اس صحرا میں plantation دوبارہ شروع کرے کیونکہ بہت سارے ایسے درخت ہیں جو کہ کھارے پانی سے بھی

زندہ رہ سکتے ہیں۔کیااس قسم کی کوئی منصوبہ بندی پنجاب حکومت کر رہی ہے کیونکہ اس صحرا میں plantation کے بہت سارے مواقع موجود ہیں۔

وزیر خصوصی تعلیم، جنگلات وجنگلی حیات (ملک محمد اقبال چنڑ): اصل میں یہ سوال محکمہ جنگلات کے حوالے سے نہیں ہے بلکہ یہ چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے حوالے سے ہے۔اب چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی اس میں کیا کرنا چاہتی ہے farming کرنا چاہتی ہے، لائیوسٹاک کی farming کرنا چاہتی ہے یا درخت لگانا چاہتی ہے لیکن بہاولپور میں اس وقت جو ایک بہت بڑا پارک ہے جس کا نام نیشنل پارک لال سوہانرا ہے۔اس میں ایک لاکھ 62ہزار ایکڑ رقبہ موجود ہے۔ وہاں پر plantation بھی ہو رہی ہے اس میں چولستان کا رقبہ بھی آتا ہے ایک لاکھ 27ہزار ایکڑ رقبہ چولستان کا ہے اور باقی تقریباً تیس ہزار ایکڑ irrigated رقبہ ہے وہاں پر بھی plantation کی جا رہی ہے۔اس کے علاوہ جو جھیل کا رقبہ ہے وہ 2700 ایکڑ ہے۔میرے فاضل دوست نے چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے حوالے سے سوال کیا ہے تو میں گزارش کروں گا کہ یہ اس کے لئے fresh question کریں اور چولستان کے حوالے سے کریں تو میں ان کو معلومات حاصل کرکے دے سکتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلا سوال محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری!

محترمہ ساجدہ میر: جناب والا! On his behalf سوال نمبر 753۔(معزز رکن نے محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 753 دریافت کیا)

## محکمہ کی طرف سے پنجاب کے بڑے شہروں سے بس سروس شروع کرنے کا مسئلہ

*753: محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: کیا وزیر سیاحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور شہر سے ٹورازم کی بس سروس جو لاہور سے پنجاب کے مختلف شہروں کے لئے فراہم کی گئی تھی، کیا حکومت اب وہی سروس دوبارہ شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے آگاہ کریں؟

(ب) کیا محکمہ سیاحت پنجاب کے بڑے شہروں سے بس سروس شروع کرنے کا ارادہ رکھتا ہے تاکہ پنجاب کے شہریوں کے لئے گورنمنٹ کی طرف سے سفر کے لئے لوگوں کو اچھی بس سروس مل سکے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے آگاہ کریں؟

وزیر سیاحت (چودھری عبدالغفور):

الف) ٹورازم ڈویلپمنٹ کارپوریشن پنجاب نئے رجحانات متعارف کرانے والا ادارہ ہے۔ ٹی ڈی سی پی نے پاکستان میں پہلی بار بڑی اور لگژری بسوں کا فلیٹ متعارف کروایا جس کو دیکھتے ہوئے بہت سی نجی کمپنیاں میدان میں آگئیں اور معیاری بس سروس پاکستان میں عام ہوگئی چونکہ ٹی ڈی سی پی پرائیویٹ سیکٹر کی حوصلہ افزائی بھی کرتی ہے اس لئے پرائیویٹ سیکٹر کے آنے کے بعد ٹی ڈی سی پی کی سروس کو بند کر دیا گیا اصل مقصد لوگوں کو معیاری بس سروس فراہم کرنا تھا جو کہ پرائیویٹ کمپنیاں بخوبی بہم پہنچا رہی ہیں جس میں ڈائیوو کا نام سرفہرست ہے۔ ٹی ڈی سی پی نے اپنا تجربہ اور مہارت ڈائیوو کے عملہ کو عملاً منتقل کیا اور ڈائیوو بس سروس کا عملہ ٹی ڈی سی پی کے عملہ سے تقریباً چھ ماہ سے زائد تک تربیت حاصل کرتا رہا۔ اب ٹی ڈی سی پی کا بس سروس شروع کرنے کا ارادہ نہیں ہے کیونکہ یہ سہولت اب عام ہے۔

(ب) محکمہ سیاحت پنجاب اب بس سروس شروع کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا چونکہ بہت سی دوسری پرائیویٹ کمپنیاں بھی یہ سروس فراہم کر رہی ہیں

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ ساجدہ میر: جناب والا! میرا ضمنی سوال اسی میں add کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آپ فرمائیں!

محترمہ ساجدہ میر: جناب والا! محکمہ نے جز (ب) میں جواب دیا ہے کہ بہت سی پرائیویٹ کمپنیاں بس سروس چلا رہی ہیں۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ ٹورازم ڈیپارٹمنٹ سے پہلے کافی revenue اکٹھا ہوتا تھا۔ اگر ٹورازم ڈیپارٹمنٹ اپنی بس سروس شروع کرے۔ آپ کتنی پرائیویٹ کمپنیوں کو اس بات کی اجازت دیں گے کہ وہ صوبہ پنجاب کے تفریحی مقامات پر بس سروس شروع کرے، ان کی تو بہت سے شہروں میں بس سروس چلتی ہے جیسے کلر کہار ہے۔ یہاں پر اگر ٹورازم ڈیپارٹمنٹ بس

سروس شروع کرے یا فورٹ منرو ہے اس جگہ پر اگر بس سروس شروع کرے تو ایک بہترین راستہ ہوگا۔ ہماری ثقافت کی وجہ سے اور تفریحی مقامات کی وجہ سے آج سے دس سال پہلے ہمیں revenue ملتا تھا لیکن جو آج کے حالات ہیں اس میں بس سروس کو جو بند کیا گیا ہے میں سمجھتی ہوں کہ اس سے ہمارے بجٹ پر کافی اثر پڑا ہے اور اس بس سروس کا آغاز ہونا چاہئے۔ میں تو محکمہ کے جواب سے مطمئن نہیں ہوں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب والا! میرا ایک سوال تھا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! آپ یہاں موجود نہیں تھیں اور اب انہوں نے اس پر ضمنی سوال کیا ہے وزیر صاحب جواب دے دیتے ہیں اس کے بعد آپ اپنا ضمنی سوال کر لیجئے گا۔

وزیر جیل خانہ جات و سیاحت (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! میری بہن نے بڑا timely اور بڑا صحیح point out کیا ہے۔ مجھے یہ کہنے میں کوئی اعتراض نہیں ہے کہ محکمہ کی طرف سے جو جواب آیا تھا اس سے میں نے بھی agree نہیں کیا تھا، اس کی reason یہ ہے کہ یہ سوال اگست میں put ہوا تھا اس کے بعد وزیر اعلیٰ پنجاب کی ہدایت پر پنجاب ٹورازم کی پالیسی بنا رہے ہیں۔ ہمارا پڑوسی ملک انڈیا ٹورازم کی مد میں پانچ بلین ڈالر ایک سال میں کماتا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ پاکستان بھی دنیا کا ایک خوب صورت ملک ہے اور اگر دبئی کے desert کا ہمارے desert سے مقابلہ کیا جائے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس سے ہماری ریت thousand times better ہے لیکن اس پر ابھی تک کام جو ہونا چاہئے تھا وہ ہوا نہیں۔ اس کے لئے چیف منسٹر پنجاب نے ایک پالیسی کمیٹی بنائی ہے اور ہم اس کے لئے پالیسی مرتب کر رہے ہیں، پنجاب گورنمنٹ اس پر initiative لے رہی ہے، آپ انشاء اللہ تعالیٰ دیکھیں گے کہ چیف منسٹر صاحب کی قیادت میں ٹورازم ڈیپارٹمنٹ ایک منفرد ڈیپارٹمنٹ کے طور پر کام کرے گا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ایک ایسا محکمہ ہے کہ اگر اس پر پورا دھیان اور توجہ دی جائے تو ہماری جو religious tourism ہے اسی سے اتنی income آسکتی ہے کہ شاید ہمارے پورے پنجاب کا بجٹ اس سے چل سکتا ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس سلسلے میں جو ڈیپارٹمنٹ نے جواب دیا تھا میں خود اس سے مطمئن نہیں ہوں کہ اس میں پرائیویٹ کمپنیاں آگئیں، اس میں Daewoo آ گئی، فلاں آ گئی، اب Daewoo والوں کو خود ہم نے facilitate کیا ہے، ان کو training بھی دی ہے۔

آپ دیکھیں آج Daewoo کہاں سے کہاں چلی گئی ہے۔ یہ بالکل ایسے ہے جیسے پی آئی اے ایمرٹس ائرلائن کو شروع کروانے والی ہے۔ پی آئی اے کی آج کیا حالت ہے اور ایمرٹس ائرلائن دنیا کی ایک نمبر کی ائرلائنز میں شامل ہے۔ اس کے لئے میں ایوان کو یہ یقین دلانا چاہتا ہوں کہ ہم کوچز بھی لے رہے ہیں، ہماری جتنی بھی sites ہیں ان کو بھی مزید بہتر کر رہے ہیں اور پوری دنیا کے لوگ جو یہاں پر آتے ہیں ان کو facilitate بھی کرنا ہے، ہم نے اچھی کوچز بھی ان کو دینی ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر کوئی پرائیویٹ کمپنی ہمارے ساتھ آنا چاہے تو بالکل آئے ہم اس کو facilitate کریں گے لیکن اس کا پورا انتظام اس ڈیپارٹمنٹ کے پاس رہے گا اور اس ڈیپارٹمنٹ کو اب اللہ کے فضل وکرم سے بہتر کریں گے۔ کوچز کے حوالے سے ہم نے اس پر کام شروع کر دیا ہے۔ کل سے ہم ٹورازم کی promotion شروع کر رہے ہیں۔ انشاء اللہ کل میں خود ائرپورٹ پر جاؤں گا۔ ہمارے پورے ڈیپارٹمنٹ کا سٹاف وہاں پر جائے گا اور باہر سے ہماری جو ائرلائنز آتی ہیں، امریکہ، کینیڈا، انگلینڈ اور دوسرے countries سے جو ہماری airlines آتی ہیں ان میں foreigners اور ہمارے اپنے ملک کے لوگوں سے ہم ملیں گے، میں خود بھی جاؤں گا۔ انہیں tourism کی promotion کے لئے مواد فراہم کریں گے کہ آئیے دیکھئے کہ ہمارا پنجاب کتنا خوب صورت صوبہ ہے اور پاکستان ہمارا کتنا خوب صورت ملک ہے۔ اس کی promotion کے لئے ہم نے باقاعدہ کام شروع کر دیا ہے اور ہمارے پاس یہ یہ points ہیں۔

جناب محمد یار ہراج: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ہراج صاحب!

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! اگر منسٹر صاحب اپنے ہی ڈیپارٹمنٹ کے جوابات سے satisfied نہیں ہیں تو ان کو ایوان میں پیش کر کے ایوان کا وقت ضائع نہیں کرنا چاہئے۔ پہلے سوالات کے جوابات کو خود review کریں اور اگر وہ satisfactory نہیں ہیں تو ان کو ادھر پیش نہ کریں۔ دوسری بات یہ ہے کہ انہوں نے جواب دیا ہے کہ ہم یہ کر رہے ہیں، وہ کر رہے ہیں، سال ہونے کو آیا ہے اس صوبے کے عوام اور ممبران کو یہ بھی بتا دیں کہ پچھلے سال میں بھی کیا کیا ہے تو وہ بھی ہمارے لئے شاید فائدہ مند ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر سیاحت!

وزیر جیل خانہ جات و سیاحت (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! میں معزز ممبر سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ پچھلے پانچ سال یہ حکومت میں رہے ہیں، پہلے یہ بتادیں کہ انہوں نے اس عرصے میں کیا کیا ہے؟ میں نے ایوان کا وقت ضائع نہیں کیا۔ ہم اس ایوان کے اندر ایک نئی روایت پیدا کرنا چاہ رہے ہیں۔ میں نے یہ بھی بتایا ہے کہ ڈیپارٹمنٹ کا جواب کیا تھا، کن حالات میں تھا اور وہ جواب شاید آج سے چار پانچ مہینے پہلے کا ہے جو جواب ڈیپارٹمنٹ کو آچکا تھا۔ اس کے بعد چیف منسٹر صاحب نے جو initiative لیا ہے اس پر ہم باقاعدہ کام کر رہے ہیں اور یہ دیکھیں گے کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس ڈیپارٹمنٹ کے اندر کام ہوتا نظر آئے گا۔ اس میں اب کوئی دو رائے نہیں ہیں، اب یہ کام ہوگا، ہر ڈیپارٹمنٹ میں ہوگا اور پچھلے دور میں اس صوبے کی جو بربادی ہوئی ہے، اس صوبے اور اس ملک کی روح پر جو گہرے زخم لگے ہیں اب وقت آگیا ہے کہ ان کے اوپر مرہم رکھا جائے۔ مجھے افسوس ہوتا ہے میرے معزز بھائی وہ بات کر رہے ہیں میرا خیال ہے کہ پچھلی اسمبلی میں یہ موجود نہیں تھے اگر یہ اسمبلی میں ہوتے تو انہیں پتا ہوتا کہ یہاں کیا ہوتا رہا ہے۔

جناب محمد یار ہراج: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہراج صاحب! ایک منٹ تشریف رکھئے گا۔ میں آپ کو بالکل ٹائم دوں گا۔ میری بات سنیں، آج ہم جو کوشش کر رہے ہیں کہ جس طرح آج ہم نے وقت پر اجلاس کو شروع کیا ہے اسی طرح معزز ممبران کے جو questions آئے ہوتے ہیں یہ ہر علاقے کے مسائل ہوتے ہیں جو یہاں پر on the floor of the House discuss ہونے ہوتے ہیں۔ نیشنل اسمبلی میں ہر سوال پر دو ضمنی سوالوں کا rule موجود ہے اور پنجاب اسمبلی کے اندر discretion of the Speaker ہے لیکن president بھی یہی ہے کہ دو سے زیادہ ضمنی سوالات کی اجازت نہ دی جائے تاکہ زیادہ سے زیادہ Assembly floor پر questions takeup کئے جائیں۔ آپ کی بات بھی بالکل ٹھیک ہے اور گورنمنٹ کی طرف سے جو بات آ رہی ہے وہ بھی ٹھیک ہے لیکن as a Speaker میں نے یہ دیکھنا ہے کہ ہم اس کے اوپر زیادہ سے زیادہ اور صحیح جوابات لے سکیں۔ میں محترمہ عظمیٰ بخاری صاحبہ سے کہوں گا کہ اس پر اگر کوئی ضمنی سوال ہے تو کریں تاکہ ہم آگے بڑھیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: شکریہ۔جناب سپیکر! پہلے تو میں اس بات کے اوپر آپ کی توجہ چاہتی ہوں کہ rules and procedure کے مطابق supplementary questions کے نام پر کیا تقریریں ہو سکتی ہیں؟ یہاں سوال اور اس کے بعد جواب ہونا چاہئے۔ لمبی لمبی تقریریں question hour میں allowed نہیں ہوتیں اور question hour کے اندر point of order بھی نہیں ہونا چاہئے کیونکہ میں سمجھتی ہوں کہ rules of procedure اس چیز کی اجازت نہیں دیتے۔ جہاں تک میرا سوال ہے بات یہ ہے کہ جب میں آئی تب وہ اس کا جواب دے رہے تھے اور اس جواب کو پڑھ کر مجھے بڑی حیرت ہوئی کہ چونکہ پرائیویٹ کمپنیاں یہ سہولت پہنچا رہی ہیں اس لئے ہم نے اپنی سرکاری سہولتیں بند کر دیں اس کا مطلب ہے کہ ہر چیز پرائیویٹ کمپنیوں کے حوالے کر دیں اور گورنمنٹ باہر آ جائے، یہ تو کوئی logic نہیں ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس پر بھی enquiry ہونی چاہئے کہ کس base پر ایک پرائیویٹ کمپنی کو فائدہ پہنچانے کے لئے گورنمنٹ آف پاکستان کا نقصان کیا گیا، گورنمنٹ آف پنجاب کے Tourism Department کو بند کر کے اس کا نقصان کیا گیا ہے۔ میں آپ کے توسط سے یہاں منسٹر صاحب سے assurance چاہتی ہوں کہ اس معاملے کے اوپر انکوائری ہونی چاہئے کہ اس specific company کو اتنا facilitate کرنے کی وجہ کیا تھی یا اس میں کوئی کمیشن مافیا involve ہے؟ ہمارا tourism "tourism" actually بن چکا ہے۔ صرف ایک وزیر کا جھنڈا لگنے کے لئے tourism "tourism" تو بن گیا ہے لیکن tourism نہیں رہا اور وزیر صاحب نے بالکل صحیح فرمایا کہ پچھلے پانچ سال میں کوئی پالیسی نہیں ہے لیکن ہم چاہتے ہیں جو انہوں نے اگلے جواب میں کہا کہ ہم 2001 کی پالیسی پر کام کر رہے تھے تو گورنمنٹ آف پاکستان نے پنجاب گورنمنٹ کو منع تو نہیں کیا کہ وہ اپنی پالیسی نہیں بنا سکتے۔ میرے دو سوال ہیں، ایک تو categorical assurance دیں کہ یہ پالیسی کتنے عرصے تک تیار ہو جائے گی؟ دوسرا یہ کہ Daewoo Company کو اتنا facilitate کرنے کے لئے حکومت پنجاب کے خزانے کو نقصان پہنچانے کی اجازت کس نے دی تھی؟ اس کی انکوائری کروائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ عظمیٰ بخاری صاحبہ! آپ بڑی seasoned parliamentarian ہیں، rules and procedure میں اتنا لمبا ضمنی سوال بھی نہیں ہے۔ (قطع کلامیاں) اس کے اندر already جو جواب آیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ گورنمنٹ کی یہ grace ہے کہ وہ محکمے کو

cover up نہیں کر رہے اور انہوں نے جو غلطی کی ہے آج ان کے اندر اتنی courage ہے کہ وہ کھل کر ہاؤس اور عوام کے سامنے رکھ رہے ہیں اور جس طرح انہوں نے کہا ہے کہ give some time اس کے بعد ہم اس کو دیکھتے ہیں۔ جی، چودھری صاحب!

وزیر جیل خانہ جات و سیاحت (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! محترمہ عظمیٰ نے بس سروس کی بات کی ہے تو بس سروس ہمارے دور میں بند نہیں ہوئی، اس کو سابقہ دور میں بند کیا گیا تھا۔ میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں، میں نے اس کا بڑا detail سے جواب دینے کی کوشش کی ہے اور اس پر brief کرنے کی کوشش کی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اب مٹھی بند نہیں رکھنی، اس معزز ایوان کے سامنے ہر چیز کو کھول کر سامنے رکھنا ہے۔ اس معزز ایوان کو پتا ہونا چاہئے کہ کہاں پر کس وقت ہم نے کیا کرنا ہے اور کیا ہمارا ارادہ ہے، اس پر نہ تو میں نے کوئی تقریر کی ہے، انشاء اللہ تعالیٰ تقریر کرنے کے اور بہت سے مواقع آئیں گے اور ویسے بھی اپوزیشن میں رہ کر ہمیں بولنے کی عادت پڑی ہوئی تھی اس لئے عظمیٰ صاحبہ کو شاید کچھ عرصہ برداشت کرنا پڑے گا یہ عادت آہستہ آہستہ ہی جائے گی۔ باقی میں ایوان کو بڑی ذمہ داری سے یہ بتانا چاہتا ہوں اور پھر یہ کہہ رہا ہوں کہ جناب چیف منسٹر نے tourism کے حوالے سے جو initiative لیا ہے انشاء اللہ اس میں change آئے گی، اگر پرائیویٹ کمپنیاں ہمیں join کریں گی اور ہمیں facilitate کرنا چاہیں گی اور آکر گورنمنٹ کے ساتھ کام کرنا چاہیں گی تو اس پر ہم بات کریں گے، نئی کوچز بھی آئیں گی، یہ صرف نام کا ڈیپارٹمنٹ رہ گیا ہے، اس میں کام واقعتاً نہیں ہوا۔ اب اس میں فرق نظر آئے گا اور انشاء اللہ تعالیٰ آپ دیکھیں گے کہ میاں محمد شہباز شریف کے vision کے مطابق tourism ترقی کرے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے پہلے بھی جو بات کی ہے تمام honourable members سے میری بڑی مودبانہ گزارش ہے کہ ہم اس کو آگے لے کر چلیں۔ دیکھیں، just of the matter یہ ہے کہ اچھائی آنی چاہئے۔ اگر آج کے سوال کے جواب میں اچھائی نہیں آتی تو یہ on the floor of the House discuss ہو گیا ہے۔ آپ کے پاس پورا right ہے کہ اگر آپ کو اس میں کچھ نظر نہیں آتا تو اس کو دوبارہ لے کر آجائیں۔ جی، عظمیٰ بخاری صاحبہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں نے categorically دو سوال پوچھے ہیں اور میں نے گزارش کی تھی کہ مجھے اس کے دو categorically جواب چاہئیں۔ مجھے پتا ہے کہ یہ پچھلی گورنمنٹ میں ہوا اسی لئے میں نے کہا کہ چونکہ یہ گورنمنٹ transparency پر یقین رکھتی

ہے اس لئے میں نے منسٹر صاحب سے assurance چاہی ہے کہ اس معاملے کے اوپر انکوائری ہونی چاہئے۔ نمبر 1، گورنمنٹ کو اس پر انکوائری کر کے خود فائدہ ہو گا۔ نمبر 2، میں نے پوچھا ہے کہ کیا منسٹر صاحب categorically مجھے کوئی time frame بتا سکتے ہیں جس کے اندر tourism کے بارے میں پالیسی تیار ہو جائے گی۔ میرے دو categorically سوال ہیں ان کے مجھے دو جواب چاہئیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جیل خانہ جات و سیاحت (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں۔ ایک تو یہ ہماری کوچز اور بسیں کس طرح بند ہوئیں اس پر ہم باقاعدہ طور پر انکوائری کریں گے کہ کن حالات میں اور کس طرح انہیں بند کیا گیا یا کسی کو فائدہ پہنچانے کے لئے ایسا کیا گیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تو ہو گیا ہے، آپ پالیسی کے لئے کوئی time frame دیں گے؟

وزیر جیل خانہ جات و سیاحت (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! میں نے جیسے عرض کیا ہے چیف منسٹر صاحب نے اس پر initiative لیا ہے۔ ہم فیڈرل گورنمنٹ سے مل کر اپنی policies مرتب کر رہے ہیں اور انشاء اللہ ہم next session آنے تک یا اس سے پہلے یہ پالیسی دیں گے اور اس میں بہت زیادہ ٹائم نہیں لگے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب next question ملک جہانزیب وارن صاحب کا ہے۔

چودھری ندیم خالد: .Sir, on his behalf سوال نمبر 207۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، چودھری صاحب! .on his behalf سوال نمبر 207۔

## صوبہ پنجاب میں جنگلات سے لکڑی چوری کا سد باب

*207: ملک جہانزیب وارن: کیا وزیر جنگلات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ میں ہزاروں ایکڑ اراضی پر جنگل لگا ہوا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان جنگلات سے لکڑی چور محکمہ کے ملازمین سے ملی بھگت کر کے ہر سال لاکھوں / کروڑوں روپے کے درخت چوری کاٹ لیتے ہیں؟

(ج) کیا حکومت لکڑی چوری کے سدباب کے لئے کوئی مناسب اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر جنگلات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) جی ہاں، درست ہے کہ صوبہ میں 16.39 لاکھ ایکڑ اراضی پر جنگل لگا ہوا ہے اس کے علاوہ 47307 کلومیٹر رقبہ پر قطاروں کی شکل میں جنگلات انہار، سڑکات اور ریلوے لائن کے کنارے موجود ہیں۔

(ب) درست نہ ہے کہ لکڑی چور محکمہ کے ملازمین سے ملی بھگت کر کے درختوں کو کاٹ لیتے ہیں بلکہ جہاں بھی درخت چوری ہوتے ہیں فوراً فارسٹ ایکٹ 1927 یا PPC کے تحت لکڑی چوروں کے خلاف کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے اگر کوئی بھی سرکاری اہلکار اس میں ملوث پایا جائے تو اس کے خلاف قوانین کے مطابق تادیبی کارروائی بھی کی جاتی ہے۔

(ج) جی ہاں، حکومت پنجاب لکڑی چوری کے سدباب اور حفاظت کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات کر رہے ہیں۔

(i) لکڑی چوری اور جرائم کرنیوالوں کے خلاف جرمانوں میں اضافہ کیا گیا ہے تاکہ لکڑی چوری میں کمی ہو۔

(ii) لکڑی چوری کی روک تھام کے لئے مروجہ فارسٹ ایکٹ 1927 کے تحت کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے چونکہ یہ ایکٹ بہت پرانا ہے اس میں سزاؤں اور جرمانوں میں مزید ترمیم کر کے مسودہ وزارت قانون کے پاس منظوری کے لئے گیا ہوا ہے جو بعد میں پنجاب اسمبلی سے منظور ہو گا۔

(iii) تمام قطاروں میں لگائے گئے ذخیرہ جات میں درختوں کی نمبر شماری کے بعد ریکارڈ کمپیوٹرائز کر دیا گیا ہے جس کی وجہ سے چوری میں کمی ہوئی ہے۔

(iv) فارسٹ گارڈز اور فارسٹرز جو کہ جنگل کی حفاظت پر تعینات ہوتے ہیں ان کی خالی اسامیوں پر بھرتی کی گئی ہے تاکہ جنگلات کی نگرانی میں بہتری آئے اور لکڑی چوری میں کمی ہو۔

چودھری ندیم خالد: جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ جنگل کی جو لکڑی چوری ہوتی ہے اس کے بارے میں جو جواب دیا ہے کیا منسٹر صاحب بتا سکتے ہیں کہ اس سال کتنے کیس رجسٹرڈ ہوئے ہیں اور وہ کن لوگوں کے خلاف ہوئے ہیں؟ کیا وہ مقامی ہیں یا باہر کے ہیں کیونکہ ہمارے ہاں یہ ہوتا ہے کہ winter season میں جہلم کے جنگل میں آزاد کشمیر سے بکھر وال آتے ہیں تو جنگلات والے مقامی لوگوں کو تو کچھ نہیں کہتے، جو ادھر سے آتے ہیں انہیں تنگ کرتے ہیں۔ وہ وہاں صرف دو تین ماہ کے لئے بکریاں چرانے آتے ہیں۔ ان کے خلاف وہ کیس بنانا شروع کر دیتے ہیں۔ وہ لکڑی چوری میں involve نہیں ہوتے۔ میرا وزیر صاحب سے ایک اور سوال ہے کہ اس سال بھیڑ بکریوں والوں کے لئے پرمٹ جاری کئے جائیں گے کہ نہیں؟

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! جز (ج) کے جواب میں دیا گیا ہے کہ:

"لکڑی چوری کی روک تھام کے لئے مروجہ فارسٹ ایکٹ 1927 کے تحت کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔"

جناب سپیکر! میرا حلقہ پی پی۔2 کہوٹہ اور کلسر پر مشتمل ہے جہاں پر چیل کے درخت ہیں۔ میں آپ کو ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں کہ وہاں پر لکڑی کی اتنی چوری اور سمگلنگ ہو رہی ہے کہ دن دہاڑے ٹریکٹر ٹرالی بھر کر جاتی ہیں، وہاں ایک مافیا ہے جنہوں نے لکڑی کی چوری کے کام سے پٹرول پمپ لگائے ہیں، لندن میں فلیٹ خریدے ہیں اور ہوٹل بنائے ہیں۔ I don't know کہ یہ مروجہ ایکٹ 1927 کے تحت action لے رہے ہیں۔ کہوٹہ میں پولیس اور محکمہ جنگلات والے سب ملے ہوئے ہیں اور دن دہاڑے لکڑی ٹریکٹر ٹرالیوں پر لے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں نے اس سلسلہ میں تحریک التوائے کار جمع کروائی ہوئی ہے شاید اس کی باری آ جائے۔ میں نے اس پر تھوڑی سی investigation کی تو میرے علم میں آیا ہے کہ Law Department میں یہ amendment کئی سالوں سے پڑی ہوئی ہے اور آگے نہیں آ رہی ہے۔ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ وزیر قانون صاحب یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں وہ اس amendment کو ایوان میں لائیں۔

جناب سپیکر! میں تیسری گزارش یہ کروں گا جو کہ اس سوال سے متعلقہ نہیں ہے کہ:

We should stop throwing blame on five years, six years or ten years. Let's go ahead.

ہمیں آٹھ مہینے ہو گئے ہیں۔ ہم نے کیا کیا ہے؟ جو تقریریں جلسوں اور ریلیوں میں ہوتی ہیں، ایسی تقریریں ایوان میں نہیں ہونی چاہئیں۔ ہمیں to the point رہنا چاہئے تاکہ ایوان کا وقت بچے۔ بہت بہت شکریہ

چودھری ندیم خادم: جناب سپیکر! میرا سوال ہے کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں وزیر صاحب کو پہلے جواب دے لینے دیں۔ ضمنی سوال پر تقریر نہیں ہوتی۔ آپ نے ایک بات کی ہے اور point out کیا ہے۔ انھوں نے بھی point out کیا ہے۔

جناب شاہان ملک: جناب سپیکر! میں بھی اسی سوال پر ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ملک صاحب!

جناب شاہان ملک: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ میرا حلقہ اٹک ہے اور وہاں پر کالا چٹا بہت بڑی پہاڑ کی range ہے۔ میں وزیر صاحب کے گوش گزار یہ کرنا چاہوں گا کہ جواب میں لکھا ہوا ہے کہ فارسٹ ایکٹ 1927 یا PPC کے تحت لکڑی چوری کرنے والوں کے خلاف کارروائی کی جاتی ہے۔ میری ایک چھوٹی سی تجویز ہے کہ وہاں پر فارسٹ گارڈ کو لکڑی چوری ہونے کی صورت میں apparently ذمہ دار ٹھہرایا جاتا ہے۔ ہمیشہ پچھلے ادوار میں تمام سیاسی ناظمین اور جو اس وقت کے ارباب اختیار تھے انھوں نے تمام لکڑی کٹوا کر چوری کر لی اور ذمہ داری بالآخر اس غریب مزدور آدمی پر آتی ہے جس کو فارسٹ گارڈ کہا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ یہ بھی ایک اہم بات ہے کہ جب فارسٹ گارڈ کا ایک جگہ سے دوسری جگہ تبادلہ کیا جاتا ہے تو وہ تبادلے سے اس لئے گریز کرتا ہے کہ جب بھی کسی نئی جگہ کا چارج لیا جاتا ہے تو وہاں جاکر دستخط کرنے پڑتے ہیں اور لکھ کر دینا پڑتا ہے کہ میں نے کس حالت میں جگہ کو take over کیا ہے اور وہاں جب تمام لکڑی چوری ہو جاتی ہے تو وہ لوگ اس بات سے ڈرتے ہیں کہ جب وہ اپنے پیٹی بھائیوں کے خلاف لکھ کر دیں گے تو ان کی ذاتی

دشمنی قتل و غارت تک پہنچ جاتی ہے اس لئے مؤدبانہ چھوٹی سی گزارش ہے کہ اس پر بھی توجہ فرمائیں کہ تمام ذمہ داری اس بے بس فارسٹ گارڈ کی نہیں ہوتی، اس سے اوپر بیٹھے ہوئے افسران کی بھی ہوتی ہے ایک معمولی سے فارسٹ کی کیا مجال کہ افسران بالا کی مرضی کے بغیر لاکھوں کروڑوں روپے کی لکڑی کاٹ کر غائب کی جاسکے اس پر بھی توجہ فرمائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خصوصی تعلیم، جنگلات و جنگلی حیات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! سب سے پہلے میں جواب دینا چاہتا ہوں کہ کتنے اور کن کن کے خلاف مقدمے درج ہوئے۔ محکمہ جنگلات 07-2006 میں کمپاؤنڈ کیسز 10165، پراسیکیوٹڈ کیسز کی 2096 ایف آئی آر درج ہوئی ہیں اور 478 ملازمین کے خلاف ایکشن لیا گیا ہے۔ اس طرح کل 13847 بنتے ہیں۔ اس میں جرمانہ -/500 روپے ہے اور 6 ماہ قید کی سزا ہے۔ اس کے لئے محکمہ نے Law Department کو جرمانہ اور سزا بڑھانے کے لئے amendment بھجوائی ہوئی ہے۔ یہ amendment جونہی اسمبلی میں آئے گی تو منظور ہو جائے گی اور اس پر عملدرآمد شروع ہو جائے گا۔

جناب سپیکر! دوسرا سوال یہ تھا کہ جو لوگ بکریاں لے کر آتے ہیں ان کو کوئی پرمٹ جاری کئے جاتے ہیں یا انھیں پرمٹ جاری کئے جائیں گے تو اس میں جواب یہ ہے کہ پرمٹ جاری نہیں کئے جائیں گے کیونکہ اس سے شجرکاری کے موسم میں چھوٹے پودے جن کی عمر کم ہوتی ہے ان کو نقصان ہوتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شیخ علاؤالدین صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! جواب میں یہ کہا گیا ہے کہ محکمے کا عملہ چوری میں شامل نہ ہے۔ میں وزیر صاحب سے یہ پوچھتا ہوں کہ چھانگا مانگا کے جنگل میں جتنی چوریاں ہوئی ہیں ان میں آج تک کتنے محکمے کے لوگ ملوث پائے گئے ہیں؟ وزیر صاحب کو شاید علم ہے یا نہیں کہ وہاں 1884 کی ریلوے لائن بھی چوری ہو چکی ہے، جنگل کے اندر کی ریلوے لائن عملے کی مدد کے بغیر کسی طرح بھی چوری نہیں ہو سکتی۔

جناب سپیکر! میرا دوسرا سوال یہ ہے کہ اس وقت تک کتنے آرے جنگل کے ساتھ ساتھ بلکہ جنگل کی حدود میں لگے ہوئے ہیں جن کی وجہ سے جنگل عملی طور پر ختم ہو چکا ہے۔ میں اس معزز ایوان کے سامنے یہ دعوے سے بات کرتا ہوں کہ بغیر عملے کے ملے ہوئے لکڑی کسی صورت چوری ہو ہی نہیں سکتی۔ انھوں نے اس کے اندر کمپاؤنڈ کیسز کا ذکر کیا ہے۔ آپ خود قانون کو جانتے ہیں کہ

کمپاؤنڈ میں ہر چیز کمپاؤنڈ کر دی جاتی ہے، یہ اتنا بڑا مسئلہ ہے کہ پانچ لاکھ روپے کو پانچ سو روپے میں کمپاؤنڈ کر دیا جائے تو کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر جنگلات!

وزیر خصوصی تعلیم، جنگلات و جنگلی حیات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! انھوں نے جتنے ضمنی سوال کئے ہیں، یہ نئے سوال جمع کروادیں تو محکمہ ان کا جواب دینے کا پابند ہوگا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ ضمنی سوال اس سوال سے متعلقہ ہے۔ یہ محکمے کے بارے میں ہے اور ان کے عملے کے بارے میں ہے۔ میں نے اس سوال کے اندر جو دلچسپ بات دیکھی ہے وہ یہ ہے کہ بار بار جواب میں یہ کہا گیا ہے کہ ٹمبر مافیا کے ساتھ محکمے کا عملہ نہیں ملا ہوا۔

جناب سپیکر! آپ بھی جانتے ہیں اور میں بھی جانتا ہوں کہ عملے کی مرضی کے بغیر چوری تو کیا وہاں جنگل میں کوئی داخل نہیں ہو سکتا۔ وہاں اگر ایک جوڑا گاڑی سے اتر کر آپس میں بات کرتا ہے تو ٹمبر مافیا بمع سب کچھ وہاں ان کو دیکھنے کے لئے پہنچ جاتا ہے۔ ان سے موبائل فون چھین لیتے ہیں۔ میرے پاس ہر چیز موجود ہے۔ جو لوگ 50/40 سال پرانے شیشم کے درختوں کو کاٹتے ہیں، عملے کے بغیر کچھ ہو ہی نہیں سکتا۔ اس کے علاوہ 1883 میں جو انگریزوں نے ریلوے لائن بچھائی تھی وہ بھی غائب ہے جس کا پرچہ بھی درج ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس میں بات یہ ہے کہ سزائیں اتنی سخت ہونی چاہیئں کیونکہ جنگلات کسی بھی ملک کی economy کے لئے life line ہوتے ہیں۔ اس پر ہمیں زیادہ اقدامات کرنے چاہیئں۔ جی، راؤ صاحب!

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے مبہم سا جواب دیا ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ اتنی FIRs درج ہوئی ہیں تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ سزائیں کتنے لوگوں کو اور کتنے سرکاری اہلکاروں کو ملی ہیں، اس کی تفصیل بتادیں؟

وزیر خصوصی تعلیم، جنگلات و جنگلی حیات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! ان کا جو سوال تھا میرے خیال میں اس کا جواب آ گیا ہے۔ انہوں نے یہ نہیں پوچھا کہ کتنے ملزمان چالان ہوئے ہیں، کتنا جرمانہ ہوا ہے اور کتنی سزا ہوئی ہے؟ اگر یہ تفصیل پوچھتے ہیں تو یہ میرے چیمبر میں آ جائیں میں ان کو تفصیل فراہم کر دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ یہ سوال ضمنی سوال میں cover نہیں ہوتا۔ آپ اس حوالے سے نیا سوال کر لیں۔ اب اس پر کافی بات ہو گئی ہے۔

جناب شہزاد سعید چیمہ: جناب سپیکر! مجھے تھوڑا سا ٹائم دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب شہزاد سعید چیمہ: جناب سپیکر! میں چیچہ وطنی سے ہوں اور ہماری تحصیل میں artificial forest پورے پنجاب کا جو سب سے بڑا ہے وہ forest range چیچہ وطنی ہے۔ وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ وہاں پر سرکاری ملازمین کا عمل دخل نہیں ہے۔ بچپن سے لے کر آج تک جو بھی سرکاری افسر یا سرکاری ملازم چیچہ وطنی کے جنگل میں آیا ہے وہ وہاں سے پورا set ہو کر گیا ہے اور وہ وہاں سے اپنی کوٹھیاں بنا کر گئے ہیں۔ ایک اور چیز کے متعلق توجہ دلانے کے لئے میری آپ سے درخواست ہے کہ کون ایسی پالیسی بناتا ہے کہ شیشم چھوڑ دو اور یک لخت سارے ختم کر دو اور Eucalyptus پر آ جاؤ۔ without thinking into the common interest of the area or of the public or of the exchequer یک لخت ایک بندے کی discretion پر آ کر پوری کی پوری پالیسی revert کر دی جاتی ہے۔ مہربانی کر کے اس پر ضرور کوئی دھیان دیا جائے۔ چیچہ وطنی کے جنگل میں پچھلے دو سال سے ڈکیت، گینگ ریپ کے ملزمان، قاتل اور جتنے بھی اشتہاری ہیں انہوں نے وہاں پر باقاعدہ طور پر قبضہ کیا ہوا ہے اور یہ ریکارڈ پر ہے۔ میں اس حوالے سے آپ کے توسط سے وزیر صاحب سے درخواست کروں گا کہ kindly وہ کچھ بتائیں کہ اس کے لئے کوئی effort کی گئی ہے یا نہیں؟ شکریہ

وزیر خصوصی تعلیم، جنگلات و جنگلی حیات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! یہ معاملہ پولیس کا ہے۔ اگر کوئی اشتہاری جنگل میں پناہ لیتا ہے یا کوئی ڈکیت رہتا ہے تو یہ DPO یا RPO کو inform کریں تو اشتہاری وہاں سے پکڑے جائیں گے۔ باقی جہاں تک انہوں نے کہا ہے کہ جو آفیسر وہاں appoint تھا اور وہ وہاں سے کچھ بن کر نکلا ہے تو یہ ہمیں point out کریں کہ کون کون سے افسران کرپٹ ہیں۔ یہ سابقہ دور کی بات ہے، ہماری حکومت کی بات کریں کیونکہ ہمیں ابھی چھ ماہ ہوئے ہیں۔ اگر یہ ہمارے چھ ماہ کے حوالے سے بتا دیں کہ کون سا بندہ کرپٹ ہے تو ان کے خلاف action ہو گا اور ان کو سزا مل کر رہے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں اب یہ بحث دوسری طرف چل پڑی ہے۔ یہ بڑا specific سوال ہے اس کے اندر آپ نے جو point raise کیا ہے یہ بڑا اہم ہے۔ اس پر یا تو آپ نیا سوال کر لیں یا منسٹر صاحب سے مل لیں۔

جناب شہزاد سعید چیمہ: جناب سپیکر! میں سوال کر لیتا ہوں۔ میری درخواست صرف یہ ہے کہ ہم تو پولیس ڈیپارٹمنٹ کو بارہا دفعہ point out کر دیتے ہیں۔ آیا ڈیپارٹمنٹ نے کتنی دفعہ متعلقہ ڈیپارٹمنٹ کو written اس چیز پر emphasis کیا ہے کہ آئیں! ہم بھی تمہارے ساتھ ہیں، اس کو look after کرتے ہیں اور ان اشتہاریوں کو نکالتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ سوال کے ambit میں نہیں آتا۔ آپ منسٹر صاحب سے مل لیجئے گا۔

جناب احمد خان بلوچ: ضمنی سوال۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بلوچ صاحب!

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! انہوں نے simple پڑھ کر ٹال دیا ہے کہ کافی عرصے سے قانون میں ترمیم کرنے کے لئے مسودہ بھیجا گیا ہے، جب وہ آئے گا تو اس کے بعد پارلیمنٹ میں یہ پیش کیا جائے گا۔ ہمارے معزز ممبر نے جو بات کہی ہے کہ جب تک ان سزاؤں کو سخت نہیں کیا جائے گا اس وقت تک یہ چوری نہیں رُک سکتی لیکن جس بات پر زور دینا چاہئے تھا منسٹر صاحب نے اس پر کوئی وضاحت نہیں کی۔ 15- جولائی کو یہ جواب آیا ہے اس میں بھی یہی کہا گیا ہے کہ وزارت قانون کو مسودہ بھیجا گیا ہے، جب آئے گا تو پھر اسمبلی میں لایا جائے گا۔ ہمارے فاضل ممبر نے کہا ہے کہ تین سال سے یہ مسودہ بھیجا گیا ہے۔ اس محکمے کے لئے سب سے ضروری ہے کہ 1927 کے ایکٹ کے تحت جو سزا ہے وہ بالکل معمولی ہے، اس سے جنگلات کی چوری نہیں رک سکتی۔ کیا منسٹر صاحب اس کا ٹائم دے سکتے ہیں کہ یہ مسودہ وزارت قانون سے کب منظور ہو کر آئے گا اور کب یہ اسمبلی میں پیش کریں گے کیونکہ اس سے محکمہ جنگلات کا، پنجاب کا اور پاکستان کا بہت بڑا نقصان ہو رہا ہے کہ نہ صرف چور ڈاکو یہ لکڑی فروخت کرتے ہیں بلکہ اس میں بہت بڑے بڑے جاگیردار بھی شامل ہیں جس میں بولنے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ مہربانی کر کے اس ایکٹ کو اتنا سخت کریں تاکہ حکومت کی یہ چوری بند ہو سکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ویسے میں بھی ایک جگہ پر پڑھ رہا تھا کہ پاکستان کے اندر جنگلات کی تعداد already بہت کم ہے جس سے بڑی تیزی سے کمی ہو رہی ہے۔ وجہ یہی ہے کہ چوری بہت زیادہ ہے

اور ہمارا قانون اتنا سخت نہیں ہے کہ کوئی سزا مل سکے۔ لاء منسٹر صاحب! آپ کو اس میں کوئی time frame دینا چاہئے کیونکہ یہ بڑا important matter ہے اور جنگلات کے اوپر ہمیں پورا care کرنا چاہئے۔ یہ مسودہ قانون جو آگے گیا ہوا ہے اس کو میرے خیال میں فوری طور پر اسمبلی میں لانا چاہئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کے اوپر محکمے نے final draft تیار کر لیا ہے اس کی لاء ڈیپارٹمنٹ نے vetting بھی کر دی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ امید ہے کہ اسی اجلاس میں ہم اس کو ہاؤس میں پیش کر دیں گے۔

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! یہاں پر محکمہ جنگلات اور لکڑی چوری کے حوالے سے جو بات چیت ہو رہی تھی اور جیسا کہ ایک چیز بھی علم میں آئی ہے کہ جنگلات کی بہت کم تعداد ہے۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ آج کے دور میں اگر ہم دیکھیں تو بطور profession اختیار کرنے کے لئے جنگل لگانا، کوئی farming کرنا یا زراعت میں دلچسپی لینا ہمارے اندر یا نئی نسل کے اندر کوئی جذبہ نہیں ہے۔ اگر آپ دیہات میں چلے جائیں تو وہاں سے بھی لوگ پڑھ لکھ کر شہروں میں آنا چاہتے ہیں اور جدید profession اختیار کرنا چاہتے ہیں۔ میری وزیر موصوف سے اس سلسلے میں درخواست ہے کہ کیا لوگوں میں attraction پیدا کرنے کے لئے کوئی ایسا پروگرام شروع کرنا ان کی پالیسی میں شامل ہے یا اس کے لئے ان کے پاس کوئی تجاویز ہیں کیونکہ جب تک لوگوں میں جذبہ اور اس کو بطور profession اختیار کرنے کے benefits نہیں بتائے جائیں گے اور اس طرف راغب نہیں کیا جائے گا اس وقت تک میں سمجھتی ہوں کہ بتدریج اس میں کمی ہوتی چلی جائے گی اور ہم جنگلات کی کمی کا شکار ہوں گے اور چوری کے ساتھ ساتھ ہم ایک دن بالکل تہی دامن کھڑے ہوں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! یہ اس سوال کے ambit میں تو نہیں آتا لیکن آپ کا point بہت اچھا ہے۔ اس حوالے سے آپ منسٹر صاحب سے مل لیجئے گا کیونکہ یہ policy matter ہے لیکن آپ منسٹر صاحب کے ساتھ اس پر ضرور discuss کیجئے گا۔ بہت شکریہ۔ اگلا سوال محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ کا ہے۔ سوال نمبر پکاریں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: سوال نمبر 754۔ پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

## 2003 سے 2007 تک بھرتی کئے گئے
## لوگوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*754۔ محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: کیا وزیر سیاحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) محکمہ ٹورازم نے 2003 سے 2007 تک جن لوگوں کو بھرتی کیا ان کے نام اور گریڈ سال وار تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

(ب) محکمہ میں مذکورہ بالا عرصہ میں جو بھرتیاں ہوئیں اگر ان کا اخبار میں اشتہار دیا گیا تو لف کریں؟

(ج) کیا مذکورہ تمام بھرتیاں میرٹ پر کی گئیں، اگر نہیں تو اس کی وجوہات بیان فرمائیں؟

(د) محکمہ میں مذکورہ بالا عرصہ کے دوران جن جن اسامیوں پر بھرتیاں ہوئیں ان میں پنجاب کے کس ضلع سے زیادہ لوگوں کو بھرتی کیا گیا یا پنجاب کے تمام اضلاع کو برابری کی بنیاد پر نمائندگی دی گئی؟

وزیر سیاحت (چودھری عبدالغفور):

(الف) محکمہ ٹورازم ڈویلپمنٹ کارپوریشن پنجاب نے 2003 سے 2007 کے دوران کوئی بھرتی نہیں کی ہے۔

(ب) کوئی بھرتی نہیں کی گئی ہے اس لئے اخبار میں اشتہار نہیں دیا۔

(ج) کوئی بھرتی نہیں کی ہے۔

(د) کوئی بھرتی نہیں کی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا منسٹر صاحب مجھے on the floor of the House یہ بتا سکیں گے؟ مان لیا کہ اشتہار دے کر بھرتیاں نہیں کی گئیں لیکن محکمہ ٹورازم میں 2003 سے 2007 کے دوران کنٹریکٹ پر بھی ملازمتیں نہیں دی گئیں اس پر وزیر صاحب ذرا categorically بتا دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جیل خانہ جات و سیاحت (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! اس کا detail جواب آ چکا ہے کہ محکمہ ٹورازم ڈویلپمنٹ کارپوریشن پنجاب نے 2003 سے 2007 تک کے دوران کوئی بھرتی نہیں کی ہے۔ اگر بھرتی نہیں ہوئی تو نہ اشتہار دینے کا کوئی جواز تھا اور نہ ہی کچھ اور تھا۔ اس پر اگر محترمہ عظمیٰ بخاری صاحبہ چاہتی ہیں کہ کنٹریکٹ پر یا عارضی ملازمتیں دی گئی ہیں تو اس پر میں تفصیل پوچھ کر بتا دوں گا لیکن باقاعدہ طور پر مستقلاً محکمہ میں کوئی بھرتی نہیں کی گئی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میری information کے مطابق محکمہ ٹورازم کے اندر کنٹریکٹ کی بنیاد پر کچھ لوگوں کو بھرتی کیا گیا تھا لیکن اس کے لئے اشتہار نہیں دیا گیا تھا۔ میں نے اسی لئے سوال پوچھا تھا کہ ان کا اشتہار دیا گیا ہے تو بتائیں۔ ان کو اگر بغیر کسی میرٹ کے بھرتی کیا گیا ہے تو اس پر میں وزیر صاحب سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ محکمہ کا اس کے بارے میں کیا خیال ہے؟

وزیر جیل خانہ جات و سیاحت (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! اس کو باقاعدہ چیک کیا جائے گا اور انکوائری کی جائے گی کہ ایسا کیوں ہوا ہے، اگر ایسا ہوا ہے تو متعلقہ لوگوں کے خلاف action ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں ذاتی طور پر سمجھتا ہوں کہ جہاں پر بھرتی کی بات آتی ہے تو وہاں پر یہ نہیں ہوتا کیونکہ جو کنٹریکٹ کی بنیاد پر بھرتی ہوتی ہے وہ بھی بھرتی ہی ہوتی ہے۔ اگر کنٹریکٹ پر بھرتی ہوئی ہے اور اسمبلی کے اندر سوال کے جواب کو cover کرنے کی کوشش کی گئی ہے تو یہ آپ کی بطور منسٹر ذمہ داری بنتی ہے کہ اس کو دیکھیں اور ہاؤس کے اندر اصل صورتحال کو سامنے لے کر آئیں۔ اگر اس میں کچھ cover up ہے تو پھر بھی اس پر کارروائی کرنا آپ کی ذمہ داری ہے۔

وزیر جیل خانہ جات و سیاحت (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! میں ensure کروا رہا ہوں کہ میں اس کو چیک کروں گا اور آپ کو detail پیش کروں گا۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ اور میں سمجھتی ہوں کہ آپ نے as a custodian of the House میری reservation جو محکمہ کے جواب کے بارے میں تھی اس پر بڑی خوبصورتی کے ساتھ منسٹر صاحب کو ہدایت کر دی ہے۔ آپ اندازہ لگا لیجئے کہ پچھلے پانچ سال میں محکمہ کے اندر کوئی ریٹائرمنٹ ہوئی ہو گی، نہ محکمہ میں کوئی ریکروٹمنٹ ہوئی ہے تو اس محکمے کی کارکردگی کا آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں۔ میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ ٹورازم صرف وزیر صاحب

کے لئے محکمہ ضرور تھا لیکن اس محکمہ میں کوئی ایک آنے کا کام بھی نہیں ہوا اور اس میں مفت کی تنخواہیں لیتے رہے ہیں اور exchequer کے اوپر بوجھ بنتے رہے ہیں۔ وزراء کی تنخواہوں کو تو ہمیشہ بہت criticise کیا جاتا ہے اور سیاستدانوں کو بھی بہت criticise کیا جاتا ہے لیکن وہ بیوروکریٹ جو بغیر کسی کام کے پیسے لیتے ہیں ان کے بارے میں محکمہ کی کیا پالیسی ہے؟ جو لوگ بغیر کسی کام کے تنخواہیں لے رہے ہیں تو کیا ان کو ہٹا کر نئی ریکروٹمنٹ کرنے کا کوئی پروگرام ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ اس سے اگلی بات آ جاتی ہے، جو بات ابھی floor of the House ہوئی ہے پہلے اس کا جواب آ جائے پھر اس کے بعد اگلی چیز دیکھیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب اس بارے میں direction on the floor of the House منسٹر صاحب کو ہو گئی ہے کہ وہ اس بارے میں مکمل کنٹریکٹ والا ریکارڈ بھی لے آکر آئیں تو آپ منسٹر صاحب سے ان کے چیمبر میں مل لیں اور اگر پھر بھی جواب سے آپ کی تسلی نہیں ہوتی اور آپ سمجھیں کہ جواب صحیح نہیں دیا گیا تو آپ کسی بھی وقت اس کو دوبارہ House کے اندر raise کر سکتی ہیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! قانون کے مطابق آپ کے پاس یہ حق ہے کہ آپ اگر کسی سوال کے بارے میں اور آپ کی اپنی observation بھی اس سوال کے بارے میں ایسی ہی تھی تو میرا خیال ہے کہ اس کو pending کرنے میں کوئی مسئلہ نہیں ہوگا لہذا اس کو pending فرمایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ بجا فرما رہی ہیں لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس سے بہتر ہے کہ اس بارے میں منسٹر صاحب سے update معلومات لے لی جائیں اور آپ ان سے مل لیں اور اگر اس میں کوئی ایسی بات نکلتی ہے جو جواب کے اندر نہیں ہے تو آپ فوری طور پر اگلے سیشن میں اسے raise کر سکتی ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔ جناب سپیکر! محکمہ ٹورازم میرے خیال میں کسی بھی ملک کی معیشت کے حوالے سے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔ ہمارے ہاں ٹورازم کے محکمہ کو کبھی اس نظریے سے دیکھا ہی نہیں گیا ہے کہ اس کی projection کے لئے بھی کچھ کیا جائے۔ میں سمجھتی ہوں کہ اگر

پوری دنیا میں ٹورازم کو فروغ دینے کے لئے ایک کمیٹی قائم کر دی جائے جو اس بارے میں بہترین تجاویز لا سکے اور اس کے خراب معاملات کو ٹھیک کر سکے اور ٹورازم کو بطور ٹورازم اس طریقے سے اپنایا جائے کہ اس سے ہم فنڈز بھی generate کر سکیں اور باہر سے آنے والوں کے لئے بھی attraction پیدا ہو اور جب تک اس کے اوپر کمیٹی بیٹھ کر کوئی کام نہیں کرے گی تو میں سمجھتی ہوں کہ یہ اسی طرح سے سلسلہ چلتا رہے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! آپ کی بات بہت اچھی ہے اور آپ اسمبلی کی کارروائی میں بہت دلچسپی لیتی ہیں اور میں نے شاید آپ کے آنے سے پہلے ایک بات کی تھی کہ ہم نے اس وقت اس سوال کی حد تک محدود رہنا ہے۔ اگر کوئی بات باقی ہے تو منسٹر موجود ہیں تو وہ ان سے طے کر لیں۔ آپ نے جو بات کی ہے وہ ہے تو بہت اچھی لیکن اس سوال کے ambit میں نہیں آتی۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ اس سے آگے بڑے اہم سوالات ہیں اور انہیں بھی آج ہی کے دن میں take up کر لیا جائے۔

چودھری عبداللہ یوسف: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری عبداللہ یوسف: شکریہ۔ جناب سپیکر! میری بہن کی bureaucratic role کے بارے میں بات بڑی اہم ہے اور میں ان کی تائید کرتا ہوں کہ ان کا سوال pending کیا جائے اور اس کا جواب ہمارے لاء منسٹر صاحب سے لیں۔ پہلے ایک ڈپٹی سیکرٹری اور سیکرٹری ہوتا تھا اور اب ایک ایڈیشنل سیکرٹری اور سپیشل سیکرٹری بھی ہے۔ جتنی چاہیں وہ سیٹیں بنا لیتے ہیں اور بیٹھ جاتے ہیں۔ اگر منسٹر زیادہ آ جائیں تو شور و غوغا بلند ہو جاتا ہے۔ اب بیوروکریٹس کو ایڈجسٹ کرنے کے لئے کمشنریاں بھی بنالی ہیں اور انہوں نے یہ کام بھی کر لیا ہے تو عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ کا That is a very valid point تو بیوروکریٹوں کو لگام دینی چاہئے۔

جناب شہزاد سعید چیمہ: جناب سپیکر ضمنی سوال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب شہزاد سعید چیمہ: شکریہ۔جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ آیا ہر ضلع کی سطح پر ٹورازم کے دفاتر ہیں اور اگر ہیں تو ان کے role کیا ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میں ایک بات کروں گا کہ یہ بھی اس کے ambit میں نہیں آتا کیونکہ یہ specific بھرتی کے حوالے سے ہے اور آپ اس بابت نیا سوال کر سکتے ہیں۔اگلا سوال میاں نصیر احمد صاحب کا ہے۔جی،میاں صاحب!

میاں نصیر احمد: میرے سوال کا نمبر 217 ہے۔

## صوبہ پنجاب میں جنگلات کی تعداد و دیگر صورتحال

*217: میاں نصیر احمد: کیا وزیر جنگلات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) صوبے میں کل کتنے جنگل موجود ہیں اور یہ کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) کیا ان جنگلات سے ٹمبر مافیا محکمے کے عملے کی مدد سے لکڑی چوری کرواتا ہے؟

(ج) حکومت کی جانب سے جنگلات کی لکڑی کی چوری کو روکنے کے لئے ٹمبر مافیا اور بدعنوان عملے کے خلاف کیا قانونی کارروائی کی جاتی ہے؟

(د) 2000 سے 2007 تک جنگلات کی لکڑی چوری کرنے والوں کے خلاف جو کارروائی کی گئی ہے،اس کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر جنگلات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) صوبہ پنجاب میں 16.39 لاکھ ایکڑ اراضی پر جنگل لگا ہوا ہے-اس کے علاوہ 47307 کلومیٹر رقبہ پر قطاروں کی شکل میں جنگلات،انہار،سڑکات اور ریلوے لائن کے کنارے موجود ہیں-صوبہ بھر میں جنگلات کا محل وقوع درج ذیل ہے:-

### صوبہ پنجاب میں جنگلات کا محل وقوع

| نمبر شمار | سرکل | جنگلات کا محل وقوع |
|---|---|---|
| | (الف) سنٹرل زون | |
| 1- | لاہور سرکل | لاہور،شیخوپورہ،قصور،اوکاڑہ،گوجرانوالہ،سیالکوٹ،گجرات |
| 2- | فیصل آباد سرکل | فیصل آباد،جھنگ،ٹوبہ ٹیک سنگھ |

(ب) شمالی زون

| | | |
|---|---|---|
| -1 | راولپنڈی سرکل | راولپنڈی، گوجر خان، ٹیکسلا، کوٹلی، لہتراڑ، کروڑ، کہوٹہ، سحر بگلہ، لوئر ٹوپہ، تریٹ، گھوڑا گلی، اٹک، فتح جنگ، جنڈ، پنڈی گھیپ، جہلم، چکوال، سوہاوہ، چواسیدن شاہ، تلہ گنگ، نورپور |
| -2 | سرگودھا سرکل | خوشاب، میانوالی، بھکر، سرگودھا |

(ج) جنوبی زون

| | | |
|---|---|---|
| -1 | بہاولپور سرکل | بہاولپور، بہاولنگر، رحیم یار خان |
| -2 | ملتان سرکل | ملتان، خانیوال، لودھراں، چیچہ وطنی، ساہیوال |
| -3 | ڈی جی خان سرکل | ڈیرہ غازی خان، راجن پور، مظفر گڑھ، لیہ |

(ب) یہ تاثر غلط ہے کہ ٹمبر مافیاان جنگلات سے محکمہ کے عملہ کی مدد سے لکڑی چوری کرواتا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ چوری کی وارداتیں گھروں اور بنکوں میں بھی ہو جاتی ہیں۔جہاں افراد خانہ رہائش پذیر اور سکیورٹی عملہ ڈیوٹی پر مسلح موجود ہوتا ہے جبکہ جنگلات وسیع وعریض رقبہ پر پھیلے ہوئے ہیں، عملہ کے پاس سرکاری اسلحہ نہ ہے۔تاہم عملہ کے کسی فرد کی نااہلی یا ملی بھگت ثابت ہونے پر مروجہ قواعد کے تحت قرارواقعی سزادی جاتی ہے۔

(ج) جرائم جنگل سرزد ہونے پر حسب قانون کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔یہ کارروائی بالعموم زیر فارسٹ ایکٹ 1927 کی جاتی ہے۔سنگین صورتحال میں پرچہ پولیس بھی درج کروائے جاتے ہیں۔اس کے علاوہ اگر کسی ملازم میں ملی بھگت کا عنصر پایا جائے تو انہیں مروجہ انضباطی قواعد کے تحت قرارواقعی سزادی جاتی ہے جو نوکری سے برخواستگی کے علاوہ مالیت جرم جنگل کی ریکوری بھی شامل ہوتی ہے۔

(د) 2000 سے 2007 تک جنگلات سے لکڑی چوری کرنے والوں کے خلاف فارسٹ ایکٹ 1927 کے تحت کارروائی عمل میں لائی گئی جس کی تفصیل درج ذیل ہے:-

| سال | کمپاؤنڈڈ کیسز | پراسیکیوٹڈ کیسز | ایف آئی آر | ملازمین کے خلاف ایکشن | ٹوٹل |
|---|---|---|---|---|---|
| 2000-01 | 8697 | 5859 | 539 | 254 | 15349 |
| 2001-02 | 11601 | 7119 | 595 | 256 | 19571 |
| 2002-03 | 9093 | 6006 | 496 | 263 | 15858 |
| 2003-04 | 9815 | 4744 | 347 | 334 | 15240 |
| 2004-05 | 11923 | 6217 | 775 | 633 | 19548 |
| 2005-06 | 12144 | 3953 | 686 | 381 | 17164 |
| 2006-07 | 10165 | 2096 | 1108 | 478 | 13847 |
| ٹوٹل | 73438 | 35994 | 4546 | 2599 | 116577 |

میاں نصیر احمد: محکمہ جنگلات کے اس سے پہلے بھی کافی سوالات آ چکے ہیں اور اس میں میرے سوال کے جواب میں مجھے تو بظاہر یہی نظر آتا ہے کہ افسر شاہی نے اپنے گناہوں کو چھپانے کے لئے ایک formality پوری کی ہے اور بڑے عجیب و غریب جواب دیئے ہیں۔ میرا سوال تھا کہ ''کیا ان جنگلات سے ٹمبر مافیا محکمے کے عملے کی مدد سے لکڑی چوری کرواتا ہے''؟ تو جواب دیا گیا ہے کہ یہ تاثر غلط ہے کہ ''ٹمبر مافیا ان جنگلات سے محکمہ کے عملہ کی مدد سے لکڑی چوری کرواتا ہے۔'' یہ حقیقت ہے کہ چوری کی وارداتیں گھروں اور بنکوں میں بھی ہو جاتی ہیں۔ جہاں افراد خانہ رہائش پذیر اور سکیورٹی عملہ موجود ہے تو یہ بڑی عجیب بات ہے کہ اس کو ان چیزوں سے comparison کیا گیا ہے کہ جنگل کی لکڑی جسے کاٹنا اور لوڈ کرنا کوئی چار چھ گھنٹے کا عمل ہے اور یہ کوئی ایسی commodity بھی نہیں ہے کہ جس کو اٹھا کر جیب میں ڈالا جائے تو میں منسٹر صاحب سے یہی پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس جواب میں بتایا گیا ہے کہ ''2001 سے 2007 تک 2600 ملازمین کے خلاف ایکشن لیا گیا ہے تو ایکشن میں کیا کیا گیا ہے'' ان کو جرمانہ ڈالا گیا ہے یا معطل کیا گیا ہے؟ اس بارے میں بتا دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خصوصی تعلیم، جنگلات و جنگلی حیات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! ایسے ملازمین کی تعداد تقریباً 2500 ہے۔ ان کو برخاست بھی کیا گیا ہے، انہیں جرمانہ بھی کیا گیا ہے اور انہیں وارننگ بھی دی گئی ہے اور اگر میرے بھائی میرے جواب سے مطمئن نہیں ہیں تو میرے چیمبر میں تشریف لے آئیں وہاں پر میں انہیں تفصیل سے بتا دوں گا کہ کتنے ملازمین برطرف ہوئے ہیں، کن کے خلاف محکمانہ کارروائی ہوئی ہے اور کتنے ملازمین کو جرمانے کئے گئے ہیں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میں زیادہ تفصیل میں نہیں جانا چاہتا تھا اور میں ان منسٹرز صاحبان سے یہی گزارش کروں گا کہ افسر شاہی کی کالی کرتوتوں پر پردہ ڈالنے کی بجائے یہ بات سامنے کیوں نہیں لاتے کہ 2001 سے 2006 تک 73 ہزار cases رجسٹرڈ ہوئے ہیں اور اس میں سے صرف 26 سو ملازمین کے خلاف ایکشن لیا گیا ہے اور اس کا اگر یہ on floor بھی یہ نہیں بتا سکتے کہ ایکشن کیا ہوا ہے تو یہ بڑی عجیب بات ہے۔ یہ بہت بڑا issue ہے اور اس کو اس طرح نہیں لینا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ اتنی بڑی تعداد کے خلاف action in a one go بتانا مشکل ہے۔

وزیر خصوصی تعلیم، جنگلات و جنگلی حیات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! یہ fresh question بنتا ہے کہ کتنے ملازمین بر طرف ہوئے ہیں، کتنے برخاست ہوئے ہیں اور کتنے کو جرمانے ہوئے ہیں؟ یہ fresh question کر دیں تو میں انہیں جواب سے مطمئن کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سوال کے اندر بدعنوان عملے کے خلاف کیا کارروائی کی جاتی ہے تو یہ اس کے اندر cover تو ہوتا ہے جو بات وہ کر رہے ہیں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو بات آج ہو رہی ہے، جب ہم life line کی بات کرتے ہیں تو یہ ہمارے اوپر negligence on the part of all criminal of us کہ ہم یہاں پر اس چیز کا خیال نہیں کر رہے تو اس جواب کے اندر ابھی موجود نہیں ہے تو آپ ان سے مل کر مکمل تفصیل لے لیجئے۔

چودھری اللہ رکھا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری اللہ رکھا: شکریہ۔ جناب سپیکر! جنگلات کے حوالے سے میں ایک تجویز دینا چاہتا ہوں کہ اگر ہم ضلع وار اپنے ارکان صوبائی اسمبلی کی سرپرستی اور سربراہی میں جس جس ضلع میں جنگل موجود ہے، منسٹر صاحب کی موجودگی اور ان کی سربراہی میں اور ساتھ ہی وہاں کے متعلقہ ایم پی ایز صاحب کو شامل کر کے ان کی دیکھ بھال، نگرانی اور وہاں کے معاملات کو چلانے کے لئے ایک کمیٹی بنا دیں تو میرے خیال میں یہ ایک بہت اچھا قدم ہو گا۔ جنگلات کی حفاظت، ان کی نشوونما۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ یہ اس سوال کے ambit میں نہیں آتا۔ آپ کا point بہت اچھا ہے تو اس بارے میں آپ منسٹر صاحب سے مل لیں۔۔۔

چودھری اللہ رکھا: منسٹر صاحب بیٹھے ہیں تو وہ اسے کم از کم نوٹ تو کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: انہوں نے نوٹ کر لیا ہے لیکن آپ بھی انہیں مل لیجئے گا۔

چودھری اللہ رکھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کا حق نہیں بلکہ اب یہ ان پر فرض ہے کہ ان کے پاس سارے اعداد و شمار موجود ہیں۔ یہ دیکھیں کہ کس کس ضلع میں جنگل موجود ہیں، وہاں کے متعلقہ ایم پی ایز حضرات کو خود بلائیں اور اس کے بعد میٹنگ کریں اور اس کے بعد انہیں ڈیوٹی دیں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ہراج صاحب!

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال جز (ج) سے متعلق ہے جو سزا کے بارے میں ہے ۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ یہ جو سزا ہے اس کو determine کرنے کا طریق کار کیا ہے؟ for example ایک شخص ایک درخت کی لکڑی کاٹ کر لے جاتا ہے تو اس کی سزا کتنی ہوتی ہے، اگر کوئی بیس درخت کاٹ کر لے جاتا ہے تو اس کی سزا کتنی ہے، نیز کم سے کم سزا کیا ہے اور زیادہ سے زیادہ سزا کیا ہے؟ اس پر ذرا وضاحت کر دیجئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر خصوصی تعلیم، جنگلات و جنگلی حیات (ملک محمد اقبال چنڑ): میرا خیال ہے کہ میں نے پہلے بھی وضاحت کی ہے کہ 1927 کے ایکٹ کے مطابق جرمانہ پانچ سو روپے اور سزا چھ ماہ ہے۔ اس کی amendment کے لئے Law Department کے پاس سمری گئی ہوئی ہے جیسا کہ ابھی لاء منسٹر نے بھی بتایا ہے کہ زیادہ سے زیادہ سزا اور زیادہ سے زیادہ جرمانہ کے لئے انہوں نے سمری move کی ہوئی ہے۔ یہ اسمبلی میں بل پیش ہوگا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ Let the amendment come جو یہ law کہہ رہے ہیں اس کو House کے floor پر آلینے دیں پھر اس میں اگر کوئی کمی رہ جائے گی تو دیکھ لیں گے۔۔۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس وقت سزا کیا ہے؟ کل کو جو ہوگا وہ دیکھا جائے گا۔

وزیر خصوصی تعلیم، جنگلات و جنگلی حیات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! جرمانہ پانچ سو روپے اور سزا چھ ماہ۔

جناب سعید اکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، نوانی صاحب!

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! آپ نے جو observation دی ہے کہ اس سوال کا جواب مکمل نہیں ہے۔ میں نہیں expect کرتا کہ آپ جیسے سپیکر کی طرف سے اتنی کمزور observation آئے کہ question کا complete department جواب نہ دے۔

یہ اس House کا prerogative ہے کہ سوال کا comprehensive جواب آنا چاہئے اس میں لیت ولعل کرنے کی ضرورت نہیں ہونی چاہئے۔ جو آپ نے observation دی کہ اس سوال میں یہ cover ہوتی ہے، اس طرح کی observation ہم آپ سے expect نہیں کر سکتے۔ یہاں سے تو direction جانی چاہئے کہ جو جواب کا ذمہ دار ہے وہ قابل سزا ہے اور آئندہ اس طرح کا ہوا تو اس کے ساتھ کیا ہو گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: نوانی صاحب! آج آپ کے آنے سے پہلے ایک سوال میں کچھ direction دی ہے تو میں سمجھ رہا تھا کہ ایک دن کے لئے ایک ہی کافی ہے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! ایک دن میں اگر ایک ہی طرح کے تین مقدمے آئیں اور جج ایک کو تو سخت سزا دے تو اسی طرح کے مقدمے میں وہ دوسرے کو بری نہیں کر سکتا، وہ سزا برابر ہی رکھے گا۔ اس میں یہ نہیں ہوتا کہ وہ یہ کہے کہ آج میں نے دو مقدموں میں سزا سنا دی ہے اور باقی پانچ کو میں بری کر دوں۔ وہ سزا تو اس کے act پر ہوتی ہے جو وہ کام کرتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: You are absolutely right اس کے اندر جو بات تھی وہ میں نے point out کر دی ہے Let him go through that۔ جی، بلوچ صاحب!

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ جز (ب) میں جو جواب آیا ہے وہ آپ نے پڑھا ہو گا۔ جواب آیا ہے کہ "گھروں کی چوریاں ہو جاتی ہیں، بنک لوٹے جاتے ہیں اور اگر لکڑی کٹ گئی تو یہ کونسی بڑی بات ہے۔" کیا ایسا جواب دینا چاہئے؟ ایک آدمی کو کہا جائے کہ تم یہ برائی کرتے ہو وہ کہے کہ تم کون سے اچھے ہو؟ ان سے کہا گیا ہے کہ لکڑی کی حفاظت کریں لکڑی چوری ہوتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ بنک لوٹے جاتے ہیں تو اگر یہ لکڑی چوری ہو گئی تو یہ کون سی ایسی بات ہے۔ جناب! یہ جواب ایسے نہیں ہونا چاہئے۔ دوسری بات یہ ہے کہ انہوں نے اس لکڑی کی چوری کرنے کے لئے اپنا ایک مطالبہ بھی پیش کیا ہے انہوں نے کہا ہے کہ ہمارے پاس اسلحہ نہیں ہے اس لئے لکڑی چوری ہو رہی ہے۔ وزیر موصوف یہ بتا دیں کہ اگر ان کو اسلحہ دے دیا جائے، یہ ہاؤس منظور کر دے تو کیا یہ surety دیتے ہیں کہ انشاء اللہ یہ لکڑی کی چوری نہیں ہونے دیں گے، کیا لکڑی کی حفاظت پوری طرح ہو سکتی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خصوصی تعلیم،جنگلات و جنگلی حیات (ملک محمد اقبال چنڑ):جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ میں نے یہ جواب نہیں دیا کہ ڈکیتی ہوتی ہے اور بنک لوٹے جاتے ہیں۔انہوں نے کہا کہ اس طرح ہو سکتا ہے۔جنگل کو بچانے کے لئے ہمارا محکمہ حتی الامکان کوشش کر رہا ہے کہ وہ چوری نہ ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر:چنڑ صاحب! جو سرکاری اسلحہ کی بات ہے وہ کیا آپ ان کو دینا چاہتے ہیں؟

وزیر خصوصی تعلیم،جنگلات و جنگلی حیات (ملک محمد اقبال چنڑ):جناب سپیکر!میں اسی طرف آ رہا ہوں۔اگر یہ House منظوری دے دے کیونکہ ہر شخص کو اپنی جان عزیز ہوتی ہے جو criminal لوگ ہیں اور جو واردات کرنے کے لئے آتے ہیں وہ تیاری سے آتے ہیں ان کے پاس اسلحہ موجود ہوتا ہے اور forest guard کے پاس تو میرا خیال ہے کہ کلہاڑی بھی نہیں ہوتی۔ اس کے لئے میں بھی احمد خان صاحب سے اتفاق کرتا ہوں کہ اگر اسلحہ کی منظوری دے دی جائے اور forest guard کو اسلحہ لائسنس دیا جائے تو اس میں کوئی امر مانع نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:وقفہ سوالات ختم ہو چکا ہے۔اس میں ایک گھنٹے کا وقت تھا۔

جناب ثناء اللہ خان مستی خیل:جناب سپیکر!میں نے بہت important بات کرنی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:اس پر کافی بات ہو چکی ہے اور سارے دوستوں کی بڑی important بات ہے۔ جی،فرمائیں!

جناب ثناء اللہ خان مستی خیل:جناب سپیکر!وزیر موصوف نے جو جز(ب)میں جواب دیا ہے اس پر مجھے صرف اعتراض نہیں ہے بلکہ سخت اعتراض ہے۔ میں آپ کی وساطت سے ان کی ministry کو چیلنج کر رہا ہوں کہ میری constituency میں تمام جنگلات forest officer کی ملی بھگت سے کاٹ لئے گئے ہیں اور میرے خیال میں ان کا جو class four کا ملازم ہے ان کے پاس بھی ان کے خلاف writ ہے اور FIR latest ہے اور جیل میں پڑا ہوا ہے۔ان کے پاس zero meter 2D گاڑی ہے۔میرے پاس zero meter 2D گاڑی نہیں ہے اور ہمارے کسی بھائی کے پاس بھی zero meter 2D گاڑی نہیں ہے لیکن ان کے پاس zero meter 2D گاڑی ہے۔میں نے Chief Minister معائنہ کمیشن کو درخواست دی ہے کہ آپ kindly جو PP-47 کلور کورٹ کے اندر جنگلات ہیں وہ تقریباً 99.9 فیصد کاٹ کر لے گئے ہیں اور یہ سو سال پرانے جنگلات کی لکڑی ہوتی ہے جو بڑی مہنگی ہوتی ہے لیکن محکمے کے

جرمانے بڑے nominal ہیں۔ ان سے مل کر لکڑی فروخت کروا دیتے ہیں پھر ان سے ملی بھگت کر کے تھوڑا سا جرمانہ کر دیتے ہیں۔

جناب سعید اکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، نوانی صاحب!

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میں on the floor of the House یہ یقین سے کہتا ہوں کہ اگر Forest Department کے ملازمین کی لوگوں کے ساتھ ملی بھگت نہ ہو تو کبھی بھی جنگلات کی لکڑی کاٹی نہیں جا سکتی۔ جس جگہ کی بات MPA صاحب فرما رہے ہیں میں نے خود اس کے لئے Chief Minister کو درخواست دی وہاں Chief Minister کی inspection team گئی، جب ٹیم گئی تو وہ جاتے ہوئے جتنی جو شیلی گئی اتنی ہی واپسی پر نرم آئی۔ مجھے اس کی سمجھ نہیں آئی کہ اس کی وجہ کیا ہے؟ وہاں کروڑہا رقم کے درخت کاٹے گئے ہیں اور یہ سب کچھ department کی ملی بھگت سے ہوا ہے۔ میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ آپ اس پر strong direction دیں اور وہاں انکوائری کروائیں۔ جو بات اس ہاؤس میں ہوئی ہے ہم دونوں MPAs، پچھلی دفعہ میں اس علاقہ سے تھا اب یہ وہاں سے ہیں۔ میں آپ کو یقین سے کہتا ہوں کہ وہاں سے کروڑہا روپے کی لکڑی کاٹی جا رہی ہے اور آپ کے محکمے کے لوگ یا officers کھڑے ہو کر وہاں لکڑی کٹواتے ہیں اور ایک لکڑی نہیں کٹتی بلکہ تین تین، چار چار ٹرک رات کو load ہوتے ہیں۔ انہوں نے چھوٹے انجن کے ساتھ cutter لگائے ہوئے ہوتے ہیں وہ وہیں کاٹتے ہیں اور ٹرکوں کے ٹرک load کر کے لے جاتے ہیں۔ یہ اتنا بڑا سرکاری نقصان ہو رہا ہے اور department کی مرضی سے ہو رہا ہے لہذا ہم آپ سے یہ request کرتے ہیں کہ یہ ایک بہت بڑا جرم ہو رہا ہے، اگر آج آپ کی direction کی وجہ سے ہمارے علاقے میں یہ کام رک جائے گا تو ہم سمجھیں گے کہ ہم نے بھی اس ہاؤس میں بیٹھ کر کوئی contribute کیا ہے اور اس ملک اور صوبے کے ساتھ بھلائی کی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر خصوصی تعلیم، جنگلات و جنگلی حیات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! میں اس ایوان کو یقین دلاتا ہوں کہ corrupt افسران کو برداشت نہیں کیا جائے گا، ان کا محاسبہ ہوگا، ان کے خلاف

قانونی کارروائی کی جائے گی لیکن میرے بھائی مجھے بتادیں کہ DFO کا نام کیا ہے، اس SDO کا نام کیا ہے اور اس forest guard کا نام کیا ہے؟ ان کے خلاف ایکشن ہوگا اور ان کو سزا مل کر رہے گی۔

جناب ثناء اللہ خان مستی خیل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مستی خیل صاحب! ذرا میری بات سن لیں۔ یہ جتنے matters یہاں آ رہے ہیں، یہ بہت بڑا issue ہے۔

جناب ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ کوئی جنگل بچا ہی نہیں ہے۔ یہ بہت بڑی زیادتی ہے، اس میں مافیا engage ہے۔ میں کہتا ہوں کہ آپ کمیٹی بنا کر وہاں بھجوادیں وہاں کوئی جنگل بچا ہی نہیں ہے۔ کروڑوں روپے کی لکڑی کاٹ کر لے گئے ہیں وہاں ہم نے identification کی ہے، وہاں میڈیا نے تصویریں کھینچی ہیں اور وہاں ان کے خلاف FIR درج ہوئی ہیں لیکن وہ بندے بچ گئے ہیں۔ وہ کروڑوں روپے کی جائیداد بیچ کر لے گئے ہیں، یہ قومی املاک ہے اور national exchequer کا نقصان ہو رہا ہے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! ان کو آپ چیمبر میں بلائیں اور یہ جو اتنی بڑی ڈکیتی ہو رہی ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ آپ کی سربراہی میں کوئی میٹنگ ہو اور اس میں آپ کچھ direction دیں تاکہ یہ اتنا بڑا جرم جو ہماری آنکھوں کے سامنے ہو رہا ہے اس کو ختم کرنے کی ہم نے پوری کوشش کر لی ہے، یہ ہمارے سے نہیں رک سکتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نوانی صاحب! پلیز، میری بات سنیں۔ اگر میری بات سن لیتے تو ساری بات ختم ہو جاتی۔ یہ بڑا grave matter of concern ہے اس میں وزیر صاحب اور محکمہ جنگلات سے یہاں پر جو ٹیم آئی ہے اور اگر سیکرٹری جنگلات یہاں پر موجود ہیں تو وہ بھی اور اس کے ساتھ نوانی صاحب، مستی صاحب اور اس کے علاوہ تین چار مزید دوستوں کے نام میں ابھی بتادوں گا جب ہاؤس ختم ہوتا ہے تو اس وقت بیٹھ کر ہم آج ہی اس پر میٹنگ کر کے کوئی اس پر decision لیتے ہیں۔

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 1406 ہے جو بہت ہی اہمت کا حامل ہے۔ براہ مہربانی اس کو pending کر دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے، سوال نمبر 1406 پینڈنگ کیا جاتا ہے۔ اب وقفہ سوالات ختم کیا جاتا ہے۔

وزیر جیل خانہ جات و سیاحت (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

وزیر خصوصی تعلیم، جنگلات و جنگلی حیات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! میں بھی بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

## نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

### سیاحت پر پالیسی وضع کرنے کا مسئلہ

*787: چودھری ندیم عباس ربیرا کھرل: کیا وزیر سیاحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

کیا سابقہ حکومت نے ٹورازم پر کوئی پالیسی وضع کی تھی اگر جواب نہ میں ہے تو کیا موجودہ حکومت ٹورازم پر کوئی پالیسی ترتیب دینے پر کام کر رہی ہے، اگر جواب ہاں میں ہے تو کب تک مکمل ہو جائے گی؟

وزیر سیاحت (چودھری عبدالغفور):

2004 میں محکمہ ٹورازم کے قیام کے بعد حکومت پنجاب مرکزی حکومت کی پالیسی مجریہ 1990 (نظر ثانی شدہ 2007) کو adopt کر رہی ہے۔

مرکزی پالیسی کے بعض نکات پر حکومت پنجاب نے اپنا موقف مرکزی حکومت پر واضح کر دیا ہے اس سلسلے میں جلد ہی مشاورت کا اہتمام کیا جا رہا ہے۔

حکومت پنجاب اس سلسلے میں ایک جامع پروگرام مرتب کر رہی ہے۔

### ضلع خانیوال میں محکمہ جنگلات کا رقبہ ودیگر تفصیل

*237: ڈاکٹر سامیہ امجد: کیا وزیر جنگلات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع خانیوال میں کس کس مقام پر کتنے رقبہ پر جنگل ہے نیز محکمہ ہذا کا اس ضلع میں کل کتنا رقبہ ہے؟

(ب) محکمہ جنگلات خانیوال میں اہلکاران کی تعداد، عہدہ اور موجودہ تعیناتی کی تفصیل بیان کریں؟

(ج) محکمہ جنگلات نے مالی سال 08-2007 میں اب تک کتنی مالیت کی ضلع خانیوال میں لکڑی نیلام کی ہے، اس نیلام کمیٹی کے ممبران کون تھے؟

(د) اس لکڑی کی نیلامی کے لئے کس کس اخبار میں ٹینڈرز مشتہر ہوئے؟

(ہ) کن کن پارٹیوں، کمپنیوں اور افراد نے لکڑی کی نیلامی میں حصہ لیا؟

(و) جن پارٹیوں کمپنیوں اور افراد کو لکڑی نیلامی کے ٹینڈرز الاٹ کئے گئے، ان کے نام اور ان سے کتنی رقم حاصل کی گئی؟

**وزیر جنگلات** (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) ضلع خانیوال میں پیر ووال کے مقام پر سرکاری جنگل ہے نیز ضلع خانیوال میں محکمہ جنگلات کا رقبہ 8588.21 ایکڑ ہے۔

(ب) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) محکمہ جنگلات ملتان فاریسٹ ڈویژن میں مالی سال 08-2007 کے دوران ضلع خانیوال میں کسی قسم کی لکڑی / ٹمبر کا نیلام عام نہ ہوا ہے۔

(د) اس لکڑی کی نیلامی /پیداوار جنگلات کے نیلام عام کا اشتہار روزنامہ "ایکسپریس" اور "خبریں" میں مشتہر ہوئے۔

(ہ) چونکہ رواں مالی سال 08-2007 کے دوران ضلع خانیوال کی لکڑی / ٹمبر کا نیلام عام نہ ہوا ہے اس لئے کسی پارٹی / کمپنی نے حصہ نہ لیا ہے۔

(و) چونکہ رواں مالی سال 08-2007 میں کوئی لکڑی / ٹمبر کا نیلام عام نہ ہوا ہے اس لئے نہ ہی کسی فرد کو ٹینڈر الاٹ کئے گئے اور نہ ہی ان سے کوئی رقم وصول کی گئی۔

## حکومت پنجاب کی سیاحت پالیسی و دیگر تفصیلات

*875: چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): کیا وزیر سیاحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) حکومت پنجاب کی سیاحت کی پالیسی کیا ہے، کب بنائی گئی اور کس نے بنائی ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب میں سیاحت کی بہت سی جگہوں کو ڈویلپ کیا جا سکتا ہے، جس سے سیاحت کو فروغ دیا جا سکتا ہے، اس میں ہڑپہ ضلع ساہیوال اور پاک پتن میں حضرت بابا فرید گنج شکر کے مزار کو شامل کیا جا سکتا ہے، اگر نہیں تو وجوہات تفصیلات سے آگاہ فرمائیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ سیاحت کی ڈویلپمنٹ کارپوریشن صرف مری کو پراجیکٹ کرتی ہے جبکہ وہاں بھی سیاحوں کے لئے حکومت پنجاب کی طرف سے سہولتیں میسر نہ ہیں؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ سیاحت سے متعلقہ لٹریچر سیاحوں کو بھیجا جاتا ہے؟

(ہ) محکمہ سیاحت کا بجٹ کتنا ہے، اس بجٹ کو فروغ دینے کے لئے کتنا خرچ ہوتا ہے اور انتظامی امور پر کتنا خرچ ہو رہا ہے، اس کی تفصیلات سے آگاہ فرمائیں؟

(و) سیاحت کے فروغ کے لئے لٹریچر وغیرہ کے لئے کتنا بجٹ مختص کیا گیا ہے اور یہ لٹریچر کہاں کہاں مہیا کیا جاتا ہے؟

(ز) صوبہ پنجاب کے لوگوں کو سیاحت کی طرف راغب کرنے کے لئے کیا اقدامات کئے گئے ہیں اور آئندہ کے کیا منصوبہ جات ہیں، تفصیلات سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر سیاحت (چودھری عبدالغفور):

(الف) محکمہ ٹورازم کے قیام کے بعد حکومت پنجاب مرکزی حکومت کی پالیسی مجریہ 1990 (نظر ثانی شدہ 2007) کو adopt کر رہی ہے مرکزی پالیسی کے بعض نکات پر حکومت پنجاب نے اپنا مؤقف مرکزی حکومت پر واضح کر دیا ہے۔ اس سلسلے میں جلد ہی مشاورت کا اہتمام کیا جا رہا ہے حکومت پنجاب اس سلسلے میں ایک جامع پالیسی مرتب کر رہی ہے

(ب) یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب میں سیاحت کی بہت سی جگہوں کو ڈویلپ کیا جا سکتا ہے جس سے سیاحت کو فروغ دیا جا سکتا ہے اس سلسلے میں محکمہ سیاحت نے صوبہ پنجاب کے اندر بہت سے منصوبہ جات بنائے ہیں اور مزید صوبہ پنجاب کی مختلف جگہوں پر بنانے کے لئے منصوبہ بندی کی جاری ہے۔ (منصوبہ جات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔)

ہڑپہ ضلع ساہیوال میں سیاحت کے فروغ کے لئے منصوبہ بندی کی جا سکتی ہے لیکن یہ محکمہ آثار قدیمہ کے زیر کنٹرول ہے اس مقصد کے لئے ہمارا ایک ٹورسٹ انفارمیشن سنٹر

ساہیوال میں موجود ہے اس کے علاوہ ٹی ڈی سی پی پچھلے تین سال سے ہڑپہ میں ایک سیمینار منعقد کروا رہی ہے جس میں تاریخ اور آرکیالوجی سے منسلک لوگ اپنے ریسرچ پیپرز پڑھتے ہیں جس سے ہڑپہ کے بارے میں لوگوں کو اس کی آرکیالوجی کی اہمیت کا پتا چلتا ہے ضلع پاکپتن میں حضرت بابا فرید گنج شکر کے مزار سے سیاحت کارپوریشن پنجاب نے 1988 میں زائرین کی سہولت کے لئے ضلعی دفاتر کے قریب سرکاری زمین تجویز کر کے منصوبہ بندی کی تھی مگر مذکورہ زمین مہیا نہ ہو سکی جس کی وجہ سے منصوبہ پر عمل نہ ہو سکا۔

(ج) یہ درست ہے کہ محکمہ سیاحت صرف مری کو پراجیکٹ کرتی ہے محکمہ سیاحت نے پورے پنجاب میں سیاحت کے فروغ کے لئے عمومی اقدامات کئے ہیں اس سلسلے میں لاہور کے علاوہ دوسرے شہروں میں بھی ٹورسٹ انفارمیشن قائم کئے ہیں۔(ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) محکمہ سیاحت کا پٹریاٹہ گلہڑہ گلی کے مقام پر چیئر لفٹ کیبل کار پراجیکٹ سیاحوں کو تفریح فراہم کر رہا ہے محکمہ سیاحت نے سیاحوں کے لئے مال روڈ اور پٹریاٹہ کے مقام پر بھی ٹورسٹ انفارمیشن سنٹر قائم کر رکھے ہیں۔

(د) ٹی ڈی سی پی سیاحت کے فروغ کے لئے مختلف قسم کے بروشرز پوسٹرز سی ڈیز اور مختلف انواع کے کتابچے شائع کرتی ہے جو سیاحوں کو مفت بانٹے جاتے ہیں اور بہت سے غیر ملکی سفارت خانوں قونصلیٹ جو پاکستان میں ہیں اس کو بھجوایا جاتا ہے ان کے علاوہ بیرون ممالک میں موجود پاکستانی سفارتخانوں کمرشل اتاشیوں اور قونصل خانوں کو یہ لٹریچر کثیر تعداد میں بھیجا جاتا ہے اس کے علاوہ یہ لٹریچر مختلف غیر ملکی وفود میلوں کالجوں، سکولوں، لائبریریوں، سرکاری نیم سرکاری کارپوریشنوں کو مفت مہیا کیا جاتا ہے اور جو کوئی بھی لٹریچر کے لئے درخواست کرتے ہیں اسی وقت تمام لٹریچر وغیرہ مفت دیا جاتا ہے

(ہ) ٹورازم ڈویلپمنٹ کارپوریشن پنجاب کو پبلیسیٹی کی مد میں حکومت پنجاب کی جانب سے بجٹ میں پچاس لاکھ روپے سالانہ دیئے جاتے ہیں اس کے علاوہ وقتاً فوقتاً مختلف منصوبوں کے عوض فنڈز دیئے جاتے ہیں جس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(و) حکومت پنجاب ٹی ڈی سی پی کو سالانہ پچاس لاکھ روپے پبلسٹی کی مد میں مہیا کرتی ہے جس میں تقریباً بارہ لاکھ روپے مختلف قسم کے بروشرز پوسٹرز سی ڈیز اور مختلف انواع کے کتابچے

پر خرچ ہوتے ہیں اور بقایا رقم اخبارات میں اشتہارات بیز زہورڈنگ وغیرہ پر خرچ ہوتی ہے اور یہ تمام بروشرز پوسٹرز سی ڈیز اور مختلف انواع کے کتابچے سیاحوں کو مفت مہیا کئے جاتے ہیں اور بہت سے غیر ملکی سفارت خانوں قونصلیٹ جو پاکستان میں ہیں ان کو بھجوائے جاتے ہیں ان کے علاوہ بیرون ممالک میں موجود پاکستانی سفارتخانوں کمرشل اتاشیوں اور قونصل خانوں کو یہ لٹریچر کثیر تعداد بھیجا جاتا ہے اس کے علاوہ یہ لٹریچر مختلف غیر ملکی وفود میلوں کالجوں، سکولوں، لائبریریوں، سرکاری، نیم سرکاری کارپوریشنوں کو مفت مہیا کیا جاتا ہے اور جو کوئی بھی لٹریچر کے لئے درخواست کرتے ہیں اسی وقت تمام لٹریچر وغیرہ مفت دیا جاتا ہے۔

(ز) محکمہ سیاحت نے لوگوں کو سیاحت کی طرف راغب کرنے کے لئے صوبہ پنجاب میں مختلف مقامات پر ہوٹل ریسٹورنٹ اور ریزارٹ قائم کر رکھے ہیں جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

## محکمہ وائلڈ لائف کا سال 2006-07
## اور 2007-08 کا ترقیاتی بجٹ و تفصیل

*244: ڈاکٹر سامیہ امجد: کیا وزیر جنگلات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) محکمہ وائلڈ لائف کا سال 2006-07 اور 2007-08 کا ترقیاتی بجٹ بیان کریں؟

(ب) پیرووال (ضلع خانیوال) میں وائلڈ لائف پارک کب بنایا گیا تھا، اس میں اس وقت کتنے اور کون کون سے جانور ہیں؟

(ج) اس پارک کی سال 2006-07 اور 2007-08 کی آمدن اور اخراجات کی تفصیل بیان کریں؟

(د) حکومت اس پارک کی امپرومنٹ کے لئے مزید کیا اقدامات کر رہی ہے؟

وزیر جنگلات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) محکمہ پنجاب وائلڈ لائف اینڈ پارکس کا مالی سال 07-2006 کا ترمیم شدہ ترقیاتی بجٹ مبلغ 209.599 ملین روپے تھا جبکہ رواں مالی سال یعنی 08-2007 کا ترمیم شدہ ترقیاتی بجٹ 146.235 ملین روپے ہے مذکورہ بالا ترقیاتی بجٹ رواں مالی سال میں سات جاری منصوبہ جات اور دو نئے منصوبوں کے لئے مختص کیا گیا ہے۔

(ب) پیروال (ضلع خانیوال) میں مالی سال 90-1987 کے دوران وائلڈ لائف پارک قائم کیا گیا پارک ہذا میں رکھے ہوئے جانوروں، پرندوں کی تفصیل مع تعداد اس طرح ہے:

| نمبر شمار | نام جانوران | تعداد |
|---|---|---|
| 1 | نیل گائے | 36 |
| 2 | چنکارہ ہرن | 04 |
| 3 | پاڑہ ہرن | 17 |
| 4 | چیتل ہرن | 08 |
| 5 | کالے ہرن | 16 |
| 6 | مفلن شیپ | 05 |
| 7 | بندر | 08 |
| | کل تعداد | 94 |

## نام پرندگان

| نمبر شمار | نام پرندگان | تعداد |
|---|---|---|
| 1 | عام مور | 41 |
| 2 | سفید مور | 27 |
| 3 | (بلیک شولڈرڈ) کالے کندھوں والے مور | 41 |
| 4 | ایمرالڈ مور | 05 |
| 5 | سلور فیزنٹ | 12 |
| 6 | ریڈ گولڈن فیزنٹ | 06 |
| 7 | یلیو گولڈن فیزنٹ | 06 |
| 8 | ریوز فیزنٹ | 06 |
| 9 | لیڈی ایمرسٹ فیزنٹ | 03 |
| 10 | رنگ نیکڈ فیزنٹ | 08 |
| 11 | گینی فول | 06 |
| | کل تعداد | 161 |

(ج) مذکورہ مالی سال میں پارک کی آمدن اور اخراجات کی تفصیل اس طرح ہے۔

| سال | آمدن | اخراجات |
|---|---|---|
| 2006-2007 | 2400 | 2884894روپے |
| 2007-2008 | (3108)23930 | 3698529روپے |

(د) اس پارک کی امپرومنٹ / بحالی کے کام پر 44.651 ملین کے منصوبے پر عملدرآمد کیا گیا امپرومنٹ / بحالی کا یہ منصوبہ مالی سال 2004/06 کے دوران مکمل کیا گیا اس منصوبے کے تحت موجودہ سہولتوں کی بحالی کے ساتھ ساتھ نئی سہولتوں کا اضافہ بھی کیا گیا ہے۔

## کلر کہار جھیل چکوال کی مرمت و خوبصورتی پر کئے گئے اخراجات کی تفصیل

*1476: جناب وسیم قادر: کیا وزیر سیاحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کلر کہار جھیل چکوال کی مرمت و خوبصورتی پر 2006 سے 2008 تک کتنی رقم خرچ کی گئی ہے؟

(ب) جو گرانٹ جھیل کی تعمیر و مرمت کے لئے رکھی گئی، اس سے کون کون سے ترقیاتی کام سرانجام دیئے گئے؟

(ج) اس جھیل پر کون کون سے پرندے وغیرہ محکمہ کی طرف سے رکھے گئے ہیں؟

(د) اس جھیل کی دیکھ بھال کے لئے جو ملازمین کام کر رہے ہیں ان کے نام، عہدہ و گریڈ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر سیاحت (چودھری عبدالغفور):

(الف) خوبصورتی کے لئے ترقیاتی منصوبہ (ترمیم شدہ) مورخہ 06-05-17 کو کل مالیت 45.431 ملین روپے سے منظور ہوا مذکورہ ترقیاتی منصوبہ کے تحت کئے گئے کاموں کے عوض مالی سال 08-2007 کے اختتام تک 38.328 ملین روپے خرچ کئے گئے ہیں موقع پر ابھی کام جاری ہے۔

(ب) جھیل کی تعمیر و مرمت کے لئے مختص شدہ فنڈز سے مندرجہ ذیل ترقیاتی کام سرانجام دیئے گئے۔

A۔ سول ورکس (تعمیراتی کام)

جھیل سے فالتو پانی کے اخراج کی منصوبہ بندی کا کام

(i) سووئینز شاپس

(ii) ویلکم انٹرنس

(iii) پرانی جیٹی کی بحالی کا کام

(iv) پبلک ٹائلٹس کی تعمیر (4 یونٹ مردوں اور خواتین کے لئے الگ الگ)

(v) کار پارکنگ

(vi) حفاظتی باڑ کی تعمیر کا کام

مندرجہ بالا تعمیراتی کاموں پر 14.717 ملین روپے خرچ کئے جا چکے ہیں جبکہ ابھی کچھ کام مکمل کرنا باقی ہیں۔

B پبلک ہیلتھ

سیوریج/نکاسی آب

| سیوریج پائپ لائن بچھائی گئی | سائز |
|---|---|
| (i) 2287.00 فٹ | 9" آر سی سی |
| (ii) 924.00 فٹ | 18" آر سی سی |
| (iii) 1200.00 فٹ | 36" آر سی سی |
| (iv) 800.00 فٹ | 42" آر سی سی |

واٹر سپلائی

| بچھایا گیا پائپ | سائز |
|---|---|
| 450.0 فٹ | جی آئی پائپ، "2/1/2-"1 |
| (i) واٹر سیوریج ٹینک | 10,000 گیلن |

(ii) قدرتی پانی کا ذخیرہ

(iii) روم (پانی کو جراثیم سے پاک کرنے کے لئے کمرہ کی تعمیر)

(iv) گیس کلونیٹر

(v) ہائی ڈیپارٹمنٹ کو پے منٹ بھی کی گئی

مندرجہ بالا دی گئی کاموں کی تفصیل پر 17.918 ملین روپے خرچ کئے گئے۔
کلر کہار میں 9 کنال 18 مرلے زمین 5.700 ملین روپے میں بذریعہ (Rev) D.O چکوال اور بورڈ آف ریونیو پنجاب خریدی گئی۔

(ج) یہ جھیل مختلف نایاب آبی پرندوں کی آماجگاہ / گزر گاہ ہے۔یہاں بہت سے آبی پرندے مختصر / مستقل قیام کرتے ہیں۔ محکمہ کی طرف سے یہاں پر کوئی پرندے نہیں رکھے گئے ہیں۔

(د) کلر کہار جھیل کی دیکھ بھال کے لئے خصوصی طور پر کسی ملازم کو تعینات / مامور نہیں کیا گیا۔البتہ کلر کہار ریزارٹ پر تعینات عملہ اور افسران جھیل کی دیکھ بھال کے لئے اپنی خدمات انجام دیتے رہتے ہیں۔

## چڑیا گھر لاہور میں جانوروں کی خوراک وسپلائی کی تفصیلات

*271: محترمہ عارفہ خالد پرویز: کیا وزیر جنگلات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور چڑیا گھر کو جانوروں کی خوراک ٹھیکیدار سپلائی کرتا ہے اگر جواب ہاں میں ہے تو تمام جانوروں کی علیٰحدہ علیٰحدہ سالانہ ٹھیکے کی مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ٹھیکیدار جانوروں کے لئے ناقص خوراک سپلائی کرتا ہے اور پوری مقدار بھی سپلائی نہیں کرتا؟

(ج) اگر جواب اثبات میں ہے تو ٹھیکیدار کے خلاف کیا کارروائی کی جاتی ہے،اس سے ایوان کو آگاہ کیا جائے،اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر جنگلات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) جی ہاں، لاہور چڑیا گھر کو جانوروں کی خوراک ٹھیکیدار سپلائی کرتے ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے :

| نمبر شمار | نام ٹھیکہ جات برائے فراہمی خوارک | نام ٹھیکیدار |
|---|---|---|
| 1 | ٹھیکہ برائے فراہمی موسمی پھل وخشک اشیاء | میسرز نعیم رشید ولد رشید احمد مکان نمبر 8 عرفان سٹریٹ ساندہ کلاں لاہور |
| 2 | ٹھیکہ برائے فراہمی گوشت | میسرز شوکت علی ولد محمد عمر، مکان نمبر 47 بلال گنج لاہور |
| 3 | ٹھیکہ برائے فراہمی سبز چارہ | میسرز چوہدری اللہ دتہ ولد بشیر احمد بابادانی منزل بیگم کوٹ شاہدرہ لاہور |
| 4 | ٹھیکہ برائے فراہمی تازہ روٹی | میسرز مقبول خان ولد رحمت خان مکان نمبر 11 سٹریٹ نمبر 45 محلہ مغلپورہ لاہور |

(ب) یہ درست نہ ہے۔ٹھیکیدار سے ہمیشہ معیاری خوراک وصول کی جاتی ہے جس کی چیکنگ کے لئے کمیٹی بنائی ہوئی ہے جس میں ڈپٹی ڈائریکٹر چڑیا گھر،وٹرنری آفیسر چڑیا گھر سپروائزر چڑیا گھر اور سٹور گھر شامل ہیں کمیٹی تمام راشن کی اشیأ کے معیار اور مقدار کو چیک کرتی ہے اس کے بعد وصول کر کے مقررہ مقدار میں جانوروں کو خوراک دی جاتی ہے مزید برآں اس کمیٹی کے کام کی نگرانی کے لئے Z.M.C کے Vice Chairman بھی اپنی خدمات پیش کرتے ہیں ان سب کاموں کی نگرانی کے لئے Z.M.C کے تمام ممبران اپنے قیمتی وقت کو وقف کر رہے ہیں

(ج) یہ جواب جز(ب)میں دیا جا چکا ہے

## ضلع راولپنڈی میں شجرکاری مہم کی صورتحال

*433:راجہ حنیف عباسی(ایڈووکیٹ):کیاوزیر جنگلات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

پچھلے پانچ سالوں میں ضلع راولپنڈی میں شجرکاری مہم کے تحت اور جنگلات کے رقبہ میں اضافہ کے تحت کل کتنے نئے پودے کہاں کہاں اور کل کتنی لاگت سے لگائے گئے؟

وزیر جنگلات (ملک محمد اقبال چنڑ):

پچھلے پانچ سالوں میں ضلع راولپنڈی میں کی گئی شجرکاری کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

## صوبہ میں جنگلات کے رقبہ میں اضافے کا مسئلہ

*434:راجہ حنیف عباسی(ایڈووکیٹ):کیاوزیر جنگلات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) موجودہ حکومت صوبہ بھر میں جنگلات کے اضافہ کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

(ب) اس وقت ضلع وار کل کتنے رقبہ پر جنگلات ہیں؟

(ج) پچھلے پانچ سالوں میں ضلع وار جنگلات کے رقبہ میں کل کتنا اضافہ کیا گیا؟

وزیر جنگلات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) صوبہ پنجاب میں جنگلات کے اضافہ کے لئے "Enhancing Tree cover in Punjab" کے نام سے ایک سکیم چلائی جا رہی ہے تاکہ صوبہ میں جنگلات میں اضافہ کیا جاسکے اس سکیم کے تحت لگائے گئے جنگلات کی تفصیل درج ذیل ہے:

| خوشاب | میانوالی | بھکر | اٹک | چکوال | جہلم | میزان |
|---|---|---|---|---|---|---|
| 75ایکڑ | 375ایکڑ | 25ایکڑ | 117ایکڑ | 190ایکڑ | 137ایکڑ | 919ایکڑ |

اس کے علاوہ جنگلات میں اضافہ کے لئے مختلف ترقیاتی سکیمیں تیار کی جا چکی ہیں اور یہ منظوری کے مراحل سے گزر رہی ہیں تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) شمالی زون راولپنڈی میں لگائے گئے جنگلات کی ضلع وار تفصیل درج ذیل ہے۔

| ضلع | جنگلات رقبہ ایکڑوں میں | جنگلات رقبہ میل |
|---|---|---|
| سرگودھا | 86 | 1463 |
| خوشاب | 25488 | 427 |
| میانوالی | 20080 | 740 |
| بھکر | 5889 | 1115 |
| راولپنڈی | 148237 | 544 |
| جہلم | 95654 | 200 |
| چکوال | 155766 | 375 |

(ج) پچھلے پانچ سالوں میں جنگلات کے رقبہ میں کئے گئے اضافہ کی ضلع وار تفصیل ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے

## حکومت پنجاب کی جنگلات کے بارے میں پالیسی و دیگر تفصیلات

*872: چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): کیا وزیر جنگلات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) حکومت پنجاب کی جنگلات کے بارے میں کیا پالیسی ہے اور کب بنائی گئی ہے۔اس پالیسی کو بنانے اور عملدرآمد کرانے کی ذمہ داری کس کی ہے، تفصیلات سے آگاہ فرمائیں؟

(ب) جنگلات کے محکمہ میں کرپشن ختم کرنے کے لئے کیا اقدامات اٹھائے گئے ہیں اور اہداف کیا ہیں؟

(ج) جنگلات کے محکمہ نے ضلع پاک پتن کی نہروں سے کتنے خشک درخت یکم جولائی 2002 سے یکم جولائی 2008 تک بیچے ہیں اور کتنے درختوں کی کٹائی کی گئی ہے اور کتنے خشک درخت ابھی کھڑے ہیں؟

(د) محکمہ جنگلات نے پاکپتن ضلع کی نہروں پاک پتن کینال اور کھادر کینال پر کتنے درخت لگائے ہیں، پاک پتن راجباہ، بہرام پور راجباہ، فیروز پور چشتیاں راجباہ، ملک پور راجباہ، جگا بلوچ راجباہ اور ملیانہ راجباہ پر کتنے درخت خشک کھڑے ہیں، کتنے خشک درختوں کی کٹائی کرتے ہوئے فروخت کیا گیا ہے، ان راجباہوں پر کتنے نئے درخت یکم جولائی 2002 سے 30۔جون 2008 تک لگائے ہیں اور ان میں سے کتنے کامیاب ہوئے ہیں، سالانہ تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر جنگلات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) فاریسٹ ایکٹ 1927 قائم شدہ ہے اس کے مطابق (فاریسٹ گارڈ، بلاک آفیسر، رینج فاریسٹ آفیسر مہتمم جنگلات) عمل کرتے ہیں پالیسی حکومت کی جانب سے بنائی جاتی ہے اور اس پر عملدرآمد کیا جاتا ہے

(ب) جنگلات کے محکمہ سے کرپشن کے خاتمے کے لئے ملازمین کو چیک کرنے کے لئے ٹیمیں تشکیل شدہ ہیں جو ہر شکایت پر پڑتال کر کے رپورٹ کرتے ہیں اور اگر ملازم قصوروار پایا جاتا ہے تو اس کے خلاف محکمانہ قوانین PEEDA 2006 کے تحت کارروائی کی جاتی ہے۔

(ج) محکمہ جنگلات نے ضلع پاکپتن کی انہار سے یکم جولائی 2002 تا یکم جولائی 2008 تک تعدادی 6459 درخت نیلام کے گئے اور ان سے ضلع پاکپتن سے آمدنی مبلغ 17497169 روپے گورنمنٹ کو دی گئی۔ ضلع پاکپتن کی انہار پر تعدادی 10000 درخت خشک کھڑے ہیں جن کی لسٹیں تیار کروائی جارہی ہیں اور گورنمنٹ کی ہدایت کے مطابق نیلام کی جائیں گی۔

(د) دوران سال 2002 تا 2008 جن انہار / سڑکات کے کناروں پر شجرکاری کی گئی ہے ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

| سال | نام نہر | رقبہ (Av. Mile) | شرح کامیابی |
|---|---|---|---|
| 2002-03 | پاکپتن کینال | 28 | 75 |
| 2003-04 | | Nil | |
| 2004-05 | پاکپتن کینال | 67 | 95 |
| 2005-06 | | Nil | |
| 2006-07 | سہاک ڈسٹری | 65 | 95 |
| 2007-08 | | Nil | |

ضلع پاکپتن کی انہار پر 10000 درخت خشک کھڑے ہیں جن کی لسٹیں تیار کروائی جارہی ہیں اور گورنمنٹ کی ہدایت کے مطابق نیلام کی جائیں گی۔

## بہاولپور میں لال سوہانرہ کا رقبہ و دیگر تفصیلات

*960: سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: کیاوزیر جنگلات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) بہاولپور میں واقع لال سوہانرہ کا رقبہ کتنا ہے، سال 2005 سے اب تک کتنے رقبے پر ہر سال شجرکاری کی جاتی رہی ہے، نیز درختوں اور پودوں کی اقسام بھی بتائی جائیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ یہاں پر واقع جھیل کو 44- RD کینال سے پانی فراہم کیا جاتا تھا اور سال 1997 سے محکمہ آبپاشی نے اس کو پانی کی فراہمی بند کر دی ہے جس کے نتیجے میں آبی حیات کے علاوہ Siberia سے ہر سال آنے والی Migratory پرندوں کی تعداد تقریباً ختم ہو چکی ہے؟

(ج) لال سوہانرہ پارک میں تعینات عملے کی تعداد، نام، ولدیت، عرصہ تعیناتی، تنخواہیں اور مراعات کی تفصیلات بیان کی جائیں، نیز سرکاری عملے میں شامل افراد کا تعلق کن اضلاع سے ہے؟

وزیر جنگلات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) لال سوہانرہ پارک کا کل رقبہ 162568 ایکڑ ہے۔سال 2005 سے اب تک 160 ایکڑ رقبہ پر شجرکاری کی گئی ہے۔اب تک شیشم، سمبل، سفیدہ، کیکر وغیرہ کے درخت لگائے گئے ہیں۔

(ب) جھیل کو آر ڈی 29/ڈی بی سے پانی فراہم کیا جاتا ہے-یہ درست ہے کہ سال 1997 سے سال 2008 تک جھیل کو پانی فراہم نہ کیا گیا پانی کی وجہ سے آبی پرندے آتے تھے جن کا آنا بند ہو گیا ہے-اب نومبر 2008 سے پانی کی فراہمی شروع ہوئی ہے جواب تھوڑی مقدار میں پانی فراہم کیا جارہا ہے، اگر اسی طرح پانی فراہم کیا جاتا رہا تو یہ تقریباً عرصہ چھ ماہ میں پورا ہو گا-

(ج) لال سوہانرہ نیشنل پارک میں جو ملازمین کام کر رہے ہیں ان کی تعداد 98 ہے-ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے-

## بہاول پور لال سوہانرہ پارک میں سیاحوں کو سہولیات فراہم کرنے کا مسئلہ

*961: سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: کیا وزیر جنگلات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لال سوہانرہ پارک میں سیاحوں کے آرام اور رہائش / ٹھہرانے کے لئے حکومت نے اب تک کوئی مناسب انتظامات نہیں کئے اور نہ ہی کوئی سہولیات فراہم کی گئی ہیں؟

(ب) کیا حکومت لوگوں میں جنگلی حیات کے تحفظ اور اہمیت کے بارے میں شعور اجاگر کرنے کے لئے کسی ایسی تجویز یا منصوبے پر غور کر رہی ہے جس کے تحت لوگ رضاکارانہ طور پر لال سوہانرہ میں شجرکاری کی مہم میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں اور ماحول کے تحفظ میں حکومت کی مدد کریں اور اپنے نام یا اپنے کنبے کے کسی فرد کے نام پر درخت لگائیں؟

وزیر جنگلات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) یہ درست ہے کہ لال سوہانرہ نیشنل پارک میں سیاحوں کے آرام اور رہائش / ٹھہرانے کے لئے حکومت نے اب تک کوئی مناسب انتظام نہیں کیا-حکومت نے لال سوہانرہ نیشنل پارک میں برجی نمبر 50-آر ڈی پر چار کمروں کا ریسٹ ہاؤس بنایا ہوا ہے-دو کمرے پرانے اور دو نئے کمرے سال دسمبر 1989 میں تعمیر کئے گئے ہیں جو کہ کافی ہیں-

(ب) حکومت نے لوگوں میں جنگلی حیات کے تحفظ اور اہمیت کے بارے میں شعور اجاگر کرنے کے لئے الگ محکمہ وائلڈ لائف بنایا ہوا ہے-جس نے لوگوں میں جنگلی حیات کے تحفظ کے لئے کئی اقدامات کئے مثلاً سارے محکمہ میں عملہ اور گاڑیاں فراہم کرنا اور قانون شکنی کرنے

والے افراد کے خلاف کارروائی کرنا شامل ہیں۔اس طرح محکمہ جنگلات میں پبلسٹی ونگ قائم کرنا جس کا کام ہی صرف یہ ہے کہ لوگوں میں درختوں کی حفاظت اور اہمیت کے بارے میں شعور اجاگر کیا جائے۔

## ریشم کے کیڑے پالنے کی صنعت کی حوصلہ افزائی کے اقدامات

*1115: چوہدری ظہیر الدین خان: کیا وزیر جنگلات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) چھانگا مانگا کے جنگلات میں ریشم کے کیڑے پالنے کی صنعت کی حوصلہ افزائی کے لئے کیا اقدامات کئے جارہے ہیں؟

(ب) اس وقت ریشم کے کیڑوں کے انڈوں اور کیڑوں کے حصول کا کیا انتظام ہے، کیڑوں کی سالانہ پیداوار کیا ہے،ان کی تقسیم کیڑے پالنے والوں کو کن قواعد وضوابط کے مطابق ہوتی ہے، شہتوت کے پتوں کے پرمٹ کن شرائط پر دیئے جاتے ہیں اور اندازاً کتنا سالانہ ریشم حاصل ہوتا ہے؟

وزیر جنگلات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) چھانگا مانگا کے جنگلات میں دیسی توت کے زیر کاشت رقبہ 1500 ایکڑ ہے۔موسم بہار کے شروع ہونے پر 300 پیکٹ سلک سیڈ محکمہ جنگلات ارزاں نرخ پر اور نجی سیکٹر سے تقریباً 1000 پیکٹ سلک سیڈ اس صنعت سے وابستہ لوگوں کو مہیا کئے جاتے ہیں۔اس سے تقریباً 32 میٹرک ٹن سلک کوکون پیدا ہوتا ہے۔مزید برآں چھانگا مانگا جنگلات میں ریشم کی صنعت کو ترقی دینے کے لئے ایک منصوبہ کے تحت 100 ایکڑ رقبہ پر اور نجی زمینوں کے 200 ایکڑ رقبہ پر توت کی شجرکاری کرنے کا پروگرام ہے۔توت کی شجرکاری کے فروغ کے لئے زمینداروں کو ہر سال محکمہ جنگلات پودہ جات توت مہیا کرتا ہے۔ان اقدامات سے سلک کوکون کی پیداوار میں مزید 20 میٹرک ٹن اضافہ ہوگا۔

(ب) اس وقت گورنمنٹ سیکٹر میں 300 پیکٹ سلک سیڈ پیدا کیا جاتا ہے اور اس صنعت سے وابستہ لوگوں کو فی پیکٹ 165 روپے میں مہیا کیا جاتا ہے۔ایک پیکٹ میں 20 ہزار انڈے ہوتے ہیں جس سے 20-25 کلوگرام سلک کوکون حاصل ہوتا ہے۔کیڑوں کے انڈوں کی سالانہ پیداوار آئندہ سال 2009 کے لئے تین ہزار پیکٹ کا ہدف مقرر ہے۔توت کے پتوں

کے پرمٹ کیڑے پالنے والے لوگوں کو-/150 روپے فی پرمٹ کے حساب سے مہیا کئے جاتے ہیں-توت کے پتوں کے پرمٹ کی شرائط مندرجہ ذیل ہیں-

شرائط برائے پرمٹ پتا توت

1- جنگل میں مجاز اتھارٹی کے جاری کردہ پرمٹ کے بغیر داخلہ منع ہے-

2- توت کے رقبہ میں کلہاڑی، آری یا لکڑی کو نقصان دینے والا آلہ لے کر جانا منع ہے نیز توت کے پتے ہاتھوں سے توڑے جائیں گے-

3- جنگل میں آگ لے جانا، آگ جلانا اور دیا سلائی رکھنا منع ہے-

4- جنگل میں کسی قسم کی پیداوار، خار دار تار یا دیگر املاک کو نقصان پہنچانا جرم ہے-

5- یہ پرمٹ محکمہ جنگلات کے اہلکاران /آفسران کو دوران معائنہ جنگل ملاحظہ کے لئے پیش کرنا ہوگا-

6- غروب آفتاب سے طلوع آفتاب تک جنگل میں جانا اور اس دوران پتے توڑنا منع ہے-

7- یہ پرمٹ ناقابل انتقال ہے اور کوئی دوسرا شخص اس کو استعمال نہیں کر سکتا-

8- مندرجہ بالا شرائط کی خلاف ورزی کی صورت میں محکمہ کے قواعد کے مطابق قانونی کارروائی کی جائے گی-

ریشم پیداوار

سابقہ سال 2007-08 میں سرکاری سطح پر 300 پیکٹ سلک سیڈ کی پرورش ہوئی اور 7500 کلو گرام ریشم پیدا ہوا-آئندہ سال 2009-10 میں 3000 پیکٹ سلک سیڈ کی پرورش کا ہدف مقرر ہے اور اندازاً 75000 کلو گرام ریشم پیدا ہوگا-

## ریشم کے کیڑوں کی پرورش کے لئے اٹھائے گئے اقدامات کی تفصیلات

*1117: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر جنگلات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا ریشم کے کیڑوں کی پرورش کے لئے ترقیاتی پروگرام کے تحت 100-ایکڑ اور غیر ترقیاتی پروگرام کے تحت 200 ایکڑ رقبہ پر شہتوت کی کاشت کاری کا منصوبہ منظور ہو چکا ہے، اگر

ہاں تو اس کی تفصیل اگر نہیں تو کس مرحلہ پر ہے اور منظوری میں کیا امر مانع ہے اگر منظوری ہو چکی ہے تو کیا ضروری فنڈز مہیا کر دیئے گئے ہیں؟

(ب) جز(الف) میں بیان کردہ منصوبہ کی تکمیل کے نتیجہ میں مزید کتنے افراد کیڑوں کی پرورش کے ذریعے روزگار حاصل کر سکیں گے؟

(ج) اوسطاً سالانہ ریشم کی پیداوار کتنی ہے اور جدید تحقیق کی روشنی میں اس کو بڑھانے کے لئے کیا اقدامات کئے گئے ہیں؟

وزیر جنگلات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) ریشم کے کیڑوں کی پرورش کے لئے ترقیاتی پروگرام کے تحت 300 ایکڑ سرکاری رقبہ جات پر اور 1000 ایکڑ پرائیویٹ رقبہ جات پر توت کی کاشت کاری کا منصوبہ منظور ہو چکا ہے اور اس منصوبہ کے لئے فنڈز بھی مہیا کئے جا چکے ہیں۔

(ب) 1300 ایکڑ رقبہ پر توت کی شجرکاری کے بعد تقریباً 3000 افراد ریشمی کیڑوں کی پرورش کے ذریعے روزگار حاصل کر سکیں گے۔

(ج) گزشتہ سال 08-2007 میں 300 پیکٹ سلک سیڈ کی پرورش ہوئی ہے جس سے 7500 کلوگرام ریشم پیدا ہوا اب محکمہ کے شعبہ تحقیقات برائے ریشم سازی کے ماہرین نے ریشم کے کیڑوں کی مختلف اقسام پر کام کیا ہے ریشمی کیڑوں پر تحقیقات کے لئے مری اور جوہر آباد میں جدید طرز کی تجربہ گاہیں جو کہ مطلوبہ سائنسی سامان سے آراستہ ہیں تعمیر کر لی گئی ہیں اور اس سال تحقیقاتی کام کا آغاز کر دیا گیا ہے یہ شعبہ جدید تحقیق کے اقدامات کو مدنظر رکھتے ہوئے آئندہ سال 3000 پیکٹ سلک سیڈ تیار کرے گا جس سے ریشم کی سالانہ پیداوار 75000 کلوگرام ہو جائے گی۔

## بہاولپور، بہاولنگر اور رحیم یار خان میں کتنے ایکڑ جنگلات لگایا گیا و دیگر تفصیلات

*1118: چودھری عبداللہ یوسف: کیا وزیر جنگلات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) 2001 سے آج تک بہاولپور، بہاولنگر اور رحیم یار خان میں کتنے ایکڑ پر جنگل کہاں کہاں لگایا گیا ہے؟

(ب) ان جنگلوں میں اس عرصہ کے دوران کون کون سے درخت لگائے گئے اور ان پر کتنی رقم خرچ ہوئی ہے؟

(ج) ان اضلاع میں ان جنگلوں کی نگرانی کے لئے تعینات ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ، ولدیت اور موجودہ عرصہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) ان ملازمین پر 2001 سے آج تک حکومت نے کتنی رقم کس کس مد پر خرچ کی؟

(ہ) اس عرصہ کے دوران حکومت نے ان جنگلات سے کتنی آمدنی حاصل کی ہے اور کس کس مد سے حاصل کی ہے؟

(و) اس عرصہ کے دوران جنگلات سے کتنی لکڑی کس کس قسم کی اور کس کس جگہ سے چوری ہوئی اور کتنے چور پکڑے گئے اور ان سے کتنا جرمانہ وصول ہوا؟

(ز) اس عرصہ میں کتنے سرکاری ملازمین لکڑی چوری کرتے ہوئے پکڑے گئے، ان کے نام، عہدہ، گریڈ، موجودہ تعیناتی اور ان کے خلاف جو کارروائی کی گئی، اس کی تفصیل بتائی جائے؟

وزیر جنگلات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) ڈویژن وائز تفصیل درج ذیل ہے:-

بہاولپور فارسٹ ڈویژن میں سال 2001 سے آج تک 252 ایکڑ رقبہ پر جنگل لگایا گیا ہے-

بہاولنگر فارسٹ ڈویژن میں کوئی پلانٹیشن نہ ہے-

لال سوہانرہ نیشنل پارک میں سال 2001 سے آج تک 660 ایکڑ رقبہ پر جنگل لگایا گیا ہے-

یہ جنگل لاڈم سر-1 اور لاڈم سر-11 کے علاقہ میں لگایا گیا ہے-

رحیم یار خان فارسٹ ڈویژن میں سال 2001 سے آج تک 1423.45 ایکڑ رقبہ پر جنگل لگایا گیا ہے-یہ جنگل عباسیہ ذخیرہ، قاسم والا ذخیرہ، ولہار ذخیرہ اور عباسیہ ون ویل ذخیرہ کے علاقہ میں لگایا گیا-

(ب) بہاولپور فارسٹ ڈویژن میں سال 2001 سے اب تک شیشم، کیکر اور سفیدہ وغیرہ کے درخت لگائے گئے ہیں-ان جنگلوں میں مبلغ-/5221717 روپے خرچ ہوئے ہیں-

بہاول نگر فارسٹ ڈویژن میں کوئی پلانٹیشن نہ ہے-

لال سوہانرہ نیشنل پارک میں سال 2001 سے اب تک شیشم، سمبل، سفیدہ اور کیکر وغیرہ کے درخت لگائے گئے ہیں۔اس جنگل کے لگانے پر اب تک مبلغ-/3792000 روپے خرچ ہوئے ہیں۔

رحیم یار خان فارسٹ ڈویژن میں سال 2001 سے اب تک شیشم، فراش، کیکر اور سفیدہ وغیرہ کے درخت لگائے گئے ہیں۔ان جنگلوں میں مبلغ -/6791725 روپے خرچ ہوئے ہیں۔

(ج) بہاولپور فارسٹ ڈویژن میں جن اہلکاروں کی تعیناتی کی گئی ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) حکومت نے بہاولپور کے متعلقہ ملازمین پر تنخواہوں کی مد میں-/44053922 روپے خرچ کئے ہیں۔ حکومت نے بہاولنگر کے متعلقہ ملازمین پر تنخواہوں کی مد میں -/1513726 روپے خرچ کئے ہیں۔حکومت نے لال سوہانرہ نیشنل پارک کے متعلقہ ملازمین پر تنخواہوں کی مد میں-/10305557 روپے خرچ کئے ہیں۔

حکومت نے رحیم یار خان کے متعلقہ ملازمین پر تنخواہوں کی مد میں-/17220364 روپے خرچ کئے ہیں۔

(ہ) سال 2001 سے آج تک کی ڈویژن وائز حاصل شدہ آمدنی کی تفصیل درج ذیل ہے:

| نام ڈویژن | ٹمبر | بالن | متفرق | میزان |
|---|---|---|---|---|
| بہاولپور | 9271642روپے | 12963758روپے | 825686روپے | 106509506روپے |
| لال سوہانرہ نیشنل پارک | 83343579روپے | 13593799روپے | 21044037روپے | 117981415روپے |
| رحیم یار خان | 17880813روپے | 34715252روپے | 5566201روپے | 58162266روپے |

بہاولنگر فارسٹ ڈویژن نے عوضانہ / جرمانہ لکڑی چوری کی مد سے مبلغ-/750300 روپے ملزمان سے وصول کئے ہیں نیز بہاولنگر فارسٹ ڈویژن کے پاس صرف قدرتی (خودرو) ذخیرہ ہے۔اس میں محکمانہ کٹائی نہ ہو سکتی ہے اور نہ ہی لکڑی فروخت ہو سکتی ہے۔

## ضلع راولپنڈی میں جنگلات کے رقبہ کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1394: جناب یاسر رضا ملک: کیا وزیر جنگلات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع راولپنڈی میں محکمہ جنگلات کا کل رقبہ کتنا اور کس کس جگہ ہے؟

(ب) کتنے رقبہ پر جنگل ہے اور کتنا غیر آباد ہے؟

(ج) کتنا رقبہ ناجائز قابضین کے پاس ہے ان کے نام و پتاجات اور رقبہ کی تفصیل بتائیں؟

(د) یکم جنوری 2006 سے آج تک راولپنڈی ضلع میں لکڑی چوری کے کتنے مقدمات درج ہوئے، جن کے خلاف درج ہوئے ان کے نام و پتاجات بتائیں؟

وزیر جنگلات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) ضلع راولپنڈی میں زیر انتظام جنگلات کا کل رقبہ 148237 ایکڑ ہے جو کہ تحصیل مری، کوٹلی ستیاں کہوٹہ، گوجر خان، ٹیکسلا اور راولپنڈی کے علاقے میں ہے

(ب) 130646 ایکڑ رقبے پر جنگلات موجود ہیں جبکہ تقریباً 17591 ایکڑ خالی ہے

(ج) تفصیل رقبہ ضلع راولپنڈی ناجائز قابضین درج ذیل ہے

مری فاریسٹ ڈویژن کی حدود میں تقریباً 6436 کنال رقبہ پر تقریباً 1070 اشخاص ناجائز طور پر قابض ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

مری فاریسٹ ڈویژن

| | | | |
|---|---|---|---|
| 1 | میونسپل فاریسٹ رینج | 494 اشخاص | 1560.0 کنال |
| 2 | لوئر ٹوپہ ڈویژن | 233 اشخاص | 971.0 کنال |
| 3 | گھوڑا گلی سب ڈویژن | 197 اشخاص | 1838-08 کنال |
| 4 | سہر بگلہ سب ڈویژن | 91 اشخاص | 253-04 کنال |
| 5 | تریٹ سب ڈویژن | 55 اشخاص | 1813-08 کنال |
| 6 | کل میزان | 1070 اشخاص | 6436-0 کنال |

راولپنڈی حلقہ جنوبی فاریسٹ ڈویژن

ایک عدد پلاٹ رقبہ تقریباً 16 مرلے ہے اور ایک عدد سرکاری کوارٹر واقع بہارہ کہو شہر پر ناجائز قبضہ کیا گیا ہے یہ قبضہ عرصہ دراز پہلے کا ہے ملزمان کے خلاف ایف آئی آر نمبر 124 مورخہ 9-5-2008 کو تھانہ بہارہ کہو میں درج کرا دی گئی ہے اور متعلقہ عدالت میں

کیس زیر سماعت ہے اور محکمہ ہذا اس جگہ کو خالی کرانے کے لئے بھرپور قانونی کوشش کر رہا ہے۔

(د) یکم جنوری 2006 سے لے کر 29-6-2008 تک لکڑی چوری کے 33 مقدمات محکمہ پولیس میں درج کروائے گئے ہیں جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

## ڈی ایف او بہاولپور کے دفتر کے قریب سے گزرنے والی سڑک کھولنے کا مسئلہ

*1406: حاجی ذوالفقار علی: کیا وزیر جنگلات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈی ایف او بہاولپور کے دفتر کے قریب سے عرصہ دراز سے سڑک گزر رہی تھی، جس سے بہاولپور کے سینکڑوں لوگ مستفید ہو رہے تھے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ راستہ بند کر دیا ہے؟

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو یہ راستہ کس بنا پر اور کس کے کہنے پر کس نے بند کیا ہے؟

(د) کیا حکومت مذکورہ راستہ عوام کی سہولت کے لئے کھولنے اور راستہ بند کرنے والوں کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر جنگلات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) اس ضمن میں تحریر ہے کہ محکمہ جنگلات نے مذکورہ زمین 1958-59 میں پنجاب فاریسٹ سکول بہاولپور کے لئے خرید کی تھی جس کا رقبہ 148 کنال 7 مرلہ ہے۔ جس پر محکمہ جنگلات قابض و مالک ہے۔ فیض آباد کالونی اور دوسری پرائیویٹ کالونیاں 1990-91 میں وجود میں آئیں اور اس وقت سے اس میں رہائشی لوگ ناجائز اور غیر قانونی راستہ نکالنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ 1993 میں ان لوگوں نے ناجائز طور پر راستہ نکالنے کی کوشش کی۔ جس پر ان کے خلاف ایک ایف آئی آر محکمہ جنگلات کی طرف سے تھانہ بغداد الجدید میں درج کروائی گئی تھی۔ یہی لوگ اس مسئلہ کو ریونیو کورٹ، سول اور سیشن کورٹ میں بھی لے گئے تھے۔ جہاں سے فیصلے ان کے خلاف ہو چکے ہیں اور

محکمہ کا مؤقف درست تسلیم کیا جاچکا ہے۔ موقع پر چار دیواری تعمیر شدہ ہے اور کسی راستہ کا وجود نہ ہے۔

(ب) عدالتی فیصلے محکمہ جنگلات کے حق میں ہونے کے بعد سے یہ راستہ ہمیشہ کے لئے بند کر دیا گیا تھا۔

(ج) (الف) اور (ب) جز میں اس کا جواب درج ہے۔

(د) درج بالا حقائق کی روشنی میں حکومتی مؤقف (محکمہ جنگلات پنجاب) واضح ہے لہذا کسی مزید کارروائی کی ضرورت نہ ہے۔

## جنگلات ایکٹ کے تحت جرمانوں کی تفصیلات

*1625: **ملک محمد جاوید اقبال اعوان**: کیا وزیر جنگلات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پاکستان کے قیام پر جنگلات ایکٹ پاس کیا گیا اور لکڑی چوری کے جرمانے مقرر کئے گئے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ 61 سال کا عرصہ گزر جانے کے بعد لکڑی کی قیمت میں کئی گنا اضافہ ہو گیا ہے مگر ان جرمانوں میں کوئی ردوبدل نہیں کیا گیا ہے؟

(ج) کیا حکومت اس قانون کو موجودہ حالات کے مطابق بنانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

**وزیر جنگلات (ملک محمد اقبال چنڑ):**

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے کیونکہ محکمہ جنگلات حالات کے مطابق ان جرمانوں میں اضافہ کرتا رہا ہے۔

(ج) حکومت پنجاب نے مذکورہ قانون میں جرمانے اور چوری روکنے کے حوالے سے ترمیمی ایکٹ مجریہ 2008 پنجاب اسمبلی کو پیش کر دیا ہے۔ جس کا مسودہ حتمی منظوری کے لئے محکمہ قانون کے پاس بھیج دیا گیا ہے اور امید واثق ہے کہ اگلے اجلاس تک یہ مسودہ مقننہ کی منظوری کے لئے پیش کر دیا جائے گا۔

## ملتان کے جنگلات کی تفصیلات

*1630: محترمہ نرگس پروین اعوان: کیا وزیر جنگلات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع ملتان میں محکمہ جنگلات کا کتنا رقبہ کس کس جگہ ہے؟

(ب) کتنے رقبہ پر جنگل ہے اور کتنا رقبہ غیر آباد بنجر پڑا ہے؟

(ج) مالی سال 07-2006 اور 08-2007 کے دوران اس ضلع میں کتنی مالیت سے شجرکاری کی گئی اور کون کون سے درخت کس کس جگہ لگائے گئے؟

(د) مذکورہ عرصہ میں اس ضلع سے محکمہ ہذا کو کتنی آمدن کس کس مد سے ہوئی؟

(ہ) اس ضلع میں محکمہ ہذا کے کتنے دفاتر کس کس جگہ کام کر رہے ہیں؟

وزیر جنگلات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) ضلع ملتان میں محکمہ جنگلات کا کوئی رقبہ نہ ہے۔

(ب) چونکہ ضلع ملتان میں محکمہ جنگلات کا کوئی رقبہ ہی نہ ہے اس لئے کوئی رقبہ غیر آباد بنجر بھی نہ ہے۔

(ج) مالی سال 07-2006 کے دوران ضلع ملتان میں کوئی شجرکاری نہ ہوئی ہے جبکہ 08-2007 کے دوران مسٹر انور علی کے رقبہ چک نمبر 21/ایم آر، دنیاپور روڈ ملتان میں 25 ایکڑ رقبہ پر 18150 کیکر کے پودے لگائے گئے جن پر -/345000 روپے خرچ ہوئے۔

(د) مالی سال 07-2006 میں ضلع ملتان میں کوئی آمدن نہ ہوئی جبکہ مالی سال 08-2007 کے دوران مختلف اقسام کے پودہ جات کی نرسری کی فروخت سے مبلغ -/8000 روپے کی آمدن ہوئی۔

(ہ) ضلع ملتان میں ناظم اعلیٰ جنگلات جنوبی زون ملتان، ناظم جنگلات رابطہ سرکل ملتان، مہتمم جنگلات ملتان، نائب مہتمم جنگلات ملتان اور امین جنگلات شجاع آباد کے دفاتر فارسٹ کمپلیکس میں موجود ہیں۔

## پوائنٹ آف آرڈر
## صوبہ میں ملٹی نیشنل کمپنیوں کی جانب سے ناقص اور مضر صحت اشیاء کی فروخت

محترمہ عارفہ خالد پرویز: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ عارفہ خالد!

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! میرے پاس یہ Mountain Dew کی بوتل ہے جو مجھے کسی نے دی ہے، اس کے اندر ایک wrapper packed ہے۔ افسوس کی بات ہے کہ اس وقت بہت سی franchise ہمارے ملک میں جال پھیلا کر کام کر رہی ہیں۔ ہمارے بچے اور ہمارے لوگ زیادہ تر franchise کی products اس لئے use کرتے ہیں کہ یہ reliable سمجھی جاتی ہیں۔ اگر ان کی یہ reliability ہے even کہ اگر یہ جعلی بوتل ہے تو اس کے اندر جو wrapper packed ہے میرے خیال میں یہ ہمارے لئے بے انتہا concern کا معاملہ ہے۔ کیا اس کو wash کئے بغیر pack کیا گیا ہے؟ اس کی کیا reason ہے کہ اتنا بڑا wrapper اس کے اندر کیسے رہ سکتا ہے؟ میری دوسری بات یہ تھی کہ اس کے بارے میں آپ ضروری ایکشن لیں بلکہ آپ کوئی ایسی کمیٹی بنائیں جو ان تمام franchise کا چونکہ ان کی کوئی transparency نہیں ہے ان کے بارے میں معائنہ کرے اور دیکھے کہ یہ لوگ اس طرح کا کام ہمارے ملک میں کیوں کرتے ہیں؟

جناب والا! developed countries میں یہ چیز نہیں ہو سکتی، یہ صرف under developed countries میں wrappers نکلتے ہیں۔ میں نے آج تک نہیں سنا کہ کسی دوسری جگہ پر اس طرح کے wrappers ان کے اندر سے نکلے ہوں۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس بوتل پر کوئی چیز نہیں لکھی گئی، نہ اس کی کوئی information دکانوں میں دی جاتی ہے کہ اس میں کیا Caffeine level ہے؟ کیونکہ Mountain Dew میں باقی cold drink کی نسبت بہت زیادہ Caffeine ہوتی ہے۔ ہمارے بچے اور ہمارے لوگ اس کو بہت زیادہ استعمال کرتے ہیں۔ آپ اس بوتل کو دیکھیں آپ کو دور ہی سے نظر آئے گا کہ: There is a toffee wrapper packed in it۔ یہ بڑے concern کی بات ہے کہ یہ franchise اس طرح کے کام ہمارے

ملک میں کر رہی ہیں۔آپ جسے کہتے ہیں میں یہ بوتل اس کو دے دیتی ہوں اس پر آپ ضروری ایکشن لے لیجئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے آپ کی بات follow نہیں کی۔اس کے اندر کیا ہے؟

محترمہ عارفہ خالد: یہ wrapper concealed ہے لیکن there is something۔یہ سپیکر صاحب کو دکھائیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب!آپ اسی بات پر بات کرنا چاہتے ہیں؟

شیخ علاؤالدین: نہیں، یہ بات نہیں ہے۔میں نے اپنی الگ بات کرنی ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: انہوں نے جو بوتل دکھائی ہے میری بھی پسندیدہ ہے۔میں سمجھتی ہوں کہ یہ جو چھوٹی چھوٹی فیکٹریاں گھروں میں لگی ہوئی ہیں may be possible کسی نے گھر میں یہ جعلی پیکنگ کی ہو اور اس کو بنا کر مارکیٹ میں لے آیا ہو۔اتنی بڑی کمپنی ایسے نہیں کر سکتی اور میرا خیال ہے کہ میں بھی یہ بوتل پیتی ہوں،آئندہ سے میں بھی پرہیز کروں گی لیکن اس پر غور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، حسن مرتضیٰ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: یہ Dew والوں نے کوئی انعامی سکیم شروع کی ہو گی، شاید یہ کوپن ہو؟اسے پہلے چیک کر لیں اگر یہ کوپن ہو تو دیکھیں!کہیں عمرے کا ٹکٹ نہ نکل آئے۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: اگر یہ جعلی بوتل بھی ہے تو جب اتنی بڑی franchise یہاں پر آتی ہیں تو وہ اس کی care کے لئے کیا کرتی ہیں؟ NGOs کا word بھی ہم یہاں پر use کرتے ہیں اور franchise کا بھی کرتے ہیں تو ان کی transparency کیا ہے؟بوتل میں ریپر آنا یہ چھوٹی بات نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، آپ نے یہاں پر بڑا important point raise کیا ہے اور میرے خیال میں فوڈ منسٹر یہاں پر موجود ہیں اور جو Punjab Pure Food Ordinance ہے۔۔۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جی۔ اس سلسلے میں آپ ان سے مل لیجئے گا اور بیٹھ کر اس پر بات کریں اور اگر اس پر کوئی چیز یا کمیٹی بنانی پڑے تو آپ inform کریں۔ پھر اس کو دیکھ لیتے ہیں۔ شکریہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ بڑا معزز ایوان ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس صوبے میں جتنے بھی اور institutions ہیں اُن سب میں سے یہ ایوان معزز ہے۔ اس کے کچھ rules ہیں اور کچھ روایات ہیں تو یہ محترمہ جو ہاؤس میں یہ بوتل لے کر آئی ہیں اور یہ انہوں نے آپ کو پیش کی ہے تو کیا یہ rules کے مطابق ہے؟ کیا اس طرح کے معاملات چیئر پر اس طرح سے نوٹس میں لائے جا سکتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: راناصاحب! اس میں precedents already موجود ہیں اور میرا خیال ہے کہ یہ جو عوامی نمائندے ہیں ان کا حق ہے کہ اگر وہ کوئی چیز دیکھتے ہیں اور اگر وہ دیکھتے ہیں کہ اس کے اندر cover نہیں ہو رہا تو اس ہاؤس پر بھی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اس کو watch کرے اور watch کر کے اگر کہیں پر کوئی چیز نکلتی ہے تو House as a custodian of the میں بالکل یہ سمجھتا ہوں کہ ہم نے پنجاب کے عوام کی صحت کا خیال رکھنا ہے اور اگر اس طرح کی کوئی چیز سامنے آتی ہے تو we have to look into it.

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! ابھی آپ نے میرے ذمہ یہ کام لگایا ہے، گو یہ فوڈ سے related نہیں ہے یہ industrial department سے related ہے لیکن چونکہ آپ نے ہاؤس میں میری ڈیوٹی لگائی ہے تو انشاء اللہ میں اس پر پوری انکوائری کر کے آپ کو رپورٹ پیش کروں گا۔ Thank you sir

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ نے اس کی رپورٹ اس ہاؤس کے اندر پیش کرنی ہے۔ شکریہ

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! ہمارے چھوٹے بڑے شہروں میں یہ beverage فیکٹریاں لگی ہوئی ہیں اور وہ چھوٹی مشینیں لگا کر اپنی دو نمبر بلکہ چار نمبر بوتلیں تیار کر رہے ہیں تو اس کے ساتھ اس کو بھی شامل کر لیا جائے کہ ان پر بھی پابندی لگائی جائے اور جو کمپنیاں

pure food تیار کرتی ہیں، beverage تیار کرتی ہیں صرف ان کو permission ہو۔ جو دو نمبر مال تیار کر رہی ہیں اس پر فوری طور پر پابندی لگائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ میں نے already refer کر دیا ہے اور آپ فوڈ منسٹر صاحب کے ساتھ بیٹھ جائیں اور اس پر بات کر لیں۔ جی، ہراج صاحب!

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! یہ جو آپ نے briefing دی ہے کہ اس معزز ایوان میں بوتل پیش کرنا مناسب ہے تو میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا ہم اس طرح کے events کو ایک out of turn call attention notice کی طرح treat کریں یا suo moto action کی طرح لیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک بڑا important matter ہے جس کی یہاں پر نشاندہی ہوئی ہے۔ آج کل جو بیماریاں ہیں اگر آپ surveys پڑھیں تو جو adulteration ہے، this is the major cause. جو عوام کی صحت اور عوام کی بیماریوں کی وجہ بن رہی ہے and frankly speaking کہ اس طرح کی جو ملٹی نیشنل کمپنیاں ہیں جو بہت زیادہ profit لے رہی ہیں اور اگر وہ کوالٹی maintain نہیں کریں گی تو پھر کون کرے گا؟ اس پر آپ دیکھیں گے، میں تو سمجھتا ہوں کہ جو چیز ہاؤس کے سامنے point out کی گئی ہے don't make it a habit but the thing is کہ ایک چیز سامنے آئی ہے اس پر ہم نے ایکشن لینا ہے۔ .that's it جی، نوانی صاحب!

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! مجھے نہایت ہی حیرانگی ہو رہی ہے کہ جو محترمہ نے پوائنٹ آف آرڈر لیا ہے اور اس پر انہوں نے نشاندہی کی ہے، میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس ہاؤس کی سب سے بڑی ذمہ داری ہے کہ جو یہاں ملاوٹ ہے، ادویات میں ہو، کھانے پینے کی چیزوں میں ہو، اگر کسی بھی دوست کے نوٹس میں کوئی بات آتی ہے اگر وہ اس فورم پر point out نہیں کر سکتا یا نہیں کرتا تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ سب سے بڑی بد دیانتی کرتا ہے اور آپ نے جو حکم صادر فرمایا ہے، آپ نے بھی اس کا صحیح نوٹس لیا ہے اور آپ نے جو as a custodian of the House اس کا نوٹس لیا ہے اور کہا ہے کہ اس کے پورے ٹیسٹ کرا کے، اس کی پوری چھان بین کرا کے اس کی رپورٹ ہاؤس کے سامنے پیش کی جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ سب سے بڑی ذمہ داری ہے اور اگر اس کو کوئی rules and procedure میں لے کر جاتا ہے یا کسی اور جگہ پر لے کر جانا

چاہے تو پھر بھی زیادتی ہے تو میری یہ تمام دوستوں سے اپیل ہے کہ ہماری یہ ذمہ داری ہے کہ اس صوبے کی عوام کو، اس میں جو بھی کھانے پینے کی چیزیں ہیں، ادویات ہیں اس میں ملاوٹ ہمیں روکنی چاہئے اور ان کو نہیں کرنے دینا چاہئے اور ان کو پینے کا پانی اور کھانے پینے کی چیزیں صاف ملنی چاہئیں۔ یہ گورنمنٹ کی بھی ذمہ داری ہے اور اس ہاؤس میں بیٹھے ہوئے تمام ممبران جو جس طرف بھی بیٹھے ہیں ان کی ذمہ داری ہے۔

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پہلے منسٹر صاحب بات کر لیں۔ پھر میں آپ کو floor دیتا ہوں۔

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! میں بڑی مختصر سی بات کرنا چاہتا ہوں۔۔۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر!۔۔۔

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! ہمارے علاقے میں پینے کا صاف پانی نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ جو آپ کے اپنے matters ہیں اس کے لئے ایک کمیٹی ہے۔ آپ سپیکر چیمبر میں آ کر بات کر لیں۔ پلیز بیٹھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں آپ کی خدمت میں اور جو معزز دوستوں نے بات کی ہے ان کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اس بات پر تو کوئی اعتراض نہیں کر سکتا اور اس میں کوئی دوسری رائے نہیں ہو سکتی کہ یہاں پر کسی بھی معاملے کی نشاندہی کرنا معزز ممبران کا حق ہے بلکہ حق سے زیادہ میں کہوں گا کہ ان کی ذمہ داری ہے لیکن اس کے لئے ایک طریق کار ہوتا ہے، اس کے لئے ہماری روایات ہیں، اس کے لئے rules کے علاوہ بھی کچھ روایات ہیں۔ اب یہاں پر کوئی چیز لانا، اس کو پیش کرنا، اب کل کو کوئی اپوزیشن ممبر آٹے کی بوری اُٹھا کر لے آئے گا کہ اس میں کیڑے چل رہے ہیں یا کوئی پانی کا ٹینک اٹھا کر لے آئے گا تو پھر ان کو کس طرح سے روکا جائے گا؟ وہ کہیں گے کہ اگر بوتل اندر آ سکتی ہے تو یہ آٹے کی بوری بھی آ سکتی ہے تو میرے کہنے کا مقصد صرف یہی ہے کہ واقعی یہ جو کھانے پینے کی چیزوں میں ملاوٹ ہے یہ اس وقت ہمارے صوبے کا سب سے بڑا مسئلہ ہے، اس کے اوپر میں سمجھتا ہوں کہ بے شک ایک دن مختص کیا جائے اور اس کے اوپر یہ معزز ممبر discussion کریں، معزز ہاؤس بات کرے، اس کے بعد consensus

کے ساتھ اس کا جو بھی طریق کار سامنے آئے اس چیز کو روکنا چاہئے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ہاؤس کے اندر جو طریق کار ہے اس کو ملحوظ خاطر رکھنا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بالکل صحیح بات ہے۔ جی، نوانی صاحب! آپ بات کریں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! آپ اس ہاؤس کی پچھلے بیس، تیس سال کی کارروائی دیکھ لیں اور اس میں اس ہاؤس کی tradition دیکھ لیں، اس کی روایات دیکھ لیں۔ جب بھی کوئی ایمرجنسی یا urgent کام ہوتا ہے اس کو پوائنٹ آف آرڈر پر raise کرکے اس پر چیئر decision بھی دیتی رہی ہے اور اس پر decision بھی ہوتے رہے ہیں۔ اس میں اگر اس بوتل کو rules and procedure میں لے کر جایا جائے تو اتنی دیر میں تو یہ بوتل ویسے ہی ٹوٹ جائے گی تو محترمہ نے جو طریق کار اپنایا اس کا یہی طریق کار ہے کہ ایک بوتل ہے، جس میں خدشہ ہے کہ اس کے اندر کوئی چیز ہے تو اس کو protect کرنے کے لئے محترمہ کو دو دن لگ جائیں گے۔ وہ کہاں اس کو protect کریں؟ تحریک التوائے کار میں لے کر آئیں، کس چیز میں لے کر آئیں؟ اس کا ذریعہ ہی یہ ہے۔ پوائنٹ آف آرڈر اسی لئے رکھا گیا ہے کہ جو important issues ہوں وہ before the Chair رکھے جائیں اور اس پر decision ہوں اور یہی طریق کار ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، مہربانی۔ محترمہ آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں یہ سمجھتی ہوں کہ معزز ممبران اتنے responsible ہیں اور اتنی عوام کی نمائندگی کر رہے ہیں کہ میرا انہیں خیال کہ وہ کوئی اگر بوتل لے آتے ہیں یا کوئی آٹا کا توڑا اٹھا لاتے ہیں تو وہ عوام کی فلاح و بہبود، ان کی نمائندگی اور ان اشیاء کی خرابی کی نشاندہی کے لئے لے کر آتے ہیں، اس لئے میں نہیں سمجھتی کہ اس میں کوئی مضحکہ ہے اور وہ کوئی غیر ذمہ داری والی ایسی حرکت کریں گے۔

جناب سپیکر! دوسری بات میں آپ کو یہ بتانا چاہتی ہوں کہ جب ہم اسمبلی میں آتے ہیں تو اجلاس کا ایجنڈا کم از کم 24 گھنٹے پہلے ہمیں deliver کر دیا جائے، ہمیں کچھ پتا نہیں ہوتا کہ کل کیا آنا ہے اور اس کے حوالے سے ہماری کوئی تیاری بھی نہیں ہو پاتی۔ یہ آپ سے بہت important مطالبہ ہے کہ اسے 24 گھنٹے سے پہلے تک کے time frame میں ہمیں پہنچایا جائے۔

جناب سپیکر! ایک اور اہم بات جو میں آپ کے گوش گزار کرنا چاہتی ہوں، duerespect وہ یہ ہے کہ وقفہ سوالات صرف ایک گھنٹہ کا ہے اور جو سوالات ہیں وہ بے تحاشا ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ سوالات اتنے ہی شامل کئے جائیں اور کم از کم اس کا ٹائم دو گھنٹے کا کیا جائے، اس طرح نہ صرف ان کے جوابات ہی ناکافی ہوتے ہیں بلکہ جب سوال جواب ہو رہے ہوتے ہیں تو مختلف تجاویز آ رہی ہوتی ہیں، اس وجہ سے بہت سی چیزیں سب کے knowledge میں آ جاتی ہیں تو بہت important ہے اور اگر وقت ہے تو اس کے business day ٹائم فریم کے لئے براہ مہربانی اس میں قانون سازی کر کے amendment کی جائے اور اگر اس کا ٹائم بڑھا دیا جائے تو میں سمجھتی ہوں کہ یہ بہت بہتر ہو گا۔

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! معزز ممبران اس پر مزید بات کر رہے ہیں، یہ ان کا حق ہے، یہ بات کریں لیکن ایک بات طے ہو چکی ہے۔ میرا خیال ہے اس issue کو اب چھوڑیں، انشاء اللہ اسی session میں اس کی رپورٹ پیش کی جائے گی کہ اس میں کوئی problem نہیں ہو گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ میں یہی بات کرنا چاہتا ہوں۔ شیخ صاحب please میں آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! جس طرح آمنہ الفت صاحبہ نے کہا ہے کہ بوتل یا آٹے کا تھیلا لے آنا ان کا حق ہے لیکن آپ کو معلوم ہے کہ ملک کے حالات کیسے ہیں، آٹے کے تھیلے میں بم بھی آ سکتا ہے، پہلے جگہ کم ہے ہمیں اس نے مروانا ہے۔ (قہقہے)

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ اس کے اندر یہ ایک بڑا important point raise کیا گیا تھا اور دوسری بات یہ ہے کہ ساجدہ میر صاحبہ مجھے اپنے ممبران پر پورا اعتماد ہے کہ پوری ذمہ داری سے جو کچھ بھی اس ہاؤس میں لائیں گے ان کو سب کو سمجھ ہے کہ وہ کیا لے کر آئیں گے۔

محترمہ یاسمین خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں! آپ کیا کہنا چاہتی ہیں؟

**محترمہ یاسمین خان:** جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہ رہی ہوں کہ یہ محترمہ عارفہ بی بی نے جو ابھی پیش کیا ہے نہ صرف یہ کہ ہماری cold drinking میں ملاوٹ ہو رہی ہے بلکہ ہر چیز میں ہی ملاوٹ ہو رہی ہے، میری speech مختصر ہے میں آپ کا زیادہ ٹائم نہیں لوں گی اور لاء منسٹر صاحب کے ساتھ میں اتفاق کرتی ہوں کہ ہر چیز میں ہی ملاوٹ ہے اور اس کو سختی سے چیک کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ اب میرا خیال ہے یہ matter resolve ہو چکا ہوا ہے۔ منسٹر صاحب کمیٹی کی رپورٹ ہاؤس میں پیش کریں گے۔ جی، شیخ علاءالدین صاحب!

**شیخ علاؤالدین:** شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اس معزز ایوان اور آپ کے علم میں ایک معاملہ لے کر آؤں کہ پچھلے session میں، میں نے حج کوٹا کی بات کی تھی، میں شکر گزار ہوں اپنے ان بھائیوں کا کہ جنہوں نے اس بڑے صحیح issue پر میرا ساتھ دیا تھا اور finally یہ ہوا کہ ایک کمیٹی مقرر کی گئی کہ فیڈرل گورنمنٹ سے بات کی جائے۔ میں یہ بات آپ کے علم میں لانا چاہتا ہوں، میرا اس میں کوئی ذاتی مسئلہ نہیں تھا، یہ ہر MPA کی شناخت کا مسئلہ تھا اور ہے اور یہاں پر سب لوگوں کو اور آپ کو سن کر حیرانگی ہو گی کہ اس کمیٹی کا کوئی اجلاس نہیں بلایا گیا اور مزید حیرانگی یہ ہو گی کہ private Haj operators کو بے شمار extensions دی گئیں کیونکہ انہیں چار لاکھ اور ساڑھے تین لاکھ میں حاجی نہیں مل رہے تھے۔ جب انہیں حاجی نہیں ملے تو انہوں نے اخبارات میں add دینے شروع کئے اور ان کا ریٹ گر کر ایک لاکھ 40 ہزار روپے پر آ گیا جس سے میرے اس مؤقف کی تائید ہو گئی کہ پہلی بات کہ دو دو لاکھ روپے میں حاجی کو لوٹا جا رہا ہے۔

دوسری بات کہ جس وقت 80 ہزار حاجیوں کو سرکاری طور پر اور 80 ہزار کو حج آپریٹر کے ذریعے بھیجا جا رہا ہے تو آج بھی یہ انتہائی شرم کا مقام ہے کہ 25 ہزار روپے میں منسٹری آف حج کے نزدیک ایک food street ہے وہاں پر فارم available ہیں تو جب ان کو فارم available ہیں اور آج بھی لوگ جا سکتے ہیں تو کیا ایک ایم پی اے کو اس کا کوٹا نہیں دیا جا سکتا تھا کہ وہ اپنے حلقے کے لوگوں کو حج پر بھیج سکتا؟ پھر پیسے دے کر جانا تھا کوئی مفت نہیں لے جانا تھا۔ میں صرف یہ اس لئے کہنا چاہ رہا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ اس معاملہ کو انا کا مسئلہ بنا لیا گیا، MNAs اور Senators کو کوٹا دیا گیا، MPAs کو کوٹا نہیں دیا گیا تو میں سمجھتا ہوں کہ اس پر ہمیں احتجاج کرنا چاہئے اور آج بھی جو drop out ہے، drop out اس کو کہتے ہیں جو لوگ کسی

وجہ سے حج پر نہیں جا سکتے۔ ہمیں drop out میں بھی کوئی کوٹا نہیں دیا جا رہا حالانکہ drop out میں بھی بہت سے لوگوں کی adjustment ہو رہی ہے تو میں اپنے سب معزز بھائیوں سے یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ ہمیں اپنی acknowledgement کی بھی کوئی بات کرنی چاہئے، آخر یہ اسمبلی پارلیمنٹ کا حصہ ہے اور اگر ہمیں حج کوٹا میں بھی حصہ نہیں دیا جا رہا تو اور پھر ہمیں کیا سمجھا جاتا ہے؟ یہ انتہائی اہم issue ہے میں آپ کے علم میں لا رہا ہوں کہ آپ نے کمیٹی مقرر کی تھی تو اس کی کوئی meeting تو ہوتی لیکن اس کی کوئی meeting ہی نہیں بلائی گئی اور جب اس کی meeting ہی نہیں ہوئی تو میرا آپ سے اور اس معزز ایوان کے سامنے یہی سوال ہے کہ private Haj operators کو extensions کیوں دی گئیں؟

جناب عبدالوحید چودھری: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، چودھری صاحب!

جناب عبدالوحید چودھری: جناب سپیکر! میں شیخ صاحب کی بات کی تائید کرتے ہوئے ان کی بات کو آگے بڑھاؤں گا کہ یہ ہاؤس کی عزت کا مسئلہ تھا اور آپ کی ruling بھی تھی۔ ہمارے مذہبی امور کے منسٹر اور جو کمیٹی تھی میرے خیال میں انہوں نے اس میں کوئی دلچسپی نہیں لی اور اس میں، میں ایک بات یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ جو کچھ حاجیوں کے ساتھ ہو رہا ہے یا جو کچھ کوٹے میں اس دفعہ ہوا ہے اور سعودی گورنمنٹ کے جو اس پر بیانات آئے ہیں یا ان کی جو reservation ہے وہ بھی آپ کے سامنے ہے اور جو کچھ اس کوٹے میں جیسی قینچی چلی، ہمارے حاجی جس طرح رسوا ہو رہے ہیں اس مقدس فریضہ کو جو انسان اور مسلمان کی زندگی کی آخری آرزو ہوتی ہے اس کو پاکستان میں اتنا رسوا کیا گیا ہے۔ وزارت مذہبی امور کی طرف سے جو حاجیوں کو CDs دی گئی ہیں اور جن CDs میں لبیک اللھم لبیک تھا اس کے آخر میں ایشوریہ رائے کے dances بھی اسی CDs میں تھے۔ یہ بات آپ کے سامنے آئی ہے اور آپ کے علم میں بھی ہو گی تو یہ ہمارے لئے کتنے شرم کی بات ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر انڈیا میں چلے جائیں وہاں انہوں نے مسلمان حاجیوں کے لئے سبسڈی دی ہے اور یہ مسلمانوں کا ملک ہے اور جو ایک قومی نظریہ پر بننے والا ملک ہے، جس کی اساس اور جس کی بنیاد اسلام پر تھی، اس ملک کے حاجی کے ساتھ کیا ہو رہا ہے تو اس پر بھی تھوڑی سی نظر کی جائے۔ شکریہ

رانا محمد ارشد: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر وفاق میں ہماری صوبائی اسمبلی کی کوئی حیثیت نہیں ہے تو ہمیں اس بارے میں بھی clear کیا جائے۔ وہ کوئی بھی کام

ایم پی ایز کے بغیر نہیں کر سکتے۔ جب اس floor پر ایک فیصلہ ہوا تھا اور ایک کمیٹی بنی تھی تو اب اس کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کی جائے کہ اس کمیٹی نے ہمارے behalf پر کیا میٹنگ کی اور ان کو اس بارے میں کیا comments ملے اور اب اس کا کیا status ہے؟ جہاں تک حاجیوں کے ساتھ ناروا سلوک کی بات ہوئی ہے میں اس سلسلے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ حاجیوں کے پاسپورٹ مکمل نہیں ہو رہے اور پی آئی اے کا بھی مسئلہ ہے۔بطور مسلمان اگر کوئی اللہ تعالیٰ کے گھر جانا چاہتا ہے تو یہ اس کا مذہبی معاملہ ہے اس میں کوئی سیاسی بات نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! پلیز، تشریف رکھیں۔آپ کی بات بالکل درست ہے کہ اس کے لئے راجہ ریاض صاحب کی سربراہی میں ایک کمیٹی form کی گئی تھی اور انھوں نے کہا تھا کہ میں وفاقی حکومت سے بات کر کے بتاؤں گا۔چونکہ وہ آج ہاؤس میں موجود نہیں ہیں لہذا راجہ صاحب جمعرات کو کمیٹی کی تجاویز ایوان میں پیش کریں۔جہاں تک ممبران صوبائی اسمبلی کی بات ہے ان کا حق بھی اتنا ہی ہے جتنا ممبران قومی اسمبلی کا ہے لہذا کوٹے کے حوالے سے بھی تجاویز تیار کر کے اور وفاقی حکومت سے بات کر کے جمعرات کو ایوان میں پیش کریں۔جب راجہ صاحب اس بارے میں کمیٹی کی رپورٹ پیش کریں گے تو پھر ہم اگلی بات کریں گے۔بہت شکریہ

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر! چونکہ معزز ممبران سن رہے ہیں اس لئے میں صرف ایک بات add کر کے ان کو food for thought دینا چاہتا ہوں اور جب پرسوں اس پر بات ہو گی تو میں اپنی گزارشات کروں گا۔میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ حج صوبائی معاملہ ہے اور اسے صوبوں کو دے دیا جائے۔ہم ان سے بہت بہتر manage کر سکتے ہیں۔الحمد للہ میں گارنٹی دیتا ہوں کہ میں پنجاب کے حاجیوں کو ان سے بہت بہتر manage کر سکتا ہوں۔ہم نے پرسوں اس point پر بات کرنی ہے کہ پنجاب کی حد تک حج معاملات حکومت پنجاب کے حوالے کر دیئے جائیں۔شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔جی، نوید انجم صاحب!

جناب محمد نوید انجم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیمo جناب سپیکر! میں ایک بہت اہم مسئلے کی طرف جناب کی توجہ چاہتا ہوں۔میرے حلقہ پی پی۔145 میں چار پانچ سالوں سے صحافی کالونی بن رہی ہے۔بدقسمتی سے تین چار ماہ سے دو آدمیوں کو اس کا ڈائریکٹر بنایا گیا ہے۔یوں محسوس ہوتا ہے کہ بیوروکریسی اس معاملے کو settle نہیں کرنا چاہتی اور ابھی تک اس معاملے پر کوئی proper meeting call نہیں ہو سکی تاکہ صحافی کالونی کا مسئلہ حل کیا جا سکے اور صحافیوں کو ان کا حق دیا جا سکے۔یہ کالونی جیسے

ہماری حکومت آنے سے پہلے تھی اب بھی اسی حالت میں ہے۔ لہذا میری humble submission ہے کہ بیوروکریسی اس معاملے میں جو problems create کر رہی ہے اس پر proper action لیا جائے تاکہ ہم انھیں ان کے حقوق دلا سکیں۔

جناب سپیکر! میرے علاقے میں دوسرا مسئلہ pollution کا ہے، وہاں پر موجود فیکٹریاں ٹائر جلاتی ہیں۔ابھی میری ایک بہن نے اس معزز ایوان میں بوتل کا مسئلہ اٹھایا ہے یہ تو دیکھ کر ہی پتا چلتا ہے کہ وہ گندی ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نوید انجم صاحب! آپ کے علاقے کے مسائل کے حل کے لئے rules of procedure میں ایک طریق کار موجود ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! یہ پورے لاہور کا مسئلہ ہے۔وہ لوگ فیکٹریوں میں ٹائر جلاتے ہیں اس لئے وہاں کے رہائشی ٹائروں کے دھوئیں کی حالت میں آلودہ سانس لے رہے ہیں۔لہذا استدعا ہے کہ اس کے تدارک کے لئے Environmental Court کو direction دی جائے چونکہ وہ فیکٹریاں گیس اور بجلی استعمال کرنے کی بجائے ٹائر استعمال کر رہی ہیں اور معزز وزیر صاحب سے بھی کہا جائے کہ وہاں یہ practice بند کرائی جائے۔

## تحاریک استحقاق

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اس سلسلے میں متعلقہ منسٹر صاحب سے مل کر ساری بات انھیں بتائیں تو انشاء اللہ اس کا حل نکلے گا۔ اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔سب سے پہلی تحریک استحقاق نمبر 13 سردار خالد سلیم بھٹی صاحب کی طرف سے ہے۔یہ 19-8-2008 کو پیش ہوئی تھی اور اس اجلاس کے لئے pending ہوئی تھی۔ سردار خالد سلیم بھٹی صاحب تشریف نہیں رکھتے لیکن یہ ایسا issue ہے کہ پہلے بھی یہ تحریک استحقاق دو دفعہ pending ہو چکی ہے لہذا اسے کل تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک استحقاق نمبر 24 لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان کی طرف سے ہے، یہ بھی 5-9-2008 کو move ہوئی تھی اور اس اجلاس کے لئے pending ہوئی تھی۔اس کا جواب آنا تھا۔

## سی۔پی۔او راولپنڈی کا اڈیالہ جیل میں عمر قید کے مجرموں کو اپنے حقیقی بھائی کی نماز جنازہ میں شرکت کی اجازت نہ دینا

(۔۔۔جاری)

**لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان:** جناب سپیکر! میں نے لاء منسٹر صاحب کے پاس سے وہ جواب پڑھا ہے That is not a satisfactory answer اس نے stereotype جواب دے دیا ہے۔ میرا point of view یہ تھا کہ government is the DCO جب ڈی سی او نے ایک permission دے دی ہے تو پھر CPO کو ان قیدیوں کو روکنے کا کوئی حق نہیں بنتا تھا۔ میں دوسری یہ بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جب ڈی سی او نے تین گھنٹے لگانے کے بعد اس کی permission دے دی تو درمیان میں گارڈ کا مسئلہ تھا I spoke to CPO and he had provided the guard لیکن جب وہ قیدی تین چار کلومیٹر سفر کر کے آئے and suddenly they came dangerous مجھے معلوم نہیں کہ CPO کو کس نے approach کیا۔ یہی قیدی پہلے بھی تین چار بار اپنے بچوں کی شادیوں پر parole پر جا چکے تھے اور ایک بار وہ پانچ دن بھی گھر پر رہے ہیں۔ اس دن ان کے بڑے بھائی کا جنازہ تھا and this basic right had been denied میری استدعا ہے کہ آپ مہربانی کر کے یہ تحریک کمیٹی کے حوالے کریں تاکہ CPO صاحب یہاں پر آئیں and he should explain his position why he has done it?

**جناب ڈپٹی سپیکر:** جی، وزیر قانون!

**وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):** جناب سپیکر! معزز ممبر نے جو اپنی تحریک استحقاق پیش کی ہے اس کا operative portion اس طرح سے ہے کہ:

> The CPO Rawalpindi has not only denied a basic human right to the prisoners to attend Namaz-e-Jinaza of their real brother.

جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ یہ کسی بھی prisoner کے لئے چاہے اس کا offence heinous ہو یا heinous نہ بھی ہو basic right نہیں بنتا کہ اسے نماز جنازہ یا for any purpose اجازت دی جائے۔ پھر معزز ممبر نے فرمایا کہ CPO نے کوئی ایسا کردار ادا کیا ہے کہ ان

قیدیوں کو نماز جنازہ میں شرکت کی اجازت ہونے کے باوجود نہیں آنے دیا۔اس میں حقائق بالکل برعکس ہیں۔ان ملزمان نے بازار میں فائرنگ کر کے تین آدمیوں کو قتل کیا اور ان کا صرف یہ جرم تھا کہ وہ ایک کیس میں ان کے خلاف گواہی دینے کے لئے پیش ہوئے تھے۔انھوں نے صرف اتنے رنج کی بنا پر ان لوگوں کو بھرے بازار میں فائرنگ کر کے قتل کر دیا۔اس کے بعد مقدمہ چلا اور ان کو different سزائیں ہوئیں۔ جن لوگوں کا ذکر ہے غالباً ان کو عمر قید کی سزا ہوئی تھی۔جب DCO نے allow کر دیا کہ یہ نماز جنازہ میں آ جائیں تو سپرنٹنڈنٹ جیل نے ان ملزموں کے متعلق لکھا کہ:

> They are highly dangerous convicted persons required to be release on temporary parole today. The safety and security of the petitioners will be entire responsibility of the Police. The undersigned will not be responsible for any mishap escape. The petitioners in question are dangerous and their escape from escort or from the out side the jail can not be ruled out.

جب DCO نے ان کو allow کر دیا تو اس کے بعد سپرنٹنڈنٹ جیل نے یہ لیٹر لکھا۔سپرنٹنڈنٹ جیل کے اس خط کے بعد ڈی سی او نے اپنا آرڈر واپس لے لیا اور لیٹر لکھا جو ساتھ لگا ہوا ہے انھوں نے کہا ہے کہ:

> The permission granted vide this office order so and so dated so and so to convicts prisoners Abdul Qayum and Haji Muhammad Yaqoob is hereby cancelled.

جناب سپیکر! اس میں CPO کا کوئی کردار نہیں ہے، DCO نے ان کو allow کیا تھا،اس کے بعد سپرنٹنڈنٹ جیل نے اس permission کی مخالفت کی بلکہ اس نے یہ کہا کہ اگر کل کو کوئی mishap ہوتا ہے تو میں ذمہ دار نہیں ہوں پھر لازمی بات ہے کہ اس پر پولیس بھی تھوڑا conscious ہوئی ہوگی اور ڈی سی او صاحب نے ہی وہ order recall کر لیا۔لہذا میں سمجھتا ہوں

کہ اگر ان کا کوئی گلہ بنتا بھی ہے تو وہ سپر نٹنڈنٹ جیل یا ڈی سی او کے خلاف بنتا ہے لیکن CPO کے خلاف کوئی گلہ نہیں بنتا کیونکہ جس اتھارٹی نے آرڈر کیا تھا بعد میں اس نے اپنا وہ آرڈر withdraw کر لیا۔

جناب سعید اکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، نوانی صاحب!

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ مجھے نہیں پتا کہ کس rules کے تحت DCO کو powers ہیں کہ وہ کسی قیدی کو parole پر allow کرے۔ جو مجھے پتا ہے اس کے مطابق قیدی کو parole پر بھیجنے کی power ہوم سیکرٹری کی ہے۔ اگر کسی rules کو violate کیا گیا ہے پھر تو definitely کسی کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا وزیر قانون thrash out کر لیں کہ کیا DCO کے پاس powers ہیں؟ اگر کوئی practice چل رہی ہے تو مجھے اس کا پتا نہیں لیکن rules میں DCO کی یہ powers نہیں ہیں۔ اگر rules and procedures میں کسی کو یہ powers ہیں کہ وہ کسی قیدی کو parole پر کسی جنازے یا شادی پر allow کر سکتا ہے تو وہ صرف ہوم سیکرٹری کو ہیں۔ لہذا اس کو بھی دیکھ لیا جائے کہ کوئی آدمی misuse of powers تو نہیں کر رہا؟

**LT COL (RETD) MUHAMMAD SHABBIR AWAN:** Sir! Law Minister should check up his record. I spoke to the Home Secretary and this power even today is with the D.C.O. He has designated this power to the D.C.O to allow prisoners on parole. And secondly, I fail to understand that why Law Minister is pleading the case of a C.P.O. My privilege has been breached. I have been insulted. I have been embarrassed there.

میرے سامنے وہ بات ہوئی ہے۔ لاء منسٹر صاحب تو یہاں پر بات کر رہے ہیں۔ وہاں میرے سامنے ڈی۔ سی۔ او نے جیل سپرنٹنڈنٹ سے بات کی ہے۔ I was sitting in his office. اور اس کے بعد یہ جو آج انھوں نے کہا ہے کہ ڈی۔ سی۔ او نے permission cancel کی ہے I have come to know today. اس سے پہلے مجھے کوئی پتا نہیں تھا۔ and look at the attitude of C.P.O. جب قیدی کچہری راولپنڈی، ڈسٹرکٹ کورٹس آپ نے دیکھی ہوں گی وہاں پر پہنچے تو اس کے بعد I spoke to him اور اس نے کہا کہ میں چیک کر کے آپ کو بتاتا

ہوں۔ He switched off his mobile telephone. He has caused insult of an MPA. کہ وہ آگے سے جواب دینے کی تکلیف گوارا نہیں کرتا کہ بھئی یہ ہوا ہے۔ دوسری بات میں آپ کو guarantee سے on oath کہتا ہوں کہ This fellow was politically motivated, implicated in 302. میں اسی گاؤں کا ہوں۔ He was sitting 5minutes yards away. جہاں پر murders ہوئے ہیں اور cross firing پر ہوئے تھے۔ دوسرے ملزم چونکہ بااثر تھے اس لئے انھوں نے ان کے خلاف cross پرچہ نہیں ہونے دیا۔ This is may be irrelevant. لیکن زیادتی تو نہیں ہونی چاہئے۔ جب پہلے یہ تین چار بار parole پر جا چکے ہیں تو ابھی یہ suddenly dangerous کیسے ہو گئے؟

This is all politically motivated and I will request that C.P.O should come here and explain why he has done it and why he has embarrassed me in front of 4/5 people and I will also request Law Minister.

کہ جب وہ C.P.O آئے گا تو آپ ان کے سامنے بیٹھیں I would like to ask him three four questions. میری اس کے ساتھ کوئی ذاتی دشمنی نہیں ہے۔ اگر وہ میرے سوالات پر مجھے satisfy کرتا ہے تو I am satisfied میری اس کے ساتھ کوئی ایسی enmity نہیں ہے۔

Why should Law Minister plead his case? Thank you very much.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں نے اس میں بڑی وضاحت سے بات کی ہے اور مجھے سمجھ نہیں آئی کہ معزز ممبر کس طرح سے گلہ کر رہے ہیں؟ جس بات کا وہ گلہ کر رہے ہیں کہ C.P.O ان ملزموں کو لے کر نہیں آیا۔ C.P.O کے پاس تو کوئی اختیار نہیں ہے۔ اگر فرض کر لیں کہ D.C.O کے پاس اختیار تھا یا ہوم سیکرٹری نے اس کو delegate کیا ہوا تھا تو اس نے orders کئے کہ ان کو نماز جنازہ کے لئے لے آئیں۔ اس کے بعد اس کے پاس جیل سپرنٹنڈنٹ کی رپورٹ گئی۔ یہ اس کی discretion ہے یعنی وہ اس کو exercise کر بھی سکتا ہے، نہیں بھی کر سکتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ privilege ہو یا otherwise اس سے وہ right arise ہی نہیں ہوتا۔

اس نے اپنی discretion کو exercise کیا جب بعد میں تمام حالات سامنے آئے تو اس نے کہا کہ میں اس کو withdraw کرتا ہوں۔ اگر محترم کو اس بات کا گلہ ہے کہ اجازت دینے کے بعد ان کو نہیں لایا گیا تو پھر گلہ تو D.C.O کے خلاف بنتا ہے۔ اس میں C.P.O یا پولیس کا تو کوئی role نہیں ہے۔ میں تو ان facts کی بنیاد پر بات کر رہا ہوں جو آپ نے اپنی تحریک میں لکھے ہیں۔ دیکھیں، بات یہ ہے کہ ہمیں اپنے معاملات میں بھی fair ہونا چاہئے یعنی اس ہاؤس میں بیٹھ کر اگر ہم اپنے معاملات میں دوسروں کے ساتھ انصاف نہیں کریں گے تو پھر ہم کس طرح سے یہ ذمہ داری پوری کریں گے کہ ہم نے اس صوبے کے آٹھ کروڑ عوام کے ساتھ انصاف کرنا ہے۔ یہاں پر یہ ریکارڈ موجود ہے کہ یہ orders ڈی۔سی۔او نے کئے ہیں، یہ واپس بھی ڈی۔سی۔او نے لئے ہیں۔ جیل سپرنٹنڈنٹ کی رپورٹ ہے کہ یہ dangerous criminals ہیں اور ان کے خلاف تین لوگوں کو murder کرنے کا پرچہ تھا، پھر یہ عدالت سے گناہ گار ثابت ہوئے ہیں۔ ان کو life imprisonment ہوئی ہے۔ اگر یہ ریکارڈ نہ ہوتا اور میں کہتا کہ ٹھیک ہے ڈی۔سی۔او کا آرڈر legal تھا یا illegal، with discretion تھا یا without discretion اگر انھوں نے پاس کیا ہے تو سی۔پی۔او کو قطعی طور پر کوئی حق ہی نہیں پہنچتا کہ وہ اس پر عمل نہ کرتا لیکن یہاں پر تو معاملہ ہی اور ہے۔ اگر انھوں نے اس بات کو contest کرنا ہے کہ ڈی۔سی۔او نے جو آرڈرز کئے تھے وہ اس نے واپس کیوں لئے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ اپنی اس تحریک کو amend کریں یا ایک نئی تحریک استحقاق لے آئیں اور وہ ڈی۔سی۔او یا جیل سپرنٹنڈنٹ کے خلاف لائیں۔

**لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان:** جناب سپیکر! اگر مجھے اس وقت یہ معلوم ہو جاتا کہ D.C.O has cancelled his orders. تو معاملہ ہی ختم ہو جاتا۔ مجھے تو آج لاء منسٹر کے ذریعے سے معلوم ہو رہا ہے کہ That order had been cancelled. مجھے آج یہ معلوم ہوا ہے۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** میں اب آپ کو بتاؤں، جو میں نے پڑھا ہے اور وزیر قانون صاحب نے جو explanation دی ہے اس کے اندر frankly C.P.O کا تو مجھے کوئی قصور نظر نہیں آتا۔ مجھے تو ڈی۔پی۔او کا قصور نظر آتا ہے، ڈی۔سی۔او کا قصور نظر آتا ہے۔ پہلی بات یہ ہے کہ جب آپ نے ایک آرڈر کر دیا تو you must have the courage کہ اس پر stand کریں تو میں اس تحریک کو کل تک کے لئے pending کر دیتا ہوں۔ آپ وزیر قانون صاحب کو مل لیں۔ ممبران کی

عزت اور ممبران کو پورا accommodate کرنا ہماری ذمہ داری ہے لیکن جو اس کے اندر بات آئی ہے اور جس طرح ان کا point of view سامنے آیا ہے اس حوالے سے آپ وزیر قانون صاحب سے مل لیں۔ میں اس تحریک کو کل تک کے لئے pending کرتا ہوں اور کل اس پر بات کر لیں گے۔

جناب عبدالوحید چودھری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے اس تحریک کو کل تک کے لئے pending کر دیا ہے۔ اب آپ تشریف رکھیں۔

جناب عبدالوحید چودھری: جناب سپیکر! کیا وزیر قانون صاحب فرمائیں گے کہ یہ powers ڈی۔سی۔او کے پاس ہیں یا ہوم سیکرٹری کے پاس ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ کل اس بارے میں فرما دیں گے۔ تشریف رکھیں۔ بہت شکریہ۔ اب اگلی تحریک استحقاق نمبر 26، سردار شہزاد رسول خان جتوئی صاحب کی ہے۔ اس تحریک کو 2008-9-5 کو move کیا گیا تھا اور یہ اس اجلاس تک pending ہوئی تھی۔ چونکہ ان کا اپنا personal matter ہے اس لئے میں اس کو کل تک کے لئے pending کر رہا ہوں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! یہ تو move ہو چکی ہے، یہ اب ہاؤس کی property ہے۔ اس کا تو اب فیصلہ ہونا ہے۔ اس کے لئے mover concern کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، میرا خیال ہے کہ .Let him be here تاکہ وہ موجود ہوں اور پھر اس پر بات کی جائے۔ میں اس کو dispose of نہیں کر رہا۔ یہ کل تک کے لئے pending ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں ایک معاملہ یہ بھی ہے کہ جب ممبران کی satisfaction کے مطابق ان کی تحریک استحقاق پر کارروائی ہو جاتی ہے تو پھر وہ اس کو pursue نہیں کرتے۔ چونکہ یہ ذاتی معاملہ ہوتا ہے اس لئے یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ ان کو پتا نہ ہو کہ اس نے آج take up ہونا ہے۔ یہ جو پہلی تحریک آپ نے pending کی ہے اس میں بھی mover میرے چیمبر میں satisfy ہو چکے ہیں۔ محترم شہزاد رسول خان جتوئی صاحب کی تحریک میں جو متعلقہ آفیسر ہیں، جن کے خلاف معزز رکن کو شکایت تھی ان کو وہاں سے ٹرانسفر کر دیا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی بات بالکل ٹھیک ہے لیکن چونکہ mover کا اپنا matter ہے تو میں چاہتا ہوں کہ وہ خود on the floor of the House آکر کہہ دیں کہ میں اس تحریک کو press

نہیں کرنا چاہتا۔اب اگلی تحریک استحقاق نمبر 27، ملک محمد جاوید اعوان صاحب کی طرف سے ہے۔یہ بھی 2008-9-5 کو move ہوئی تھی اور till this session pending ہوئی ہے۔وہ بھی موجود نہیں ہیں۔یہ بھی کل تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔تحریک استحقاق نمبر 29، چودھری عبداللہ یوسف صاحب، حاجی محمد قمر حیات کاٹھیا، ڈاکٹر سامیہ امجد اور محترمہ آمنہ الفت کی طرف سے ہے۔

## میڈیکل اینڈ ہیلتھ انسٹی ٹیوٹشنز کی رپورٹ برائے سال 2007 کا ایوان میں پیش نہ کیا جانا

**چودھری عبداللہ یوسف:** جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔معاملہ یہ ہے کہ The Punjab Medical and Health Institutions Act,2003 Section 16(2) کی requirements کے مطابق مذکورہ ایکٹ کے تحت سالانہ رپورٹ اسمبلی میں پیش کرنا حکومت پر لازم ہے۔متذکرہ رپورٹ اسمبلی میں برائے سال 2007 ابھی تک پیش نہیں کی گئی جس سے نہ صرف میرا بلکہ اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** جی، وزیر قانون!

**وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):** جناب سپیکر! میں معزز ارکان کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جو چھ institutions ہیں ان میں پوسٹ گریجویٹ میڈیکل انسٹیٹیوٹ ہے، SIMS سروسز ہسپتال ہے۔نشتر میڈیکل کالج ملتان ہے، راولپنڈی میڈیکل کالج، الائیڈ ہسپتال راولپنڈی ہے، شیخ زید میڈیکل کالج ہسپتال رحیم یار خان ہے اور پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی لاہور ہے۔ان کی رپورٹیں پیش ہو چکی ہیں اور یہ چار institutions جن میں علامہ اقبال میڈیکل کالج، قائد اعظم میڈیکل کالج، فاطمہ جناح میڈیکل کالج اور ملتان انسٹیٹیوٹ آف

کارڈیالوجی ہیں۔ان کی رپورٹیں printing process میں ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ ایک ہفتے کے اندر پیش کر دی جائیں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں بنیادی مقصد تو یہ ہے کہ ان کی رپورٹیں پیش ہونی چاہیئں۔جب وزیر موصوف on the floor of the House یہ assurance دے رہے ہیں تو then this is disposed of. Thank you. اب اگلی تحریک استحقاق نمبر 30 ہے رائے فاروق عمر خان کھرل صاحب!۔۔۔تشریف نہیں رکھتے disposed of ۔اگلی تحریک استحقاق نمبر 31 ہے جناب محمد محسن خان لغاری صاحب!

جناب محمد یار ہراج: جناب والا!اس کو pending کر دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کو کل تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔اب اگلی تحریک استحقاق نمبر 32 ہے۔چودھری محمد طارق گجر صاحب!

## ایڈیشنل رجسٹرار پنجاب یونیورسٹی گوجرانوالہ کیمپس کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ ہتک آمیز رویہ

چودھری محمد طارق گجر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم o میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 24۔ستمبر 2008 کو بوقت 11:00 بجے دن اپنے حلقے کے دو بچوں کے داخلے کے سلسلے میں جناب احمد علی چٹھہ، ایڈیشنل رجسٹرار، پنجاب یونیورسٹی گوجرانوالہ کیمپس گیا۔میں نے اپنا تعارف کروایا اور ایڈیشنل رجسٹرار سے request کی کہ یہ بچے میرے حلقے کے ہیں۔ان کو ایوننگ شفٹ کی بجائے صبح کی شفٹ میں ٹرانسفر کر دیا جائے کیونکہ یہ غریب گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں، یہ ڈبل فیس afford نہیں کر سکتے۔رجسٹرار صاحب نے فرمایا کہ سیٹیں ختم ہو گئی ہیں۔میں نے دوبارہ اُن سے استدعا کی کہ جناب مہربانی فرمائیں، یہ میرے حلقے کے بچے ہیں۔میں عوام کا نمائندہ ہوں، ان کی خدمت کرنا میرا فرض ہے۔اس پر رجسٹرار صاحب نے فرمایا کہ آپ کو خدمت کرنے کا اتنا ہی شوق ہے تو اپنی جیب میں سے ان کی فیس ادا کریں۔میں نے دوبارہ استدعا کی کہ جناب کوئی راستہ نکالیں اور ان کو accommodate کریں۔اس پر رجسٹرار صاحب آگ بگولہ

ہو گئے اور فرمانے لگے کہ آپ ایم پی اے ہوں گے تو گھر پر ہوں گے۔ آپ جیسے کئی ایم پی ایز، منسٹر آئے روز یہاں پر آتے ہیں۔ آپ ایک بات ذہن نشین کر لیں کہ ہمارے وائس چانسلر صاحب بڑے پاور فل آدمی ہیں۔ اُن کے اختیارات چیف منسٹر سے بھی زیادہ ہیں۔ وہ آپ جیسے ایم پی ایز کو کچھ نہیں سمجھتے۔ اس کے علاوہ ذو معنی الفاظ بیان کئے۔ رجسٹرار کے اس بیان سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** جی، وزیر صاحب!

**وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):** جناب والا! اس کو pending فرما لیں کیونکہ اس کا جواب ابھی موصول نہیں ہوا۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** اس تحریک استحقاق کو pending کیا جاتا ہے۔ Let the answer come. Thank you. اگلی تحریک استحقاق نمبر 33، جناب اللہ وسایا صاحب کی ہے اور ان کی طرف سے گزارش کی گئی ہے کہ اس کو pending کیا جائے۔ اس تحریک کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 34 ہے۔ جناب شاہ رخ ملک صاحب!

**ایک آواز:** ابھی آ جائیں گے۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** بنیادی طور پر مسئلہ یہ ہے کہ جن کی تحریک ہوتی ہے ان سب کو پتا ہوتا ہے کہ ہماری تحریک استحقاق ہے۔ اگر تو کسی کی طرف سے in writing آیا ہوتا ہے وہ تو ٹھیک ہے اب چونکہ معزز رکن موجود نہیں ہیں اس لئے اس کو disposed of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 35 ہے۔ محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ!

## پرنسپل کوئین میری کالج لاہور کا معزز خاتون رکن اسمبلی کے ساتھ ملاقات سے انکار

**محترمہ نگہت ناصر شیخ:** میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتی ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 20- ستمبر 2008 کو مفاد عامہ کے حوالے سے ایک ضروری کام کے سلسلہ میں،

میں نے ڈاکٹر نسرین پرنسپل کوئین میری کالج لاہور سے بات کرنا چاہی اور اپنے PA کے ذریعے پرنسپل صاحبہ کو ان کے دفتر میں فون کیا تو ان کے اعجاز نامی PA نے کہا کہ میڈم مصروف ہیں فی الحال ان سے بات نہیں ہو سکتی تاہم اس نے میرا فون نمبر نوٹ کر لیا اور کہا کہ فارغ ہونے پر میڈم سے ایم پی اے صاحبہ کی بات کروا دوں گا۔ مگر دوبارہ کال کرنے پر ان کے PA نے بتایا کہ میڈم کو آپ کا پیغام دیا تھا مگر انہوں نے مجھے فون ملانے کا نہیں کہا۔ اس کے بعد میں پھر مورخہ 22۔ ستمبر 2008 کو پرنسپل صاحبہ کو ملنے کے لئے تقریباً 10:00 بجے دن کوئین میری کالج گئی اور اپنا وزیٹنگ کارڈ پرنسپل صاحبہ کے آفس میں بھجوایا تو مجھے تھوڑی دیر کے بعد جواب موصول ہوا کہ آپ تشریف رکھیں، میڈم راؤنڈ پر ہیں۔ میں نے تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ انتظار کرنے کے بعد پوچھا کہ میڈم راؤنڈ سے فارغ ہوئی ہیں یا نہیں تو مجھے بتایا گیا کہ میڈم دفتر سے جا چکی ہیں، آپ پھر کسی دن تشریف لانا۔ میں پھر دوبارہ مورخہ 7۔اکتوبر 2008 کو پرنسپل صاحبہ کو ملنے کے لئے ان کے دفتر گئی مجھے پھر بتایا گیا کہ پرنسپل صاحبہ راؤنڈ پر ہیں آپ انتظار کریں میں نے تقریباً 2 گھنٹے انتظار کیا، بعد میں پرنسپل صاحبہ کے PA اعجاز سے پوچھا کہ میڈم راؤنڈ سے کب واپس آئیں گی؟ اس نے کہا کہ میں نے میڈم کو آپ کے آنے کی اطلاع دے دی ہے، آتی ہوں گی۔ بعد ازاں معلوم ہوا کہ پرنسپل صاحبہ چلی گئی ہیں اور میری ملاقات نہیں ہوئی۔ آج مورخہ 18۔اکتوبر 2008 کو میرے PA نے پرنسپل کے آفس فون کیا تو ان کے PA کے فون attend کرنے پر اسے بتایا گیا کہ محترمہ نگہت ناصر شیخ ایم پی اے نے پرنسپل صاحبہ سے ملنا ہے تو ان کے PA نے بتایا کہ میڈم راؤنڈ پر ہیں آپ ایم پی اے صاحبہ 15 منٹ تک آ جائیں میں میڈم کو بتا دوں گا اور ملاقات ہو جائے گی۔ میں جب مذکورہ وقت کے مطابق پرنسپل آفس پہنچی تو معلوم ہوا کہ پرنسپل صاحبہ چلی گئی ہیں جبکہ مذکورہ PA سے معلوم ہوا کہ اس نے پرنسپل صاحبہ کو میرے آنے کا بتا دیا تھا اور انہوں نے کہا کہ میرے پاس کسی ایم پی اے سے ملاقات کا وقت نہیں ہے۔ میں اس معزز ایوان کی ممبر ہوں اور مفاد عامہ کے سلسلے میں ایک ضروری اور اہم کام کے لئے پچھلے چند ہفتوں سے پرنسپل کوئین میری کالج سے ملاقات کرنا چاہ رہی ہوں لیکن وہ دانستہ طور پر ملنا نہیں چاہتی، میں نے انہیں فون کیا، وزیٹنگ کارڈ بھجوایا، خود ملنے کے لئے گئی لیکن اس نے کسی طور پر مثبت جواب نہ دیا۔ اس نے ایک عوامی نمائندے سے ملاقات کرنا تو درکنار بات کرنا بھی گوارا نہ کیا۔ پرنسپل مذکورہ کے بارے میں اس کے علاوہ بھی عوام کو بے شمار شکایات ہیں جو گاہے بگاہے قومی اخبارات میں شائع ہوتی رہی ہیں۔ پرنسپل صاحبہ کے اس ناروا سلوک کے باعث میرا استحقاق مجروح

ہوا ہے۔ گزارش ہے کہ پرنسپل مذکورہ کے غیر اخلاقی رویہ کے خلاف فوری ایکشن لیا جائے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! کسی بھی government functionary کا اس قسم کا جو attitude ہے وہ قطعی طور پر برداشت نہیں کیا جا سکتا۔ اس سلسلے میں سیکرٹری ہائر ایجوکیشن نے تھوڑا سا time مانگا ہے to resolve and answer the matter. اس لئے اس کو آپ دو دن کے لئے pending فرما دیں تو انشاء اللہ یا تو یہ معاملہ resolve ہو جائے گا یا پھر ہم اس کو کمیٹی کے سپرد کر دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک دو دن کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اب تحریک استحقاق کا وقت ختم ہوتا ہے جو باقی رہ گئی ہیں وہ ساری carry forward کر جائیں گی۔

## تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر: اب تحاریک التوائے کار take up کی جاتی ہیں۔ تحریک التوائے کار نمبر 545، جناب خلیل طاہر سندھو صاحب!

## ایل ڈی اے کا واجبات وصول کرنے کے باوجود کرسچئن کمیونٹی کو حقوق ملکیت نہ دینا

جناب خلیل طاہر سندھو: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور نزد سائنس کالج کرسچئن کمیونٹی کے 24 گھرانے عرصہ دراز سے رہائش پذیر ہیں۔ حکومت نے کچی آبادی پالیسی کے تحت 1994 میں مذکورہ آبادی کو کچی آبادی ڈکلیئر کیا تو متعلقہ محکمہ ایل ڈی اے نے مذکورہ آبادی کے مکینوں کو فی گھرانہ 3 مرلہ کے پلاٹ الاٹ کرنے کے لیٹر جاری کئے۔ مذکورہ الاٹمنٹ لیٹر کے تحت محکمہ نے الاٹیز کو قیمت اراضی اور ترقیاتی چارجز

42,220روپے فی پلاٹ جمع کروانے کی ہدایت کی تو مذکورہ آبادی کے الاٹیز نے محکمہ کی ہدایت پر 1998 میں مطلوبہ رقوم محکمہ کے اکاؤنٹ میں بذریعہ چالان جمع کروا دیئے۔ مذکورہ الاٹیز نے متعدد بار ایل ڈی اے کے افسران سے درخواست کی کہ ہم نے واجب الادا تمام رقوم محکمہ کے اکاؤنٹ میں جمع کروا دی ہیں لہذا اب ہمیں مالکانہ اور قبضہ کے حقوق کے احکامات جاری فرمائے جائیں۔ مذکورہ محکمہ الاٹیز سے قیمت اراضی اور ترقیاتی چارجز وصول کرنے اور اپیل نمبر 06/23 پر سپریم کورٹ آف پاکستان کی واضح ہدایت کے باوجود مالکانہ اور قبضہ حقوق دینے میں لیت ولعل سے کام لے رہا ہے۔ مذکورہ محکمہ کی جانب سے تمام واجب الادا رقوم وصول کرنے کے باوجود الاٹیز کو مالکانہ حقوق نہ دینے کی وجہ سے علاقہ کے مکین حکومت کے خلاف سخت غم وغصہ اور شدید نفرت کا اظہار کر رہے ہیں اور سراپا احتجاج ہیں اور حکومت وقت سے مطالبہ کر رہے ہیں کہ جب تک ہمیں مالکانہ حقوق نہیں دیئے جاتے احتجاج جاری رہے گا اور حکومت کو اپنا کیا ہوا وعدہ یاد دلاتے رہیں گے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر متعلقہ اس کا جواب دیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! یہ Christian Community کے 24 گھرانے ہیں جن کے proprietary rights کا معاملہ ہے اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ معاملہ بحث سے تو نہیں سلجھے گا اور نہ ہی اس کا کوئی حل سامنے آئے گا۔ ڈی جی، ایل ڈی اے کو میں کل بلوا لیتا ہوں اور mover کے ساتھ بیٹھ کر اس کا کوئی حل نکالتے ہیں۔ جمعرات تک آپ اس کو pending فرمالیں، کل ہم اس کو بیٹھ کر resolve کروا دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں better option ہے۔

جناب خلیل طاہر سندھو: ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک جمعرات تک pending کی جاتی ہے۔ اب تحریک التوائے کار نمبر 551 ہے۔ شیخ علاؤالدین!

جناب شاہ رخ ملک: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ملک صاحب۔

**جناب شاہ رخ ملک:** جناب سپیکر! میں نے تحریک استحقاق نمبر 34 پیش کی تھی۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے میرا نام announce ہوا تھا تو میں تھوڑا سا باہر گیا ہوا تھا تو میں آپ کے توسط سے اس معزز ایوان سے اجازت چاہوں گا کہ اس کے لئے دوبارہ موقع دیا جائے۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** چلیں، اس کو pending کر لیتے ہیں۔ شیخ علاؤالدین صاحب!

## گاڑیوں اور موٹر سائیکلوں کی چوری کی روک تھام کے لئے ٹریکر سسٹم اپنانے کا مطالبہ

**شیخ علاؤالدین:** شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پنجاب میں چوری شدہ گاڑیوں کی بازیابی نہ ہونے کے برابر ہے۔ لاہور کے علاوہ صوبے کے ہر چھوٹے بڑے شہروں میں روزانہ بے شمار گاڑیاں چوری یا چھینی جاتی ہیں۔ یہ امر بھی کوئی پوشیدہ نہ ہے کہ بہت سی گاڑیاں افغانستان سمگل کر دی جاتی ہیں اور بہت سی گاڑیاں dismantle کر کے parts کی شکل میں فروخت کی جاتی ہیں۔ اگر نئی یا دس سال تک پرانی کاروں کا accidental rate نکالا جائے تو یہ کباڑ مارکیٹوں میں دستیاب پرزہ جات کی بھرمار سے کسی صورت مطابقت نہیں رکھتا۔ یہ وہ نکتہ ہے جس میں ارباب اختیار کو سمجھ کرنا سمجھی کا سامنا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ فوری طور پر پنجاب میں تمام گاڑیوں، موٹر سائیکلوں کو ایک ٹریکر سسٹم کے تحت منسلک کر دیا جائے جس کے لئے ایکسائز ڈیپارٹمنٹ میں بہت کم سرمائے سے حکومت کو اپنا ٹریکر سسٹم شروع کرنا چاہئے اور جس کو بہت تھوڑے معاوضے پر ٹوکن ٹیکس کے ساتھ وصول کیا جائے۔ یہ سارا کام پولیس کے anti-car lifting department پر اخراجات کے مقابلہ میں بہت کم سرمائے سے مکمل ہو سکتا ہے جس کا بڑا حصہ بھی انشورنس کمپنیوں سے وصول ہو سکتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** جی، منسٹر صاحب!

**وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):** جناب سپیکر! شیخ صاحب نے یہ جو تحریک دی ہے اس میں محکمے کو بھی کوئی اعتراض نہیں ہے اور حکومت بھی یہ چاہے گی کہ گاڑیوں کی چوری کا یہ دھندہ

ختم ہونا چاہئے کیونکہ گاڑیاں جب چوری ہو کر علاقہ غیر چلی جاتی ہیں تو انہیں واپس لانا بالکل ناممکن ہو جاتا ہے تو میں اس سلسلے میں mover سے یہی کہوں گا کہ وہ practical form میں کوئی تجویز ڈیپارٹمنٹ کو دیں اور ہم محکمے کو پابند کریں گے کہ محکمہ آپ کی اس تجویز سے فائدہ اٹھائے اور لوگوں کی گاڑیاں محفوظ ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! آپ کی suggestion تو بہت اچھی ہے اور منسٹر صاحب نے جو بات کی ہے وہ اس سے بھی بہتر ہے کہ آپ سمجھتے ہیں کہ یہ کس طرح ہونا چاہئے وہ بنا کر آپ discuss کر لیں اور اس وقت تک ہم اس کو pending کر دیتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: ٹھیک ہے۔ آپ اس کو pending کر دیں، میں ان کو باقاعدہ سارا بنا کر دے دوں گا کہ کیسے ہو گا اور ٹریکر سسٹم کمپنی بھی دے دیتا ہوں جو بہت تھوڑے پیسے پر ان کا یہ کام کر دے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ یہ تحریک اگلے session تک pending کی جاتی ہے۔ اب تحریک التوائے کار نمبر 553۔ محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ!

## جعلی ٹریڈنگ کمپنیوں کا انعامی سکیم کے ذریعے عوام الناس کو لوٹنا

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک موقر اخبار کی خبر مورخہ 2۔ ستمبر 2008 کے مطابق جعلی ٹریڈنگ کمپنیاں سادہ لوح شہریوں سے کروڑوں روپے بٹور کر غائب، آپ کا انعام نکل آیا، لوٹنے کا نیا انداز۔ تفصیل یہ ہے کہ فون یا لیٹر کے ذریعے قرعہ اندازی میں نقد انعام، موٹر سائیکل، عمرے کا ٹکٹ، کار اور مفت پلاٹ کی خوش خبری سنا کر ممبر شپ فیس جمع کرانے کی ہدایت کی جاتی ہے۔ ممبر شپ فیس جمع کرانے کے بعد انعام تو نہیں ملتا البتہ پہلے کمپنی کے فون اور موبائل نمبرز اور بعد میں دفتر بند ملتا ہے تو شہری کو اپنے لٹ جانے کا پتا چلتا ہے۔ اس گروہ نے ملک کے تمام بڑے شہروں لاہور، کراچی، گوجرانوالہ، ملتان، راولپنڈی، سرگودھا، چیچہ وطنی سمیت دیگر شہروں میں مختلف ناموں سے جعلی ٹریڈنگ کمپنیاں کھول رکھی ہیں۔ شاہدرہ موڑ لاہور پر قائم الرحمٰن ٹریڈنگ کمپنی نے NTN #2875136-1 درج کیا ہوا ہے۔ اس گروہ نے جعلی رسیدیں اور لیٹر پیڈ چھاپے ہوئے ہیں اور جعلی مہریں بنوا رکھی ہیں۔ بعض جعل ساز کمپنیوں

نے خواتین کی خدمات بھی حاصل کر رکھی ہیں۔ یہ کمپنیاں مختلف موبائل کمپنیوں کی sims استعمال کرتی ہیں اور فراڈ کے بعد یہ sims پھینک دیتی ہیں۔ اس تمام صورتحال کے پیش نظر پنجاب کی عوام میں شدید بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ نے جس مسئلے کی طرف توجہ دلوائی ہے in general terms تو یہ بالکل درست بات ہے کہ اس قسم کے لوگ دھوکہ دہی کے کاروبار میں ملوث ہیں اور شہریوں کو لوٹتے ہیں لیکن اس میں کسی کے خلاف کارروائی کرنے سے پہلے specific information and complainant کا ہونا بڑا ضروری ہے۔ اس تحریک میں انہوں نے شاہدرہ موڑ لاہور پر الرحمٰن ٹریڈنگ کمپنی کا ذکر کیا ہے تو اس کے متعلق ضلعی انتظامیہ لاہور نے پوری پتا جوئی کی ہے اور اس کے بعد یہ بات سامنے آئی ہے کہ الرحمٰن بلڈرز کے نام سے پراپرٹی ڈیلر کا دفتر بنایا ہوا ہے جو گورنمنٹ آف پاکستان سے منظور شدہ ہے اور عرصہ قریب 12 سال سے وہ سالانہ ٹیکس بھی ادا کر رہا ہے۔ آج تک تھانہ میں الرحمٰن ٹریڈنگ کمپنی کی کوئی تحریری و زبانی شکایت وصول نہ ہوئی ہے، اگر کوئی شکایت موصول ہوئی تو فوری کارروائی ضابطہ عمل میں لائی جائے گی۔ یہ ہو سکتا ہے کہ محترمہ نے اس ٹریڈنگ کمپنی کے متعلق بات کی ہے، یہ بات درست ہو لیکن اس کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کے لئے کسی complainant کا ہونا بڑا ضروری ہے تو اگر محترمہ کو اس کمپنی یا کسی اور کمپنی کے خلاف کوئی specific information ہے، کوئی complainant ہے کسی کے ساتھ دھوکہ ہوا ہے یا کسی کے ساتھ اس قسم کا فراڈ ہوا ہے تو میں محترمہ کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ وہ complaint لاہور سے متعلقہ ہے یا کسی اور ضلع سے متعلقہ ہے وہ میرے علم میں لائیں، اس complainant کو اس بات پر آمادہ کریں کہ وہ اپنا کیس اتھارٹی کے سامنے لائے تو جو بھی ضابطہ کی کارروائی ہو گی وہ انشاء اللہ کی جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب کی بات اپنی حد تک درست ہے لیکن آپ جانتے ہیں سادہ لوح لوگ جو اس فراڈ کا شکار ہوتے ہیں ان کے اندر اتنی capacity اور اتنی سکت نہیں ہوتی کہ وہ کچہریوں کے چکر میں پڑ سکیں۔ اس پورے incident کے بارے میں مجھے ذاتی طور

پر یہ information ملی تھی۔ میں convince کرنے کی کوشش تو ضرور کروں گی لیکن ہاؤس میں adjournment motion لانے کا مقصد حکومت کی attention draw کرنا ہوتا ہے تو حکومت کے پاس تمام مشینری اور تمام ذرائع موجود ہیں اور یہ کسی ایک شہر کا معاملہ نہیں ہے، یہ پورے پنجاب میں exist کرتا ہے اس لئے لاء منسٹر صاحب سے میری گزارش ہوگی کہ میں personally convince کرنے کی کوشش کرتی ہوں، چونکہ میرا تعلق وکالت کے پیشے سے ہے، میں جانتی ہوں کہ اس پورے process میں ایک سادہ لوح آدمی کو کتنا رلنا پڑے گا، اس کا اندازہ میں لگا سکتی ہوں، میں convince کرنے کی کوشش کرتی ہوں لیکن government machinery اپنے طور پر اس پر کام کرے اور اس دھوکہ دہی کو پکڑنے کی کوشش کرے۔ جیسے لاء منسٹر صاحب نے خود اپنے جواب میں کہا کہ بلڈرز کے نام پر ایک آفس موجود ہے اور اس کا NTN# 2875136-1 بلڈنگ کے شعبے کے متعلق ہے، اس کا ٹریڈنگ کمپنی سے کوئی لینا دینا نہیں ہے لیکن اسی آفس میں جعلی ٹریڈنگ کمپنی کا کام بھی ہو رہا ہے اس لئے میں نے ایک specific نام بھی لیا تھا، میں سمجھتی ہوں کہ اس پر government machinery کو effectively کام کرنا چاہئے، rather یہ کہ ہم کسی عام آدمی کو اس میں involve کر سکیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں اس کے اندر جنرل بحث نہیں ہو سکتی، adjournment motion کا اپنا ایک طریق کار ہے۔ محرک نے short statement دینی ہے، منسٹر صاحب نے اس کا جواب دینا ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ واقعی یہ بڑا ہی ایک valid point ہے جس طرح رانا صاحب! آپ نے بھی پڑھا ہے کہ وہاں پر ٹریڈنگ کمپنی رجسٹرڈ نہیں ہے لیکن ٹریڈنگ کمپنی کھلی ہوئی ہے تو اس پر کارروائی ہونی چاہئے۔ وہاں سے جو رپورٹ آئی ہے اس کے اندر انہوں نے بڑی conveniently یہ لکھا ہے کہ وہاں پر پراپرٹی کا دفتر ہے لیکن پراپرٹی کے دفتر میں جو ٹریڈنگ کمپنی کھلی ہوئی ہے وہ کس طرح کھلی ہوئی ہے؟ لاء کے کس شیڈول کے تحت رجسٹرڈ ہے یا وہ ٹریڈنگ کمپنی نہیں ہے تو اس matter پر کچھ آنا چاہئے تو میرا خیال ہے کہ ہم یہ بھی جمعرات تک pending کر دیتے ہیں تاکہ آپ یہ چیز دیکھ لیں کہ ٹریڈنگ کمپنی کے حوالے سے وہاں پر کیا بات ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کو جمعرات تک کے لئے pending کر لیں یا next session تک pending کر لیں، ضابطہ فوجداری میں جب تک کوئی complainant نہیں ہوگا اس وقت تک آپ کارروائی کس طرح سے کر سکتے ہیں، کوئی نہ کوئی

complainant تو ہوگا۔ اب محترمہ نے اخبار میں یہ خبر پڑھی ہے اور اس خبر میں بھی کسی complainant کے متعلق کوئی نشاندہی نہیں ہے کہ فلاں آدمی کے ساتھ فراڈ ہوا ہے۔ اب اگر کوئی 420 یا 68/67 کا پرچہ دینا ہے تو اس کا complainant تو چاہئے۔ اگر محترمہ کے پاس کوئی ایسی specific complaint ہے تو میں نے تو کہا ہے کہ وہ application دیں، اس adjournment motion کے ذریعے سے یہ بات ہمارے نوٹس میں آئی ہے تو اس پر کارروائی ہوگی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں سمجھتا ہوں کہ منسٹر صاحب کی بات میں وزن اس حد تک تو ہے کہ complainant موجود نہیں ہے، کارروائی نہیں ہو سکتی لیکن جواب میں ہے کہ وہاں ایک بلڈرز کا دفتر ہے، وہاں پر انہوں نے ٹریڈنگ کمپنی کی اجازت لی ہوئی ہے یا رجسٹریشن کروائی ہوئی ہے، یہاں پر وہ چیز موجود نہیں ہے۔ کیا قانون اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ ایک دفتر جو specifically بلڈرز کے نام پر ہے وہاں پر ہی without رجسٹریشن ٹریڈنگ کمپنی کھل سکتی ہے یا نہیں، تو میرا خیال ہے ایک یہ point ہے اس کے اوپر complainant کی ضرورت نہیں ہے۔ ایک تحریک آئی ہے اس پر آپ متعلقہ محکمہ سے کہیں کہ اس بات کو clarify کر دے in that said۔ یہ جمعرات تک pending کی جاتی ہے۔

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، گھرال صاحب!

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: جناب سپیکر! میری تحریک التوائے کار نمبر 486 تھی جو اگلے اجلاس کے لئے pending کی گئی تھی۔ اب معلوم کیا تو پتا چلا ہے کہ وہ dispose of ہو چکی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ریکارڈ دیکھ کر کل تک آپ کو بتا دیں گے۔ اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر 566 شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔ جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ تحریک دوبارہ پیش کر دیتا ہوں لیکن اس تحریک پر وزیر صاحب نے on the floor of House یہ کہا تھا کہ اس کلب کو جگہ مل چکی ہے لیکن انتہائی افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس کلب کو آج بھی کوئی جگہ نہیں ملی ہے۔ میرے خیال میں یہ بات آپ کے بھی علم میں ہوگی اور رانا مختار مارا مارا پھر رہا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ وزیر صاحب نے جب یہ بات کہی تھی تو اس بات کو بھی اڑھائی تین ماہ گزر گئے ہیں۔ یہ انتہائی اہم مسئلہ ہے۔ اس کو آج تک بھی

کوئی جگہ نہیں ملی۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ پہلے یہ دیکھا جائے کہ جب وزیر صاحب نے کہا تھا کہ ہم نے جگہ دے دی ہے تو آج تین مہینے گزرنے کے باوجود اس کلب کو جگہ نہیں ملی۔ اگر آپ کہتے ہیں تو میں اس تحریک کو دوبارہ پڑھ دیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

## جناح گارڈن لاہور میں عوام کو ہیلتھ کلب کی مفت سہولیات سے محروم کرنا

شیخ علاؤالدین: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ گورنمنٹ جناح گارڈن میں ایک Free Health Club جو مشتمل سے 2 مرلے کے کھلے پلاٹ پر پچھلے 55 سال سے سیر کرنے والے لوگوں اور خاص طور پر نوجوانوں کو مفت Health Care Exercise کی سہولت فراہم کر رہا تھا کو Cosmopolitan Club کی انتظامیہ نے اپنے سرکاری اثر ورسوخ کو استعمال میں لاتے ہوئے ہیلتھ کلب کے منتظم رانا مختار اور اس کے بیٹے کے خلاف پرچہ کروادیا ہے اور FIR میں انہیں قبضہ گروپ قرار دیا گیا جبکہ حقیقت یہ ہے کہ رانا مختار کو باقاعدہ سیکرٹری Agriculture نے تحریری اجازت دی ہوئی ہے۔ ہیلتھ کلب کا exercise کا تمام سامان اٹھا لیا گیا ہے اور لوگوں کو ایک اچھی exercise سے نہ صرف محروم کیا گیا بلکہ سالہا سال سے سیر وورزش کرنے والے لوگوں میں اس مذموم کارروائی کی وجہ سے غم وغصہ اور نفرت پیدا ہو گئی ہے۔ ہیلتھ کلب کے خلاف اس ناجائز کارروائی کو فی الفور ختم کرنے کے ساتھ ذمہ داران کے خلاف کارروائی کی جائے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محکمے نے جو جواب دیا ہے وہ میں محرک اور ایوان کی satisfaction کے لئے پڑھ دیتا ہوں۔ اس کا جو جواب مجھے ملا ہے اس میں پہلے brief history لکھی ہے اور آخری حصے سے سارا معاملہ سامنے آ جائے گا کہ حکام بالا کی ہدایت پر

انتظامیہ باغ جناح لاہور نے رانا ہیلتھ کلب کو نئی جگہ پر ہیلتھ کلب بنانے کے لئے جگہ کا تعین کر دیا ہے نیز رانا مختار احمد کو نئی جگہ کا معائنہ بھی کروا دیا ہے جس کی بابت اس نے رضامندی بھی ظاہر کر دی ہے۔ مزید یہ ہے کہ جناب چیف سیکرٹری حکومت پنجاب نے باغ جناح میں ہر قسم کی عارضی و مستقل تعمیر وغیرہ پر پابندی عائد کر رکھی ہے جس بابت سیکرٹری حضرات حکومت پنجاب نے جناب چیف سیکرٹری صاحب کو کیس بھجوایا ہے جس میں رانا ہیلتھ کلب کو نئی جگہ پر بحال کرنے کے لئے اجازت کی استدعا کی تھی جو کہ منظور ہو گئی ہے۔ محکمہ قانون کے مطابق تفصیل کے بعد باقاعدہ معاہدے کو عملی شکل دی جا رہی ہے۔ اب میرا خیال ہے کہ اس میں محکمے کی طرف سے کسی قسم کی کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ اگر شیخ صاحب اس بارے میں concern رکھتے ہیں تو جو متعلقہ آدمی رانا مختار احمد ہے یہ ان کو کل بلوالیں اور ہم محکمہ زراعت کے متعلقہ افسران کو بلا لیتے ہیں اور انھیں کہہ دیتے ہیں کہ اس معاملے کو ذرا expedite کر دیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔ میں اس کو کل بلا لیتا ہوں۔ اس میں اصل مسئلہ یہ ہے کہ وزیر صاحب نے کہا تھا کہ اس کو جگہ دے دی گئی ہے۔ آج بھی جیسے محترم ثناء اللہ صاحب نے کہا ہے کہ ابھی تک اس کو جگہ نہیں ملی، تین مہینے گزر گئے ہیں۔ میں اسے کل بلا لیتا ہوں اور یہ محکمہ زراعت کے متعلقہ افسران کو بلالیں اور اس کو جگہ دے دی جائے۔ یہ فری ہیلتھ کلب ہے۔ آپ کو پتا ہے کہ وہاں پر یہ اچھا معاملہ تھا، اللہ کرے کہ یہ بن جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں اس میں تھوڑی سی بات کرنا چاہتا ہوں کہ مجھے حیرت اس بات کی ہے کہ آج سے تین مہینے پہلے یہ تحریک التوائے کار آئی تھی اور اس وقت بھی محکمے نے یہ کہا تھا کہ ہم نے ان کو جگہ فراہم کر دی ہے لیکن انھوں نے ابھی تک اس کا کوئی حل نہیں نکالا جبکہ حقیقت یہ ہے کہ parks میں جس طرح حکومت پنجاب نے ٹکٹ ختم کر دی ہے۔ یہاں پر بھی غریب عوام کے لئے ہیلتھ سنٹر بنا ہوا تھا، میرے خیال میں اس کو ترجیح دینی چاہئے۔ جناب وزیر قانون نے بڑی اچھی بات کی ہے کہ کل آپ ان کو بلالیں اور وہ متعلقہ محکمے کو بلالیں گے اور اس مسئلے کو حل کریں گے۔ رانا صاحب! اس تحریک کو کب تک pending کیا جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): اس تحریک کو جمعہ تک pending کر دیں۔ اس وقت تک اس مسئلے کو حل کر لیا جائے گا۔ اس میں میری گزارش یہ ہے کہ جواب کا جو حصہ میں نے

نہیں پڑھا تھا اس میں ان کے درمیان litigation تھی اور فریقین کے درمیان پرچے درج ہوئے تھے جس کی وجہ سے یہ دیر ہوئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ عوام کی خدمت ہے۔ جمعہ تک اس کی رپورٹ اسمبلی میں پیش کر دی جائے۔ شکریہ

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ۔ آپ نے بہت مہربانی کی ہے اور خوش قسمتی ہے کہ آپ اس کی background بھی جانتے ہیں۔ وزیر قانون صاحب نے مہربانی کی ہے اور متعلقہ لوگوں کو بلا رہے ہیں تو میں آپ کے علم میں ایک اور بات لانا چاہتا ہوں کہ وہاں پر جمعہ کی نماز کے لئے محکمہ زراعت سے اجازت لی گئی تھی کہ جناح باغ میں جہاں یہ کلب ہے وہاں گیٹ کھول دیئے جائیں گے۔ اب اپنے طور پر محکمہ زراعت کے لوگوں نے وہ گیٹ بند کر دیئے ہیں جس وجہ سے خواتین اور لوگوں کو اتنی تکلیف ہے کہ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ Cosmopolitan Club کے لئے گیٹ کھل جاتے ہیں۔ وہ اپنی گاڑیاں اندر لے جاتے ہیں اور دندناتے پھرتے ہیں، محکمہ زراعت کے افسران دندناتے پھرتے ہیں۔ یہ کل ان کو بلا رہے ہیں تو یہ معاملہ بھی ان کے سامنے رکھا جائے کہ نماز کے لئے گیٹ بند ہیں اور جوئے کے لئے گیٹ کھلتے ہیں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں کل جب بیٹھیں گے تو اس بارے میں بھی ساری بات ہو جائے گی۔ اب تحریک التوائے کار نمبر 568/2008 محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ کی ہے۔ انھوں نے اس تحریک کو pending کرنے کے لئے لکھ کر بھیجا ہوا ہے اس لئے یہ تحریک التوائے کار 20-نومبر تک pending کی جاتی ہے۔ تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے اور باقی تحاریک carry forward کریں گی۔ اب ہم غیر سرکاری ارکان کی کارروائی شروع کرتے ہیں۔

## پوائنٹ آف آرڈر

## مخصوص نشستوں پر منتخب ہونے والی خواتین اراکین اسمبلی کے ترقیاتی فنڈز جاری نہ کرنا

محترمہ صغیرہ اسلام: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ صغیرہ اسلام صاحبہ!

**محترمہ صغیرہ اسلام:** جناب سپیکر! جس دن اجلاس شروع ہوا تھا اس دن تمام خواتین نے احتجاج ریکارڈ کروایا تھا کہ ہمارے ترقیاتی فنڈز روک دیئے گئے ہیں انھیں بحال کیا جائے۔ جب اس ہاؤس میں بیٹھے ہوئے تمام ممبران برابر ہیں تو پھر یہاں یہ کیوں کہا جاتا ہے کہ مردوں کو ترقیاتی فنڈز دیئے جائیں اور خواتین کے ترقیاتی فنڈز روک لئے جائیں؟ ہمیں پہلے کہا گیا تھا کہ سکیمیں دی جائیں۔ ہم نے پہلے سکیمیں دیں تو اس کے بعد ہمیں کہا گیا کہ دوسری سکیمیں بھی دے دیں۔ مجھے تو اس بات پر افسوس اور حیرت ہے کہ لاء منسٹر صاحب جب اپوزیشن میں تھے تو ان کی آواز اس ایوان میں اس طرح گونجتی تھی کہ پتا لگتا تھا کہ ایک بہت طاقتور اپوزیشن لیڈر بول رہا ہے لیکن جب سے وہ وزیر قانون بنے ہیں میرا خیال ہے کہ یا تو قانون نے ان کی آواز دبا دی ہے یا سمجھ نہیں آتی کہ انھیں کیا ہوا ہے کہ اس قدر چپ کیوں ہو گئے ہیں؟ کیا واقعی یہ وہی رانا ثناء اللہ صاحب ہیں جو کبھی کسی بات پر اتفاق ہی نہیں کیا کرتے تھے اور ہر بات پر اپنے دلائل دیا کرتے تھے لیکن اب جو بھی بات کی جاتی ہے تو وہ اتنے دھیمے لہجے میں اس کو سن کر چپ ہو جاتے ہیں۔

جناب سپیکر! انھوں نے کہا تھا کہ میں اس پر بہتر لائحہ عمل اختیار کروں گا اور بتاؤں گا۔ میں نے ابھی ایک چٹ بھی لکھ کر انھیں بھیجی ہے کہ 11-جون کو میرے ایک عزیز کا قتل ہوا تھا۔ میں نے بارہا دفعہ انھیں بتایا بھی ہے اور مجھے دکھ بھی اسی بات کا ہے کہ یا تو لاء منسٹر صاحب کے بس میں کچھ نہیں ہے یا وہ کرنا ہی نہیں چاہتے۔ اگر وہ کرنا چاہتے تو ایسی کوئی بات نہیں تھی کہ اشتہاری دندناتے پھر رہے ہیں اور وہاں پولیس بھی کچھ نہ کرے۔ میں یہاں پر یہ بتانا چاہوں گی کہ شاید وہاں کے ایم این ایز اتنے طاقتور ہیں کہ DPO ان کے حکم کے بغیر اشتہاریوں کو نہیں پکڑتے اس لئے میں لاء منسٹر صاحب سے یہ عرض کروں گی کہ کم از کم اپنے اختیارات کا جن کا راجہ بشارت صاحب لاء منسٹر ہوتے ہوئے اس سے پورا فائدہ اٹھاتے تھے اور وہ اپنے ساتھیوں کو ہر وہ سہولت دیتے تھے جس کا ان کو حق پہنچتا تھا۔ میں کوئی غلط بات نہیں کہتی۔ سب سے پہلے جو خواتین کا ترقیاتی فنڈ روکا گیا ہے اس پر اگر آج انہوں نے کوئی بہتر فیصلہ نہ دیا تو پھر ہم تمام خواتین کا یہاں پر بیٹھنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اگر ہم اس ایوان کا حصہ نہیں ہیں تو پھر ہم واک آؤٹ کر جائیں گی اور اسمبلی میں نہیں آئیں گی۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** جی، لاء منسٹر صاحب!

**وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):** جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں کہ جس وقت ہم اونچی آواز میں بولتے، گرجتے یا گونجتے تھے تو اس وقت ہم اونچی آواز میں اس لئے گونجتے تھے کیونکہ

حکومت غلط کام کرتی تھی۔ اب چونکہ حکومت صحیح کام کر رہی ہے تو اس لئے گونجنے یا گرجنے کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب سپیکر! محترمہ نے یہ فرمایا ہے کہ خواتین کو ترقیاتی فنڈ نہیں دیا جا رہا۔ دراصل معاملہ یہ ہے کہ یہ ترقیاتی فنڈز خواتین کو دیئے جاتے ہیں اور نہ ہی مرد حضرات کو دیئے جاتے ہیں بلکہ یہ حلقوں کو دیئے جاتے ہیں جن میں ترقیاتی کام ہونے ہوتے ہیں۔ یعنی ترقیاتی بجٹ مجھے نہیں ملتا بلکہ میرے حلقے کے لوگوں کو ملتا ہے تاکہ وہاں پر ان کے کام ہوں۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ جب خواتین کی نمائندگی کو ان Houses میں لایا گیا جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ ایک اچھا قدم ہے اور ہم اس اقدام کے مخالف نہیں ہیں لیکن اس میں کچھ اصول ہونے چاہئیں تھے۔ اب معاملہ یہ ہے کہ ایک ایک ضلع سے دس دس، بارہ بارہ ممبران ہیں جبکہ کچھ اضلاع ایسے ہیں جہاں سے کوئی بھی خاتون ممبر نہیں ہے۔ اب ان اضلاع سے elected ممبران کا یہ گلہ بنتا ہے کہ آپ اگر اس حساب سے کریں گے تو پھر مسئلہ بنے گا یا تو ان کو پابند کریں کیونکہ ان کا بجٹ پورے پنجاب کے اوپر محیط ہے اور پورا پنجاب ہی ان کا حلقہ ہے تو پھر یہ اپنے فنڈ کو ایک حساب سے خرچ کریں۔ یہ ایک ایسا معاملہ ہے جس میں argument کی ضرورت ہے۔۔۔

**محترمہ صغیرہ اسلام:** جناب سپیکر!۔۔۔

**وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):** میری بات تو مکمل ہو لینے دیں۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** ان کی بات مکمل ہو جائے پھر آپ کو ٹائم ملے گا۔

**وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):** جناب سپیکر! موجودہ حکومت خواتین کو بالکل اس House کا حصہ سمجھتی ہے، ان کو برابر کا ممبر سمجھتی ہے اور برابر کا استحقاق دینا ضروری نہیں بلکہ ان کا حق سمجھتی ہے لیکن یہ ایک مسئلہ جو آ رہا ہے اس کے لئے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف صاحب نے ایک ٹیکنیکل کمیٹی بٹھائی ہے اور اس میں کچھ ممبران بھی ہیں تو اس میں ہم اس کا کوئی حل نکالنا چاہتے ہیں۔ جونہی وہ حل نکلے گا اس کے مطابق ہم کریں گے۔ مثال کے طور پر اگر ایک کروڑ 80 لاکھ روپے ایک ممبر کا بجٹ ہے تو ایک شہر میں دس خواتین ہیں تو پھر دس کروڑ روپے تو وہاں پر چلے گئے اور دوسرا ضلع وہاڑی یا کوئی اور ضلع جہاں پر ایک بھی خاتون ممبر نہ ہو تو پھر یہ disparity ہے جو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی درست نہیں ہے، اس کو دور کرنے کے لئے ہم کوئی نہ کوئی حل نکالیں گے۔ ہماری خواتین ممبران پوری طرح سے مطمئن رہیں، ان کا حق ان کو ضرور دیا جائے گا۔

جناب سپیکر! محترمہ نے ایک ذاتی بات کی ہے کہ شیخوپورہ میں ان کے کوئی عزیز قتل ہو گئے تھے اور اس کے بعد یہ فرما رہی ہیں کہ میں نے اس پر کوئی نوٹس نہیں لیا۔ جب انہوں نے اجلاس میں point raise کیا تھا تو اس سے اگلے دن میں نے (SSP (Investigation اور DPO کو اپنے دفتر بلوایا تھا اور محترمہ کے ساتھ بٹھایا تھا۔ میں نے ان کو اس بات پر پابند کیا کہ وہ ان کی ذاتی سکیورٹی کا پوری طرح سے خیال کریں اور دوسرا اس بات پر پابند کیا کہ ان ملزمان کو فوری گرفتار کریں۔ ٹھیک ہے کہ وہ اشتہاری ہیں، ہو سکتا ہے کہ پولیس کی طرف سے کوئی کوتاہی بھی ہو رہی ہو اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ پوری طرح سے اپنی کوشش کر رہے ہوں لیکن اس میں کامیابی نہ ہو رہی ہو۔ میں نے ان کو کہا کہ آپ جو بھی کوشش کریں اس سے محترمہ کو آگاہ رکھیں۔ محترمہ سے بھی میں نے گزارش کی تھی کہ اگر آپ اس سلسلے میں ان کی طرف سے کوئی کوتاہی محسوس کریں تو آپ مجھے حکم فرمائیے گا۔ اب محترمہ مجھے تھوڑی دیر پہلے باہر بھی ملی ہیں تو یہ آج تک میرے نوٹس میں تو نہیں لائیں کہ وہاں پر ایسا کوئی عمل ہو رہا ہے لیکن میں اب بھی انہیں یقین دلاتا ہوں کہ وہ میرے پاس دفتر تشریف لائیں، جو متعلقہ تفتیشی افسران یا متعلقہ تھانہ ہے ان کو بلا کر نہ صرف گورنمنٹ ان کو ہدایات دے گی بلکہ یہ جو مناسب سمجھیں گی ان کے ذمہ لگائیں گے کہ وہ کوشش کریں اور کوشش کرنے کے بعد ملزمان کو گرفتار کریں۔

**جناب اعجاز احمد خان:** پوائنٹ آف آرڈر۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** جی، اعجاز احمد خان صاحب!

**جناب اعجاز احمد خان:** جناب سپیکر! میں نے معزز خاتون کی بات سنی ہے۔ میں لاء منسٹر صاحب کی بات میں اضافہ کرنا چاہوں گا کہ ہمیں کسی بھی demand سے پہلے بنیادی چیزوں کو مد نظر رکھ لینا چاہئے جیسے کہتے ہیں کہ first deserve then desire والی بات ہے۔ عرض یہ ہے کہ ہماری خواتین اس ایوان کی معزز ممبر ہیں لیکن انہوں نے مطالبہ for the second time کیا ہے کہ ان کو ترقیاتی فنڈز مہیا کئے جائیں۔ لاء منسٹر صاحب نے جو بات کی ہے میں اس کو دوبارہ سے کہوں گا کہ ترقیاتی اخراجات حلقوں کے against ہوتے ہیں اور حلقوں سے جو لوگ elect ہو کر آتے ہیں definitely ان کو ترقیاتی فنڈز allocate کئے جاتے ہیں کہ وہ نگرانی کریں اور اس quantum کے against ان حلقوں میں کام ہو۔ اب خواتین کو بنیادی طور پر party pool سے جو نمائندگی دی گئی تھی اس میں خواتین کی promotion کے لئے اور ان کے مسائل کے حل کے لئے اس معزز ایوان

میں نمائندگی دی گئی ہے، یہ خواتین کی ویلفیئر اور فلاح و بہبود کے لئے یہاں پر بات کریں کیونکہ اس میں دورائے نہیں ہیں کہ general contest میں خواتین کو اس حوالے سے بعض اوقات مقابلے میں آنا مشکل ہوتا ہے اور اس وقت کی گورنمنٹ نے یہ انتظامات کئے ہیں۔ جب یہ ایوان میں تشریف لے آئی ہیں تو اس طرح کا مطالبہ انہوں نے حکومت پنجاب کی فوڈ سپورٹ سکیم میں بھی کیا تھا، اس میں خواتین نے یہ کیا کہ ایک فارم راجن پور سے دے دیا، ایک لاہور سے دے دیا اور ایک فارم کسی اور ضلع سے دے دیا کیونکہ ان کا اپنا کوئی specific area نہیں ہے۔ ان کو 1500 فارم کی اجازت تھی کہ وہ submit کریں لیکن اس کی verification میں آج ٹاسک فورس کو جو مسائل سامنے آرہے ہیں وہ اپنی جگہ پر ایک بہت بڑا مسئلہ ہے۔ میں یہ عرض کروں گا کہ جہاں جہاں یہ point out کریں، ہمارے elected members کے ساتھ رابطے میں ہوں اور یہ point out کریں کہ یہاں پر کام ہونا چاہئے تو ممبرزان کی recommendations پر ترجیحات پر کام کروائیں۔ اگر فنڈز کی تقسیم اس انداز سے ہو جائے تو definitely لاء منسٹر صاحب نے صحیح بات کی ہے کہ اس سے بہت سارے اضلاع neglect ہو جائیں گے۔ لہذا فنڈز کا مطالبہ بغیر کسی حلقے کے قطعاً جائز نہیں ہے۔ ہم اپنی بہنوں سے یہ گزارش کرتے ہیں کہ وہ جائز مطالبے پر اکتفا کریں اور اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ (شیم، شیم)

**محترمہ ساجدہ میر:** پوائنٹ آف آرڈر۔

**محترمہ آمنہ الفت:** پوائنٹ آف آرڈر۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** میں سب کو ٹائم دوں گا۔ پلیز! تشریف رکھیں اور ہاؤس کے discipline کا خیال کریں۔ میں آپ سب کی بات کرنے سے پہلے ایک بات عرض کرنا چاہوں گا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہم اس بات سے انکار نہیں کر سکتے کہ جو حلقوں سے انتخاب لڑ کر آتے ہیں ان کے حلقے ہوتے ہیں لیکن ووٹ ان کو خواتین بھی دیتی ہیں اور خواتین کے ووٹ کے بغیر اگر آپ کہیں کہ الیکشن لڑ لیں گے تو this is not possible اور اسی کو سامنے رکھتے ہوئے جو خواتین ممبران یہاں پر موجود ہیں ان کا اتنا ہی حق ہے جتنا elected members کا بنتا ہے۔ اس میں discrimination نہیں ہونی چاہئے۔ جب خواتین ممبرز ہاؤس کے اندر آگئی ہیں تو جو ان کا حق ہے وہ ان کو ملنا چاہئے۔ اس میں ترقیاتی فنڈز دینے کا جو فارمولا ہے اس کی حد تک میں سمجھتا ہوں کہ لاء منسٹر صاحب نے جو بات کی ہے کہ آپ بیٹھ کر اپنا فارمولا بنا لیں۔ جہاں تک development funds کا تعلق ہے تو وہ آپ کو پورے کے پورے ملنے چاہئیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پہلے عظمیٰ بخاری صاحبہ بات کریں گی اس کے بعد آمنہ الفت صاحبہ کریں گی۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ آج تک شاید اس ہاؤس میں بیٹھے ہوئے ممبران کو بھی clear نہیں ہے کہ reserve seats کا صحیح مطلب کیا ہے؟ میں اعجاز خان صاحب کی بڑی عزت کرتی ہوں، بڑے learned ساتھی ہیں لیکن ان کو بھی شاید reserve seats کے بارے میں misconception ہے۔ reserve seats for women صرف عورتوں کے لئے نہیں رکھی گئیں۔ عورتوں کے لئے مخصوص سیٹیں اس لئے رکھی گئی ہیں کہ صوبہ پنجاب اور اس ملک کے اندر جتنی پالیسیاں بنیں گی تو اس میں پاکستانی عورت جو کہ 52 فیصد ہے وہ اپنا role play کرے گی، یہ صرف women specific نہیں ہوتی۔ پہلی بات یہ clear کرنا چاہتی ہوں۔

دوسری بات یہ ہے کہ میرے بھائی نے ابھی اپنی بات سے ہی contradiction کیا کہ فوڈ سٹیمپ سکیم میں خواتین نے ایک فارم راجن پور سے دے دیا، ایک لاہور سے دے دیا، ایک کہیں اور سے دے دیا تو میں یہ عرض کرنا چاہتی ہوں کہ ایک عورت چار مردوں پر بھاری ہے کیونکہ یہاں چار مرد ملیں تو ایک عورت بنتی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

ہمیں underestimate نہ کریں کیونکہ قومی اسمبلی میں خواتین اراکین اسمبلی کو بھی فنڈز مل رہے ہیں۔ سندھ حکومت سندھ کی خواتین اراکین اسمبلی کو فنڈز دے رہی ہے جبکہ باقی صوبائی اسمبلیوں میں بھی تمام خواتین کو فنڈز مل رہے ہیں تو یہ سارا criteria اور سارے problems پنجاب میں ہی کیوں اکٹھے ہو گئے ہیں؟ پہلے بھی حکومتیں فنڈز دیتی رہی ہیں، پہلے تو ایسے کوئی problems نہیں تھے اور ساری technicalities مسلم لیگ (ن) کی حکومت میں کیوں پیدا ہو گئی ہیں؟ میں سمجھتی ہوں کہ یہ concept غلط ہے۔ اس کو break ہونا چاہئے کہ مسلم لیگ (ن) کی حکومت anti women پالیسیوں پر کام کر رہی ہے، میں سمجھتی ہوں کہ یہ مسلم لیگ (ن) کے لئے بھی ٹھیک نہیں ہے اور خواتین کے لئے بھی اچھا image نہیں جاتا تو اس کو break ہونا چاہئے۔ چونکہ تمام صوبائی اسمبلیاں، قومی اسمبلی خواتین کو فنڈز دے رہی ہے تو پنجاب میں اچانک ایسے مسائل کہاں سے آ گئے ہیں کہ جہاں پہلی اسمبلیوں میں فنڈز ملتے رہے ہیں، اب وہ فنڈز نہیں مل سکتے اور اس لئے خواتین کو women specific کرنا صحیح نہیں ہے۔ ہمارا کام یقیناً تمام policies پر کام کرنا ہے لیکن اس کے ساتھ

ساتھ ہمارا consideration اس طبقے پر ہونا چاہئے جو زیادہ down trodden ہے، جس کی زیادہ problem ہے اور یقیناً اس میں عورت بھی شامل ہے اس لئے ہمارا consideration عورت پر زیادہ focus ہوتا ہے لیکن اس کا یہ مطلب ہر گز نہیں ہے کہ جو صحت پر پالیسیاں بنیں گی اس میں خواتین کا کوئی contribution نہیں ہو سکتا۔ صحت کے متعلق جتنی پالیسیاں بنیں گی خواتین ان میں اپنا کردار ادا کریں گی۔ ایجوکیشن میں بننے والی پالیسیوں میں خواتین اپنا کردار ادا کریں گی اس لئے خواتین کو women specific کرنا اور اس خام خیالی میں رہنا کہ خواتین کا کام صرف خواتین issues سے باہر نکلنا نہیں ہے یہ women reserve seats کے concept کے خلاف ہے اور جن لوگوں کی اس پر study نہیں ہے تو میری گزارش ہے کہ women reserve seats کا ماڈرن ملکوں میں جو concept ہے وہ پڑھ کر آئیں اور اسے study کریں تو انہیں پتا چل جائے گا کہ women reserve seats کیوں رکھی جاتی ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ بالکل صحیح بات ہے۔۔۔

(اذان ظہر)

جناب محمد یار ہراج: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد یار ہراج: شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ نے فرمایا تھا کہ ترقیاتی فنڈز علاقوں کے حساب سے تقسیم ہو رہے ہیں اور شاید اس سلسلے میں انہوں نے کوئی پالیسی بھی واضح کرنے کی کوشش کی تو میں صرف ایوان کی توجہ دو تین پوائنٹس پر لانا چاہتا ہوں۔ نمبر ایک تو یہ سیاسی فنڈز نہیں ہونے چاہئیں بلکہ یہ ڈویلپمنٹ فنڈز ہونے چاہئیں اور جہاں پر ضرورت ہو وہاں پر خرچ ہوں۔ دوسری بات یہ ہے کہ تمام ممبران کا اور اگر ان کی مشاورت سے یہ فنڈز لگنے ہیں تو قواعد وضوابط کے مطابق ہونا چاہئے۔ قانون میں کہیں یہ نہیں لکھا کہ خواتین کو مردوں سے مختلف treatment ملنی چاہئے۔ اس ایوان کے تمام ممبران کے برابر حقوق ہیں۔ اگر مرد حضرات کو ڈویلپمنٹ فنڈ کو spend کرنے کا اختیار ملتا ہے یا ان کی مشاورت ہوتی ہے تو خواتین کو بھی اتنا ہی حق ہے کیونکہ اس ایوان کے تمام ممبران برابر ہیں۔

تیسری بات یہ ہے کہ اپوزیشن والے بھی عوام کے ووٹ لے کر اس ایوان میں آئے ہیں اور ہمارا بھی ان ترقیاتی فنڈز کی spending اور ان کی allocation میں اتنا ہی حصہ ہونا چاہئے جو کہ حکومتی پارٹی کے ممبران کا ہے۔ اس وقت عملی صورتحال یہ ہے کہ اگرچہ رانا صاحب نے فرمایا ہے کہ

ضلع کی ڈویلپمنٹ کمیٹی ہے اور علاقہ کے حساب سے فنڈز تقسیم ہو رہے ہیں تو ضلع خانیوال میں (ن)لیگ کی ایک بھی سیٹ نہیں ہے تو کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ خانیوال ضلع کے 25لاکھ لوگ ترقیاتی فنڈز سے محروم ہونے چاہئیں؟ کیا ان کو اس بات کی سزا ملنی چاہئے؟ وہاں سے ہماری خاتون ممبران بھی ہیں، ان کو بھی کوئی فنڈز نہیں ملے اور مجھے بھی کوئی فنڈز نہیں دیئے گئے اور اگرچہ ہمارے دو بھائی ایسے بھی ہیں جو کہ لوٹے بنے ہیں اور اگرچہ ان کی اصل جگہ تو Muslim showers کے پاس تھی۔ ان کو ایک ڈسٹرکٹ ڈویلپمنٹ کمیٹی کے اندر ڈال دیا گیا ہے جس کے باوجود بھی کوئی فنڈز نہیں دیئے گئے تو میں ایوان کے سامنے یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ اگر ترقیاتی فنڈز کا حق لاہور والوں کا ہے تو وہ خانیوال والوں کا بھی اتنا ہی حق ہے۔ ہم لوگ اس صوبے کے رہائشی ہیں جس طرح لاہور والے ہیں اور اگر کوئی نواز شریف کو ووٹ نہ دے اور پیپلز پارٹی کو ووٹ نہ دے تو ان کا گلا دبا کر ان کو مار نہیں دینا چاہئے۔ ان کا بھی اس حکومت، اس صوبے اور اس صوبے کے resources پر اتنا ہی حق ہے جتنا دوسرے باشندوں کا ہے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: میں اس پر صرف دو باتیں کرنا چاہوں گا کہ پچھلے پانچ سال جب ہم بھی ایم پی اے تھے اور ان سیٹوں پر بیٹھتے تھے تو یہ above board ہونا چاہئے، فنڈز ملنے چاہئیں لیکن پانچ سال پورے اسمبلی چلی اور مجھے فنڈز نہیں ملے تھے لیکن ہم اس بات کی مخالفت کرتے ہیں اور above board فنڈز سب کو ملنے چاہئیں۔ جی، لا منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں دو باتوں کی وضاحت کرنا چاہوں گا کہ ہماری محترم بہنوں نے اس بارے میں جو احتجاج کیا ہے۔ گزارش یہ ہے کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ انہیں بطور ممبر پنجاب اسمبلی ان کا حق ملنا چاہئے لیکن بات یہ ہے کہ خواتین کے فنڈز misuse ہوئے ہیں۔ یہ پورا ریکارڈ گواہ ہے کہ پچھلے پانچ سالوں میں برسر اقتدار پارٹی ان خواتین کا فنڈ لے کر ایک ضلع میں لگاتی رہی ہے اور یہ بات on record ہے۔ اس طرح کے معاملات جو ہیں تو اس وقت یہ خواتین کا right to choose کہاں گیا ہوا تھا۔ دوسرا یہ ہے کہ آپ بات خواتین کے حقوق کی کر رہی ہیں اور دوسری طرف آپ ڈویلپمنٹ سکیم کی بات کر رہی ہیں۔ اب کون سی سڑک پورے پنجاب میں خواتین کے لئے specific ہے اور وہ خواتین کو بنانی چاہئے۔ ڈویلپمنٹ سکیمیں ہر شہر اور ہر حلقے کی ہیں اور پورے صوبے کی ہیں۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ ان کو اس development کا جو پروگرام ہے اس مشاورت کے عمل میں پوری طرح سے ساتھ رکھیں اور ان کی discretion اسی

طرح سے رہے جس طرح ایک رکن کی ہوتی ہے کہ وہ ایک specific amount کے متعلق identify کر سکتا ہے، ہم ان کو بھی اسی طرح کا حق دینا چاہتے ہیں لیکن ہم چاہتے یہ ہیں، ہوتا یہ ہے کہ بعد میں پارٹی قیادت یا ساتھی رکن اس بات کو maneuver کر کے فنڈز اپنے حلقے یا اپنے ضلع میں لے جاتا ہے اور یہ ہوا ہے۔ اگر میری بہن چاہیں گی تو میں یہ ریکارڈ on the floor of the House پیش کر دوں گا کہ یہ ایسے ہوا ہے۔ ہم یہ چاہتے ہیں اور موجودہ گورنمنٹ کی یہ intention ہے بالخصوص وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے کہا کہ یہ غلط ہے، یہ discrimination ہے، ہم اس کے لئے کوئی ایسا حل نکالیں گے کہ ان کو ان کا اختیار بھی حاصل ہو، ان کی مشاورت بھی ہو اور یہ identify بھی کریں لیکن اس میں ایسا نہ ہو کہ سارے فنڈز کسی ایک ضلع میں چلے جائیں یا کسی ایک طرف چلے جائیں۔ اصل چیز یہ ہے۔ میں نے آپ کے اختیار سے deny کیا ہے اور نہ ہی اس گورنمنٹ کی کوئی ایسی intention ہے کہ ہم deny کرنا چاہتے ہیں لیکن ہم اس کو regularize کرنا چاہتے ہیں اور rationalize کرنا چاہتے ہیں تاکہ اس قسم کی قباحت یا اس قسم کا fault جو پہلے ہوا ہے وہ نہ ہو۔ دوسری بات ہراج صاحب نے کی ہے، انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ یہاں پر مشاورت کے عمل میں ہمیں بھی اسی طرح سے شامل ہونا چاہئے۔ دیکھیں! بات یہ ہے کہ جو Annual Development Programme ہے اس کو یہ ہاؤس pass کرتا ہے۔ حکومت کا یہ حق ہے کہ وہ پروگرام بنائے اور اپوزیشن کا حق یہ ہے کہ اس کی بہتری کے لئے اس پر تنقید کرے، اختلاف کرے اور تنقید کرے۔ اب اگر Annual Development Programme اپوزیشن نے چلانا ہے تو پھر اپوزیشن کون کرے گا؟ یعنی یہ بات سمجھنے کی ہے۔ رہی بات خانیوال کی تو آپ فکر نہ کریں، خانیوال وزیراعلیٰ پنجاب خود جائیں گے، وہاں کے مسائل کو وہاں پر بیٹھ کر دیکھیں گے اور جتنے funds کی ضرورت ہو گی انشاءاللہ تعالیٰ دیئے جائیں گے۔ اگر آپ اس وقت اپنی پارٹی سے اجازت لے کر آنا چاہیں گے تو آپ کو بھی most welcome کیا جائے گا۔

(اس مرحلہ پر ہاؤس میں کچھ معزز ممبران اپنی اپنی نشستوں پر کھڑے ہو گئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: میری ایک عرض سن لیں۔ تمام ممبران میرے لئے بہت معزز ہیں۔ کلو صاحب، نوانی صاحب، آمنہ الفت صاحبہ، لغاری صاحب اور جتنے بھی معزز ممبران ہیں، بہت معزز ہیں۔ ہم نے اس پر کوئی general discussion نہیں کرنی ہے۔ آج کے اجلاس کا ایک specific ایجنڈا ہے، اس پر جو آپ کا point تھا وہ بڑا valid ہے، وہ اب نوٹ ہو چکا ہے اور اس پر وزیر صاحب کارروائی

کریں۔ یہ اجلاس چل رہا ہے، آپ سب ان کو جا کر ملیں اور ان سے بات کریں۔ اب اس ایوان کے اندر ہم نے وہ کام کرنا ہے جس کے لئے آج کا ایجنڈا ہمارے پاس موجود ہے۔

**محترمہ آمنہ الفت:** جناب سپیکر! میں نے ایک بات کرنی ہے۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** محترمہ! میری بات سنیں، اب سوال ایک ہو گیا ہے۔ کیا یہ اس سے related ہے؟

**محترمہ آمنہ الفت:** جی، اس سے related ہے۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** پھر فرمائیں!

**محترمہ آمنہ الفت:** شکریہ۔ جناب سپیکر! جیسا کہ وزیر قانون نے فرمایا کہ اس سے پہلے گورنمنٹ میں یہ ہوا کہ ایک male member وہ female کے فنڈز لے گیا۔ بات یہ ہے کہ اب حکومت تو ان کی ہے۔ اب ان کو کس بات کا خطرہ ہے؟ یہ ایسا نہ ہونے دیں بلکہ قانون بنا دیں، اس پر implementation کر دیں کہ جو جس حلقے کا ہے، فنڈز اسی حلقے میں لگایا جائے۔ دوسری بات یہ ہے کہ انہوں نے کہا تھا کہ ہماری حکومت خواتین کو بالکل حصہ سمجھتی ہے۔ میں سمجھ رہی تھی کہ یہ، یہ کہنا چاہ رہے تھے کہ "ہماری حکومت خواتین کو اس ایوان سے بالکل نکالنا چاہتی ہے۔"

**جناب ڈپٹی سپیکر:** میرا خیال ہے کہ جو آپ کی سمجھ ہے وہ آپ کی سمجھ ہے جو بات انہوں نے کی ہے---

**محترمہ آمنہ الفت:** بات یہ ہے کہ جو خواتین کے ساتھ سلوک ہو رہا ہے وہ ہمیں نظر آ رہا ہے تو کل کو آپ خواتین کی حمایت کیسے لیں گے؟ یہ تو ان کی اپنی حکومت کی خواتین ہیں، اپوزیشن تو پھر پرائی ہے۔ ہمارے ساتھ چلیں جو مرضی سلوک روا رکھیں لیکن اپنی عورتوں کو تو کم از کم oblige کر دیں، شکریہ

**محترمہ نرگس فیض ملک:** جناب سپیکر! میں بھی بات کرنا چاہتی ہوں۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** دیکھیں محترمہ! اس بات پر بڑی clear line آ چکی ہے--- چلیں، ٹھیک ہے، فرمائیں!

**شیخ علاؤالدین:** جناب سپیکر! یہ تو discrimination ہے کہ آپ خواتین کو ہی سنتے جا رہے ہیں۔

**محترمہ نرگس فیض ملک:** شیخ صاحب! خواتین کو کیا مل گیا ہے جو آپ پریشان ہوگئے ہیں، کیا ہوگیا ہے آپ کو؟

جناب سپیکر! وزیر قانون نے جو وضاحت کی ہے میں اس کی بھرپور مذمت کرتی ہوں کیونکہ ہم خواتین کوئی خیراتی کوٹا مانگ رہی ہیں اور نہ ہم خیراتی طریقے سے آئی ہیں۔ ہم ایک جدوجہد، مسلسل جدوجہد، struggle کرکے، ماریں کھا کر اور کوڑے کھا کر آئی ہیں۔ جیلوں میں بھی ہماری ساتھی بہنوں نے بڑی قربانیاں دی ہیں۔ اس کے صلے میں ہم اپنے لئے کچھ نہیں مانگ رہی ہیں، ہم بھی حلقے کی عوام کے لئے ہی فنڈز مانگ رہی ہیں۔ آپ ہماری ترقیاتی سکیموں کو چیک کروا سکتے ہیں اگر کوئی سکیم غلط ہو، غیر معیاری یا غیر ضروری ہو تو آپ اس کو بے شک cancel کر سکتے ہیں لیکن ہم نے کوئی غیر ضروری سکیم نہیں دی۔ اگر ہمارا مطالبہ منظور نہ کیا گیا تو آپ کی تجاویز آنے تک ہم اسمبلی کے باہر دھرنا دیں گی۔ یہ تمام خواتین کا اعلان ہے۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** جی، بلوچ صاحب!

**ڈاکٹر خالد امتیاز خان بلوچ:** جناب سپیکر! مجھے نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہماری خواتین کو یہ احتجاج کرنا پڑ رہا ہے کہ ہم کو فنڈز دیئے جائیں حالانکہ یہ فنڈز ان خواتین کی مشاورت کے ساتھ elected members کے حلقوں میں دینا ضروری ہے۔ مجھے اس پیمانے کی سمجھ نہیں آئی جس کے اندر یہ کہا گیا ہے کہ ایک عورت چار مردوں پر بھاری ہے۔ وہ کیا پیمانہ ہے،

What is the land math? I don't know. I am unable to understand and think.

دوسرے نمبر پر ہم elected لوگ ہیں، ہم نے حلقوں میں جا کر ایک ایک بندے کے پاؤں پکڑ کر ووٹ مانگے ہیں پھر اس جگہ پر آئے ہیں۔ ان لوگوں کی priority list بنتی ہے priority list کے اندر یہ خواتین elect ہو کر آتی ہیں۔ ہم ان کا حصہ ہیں، یہ ہمارے لئے ووٹ مانگتی ہیں اور پارٹی کے لئے ووٹ مانگتی ہیں مگر ایک بندے کو ایک female یہ کہے کہ وہ بات میں دوبارہ دہرانا نہیں چاہتا چاہے آپ اس کو حذف کر دیں۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** نہیں، وہ آپ رہنے دیں، پلیز!

**DR. KHLID IMTIAZ KHAN BALOACH:** Next time they should be careful about such remarks.

**جناب ڈپٹی سپیکر:** جی، کلو صاحب! اس کے بعد یہ بحث ہم wind up کریں گے۔

**ملک محمد وارث کلو:** جناب سپیکر! یہ non issue ہے۔ یہاں development fund کی جو وضاحت ہو رہی ہے وہ بالکل غلط ہے۔ کسی ایم پی اے کو کوئی development funds نہیں ملتے، یہ گورنمنٹ کے ترقیاتی فنڈز ہیں، یہ بجٹ کے پیسے ہیں۔ ایم پی اے کے پاس صرف identification کا حق ہے اور یہ identification سرکاری بنچوں پر جو لوگ بیٹھے ہوتے ہیں انہوں نے کرنی ہوتی ہے۔ ان بہنوں کو بھی identification کا حق ملنا چاہئے، وہ ضرور ملے گا اور میں recommend کرتا ہوں کہ ضرور ملے۔

میری استدعا ہے کہ پچھلے اجلاس میں میری دو تحاریک التوائے کار تھیں۔ ایک کا نمبر 475 تھا جو فلیٹ ریٹ آبیانے پر تھی اور دوسرا نمبر 480 تھا یہ شوگر ملز کے حوالے سے تھی جو وہ زمینداروں کے ساتھ ظلم کر رہے تھے۔ ان دونوں تحریکوں پر سپیکر صاحب اور وزیر قانون نے مہربانی فرمائی تھی اور یہ طے ہوا تھا کہ اس پر اگلے اجلاس میں بحث کے لئے ٹائم رکھا جائے گا۔ یہ انتہائی اہم issue ہے کیونکہ پانی ہمارے پاس ہے نہیں۔ اس وقت پکڑ دھکڑ شروع ہے اور کسانوں کو اندر کیا جا رہا ہے۔ ان سے پانی کے بغیر ٹیکس لیا جا رہا ہے۔ دوسرا شوگر ملز والوں نے پچھلے سیزن کے جو پیسے ہیں وہ ابھی تک نہیں دیئے۔ شوگر ملز ایسوسی ایشن بن چکی ہے اور کاشتکار غریب ہیں وہ شوگر ملز مافیا سے مقابلہ نہیں کر سکتے اس کے لئے بھی بحث ہونی چاہئے۔ ان دونوں تحاریک التوائے کار کے لئے time fix کریں تاکہ اس بارے کوئی معاملہ طے ہو سکے۔ بہت شکریہ

**جناب ڈپٹی سپیکر:** اب پہلے فائزہ ملک صاحبہ بات کر لیں پھر نوانی صاحب کر لیں گے۔

**محترمہ فائزہ احمد ملک:** شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ نے مجھے ٹائم دیا۔ میں یہاں تھوڑی سی توجہ چاہوں گی کہ پچھلے آٹھ ماہ سے خواتین کے ساتھ یہ problem چلی آ رہی ہے کہ خواتین کو کسی قسم کی بھی، یوں کہہ لیں کہ ہم اس ایوان کے ممبران بنے ہیں تو member کی حیثیت سے ہمارا جو prerogative بنتا ہے وہ نہیں دیا جا رہا ہے۔ میرا خیال ہے کہ جو آج احتجاج ہوا ہے یہ آٹھ ماہ یا سات ماہ کا عرصہ گزرنے کے بعد آج سامنے آیا ہے جو خواتین کو on the floor of the House ریکارڈ کروانا پڑا۔ میں لاء منسٹر صاحب کی تھوڑی سی توجہ چاہوں گی۔ انہوں نے ابھی فرمایا ہے کہ ایک کمیٹی بنائی گئی ہے جو ایک لائحہ عمل طے کرے گی کہ خواتین کے فنڈز کو کیسے استعمال

کیا جائے۔ میری درخواست ہے کہ اس میں بھی فرق کیا گیا ہے کہ جو کمیٹی آپ نے ہمارے لئے بنائی ہے اس کمیٹی میں خواتین کی کوئی نمائندگی نہیں رکھی۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** جی، بہت شکریہ

**محترمہ فائزہ احمد ملک:** جناب سپیکر! دوسری بات میں آپ کی اجازت سے یہ کہنا چاہوں گی کہ میرے علاقے میں جہاں میں رہتی ہوں میرا خیال ہے وہ میرا حلقہ بنتا ہے کیونکہ میں وہاں پر رہ بھی رہی ہوں اور الیکشن کے دوران میرا وہاں پر اپنی پارٹی کی طرف سے ایک role رہا ہے تو وہاں کے علاقے کے مسائل کو میں نے ہمیشہ اہمیت دی ہے اور وہاں پر ان لوگوں کے مسائل کو حل کرنے کی کوشش بھی کی ہے لیکن پچھلے دِنوں ہمارے علاقے ٹھوکر نیاز بیگ میں ایک flyover بن رہا ہے اس سلسلے میں چیف منسٹر صاحب کی طرف سے اس کو review کرنے کے لئے ایک کمیٹی بنائی گئی ہے وہاں کے ایک ہزار دُکاندار اس flyover کی وجہ سے متاثر ہو رہے ہیں کیونکہ ان لوگوں کی طرف سے چیف منسٹر صاحب کو یہ احتجاج ریکارڈ کرایا گیا تھا کہ ان لوگوں کو ان کا حق صحیح طریقے سے نہیں دیا جا رہا ہے اور ان کی دُکانیں گرائی جا رہی ہیں تو میں یہاں پر یہ بھی request کرنا چاہوں گی کہ جب اس علاقے کے مسائل کے حل کے لئے میں پچھلے آٹھ ماہ سے کوشش کر رہی تھی کہ چیف منسٹر صاحب تک یہ بات پہنچ جائے تو جب چیف منسٹر صاحب تک یہ بات پہنچی ہے تو اس کے بعد مجھے اس کمیٹی میں نہیں رکھا گیا حالانکہ وہ میرا علاقہ ہے اس کمیٹی میں پتا نہیں کون لوگ ہیں جو اس علاقے کے مسائل کو review کر رہے ہیں؟

**ملک جلال الدین ڈھکو:** جناب سپیکر!۔۔۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** جی، بہت شکریہ۔ اب میں بات کرنا چاہتا ہوں۔ سارے میری بات سُن لیں۔ جی، شہزادی عمر زادی ٹوانہ صاحبہ!۔۔۔ اس کے بعد پھر میں ڈھکو صاحب آپ کو موقع دیتا ہوں۔ پھر آپ بات کر لیجئے گا۔ پلیز! پہلے ان کی بات سُن لیں۔

**محترمہ شہزادی عمر زادی ٹوانہ:** جناب سپیکر! وہ خواتین جو reserve seats پر آئی ہیں میں ان کے جذبات کا اندازہ لگا سکتی ہوں کیونکہ میں پچھلے tenure میں reserve seats پر MNA بن کر آئی تھی۔ پھر جو فنڈز ہمیں نیشنل اسمبلی میں دیئے گئے میں ان کی کارکردگی پر elections میں اس دفعہ MPA منتخب ہو کر آئی ہوں۔ میرے خیال میں خواتین کو فنڈز ضرور دیئے

جانے چاہئیں تاکہ ان کو بھی کام کرنے کا موقع ملے لیکن میں وزیر قانون رانا صاحب سے پورا اتفاق کروں گی کہ اس کی ایک پالیسی بنانی چاہئے۔کافی اضلاع ایسے ہیں جن کے حلقوں میں سے کوئی عورت reserve seat پر نہیں آئی۔زیادہ تر 60 کے لگ بھگ reserve seats پر عورتیں ہیں اور ان میں سے 30 کے قریب جو کہ نصف تعداد ہے وہ لاہور سے تعلق رکھتی ہے تو میرے خیال میں، جو میرے بھائی male ممبران ہیں وہ بھی اس بات پر اتفاق کریں گے کہ جو فنڈز ان کو پہلے ملے وہ بااثر سیاستدان اپنے حلقوں میں لے جاتے ہیں اور جو باقی ایم پی اے حضرات ہیں ان کے حلقوں میں فنڈز کی appropriate تقسیم نہیں ہوتی تو اس سلسلے میں جیسے سرگودھا، خوشاب اور بھکر سے شاید کوئی خواتین نہ ہوں تو کیا ہمارے اضلاع کو، ان reserve seats کی خواتین کے فنڈز میں سے کچھ نہیں ملے گا؟ میں یہ چاہوں گی کہ جو کمیٹی بنے اس میں اس طرح کی ایک پالیسی رکھی جائے کہ ان خواتین کو حلقے مختص کئے جائیں کیونکہ خواتین تو ہر حلقے میں ہیں، یہ نہیں ہے کہ یہ لاہور کی رہائشی ہیں تو لاہور میں ہی ان کے فنڈز جانے چاہئیں، ان کو لاہور کے ہی projects دیئے جانے چاہئیں۔ خواتین چونکہ پورے پنجاب میں ہر حلقے میں برابر کی موجود ہیں، ان خواتین کو ضلعے یا حلقے مختص کئے جائیں۔اس کمیٹی میں، جہاں پر انہیں ایم پی اے، ایم این اے کی مشاورت سے یہ projects دیئے جائیں، ان کو فنڈز دیئے جائیں، وہ فنڈز تکمیل تک پہنچائیں اور اپنی کارکردگی دکھائیں۔بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ میری اب باقی ممبران سے گزارش ہے کہ وہ بیٹھ جائیں کیونکہ ابھی تک ہم غیر سرکاری ارکان کی کارروائی شروع ہی نہیں کر سکے۔جی، ڈھکو صاحب!

**ملک جلال الدین ڈھکو:** بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب والا! ہم لابی میں اسی ضمن میں بات کر رہے تھے۔ عظمیٰ گیلانی صاحبہ بھی تشریف لے آئیں۔ وہاں دوستوں کے درمیان کافی discussion ہوئی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ آپ کے وقت کی تھیں عظمیٰ گیلانی۔یہ عظمیٰ بخاری ہیں۔۔۔(قہقہے)

**ملک جلال الدین ڈھکو:** جی، عظمیٰ بخاری صاحبہ۔اس وقت میرے ساتھ چند دوست کھڑے تھے، ہم اکٹھے کھڑے تھے، جاوید علاؤالدین صاحب تھے، معین وٹو صاحب تھے، یاور صاحب تھے اور کئی دوست تھے۔ عظمیٰ صاحبہ نے ہمارے ساتھ ایک فیصلہ کیا اور فیصلہ یہ ہے کہ عظمیٰ صاحبہ نے کہا، میں نے بھی کہا، ہم سب دوستوں نے کہا کہ اگر کوئی فنڈز لینا چاہتا ہے تو اگلی دفعہ آپ general

seats پر آ جائیں، ہمیں special seats دے دیں تو فنڈز آپ کے لئے کھلے ہیں۔ یہ بات وہ مان گئے انہوں نے کہا ہمیں منظور ہے۔

جناب محمد معین وٹو: ہمیں منظور ہے۔

میاں یاور زمان: پورے ایوان کو منظور ہے کہ ہم فنڈز نہیں لیں گے۔

ملک جلال الدین ڈھکو: ہمیں منظور ہے۔ یہ بات وہ مان گئے کہ ہم فنڈز نہیں لیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ میرا خیال ہے کہ اس ہاؤس کی کارروائی کو اب آگے چلاتے ہیں۔ جی!

only one minute

محترمہ شہزادی عمر زادی ٹوانہ: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں موجودہ topic سے ذرا ہٹ کر بات کروں گی۔ یہ ہمارے دائرہ کار میں نہیں ہے کیونکہ یہ فیڈرل گورنمنٹ کے دائرہ کار میں ہے، آئی ایم ایف کی جو شرائط دی گئی ہیں ان کو فیڈرل گورنمنٹ میں نہیں بتایا جا رہا اور نیشنل اسمبلی میں بھی زیر بحث نہیں لایا جا رہا لیکن چونکہ یہ پورا ایوان جانتا ہے کہ زیادہ تر ہمارے حلقے زرعی ہیں، کسانوں کے problems ہیں اور ہم زیادہ تر ان کی نمائندگی سے یہاں پر پہنچے ہیں تو میں یہ چاہوں گی کہ قرارداد اگلی دفعہ ضرور منظور کی جائے کیونکہ جو شرائط زمینداروں اور چھوٹے کسانوں پر عائد کی جائیں گی اس کا effect خاص طور پر ٹیکس کے حوالے سے پنجاب پر آنا ہے۔ شوکت ترین صاحب کے بیانات کی میں مذمت کرتی ہوں کہ specially small agriculturists پر farmers پر 18 فیصد ٹیکس کا جو وہ سوچ رہے ہیں ہمیں یہ بتایا جائے کہ کیا IMF کی شرائط میں زرعی ٹیکس موجود ہے یا نہیں ہے کیونکہ effectives جو ہوں گے وہ eventually پنجاب کا ایک چھوٹا زمیندار اور کسان ہوگا۔

I take it for granted that all the MPAs will stand by me in this that no agricultural tax should be imposed on the farmers. Thank you.

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جی---

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب سپیکر! بجٹ کو دیکھیں! funds allocation جو ہے یہ کسی ایک سیٹ کے لئے مختص نہیں ہے۔ بجٹ logical division of funds ہے، logical division کی جب ہم بات کرتے ہیں تو اس میں کوئی ایک سیٹ کی بات آتی ہے نہ کوئی

سپیشل سیٹ کی بات آتی ہے۔ ہم ایک ایسی بحث میں پڑ گئے ہیں کہ ہم نے ایک خواتین کی سیٹ اور دوسری سیٹ کو الگ الگ کر دیا ہے، basically یہ ہے کہ logical division ہے، logical division میں اگر ہم دیکھیں تو South 16 districts ہیں، باقی 19 districts ہیں اگر ہم ابھی تک انہی کی funds allocation دیکھیں تو South تو پہلے ہی بہت پیچھے ہے۔ اگر ہم خواتین کو special یا الگ فنڈز دے دیں گے تو خواتین کی majority پہلے ہی 19 districts سے ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اپر پنجاب کو اور فنڈز مل جائیں گے، جنوبی پنجاب تو پہلے ہی غربت میں پس رہا ہے۔ آپ دیکھیں! ساؤتھ کو جس وقت سیٹیں دی گئیں اس وقت بھی ساؤتھ کی بات نہیں کی گئی۔ آج اگر دیکھیں کہ 172 ملین کا ہمارا بجٹ ہے اس میں سے ساؤتھ کو کتنے پیسے دیئے گئے ہیں؟ بات یہ ہے کہ ہم نے آگے بڑھنا ہے تو اس چیز کو دیکھنا ہے کہ logical division ہے؟ logical division کے لئے یہ ہے کہ ADP بننے سے پہلے ہم projects دیتے ہیں۔ جب ہم نے projects دیئے تو ان کو consider نہیں کیا گیا اور بعد میں چار چار کروڑ روپیہ دے دیا گیا تاکہ اس طرح کی چیزوں کو cover کر دیا جائے۔ logical division کے حساب سے اگر کیا جائے گا تو یہ جو بحث ہم آج کر رہے ہیں کہ یہ فنڈز مردوں کے لئے ہونے چاہئیں یا عورتوں کے لئے ہونے چاہئیں یہ بحث ہی ختم ہو جائے گی۔ کھوسہ صاحب موجود ہیں، میں ان کی وساطت سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ مہربانی کر کے south کو دیکھا جائے، غربت کو اوپر لایا جائے تاکہ غریب آدمی کی بھی بہتری ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ نجمی سلیم صاحبہ!۔۔۔جی، لاء منسٹر صاحب بات کر لیں۔ لاء منسٹر صاحب کھڑے ہیں اس کے بعد پھر میں آپ کو بلا رہا ہوں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: جناب سپیکر! آپ نے لاء منسٹر کو floor دیا ہے، ان کے بعد مجھے اجازت دیجئے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بالکل۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اس point پر کافی بات ہو گئی ہے، اس میں سے ایک تو میں شہزادی عمر زادی ٹوانہ صاحبہ کا مشکور ہوں کہ انہوں نے اس side پر بیٹھ کر بھی ایک بڑی logical اور reasonable بات کی ہے۔ اس میں بات وہی ہے جو دوسرے بھائی کر رہے ہیں حالانکہ اس میں اگر آپ دیکھیں تو کوئی لیڈر کتنا ہی بڑا کیوں نہ

ہو لیکن اس کا آخر کوئی ایک اپنا گھر ہوتا ہے، محلہ ہوتا ہے، شہر ہوتا ہے، ضلع ہوتا ہے اور اسے وہ باقی لوگوں کی طرح عزیز ہوتا ہے اگر اس بات کو پیش نظر رکھا جائے تو اس لحاظ سے یہ بات میاں محمد شہباز شریف وزیر اعلیٰ پنجاب کو suit کرتی ہے۔

جناب سپیکر! اگر یہ special fund خواتین کو ملیں اور وہ اپنے ہی رہائشی کے حلقے میں ان کو خرچ کریں لیکن اس سے discrimination بنتی ہے اور disparity بنتی ہے، ہم اس چیز کو دور کرنے کے لئے ان خواتین بہنوں سے بھی مشورہ کریں گے، باقی ڈھکو صاحب کو بھی اس میں شامل رکھیں گے کہ اگر ان کی بات طے ہو جائے تو ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن اس بارے میں خواتین ممبران بالکل ناراضگی کا اظہار نہ کریں اور protest نہ کریں اس کا ابھی کوئی فیصلہ نہیں ہوا جو بھی فیصلہ ہوگا ان کی مشاورت، consensus کے ساتھ ہوگا اور کوئی یک طرفہ فیصلہ نہیں ہوگا تو اس لئے وہ اطمینان رکھیں۔ انشاء اللہ جونہی چیف منسٹر صاحب واپس آتے ہیں تو ان کے ساتھ بیٹھ کر debate اور consensus کے ساتھ فیصلہ کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب!

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں، میرا جواب آ چکا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نجمی سلیم صاحبہ!

محترمہ نجمی سلیم: شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ نے مجھے موقع فراہم کیا ہے۔ سب سے پہلے تو میں اس ایوان کے اندر جو کہ اب جمہوری ایوان ہے اور جمہوریت کے اندر equality کی بات کی جاتی ہے اور اس ایوان کے اندر جتنے بھی خواتین اور مرد ہیں وہ سب فاضل رکن اور ممبر ہیں اور وہ سب محترم ہیں اس لئے جو discrimination کی بات وزیر قانون صاحب کر رہے ہیں میں سمجھتی ہوں کہ وہ خود ہی deny کر رہے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ خواتین کے ساتھ جو بھی behave کیا گیا اور ذکر ہو رہا ہے، جمہوریت کے اندر یہ انتہائی غیر مہذب behaviour ہے جو کہ ہم خواتین کے ساتھ ہو رہا ہے اور خواتین کے ساتھ ہی ساتھ minorities سے بھی اسی طرح کا سلوک کیا جا رہا ہے کیونکہ اقلیتوں کا جو فنڈ تھا، خواتین کے ساتھ ساتھ اقلیتوں کا 2007 اور 2008 کا فنڈ تھا اس کو بھی cancel کر دیا گیا ہے لہذا میں اس ایوان کے اندر نہ صرف یہ کہ خاتون رکن ہوتے ہوئے اور minorities کا رکن ہوتے ہوئے بھی میں سمجھتی ہوں کہ ہمارے ساتھ انتہائی زیادتی ہو رہی ہے جبکہ ہمارے جو 35 اضلاع ہیں ان کے اندر 10 سے 15 ہزار تک ووٹر موجود ہیں لہذا میں بھی اپنی

معزز خواتین سے جنہوں نے ابھی واک آؤٹ کیا ہے ان کے ساتھ اظہار یکجہتی کرتے ہوئے واک آؤٹ کروں گی کیونکہ ہم سمجھتے ہیں کہ اس سے ایوان کے اندر آج یہ ظاہر ہوا ہے کہ خاص طور پر خواتین اور minorities کے حوالے سے بہت سارے ہمارے فاضل رکن اور وزیر قانون صاحب کی بھی کیا thinking ہے۔ شکریہ

**ملک محمد عباس راں:** پوائنٹ آف آرڈر۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** جی، عباس صاحب!

**ملک محمد عباس راں:** جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا۔ سب سے پہلے تو میں یہ گزارش کروں گا کہ جب ایوان میں اذان سنائی دیتی ہے تو یہ ایک مسلمان ملک کی اسمبلی ہے، اذان کے وقت ہم تھوڑی دیر کے لئے اسمبلی میں خاموشی اختیار کرتے ہیں اور اس کے بعد ہاؤس کی کارروائی جاری رہتی ہے اصولاً یہ چاہئے کہ اذان کے بعد سپیکر اپنی Chair چھوڑ دیں اور پندرہ بیس منٹ کا وقفہ نماز ضرور ہونا چاہئے تاکہ جو بھی نماز پڑھنا چاہتا ہے، وہ نماز پڑھے اور جو نہیں پڑھنا چاہتا وہ باہر لابی میں بیٹھ کر چاہے گپیں لگائے یا جو بھی کام کرنا چاہتا ہے کرے لیکن یہاں پر ہمیں بیٹھنا پڑتا ہے کہ اگر ہم نماز پڑھنے چلے جائیں تو کہیں پیچھے سے عورتوں کو فنڈ نہ مل جائیں اور ہم رہ نہ جائیں اس لئے ہماری نماز بھی رہ جاتی ہے۔

جناب سپیکر! دوسری میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ اس پر بہت بحث ہو چکی ہے اور میں مختصر عرض کرتا ہوں کہ جو خواتین جنرل الیکشن لڑ کر آئی ہیں ان کو فنڈ دیا جائے وہ ہمیں compare کرتی ہیں اور جو reserve seats پر آئی ہیں وہ اگر فنڈ لینا چاہتی ہیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں، اگر وہ چاہتی ہیں تو میں اپنی سیٹ چھوڑتا ہوں اور وہ وہاں پر جنرل الیکشن لڑیں پھر وہاں سے فنڈ لے لیں اور مجھے آپ reserve seat پر ممبر بنا دیں اور جو میرے allowances ہیں بلکہ میں ہاؤس کے تمام allowances کے بارے میں کہوں گا کہ تمام مردوں کو آپ reserve seats دے دیں اور ہم 1/3 حصہ اپنے جو allowances ہیں وہ development میں دے دیں گے، یہ ان کو ہم اپنا اختیار دے رہے ہیں اور ہراج صاحب نے سوال کیا اور میں ان کا جواب دینا چاہتا ہوں کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ خانیوال میں (ن) لیگ کو ووٹ نہیں پڑے یا پیپلز پارٹی کو ووٹ نہیں پڑے تو میں حیران ہوں کہ یہ بات جب وہ کہہ رہے تھے تو پتا نہیں کہ ان کو یہ بات کہتے ہوئے شرم محسوس نہیں ہوئی کہ جب ان کی حکومت تھی، میرا بھائی ملک ارشد راں اس ہاؤس کا ممبر تھا اور پانچ سال اس ہاؤس کا

ممبر رہا ہے اور میں تحصیل ناظم ملتان تھا، میرے بطور تحصیل ناظم فنڈ بند کئے گئے اور میرے بھائی کو بھی فنڈ نہیں ملا۔ مجھے اور میرے چھوٹے بھائی کو بھی ہراج صاحب کی پارٹی سے فون آتے تھے کہ آج پیپلز پارٹی کو چھوڑ دیں، (ق) لیگ join کر لیں، آپ فنڈ بھی لیں اور فنڈ کے علاوہ اور بھی جو کچھ آپ مانگنا چاہتے ہیں ہم آپ کو دیں گے۔ grade-16 کی نوکریاں بھی دیں گے تو آج یہ کس میرٹ کی بات کرتے ہیں؟ اس وقت ان کا میرٹ کہاں گیا تھا؟ خانیوال میں وزیر اعلیٰ صاحب خود تشریف لے جائیں گے، وہ خانیوال کا فنڈز خانیوال میں ہی استعمال کریں گے لیکن وہ (ق) لیگ کی صوابدید پر نہیں ہوگا بلکہ اس خانیوال کی غریب عوام کی صوابدید پر ہوگا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، محمد یار ہراج صاحب!

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے floor دیا اور ایک گزارش کروں گا کہ آپ ہم اپوزیشن والوں کو بھی بولنے کا موقع دیں۔ آپ سارا وقت خود ہی حکومت بن جاتے اور خود ہی اپوزیشن بن جاتے ہیں، ڈبل مزے میں ہیں تو جب ہماری طرف سے کوئی ممبر اٹھتا ہے تو ہمیں بھی بولنے کا موقع دیں۔ میرا بات کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اس issue پر بہت بحث ہو چکی ہے اگر آپ کوئی general day مخصوص کرتے ہیں کہ جس میں یہ فیصلہ ہو جائے تو اس کے لئے بھی ہم حاضر ہیں، اگر آپ اس پر بحث کرنا چاہتے ہیں کہ ہم اپوزیشن کے اس صوبے میں کوئی حقوق ہیں یا نہیں ہیں تو ہم اس پر بھی بحث کرنے کے لئے حاضر ہیں، اگر یہ بات کرتے ہیں کہ ملتان میں یہ ہوا، وہ ہوا تو آج وہی کام DCOs کر رہے ہیں جو اس وقت ہو رہا تھا تو آپ کی حکومت نے عوام کو دو روپے کی روٹی کے پیچھے بھیک منگوانے کے علاوہ تو ہم سے کوئی مختلف کام نہیں کیا۔ میں صرف آپ سے گزارش کروں گا کہ اگر کسی چیز کا آپ کو کوئی حل چاہئے تو ہم حاضر ہیں، ہمارے ساتھ constructive debate کریں، اگر کسی چیز کو discuss کرنا ہے تو ہم حاضر ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ ہراج صاحب! بہت شکریہ۔ ساجدہ میر صاحبہ! جو خواتین باہر واک آؤٹ کر کے گئی ہوئی ہیں ان کو واپس لانے کے لئے فاروق یوسف گھرکی صاحب، غزالہ سعد رفیق صاحبہ اور فائزہ ملک صاحبہ کے ساتھ جائیں اور حکومت کے behalf پر ان کے ساتھ بات کر کے آئیں۔

**رانا محمد ارشد:** پوائنٹ آف آرڈر۔

## غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

**جناب ڈپٹی سپیکر:** غیر سرکاری ارکان کی کارروائی شروع ہونی تھی لیکن ابھی تک ہم اس کو شروع نہیں کر سکے۔ اب ہم غیر سرکاری ارکان کی کارروائی شروع کرتے ہیں، پھر اس کے بعد میں آپ کو ٹائم دیتا ہوں، آج کے ایجنڈے پر درج ذیل کارروائی ہے۔ مسودات قانون جو پیش کئے جائیں گے، مفاد عامہ کے متعلق قرارداد یں، متفرق تحریک اور عام بحث ہے تو سب سے پہلے مسودات قانون پیش کئے جائیں گے۔

**ملک محمد وارث کلو:** جناب سپیکر! میری تحریک کا جواب کہاں گیا ہے؟

## مسودات قانون

(جو متعارف ہوئے)

**جناب ڈپٹی سپیکر:** میں نے سیکرٹری صاحب سے کہہ دیا ہے کہ وہ ریکارڈ چیک کر کے کل ہمیں بتائیں گے پھر ہم ہاؤس کے اندر بتائیں گے۔ پلیز! تشریف رکھیں۔ ابھی بہت زیادہ business پڑا ہے لہذا میں مسودات کے بعد آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔ سب سے پہلے چودھری شوکت محمود بسرا (ایڈووکیٹ) کی طرف سے ہے:

The Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill, 2008 (Bill No. 14 of 2008)

بسرا صاحب موجود نہیں ہیں لہذا this is disposed of

## مسودہ قانون (ترمیم) استحقاقات صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 2008

**جناب ڈپٹی سپیکر:** اگلا بل چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کا ہے۔

Ch. Aamar Sultan Cheema may move the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2008 (Bill No 15 of 2008)

**CH. AAMAR SULTAN CHEEMA:** I move:

> ‘‘That leave be granted to introduce the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2008.’’

**MR. DEPUTY SPEAKER:** The motion moved is:

> ‘‘That leave be granted to introduce the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill 2008’’.

**MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS:** (Rana Sana Ullah Khan): I oppose it Sir.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، چیمہ صاحب!

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! اس بل میں کوئی خاص چیز تو demand نہیں کی گئی بلکہ اس میں صرف یہی ہے کہ ممبران اسمبلی کو استحقاق حاصل ہونا چاہئے کہ وہ جا کر ان اداروں کا visit کریں اور ان کی کارکردگی کی رپورٹ ایوان میں پیش کر سکیں تاکہ ان اداروں کی کارکردگی بہتر ہو سکے۔ 19-اپریل 2006 کو اسمبلی میں قانون پاس کیا گیا تھا اور ان اداروں کا قیام عمل میں آیا تھا۔ اب دو سال سے زیادہ عرصہ ہو چکا ہے لیکن ابھی تک ان کی کوئی رپورٹ ایوان میں نہیں آئی۔ لہذا استدعا ہے کہ ان اداروں کی کارکردگی کو monitor کرنے کے لئے یہ ترمیم کی جائے تاکہ ہم دیکھ سکیں کہ یہ ادارے کس طرح کام کر رہے ہیں اور لوگوں کی فلاح و بہبود کے لئے کیا طریق کار اپنا رہے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ پرائیویٹ ممبرز بل، ممبرز کا بالعموم اور اپوزیشن کا بالخصوص right ہے کہ وہ اس سلسلے میں معاملات دیکھے اور contribute کرے۔ میں اس سلسلے میں محکمے کی طرف سے ارسال کردہ جواب پڑھ دیتا ہوں۔

> " مجوزہ ترمیم کے ذریعے محرک مذکورہ اداروں کو استحقاقات کے قانون کی دفعہ 17 میں ترمیم کے ذریعے شامل کروانا چاہتے ہیں اس سلسلے میں گزارش ہے کہ پنجاب میں اسی نوعیت کے ادارے سینکڑوں کی تعداد میں ہیں جو مختلف

قوانین کے تحت قائم شدہ ہیں۔اگر اس طرح دفعہ 17 میں ترمیم کی جاتی رہی تو
یہ دفعہ کئی صفحات پر بن جائے گی۔حکومت اس ترمیم اور اس طرح کی دوسری
ترامیم کا جائزہ لے کر از خود ترامیم قانون ہذا میں اگر ضروری ہوا تو ایوان میں
پیش کرے گی۔"

آج میں حکومت کے اس gesture کو اپوزیشن کی طرف extend کرتے ہوئے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جب محکمہ اس میں ترامیم کی ضرورت محسوس کرتا ہے تو بجائے اس کے کہ ہم اس کو صرف اپنے تک محدود رکھیں کہ ہم ہی اس کا جائزہ لیں گے اور اس کے بعد اس میں ترامیم ہوں گی۔میں نے صرف یہ بات on record لانے کے لئے اسے oppose کیا تھا۔ میں اپنے اس جواب کے بعد اسے oppose نہیں کرتا لہذا یہ leave grant کی جائے۔یہ اپنی تحریک پیش کریں پھر اس میں contribute کریں،اس میں ترامیم لائیں اور ہم accept کریں گے۔

**MR.DEPUTY SPEAKER:** The motion moved and the question is:

> ''That leave be granted to introduce the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2008.''

(The motion was carried)

**MR. DEPUTY SPEAKER:** Mr. Aamar Sultan Cheema may introduce the Bill.

**CH. AAMAR SULTAN CHEEMA:** I introduce the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2008.

**MR. DEPUTY SPEAKER:** The Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2008, has been introduced in the House under Rule-90(4) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997. Under Rule-94. It is referred to the existing Special Committee with the direction to submit its report up to 31st December 2008.

## مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب اریگیشن اینڈ ڈرینج اتھارٹی مصدرہ 2008

**MR. DEPUTY SPEAKER:** Now, The Punjab Irrigation & Drainage Authority (Amendment) Bill, 2008 (Bill No. 16 of 2008). Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari may move the Punjab Irrigation & Drainage Authority (Amendment) Bill, 2008.

**MR. MUHAMMAD MOHSIN KHAN LEGHARI:** Sir, I move:

> "That leave be granted to introduce the Punjab Irrigation & Drainage Authority (Amendment) Bill, 2008.''

**MR. DEPUTY SPEAKER:** The motion moved is:

> "That leave be granted to introduce the Punjab Irrigation & Drainage Authority (Amendment) Bill, 2008.''

**MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS:** (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker, Sir.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس میں یہ بات ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ مجوزہ پیڈا (PIDA) اتھارٹی ترمیمی بل (Bill No.16 of 2008) اتھارٹی کے اگلے منعقدہ اجلاس بتاریخ 25-نومبر 2008 میں پیش کیا جا رہا ہے- اس کے کسان ممبران کی اکثریت بھی صوبائی اسمبلی کے معزز ممبران ہیں۔ اتھارٹی اس بل پر غور و خوض کے بعد جو بھی فیصلہ کرے گی اس بابت مطلع کر دیا جائے گا۔ میں محرک کو یقین دلاتا ہوں کہ انھوں نے جو ترمیم پیش کی ہے ہم اتھارٹی کے اس اجلاس میں اسے carry کر لیں گے-

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں اس میں law is very much clear اگر آپ نے کوئی short statement دینی ہے تو فرمائیں!

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! اتنا عرصہ گزر گیا ہے لیکن ابھی تک اس کے objective achieve کیوں نہیں ہو رہے؟ آپ کا دور بھی گزر رہا ہے اور ہمارا بھی گزرا ہے لیکن اس کے objective meet نہیں ہو رہے لہذا یہ مسئلہ حل ہونا چاہئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): اس ترمیم میں صرف اتنی سی بات ہے کہ اس ترمیم کے ذریعے سالانہ رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کا پابند بنانا چاہتے ہیں۔ اگر آپ آج اس بل کو سپیشل کمیٹی کو refer کرتے ہیں تو اس پر وہاں کمیٹی میں کافی عرصہ تک discussion ہونے کے بعد ایوان میں آئے گا پھر جا کر یہ amendment ہو گی چونکہ اب اس بارے میں محکمے کا اجلاس ہو رہا ہے ہم آپ کی اس بات کو تسلیم کرتے ہیں اور شکریہ ادا کرتے ہیں کہ آپ نے اس بات کی نشاندہی کی ہے اور محکمہ اس ترمیم کو carry کرلے گا لیکن اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ نے کمیٹی میں ہی بیٹھ کر اس پر غور و خوض کرنا ہے تو اس پر بھی حکومت کو کوئی اعتراض نہیں ہے۔ آپ بیٹھیں اور حکومت کو کوئی اچھی suggestion دینا چاہتے ہیں تو most welcome.

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں اس پر بحث نہیں ہو سکتی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! فاریسٹ کے بارے میں ہمارا ایک بل تھا، رانا صاحب نے اس سلسلے میں بھی کہا تھا کہ ہم اگلے اجلاس میں لے آئیں گے تو اس وقت ہم نے وہ withdraw کر لیا تھا لیکن اب تیسرا اجلاس آگیا ہے اور وہ بل ابھی تک ایوان میں پیش نہیں کیا گیا ہے۔

**MR. DEPUTY SPEAKER:** Right now, I think he is opposing that Bill.

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اگر رانا صاحب agree کر گئے ہیں تو پھر اسے کمیٹی کو refer کر دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! لغاری صاحب نے کس بل کا ذکر کیا ہے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: وہ فاریسٹ کا بل تھا جس میں ہم نے ترامیم دی تھیں، اس میں 8 آنے، 4 آنے جرمانہ اور ہاتھی کے آنے سے جو نقصان ہے۔ ہم نے کہا تھا کہ اس کو update کر کے لے آئیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ابھی زیر بحث بل پر بات کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): لغاری صاحب! شاید آپ اس وقت ایوان میں موجود نہیں تھے۔ میں نے اس کے متعلق عرض کیا ہے کہ اس وقت وہ بالکل final stage پر ہے اور آپ نے جن معاملات کی نشاندہی کی تھی ان کا احاطہ وسیع کر کے ہم نے اور بہت ساری چیزیں لی ہیں اور میری کوشش ہے کہ اسی اجلاس میں اسے لے آئیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: تو کیا اس کو introduce کر لیں تاکہ اس میں کچھ ہماری input بھی ہو جائے گی ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر آپ چاہتے ہیں تو ٹھیک ہے، most welcome ان کو allow کر دیں۔

**MR.DEPUTY SPEAKER:** The motion moved and the question is:

> "That leave be granted to introduce the Punjab Irrigation and Drainage Authority (Amendment) Bill, 2008."

(The motion was carried)

**MR. DEPUTY SPEAKER:** Now, Mr. Aamar Sultan Cheema may introduce the Bill or Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari may introduce the Bill.

**MR. MUHAMMAD MOHSIN KHAN LEGHARI:** I introduce the Punjab Irrigation & Drainage Authority (Amendment) Bill, 2008.

**MR. DEPUTY SPEAKER:** The Punjab Irrigation & Drainage Authority(Amendment) Bill, 2008 has been introduced in the House Under Rule-90(4) of the Rules of Procedure of the

Provincial Assembly of the Punjab 1997. Under Rule-94, it is referred to the existing Special Committee with the direction to submit its report upto 31st of December 2008.

## مسودہ قانون (ترمیم) استحقاقات صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 2008

**MR. DEPUTY SPEAKER:** Now, the next one is the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2008 (Bill No. 17 of 2008) and the mover is Ch. Zahir-ud-Din.

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں اس کو move کروں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا آپ کا نام اس میں ہے؟

محترمہ آمنہ الفت: جی ہاں۔

**MR. PEPUTY SPEAKER**; Amna Ulfat may move the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2008.

**MRS. AMNA ULFAT**: Sir,I move:

> "That leave be granted to introduce the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2008."

**MR. DEPUTY SPEAKER:** The motion moved:

> "That leave be granted to introduce the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2008."

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس amendment کے ذریعے گداگروں کے لئے جو قائم شدہ ادارے اور homes welfare ہیں ان کے visit کے متعلق یہ

ترمیم کرنا چاہتے ہیں تو ہم ان کی اس تجویز کو welcome کرتے ہیں۔ آپ ان کو اس کی اجازت دے دیں۔

**MR. DEPUTY SPEAKER**: The motion moved and the question is:

"That leave be granted to introduce the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2008."

(The motion was carried)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آج چار مسودات قانون سازی کے لئے ایجنڈے پر تھے اور ان میں سے صرف ایک اس وجہ سے رہ گیا ہے کہ وہ آج پیش نہیں ہو سکا۔ غالباً اس کے mover آج یہاں پر موجود نہیں تھے۔ تین مسودات آج پیش ہوئے ہیں اور یہ تینوں مسودات اپوزیشن کی طرف سے تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ "سند رہے تاکہ بوقت ضرورت کام آئے" تو یہ بات سند رہے کہ ہم نے ان کو accept کیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اپوزیشن کا اصل یہ کام ہے۔ میں انھیں یقین دلاتا ہوں کہ آپ اس میں contribute کریں ہم آپ کو more than welcome کریں گے۔

**MR. DEPUTY SPEAKER** Amna Ulfat may introduce the Bill:

**MRS. AMNA ULFAT**: I introduce the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2008.

**MR. DEPUTY SPEAKER:** The Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2008 has been introduced in the House under the Rule 90(4) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997. Under Rule 94, it is referred to the existing Special Committee with the direction to submit its report up to 31st of December 2008.

اب مسودات قانون مکمل ہو گئے ہیں---

ڈاکٹر محمد اختر ملک: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ جب سے میاں شہباز شریف صاحب وزیر اعلیٰ پنجاب بنے ہیں تو لوگوں کی بڑی expectations ہیں کہ اب merit پر عمل ہو گا اور جو لوگ کرپشن کر رہے ہیں وہ ڈریں گے۔ کافی حد تک معاملہ کنٹرول بھی ہو گیا ہے لیکن ابھی تک ہمارے ضلع ملتان میں یہ کام جاری ہے۔ وہاں ایک ٹاؤن شاہ رکن عالم ہے جہاں پر پچھلے تین سالوں میں انتہا کی کرپشن ہوئی ہے۔ ابھی حال ہی میں، پرسوں ایک property tax کے ٹھیکے کی بولی 2 کروڑ 63 لاکھ پر گئی تھی، اس کو انھوں نے مل ملا کر ایک کروڑ 61 لاکھ روپے میں declare کر دیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ شاہ رکن عالم ٹاؤن کے عوام اس سے suffer کر رہے ہیں۔ عوام کے مفاد عامہ کے لئے جو پیسا اکٹھا ہونا ہے وہ ٹاؤن کی انتظامیہ اور ٹاؤن ناظم مل کر کھیلے کر کے خورد بُرد کرنے کے چکر میں ہیں۔ میری اس ایوان کی وساطت سے گزارش ہے کہ اس ٹھیکے کو فوری طور پر منسوخ کیا جائے۔ اس ٹھیکے کی دوبارہ شفاف طریقے سے بولی ہو تاکہ عوام کا پیسا عوام پر استعمال ہو سکے، نہ کہ ٹاؤن انتظامیہ یا ٹاؤن ناظم اس کو اپنے ذاتی استعمال میں لے جائے۔ میری یہی گزارش ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ یہ بڑا important matter ہے۔ آپ اس میں concern minister سے مل لیں اور ان کے ساتھ بیٹھ کر اس issue پر بات کر لیں۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! میں کہتا ہوں کہ اس پر ایک کمیٹی بنا دی جائے۔ اس طرح پچھلے تین سالوں میں انھوں نے جو کرپشن کی ہے وہ بھی سامنے آ سکے گی۔ میں بڑے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ پنجاب میں کرپشن کے حوالے سے اگر کوئی سب سے آگے ہے تو وہ شاہ رکن عالم ٹاؤن ملتان ہے۔ لازمی طور پر اس نے کرپشن میں پنجاب میں top کیا ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس حوالے سے already ایک audit ہو رہا ہے۔ اس حوالے سے آپ متعلقہ وزیر صاحب سے مل لیں اور جمعہ تک آپ ہمیں یہاں پر اسی ہاؤس میں بتا دیں۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ وہ جو ٹھیکہ ہے اس کے لئے فوری طور پر کچھ کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں آپ سے یہی تو کہہ رہا ہوں کہ آپ منسٹر صاحب کو ملیں۔ چلیں کل تک آپ ہاؤس کے اندر ہمیں پوائنٹ آف آرڈر پر inform کر دیں۔ آپ آج ہی منسٹر صاحب سے مل لیں اور اس کے بعد اس کا update جواب ہمیں دیجئے گا۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، ہراج صاحب! آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! میں حکومتی بنچز اور خاص کر وزیر قانون کا شکریہ ادا کروں گا کہ جو آج تین بل introduce ہوئے ہیں وہ تینوں اپوزیشن کے ہیں۔ میں شکریہ ادا کروں گا کہ وزیر قانون صاحب نے ان کو accommodate کیا ہے۔

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ اگر آپ ہمیں وقت دیں گے تو ہم positive role ہی play کرنا چاہیں گے۔ اگر آپ ہمیں bulldoze کریں گے، ہمیں بولنے کا موقع نہ دیں گے اور اپنے ہی بنچز میں سے اپوزیشن کو ڈھونڈتے رہیں گے تو شاید ایوان کی کارروائی اتنی smoothly نہ چل سکے تو آپ کا بھی بہت بہت شکریہ کہ آپ نے ہمیں وقت دیا اور ہماری خواہش ہے کہ ہم اپنا role بہتر سے بہتر play کریں۔ شکریہ

## قراردادیں

(مفاد عامہ سے متعلق)

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ اب ہم مفاد عامہ کی قراردادیں لیتے ہیں۔ پہلی قرارداد شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے وہ اسے پیش کریں۔

جناب ثناء اللہ خان مستی خیل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! میں ہراج صاحب کو بڑے مؤدبانہ الفاظ میں کہوں گا کہ آج پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے۔ آج ممبران کا یہ right, prerogative ہے۔ آج اپوزیشن یا حکومتی بنچز کا کوئی concept نہیں ہے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ میرا بھائی اپنی تصحیح فرما لے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شیخ صاحب!

## عوام کی جمع شدہ رقوم پر بنکوں کو افراط زر کی سالانہ شرح سے 2 فیصد زائد سالانہ منافع دینے کا مطالبہ

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"یہ معزز ایوان مرکزی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ بنکوں میں عوام کی جمع رقومات پر بنکوں کو کم از کم منافع افراط زر کی سالانہ شرح سے 2 فیصد زائد سالانہ دینے کا پابند کیا جائے اور بنکوں کا عوام کش (cartel) ختم کرایا جائے۔"

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس قرارداد کے ذریعے سے جو معاملہ اس معزز ایوان کے نوٹس میں معزز رکن شیخ علاؤالدین صاحب لائے ہیں اس کی اہمیت سے بالکل انکار نہیں ہے۔ میں اس کو oppose نہیں کرتا لیکن میں اس سلسلے میں اتنا عرض کرنا چاہوں گا کہ یہ معاملہ صوبائی حکومت سے متعلق نہیں ہے۔ یہ سٹیٹ بنک اور وفاقی حکومت سے متعلقہ ہے۔ ہم اس قرارداد کو وفاقی حکومت اور سٹیٹ بنک کے متعلقہ حکام کو refer کر سکتے ہیں اور وہ انشاء اللہ تعالیٰ ہم کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں لاء منسٹر صاحب کا شکر گزار ہوں۔ میں نے اسی لئے یہ قرارداد move کی ہے کہ یہ وفاقی حکومت اور سٹیٹ بنک کا معاملہ ہے لیکن میں تھوڑی سی اس ایوان کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں کہ پوری دنیا میں depositor اور lender کا فرق تمام بنکوں کا 3 فیصد سے زیادہ نہیں ہوتا۔۔۔ میں جناب کی توجہ چاہوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اصل میں ہمارے ممبران نے جو walk out کیا ہوا ہے وہ معاملہ بھی ساتھ ساتھ چل رہا ہے، sorry.

شیخ علاؤالدین: نہیں، کوئی بات نہیں۔ مجھے پتا ہے کہ وہ معاملہ بھی چل رہا ہے۔ خیر میں یہ عرض کر رہا تھا کہ پوری دنیا میں depositor اور lender کا فرق تمام بنکوں کا تین سے ساڑھے تین فیصد ہوتا ہے جو کہ پاکستان میں 15 سے 16 فیصد تک ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس سال جو financial year

ختم ہوا ہے اس میں بنکوں کا منافع سوا کھرب روپے ہے تو میں یہ چاہتا ہوں کہ عوام کا جو پیسا ہے اس کے اوپر کم از کم ان کو اتنا پیسا تو مل جائے کہ وہ افراط زر سے 2 فیصد زیادہ ہو۔

جناب سپیکر! آپ خود بھی فنانس کو سمجھتے ہیں کہ جن لوگوں نے ڈالروں میں پیسا رکھا ہوا ہے ان کو ایک طرف 6 فیصد مل رہا ہے، دوسری طرف ان کو withdrawal پر کوئی ٹیکس نہیں دینا پڑ رہا جبکہ جو بندہ روپے میں پیسا رکھ رہا ہے اسے 3 فیصد بھی دینا پڑ رہا ہے، اس کو devaluation کی بھی تقریباً 25 فیصد مار پڑ رہی ہے اور اوپر سے بنک بھی اس کو کچھ نہیں دے رہے تو میری استدعا ہے کہ اس قرارداد کو پاس کیا جائے اور یہ ایوان پرزور مطالبہ کرے کہ کم از کم افراط زر سے 2 فیصد ریٹ depositor کو زیادہ دیا جائے اور بنکوں کا جو difference rate ہے between lending and depositing وہ بھی 3 فیصد سے زیادہ نہ ہو۔ شکریہ

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! میں بھی اس بارے میں چھوٹی سی گزارش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہراج صاحب! رولز کے مطابق صرف mover of the resolution اور متعلقہ وزیر صاحب بات کر سکتے ہیں۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے صرف ایک منٹ بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں! ایک منٹ بات کر لیں. but that is against the rule

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! federal funds rates اور سٹیٹ بنک کے جو ریٹس ہوتے ہیں یہ ہر جگہ دنیا میں centrally ہی determine ہوتے ہیں لیکن یہ جو consumers کو ریٹس ملتے ہیں ان کے deposits پر اس کو consumers' rights کے مطابق گنا جاتا ہے لہذا وہ federally regulate نہیں ہوتے۔ امریکہ کی مثال لے لیں وہاں پر ایک بہت strong central bank ہے اور اس کی ہر ریاست اپنے consumers کے benefits کے ریٹس خود set کرتی ہے اور ان کی limit خود set کرتی ہے تو اس کو ہم ایک وفاقی معاملہ کہہ کر write off نہ کریں۔ یہ consumers' rights کا issue ہے۔ یہ federal funds as such کا issue نہیں ہے حالانکہ federal fund وہاں سے set ہوتا ہے لیکن یہ پنجاب کی عوام کا issue ہے۔ اگر اس کو ہم نے ملاحظہ کرنا ہے اور اس کو سمجھنا ہے تو ہمیں اس بات کو بھی دیکھنا پڑے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ یہ بڑی specific سی قرارداد ہے اور اس پر لاء منسٹر صاحب نے بھی کہا ہے کہ چونکہ یہ مرکزی حکومت سے مطالبہ ہے اور قرارداد کی شکل میں ہے۔ انھوں نے اس کو oppose نہیں کیا ہے۔ اس لئے یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"یہ معزز ایوان مرکزی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ بنکوں میں عوام کی جمع رقومات پر بنکوں کو کم از کم منافع افراط زر کی سالانہ شرح سے 2 فیصد زائد سالانہ دینے کا پابند کیا جائے اور بنکوں کا عوام کش (cartel) ختم کرایا جائے۔"

(قرارداد منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب دوسری قرارداد چودھری ظہیر الدین صاحب، چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب، جناب محمد محسن خان لغاری صاحب، حاجی محمد قمر حیات کاٹھیا صاحب، ڈاکٹر سامیہ امجد، محترمہ آمنہ الفت۔ محترمہ آمنہ الفت اسے پیش کریں گی۔

## سول سیکرٹریٹ، لاہور ہائی کورٹ اور صوبائی اسمبلی پنجاب کے ملازمین کو ہاؤس ریکوزیشن کی سہولت دینے کا مطالبہ

محترمہ آمنہ الفت: میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ:

"یہ ایوان صوبائی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ صوبائی دارالحکومت میں سرکاری رہائش گاہیں محکمہ S&GAD(Welfare Wing) الاٹمنٹ پالیسی کے مطابق سول سیکرٹریٹ، لاہور ہائی کورٹ اور صوبائی اسمبلی پنجاب کے سرکاری ملازمین کو الاٹ کرتا ہے۔ سرکاری رہائش گاہوں کی تعداد انتہائی قلیل ہونے کے باعث ہزاروں ملازمین اپنی آدھی سے زیادہ تنخواہ پر مہنگائی کے تناسب سے بڑھے ہوئے کرائے/مہنگے گھروں پر رہنے پر مجبور ہیں جبکہ حکومت پنجاب کی طرف سے ملنے والا ہاؤس رینٹ ناکافی ہے جس سے پرائیویٹ رہائش نہیں ملتی۔ سرکاری رہائش گاہوں کے حصول کے لئے الاٹمنٹ کروانے کے Load/پریشر کو کم کرنے کے لئے ضروری ہے کہ صوبائی دارالحکومت لاہور میں پہلے مرحلہ پر سول سیکرٹریٹ، لاہور ہائی کورٹ

اور صوبائی اسمبلی پنجاب کے سرکاری ملازمین کو ہاؤس ریکوزیشن کی سہولت دی جائے جیسا کہ پنجاب یونیورسٹی پہلے ہی اپنے ملازمین کو ہاؤس ریکوزیشن کی سہولت دے رہی ہے۔ صوبائی دارالحکومت لاہور میں سول سیکرٹریٹ، لاہور ہائی کورٹ اور صوبائی اسمبلی پنجاب کے ملازمین کو ہاؤس ریکوزیشن ملنے سے محکمہ S&GAD ریلیف محسوس کرے گا۔ نیز محکمہ خزانہ پر کم سے کم مالی بوجھ پڑے گا۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان صوبائی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ صوبائی دارالحکومت میں سرکاری رہائش گاہیں محکمہ S&GAD(Welfare Wing) الاٹمنٹ پالیسی کے مطابق سول سیکرٹریٹ، لاہور ہائی کورٹ اور صوبائی اسمبلی پنجاب کے سرکاری ملازمین کو الاٹ کرتا ہے۔ سرکاری رہائش گاہوں کی تعداد انتہائی قلیل ہونے کے باعث ہزاروں ملازمین اپنی آدھی سے زیادہ تنخواہ پر مہنگائی کے تناسب سے بڑھے ہوئے کرائے / مہنگے گھروں پر رہنے پر مجبور ہیں جبکہ حکومت پنجاب کی طرف سے ملنے والا ہاؤس رینٹ ناکافی ہے جس سے پرائیویٹ رہائش نہیں ملتی۔ سرکاری رہائش گاہوں کے حصول کے لئے الاٹمنٹ کروانے کے Load / پریشر کو کم کرنے کے لئے ضروری ہے کہ صوبائی دارالحکومت لاہور میں پہلے مرحلہ پر سول سیکرٹریٹ، لاہور ہائی کورٹ اور صوبائی اسمبلی پنجاب کے سرکاری ملازمین کو ہاؤس ریکوزیشن کی سہولت دی جائے جیسا کہ پنجاب یونیورسٹی پہلے ہی اپنے ملازمین کو ہاؤس ریکوزیشن کی سہولت دے رہی ہے۔ صوبائی دارالحکومت لاہور میں سول سیکرٹریٹ، لاہور ہائی کورٹ اور صوبائی اسمبلی پنجاب کے ملازمین کو ہاؤس ریکوزیشن ملنے سے محکمہ S&GAD ریلیف محسوس کرے گا۔ نیز محکمہ خزانہ پر کم سے کم مالی بوجھ پڑے گا۔"

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! کسی شاعر نے کہا ہے کہ "بدلتا ہے رنگ آسمان کیسے کیسے" یہی قرارداد پچھلے پانچ سالوں میں اس وقت کی اپوزیشن کی طرف سے دو مرتبہ پیش ہوئی، آج یہ پیش کر رہے ہیں اور جب وہ پیش ہوئی تو اس طرف یہی ہمارے بھائی بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے یہی جواب دیا جو آج جواب میرے ہاتھوں میں ہے۔ (قہقہے)

جناب سپیکر! لیکن میں یہ جواب نہیں دینا چاہتا اور نہ ہی اسے پڑھنا چاہتا ہوں۔ میں اپنے اپوزیشن کے بھائیوں سے یہ گزارش کروں گا کہ اس میں گورنمنٹ کا view یہ ہے کہ بجائے اس کے کہ ہم اس طرح سے ایک ایک ڈیپارٹمنٹ کو pick کریں اور جیسے اب پنجاب یونیورسٹی مثال بن رہا ہے، پھر اس کے بعد دوسرا مثال بنے، پھر تیسرا مثال بنے۔ ہم اس میں کوئی uniform policy لانا چاہتے ہیں۔ نہ صرف یہ کہ لاہور میں بلکہ کم از کم جو میٹروپولٹین شہر ہیں جہاں پر واقعی problems ہیں اور جو problems ملازمین کے لاہور میں ہیں، فیصل آباد میں، ملتان میں اور راولپنڈی میں اس سے ملتے جلتے ہیں اس سے کم نہیں ہیں تو اس پر ہم ایک uniformity policy پر غور کر رہے ہیں۔ اگر میرے بھائی اس بات پر رضامند ہو جائیں اور اس میں تھوڑی سی amendment کر لیں اور اس amendment میں یہ پورا concept جو ہے وہ clear ہو جائے تو بہتر ہے۔ میں اسے oppose نہیں کرنا چاہتا، آپ اسے pending فرما لیں اور next private member's day میں تھوڑا سا اس کے scope کو وسیع کرنے کی جو میں بات کر رہا ہوں اس کو بھی ساتھ سمو لیں تو اس کے بعد اس کو House میں پیش کریں تاکہ House بہتر form میں اس کو پاس کرے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ آمنہ الفت!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں شکریہ ادا کرتی ہوں اور میں سمجھتی ہوں کہ پانچ سالہ ان کے دل کی جو آواز تھی اور آج ball انہی کے کورٹ میں ہے۔ میرے خیال میں جیسا کہ انہوں نے فیصلہ کر دیا ہے تو اس پر کمیٹی بن جائے گی۔ میں ان کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! میں ان کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں لیکن بات یہ ہے کہ یہ ہمارے دل کی بات ہمارے سے ہی پوری ہو رہی ہے، کاش! ان کے ہاتھوں سے پوری ہوئی ہوتی۔ (قہقہے)

جناب ڈپٹی سپیکر: بات صرف اتنی سی ہے کہ دونوں طرف سے اس قرار داد کو pending کرنے کے لئے کہا گیا ہے۔ اس قرار داد کو pending کیا جاتا ہے۔ اس پر مل بیٹھ کر بات کر کے amendment کے ساتھ دوبارہ لے آئیں۔ اگلی قرار داد take up کرنے سے پہلے فاروق یوسف گھرکی صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ جو کمیٹی باہر گئی تھی---

محترمہ غزالہ سعد رفیق: جناب والا! اس سلسلے میں گزارش کروں گی کہ---

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ غزالہ سعد رفیق: بسم اللہ الرحمٰن الرحیمo جو میری خواتین بہنیں احتجاج کر کے باہر گئی تھیں۔ احتجاج تو فنڈز پر ہو رہا تھا لیکن اس House کا ہمیشہ سے یہ طریقہ رہا ہے کہ جب بات خواتین اور مردوں کے درمیان چل پڑتی ہے تو میرے بھائی مرد حضرات جو ہیں وہ اس بات کو بھول جاتے ہیں کہ ہمارا تعلق مسلمان گھرانوں سے ہے۔ ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہیں اور انہوں نے عورتوں کی تکریم اور عزت کس طرح کی ہے تو اسی سنت اور روایت کو برقرار رکھتے ہوئے یہ جو احتجاج ہوا تھا اس بات پر ہوا تھا کہ یہاں پر عورتوں کی تذلیل کی گئی ہے اور نامناسب الفاظ استعمال کئے گئے ہیں جس کی وجہ سے انہوں نے احتجاج کیا ہے اور ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ کارروائی سے یہ نامناسب الفاظ حذف کروائے جائیں اور اس فاضل ممبر جس نے یہ الفاظ ادا کئے ہیں ان سے معذرت کروائی جائے اور آئندہ کے لئے میری یہ سب سے درخواست ہے کہ یہ issues جو ہیں خواتین اور مردوں کے اس کے اندر آپ کی وساطت سے یہ کہنا چاہتی ہوں کہ یہ اسی طرح لمبے ہو جاتے ہیں please اور ہم انہی بحثوں میں پڑ جاتے ہیں اور وقت ضائع کرتے ہیں تو آئندہ کے لئے اس کو ملحوظ خاطر رکھا جائے۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ میں خواتین کے دوبارہ House میں آنے پر انہیں خوش آمدید کہتا ہوں۔ اب تیسری قرار داد محترمہ فرح دیبا کی ہے وہ اسے پیش کریں۔

## فلم انڈسٹری، ٹی۔وی سٹیج اور دیگر فن سے وابستہ افراد کے لئے آرٹسٹ ہاؤسنگ کالونی کا قیام

محترمہ فرح دیبا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیمo۔

"یہ ایوان صوبائی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ فلم انڈسٹری سمیت ٹی۔وی سٹیج اور دیگر فن کے شعبہ سے وابستہ افراد کے لئے "آرٹسٹ ہاؤسنگ کالونی" کے قیام کے لئے اہتمام کرے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان صوبائی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ فلم انڈسٹری سمیت ٹی۔وی سٹیج اور دیگر فن کے شعبہ سے وابستہ افراد کے لئے "آرٹسٹ ہاؤسنگ کالونی" کے قیام کے لئے اہتمام کرے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر تنویر اسلام!

وزیر کھیل اور امور نوجوانان وثقافت (ڈاکٹر تنویر اسلام): جناب سپیکر! فلم ریڈیو، ٹی وی، سٹیج کے جو فنکار ہیں وہ ہمارے معاشرے کا ایک بہترین حصہ ہیں۔ وہ جہاں پر اپنی محنت سے اپنی عوام کو تفریح مہیا کرتے ہیں وہاں عوام کے دلوں کی دھڑکن بھی بن جاتے ہیں لیکن بد قسمتی سے حالات ایسے ہیں کہ کبھی بھی کسی حکومت نے ان کی حوصلہ افزائی کی ہے اور نہ ہی ان کو وہ عزت اور مقام دیا گیا ہے جو معاشرے میں ان کو دیا جانا چاہئے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس حکومت نے جس نے یہ تہیہ کر رکھا ہے کہ ہم نے اس معاشرے میں بسنے والے ہر انسان کی خدمت کرنی ہے اور یہ بھی ہمارے وہی بہن بھائی ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر آپ اجازت دیں تو حکومت پنجاب کے پاس زمین بھی ہے اور ان کے لئے کالونی بھی بن جائے۔ جس طرح ڈاکخانہ، سوئی گیس وغیرہ سب محکموں کے لئے کالونیاں بنی ہیں تو میں اس کی حمایت کرتا ہوں کہ ان کے لئے کالونی ضرور بنی چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کا مطلب ہے آپ اس قرارداد کے حق میں ہیں۔

وزیر کھیل اور امور نوجوانان وثقافت (ڈاکٹر تنویر اسلام): میں اس قرارداد کے حق میں ہوں۔ میں کہتا ہوں کہ یہ کالونی بنی چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں! ٹھیک ہے۔ یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"یہ ایوان صوبائی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ فلم انڈسٹری سمیت ٹی۔ وی، سٹیج اور دیگر فن کے شعبہ سے وابستہ افراد کے لئے آرٹسٹ ہاؤسنگ کالونی کے قیام کے لئے اہتمام کرے۔"

(قرارداد منظور ہوئی)

چودھری عامر سلطان چیمہ: ابھی منسٹر صاحب نے بات کی ہیں، جتنی بھی کالونیاں بنی ہیں وہ لوگوں نے خود بنائی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چیمہ صاحب! You are not a mover, you are not a mover. اس میں "ناں" یا "ہاں" کی حد تک آپ کا اختیار تھا وہ آپ نے کر لیا۔ پلیز! تشریف رکھیں، اس پر ہم بعد میں بات کریں گے۔ محترمہ آمنہ الفت صاحبہ! (قطع کلامیاں)

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ یہ جو قرارداد آئی ہے اگر ہم اس طرف توجہ کریں کہ فلم انڈسٹری، ٹی وی یا اس سے related شعبوں کی تمام برائیوں کو پس پشت ڈالتے ہوئے ان لوگوں کی طرف دیکھیں جو اس میں creative کام کر رہے ہیں اور وہ بیرونی دنیا میں پاکستان کی popularity میں بڑے اچھے طریقے سے حصہ بنے ہیں تو میں سمجھتی ہوں کہ وہ بھی اسی ملک کا حصہ ہیں اور وہ اس وقت بڑے بُرے حالات میں ہیں۔ اس حوالے سے میں بھی تھوڑا سا جانتی ہوں کہ انڈسٹری پر ایک بحران کی سی کیفیت ہے تو اس کو سامنے رکھتے ہوئے ان لوگوں کا کوئی اور ذریعہ معاش ہے، نہ وہ کوئی اور کام کر سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی بات بالکل ٹھیک ہے لیکن rules permit نہیں کرتے ہیں۔ اس پر آپ ایک علیٰحدہ قرارداد لے آئیں۔ اب چوتھی قرارداد حاجی ذوالفقار علی صاحب کی ہے وہ اسے پیش کریں۔

## صوبہ کی جیلوں میں مقررہ قید ختم ہونے
## اور جرمانہ ادانہ کر سکنے والے قیدیوں کی رہائی

حاجی ذوالفقار علی: میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"یہ ایوان حکومت پنجاب کو اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ صوبہ کی تمام جیلوں میں بند ایسے قیدی جن کی مقررہ قید ختم ہو چکی ہے مگر جرمانہ ادانہ کرنے کی وجہ سے بند ہیں، کو فوری رہا کرنے کا حکم صادر فرمائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان حکومت پنجاب کو اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ صوبہ کی تمام جیلوں میں بند ایسے قیدی جن کی مقررہ قید ختم ہو چکی ہے مگر جرمانہ ادانہ کرنے کی وجہ سے بند ہیں، کو فوری رہا کرنے کا حکم صادر فرمائے۔"

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس قرارداد کو اس بنیاد پر oppose کرنا چاہتا ہوں کہ حاجی صاحب نے یہ جو قرارداد پیش کی ہے اس میں انہوں نے پورے معاملے کو cover کیا اور اس میں کوئی تخصیص نہیں کی۔ اس میں ہوتا یہ ہے کہ ایک تو وہ جرمانہ ہوتا ہے جو قیدی سے وصول کر کے گورنمنٹ کے حق میں forfeit ہونا ہوتا ہے لیکن کچھ جرمانے ایسے ہوتے ہیں کہ عدالت حکم دیتی ہے کہ مجرم سے اتنا جرمانہ وصول کر کے victim کی فیملی کو دیا جائے تو اس میں پھر victim کا right بن جاتا ہے کہ وہ اس کو معاف کرے یا نہ کرے۔ موجودہ حکومت اور بالخصوص وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کا خود اس بارے میں بڑا concern ہے اور اس مرتبہ عید کے موقع پر تقریباً ساڑھے تین کروڑ روپیہ ان قیدیوں کے جرمانے ادا کرنے کے لئے دیا ہے جن کی سزا ختم ہو چکی تھی اور وہ جیل میں تھے اس طرح ان کی رہائی ممکن ہوئی۔ اس میں تقریباً دو کروڑ کی رقم ایسی تھی جس کا انتظام privately مخیر حضرات سے کیا گیا اور اس میں ایک خطیر حصہ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے اپنی جیب سے دیا تو میں حاجی ذوالفقار صاحب کی سوچ کو appreciate کرتا ہوں اور ان سے گزارش کرتا ہوں کہ اس قرارداد کو pending کروالیں اور اس میں ایک category جس میں حکومت کا اختیار ہے اس کو differentiate کر کے اس قرارداد کو دوبارہ پیش کریں ہم اس بات سے بالکل متفق ہیں کہ جہاں پر حکومت کا اختیار ہے اس حد تک

گورنمنٹ کو اپنا جرمانہ چھوڑ کر ان قیدیوں کی رہائی کا بندوبست کرنا چاہئے اور جو ایسے قیدی ہیں جن کا جرمانہ کسی مظلوم کے پاس جانا ہے تو وہ اختیار گورنمنٹ کے پاس نہیں ہے اس کو علیٰحدہ کر دیا جائے اور حاجی صاحب اس قرارداد کو amend کر کے اس form میں next private member's days پر لے آئیں اور ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس کو favour کر کے پاس کر لیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مطلب یہ کہ آپ اس قرارداد کو اس شکل میں oppose کر رہے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): اگر حاجی صاحب اپنی قرارداد کو pending کر کے اس میں جو legal and technical رکاوٹ ہے اس کو دور کر لیں، میں ان کے ساتھ بیٹھ جاؤں گا تو اس کو next time لے آئیں گے۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ میرا خیال ہے جس طرح لاء منسٹر صاحب نے کہا ہے ان کے ساتھ بیٹھ کر اس میں amendment کر لیں لہذا اس چوتھی قرارداد کو اس وقت تک pending کیا جاتا ہے۔

لاء منسٹر صاحب! مجھے پہلے بھی اطلاع آئی تھی اور اب بھی آئی ہے کہ صحافی کالونی کے حوالے سے بہت زیادہ anxiety ہے، اس پر قبضہ گروپوں کی وجہ سے اور allotment letters نہ ملنے کی وجہ سے بھی anxiety ہے۔ میرا خیال ہے on the floor of the House بھی پہلے یہ بات ہو چکی ہے۔ گورنمنٹ آف پنجاب بھی جو کوششیں کر رہی ہے تو میرے خیال میں ان کی anxiety کو ہمیں redress کرنا چاہئے کیونکہ یہ ہمارے سوشل سیکٹر کا بڑا important factor ہے تو اس وقت تک گورنمنٹ آف پنجاب نے اس پر کیا کیا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ جو ہمارے صحافی بھائیوں کا مسئلہ ہے۔ یہ ہمارا اپنا مسئلہ ہے اور غالباً اس سے پہلے session میں انہوں نے یہ بات اٹھائی تھی تو اس کے حل کے لئے ایک کمیٹی قائم ہوئی تھی اور اس کمیٹی کی میٹنگ میں ڈی سی او لاہور، سی سی پی او لاہور اور سیکرٹری اطلاعات کو بلایا گیا اور یہاں پر بیٹھ کر ہم نے پورا طریق کار طے کیا اور according to the satisfaction of President and Secretary of our Press Gallery Committee. اس کے بعد پھر ہم نے ایک طریق کار بھی طے کیا کہ ہم نے اس طرح سے قبضہ گروپوں کو defeat دینی ہے۔ اس کے بعد ایک واقعہ ہوا اور وہ واقعہ بھی یہ ہوا کہ وہاں پر ایک مجسٹریٹ ایک پلاٹ پر قبضہ کر رہے تھے تو میں اس دن فیصل آباد میں تھا تو راجہ ریاض صاحب

جو ایک بڑے اچھے صحافی ہیں وہ telephonically میرے علم میں لائے۔ میں نے اس وقت پوری کوشش کر کے اس بات کو manage کیا، وہاں سے مجسٹریٹ صاحب اور ان کے باقی ساتھیوں کا قبضہ رکوایا گیا اور ان کے خلاف باقاعدہ فوجداری مقدمہ درج ہوا اور اس کے بعد قبضہ گروپ کا یہ معاملہ کافی کنٹرول ہوا۔ اب اگر تو قبضہ گروپ کا کوئی معاملہ ہے تو وہ آج یا کل ہمارے ساتھ بیٹھ جائیں، میں دوبارہ اس بات کا اہتمام کرتا ہوں کہ ڈی سی او، سی سی پی او اور اس کے علاوہ جو Information Department کے حکام ہیں یا جنہیں بھی وہ چاہیں انہیں ان کے ساتھ یہاں کمیٹی روم میں بٹھا کر administration کی طرف سے جو کمی سمجھتے ہیں اس کو بھی پورا کروا دیں گے، باقی allotment orders سے متعلقہ جو معاملہ ہے وہ Information Department سے پوچھ لیتے ہیں اور اگر اس سے higher level پر بات کرنے والی ہوئی تو میرا خیال ہے کہ اس ہفتے کے آخر میں میاں محمد شہباز شریف چائنہ کے دورے سے تشریف لے آئیں گے تو ان کے ساتھ بھی ان دوستوں کی ایک میٹنگ رکھوا کر اس مسئلے کا بھی حل کروا دیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ انہیں اس بارے میں قطعی طور پر بالکل نہیں سوچنا چاہئے کہ ہم اس میں کوئی کوتاہی کریں گے۔ ان کی ہاؤسنگ کالونی کا معاملہ بالکل اپنا معاملہ ہے اور ہم چاہتے ہیں کہ اس کو حل کیا جائے اور انہیں پلاٹس کی نشاندہی ہو، وہ اپنے گھر بنائیں اور وہاں پر اپنے بچوں کے ساتھ آباد ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب 22 تاریخ کو واپس آ رہے ہیں اس لئے اجلاس کے ختم ہونے سے پہلے اسمبلی میں بتا دیجئے گا۔ اب پانچویں قرارداد محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ کی ہے۔ وہ اسے پیش کریں۔۔۔ وہ ایوان میں موجود نہیں ہیں اس لئے اسے dispose of کیا جاتا ہے۔

حاجی ذوالفقار علی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، حاجی صاحب!

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! بہاولپور میں بھی ایک پریس کلب ہے۔ اس کی عمارت نہیں ہے۔ پچھلے دور حکومت میں ان سے متعلقہ فنڈ کو بند کیا گیا تھا۔ اس پر میری منسٹر صاحب سے گزارش ہے کہ بہاولپور کے صحافیوں کے مسئلے کو بھی دیکھ لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بالکل ٹھیک ہے۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منڈا صاحب!

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا حلقہ پی پی-165 جو کہ دریائے راوی کے پار سے شاہدرہ کی جانب شروع ہو جاتا ہے۔ میں ایک اہم point کی طرف جناب کی وساطت سے حکومت پنجاب کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ لاہور سے باہر شیخوپورہ وغیرہ جانے کے لئے دو راوی کے پل ہیں۔ ان میں ایک سگیاں پل ہے اور ایک راوی کا پرانا پل ہے۔ سگیاں پل پر ٹال ٹیکس معاف کر دیا گیا ہے اور شاہدرہ کی طرف پل پر لوگوں کو بے دردی سے لوٹا جاتا ہے میں سمجھتا ہوں کہ شاہدرہ جو لاہور کا حصہ ہے ان کے لوگوں سے ٹیکس وصول کرنا سراسر ناانصافی ہے، کم از کم شاہدرہ کے رہائشیوں اور جو لوگ adjusting لاہور ہیں ان کو اس ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دیا جائے۔

جناب سپیکر! ریٹائرڈ فوجیوں نے LAFCO بنائی جو BOT کا ایک منصوبہ شیخوپورہ روڈ پر شروع کیا اور غریب عوام کو لوٹنے کا ایک راستہ بنا کر کوٹ عبدالمالک سے پہلے ٹال پلازہ بنا کر فی کار 26 روپے اور بڑی گاڑی سے 200 روپے تک ٹیکس وصول کیا جاتا ہے۔ یہ غریب عوام پر ظلم ہے۔ میں گزارش کروں گا کہ اس پر ایک کمیٹی تشکیل دے کر یہ ٹیکس معاف کیا جائے اور شاہدرہ اور شاہدرہ سے ملحقہ علاقوں جس میں میرا حلقہ بھی شامل ہے وہاں کے رہنے والے لوگوں کو اس ٹیکس سے جلد بچایا جائے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں متعلقہ منسٹر سے بات کر لیں اور اس کے بعد جو چیز بھی ہے اسے ہاؤس کے سامنے لے کر آئیں۔

## قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 میں ترمیم

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم متفرق تحاریک کو لیتے ہیں۔ سب سے پہلے محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کی طرف سے ہے:

Notice of Motion to Amend the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 under Rule 244-A of the said rules.

Now, we take up the motion for leave to amend the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997.

Mrs Samina Khawar Hayat has given notice of motion for leave to amend the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997. The proposed amendment is as under that in sub rule 1 of rule 13 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 for the word "four" the word "six" be substituted. Mrs Samina Khawar Hayat may move the motion for leave of the Assembly.

**MRS. SAMINA KHAWAR HAYAT:** Thank you Mr. Speaker. I move:

> ''That leave be granted to move the proposed amendment to the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997.''

**MR. DEPUTY SPEAKER:** The motion moved and the question is:

> ''That leave be granted to move proposed amendment to the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997.''

**MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS:** (Rana Sana Ullah): I oppose it.

**MR. DEPUTY SPEAKER:** Mrs. Samina Khawar Hayat!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! یہاں کوئی وجہ نہیں ہے کہ اس کو oppose کیا جائے کیونکہ اگر آپ ممبران کی تعداد کو دیکھیں تو یہ بڑھ چکی ہے۔ کیا یہ اچھا نہیں ہے کہ ہمیں موقع ملے گا کہ ہم groom بھی کر سکیں گے اور responsibility بھی بڑھے گی۔ یہ بہت اچھی ترمیم ہے اور اس کو oppose کرنے کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں محترمہ ثمینہ خاور حیات سے معذرت کرتے ہوئے یہ کہوں گا کہ There is no reason to amend this rule. اس میں انھوں نے کہا ہے کہ اب Panel of Chairmen میں چار ممبران کو مقرر کیا جاتا ہے۔ مجھے اور کئی دوسرے ممبران کو بھی کوئی پچھلے 20 سال سے اس ہاؤس کے رکن بننے کا بار بار موقع ملا ہے۔ اس میں ہوتا یہ ہے کہ چار میں سے تین رکن حکومتی بنچوں سے ہوتے ہیں اور ایک رکن جس کا نمبر 4 ہوتا ہے وہ اپوزیشن سے ہوتا ہے۔ آج تک کبھی بھی Panel of Chairmen کے چوتھے رکن کو اجلاس preside کرنے کا موقع نہیں ملا۔ اس میں rational amendment تو یہ ہونی چاہئے کہ اپوزیشن اور حکومتی بنچوں کو برابر کر دیا جائے اور دو دو کر دیئے جائیں یا اس میں کوئی اس قسم کی amendment ہو کہ اپوزیشن کے کسی ممبر کو بھی اور کسی دن نہیں تو private member's day پر ہی موقع ملے کہ وہ بھی House preside کرے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب چوتھے نمبر والے کو کبھی موقع نہیں ملا تو اس طرح یہ amendment بالکل بے معنی ہو گی۔ اس کے علاوہ سینیٹ میں Panel of Chairman کی تعداد 3 ہے، قومی اسمبلی میں 4 ہے، سندھ میں 4 ہے، بلوچستان میں 4 ہے، سرحد میں 4 ہے اور پنجاب میں بھی 4 ہے۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ There is no need to amend this rule.

**MR. DEPUTY SPEAKER:** The motion moved and the question is:

> ''That leave be granted to move proposed amendment to the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997.''

(The motion was lost)

## عام بحث کی تحاریک

جناب ڈپٹی سپیکر: آج کے ایجنڈے کا اگلا آئٹم عام بحث ہے۔ عام بحث کی پہلی تحریک ڈاکٹر سامیہ امجد، چودھری عبداللہ یوسف، محترمہ آمنہ الفت، جناب محمد محسن خان لغاری، محترمہ آمنہ جہانگیر، حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا، محترمہ ثمینہ خاور حیات، محترمہ عائشہ جاوید، محترمہ خدیجہ عمر، جناب خالد جاوید اصغر گھرال، سیدہ ماجدہ زیدی اور سیدہ بشریٰ نواز گردیزی کی جانب سے ہے۔ جی، محسن لغاری صاحب!

**MR MUHAMMAD MOHSIN KHAN LEGHARI:** I move that:

> The Policy of the Government in the Health Department with particular reference to quacks responsible for spreading contagious diseases e.g. Hepatitis, Aids, Dingy fever, Cancer etc with particular reference to performance of enforcement staff, be discussed.

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

> The Policy of the Government in the Health Department with particular reference to quacks responsible for spreading contagious diseases e.g. Hepatitis, Aids, Dingy fever, Cancer etc with particular reference to performance of enforcement staff, be discussed.

جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس پر یہ عرض کرنا چاہتا ہوں شاید اس کے بعد انھیں اس پر argument کرنے کی ضرورت محسوس نہ ہو۔ ہم بالکل اس پر بحث کے لئے وقت مختص کرنے کے لئے تیار ہیں۔ میری اس میں یہ گزارش ہوگی کہ آپ اس معاملے کو

بزنس ایڈوائزری کمیٹی کو refer کر دیں، وہاں پر مختلف محکموں پر بحث کرانے کے لئے دنوں کا تعین with the consultation of Opposition ہوتا ہے۔ اس اجلاس میں بھی ہمارا پروگرام ہے کہ ہم health پر بحث رکھیں لیکن ان میں زراعت کے علاوہ اور موضوع بھی ہیں اس لئے جب بھی میٹنگ ہو گی تو اس میں یہ اپنی ترجیح کا تعین کر لیں تو ہم اس موضوع پر بحث کرانے کے لئے تیار ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں This is very valid and it has been referred to the Business Advisory Committee. اب عام بحث کے لئے دوسری تحریک سردار خالد سلیم بھٹی صاحب کی طرف سے ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اپوزیشن کی دوسری تحریک آٹے کے بحران اور مہنگائی پر عام بحث، تیسری خطرناک عمارات سے متعلق ہے اور اس سے اگلی تحریک زکوٰۃ کمیٹیوں سے متعلق عام بحث ہے۔ میں سمجھتا ہوں اور موجودہ حکومت کی یہ پالیسی ہے کہ ہم ہر issue کو اس معزز ایوان میں discuss کرنا چاہتے ہیں اور consensus کے طور پر اس کو آگے لے کر چلنا چاہتے ہیں جو اس معزز ہاؤس میں پیدا ہو۔ ان موضوعات کو آپ بزنس ایڈوائزری کمیٹی کو refer کریں اور with the guidance of the Opposition اس پر جو وقت مقرر ہو گا اس کا ہم تعین کرنے کے لئے تیار ہیں اور اس پر عام بحث ہو گی لیکن میں اپنے Opposition کے بھائیوں سے بھی اور حکومتی بھائیوں سے بھی یہ گزارش کروں گا کہ جب بحث کے لئے دن کا تعین ہو تو پھر اس دن حاضری آج جیسی نہیں ہونی چاہئے بلکہ بھرپور حاضری بھی ہو اور سارے دوست اس میں حصہ لیں تاکہ گورنمنٹ کو اس سے guidance ملے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ میرے خیال میں بڑی اچھی تجویز ہے۔ اس میں آٹے سے متعلقہ سردار خالد سلیم بھٹی صاحب کی تحریک ہے۔ چودھری ظہیر الدین صاحب، جناب محمد یار ہراج صاحب، میاں شفیع محمد صاحب اور جناب محمد اعجاز شفیع صاحب کی جانب سے خطرناک بلڈنگ کے حوالے سے تحریک ہے اور اس کے بعد محترمہ نسیم لودھی صاحبہ کی طرف سے Constitution of Zakat Committee سے متعلقہ ہے، یہ ساری بزنس ایڈوائزری کمیٹی کو refer کی جاتی ہیں۔ اس کے بعد اب عام بحث کے لئے پانچویں تحریک شیخ علاؤالدین صاحب کی جانب سے ہے۔ وہ اپنی تحریک پیش کریں۔

## قادرپور گیس فیلڈ کی فروخت پر بحث

**شیخ علاؤالدین:** میں یہ تحریک میں پیش کرتا ہوں کہ:

"قادرپور گیس فیلڈ جو کہ قوم کا ایک بہت بڑا اثاثہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی خاص عنایت ہے، کی فروخت کے معاملے کو فوری طور پر اسمبلی میں زیر بحث لایا جائے۔"

**جناب ڈپٹی سپیکر:** یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قادرپور گیس فیلڈ جو کہ قوم کا ایک بہت بڑا اثاثہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی خاص عنایت ہے، کی فروخت کے معاملے کو فوری طور پر اسمبلی میں زیر بحث لایا جائے۔"

جی، لاء منسٹر صاحب!

**وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):** جناب سپیکر! میں اس کو with this submission oppose کرتا ہوں کہ یہ معاملہ ایک تو وفاقی گورنمنٹ سے متعلقہ ہے اس پر پنجاب حکومت کا کسی طرح سے کوئی اختیار نہیں ہے۔ دوسرا میں سمجھتا ہوں کہ اس بحث میں معاملات confusion کا شکار ہو سکتے ہیں۔ اس حوالے سے بہترین حل یہ ہے کہ معزز محرک خود بھی اس بات کو سمجھتے ہیں کہ وہ اس پر ایک قرارداد لے آئیں تاکہ یہ ہاؤس ان کی feelings کو وفاقی حکومت کو اچھے انداز سے convey کر دے کیونکہ اس معزز ہاؤس کے پاس اس قسم کی feelings کو convey کرنے کا طریق کار قرارداد ہے اور ہم اس معاملے پر عام بحث نہیں کر سکتے جو ہمارے دائرہ اختیار میں نہیں آتا۔

**چودھری عبداللہ یوسف:** پوائنٹ آف آرڈر۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** شیخ صاحب! میں سمجھتا ہوں کہ rules اس کی اجازت نہیں دیتے۔ جی، چودھری صاحب!

**چودھری عبداللہ یوسف:** جناب سپیکر! یہ بھی اسی سے متعلقہ ان کی information کے لئے ہے۔ لاء منسٹر صاحب کو بھی پتا ہو گا اور شاید دوسروں کو بھی پتا ہو کہ گیس کی sale کو روک دیا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی بات بالکل صحیح ہے۔ابھی توصرف ایک statement ہے but that is not in black and white. جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں اپنے معزز بھائی سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میرے علم میں سب کچھ ہے۔ میرے علم میں یہ بھی ہے کہ اس پر statement آ گئی ہے لیکن ابھی بھی آئی ایم ایف کا پریشر ہے کہ اس کو بیچ دیا جائے۔ میں صرف معزز ایوان کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ پوری دنیا میں اس قسم کے reserves کہیں نہیں پائے جاتے۔ میں اس پر قرارداد لے آؤں گا کیونکہ میرے اور بھی ساتھی ہیں جو اس میں میرا ساتھ دینا چاہتے ہیں۔ شکریہ

چودھری عبداللہ یوسف: جناب سپیکر! Check کر لیں۔ اگر روک دیا گیا ہے تو پھر یہ unnecessary exercise ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ایک قومی اثاثوں کا مسئلہ ہے اور اس کے اندر اس اسمبلی کو اپنے حقوق اور تمام چیزوں کے لئے vigilant ہونا پڑے گا۔ اس میں شیخ صاحب کی طرف سے جو تحریک آئی ہے وہ یہ ہے کہ:

> ”قادرپور گیس فیلڈ جو کہ قوم کا ایک بہت بڑا اثاثہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی خاص عنایت ہے، کی فروخت کے معاملے کو فوری طور پر اسمبلی میں زیر بحث لایا جائے۔“

اب یہ رک گیا ہے یا ہونا ہے تو it will be decided in the resolution. جو قرارداد آئے گی اس حساب سے اس پر بات ہو جائے گی۔ میرے خیال میں شیخ صاحب کی تحریک dispose of ہو چکی ہے اب وہ اس پر قرارداد لے کر آئیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! واقعی اس معاملے کی اہمیت اسی طرح سے ہے جس طرح سے آپ نے فرمایا ہے۔ قرارداد لانے کا ایک طریق کار ہوتا ہے کہ ممبر نے پہلے اپنی قرارداد جمع کروانی ہوتی ہے اس کے بعد اس کی balloting ہوتی ہے۔ میں یہ چاہوں گا کہ اگر آپ اس سلسلے میں یہ فرمادیں کہ شیخ صاحب اس معاملے پر قرارداد اگلے پرائیویٹ ممبرز ڈے پر لے آئیں تاکہ وہ take up ہو جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں بہت شکرگزار ہوں کیونکہ مجھے پتا ہے کہ آپ نے اور لاء منسٹر صاحب نے اس کی gravity کو محسوس کیا ہے۔ انشاء اللہ میں اس کو اگلے پرائیویٹ ممبرز ڈے پر لے کر آؤں گا۔

## پوائنٹ آف آرڈر
## چک نمبر 4L/39 بھوجوآنہ (اوکاڑہ) کے رہائشی پر تشدد کرنے والے ملزموں کو پولیس کا گرفتار نہ کرنا

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر آپ سے التماس کرنا چاہتی ہوں کیونکہ لاء منسٹر صاحب بھی تشریف فرما ہیں۔ میں ایک اہم واقعہ کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتی ہوں کہ چک نمبر 4 L/39 بھوجوآنہ ضلع اوکاڑہ کا رہائشی مہر حاکم اپنے گھر بیٹھا تھا کہ اس کے چند رشتہ دار اس کے گھر پر قبضہ کرنے کے لئے آئے اور اس کو ڈنڈوں سے اتنا مارا پیٹا کہ اس کی پسلیاں ٹوٹ گئیں اور وہ اس وقت ہسپتال میں زیر علاج ہے۔ تھانہ شبھور ضلع اوکاڑہ میں پرچہ تو درج ہو گیا ہے لیکن پچھلے دس بارہ دن سے ملزموں کو نہیں پکڑا گیا بلکہ اس کے گھر پر باقاعدہ ان ملزموں کا قبضہ بھی ہے۔ لاء منسٹر صاحب اس پر اپنے خصوصی احکامات جاری کر دیں اور ویسے بھی وہ ہمیشہ ہی اس سلسلے میں بہت زیادہ تعاون فرماتے ہیں۔ ایف آئی آر نمبر 08/328 ہے اور مدعی فاروق ولد حاکم علی ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس سلسلے میں ان کی رہنمائی چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ جو تحریری نوٹ محترمہ کے پاس ہے یہ میرے حوالے کر دیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ کل ہی اس پر جو ضابطے کی کارروائی ہے وہ کروا کر میں کل ادھر ہاؤس میں inform کروں گا۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** بہت شکریہ۔ میں آج تمام ممبران کا بھی شکر گزار ہوں کہ آج جس طرح ہم نے کارروائی کو چلایا ہے۔ ہم نے کارروائی بھی مکمل کر لی ہے اور تین بجے کے ٹائم سے پہلے ہاؤس کا پورا ایجنڈا مکمل کر لیا ہے۔ آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے لہذا اب اجلاس کل بروز بدھ مورخہ 19-نومبر 2008 صبح 10 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

---

245

# ایجنڈا

# برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

## منعقدہ، 19-نومبر 2008

تلاوت قرآن حکیم، اس کا اردو ترجمہ اور نعت رسول مقبولؐ

**سوالات** (محکمہ لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

سرکاری کارروائی

آرڈیننس (ترمیم) مالیہ اراضی پنجاب مجریہ 2008 (آرڈیننس نمبر 11 بابت 2008) کا ایوان میں پیش کیا جانا۔

ایک وزیر آرڈیننس (ترمیم) مالیہ اراضی پنجاب مجریہ 2008 ایوان میں پیش کریں گے۔

247

# صوبائی اسمبلی پنجاب

## پندرھویں اسمبلی کا دسواں اجلاس

### بدھ، 19۔نومبر 2008

(یوم اربعاء، 20۔ذی القعد 1429ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 3 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

---

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ ٱدۡخُلُواْ فِى ٱلسِّلۡمِ كَآفَّةً وَلَا تَتَّبِعُواْ خُطُوَٰتِ
ٱلشَّيۡطَـٰنِ‌ۚ إِنَّهُ ۥ لَكُمۡ عَدُوٌّ مُّبِينٌo فَإِن زَلَلۡتُم مِّنۢ بَعۡدِ مَا جَآءَتۡكُمُ
ٱلۡبَيِّنَـٰتُ فَٱعۡلَمُوٓاْ أَنَّ ٱللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌo هَلۡ يَنظُرُونَ إِلَّآ أَن يَأۡتِيَهُمُ ٱللَّهُ
فِى ظُلَلٍ مِّنَ ٱلۡغَمَامِ وَٱلۡمَلَـٰٓٮِٕكَةُ وَقُضِىَ ٱلۡأَمۡرُ‌ۚ وَإِلَى ٱللَّهِ تُرۡجَعُ
ٱلۡأُمُورُo سَلۡ بَنِىٓ إِسۡرَٲٓءِيلَ كَمۡ ءَاتَيۡنَـٰهُم مِّنۡ ءَايَةِۭ بَيِّنَةٍ‌ۗ وَمَن يُبَدِّلۡ نِعۡمَةَ
ٱللَّهِ مِنۢ بَعۡدِ مَا جَآءَتۡهُ فَإِنَّ ٱللَّهَ شَدِيدُ ٱلۡعِقَابِo زُيِّنَ لِلَّذِينَ كَفَرُواْ ٱلۡحَيَوٰةُ
ٱلدُّنۡيَا وَيَسۡخَرُونَ مِنَ ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ‌ۘ وَٱلَّذِينَ ٱتَّقَوۡاْ فَوۡقَهُمۡ يَوۡمَ ٱلۡقِيَـٰمَةِ‌ۗ
وَٱللَّهُ يَرۡزُقُ مَن يَشَآءُ بِغَيۡرِ حِسَابٍo

**سُوۡرَةُ البَقَرَة آیات 208 تا 212**

مومنو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے پیچھے نہ چلو وہ تو تمہارا صریح دشمن ہے o پھر اگر تم احکام روشن پہنچ جانے کے بعد لڑکھڑا جاؤ تو جان جاؤ کہ خدا غالب (اور) حکمت والا ہے o کیا یہ لوگ اسی بات کے منتظر ہیں کہ ان پر خدا (کا عذاب) بادل کے سائبانوں میں آ نازل ہو اور فرشتے بھی (اتر آئیں) اور کام تمام کر دیا جائے اور سب کاموں کا رجوع خدا ہی کی طرف ہے o (اے محمد) بنی اسرائیل سے پوچھو کہ ہم نے ان کو کتنی کھلی نشانیاں دیں۔ اور جو شخص خدا کی نعمت کو اپنے پاس آنے

کے بعد بدل دے تو خدا سخت عذاب کرنے والا ہے o اور جو کافر ہیں ان کے لئے دنیا کی زندگی خوشنما کر دی گئی ہے اور وہ مومنوں سے تمسخر کرتے ہیں لیکن جو پرہیزگار ہیں وہ قیامت کے دن ان پر غالب ہوں گے اور خدا جس کو چاہتا ہے بے شمار رزق دیتا ہے o

وماعلینا الاالبلاغ o

## نعت رسول مقبول ﷺ

نعت رسول مقبول ﷺ جناب افضل نوشاہی نے پیش کی۔

سلام اس پر کہ جس نے بے کسوں کی دستگیری کی
سلام اس پر کہ جس نے بادشاہی میں فقیری کی
سلام اس پر کہ جس کے گھر میں چاندی نہ سونا تھا
سلام اس پر کہ ٹوٹا بوریا جس کا بچھونا تھا
سلام اس پر جو بھوکا رہ کر اوروں کو کھلاتا تھا
سلام اس پر جو امت کے لئے راتوں کو روتا تھا
سلام اس پر کہ جس نے فضل کے موتی بکھیرے ہیں
سلام اس پر کہ بُروں کو جس نے فرمایا کہ میرے ہیں
سلام اس پر کہ جس کی چاند تاروں نے گواہی دی
سلام اس پر کہ جس کی سنگ پاروں نے گواہی دی
سلام اس پر کہ جس نے چاند کو دو ٹکڑے فرمایا
سلام اس پر کہ جس کے حکم سے سورج پلٹ آیا

## سوالات (محکمہ لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ)

## نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

**جناب سپیکر:** بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈے پر محکمہ لوکل گورنمنٹ اور کمیونٹی ڈویلپمنٹ سے متعلق سوالات ہیں۔ جی، میاں نصیر احمد صاحب! سوال نمبر بولئے گا۔

**میاں نصیر احمد:** شکریہ۔ جناب سپیکر! سوال نمبر 15 ہے لیکن میں سوال پڑھنے سے پہلے کچھ کہنا چاہوں گا کہ آج سب سے پہلے ایک تو بڑی اچھی بات یہ ہوئی کہ آپ نے آج پورے دس بجے اجلاس کا آغاز کر دیا اور بڑی اچھی روایت ہے۔ اکثر اس طرح کی روایات آپ کی طرف سے آتی رہتی ہیں لیکن اس میں سب سے بُری اور نامناسب بات یہ ہے کہ آج ہال میں ہم چار یا چھ ممبر بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ

انتہائی غیر مناسب بات ہے اور میں آپ سے درخواست کروں گا کہ جب ممبران تشریف لے آئیں تو انہیں ذرا سختی کے ساتھ تنبیہ کر دیجئے گا۔

**جناب سپیکر:** نہیں، آپ نے جو نمبر بتایا ہے اس کو صحیح کر لیں۔ اس سے زیادہ ہیں جو آپ فرما رہے ہیں، اتنے نہیں ہیں۔

**میاں نصیر احمد:** جی، جی، زیادہ ہیں لیکن گزارش یہی ہے کہ تنبیہ ضرور فرمائیے گا کہ 10 بجے سے مراد 10 بجے ہی ہے۔ میرا سوال نمبر 15 ہے۔

## گوجرانوالہ شہر میں عالم چوک تا گوندلانوالہ روڈ
## کی توسیع و مرمت اور تجاوزات کی وجہ سے ٹریفک کے مسائل

*15- **میاں نصیر احمد:** کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گوجرانوالہ شہر میں عالم چوک تا گوندلانوالہ روڈ شہر کا سب سے مصروف ترین روڈ ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس روڈ کی حالت زار عرصہ دراز سے انتہائی ناگفتہ بہ ہے، ٹوٹ پھوٹ اور تجاوزات کی وجہ سے اس روڈ پر سارا سارا دن ٹریفک بلاک رہتی ہے جس سے عوام الناس کو سخت دشواری کا سامنا ہے؟

(ج) کیا حکومت شہر کے اس اہم ترین روڈ کی تعمیر و مرمت اور تجاوزات ختم کر کے روڈ کو توسیع دینے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

**وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):**

ضلع حکومت گوجرانوالہ سے موصولہ رپورٹ کے مطابق:-

(الف) جی ہاں، یہ درست ہے کہ گوجرانوالہ شہر میں عالم چوک تا گوندلانوالہ روڈ شہر کا سب سے مصروف ترین روڈ ہے۔

(ب) جی ہاں، یہ درست ہے کہ اس روڈ کی حالت زار عرصہ دراز سے انتہائی ناگفتہ بہ ہے، ٹوٹ پھوٹ اور تجاوزات کی وجہ سے روڈ پر سارا دن ٹریفک بلاک رہتی ہے جس سے عوام الناس کو سخت دشواری کا سامنا ہے۔

(ج) رواں مالی سال کے ترقیاتی پروگرام میں عالم چوک تا گوندلانوالہ روڈ گوجرانوالہ کی تعمیر و مرمت کا منصوبہ شامل نہ ہے تاہم مفاد عامہ کے پیش نظر مجوزہ منصوبہ اگلے مالی سال کے ترقیاتی پروگرام میں شامل کر کے ضلع کونسل کی منظوری کے لئے پیش کر دیا جائے گا۔

میاں نصیر احمد: اس سوال سے متعلقہ منسٹر صاحب تشریف نہیں لائے ورنہ میں ان کی زبان مُبارک سے اس کی یقین دہانی چاہتا تھا کہ میرے سوال کا حصہ (ج) جس کے جز میں یہ کہا گیا ہے کہ "اگلے سال کے منصوبے میں اس سڑک کو رکھ لیا جائے گا" تو میں اس کی یقین دہانی ان سے چاہتا تھا لیکن وہ تشریف نہیں لائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم میاں صاحب خود ہی تبصرہ فرمائے جا رہے ہیں اور جواب بھی خود ہی دیئے جا رہے ہیں۔ میری پہلی تو گزارش ان کی خدمت میں یہ ہو گی کہ ممبران کو تنبیہ کرنے کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔ دراصل ہوتا یہ ہے کہ جب اجلاس مقررہ وقت سے پندرہ منٹ، آدھا گھنٹہ یا گھنٹہ لیٹ شروع ہو تو لوگ بھی اس کو اسی طرح سے لینا شروع کر دیتے ہیں کہ ٹھیک ہے، دس بجے کا ٹائم ہے، شروع تو 11 بجے ہو گا یا 10:30 بجے ہو گا اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ اس سے پہلے بھی ہوا ہے، last Assembly میں بھی ہوا ہے کہ جب آپ مقررہ وقت پر اجلاس کو شروع کرنے کی روایت ڈالیں گے تو آپ یہ دیکھیں گے کہ حاضری دن بدن improve ہوتی رہے گی۔

دوسرا انہوں نے جس یقین دہانی کی بات کی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یقین دہانی جو ہے وہ کسی person کے behalf پر یا کسی person کی طرف سے نہیں ہوتی۔ وہ on behalf of Government ہوتی ہے اور وزیر بلدیات آج کچھ ناگزیر وجوہ کی بناء پر حاضر نہیں ہو سکے۔ گورنمنٹ کی طرف سے اس ذمہ داری کو پورا کرنے کے لئے میں حاضر ہوں اور لوکل گورنمنٹ ڈیپارٹمنٹ کے تمام ذمہ داران، سیکرٹری سمیت گیلری آفس اور گیلری میں موجود ہیں تو جو جز (ج) کے جواب میں یہ یقین دہانی کرائی گئی ہے میں میاں نصیر صاحب کو پوری طرح سے یقین دلاتا ہوں کہ اس یقین دہانی کے اوپر عمل ہو گا۔ یہ متعلقہ حکام نے بھی نوٹ کر لیا ہے اور میں بھی آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ یہ منصوبہ جس اہمیت کا ذکر آپ نے اپنے سوال میں کیا ہے یہ واقعی اسی اہمیت کا ہے اور اگلے سال کے جو ترقیاتی پروگرام ہیں اس میں یہ شامل ہو گا۔

جناب سپیکر: چلیں! جی، آپ اس بات سے مطمئن ہیں؟

جناب طاہر اقبال چودھری: جناب سپیکر! اس پر ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، میں گزارش کروں گا کہ ضمنی سوال دو سے زیادہ نہ کئے جائیں۔ آپ کی مہربانی ہے۔ اس پر پابندی تو نہیں ہے لیکن وقت کا خیال رکھیں۔ آپ کی نوازش ہوگی۔

جناب طاہر اقبال چودھری: اچھا جی۔ اس سوال کے جز (ب) میں ہے " کیا یہ درست ہے کہ اس روڈ کی حالت عرصہ دراز سے انتہائی ناگفتہ بہ ہے، ٹوٹ پھوٹ اور تجاوزات کی وجہ سے سارا دن ٹریفک بلاک رہتی ہے جس سے عوام الناس کو سخت دشواری کا سامنا ہے۔" کیا اس میں وزیر موصوف فرمائیں گے کہ یہ جو تجاوزات ہیں ان کے خلاف محکمے نے کوئی کارروائی کی ہے یا اس کا کوئی ارادہ رکھتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ تجاوزات والا point چونکہ اس سوال کا حصہ نہیں تھا اس لئے اس جواب میں اس کے متعلق information موجود نہیں لیکن یقیناً ان تجاوزات کا خاتمہ ہونا چاہئے اور اس کا حکومت ارادہ بھی رکھتی ہے اور اس سے متعلق اس بات سے جو واضح ہوا ہے وہاں پر جو مقامی DCO صاحب ہیں اور اب وہاں پر کمشنر صاحب بھی ہوں گے تو ان کو آج ہی اس بات کی ہدایت کی جائے گی کہ کم از کم جو سڑک ہے یہ تو اگلے سال بنے گی لیکن لوگوں کی سہولت کے پیش نظر جو تجاوزات ہیں تو ان کے کوئی ترقیاتی منصوبے کی ضرورت نہیں ہے لہذا ان کو ختم کروایا جائے۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ اب اگلے سوال پر چلیں۔ جی، میاں صاحب next question آپ کا ہے؟

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! next question No:33 میرا ہے۔

## ضلعی ناظم لاہور کی سیاسی وابستگی
## اور الیکشن میں عمل دخل سے متعلقہ تفصیلات

*33: میاں نصیر احمد: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا ضلع ناظم لاہور کسی سیاسی جماعت سے تعلق رکھتے ہیں یا کسی جماعت کے رکن یا عہدیدار ہیں؟

(ب) کیا ضلع ناظم لاہور کا نام 2008 کے انتخاب میں کوئی امیدوار استعمال کرتا رہا ہے؟

(ج) کیا ضلع ناظم لاہور کسی امیدوار کی انتخابی مہم میں شریک ہوتے رہے ہیں؟

(د) کیا الیکشن کمیشن کی طرف سے کسی بھی بلدیاتی نمائندے (یونین کونسلر، یونین نائب ناظم، یونین ناظم، ٹاؤن ناظم، ٹاؤن نائب ناظم، ضلعی نائب ناظم اور ضلع ناظم) پر انتخابی مہم میں کردار ادا کرنے پر پابندی تھی؟

(ہ) اگر درج بالا سوالات کا جواب اثبات میں ہے تو ضلع ناظم لاہور کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے، ایوان کو تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

**وزیر قانون و پارلیمانی امور** (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) تعلق پی ایم ایل (کیو) سے ہے۔

(ب) محکمہ کے ریکارڈ پر اس بارے کوئی معلومات نہ ہیں۔

(ج) محکہ کے ریکارڈ پر اس بارے کوئی معلومات نہ ہیں۔

(د) بالکل پابندی تھی۔

(ہ) مندرجہ بالا جوابات کی روشنی میں محکمہ کے پاس کوئی ایسی دستاویزی معلومات نہ ہیں جن کی بناء پر ضلع ناظم لاہور کے خلاف کارروائی کی جائے۔

**جناب سپیکر:** جی، کوئی ضمنی سوال؟

**میاں نصیر احمد:** جناب سپیکر! میرے سوال نمبر 33 کے پانچویں جز میں سوال تھا کہ "اگر درج بالا سوالات کا جواب اثبات میں ہے تو ضلع ناظم لاہور کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے؟ ایوان کو اس کی تفصیل سے آگاہ کیا جائے" اس کے جواب میں کہا گیا ہے کہ "مندرجہ بالا جوابات کی روشنی میں محکمہ کے پاس کوئی ایسی دستاویزی معلومات نہ ہیں جن کی بناء پر ضلع ناظم لاہور کے خلاف کارروائی کی جائے"۔

جناب سپیکر! یہ بڑی عجیب بات ہے کہ 2008 کے الیکشن میں لاہور کے ضلع ناظم اس الیکشن کی مہم کا باقاعدہ حصہ رہے ہیں اور لاہور کے کم از کم تین چار امیدوار ایسے بھی تھے جن کی انتخابی مہم میں وہ باقاعدہ طور پر شامل رہے ہیں اور ان کے جتنے جلسے جلوس تھے ان کی invitation میں ان کا نام چھپتا رہا ہے اور جو سٹکر اور بینرز چھپے ہیں ان پر ان کی تصویر لگتی رہی ہے۔

جناب سپیکر: میری بات سنیں، اس پر proper forum موجود تھے، آپ کو وہاں approach کرنا چاہئے تھا بجائے اس کے کہ ہم ہاؤس میں اپنا ٹائم اس پر ضائع کریں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! اس کے جواب میں یہ کہا گیا ہے کہ "دستاویزی معلومات نہ ہیں" تو میں سوال یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کس قسم کی دستاویزی معلومات ہوتی ہیں کہ جن کی بناء پر action لیا جاتا ہے جبکہ پورے لاہور میں ان کے بینرز اور سٹکر ہر جگہ لگے رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! کوئی دوسری رائے ہو نہیں سکتی اور یہ بالکل ایک حقیقت ہے کہ ضلع ناظم میاں عامر محمود صاحب واقعی یہاں سے جب elect ہوئے تو اس کے بعد پتا نہیں زبردستی یا ان کی مرضی سے ان کو لوٹا بنایا گیا اور لوٹا بنا کر اس وقت کی حکمران جماعت میں ان کو شامل کیا گیا اور وہ اس جماعت کے لئے تنظیم سازی بھی کرتے رہے ہیں اور اس جماعت کی باقی ضروریات بھی پوری کرتے رہے ہیں اور میاں نصیر احمد صاحب کی بات بالکل درست ہے کہ الیکشن میں انہوں نے باقاعدہ طور پر (ق) لیگ کی لاہور میں election campaign چلائی اور وہ اس کا حصہ تھے لیکن اب سوال یہ ہے کہ دستاویزی ثبوت جو آپ فرما رہے ہیں کہ کس قسم کے، تو یہی ہیں جن کا آپ نے ذکر کیا ہے، یہی دستاویزی ثبوت ہیں لیکن بات یہ ہے کہ جو متعلقہ forum ہے تو وہ ان لوگوں نے ہر حلقے میں جا کر تو نہیں پوچھنا یا مجھ سے پوچھنے تو نہیں آئیں گے کہ آپ کے حلقہ میں کس نے آپ کی مخالفت کی اور کس نے آپ کی حمایت کی؟ بہر حال کم از کم ایک petition تو مجھے جا کر دائر کرنی پڑے گی، اس کے لئے الیکشن کمیشن بھی ہے اور tribunals بھی بنے ہوئے ہیں، اس کے علاوہ دیگر اتھارٹیز بھی ہیں حتیٰ کہ لوکل گورنمنٹ بھی ہے تو اس نے ابھی تک اس department کو اور میرے خیال کے مطابق کسی اور جگہ بھی کسی نے complaint نہیں کی، میاں نصیر احمد صاحب کے حلقہ کی exact location کا تو مجھے پتا نہیں بہر حال ان کا حلقہ اس شہر میں ہے تو یہ خود ہی بتا دیں کہ آیا انہوں نے اس بارے میں جن ثبوت کا ذکر کیا ہے تو آج تک کسی بھی متعلقہ اتھارٹی کے پاس ان کے خلاف کوئی complaint لے کر گئے ہیں؟ میرے خیال میں 90 دن کا ٹائم تو گزر چکا ہے لیکن اب بھی میں آپ سے گزارش کروں گا کہ اپنے محکمہ کو یا جو بھی متعلقہ اتھارٹی ہے جس کو آپ choice کریں ان کے پاس action کے لئے ان چیزوں کو سامنے لائیں اور اگر وہ ثابت ہو گئیں تو انشاء اللہ تعالیٰ جو قانون اور ضابطہ کے مطابق کارروائی بنتی ہے وہ کی جائے گی۔

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب!

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! اس میں انہوں نے متعلقہ forum کی بات کی، 90 دنوں کے اندر میں نے نہیں بلکہ میں یہ یقین سے کہتا ہوں کہ لاہور کے اندر اور باہر بھی مشرف کی ان باقیات نے لوگوں کے ساتھ جو زیادتی کی ہم نے اس وقت بڑی کوشش بھی کی لیکن اس وقت جتنی ہماری بات سنی جاتی تھی یا جتنا اس پر عمل کیا جاتا تھا یہ سب آپ کے اور منسٹر صاحب کے علم میں ہے تو اب اس میں میرے سوال کا یہ مقصد تھا کہ یہ نہ صرف ضلع لاہور کے اندر بلکہ پورے پنجاب میں سرکاری ذرائع کا بے دریغ استعمال ہوا اور اس پر میں توجہ یہ دلانا چاہتا ہوں کہ یہ ایک آمر کا دیا ہوا سسٹم جس نے پاکستان کے لوکل باڈی سسٹم کا ستیاناس کیا ہے کیا اس کو ختم کرنے یا سدباب کرنے کا کوئی انتظام سوچا ہوا ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر: جی، ان کا ضمنی سوال آگیا ہے، جواب دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ ان کا ضمنی سوال بے شک اس سوال سے ذرا ہٹ کر ہے لیکن میں ان کی اور اس معزز ہاؤس کی معلومات کے لئے یہ عرض کروں گا کہ جب ہم یہ بات کرتے ہیں تو اس بات کو کئی مرتبہ misinterpreted کیا جاتا ہے کہ شاید ہم لوکل باڈی کے خلاف ہیں یا ہم لوکل باڈی کو ختم کرنا چاہتے ہیں، موجودہ حکومت لوکل باڈی سسٹم پر مکمل یقین رکھتی ہے اور موجودہ حکومت کی یہ considered opinion ہے، شعوری سوچ ہے کہ لوکل باڈی سسٹم کے بغیر آپ یعنی down street تک جا کر گلی محلے کے مسائل کو حل نہیں کر سکتے اس لئے ہر قیمت پر اس لوکل باڈی سسٹم کو برقرار رکھا جائے گا۔ اب اس میں آگے جو point آتا ہے کہ اس سسٹم میں جو خرابیاں ہیں، جن خرابیوں کی وجہ سے کرپشن ہوئی، جن خرابیوں کی وجہ سے اختیارات کا غلط استعمال ہوا، جن خرابیوں کی وجہ سے اپوزیشن کے لئے کوئی space ہی نہیں بچی یعنی اس موجودہ سسٹم کی یہ حالت ہے کہ جو ڈسٹرکٹ ناظم ہے اس کے کسی فیصلے کو ڈسٹرکٹ کونسل کے کسی resolution کو Chief Executive of the Province جب چاہے ختم کر سکتا ہے اور اس کے کسی order کو cancel کر سکتا ہے اور اسی طرح سے وہ جب چاہے ڈسٹرکٹ ناظم کو suspend کر سکتا ہے اور suspend کرنے کے لئے جو طریق کار وضع کیا گیا ہے اور جو اس میں وجوہات ہیں وہ اتنی wag اور اتنی ambiguous ہیں کہ کوئی اسے بتانے کی ضرورت نہیں کہ کس بنیاد پر اس کو suspend کرے اور suspend کرنے کے بعد اس کا معاملہ لوکل کمیشن کے پاس بھیجنا ہے اور لوکل کمیشن کیا ہے؟

لوکل کمیشن میں جتنے بھی nominees ہیں وہ چیف منسٹر کی طرف سے ہیں اور اس کے کمیشن کا جو سیکرٹری ہوگا وہ لوکل باڈی یعنی بلدیات کا سیکرٹری ہوگا اور جو چیئرمین ہوگا وہ وزیر بلدیات ہوگا تو پھر وہاں پر بھی Chief Executive of the Province کا پوری طرح سے hold ہے اور اس کمیشن کے پاس اتنا اختیار ہے کہ اگر وہ ڈسٹرکٹ ناظم کو چاہے تو within ninety days گھر بھیج دے، چاہے تو وہ اس کو دوبارہ کام کرنے کی اجازت دے اور چاہے تو وہ اسے جیل بھیج دے۔ ایک ایسا سسٹم جس کا کوئی اپنا دائرہ کار نہیں، جس کا کوئی اپنا اختیار نہیں جو sustain ہی نہیں کر سکتا تو وہ سسٹم کیسے چل سکتا ہے اور یہ سسٹم نہیں چلا۔ پورے پنجاب میں دو اضلاع سے ڈسٹرکٹ ناظم اپوزیشن سے منتخب ہوئے تھے اور آپ سے بہتر کون جانتا ہے کہ آپ کے ضلع سے بھی ڈسٹرکٹ ناظم اپوزیشن سے منتخب ہوئے تھے۔ انہیں ایک بجٹ بھی پیش نہیں کرنے دیا گیا۔ انہیں ان کے آفس میں نہیں بیٹھنے دیا گیا اور ہمارے ضلع فیصل آباد میں جس ڈسٹرکٹ ناظم کو ہم نے منتخب کرایا تھا اس کو انہوں نے ایک مہینہ بعد کہا کہ لوٹا بن جاؤ یا پھر یہ کہ گھر بیٹھے رہو تو یہ سسٹم بلدیات کا سسٹم نہیں ہے لیکن اس کی موجودہ practicable form نہیں ہے۔ اس کے اوپر بالکل ہم نے اس کو ہر طرح سے دیکھا ہے اور پچھلے آٹھ سالوں میں اس کے اوپر جو کچھ ہوا ہے اس بنیاد پر ہماری یہ سوچ ہے اور ہماری یہ رائے ہے کہ اس سسٹم میں تبدیلی ہونی چاہئے اور یہ معزز ہاؤس بلدیات کے سسٹم کو بنانے کا حق رکھتا ہے۔ یہ معزز ہاؤس جو اس کو amend کرنے کا حق رکھتا ہے ریٹائرڈ جرنیل، کسی بیوروکریٹ کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اپنے طور پر اپنے کمرے میں بیٹھے اور پہلے دنیا کی سیر کرے اور ایک بات ایک جگہ سے اٹھائے اور دوسری بات دوسری جگہ سے اٹھائے اور اس کے بعد ایک نظام بنا کر دے اور اس کے بعد وہ کہے کہ ان اداروں کو بھی اس کو چھونے کا اختیار نہیں، ہم اس چیز کو اس معزز ہاؤس کے سامنے لائیں گے۔ یہاں پر اس کے اوپر debate ہوگی اور consensus ابھرے گا جو چیزیں درست ہوں گی ان کو رکھا جائے گا اور جو درست نہیں ہوں گی ان کو amend کیا جائے گا تو یہ بالکل موجودہ حکومت کا فیصلہ اور سوچ ہے اور ایک بات یہ بھی بتا دوں کہ اس سوچ سے صرف پنجاب نہیں تمام صوبے متفق ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! فراز نے کہا ہے کہ

شکوہ ظلمت شب سے تو بہتر تھا فراز
اپنے حصے کی کوئی شمع جلاتے جاتے

وزیر صاحب نے ہماری پچھلی حکومت پر تنقید کرتے ہوئے کہا کہ پارلیمنٹ میں debate کئے بغیر سب کچھ کر دیا گیا لیکن ہم نے ابھی بھی پارلیمنٹ میں debate کئے بغیر Commissionerate کا نظام نافذ کرنے کے لئے آرڈیننس جاری کیا ہے۔اس پارلیمنٹ اور ایوان کو تو پھر بھی bypass کیا جا رہا ہے۔اس دنیا کا سب سے آسان کام شکوہ کرنا، گلہ کرنا، شکایت کرنا اور الزام لگانا ہے۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب!اگر آپ نے کوئی ضمنی سوال کرنا ہے تو وہ کریں۔جب ٹائم آئے گا تو debate کر لینا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: وزیر صاحب نے جو جواب دیا ہے وہ بھی ضمنی سوال کا جواب نہیں تھا بلکہ ایک criticism تھی۔لہذا criticism کا دفاع کرنا تو ہمارے بنچز کو حق ہونا چاہئے یا تو وزیر صاحب اس طرح criticize نہ کرتے، اگر کیا ہے تو پھر ہمیں بھی اس کا جواب دینے کا حق ہے یا تو آپ اس وقت ان کو بھی روک دیتے۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! بہت شکریہ

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میرا بھی ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: میں نے گزارش کی تھی کہ کم سے کم ضمنی سوال کئے جائیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میرا تعلق بھی لاہور سے ہے اور یہ سوال بھی ناظم لاہور سے متعلق ہے۔میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ لاہور میں جو بڑے بڑے سائن بورڈ لگوائے گئے ہیں آیا ان کے پیسے جمع کروائے گئے ہیں یا نہیں؟اس کے علاوہ کار پارکنگ کے ٹینڈر ضلعی ممبران اور مختلف یونین کونسلوں کے ناظمین کو دیئے گئے۔کیا اس کا auction کیا گیا یا نہیں، وہ اخبارات میں آیا یا نہیں، اس کا ریکارڈ تو محکمے کے پاس ہو گا؟ لہذا ہمیں وہ ریکارڈ چاہئے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں ایک دفعہ پہلے اس سوال کا تفصیل سے جواب دیا جا چکا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ سوال ایک دفعہ پہلے ہاؤس میں آ چکا ہے اور اس کا تفصیلی جواب بھی آ چکا ہے۔ لہذا یہ اس سوال سے متعلقہ تو نہیں لیکن میں پھر بھی محکمے سے کہتا ہوں کہ وہ یہ information محترمہ معزز رکن کو پہنچا دیں گے۔

انجینئر قمر الاسلام راجہ: جناب سپیکر! سوال کے جز (الف) کے جواب میں کہا گیا ہے کہ "ضلع ناظم لاہور کا تعلق پاکستان مسلم لیگ (ق) سے ہے" جبکہ جز (ب) اور اس سے اگلے میں کہا گیا ہے کہ "محکمہ کے ریکارڈ میں اس بارے میں کوئی معلومات نہیں ہیں۔" میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس بارے میں کوئی دستاویزی ثبوت ہیں کہ ان کا تعلق پاکستان مسلم لیگ (ق) سے ہے؟

جناب سپیکر: میرے خیال میں میری بات میں آپ کو جواب مل جائے گا۔ میری معلومات کے مطابق لوکل گورنمنٹ کے جو الیکشن ہوئے تھے وہ بقول گورنمنٹ کے غیر جماعتی تھے۔ جو آپ پوچھنا چاہتے ہیں کہ ان کا نام مسلم لیگ (ق) میں موجود ہے شاید منسٹر صاحب اس کا جواب دے پائیں۔

جناب طاہر اقبال چودھری: جناب سپیکر! اسی سلسلے میں میرا بھی ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

جناب طاہر اقبال چودھری: جناب سپیکر! ضلع ناظم لاہور کا تعلق پاکستان مسلم لیگ (ق) سے ہے تو کیا رانا صاحب بتائیں گے کہ اب ان کا تعلق کس جماعت سے ہے؟ کیونکہ رانا صاحب نے کہا ہے کہ ضلع ناظم 2007 کے الیکشن میں پاکستان مسلم لیگ (ق) کے لئے تنظیم سازی کرتے رہے ہیں تو کیا اب رانا صاحب اور ان کی جماعت ضلع ناظم سے استفادہ حاصل کرنے کی کوئی کوشش کر رہی ہے یا انھیں شامل کر لیا ہے؟ ذرا اس بارے میں بھی وضاحت کر دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم چودھری طاہر صاحب نے جو فرمایا ہے کہ ہم ان سے کوئی استفادہ حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں یا نہیں؟ چودھری صاحب! ہم تو استفادہ حاصل کرنے والی بات کے خلاف ہیں۔ آپ دیکھیں کہ پچھلی اسمبلی میں آپ ہماری ٹکٹ پر منتخب ہوئے تھے اس کے بعد انھوں نے آپ سے استفادہ حاصل کرنا شروع کر دیا۔

جناب سپیکر! یہ جتنے بھی ضلعی ناظم ہیں ہم ان سے اس حیثیت سے کوئی استفادہ حاصل نہیں کرنا چاہتے۔ جب یہ سسٹم improve ہو کر دوبارہ الیکشن ہو گا تو اگر اس میں کوئی آدمی حصہ لیتا ہے

اور منتخب ہو جاتا ہے تو وہ اور بات ہے۔ہم کسی پر ban نہیں لگاتے کہ فلاں آدمی کے متعلق ہماری یہ رائے ہے۔بہر حال وہ بھی اس شہر،اس صوبے اور ملک کے معزز شہری ہیں۔وہ کل کو کسی جماعت میں بھی آ سکتے ہیں اور کسی بھی جماعت کی طرف سے الیکشن لڑ سکتے ہیں لیکن کم از کم اس پوزیشن میں پنجاب حکومت نے تمام ضلعی اور ٹاؤن ناظمین سے اس قسم کا کوئی سیاسی استفادہ حاصل کرنے کا فیصلہ نہیں کیا اور نہ ہی کریں گے۔

انجینئر قمر الاسلام راجہ:جناب سپیکر! میرا سوال صرف یہ تھا کہ انھوں نے انتخابی مہم کے دوران جو مہم چلائی ،بینرز لگائے یا ہورڈنگ لگائے ان کا محکمے کے پاس دستاویزی ثبوت نہیں ہے۔یہ جواب سرکاری طور پر دیا گیا ہے اور اسمبلی ریکارڈ کا حصہ ہے۔لہٰذا یہ ہاؤس جاننا چاہے گا کہ اگر اس بارے میں ریکارڈ پر کوئی دستاویزی ثبوت ہے تو پیش کیا جائے۔

سید حسن مرتضیٰ:پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر!یہ تو ٹائم ضائع کر رہے ہیں۔سوالات کی اتنی بڑی لسٹ ہوتی ہے۔وہ مسلم لیگ (ق) میں ہیں،(ن) میں ہیں یا کہیں بھی ہیں آج اس پر بحث کا کوئی فائدہ ہے؟ ہمارے اتنے ضروری سوالات ہیں ،ہم اپنے مسائل لے کر بیٹھے ہوئے ہیں لیکن یہاں ایک بندے کے مستقبل کا فیصلہ ہو رہا ہے۔یہ بعد کی debate ہے۔

جناب سپیکر:آپ تشریف رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!میں معزز رکن کی satisfaction کے لئے عرض کرتا ہوں کہ وہ لوکل گورنمنٹ کے محکمے سے پاکستان مسلم لیگ (ق) کے حق میں جلسوں کے انتظامات کراتے رہے ہیں بلکہ انھوں نے پاکستان مسلم لیگ(ق) کے حق میں جو اعلان کیا تھا اور اس کے لئے جو تقریب منعقد کی تھی اس کا انعقاد بھی اسی محکمے نے کیا تھا بلکہ یہ محکمہ تو ان کی حاضریاں بھی پوری کرتا رہا ہے۔اس information کی بنیاد پر انھوں نے یہ بات درج کر دی ہے لیکن محکمے میں اس کا بھی کوئی دستاویزی ثبوت نہیں ہے۔

انجینئر قمر الاسلام راجہ:جناب سپیکر!میرے خیال میں ایوان میں مصدقہ اور دستاویزی ثبوت کی بنیاد پر جواب دیا جانا چاہئے۔اگر محض information کی بنیاد پر ہوتا تو اس سوال کے جواب کے جز(ب اور ت)کا دوسرا حصہ زیادہ موثر تھا کہ ہورڈنگز اور بورڈ لگے اور لوگوں نے بھی دیکھے۔اگر اس کا کوئی دستاویزی ثبوت میسر نہیں ہے تو پھر اس کا تو کوئی proper دستاویزی ثبوت ہونا چاہئے۔یہ بات

وقت ضائع کرنے کی نہیں ہے بلکہ یہ تو ہاؤس کے تقدس کا سوال ہے کہ یہاں جو بھی جوابات آئیں وہ کسی ٹھوس بنیاد پر ہوں۔

**جناب سپیکر:** جی، ٹھیک ہے۔اگلا سوال سید حسن مرتضیٰ صاحب کا ہے۔

**سید حسن مرتضیٰ:** شکریہ۔ جناب سپیکر! میرے اس سوال کا نمبر 36 ہے لیکن میں چاہتا ہوں کہ آگے صفحہ نمبر 8 پر میرا سوال نمبر 334 ہے اگر اسے out of turn لے لیں تو میں بڑا مشکور ہوں گا۔

## چنیوٹ شہر میں نکاسی آب کے منصوبوں سے متعلقہ تفصیل

*36(اے): **سید حسن مرتضیٰ:** کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

یکم جنوری 2004 سے آج تک تحصیل چنیوٹ شہر میں سیوریج کی مد میں کتنی رقم کن کن منصوبوں پر خرچ کی گئی ہے۔ان کے نام اور تخمینہ لاگت کی تفصیل فراہم کی جائے؟

**وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):**

ٹی ایم اے چنیوٹ سے موصولہ رپورٹ کے مطابق:۔

یکم جنوری 2004 سے آج تک تحصیل چنیوٹ شہر میں سیوریج کی مد میں منصوبوں کی تفصیل درج ذیل ہے:

| نمبر شمار | سیوریج کے منصوبہ جات کی تفصیل | تخمینہ لاگت | اخراجات | کیفیت |
|---|---|---|---|---|
| | سال 2004-05 | | | |
| -1 | ایکسٹینشن سکیم وڈرینج،ایم اے چوک تا ریلوے پلی غفور آباد چنیوٹ | 45.00 لاکھ | 41.202 لاکھ | مکمل |
| -2 | سیوریج سکیم بہار کالونی چنیوٹ | 10.00 لاکھ | 8.796 لاکھ | مکمل |
| -3 | تعمیر ریلوے کراسنگ و سیوریج محلہ رائے چند چنیوٹ | 10.00 لاکھ | 9.341 لاکھ | مکمل |
| | ٹوٹل | 65.00 لاکھ | 59.339 لاکھ | مکمل |
| | سال 2005-06 | | | |
| -1 | مہیا کرنے و بچھانے سیور لائن / از کونہ ٹی بی ہسپتال تا کیفے لیسین مندر روڈ چنیوٹ | 5.00 لاکھ | 4.10 لاکھ | مکمل |
| -2 | تعمیر سیوریج محلہ غفور آباد چنیوٹ | 15.00 لاکھ | 14.57 لاکھ | مکمل |
| -3 | تعمیر بقایا سیور بہار کالونی و سیٹلائیٹ ٹاؤن چنیوٹ | 5.00 لاکھ | 4.95 لاکھ | مکمل |
| -4 | بچھانے سیور لائن از رجوعہ چوک جھنگ روڈ تا سیم نہر رجوعہ روڈ چنیوٹ | 24.31 لاکھ | 23.39 لاکھ | مکمل |

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| -5 | مہیا کرنے و بچھانے سیور لائن از گلی حاجی شکیل تا اکرم کریانہ سٹور صور چونگی روڈ محلہ رشیدیہ چنیوٹ | 6.53لاکھ | 5.25لاکھ | مکمل |
| | ٹوٹل | 55.84لاکھ | 52.282لاکھ | |
| | سال 2006-07 | | | |
| -1 | بچھانے سیور لائن از رجوعہ چوک تا سیم نہر بقایا حصہ فیز 11 | 4.00لاکھ | 3.998لاکھ | مکمل |
| -2 | سیوریج سکیم چنیوٹ | 45.00لاکھ | 45.00لاکھ | مکمل |
| -3 | ریلوے کراسنگ سیوریج نزد محلہ اقبال آباد | 14.00لاکھ | 13.209لاکھ | مکمل |
| -4 | تعمیر سیوریج گلی فتح العلوم | 3.00لاکھ | 2.411لاکھ | مکمل |
| -5 | تعمیر سیوریج سیٹلائیٹ ٹاؤن و بہار کالونی | 5.00لاکھ | 3.974لاکھ | مکمل |
| -6 | تعمیر سیوریج از جھنگ روڈ تا گھر صداقت حسین شاہ کلر سیدوالا | 2.25لاکھ | 2.246لاکھ | مکمل |
| -7 | بچھائے جانے سیور از محلہ نوروالا تا ڈسپوزل ورکس ٹبیانوالہ چنیوٹ | 24.32لاکھ | 24.280لاکھ | مکمل |
| | ٹوٹل | 97.57لاکھ | 95.118لاکھ | |
| | سال 2007-08 | | | |
| -1 | بچھائے جانے سیور لائن از گرلز کالج مندر روڈ بشمول رائزنگ مین ہول | 5.00لاکھ | 4.998لاکھ | مکمل |
| -2 | بچھانے سیور لائن سلارہ روڈ تا بطرف محلہ دلشاب | 3.50لاکھ | 3.414لاکھ | مکمل |
| -3 | بچھانے سیور لائن ملحقہ گلی شفاخانہ حیوانات | 1.00 لاکھ | 0.994لاکھ | مکمل |
| | ٹوٹل | 9.50لاکھ | 9.406لاکھ | |
| | کل ٹوٹل | 227.91لاکھ | 216.145لاکھ | |

جناب سپیکر: کس کو pending کروں؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! میرے سوال نمبر 36 کا جواب آ گیا ہے۔ میری استدعا ہے کہ میرے اس سوال کی بجائے اگر سوال نمبر 334 کو out of turn لے لیں تو بڑی مہربانی ہو گی۔

جناب سپیکر: اللہ خیر کرے آ جائے گا۔ آپ کیوں پریشان ہوتے ہیں؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! وہ نہیں آنا۔

جناب سپیکر: میں نے لسٹ کے مطابق چلنا ہے۔ اس طرح مناسب نہیں لگے گا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں تو استدعا کر رہا ہوں کہ آپ میرے اس سوال کی بجائے دوسرا سوال take up کر لیں۔

جناب سپیکر: آپ کے اس سوال میں محکمے نے جو اعداد و شمار دیئے ہیں آپ ان سے مطمئن ہیں؟

سید حسن مرتضیٰ: جی، میں مطمئن ہوں۔

جناب سپیکر: انھوں نے اس میں کل تخمینہ لاگت کتنا لکھا ہے؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں عرض کر رہا ہوں کہ آپ میرے اس سوال کی بجائے اگلا سوال لے لیں تو زیادہ بہتر ہو گا کیونکہ اس میں پورے پنجاب کا مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر: آپ نے اس سوال کا جواب پڑھا ہے؟

سید حسن مرتضیٰ: جی، میں نے پڑھ لیا ہے۔

جناب سپیکر: انھوں نے کل کتنی لاگت لگائی ہے؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! انھوں نے مختلف سالوں کے حساب سے لگائی ہے۔ آپ کون سے سال کا پوچھ رہے ہیں؟ میں یہ سوال take up نہیں کرنا چاہتا۔ میں سوال نمبر 334 کے لئے استدعا کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: مجھے یہ بتائیں کہ آپ نے calculation دیکھی ہے؟

سید حسن مرتضیٰ: جی، میں اب بھی دیکھ رہا ہوں لیکن میں یہ take up نہیں کرنا چاہتا۔

جناب سپیکر: میں آپ کا ٹائم ضائع نہیں کرنا چاہتا لیکن میں اپنے علم کے لئے چاہتا ہوں کہ انھوں نے جو ٹوٹل لگایا ہے آیا یہ درست ہے یا غلط ہے؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! ٹوٹل درست ہے۔ انھوں نے جو اعداد و شمار دیئے ہیں ان کا ٹوٹل کیا ہے وہ درست ہے۔

جناب سپیکر: آخر میں کتنا لکھا ہے؟

سید حسن مرتضیٰ: آخر میں 227.91 لاکھ لکھا ہے۔

جناب سپیکر: میں غلط ہوں یا ٹوٹل غلط ہے؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب آپ صحیح ہیں۔ ٹوٹل غلط ہے۔

جناب سپیکر: وزیر قانون! اس بارے میں آپ بتائیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں اگر ٹوٹل غلط بھی ہوا ہے تو وہ clerical mistake کے ہی زمرے میں آئے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ mover کو ان سکیموں کے تخمینہ لاگت اور اس پر ہونے والے اخراجات پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اس کی calculation میں اگر کوئی clerical mistake ہے تو وہ درست کی جا سکتی ہے۔ اگر آپ نے اس کا ٹوٹل کیا ہے تو نشاندہی فرمادیں۔

جناب سپیکر: ہو سکتا ہے کہ مجھے غلطی لگ گئی ہو لیکن درست کر لیں تو بہتر ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ کم از کم آپ کو آج غلطی نہیں لگی۔

جناب سپیکر: جی؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! مجھے یہ محسوس ہو رہا ہے کہ کم از کم آپ کو آج اس ٹوٹل کے معاملے میں غلطی نہیں لگی۔

جناب سپیکر: اچھا ٹھیک ہے، مہربانی۔ شاہ صاحب کی request کو مان لیں۔ سید حسن مرتضیٰ صاحب کے سوال نمبر 334 کو out of turn take up کیا جاتا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: سوال نمبر 334، جناب سپیکر! اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

## ضلع جھنگ، سیکرٹری یونین کونسلز کی بھرتی سے متعلقہ تفصیلات

*334: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع جھنگ میں کتنی یونین کونسلز ہیں ان یونین کونسلز کے سیکرٹریز کی پوسٹ کس گریڈ کی ہے؟

(ب) یکم جنوری 2004 سے آج تک ضلع جھنگ میں کتنے سیکرٹریز یو سی کس کس گریڈ میں بھرتی ہوئے، ان کے نام، ولدیت، تعلیمی قابلیت اور پتاجات بتائیں؟

(ج) ان میں سے کتنے میرٹ پر اور کتنے بغیر میرٹ بھرتی ہوئے؟

(د) اگر یہ تمام بھرتی بغیر میرٹ ہوئی ہے تو کیا حکومت یہ تمام تقرریاں منسوخ کر کے از سر نو میرٹ پر بھرتی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان):

(الف) ضلع جھنگ میں 128 یونین کونسلز ہیں ہر یونین کونسل میں بی ایس 11 کی دو اور بی ایس 7 کی ایک پوسٹ منظور شدہ ہے۔

(ب) حکومت کی پالیسی 2004 کے مطابق 70 سیکرٹری (سی ڈی) بی اے سیکنڈ ڈویژن، 20 سیکرٹری (ٹیکنیکل) میٹرک سیکنڈ ڈویژن سول ڈپلومہ ہولڈر بتاریخ 16-11-07 کو سکیل نمبر 11 میں تعینات کئے گئے، تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) تمام بھرتی میرٹ پر کی گئی ہے۔

(د) تمام بھرتی میرٹ پر ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! پچھلے عام انتخابات کے شیڈول کا اعلان ہونے کے بعد یہ بھرتیاں کی گئی تھیں، ان کے جو sitting ایم۔پی۔اے صاحبان تھے ان کے لئے یہ بھرتیاں کی گئیں اور یہ بھرتیاں ہمارے ضلع جھنگ میں بھی ہوئی ہیں۔

جناب سپیکر! ہماری 128 یونین کونسلیں ہیں جن میں چار تحصیلیں آتی ہیں۔ سب سے بڑی تحصیل جھنگ ہے، اس کے بعد چنیوٹ پھر شور کوٹ اور پھر تحصیل احمد پور سیال ہے۔ 70 اسامیاں Secretary Community Development کی تھیں، یہ اسامی BS-11 کی ہے۔ سیکرٹری (ٹیکنیکل) کی 20 اسامیاں تھیں، وہ بھی BS-11 میں ہیں۔ اسی طرح 93 اسامیاں نائب قاصد کی تھیں۔ اس کمیٹی میں ڈی سی او، اے ڈی ایل جی اور ایک آدمی یہاں لوکل گورنمنٹ سے گیا تھا۔ 20۔نومبر 2007 کو ہمارے عام انتخابات announce ہوئے تھے اور یہ بھرتیاں انھوں نے اس کے بعد back date میں، 16۔نومبر کی تاریخ میں کی تھیں یعنی اس کے آرڈر انھوں نے back date میں کئے۔ اس میں 20 فیصد employee sons کا کوٹا تھا جو کہ violate کیا گیا۔ اسی طرح 2 فیصد disable persons کا کوٹا تھا وہ بھی violate کیا گیا۔ ہمارے ساتھ سب سے بڑی زیادتی یہ ہوئی کہ احمد پور سیال کی 13 یونین کونسلوں کی 70 فیصد اسامیاں تھیں جو کہ نجف عباس خان سیال ایم۔پی۔اے اور ہمارے ضلع ناظم کی تحصیل ہے وہاں سے 70 فیصد

بھرتیاں ہوئیں اور باقی پورے ضلع سے انھوں نے 30 فیصد بھرتیاں کی ہیں۔اس کے بعد انھوں نے وہی سیکرٹری جو بھرتی کئے تھے الیکشن announce ہونے کے بعد ہماری تحصیل اور تحصیل جھنگ میں transfer کر دیئے۔یہ انھوں نے کھلم کھلا merit کی violation کی ہے۔یہ جو جواب آیا ہے یہ بالکل غلط ہے۔میری منسٹر صاحب اور آپ سے گزارش ہے کہ اس بارے میں ایک کمیٹی بنادیں اور اس کا ریکارڈ طلب کر لیں۔پورے پنجاب میں اسی طرح ہوا ہے۔باقی ایم۔پی۔اے صاحبان بھی اس سے اتفاق کریں گے تو میری گزارش ہے کہ اس کا ریکارڈ منگوا کر تحقیق کر والیں اور اگر یہ غلط ہوا ہے تو اسے درست کیا جائے۔بہت شکریہ

**جناب سپیکر:** جی، رانا صاحب!

**وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):** جناب سپیکر! معزز ممبر نے یہ کہا ہے کہ اس سوال کا جواب غلط ہے۔میں بالکل اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ جز(ج) اور جز(د) کا جواب واقعی درست نہیں ہے۔جز(ج) کا جواب ہے کہ "تمام بھرتی میرٹ پر کی گئی ہے" اور جز(د) کا جواب ہے کہ "تمام بھرتی میرٹ پر ہوئی ہے" اب اگر میں بات کروں گا تو لغاری صاحب میرے محترم بھائی پھر کہیں گے کہ۔۔۔

**جناب سپیکر:** نہیں، اب میرے خیال میں ان سے سینئر آ گئے ہیں، لغاری صاحب اب اکیلے نہیں ہیں۔

**وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):** تو سینئر صاحب بھی یہ کہیں گے کہ دیکھیں آپ شکوہ کر رہے ہیں۔آپ اپنے حصے کی شمع جلاتے جائیں تو میری ان سے گزارش ہے کہ ہم نے تو اس وقت بھی شمع جلائی اور جلائے رکھی لیکن کاش آپ اس شمع کو پھونکیں نہ مارتے رہتے بلکہ اس شمع کی روشنی میں ان معاملات کو درست کرنے کی کوشش کرتے۔

**جناب سپیکر:** آپ کے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اگر یہ۔۔

**وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):** نہیں، میرا مقصد تھوڑا سا اس سے آگے ہے۔

**جناب سپیکر:** اگر یہ بھرتی موجودہ دور میں ہوتی تو شاید درست ہوتا، کیا آپ کا مقصد یہ ہے یا کچھ اور ہے؟

**وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):** جناب سپیکر! میں یہ کہہ رہا ہوں کہ معزز ممبر نے جو سوال پوچھا تھا اس کا ذکر جز(الف) میں ہے کہ " آیا یہ بھرتیاں میرٹ پر ہوئی ہیں؟" اب محکمہ

کی طرف سے جواب آیا ہے کہ "تمام بھرتی میرٹ پر ہوئی ہے۔" میں کہتا ہوں کہ یہ بھرتیاں میرٹ پر نہیں ہوئیں بلکہ آپ کو پتا ہے کہ اس معزز ہاؤس میں، اسمبلی سیکرٹریٹ میں جن لوگوں کو induct کیا گیا، بھرتی کیا گیا ان کی حالت یہ ہے کہ جس آدمی کو جس مقصد کے لئے بھرتی کیا گیا ہے اس کو وہی کام نہیں آتا۔ جس کو سٹینو گرافر کے طور پر بھرتی کیا گیا اسے باقی سب کچھ آتا ہے لیکن ٹائپنگ نہیں آتی یعنی جو آدمی جس کام کے لئے بھرتی ہوا ہے اسے وہ نہیں آتا۔ حالت یہ ہے کہ انھوں نے اس اسمبلی سیکرٹریٹ کا بھی اس طرح سے بیڑا غرق کیا ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ اس سوال کی روشنی میں آپ بھی یہاں پر آج کچھ فرمائیں۔ اس معزز ہاؤس اور اس سیکرٹریٹ میں جس طرح سے غلط لوگوں کو بھرتی کیا گیا ہے، جس طرح سے تمام رولز کی دھجیاں بکھیری گئی ہیں آپ بھی اس کے متعلق کچھ فرمائیں اور اپنے اختیارات کو بروئے کار لاتے ہوئے ان چیزوں کو correct کریں۔

دوسری بات یہ ہے کہ میں معزز ممبر سے بالکل متفق ہوں کہ اس بارے میں ایک کمیٹی بنائی جائے۔ اس ہاؤس کی کمیٹی بنائی جائے اور اس میں لغاری صاحب کو بھی ضرور ممبر رکھیں تاکہ یہ دیکھ سکیں کہ یہ سارا کچھ کس طرح سے ہوا ہے؟ وہ کمیٹی اس ہاؤس میں اپنی رپورٹ پیش کرے۔ اگر وہ کمیٹی کہے گی کہ یہ بھرتیاں میرٹ پر ہوئی ہیں تو ٹھیک ہے اور اگر میرٹ پر نہیں ہوئیں تو پھر ان کو میرٹ پر کیا جائے۔

جناب سپیکر: چلیں، میں کمیٹی بنا دوں گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ تو ان کی بات ہے کہ جنھوں نے پانچ سال حکمرانی کی ہے۔ نگران حکومت کے دور میں چھ ہزار آدمی بھرتی کئے گئے ہیں، صرف ان کو الیکشن میں فائدہ پہنچانے کے لئے ایسا کیا گیا ہے۔ تقریباً ہزار کے قریب نو سو something صرف ضلع سیالکوٹ میں لوگ بھرتی کئے گئے ہیں جہاں سے یہ سارے ہی ہار گئے ہیں، کوئی ایک seat بھی نہیں لے سکے تو یہ اس ملک کے ان غریبوں سے بڑی زیادتی ہوئی ہے جو کہ میرٹ پر تھے، جو حق دار تھے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سلسلے میں ایک کمیٹی بننی چاہئے اور اس کا دائرہ کار اس طرح سے رکھیں کہ وہ ان تمام معاملات کا احاطہ کرے اور اس کے بعد وہ اس معزز ہاؤس کو within specific time اپنی رپورٹ پیش کرے۔ ایسی کمیٹی نہ ہو کہ جس کی رپورٹ آتے آتے وقت گزر جائے۔ within specific time وہ رپورٹ ایوان میں پیش کرے۔ میں حکومت کی طرف سے آپ کو،

اس معزز ہاؤس، ممبران اور لغاری صاحب کو یقین دہانی کراتا ہوں کہ آپ کی جو بھی سفارشات ہوں گی ہم اس کے اوپر انشاء اللہ تعالیٰ عمل کریں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: اس حوالے سے میں بھی ایک چھوٹی سی عرض کرنی چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! میرے خیال میں اب ضرورت نہیں ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! کبھی تو موقع دے دیا کریں۔

جناب سپیکر: حسن مرتضیٰ صاحب، رانا ثناء اللہ صاحب اور لغاری صاحب تینوں حضرات مجھے اجلاس کے بعد ملیں گے پھر ہم اس بارے میں کمیٹی تشکیل دیں گے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! کمیٹی کے بارے میں آپ یہاں پر ہی مہربانی فرمادیں۔

جناب سپیکر: نہیں، ہم اجلاس کے بعد اکٹھے بیٹھ کر بنائیں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ جو سوال کا جواب آیا ہے کہ "تمام بھرتی میرٹ پر کی گئی ہے۔" جن لوگوں نے یہ جواب دیا ہے اور رانا ثناء اللہ صاحب کا جو موقف ہے اس میں بڑا فرق ہے ، یہ بالکل الٹ باتیں ہیں۔ اگر جواب غلط دیا گیا ہے تو جن لوگوں نے یہ غلط جواب دیا ہے ان کے ساتھ کیا کیا جائے گا، ان کی کس طرح سے سرزنش کی جائے گی؟

دوسری گزارش یہ ہے کہ ہمارے متعلقہ وزیر صاحب بھی تو آج جواب دینے کے لئے نہیں آئے، کوئی ان کے بارے میں بھی مہربانی کر کے کچھ کریں۔

Isn’t this responsibility of the concerned Minister to come to answer it?

آپ کو اللہ تعالیٰ نے ایک خداداد صلاحیت دی ہے کہ آپ ہر situation کو handle کر لیتے ہیں۔ اس situation کو بھی آپ بڑی خوبصورتی سے handle کر رہے ہیں لیکن یہ ذمہ داری کس کی ہے؟ جناب! ایک سسٹم کو چلانے کے لئے جو آدمی جس چیز کا ذمہ دار ہے وہ اس کو proper طریقے سے لے۔ کیا رانا صاحب کو یہ officially responsibility دی گئی ہے کہ وہ لوکل گورنمنٹ کے معاملات کو دیکھیں گے۔ جس وقت لوکل گورنمنٹ کا منسٹر موجود ہے کئی ایسے محکمے ہیں جن کے وزراء نہیں ہیں ان کے لئے تو ان کو additional charge دے دیا جاتا ہے یا پھر پارلیمانی سیکرٹری جواب دیتے ہیں لیکن پارلیمانی سیکرٹری بھی ابھی تک appoint نہیں ہوئے۔ کیا حکومت

کا سارا کام رانا ثناء اللہ خان نے اکیلے ہی کرنا ہے؟ جناب! ان کے اوپر کتنی ذمہ داری ڈالیں گے۔ اگر گورنر صاحب کے اوپر criticize کرنا ہے تو وہ بھی رانا صاحب کو آگے پیش کر دیا جاتا ہے کہ رانا صاحب گورنر صاحب کے اوپر تنقید کریں جو کہ وفاق کی نشانی ہیں اور اس حکومت کے اندر وفاق کے نمائندے ہیں۔ اس کی criticism بھی رانا صاحب کریں گے۔ لوکل گورنمنٹ کے وزیر اگر نہیں آئے تو ان کا جواب بھی رانا صاحب دیں گے۔ کوئی بھی matter اگر ہو تو trouble shooter صرف ایک رانا ثناء اللہ خان ہیں؟ Is it a one man Government sir? میرا تو سوال یہ ہے کہ یہ one man show نہیں ہونا چاہئے تھا۔ رانا صاحب کے باقی جو دوست ہیں، باقی ان کے جو پارلیمنٹ والے colleague ہیں وہ بھی اس چیز کا جواب دیں اور اس ذمہ داری کو collectively نبھائیں۔

جناب سپیکر: چلیں! آپ کی بات ریکارڈ پر آ گئی ہے۔ میرے خیال میں ٹھیک ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! وہ اس کا جواب تو دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! میں یہ سمجھتا ہوں کہ جس بات کی rules اجازت دیتے ہیں اس کے اوپر criticism جائز نہیں ہے۔ بعض معاملات ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے اوپر specific person کی ضرورت ہوتی ہے۔ اب اسلام آباد میں کوئی ایسا معاملہ تھا جس کی وجہ سے انہیں وہاں پر جانا پڑا۔ باقی لغاری صاحب نے جو یہ کہا ہے کہ جس نے جواب غلط دیا ہے تو ان کے خلاف یہ کیا کارروائی کریں گے؟ میں نے پہلے بھی کمیٹی کے scope کی بات کی ہے۔ آپ لغاری صاحب رپورٹ میں فرمائیں جنہوں نے غلط جواب دیا ہے ان کے خلاف جو کارروائی آپ recommend کریں گے؟ وہ بھی ہم کریں گے اور جنہوں نے یہ غلط کام کروایا ہے خدا کے لئے ان کے متعلق بھی کوئی رپورٹ میں شامل کر لیجئے گا، ان کے خلاف بھی کارروائی کریں گے۔

رانا محمد افضل خان: جناب والا! میں رانا صاحب کی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے عرض کروں گا کہ الیکشن شیڈول 2008 آ جانے کے بعد ان کے predecessor تھے۔۔۔

جناب سپیکر: رانا صاحب نہیں، یہ question hour ہے۔

رانا محمد افضل خان: جناب والا! میں متعلقہ بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: وقفہ سوالات ہے، مہربانی کریں۔

رانا محمد افضل خان: جناب والا! متعلقہ بات کر رہا ہوں اور illegal appointment کی بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: وقت ضائع ہوگا۔ رانا صاحب! آپ میرے لئے نہایت قابل احترام ہیں، تشریف رکھیں۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب والا! میں یہ گزارش کروں گا کہ۔۔

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب والا! میں بھی ایک ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: کس کے بارے میں؟

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب والا! لوکل گورنمنٹ کے حوالے سے ہے۔

جناب سپیکر: کیا سوال ہے؟

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب والا! میرا سوال یہ ہے کہ جس طرح سے حسن مرتضیٰ صاحب نے کہا ہے کہ یونین کونسلوں کے سیکرٹریوں کو جب بھرتی کیا گیا ہے تو میرٹ کی violation کی گئی ہے۔ اس میں انہوں نے T.O.F-T.O.R اور T.M.O بھی لوکل گورنمنٹ میں بھرتی کئے ہیں اور وہ سارے کے سارے گجرات ڈسٹرکٹ کے لوگ بھرتی کئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ اس کے متعلق نیا سوال دے دیں۔ یہ تو کوئی بات نہیں ہے۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب والا! آپ میرا ضمنی سوال تو سن لیں۔

جناب سپیکر: اگر ضمنی سوال ہے تو میں ضرور سنوں گا۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب والا! ضمنی سوال ہی کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب والا! میرا یہ سوال ہے کہ کیا ان بھرتیوں میں میرٹ کو ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے یا صرف گجرات کے لوگوں کو بھرتی کیا گیا ہے؟

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ کا سوال تو نیا ہی بنے گا۔

وزیر قانون پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب والا! میں عرض کروں گا کہ۔۔

جناب سپیکر: آپ تو میرے خیال میں پہلے ہی تیار ہیں مجھے لگتا ہے۔(قہقہے)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب والا! میرے فاضل دوست کو اگر to the point جواب چاہئے وہ تو پھر fresh question کریں، اگر انہوں نے point of order raise کیا ہے تو میں اس کا جواب محکمے سے لے کر دے دیتا ہوں لیکن میرا خیال ہے کہ یہ زیادہ مناسب ہے کہ جو آپ کمیٹی بنانے جا رہے ہیں اس کے scope کو تھوڑا wide کر دیں اور وہ اس معاملے کو دیکھ لے گی۔

جناب سپیکر: درست ہے۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب والا! میں ایک چھوٹی سی گزارش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: یہ وقفہ سوالات ہے۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب والا! میں اپنے علاقے کے متعلق ہی سوال کرنے لگا ہوں۔ ہمارے دو تین محلے اس وقت پانی میں ڈوب رہے ہیں۔ یہاں پر جو سوال کا جواب دیا گیا ہے اس کی شق نمبر تین میں انہوں نے کہا ہے کہ "تعمیر ریلوے کراسنگ و سیوریج محلہ رائے چند چنیوٹ" اس میں انہوں نے لکھا ہے کہ "یہ سکیم مکمل کر دی گئی ہے۔" جواب سراسر غلط ہے اور وہاں پر میں خود گیا ہوں وہ محلہ پورا پانی میں ڈوب رہا ہے۔

جناب سپیکر: جن کا سوال تھا وہ تو سوال چھوڑ گئے ہیں۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب والا! میں نے ان سے مشورہ کیا ہے اور ان کو ساری صورتحال بتائی ہے۔

جناب سپیکر: میں اب اس سے آگے نکل چکا ہوں۔ شکریہ

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب والا! یہ معاملہ صحت کے متعلق ہے اور مفاد عامہ میں ہے اور نہایت ضروری ہے۔ اسی طرح جواب کی شق 7 میں بچھائے جانے والا سیوریج از محلہ نور والا تا ڈسپوزل ورکس ٹبیاں والا چنیوٹ کے متعلق گزارش یہ ہے کہ کل پرسوں تک کی وہاں سے یہ رپورٹ ہے کہ وہ محلہ پانی سے بھرا ہوا ہے اور وہاں پر ہمارا مذبحہ خانہ بھی بنا ہوا ہے۔ اصل صورتحال یہ ہے کہ وہاں disposal بالکل نہیں ہے اور اس کے ارد گرد پانی بھرا ہوتا ہے۔ مذبحہ خانہ کے آس پاس کا علاقہ

جوہڑ بنا ہوا ہے اور لوگ جب ریڑھیوں پر گوشت لے کر جاتے ہیں تو وہ پھسل کر اس گندے پانی میں گرتا ہے اور وہی پیشاب اور گند والا گوشت سارے شہر کو کھلایا جاتا ہے۔اس حصے کو دوبارہ بنایا جائے اور اس کا سختی سے نوٹس لیا جائے اور اس کام کو بھی جلدی مکمل کروایا جائے۔

**جناب سپیکر:** حضرت شاہ صاحب! بات سنیں۔آپ تو اس سوال کو چھوڑ چکے ہیں اور اب ان کو آپ نے یہ سوال دے دیا ہے۔اس میں اب میں کیا کروں بتائیں؟

**سید حسن مرتضیٰ:** جناب سپیکر! میں نے انہیں سوال دیا نہیں، انہوں نے مجھے آ کر بتایا ہے کہ ہمارا یہ مسئلہ تھا تو میں نے کہا کہ اگر وہاں یہ کچھ ہو رہا ہے کہ انسان گندہ گوشت کھا رہے ہیں۔میں نے انہیں کہا ہے کہ آپ بھی سپیکر صاحب سے request کر لیں، میں بھی انہیں کہتا ہوں۔

**جناب سپیکر:** رانا صاحب آپ کیا فرماتے ہیں؟ اصل میں تو ہم آگے چلے گئے تھے۔سوال نمبر 36 کا جو انہوں نے جواب دیا ہے اس کی شق 7 کے متعلق بات کر رہے ہیں۔جس پر 24 لاکھ 32 ہزار روپے خرچ ہوئے ہیں اور کام مکمل ہے۔

**الحاج محمد الیاس چنیوٹی:** جناب والا! میں یہ عرض کرتا ہوں کہ وہاں پر اب بھی گندہ پانی بھرا ہوا ہے۔

**جناب سپیکر:** آپ کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے اس کی غلط رپورٹ دی ہے۔

**الحاج محمد الیاس چنیوٹی:** جناب والا! یہ بالکل غلط رپورٹ ہے۔وہاں پر پائپ بچھائے ہی نہیں گئے اور ہر وقت پانی کھڑا رہتا ہے، لوگوں کے مکانات اس گندے پانی کی وجہ سے منہدم ہو رہے ہیں۔

**وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):** جناب سپیکر! چنیوٹ اب ضلع بننے بھی جا رہا ہے اور بڑا پرانا قدیمی اور تاریخی شہر ہے۔اگر تو بات ایسے ہی ہے، جواب میں کہا گیا ہے کہ محلہ نور والا تا ڈسپوزل ورکس ٹبیاں والا چنیوٹ۔یہ 24 لاکھ اور 32 ہزار روپے کا منصوبہ تھا۔24 لاکھ 28 ہزار روپے میں مکمل ہوا ہے۔اگر یہ فرما رہے ہیں کہ یہ منصوبہ مکمل ہی نہیں ہوا، بنا ہی نہیں ہے اور وہاں پر کام ہوا ہی نہیں ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بڑی serious بات ہے۔اس بات کو آپ اس حد تک pending فرما لیں۔میں محکمے سے جواب لے کر کل ہی بتا دیتا ہوں، اگر غلط information ہوئی تو پھر اس information دینے والوں کے خلاف بھی کارروائی ہو گی اور اس معاملے کو اور کام کو محکمہ فوری طور پر take up بھی کرے گا۔

**جناب سپیکر:** جی، کل تک آپ کو اس کا جواب مل جائے گا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! میں یہ گزارش کروں گا کہ پہلے بھی یہ ہوتا رہا ہے کہ سوالوں کے جواب غلط آتے رہے ہیں۔ آج بھی دو سوالات تو ایسے ہیں کہ جن کے جوابات غلط آ گئے ہیں جو کہ ہمارے treasury benches کے بھائیوں نے خود اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ یہ جواب غلط ہے۔ جب جواب غلط آتے ہیں تو ہم سارے جو اس House میں بیٹھے ہوئے ہیں ہم سب کے ساتھ یہ مذاق ہے اور ہمیں بے وقوف بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر: جو جواب غلط دے گا اس کو پھر اس کا خمیازہ بھی بھگتنا پڑے گا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: زندہ باد۔ مجھے بھی آپ سے یہی جواب چاہئے تھا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! یہ میرا سوال تھا۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! سوالات کا جواب جو غلط آیا ہے، یہ وہی مشرف باقیات ہے جنہوں نے یہ سارے غلط کام کئے تھے۔ اب وہی اس کے غلط جواب دے کر اس ایوان کا وقار مجروح کر رہے ہیں اور غلط information دے رہے ہیں۔ وزیر موصوف بھی کہہ رہے ہیں کہ ان کو بلا لیتے ہیں اور ان کے خلاف ضرور کارروائی ہو گی۔ جن لوگوں نے یہ کروایا ہے ان لوگوں کے خلاف بھی اور جنہوں نے یہ کیا ہے ان کے خلاف بھی کارروائی ہو گی۔ میری وزیر صاحب سے یہ بھی گزارش ہے کہ ہماری جو ساری سکیمیں ہیں ان کا کل ریکارڈ بھی لے آئیں اور۔۔۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! دیکھیں، پہلے آپ اس سوال کو چھوڑ گئے ہیں۔ اس کا آپ نے کہا کہ مجھے جواب مل گیا ہے اور مجھے پتا تھا کہ اس میں اکثر جواب غلط ہیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب والا! میں یہ گزارش کروں گا کہ۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کا سوال ہے؟

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب والا! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ حسن مرتضیٰ صاحب نے ابھی کہا ہے کہ یہ جو غلط جواب دیئے جا رہے ہیں یہ مشرف باقیات ہیں جو یہ سب کچھ کر رہے ہیں۔ میرے خیال میں یہ زیادتی ہے کہ رانا صاحب کو یا جواب دینے والوں کو مشرف باقیات کہنا۔ غالباً وہ اس وجہ سے کہہ رہے ہیں کہ انہوں نے مشرف کی پالیسیوں کا تسلسل رکھا ہوا ہے

اور اگر انہوں نے ان کی پالیسیوں کا تسلسل رکھا ہوا ہے تو وہ پالیسیاں اچھی ہونے کی وجہ سے اس کا تسلسل رکھا ہوا ہے۔

حاجی ذوالفقار علی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، حاجی صاحب! پوائنٹ آف آرڈر۔

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! آپ کی نظر کرم ہوئی، آپ کی بڑی شفقت ہے۔ ہتھ ریڑھی، بیل گاڑی اور گدھا گاڑی پر پرچی سسٹم تھا۔ وہ پہلے ختم ہو گئی تھی لیکن اب دوبارہ وہ شروع ہو گیا ہے۔ ابھی مجھے فون آیا ہے، ان لوگوں نے ہڑتال کی ہوئی ہے، وہ بڑا تنگ کر رہے ہیں، kindly اگر یہ ختم ہے تو ہمارے منسٹر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں ان سے پوچھ لیں کہ اس پر implement ہوا یا نہیں ہوا؟

جناب سپیکر: چلیں، وہ آپ کی بات نوٹ ہو گئی ہے۔

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! یہ ابھی بتا دیں گے ناں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں نے اس بات کو manage کر لیا ہے۔ سیکرٹری لوکل گورنمنٹ اس وقت آفیسر گیلری میں موجود ہیں۔ حسن مرتضیٰ اور چنیوٹی صاحب یہاں سے جب فارغ ہوں تو ان کے ساتھ بیٹھ کر ان سکیموں کے حوالے سے اپنی reservations انہیں نوٹ کروا دیں تو اس کے مطابق انہیں آج یا صبح جواب مل جائے گا۔

جناب سپیکر: سیکرٹری لوکل گورنمنٹ آپ کو نظر آ رہے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں جب on the floor of the House ایک بات کر رہا ہوں تو آپ کو میرے اوپر یقین کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر: مجھے نہیں پتا، ان کی جگہ یہ تشریف لائے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ مجھ سے پوچھ لیتے، میں آپ کو بتا دیتا۔

جناب سپیکر: جی جی، راناصاحب! بتائیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں نے یہ arrange کر دیا ہے تو آپ کی وساطت سے میری ان دونوں معزز ممبران سے گزارش ہے کہ یہ آج ہی بیٹھ کر ان سکیموں کو pin point کر دیں جو ہوئی نہیں ہیں یا کوئی ناقص کام ہوا ہے۔

دوسرے میرے بھائی نے جو بیل گاڑیوں والی بات کی ہے ان سے بھی میری گزارش ہے کہ یہ ہاؤس سے فارغ ہونے کے بعد سیکرٹری لوکل گورنمنٹ کو ملیں، وہ انہیں اس وقت کی exact position بھی لے کر دیں گے اور اس معاملے میں جو problem ہے اس کو resolve بھی کروائیں گے۔

جناب سپیکر: حسن مرتضیٰ صاحب! آپ کچھ فرما رہے تھے کہ کسی بات کا جواب دینا چاہتے تھے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! چودھری ظہیر صاحب میرے بڑے بھائی ہیں میں انہیں تو نہیں جواب دے سکتا اور نہ ہی میں نے انہیں مشرف باقیات کہا ہے کیونکہ اب تو وہ ہماری طرف آرہے ہیں، اب وہ باقیات میں سے نکل رہے ہیں۔ (قہقہے)

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! منسٹر صاحب بتا دیں کہ وہاں کیا پوزیشن ہے کیونکہ وہاں ہڑتال ہے تاکہ میں انہیں کچھ بتا سکوں۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثنا اللہ خان): جناب سپیکر! میں نے سیکرٹری لوکل گورنمنٹ سے کہہ دیا ہے، وہ اجلاس کے بعد میرے بھائی کا یہاں انتظار کریں گے، اس وقت کی جو پوزیشن ہے وہ اسی وقت آپ کو پتا کروا کر بتا دیں گے۔

جناب سپیکر: Next question وسیم قادر صاحب کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ چلیں، آگے چلیں۔ آمنہ الفت صاحبہ کا سوال ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ، جناب سپیکر۔ سوال نمبر 121۔

## لاہور شہر میں غیر قانونی پلازوں کے خلاف کارروائی کا مسئلہ

*121: محترمہ آمنہ الفت: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور شہر میں غیر قانونی پلازے موجود ہیں،ان کی تفصیل بتائی جائے ؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ لاہور شہر میں غیر قانونی پلازے زیر تعمیر ہیں،ان کی تفصیل بتائی جائے ؟

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو ان غیر قانونی پلازوں کے خلاف حکومت کیا کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے،اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟۔۔۔

جناب سپیکر: یہ آپ نہ پڑھیں۔آپ کے سوال کا جواب آگیا ہے،اگر آپ اس پر ضمنی سوال کرنا چاہیں تو وہ کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں اس سوال اور اس کے جواب کو پڑھا ہوا تصور نہیں کرنا چاہتی۔میں چاہتی ہوں کہ اس کا جواب بھی وزیر موصوف پڑھ دیں۔

جناب سپیکر: محترمہ!اس سوال کا جواب لمبا ہے ٹائم لگے گا،ٹائم کا خیال کیجیئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ نے جو بات کی ہے اگر وہ فرمائیں تو میں اس کا brief عرض کر دیتا ہوں کہ اس میں انہوں نے غیر قانونی پلازوں کے متعلق بات پوچھی ہے تو اس میں راوی ٹاؤن میں کوئی غیر قانونی پلازہ نہ ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں نے درخواست کی ہے کہ میں اسے پڑھا ہوا تصور نہیں کروں گی۔وزیر موصوف اس کو پڑھ دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): شکریہ محترمہ!میں پڑھ دیتا ہوں۔اس کا جواب ہے:

(الف) درست ہے کہ لاہور شہر میں غیر قانونی پلازے موجود ہیں۔

جناب سپیکر: آمنہ الفت صاحبہ! میرے خیال میں ٹائم بڑا short ہے اس کو پڑھا ہوا تصور کر کے آپ یہ مہربانی کریں کہ اس پر ضمنی سوال کر لیں۔

محترمہ آمنہ الفت: چلیں،ابھی وزیر موصوف جب اس کا جواب پڑھیں گے تو آپ کو خود اس کی سنجیدگی کا احساس ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: پڑھ دیں جی۔اس بات پر ان کی تسلی نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) درست ہے۔ لاہور شہر میں غیر قانونی پلازے موجود ہیں جن کی ٹاؤن وار تفصیل حسب ذیل ہے:-

| | |
|---|---|
| راوی ٹاؤن: | راوی ٹاؤن کی حدود میں کوئی غیر قانونی پلازہ نہ ہے۔ |
| شالامار ٹاؤن: | ٹی ایم اے شالامار ٹاؤن میں 24 غیر قانونی پلازہ نما عمارات موجود ہیں، جن کی تفصیل تتمہ "الف" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ |
| واہگہ ٹاؤن: | واہگہ ٹاؤن کی حدود میں کوئی غیر قانونی پلازہ نہ ہے۔ |
| عزیز بھٹی ٹاؤن: | عزیز بھٹی ٹاؤن کی حدود میں کوئی غیر قانونی پلازہ نہ ہے۔ |
| داتا گنج بخش ٹاؤن: | ایسی زیادہ تر عمارات ٹی ایم اے داتا گنج بخش ٹاؤن کے معرض وجود میں آنے سے پہلے کی تعمیر شدہ ہیں۔ |

سینئر وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر

جناب سپیکر: جی، سینئر منسٹر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

سینئر وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میری عرض یہ ہے کہ محترمہ ماشاء اللہ پڑھی لکھی ہیں، سارا ہاؤس بی اے پاس لوگوں کا ہے۔ اس پر کم از کم 15 منٹ لگنے ہیں۔

جناب سپیکر: میں ان سے request کر چکا ہوں۔

سینئر وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب والا! میں ان سے request کر لیتا ہوں کہ سارا ہاؤس پڑھے لکھے لوگوں کا ہے، ہاؤس کا ٹائم نہ ضائع کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میرا یہ right ہے اور آپ اجازت دے چکے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ کا right تو ہم تسلیم کرتے ہیں لیکن آپ کو بھی دوسروں کا احساس کرنا چاہئے۔ دیکھیں آپ، 11:10 پر question hour ختم ہو جائے گا۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! اب آپ کی مرضی ہے یہ بہت important matter ہے۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! میں عرض کرنا چاہوں گا کہ ایوان کو یہ clear کر دیا جائے کہ اگر ممبران کے کوئی حقوق ہیں اور وہ یہاں پر حقوق مانگتے ہیں تو ان کے آگے resistance نہیں کھڑا

کرنا چاہئے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر اس ایوان کی کارروائی اور اس کا وقت اتنا ہی قیمتی ہے تو یہ وزیر صاحب جنہوں نے یہ point out کیا ہے، کیا یہ کارروائی میں ہر وقت موجود ہوتے ہیں؟ اگر انہیں ایوان میں داخل ہونے کے 5 منٹ کے اندر اندر اس ہاؤس کے ٹائم کی اہمیت کا احساس ہوا ہے تو مجھے یہ بتائیے کہ وزیر لوکل گورنمنٹ اپنے questions کے دن حاضر نہیں ہیں، انہیں اس ایوان کے question hour کی اہمیت کا احساس نہیں ہے اور اپوزیشن کے ایک ممبر نے کہا ہے کہ اس سوال کا جواب پڑھ دیا جائے تاکہ سارا کچھ ریکارڈ میں بھی آئے اور میڈیا بھی سنے اور آپ کہتے ہیں، نہ پڑھیں۔ ہم لوگ ممبرز ہیں، ہمارے بھی حقوق ہیں اور ہم بھی اس ایوان میں کارروائی چلانے کا حق رکھتے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ بولتے جائیں، بولتے جائیں۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! میں ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ ٹائم ختم ہونے والا ہے۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! آپ ایک ہی question پر کیوں اتنا ٹائم ضائع کر رہے ہیں؟ اس دوران باقی لوگوں کے questions بھی آ جائیں گے اور ان کے مسئلے حل ہو جائیں۔

جناب سپیکر: احساس ہونا چاہئے کہ دوسرے ممبر صاحبان کے بھی سوالات ہیں۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): تاہم جو تعمیرات ٹی ایم اے کے معرض وجود میں آنے کے بعد ہوئی ہیں وہ بعد ازاں منظوری نقشہ کی گئی ہیں۔

گلبرگ ٹاؤن: گلبرگ ٹاؤن کی حدود میں 36 عدد غیر قانونی پلازہ نما بلڈنگز موجود ہیں جن کی تفصیل تتمہ "ب" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

سمن آباد ٹاؤن: سمن آباد ٹاؤن کی حدود میں کوئی غیر قانونی پلازہ نہ ہے۔

اقبال ٹاؤن:۔ ٹی ایم اے اقبال ٹاؤن کی حدود میں واقع تمام پلازہ جات لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے زیر انتظام ہیں۔ ایل ڈی اے سے موصولہ رپورٹ کے مطابق ایل ڈی اے اپنے زیر کنٹرول سکیموں میں تمام زیر تعمیر اور تعمیر شدہ پلازوں کا قانونی اور ٹیکنیکل لحاظ سے معائنہ کر

رہاہے-لاہور شہر میں ایل ڈی اے کے زیرانتظام 954 کثیر المنزلہ عمارات کی فہرست سپریم کورٹ میں جمع کروادی گئی تھی-ان میں سے سپریم کورٹ کے کمیشن نے 45 عمارات کو انسپکشن کے بعد غیر قانونی قرار دے کر اپنی رپورٹ سپریم کورٹ میں جمع کروادی ہے۔ فہرست تتمہ (ج)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ان عمارات پر مزید کارروائی سپریم کورٹ کے احکامات کی روشنی میں کی جائے گی۔ سپریم کورٹ کا کمیشن ابھی مزید عمارات کا بھی معائنہ کر رہاہے-

ایل ڈی اے کی حدود میں اس وقت کوئی غیر قانونی پلازہ زیر تعمیر نہ ہے جبکہ آئندہ بھی اگر کوئی ایسی تعمیر ہوئی تو اس کے خلاف فوراً ایکشن لیا جائے گا-

نشتر ٹاؤن: نشتر ٹاؤن کی حدود میں کوئی غیر قانونی پلازہ نہ ہے-

(ب) یہ بھی درست ہے کہ لاہور شہر میں غیر قانونی پلازے زیر تعمیر ہیں-رپورٹ کے مطابق راوی ٹاؤن، عزیز بھٹی ٹاؤن، سمن آباد ٹاؤن، اقبال ٹاؤن اور نشتر ٹاؤن میں کوئی غیر قانونی پلازہ زیر تعمیر نہ ہے البتہ شالامار ٹاؤن میں دو عدد غیر قانونی پلازہ جات زیر تعمیر ہیں، تفصیل تتمہ (الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے-گلبرگ ٹاؤن کی حدود میں بھی غیر قانونی پلازہ جات کی تفصیل تتمہ (ب)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے-

داتا گنج بخش ٹاؤن کی حدود میں تعمیرات پلازہ جاری تھیں تاہم یہ تعمیرات بعد از منظوری نقشہ شروع کی گئیں تاہم جہاں کہیں بھی تعمیر کنندگان منظور شدہ نقشہ کی خلاف ورزی کے مرتکب ہوئے ہیں ان کے خلاف سخت ضابطہ کی کارروائی عمل میں لائی گئی، لیکن ان تعمیرات کی بابت سپریم کورٹ آف پاکستان کی طرف سے جاری کردہ آرڈر کی وجہ سے مزید تعمیرات کا کام ہو رہاہے-

(ج) جیسا کہ جز(ب)میں واضح کیا جا چکا ہے کہ راوی ٹاؤن، عزیز بھٹی ٹاؤن، سمن آباد ٹاؤن، اقبال ٹاؤن اور نشتر ٹاؤن میں کوئی غیر قانونی پلازہ زیر تعمیر نہ ہے-البتہ شالامار ٹاؤن میں ناجائز پلازوں کے خلاف مؤثر کارروائی کا عمل جاری ہے-جس میں پنجاب لوکل گورنمنٹ

آرڈیننس 2001 دفعہ 141 کے تحت پولیس اسٹیشنوں میں پرچہ جات درج کروانے کے علاوہ مسماری کی کارروائی کا عمل بھی جاری ہے۔چند عمارات کا عدالت عظمیٰ کی طرف سے قائم کردہ کمیشن برائے ہائی رائز بلڈنگز نے وزٹ بھی کر لیا ہے۔ کمیشن کے فیصلہ کے بعد کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

داتا گنج بخش ٹاؤن نے غیر قانونی تعمیرات کے خلاف ضابطہ کی کارروائی کرتے ہوئے ایف آئی آر کٹوائی ہیں اور عمارات کو سیل کروا دیا ہے اور مسماری کی کارروائی عمل میں لائی گئی تاہم 11-5-2007 کو سپریم کورٹ آف پاکستان نے تین منزلہ سے زائد عمارات کی تعمیر کی اجازت دی اور ریٹائرڈ جسٹس ریاض کیانی کی سربراہی میں کمیشن مقرر کر دیا گیا جو ایسی تمام عمارات کا معائنہ کر کے اپنی رپورٹ عدالت عظمیٰ کو ارسال کرتے ہیں۔مزید کارروائی عدالت عظمیٰ کے حکم پر عمل میں لائی جائے گی۔

ٹی ایم اے گلبرگ ٹاؤن کا ناجائز تعمیرات کے خلاف ایکشن جاری ہے اور سپریم کورٹ کا کمیشن غیر قانونی تعمیر شدہ اور زیر تعمیر پلازوں کے خلاف کارروائی کے لئے سپریم کورٹ کو بھیج رہا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! وزیر قانون صاحب نے میرے سوال کا جواب پڑھا ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ صرف اس سوال کا جواب پڑھنے سے ہی میڈیا اور ایوان میں بیٹھے ہوئے لوگوں کو ایک بہت اہم آگاہی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: اگر آپ ضمنی سوال کرنا چاہتی ہیں تو وہ کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! غیر قانونی پلازے اور عمارات جن کا ابھی جواب میں ذکر آیا ہے مجھے وزیر قانون صاحب اصطلاح کے حوالے سے وضاحت فرما دیں کہ غیر قانونی پلازہ نما عمارات سے کیا مراد ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! پلازہ سے مراد پلازہ ہی ہوتا ہے۔ میں اس کی اور کیا تفصیل بیان کر سکتا ہوں؟ پلازہ، پلازہ ہوتا ہے اور غیر قانونی کام وہی ہوتا ہے جو غیر قانونی ہوتا ہے۔ جس کی قانون کے مطابق منظوری حاصل نہ کی گئی ہو یعنی نقشہ منظور کروائے بغیر اور by

laws کی violation کر کے عمارت تعمیر کی جائے تو اس کو غیر قانونی تعمیر کہا جاتا ہے اور جس عمارت میں ایک floor کے اوپر دوسرا floor ہو اور پھر دوسرے کے بعد تیسرا floor ہو تو ہم اس عمارت کو اپنی زبان میں پلازہ کہتے ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میرا اس پر ایک اور ضمنی سوال ہے کہ ایل ڈی اے کی حدود سے کیا مراد لی جا رہی ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ایل ڈی اے کی حدود سے مراد ایل ڈی اے کی حدود ہی ہیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ کتاب میں definition موجود ہے، اسے پڑھ لیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! جز (الف) کے جواب میں کہا گیا ہے کہ ایل ڈی اے کی حدود میں اس وقت کوئی غیر قانونی پلازہ تعمیر نہ ہے۔ اس سے آگے جز (ب) کے جواب میں لکھا ہے کہ یہ درست ہے کہ لاہور شہر میں غیر قانونی پلازے زیر تعمیر ہیں۔ کیا ایل ڈی اے ٹاؤنز سے باہر ہے یا کوئی ٹاؤن ایل ڈی اے کی حدود کے اندر ہے یا نہیں؟ یہاں پھر غلط جواب دیئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! یہ ٹھیک ہے کہ وقفہ سوالات ختم ہو گیا ہے لیکن روایت یہ رہی ہے کہ جو سوال جاری ہو اس کے ختم ہونے کے بعد وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: انھوں نے مکمل کر لیا ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! جواب نہیں دیا گیا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم لغاری صاحب نے جو فرمایا ہے کہ ایک طرف کہا گیا ہے کہ ایل ڈی اے کی حدود میں کوئی غیر قانونی پلازہ نہیں ہے اور دوسری طرف کہا گیا ہے کہ شہر میں غیر قانونی پلازے ہیں۔ اس میں گزارش یہ ہے کہ بلدیاتی ایکٹ کے مطابق ٹاؤن autonomous ہیں۔ وہ حدود ان ٹاؤنز کی حدود تصور ہوتی ہیں اور اس کے علاوہ کچھ علاقے ایسے ہیں جو ایل ڈی اے کی حدود میں آتے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہمارے علم کے لئے وزیر قانون یہ بتادیں کہ کون کون سے علاقے ایل ڈی اے کے اندر ہیں اور کون کون سے ٹاؤن کے اندر ہیں۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! آپ سمجھدار آدمی ہیں۔اس کے لئے نیا سوال دیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں حدود کا پوچھ رہا ہوں کہ کون سے علاقے ٹاؤن کے اندر ہیں اور کون سے ایل ڈی اے کے اندر ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں محترم لغاری صاحب کی خدمت میں یہ عرض کر دیتا ہوں کہ جو علاقے ٹاؤن کے اندر ہیں وہ ٹاؤن کے اندر ہیں اور جو ٹاؤن میں نہیں ہیں وہ ایل ڈی اے کے اندر ہیں۔

جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

## نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

## گھوڑے شاہ روڈ لاہور کی تعمیر نو کا مسئلہ

*89: جناب وسیم قادر: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) گھوڑے شاہ روڈ جو حلقہ پی پی 144 کی مین روڈ ہے آخری دفعہ کب تعمیر کی گئی؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ گھوڑے شاہ روڈ کاغذی طور پر کئی بار تعمیر کی گئی ہے، لیکن اس کے باوجود یہ روڈ جگہ جگہ سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے؟

(ج) اس روڈ کی تعمیر کے احکامات کب جاری فرمائے جائیں گے؟

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور سے موصولہ رپورٹ کے مطابق:-

(الف) گھوڑے شاہ روڈ کی تعمیر کا کام دو گروپوں میں ہے ایک گروپ کی تعمیر فروری 2007 سے جاری ہے۔کارپٹ کے علاوہ باقی مکمل ہے اور دوسرے گروپ پر عنقریب کام

جون 2008 سے شروع کیا جا رہا ہے۔ 2001 سے پہلے میونسپل کارپوریشن لاہور نے اس کی تعمیر و مرمت کا کام کیا تھا۔ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے ریکارڈ پر اس کی تعمیر کا کوئی اندراج نہ ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ مذکورہ سڑک کاغذی طور پر کئی بار تعمیر کی گئی ہے۔ لیکن یہ درست ہے کہ مذکورہ سڑک جگہ جگہ سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے اور سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور نے اس کی تعمیر شروع کر دی ہے۔

(ج) اس روڈ کی تعمیر کے پہلے احکامات فروری 2007 میں جاری ہوئے تھے انشاللہ تعمیر کا کام اگلے مالی سال میں مکمل کر لیا جائے گا۔

## لاہور شہر میں بوسیدہ عمارات کی تعداد
## اور ان کے خلاف کارروائی کا مسئلہ

*122: **محترمہ آمنہ الفت:** کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) لاہور شہر میں حکومت کی طرف سے خطرناک قرار دی گئی بوسیدہ عمارات کی تعداد کیا ہے نیز یہ کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) کیا ان بوسیدہ عمارات کے مالکان کو کوئی نوٹس جاری کئے گئے ہیں؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو ان نوٹسز کی روشنی میں محکمہ نے کیا کارروائی کی ہے، ایوان کو تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

**وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (سردار دوست محمد خان کھوسہ):**

سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور سے موصولہ رپورٹ کے مطابق:-

(الف) لاہور شہر میں حکومت کی طرف سے خطرناک قرار دی گئی بوسیدہ عمارات کی کل تعداد 887 ہے۔ جن کی تفصیل یہ ہے کہ راوی ٹاؤن میں 271، شالامار ٹاؤن میں 115، عزیز بھٹی ٹاؤن میں 85، واہگہ ٹاؤن میں 24، داتا گنج بخش ٹاؤن میں 240، گلبرگ ٹاؤن میں 22، سمن آباد میں 186، اقبال ٹاؤن میں 17 اور نشتر ٹاؤن میں 11 عدد ہیں۔ تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) بوسیدہ عمارات کے مالکان کو ٹاؤنز کی جانب سے نوٹسز جاری کئے گئے ہیں اور نوٹسوں میں ہدایت کی گئی ہے کہ وہ خطرناک عمارات کو فی الفور خالی کروائیں یا خود انہیں گرادیں۔ عملدرآمد نہ کرنے کی صورت میں ٹی ایم ایز انہیں خود مسمار کردے گی، مسماری کے علاوہ مقامی پولیس سٹیشنوں میں پرچہ جات کا اندراج بھی کروایا جائے گا۔ کسی حادثہ کی صورت میں ٹی ایم ایز جانی ومالی نقصان کی ذمہ دار نہ ہوگی۔

(ج) جیسا کہ جز(ب) میں وضاحت کی گئی ہے۔ جملہ ٹاؤن انتظامیہ نے نوٹسز جاری کرتے وقت مالکان / قابضان کو ہدایات جاری کردی ہیں کہ وہ اپنے زیر استعمال بوسیدہ عمارات کو فوری طور پر مرمت کروالیں یا خود مسمار کردیں ورنہ مقامی پولیس سٹیشنوں میں پرچہ جات درج کرائے جائیں گے۔ چونکہ (وال سٹی) اندرون شہر کا زیادہ تر علاقہ راوی ٹاؤن میں آتا ہے۔ اس سلسلہ میں راوی ٹاؤن انتظامیہ نے 271 خطرناک / بوسیدہ عمارات کے مالکان / قابضان کو نوٹسز جاری کئے ہیں۔ 48 عدد مراسلہ جات برائے اندراج مقدمہ ارسال کئے ہیں۔ 35 عدد مکانات کو جزوی / مکمل طور پر مسمار کردیا ہے۔ ٹاؤن انتظامیہ ہر سال اپنے دفتر اور پانی والا تالاب میں خطرناک / بوسیدہ عمارات کے سلسلہ میں ایمرجنسی سنٹر قائم کرتی ہے جہاں عملہ 24 گھنٹے موجود رہتا ہے۔ دوران ایمرجنسی شکایات کو بخوبی دور کرتی ہے۔ اس کے علاوہ راوی ٹاؤن انتظامیہ اخبارات کے ذریعے بھی عوام الناس کو اپنی اپنی عمارات کو مرمت کرنے کی ہدایات جاری کرتی ہے۔

لاہور شہر میں حکومت کی طرف سے خطرناک قرار دی گئی بوسیدہ عمارات کی کل تعداد 887 ہے۔ ٹاؤن وار تفصیل حسب ذیل ہے۔

1- راوی ٹاؤن (47 خطرناک + 224 مرمت طلب) = 271 اندرون شہر۔

2- شالامار ٹاؤن: 115، وسن پورہ، باغبانپورہ، چاہ میراں، ساہواڑی، فیض باغ اور مصری شاہ۔

3- عزیز بھٹی ٹاؤن: 85، ہربنس پورہ، ہربنس پورہ پنڈ، فتح گڑھ، داروغہ والا، جہانگیر روڈ، دربار غازی پیر، گنج بازار مغل پورہ، کوٹلی پیر عبدالرحمان، ساہوواڑی، الفیصل ٹاؤن، غازی آباد، ڈرائی پورٹ اور علامہ اقبال روڈ دھرم پورہ۔

4- واہگہ ٹاؤن:24، شادی پورہ پنڈ، محمود بوٹی، سلامت پورہ اور منہالہ خورد۔

5- داتا گنج بخش ٹاؤن:240، بلال گنج، مین بازار داتا دربار، موہنی روڈ، شاہ جہاں روڈ، نیو انار کلی، پرانی انار کلی، ایڈورڈ روڈ، اردو بازار، موچی گیٹ، گوالمنڈی ریلوے روڈ، میوہ منڈی، فلیمنگ روڈ، سر کلر روڈ، چوک دال گراں، برانڈرتھ روڈ، لہذا بازار، بیڈن روڈ، لکشمی چوک، قلعہ گجر سنگھ۔ عبدالکریم روڈ، منٹگمری روڈ، مزنگ، سنت نگر، دیو سماج روڈ، راج گڑھ۔ سلام پورہ، سانده، سادات پارک وغیرہ۔

6- گلبرگ ٹاؤن: 22، گڑھی شاہو، بی بی پاک دامن، میکلوڈ روڈ، نکلسن روڈ، محمد نگر، شالیمار لنک روڈ، پیکو روڈ، ٹاور سٹریٹ کوٹ لکھپت، بہار کالونی، لیاقت آباد۔

7- سمن آباد ٹاؤن، 186، شام نگر، چوبرجی، گلشن راوی، بند روڈ، نوناریاں، شیرا کوٹ، بابو صابو، جعفریہ کالونی، سوڈی وال، یتیم خانہ بند روڈ، نیو اسلامیہ پارک، پیر غازی روڈ اچھرہ، پکی ٹھٹھی، سمن آباد، نواں کوٹ، مزنگ، رحمان پورہ، اولڈ مسلم ٹاؤن۔

8- اقبال ٹاؤن:17، چوک یتیم خانہ، بند روڈ، ملتان روڈ، کوٹ محمدی، ڈھولنوال، پنڈ نیاز بیگ، رائے ونڈ۔

9- نشتر ٹاؤن:11، چونگی امر سدھو، گرین بلڈنگ، فیروز پور روڈ، قینچی امر سدھو، شیروانی کالونی

## ٹی ایم اے ہارون آباد 06-2005، 07-2006 کا بجٹ و استعمال

*253: چودھری شوکت محمود بسرا (ایڈووکیٹ): کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن ہارون آباد کا سال 06-2005، 07-2006 میں سالانہ ترقیاتی فنڈز کتنا تھا؟

(ب) کیا یہ مختص فنڈ سارے کا سارا خرچ ہو گیا تھا اگر کچھ حصہ Lapse ہو گیا تھا تو کتنا؟

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو سالانہ ترقیاتی فنڈز لیپس(Lapse) ہونے کا ذمہ دار کون ہے، کیا حکومت ذمہ داران کے خلاف قانونی کارروائی عمل میں لانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

**وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ** (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن ہارون آباد سے موصولہ رپورٹ کے مطابق:۔

(الف) تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن ہارون آباد کا سال 06-2005 بجٹ میں مبلغ 29.893 ملین روپے اور 07-2006 بجٹ میں مبلغ 53.594 روپے فنڈ تھا۔

(ب) 83.487 ملین روپے میں سے 72.029 ملین روپے خرچ ہوئے ہیں اور 11.458 ملین روپے 08-2007 سال میں Liability میں رکھے گئے ہیں کچھ سکیمیں ابھی شروع نہ ہوئی ہیں حکومت کی طرف سے ابھی نئے کام شروع کرنے پر پابندی ہے پابندی ختم ہونے پر یہ سکیمیں مکمل کروائی جائیں گی۔

(ج) ٹی ایم اے گرانٹ Lapse نہ ہوئی ہے نئی سکیموں پر پابندی ختم ہونے پر یہ رقم بھی خرچ کر دی جائے گی۔

## لاہور۔یوسی۔37 مین بازار کی سڑک کی تعمیر نو کا مسئلہ

*261: **جناب وسیم قادر**: کیا وزیر مقامی حکومت و کمیونٹی ڈویلپمنٹ زراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) مسلم آباد یوسی۔37 کا مین بازار نیو کرول بازار عرصہ دراز سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے اور بارشوں میں پانی دوکانوں کے اندر چلا جاتا ہے؟

(ب) کیا حکومت مسلم آباد بازار کی سڑک بنانے کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجہ بیان فرمائی جائے؟

**وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ** (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور سے موصولہ رپورٹ کے مطابق:۔

(الف) مسلم آبادیو سی۔37 کا مین بازار نیو کرول بازار واقعی عرصہ دراز سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے۔بارش کے دنوں میں دکانداروں اور گزرنے والوں کو تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

(ب) مین بازار کرول کی تعمیر کا منصوبہ ٹاؤن میونسپل ایڈمنسٹریشن واہگہ ٹاؤن کے حالیہ سالانہ ترقیاتی پروگرام برائے مالی سال08-2007 میں شامل نہ ہے۔مذکورہ بازار کی تعمیر نو پر تقریباً ایک کروڑ پانچ لاکھ روپے خرچ آئیں گے۔جس کا ٹاؤن ہذا متحمل نہ ہے۔اگر مناسب فرمائیں تو مذکورہ منصوبہ کی تعمیر کی ذمہ داری محکمہ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کو سونپ دی جائے یا واہگہ ٹاؤن کو گورنمنٹ کی جانب سے سپیشل گرانٹ کے اجرا سے تعمیر کی جا سکتی ہے۔

## ضلع جھنگ، سیکرٹری یونین کونسلز کی بھرتی سے متعلقہ تفصیلات

*334: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع جھنگ میں کتنی یونین کونسلز ہیں ان یونین کونسلز کے سیکرٹریز کی پوسٹ کس گریڈ کی ہے؟

(ب) یکم جنوری2004 سے آج تک ضلع جھنگ میں کتنے سیکرٹریز یو سی کس کس گریڈ میں بھرتی ہوئے،ان کے نام،ولدیت، تعلیمی قابلیت اور پتاجات بتائیں؟

(ج) ان میں سے کتنے میرٹ پر اور کتنے بغیر میرٹ بھرتی ہوئے؟

(د) اگر یہ تمام بھرتی بغیر میرٹ ہوئی ہے تو کیا حکومت یہ تمام تقرریاں منسوخ کر کے از سر نو میرٹ پر بھرتی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے،اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) ضلع جھنگ میں128 یونین کونسلز ہیں ہر یونین کونسل میں بی ایس 11 کی دو اور بی ایس 7 کی ایک پوسٹ منظور شدہ ہے۔

(ب) حکومت کی پالیسی2004 کے مطابق70 سیکرٹری (سی ڈی) بی اے سیکنڈ ڈویژن، 20 سیکرٹری (ٹیکنیکل) میٹرک سیکنڈ ڈویژن سول ڈپلومہ ہولڈر بتاریخ07-11-16 کو سکیل نمبر11 میں تعینات کئے گئے، تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) تمام بھرتی میرٹ پر کی گئی ہے۔

(د) تمام بھرتی میرٹ پر ہوئی ہے۔

## لاہور، ناظم شالیمار ٹاؤن وراوی ٹاؤن کے زیر استعمال گاڑیاں ودیگر تفصیلات

*405: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر مقامی حکومت وکمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ناظم، راوی ٹاؤن اور شالیمار ٹاؤن کے ماتحت کتنی سرکاری گاڑیاں ہیں انکے نمبرز ماڈل اور قیمت خرید بتائیں؟

(ب) اس وقت ناظم شالیمار ٹاؤن کے استعمال میں ذاتی کتنی گاڑیاں ہیں اور سال 2007 سے آج تک پٹرول اور مرمت کے اخراجات بتائیں؟

(ج) ناظم شالیمار ٹاؤن کا ماہانہ اعزازیہ کتنا ہے؟

(د) قانون کے مطابق ٹاؤن ناظم کتنی سرکاری گاڑیاں استعمال کر سکتا ہے؟

(ہ) یکم جنوری 2007 سے آج تک کتنی گاڑیاں خرید کی گئیں ان کی قیمت خرید نمبرز اور ماڈل کی تفصیل بتائیں؟

**وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ (سردار دوست محمد خان کھوسہ):**

سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور سے موصولہ رپورٹ کے مطابق:۔

(الف) ناظم شالامار ٹاؤن اور راوی ٹاؤن کے ماتحت صرف ایک ایک گاڑی ہے ان کے نمبرز، ماڈل اور قیمت خرید حسب ذیل ہے:۔

1۔راوی مار ٹاؤن

| | | |
|---|---|---|
| گاڑی نمبر 8889 ایل ڈبلیو ایم | ماڈل 2005 | قیمت خرید۔/830000 |

2۔شالامار ٹاؤن

| | | |
|---|---|---|
| گاڑی نمبر 222 ایل ڈبلیو ایم | ماڈل 2005 | قیمت خرید۔/859000 |

(ب) ناظم شالامار ٹاؤن کے ذاتی استعمال میں صرف ایک گاڑی ہے جو جنوری 2007 سے مئی 2008 تک پٹرول کی مد میں مبلغ 580000 روپے خرچ ہوئے ہیں اور مرمت وغیرہ پر 42550 روپے خرچ ہوئے ہیں۔

(ج) ناظم شالامار ٹاؤن کا ماہانہ اعزازیہ 8000 روپے مقرر ہے۔

(د) قانون کے مطابق ٹاؤن ناظم صرف ایک گاڑی استعمال کر سکتا ہے۔

(ہ) یکم جنوری 2007 سے آج تک شالا مار ٹاؤن اور راوی ٹاؤن نے کوئی سرکاری گاڑی نہ خریدی ہے۔لہذا تفصیل بتانا ممکن نہ ہے۔

## لاہور، ناظم گنج بخش ٹاؤن واقبال ٹاؤن کے زیر استعمال گاڑیوں کی تعداد ودیگر تفصیلات

*406: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر مقامی حکومت وکمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ناظم گنج بخش ٹاؤن اور اقبال ٹاؤن کے ماتحت کتنی سرکاری گاڑیاں ہیں ان کے نمبرز ماڈل اور قیمت خرید بتائیں؟

(ب) ٹاؤن ناظم گنج بخش اور اقبال ٹاؤن میں کتنی سرکاری گاڑیاں ہیں ان کے نمبرز، ماڈل، قیمت، خرید اور 2007 سے آج تک پٹرول کے اخراجات بتائیں؟

(ج) ٹاؤن ناظم کا ماہانہ اعزازیہ کتنا ہے؟

(د) قانون کے مطابق ناظم کتنی گاڑیاں استعمال کر سکتا ہے؟

(ہ) یکم جنوری 2007 سے اب تک سرکاری گاڑیوں کے اخراجات کی تفصیل بتائیں؟

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور سے موصولہ رپورٹ کے مطابق:۔

(الف) ناظم داتا گنج بخش ٹاؤن اور اقبال ٹاؤن کے ماتحت صرف ایک ایک گاڑی ہے۔ان کے نمبرز ماڈل اور قیمت خرید حسب ذیل ہے:۔

1-داتا گنج بخش ٹاؤن

| | | |
|---|---|---|
| گاڑی نمبر 682 ایل ڈبلیو ڈی | ماڈل 2006 | قیمت خرید-/809000 |

2۔اقبال ٹاؤن

گاڑی نمبر1805ایل ڈبلیو کے ماڈل2006 قیمت خرید۔/859000

(ب) ناظم داتا گنج بخش ٹاؤن اور اقبال ٹاؤن میں جتنی سرکاری گاڑیاں ہیں ان کے ماڈل، نمبرز، قیمت خرید اور 2007 سے آج تک پٹرول کی مد میں جتنا خرچہ ہوا اسکی تفصیل تتمہ (الف) اور تتمہ (ب)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ٹاؤن ناظم کا اعزازیہ مبلغ۔/8000 روپے ماہانہ مقرر ہے۔

(د) قانون کے مطابق ٹاؤن ناظم صرف ایک گاڑی استعمال کر سکتا ہے۔

(و) یکم جنوری 2007 سے آج تک سرکاری گاڑیوں پر جتنا خرچہ آیا ہے اس کی ٹاؤن وار تفصیل حسب ذیل ہے:۔

1۔داتا گنج بخش ٹاؤن ۔/3625025

2۔اقبال ٹاؤن ۔/2105194

## راولپنڈی شہر میں آبادی کے تناسب سے قبرستانوں کی کمی

*435:راجہ حنیف عباسی (ایڈووکیٹ): کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ راولپنڈی شہر میں تیزی سے بڑھتی ہوئی آبادی کے تناسب سے قبرستان بہت کم ہیں؟

(ب) اگر ہاں تو کیا حکومت یہاں نئے قبرستان بنانے کے ضمن میں کوئی اقدامات اٹھا رہی ہے تو کب تک؟

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ راولپنڈی سے موصولہ رپورٹ کے مطابق:۔

(الف) یہ درست ہے کہ روز بروز آبادی میں اضافہ ہو رہا ہے جس کے تناسب سے قبرستان بہت کم ہیں۔

(ب) ٹی ایم اے، راولپنڈی نے قبرستان کے لئے 1000 کنال اراضی موضع رکھ دھمیال میں مورخہ 99-02-03 زیر انتقال نمبر 2 محکمہ جنگلات حصول کی جس میں باقاعدہ جنازگاہ اور

چار دیواری تعمیر کی ہے، مورخہ 99-2-3 کے بعد حکومت پنجاب کی جانب سے مزید قبرستان کی اراضی کے حصول کے لئے کوئی خصوصی فنڈ مہیا نہ کئے گئے ہیں۔

## لاہور، لاری اڈہ بادامی باغ میں تجاوزات و دیگر مسائل

*535: محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاری اڈہ بادامی باغ لاہور میں تجاوزات کی بھرمار ہو چکی ہے، گندگی کے ڈھیر جگہ جگہ پڑے ہوئے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ لاری اڈہ کی سڑکیں کچی ہونے کی وجہ سے بارش کے بعد یہاں سے مسافروں کا گزرنا انتہائی مشکل ہو جاتا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ لاری اڈہ کا مسافر خانہ بالکل بند ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ لاری اڈہ کی ڈسپنسری بھی نہ ہونے کے برابر ہے، وہاں نہ دوائیاں ہیں اور نہ ہی پورا سٹاف؟

(ہ) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ بالا مسائل کو حل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور سے موصولہ رپورٹ کے مطابق:۔

(الف) پنجاب لوکل گورنمنٹ لاہور آرڈیننس مجریہ 2001 کے تحت تجاوزات کو ختم کرنے کا اختیار ٹاؤن میونسپل ایڈمنسٹریشن کو حاصل ہے، اس لئے راوی ٹاؤن انتظامیہ سے مل کر جنرل بس سٹینڈ کی حدود میں واقع تجاوزات کو ختم کرنے کے لئے مسلسل ریڈ کئے جاتے ہیں اور تجاوز کنندگان کا سامان ضبط کر کے داخل سٹور کیا جاتا ہے اور بعد ازاں نیلام کر دیا جاتا ہے۔جہاں تک جگہ جگہ گندگی کے ڈھیروں کا تعلق ہے یہ درست نہیں ہے۔جنرل بس سٹینڈ بادامی باغ میں عملہ صفائی کے ذریعے صبح و شام باقاعدگی سے صفائی کروائی جاتی ہے اور گندگی کے ڈھیروں کو محکمہ ایس ڈبلیو ایم کے ٹرک باقاعدگی سے اٹھا کر لے جاتے ہیں۔

(ب) لاری اڈہ کی تمام سڑکیں کچی نہیں ہیں گول برآمدہ اور 34 بیز کے سامنے بعض جگہوں پر سڑکیں نشیبی ہیں اور بارش کے بعد وہاں پانی کھڑا ہو جاتا ہے۔چونکہ لاری اڈہ بادامی باغ لاہور میں گزشتہ سالوں میں نئے سیوریج بچھانے اور نئی سڑکیں بننے کی وجہ سے نیچی ہو گئی ہیں۔تاہم لاری اڈہ بیز وغیرہ کی نئی تعمیر سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ نے شروع کر دی ہے۔ جس میں پہلے مرحلے میں تقریباً ساڑھے چار کروڑ روپے خرچ ہو رہے ہیں۔ تعمیر نو سے مستقبل میں شکایت کا ازالہ ہو جائے گا۔

(ج) جنرل بس سٹینڈ بادامی باغ لاہور کے نئے Bays-9 اور Bays-22 کی تعمیر سے مسافروں کی آمد و رفت پرانے اڈے کی بجائے بیرونی حصول میں منتقل ہو گئی ہے۔نیز جنرل بس سٹینڈ بادامی باغ کی تعمیر نو کے سلسلہ میں پہلے مرحلے میں Bays-22 کی جگہ تعمیرات کا کام شروع ہو چکا ہے جس کی وجہ سے بھی مسافر خانے میں مسافر نہ ہونے کے برابر ہوتے ہیں مگر مسافر خانہ بدستور کھلا رہتا ہے۔

(د) لاری اڈہ بادامی باغ لاہور میں واقع ڈسپنسری میں ایم بی بی ایس ڈاکٹر (میڈیکل آفیسر ہیلتھ) مع ضروری سٹاف ڈیوٹی سرانجام دیتے ہیں اس کے علاوہ ڈسپنسری میں دوائیاں بھی موجود ہیں۔جس سے روزانہ متعدد مریض مستفید ہو رہے ہیں۔

(ہ) سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ نے جنرل بس سٹینڈ بادامی باغ لاہور کی تعمیر نو کا آغاز کر دیا ہے جس سے وقتاً فوقتاً پیدا ہونے والے مسائل کا ازالہ ہو جائے گا۔

## میاں چنوں شہر میں واٹر سپلائی و سیوریج کے مسائل

*552: رانا بابر حسین: کیا وزیر مقامی حکومت و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) میاں چنوں شہر کی کتنی آبادی کو واٹر سپلائی اور سیوریج کی سہولت حاصل ہے، کون کون سی آبادیاں ان سہولیات سے محروم ہیں؟

(ب) سال 2000 سے آج تک واٹر سپلائی اور سیوریج کی سہولیات پہنچانے کے لئے اس شہر میں سال وار کتنی رقم کن کن منصوبہ جات پر خرچ ہوئی ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ اس شہر کی نوے فیصد آبادی واٹر سپلائی اور سیوریج کی سہولیات سے محروم ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ شہر کی آبادی جو ان سہولیات سے مستفید ہو رہی ہے اس کو واٹر سپلائی کے لئے جو پانی فراہم کیا جاتا ہے وہ ناقص اور غیر معیاری ہے، کیونکہ واٹر سپلائی کے پائپ پرانے اور جگہ جگہ سے ٹوٹ پھوٹ چکے ہیں؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے اس شہر کا سیوریج سسٹم کام نہیں کر رہا کیونکہ سیوریج کے پائپوں اور لائن کی کبھی بھی مناسب صفائی نہیں ہوئی جس کی وجہ سے سارے شہر میں گندہ پانی جگہ جگہ کھڑا ہے؟

(و) کیا حکومت اس شہر کو واٹر سپلائی کی فراہمی اور سیوریج سسٹم کو از سر نو ڈالنے کے لئے منصوبہ بنانے اور اس کے لئے رقم فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن میاں چنوں سے موصولہ رپورٹ کے مطابق:

(الف) میاں چنوں شہر تین یونین کونسل نمبر 747372 پر محیط ہے میاں چنوں شہر کی پرانی تمام آبادیوں کو سیوریج سسٹم کی سہولت میسر ہے جب کہ واٹر سپلائی کی فراہمی کے لئے 13 واٹر ورکس کے ذریعے لوگوں کو پینے کا پانی فراہم کیا جا رہا ہے۔ لیکن واٹر سپلائی پائپ لائن 1985 میں بچھائی گئی تھی۔ بالکل بوسیدہ ہو چکی ہے۔ جس کی بنا پر واٹر سپلائی موثر طریقے سے نہ ہو رہی ہے۔اس صورت حال کے پیش نظر ٹی ایم اے میاں چنوں نے عوام کو صاف اور صحت مند پانی فراہم کرنے کے لئے شہر کی ہر یونین کونسل میں تین تین فلٹریشن پلانٹس لگائے ہیں۔ جس سے لوگوں کو بلا معاوضہ پینے کا صاف پانی میسر ہو رہا ہے جبکہ ملحقہ آبادیوں میں سیوریج و واٹر سپلائی کی سہولیات میسر نہ ہیں۔کیونکہ ان آبادیوں کے مالکان نے باضابطہ طور پر اپنی کالونیوں کو منظور نہ کروایا ہے۔ جب تک یہ کالونیاں باضابطہ طور پر منظور نہیں ہو جاتیں تو اس وقت تک ٹی ایم اے بنیادی سہولیات کی فراہمی عمل میں نہ لا سکتی ہے۔

(ب) ٹی ایم اے میاں چنوں نے نئے لوکل گورنمنٹ سسٹم کے آغاز 2001 سے لے کر اب تک سیوریج سسٹم کو موثر بنانے کے لئے ایک کروڑ 88 لاکھ 30 ہزار روپے خرچ کئے ہیں۔ جن کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے جبکہ واٹر سپلائی کی بوسیدہ پائپ

لائن کی تبدیلی کے لئے خطیر رقم درکار ہے اور ٹی ایم اے میاں چنوں اپنے محدود مالی وسائل میں رہتے ہوئے ان میگا پراجیکٹ پر عملدر آمد نہ کر سکتی ہے تاہم جس جگہ پائپ لائن کی لیکیج ہوتی ہے اسے مرمت کیا جاتا ہے یا تبدیل کروایا جاتا ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔ٹی ایم اے میاں چنوں نے انٹرنل سیور لائن کو بچھانے کے لئے گزشتہ سات سال کے دوان ایک کروڑ 88 لاکھ روپے کی خطیر رقم خرچ کی ہے۔ جس سے سیور لائن کی تنصیب عمل میں لائی گئی جبکہ واٹر سپلائی کی بوسیدہ پائپ لائن کی وجہ سے پانی کی فراہمی جزوی آبادی کو مؤثر طریقے سے نہ ہو رہی ہے۔البتہ متبادل انتظام کے طور پر میاں چنوں شہر میں 70 لاکھ روپے کی لاگت سے 10 عدد دواٹر فلٹریشن پلانٹس کی تنصیب عمل میں لائی گئی ہے۔جس سے لوگوں کو صاف اور صحت مند پانی بلا معاوضہ فراہم کیا جارہا ہے۔

(د) یہ بات اس حد تک درست ہے کہ واٹر سپلائی پائپ لائن بوسیدہ ہو چکی ہے جس کی وجہ سے واٹر سپلائی لائن جگہ جگہ سے ٹوٹ چکی ہے جس کی وجہ سے آبادیوں کو مؤثر طریقے سے پانی کی سپلائی نہ ہو رہی ہے۔لیکن واٹر سپلائی پائپ لائن کی لیکیج سے متعلق جب بھی کوئی شکایت موصول ہوتی ہے۔توٹی ایم اے میاں چنوں فوری طور پر ان پائپ لائنوں کی مرمت /تبدیلی عمل میں لاتی ہے جبکہ پوری واٹر سپلائی لائن کی تبدیلی کے لئے ٹی ایم اے میاں چنوں کے پاس فنڈز دستیاب نہ ہیں البتہ بطور متبادل انتظام فلٹریشن پلانٹ کی تنصیب کی گئی ہے۔

(ہ) ٹی ایم اے میاں چنوں نے شہر میں صفائی کے بہتر انتظامات اور سیوریج سسٹم کو بحال رکھنے کے لئے سپیشل سکواڈ تشکیل دیئے ہیں اس کے علاوہ ٹی ایم اے میاں چنوں نے صفائی کے بہتر انتظامات اور بند سیور لائن کو کھولنے کے لئے سکریونٹ اور سیور جیٹنگ مشین کی خریداری بھی بذریعہ سی سی بی عمل میں لائی ہے اور جب بھی سیور لائن کے بند ہونے کی شکایت موصول ہوتی ہے تو ان جدید مشینری کے ذریعے فوری طور پر شکایت کا ازالہ کیا جاتا ہے البتہ بارشوں کے دوران نشیبی علاقوں میں پانی کی نکاسی کے فوری اقدامات عمل میں لائے جاتے ہیں۔

(و) ٹی ایم اے میاں چنوں واٹر سپلائی پائپ لائن کی تبدیلی اپنے محدود مالی وسائل کی وجہ سے عمل میں نہ لا سکتی ہے واٹر سپلائی پائپ لائن کی تبدیلی پر اخراجات اندازاً 6 کروڑ روپے ہیں اور اگر حکومت پنجاب خصوصی گرانٹ جاری فرمائے تو واٹر سپلائی پائپ لائن کی تبدیلی عمل

میں لائی جاسکتی ہے۔مزید برآں ٹی ایم اے میاں چنوں نے USAID کے جاری پروگرام Programme (Districts That Work) DTW کے تحت محلہ شمس پورہ، صادق کالونی میں نئی واٹر سپلائی لائن بچھانے کے لئے 38 لاکھ روپے کا تخمینہ مرتب کر کے ارسال کیا ہے اور جیسے ہی فنڈز کی دستیابی ہوئی ان علاقہ جات میں نئی واٹر سپلائی پائپ لائن کی تنصیب عمل میں لائی جائے گی اس کے علاوہ سیوریج سسٹم کو مؤثر بنانے کے لئے مین سیور لائن جو کہ سال 1983 میں بچھائی گئی تھی اب اس کی میعاد پوری کر چکی ہے اور اس کی تبدیلی ناگزیر ہے۔لہذا حکومت پنجاب مین سیور لائن کی تبدیلی کے لئے بھی فنڈز جاری فرمائے تاکہ سیوریج سسٹم کو مزید بہتر بنایا جاسکے۔

## شیخوپورہ شہر میں یو سی ناظموں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*556: ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: کیا وزیر مقامی حکومت و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) شیخوپورہ شہر کے حلقہ میں کل کتنے یو سی ناظم ہیں؟

(ب) ہر ناظم کے حلقہ میں سال 2005 سے اب تک کتنے فنڈ جاری ہوئے ہیں اور اب تک اس سے جو سکیمیں مکمل ہوئی ہیں، ان کی تفصیل بیان فرمائی جائے مع لاگت؟

(ج) سال 2002 سے اب تک کل کتنے ٹی ایم او کو محکمہ میں بھرتی کیا گیا ان کے نام، تعلیمی قابلیت بیان فرمائیں؟

(د) کیا مذکورہ ٹی ایم او پبلک سروس کمیشن کے ذریعے بھرتی کئے گئے؟

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) شیخوپورہ شہر کے حلقہ میں کل 14 یو سی ناظم ہیں۔

(ب) شیخوپورہ شہر کے ہر حلقہ کے لئے جاری کئے گئے فنڈ اور مکمل ہونے والی سکیموں کی تعداد مع لاگت تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) سال 2002 سے اب تک بھرتی کئے گئے ٹی ایم اوز کے نام اور ان کی تعلیمی قابلیت تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) مذکورہ بھرتی کئے گئے ٹی ایم اوز، ٹی او آر (بی ایس 17) کو قواعد کے مطابق پنجاب لوکل گورنمنٹ بورڈ کی سفارشات پر سیکرٹری بلدیات نے بھرتی کیا، سوائے مس شازیہ اکبر کے جس کو وزیر اعلیٰ پنجاب نے قواعد میں نرمی کرتے ہوئے انسانی بنیادوں پر بھرتی کیا۔

## میاں چنوں شہر کی طرح دیہی علاقہ جات سے بھی سیوریج اور الیکٹرک سٹی کے چار جز وصول نہ کرنے کا مسئلہ

*614: رانا بابر حسین: کیا وزیر مقامی حکومت و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ٹی ایم اے میاں چنوں شہریوں سیوریج کی صفائی اور الیکٹریسٹی کے بل یا چار جز وصول نہیں کر رہی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ٹی ایم اے مذکورہ دیہی علاقہ جات میں سیوریج کی صفائی اور الیکٹریسٹی کے بل یا چار جز وصول کر رہی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ شہریوں کی نسبت چکوک میں زیادہ غربت ہے اور لوگ یہ بل یا چار جز ادا نہیں کر سکتے؟

(د) اگر جزوہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس دوہری پالیسی کی وجوہات کیا ہیں کیا حکومت دیہی لوگوں کو بھی مذکورہ ادائیگی سے مستثنیٰ قرار دینے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

**وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (سردار دوست محمد خان کھوسہ):**

تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن میاں چنوں سے موصولہ رپورٹ کے مطابق:

(الف) درست ہے کہ ٹی ایم اے میاں چنوں شہر میں اپنے انفراسٹرکچر کیلئے جو الیکٹریسٹی بل آتے ہیں ان کی ادائیگی خود کرتی ہے جبکہ سیوریج صفائی کیلئے ادارہ ھذا نے حسب ضابطہ ڈرینج ٹیکس عائد کیا ہوا ہے۔ جس کی وصولی صرف شہری باشندگان سے کی جاتی ہے اور اس ٹیکس کے حصول کے متبادل ٹی ایم اے شہری سطح پر زیادہ سے زیادہ میونسپل سروسز فراہم کرتی ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ اگر کسی دیہات کی سیوریج بلاک ہو جائے تو ٹی ایم اے میاں چنوں مطالبہ پر Sucker مشین فراہم کرتی ہے۔ کیونکہ ٹی ایم اے میاں چنوں نے دوران سال 2007-08 سکر مشین خرید کی ہے اور رواں مالی سال کے دوران POL چارجز کی مد میں بجٹ گنجائش نہ ہونے کی بنا پر دور دراز دیہاتوں میں سیوریج لائن کی صفائی کے لئے سکر مشین کی فراہمی اس صورت میں کی جاتی ہے کہ متعلقہ دیہات کے عوام اپنی مدد آپ کے تحت ڈیزل کی فراہمی عمل میں لائیں۔ مزید یہ کہ حکومت کی پالیسی کے مطابق محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ نے تمام سیوریج اور واٹر سپلائی سکیمز مکمل کر کے متعلقہ دیہات کی تشکیل کردہ یوزر کمیٹی کے حوالے کر دی ہیں جو کہ وہاں کے لوگ اپنی مدد آپ کے تحت چلانے کے پابند ہیں اور اس سلسلہ میں جملہ اخراجات علاقہ کے لوگ ادا کرتے ہیں۔ تاہم ادارہ ہذا نے ممبران تحصیل کونسل کی تجویز پر سال 2008-09 کے بجٹ میں دیہی علاقہ کی سیوریج سکیموں کی صفائی کیلئے POL چارجز کی مد میں رقم مختص کر دی گئی ہے تاکہ بلا معاوضہ دیہی علاقہ میں سروسز فراہم کی جا سکیں۔ مزید براں الیکٹریسٹی چارجز وغیرہ ٹی ایم اے دیہی علاقہ سے وصول نہ کر رہی ہے۔

(ج) درست ہے کہ شہریوں کی نسبت دیہات میں زیادہ غربت ہے تاہم یوزر کمیٹیاں اجتماعی طور پر بلوں کی ادائیگی کر رہی ہے۔ شہروں کی نسبت دیہات میں ادائیگی بلز کی استطاعت کم ہے۔

(د) TMA میاں چنوں قواعد کے خلاف کوئی وصولی نہ کر رہی ہے۔ حکومت کی پالیسی کے مطابق دیہات میں سیوریج اور واٹر سپلائی سکیمز چلانے کے اخراجات یوزر کمیٹی ہائے برداشت کرتی ہے۔ شہری علاقہ کے عوام زیادہ ٹیکس ادا کرتے ہیں اور ادارہ کو شہر سے آمدن بھی دیہی علاقہ کی نسبت زائد ہوتی ہے تاہم حکومت جو پالیسی مرتب کرے گی اس کے مطابق عمل کیا جائے گا۔

## لاہور-پائپوں والی پُلی سے پل شیراکوٹ
## دربار روڈ کو پختہ کرنے کا مسئلہ

*631: مہر اشتیاق احمد: کیا وزیر مقامی حکومت وکمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ نیو شالیمار کالونی، غنی کالونی، ناصر کالونی، شیرا کوٹ بند روڈ لاہور کے ساتھ بہنے والے گندے نالے کے ساتھ ساتھ بنی ہوئی نیو شالیمار روڈ بطرف نیو شالیمار کالونی، غنی کالونی کو پل گلشن راوی سے پائپوں والی پلی تک پختہ کر دیا گیا ہے، لیکن پائپوں والی پلی سے پل شیرا کوٹ دربار تک ناگفتہ بہ حالت ہے؟

(ب) کیا حکومت نیو شالیمار روڈ کے بقیہ حصے پاپئوں والی پلی سے پل شیرا کوٹ دربار تک پختہ کر کے علاقے کے مکینوں کی مشکلات دور کرنے کو تیار ہے، اگر نہیں تو اسکی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور سے موصولہ رپورٹ کے مطابق:-

(الف) یہ درست ہے-

(ب) ٹاؤن میونسپل ایڈمنسٹریشن سمن آباد ٹاؤن لاہور نیو شالیمار روڈ کے بقیہ حصے پائپوں والی پلی سے پل شیرا کوٹ دربار تک پختہ کرنے کا ارادہ رکھتی تھی مگر ٹاؤن میں فنڈز کی کمی اور ترقیاتی کاموں پر گورنمنٹ کی طرف سے پابندی لگائے جانے کے باعث یہ کام نہیں کروا سکتی-لہذا استدعا ہے کہ یہ کام سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور یا ایم پی اے گرانٹ سے کروالیا جائے تو علاقے کے مکینوں کی مشکل دور ہو سکتی ہیں-

## پی پی 225 کے گاؤں 45/12-ایل کی سڑک
## کی تعمیر ودیگر معاملات کی تفصیل

*673: چودھری محمد ارشد: کیا وزیر مقامی حکومت وکمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) تحصیل چیچہ وطنی ضلع ساہیوال پی پی 225 کے گاؤں 45/ 12 ایل سٹیزن کمیونٹی بورڈ کے ذریعہ کتنے کلو میٹر لمبی اور چوڑی سڑک تعمیر ہو رہی ہے؟

(ب) کیامذکورہ سڑک کی تعمیر جاری ہے یا روک دی گئی ہے اور اگر جواب ہاں میں ہے تو اس کی تعمیر روکنے کی کیا وجوہات ہیں؟

(ج) اس سڑک کی تعمیر کے لئے متعلقہ بورڈ کو کتنی گرانٹ اور کیسے دی گئی اس کی تفصیل فراہم کی جائے نیز ٹھیکہ دیتے وقت اس کی تعمیر کے لئے کوئی وقت اور معیار کی حد مقرر کی گئی یا نہیں، اگر ہاں تو یہ کام کس اتھارٹی نے انجام دیا ہے؟

(د) کیا اس سڑک کی تعمیر کے لئے میرٹ کو مدنظر رکھا گیا ہے یا نہیں، اگر رکھا گیا ہے تو اس کا کیا میرٹ ہے؟

(ہ) مذکورہ سڑک کی سب بیس کے لئے کیا معیار مقرر کیا گیا ہے اور اس کی کتنی لاگت منظور کی گئی اور کیا سب بیس کے لئے جتنی رقم مختص کی گئی ہے، اتنی رقم ہی سے یہ سب بیس بنائی گئی، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(و) سٹیزن کمیونٹی بورڈ کب قائم ہوا، کتنے افراد پر مشتمل ہے، اسے بناتے وقت رولز کو مدنظر رکھا گیا یا نہیں، اس کے ممبران کے نام مع پتہ جات کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ز) مذکورہ سڑک کے بل کی ادائیگی کرنے سے پہلے کیا اس کے معیار اور سب بیس کی چیکنگ کی گئی ہے، اگر جواب ہاں میں ہے تو اس کی تفصیلات فراہم کی جائیں؟

**وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ** (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

ڈسٹرکٹ گورنمنٹ ساہیوال سے موصولہ رپورٹ کے مطابق:-

(الف) مذکورہ سڑک کی لمبائی 4200 فٹ اور چوڑائی 10 فٹ ہے-

(ب) سڑک مذکورہ کی تعمیر مکمل ہو چکی ہے-

(ج) سڑک مذکورہ کا کل منصوبہ -/3552000 روپے کا ہے- اس میں سے -/713000 روپے الحرم سیٹیزن کمیونٹی بورڈ چک نمبر 45/12-ایل چیچہ وطنی نے ادا کئے ہیں اور ضلعی حکومت کا حصہ 2852000 روپے بنتا ہے- اس کی ادائیگی تین برابر اقساط میں کی گئی ہے- اس کی پہلی قسط 951000 روپے مورخہ 17-3-2007 بذریعہ چیک نمبر 9898333 دوسری قسط 915000 روپے مورخہ 26-5-07 بذریعہ چیک نمبر 989867 اور تیسری قسط 935000 روپے مورخہ 5-4-2008 بذریعہ چیک نمبر 994482 جاری کی گئی ہیں-

تعمیر کے لئے چھ ماہ کا وقت مقرر کیا گیا تھا اور معیار کی حد جو ضلعی حکومت محکمہ روڈز کے لئے مقرر ہے۔اس کی specification کے مطابق ہے نیز یہ کام سی سی بی نے اپنے ذرائع سے محمد ریاض الحق گورنمنٹ کنٹریکٹر سے کروایا ہے۔

(د) سیٹیزن کمیونٹی بورڈ نے یہ منصوبہ کمیونٹی کی ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے تیار کیا ہے اور اسے ضلع کونسل نے اپنے اجلاس مورخہ 24-1-2007 میں پاس کیا ہے۔

(ہ) مذکورہ سڑک کی سب بیس کی موٹائی 6انچ رکھی گئی ہے اور سب بیس پر مبلغ -/730972 روپے خرچ ہوئے ہیں جو کہ اسٹیمیٹ کے مطابق ہیں۔

(و) الحرم سیٹیزن کمیونٹی بورڈ ڈسٹرکٹ آفیسر سوشل ویلفیئر ساہیوال نے مورخہ 15-5-2006 کو پچیس ممبران کو بمطابق قانون / رولز رجسٹر کیا ہے اور اس کے ممبران کے نام وپتہ جات کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ز) مذکورہ سڑک کی دوسری قسط کی ادائیگی سے پہلے ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر روڈز چیچہ وطنی نے سڑک کو چیک کر کے مورخہ 27-4-2007 کو رپورٹ کی کہ کام درست ہے۔لہذا اس رپورٹ پر دوسری قسط جاری کر دی گئی،اس طرح تیسری قسط جاری کرنے سے پہلے بھی ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر روڈز چیچہ وطنی نے مورخہ 15-8-2007 سڑک ہذا کی چیکنگ کے بعد رپورٹ جاری کی کہ کام تسلی بخش ہے۔لہذا تیسری قسط بھی جاری کر دی گئی۔

## ضلعی حکومت کے فیصل آباد میں ترقیاتی منصوبوں کے تفصیلات

*715: چودھری ظہیر الدین خان: کیا وزیر مقامی حکومت و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) 2003-2004 کے لئے ضلع فیصل آباد میں ضلعی حکومت نے کون کون سے ترقیاتی منصوبے شروع کرائے اور ان میں سے کتنے مکمل ہو چکے ہیں اور کتنے زیر تکمیل ہیں؟

(ب) تحصیل واران ترقیاتی منصوبوں کی تفصیل بمع لاگت کیا ہے؟

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

ڈسٹرکٹ گورنمنٹ فیصل آباد سے موصولہ رپورٹ کے مطابق:-

(الف) 04-2003 کے لئے ضلع فیصل آباد میں ضلعی حکومت نے جو ترقیاتی منصوبے شروع کرائے، جتنے منصوبے مکمل ہو چکے ہیں اور جتنے نامکمل ہیں اس کی تفصیل تتمہ "الف" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ترقیاتی منصوبوں کی لاگت کی تفصیل تحصیل وار ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

## گورنمنٹ پرائمری سکول ٹینکی والا تحصیل چنیوٹ میں واٹر فلٹر پلانٹ چالو کرنے کا مسئلہ

*724: جناب شوکت محمود بسرا (ایڈووکیٹ): کیا وزیر مقامی حکومت و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ پرائمری سکول ٹینکی والا تھانہ سٹی روڈ چوک رجوعہ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ میں واٹر فلٹر پلانٹ لگایا گیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت نے مذکورہ منصوبے پر لاکھوں روپے خرچ کئے مگر عوام اب تک مستفید نہ ہو سکی؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ پلانٹ کو چالو کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات کیا ہیں، کیا حکومت اس منصوبہ کے بارے میں محکمانہ انکوائری کروانے کو تیار ہے تاکہ ذمہ داری کا تعین ہو سکے اور ذمہ داران کے خلاف تادیبی کارروائی بھی عمل میں لائی جا سکے؟

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن چنیوٹ سے موصولہ رپورٹ کے مطابق:۔

(الف) درست ہے۔ یہ پلانٹ وفاقی حکومت نے پاکستان ماحولیاتی تحفظ ایجنسی، منسٹری آف ماحولیات کے پروگرام Provision of Clean Drinking Water Initiatives کے تحت مورخہ 30-05-2008 کو مکمل کیا، مگر ٹی ایم اے چنیوٹ کو ابھی تک سپرد نہ کیا گیا۔

(ب) درست ہے۔

(ج) درست ہے یہ پلانٹ وفاقی حکومت نے پاکستان ماحولیاتی تحفظ ایجنسی، منسٹری آف ماحولیات کے پروگرام Provision of Clean Drinking Water Initiatives کے تحت مورخہ 30-5-2008 کو مکمل کیا۔ٹی ایم اے چنیوٹ بذریعہ پروجیکٹ ڈائریکٹر CDWI ریفرنس نمبر 1/1(1)PD/CDWP مورخہ 20-3-2008 یوٹیلٹی کنکشنز بشمول بجلی، واٹر سپلائی، ڈرینج/ سیوریج و تعیناتی چوکیدار/ آپریٹر عمل میں لائی فلٹریشن پلانٹ کا کام میسرز زرین ڈراپ کمپنی کو وفاقی حکومت نے الاٹ کیا اور وفاقی حکومت کے زیر اثر ہی سکیم کی تکمیل ہوئی، ٹی ایم اے چنیوٹ نے اس پلانٹ پر دوران اے ڈی پی 07-2006 مزید 3.50 لاکھ روپے بابت تعمیر چار دیواری، آہنی گرل، فلٹریشن پلانٹ کے صحت کے فرش پر خرچ کئے، ٹی ایم اے چنیوٹ نے سکیم کو چالو کرنے کی بابت کئی لیٹر لکھے لیکن عملدارنہ ہوا۔جن کی تفصیل درج ذیل ہے:-

1- لیٹر نمبری 867 مورخہ 02-6-2006 برائے دور کرنے نقائص واٹر فلٹریشن پلانٹ پراجیکٹ ڈائریکٹر CDWI اسلام آباد کو تحریر کو کیا گیا۔

2- لیٹر نمبری TMA/CHT/81 مورخہ 06-02-2007 دوبارہ پراجیکٹ ڈائریکٹر CDWI اسلام آباد برائے دور کرنے نقائص و چالو کرنے واٹر فلٹریشن پلانٹ۔

3- لیٹر نمبری TMA/CHT/707 مورخہ 29-05-2007 پھر سہ بار متعلقہ ایجنسی کو تحریر کیا۔

4- لیٹر نمبری TMA/CHT/1385 مورخہ 05-12-2007 جناب ڈائریکٹر جنرل صاحب لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ پنجاب لاہور کو برائے دور کروانے نقائص و چالو کروانے فلٹریشن پلانٹ تحریر کیا۔

5- لیٹر نمبر TMA/CHT/198 مورخہ 27-02-2008 کو دوبارہ جناب ڈائریکٹر جنرل صاحب لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ پنجاب لاہور کو برائے دور کروانے نقائص و چالو کروانے فلٹریشن پلانٹ تحریر کیا گیا، ٹی ایم اے چنیوٹ وقتاً فوقتاً آفیسران سے بھی اس پلانٹ کو چالو کرنے کے بارے میں گفت و شنید کرتی رہی ہے۔مذکورہ ایجنسی اس سکیم کو چالو کرنے کا ارادہ

رکھتی ہے، لیکن تاحال پلانٹ چالو نہ کیا گیا ہے۔ٹی ایم اے چنیوٹ نے واٹر فلٹریشن پلانٹ کے چلانے میں سستی کا مظاہرہ نہ کیا ہے۔جونہی متعلقہ محکمہ اس فلٹریشن پلانٹ کو ٹی ایم اے چنیوٹ کے سپرد کرے گا۔ٹی ایم اے چنیوٹ اس کو احسن طریقہ سے چلائے گی اور پبلک کو پینے کے صاف پانی کی سہولت بہم پہنچانے کی۔

## نشاط آباد (محلہ گارڈن) فیصل آباد میں پارک کا رقبہ، تعمیر و لاگت کی تفصیلات

*761: محترمہ انجم صفدر: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) نشاط آباد (محلہ گارڈن) فیصل آباد میں گورنمنٹ گرلز ایلیمنٹری سکول کے بالمقابل بنائے جانے والے پارک کا رقبہ کتنا ہے، اس کی تعمیر پر کتنی لاگت آئی، کس ہیڈ میں سے یہ رقم خرچ ہوئی، کس کنٹریکٹر نے یہ پارک تعمیر کیا؟

(ب) کیا مذکورہ پارک کی تعمیر مکمل ہو چکی ہے، اگر ہاں تو اسے عوام کے لئے کب تک کھولنے کا ارادہ ہے، نیز یہاں پر کوئی چوکیدار یا گارڈ وغیرہ رکھنے اور پارک کے کھلنے اور بند ہونے کے اوقات رکھنے کا کوئی ارادہ ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو کیوں؟

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

ڈسٹرکٹ گورنمنٹ فیصل آباد سے موصولہ رپورٹ کے مطابق:۔

(الف) نشاط آباد (محلہ گارڈن) فیصل آباد میں گورنمنٹ گرلز ایلیمنٹری سکول کے بالمقابل بنائے جانے والے پارک کا کل رقبہ 7 کنال 8 مرلے ہے اس کی تعمیر پر 8 لاکھ روپے لاگت آئی ہے اور سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ نے فنڈ مہیا کئے تھے۔مذکورہ پارک کو ٹاؤن میونسپل ایڈمنسٹریشن مدینہ ٹاؤن فیصل آباد نے سال (07-2006) میں تعمیر کروایا۔

(ب) مذکورہ پارک کی تعمیر مکمل ہو چکی ہے، ٹھیکیدار شاہد اقبال نے تعمیر کیا اور پارک کو عوام کی سیر و تفریح کے لئے کھول دیا گیا ہے۔پارک کو بند کرنے اور کھولنے کے لئے متعلقہ ناظم کو

پارک بند کرنے اور کھولنے کے لئے متعلقہ ناظم یونین کونسل کو ہدایت کر دی گئی ہے۔
پارک کی نگرانی کے لئے بیلدار کی ڈیوٹی لگادی گئی ہے۔

## فیصل آباد۔یونین کونسل نمبر 198، محلہ گارڈن
## نشاط آباد میں صفائی کے مسائل و دیگر تفصیلات

*762: محترمہ انجم صفدر: کیا وزیر مقامی حکومت وکمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) یونین کونسل نمبر 198 محلہ گارڈن، نشاط آباد فیصل آباد میں سینٹری ورکرز، سپروائزر اور انسپکٹر کی تعداد اور ان کے نام کیا ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ یونین کونسل کے سینٹری ورکرز مذکورہ یونین کونسل کے ناظم کی ذاتی فیکٹری میں کام کرتے ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ یونین کونسل کے سینٹری ورکرز 2/3 ہفتوں کے بعد جمعرات کو صرف کوڑا اٹھاکر ہر گھر اور دکاندار سے "جمعرات" وصول کرتے ہیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سینٹری ورکرز کو تنخواہ بنک کی بجائے ناظم یونین کونسل کے ایجنٹوں کی وساطت سے باقاعدہ کٹوتی کر کے ادا کی جاتی ہے؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ یونین کونسل میں بالعموم اور نشاط ملز ورکر گیٹ سے نشاط ملز کالونی گیٹ تک بالخصوص صفائی کی صورتحال انتہائی ناگفتہ بہ ہے؟

(و) اگر جزوہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا ان سینٹری ورکرز کو ناظم کی "ذاتی ملازمت" سے چھٹکارا دلا کر گلی محلوں میں صفائی کرانے، اپنے فرائض سے پہلو تہی برتنے اور ذاتی ملازم بنانے والے عناصر کے خلاف ایکشن لینے کا حکومت کوئی ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو کیوں؟

**وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ (سردار دوست محمد خان کھوسہ):**

ڈی سی او فیصل آباد سے موصولہ رپورٹ کے مطابق:۔

(الف) یونین کونسل نمبر 198 میں عملہ صفائی کی تعداد درج ذیل ہے:۔

| نمبر شمار | نام | عہدہ | نمبر شمار | نام | عہدہ |
|---|---|---|---|---|---|
| 1 | بشیراں زوجہ سردار | سینٹری ورکر | 2 | شاماں ولد انور | سینٹری ورکر |
| 3 | اکبر ولد انور | سینٹری ورکر | 4 | پروین زوجہ عمانوئیل | سینٹری ورکر |
| 5 | انور ولد صادق | سینٹری ورکر | 6 | سلیم ولد جارج | سینٹری ورکر |
| 7 | خالد ولد صادق | سینٹری ورکر | 8 | صابر ولد جیمس | سینٹری ورکر |
| 9 | امین ولد منشی | سینٹری ورکر | 10 | ماتھاں زوجہ بشیر | سینٹری ورکر |
| 11 | نیامت ولد چراغ | سینٹری ورکر | 12 | رزینہ زوجہ مجید | سینٹری ورکر |
| 13 | صابر ولد یعقوب | سینٹری ورکر | 14 | شمیم اختر زوجہ رشید | سینٹری ورکر |
| 15 | طارق ولد بشیر | سینٹری ورکر | 16 | جہانگیر ولد خوشحال | سینٹری ورکر |
| 17 | پروین زوجہ پرویز | سینٹری ورکر | 18 | سلیم ولد غلام | سینٹری ورکر |
| 19 | خرم شہزاد ولد نیامت | سینٹری ورکر | 20 | عرفان ولد غریب | سینٹری ورکر |
| 21 | جیمس ولد نیامت | سینٹری ورکر | 22 | بابر صادق ولد صادق (کنٹریکٹ ملازم) | سینٹری ورکر |
| 23 | محمد عارف ولد نواب دین | ماشکی | | | |

(ب) جزو(ب) درست نہ ہے-کیونکہ سینٹری انسپکٹر اور سینٹری سپروائزر کی نگرانی میں ڈیوٹی اوقات میں صفائی عملہ یونین کونسل ہذا کے علاقے میں باقاعدگی سے صفائی کرتے ہیں اور شکایت ہونے کی صورت میں ڈسٹرکٹ آفیسر سالڈ ویسٹ مینجمنٹ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ فیصل آباد خود علاقہ کی صفائی کو چیک کرتا ہے-

(ج) جز(ج) بھی درست نہ ہے کیونکہ ڈسٹرکٹ آفیسر سالڈ ویسٹ مینجمنٹ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ فیصل آباد کو اس بارے میں آج تک یونین کونسل ہذا سے کوئی شکایت موصول نہ ہوئی ہے-

(د) جزو(د) بھی حقیقت پر مبنی نہ ہے کیونکہ یونین کونسل ہذا کا عملہ صفائی بلکہ سارے شہر کی یونین کونسل ہائے کا عملہ صفائی کی تنخواہیں متعلقہ بنکوں میں بھجوائی جاتی ہیں-ہر اہلکار بذریعہ چیک اپنی اپنی تنخواہ بینک سے وصول کرتا ہے یونین کونسل نمبر 198 کے عملہ کے نام، اکاؤنٹ نمبر، سیلری اور متعلقہ بنک کے نام کی لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے-

(ہ) جز(ہ) میں بتائے گئے علاقے کو سینٹری انسپکٹر اور سینٹری سپر وائزر کی نگرانی میں روزانہ کی بنیاد پر صفائی کراتی جاتی ہے۔ صفائی تسلی بخش ہے البتہ بارش کے دنوں میں صفائی متاثر ہونے کا اندیشہ رہتا ہے۔

لہذا پیرا وائز جواب بالا کی روشنی میں اسمبلی سوال نمبر 762 قابل سماعت / رواں نہ ہے۔ داخل دفتر فرمائے جانے کی استدعا کی ساتھ پیش ہے۔

## لاہور کے بے شمار موٹر سائیکل، کار اسٹینڈز پر زائد پیسے وصول کرنے کا مسئلہ

*783: مہر اشتیاق احمد: کیا وزیر مقامی حکومت و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا درست ہے کہ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور میں سائیکل موٹر سائیکل اور کار اسٹینڈ کے ٹھیکے الاٹ کرتی ہے اگر ہاں تو کس قانون کے تحت وضاحت فرمائیں؟

(ب) سائیکل، موٹر سائیکل اور کار کی پارکنگ پر کتنی فیس مقرر کی گئی ہے، مکمل تفصیل بتائی جائے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ لاہور کے تفریحی مقامات کے علاوہ شاہ عالمی بازار، حفیظ سنٹر، شادمان مارکیٹ اور اسی طرح بے شمار مقامات پر ٹھیکیدار سواری کھڑی کرنے پر زیادہ پیسے وصول کرتے ہیں، اگر ہاں تو ایسے ٹھیکیداروں کے خلاف کیا کاروائی کی جاتی ہے، مکمل تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

**وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (سردار دوست محمد خان کھوسہ):**

سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور سے موصولہ رپورٹ کے مطابق:۔

(الف) سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور آکشن آف کلیکشن رائٹس رولز 2003 باب اول، شق سوئم (شیڈول 11) کے تحت لاہور شہر کی 32 مین سڑکوں پر واقع پارکنگ اسٹینڈز کو چلانے کا اختیار رکھتی ہے (کاپی قانون تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) ان پارکنگ اسٹینڈز کو باقاعدہ اخبار اشتہار کے بعد نیلام عام کے ذریعے ٹھیکہ پر دیا جاتا ہے۔ مذکورہ 32 مین سڑکوں کی پارکنگ باقاعدہ نوٹیفائیڈ فہرست تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) دفتر شہری سہولیات، سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کے زیر انتظام چلنے والے پارکنگ اسٹینڈز پر درج ذیل شرح سے پارکنگ فیس وصول کی جاتی ہے۔ نوٹیفکیشن کی کاپی تتمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

| | |
|---|---|
| کار، جیپ | 10 روپے |
| موٹر سائیکل / سکوٹر | 5 روپے |
| سائیکل | ایک روپیہ |

(ج) سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کے تمام پارکنگ اسٹینڈز پر منظور شدہ شرح کے مطابق یکساں پارکنگ فیس وصول کی جاتی ہے۔ اگر کوئی ٹھیکیدار قانون کی خلاف ورزی کرتے ہوئے مقررہ شرح سے زائد فیس وصول کرے تو فوری طور پر کارروائی کر کے اس کے خلاف ایف آئی آر درج کروائی جاتی ہے اور اس کا ٹھیکہ منسوخ کر دیا جاتا ہے۔

## ضلع ڈی جی خان کے متعلقہ علاقوں کی سڑکوں کی تعمیر نو کا مسئلہ

*805: جناب محمد محسن خان لغاری: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کچھی کینال کی تعمیر کے سلسلے میں ہیوی مشینری کی آمد و رفت کے باعث ضلع ڈی جی خان کے متعلقہ علاقوں کی سڑکیں بہت زیادہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو گئی ہیں جس سے علاقہ کے مکینوں کو کافی دشواری کا سامنا ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا محکمہ ان سڑکوں کو فوری طور پر دوبارہ تعمیر کرانے کا ارادہ رکھتا ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

ضلعی حکومت ڈیرہ غازی خان سے موصولہ رپورٹ کے مطابق:-

(الف) جی ہاں یہ درست ہے کہ کچھی کینال کی تعمیر کے سلسلے میں ہیوی مشینری کی آمد و رفت کے باعث ضلع ڈیرہ غازی خان کی بعض سڑکیں ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں، جس کی وجہ سے لوگوں کو دشواری کا سامنا ہے۔

(ب) ضلعی حکومت نے اس صورتحال کا فوری نوٹس لیا ہے اور معاملہ سپرنٹنڈنگ انجینئر کچھی کینال سے ذاتی طور پر اٹھایا ہے کہ ان کی مشینری کی وجہ سے جن سڑکوں کی حالت مخدوش ہوئی ہے اس ضمن میں وہ نقصانات کا ازالہ کریں۔یہ معاملہ ڈی سی او ڈیرہ غازی خان کی زیر سربراہی منعقدہ ایک میٹنگ میں زیر بحث آیا جس میں ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو)اور ڈسٹرکٹ آفیسر (روڈز) کی سربراہی میں ایک کمیٹی تشکیل دی گئی جو ان نقصانات کا تخمینہ لگاکر اپنی رپورٹ پیش کرے گی تاکہ محکمہ آبپاشی کچھی کینال ان نقصانات کا ازالہ کرنے کے لئے اقدامات کرے۔ محکمہ آبپاشی کچھی کینال نے نقصانات کا ازالہ کرنے کی یقین دہانی کرائی ہے۔

## ڈی جی خان، ٹرائبل ایریا میں تحصیل ہیڈکوارٹر کے قائم کرنے کا معاملہ

*808: جناب محمد محسن خاں لغاری: کیا وزیر مقامی حکومت و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ٹرائبل ایریا تحصیل ڈی جی خان کا تحصیل ہیڈکوارٹر موجود نہیں ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو تحصیل ہذا کی جغرافیائی حدود میں کیا حکومت عوامی مسائل کے حل کے لئے ضروری دفاتر قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک اور اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) مذکورہ علاقہ کا تحصیل ہیڈکوارٹر کب تک قائم کیا جائے گا نیز تحصیل ہذا کی جغرافیائی حدود میں ضروری دفاتر کب تک قائم کئے جائیں گے؟

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

ضلعی حکومت ڈی جی خان سے موصولہ رپورٹ کے مطابق:-

(الف)

(i) تحصیل ٹرائبل ایریا ڈیرہ غازی خان 2500 مربع کلومیٹر کے وسیع علاقے پر پھیلی ہوئی ہے۔جہاں مختلف نسل کی بلوچ اقوام رہائش پذیر ہیں۔ جن کی اپنی اپنی قبائلی روایات ہیں۔ان قبائل میں باہمی رنجشوں کی بنا پر اکثر خونی تصادم ہوتے رہے ہیں۔ تقسیم پاک و ہند سے قبل انگریز حکمرانوں نے ان تصادموں

سے بچنے کے لئے ہیڈ کوارٹر ڈیرہ غازی خان کو قرار دیا جو کہ تاحال قائم ہے اور اس وقت پبلک ہیلتھ کمپلیکس ریلوے روڈ ڈیرہ غازی خان میں ڈیوولوشن کے وقت سے ٹی ایم اے ٹرائبل ایریا ڈیرہ غازی خان کا دفتر کام کر رہا ہے۔

(ii) ذرائع مواصلات کی عدم دستیابی اور مختلف قبائل کے درمیان عداوتوں کی بنا پر ہیڈ کوارٹر کو قبائلی علاقوں میں قائم کرنا ممکن نہ ہے تاہم سیزنل طور پر فورٹ منرو میں ٹی ایم اے کا کیمپ آفس کام کرتا رہتا ہے۔جب کہ ہاؤس شروع ہی سے اپنے اجلاس میں متفقہ طور پر منظوری دے چکا ہے کہ کیمپ آفس بمقام بارتھی قائم کیا جانا مناسب ہے تاہم ذرائع مواصلات کی عدم دستیابی مکمل طور پر ہیڈ کوارٹر ان علاقوں میں قائم کرنے کی راہ میں اصل رکاوٹ ہے۔

(ب) جزو(ii)(الف) کی روشنی میں ٹی ایم اے کی بھرپور کوشش ہے کہ ذرائع مواصلات کے دستیاب ہونے کے بعد علاقے میں ٹی ایم اے کا ہیڈ کوارٹر قائم کرے مگر موجودہ ملکی صورتحال اس بات کی متقاضی ہے کہ بہتر سیکورٹی کی یقین دہانی کی بنیاد پر قبائلی علاقوں میں دفتر قائم کیا جاسکتا ہے اور علاقے کے لوگ بھی قبائلی علاقے میں سیکورٹی خدشات کے پیش نظر تحصیل ہیڈ کوارٹر کو ڈیرہ غازی خان میں ہی رکھنے کی خواہش مند ہیں۔

(ج) بہتر ذرائع مواصلات کی موجودگی اور خاطر خواہ سیکورٹی کی دستیابی کی صورت میں دفتر کا قیام ممکن ہو سکتا ہے۔جس قدر حالات بہتری کی طرف مائل ہوں تو ٹی ایم اے کے دفاتر کا قیام بھی جلدی عمل میں لایا جاسکتا ہے جو کہ قبائلی عوام کی خواہشات کے پیش نظر متفقہ جگہ کے تعین کے بعد ہی ممکن ہے۔ حتمی تاریخ اور معقول سیکورٹی بہتر ذرائع مواصلات کی فراہمی پر موقوف ہے۔

## لاہور، بیگم کوٹ فضل پارک گلی نمبر 4 کے رہائشیوں کے مسائل

*820: سردار خالد سلیم بھٹی: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بیگم کوٹ فضل پارک (چھمبیاں والا کھوہ) لاہور گلی نمبر 4 درمیان سے بند ہے، جس کی وجہ سے دونوں طرف کے لوگوں کو دوسری گلیوں سے آنا پڑتا ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ گلی کو درمیان سے کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

**وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (سردار دوست محمد خان کھوسہ):**

سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور سے موصولہ رپورٹ کے مطابق:-

(الف) یہ درست ہے کہ بیگم کوٹ فضل پارک (چھمبیاں والا کھوہ) لاہور گلی نمبر 4 درمیان سے بند ہے، گلی کا درمیان والا حصہ پرائیویٹ ملکیت ہے اور یہ شاہراہ عام نہ ہے۔

(ب) عوام کے مفاد کی خاطر بند گلی کو کھول دیا گیا ہے۔

## لاہور، گلی نمبر 4 فضل پارک، بیگم کوٹ میں سیوریج و سولنگ کے مسائل

*821: **سردار خالد سلیم بھٹی:** کیا وزیر مقامی حکومت و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گلی نمبر 4 فضل پارک (چھمبیاں والا کھوہ) بیگم کوٹ میں سیوریج اور سولنگ مکمل طور پر نہیں لگایا گیا جس کی وجہ سے گلی میں سیوریج کا پانی کھڑا رہتا ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ گلی میں سیوریج اور سولنگ لگانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

**وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (سردار دوست محمد خان کھوسہ):**

سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور سے موصولہ رپورٹ کے مطابق:-

(الف) درست ہے گلی نمبر 4 فضل پارک چھمبیاں والا کھوہ بیگم کوٹ میں سیوریج اور سولنگ نہ لگایا گیا ہے جس کی وجہ سے گلی میں سیوریج کا پانی کھڑا ہو جاتا ہے۔

(ب) مذکورہ گلی کا تخمینہ 250000 روپے لگایا گیا ہے، منظوری کے لئے ریوائزڈ بجٹ اجلاس میں پیش کیا جائے گا۔

## اوکاڑہ،آبادی رسول پور سے چک حافظ لال چوک، دیپالپور سڑک کی تعمیر نو کا مسئلہ

*890:ملک نوشیر خان لنگڑیال: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع اوکاڑہ آبادی رسول پور سے چک حافظ لال چوک تک سڑک ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے؟

(ب) مذکورہ سڑک جب سے بنی کتنی دفعہ مرمت ہوئی، اگر نہیں ہوئی تو کیوں؟

(ج) حکومت مذکورہ سڑک کب تک بنانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) جی ہاں یہ درست ہے کہ آبادی رسول پور سے چک حافظ لال تک سڑک جو کہ تقریباً 12 کلومیٹر ہے اور 10 فٹ چوڑی ہے قابل مرمت ہے-

(ب) سڑک مذکورہ تقریباً عرصہ دس سال سے فنڈز کی عدم دستیابی کی وجہ سے مرمت نہ ہو سکی- ضلعی حکومت نے پہلے بڑی اور اہم شاہرات کو ترجیح دی جن پر ٹریفک کا زیادہ رش ہے چونکہ سڑک ہذا ایک ذیلی سڑک ہے اس کو ماضی میں ترجیح نہ دی گئی-

(ج) فنڈز کی دستیابی کے بعد سڑک کی مرمت کر دی جائے گی-

## پنجاب میں ایم سی سکولز کو محکمہ تعلیم کی تحویل میں دینے کا مسئلہ

*892:چودھری عبدالرزاق ڈھلوں: کیا وزیر مقامی حکومت وکمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایم سی کے تعلیمی ادارہ جات میں پہلے ہی سٹاف کی کمی ہے، مزید برآں دو سال سے نئی بھرتی بھی نہ ہوئی ہے، کیا حکومت پنجاب ان ادارہ جات میں سٹاف کی کمی کو دور کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک سٹاف کی کمی پوری کی جائے گی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ادارہ جات کی عمارات /اثاثہ جات عرصہ دراز سے مرمت نہ ہونے کی وجہ سے شدید خستہ حالت میں ہیں، کیا حکومت ان ادارہ جات کی عمارات / اثاثہ جات کو محکمہ لوکل گورنمنٹ کی تحویل سے لیکر محکمہ تعلیم پنجاب کی تحویل میں دینے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر جواب ہاں میں ہے تو کب تک؟

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

پنجاب کے تمام اضلاع سے موصولہ رپورٹ کے مطابق:۔

(الف) یہ درست ہے کہ ایم سی مدارس میں زیادہ تر سٹاف کی کمی ہے، لیکن کافی حد تک اس کمی کو دور کر دیا گیا ہے۔تاہم بعض اضلاع میں حکومت کی جانب سے تبادلوں پر پابندی کی وجہ سے سٹاف کی کمی کو پورا نہ کیا جا سکا ہے لیکن اب گورنمنٹ کی نئی بھرتی پالیسی آ چکی ہے جس کے تحت اب نئی بھرتیاں ہو رہی ہیں اور جلد ہی اس کمی کو پورا کر دیا جائے گا۔

(ب) یہ درست ہے کہ یہ ادارہ جات خستہ حالی میں تھے مگر اکثر اضلاع میں ان کی مرمت کر دی گئی ہے۔تاہم چند ایک اضلاع میں فنڈز نہ ہونے کی وجہ سے کام مکمل نہ ہو سکا۔فنڈز کی فراہمی پر مرمت کا کام بھی مکمل کر دیا جائے گا۔

جہاں تک ان ادارہ جات کی عمارات /اثاثہ جات کو محکمہ لوکل گورنمنٹ کی تحویل سے لے کر محکمہ تعلیم پنجاب کی تحویل میں دینے کا تعلق ہے۔اس ضمن میں عرض ہے کہ حکومت پنجاب نے ان تمام ادارہ جات کو لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 2001 شیڈول 1 کے تحت ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کی تحویل میں دے دیا ہے۔لہذا ان اداراہ جات کو محکمہ تعلیم حکومت پنجاب کی تحویل میں دینے کا کوئی جواز نہ ہے۔

## ضلع سرگودھا میں میونسپل کمیٹی کے زیر اہتمام چلنے والے سکولز محکمہ تعلیم کی تحویل میں دینے کا معاملہ

*896: چودھری عبدالرزاق ڈھلوں: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع سرگودھا میں اس وقت میونسپل کمیٹی کے مندرجہ ذیل سکول کام کر رہے ہیں؟

| | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| -1 | ہائی سکول بوائز | 2 | گرلز | 02 | کل | 4 |
| -2 | مڈل سکول بوائز | - | گرلز | 03 | کل | 3 |
| -3 | پرائمری سکول بوائز | 19 | گرلز | 13 | کل | 32 |
| | کل بوائز | 21 | کل گرلز | 18 | میزان | 39 |

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان ادارہ جات میں کل 3057 طلباء اور 3285 طالبات زیر تعلیم ہیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ اان مدارس میں چار بوائز P/S اور 03 گرلز سکول کرائے کی عمارتوں میں چل رہے ہیں جبکہ بیشتر ادارہ جات کی عمارات خطرناک حالت میں ہیں بیشتر سکولز کے کمرہ جات کی چھتیں نہ ہیں اور اکثر کی چار دیواری بھی گر چکی ہے جبکہ 17 بوائز اور 15 گرلز مدارس کی عمارت تو ہیں مگر یہ عمارات یا تو صوبائی حکومت کے رقبہ پر تعمیر شدہ ہیں یا پرائیویٹ زمین پر تعمیر شدہ ہیں اور ان میں بیشتر کی زمین محکمہ اوقاف کی ملکیت ہے اور تنخواہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ ادا کر رہی ہے؟

(د) کیا حکومت ان ادارہ جات کو محکمہ بلدیات سے محکمہ تعلیم حکومت پنجاب کی تحویل میں دینے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے آگاہ فرمائیں؟

**وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (سردار دوست محمد خان کھوسہ):**

ڈی سی او، سرگودھا سے موصولہ رپورٹ کے مطابق:-

(الف) یہ درست ہے کہ ضلع سرگودھا میں اس وقت میونسپل کمیٹی کے مندرجہ ذیل سکول کام کر رہے ہیں:-

| | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| -1 | ہائی سکول بوائز | 2 | ہائی سکول گرلز | 02 | کل | 4 |
| -2 | مڈل سکول بوائز | - | مڈل سکول گرلز | 03 | کل | 3 |
| -3 | پرائمری سکول بوائز | 19 | گرلز | 13 | کل | 32 |
| | کل بوائز | 21 | کل گرلز | 18 | میزان | 39 |

(ب) یہ درست ہے کہ ان ادارہ جات میں کل 3057 طلبا اور 3285 طالبات زیر تعلیم ہیں۔

(ج) جز (ج) درست ہے تاہم ڈی سی او صاحب سرگودھا منعقدہ میٹنگ مورخہ 08-08-01 میں درج ذیل کمیٹی تشکیل دی۔

ای ڈی او (ایجوکیشن)، ای ڈی او (ایف اینڈ پی)، ڈی ایم پی (این ایل سی)

مذکورہ کمیٹی نے ایم سی مدارس کی خطرناک عمارات کا دورہ کیا اور ترجیحات / رپورٹ جناب ڈی سی او صاحب کو بھجوادی ہے، جس کی منظوری آئندہ ہونے والی ڈی ڈی سی میٹنگ میں دی جائے گی۔

(د) حکومت نے ان تمام ادارہ جات کو لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 2001 کے شیڈول 1 کے تحت ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کی تحویل میں دے دیا ہے، لہذا ان ادارہ جات کو محکمہ تعلیم حکومت پنجاب کی تحویل میں دینے کا کوئی جواز نہ ہے۔

## ضلع ناظم خوشاب کے صوابدیدی فنڈز و دیگر تفصیلات

*915: **ملک محمد جاوید اقبال اعوان**: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع ناظم کے صوابدیدی فنڈ کتنے ہوتے ہیں، ضلع ناظم خوشاب نے پچھلے تین سالوں میں اپنے صوابدیدی فنڈ کا استعمال کہاں کہاں کیا، تفصیلات سے آگاہ فرمائیں؟

(ب) تحصیل ناظم کے صوابدیدی فنڈ کتنے ہوتے ہیں اور تحصیل ناظم خوشاب نے پچھلے تین سالوں میں اپنے صوابدیدی فنڈ کا استعمال کہاں کہاں کیا، تفصیلات سے آگاہ فرمائیں؟

(ج) ہر یونین کونسل کو ہر سال کتنا فنڈ ملتا ہے اور ضلع خوشاب کی 51 یونین کونسلز کو کتنا کتنا فنڈ ملا پچھلے تین سالوں کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

**وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (سردار دوست محمد خان کھوسہ)**:

(الف) ضلع خوشاب میں ضلع ناظم خوشاب کا کوئی صوابدیدی فنڈ نہ ہوتا ہے اور نہ ہی ضلع ناظم نے پچھلے تین سالوں میں اپنے صوابدیدی فنڈ کا کہیں استعمال کیا ہے۔

(ب) تحصیل خوشاب میں تحصیل ناظم خوشاب کا کوئی صوابدیدی فنڈ نہ ہوتا ہے اور نہ ہی تحصیل ناظم نے پچھلے تین سالوں میں اپنے صوابدیدی فنڈ کا کہیں استعمال کیا ہے۔

(ج) یونین کونسلز کو ملنے والی گرانٹ کی تفصیل ذیل میں پیش ہے:۔

I- پچھلے تین سالوں 06-2005، 07-2006 اور 08-2007 میں ہر ماہ ہر یونین کونسل کو Goods Export Tax کی مد میں بالترتیب مبلغ

-/66000روپے،-/91000روپے اور-/105096روپے کی گرانٹ ملتی رہی۔

II- پچھلے تین سالوں 06-2005، 07-2006 اور 08-2007 میں ہر ماہ ضلع کی 51 یونین کونسل کو Goods Export Tax کی مد میں بالترتیب مبلغ -/3366000، -/4641000 اور -/5359910 روپے کی گرانٹ ملتی رہی۔

III- پچھلے تین سالوں میں ہر یونین کونسل کو Goods Export Tax کی مد میں سے مبلغ-/3145151روپے کی گرانٹ ملی ہے۔

IV- پچھلے تین سالوں میں ضلع خوشاب کی 51 یونین کونسل کو Goods Export Tax کی مد میں سے مبلغ -/160402752روپے کی گرانٹ ملی جس کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

## ضلع راولپنڈی یونین کونسلز سیکرٹریز اور درجہ چہارم کنٹریکٹ ملازمین کے مسائل و دیگر تفصیلات

*923: راجہ شوکت عزیز بھٹی: کیا وزیر مقامی حکومت و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ہر یونین کونسل میں سیکرٹری یونین کونسل اور درجہ چہارم ملازمین کنٹریکٹ پر بھرتی کئے گئے؟

(ب) اگر جواب ہاں میں ہے تو ضلع راولپنڈی میں کتنے سیکرٹری یونین کونسل اور درجہ چہارم ملازمین کنٹریکٹ پر بھرتی کئے گئے نیز ان میں سے کتنے سیکرٹری یونین کونسل اس وقت اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں اور کتنے خدمات سرانجام نہیں دے رہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ جو سیکرٹری یونین کونسل اور درجہ چہارم ملازمین اپنی خدمات سرانجام نہیں دے رہے، انہیں ان کی خدمات سرانجام دینے سے روکا گیا ہے؟

(د) کیا ان تمام سیکرٹری یونین کونسلوں اور درجہ چہارم ملازمین کو اب تک ان کی خدمات کے صلہ میں تنخواہیں دی جا رہی ہیں یا نہیں؟

(ہ) کیا جن سیکرٹری یونین کونسلوں اور درجہ چہارم ملازمین کو کنٹریکٹ کے مطابق اپنی خدمات سرانجام دینے سے روکا گیا، انھیں تنخواہیں وغیرہ دی گئی ہیں یا نہیں، اگر جواب نہ میں ہے تو ان کا قصور کیا ہے؟

(و) کیا حکومت مذکورہ یونین کونسل سیکرٹریز اور درجہ چہارم ملازمین کو ان کی کنٹریکٹ کے مطابق خدمات سرانجام دینے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے نیز جو اسامیاں خالی ہیں، ان پر انہیں لگایا جائے گا یا نہیں؟

(ز) مذکورہ بالا سیکرٹریز یونین کونسل اور درجہ چہارم ملازمین کو گزشتہ پانچ چھ ماہ کی تنخواہ دی جائے گی یا نہیں؟ جب سے ان کو کنٹریکٹ پر بھرتی کیا گیا ہے؟

(ک) اگر جواب نہ میں ہے تو کیا یہ رولز کی خلاف ورزی نہ ہے؟

**وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ (سردار دوست محمد خان کھوسہ):**

(الف) سیکرٹری یونین کونسل کی 45 فیصد آسامیوں پر بھرتی کی گئی تھی، جب کہ درجہ چہارم ملازمین کی تمام خالی آسامیوں پر بھرتی کی گئی تھی۔

(ب) ضلع راولپنڈی میں 105 سیکرٹری یونین کونسل 204 نائب قاصد/چوکیدار بھرتی کئے گئے تھے، اس وقت 102 سیکرٹری یونین کونسل اور 200 درجہ چہارم ملازمین اپنی خدمات یونین کونسلز میں سرانجام دے رہے ہیں۔

(ج) اس قسم کا کوئی کیس دفتر ڈی او (سی او) راولپنڈی کے نوٹس میں نہ ہے۔اس سلسلہ میں یونین سیکرٹریز سے بذریعہ ٹیلی فون رپورٹ لینے پر انہوں نے بتایا کہ ان کے نوٹس میں بھی اس قسم کا کوئی کیس نہ ہے۔ کسی ملازم کو اس کی حاضری رپورٹ کے بعد خدمات سرانجام دینے سے نہیں روکا گیا۔

(د) تنخواہوں کی ادائیگی یونین کونسل اپنے فنڈز سے کرتی ہے اور تنخواہ کا ریکارڈ بھی وہی مرتب کرتے ہیں۔اس سوال کا جواب بھی ٹیلی فون یونین سیکرٹریز سے لیا گیا۔ انہوں نے تصدیق کی ہے کہ جن ملازمین نے یونین کونسل میں حاضری رپورٹ بروقت دی تھی ان کو باقاعدگی سے تنخواہ دی جا رہی ہے۔

(ہ) دفتر ڈی او (سی او) راولپنڈی نے ملازمین کو کنٹریکٹ پر بھرتی کیا تھا اور جگہ تعیناتی کے آرڈر جاری کئے تھے لہذا کسی ملازم کی تنخواہ روکنے کا معاملہ دفتر ہذا کے نوٹس میں نہ ہے اور نہ ہی دفتر ہذا سے کسی ملازم کی تنخواہ روکنے کے احکامات جاری کئے گئے ہیں۔

(و) حکومت مذکورہ سیکرٹریز یونین کونسل اور ملازمین درجہ چہارم کو ان کے کنٹریکٹ کے مطابق خالی آسامیوں پر تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

(ز) جن ملازمین کو جگہ تعیناتی پر بھیجا گیا اور جنہوں نے اپنی حاضری بروقت دے دی تھی ان کو متعلقہ یونین کونسل تنخواہیں ادا کر رہی ہے، اس کے علاوہ اگر کسی ملازم نے جائے تعیناتی پر بروقت حاضری نہ دی ہے تو اس کو یونین کونسل تنخواہ نہیں دے سکتی۔

(ک) اگر کسی فرد نے جائے تعیناتی پر مقررہ وقت پر حاضری نہ دی ہے اور وہ اتنا عرصہ گزرنے کے بعد تنخواہ کی ادائیگی کا مطالبہ کرتا ہے تو یہ امر قانون کے خلاف ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 559 صفحہ 15 پر تھا۔ میں نے ایک specific scheme کے بارے میں پوچھا تھا۔ اس کا جواب دیا گیا ہے کہ "ایسی کوئی سکیم موجود نہیں ہے۔" میرے پاس اس سکیم کے بارے میں رجسٹری موجود ہے، ایک خاتون شہناز اختر ہیں جن کو اس سکیم کی رجسٹری کی گئی ہے۔ آپ اس ہاؤس کے custodian ہیں، جب محکمہ اتنی بڑی غلط بیانی ہاؤس کے اندر کرے گا اور غلط جواب دیا جائے گا تو میں آپ سے اس پر رولنگ چاہتی ہوں۔ میں اس پر تحریک استحقاق بھی پیش کروں گی کیونکہ ہاؤس میں غلط بیانی سے کام لے کر میرا استحقاق مجروح کیا گیا ہے۔ میرے سوال کا محکمے نے غلط جواب دیا ہے۔ میرے پاس اس کا ثبوت موجود ہے کہ شہناز اختر نامی ایک خاتون کے نام پر اس سکیم کے بارے میں رجسٹری کی گئی ہے۔ آپ اس پر اپنی رولنگ صادر فرمادیں کہ اس پر کیا ایکشن لیا جانا چاہئے کیونکہ آپ اس ہاؤس کے custodian ہیں۔ وقفہ سوالات کا مطلب صرف ڈنگ ٹپاؤ پالیسی نہیں ہونا چاہئے۔ اگر غلط جواب دیا گیا ہے تو اس کی سزا کیا ہونی چاہئے؟ یہ آپ بتادیں؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب باہر گئے ہیں، ابھی آجاتے ہیں تو آپ کی بات کا جواب دے دیتے ہیں۔ تحریک استحقاق پیش کرنے سے آپ کو کوئی نہیں روک سکتا۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! تحریک استحقاق تو میں دوں گی لیکن یہ آپ کی dignity کا معاملہ ہے کہ آپ کے ہاؤس کے اندر محکمے نے غلط جواب دیا ہے۔ اس کا جواب وزیر قانون نے دینا ہے اور نہ کسی اور نے دینا ہے۔ اس ہاؤس کے اندر جو rules and regulation ہیں اور جو اس کی dignity آپ نے کرنی ہے اس لئے آپ حکم صادر فرما سکتے ہیں کہ اس پر کیا کیا جائے گا اور محکمے کے لوگوں کے ساتھ کیا سلوک ہونا چاہئے جنھوں نے غلط جواب دیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، راجہ صاحب!

سینئر وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! اگر کوئی بھی ممبر یہ ثابت کرے گا کہ محکمے نے غلط جواب دیا ہے تو اس محکمے کے خلاف کارروائی ہو گی اور حکومت اس پر ایکشن لے گی۔

(نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں رجسٹری کی کاپی آپ کو بھجوا رہی ہوں۔ آپ اس کو دیکھ لیں۔

جناب سپیکر: جی، بھجوائیں اور اپنی تحریک استحقاق بھی جمع کروا دیں۔

جناب محمد یار ہراج: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں ایک اہم مسئلے کی طرف معزز ایوان کے ممبران کی توجہ دلانا چاہتا ہوں جس کی وجہ سے اس ایوان کی کارروائی اور اس ایوان کی dignity in question ہو گئی ہے اور اس صوبے کی عوام کی dignity in question ہو گئی ہے۔

لاء منسٹر صاحب کی ایک پریس کانفرنس ہوئی ہے جس میں انھوں نے کہا ہے کہ گورنر پنجاب شراب پیتے ہیں، گورنر ہاؤس میں خواتین آتی ہیں اور ڈانس ہوتے ہیں۔ انھوں نے اس قسم کی statement پریس میں دی ہے۔ مجھے اس سے بہت افسوس ہوا ہے۔ میں صرف اس کی وضاحت چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: میری بات سنیں۔ ایوان کا یہ قیمتی وقت ہے۔ میں آپ کا شکر گزار ہوں گا کیونکہ اس کے لئے آپ کے پاس media موجود ہے، ٹی وی چینلز موجود ہیں، kindly آپ اُدھر رابطہ کیجئے۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! Statement کو challenge کیا گیا ہے۔ یہ اسمبلی کی عزت کا مسئلہ ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ براہ مہربانی تشریف رکھیں۔

جناب آصف منظور موہل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب آصف منظور موہل: جناب سپیکر! میری آپ سے ایک التجا ہے کہ یہاں پر ہر issue پر جس کا دل کرتا ہے اٹھ کر اپنی بات کر دیتا ہے مگر اصل مسئلہ عوام کا ہے جنہوں نے ہمیں اس ایوان میں بھیجا ہے، جن کی خواہش ہے کہ ان کے مسائل ان کے ایم پی ایز اس floor پر آ کر حل کروائیں۔ میرا ایک سوال نمبر 735 ہے، میری گزارش ہے کہ اس کو آپ pending کر دیں کیونکہ اس میں پینے کے پانی کا مسئلہ ہے۔ اس کے جواب میں جو رپورٹ دی گئی ہے یہ انتہائی غلط دی گئی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس کو آئندہ شامل کیا جائے اور اس کی ایک مفصل رپورٹ دی جائے۔ میری آپ سے request ہے کہ آپ اس پر خود بحیثیت سپیکر action لیں۔

جناب سپیکر: آج کے جوابات سے اگر آپ مطمئن نہیں ہیں تو میرے خیال میں اور بھی دوست ہیں جنہوں نے اس میں اطمینان کا اظہار نہیں کیا۔ ہم اس مسئلے کو دوبارہ take up کریں گے۔

جناب آصف منظور موہل: جناب سپیکر! اس ہاؤس کے توسط سے میری ایک اور تجویز ہے کہ اتنا بڑا ایجنڈا بنانے کی پھر کیا ضرورت ہے اگر ہم یہاں پر بات ہی نہیں کر سکتے۔ میرا خیال ہے کہ اس ایک گھنٹے کے اندر آپ تین سے چار سوال لے سکتے ہیں۔ لہذا میری یہ گزارش ہے کہ اتنا ایجنڈا بنائیں جس کو ہم آج dispose of کر دیں۔ شکریہ

جناب سپیکر: دیکھیں۔ ہم نے ایجنڈے کے مطابق چلنا ہوتا ہے اور جن صاحبان کے سوال آتے ہیں ان کو ہم نے ایجنڈے پر رکھنا ہوتا ہے۔ یہ صوابدید تو ہاؤس کی ہے کہ وہ اس پر کتنا ٹائم صحیح طرح سے استعمال کرنا چاہتے ہیں اور کتنا ٹائم وہ پوائنٹ آف آرڈر پر لگانا چاہتے ہیں۔ یہ تو آپ کو خود احساس ہونا چاہئے کیونکہ ٹی وی بھی آپ کو دیکھ رہا ہے اور آپ تمام ماشاء اللہ عوام کے نمائندے ہیں، اپنے وقت کا احساس کیجئے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 524 ہے، اس کو pending فرما دیں۔

جناب سپیکر: جی، وہ سارے pending ہو گئے ہیں۔

## تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔

محترمہ یاسمین خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میرا speaker on کروادیں۔

جناب سپیکر: سپیکر بھی بیٹھا ہے اور on بھی ہے۔ آپ بات کریں۔

محترمہ یاسمین خان: جناب سپیکر! پنجاب حکومت نے کچھ عرصہ پہلے تندور پر روٹی کی قیمت دو روپے کی تھی لیکن کل مجھے معلوم ہوا ہے کہ روٹی چھ روپے کی مل رہی ہے۔

جناب سپیکر: آپ یہ شکایت متعلقہ forum پر کریں۔ شکریہ۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر سردار خالد سلیم بھٹی صاحب کی طرف سے ہے۔ اس کا جواب آنا تھا۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ take up ہو چکی ہے اور اس کا جواب بھی آ گیا تھا۔ متعلقہ افسر جن کے متعلق معزز رکن کو شکایت تھی، ان کی میٹنگ میرے دفتر میں ہو چکی ہے اور یہ معاملہ resolve ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر: حل ہو چکا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جی۔ جناب سپیکر! اس کو dispose of فرمادیا جائے۔

جناب سپیکر: بقول لاء منسٹر صاحب کے کہ یہ معاملہ resolve ہو چکا ہے لہذا یہ تحریک dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 24 لیفٹیننٹ کرنل (ر) محمد شبیر اعوان صاحب کی طرف سے ہے۔

سینئر وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں اس میں عرض کرتا ہوں۔۔۔ (شور و غل)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر۔ یہ گپ شپ ختم کریں اور غور سے بات سنیں۔ جی، سینئر منسٹر صاحب!

سینئر وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! یہ جو کرنل شبیر صاحب نے تحریک استحقاق دی ہے اس واقعہ میں انہوں نے مجھے بھی فون کیا تھا۔۔۔

## کورم کی نشاندہی

سیدہ ماجدہ زیدی: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں کورم کی نشاندہی کرتی ہوں۔

جناب سپیکر: اب کورم point out ہو گیا ہے۔ ویسے بیٹھے ہوئے تو ایسی بات نہیں ہونی چاہئے تھی لیکن چلیں آپ کی مرضی ہے کیونکہ یہ آپ کا حق ہے۔ گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

جناب سپیکر: کورم پورا نہیں ہے۔ پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب سپیکر: دوبارہ گنتی کی جائے۔ ممبران اپنی اپنی نشستوں پر تشریف رکھیں۔

(اس مرحلہ پر دوبارہ گنتی کی گئی)

جناب سپیکر: کورم پورا نہ ہے لہذا 20 منٹ کے لئے ہاؤس ملتوی کیا جاتا ہے۔

(کورم کی نشاندہی پر 20 منٹ کے وقفہ کے بعد
جناب سپیکر 12:00 بجے کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: گنتی کی جائے۔۔۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

جناب سپیکر: کورم پورا ہے لہذا اجلاس کی کارروائی شروع کی جاتی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

آوازیں: شیم، شیم۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب!۔۔۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ ہمیشہ رولز کے مطابق ہاؤس چلاتے ہیں اور یہاں پر جو ممبر رولز کے مطابق کام کرتا ہے اسے appreciate کرتے ہیں اور اگر یہاں پر کوئی تضحیک آمیز رویہ اپنایا جاتا ہے تو آپ اس کو discourage بھی کرتے ہیں۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جب یہاں سے کورم point

out کیا گیا تو یہ rules کے اندر دی ہوئی provision ہے۔اگر یہ اتنی ہی بری چیز ہے تو پھر یہاں اتنی brute majority بیٹھی ہے اسے وہاں سے delete کروادیں۔ میں دوسری یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ شیم تو ان پر ہے کہ ان کا کورم پورا نہیں تھا اور آپ نے انھیں 20 منٹ دیئے حالانکہ ان کی ڈیوٹی بنتی ہے کہ یہ کورم پورا کریں لیکن جو rules کے مطابق کام کر رہے ہیں یہ ان کو شیم کہہ رہے ہیں۔آپ نے دیکھا کہ کورم پورا نہیں تھا تو ہمارے ایک ممبر نے نشاندہی کی تو اس کے نتیجے میں ان کے ڈپٹی سیکرٹریز نے ان کی دوڑیں لگوائی ہیں۔میں استدعا کرتا ہوں کہ اس چیز کی روایت نہ پڑنے دیں کہ خواتین کی تضحیک کی جائے جبکہ وہ rules کے مطابق کام کر رہی ہوں۔آج ہماری ممبر ماجدہ زیدی نے rules کے مطابق کام کیا۔اگر آئندہ کسی شخص نے بھی نام لے کر یا انگلی point out کر کے بات کی تو پھر ہم یہاں پر ہر قسم کے احتجاج کا حق محفوظ رکھیں گے۔

جناب سپیکر: میں محترمہ کا شکر گزار ہوں کہ انھوں نے کورم point out کیا۔اس وقت واقعی کورم نہیں تھا لیکن میرے وہ بھائی جو اس وقت یہاں موجود نہیں تھے اب انھوں نے محسوس کر لیا ہے۔ بہر حال اب کورم پورا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان) جناب سپیکر! میں محترم قائد حزب اختلاف چودھری ظہیر الدین صاحب کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ بالکل یہ بات rules کے مطابق ہے کہ کوئی بھی ممبر کورم point out کر سکتا ہے۔شرعاً بھی بہت ساری چیزیں ایسی ہیں جو جائز ہیں لیکن انتہائی ناپسندیدہ ہیں۔قانون سازی اور سرکاری کارروائی کرتے وقت کورم point out کرنا اپوزیشن کا روایتاً اور otherwise بھی right تسلیم کیا گیا ہے لیکن وقفہ سوالات، تحاریک التوائے کار اور خاص طور پر جب تحاریک استحقاق چل رہی ہوں تو اس دوران آج تک کبھی کسی نے کورم point out نہیں کیا۔یہ انتہائی ناپسندیدہ عمل ہے۔ انھوں نے یہ پہلی مثال پیش کی ہے۔

جناب سپیکر: مثالیں بھی تو بنانا پڑتی ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): انھوں نے یہ پہلی مثال پیش کی ہے یہ اتنے سینئر پارلیمنٹیرین ہیں، یہ خود یہاں تشریف فرما تھے اور انھوں نے خود ہی لوگوں کو اشارے کر کے باہر بھیجا اور تحاریک استحقاق کے دوران کورم point out کیا۔

آوازیں: شیم، شیم۔

**قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان):** جناب سپیکر! میں personal explanation پر بات کرنا چاہتا ہوں۔ رانا صاحب نے فرمایا کہ کچھ چیزیں ناپسندیدہ ہوتی ہیں۔ ہمارا سیشن چل رہا ہے اور سارے معاملات ہاؤس میں لائے جا سکتے تھے لیکن انھوں نے ایک ناپسندیدہ حرکت کی اور سڑک پر کھڑے ہو کر گورنر کے متعلق بیان دیا۔ اگر وہ واقعی ہی صحیح ہے تو وہ بہت بری بات ہے۔ انھوں نے کہا کہ کارروائی کریں گے لہذا انھیں گورنر کے خلاف کارروائی کرنی چاہئے لیکن اگر وہ بات غلط ہے تو پھر وہ اس سے بھی بُری بات ہے چونکہ گورنر وفاق کا نمائندہ ہوتا ہے، اگر کوئی بات ہے تو ایوان میں لانی چاہئے۔ انھوں نے بھی سڑک پر کھڑے ہو کر ایک ناپسندیدہ کام کیا ہے۔

## تحاریک استحقاق

(۔۔۔جاری)

**جناب سپیکر:** چودھری صاحب this is not matter in issue اب تحاریک استحقاق کی طرف جا رہے ہیں لہذا مہربانی کر کے پوائنٹ آف آرڈرز سے پرہیز کیجیے گا۔ سینئر وزیر راجہ ریاض صاحب تحریک استحقاق نمبر 24 کا جواب دے رہے ہیں۔

## سی پی او راولپنڈی کا اڈیالہ جیل میں عمر قید کے مجرموں کو ان کے حقیقی بھائی کی نماز جنازہ میں شرکت کی اجازت نہ دینا

(۔۔۔جاری)

**سینئر وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد):** جناب سپیکر! میں تحریک استحقاق کا جواب نہیں دے رہا بلکہ میں کرنل شبیر صاحب کی تحریک استحقاق کے حوالے سے عرض کرنا چاہوں گا کہ جس موصوف کے خلاف یہ تحریک ہے میری بھی ان سے بات ہوئی تھی انھوں نے اس معاملے میں بہت زیادتی کی ہے لہذا وزیر قانون سے درخواست ہے کہ مہربانی کر کے اسے مجلس استحقاقات کے حوالے کیا جائے۔

**جناب سپیکر:** جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! کل یہ معاملہ discuss ہوا تھا اور میں اس بارے میں factual position and facts محترم کرنل صاحب کے علم میں لایا تھا۔ اگر اس کے باوجود بھی وہ یہ چاہتے ہیں اور سینئر منسٹر صاحب نے بھی فرمایا ہے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔آپ اس تحریک استحقاق کو کمیٹی کے سپرد کر دیں۔

جناب سپیکر: یہ تحریک استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جاتی ہے۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: شکریہ۔

جناب سپیکر: اگلی تحریک استحقاق سردار شہزاد رسول جتوئی صاحب کی ہے۔ یہ بھی آج تک pending تھی۔

آوازیں: یہ کل تک pending کر دی جائے۔

جناب سپیکر: کیا یہ اجلاس کے ساتھ day to day چلے گی؟ شہزاد صاحب ہیں؟

سینئر وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! آج انھیں کوئی مصروفیت تھی اور انھوں نے مجھے کہا تھا کہ اسے pending کرا دیں۔

جناب سپیکر: جی، یہ pending کی جاتی ہے۔اگلی تحریک استحقاق ملک جاوید اعوان صاحب کی ہے۔

آوزیں: dispose of کر دیں۔

جناب سپیکر: انھوں نے کس کو کہا تھا؟

آوزایں: حسن مرتضیٰ کو کہا تھا۔

جناب سپیکر: یہ اس بارے میں سٹیٹمنٹ دیں گے کہ انھوں نے ان سے کہا تھا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! یہ ویسے ہی کہہ رہے ہیں، میں نے تو کوئی بات ہی نہیں کی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ان کو جس آفیسر کے خلاف شکایت تھی اسے وہاں سے تبدیل کر دیا گیا ہے لہذا ان کا grievance redress ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر: تو آپ چاہتے ہیں کہ dispose of کر دی جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جی، اسے dispose of کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک استحقاق dispose of کی جاتی ہے-اگلی تحریک جناب محسن خان لغاری صاحب کی طرف سے ہے۔

## ڈی سی او ڈیرہ غازی خان کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ نامناسب رویہ

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے-معاملہ یہ ہے کہ میں نے DCO ڈیرہ غازی خان کیپٹن اسد اللہ خان کو مفاد عامہ کے ایک کام کے سلسلہ میں متعدد مرتبہ فون پر رابطہ کر کے بتایا لیکن اس پر کوئی پیشرفت نہ ہوئی تو میں نے مورخہ یکم ستمبر 2008 کو DCO صاحب کو خط تحریر کر کے بذریعہ ڈاک اور فیکس بھجوایا جس پر مجھے کوئی تحریری جواب موصول نہ ہوا ہے-میں نے تین ہفتے گزرنے کے بعد دوبارہ reminder بھجوایا تو پھر بھی آفیسر موصوف نے کوئی جواب نہ دیا-میں ایک عوامی نمائندہ ہوں اور نمائندہ ہونے کی حیثیت سے لوگوں کے مسائل کے حل اور مفاد عامہ کے معاملات کو نمٹانے کے لئے مختلف دفاتر سے رجوع کرنا پڑتا ہے اور بعض اوقات تحریری خطوط بھی لکھے جاتے ہیں لیکن ایک سرکاری آفیسر کا عوامی نمائندہ کا متعدد مرتبہ فون کر کے معاملہ کو حل نہ کرانا، حتیٰ کہ تحریری خطوط کا بھی کوئی جواب نہ دینا عوامی نمائندے کی توہین ہے۔DCO کے اس نامناسب رویہ کے باعث میرا استحقاق مجروح ہوا ہے-لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: آپ کوئی شارٹ سٹیٹمنٹ دینا چاہتے ہیں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میرے حلقے کا ایک بہت ضروری کام تھا، جیسے میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ میں نے ان سے ملاقات بھی کی اور ٹیلی فون پر بھی بہت دفعہ کہا لیکن انھوں نے ہر دفعہ مجھے ٹرخا دیا، یہی کہتے رہے کہ کام ہو جائے گا، کر رہے ہیں جب میں نے دیکھا کہ زبانی بات چیت سے کوئی بات نہیں ہو رہی تو پھر میں نے تحریری طور پر لکھ کر رجسٹرڈ ڈاک کے ساتھ بھیجا اور اس رجسٹری کی رسید بھی میرے پاس ہے اور جو فیکس کیا تھا اس کی confirmation بھی میرے پاس ہے-اس کے باوجود ان کا کوئی رد عمل نہیں تھا، کوئی response نہیں تھا، پھر میں نے

تین ہفتے بعد دوبارہ یہی exercise کی اس کے باوجود ان کی طرف سے کوئی جواب نہیں آیا۔اس کا مطلب ہے کہ اراکین اسمبلی کی طرف سے لکھی ہوئی درخواست کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔کیا میں اپوزیشن سے تعلق رکھتا ہوں اسی لئے میرے ساتھ زیادتی کی جارہی ہے کہ ایک اپوزیشن ممبر کا زبانی کے علاوہ لکھی ہوئی بات کو بھی کوئی اہمیت نہیں دی جارہی؟اس سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے کیونکہ آج کی اپوزیشن کل کی حکومت اور کل کی اپوزیشن آج کی حکومت ہے۔

جناب سپیکر: ماشاء اللہ آپ نے بات کر دی ہے۔میرے لئے تمام معزز اراکین نہایت ہی قابل احترام ہیں چاہے وہ کسی بھی side سے ہوں۔آپ کے استحقاق کا خیال رکھنا میری ذمہ داری ہے۔رانا صاحب! آپ اس بارے میں فرمائیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم محسن خان لغاری صاحب نے شارٹ سٹیٹمنٹ میں جو بات کی ہے وہ بڑی درست بات ہے۔ہم تو اس بات پر ایمان رکھتے ہیں بلکہ یہ بات ثابت بھی ہے کہ کل کی اپوزیشن آج کی حکومت ہے اور آج کی حکومت کل کی اپوزیشن ہو سکتی ہے۔ مجھے افسوس ان لوگوں پر ہے کہ جب کل ہم یہ بات کرتے تھے تو وہ تسلیم نہیں کرتے تھے اور اب اپنی آنکھوں سے دیکھ کر بھی انھیں یقین نہیں آ رہا۔محسن لغاری صاحب ہمارے انتہائی محترم اور سینئر پارلیمنٹیرین ہیں،انھوں نے اس ایوان میں ہمیشہ بڑی معقول، مناسب اور reason based گفتگو کی ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ اس معزز ایوان میں بیٹھے ہر معزز رکن کا یہ حق ہے کہ اگر وہ کسی آفیسر سے ٹیلی فون پر بھی کوئی بات کرے تو اسے respond کرنا چاہئے۔اگر وہ آفیسر اس وقت اپنے آفس میں موجود نہ ہو تو پھر call back کرے۔جیسے لغاری صاحب نے کہا ہے کہ انھوں نے ان کو تحریری طور پر دو مرتبہ reminder بھی بھیجے ہیں لیکن انھوں نے respond نہیں کیا۔میں سمجھتا ہوں کہ یہ بالکل غلط معاملہ ہے اور حکومت اس قسم کے رجحانات کو کبھی بھی support نہیں کرے گی۔میں لغاری صاحب کے احترام میں اس تحریک کو بالکل oppose نہیں کرتا،آپ اسے مجلس استحقاقات کے سپرد کر دیں۔

جناب سپیکر: یہ تحریک،استحقاقات کمیٹی کے سپرد کی جاتی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: شکریہ۔

جناب سپیکر: جی، اگلی تحریک استحقاق نمبر 32 چودھری محمد طارق گجر صاحب کی ہے۔ طارق گجر صاحب! کیا یہ پہلے move ہو چکی ہے؟

چودھری محمد طارق گجر: جی، ہاں! یہ move ہو چکی ہے۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ رانا صاحب! کیا اس کا جواب آپ کے پاس آ گیا ہے؟

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون صاحب! کیا اس کا جواب آ گیا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب موصول ہو چکا ہے، اگر آپ کہیں تو میں پڑھ دیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پڑھ دیں۔

## ایڈیشنل رجسٹرار پنجاب یونیورسٹی گوجرانوالہ کیمپس کا رکن معزز اسمبلی کے ساتھ ہتک آمیز رویہ

(---- جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں لکھا ہے کہ پنجاب یونیورسٹی ممبران صوبائی اسمبلی پنجاب و دیگر ممبران پارلیمنٹ کو نہایت عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ عوام کے حقیقی نمائندہ ہونے کی وجہ سے یونیورسٹی کے تمام دفاتر اور شعبے کھلے دل سے خوش آمدید کہتے ہیں۔ رولز آف بزنس حکومت پنجاب، صوبائی اسمبلی کے استحقاقات اور قوانین کے مطابق اہم ترین سطح پر protocol دیا جاتا ہے۔

مذکورہ تحریک استحقاق کے ضمن میں وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی سے جواب طلب کیا گیا ہے۔ تحقیقاتی رپورٹ کے مطابق ایڈیشنل رجسٹرار، گوجرانوالہ کیمپس نے چودھری طارق گجر، ایم۔پی۔اے کے ساتھ نہایت ادب و احترام کا سلوک کیا اور ہر ممکن کوشش کی کہ رکن صوبائی اسمبلی کا استحقاق مجروح نہ ہو۔ بہر حال داخلہ کے ضمن میں merit پالیسی کی بالادستی کو یقینی بنانے کی کوشش کی گئی جو کہ رکن اسمبلی کو مطمئن نہ کر سکی۔ اس تمام تر غلط فہمی کے باوجود ایڈیشنل رجسٹرار

گوجرانوالہ نے جناب طارق گجر صاحب سے معذرت کی ہے کہ اگر کسی وجہ سے ان کی دل آزاری ہوئی ہو تو وہ معذرت خواہ ہیں۔

جناب سپیکر! میں اس میں محترم moverچودھری طارق گجر صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ آپ اس کو pendingفرمالیں اور ایڈیشنل رجسٹرار صاحب کو بلوا کر ان کے ساتھ بیٹھ کر بات کر لیتے ہیں۔ اگر ان کے درمیان یہ معاملہ resolveہو جائے تو بہتر ہے۔ چونکہ پنجاب یونیورسٹی ایک autonomous bodyہے اس لئے ہم یہ چاہتے ہیں کہ یہ معاملہ زیادہ طول نہ پکڑے۔ وہ ایڈیشنل رجسٹرار یہاں پر آکر ان کو مطمئن کر دیں گے۔ لہذا آپ اس تحریک کو دو دن یا ایک دن کے لئے pendingفرمادیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، چودھری صاحب!

جناب عبدالوحید چودھری: جناب سپیکر! میرے ساتھ بھی ایک ایسا واقعہ ہوا ہے۔ یہ رجسٹرار عادتاً ایسا ہی شخص ہے۔ جب سپیکر صاحب قائم مقام گورنر تھے تو میرے کہنے پر دو دفعہ انھوں نے وہاں فون کیا اور میں خود ذاتی طور پر تین دفعہ اس رجسٹرار کے پاس گیا تھا۔ وہ عادتاً ہی ایسا شخص ہے کہ وہ بالکل ایم۔پی۔اے کی عزت کرتا ہے اور نہ ہی کام کرتا ہے۔ جس بارے میں سپیکر صاحب نے فون کیا تھا وہ کام نہیں ہوا، دوسرے دن انھوں نے اپنی مرضی سے یہ کام کر دیا تو میری یہ گزارش ہے کہ گجر صاحب کی اس تحریک کو کمیٹی کے حوالے کر دیا جائے کیونکہ وہ ایسا ہی آدمی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، چودھری طارق گجر صاحب!

چودھری محمد طارق گجر: جناب سپیکر! میری بھی آپ سے یہی گزارش ہے کہ اس تحریک کو کمیٹی کے سپرد کیا جائے اسے pendingنہ کیا جائے کیونکہ اگر آج ان لوگوں کو ہم نے لگام نہ دی تو پھر مشکل ہو جائے گی۔ یہ کہتے ہیں کہ ہمیں چیف منسٹر، کسی وزیر یا ایم۔پی۔اے کا کوئی خیال نہیں ہے۔ اگر اسی طرح اراکین کی تذلیل ہوتی رہی تو پھر کیسے کام چلے گا؟ میں اس ایوان کی وساطت سے ان افسران کو بتانا چاہتا ہوں کہ آج کا وزیر اعلیٰ کسی ڈکٹیٹر کا پروردہ نہیں۔ آج کا منسٹر کسی سے بھیک مانگ کر منسٹر نہیں بنا۔ آج کا ایم۔پی۔اے کسی دھاندلی سے اس ایوان میں نہیں آیا۔ آج کا ایم۔پی۔اے عوام کے ووٹوں سے منتخب ہوا ہے لہذا اس کے استحقاق کو ملحوظ خاطر رکھنا ان افسران کی ذمہ داری ہے۔ ہم کسی ذاتی کام کے لئے نہیں جاتے بلکہ ہم عوامی مسائل کے لئے جاتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب! آپ کی بات بالکل صحیح ہے۔ بات صرف اتنی سی ہے کہ اس تحریک کا جواب آج ہی آیا ہے۔ رانا صاحب نے یہ کہا ہے کہ اس کو pending کر لیں وہ اس رجسٹرار کو بلا لیں گے۔ پچھلی تحریک استحقاق پر جس طرح کا حکومت کا role رہا ہے اور جس طرح سے وزیر قانون صاحب یہاں پر تحاریک استحقاق کے بارے role play کرتے رہے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ اس بارے میں بھی ایسا ہی ہو گا۔ آپ امید رکھیں، دو دن کے لئے اس کو pending کر دیتے ہیں۔

چودھری محمد طارق گجر: جناب! میری آپ سے درخواست ہے کہ اسے کمیٹی کے سپرد کیا جائے، ادھر آکر وہ جواب دے لے گا۔ اس کو ادھر کمیٹی میں آنے میں کیا دشواری ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: اس بارے میں گورنمنٹ کو کوئی reply تو دے لینے دیں۔ اگر پرسوں تک کوئی فیصلہ نہیں ہوتا تو پھر آپ بھی یہاں پر ہیں اور ہم بھی یہاں پر ہیں۔

چودھری محمد طارق گجر: جناب سپیکر! ایڈیشنل رجسٹرار کو اسمبلی میں بلوایا جائے تاکہ اسے اسمبلی کے وقار کا پتا چلے۔ اس کے گھر بیٹھے بیٹھے یہ مسئلہ حل نہیں ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ نے تحریک استحقاق move کر دی ہے۔ وزیر قانون صاحب نے کہا ہے کہ آج ہی جواب آیا ہے لہذا وہ ان سے بات کر لیں، اگر اسے بلانا ہو گا تو ضرور بلائیں گے۔ یہ تحریک کمیٹی کو بھیجنا ضروری ہوئی تو ضرور بھیجیں گے لیکن وزیر قانون صاحب کو اپنی ایک تسلی تو کر لینے دیں۔ آپ کی بات بالکل جائز ہے۔

چودھری محمد طارق گجر: جناب سپیکر! ہم جو کچھ کہہ رہے ہیں کیا اس پر آپ کو یقین نہیں ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: مجھے تمام ممبران پر اعتبار ہے اور ایک بات میں مزید بتا دوں کہ آج کوئی گورنمنٹ official جو اس ہاؤس کی عزت نہیں کرے گا وہ اپنے عہدے پر بالکل نہیں رہے گا۔ ان کو دو دن کا وقت دیں۔ وہ دو دن تک جو اس کا جواب دیں گے اس کے مطابق بالکل کارروائی ہو گی تو یہ تحریک استحقاق دو دن کے لئے pending کی جاتی ہے۔ بہت شکریہ

جناب طاہر اقبال چودھری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب طاہر اقبال چودھری: جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے میری رانا ثناء اللہ صاحب سے گزارش ہے کہ یہ جو استحقاق کا معاملہ ہے یہ بار بار حکومتی اراکین کی طرف سے اٹھایا جا رہا ہے کہ ان کا

استحقاق مجروح ہو رہا ہے۔اس کے لئے کوئی خصوصی احکامات صادر فرمائیں۔اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ جن لوگوں نے اس صوبے کا انتظام چلانا ہے وہ چیف ایگزیکٹو، وزیر اعلیٰ پنجاب اور گورنر پنجاب ہیں۔چونکہ ان کا استحقاق بھی بار بار اسی ایوان کے نمائندے مجروح کر رہے ہیں اس کی وجہ سے بیوروکریسی کو غلط پیغام جا رہا ہے اس لئے ہمیں اپنے رویوں کے اندر تبدیلی لانی چاہئے اور جن لوگوں نے اس ملک اور صوبے کا انتظام چلانا ہے ان کو مثبت انداز سے لیں۔جس طرح مجھ سے پہلے بھی بات ہوئی ہے کہ یہ بڑا serious مسئلہ ہے۔اس طرح کے الزامات نہ تو گورنر صاحب کو وزیر اعلیٰ صاحب کے متعلق لگانے چاہئیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ آپ کس طرح کی بات کر رہے ہیں؟ میری بات سنیں۔جب سپیکر بول رہا ہو تو طریقہ یہ ہوتا ہے کہ اس کی بات سن لی جاتی ہے۔یہاں پر ایک ممبر نے اپنی تحریک استحقاق پیش کی اور وزیر قانون کے بیان کے بعد اس کو دو دن کے لئے pending کر دیا گیا۔میری اپوزیشن کے ممبران سے بڑی مؤدبانہ گزارش ہے کہ ہم نے اس ہاؤس کو بڑی عزت و تکریم کے ساتھ چلانا ہے۔یہاں پر securing points نہ کی جائے، جو matters ہیں ان پر بات کی جائے۔یہ وقت آپ کے پاس قوم کی امانت ہے۔آپ نے اس کے اندر best perform کر کے دینا ہے اس لئے جو matters ہیں ان کے اوپر رہیں۔ہاؤس کی کارروائی کو آگے چلاتے ہیں۔اب تحریک استحقاق کا وقت ختم ہو چکا ہے۔جی، سینئر منسٹر صاحب!

سینئر وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! چونکہ رانا ثناء اللہ صاحب نے کل پریس میں بات کی تھی اور میں بھی یہی چاہتا تھا کہ اگر ہم نے اس حوالے سے بات کرنی ہے تو وہ بھی پریس میں کریں لیکن آج کافی دفعہ اس بات کا ذکر کیا گیا ہے تو اب میں اس کی وضاحت کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

جناب سپیکر! کل وہاں پر جو تصاویر دکھائی گئیں اور یہاں ہاؤس کے اندر بھی بار بار ان کا ذکر ہو رہا ہے تو میری آج گورنر پنجاب جو اس صوبے کے آئینی سربراہ ہیں سے بات ہوئی ہے۔وہ تصویر آج سے دو سال پہلے پی سی ہوٹل کی ہے جس میں نجم سیٹھی صاحب موجود تھے، Pakistan Mobilink کے سربراہ، ظہور خالد صاحب بھی موجود تھے اور دو سو لوگ ان کے علاوہ پی سی ہوٹل میں موجود تھے۔یہ دو سال پہلے ایک function تھا۔باقی ان کے بچوں کی جو تصویریں دکھائی گئی ہیں وہ ان کی بچی کی بہن کی شادی تھی، گورنر صاحب کی ایک بیٹی کی شادی تھی۔آپ کو پتا ہے کہ پنجاب

کی روایت کے مطابق جب بھائی یا بہن کی شادی ہو تو اس موقعے پر خواتین چھوٹے موٹے function کرتی ہیں، ہر گھر میں ہوتے ہیں تو میرا خیال ہے کہ یہ کوئی issue نہیں ہے۔اس بات کو issue نہیں بنانا چاہئے، یہ ان کی ذاتی زندگی ہے۔ جہاں تک گورنر ہاؤس کی بات ہے تو میں یہاں پر مکمل وضاحت سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ گورنر ہاؤس میں آج تک کوئی اس قسم کی activity ہوئی ہے اور نہ گورنر ہاؤس میں کوئی اس قسم کی activity ہوگی۔ میں ہاؤس کو یہ یقین دلاتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! سینئر منسٹر صاحب کی اس وضاحت کے بعد رانا ثناء اللہ صاحب کو پورے ہاؤس کے سامنے، پورے پنجاب کی عوام کے سامنے معذرت کرنی چاہئے کیونکہ انھوں نے کل جو بیان دیا ہے اگر دیکھا جائے تو یہ واقعی زیادتی ہے کہ ایک صوبے کا سربراہ جو کہ وفاق کا نمائندہ ہے اس کے خلاف بیان دیا جائے۔ میرا خیال ہے کہ اس طرح کی بیان بازی سے بہتر ہے کہ یہ دونوں partners مل کر حکومت چلائیں۔ خدارا! پھر 1977 اور 1999 کی تاریخ کو نہ دہرایا جائے کیونکہ کہا جا رہا ہے اور rumours ہیں کہ اگلے سال یا (ن) لیگ نہیں ہے یا وفاق میں پیپلز پارٹی نہیں ہے یا الیکشن کا سال ہے تو اس طرح کی rumours نہیں ہونی چاہیئں اللہ کرے کہ یہ دونوں partners مل کر پانچ سال پورے کریں اور صوبے کی عوام کی خدمت کریں ۔ عوام نے جو 18۔فروری کو mandate دیا ہے وہ عوام نے ان دونوں پارٹیوں کو مشترکہ mandate دیا ہے۔ خدارا! یہ اس تاریخ کو مت دہرائیں جو شاید ہم لوگوں نے وقت بھگتایا ہے۔ ماضی کو سامنے رکھ کر اچھے مستقبل کی بات کریں۔ یہاں کسان رو رہا ہے ہمارا شہری بھی رو رہا ہے۔ روٹی کپڑا اور مکان کا انہوں نے نعرہ لگایا ہے اس کو عملی جامہ پہنائیں۔ یہاں امن عامہ کا بھی مسئلہ ہے اس کو بہتر کریں اور good governance کی بات کریں۔ اگر انہوں نے لڑنا جھگڑنا ہے تو آپس میں بیٹھ کر ہی لڑائی جھگڑا کیا کریں۔ اخبارات کی زینت ان چیزوں کو مت بنایا کریں تاکہ ان غیر جمہوری قوتوں کو پھر سے موقع نہ مل جائے اور کل جیسے ہماری خواتین اراکین نے واک آؤٹ کیا وہ بھی پارلیمانی پارٹی میں فیصلے ہونے چاہییں۔ اس طرح کے فیصلے اور حکومتی معاملات اخباروں کی زینت نہیں بننے چاہیئں تاکہ یہ سلسلہ بہتر

رہ سکے۔ میری پھر آخر میں آپ سے یہ گزارش ہو گی کہ سینئر منسٹر کی اس وضاحت کے بعد رانا ثناء اللہ خان کو معذرت کرنی چاہئے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں محترم چیمہ صاحب اور دوسرے دوست جن کو کافی دیر سے وہ جو expect کر رہے تھے وہ جب انہیں یہاں نظر نہیں آیا تو ان کو کافی مروڑ اٹھ رہے تھے۔ بہر حال انہوں نے ایک مرتبہ بات کی، دوسری مرتبہ بات کی میں یہاں پر صرف اتنی بات کرنا چاہوں گا کہ اب گورنر ہاؤس میں بھی، پریذیڈنٹ ہاؤس میں بھی، چیف منسٹر ہاؤس میں بھی اور پرائم منسٹر ہاؤس میں بھی سیاسی جماعت کے لوگ بیٹھے ہیں۔ ان کا تعلق کسی ڈکٹیٹر سے ہے اور نہ ہی کسی آمر سے ہے اور اب ہر جگہ ہر کسی کے خلاف بات بھی ہو سکتی ہے، تنقید بھی ہو سکتی ہے اس کا جواب بھی آ سکتا ہے اور یہ ہمارا معاملہ ہے کہ وہ ہمیں وضاحت دیں یا ہم ان کو وضاحت دیں یہ ان کا معاملہ نہیں ہے اور آپ تسلی رکھیں۔ (ن) لیگ بھی رہے گی، پیپلز پارٹی بھی رہے گی جس نے نہیں رہنا وہ (ق) لیگ ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب والا! مجھے یہ اچھا محسوس ہوا ہے کہ رانا صاحب نے معذرات خواہانہ گفتگو کی ہے انہوں نے ایک بات یہ کہہ دی کہ چیف منسٹر ہاؤس پریذیڈنٹ ہاؤس اور نہ ہی گورنر ہاؤس کے اندر "مشرف ڈکٹیٹر" کا کوئی نمائندہ بیٹھا ہے۔ یہ آج اس بات پر قائم رہیں۔ بار بار کہتے ہیں کہ گورنر ہاؤس میں ڈکٹیٹر کا نمائندہ بیٹھا ہے۔ آج انہوں نے تسلیم کیا ہے اور یہ بہت اچھی بات ہے کہ وہاں پر بھی وفاق کا ایک جائز اور valid نمائندہ بیٹھا ہے۔ میں آپ کا مشکور ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں اس پر کافی بات ہو چکی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ قائد حزب اختلاف جب یہاں بیٹھے ہوتے تھے تو ایک دفعہ یہ سیٹ کے اوپر چڑھ کر ناچے تھے، ایک آمر کے لئے"۔ بات یہ ہے کہ۔۔۔

معزز اراکین حزب اختلاف: شیم شیم۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): بات یہ ہے کہ ۔۔

**MR. DEPUTY SPEAKER:** Silence in the House.

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان) گورنر صاحب جو ہیں ان کے متعلق میں نے یہ نہیں کہا جس طرح سے انہوں نے حوالہ دیا ہے۔ بد قسمتی یہ ہے کہ جن دنوں میں ان کی nomination ہوئی ان دنوں میں President House میں ایک آمر بیٹھا ہوا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب عبداللہ یوسف صاحب!

چودھری عبداللہ یوسف: جناب والا! میں جناب وزیر قانون کی خدمت میں ایک شعر بھی نہیں بلکہ ایک مصرع ہی عرض کروں گا۔ ابھی 24 گھنٹے بھی نہیں ہوئے۔ تو میں صرف اتنا کہوں گا کہ "ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا"

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ شیخ علاؤالدین صاحب!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب! آج آپ نے انتہائی اہم بات کی ہے کہ ہم یہاں جو بھی وقت لے کر بیٹھے ہیں یہ ہمارے پاس قوم کی امانت ہے اور ہمیں سب کو اس بات پر غور کرنا چاہئے لیکن میں آپ کی توجہ ہاؤس کے متعلق اخبارات کی رپورٹنگ کے متعلق دلانا چاہتا ہوں۔ کل آپ نے اتنی محنت کی یہاں اور جو ہمارے ساتھی ہیں انہوں نے تقریباً اڑھائی بجے تک انتہائی اہم معاملات کو discuss کیا۔ آپ نے بھی اس پر بہت محنت کی لیکن اخبارات میں اور خاص طور پر اردو پریس اور روزنامہ "جنگ" کی جو رپورٹنگ ہے اس میں یہ ہوا ہے کہ آج کا اخبار آپ اٹھا کر دیکھیں ہمارے لئے حج کوٹا اس طرح سے discuss کیا گیا ہے جیسے ہم اپنے کسی monetary فائدے کے لئے حج کوٹے کے اوپر لڑ رہے ہیں اور یقین کیجئے کہ حج کوٹا میں نے ان لوگوں کے لئے شروع کیا تھا کہ اس ایوان کے ہر رکن کا حق ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ حلقے کے جو لوگ ہیں کسی بھی بیماری کی وجہ سے یا عمر کی وجہ سے نہیں جا سکتے ہم ان کو accommodate کر سکیں اس لئے پانچ دس لوگوں کا کوٹا مل جائے۔ میں آپ کا بھی مشکور ہوں کہ آپ نے day one سے اس پر support بھی کیا لیکن اخبارات کا رویہ ایسا ہے کہ جب کوئی نمائندہ عوام کی بہتری کے لئے کام کرتا ہے یا بولتا ہے یا محنت کر کے کچھ کہنا چاہتا ہے۔ ہمارے یہ اخبارات اس کو بالکل represent نہیں کرتے۔ عوام کو بالکل نہیں بلاتے، ہمارے پاس اور کوئی راستہ نہیں ہے کہ ہم لوگوں کو بتا سکیں کہ ہم آپ کے لئے جو کچھ پڑھ لکھ کر آتے ہیں، میں آپ کو یہ

عرض کرنا چاہتا ہوں اور میں آپ کو حلفیہ یہ کہتا ہوں کہ میں نے جتنے بھی معاملات آج تک اس ایوان میں اٹھائے ہیں وہ purely عوام کی بہتری کے لئے، پنجاب کے لوگوں کی بہتری کے لئے اٹھائے ہیں اور میرا اس میں کوئی ذاتی مفاد نہیں تھا۔ میں آپ کو کل کا ایک چھوٹا سا review دیتا ہوں کہ کل قادر پور گیس فیلڈ کے متعلق آپ نے اور رانا ثنا اللہ صاحب نے مہربانی کی۔

جناب سپیکر! actually مقصد یہ تھا کہ سندھ کے عوام کو ایک پیغام جائے کہ ہم آپ کے ساتھ ہیں اور ہم جانتے ہیں کہ دنیا میں resources اور خاص طور پر oil resources کسی کو نہیں دیئے جاتے اور یہ آنے والی نسلوں کا بھی معاملہ ہے اور ہمارا بھی معاملہ ہے لیکن کہیں کوئی ذکر نہیں۔ میں آپ کو عرض کرتا ہوں کہ میں نے 15% defender پر رکھ کر lender اور deposit کے اوپر request کی۔ اس House کا شکر گزار ہوں کہ اس نے اس قرارداد کو پاس کیا۔ یقین کیجئے کہ کہیں کوئی ذکر نہیں اس کے علاوہ جناح باغ کو آپ نے خود محسوس کیا کہ وہ ایک انتہائی اہم مسئلہ ہے۔ کم resources کے لوگوں کے لئے آپ نے مہربانی کی تھی اور کہا تھا کہ ان کو بلائیں کہ ان کو جگہ دیں اور تین ماہ پہلے منسٹر صاحب نے اس floor پر کہا تھا کہ ان کو ہم نے جگہ دے دی۔ آپ یقین کیجئے، اخبار اٹھا لیجئے کہیں کوئی ذکر نہیں۔ میں آج آپ کے علم میں اور اس House کے علم میں یہ لانا چاہتا ہوں کہ پچھلے سیشن میں ایسا ہوا تھا کہ میری ایک پوری speech کو جس کے اندر facts & figures تھے کہ روزنامہ "جنگ" نے ایک اور معزز ممبر کے نام سے لکھ دیا جب میں نے اس پر احتجاج کیا، یہ سن رہے ہیں اور انہوں نے معذرت کی کہ جناب! ہم سے غلطی ہو گئی ہے اور آئندہ نہیں ہو گی تو میں یہ چاہتا ہوں کہ یا تو اپنے پریس کا کوئی نہ کوئی سسٹم بنایا جائے، عوام کو کچھ پتا نہیں ہے۔ کل کی اتنی محنت کے باوجود جو سب لوگوں نے یہاں بات کی لیکن عوام تک صرف یہ خبر گئی ہے کہ ہماری خواتین ممبران نے اپنے فنڈز کے لئے شیم شیم کیا اور ہم گھر چلے گئے۔

جناب سپیکر! میں اس پر انتہائی احتجاج کرتا ہوں اور میں یہ کہتا ہوں کہ اس پر فوری طور پر کوئی نہ کوئی فیصلہ کریں کہ آخر پریس ہم سے کیا چاہتا ہے اور ہم کیسے لوگوں کو بتائیں کہ ہم یہاں کچھ کرنے کے لئے آتے ہیں اور کچھ deliver کرتے ہیں؟ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لا منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثنا اللہ خان): جناب سپیکر! شیخ علاؤالدین صاحب نے جس معاملے کی طرف توجہ دلائی ہے تو میں محترم قائد حزب اختلاف سے بھی گزارش کروں گا کہ وہ بھی ذرا اس بات

پر توجہ مبذول فرمالیں۔ یہ بات بالکل درست ہے کہ کل قادر پور گیس فیلڈ والا معاملہ تھا تو اس میں، میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس پر جتنی یہاں پر مثبت بات ہوئی اور جس قسم کے خیالات کا اظہار دوستوں نے کیا تو وہ لازمی طور پر اس انداز میں پریس میں convey ہونا چاہئے تھا تاکہ ہمارے سندھ کے بھائیوں کو پتا چلے کہ ہم ان کے معاملات میں ان کے ساتھ کھڑے ہیں۔ باقی دیگر issues جن کا ذکر انہوں نے کیا ہے، یہ بھی بات درست ہے اور جو پرنٹ میڈیا ہے اس میں جو کوریج ہے وہ اسی انداز سے آنی چاہئے کہ جس انداز میں یہاں پر معاملات صوبے کے عوام کی بہتری کے لئے discuss ہوتے ہیں۔ اس میں اپوزیشن کا بھی ایک بڑا اہم role ہوتا ہے اور treasury benches سے بھی ممبران بڑا contribute کرتے ہیں تو اس کے لئے میری تجویز ہے کہ اس ایوان کی live coverage ہو جس کے لئے آپ نے کوئی فیصلہ تو کیا ہوا ہے۔ اس سلسلے میں معاملہ کافی آگے بڑھا ہے اور انشاءاللہ تعالیٰ اگلے سیشن تک live coverage والا معاملہ ہو جائے گا۔

اس میں میری دوسری تجویز یہ ہے کہ اگر سپیکر صاحب جب بھی سیشن شروع ہو تو اس کے شروع کے ایک دو دنوں میں ایک میٹنگ رکھیں جو ہمارے تمام صحافی بھائی جو گیلری میں ہمارے معاملات کو cover کرتے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ پریس گیلری اور صحافی بھائی بھی ایک بہت اہم حصہ ہیں اس ایوان کا بلکہ میں تو کہوں گا کہ اس صوبے کے آٹھ کروڑ عوام اور اس ایوان کے درمیان میں وہ ایسا رشتہ ہیں کہ جن کے ذریعے سے ہی یہاں پر ہونے والی کارروائی ہمارے حلقوں تک پہنچتی ہے، ہمارے لوگوں تک پہنچتی ہے اور ہمارے شہروں تک پہنچتی ہے اور اس کی انتہائی اہمیت ہے تو اس کے لئے ایک میٹنگ ان کے ساتھ ہو جایا کرے اور اس میں وہ بھی اپنے problems جو انہیں درپیش ہیں، جب بھی بات ہوتی ہے تو اس کے بارے میں وہ اظہار خیال کرتے ہیں تو ان کے problems کو بھی ہم جو زیادہ دیر میں حل ہونے والے ہیں ان کے لئے one session to another session ایک کمیٹی بنادیں یا ہاؤس کمیٹی کے ذمے لگادیں وہ بھی سارا معاملہ حل کریں اور ان کے جو day to day مسائل ہیں ان کا کوئی بہتر انداز سے حل ہو اور اس میٹنگ میں آپ قائد حزب اختلاف اور پارلیمانی پارٹی کے لیڈر صاحبان کو رکھیں، گورنمنٹ کی بھی نمائندگی ہو، اس میں بیٹھ کر ہم ان کے مسائل کو حل کریں اور انہیں اس بات کے اوپر مائل کریں کہ اس انداز سے اس ہاؤس کی coverage ہونی چاہئے کہ یہاں پر ہونے والی تمام تر discussion اسی انداز، اسی جوش اور اسی جذبے کے ساتھ ہمارے حلقوں اور پنجاب کے عوام تک پہنچے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ جی، لغاری صاحب! sorry میں نے پہلے ان سے commit کیا ہوا تھا۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میں ابھی ابھی میو ہسپتال لاہور سے آ رہی ہوں۔ صبح میرے کزن کو دل کا attack ہوا ہے وہ میو ہسپتال کے CCU میں ہیں تو ڈاکٹروں نے کہا ہے کہ اس کا علاج تب کریں گے جب آپ CM صاحب کا لیٹر لے کر آئیں گی۔ آپ مجھے بتائیں کہ میں CM صاحب کو کہاں پر ڈھونڈوں؟ آپ Health Minister سے ذرا request کر دیں کہ وہاں پر فون کر دیں۔ میں اس وقت بڑی پریشان ہوں۔ میں وہاں سے سیدھی آ رہی ہوں، صبح 6 بجے کی وہاں لے کر گئی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! آپ ملک ندیم کامران صاحب سے مل لیں، آپ کا مسئلہ ابھی حل کراتے ہیں۔ بہت شکریہ۔ جی، لغاری صاحب!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں اس پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، چودھری صاحب!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! ہاؤس کی کارروائی کو highlight کرنے کے لئے کمیٹی بنانے کی ضرورت ہو یا کسی وقت بھی ہماری طرف سے کسی قسم کا کوئی contribution چاہئے تو ہم اس کے لئے حاضر ہیں لیکن میں تھوڑا سا اپنی طرف سے یہ کہنا چاہوں گا کہ ہمارا میڈیا گیلری سے بڑی ذمہ داری کے ساتھ پہلے ہی اس کی coverage کر رہا ہے، اس کو بہتر کرنے کے انداز میں اگر کوئی بہتر تجاویز دی جا سکتی ہیں تو انہیں دی جانی چاہئیں لیکن یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ اپنا کام ٹھیک نہیں کر رہے البتہ پریس گیلری کے ساتھیوں کو زیادہ facilitate کرنے کے لئے میری تجویز ہے کہ اسمبلی کے ایک کمرے کے اندر چند ڈیسک مختص کر دیئے جائیں جہاں سے اپنی ای میلز یا کوئی بھی چیز جو expedite کرنی ہو یا جلدی بھیجنی ہو وہ کر سکیں۔ ہمارے پریس گیلری کے ساتھی ہماری عوام اور ہمارے ساتھیوں کے خیالات کو آگے لے کر جاتے ہیں۔ میں یہ دکھ کے ساتھ کہتا ہوں کہ پچھلی حکومتوں میں اور اس دفعہ بھی انہیں اتنا facilitate نہیں کیا گیا جتنا انہیں کیا جانا چاہئے تھا۔

## تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ اب تحریک التوائے کار نمبر 575۔ محترمہ انجم صفدر صاحبہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، disposed of ہوئی۔ اب اگلی تحریک التوائے کار 577 محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، یہ بھی disposed of ہوئی۔ اس کے بعد اگلی تحریک التوائے کار نمبر 589 بھی محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ یہ بھی disposed of ہوئی۔ اس کے بعد اگلی تحریک التوائے کار نمبر 591 بھی محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔

محترمہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! pending کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ان کی طرف سے تو کوئی request نہیں آئی۔ اس کے لئے application آنی چاہئے یا جس طرح سے آپ کہہ رہی ہیں تحریک التوائے کار نمبر 591 یہ pending کی جاتی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! محترمہ ثمینہ خاور حیات کی پہلے والی تحاریک بھی pending کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب تو میں disposed of کر چکا ہوں۔ اگر آپ پہلے کہہ دیتے تو میں باقی بھی pending کر لیتا۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 594 محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحبہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، disposed of کی جاتی ہے۔ اس کے بعد تحریک التوائے کار 598 شیخ علاؤالدین!

### حکومت پنجاب کے مختلف اداروں میں قائم پراجیکٹس میں تعینات منظور نظر افراد کو بھاری معاوضہ دینے سے حکومت کے مالی بوجھ میں اربوں روپے کا اضافہ

شیخ علاؤالدین: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ 100 ارب روپے سے زائد کی رقم 90 ایسے اداروں میں ضائع کی جا رہی ہے جو پچھلے 6 سال سے پنجاب کے

19 محکموں میں قائم کئے گئے۔حقیقتاً یہ ادارے منظور نظر لوگوں کو نوازنے کے لئے بہترین پناہ گاہیں ہیں۔جہاں پر تنخواہیں 1 لاکھ سے 5 لاکھ روپے ماہانہ تک دی جارہی ہیں۔ایک محتاط تخمینہ کے مطابق 15 ارب روپے ان منظور نظر لوگوں کی تنخواہوں،الاؤنسوں اور میڈیکل پر خرچ ہو چکے ہیں۔اگر یہ رقم بچالی جاتی تو پنجاب کے تمام ملازمین کی کم از کم 50 فیصد تنخواہیں بڑھائی جاسکتی تھیں۔ان محکموں میں قائم کردہ یہ تمام پراجیکٹس عوام کی زندگی میں تو کوئی انقلاب نہ لاسکے ہاں البتہ منظور نظر لوگوں کی زندگی میں وہ انقلاب لائے جن کا وہ تصور بھی نہ کر سکتے تھے۔غیر ملکی ایجنسیوں کے Foreign Funded Projects جو حقیقتاً آنے والی نسلوں پر قرضہ ہیں کو ترقی کی جھوٹی کہانیاں اور جعلی اعداد و شمار پیش کر کے سب اچھا ہے کا راگ الاپا جارہا ہے۔ایک اندازے کے مطابق 5000 افسران اور ٹیکنوکریٹس ان پراجیکٹس میں کام کر رہے ہیں جن کی ماہانہ تنخواہیں 2 لاکھ سے 10 لاکھ تک ہیں۔اس قسم کے 18 پراجیکٹس ایسے ہیں جن پر 67۔ارب کی رقم خرچ کی جارہی ہے۔42 ایسے پراجیکٹس کام کر رہے ہیں جن پر 1 کروڑ سے 10 کروڑ تک رقم خرچ کی جارہی ہے اور یہ تمام رقم ذاتی پسند اور ناپسند کے رواج کے تحت خرچ کی جارہی ہے۔ان حضرات سے ان کی کارکردگی کے بارے میں پوچھنے والا بھی کوئی نہیں ہے۔یہ انتہائی گھمبیر مسئلہ جس میں نہ صرف موجودہ بلکہ آنے والی نسلوں کا مفاد بھی خطرے میں ہے۔لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم شیخ صاحب نے ایک انتہائی اہم معاملے کی طرف توجہ دلائی ہے اور اس میں انہوں نے جو اعداد و شمار پیش کئے ہیں ان سے کسی حد تک انکار نہیں کیا جاسکتا تو اس سلسلے میں گورنمنٹ کا جواب ہے کہ حکومت پنجاب نے ایڈیشنل چیف سیکرٹری پنجاب کی سربراہی میں ایک کمیٹی تشکیل دی ہے جو projects and programmes میں دی جانے والی مراعات کا جائزہ لے رہی ہے اور کیونکہ یہ مسئلہ already حکومت کے نوٹس میں ہے حکومت اس کے اوپر کام کر رہی ہے تو میں محترم سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ فی الحال اس تحریک پر زور نہ دیں اور ایڈیشنل چیف سیکرٹری کی سربراہی میں جو کمیٹی بنی ہے تو میں اس بات کا اہتمام کروا دیتا ہوں کہ محترم شیخ صاحب اس میں اپنے اعداد و شمار کے ساتھ contribute کریں تاکہ ان کی کوششوں اور رہنمائی سے ایک موثر picture حکومت

کے سامنے آ جائے اور اس میں کوئی بہتری لائی جا سکے اور اگر یہ اس پر مطمئن نہ ہوں تو وہ دوبارہ اس معاملے کو اس ہاؤس میں لا سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں جس طرح شیخ صاحب کی input رہتی ہے تو شیخ صاحب کو اس کمیٹی کا ممبر بنا دیا جائے اور وہاں پر بیٹھ کر اس کے اوپر ساری بات ہو جائے تو یہ disposed of کی جاتی ہے۔

## سرکاری کارروائی

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔

ملک محمد وارث کلو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، کلو صاحب! sorry گھرال صاحب! میں بھول گیا تھا، کلو صاحب کے بعد میں آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔ جی کلو صاحب!

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میں نے کل عرض کیا تھا۔ میری دو تحاریک التوائے کار تھیں جنہیں پچھلے اجلاس میں بحث کے لئے منظور کر لیا گیا تھا تو کل آپ نے فرمایا تھا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سیکرٹری صاحب! میں نے کہا تھا کہ آپ پچھلا ریکارڈ نکلوائیں۔۔۔ کلو صاحب! آپ کی وہ تحاریکیں laps کر گئی تھیں لیکن ہوا یہ ہے کہ discussion ہوئی ہے۔ آپ لاء منسٹر کو مل لیں۔ وہ آپ کے ساتھ بیٹھ کر سارا معاملہ طے کر لیں گے۔ جی، گھرال صاحب!

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: جناب سپیکر! پچھلا اجلاس ایک دن کا تھا اس میں میری تحاریک التوائے کار کو اس اجلاس کے لئے pending کیا گیا تھا۔ وہ بڑی اہم تحاریک تھیں اس لئے ان کا جواب ضرور آنا چاہئے تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سیکرٹری صاحب بتا رہے ہیں وہ بھی lapse ہو چکی ہیں۔

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: جناب سپیکر! وہ pending کی تھیں تو lapse کس طرح ہو گئیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: سیکرٹری صاحب بتا رہے ہیں کہ وہ آٹھویں اجلاس میں pending کی تھیں اور نویں اجلاس میں lapse کر گئی تھیں۔ اب اس کے اندر جو matter ہے آپ لاء منسٹر صاحب سے مل لیں، میں بھی انہیں کہہ دیتا ہوں، انشاء اللہ تعالیٰ اس کا کوئی حل نکالتے ہیں۔۔۔

## آرڈیننس

(جو ایوان کی میز پر رکھا گیا)

## آرڈیننس (ترمیم) مالیہ اراضی پنجاب مجریہ 2008

**MR. DEPUTY SPEAKER:** The Punjab Land Revenue (Amendment) Ordinance, 2008. (Ordinance No. XI of 2008). Minister for Law may lay the Punjab Land Revenue (Amendment) Ordinance, 2008.

**MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS:(RANA SANULLAH KHAN)** Mr. Speaker! I lay the Punjab Land Revenue (Amendment) Ordinance, 2008.

**MR. DEPUTY SPEAKER:** The Punjab Land Revenue (Amendment) Ordinance, 2008 has been laid on the table of the House. It is deemed to be a Bill introduced in the House under Rule-91(6) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997. It is referred to the existing Special Committee with the direction to submit its report within one week.

**جناب محمد محسن خان لغاری:** جناب سپیکر! میری آپ کے توسط سے تمام اراکین اسمبلی سے گزارش ہے کہ ہمیں اپنے آپ کو dignity کے ساتھ carry کرنا چاہئے۔ میں نے بد قسمتی سے دیکھا ہے کہ ہماری اسمبلی کی پارکنگ میں دیکھیں کہ کافی ساری گاڑیاں ایسی ہوتی ہیں جن کی رجسٹریشن نہیں ہوئی ہوتی اور ان پر ایم پی اے لکھا ہوا ہے یا شیر کا نشان بنا ہوا ہے یا پیپلز پارٹی کا ترنگا بنا ہوا ہے جس وجہ سے وہ اپنی گاڑیوں کو رجسٹرڈ نہیں کرواتے۔ جب عوام یہ چیز دیکھتے ہیں کہ ممبران اسمبلی گاڑیاں رجسٹرڈ کرائے بغیر قانون کو توڑتے ہوئے آرہے ہیں تو ان پر ہمارا بڑا برا اثر پڑتا ہے۔ آپ مہربانی کر کے ممبران سے یہ درخواست کریں کہ وہ اپنی گاڑیوں کو رجسٹرڈ کرائیں اور ایم این اے یا ایم پی اے لکھنے سے ان کی گاڑی رجسٹریشن سے مستثنیٰ نہیں ہو جاتی۔ ہم اپنے آپ کو اگر dignity کے ساتھ

carry کریں گے تو عوام کی نظر میں ہماری کوئی عزت اور وقار بھی ہوگا۔ اگر یہ چھوٹے چھوٹے قانون ہم خود توڑ رہے تو ہم کیسے توقع رکھ سکتے ہیں کہ ہمیں کوئی عزت کی نظر سے دیکھے گا۔

جناب سپیکر! میری دوسری گزارش یہ ہے کہ جب اسمبلی کا اجلاس شروع ہوتا ہے یا ختم ہوتا ہے تو خاص طور منسٹر صاحبان کی گاڑیاں راستہ block کر دیتی ہیں۔ ہمارے یہاں پر announcement کا ایک سسٹم ہے کہ ڈرائیور صاحبان کو بلایا جا سکتا ہے۔ منسٹر صاحبان کی گاڑیاں سارا راستہ روک لیتی ہیں اور ان کے دیکھا دیکھی ہمارے اکثر نئے ممبران جو اپنے سینئرز سے ہی سیکھتے ہیں انھوں نے کس طرح اپنے آپ کو carry کرنا ہے۔ ان کے ڈرائیور بھی گاڑیاں کھڑی کر کے راستہ روک دیتے ہیں۔ میری آپ کے توسط سے درخواست ہے کہ آپ مہربانی کر کے سب لوگوں سے درخواست کریں اور اسمبلی کے سٹاف سے یہ کہیں کہ اگر وزیر کی گاڑی بھی ایسے کھڑی ہوتی ہے تو اسے کھڑا نہ ہونے دیں۔ جس وقت وزیر صاحب آئیں گے announcement ہو گی تو ان کا ڈرائیور آئے گا اور ان کو لے جائے گا۔ اسی طرح جب کوئی معزز ممبر آئے گا تو اس کا ڈرائیور انھیں لے جائے گا۔

جناب سپیکر! ایک اور چیز میرے علم میں آئی ہے کہ ہمارے وزیر صاحب آگے کی بجائے پیچھے دروازوں کی رکھوالی کے لئے بیٹھے ہوئے ہیں۔ آپ مہربانی کر کے ان سے کہیں کہ اپنی designated seat پر بیٹھیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جہاں تک اسمبلی میں گاڑیوں کی پارکنگ کا معاملہ ہے تو اس کو ہم دیکھ لیں گے۔ اس کے علاوہ جو ایم پی ایز بغیر نمبر پلیٹ گاڑیوں کے آ رہے ہیں۔ مجھے یہ معلوم نہیں کہ اس طرح ہے یا نہیں ہے؟ اس میں گورنمنٹ کی جو پالیسی ہے اس کے بارے میں لاء منسٹر صاحب بتا سکتے ہیں کہ بغیر نمبر پلیٹ کی گاڑیاں کھڑی ہو رہی ہیں۔ آج سے پہلے ہمارے notice میں ایسی کوئی بات نہیں آئی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اب Chair کے notice میں یہ بات آ گئی ہے تو آپ سیکرٹریٹ سے کہیں کہ وہ اس قسم کی کوئی چیز identify کریں تو ہم اس ممبر سے درخواست کریں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! جو گاڑی بغیر رجسٹریشن کے ہو تو اس گاڑی کو اسمبلی کی حدود کے اندر داخل ہی نہ ہونے دیا جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے لغاری صاحب کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ ایک گاڑی رجسٹرڈ ہے یا نہیں ہے یا اس پر نمبر کس طرح سے لگا ہوا ہے اگر اس میں ایک معزز ممبر بیٹھا ہوا ہے تو اس کو عملہ گیٹ پر روکے گا تو پریشانی ہو سکتی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میری درخواست ہے کہ ممبران اسمبلی قانون توڑنے کی نہیں بلکہ قانون کو follow کرنے کی مثال بنیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ گاڑی کو روکنے کی بجائے جن گاڑیوں کے متعلق آپ نشاندہی کریں گے یا identify ہوں گی تو ہم اپنے معزز ممبران سے درخواست کر لیں گے کہ اگر کوئی ایسی چیز ہے تو وہ ختم کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس میں زیادہ بہتر بات یہ ہے کہ آج اسمبلی سکیورٹی کے اہلکاران ان گاڑیوں کو دیکھ لیں گے تو ہم ممبران کو intimate کر دیں گے کہ آئندہ اس طرح کا کام نہیں ہونا چاہئے۔ جی، چودھری صاحب!

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ نے الحمدللہ کل جب بروقت اجلاس کی کارروائی شروع کی تو اپوزیشن کی طرف سے ایک ممبر نے بڑا واضح طور پر یہ کہا کہ پنجاب کے اس ایوان کا وقت بڑا قیمتی ہے۔ ہم کسی کارروائی میں رکاوٹ نہیں ڈالیں گے۔ ہم اس ایوان کو باقاعدہ طور پر چلانا چاہتے ہیں۔ ہم کبھی کوئی غیر ضروری بات نہیں کریں گے۔ آج جب کہ ایک Bill اسمبلی میں آنا تھا تو مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ انھوں نے کل اپوزیشن لیڈر کی ہدایت پر ہی کوئی بات کی ہو یا خود سے بات کی ہے تو آج اپوزیشن لیڈر خود سے اپنے ممبران کو باہر لے کر گئے، یہاں بیٹھ کر خود انھیں اشارے کرتے رہے اور اس وقت کورم کی نشاندہی کی گئی جس وقت تحریک استحقاق یہاں پر take up کی جا رہی تھی۔

جناب سپیکر! مجھے انتہائی افسوس ہوا ہے کہ آج ایک Bill آ رہا تھا اور اپوزیشن والے یہ بھی کہتے ہیں کہ پنجاب اسمبلی کا وقت بڑا قیمتی ہے۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ پچھلے سالوں میں انھوں نے سارا وقت ضائع کیا۔ آج انھوں نے جو حرکت کی ہے اور کورم کی نشاندہی کی کہ اس Bill کو روکا جا

سکے تو میں سمجھتا ہوں کہ اپوزیشن لیڈر نے جس چیز کا مظاہرہ کیا ہے اس پر ان کو یہاں پر معذرت کرنی چاہئے۔(قطع کلامیاں)

**جناب ڈپٹی سپیکر:** چیمہ صاحب! ہم نے اس ہاؤس کو وقار کے ساتھ چلانا ہے۔آپ کو بے شک ان کی بات سے اتفاق نہیں ہے۔انھوں نے بات کر لی ہے تو اب آپ بات کریں۔آپ جب بات کر رہے ہوتے ہیں تو میں make sure کرتا ہوں کہ دوسری طرف سے کوئی بات نہ کرے اس لئے اچھی بات یہ ہے کہ جب کوئی ایک طرف سے بات کر رہا ہو تو بات سننے کے بعد اپنی بات کریں۔جی، چیمہ صاحب!

**چودھری عامر سلطان چیمہ:** جناب سپیکر! آپ بجا کہہ رہے ہیں۔آپ نے ہمیشہ ہاؤس کو بڑے اچھے طریقے سے چلایا ہے۔ہم بطور اپوزیشن آپ کو ہمیشہ سراہتے ہیں کیونکہ آپ نے ہاؤس کو بڑے اچھے طریقے سے چلایا ہے۔ہم سب اراکین اسمبلی کا آپ کی عزت اور احترام کرنا فرض بنتا ہے۔

جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ وزیر موصوف نے کہا ہے کہ یہ غلط روایت ہے اور یہ غلط ہو رہا ہے۔یہ اکثریت میں ہیں۔یہ کورم کو ویسے ہی یہاں سے delete کروالیں اور ختم کروادیں تو جان ہی چھوٹ جائے گی۔میرے خیال میں اس موضوع کو آج ختم ہونا چاہئے اس لئے لاء منسٹر صاحب سے میری درخواست ہو گی کہ وہ Bill لے آئیں اور اکثریت سے اس کو delete کروالیں۔یہ سلسلہ ہی ختم ہو جائے تو یہ بھی خوش اور ہم بھی خوش کہ اس پر بات ہو، اس پر تنقید ہو، یہ number game بنائیں اور نہ یہ اپنی کارروائی ڈالیں۔انھوں نے change لانی ہے۔یہ 9 مہینے میں تو کوئی change نہیں لا سکے، ویسے 9 مہینے میں change آ جاتی ہے۔اللہ کرے کہ یہ change لے آئیں، ہمارے وزیر جیل خانہ جات یہ change لے آئیں تو اچھی بات ہو گی اور میرے خیال میں یہ سب کے لئے بہتر ہو گی۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** چیمہ صاحب! میرے خیال میں آپ حساب میں کمزور ہیں کہ حکومت کو بنے ابھی 9 مہینے نہیں ہوئے۔جی، وزیر ایکسائز!

**وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):** جناب سپیکر! ابھی میرے فاضل ممبر نے یہاں پر unregistered گاڑیوں کی بات کی ہے تو میں ان کو on the behalf of department of Excise and Taxation بتانا چاہوں گا کہ ہم نے unregistered vehicles اور open letter پر چلنے والی گاڑیوں کے خلاف ایک

massive campaign شروع کی ہے۔انھوں نے ممبران اسمبلی کے حوالے سے جس بات کی نشاندہی کی ہے تو میں آپ سے درخواست کروں گا کہ اس سلسلے میں آپ ممبران اسمبلی سے کہیں کہ جن کی گاڑیاں رجسٹرڈ نہیں ہیں تو وہ محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن سے رجوع کریں اور اپنی گاڑیوں کو رجسٹرڈ کرائیں تو ہم مشکور ہوں گے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔جی، محترمہ آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں آپ کی بے حد مشکور ہوں کہ آپ مجھے ہمیشہ appreciate کرتے ہیں اور میں بھی سنجیدگی سے چاہتی ہوں کہ اس ایوان کی کارروائی اچھے طریقے سے چلے، creative کام بھی ہوں اور لوگوں کی فلاح و بہبود بھی ہو جس مقصد کے لئے ہم سب یہاں پر موجود ہیں۔

جناب سپیکر! میری آپ سے ایک درخواست ہے کہ آج وقفہ سوالات میں میرا ایک سوال تو آ گیا تھا اور وقت کی کمی کے باعث میں نے اس چیز پر زور دیا تھا کہ وزیر قانون صاحب اس سوال کا جواب پڑھ دیں۔اس وقت میرا مقصد یہ تھا کہ ڈیڑھ منٹ میں وہ جواب پڑھ دیں گے تو ضمنی سوالات کرنے کی گنجائش بھی نہیں رہے گی اور حکومت کا موقف سب کے سامنے آ جائے گا۔اس سوال کے علاوہ میرا ایک اور سوال نمبر 122 تھا جس کے لئے میں آپ سے درخواست کروں گی کہ یہ بہت اہم سوال ہے جو لاہور کی بوسیدہ عمارات کے حوالے سے پوچھا گیا تھا جس کا بڑا تفصیلی جواب دیا گیا ہے لیکن جواب غلط دیا گیا ہے اس لئے میری گزارش ہے کہ اس سوال کو pending کر لیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ آمنہ الفت صاحبہ! اس وقت سپیکر صاحب خود موجود تھے لیکن اب اس میں مسئلہ یہ ہے کہ اب ڈیپارٹمنٹ بھی موجود نہیں ہے اور سپیکر صاحب بھی نہیں ہیں اس لئے میں اس پر کوئی ruling نہیں دے سکتا۔اس کے اوپر یا تو کوئی دوسرا طریقہ اختیار کر لیں جو قانون کے مطابق بنتا ہے۔ آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے لہذا اب اجلاس کل بروز جمعرات مورخہ 20۔نومبر 2008 صبح 10 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

343

# ایجنڈا

# برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

## منعقدہ، 20۔نومبر 2008

تلاوت قرآن حکیم، اس کا اردو ترجمہ اور نعت رسول مقبولؐ

### سوالات (محکمہ داخلہ)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

### توجہ دلاؤ نوٹس

علیحدہ فہرست میں مندرج توجہ دلاؤ نوٹسز کے بارے میں سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے زبانی جوابات دیئے جائیں گے۔

### سرکاری کارروائی

<u>مسودہ قانون علی انسٹیٹیوٹ آف ایجوکیشن لاہور مصدرہ 2008</u>

<u>(مسودہ قانون نمبر 12 بابت 2008)</u>

**ایک وزیر** یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون علی انسٹیٹیوٹ آف ایجوکیشن لاہور مصدرہ 2008 جیسا کہ سپیشل کمیٹی نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، کو فی الفور زیر غور لایا جائے۔

**ایک وزیر** یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون علی انسٹیٹیوٹ آف ایجوکیشن لاہور مصدرہ 2008 منظور کیا جائے۔

345

# صوبائی اسمبلی پنجاب

## پندرھویں اسمبلی کا دسواں اجلاس

### جمعرات، 20-نومبر2008

(یوم الخمیس، 21-ذیقعد1429ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 2منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

---

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

ٱلرَّحۡمَـٰنُo عَلَّمَ ٱلۡقُرۡءَانَo خَلَقَ ٱلۡإِنسَـٰنَo عَلَّمَهُ ٱلۡبَيَانَo ٱلشَّمۡسُ وَٱلۡقَمَرُ بِحُسۡبَانٍo وَٱلنَّجۡمُ وَٱلشَّجَرُ يَسۡجُدَانِo وَٱلسَّمَآءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ ٱلۡمِيزَانَo أَلَّا تَطۡغَوۡاْ فِى ٱلۡمِيزَانِo وَأَقِيمُواْ ٱلۡوَزۡنَ بِٱلۡقِسۡطِ وَلَا تُخۡسِرُواْ ٱلۡمِيزَانَo وَٱلۡأَرۡضَ وَضَعَهَا لِلۡأَنَامِo فِيهَا فَـٰكِهَةٌ وَٱلنَّخۡلُ ذَاتُ ٱلۡأَكۡمَامِo وَٱلۡحَبُّ ذُو ٱلۡعَصۡفِ وَٱلرَّيۡحَانُo فَبِأَىِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِo

**سورة الرّحمٰن آیات 1 تا 13**

(خدا جو) نہایت مہربان o اسی نے قرآن کی تعلیم فرمائی o اسی نے انسان کو پیدا کیا o اسی نے اس کو بولنا سکھایا o سورج اور چاند ایک حساب مقرر سے چل رہے ہیں o اور بوٹیاں اور درخت سجدہ کر رہے ہیں o اور اسی نے آسمان کو بلند کیا اور ترازو قائم کی o کہ ترازو (سے تولنے) میں حد سے تجاوز نہ کرو o اور انصاف کے ساتھ ٹھیک تولو۔ اور تول کم مت کرو o اور اسی نے خلقت کے لئے زمین بچھائی o اس میں میوے اور کھجور کے درخت ہیں

جن کے خوشوں پر غلاف ہوتے ہیں○ اور اناج جس کے ساتھ بھس ہوتا ہے اور خوشبودار پھول○ تو (اے گروہ جن وانس) تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟○

وماعلینا الاالبلاغ○

## نعت رسول مقبولﷺ

نعت رسول مقبولﷺ جناب اختر قریشی نے پیش کی۔

### لوح بھی تُو قلم بھی تُو

لوح بھی تُو قلم بھی تُو تیرا وجود الکتاب
گنبد آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب
لوح بھی تُو قلم بھی تُو
شوق تیرا اگر نہ ہو میری نماز کا امام
میرا قیام بھی حجاب میرا سجود بھی حجاب
لوح بھی تُو قلم بھی تُو
تیری نگاہِ ناز سے دونوں مراد پا گئے
عقل غیاب جستجو عشق حضور و اضطراب
لوح بھی تُو قلم بھی تُو

## پوائنٹ آف آرڈر

## کورم کی نشاندہی کا حق

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

انجینئر راجہ قمر الاسلام: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: دیکھیں، یہ وقفہ سوال ہے، میں آپ سے ملتمس ہوں یہ انتہائی ضروری سوالات ہوتے ہیں۔ بڑی مہربانی، آپ تشریف رکھیں۔

انجینئر راجہ قمر الاسلام: جناب سپیکر! میں نے صرف ایک منٹ بات کرنی ہے، بے شک آپ گھڑی دیکھ لیں، میں ایک منٹ سے زیادہ اگر بات کروں تو میرا مائیک بند کر دیں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

انجینئر راجہ قمرالاسلام: جناب سپیکر! پہلے تو میں مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ اجلاس وقت پر شروع ہوا۔ دوسرا یہ ہے کہ آج کے اخبار میں ایک چھوٹی سی خبر شائع ہوئی ہے جس میں کل ایک خاتون نے کورم کی نشاندہی کی جس پر اس خاتون پر شیم شیم کی آوازیں لگائی گئیں۔ میں اس سلسلے میں گزارش کروں گا کہ کورم کی نشاندہی کرنا ہر معزز رکن کا حق ہے۔ اس میں قصور وار میں ہوں جو غیر حاضر تھا یا قصور وار وہ وزراء ہیں جو کل یہاں نہیں تھے، وہ قصور وار نہیں ہے جو یہاں موجود ہو کر کورم point out کرے۔ شکریہ

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ: جناب سپیکر! میں ایک نہایت اہم مسئلہ پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

## CIA War پر حکومتی وضاحت کا مطالبہ

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ: شکریہ۔ جناب سپیکر! بعض واقعات ایسے بھی ہوتے ہیں جن کا اس اسمبلی میں ذکر کرنا ضروری ہوتا ہے۔ یہ وہ باتیں ہوتی ہیں جو national interest کی ہوتی ہیں اور ہم ایسا کوئی پوائنٹ آف آرڈر raise نہیں کرنا چاہتے جس سے اسمبلی کا ٹائم ضائع ہو یا کوئی مداخلت ہو لیکن کہیں ایسے واقعات قوم پر آ جاتے ہیں جن کا discuss کرنا اس اسمبلی میں لازماً ہو جاتا ہے۔

جناب والا! پاکستان کی تاریخ میں صوبہ پنجاب کا بہت اہم کردار ہے۔ اگر آپ پنجاب کے صوبے کو دیکھیں تو پاکستان کی جو معیشت ہے وہ اس صوبے پر totally dependent ہے۔ آپ کے پاس اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہیں، پانی ہے، نہریں ہیں، آپ کے پاس man power ہے اور اتنی بڑی اسمبلی ہے۔ پورے تین صوبوں کا focus پنجاب پر ہوتا ہے اس لئے پنجاب کو بڑے بھائی یا elder brother کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ جہاں کہیں بھی آفتیں آتی ہیں جیسے ہزارہ میں زلزلہ آیا تو پنجاب سب سے پہلے پہنچ گیا، کوئٹہ میں زلزلہ آیا وزیراعلیٰ پنجاب خود وہاں پر پہنچے اور ہماری وہاں پر مدد بھی پہنچی۔ اسی طرح سے ان ساٹھ سالوں میں یہاں پر بھی اگر کوئی آفت آئی تو پنجاب اس میں سرفہرست رہا ہے۔ اس وقت پاکستان کو جو سب سے بڑا مسئلہ درپیش ہے وہ آپ کی Durand Line پر جو کچھ ہو رہا ہے وہ ہے۔ کل آپ نے دیکھا اور آج اخباروں میں بھی آیا ہے کہ CIA war اتنی extend ہو گئی ہے کہ وہ بنوں تک پہنچ گئی ہے اور ہماری حکومت اس پر بالکل خاموش ہے، کچھ نہیں

کہہ رہی ہے۔ صرف اس پر ایک مذمت کرتے ہیں، اگر کوئی President ہے وہ بھی مذمت کرتا ہے، Prime Minister ہے وہ بھی مذمت کرتا ہے حالانکہ یہ چیزیں مذمت سے ختم نہیں ہوں گی۔ یہ ایک CIA کی war ہے موساد کے ساتھ، خاد کے ساتھ اور را کے ساتھ۔ وہ war جو ہے۔۔۔

جناب سپیکر: میں آپ سے گزارش کروں گا کہ ہمارے پاس ٹائم نہیں ہے۔

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ: جناب! ہمارے پاس ٹائم بہت ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، ٹائم نہیں ہے۔

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ: جناب! میں national issue کو discuss کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جب آپ کو موقع ملے گا تب آپ اس پر discuss کیجئے۔ ہم نے اس پر ٹائم رکھا ہوا ہے۔ آپ ذرا ایجنڈے پر نظر ماریں۔

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ: جناب سپیکر! آپ ذرا مجھے دو منٹ دے دیں، میں اس کو wind up کر دوں۔

جناب سپیکر: آپ ذرا مہربانی کریں، میں آپ سے ملتمس ہوں۔

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ: جناب سپیکر! میں یہ چاہتا ہوں کہ as an elder brother یہ ہماری duty بنتی ہے اور ہم پر لازم ہے کہ ہم یہاں سے ایک delegation بھیجیں جو جا کر Provincial Government کے ساتھ مذاکرات کرے۔ جو آفت ہمارے اوپر، ہمارے پٹھان لوگوں پر اور N.W.F.P پر آئی ہے ہم ان سے جا کر ملیں۔ ہم بنوں جائیں، ہم فاٹا کے لوگوں سے ملیں اور ان کو یہ بتائیں کہ ہمارا full cooperation ان کے ساتھ ہے اور ہم شانہ بشانہ ان کے ساتھ کھڑے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ بعد میں مجھ سے مل لیں، میرے خیال میں یہ بہتر ہے۔ ہاؤس کا ٹائم بہت قیمتی ہے۔ I am grateful آپ کی بات ٹھیک ہے میں اتفاق کرتا ہوں اس کے لئے آپ کو ضرور موقع ملے گا، آپ بحث کیجئے گا اور اس میں یہ ساری چیزیں لے کر آئیں۔

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے لاء منسٹر سے یہ request کروں گا کہ کوئی ایک دن اس کے لئے مقرر کیا جائے کیونکہ یہ بہت اہم ہے۔

جناب سپیکر: اس پر resolutions بھی آ رہی ہیں۔ رانا صاحب! آپ ذرا ان کو بتا دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس issue پر انہوں نے بات تو ساری کر لی ہے، میرا خیال ہے کہ یہ ایک منٹ کا ٹائم اور مانگتے تھے۔ آپ ان کو ٹائم دے دیں تاکہ وہ اپنی بات مکمل کر لیں۔ یہ اس پر جو discussion رکھنے کی بات کر رہے ہیں تو یہ ایک وفاقی حکومت سے متعلقہ معاملہ ہے، یہ حکومت پنجاب کی jurisdiction میں نہیں آتا۔ اس معاملے کو وفاقی حکومت بہتر انداز میں handle کر رہی ہے تو میں نہیں سمجھتا کہ اس معاملے کو یہاں پر زیر بحث لانے سے اس میں کوئی بہتری سامنے آ سکتی ہے۔ جہاں کہیں معزز رکن سمجھتے ہیں کہ وفاقی حکومت کو کوئی ان کی guidance کی ضرورت ہے تو یہ فرما دیں ہم جو چینل ہے between Provincial Government and Federal Government اُن تک ان کی گزارشات یا ان کے احکامات پہنچا دیں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! Business Advisory Committee میں بھی اس پر discussion ہوئی تھی اور اس کے بعد ہم نے ایک متفقہ قرارداد بھیجنی تھی۔ میرا خیال ہے کہ اس پر بھی کوئی پیشرفت نہیں ہوئی۔ مجھے یاد آیا کہ اخباروں میں ایک اور خبر ہے جو بڑی خطرناک ہے اور وہ اسی سے related ہے کہ انڈین troops کابل جانا شروع ہو گئے ہیں۔ ہمارے western border پر بھارتی فوج کی ایک mountain division آ رہی ہے جو اس کو monitor کرے گی۔ یہ بھی ہمارے لئے سوچنے کی بات ہے۔ یہ ہے تو وفاقی حکومت کا مسئلہ لیکن ہمیں بھی خاموش نہیں رہنا چاہئے۔

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ: جناب سپیکر! ہم سب پاکستانی ہیں، چاہے وہ پنجاب کا ہے، چاہے سندھ کا ہے۔ میں صرف یہاں پر اپنے بھائیوں سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر کل انڈیا ایک میزائل فائر کرتا ہے اور باٹاپور پر میزائل فائر کرتا ہے تو پھر ہم کیا کریں گے؟ مجھے ہاؤس بتائے ہم retaliate کریں گے؟ وہاں پر ہمارے اوپر ہر روز میزائلوں کی بارش ہو رہی ہے اور ہم کچھ نہیں کر رہے ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! ہمارے محترم فاضل ممبر نے بہت اچھی بات کی ہے لیکن شاید انہیں یہ نظر نہیں آتا کہ وہ لوگ جن کے لئے آج یہ کہہ رہے ہیں کہ وہاں پر ظلم ہو رہا ہے، وہاں پر امریکہ مداخلت کر رہا ہے، انڈیا مداخلت کر رہا ہے۔ جب ہمارے ملک کے اندر suicide bombers آتے ہیں، میریٹ والا واقعہ ہوتا ہے، FIA بلڈنگ والا واقعہ ہوتا ہے وہ انہیں نظر نہیں آتا۔ یہ ایک national issue ہے اس میں تمام جماعتوں کی نمائندگی قومی اسمبلی میں موجود ہے وہ اس پر بات کیوں نہیں کرتے؟ ان کو جب بریفنگ دی گئی تو انہوں نے کیوں متفقہ قرار دادیں منظور کیں؟ یہ اپنی پارٹیوں سے کہیں جو پارلیمنٹ میں موجود ہیں وہ وہاں پر بات کریں۔ یہ ہمارا صوبائی issue ہی نہیں ہے، معاملہ ہی نہیں ہے۔

## سوالات (محکمہ داخلہ)

## نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ شاہ صاحب! بڑی مہربانی۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے اور آج کے ایجنڈے میں محکمہ داخلہ سے متعلقہ سوالات پوچھے جائیں گے۔ یہ سوال ملک جہانزیب وارن کا ہے۔ کیا تشریف فرما ہیں؟

جناب آصف منظور موہل: جناب سپیکر! On his behalf۔ اس کا جواب separate paper پر آ گیا ہے۔ (معزز رکن نے ملک جہانزیب وارن کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 208 دریافت کیا)

جناب سپیکر: پونے دس بجے اس کا جواب موصول ہوا ہے۔ جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جب mover اپنے سوال کا نمبر پکار دیں تو میری یہ request ہو گی کہ کیونکہ یہ جواب دیر سے پہنچا اور آج صبح circulate ہوا ہے تو پھر میں اس کو پڑھ دوں گا تاکہ تمام معزز ممبران کو اس سے آگاہی حاصل ہو جائے اس کے بعد وہ جو ضمنی سوالات کرنا چاہیں کر لیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے آپ پڑھیں۔

جناب آصف منظور موہل: جناب سپیکر! سوال نمبر 208 ہے۔ یہ سوال پڑھ دیا جائے یا جیسے لاء منسٹر صاحب کہیں؟

## پولیس افسران اور ملازمین کو چیک کرنے کے اختیارات کا مسئلہ

*208: ملک جہانزیب وارن: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 2002 سے قبل ہر ضلع میں تعینات اعلیٰ پولیس ملازمین کو چیک کرنے کے اختیارات ڈی سی اور کمشنر کے پاس تھے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ 2002 کے بعد متعلقہ قوانین میں ترمیم کر دی گئی ہے جس کے تحت ضلع اور صوبہ میں تعینات پولیس ملازمین کو چیک کرنے کا اختیار صرف پولیس افسران کو ہے، انتظامی افسران کے پاس نہ ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان افسران پر چیک اینڈ بیلنس نہ ہونے کی وجہ سے عوام کی مشکلات میں اضافہ ہوا ہے؟

(د) کیا حکومت پولیس افسران اور ملازمین کو چیک کرنے کا اختیار ڈی سی او اور دیگر انتظامی افسران کو دینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

**وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):**

جناب سپیکر! اس سوال میں پوچھا گیا تھا کہ:

(الف) 2002 سے قبل ہر ضلع میں تعینات اعلیٰ پولیس آفیسرز کو چیک کرنے کے اختیارات ڈپٹی کمشنر یا کمشنر صاحب کے پاس تھے اس کا جواب ہے کہ:

2002 سے قبل ڈپٹی کمشنر اور کمشنر ضلع اور ڈویژن کی سطح پر بحیثیت نمائندہ صوبائی حکومت ضلعی ڈویژن انتظامیہ کے سربراہ کے طور پر کام کرتے تھے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ 2002 کے بعد متعلقہ قوانین میں ترمیم کر دی گئی ہے جس کے تحت ضلع اور صوبہ میں پولیس ملازمین کو چیک کرنے کا اختیار پولیس افسران کو ہے اور انتظامی افسران کے پاس نہ ہے؟

اس کا جواب ہے کہ:

پولیس آرڈر 2002 کے تحت اس ضمن میں پولیس کے اعلیٰ حکام کے اختیارات کی وضاحت کر دی گئی ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان افسران پر چیک اینڈ بیلنس نہ ہونے کی وجہ سے عوام کی مشکلات میں اضافہ ہوا ہے؟

اس کا جواب ہے کہ:

عوام کی مشکلات میں اضافہ کا سبب اس کے علاوہ دیگر عوامل بھی ہیں یعنی اس میں ہم اس بات کو deny نہیں کرتے کہ اس کی وجہ سے مشکلات میں اضافہ نہیں ہوا۔

(د) کیا حکومت پولیس افسران اور ملازمین کو چیک کرنے کا اختیار ڈی سی او اور دیگر انتظامی افسران کو دینے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

اس کا جواب ہے کہ:

مقامی حکومتوں کے آرڈیننس مجریہ 2002 کے تحت ڈی سی او کے اختیارات کی وضاحت کردی گئی ہے لوکل گورنمنٹ آرڈیننس میں تبدیلی یا کسی قسم کی ترمیم کا اختیار صوبائی حکومت کو نہ ہے بلکہ میں اس میں وضاحت بھی کروں گا کہ اس معزز ہاؤس کو اس آرڈیننس کو promulgate کرنے اور legislate کرنے کا اختیار ہے اس سے یہ بھی اختیار چھینا گیا ہے اس کو schedule VI میں شامل کرکے اور اس میں سر دست حکومت کوئی ترمیم نہیں کر سکتی اور اس کا ایک راستہ جو Land Revenue Act ہے اس میں ترمیم کر کے ہم نے کوشش کی ہے کہ جو ریونیو معاملات ہیں ان میں پنجاب حکومت اور ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے درمیان معاملات کو بہتر بنانے کے لئے اس میں کچھ ترمیم کی ہیں تو اس میں سر دست جو ہے وہ کوئی ترمیم نہیں کی جا سکتی۔

**سید حسن مرتضیٰ:** جناب سپیکر! ضمنی سوال۔

**جناب سپیکر:** جی!

**سید حسن مرتضیٰ:** جناب سپیکر! جیسا کہ رانا صاحب نے فرمایا ہے کہ جز (د) میں مقامی حکومتوں کے آرڈیننس مجریہ 2002 کے تحت ڈی سی او کے اختیارات کی وضاحت کر دی گئی ہے لوکل گورنمنٹ آرڈیننس میں تبدیلی یا کسی قسم کی ترمیم کا اختیار صوبائی حکومت کو حاصل نہ ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہاں جو ہماری کمشنریاں بحال ہوئی ہیں وہ کس طرح ہو گئی ہیں وہ بھی تو schedule VI میں ہی ہیں۔

**جناب سپیکر:** جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! معزز رکن نے بڑا valid point اٹھایا ہے کہ schedule-VI میں جو آرڈیننس ہیں ان کو مارچ 2009 سے پہلے amendment کرنے کے لئے ہمیں صدر سے prior permission کی ضرورت ہوتی ہے تو اس لئے یعنی پولیس ایکٹ یا لوکل باڈی آرڈیننس میں کوئی ترمیم نہیں کی گئی، Land Revenue Act اس شیڈول میں شامل نہیں ہے اور Land Revenue Act میں جو ترامیم کی گئی ہیں اس طریقے سے صوبائی حکومت کا ایک Role ڈویژن level پر ہم نے create کیا ہے، بل کل اس معزز ہاؤس میں پیش ہو گیا ہے اور انشاء اللہ Monday یا next Wednesday کو وہ زیر غور آئے گا تو پھر میں اس کی پوری طرح سے وضاحت کروں گا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اسی پر میرا ایک ضمنی سوال ہے کہ رانا صاحب نے کہا ہے کہ Land Revenue Act میں ترامیم کی گئی ہیں۔ section-30(b) لوکل گورنمنٹ آرڈیننس کہتا ہے کہ District Officer Revenue has to act as the Collector ابھی ہم جو بل لائے ہیں اس میں ہم کہہ رہے ہیں کہ جو کمشنر بنائے جائیں گے وہ کلکٹر کے طور پر ایکٹ کریں گے یا ایڈیشنل کمشنرز appoint کر کے کلکٹر بنائے جائیں گے، ہم نے جو بل پیش کیا ہے لوکل گورنمنٹ آرڈیننس کے قانون سے متضاد ہے، کل جب یہ پیش ہوا اس کے بعد میں نے جا کر کچھ دیر لوکل گورنمنٹ ایکٹ کو دیکھا اور اس کو سمجھنے کی کوشش کی۔ آپ جیسے یہ کہہ رہے ہیں کہ صرف یہ کلکٹر کے طور پر کیا گیا ہے تو کلکٹر کے جو functions ہیں وہ بھی اس section-:30(b) کے تحت District Officer Revenue کے پاس ہیں، کمشنر کی اس میں بھی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! absolutely not جو اختیارات "ڈی او آر" کے ہیں بطور کلکٹر اور جو اختیارات ڈی او آر کے Revenue Act یا لوکل باڈی کے آرڈیننس کے حوالے سے ہیں وہ بالکل اسی سطح پر رہیں گے and they will exercise اور اس کے بعد ایک کردار Revenue Board کا آتا ہے Revenue Board as a Provincial Government اختیار استعمال کرتا ہے اس اختیار کو ہم نے ایک آدمی کو دیا ہے اور بجائے اس کے کہ revenue کے معاملات میں لوگ جو ہیں کوئی وہاڑی سے، کوئی ڈیرہ غازیخان سے،

کوئی راجن پور، جہلم سے وہ ان اختیارات یا اس اپیل کے لئے جو انہوں نے ڈی او آر کے کسی آرڈر کے خلاف کرنی ہے یا کلکٹر جو کہ ای ڈی او آر ہے اس کے آرڈر کے خلاف کرنی ہے بجائے اس کے کہ وہ Provincial Government کے پاس یہاں لاہور میں آئیں اور یہاں پر آکر Board of Revenue میں اپیل دائر کریں ہم نے وہ concept جو further ہے اس کے بارے میں کہا ہے کہ اسے decentralize کیا جائے اور لوکل level پر لوگوں کو اختیارات دیئے جائیں، ہم نے اسی چیز کو further آگے بڑھایا ہے اور آپ یہ سمجھیں کہ Board of Revenue یا provincial government ڈویژن level پر جا کر وہ بیٹھیں، وہ اختیارات جو یہاں پر استعمال ہونے تھے وہ کمشنر صاحب exercise کریں گے اور اس سے لوگوں کے مسائل کو حل کروانے میں بہتری اور آسانی ہو گی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! section-8 Amendment میں propose کی گئی ہے اس میں لکھا گیا ہے کہ:

> Government shall appoint the commissioner of division and the collector of a district.

اور لوکل گورنمنٹ ایکٹ section-30(b) کہتا ہے کہ:

The District Officer Revenue is to act as the collector.

اب ہم نیا کلکٹر appoint کریں گے جو کہ District Officer Revenue کے اختیارات اس سے لے گا۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں یہ appellant authority ہو گی اور یہ اختیارات لے گا نہیں بلکہ ایک appellant authority کے طور پر اپنے اختیارات کو exercise کرے گا۔

جناب سپیکر: جی، next question محترمہ عارفہ خالد پرویز صاحبہ!

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 266 ہے۔

## چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کے بورڈ آف گورنرز کی تعداد و دیگر تفصیل

*266: **محترمہ عارفہ خالد پرویز:** کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کے بورڈ آف گورنرز کی تعداد اور موجودہ ممبران کے نام بتائے جائیں؟

(ب) چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کے قیام سے اب تک جتنے چیئر پرسن رہ چکے ہیں، ان کے ناموں سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ بیورو میں چیئر پرسن کو صوابدیدی اختیارات بھی حاصل ہوتے ہیں اس سے متعلق تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ صوبائی اسمبلی پنجاب کے 3 ممبران بھی بورڈ آف گورنرز کے رکن ہوتے ہیں، اس وقت کون سے صوبائی اسمبلی پنجاب کے ممبران بورڈ آف گورنرز کے رکن ہیں، ان کے نام بتائے جائیں؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ صوبائی اسمبلی پنجاب کے ممبران میں سے بھی بورڈ آف گورنرز کا چیئر پرسن ہو سکتا ہے؟

(و) کیا یہ بھی درست ہے کہ بیورو کے بورڈ آف گورنرز کے پاس کمیٹیاں بنانے کا اختیار ہے اگر ہاں تو اب تک کتنی کمیٹیاں تشکیل دی جا چکی ہیں، ہر کمیٹی کے اراکین کے ناموں کے ساتھ تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ز) ان کمیٹیوں کو بورڈ کی طرف سے کس قسم کے اختیارات منتقل کئے جاتے ہیں؟

(ح) اگر بورڈ آف گورنرز ہر ضلع میں سپیشل کمیٹیاں بھی تشکیل دیتا ہے تو ہر ضلع کی کمیٹی کے اراکین کے ناموں سے آگاہ فرمائیں؟

**وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):**

(الف) چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کے بورڈ آف گورنرز کی تعداد 18 ہے اور موجودہ ممبران کے نام درج ذیل ہیں:-

| نمبر شمار | نام | عہدہ |
|---|---|---|
| 1- | وزیر اعلیٰ پنجاب | سرپرست اعلیٰ |

| | | |
|---|---|---|
| -2 | ڈاکٹر فائزہ اصغر | چیئرپرسن |
| -3 | سیکرٹری حکومت پنجاب، محکمہ داخلہ | ممبر |
| -4 | سیکرٹری حکومت پنجاب، محکمہ سماجی بہبود | ممبر |
| -5 | سیکرٹری حکومت پنجاب، محکمہ لوکل گورنمنٹ | ممبر |
| -6 | مسز نازیہ راحیل ایم پی اے (حکومتی بینچ) | ممبر |
| -7 | مسز شبینہ ریاض، ایم پی اے (حکومتی بینچ) | ممبر |
| -8 | شمشاد حسین قریشی (پروگرام آفیسر) (یونیسف) | ممبر |
| -9 | نمائندہ انٹرنیشنل لیبر آرگنائزیشن | ممبر |
| -10 | محترمہ کوثر سہیل، پروفیسر نفسیات، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی لاہور | ممبر |
| -11 | اختر حسین شمسی، پرنسپل گورنمنٹ ماڈل کالج برائے طلبہ ماڈل ٹاؤن لاہور | ممبر |
| -12 | چودھری محمد منیر، سوشل ورکر واعزازی کونصلیٹ جنرل یو اے ای | ممبر |
| -13 | مسز نجمہ حمید، ایم پی اے، راولپنڈی | ممبر |
| -14 | مسز ثریا انوار، ایس او ایس، چلڈرن ولیج، لاہور | ممبر |
| -15 | مسٹر امتیاز پرویز، لاہور بزنس ایسوسی ایشن برائے بحالی معذوراں | ممبر |
| -16 | مسز نسرین نواز، مکان نمبر 257 بلاک ایف، رحمان پورہ، وحدت روڈ لاہور | ممبر |
| -17 | ڈائریکٹر جنرل، چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو | ممبر/ سیکرٹری |

(ب) چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کے قیام سے اب تک صرف ایک ہی چیئرپرسن رہی ہیں اور وہ ڈاکٹر فائزہ اصغر ہیں۔

(ج) یہ درست نہیں ہے کہ چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کی بورڈ آف گورنرز کی چیئرپرسن کو صوابدیدی اختیارات حاصل ہیں۔تاہم محکمہ خزانہ نے بعض اختیارات دیئے ہیں جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) یہ درست ہے کہ صوبائی اسمبلی پنجاب کے 3 ممبران بھی بورڈ آف گورنرز کے رکن ہوتے ہیں ان میں مسز نازیہ راحیل، ایم پی اے اور مسز شبینہ ریاض، ایم پی اے کا تعلق حکومتی بینچوں سے ہے جبکہ تیسرے ایم پی اے کی نامزدگی قائد حزب اختلاف کرے گا۔تاہم مسز نجمہ حمید، ایم پی اے غیر سرکاری ممبر کے طور پر بورڈ آف گورنرز کی رکن نامزد ہوئی ہیں۔

(ہ) یہ درست ہے کہ صوبائی اسمبلی پنجاب کے ممبران میں سے بھی بورڈ آف گورنرز کا چیئرپرسن ہو سکتا ہے۔

(و) اب تک بورڈ آف گورنرز نے مندرجہ ذیل کمیٹیاں تشکیل دی ہیں:۔

| نمبر شمار | کمیٹی کا نام | ممبران | عہدہ |
|---|---|---|---|
| -1 | بھرتی کمیٹی | ڈاکٹر فائزہ اصغر | چیئرپرسن |

| | | | |
|---|---|---|---|
| | | ڈائریکٹر جنرل (بیورو) | ممبر |
| | | نمائندہ ایس اینڈ جی اے ڈی | ممبر |
| | | نمائندہ ہوم ڈیپارٹمنٹ | ممبر |
| | | ڈاکٹر پرویز حسن | ممبر |
| | | اسسٹنٹ ڈائریکٹر (بیورو) | ممبر |
| -2 | فنانس مانیٹرنگ کمیٹی | ڈاکٹر فائزہ اصغر | چیئرپرسن |
| | | ڈائریکٹر جنرل (بیورو) | ممبر |
| | | ڈپٹی سیکرٹری (محکمہ خزانہ) | ممبر |
| | | ڈپٹی سیکرٹری (محکمہ داخلہ) | ممبر |
| | | فاورق امجد میر | ممبر |
| | | سیدہ بشریٰ نواز گردیزی | ممبر |
| -3 | قواعد کمیٹی | ڈاکٹر فائزہ اصغر | چیئرپرسن |
| | | ڈائریکٹر جنرل (بیورو) | ممبر |
| | | ڈپٹی سیکرٹری (محکمہ قانون) | ممبر |
| | | ڈپٹی سیکرٹری (محکمہ داخلہ) | ممبر |
| | | اسسٹنٹ ڈائریکٹر (بیورو) | ممبر |
| -4 | ایگزیکٹو کمیٹی | ڈاکٹر فائزہ اصغر | چیئرپرسن |
| | | سیکرٹری (داخلہ) | ممبر |
| | | سیکرٹری (سماجی بہبود) | ممبر |
| | | فاروق امجد میر | ممبر |
| | | سیدہ بشریٰ نواز گردیزی | ممبر |
| -5 | عوامی آگاہی کمیٹی | ڈاکٹر فائزہ اصغر | چیئرپرسن |
| | | سیکرٹری (محکمہ داخلہ) | ممبر |
| | | سیکرٹری (محکمہ اطلاعات) | ممبر |
| | | ڈائریکٹر جنرل (بیورو) | ممبر |
| | | ڈائریکٹر جنرل (تعلقات عامہ) | ممبر |
| | | اسسٹنٹ ڈائریکٹر (بیورو) | ممبر |

(ز) ان کمیٹیوں کا کام بورڈ کو صرف سفارشات پیش کرنا ہے۔

(ح) بورڈ آف گورنرز نے ابھی تک کسی بھی ضلع میں کوئی سپیشل کمیٹی تشکیل نہ دی ہے۔

**محترمہ عارفہ خالد پرویز:** جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جو لسٹ مہیا کی گئی ہے اس کے جز (الف) میں لکھا ہوا ہے کہ بورڈ آف گورنرز کی تعداد 18 ہے لیکن جو آگے لسٹ دی گئی ہے اس میں 17 ہے پھر اٹھارویں ممبر کی کیا حیثیت ہے اور اس کی نامزدگی کے بارے میں یہاں پر clear نہیں ہے اور اس کے علاوہ جو لسٹ دی گئی ہے اس میں 8 نمبر پر 15، 14، 11، 10 یہ

جز(الف) کی لسٹ کے اندر۔ان لوگوں نے کیا کسی ادارے میں کوئی خاص role ادا کرنا تھا جس کی وجہ سے انہیں رکھا گیا ہے یا ان کو شخصی حیثیت سے رکھا جاتا رہا ہے کیونکہ میرا انہیں خیال کہ یہ جو بہت بڑی لسٹ ہے جس میں پروفیسر نفسیات ہیں، ان کا کیا کردار تھا یا ماڈل کالج برائے طلباء کی جو پرنسپل ہیں ان کا کیا کردار تھا کیونکہ نفسیات کی بجائے شاید سیکرٹری کی ضرورت زیادہ ہوتی ہے؟ یہ سارے کس حیثیت سے رکھے گئے ہیں اس کے علاوہ جو میرا سوال ہے وہ یہ ہے کہ بورڈ آف گورنرز تشکیل کردہ کمیٹیوں میں ممبران کی لسٹ دی گئی ہے آگے جو سوال ہے جز(د) میں نیچے جو لسٹ دی گئی اس کے اندر Majority of the people are government servants تو اس میں صرف دو ممبران ہیں ایک فاروق امجد میر صاحب جو دو نمبر لسٹ کے اندر ہیں اور ایک سیدہ بشریٰ نواز گردیزی ہیں جو کہ ایم این اے اور ایم پی اے ہیں اس کے علاوہ سب سرکاری ملازمین کی لسٹ دی گئی ہے ان کے لئے کیا ان کی کوئی salary تھی یا ان کو کوئی اعزازیہ دیا جاتا تھا یا ان کا کردار کیا تھا؟ یہ چیز واضح نہیں ہے اور آخری اس کا جواب ہے جز(ز) میں اس میں لکھا ہوا ہے کہ ان کمیٹیوں کا کام بورڈ کو صرف سفارشات پیش کرنا ہے تو یہ جو کمیٹیاں ہیں اس میں کس قسم کی سفارشات کا ذکر ہے ؟اس کی کوئی وضاحت نہیں ہے اور یہ کتنے لوگ تھے ؟اس کے بارے میں کوئی وضاحت نہیں ہے۔

محترمہ آصفہ فاروقی: جناب سپیکر! ضمنی سوال۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ پہلے ضمنی سوال کا جواب تو آنے دیں۔۔

محترمہ آصفہ فاروقی: جناب سپیکر! میں بھی یہی سوال پوچھنا چاہتی ہوں کہ یہ کس وقت بنے ہیں، کس نے بنائے ہیں اور جب ان کو ممبر بنایا گیا تو ان کا کیا criteria تھا؟ کیونکہ ان سے بھی بہت زیادہ اچھے تعلیم یافتہ اور محنتی لوگ یہاں بیٹھے ہیں۔

One name Mrs Najma Hameed from Rawalpindi, I think she is not member of the Punjab Assembly at this time according to my knowledge as I know

دوسری ممبر مسز شبینہ ریاض ایم پی اے حکومتی بنچز، تیسری ممبر مسز نازیہ راحیل ایم پی اے حکومتی بنچز یہ تین ہیں لیکن ہمیں بھی تو بتایا جانا چاہئے اور اعتماد میں لینا چاہئے۔اگر یہاں پر ہر چیز چھپا کر کی جائے گی تو پھر ہم یہاں اپنے علاقے کی نمائندگی کرنے کے لئے کس لئے بیٹھے ہیں؟

جناب سپیکر: جی وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اپنی معزز ممبران جنھوں نے یہ ضمنی سوالات کئے ہیں کے جذبے کو appreciate کرتا ہوں کہ انھوں نے چائلڈ پروٹیکشن ویلفیئر کے لئے بڑا interest لیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہماری معزز اراکین کا interest اسی طرح رہا تو انھوں نے جن خامیوں کی نشاندہی کی ہے انشاء اللہ تعالیٰ ان میں بہتری آئے گی۔ انھیں ان کمیٹیوں کے کچھ ممبران پر اعتراض ہے اور کہا ہے کہ اس میں سرکاری ممبران کی تعداد زیادہ ہے۔ چونکہ یہ ایک ایکٹ ہے اور اسی معزز ایوان سے پاس ہوا ہے لہذا میں ان سے کہوں گا کہ وہ اس میں جو بھی مناسب تبدیلیاں چاہتی ہیں وہ اپنی طرف سے بل لائیں تو ٹھیک ہے اور اگر چاہیں کہ حکومت یہ ترامیم لائے تو پھر میں اس کے گورننگ بورڈ کے ساتھ ان کی میٹنگ کا اہتمام کرا دوں گا تاکہ ان کی بہتر آراء کی بنیاد پر اس ادارے میں جتنی بھی زیادہ سے زیادہ بہتری آسکے وہ لائی جائے۔

جناب سپیکر! جہاں تک انھوں نے ممبران کی تعداد کی بات کی ہے۔ اس میں بورڈ آف گورنرز کی تعداد یقیناً 18 ہے لیکن بعض اوقات اس میں کچھ vacancies خالی رہتی ہیں غالباً ابھی بھی اس میں ایک اور ممبر induct ہونے کی گنجائش ہے اسے کر دیا جائے گا بلکہ ان کی مناسب guidance کی بنیاد پر ان میں تبدیلی بھی کی جا سکتی ہے چونکہ یہ بورڈ آف گورنرز اور کمیٹیز کافی عرصہ پہلے کی تشکیل دی ہوئی ہیں لہذا ہم چاہیں گے کہ ان کی تجاویز کے بعد اس میں بہتر لوگ لائے جا سکیں۔ محترمہ عارفہ خالد صاحبہ نے پوچھا تھا کہ کس بنیاد پر؟ جو بنیاد ایکٹ میں لکھی ہے وہ تو یہی ہے کہ individual یا شخصی بنیاد پر کسی کو بھی ممبر نہیں بنایا جائے گا بلکہ اس کی اس فیلڈ میں جو خدمات ہیں اور جس ادارے سے منسلک ہے اس میں اس کی جو خدمات ہیں اس بنیاد پر اسے ممبر بنایا جائے گا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! ہمیں کسی اصول پر چلنا چاہئے۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! ہمیں بھی بات کرنے کا موقع دیا جائے۔

محترمہ آصفہ فاروقی: جناب سپیکر!۔۔۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! محترمہ کے بعد مجھے موقع دیا جائے۔

محترمہ آصفہ فاروقی: جناب سپیکر! ہمیں بتایا جائے کہ ان کی qualification کیا ہے، یہ اہل تھے اور باقی ممبران اس کمیٹی کے لئے نااہل تھے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جیسے میں نے عرض کیا ہے کہ اس میں basic qualification تو یہی ہے کہ جس کسی کی بھی particular area میں خدمات ہوں گی وہ اس کا ممبر بن سکتا ہے۔ چونکہ اس سوال میں یہ نہیں پوچھا گیا تھا اب اگر کہتے ہیں تو میں متعلقہ ایکٹ کی متعلقہ دفعات ان کی خدمت میں پیش کر دوں گا۔ یہ child protection and welfare کا معاملہ ہے لہذا اس میں اور کوئی basic qualification ہو ہی نہیں سکتی ماسوائے اس کے کہ جو اس سے متعلقہ ادارے اور این جی اوز ہیں ان میں جن لوگوں نے outstanding کام کیا ہے ان لوگوں کو اس ادارے میں کام کرنے کا موقع دیا جائے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: میری بات سنیں۔ شاہ صاحب بڑی دیر سے کھڑے ہیں۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! میں بھی بڑی دیر سے کھڑا ہوں، آپ دیکھتے ہی نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: میں نے آپ کو دیکھا ہے۔ مجھے پتا ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ جی شاہ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! یہ سوال محترمہ عارفہ خالد پرویز صاحبہ کا تھا اور محترمہ نے امریکہ میں چائلڈ پروٹیکشن پر کافی کام کیا ہے اور اتفاق سے بورڈ آف گورنرز میں ایک سیٹ بھی خالی ہے لہذا رانا صاحب سے گزارش ہے کہ انھیں بھی اس بورڈ آف گورنرز میں شامل کیا جائے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں رانا صاحب اس بارے میں بااختیار نہیں ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے کہ ان کو ممبر بنایا جا سکتا ہے؟

جناب سپیکر: انھوں نے آپ کی بات سن لی ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جی، درست ہے۔ رانا صاحب جواب دے دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! مجھے معزز رکن کی تجویز سے ذاتی طور پر بالکل اتفاق ہے اور جو اتھارٹی بورڈ آف گورنرز کے ممبران کو نامزد کرتی ہے میں ان کی گزارش اپنی recommendation کے ساتھ ان کو پہنچادوں گا۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔جی، ہراج صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہم نے آپس میں طے کر لیا ہے کہ آپ ہم میں سے ایک کو ہی ٹائم دے دیں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! میں جز (د) کے جواب سے متعلق ضمنی سوال کروں گا۔اس میں لکھا ہوا ہے کہ اس میں تیسرے ایم پی اے کی نامزدگی قائد حزب اختلاف کرے گا۔ہمارے اسمبلی کے اکثر قوانین میں قائد حزب اختلاف کا role گنا جاتا ہے خاص طور پر لوکل گورنمنٹ کے کمیشن میں بھی قائد حزب اختلاف نے ایک ممبر appoint کرنا تھا، اس بورڈ میں بھی کرنا تھا اور بھی different areas ہیں جہاں انھوں نے appointments کرنی تھیں لیکن میں یہ بات ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ ان appointments کے بغیر یہ کمشنز incomplete ہیں، یہ ادارے incomplete ہیں لہذا قائد حزب اختلاف سے مشاورت کر کے یہ appointments کرائی جائیں۔بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ اٹھارہواں ممبر اپوزیشن سے لیا جائے، آپ نے اس کی چیئر پرسن ڈاکٹر فائزہ اصغر اپوزیشن سے لی۔چائلڈ پروٹیکشن کے بارے میں پہلے بھی اخبارات میں کافی آچکا ہے۔ 17 ممبران میں نسرین نواز مسلم لیگ (ن) لاہور کی صدر ہیں، پنجاب کی صدر کو بھی اس میں ڈال لیا ہے۔یہ تو پھر اپنوں کو oblige کیا جارہا ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! مجھے بتائیں کہ آپ سے کیا مراد ہے؟

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ پنجاب اس بورڈ کے سرپرست ہیں۔پھر وزیر اعلیٰ صاحب نے مسلم لیگ (ن) پنجاب کی صدر نجمہ حمید صاحبہ کو بھی اس میں شامل کر لیا، پھر نسرین نواز مسلم لیگ (ن) لاہور کی صدر کو بھی اس میں شامل کر لیا لہذا میری استدعا ہے کہ اب اگر اٹھارہواں ممبر بھی شامل کرنا ہے تو پھر وہ اپوزیشن سے لے لیجئے۔

**وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):** جناب سپیکر! جیسے محترمہ نے فرمایا ہے کہ ان کو بھی شامل کیا، ان کو بھی شامل کیا۔ بالکل ہم اپوزیشن کو بھی شامل کرنے کے لئے تیار ہیں اور ان کو بھی شامل کرنے کے لئے تیار ہیں۔ دونوں طرف سے جن ممبران کا اس specific field میں interest ہے وہ اپنی تجاویز دیں چونکہ اس میں ایم پی اے صاحبان ممبر بن سکتے ہیں لہذا جو ممبر صاحبان اس میں contribute کرنا چاہتے ہیں وہ اپنا interest بتائیں، انشاء اللہ تعالیٰ ان سب کو accommodate کیا جائے گا۔ محترم ہراج صاحب نے جو point raise کیا ہے۔ میں اسے بھی تسلیم کرتا ہوں اور محترم قائد حزب اختلاف سے مشاورت کر کے جسے وہ recommend کریں گے ہم اسے include کریں گے۔

**جناب محمد محسن خان لغاری:** جناب سپیکر! کیا رانا صاحب لوکل گورنمنٹ کے حوالے سے بھی commitment کریں گے؟ چونکہ قائد حزب اختلاف نے راجہ بشارت صاحب کا نام لکھ کر بھیجا ہوا ہے لیکن ابھی تک اس کا نوٹیفکیشن نہیں ہوا۔

**جناب سپیکر:** جو بات پہلے چل رہی ہے انھوں نے اس کی بات کر دی ہے۔ جب وہ ٹائم آئے گا تو پھر اس پر بات کرنا۔ اب ہم اگلے سوال پر چلتے ہیں۔

**وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):** جناب سپیکر! ایک دن پہلے بھی یہ point raise کیا گیا تھا اور ابھی بھی لغاری صاحب نے یہ بات کی ہے کہ قائد حزب اختلاف کا اختیار ہے کہ وہ لوکل کمیشن میں کسی ممبر کو نامزد کر سکتا ہے۔ راجہ بشارت صاحب جو کہ ہمارے ساتھی رہے ہیں، پچھلی اسمبلی میں وزیر قانون رہے ہیں وہ ہمارے لئے نہایت محترم ہیں اور ہم لوکل کمیشن میں ان کے تجربات سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں۔ لغاری صاحب فرما رہے ہیں کہ راجہ بشارت صاحب کو ممبر مقرر نہیں کیا گیا یا قائد حزب اختلاف کی recommendation کو تسلیم نہیں کیا گیا، میں اس بارے میں اپنے معزز اپوزیشن کے اراکین کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ دیکھیں ہر کام کا ایک طریق کار ہوتا ہے۔ لوکل باڈیز کمیشن میں قائد حزب اختلاف نے جس بھی صاحب کو ممبر نامزد کرنا ہے اس کا طریق کار یہ ہے کہ وہ through سپیکر کریں۔ انھوں نے براہ راست لکھ کر محکمہ لوکل باڈیز کو بھیج دیا ہے، through سپیکر نہیں بھیجا تو اس کے اوپر reservation تھی یا ہم اس میں تھوڑا دیکھ رہے تھے کہ آیا اس طرح سے ہو سکتا ہے؟ میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح سے نہیں ہونا چاہئے۔ Speaker ہاؤس کے custodian ہیں اور یہ معاملہ ان کے through ہونا چاہئے تو میں محترم لغاری صاحب

سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ قائد حزب اختلاف کی خدمت میں یہ عرض کریں کہ وہ متعلقہ rules کے مطابق recommendation بھیجیں۔ جس دن recommendation موصول ہو گی اس پر انشاء اللہ تعالیٰ اسی دن عملدرآمد ہو گا۔

**جناب سپیکر:** جی، اگلا سوال محترمہ عارفہ خالد صاحبہ کا ہے۔

**محترمہ عارفہ خالد پرویز:** سوال نمبر 267۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

**جناب سپیکر:** جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

## چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کے قیام سے اب تک کیسز کی تعداد، بچوں کی والدین کو سپردگی کا مسئلہ

***267: محترمہ عارفہ خالد پرویز:** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کے ذریعے دوسرے شہروں، صوبوں اور ممالک سے گمشدہ یا فروخت کئے گئے یا گھروں سے بھاگے بچوں کو واپس لا کر ان کے والدین کے سپرد کیا جاتا ہے؟

(ب) مذکورہ بیورو میں کس قسم کے بچوں کو تحفظ دیا جاتا ہے نیز کتنی عمر تک کے بچوں کو وہاں پر لایا جاتا ہے اور کتنی عمر تک بچے ادارے کے پاس رہ سکتے ہیں؟

(ج) اب تک جنسی تشدد کے کتنے بچے بیورو کے پاس لائے گئے ہیں؟

(د) کیا چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کی عدالتیں بھی موجود ہیں، اگر ہاں تو کتنی ہیں اور ان میں اب تک کتنے کیس رجسٹرڈ ہوئے ہیں اور ان میں سے کتنے کیسوں کا فیصلہ ہوا ہے؟

(ہ) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ ادارے کے قیام سے اب تک کتنے بچوں کو ان کے والدین کے سپرد کیا گیا ہے، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

**وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):**

(الف) یہ درست ہے کہ چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کے ذریعے دوسرے شہروں، صوبوں اور ممالک سے گم شدہ یا فروخت کئے گئے یا گھروں سے بھاگے بچوں کو واپس لا کر ان کے والدین کے سپرد کیا جاتا ہے۔

(ب) بیورو میں ایسے بچوں کو تحفظ دیا جاتا ہے جن کی عمر پندرہ سال سے کم ہو اور جو بھیک مانگتے ہوں جن کا اپنا گھر نہ ہو، جو والدین کے کنٹرول سے باہر ہوں یا جن کے والدین تحفظ فراہم نہ کر سکتے ہوں یا ایسے بچے جن کو خطرہ ہو کہ وہ کسی تشدد کا شکار ہو سکتے ہوں یا وہ بچے ایسی جگہ رہ رہے ہیں جہاں عورتیں غلط کاری میں ملوث ہوں ایسے تمام بچے اٹھارہ سال کی عمر تک ادارہ میں رہ سکتے ہیں۔

(ج) جنسی تشدد کے شکار بچوں کا تناسب بارہ فیصد ہے۔

(د) چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کے زیر انتظام صرف ایک عدالت لاہور میں کام کر رہی ہے جبکہ دوسرے شہروں میں ایڈیشنل ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج یہ کام سرانجام دے رہے ہیں چائلڈ پروٹیکشن کورٹ لاہور میں اب تک چالیس کیس رجسٹرڈ ہوئے ہیں جن میں چونتیس کیسوں کا فیصلہ ہو چکا ہے جبکہ چھ کیس باقی ہیں۔

(ہ) چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو اب تک 7260 بچوں کو ان کے والدین کے سپرد کر چکا ہے جبکہ اس وقت بھی ادارے میں 623 بچے موجود ہیں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ! کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! سوال کے جز (ب) میں لکھا ہوا ہے کہ "بیورو میں ایسے بچوں کو تحفظ دیا جاتا ہے جن کی عمر پندرہ سال سے کم ہو۔" اس کے بعد اسی جز (ب) کے آخر میں لکھا ہوا ہے کہ "ایسے بچے جن کو خطرہ ہو کہ وہ کسی تشدد کا شکار ہو سکتے ہیں یا کوئی اور وجہ ہو تو وہ اٹھارہ سال کی عمر تک اس ادارے میں رہ سکتے ہیں" تو میرا سوال یہ ہے کہ اس سے کوئی exact age کا تعین نہیں ہوتا۔ کیا اٹھارہ سال کے بعد یہ اپنے تشدد کے خود ذمہ دار ہو جاتے ہیں یا ان کی کوئی خاص protection کی جاتی ہے، اگر یہ بچوں کے زمرے سے نکل جاتے ہیں تو کیا ان کے لئے کوئی اور ادارہ ہے جو ان کی look after کرتا ہے؟ اسی طرح جز (ج) میں پوچھا گیا ہے کہ "اب تک جنسی تشدد کے کتنے بچے بیورو کے پاس لائے گئے ہیں؟" اس کے جواب میں محکمہ نے صرف تناسب بتایا ہے، ان کی تعداد نہیں بتائی تو ان کی تعداد کیا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ نے یہ پوچھا ہے کہ اٹھارہ سال کے بعد اگر یہ بچے تشدد کا نشانہ بنیں گے پھر کیا وہ خود ہی اس کے ذمہ دار ہوتے ہیں؟ تو اس سلسلے میں گزارش ہے کہ یہ ایک قانون کا مسئلہ ہے۔ سمجھا جاتا ہے کہ اٹھارہ سال تک انسان اپنے شعور کی پختگی

کے اس معیار تک نہیں پہنچتا کہ وہ اپنے آپ کو defend کر سکے یا اپنے متعلق کسی معاملے میں خود سے اپنا دفاع کر سکے۔ یہ سمجھا جاتا ہے کہ اٹھارہ سال کے بعد کوئی انسان یا شہری قانونی طور پر خود اپنے آپ کو defend کرنے کا اختیار بھی رکھتا ہے اور شعور بھی رکھتا ہے اس لئے اس لحاظ سے اٹھارہ سال تک ان بچوں کو وہاں پر اس protection میں رہنے کا حق حاصل ہے۔ اس کے بعد اگر کسی کے ساتھ زیادتی ہوتی ہے، خواہ اس کی عمر اٹھارہ سال سے زیادہ ہو یا چالیس سال ہو اگر اس کے خلاف کوئی violence ہوتی ہے اور کوئی آدمی ملک کے مروجہ قانون کو ہاتھ میں لے کر violence کرتا ہے تو اس کے لئے ایک علیحدہ طریق کار ہے۔ اس حوالے سے law enforcing agencies موجود ہیں اور وہ اس کا تدارک کر سکتی ہیں۔ اس ادارے میں پندرہ سال تک کے بچوں کو ہی لیا جا سکتا ہے جن وجوہات کی بناء پر لیا جاتا ہے اس بارے میں ادارے کا یہ خیال ہے کہ اس عمر کے بعد اس بات کا امکان کم رہتا ہے۔

باقی انھوں نے جز (ج) کے متعلق فرمایا ہے کہ جنسی تشدد کے شکار بچوں کا تناسب 12 فیصد ہے یعنی اب تک جتنے بچے وہاں پر لائے گئے ہیں ان کا یہ تناسب ہے۔ اگر وہ ان بچوں کی تعداد معلوم کرنا چاہتی ہیں تو میں انھیں آج ہی اس ادارے سے معلومات لے کر فراہم کر دوں گا۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! اٹھارہ سال تک بچے اس ادارے میں رہتے ہیں اس کے بعد ان کو وہاں سے نکال دیا جاتا ہے تو کیا ان بچوں کو کوئی خاص تربیت دی جاتی ہے کہ یہ اپنے آپ کو eventually protect کر سکیں کیونکہ جو بچے بچپن سے لے کر اٹھارہ سال کی عمر تک suppressed رہیں گے یا ایسے ماحول سے آئیں گے تو ان کو خاص قسم کی تربیت کی ضرورت ہے جو عام بچوں سے یقینی طور پر تھوڑی سی مختلف ہونی چاہئے۔ یہ جو بورڈ آف ڈائریکٹرز اور بورڈ آف گورنرز کی اتنی لمبی فہرست ہے کیا اس میں کوئی ایسے ماہرین ہیں جو ان کو کوئی special training دیتے ہیں یا دلواتے ہیں؟

محترمہ ناظمہ جاوید ہاشمی: جناب سپیکر! میرا بھی اسی سے related question ہے کہ جب ان بچوں کو یہاں پر رکھا جاتا ہے تو ان کو کس طرح سے تیار کیا جاتا ہے کہ وہ باہر نکل کر ایک productive شہری کے طور پر کام کر سکیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس بیورو کی پالیسی یا انھوں نے day to day معاملات کو کس طرح سے چلانا ہے اس کی ذمہ داری بورڈ آف گورنرز پر ہے۔ یقیناً اس سلسلے

میں ان چیزوں کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ان بچوں کو اس قسم کے لیکچرز دیئے جائیں اور اس قسم کے ماحول میں رکھا جائے کہ وہ جب اس protection کے ماحول سے باہر معاشرے کا حصہ بنیں تو ایک اچھے شہری بن سکیں۔اپنے حقوق کو پہچانیں اور دوسروں کے حقوق کا بھی خیال رکھیں۔اس سلسلے میں ان کے کورسز ہوتے ہیں اور ان کی تعلیم بھی انہی خطوط پر کی جاتی ہے۔

**جناب سپیکر:** جی، محترمہ!

**محترمہ آمنہ الفت:** جناب سپیکر! میں اس بارے میں ایک ضمنی سوال کرنا چاہتی ہوں۔

**جناب سپیکر:** نہیں، پلیز آپ تشریف رکھیں۔

**محترمہ آمنہ الفت:** جناب سپیکر! یہ بہت اہم سوال ہے۔

**جناب سپیکر:** محترمہ! اس سوال پر کافی ضمنی سوالات ہو چکے ہیں۔دیکھیں، آپ خود سوچیں پھر دوسروں کی باری کس طرح آئے گی؟

**محترمہ آمنہ الفت:** آپ خود فرماتے ہیں اور میری تعریف کرتے ہیں کہ میں ہاؤس کی کارروائی میں کافی participate کرتی ہوں۔دوسرا میری طرف سے تو ابھی تک کوئی ضمنی سوال نہیں آیا۔

**جناب سپیکر:** میں اب آپ کو کیا کہہ سکتا ہوں۔ چلیں، آپ نے جو ضمنی سوال پوچھنا ہے وہ پوچھیں۔

**محترمہ آمنہ الفت:** شکریہ۔جناب سپیکر! میں بے حد مشکور ہوں۔یہ ایک effective ادارہ ہے اور اس کے results بڑے اچھے آرہے ہیں۔کیا پنجاب حکومت کا دوسرے اضلاع میں ایسے ادارے شروع کرنے کا کوئی ارادہ ہے؟ کیا ان میں ہم اپنے effective members شامل کر سکتے ہیں جو اس حوالے سے کام کرنا چاہتے ہیں؟ کچھ ایسی این جی اوز ہیں جو کہ کام کرنا چاہتی ہیں۔معاشرے کے بہت سے ایسے لوگ ہیں کہ جو واقعی کام آنا چاہتے ہیں ان کو بھی ان اداروں میں induct کیا جا سکتا ہے۔میرا آخری سوال یہ ہے کہ کیا آج کی تاریخ میں فائزہ اصغر ہی اس ادارے کی چیئر پرسن ہیں؟

**وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):** جناب سپیکر! جو جواب یہاں ہاؤس کے سامنے پیش کیا گیا ہے اس کے مطابق یقیناً ڈاکٹر فائزہ اصغر ہی اس ادارے کی چیئر پرسن ہیں۔دوسرا انھوں نے یہ پوچھا ہے کہ کیا حکومت کا دوسرے شہروں میں بھی اس ادارے کے دفاتر قائم کرنے کا کوئی پروگرام

ہے؟ جیسا کہ انھوں نے فرمایا ہے کہ یہ ادارہ بہتر کام کر رہا ہے، اس کے بہتر results آرہے ہیں تو یقیناً یہ سہولت باقی اضلاع تک بھی پہنچائی جائے گی اور یہ تجویز حکومت کے زیر غور ہے۔

جناب سپیکر: جی، اگلا سوال میاں نصیر احمد صاحب کا ہے۔

چودھری ندیم خادم: جناب سپیکر! ان کے ایماء پر سوال نمبر 305، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے میاں نصیر احمد کے ایماء پر سوال نمبر 305 طبع شدہ دریافت کیا)

جناب سپیکر: اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

## ضلع لاہور میں پولیس سٹیشنز کی تعداد و دیگر تفصیل

*305- میاں نصیر احمد: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع لاہور میں کل کتنے پولیس سٹیشنز اور کتنی پولیس چوکیاں ہیں اور ان میں کتنی پولیس نفری موجود ہے، مکمل تفصیلی فہرست ایوان میں فراہم کی جائے؟

(ب) کیا ضلع لاہور میں پولیس نفری مکمل ہے یا کم ہے ہر پولیس سٹیشن کے مطابق کمی کی نشاندہی کی جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) ضلع لاہور میں کل 77 پولیس سٹیشن اور 14 پولیس چوکیاں قائم ہیں جہاں پر کل نفری انسپکٹر 68، سب انسپکٹر 326، اے ایس آئی 406، ہیڈ کانسٹیبل 5236 تعینات ہیں۔ تھانہ وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے

(ب) ضلع ہذا کی نفری درج ذیل ہے:-

| نوعیت | FC | HC | ASI | SI | INSP |
|---|---|---|---|---|---|
| منظور نفری | 19861 | 3086 | 1955 | 1332 | 226 |
| موجودہ نفری | 20011 | 2327 | 1255 | 916 | 310 |
| کمی نفری | +150 | - 759 | −700 | −416 | +84 |

جبکہ پولیس سٹیشن کی منظور نفری کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

چودھری ندیم خادم: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال پولیس کی کم نفری کے بارے میں ہے۔ میرا تعلق ضلع جہلم سے ہے اور ہمارے ضلع میں بھی پولیس کی نفری کم ہے تو میں وزیر صاحب سے پوچھنا چاہوں گا کہ کیا حکومت کا مستقبل میں مزید بھرتی کرنے کا کوئی ارادہ ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! پولیس کی نفری کے جو international standard ہیں اس کے مطابق بالکل پولیس کی نفری کم ہے۔ اس کو پورا کرنے کے لئے حکومت پنجاب کا نہ صرف ارادہ ہے بلکہ حکومت اس پر کام کر رہی ہے۔ میں یہاں پر یہ بات بھی on record لانا چاہوں گا کہ اس سلسلے میں constables کی بھرتی شروع ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف صاحب نے تمام تر pressure کے باوجود یہ مصمم ارادہ کیا ہوا ہے۔ ان کا یہ کہنا ہے کہ میں پولیس میں سفارشی بھرتی کر کے اس قوم کو چوروں اور ڈاکوؤں کے سپرد نہیں کر سکتا۔ میں یہ بات دعوے سے کہتا ہوں کہ اب تک constables کی جتنی بھرتی ہوئی ہے اس میں سو فیصد معیار کو ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے، کوئی ایک آدمی بھی اس میں سفارشی بھرتی نہیں ہوا اور جہاں کہیں سے بھی کوئی شکایت آئی ہے اس کا پوری توجہ سے analysis کیا گیا ہے تو جہاں کہیں بھی کوئی آدمی اس پالیسی کو ادھر ادھر کرتا پایا گیا ہے تو اس کی مثال ڈسٹرکٹ بھکر کی ہے کہ وہاں پر ایک صاحب نے اپنے بیٹے کو بھرتی کروانے کے لئے اس کا fake ڈومیسائل دوسرے ضلع کا جمع کروایا تو اس کے اوپر 3 سینئر پولیس افسران کے خلاف کارروائی کی گئی ہے اور یہ بات بھی محترم وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف صاحب کے حصے میں آئی ہے کہ انہوں نے ASI کی بھرتی پبلک سروس کمیشن کے through کروانے کا فیصلہ کیا ہے اور اس وقت پبلک سروس کمیشن ASI کی بھرتی کے لئے انٹرویوز اور written test کا کام کر رہا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ اس procedure کے تحت ایسے دیانتدار اور محنتی نوجوان اس force میں داخل ہوں گے جس سے اس force کا شخص بھی ابھرے گا اور یہ service oriented force بنے گی اور اس کے بعد یہ اس صوبے اور اس ملک کے شہریوں کے جان و مال کے تحفظ کا باعث بنے گی۔

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب!

چودھری ندیم خادم: ٹھیک ہے۔ I am satisfied

جناب سپیکر: Satisfied now. جی، محترمہ! آپ کا ضمنی سوال ہے؟

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔ 150 یونین کونسلیں ہیں تو ریکارڈ کے مطابق 77 پولیس سٹیشن ہیں اور 14 چیک پوسٹ ہیں۔ کیا یہ ضروری ہے کہ 150 یونین کونسلوں میں اگر 77 پولیس سٹیشن ہیں تو اس سے street crime کیسے کم کیا جا سکتا ہے اور اس کے لئے آئندہ پولیس نے کیا لائحہ عمل اختیار کیا ہے کہ 150 یونین کونسلوں میں فی کونسل کے حساب سے ایک پولیس سٹیشن بنایا جائے تاکہ آج کل گلی محلوں میں موبائل چھیننے، پرس چھیننے اور ڈکیتیوں کی جو وارداتیں ہو رہی ہیں انہیں کم کرنے کے لئے تھانوں کو بڑھایا جائے۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! تھانوں کا area اور وہاں پر جو آبادی ہے یہ ایک ایسا معاملہ ہے جو ہر وقت ڈیپارٹمنٹ کے زیر غور رہتا ہے اور اس کے اوپر اب بھی کام ہو رہا ہے اور ڈیپارٹمنٹ جب بھی محسوس کرتا ہے کہ تھانوں کی تعداد کو بڑھایا جائے تو اس سلسلے میں کارروائی کی جاتی ہے۔ میں محترمہ کو یقین دلاتا ہوں کہ انہوں نے جو observe کیا ہے کہ ضلع لاہور میں 77 پولیس اسٹیشن اور 14 پولیس پوسٹ کم ہیں تو اس سلسلے میں ڈیپارٹمنٹ کے متعلقہ حکام کے زیر غور یہ بات ہوگی لیکن آج کے حوالے سے ان سے کہیں گے کہ وہ اس سلسلے میں revise کریں اور اگر زیادہ تعداد کی ضرورت محسوس ہو تو اسے بڑھایا جائے۔

جناب سپیکر: جی، احمد خان بلوچ صاحب!

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! دو انسپکٹروں نے ایک ڈکیت کی غیر قانونی امداد کی اور ان کے خلاف پرچہ درج ہوا۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس وقت وہ انسپکٹر جیل میں ہیں یا باہر ہیں یا ان کے خلاف کیا محکمانہ کارروائی ہوئی ہے، اگر ہوئی ہے تو کیا ہوئی ہے؟

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم معزز رکن یہ فرمادیں کہ یہ سوال کے کون سے جز کا جواب چاہ رہے ہیں، اس میں تو ایسی کوئی بات نہیں ہے؟

جناب سپیکر: میں نے آپ کو supplementary question کے لئے کہا ہے۔ ان کا supplementary question نہیں بنتا۔ اگلا سوال میاں محمد اسلم (ایڈووکیٹ)!

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! On his behalf question No. 378
(معزز رکن نے میاں محمد اسلم (ایڈووکیٹ) کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 378 دریافت کیا)

## لاہور-بیوٹی پارلر پر ڈکیتی کے ملزم کی گرفتاری وفرار کا معاملہ

*378: میاں محمد اسلم (ایڈووکیٹ): کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تھانہ سمن آباد ضلع لاہور میں بیوٹی پارلر پر ڈکیتی کرتے ہوئے ملزم ندیم مہر گرفتار ہوا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ دو سب انسپکٹرز منصور اکبر اور سعادت وڑائچ نے مک مکا کر کے ملزم مذکور ندیم مہر کو فرار کروا دیا تھا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ڈی ایس پی خالد متین نے کارروائی کرتے ہوئے ان دو انسپکٹروں کے خلاف پولیس آرڈر 2002 کے تحت مقدمہ درج کر کے ان کو حوالات میں بند کر دیا تھا؟

(د) کیا حکومت ان دو انسپکٹروں اور ملزم ندیم مہر کے خلاف سخت کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):

حسب رپورٹ ڈپٹی انسپکٹر جنرل آف پولیس انویسٹی گیشن لاہور

(الف) مہر ندیم ولد اللہ دتہ قوم ارائیں سکنہ سید پور ملتان روڈ لاہور بیوٹی پارلر میں ہونے والی چوری میں ملوث پایا گیا اور اس کے خلاف مقدمہ نمبر 197/08 مورخہ 07-05-2008 بجرم 380 ت پ تھانہ سمن آباد لاہور درج ہوا اور ملزم کو گرفتار کر کے بند حوالات تھانہ کیا گیا اور بعد ازاں چالان عدالت کیا گیا۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ ملزم ندیم مہر کو مورخہ 07-05-2008 کو ہی گرفتار کیا گیا تھا اور اس کو 17-05-08 کو حوالات جوڈیشل بھجوایا گیا تاہم ملزم ندیم مہر کی ناجائز اور غیر قانونی مدد کرنے کا مرتکب پا کر ہر دو سب انسپکٹروں کے خلاف پولیس آرڈر 2002 کے تحت مقدمہ کا اندراج کیا گیا ہے۔

(ج،د) ہر دو سب انسپکٹروں منصور اکبر اور سعادت حسین وڑائچ کے خلاف پولیس نے مقدمہ نمبر 08/198 مورخہ 08-05-2008 بجرم 155D،155C پولیس آرڈر 2002 تھانہ سمن آباد درج کیا تھا اور ملزمان کو حسب ضابطہ گرفتار کر کے بند حوالات تھانہ کیا تھا۔ پولیس نے از خود ہر دو سب انسپکٹروں کے خلاف کارروائی کرتے ہوئے مقدمہ کا اندراج کیا۔ بعد ازاں رٹ پٹیشن نمبر 5241 مورخہ 18-06-2008 جو الزام علیہان نے عدالت عالیہ لاہور میں بروئے اخراج مقدمہ مندرجہ بالا دائر کی تھی کو داخل دفتر کروایا اور اس طرح ہر دو سب انسپکٹرز کے خلاف مقدمہ کو بحال کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، بلوچ صاحب!

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! اس میں میرا ضمنی سوال یہی بنتا ہے کہ ایک ڈکیت کو پکڑا گیا اس کو دو انسپکٹروں نے ناجائز طور پر چھڑوا دیا، اس کی غیر قانونی امداد کی، ان انسپکٹروں کے خلاف پرچہ درج ہوا۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ڈکیت کی امداد کرنے پر جن دو انسپکٹروں کے خلاف پرچہ درج ہوا ہے وہ اس وقت جیل میں ہیں یا انہیں چھوڑ دیا ہے یا محکمہ نے ان کے خلاف کیا کارروائی کی ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس مقدمے میں دو S.I صاحبان کا fault پایا گیا تھا کہ انہوں نے ملزم کی ناجائز مدد کی ہے تو ان پر مقدمہ نمبر 08/198 مورخہ 2008-05-08 بجرم 155.CD پولیس آرڈر 2002 تھانہ سمن آباد لاہور درج کیا گیا۔ مقدمہ ہذا کی تفتیش کے بعد منصور اکبر S.I اور سعادت حسین S.I چالان کئے گئے اور مقدمہ کا چالان مورخہ 2008-05-27 بغرض سماعت عدالت بھجوایا گیا جو کہ زیر سماعت ہے۔ اب عدالت کا اختیار ہے کہ انہیں اس جرم میں کیا سزا دیتی ہے۔ ان کے خلاف محکمانہ کارروائی کر کے ایک سال کی increment کی کٹوتی کی سزا بھی دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! سوال نمبر 385۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

## ملتان روڈ لاہور میں سٹریٹ کرائمز میں اضافہ

*385: محترمہ آمنہ الفت: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سوڈیوال کوارٹرز ملتان روڈ لاہور میں سٹریٹ کرائمز میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے جس سے لوگوں میں خوف وہراس بڑھ رہا ہے؟

(ب) لاہور، سال 2008 میں عوام کی طرف سے سٹریٹ کرائمز اور وارداتوں کے حوالے سے دی گئی درخواستوں کی تفصیل ایوان میں فراہم کی جائے۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ایک ہی جگہ سوڈیوال پانی والی ٹینکی پر بار بار وارداتیں ہو رہی ہیں؟

(د) اگر جزہائے بالا کے جوابات اثبات میں ہیں تو حکومت نے ان وارداتوں کی روک تھام کے لئے اب تک کیا کارروائی کی ہے اور کتنے ملزم پکڑنے میں کامیاب ہوئی ہے، اس کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

**وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):**

(الف) یہ درست ہے کہ سوڈیوال کوارٹرز میں سٹریٹ کرائمز ہوتے ہیں، ان سٹریٹ کرائمز کی روک تھام کے لئے سوڈیوال کوارٹرز ملتان روڈ میں موبائل سکواڈ، محافظ، ٹائیگر سکواڈ ہائے تھانہ کی سرکاری گاڑی گشت کرتی ہے، پیدل گشت بھی کی جاتی ہے اور ملازمین کی سادہ کپڑوں میں ڈیوٹیاں لگائی جاتی ہیں۔ سوڈیوال کوارٹرز ملتان روڈ کے علاقہ میں وارداتوں / سٹریٹ کرائمز پر کافی حد تک کنٹرول ہے۔

(ب) سال 2008 میں سٹریٹ کرائمز کے حوالے سے 5 عدد درخواستیں موصول ہوئی ہیں جن پر حسب ضابطہ کارروائی عمل میں لاتے ہوئے مندرجہ ذیل مقدمات درج کئے گئے ہیں:-

مقدمہ نمبر 361/08 جرم 392 (ت پ) تھانہ نواں کوٹ لاہور، مقدمہ نمبر 394/08 جرم 392 (ت پ) تھانہ نواں کوٹ لاہور مقدمہ نمبر 402/08 جرم 392 (ت پ) تھانہ نواں کوٹ لاہور، مقدمہ نمبر 625/08 بجرم 392 (ت پ) تھانہ نواں کوٹ لاہور اور مقدمہ نمبر 763/08 جرم 392 (ت پ) تھانہ نواں کوٹ لاہور، مقدمات مندرجہ بالا کی تفتیش بذریعہ شعبہ تفتیش عمل میں لائی جا رہی ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے بلکہ پانی والی ٹینکی کا ذکر اس لئے آتا ہے کہ وہ ایک مشہور جگہ ہے، گردونواح کی واردات کے بارے میں بھی لوگ کہہ دیتے ہیں کہ پانی والی ٹینکی پر واردات ہوئی ہے۔

(د) مقدمہ نمبر 08/625 مورخہ 10-05-2008 بجرم 392 (ت پ) تھانہ نواں کوٹ ٹریس ہو کر ملزم نعیم شہزاد عرف نعیم قوم مغل سکنہ راوی ریحان جی ٹی روڈ مرید کے ضلع شیخوپورہ کو گرفتار کیا گیا جس سے مال مقدمہ موٹر سائیکل ہنڈا 125 نمبری ایل ایکس جی 7576 برآمد ہو کر بر سپرداری مدعی مقدمہ کے حوالے کی جا چکی ہے، دیگر وارداتہائے کو بھی ٹریس کرنے کی ہر ممکن کوشش جاری ہے۔ سٹریٹ کرائمز کی روک تھام کے لئے سوڈیوال کوارٹرز ملتان روڈ میں موبائلز سکواڈ، محافظ سکواڈ، ٹائیگرز ہائے اور تھانہ کی سرکاری گاڑی گشت کرتی ہے، پیدل گشت بھی کی جاتی ہے اور ملازمین کی سادہ کپڑوں میں بھی ڈیوٹیاں لگائی گئی ہیں جس کی وجہ سے سوڈیوال کوارٹرز ملتان روڈ علاقہ میں وارداتوں / سٹریٹ کرائمز پر کافی حد تک کنٹرول ہے، مشتبہ افراد کی نگرانی کی جا رہی ہے۔اس طرح جرائم کے کنٹرول کے لئے تمام تر ممکنہ وسائل اور پیشہ ورانہ صلاحیتوں کو بروئے کار لایا جا رہا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میرے یہ سوال ملتان روڈ لاہور کے street crimes کے حوالے سے تھے۔ سب سے پہلے تو خوش آئند بات یہ ہے کہ میں نے جس وقت یہ سوالات جمع کروائے تھے اور یہ specially سوڈیوال کوارٹرز سے related area کے حوالے سے تھے جہاں پر بہت زیادہ street crimes ہو رہے تھے۔اس سوال کی تاریخ وصولی 23- مئی 2008 اور اس کی ترسیل 9- جون کی ہے۔اس وقت سے لے کر اب تک وہاں پر street crimes میں نمایاں کمی آئی ہے کیونکہ وہاں پر ہمارے کچھ عزیز واقارب بھی رہتے ہیں جن سے یہ ساری reports مجھے collect ہوئی ہیں البتہ میں آپ کے توسط سے وزیر قانون سے ایک بات کہنا چاہوں گی کہ حصہ (ب) میں یہ لکھا گیا ہے کہ street crimes کے حوالے سے پانچ عدد درخواستیں موصول ہوئی ہیں جن پر حسب ضابطہ کارروائی عمل میں لاتے ہوئے مقدمات درج کئے گئے۔ درخواستیں تو پانچ موصول ہوئی ہیں لیکن وارداتوں کی تعداد بے بہا ہے اور ہمارے لوگ پولیس سٹیشن میں جا کر اپنی reports درج کرواتے ہوئے پولیس کے ناروا رویے کی وجہ سے بھی گھبراتے ہیں کہ ایک تو ان کا نقصان ہو گیا اور اگر پولیس سے کچھ مدد لینی ہے تو پولیس کو خوش کرنے کے لئے مزید خرچہ دینا پڑتا ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس سلسلے میں بھی ان کی طرف سے کوئی واضح جواب آنا چاہئے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں allegation کی بجائے relevant بات ہو تو بہتر بات رہے گی۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! انہوں نے لکھا ہے کہ پانچ وارداتوں میں سے صرف ایک واردات پکڑی گئی ہے۔ وارداتیں بے تحاشا ہوئی ہیں، درج صرف پانچ ہوئی ہیں اور پانچ میں سے صرف ایک واردات پکڑی گئی ہے تو میرا یہ سوال ہے کہ کیا آئندہ بھی یہ ratio رہے گی یا اس میں بتدریج کوئی بہتری لائی جا سکتی ہے اور اس کے لئے کیا انتظامات کئے جا رہے ہیں؟ بہر حال میں اس وقت سے لے کر اب تک کے حالات سے مطمئن ہوں۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ نے یہ بات کی ہے کہ وہ اس معاملے کو through question جب حکومت کے نوٹس میں لائیں تو اس کے بعد لاہور پولیس نے وہاں پر بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کیا اور وہاں سے وارداتوں میں کافی کمی آئی ہے تو اس سلسلے میں، میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ وہاں پر جو کارکردگی ہوئی ہے اس کو انہوں نے تسلیم کیا اور دوسرا میں ان کو اس بارے میں بھی appreciate کرتا ہوں کہ انہوں نے گورنمنٹ اور متعلقہ پولیس حکام کی توجہ ایک معاملے کی طرف دلائی تو اس کے اوپر کام ہوا ہے۔ اگر اسی طرح سے سارے معزز ممبران اس بارے میں interest لیں تو یہ حالات کافی حد تک بہتر ہو سکتے ہیں۔ باقی انہوں نے کہا کہ تھانے کے ماحول اور ان معاملات کو روکنے کے لئے لوگ تھانے میں جاتے ہوئے خوف محسوس نہ کریں تو اس سلسلے میں گورنمنٹ آف پنجاب بڑا comprehensively غور کر رہی ہے اور اس میں دو تجاویز ہمارے زیر غور ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ جس طرح ہم نے judiciary میں تنخواہوں میں اضافہ کر کے اس بات کی کوشش کی ہے کہ جو لوگ انصاف فراہم کرنے والے ہیں ان کے اپنے مالی حالات ایسے ہونے چاہئیں کہ وہ کسی بنیادی ضرورت سے بالاتر ہو کر اس قوم کو انصاف فراہم کر سکیں۔ یہ ادارہ جو law enforcing agencies ہیں یہ بھی اسی زمرے میں آتا ہے کیونکہ اس کی کارکردگی کی بنیاد پر عدالتوں نے انصاف فراہم کرنا ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں جناب وزیر اعلیٰ نے میری سربراہی میں ایک کمیٹی بنائی ہے۔ اس میں اس بارے میں غور و خوض ہوا کہ پولیس اور law enforcing agencies کے حالات کو کس طرح بہتر کیا جائے تو ہم نے اس بات کو اس کے ساتھ attach کیا ہے۔ اس سلسلے میں آئی جی صاحب سے پہلی میٹنگ میں بریفنگ لی

گئی تو اس کے بعد انھیں یہ کہا گیا کہ آپ اپنی اس demand کے ساتھ parallel وہ تجاویز لائیں کہ آپ کس طرح سے اس force کو service oriented force بنائیں گے، کس طرح سے آپ تھانے کے culture کو درست کریں گے، کس طرح سے تھانے کا ماحول ایسا ہو گا کہ کوئی بھی غریب اور مظلوم شہری وہاں پر جا کر خوف محسوس نہ کرے تو اس پر انھوں نے کام کیا ہے۔ اس پر انھوں نے کچھ تجاویز دی ہیں جن کے لئے کچھ rules میں ترامیم کرنا ہوں گی اور کچھ کے لئے ہمیں Police Act میں ترامیم کرنے کی ضرورت ہو گی اس لئے دوبارہ وہی بات ہے کہ یا تو ہمیں مارچ 2009 تک انتظار کرنا پڑے گا یا اس کے لئے prior permission لینا پڑے گی۔ محکمہ پولیس کی تجاویز کو جو انھوں نے دی ہیں کہ ہم ان خطوط پر تھانہ کلچر کو بہتر کر سکتے ہیں اور اس force کو بہتر کر سکتے ہیں۔ ہمارا یہ پروگرام ہے کہ ان تجاویز کو اس اجلاس میں یا اگلے اجلاس میں اس ایوان کے سامنے رکھیں، یہاں ان تجاویز پر بحث ہو گی اور اس بحث کے دوران پولیس کے سارے اعلیٰ افسران یہاں آکر بیٹھیں گے اور ان کی تجاویز کو اور معزز اراکین کی تجاویز کو سننے کے بعد اس میں مزید بہتری لائیں گے۔ اس کے بعد ہم یہ کوشش کریں گے کہ اگر قانون سازی ضروری ہے تو وہ بھی ہو اور دوسری تبدیلیاں بھی لا کر اس محکمے کو service oriented بنائیں۔ اس میں ایک تجویز یہ بھی تھی کہ پولیس میں بھرتی کو شفاف کیا جائے اور بغیر کسی سفارش اور اثر و رسوخ کے پولیس میں بھرتی ہو۔ اس شخص کو اس بات پر یقین ہو کہ میں کسی کی سفارش پر نہیں آیا اور میں اس ملک اور صوبے کے لوگوں کی خدمت کرنے کے لئے آیا ہوں تو اس پر عملدرآمد ہو رہا ہے۔ میں نے جس طرح پہلے بھی ذکر کیا ہے اور بھرتی کا عمل جاری ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ باقی تجاویز پر بھی بہت جلد عمل کیا جائے گا۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! جناب وزیر قانون نے بہت تفصیل سے اس پر روشنی ڈالی ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ بڑی خوش آئند بات ہے کہ Police culture کو بہتر بنانے کے لئے کام ہو رہا ہے۔ اس پر جب بھی کمیٹی تشکیل دی جائے جس میں بات چیت ہو تو میں بھی ان تجاویز میں خواتین پر تشدد کے حوالے سے بھرپور طریقے سے اپنا حصہ بھی ڈالنا چاہوں گی کیونکہ میں crises centres کی چیئرپرسن رہ چکی ہوں تو مجھے ان معاملات کے بارے میں بہت آگاہی ہے۔ میں یہ چاہوں گی کہ مزید تجاویز کے لئے یا میری کسی بھی قسم کی assistance کی ضرورت ہو تو مجھے بھی اس کمیٹی میں ضرور شامل کیا جائے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ لاء منسٹر صاحب سے ملنا چاہیں تو آپ ان کے چیمبر میں مل لیں۔ وہ آپ کی بات سنیں گے بھی اور میرے خیال میں بہتر نتائج آئیں گے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! بہت شکریہ

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ کا ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! سوال کرنے سے پہلے میں آپ کو یاد دلانا چاہتی ہوں کہ میں نے کل آپ سے اپنے ایک سوال کے بارے میں رولنگ مانگی تھی اور ہاؤس میں جو رولنگ مانگی جائے تو اس کا جواب آپ نے ہاؤس میں دینا ہوتا ہے۔ کل محکمے نے جو ہاؤس میں جواب دیا تھا جو میں نے ثابت کیا تھا کہ جواب غلط ہے میں آپ سے درخواست کرتی ہوں کہ آپ اس پر اپنی رولنگ دیں اور مجھے بتایا جائے کہ اس پر کیا action لیا جائے گا؟ اب میرا سوال نمبر 418 ہے۔

## لاہور میں جنوری 2007 سے لے کر اب تک جرائم کی صورتحال

*418: محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور شہر میں جنوری 2007 سے اب تک ڈکیتی، راہزنی اور اغوا برائے تاوان کی کتنی وارداتیں ہوئی؟

(ب) لاہور شہر میں اغوا برائے تاوان کی پچھلے چار ماہ میں کتنی وارداتیں ہوئیں، ان میں سے پولیس نے کتنے لوگوں کو بازیاب کروایا؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ لاہور شہر میں روز بروز خاص کر جنوری 2007 کے بعد وارداتوں میں اضافہ ہوا ہے؟

(د) حکومت ڈکیتی، چوری، راہزنی اور اغوا کی وارداتوں کو کنٹرول کرنے کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے، تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان):

(الف) حسب رپورٹ سینئر سپرنٹنڈنٹ آف پولیس آپریشنز لاہور، ضلع لاہور میں جنوری 2007 سے اب تک ڈکیتی کے 195، راہزنی 3837 اور اغوا برائے تاوان کے 62 مقدمات درج ہوئے ہیں۔

(ب) اغوا برائے تاوان کے عرصہ متذکرہ کے دوران 18 مقدمات درج ہوئے اور 14 مغویان کو برآمد کیا گیا۔

(ج) کچھ ڈویژن ہائے میں جرائم میں اضافہ ہوا ہے اور 2008 میں کچھ ڈویژن ہائے میں کمی ہوئی ہے جس کی وجوہات آبادی میں اضافہ، بے روزگاری، وسائل میں کمی اور مہنگائی وغیرہ شامل ہیں۔

(د) ڈویژنل ایس پی صاحبان کی مشاورت اور افسران بالا کے احکامات کی روشنی میں پولیس ڈویژن کی تعداد کم کر کے 6 کر دی گئی ہے۔ مقدمات کی تفتیش کی جلد از جلد میرٹ پر یکسو کرنے پر ڈویژنل ایس پی آپریشن کے ساتھ ساتھ ایس پی انویسٹی گیشن کا تقرر کیا گیا ہے۔ تھانہ جات میں اس سسٹم کے تحت گشت میں اضافہ کے ساتھ ساتھ ٹائیگر سکواڈ، ایگل سکواڈ اور مجاہد سکواڈ کے ذریعے علاقہ میں گشت کو محدود سسٹم کے تحت مؤثر بنایا گیا ہے۔ حساس علاقہ جات میں سی سی کیمرے لگائے گئے ہیں۔ سکیورٹی اینڈ شاپ آرڈیننس کے تحت اہم مارکیٹوں میں سکیورٹی گارڈ تعینات کروائے گئے ہیں۔ پولیس سٹیزن لائزن کمیٹیوں کے ذریعے عوامی رابطہ کو مربوط کیا گیا۔ عوامی تعاون کے ذریعے مختلف علاقہ جات خاص کر دیہاتی علاقوں میں ٹھیکری پہرہ کا بندوبست کیا جا رہا ہے۔ تمام اہم مقامات میں ناکہ جات کا بندوبست کیا گیا ہے۔ پولیس نفری کو جرائم کے سدباب کے لئے تھانہ جات میں خصوصی طور پر بریفنگ دے کر روانہ کیا جاتا ہے نیز فوری رابطہ کے لئے گشت، ناکہ پر ملازمین کو وائرلیس سیٹ مہیا کئے گئے ہیں۔ 15 پر اطلاع مقامی پولیس اور دیگر گشت کناں پولیس سکواڈز فوری امداد کے لئے جائے وقوعہ پر پہنچتے ہیں۔ مختلف وارداتوں کے وقت اور طریق کار کے تجزیہ کے بعد لائحہ عمل مثلاً گشت، ناکہ جات وقت اور مقامات میں مناسب تبدیلی کی جاتی ہے۔ وقت بوقت شہر میں ایس او ایس ناکہ جات لگائے جاتے ہیں۔ ناجائز اسلحہ منشیات فروش اور اشتہاریوں کی گرفتاریوں کے لئے خصوصی ہفتہ جات مقرر کئے گئے ہیں۔ سنگین مقدمات کے ملزمان کی گرفتاری کے لئے خصوصی ٹیمیں تشکیل دی جاتی ہیں جن سے خاطر خواہ نتائج برآمد ہو رہے ہیں۔ مختلف گینگز کی نشاندہی ہونے پر خصوصی اقدامات کئے جاتے ہیں۔ نیز خفیہ نگرانی سفید پارچہ جات میں نفری کا تقرر کیا جاتا ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: میرا اس میں ضمنی سوال یہ ہے کہ میں نے جز (ج) میں پوچھا تھا کہ "کیا یہ درست ہے کہ لاہور شہر میں روز بروز خاص کر جنوری 2007 کے بعد وارداتوں میں اضافہ ہوا ہے؟" اس کا جواب یہ ہے کہ "کچھ ڈویژن ہائے میں جرائم میں اضافہ ہوا ہے اور 2008 میں کچھ ڈویژن ہائے میں کمی ہوئی ہے جس کی وجوہات آبادی میں اضافہ، بے روزگاری، وسائل میں کمی اور مہنگائی وغیرہ شامل ہیں۔" کیا میرے سوال کے مطابق جواب دیا گیا ہے؟

جناب سپیکر: اگر اس کے مطابق نہیں ہے تو آپ کو رانا صاحب دوبارہ بتا دیں گے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ جو سوال دیا جاتا ہے تو ہاؤس میں اس کے مطابق ہی جواب آنا چاہئے۔ یہ محکمے کی ذمہ داری ہے، نہیں تو پنجاب اسمبلی میں وقفہ سوالات کا مطلب ایک ڈھونگ ہی ہو سکتا ہے کہ سوال کچھ پوچھے جائیں اور محکمے جواب اپنی مرضی کا دے دیں۔ میں نے جو لاہور شہر کے متعلق سوال پوچھا ہے تو مجھے مختلف ڈویژن میں الجھا کر فارغ کر دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: وہ صرف لاہور تک محدود نہیں رکھنا چاہتے اور ساری معلومات آپ کو دینا چاہتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ ہماری معزز رکن ہیں اللہ تعالیٰ انھیں قائم و دائم رکھے۔ ہم ان کو فارغ کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتے۔

جناب سپیکر! انھوں نے پوچھا تھا کہ "کیا یہ درست ہے کہ لاہور شہر میں روز بروز خاص کر جنوری 2007 کے بعد وارداتوں میں اضافہ ہوا ہے؟" آپ دیکھیں کہ لاہور شہر مختلف پولیس ڈویژن میں تقسیم ہے۔ اگر ہم یہ کہہ دیتے کہ overall اضافہ ہوا ہے تو وہ بات بھی شاید درست نہ ہوتی۔ اگر ہم یہ کہتے کہ overall کمی ہوئی ہے تو وہ بات بھی درست نہ ہوتی اس لئے ہم نے ان کی سہولت کے لئے اور بہتر طور پر خدمت کے لئے جواب میں یہ بتایا ہے کہ ہم نے ڈویژن کے طور پر جائزہ لیا ہے اور صورتحال سے آگاہ کیا ہے۔ اس کے علاوہ انھوں نے کہا ہے کہ جنوری 2007 کے بعد وارداتوں میں اضافہ ہوا ہے تو میں ان کی خدمت میں عرض کروں گا کہ اس ہاؤس کے ممبران کی demand پر کیونکہ ممبران نے کئی دفعہ یہ بات اٹھائی کہ تھانوں میں لوگ جاتے ہیں اور مقدمہ درج نہیں ہوتا، لوگ کھلی کچہریوں میں دھکے کھاتے پھرتے ہیں لیکن مقدمہ درج نہیں ہوتا۔ اس سلسلے میں ہم نے اس بات کا اہتمام کیا ہے کہ جو آدمی اپنی شکایت لے کر آئے گا تو اس کا مقدمہ درج ہونا چاہئے۔ اس وجہ سے بھی یہ تاثر ہے کہ شاید جرائم میں اضافہ ہوا ہے حالانکہ وہ اضافہ اس وجہ سے

ہوا ہے کہ جو unreported cases ہوتے تھے۔ اب ہم نے اس بات کا اہتمام کیا ہے کہ وہ کیس درج ہوں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ اب سو فیصد درج ہو رہے ہیں لیکن ہم کوشش کر رہے ہیں کہ سو فیصد جرائم کا اندراج کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز (د) میں لکھا گیا ہے کہ ''پولیس نفری کو جرائم کے سدباب کے لئے تھانہ جات میں خصوصی طور پر بریفنگ دے کر روانہ کیا جاتا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ پولیس کا موقعے پر دیر سے پہنچنے کی وجہ یہی تو نہیں کہ ان کو تھانوں میں خصوصی بریفنگ دی جا رہی ہوتی ہے۔۔۔ (شور وغل)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر۔ چیمہ صاحب!۔۔۔ پھر آپ کہیں گے۔ میں دیکھ رہا ہوں یہ مناسب نہیں ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: آپ ہماری طرف ہی دیکھتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، میں کیوں نہ دیکھوں؟ آپ اس ہاؤس کے معزز رکن ہیں اس لئے آپ کو دیکھنا میرا فرض ہے۔ جی، محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! جو خصوصی طور پر بریفنگ دے کر بھیجا جاتا ہے میں اس کے time duration بارے پوچھنا چاہتی ہوں کہ یہ بریفنگ کتنی دیر کی ہوتی ہے اور کتنی دیر کے بعد پولیس کو وہاں سے روانہ کیا جاتا ہے؟

اس کے علاوہ دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ مختلف gangs کی نشاندہی ہونے کے بعد خصوصی اقدامات کئے جاتے ہیں۔ یہ بہت مبہم سا جواب ہے اگر تفصیل سے جواب دیا جاتا کہ اس کو کنٹرول کرنے کے لئے کیا اقدامات کئے گئے ہیں تو بہتر ہوتا اس لئے میں وزیر قانون صاحب سے یہ جاننا چاہتی ہوں کہ مختلف gangs کی نشاندہی ہونے پر یہ کیا خصوصی اقدامات کرتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! مخصوص gangs جب trace ہوتے ہیں تو پھر ان کے لئے خصوصی انتظامات ہی کئے جاتے ہیں۔ انہوں نے briefing کی بات کی ہے تو میں یہ گزارش کروں گا کہ جب کسی واردات کی اطلاع ملتی ہے تو briefing اس وقت شروع نہیں

ہوتی بلکہ briefing مختلف اوقات میں refresher courses کی شکل میں دی جاتی ہے یعنی تفتیشی صاحبان یا جن لوگوں نے گشت کرنا ہوتا ہے توان موقعوں پر پوری طرح ان کو brief کیا جاتا ہے کہ جب اس قسم کی واردات ملے تو انہوں نے کس طرح سے act کرنا ہے۔ جب بھی کسی واردات کی اطلاع ملتی ہے تو اس میں نہ صرف اس متعلقہ تھانے کی پولیس کو بلکہ "15" والوں کو بھی یہی ہدایت ہے کہ وہ فوری طور پر اس کو pre-empt کریں اور موقع پر پہنچیں۔ اس سلسلے میں اگر کوئی واردات ہو اور اس پر پولیس کی نفری یا پولیس افسران کہ کون کتنی دیر میں پہنچا ہے، "15" کے لوگ پہلے پہنچے ہیں یا متعلقہ تھانے کی پولیس پہلے پہنچی ہے تو اس کا باقاعدہ طور پر ریکارڈ مرتب کیا جاتا ہے اور جہاں کہیں بھی یہ پایا جائے کہ پولیس نے موقع پر action نہیں کیا تو ان کے خلاف کارروائی کی جاتی ہے۔ باقی جب مخصوص gangs پکڑے جاتے ہیں تو اس سلسلے میں تفتیش کے عمل کی ایک لمبی تفصیل ہے، اگر محترمہ چاہیں گی تو میں اس کے بارے میں briefing لے کر بتادوں گا۔ باقی اس سلسلے میں خصوصی سکواڈ بھی بنائے گئے ہیں، ایک مجاہد سکواڈ ہے اور سفید پارچہ جات میں بھی لوگوں کو تعین کیا گیا ہے۔ اب اس سلسلے میں ایک اور پروگرام موجودہ حکومت شروع کر رہی ہے جو پولیس ڈیپارٹمنٹ کے پاس یہ سہولت پہلے نہیں تھی کیونکہ ڈکیتی کی جتنی بھی وارداتیں یا اغوا برائے تاوان ہوئے ہیں میں اس معزز ہاؤس کے ممبران کو بتانا چاہوں گا کہ ان تمام وارداتوں میں موبائل فون کا ایک کلیدی کردار ہے۔ اگر میں یہ کہوں کہ ان لوگوں کے پاس موبائل فون نہ ہوتا تو شاید وہ یہ اغوا برائے تاوان کر ہی نہ سکتے اور ڈکیتی کر کے فرار بھی نہ ہو سکتے۔ موبائل فون کی وجہ سے دو مشکلات آتی ہیں، ایک یہ کہ پولیس کے پاس کوئی سسٹم نہیں کہ وہ موبائل فون trace کر سکیں جس کو ٹریکر سسٹم کہتے ہیں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ نے یہ اچھا سسٹم شروع کیا ہے۔ اس کو بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس اچھے سسٹم کے حوالے سے اگر ہم معزز ہاؤس کو بتائیں گے نہیں تو پھر کس طرح سے حکومت کی کارکردگی سامنے آئے گی اور کس طرح سے اس معزز ہاؤس سے ہمیں اچھی تجاویز مل سکیں گی؟ میں مختصراً یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پہلے ایسا ہوتا تھا کہ پولیس کو آئی ایس آئی اور دوسری ایجنسیوں کے پیچھے بھاگنا پڑتا تھا اور اس کے لئے apparatus کافی مہنگا تھا لیکن محترم وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف صاحب نے کہا کہ اس سسٹم

پر جتنا بھی خرچ ہو ہم یہ سسٹم اب پولیس کو دے رہے ہیں اور اس کے بعد پولیس کی کارکردگی بہتر ہوگی۔ اب موبائل سمیں جو بغیر رجسٹریشن کے فروخت ہوتی ہیں اس پر بھی کارروائی کی جا رہی ہے۔ یہ وہ تمام اقدامات ہیں جن کی بنیاد پر انشاء اللہ تعالیٰ ڈکیتی کی وارداتوں میں خاطر خواہ کمی آنے کا امکان ہے۔

**محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری:** جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا لاء منسٹر صاحب یہ بیان فرمائیں گے کہ کتنے گینگ لاہور شہر میں اب تک گرفتار ہو چکے ہیں؟

**جناب سپیکر:** لاء منسٹر صاحب! کتنے گینگز اب تک لاہور شہر میں گرفتار ہوئے ہیں؟

**وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):** جناب سپیکر! اس سلسلے میں specific بات اس سوال میں پوچھی نہیں گئی تھی اور محکمے کے دیئے ہوئے جواب میں اس وقت درج نہیں ہے۔ محترمہ یہ بتادیں کہ وہ کب سے ان گینگز کی گرفتاری کا پوچھ رہی ہیں، دو سال سے یا جنوری 2007 سے تو یہ اطلاع میں ابھی محکمے سے collect کر کے فراہم کر دوں گا۔

**محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری:** جناب سپیکر! میرا سوال جنوری 2007 کے متعلق ہی تھا اس لئے میں نے جنوری 2007 سے اب تک ہی پوچھا ہے کہ کتنے گینگز گرفتار ہو چکے ہیں؟ اس question hour کے بعد میں نے آپ سے آج ruling ضرور لینی ہے۔

**جناب سپیکر:** کس بارے میں ruling چاہئے؟

**محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری:** جناب سپیکر! کل جو میں نے ثابت کیا تھا کہ محکمے نے غلط جواب اسمبلی میں submit کرایا ہے، اس حوالے سے چاہئے۔

**جناب سپیکر:** جنہوں نے غلط جواب دیا ہوگا تو میں نے کل ہی بتادیا تھا کہ ان کے خلاف according to law action ہوگا۔

**محترمہ ساجدہ میر:** جناب سپیکر! تین سکواڈ لاہور میں پٹرولنگ کرتے ہیں۔

**جناب سپیکر:** یہ آپ کا ضمنی سوال ہے؟

**محترمہ ساجدہ میر:** جی، جناب سپیکر! میں پوچھنا چاہتی ہوں کہ ان کی پٹرولنگ کا طریق کار کیا ہے کیونکہ اس میں مجاہد سکواڈ، ایگل اور ٹائیگر سکواڈ ہے، یہ بتایا جائے کہ جو congested areas ہیں جہاں پر وارداتیں بہت زیادہ ہوتی ہیں تو یہ کتنے گھنٹے وہاں ڈیوٹی دیتے ہیں، دوسرا سوال یہ ہے کہ تھانے

کو دو جگہ پر تقسیم کر دیا گیا ہے، ایک ایف آئی آر lodge کرتے ہیں، دوسرے investigation کرتے ہیں تو صبح اگر تھانے جایا جائے تو 11 بجے سے پہلے تھانے میں کوئی ملتا ہی نہیں ہے۔ اس کو درست کرنے کا کیا طریق کار ہے اور جو سکواڈ ہے ان کی تعداد کتنی ہے؟

جناب سپیکر: سوال تو ویسے لمبا ہے۔ جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں یہ عرض کروں گا کہ محترمہ نے جو فرمایا ہے کہ صبح تھانے کوئی جاتا ہے تو 11 بجے تک آفیسرز ملتے ہی نہیں ہیں۔ اس میں ایک reason سمجھ میں آتی ہے کیونکہ صبح کے وقت courts میں لوگوں کے bail matters pending ہوتے ہیں تو افسران کو عدالتوں میں ریکارڈ کے ساتھ پیش ہونا ہوتا ہے لیکن پھر بھی تھانے میں ڈیوٹی آفیسر کا concept رکھا ہوا ہے۔ وہاں پر اگر ڈیوٹی آفیسر بھی موجود نہ ہو تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ ان کی شکایت متعلقہ حکام سے کی جائے تو اس پر کارروائی ہوگی۔ باقی انہوں نے پوچھا ہے کہ پٹرولنگ والوں کی timing کیا ہوتی ہے تو اس حوالے سے پولیس میں timing کا concept نہیں ہے کیونکہ یہ 24 hour سروس ہے۔ اس میں ہم یہ نہیں کر سکتے کہ فلاں سے فلاں ٹائم پر پٹرولنگ ہوگی اور اس کے بعد نہیں ہوگی۔ یہ درست ہے کہ جو peak hours ہیں جب لوگ اپنے گھروں سے باہر ہوتے ہیں اور ان کو زیادہ خطرہ ہوتا ہے تو ان hours میں ڈیوٹی زیادہ ہوتی ہے لیکن جن hours میں زیادہ خطرہ نہیں بھی ہوتا ان hours میں بھی پولیس ڈیوٹی پر موجود ہوتی ہے اور اس میں کوئی time limit نہیں ہے۔ محترمہ نے تیسری بات کی ہے کہ پولیس کے محکمے کو Investigation and Operation میں تقسیم کر دیا گیا ہے تو یہ درست ہے کہ اس طریق کار کے کوئی اچھے اثرات سامنے نہیں آئے، اس بارے میں حکومت غور کر رہی ہے اور جونہی پولیس آرڈیننس کو amend کرنے کا اختیار حاصل ہوگا تو اس سلسلے میں ہم اس ہاؤس کے consensus and guidance میں سوچیں گے۔

جناب سپیکر: اب اگلا سوال محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ کا ہے۔

ملک محمد عباس راں: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: دیکھیں! آپ اپنا ٹائم خود ہی ضائع کر دیتے ہیں۔ اگر تو آپ کا ضمنی سوال ہے تو جلدی سے کریں۔

**ملک محمد عباس راں:** میں جلدی کرتا ہوں۔

**جناب سپیکر:** لیکن آپ کا یہ ضمنی سوال ہوگا۔

**ملک محمد عباس راں:** میرا سوال یہ ہے کہ محترمہ عظمیٰ بخاری صاحبہ نے۔۔۔۔

**جناب سپیکر:** آپ نام غلط لے رہے ہیں۔

**ملک محمد عباس راں:** عظمیٰ بخاری صاحبہ نام لے رہا ہوں۔

**جناب سپیکر:** پھر غلط نام لے رہے ہیں۔

**ملک محمد عباس راں:** محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ!

**جناب سپیکر:** اب ٹھیک ہے۔جی، فرمائیں!

**ملک محمد عباس راں:** جناب سپیکر! محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ نے یہ سوال 26۔مئی 2008 کو جمع کروایا تھا۔ ان کا سوال لاہور کے متعلق تھا اور اس کے جواب کی تاریخ وصولی 16 نومبر کی ہے۔ لاہور کا یہ حال ہے تو اگر ہم صوبے کے کسی دور دراز ضلع کی بات کرتے ہیں تو پھر اس کا کیا حال ہوگا؟

**جناب سپیکر:** آپ جو بات کر رہے ہیں اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔آپ پلیز تشریف رکھیں۔ میں نے یہ سوال دیکھ لیا ہے اور میرے تک پہلے یہ آ چکا ہے لہذا آپ تشریف رکھیں۔اس کے بارے میں آپ کا کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔

**وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):** جناب سپیکر! میں اس بات کی وضاحت کرنا چاہوں گا تاکہ معزز رکن اس کے اوپر update ہو جائیں۔ ایسا نہیں ہے کہ محکمے نے جواب بھیجتے بھیجتے چھ ماہ لگا دیئے ہیں بلکہ آپ کی ہدایت اور سیکرٹریٹ کی معاونت سے اس بات کا اہتمام کیا گیا ہے کہ جو جواب محکمہ بھیجے اس کو update کرتا رہے۔ یہ بات نہیں ہے کہ 26۔ مئی کو یہ سوال ہوا اور جواب اس کا 26۔ جون کو آ گیا اور آج ہم اُسی جواب کو ہی پڑھیں۔ ہو سکتا ہے کہ وہ جواب outdated ہو اور وہ متعلقہ نہ رہے اس لئے سیکرٹریٹ کی معاونت سے اس کو update کیا جاتا ہے۔

**جناب سپیکر:** جی، اس پر زیادہ بحث کی ضرورت نہیں ہے۔

**چوہدری جاوید احمد (ایڈووکیٹ):** پوائنٹ آف آرڈر۔

**جناب سپیکر:** جی، فرمائیں!

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے اور میں رانا صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ پولیس رولز کو amend کرنے کے سلسلے میں اس House میں کب تک یہ amendments لا رہے ہیں کیونکہ ہماری policing کا جو سسٹم ہے اور اس میں پولیس رولز 2002 کے تحت اس میں مزید گند ڈال دیا گیا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اسے فوری طور پر amend کرنے کی ضرورت ہے جس سے عوام کو آسانی ہو اور ہم جرائم کا قلع قمع کر سکیں۔ اس سلسلے میں رانا صاحب سے میری گزارش ہے کہ یہ کب تک لا رہے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں تفصیلاً پہلے عرض کر چکا ہوں کہ اس پر کام ہو رہا ہے۔ اس کے لئے ہمیں یا تو پھر اس وقت کا انتظار کرنا پڑے گا جب schedule VI والی قدغن ختم ہو جائے یا پھر اس کے لئے صدر سے اجازت لینی پڑے گی تو اس سلسلے میں ہماری پوری کوشش ہے کہ ہم جلد سے جلد اس میں ترمیم کر سکیں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ کا ہے۔ جی، محترمہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 424 ہے۔

## ضلع اوکاڑہ میں جرائم اور امن عامہ کی صورتحال کی تفصیل

*424: محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع اوکاڑہ سال 07-2006 میں ڈکیتی، راہزنی، چوری اور اغوا کی کتنی وارداتیں ہوئیں تھانہ وار تفصیل فراہم کریں؟

(ب) کس تھانہ کی حدود میں جرائم میں اضافہ ہوا اور کیوں اور اس کو کنٹرول کرنے کے لئے متعلقہ انتظامیہ کیا اقدامات اٹھا رہی ہے، آگاہ فرمائیں؟

(ج) حویلی لکھا تھانہ کی حدود میں موجودہ ایس ایچ او نے جرائم کو کنٹرول کرنے کے لئے کیا کیا اقدامات اٹھائے، ان کی تفصیل بیان کریں؟

(د) 07-2006 تھانہ حجرہ شاہ مقیم / تھانہ بصیر پور کی حدود میں کن جرائم میں اضافہ ہوا اور کیوں؟

(ہ) اوکاڑہ شہر میں امن عامہ کی صورتحال کو ٹھیک کرنے، چوری، ڈکیتی اور راہزنی کی وارداتوں پر قابو پانے کے لئے موجودہ انتظامیہ کیا اقدامات اٹھا رہی ہے، آگاہ فرمائیں؟

**وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):**

(الف)

| نام تھانہ | سال | ڈکیتی | راہزنی | چوری | اغوا |
|---|---|---|---|---|---|
| اے ڈویژن | 2007 | 1 | 21 | 87 | 12 |
| | 2006 | 8 | 28 | 87 | 13 |
| بی ڈویژن | 2007 | - | 15 | 56 | 13 |
| | 2006 | 1 | 19 | 54 | 7 |
| شاہ بھور | 2007 | 8 | 4 | 97 | 10 |
| | 2006 | 13 | 7 | 83 | 19 |
| صدر اوکاڑہ | 2007 | 6 | 18 | 76 | 40 |
| | 2006 | 19 | 24 | 100 | 41 |
| سٹی رینالہ | 2007 | 7 | 12 | 57 | 16 |
| | 2006 | 4 | 18 | 59 | 15 |
| صدر رینالہ | 2007 | 4 | 20 | 52 | 14 |
| | 2006 | 13 | 25 | 75 | 27 |
| چوچک | 2007 | 1 | 10 | 91 | 19 |
| | 2006 | 5 | 15 | 142 | 28 |
| گوگیرہ | 2007 | 3 | 9 | 45 | 22 |
| | 2006 | 10 | 15 | 45 | 22 |
| ستگھرہ | 2007 | 4 | 11 | 73 | 4 |
| | 2006 | 8 | 15 | 85 | 13 |
| شیر گڑھ | 2007 | 6 | 6 | 7 | 4 |
| | 2006 | - | - | - | - |
| صدر دیپالپور | 2007 | 12 | 12 | 127 | 47 |
| | 2006 | 21 | 19 | 164 | 46 |
| سٹی دیپالپور | 2007 | 8 | 18 | 138 | 25 |
| | 2006 | 13 | 16 | 125 | 36 |
| حویلی لکھا | 2007 | 7 | 22 | 144 | 15 |
| | 2006 | 6 | 28 | 147 | 19 |

| | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| حجرہ شاہ مقیم | 2007 | 11 | 32 | 131 | 30 |
| | 2006 | 36 | 33 | 92 | 33 |
| منڈی احمد آباد | 2007 | 4 | 7 | 62 | 19 |
| | 2006 | 5 | 4 | 44 | 10 |
| بصیر پور | 2007 | 4 | 13 | 110 | 39 |
| | 2006 | 13 | 25 | 125 | 39 |

(ب) یہ کہ تھانہ سٹی رینالہ کے مقدمات ڈکیتی، اغوا میں بالترتیب 3 اور ایک مقدمہ کا اضافہ ہوا ہے تھانہ شیر گڑھ یکم جولائی 2007 کو معرض وجود میں آیا تھا اس لئے سال 2007 میں درج شدہ مقدمات کا پچھلے سال سے موازنہ نہ کیا جا سکتا ہے۔

سٹی دیپالپور تھانہ میں بھی راہزنی کے ہیڈ میں 2 اور چوری کے ہیڈ میں 13 مقدمات کا اضافہ ہوا ہے تھانہ منڈی احمد آباد میں جرم راہزنی کے ہیڈ میں 3، چوری کے ہیڈ میں 13 مقدمات کا اضافہ ہوا ہے تھانہ منڈی احمد آباد میں جرم راہزنی کے ہیڈ میں 3 چوری کے ہیڈ میں 18 اور اغوا کے ہیڈ میں 9 مقدمات کا اضافہ ہوا ہے۔ تھانہ بی ڈویژن میں چوری کے دو اور اغوا کے چھ مقدمات کا اضافہ ہے۔ تھانہ شاہ بھور میں چوری کے 14 مقدمات کا اضافہ نوٹ کیا گیا ہے۔ تھانہ حجرہ شاہ مقیم چوری کے 39 مقدمات زائد درج ہوئے ہیں نیز سٹی دیپالپور میں اغوا کا ایک مقدمہ زائد درج ہوا ہے۔ زیادہ تر چوری کے مقدمات میں معمولی اضافہ ہوا ہے جس کی وجہ فری رجسٹریشن پالیسی ہے سال 2006 میں ڈکیتی، راہزنی، چوری، اغوا کے ہیڈ میں 2315 مقدمات جبکہ سال 2007 میں 2035 مقدمات درج ہوئے ہیں جو مجموعی طور پر 280 مقدمات کی کمی آئی ہے۔

جرائم کو کنٹرول کرنے کے لئے ٹھیکری پہرہ کا نظام اور بیٹ گشت کو مؤثر بنایا گیا ہے نیز جناب آئی جی کے حکم کے مطابق ٹی او ایس مجرمان اشتہاری، عدالتی مفروران کی گرفتاری کی مہم شروع کی گئی ہے جس سے کافی حد تک جرائم میں کمی واقع ہوئی ہے۔

(ج) تھانہ حویلی لکھا کی حدود میں موجود ایس ایچ او مورخہ 08-4-25 کو تعینات ہوا ہے جنہوں نے جرائم کو کنٹرول کرنے کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات کئے ہیں:-

1- ٹھیکری پہرہ کی تنظیم نو: موجودہ ایس ایچ او آغا ناصر نے آتے ہی نمبرداران اور چوکیداران ناظمین و نائب ناظمین سے میٹنگ کر کے ٹھیکری پہرہ اور چوکیدار نظام کی تنظیم نو کی ہے۔

2- مؤثر بیٹ گشت کا نظام: موجودہ ایس ایچ او نے جرائم کو کنٹرول کرنے کے لئے بقیہ اوقات کے علاوہ خصوصاً شام 6 بجے سے 12 بجے تک بیٹ گشت کا انتظام کیا ہے۔

3- خصوصی ٹیموں کی تشکیل: ایس ایچ او حویلی لکھا نے اہم مقدمات کے لئے خصوصی ٹیموں کی تشکیل دی ہے ان ٹیموں نے گزشتہ ایک ماہ کے دوران دو خطرناک گینگ جس میں مشتاق عرف مشتاقی اور لیاقت عرف لیاقو گینگ گرفتار کئے ہیں جن کی گرفتاری پر کئی سنگین مقدمات ٹریس ہوئے ہیں۔

4- مہم برخلاف مجرمان اشتہاری: ایس ایچ او نے افسران بالا کی ہدایت کے مطابق اشتہاری مجرمان کے خلاف مہم جاری رکھی ہوئی ہے جن کی گرفتاری سے علاقہ میں جرائم کی لہر قدرے کنٹرول میں ہے۔

5- سماعت سائلان و فری رجسٹریشن: ایس ایچ او دفتری اوقات کے علاوہ شام 5 بجے سے 7 بجے تک تھانہ میں آنے والے سائلان کی نہ صرف سماعت کرتے ہیں بلکہ ان کے مسائل پر ہمدردانہ غور بھی کیا جاتا ہے نیز حکومتی ہدایت کے مطابق ایف آئی آرز کی فری رجسٹریشن بھی جاری ہے۔

6- کمیونٹی پولیسنگ: جرائم کو کنٹرول کرنے کے لئے انسپکٹر ناصر محمود نے الیکٹرونک اور پرنٹ میڈیا سے وابستہ اشخاص کے تعاون سے قصبہ حویلی لکھا کے چوکیدار نظام اور خفیہ معلومات کے حصول کے لئے مؤثر اقدامات کئے ہیں جن سے نہ صرف عوام اور پولیس کے مابین اختلافات کم ہوئے بلکہ جرائم میں بھی کمی آئی ہے۔

(د) سال 07-2006 کے کرائم کے گوشوارہ میں صرف چوری کے مقدمات میں معمولی اضافہ ہوا ہے جبکہ دیگر سنگین جرائم میں کمی آئی ہے۔مزید برآں جرائم کی بیخ کنی کے لئے ریکارڈ یافتہ ملزمان و مجرمان اشتہاری کی گرفتاری کے لئے خصوصی مہم کا آغاز ہو چکا ہے۔

(ہ) ضلع اوکاڑہ کے تمام تھانہ جات زیادہ تر دیہاتی علاقہ پر مشتمل ہیں اور چوری کی وارداتیں ہوتی رہتی ہیں۔جن کو کنٹرول کرنے کے لئے دیہاتی تھانوں میں زیل وائز گشت کا انتظام کیا

گیا ہے جبکہ شہری علاقوں میں بیٹ وائز موٹر سائیکل سرکاری گاڑیوں پر گشت کی جاتی ہے اس طرح واردات کو روکنے کے لئے مؤثر انتظامات کئے گئے ہیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: محکمہ نے میرے سوالوں کا جواب بڑی تفصیل کے ساتھ دیا ہے لیکن ایک بات جو میں نے نوٹ کی کہ چوری اور اغوا کی وارداتوں میں کافی قابل ذکر حد تک اضافہ ہوا ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ وزیر قانون صاحب یہ بتانا پسند کریں گے کہ خاص طور پر ان چوری اور اغوا کی وارداتوں کو کنٹرول کرنے کے لئے کیا اقدامات کئے گئے ہیں اور جو پولیس افسران یا متعلقہ تھانوں کے SHOs کے خلاف جن کے تھانوں کی حدود میں ایسے جرائم کا اضافہ ہوا ہے، کیا ان کی مانیٹرنگ کا بھی کوئی سسٹم کیا گیا ہے یعنی کیا ایسے SHOs کے خلاف کوئی کارروائی کی جائے گی؟

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس بارے میں پہلے بھی میں تفصیل کے ساتھ ذکر کر چکا ہوں اور میں اسی بات کو refer کروں گا بجائے اس کے کہ دوبارہ اس کو repeat کروں۔ اب اس میں صورتحال یہ ہے کہ اب ہم اگر اس بنیاد پر SHO کے خلاف ایکشن لینا شروع کر دیں تو پھر۔۔۔

جناب سپیکر: وہ مناسب نہیں ہوگا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): تو پھر لوگوں کے مقدمات درج کرنے سے وہ اجتناب کرنا شروع کر دیں گے اس لئے یہ طریق کار مناسب ہے باقی سر دست ہماری جو تحقیق یا انکوائری ہے اس کے مطابق یہی ہے کہ چونکہ ہماری رجسٹریشن فری کر دی ہے اس لئے یہ محسوس ہو رہا ہے کہ اس میں اضافہ ہو گیا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا وزیر قانون صاحب سے یہ سوال ہے کہ پولیس میں بہت high salaried کچھ لوگوں کو کنٹریکٹ پر appoint کیا گیا تھا۔ ان میں سے کچھ لوگوں کو نکال دیا گیا اور کچھ لوگوں کو ابھی تک رکھا گیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: اس سوال سے متعلقہ رہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ میری بات تو مکمل ہونے دیں۔ اگر غیر متعلقہ ہوئی تو اجازت نہ دیں۔

جناب سپیکر: اس کے متعلقہ ہی ضمنی سوال کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جن لوگوں کو نہیں نکالا گیا اور ان کو کنٹریکٹ پر high salary پر رکھا گیا تو ابھی تک ان کی کیا utility ہے اور انہوں نے اب تک کیا deliver کیا ہے؟ ان کو کیوں نہیں نکالا گیا جب باقی لوگوں کو نکالا گیا ہے اور ابھی بھی high salary پر ان کو کیوں رکھا گیا ہے، ان کی کیا delivery ہے جبکہ انتہائی سینئر پولیس آفیسرز ان کے نیچے کام کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب! کیا مناسب سمجھتے ہیں اس کا جواب دینا یا نہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک معزز ممبر سوال کرے اور میں اس کا جواب دینا مناسب نہ سمجھوں؟ میں بالکل مناسب سمجھتا ہوں اور اس سلسلے میں محترم شیخ صاحب سے عرض کروں گا کہ کیونکہ یہ ایک انہوں نے specific بات کی ہے تو اس کے متعلق سرِدست میرے پاس کوئی انفارمیشن نہیں ہے تو وہ اس کو question یا تحریک التوائے کار کے ذریعے لائیں اور نشاندہی کریں تو ہم اس سلسلے میں اگر کوئی کسی جگہ پر کوتاہی ہو رہی ہے تو اس کو درست کریں گے۔

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

## نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

### صوبہ کے تھانوں کے ریکارڈ کو کمپیوٹرائز کرنے کا معاملہ

*429: راجہ حنیف عباسی (ایڈووکیٹ): کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ میاں محمد شہباز شریف کی وزارت اعلیٰ کے سابق دور میں صوبہ بھر کے تھانوں کا تمام ریکارڈ کمپیوٹرائز کرنے کا منصوبہ بنایا گیا تھا؟

(ب) اگر ہاں تو مذکورہ منصوبہ پر آج تک عمل کیوں نہیں کیا گیا اور اس ضمن میں تازہ ترین صورتحال کیا ہے؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) 96-1995 میں 6.9 ملین کی لاگت سے ایک منصوبہ تشکیل دیا گیا جس کا مقصد ٹیلی پرنٹر مشین کو ای میل کمیونیکیشن سسٹم میں تبدیل کرنا تھا اس مختص کردہ رقم میں -/11،40000 روپے کی رقم اردو کے لئے مختص کی گئی۔ (PSRMS) سافٹ ویئر پروگرام پولیس سٹیشن ریکارڈ مینجمنٹ سسٹم پرائیویٹ لمیٹڈ کو کنٹریکٹ دیا گیا، جس کی کاپی innovaite فلیگ مورخہ 27-06-1997 کو (اے) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ فرم نے تمام مینوئل سسٹم کو سٹڈی کیا اور اردو سافٹ ویئر پروگرام تیار کیا گیا۔ سافٹ ویئر کو کمپیوٹر بیورو قربان لائنز میں آزمائشی بنیاد پر ضلع قصور کے پولیس سٹیشن گنڈا سنگھ، تھانہ اے ڈویژن اور تھانہ کھڈیاں کے اصل ریکارڈ کو کمپیوٹر میں فیڈ کیا گیا۔

آزمائشی مرحلے کے دوران اس اردو سافٹ ویئر کے متعلقہ تمام کمی بیشی کو ہوم ڈیپارٹمنٹ اور فرم کو مطلع کیا گیا اس معاملے کا جائزہ لینے کے لئے ہوم ڈیپارٹمنٹ نے انفارمیشن ٹیکنالوجی گورنمنٹ آف پنجاب کے پاس بھجوایا۔ انفارمیشن ٹیکنالوجی ڈیپارٹمنٹ کی منظوری سے ایک کمیٹی تشکیل دی گئی جس کا مقصد اس معاملے پر غور کرکے اپنی تجاویز فراہم کرنا تھا کمیٹی نے تمام معاملات معاہدہ کا بغور جائزہ لینے کے بعد اپنی سفارشات پیش کیں جس کی کاپی فلیگ (بی) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے کمیٹی کی سفارشات پر ہوم ڈیپارٹمنٹ نے فرم کو 3 سال کے لئے بلیک لسٹ کر دیا اور بنک گارنٹی کے طور پر دیئے گئے -/11،40،000 روپے واپس خزانے میں جمع کروانے کے احکامات جاری کئے جس کی کاپی (سی) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) اس سلسلے میں وزارت داخلہ گورنمنٹ آف پاکستان اور نیشنل پولیس بیورو نے 2004 میں ایک PROMIS Police Record and office Management Information System) پراجیکٹ کا آغاز کیا گیا ہے جس کے تحت گزشتہ تین سالوں

میں نیٹ ورک اور ہارڈوئیر کی سہولت پنجاب پولیس کے دفاتر اور تھانوں میں مہیا کی جارہی ہے۔اس پراجیکٹ میں تمام تھانوں کو آئی جی آفس سے منسلک کر دیا جائے گا۔ 2008 کے آخر تک پنجاب کے چھ اضلاع کے پولیس سٹیشنز کو کمپیوٹرائزڈ کر دیا جائے گا۔

## راولپنڈی میں ٹریفک روانی کے لئے اقدامات

*432: راجہ حنیف عباسی (ایڈووکیٹ): کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:- راولپنڈی میں تمام معروف چوکوں پر ٹریفک تیزی سے رواں رکھنے اور ٹریفک گزرنے میں آسانی پیدا کرنے کے لئے موجودہ حکومت کیا اقدامات اٹھا رہی ہے، تفصیلاً بتایا جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) قبل ازیں ٹریفک پولیس راولپنڈی کی ذیل نفری

| سی ایس | ایچ سی | اے ایس آئی | ایس آئی | آئی پی |
|---|---|---|---|---|
| 187 | 43 | 48 | 49 | 12 |

راولپنڈی شہر کے تمام معروف چوک ہائے و گنجان آباد علاقوں کے 525 پوائنٹس پر تعینات تھے جو ٹریفک کو رواں دواں رکھتے تھے جن کے پاس

| جیپ | پک اپ | بس | موٹر سائیکل | وائرلیس سیٹ |
|---|---|---|---|---|
| 3 | 11 | 1 | 38 | 96 |

موجود تھے۔

متذکرہ بالا نفری ٹریفک کو رواں رکھنے کے ساتھ ساتھ اوسطاً سال میں 389 وی وی آئی پی ڈیوٹیاں بھی سرانجام دیتی تھی وی وی آئی پی موومنٹ کے دوران متذکرہ بالا نفری کو اہم چوک ہائے سے اٹھا کر وی آئی پی روٹ پر مجبوراً بھجوا دیا جاتا تھا۔ جس کی وجہ سے چوک ہائے میں ٹریفک کی روانی میں رکاوٹ پیش آتی تھی۔

تاہم اب پنجاب گورنمنٹ کی جانب سے راولپنڈی شہر میں نیا ٹریفک سسٹم (سٹی ٹریفک پولیس) شروع ہو چکا ہے۔ راولپنڈی شہر میں ٹریفک کو رواں دواں رکھنے کے لئے

| SSP/CTO | SP/STO | TO/DSP | STW | TW |
|---|---|---|---|---|
| 1 | 1 | 4 | 33 | 878 |

تعینات کئے گئے ہیں۔ جن کے پاس جدید

| جیپ | پک اپ | کلٹس کار | ہائی ایس | بس | ٹویوٹا ٹرک | موبائل کنٹین | کار | موٹر سائیکل | وائر لیس سیٹ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| 2 | 18 | 11 | 1 | 4 | 1 | 2 | 5 | 549 | 1034 |

نوجوان ٹریفک وارڈنز عموماً معروف چوک ہائے میں تقریباً 4/4 وارڈنز پر مشتمل نفری تعینات کی جاتی ہے جو ٹریفک کی روانی بہتر بنانے کے لئے انتھک محنت کر رہے ہیں۔ اس کی مثال یوں پیش کی جا سکتی ہے کہ راولپنڈی کا صادق آباد شہر جو کہ بغیر کسی پلاننگ کے آباد ہوا ہے۔ جہاں تنگ سڑکیں، کمرشل پلازے اور پارکنگ نہ ہونے کے باوجود آج تک بفضل خدا صرف اور صرف ٹریفک پولیس راولپنڈی کی انتھک محنت، جانفشانی، تندہی اور لگن کے ساتھ ڈیوٹی کرنے کا یہ ثمر ہے کہ لوگ رش کے اوقات، جلسے جلوس اور وی وی آئی پی موومنٹ کے باوجود وقت پر گھر، دفتر اور دکانوں و کاروباری مراکز پر پہنچ رہے ہیں۔

عوامی حکومت کے دور میں مری روڈ کے اوپر اکثر اوقات جلسے جلوس منعقد ہوتے ہیں جن کے لئے علیٰحدہ ٹریفک پلان ترتیب دیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بہت بڑے جلسے جلوس لیاقت باغ و ملحقہ علاقوں میں منعقد ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اور ٹریفک ڈائیورشن پلان کی وجہ سے ٹریفک کی روانی میں کوئی خلل نہ پڑتا ہے اور عوام الناس کو ٹریفک کی روانی کے سلسلہ میں کوئی شکایت نہ ہوتی ہے۔ راولپنڈی شہر کی معروف سڑک مری روڈ جو کہ 1999 میں کشادہ کی گئی تھی اس وقت تقریباً 125 سے 130 گاڑیاں ماہانہ ای ٹی او آفس راولپنڈی کے پاس رجسٹرڈ ہو رہی تھیں۔ جبکہ آجکل 3000 سے 3500 گاڑیاں ماہانہ رجسٹرڈ ہو رہی ہیں مگر مری روڈ 1999 والا ہی ہے۔ جبکہ آج کل راولپنڈی شہر میں تقریباً 340000 گاڑیاں چل رہی ہیں۔ علاوہ ازیں اسلام آباد کی رجسٹرڈ گاڑیاں بھی راولپنڈی شہر میں سارا دن دوڑتی پھرتی ہیں مگر اس کے باوجود پرانی روڈ ڈیزائننگ، کمرشل پلازوں اور کاروباری مراکز کی بھرمار کے باوجود ٹریفک پولیس راولپنڈی

پبلک کی سہولت کے لئے دن رات کوشاں اور ٹریفک کی روانی میں بغیر خلل اور رکاوٹ کے برسرپیکار ہے- یہ پنجاب حکومت کی پلاننگ، فراخدلی اور دور اندیشی کا نتیجہ ہے کہ راولپنڈی شہر کو درج بالاانفراسٹرکچر سے لیس کیا گیا ہے-

## لاہور میں ہر ٹاؤن کی سطح پر لرننگ وڈرائیونگ سنٹرز بنانے کا مسئلہ و دیگر تفصیلات

*571: جناب وسیم قادر: کیاوزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیایہ درست ہے کہ لاہور میں صرف ایک لرننگ وڈرائیونگ لائسنس سنٹر ہے؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ پہلے ہر ٹاؤن میں لرننگ سنٹر قائم کئے گئے تھے، جبکہ اب ٹریفک پولیس نے ٹاؤنز سے لرننگ سنٹرز ختم کر دیئے ہیں، جس کی وجہ سے شہریوں کی مشکلات میں اضافہ ہو گیا ہے؟

(ج) کیایہ بھی درست ہے کہ تربیت یافتہ ملازمین کو ہٹا کر بھاری تنخواہ لینے والی غیر تربیت یافتہ لیڈی وارڈنز کو لائسنس بنانے کے کام پر لگا دیا گیا ہے؟

(د) کیایہ بھی درست ہے کہ لائسنس ٹریفک آفس ضلع کچہری سے بنتا ہے جبکہ ٹیسٹ وغیرہ قذافی سٹیڈیم میں لئے جاتے ہیں، جس سے شہریوں کو شدید مشکلات کا سامنا ہے؟

(ہ) کیا حکومت دوبارہ ٹاؤنز میں لرننگ سنٹر کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو وجہ بیان فرمائیں؟

(و) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ایک کروڑ آبادی رکھنے والے شہر لاہور کے لئے لرننگ وڈرائیونگ لائسنس سنٹر اور وہاں تربیت یافتہ ملازمین کی تعیناتی کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو وجہ بیان فرمائیں؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست نہ ہے-لاہور میں اس وقت چھ لرنر بوتھ دفتر چیف ٹریفک آفیسر لاہور قائم کئے گئے ہیں جہاں پر چھ لیڈی وارڈنز مع دوسرے ٹریفک سٹاف اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں-تاہم حتمی طور پر لائسنس کا اجرا دفتر چیف ٹریفک آفیسر لاہور میں قائم کردہ

کمپیوٹر سیل سے کیا جاتا ہے۔اس کے ساتھ ساتھ لاہور میں مزید دو مقامات پر لرنر بوتھ ہائے قائم کئے گئے ہیں۔جن کی تفصیل ذیل ہے:۔

(1) لبرٹی مارکیٹ (2) تھانہ شمالی چھاؤنی

لرنر متذکرہ بالا میں 2/2 لیڈی وارڈنز علیحدہ علیحدہ اپنے فرائض (فیڈنگ) سرانجام دے رہی ہیں تاکہ عوام کو زیادہ سے زیادہ خدمات مہیا کی جا سکیں اور جلد از جلد لرنر لائسنس کا حصول ممکن بنایا جاسکے۔

(ب) لاہور میں کمپیوٹرائزڈ لرنر لائسنس کے اجرأ سے قبل مندرجہ ذیل مقامات پر لرنر بوتھ ہائے قائم کئے گئے تھے جہاں پر مینئول طریقے سے لرنر لائسنس کا اجرأ کیا جاتا تھا۔

(1) ماڈل ٹاؤن، کلمہ چوک کیاسک (2) داتا گنج بخش ٹاؤن، ریواز گارڈن
(3) تھانہ سرور روڈ کینٹ (4) تھانہ مغل پورہ
(5) تھانہ سول لائنز، بلڈنگ دفتر (15) (6) دفتر ایس پی ٹریفک لاہور

تاہم لرنرز لائسنسوں کو کمپیوٹرائزڈ کئے جانے کے بعد جز (الف) کے جواب میں بیان کئے گئے مقامات پر لرنر بوتھ ہائے قائم کئے گئے ہیں جہاں پر کمپیوٹرائزڈ لرنر لائسنس کا اجرأ عمل میں لایا جاتا ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے لرنر لائسنس کے حصول کے سلسلے میں عوام کے مسائل کو ختم کرنے کے لئے گریجوایٹ لیڈی وارڈنز کو تعینات کیا گیا ہے تاکہ عوام کو بہتر سروس مہیا کی جاسکے تاہم ان لیڈی وارڈنز کے ساتھ بقایا تربیت یافتہ عملہ بھی اپنے فرائض سرانجام دے رہا ہے۔

(د) یہ درست ہے کہ لائسنس ٹریفک آفس ضلع کچہری سے بنتا ہے چونکہ روڈ ٹیسٹ کے لئے دفتر میں مناسب جگہ درکار نہ ہونے پر ڈرائیونگ ٹیسٹ قذافی سٹیڈیم لئے جاتے ہیں تاہم حتمی طور پر ڈرائیونگ لائسنس کا اجرأ دفتر چیف ٹریفک آفیسر لاہور سے ہی ہوتا ہے۔

(ہ) عوام کے مسائل کو کم کرنے اور لرنر لائسنس کے جلد حصول کے لئے لاہور میں 10 مقامات پر لرنر سنٹر کھولے جائیں گے جس کے لئے ضروری پراسیس جاری ہے۔

(و) سٹی ٹریفک پولیس نہ صرف لاہور میں ٹریفک کو بہترین خطوط پر استوار کرنے کے لئے کوشاں ہے بلکہ عوام کو لائسنس سے متعلقہ درپیش مسائل پر بھی قابو پارہی ہے جس کے لئے عوامی خدمات کو مدنظر رکھتے ہوئے کمپیوٹرائزڈ لائسنس کے اجرا کا قیام بھی عمل میں لایا گیا

ہے اور لرنر بوتھ ہائے پر تربیت یافتہ وارڈنز/لیڈی وارڈنز کو تعینات کیا گیا ہے تاکہ عوام کو بہترین خدمات مہیا کی جاسکیں۔

## ضلع بہاولنگر میں 2002 تا 2008 کے دوران بھرتی کی صورتحال

*593: چودھری شوکت محمود بسرا (ایڈووکیٹ): کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع بہاول نگر میں سال 2002 تا 2007 پولیس میں کنٹریکٹ یا ریگولر مختلف اسامیوں پر بھرتی ہوئی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ بھرتی سفارش کی بنیاد پر اور ایم پی ایز، ایم این ایز اور وزراء کے کوٹا کے ذریعے کی گئی ہے؟

(ج) مذکورہ بھرتی ضلع کی بنیاد پر ہوئی ہے یا تحصیل کی بنیاد پر اگر تحصیل کی بنیاد پر بھرتی ہوئی ہے تو ہر تحصیل کے لئے مختلف اسامیوں کی تعداد کیا تھی؟

(د) کیا مذکورہ بھرتی کے ذریعے تمام خالی اسامیوں کو پر کر لیا گیا ہے یا ابھی تک کچھ اسامیاں خالی ہیں تو کتنی ہیں؟

(ہ) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت کنٹریکٹ اور سفارش کی بنیاد پر کی گئی بھرتی منسوخ کرنے کو تیار ہے اور خالی اسامیوں کو پر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ بات اس حد تک درست ہے کہ ضلع بہاولنگر میں سال 2002 سے لے کر سال 2006 تک بھرتی برائے پٹرولنگ پولیس، پنجاب کانسٹیبلری و ضلع پولیس عمل میں لائی گئی ہے جبکہ سال 2007 سے تاحال کوئی بھرتی نہ کی گئی ہے تمام بھرتیاں مستقل بنیادوں پر کی گئی ہیں۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔ بھرتی مکمل طور پر میرٹ کی بنیاد پر کی گئی ہے۔

(ج) بھرتی ضلع کی بنیاد پر کی گئی ہے۔

(د) اس وقت کوئی اسامی خالی نہ ہے۔

(ہ) تمام اسامیاں میرٹ کی بنیاد پر مستقل بنیادوں پر بھرتی کے ذریعے پر ہو چکی ہیں۔

## یو سی۔87 کے چکوک کو تھانہ صدر میاں چنوں میں شامل کرنے کا مسئلہ

*612: رانا بابر حسین: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ یو سی۔87 تحصیل میاں چنوں کے چکوک تھانہ چھب میں شامل ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ چکوک تھانہ چھب سے کافی دور ہیں اور تھانہ صدر میاں چنوں سے قریب ہیں؟

(ج) کیا حکومت ان چکوک کے لوگوں کی مشکلات کے پیش نظر ان کو تھانہ صدر میاں چنوں میں شامل کرنے کا نوٹیفکیشن کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یونین کونسل نمبر 87 تحصیل میاں چنوں درج ذیل 8 چکوک پر مشتمل ہے:۔
15/98 ایل، 15/99 ایل، 15/100 آرائیاں نوالہ ایل، 100 سابقہ 15-ایل، 15/101 ایل، 15/105 ایل، 15/106 ایل، 15/109 ایل یہ درست ہے کہ اس یونین کونسل کے چکوک تھانہ چھب کلاں میں شامل ہیں۔

(ب) مذکورہ بالا 8 چکوک میں سے 5 چکوک تھانہ صدر میاں چنوں کے نزدیک ہیں جبکہ 3 چکوک تھانہ چھب کلاں کے نزدیک ہیں۔ چکوک جو تھانہ صدر میاں چنوں کے نزدیک ہیں:۔
1-15/98 ایل- 2-15/99 ایل- 3-15/100 سابقہ 4-ایل- 15/100 آرائیانوالہ 5-15/109 ایل-
چکوک جو تھانہ چھب کلاں کے نزدیک ہیں
1-15/101 ایل- 2-15/105 ایل- 3-15/106 ایل- مذکورہ بالا چکوک کی آبادی سے رائے لئے بغیر کہ وہ کس تھانہ میں اپنے گاؤں شامل کروانا چاہتے ہیں صرف فاصلہ کی بنیاد کرنا ناممکن ہے کہ اس یونین کونسل کے چکوک کس تھانہ کے ساتھ شامل کئے جائیں اس بارے میں یونین کونسل کے چکوک کے رہائشی افراد سے رائے حاصل کرنے کے بعد ان کی رائے کو مدنظر رکھتے ہوئے فیصلہ کیا جانا مناسب ہے۔

(ج) اگر یونین کونسل نمبر87 میں شامل چکوک کی آبادی تھانہ صدر میاں چنوں کے ساتھ شامل ہونا چاہتی ہے تو اس کی رائے کو مدنظر رکھتے ہوئے حکومت اس بارے میں بہتر فیصلہ فرما سکتی ہے۔

## جنوری تا مارچ2008، صوبہ میں عورتوں پر تشدد و دیگر واقعات کی تفصیل

*712: محترمہ آمنہ جہانگیر: کیا وزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جنوری تا مارچ2008 شہری علاقوں میں عورتوں پر تشدد کے 275واقعات ہوئے جبکہ صوبے کے دیہی علاقوں میں ایسے186 واقعات رپورٹ ہوئے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ عرصہ کے دوران صوبے کے35اضلاع میں ایسے واقعات کی کل تعداد546تھی؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان واقعات میں141قتل، جن میں سے11 عزت کے نام پر قتل شامل ہیں، 177 اغوا، 56 عورتوں کو زخمی کرنے، 42 زنا، جس میں8 گینگ ریپ شامل ہیں، 27 خود کشی، 34 گھریلو تشدد، 13 جنسی حملوں، 13 ارادہ قتل، 10 حراستی تشدد، چھ جلانے کے،4منشیات اور20 مختلف نوعیت کے تشدد کے واقعات شامل ہیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ پولیس نے546 واقعات میں سے صرف402 (کل کا74 فیصد)واقعات کا مقدمہ درج کیا، مذکورہ بالا تمام واقعات کے مقدمات کیوں درج نہیں کئے گئے، وجوہات بیان فرمائیں نیز حکومت عورتوں پر تشدد کے خاتمہ کے لئے کونسے خصوصی اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیراعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف،ب،ج،د) کا جواب ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

## پی پی۔280 بہاولنگر میں 2006 تاحال
## جرائم کے مقدمات کی تعداد و دیگر تفصیلات

*719: جناب آصف منظور موہل: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی۔280 بہاولنگر میں جنوری 2006 سے اب تک رہزنی، ڈکیتی، ناجائز اسلحہ، قتل اور حدود آرڈیننس کے تحت کتنے مقدمات درج ہوئے، کتنے مقدمات کے چالان عدالتوں میں پیش ہوئے اور کتنے مقدمات زیر تفتیش ہیں، تھانہ وار تفصیل فراہم کریں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ حلقہ پی پی۔280 کی حدود میں جرائم کی شرح اور مقدمات کی شرح میں ہر سال شدت سے اضافہ ہو رہا ہے؟

(ج) پی پی۔280 کی حدود میں قائم تھانوں کے ایس ایچ اوز نے جرائم کی روک تھام کے لئے کیا حکمت عملی وضع کی ہے اور زیر تفتیش مقدمات کو جلد مکمل کر کے چالان عدالتوں میں بھجوانے کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

(د) تھانہ مدرسہ اور تھانہ شہر فرید بہاولنگر میں 2006 سے تاحال جرائم کی شرح میں اضافہ ہوا یا کمی، اگر اضافہ ہوا تو اس کی وجوہات کیا ہیں، آگاہ فرمائیں؟

(ہ) مذکورہ بالا تھانہ جات میں جرائم کی شرح کو کم کرنے کے لئے موجودہ ایس ایچ او صاحبان نے کیا کیا اقدامات اٹھائے، تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

(و) کیا یہ بھی درست ہے کہ تھانہ مدرسہ اور تھانہ شہر فرید کی حدود میں دریائے ستلج کی بیٹ کے ارد گرد کی آبادیاں اکثر جرائم پیشہ لوگوں کی آماجگاہیں ہیں متعلقہ تھانوں کے ایس ایچ اوز نے یہاں پر کتنی دفعہ چھاپہ مارا اور کتنے جرائم پیشہ لوگوں کو وہاں سے پکڑا، تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) حلقہ پی پی۔280 بہاولنگر کی حدود میں پانچ تھانہ جات تھانہ ڈونگہ بونگہ، تھانہ مدرسہ، تھانہ تخت محل، تھانہ صدر چشتیاں اور تھانہ شہر فرید کے مواضعات واقع ہیں۔ مواضعات کی تعداد تھانہ ڈونگہ بونگہ 41 مواضعات، تھانہ مدرسہ 13 مواضعات، تھانہ تخت محل 6 مواضعات، تھانہ صدر چشتیاں 43 مواضعات جبکہ شہر فرید میں 14 مواضعات واقع ہیں۔ تھانہ وار مقدمات کی تفصیل ذیل ہے:

تھانہ ڈونگہ بونگہ:

قتل کے 17 مقدمات درج ہوئے جن میں سے 14 مقدمات چالان عدالت ہوئے، 2 مقدمات خارج ہوئے جبکہ ایک مقدمہ زیر تفتیش ہے۔ ڈکیتی کے 2 مقدمات درج ہوئے،ایک مقدمہ چالان عدالت ہوا جبکہ ایک مقدمہ خارج ہو چکا ہے۔راہزنی کے 24 مقدمات درج ہیں جن میں سے 21 مقدمات چالان عدالت ہو چکے ہیں جبکہ 3 مقدمات خارج ہو چکے ہیں۔اسلحہ آرڈیننس کے تحت 89 مقدمات درج ہوئے اور 89 مقدمات ہی چالان عدالت ہوئے۔حدود آرڈیننس کے 29 مقدمات درج ہوئے جن میں سے 17 مقدمات چالان عدالت ہو چکے ہیں جبکہ 11 مقدمات خارج ہو چکے ہیں ایک مقدمہ زیر تفتیش ہے۔

تھانہ تخت محل:

تھانہ تخت محل میں قتل، ڈکیتی، راہزنی اور حدود آرڈیننس کا کوئی مقدمہ درج رجسٹر نہ ہوا جبکہ اسلحہ آرڈیننس کے 4 مقدمات ہوئے جو کہ چالان عدالت ہو چکے ہیں۔

تھانہ مدرسہ:

قتل کے 3 مقدمات درج ہوئے جن میں سے 2 مقدمات چالان ہو چکے ہیں اور ایک مقدمہ عدم پتا ہوا۔ڈکیتی کے 5 مقدمات درج ہوئے 4 مقدمات چالان عدالت ہوئے جبکہ ایک مقدمہ خارج ہو چکا ہے۔راہزنی کے 7 مقدمات درج ہوئے جن میں سے 6 مقدمات چالان عدالت ہو چکے ہیں، جبکہ ایک مقدمہ ابھی زیر تفتیش ہے۔

اسلحہ آرڈیننس کے تحت 34 مقدمات درج ہوئے اور 34 مقدمات ہی چالان عدالت ہوئے۔

حدود آرڈیننس کے 14 مقدمات درج ہوئے جن میں سے 8 مقدمات چالان ہو چکے ہیں جبکہ 3 مقدمات خارج ہو چکے ہیں جبکہ 3 مقدمات زیر تفتیش ہیں۔

تھانہ صدر چشتیاں:

قتل کے پانچ مقدمات درج ہوئے جن میں سے 4 مقدمات چالان عدالت ہوئے جبکہ ایک مقدمہ ابھی تک زیر تفتیش ہے۔

ڈکیتی کے 2 مقدمات درج ہوئے اور 2 مقدمات ہی چالان عدالت ہوئے۔

راہزنی کے 33 مقدمات درج ہوئے جن میں سے 28 مقدمات چالان عدالت ہو چکے ہیں 2 مقدمات خارج ہو چکے ہیں جبکہ 3 مقدمات ابھی تک زیر تفتیش ہیں۔

اسلحہ آرڈیننس کے تحت 115 مقدمات درج ہوئے اور 115 مقدمات ہی چالان ہوئے۔

حدود آرڈیننس کے 2 مقدمات درج ہوئے جن میں سے ایک مقدمہ چالان عدالت ہوا اور ایک مقدمہ خارج ہوا۔

تھانہ شہر فرید:

قتل کے 11 مقدمات درج ہوئے جن میں سے 10 مقدمات چالان عدالت ہوئے جبکہ ایک مقدمہ خارج ہو چکا ہے۔

ڈکیتی کے 2 مقدمات درج ہوئے اور 2 مقدمات ہی چالان عدالت ہوئے۔

راہزنی کے 7 مقدمات درج ہوئے جن میں سے 6 مقدمات چالان عدالت ہو چکے ہیں جبکہ ایک خارج ہو چکا ہے۔

اسلحہ آرڈیننس کے تحت 79 مقدمات درج ہوئے اور 79 مقدمات ہی چالان ہوئے۔

حدود آرڈیننس کے 16 مقدمات درج ہوئے جن میں سے 9 مقدمات چالان عدالت ہوئے، 5 مقدمات خارج ہوئے جبکہ 2 مقدمات ابھی تک زیر تفتیش ہیں۔

(ب) سوال نمبر ایک کے جواب سے واضح ہے کہ سال 2006 سے جولائی 2008 تک سنگین جرائم میں مسلسل کمی آئی ہے۔

(ج) ان تھانہ جات کی پولیس جرائم کی سرکوبی کے لئے ہمہ وقت کوشاں ہے۔ مندرجہ بالا اعداد و شمار سے ظاہر ہے کہ پولیس جرائم میں کمی لانے میں کامیاب ہوئی ہے۔ سنگین جرائم پر قابو پانے کے لئے 24 گھنٹے خصوصاً رات کے وقت لنک روڈ اور جرائم کے حوالے سے حساس علاقوں میں مؤثر گشت کی جاتی ہے جبکہ دیہاتوں میں ٹھیکری پہرہ کو یقینی بنایا گیا ہے مقدمات کی تفتیش سائنسی بنیادوں پر کی جا رہی ہے اور مقدمات کے چالان غیر ضروری تاخیر سے عدالت میں بھجوائے جاتے ہیں۔

(د) درج بالا سوال نمبر 1 میں دیئے گئے اعداد و شمار سے واضح ہے کہ تھانہ مدرسہ میں جرائم میں بدستور کمی واقع ہوئی ہے جبکہ تھانہ شہر فرید میں زیادتی ہوئی ہے۔ سال 2007 میں پولیس نے خصوصی مہم چلا کر زیادہ سے زیادہ ناجائز اسلحہ برآمد کیا جس سے مقدمات کی تعداد

بڑھ گئی۔اب حکومتی پالیسی کے تحت فری رجسٹریشن کو یقینی بنایا جارہا ہے جس کی وجہ سے بھی مقدمات کی تعداد میں اضافہ ہوا ہے۔اکثر لوگ اپنے مخالفین کو دبانے کے لئے جھوٹے مقدمات درج کرواتے ہیں۔اس سال تھانہ شہر فرید میں درج ہونے والے مقدمات راہزنی اور حدود آرڈیننس میں کل 6 مقدمات خارج ہو چکے ہیں۔

(ہ) مذکورہ بالا تھانہ جات کی پولیس بالخصوص اور ضلعی پولیس بالعموم سنگین جرائم میں کمی لانے کے لئے مؤثر گشت، انسدادی کارروائی، ٹھیکری پہرہ کا انتظام کیا ہے اور ناجائز اسلحہ رکھنے والوں کے خلاف کارروائی عمل میں لائی جارہی ہے۔اس کے علاوہ حکومتی پالیسی کے تحت سابق ریکارڈ یافتہ ملزمان سے انٹیروگیشن اور ان کی مسلسل نگرانی کی جارہی ہے تاکہ وہ دوبارہ جرائم سرزد نہ کرسکیں۔حکومتی پالیسی کے تحت پٹرول پمپوں کے مالکان اور انجمن تاجران سے میٹنگ کرکے ان کی سکیورٹی کو یقینی بنانے کے لئے بڑی بڑی دکانوں اور پٹرول پمپوں پر سکیورٹی گارڈ تعینات کروائے گئے ہیں۔

(و) یہ درست نہ ہے البتہ دریائی علاقہ ہونے کی وجہ سے یہاں جرائم پیشہ افراد کا گزرنا تو ممکن ہو سکتا ہے لیکن پولیس ہمہ وقت ان کے تعاقب میں رہتی ہے اور وہ کسی قسم کی کارروائی کرنے میں ناکام رہتے ہیں۔ان علاقوں میں روزانہ گشت کی جاتی ہے دریائی علاقوں میں پولیس کے خصوصی دستے بھی تعینات کئے گئے ہیں۔

## پی پی۔280 میں تھانہ مدرسہ، تھانہ شہر فرید
## کی حدود میں جرائم میں اضافہ ودیگر تفصیلات

*720: جناب آصف منظور موہل: کیا وزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پی پی۔280، تھانہ مدرسہ اور تھانہ شہر فرید بہاولنگر میں 07-2006 سے اب تک کتنے افراد قتل ہوئے، کتنے افراد کو قتل کے جرم میں گرفتار کیا گیا اور کتنے عدالتی اشتہاری ہیں؟

(ب) مذکورہ تھانوں میں کرائم کا گراف 2004 سے آج تک کیا رہا ہے نیز جرائم کے تدارک کے لئے محکمہ نے کیا اقدامات اٹھائے، تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

(ج) مذکورہ بالا تھانوں کی حدود میں کتنے منشیات فروشی اور جوئے کے اڈے ہیں؟

(د) مذکورہ تھانوں کی حدود میں 2004 سے آج تک کتنے منشیات فروشوں اور جواریوں کو پکڑا گیاان اڈوں کو ختم کرنے کے لئے متعلقہ انتظامیہ نے اب تک کیااقدامات اٹھائے ہیں، انکی تفصیل سے آگاہ فرمائیں ؟

(ہ) 07-2006 میں پی پی۔280 میں کتنی چوریاں، ڈکیتیاں درج ہوئیں ان ڈکیتیوں، چوریوں میں پولیس نے کتنے ملزمان کو حراست میں لیااور ان کو کیا کیا سزائیں دلوائی گئیں، ان ملزموں کے نام اور ان پر لگائی گئی دفعات سے آگاہ فرمائیں ؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) تھانہ مدرسہ اور شہر فرید کے علاقہ جات حلقہ پی پی۔280 سال 2006 اور سال 2007 میں قتل ہونے والے افراد اور قتل کے جرم میں گرفتار ہونے والے اشخاص اور ان میں عدالتی اشتہاری اشخاص کی تعداد مندرجہ ذیل ہے:۔

تھانہ مدرسہ:

سال 2006 اور 2007 میں تین افراد قتل ہوئے اور چھ اشخاص گرفتار ہو کر چالان ہوئے۔کوئی عدالتی اشتہاری نہ ہے۔

تھانہ شہر فرید:

سال 07-2006 میں دس افراد قتل ہوئے اور 23 اشخاص گرفتار ہوکر چالان ہوئے جبکہ ایک شخص ابھی تک اشتہاری ہے جس کی گرفتاری کی کوشش جاری ہے۔

(ب) مذکورہ بالا تھانہ جات میں حلقہ پی پی۔280 کے جرائم کا جائزہ ذیل میں دیا گیا ہے:۔

| | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| تھانہ مدرسہ | سال 2004 | 2005 | 2006 | 2007 | 2008 |
| | 75 | 79 | 129 | 109 | 86 |
| تھانہ شہر فرید | سال 2004 | 2005 | 2006 | 2007 | 2008 |
| | 65 | 75 | 137 | 126 | 105 |

مندرجہ بالا اعداد و شمار سے ظاہر ہے کہ تھانہ مدرسہ میں سال 2005 اور 2006 میں زیادتی ہوئی جبکہ سال 2007 اور 2008 میں کمی واقع ہوئی ہے اور تھانہ شہر فرید میں سال 2006 میں زیادتی ہوئی جبکہ سال 08-2007 میں بدستور کمی واقع ہوئی ہے۔ ضلعی پولیس جرائم میں کمی لانے کے لئے مؤثر پٹرولنگ ٹھیکری پہرہ ٹارگٹ افینڈر کی

گرفتاری اور دریائی علاقوں میں پکٹنگ کر رہی ہے اور اس کے علاوہ غنڈہ آرڈیننس اور ضابطہ فوجداری کے تحت کارروائی انسدادی بھی عمل میں لائی جا رہی ہے۔

(ج) مذکورہ بالا تھانوں میں منشیات فروش اور جوئے کے اڈے نہ ہیں۔

(د) سال 2004 سے اب تک مذکورہ بالا دونوں تھانہ کی حدود حلقہ پی پی۔280 میں سے تھانہ مدرسہ اور تھانہ شہر فرید میں 40 افراد کو منشیات کے خلاف کارروائی میں گرفتار کیا گیا اور 15 جواریوں کو گرفتار کیا گیا۔ان جرائم پر قابو پانے کے لئے مشکوک افراد اور جگہوں کی نگرانی کی جا رہی ہے۔

(ہ) سال 07-2006 میں مندرجہ بالا تھانہ جات کی حدود حلقہ پی پی۔280 میں ہونے والی چوریوں اور ڈکیتیوں کی تعداد ذیل ہے:۔

تھانہ مدرسہ:

| تعداد مقامات | خارج | چالان | تعداد گرفتار شدہ اشخاص |
|---|---|---|---|
| 64 | 3 | 61 | 80 |

تھانہ شہر فرید:

| تعداد مقدمات | خارج | چالان | تعداد گرفتار شدہ اشخاص |
|---|---|---|---|
| 48 | 7 | 41 | 96 |

مندرجہ بالا مقدمات چالان ہو کر عدالت میں زیر سماعت ہیں۔

## لاہور شہر میں اغوا کی وارداتیں
## اور ان کے تدارک کے لئے اقدامات

*778: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور شہر میں اغوا کی وارداتیں سر عام ہو رہی ہیں، انتظامیہ اغوا کی وارداتوں کے تدارک کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

(ب) جنوری 2008 سے آج تک لاہور شہر میں اغوا کی کتنی وارداتیں ہوئیں، ان میں سے کتنے اغوا شدگان کو بازیاب کروا لیا گیا ہے اور کتنے ابھی تک بازیاب نہیں ہو سکے نیز اسکی وجوہات سے آگاہ کریں؟

(ج) لاہور شہر میں 2005 سے اب تک جرائم کی شرح میں اضافہ ہوا ہے یا کمی، اگر اضافہ ہوا ہے تو اس کی بڑی وجوہات کیا ہیں اور جرائم کی شرح کو کم کرنے کے لئے موجودہ متعلقہ انتظامیہ کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست نہ ہے کہ لاہور شہر میں اغوا کی وارداتیں سر عام ہو رہی ہیں بلکہ ایسی وارداتوں پر کافی حد تک کنٹرول ہے تاہم ایسی وارداتوں کے انسداد کے لئے شہر میں پٹرولنگ کو مؤثر بنا دیا گیا ہے۔ سکواڈ ہائے کو بھی بریف کر کے مزید فعال کیا گیا ہے۔ اہم مقامات پر پیدل گشت کا انتظام کیا گیا ہے اور ملازمین کی سادہ کپڑوں میں بھی ڈیوٹی لگائی گئی ہے۔ ایسے جرائم کے تدارک کے لئے تمام تر ممکنہ وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے ہر ممکن طریقہ سے کوشش جاری ہے۔

(ب) جنوری 2008 سے آج تک لاہور شہر میں اغوا کی کل 931 وارداتیں ہوئیں ان میں سے 682 اغوا شدگان کو بازیاب کروالیا گیا ہے اور 343 اغوا شدگان کوشش کے باوجود ابھی تک بازیاب نہ ہو سکے ہیں۔ جن کی بازیابی کے لئے تفتیشی ٹیمیں تشکیل دی گئی ہیں معنویان کی برآمدگی و سرسبزگی مقدمات کے لئے ہر ممکن طریقہ سے کوشش جاری ہے۔

(ج) لاہور شہر میں 2005 سے اب تک جرائم کی شرح میں بتدریج اضافہ ہوا ہے جس کی بڑی وجوہات آبادی میں اضافہ، مہنگائی میں اضافہ بڑھتی ہوئی بے روزگاری ہیں۔ جرائم کے انسداد کے لئے شہر میں پٹرولنگ کو مؤثر بنا دیا گیا ہے۔ سکواڈ ہائے کو بھی بریف کر کے مزید فعال کیا گیا ہے۔ اہم مقامات پر ملازمین کی باوردی ڈیوٹی لگائی جاتی ہے۔ مارکیٹوں میں بھی پیدل گشت کا انتظام کیا گیا ہے اور ملازمین کی سادہ کپڑوں میں بھی ڈیوٹی لگائی گئی ہے۔ ایسے جرائم کے تدارک کے لئے تمام تر ممکنہ وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے ہر ممکن طریقہ سے کوشش جاری ہے۔

## لاہور میں 2002 سے تاحال
## جرائم کی وارداتوں کی تفصیلات

*779: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) لاہور شہر میں جنوری 2007 سے اب تک چوری، ڈکیتی اور راہزنی کی کتنی وارداتیں ہوئیں ان میں سے کتنے ملزمان کو پکڑا گیا اور ان کو کیا کیا سزائیں دی گئیں؟

(ب) 2007 سے اب تک کس کس تھانہ کی حدود میں چوری، ڈکیتی اور راہزنی کی وارداتیں زیادہ ہوئیں اور کس تھانہ کی حدود میں سب سے کم ہوئیں، آگاہ فرمائیں اور ان وارداتوں کو کنٹرول کرنے کے لئے تمام تھانوں کے انچارج صاحبان کیا اقدامات اٹھا رہے ہیں؟

(ج) 2005 سے اب تک تھانہ سول لائن کی حدود میں ڈکیتی کی کتنی وارداتیں ہوئیں، ان میں سے کتنی ڈکیتیوں کے ملزمان پکڑے گئے، ان سے برآمدگی میں سے کتنی برآمدگیاں مالکان تک پہنچیں، جن ڈکیتیوں کے ملزمان نہیں پکڑے گئے ان کی تفصیل سے آگاہ فرمائیں، ایف آئی آر نمبرز کتنا عرصہ سال وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) لاہور شہر میں جنوری 2007 سے اب تک چوری کی کل 11032، ڈکیتی کی 276 اور راہزنی کی 5013 وارداتیں ہوئیں جن میں سے چوری کے 5998 ڈکیتی کے 311 اور راہزنی کے 3295 ملزمان کو پکڑ کر حوالات جوڈیشل بھجوایا گیا اور قانون کے مطابق سزائیں دالوائی گئی ہیں

(ب) 2007 سے اب تک بیشتر تھانہ جات ڈیفنس اے، فیکٹری ایریا، برکی، نشتر کالونی میں رہزنی کی زیادہ وارداتیں ہوئیں جبکہ تھانہ جات ہربنس پورہ، ہڈیارہ اور غالب مارکیٹ کی حدود میں کم وارداتیں ہوئیں ان وارداتوں کے انسداد کے لئے شہر میں پٹرولنگ کو موثر بنایا گیا ہے سکواڈ ہائے کو بھی بریف کر کے مزید فعال کیا گیا ہے اہم مقامات پر ملازمین کی باوردی ڈیوٹی لگائی جاتی ہے مارکیٹوں میں بھی پیدل گشت کا انتظام کیا گیا ہے اور ملازمین کی سادہ کپڑوں میں بھی ڈیوٹی لگائی گئی ہے ایسے جرائم کے تدارک کے لئے تمام تر ممکنہ وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے ہر ممکن طریقہ سے کوشش جاری ہے

(ج) 2005 سے اب تک تھانہ سول لائن کی حدود میں ڈکیتی کی کوئی واردات نہ ہوئی ہے۔

## اسلامیہ کالج برائے خواتین فیصل آباد کی دیوار
## کے ساتھ منشیات کا دھندہ

*833: محترمہ انجم صفدر: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ اسلامیہ کالج برائے خواتین (عید گاہ روڈ) فیصل آباد کی دیوار کے ساتھ ۔ نشئی لوگ سر عام منشیات کا استعمال کرتے اور نشہ کے انجکشن وغیرہ لگاتے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ مقام نشئی لوگوں آماجگاہ ہے جن کی پشت پناہی بااثر لوگ کرتے ہیں اور یہاں پر باقاعدہ منشیات فروشی کا بھی دھندہ ہوتا ہے؟

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ کالج کے تعلیمی ماحول کو خراب کرنے والے، منشیات فروشوں، ان کی پشت پناہی کرنے والوں کے خلاف کوئی اقدام اٹھانے اور کالج کے تعلیمی ماحول کو سازگار بنانے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو کیوں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) اسلامیہ کالج برائے خواتین (عید گاہ روڈ) فیصل آباد کی دیوار کے ساتھ نشئی لوگ سر عام منشیات کا استعمال نہ کرتے ہیں اور نہ ہی نشہ کے انجکشن لگاتے ہیں اسلامیہ کالج برائے خواتین عید گاہ روڈ فیصل آباد کے بالمقابل بستی عیسائیاں (کرسچین ٹاؤن) آباد ہے یہ لوگ غیر مسلم ہیں اور ان کے پاس شراب کے لائسنس کی آڑ میں شراب کی فروخت کا کاروبار کرتے ہیں

(ب) اسلامیہ کالج برائے خواتین کی دیوار نشئی لوگوں کی آماجگاہ نہ ہے اور نہ ہی نشئی لوگوں کی پشت پناہی بااثر لوگ کرتے ہیں

(ج) حکومت منشیات فروشوں اور ان کی پشت پناہی کرنے والے لوگوں کے خلاف Prohibition Ordinance اور CNSA ایکٹ 1997 کے تحت سخت کارروائی کر رہی ہے سال 2008 میں ایسے لوگوں کے خلاف 49 مقدمات تھانہ گلبرک میں درج کئے گئے ہیں ان مقدمات میں ملزمان کو گرفتار کر کے جیل بھجوایا گیا ہے مزید اسلامیہ کالج برائے خواتین کی ملحقہ دیواروں کے ساتھ منشیات کا استعمال کرنے والے لوگوں کے خلاف ڈیوٹی کے علاوہ سفید پارچات میں اضافی ڈیوٹی لگائی جاتی ہے جو دن رات عید گاہ

روڈ جیل روڈ اور نڑوالا روڈ کے گرد گشت کرتے ہیں اور ایسے نشئیوں اور منشیات فروشوں کے پکڑے جانے پر ان کے خلاف کارروائی کرتے ہیں۔

## حادثے کی صورت میں گاڑی کے کاغذات جمع کرنے کی بجائے ڈرائیور کا لائسنس کینسل کرنے کی تجویز

*899: **ملک محمد جاوید اقبال اعوان:** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جب بھی روڈ پر کوئی حادثہ ہوتا ہے تو ڈرائیور گاڑی کے کاغذات جمع کروا کے اپنا لائسنس بچا لیتا ہے جس کا نقصان گاڑی کے مالک کو ہوتا ہے ؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ڈرائیور گاڑی کے تمام کاغذات دے دے گا، گاڑی بند کروا دے گا، کیونکہ سپرداری مالک نے کروانی ہوتی ہے ؟

(ج) کیا حکومت ٹریفک قوانین کی خلاف ورزی یا حادثہ کی صورت میں ٹرانسپورٹ کے مالک کی بجائے ڈرائیور پر ذمہ داری ڈال کر اسے سزا دینے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو وجہ بیان فرمائیں؟

**وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):**

(الف) جز(الف) کی روشنی میں جواب تحریر ہے کہ روڈ حادثے کی صورت میں ڈرائیور کے خلاف حسب ضابطہ کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔رواں سال کے پہلے 6ماہ کے دوران ٹریفک پولیس پنجاب نے حادثات کی صورت میں 887لائسنس معطل کئے اور 81لائسنس ہائے کینسل کئے ٹریفک پولیس پنجاب حادثات کی روک تھام کے لئے ڈرائیوروں کو ٹریفک awareness بھی دیتی ہے۔

(ب) جز(ب) کی روشنی میں جواب تحریر ہے کہ ڈرائیورز ٹریفک قوانین کی خلاف ورزی کرتے ہیں تو ان کے خلاف کارروائی کی جاتی ہے اور انہیں سزا بھی ہوتی ہے جہاں تک سپرداری کا تعلق ہے تو ڈرائیور حضرات عدالتوں سے رجوع کرتے ہیں اور کاغذات دکھا کر گاڑیوں کی سپرداری کروا لیتے ہیں کیونکہ گاڑیوں کے کاغذات رجسٹریشن روٹ پرمٹ وغیرہ ڈرائیور کے پاس ہوتے ہیں۔

(ج) جز(ج) کی روشنی میں جواب تحریر ہے کہ ٹریفک قوانین کی خلاف ورزی اور حادثات کی صورت میں گاڑیوں کے ڈرائیوروں کے خلاف کارروائی حسب ضابطہ عمل میں لائی جاتی ہے۔رواں سال 2008 کے پہلے 6ماہ کے دوران 52675ڈرائیورز گرفتار کئے گئے اور 1،49،672 گاڑیاں بند کی گئیں ہیں اور حادثات کی صورت میں ڈرائیوروں کے خلاف مقدمات بھی درج کئے گئے ہیں آئندہ حادثات کی صورت میں ڈرائیوروں کے خلاف مزید کارروائی کی جائے گی اور حالات وواقعات کے پیش نظر ڈرائیوروں کے لائسنس مزید کینسل کئے جائیں گے۔

## لیفکو کو مہیا کردہ پولیس اہلکاران کی تعداد ومتعلقہ دیگر تفصیلات

*928: میجر (ر) عبدالرحمن رانا: کیاوزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) لیفکو کو آج تک ٹریفک پولیس کے کتنے اہلکاران مدد کے لئے مہیا کئے گئے؟

(ب) اگر جواب ہاں میں ہے تو یہ کس قانون کے تحت مہیا کئے گئے؟

(ج) کیالیفکو سے آج تک کوئی پے منٹ وصول ہوئی؟

(د) اگر جواب ہاں میں ہے تو کتنی رقم وصول ہوئی؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) لیفکو والوں کی مدد کرنے کے لئے ٹریفک سٹاف مہیا کئے جانے کی بابت نہ تو افسران بالا کی طرف سے کوئی حکم موصول ہوااور نہ ہی ٹریفک پولیس کے اہلکاران اس مقصد کے لئے لیفکو والوں کو مہیا کئے گئے۔

(ب) چونکہ جز(الف) کا جواب منفی میں ہے اس لئے کسی قانون کا ذکر کیا جانا ممکن نہیں۔

(ج) چونکہ جز(ب) کا جواب بھی منفی میں ہے لہذا اس ضمن میں کوئی پے منٹ نہ ہوئی ہے۔

(د) چونکہ جز(ج) کا جواب بھی منفی میں ہے اس لئے رقم کا تعین نہ ہو سکتا ہے اور نہ ہی رقم وصول ہوئی ہے۔

## حادثے کی صورت میں گاڑی کے کاغذات کی بجائے
## ڈرائیور کا لائسنس جمع کرنے کا مسئلہ

*951: سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جب بھی کوئی حادثہ رونما ہوتا ہے تو ڈرائیور گاڑی کے کاغذات جمع کروا کر اپنا لائسنس بچا لیتا ہے جس کا نقصان گاڑی کے مالک کو ہوتا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ حادثہ رونما ہونے کی صورت میں ڈرائیور حضرات کو معمولی جرمانہ کر کے چھوڑ دیا جاتا ہے جبکہ نقصان کا تخمینہ ہزاروں یا لاکھوں روپے میں ہوتا ہے یا دوسری صورت میں پولیس ڈرائیور کو فرار ہونے میں مدد کرتی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست نہ ہے کہ حادثہ کی صورت میں ڈرائیور گاڑی کے کاغذات جمع کروا کر اپنا لائسنس بچا لیتا ہے بلکہ جب بھی کوئی حادثہ ہوتا ہے تو گاڑی کے ڈرائیور کا لائسنس قبضہ میں لیا جاتا ہے اور آئندہ برائے منسوخی متعلقہ لائسنسنگ اتھارٹی کو بھجوایا جاتا ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ حادثہ ہونے کی صورت میں ڈرائیور حضرات کو معمولی جرمانہ کر کے چھوڑ دیا جاتا ہے یا پولیس ڈرائیور کو فرار ہونے میں مدد دیتی ہے بلکہ حادثہ کی صورت میں قصور وار ڈرائیور کے خلاف مقدمہ درج کیا جاتا ہے اور ڈرائیور کا چالان کر کے عدالت میں بھیجا جاتا ہے جس کو جرمانہ یا سزا کا فیصلہ مجاز عدالت کرتی ہے۔

## تھانہ جوہر ٹاؤن لاہور میں قتل کے مقدمات کی تفصیل

*1028: محترمہ سکینہ شاہین خان: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) تھانہ جوہر ٹاؤن لاہور میں جنوری 2008 سے آج تک قتل کے کتنے کیس رجسٹرڈ ہوئے؟

(ب) ان درج کیسوں پر آج تک کیا کارروائی ہوئی، کتنے ملزمان کو گرفتار کیا گیا اور کتنے مفرور ہیں، مفرور ملزمان کو گرفتار نہ کرنے کی کیا وجہ ہے؟

(ج) کتنے چالان عدالتوں میں پیش کئے گئے، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) تھانہ جوہر ٹاؤن لاہور میں جنوری 2008 سے آج تک قتل کے 11 مقدمات درج ہوئے۔

(ب) درج شدہ مقدمات کی تفتیش بذریعہ شعبہ تفتیش عمل میں لائی جارہی ہے۔دوران تفتیش ان مقدمات میں 13 ملزمان کو گرفتار کر کے جیل بھجوایا گیا ہے، بقایا مفرور ملزمان کو گرفتار کرنے کے لئے ہر ممکن طریقہ سے کوشش جاری ہے۔ملزمان کو گرفتار کر کے مقدمات کو حقائق پر یکسو کیا جائے گا۔

(ج) ان 11 مقدمات میں سے 4 مقدمات کے چالان مرتب کر کے عدالتوں میں پیش کئے گئے، جبکہ بقایا 7 مقدمات شعبہ تفتیش میں زیر تفتیش ہیں۔

## بے ہوش کر کے قیمتی اشیائے سے محروم کرنے والوں کے خلاف کارروائی

*1048: ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ دوسرے شہروں سے لاہور آنے والے لوگوں کو جرائم پیشہ افراد دھوکہ دہی سے نشہ آور اشیائ، مشروب کھلا پلا کر قیمتی اشیاأور نقدی سے محروم کردیتے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان میں آدھے سے زیادہ افراد جان سے گزر جاتے ہیں مذکورہ وارداتوں کے یکم جنوری 2008 سے آج تک کے اعداد و شمار فراہم کریں نیز مرنے والوں کی تعداد اور پکڑے جانے والوں کی تعداد بیان فرمائیں؟

(ج) کیا حکومت ان مخصوص گروہوں کی سرکوبی کے لئے کوئی سپیشل فورس یا کوئی خاص حکمت عملی اختیار کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو وضاحت فرمائیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ہاں! یہ درست ہے کہ دوسرے شہروں سے لاہور آنے والے لوگوں کو جرائم پیشہ افراد دھوکہ دہی سے نشہ آور اشیاء / مشروب کھلا پلا کر قیمتی اشیاأور نقدی سے محروم کردیتے ہیں۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ ان میں آدھے سے زیادہ افراد جان سے گزر جاتے ہیں بلکہ ایسے واقعات میں کوئی بھی شخص ہلاک نہ ہوا تاہم ایسے واقعات کے متعلق یکم جنوری 2008 سے آج تک ضلع لاہور کے مختلف تھانہ جات میں کل 76 مقدمات درج ہوئے ہیں اور ان میں 49 ملزمان گرفتار ہوئے ہیں۔

(ج) اس سلسلہ میں حلقہ افسران مہتمم تھانہ جات کو مطلع کر کے مناسب ہدایت کی گئی ہے ایسے واقعات کے انسداد کے لئے ہر ممکن طریقہ سے کوشش جاری ہے تاہم ان خصوصی گروہوں کی سرکوبی کے لئے سپیشل فورس یا کوئی خاص حکمت عملی اختیار کرنے کا معاملہ حکومت کے متعلقہ ہے اگر ایسا کوئی اقدام کیا جائے تو ایسے واقعات کی روک تھام کے لئے مددگار ثابت ہو سکتا ہے۔

## لاہور شہر میں ٹریفک وارڈنز کی بھرتی کی صورتحال

*1084: مخدوم سید احمد محمود: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور شہر میں ٹریفک وارڈن کی بھرتی میں 50 سے 60 فیصد لوگوں کا تعلق ضلع گجرات سے ہے؟

(ب) بھرتی شدہ ٹریفک وارڈنز میں سے کتنے لوگوں کے شناختی کارڈ ضلع گجرات کے ہیں۔

(ج) بھرتی شدہ ٹریفک وارڈنز میں سے کتنے لوگوں نے بھرتی کے ایام میں اپنے ڈومیسائل ضلع لاہور کے بنوائے؟

(د) کیا حکومت ان تمام بھرتی شدہ ٹریفک وارڈنز کی بھرتی میں گھپلوں کی تحقیقات کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست نہ ہے سٹی ٹریفک پولیس لاہور میں لاہور کے علاوہ قصور، اوکاڑہ، شیخوپورہ اور ننکانہ صاحب کے حامل ڈومیسائل رکھنے والے جوانوں کو بھرتی کیا گیا ہے ڈسٹرکٹ وائز وارڈنز کی تفصیل ذیل ہے۔

| نمبر شمار | ڈسٹرکٹ | تعداد | فیصدی |
|---|---|---|---|
| 1 | لاہور | 2142 | 59.67% |
| 2 | قصور | 374 | 10.41% |
| 3 | اوکاڑہ | 431 | 12.00% |
| 4 | شیخوپورہ | 482 | 13.42% |
| 5 | ننکانہ صاحب | 161 | 4.88% |
| 6 | ٹوٹل | 3590 | 99.98% |

(ب) بھرتی شدہ ٹریفک وارڈنز میں سے صرف چار ٹریفک وارڈ نز کا شناختی کارڈ ضلع گجرات کا ہے۔

(ج) بھرتی شدہ ٹریفک وارڈنز میں سے 295 لوگوں نے بھرتی کے ایام میں اپنے ڈومی سائل ضلع لاہور سے بنوائے۔

(د) متعلقہ دفتر ہذا نہ ہے۔

## ضلع سرگودھا میں تھانوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1093: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع سرگودھا میں تھانوں کی تعداد کیا ہے؟

(ب) مذکورہ تھانوں میں 18-فروری 2008 سے 7-جولائی 2008 تک کتنے ایس ایچ اوز تعینات ہو چکے ہیں اور کس کس تھانہ میں، ان کے نام اور عرصہ تعیناتی بیان کی جائے، کیا ان کی تعیناتی پولیس آرڈر میں بیان کئے گئے قواعد و ضوابط کے تحت عمل میں لائی گئی ہے، اگر نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

(ج) مذکورہ تھانوں میں عملہ کی تعداد کیا ہے؟

(د) مذکورہ عرصہ میں کیا کوئی ایس ایچ او یا عملہ بدعنوانی کی وجہ سے معطل ہوا ہے، اگر ہاں تو تفصیل بتائی جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) جناب عالی ضلع سرگودھا میں کل تھانہ جات کی تعداد 25 ہے۔

(ب) 18-فروری 2008 تا 07 جولائی 2008 تک ضلع ہذا میں 43 SHOs تبدیل ہوئے جن کے تبادلہ جات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے

(ج) جناب عالی مذکورہ تھانوں میں تعینات شدہ عملہ کی تعداد ذیل ہے

| انسپکٹر | سب انسپکٹر | اسسٹنٹ سب انسپکٹر | ہیڈ کانسٹیبل | کانسٹیبل |
|---|---|---|---|---|
| 21 | 76 | 144 | 70 | 668 |

(د) جناب عالی کوئی بھی SHOs مذکورہ عرصہ کے دوران بدعنوانی کی وجہ سے معطل نہ ہوا ہے جبکہ بدعنوانی کی وجہ سے معطل ہونے والے عملہ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

## تھانہ فیروزوالہ میں قتل کے مقدمات کی تفصیل

*1127: محترمہ سکینہ شاہین خان: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) تھانہ فیروزوالہ میں جنوری 2008 سے جولائی 2008 تک قتل اور اقدام قتل کے کتنے کیس رجسٹرڈ ہوئے ؟

(ب) ان درج کیسوں پر آج تک کیا کارروائی ہوئی، کتنے نامزد ملزمان کو گرفتار کیا گیا اور کتنے ملزمان آج تک مفرور ہیں، ان مفرور ملزمان کے خلاف مذکورہ تھانہ کی پولیس نے کیا کارروائی کی ہے ؟

(ج) کتنے چالان عدالتوں میں بھیجے گئے ہیں، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے ؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) قتل کے کل 14 مقدمات درج ہوئے اور اقدام قتل کے کل 27 مقدمات درج ہوئے۔

(ب)

| قتل مقدمات | اقدام قتل مقدمات |
|---|---|
| ملوث 41 | ملوث 78 |
| گرفتار 27 | گرفتار 54 |
| مفرور 14 | مفرور 24 |

* مفرور ملزمان کی گرفتاری کے لئے حسب ضابطہ کوشش جاری ہے۔

(ج) قتل کے مقدمات میں گیارہ چالان عدالت کو بھیجے گئے جبکہ اقدام قتل کے مقدمات میں 14 چالان عدالت کو بھیجے گئے۔

## سیکنڈ ہینڈ گاڑی بیچنے کے لئے کلیرنس سرٹیفکیٹ دینے والے ادارے کا قیام

*1154: چودھری ظہیر الدین خان: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے ابھی تک ایسا ادارہ قائم نہیں کیا جو کسی بھی سیکنڈ ہینڈ گاڑی کی فروخت یا ٹرانسفر پر گاڑی کی مکمل جانچ پڑتال کر کے ایک clearance certificate جاری کرے تاکہ خریدار کے خلاف بعد میں کسی قسم کی کارروائی نہ ہو سکے اگر ہاں تو ادارہ قائم نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(ب) کیا حکومت کوئی ایسا ادارہ بنانے کا ارادہ رکھتی ہے جو سادہ عوام جنہوں نے سیکنڈ ہینڈ گاڑی پوری قیمت پر خریدی ہو، بعد میں پولیس نے ان کی گاڑی بھی ضبط کر لی اور ان پر ناجائز طور پر مقدمات بھی درج کئے حالانکہ گاڑی خریدنے والا اس چوری کے بارے میں بالکل لاعلم تھا اس کے ازالے کے لئے حکومت کیا اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ج) کیا حکومت ارکان اسمبلی اور ٹیکنوکریٹس پر مشتمل ایک ایسی کمیٹی تشکیل دینے کے لئے تیار ہے جو اس مسئلہ کا بغور جائزہ لے کر اپنی سفارشات مرتب کرے اور رپورٹ اسمبلی میں پیش کرے تاکہ رپورٹ پر بحث کر کے ایک workable لائحہ عمل تیار کیا جا سکے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) محکمہ پولیس میں سی آر او برانچ قائم ہے جو ہر قسم کی گاڑیوں کے متعلق کلیئرنس سرٹیفکیٹ مہیا کرتی ہے لہذا ہر شخص کو چاہئے کہ پرانی گاڑی خریدنے سے پہلے محکمہ ایکسائز / سی آر او برانچ سے رابطہ کرے تاکہ بعد میں کسی پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

(ب) حکومت پنجاب کی جانب سے قبل ازیں محکمہ ایکسائز اور فالکن کنٹرول (محکمہ پولیس) میں سی آر او برانچ قائم ہے جو عوام الناس کی رہنمائی کے لئے حکومت پنجاب نے قائم کیا ہے اس محکمہ سے رجوع کر کے عام آدمی سیکنڈ ہینڈ گاڑی کے متعلق کلیئرنس سرٹیفکیٹ حاصل کرے تاکہ بعد میں دشواری نہ ہو۔

(ج) حکومت پنجاب سیکنڈ ہینڈ گاڑیوں کے کاغذات کی جانچ پڑتال کے سلسلہ میں محکمہ ایکسائز اور سی آر او برانچ کے علاوہ اگر کوئی دیگر ادارہ قائم کرنا چاہتی ہے تو عوام الناس کی رہنمائی کے لے بہتر ہو گا اور چوری شدہ گاڑیوں کی خرید و فروخت کے انسداد میں بھی اس ادارے سے مدد حاصل ہو گی۔

## حکومت کی طرف سے عوام کو سستا اور جلد انصاف مہیا کرنے کی ترجیحات

*1237: چودھری ظہیر الدین خان: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے عوام کو جلد اور سستا انصاف فراہم کرنے کا عندیہ دیا ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو حکومت نے اب تک عوام کو جلد اور سستا انصاف مہیا کرنے کے سلسلہ میں کیا اقدامات اٹھائے ہیں؟

(ج) پولیس آرڈر 2002 کے آرٹیکل (6) 18 کے تحت مقدمہ کی تفتیش کتنی دفعہ تبدیل ہو سکتی ہے؟

(د) اگر دو سے زیادہ دفعہ تفتیش تبدیل ہو سکتی ہے تو پہلی تبدیلی اور دوسری تبدیلی کا حکم کون صادر کرتا ہے اور اسکے بعد تبدیلی کیسے عمل میں آتی ہے؟

(ہ) حکومت کے اخراجات پر نادار اور غریب ملزمان کو حصول انصاف کے لئے وکیل صفائی فراہم کرنے کا کیا معیار ہے اور کیا شرائط ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف، ب)

(ج) پولیس آرڈر 2002 کے آرٹیکل 18(6) کے تحت مقدمہ کی تفتیش دو دفعہ تبدیل ہو سکتی ہے۔

(د، ہ) دو سے زیادہ دفعہ تفتیش تبدیل نہیں ہو سکتی ہے۔ پہلی تفتیش تبدیل کرنے کا حکم ایڈیشنل آئی جی (انوسٹی گیشن) پنجاب اور دوسری تفتیش تبدیل کرنے کا حکم انسپکٹر جنرل پولیس پنجاب صادر کرتے ہیں۔ اس کے بعد تفتیش تبدیل نہیں ہو سکتی ہے۔

جناب آصف منظور موہل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب آصف منظور موہل: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 719 تھا تو میں اس کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ کل آپ نے floor پر بڑی اچھی بات کی کہ اگر کوئی محکمہ کسی سوال کا غلط جواب دے گا تو میں اس کے خلاف ایکشن لوں گا تو میرے سوال میں ایک بڑی دلچسپ بات ہے کہ میرے علاقے کے تھانہ میں 2006 سے اب تک کوئی مقدمہ ہی درج نہیں ہوا۔۔۔

جناب سپیکر: تھانے میں؟

جناب آصف منظور موہل: جی، جناب!

جناب سپیکر: تو یہ بہت اچھا تھانہ ہے۔

جناب آصف منظور موہل: جناب سپیکر! دیکھیں کہ کیا یہ جواب صحیح ہے؟

جناب سپیکر: وہاں کے لوگ اچھے ہیں۔

جناب آصف منظور موہل: جناب سپیکر! حالانکہ وہ ڈکیتوں کا تھانہ ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! معزز ممبر نے نشان دہی کی ہے تو آپ اس چیز کی انکوائری کریں کہ آج تک وہاں پر کوئی کیس ہی رجسٹرڈ نہیں ہوا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ غلط رپورٹنگ ہوئی۔ میں تو کل یہاں پر موجود نہیں تھا تو آپ نے رولنگ دی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جب آپ موجود نہیں تھے تو اس کے بارے میں آپ۔۔۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میں موجود نہیں تھا لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ میں موجود نہیں ہوں تو جو یہاں ہو جائے اس میں participate نہیں کر سکتا۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ کی عدم موجودگی ہم محسوس کر رہے تھے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! آپ کی طرف سے جو رولنگ آتی ہے ہم اس کو صحیح مانتے ہیں اور اس کو مان لیتے ہیں۔ آپ نے اگر کل یہ فرمایا ہے کہ اگر غلط جواب ہوگا تو جو موہل صاحب نے نشان دہی کی ہے تو اس کی انکوائری کروالیں۔ اگر غلط جواب ہے تو ایکشن لیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب! اگر غلط ہوا تو ان کے خلاف ایکشن لیں گے انشاللہ۔ اگر ان کا جواب صحیح ہوا تو ان کے لئے recommendation بھی بھیجیں گے۔

سید ناظم حسین شاہ: جی، بالکل appreciation بھی ہونی چاہئے۔ اگر جواب غلط ہے تو آپ اس کی انکوائری کا آرڈر دے دیں۔

جناب سپیکر: جی، میں نے کہہ دیا ہے۔ شاہ صاحب! اتنی لمبی جدائی اچھی نہیں ہے۔

رانا محمد افضل خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا محمد افضل خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر ہماری اسمبلی سکیورٹی سٹاف کے بارے میں ہے۔ آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ جب ہم صبح اسمبلی آتے ہیں اور آج کا بھی میں واقعہ بتانا چاہوں گا کہ reception door کے پاس 30 سے 40 لوگ ایک مجمع کی شکل میں کھڑے ہوتے ہیں اور آج میں نے ایک نئی چیز وہاں پر نوٹ کی کہ ایک ٹیبل اور کرسی لگا کر 8 سے 10 سکیورٹی سٹاف باضابطہ اس پر وہاں چائے پی رہے تھے اور ایک اپنے ہی بے ڈھنگے طریقے سے بیٹھے ہوئے تھے۔ پنجاب کی اس معزز اور اہم اسمبلی کے باہر سکیورٹی سٹاف کے ڈسپلن کا اتنا نیچا درجہ دیکھنا مجھ سے برداشت نہیں ہوا اور میں نے یہی چیزیں نوٹ بھی کروائیں اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہمارے پاس بہت زیادہ فالتو لوگ ہیں اور انہوں نے صبح چائے پینی ہے تو وہ کہیں چھپ کر چائے پئیں کیونکہ دنیا میں کہیں بھی سکیورٹی سٹاف جو کسی اہم ادارے کے باہر یا کسی ادنیٰ ادارے کے باہر بھی ڈیوٹی دے رہا ہوتا ہے تو وہ اپنی دو ٹانگوں پر کسی ڈسپلن طریقے سے کھڑا ہوتا ہے۔

جناب سپیکر! دوسری بات بھی اسمبلی کے بارے میں کہنا چاہوں گا کہ لائبریری کے اندر ہم توجہ کے ساتھ اخبار نہیں پڑھ سکتے کیونکہ وہ ایک اضافی کانفرنس روم کی شکل اختیار کر گیا ہے اور لائبریرین کے ٹیلی فون سیٹ کو ان کے علاوہ اور بے شمار لوگ استعمال کر رہے ہوتے ہیں اور بہت سی پرائیویٹ باتیں بھی ہو رہی ہوتی ہیں جو اخبار پڑھنے یا رسالہ پڑھنے والے شخص کی بھی توجہ ہٹا دیتی ہیں۔ میری درخواست ہے کہ لائبریرین کو اگر لائبریری ہال میں ٹیلی فون دینا ہے تو ان کا کیبن بنا دیا جائے تاکہ ہم لائبریری کے اندر پوری توجہ کے ساتھ اپنا مطالعہ کر سکیں۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ کی بات میں نے نوٹ کی ہے اور میں اس کا مستقبل میں انشاءاللہ پورا نوٹس لوں گا اور آئندہ سے ایسی چیز دیکھنے کو نہیں ملے گی اور اگر ملے گی اور اگر کسی نے ایسی حرکت کی تو یقیناً میں اس کے خلاف پورا ایکشن لوں گا۔

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: حکومتی بنچز سے ایک معزز ممبر نے اسمبلی سے متعلقہ مسئلے کا ذکر کیا ہے تو میں بھی اس سے ملتا جلتا مسئلہ آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتی ہوں کہ پچھلے آٹھ نو ماہ سے یہ اسمبلی وجود میں آئی ہے اور باہر پارکنگ کا نظام ہے اور اسمبلی کے premises میں جو ٹریفک کے قوانین ہیں وہ ہماری سمجھ سے باہر ہیں۔ جہاں پر VIP parking کے بورڈ لگے ہوئے ہیں وہاں پر صرف اور صرف پولیس کی گاڑیوں کو پارکنگ کرنے کی اجازت ہے جو VIPs حضرات ہیں اور جو ministers ہیں، مجھے ministers کا تو اندازہ نہیں ہے بہر حال MPAs جو ہیں وہ بقول اس شناختی کارڈ کے مطابق جو Ministry of Defence سے ہمیں جاری ہوا ہے اس پر clearly لکھا ہوا ہے کہ MPAs are also VIPs۔ ہماری روزانہ ٹریفک وارڈن کے ساتھ یہ بحث ہوتی ہے کہ آیا خواتین MPAs وہ کیوں نہیں اپنی گاڑیاں اس جگہ پر پارک کر سکتیں؟ کیا صرف پولیس نے ہی اپنی گاڑیاں وہاں پارک کرنا ہوتی ہیں؟ آپ ذرا kindly اس کی وضاحت فرما دیں کہ کیا پولیس کی گاڑیاں VIPs ہیں؟ جو ایمبولینس، 1122 اور فائر بریگیڈ کی گاڑیاں کھڑی ہیں وہ تو ٹھیک ہے لیکن یہ MPAs کو گاڑیاں پارک کرنے نہیں دیتے۔ وہ خواتین جو خود ڈرائیو کرتی ہیں یا male MPAs اگر ان کا کبھی ڈرائیور نہیں ہوتا وہ خود پارک کرتے ہیں تو باہر سیکورٹی والے ان کو بہت تنگ کرتے ہیں۔ آپ kindly یہ وضاحت فرمادیں کہ آپ نے ان کو کیا احکامات جاری فرمائے ہوئے ہیں؟ نیز ان پر یہ واضح فرمادیں کہ کس کو اجازت ہے اور کون VIP ہے اور کون نہیں ہے؟

جناب سپیکر: الحمدللہ، اس معزز ایوان کے تمام ممبران VIP ہیں۔ VIP کی سکیورٹی پولیس کی ذمہ داری ہے اور ہماری سکیورٹی کی ذمہ داری ہے۔ اگر کار پارکنگ کے بارے میں آپ کو اس پر کوئی شکایت ہے تو میں اس کا نوٹس لوں گا۔

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر! یہ آٹھ نو ماہ سے شکایات چلی آ رہی ہیں۔ کئی خواتین خود ڈرائیو کر کے آتی ہیں، وہ ان کو پارک نہیں کرنے دیتے۔

جناب سپیکر: میری بات سنیں، اس بارے میں سکیورٹی کا معاملہ انتہائی ضروری ہے۔ آپ کی سکیورٹی کے لئے میں ان کو اجلاس کے بعد بلاؤں گا۔ اگر انہوں نے کوئی غلط کام کیا ہو گا یا غلط کارروائی کی ہو گی تو میں اس کا ایکشن لوں گا۔

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، راجہ صاحب!

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! جس طرح آپ جانتے ہیں کہ اس حکومت سے پہلے ایک آمر کا اس ملک پر قبضہ رہا اور اس آمر کے دور میں ملک کے خزانے کو جس طرح لوٹا گیا، جس طرح import کر کے وزیراعظم بنایا گیا اور اس نے اس ملک کے خزانے کا ستیاناس کیا۔ مہنگائی اپنے عروج پر تھی، دہشت گردی اپنے عروج پر تھی، اس کے بعد ایک جمہوری حکومت آئی اور بہت ساری سیاسی جماعتوں نے مل کر یہ فیصلہ کیا کہ ہم سب نے مل کر اس ملک کو جو اس وقت مشکلات درپیش ہیں جس سے ملک کو خطرہ لاحق تھا اور دنیا میں کہا جا رہا تھا کہ شاید پاکستان survive نہ کر سکے، اس مشکل وقت میں پاکستان پیپلز پارٹی کی قیادت نے اپنی بہت سی اتحادی جماعتوں کے ساتھ اس ملک کی باگ ڈور سنبھالی اور اس وقت۔۔۔ (شور و غل)

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس کی کیا relevancey ہے؟ یہ میڈیا کے سامنے تقریر کر لیں۔

جناب سپیکر: وہ کوئی اچھی بات کر رہے ہوں گے، آپ سن لیں، بہتر ہو گا۔ (شور و غل)

معزز اراکین حزب اختلاف: یہ باتیں میڈیا کے سامنے کرنے کی ہیں۔۔۔ (شور و غل)

جناب سپیکر: No, please میں اپوزیشن کے دوستوں سے کہوں گا کہ آپ تشریف رکھیں، انہیں بات کرنے دیں، میں نے ان کو بات کرنے کی اجازت دی ہے۔ آپ پلیز تشریف رکھیں۔ جی، راجہ صاحب!

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! کہنے کو یہ کہا گیا کہ ہم نے حکومت سنبھالی ہے لیکن عملی طور پر ہم نے ایک کانٹوں کی سیج کو قبول کیا اور بہت بڑے چیلنج کو پاکستان پیپلز پارٹی نے قبول کیا۔ آج اللہ کے فضل سے ہم یہ دعوے سے کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے لوڈ شیڈنگ پر قابو پایا، پاکستان کی تاریخ میں آج تک ایسا نہیں ہوا، ہم نے بیس روپے لٹر پٹرول سستا کیا، ہم نے کھاد پر قابو پایا اور اللہ کے فضل سے آٹا ان کے دور میں جو ملتا نہیں تھا وہ ملنا شروع ہوا۔ آج میں ان کو نہیں کہتا لیکن کچھ ایسی ایجنسیاں اور کچھ Establishment کے ایسے لوگ ہیں جو ہماری حکومت کے خلاف ناجائز پراپیگنڈا اور سازشیں کر رہے ہیں، ان سازشوں میں ہم نے یہ فیصلہ کیا، میں چودھری ظہیر الدین اور ان کے ساتھیوں کو اور مسلم لیگ (ن) کے معزز اراکین اسمبلی کو یہ گزارش کروں گا کہ

پاکستان پیپلز پارٹی آج دو بجے اسمبلی سے لے کر گورنر ہاؤس تک ایک ریلی نکال رہی ہے جس میں ہم صدر پاکستان جناب آصف علی زرداری، وزیراعظم پاکستان جناب یوسف رضا گیلانی کے ساتھ اظہار یکجہتی کر رہے ہیں کہ آپ قدم بڑھائیں ہم آپ کے ساتھ ہیں، پوری قوم آپ کے ساتھ ہے۔ میں اپنے بھائی چودھری ظہیر الدین، مسلم لیگ کے اراکین کو یہ دعوت دیتا ہوں کہ یہ مہربانی کریں کہ اس مشکل گھڑی میں جب ملک کو بڑے بڑے چیلنج درکار ہیں ہم نے جو اقدامات کئے ہیں، ہم نے ملک کو صحیح سمت میں چلانا شروع کیا ہے اس میں یہ ہمارے شانہ بشانہ چلیں کیونکہ اگر پاکستان ہے تو ہم سب ہیں، اگر پاکستان ہے تو یہ اسمبلی ہے، اگر پاکستان ہے تو ہم سب کی عزت ہے اور اس پاکستان کو مضبوط کرنے کے لئے ہمارے شانہ بشانہ اس ریلی میں شرکت کریں۔ میں آپ کو بھی دعوت دیتا ہوں کہ آپ بھی تشریف لائیں۔

جناب سپیکر: راجہ ریاض صاحب! کیا ہی یہ بہتر ہوتا کہ آپ ان دوستوں کو اپنی طرف سے invitation بھجواتے، اس کے بعد پھر اس کا ردعمل سامنے آتا۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب!

چودھری ظہیر الدین (قائد حزب اختلاف): جناب سپیکر! محترم راجہ ریاض صاحب نے ایک بہت ہی تمہیدی بات اور اپنی طرف سے پر مغز گفتگو فرمائی ہے۔ میں ان کی قدر کرتا ہوں اور یہ ہمیشہ بہت سوچ سمجھ کر بات کرتے ہیں۔ پھر اس کا تجزیہ کرنا لوگوں کا کام ہوتا ہے، میڈیا کا کام ہوتا ہے یا پھر عوام کا کام ہوتا ہے جو سن رہے ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں سب سے پہلے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جب آپ نے ہمیں منع کیا تو ہم سب منع ہو گئے اور جس طرح ہم نے تحمل سے ان کی بات سنی kindly اسی تحمل کے ساتھ چند منٹ میری بات بھی سنی جائے۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہم نے ابتدائی دنوں میں ہی کہہ دیا تھا کہ پچھلی اپوزیشن جو تھی وہ لوگوں نے دیکھی کہ یہ "D" اپوزیشن کی آماجگاہ ہوتی تھی اور سپیکر کا گھراؤ ہوتا تھا۔ ان نو ماہ کے اندر ایک دن بھی ایسا نہیں بتا سکتے کہ ہم نے rules, اور روایت کے خلاف کچھ کیا ہو اس لئے کہ اگر ہم نے حکومت کی ہے تو ایک اچھی روایت سے کی ہے اور اپوزیشن کی طرف سے بھی ایک اچھا کلچر دینا چاہتے ہیں۔ اس میں یہ شامل ہے کہ پانچ سال تک آپ دونوں حکومت کریں اور یکجہتی کے ساتھ مل کر حکومت کریں، آپ دونوں کو یکجہتی کی ضرورت ہے، آپ دونوں جائیں اور

رانا ثناء اللہ خان کو لے جائیں، (ن) لیگ کو لے جائیں اور گورنر ہاؤس تک لے جا کر مارچ کریں، ہم اپوزیشن میں ہیں۔

دوسری بات یہ کہ انہوں نے کہا کہ ہم نے بیس روپے تیل سستا کیا تو چالیس روپے مہنگا بھی انہوں نے ہی کیا تھا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

انہی کا مہنگا کیا ہوا تیل سستا ہوا ہے اور جو انہوں نے آج کی کارکردگی بتائی ہے۔ میں آپ کی وساطت سے نہایت ادب کے ساتھ ان کو یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے سب کچھ ہے۔ اس ملک میں talent ہے، انتظامی امور بھی بہتر ہیں اور سب کچھ ہے۔ اگر اس وقت سیاسی اور انتظامی امور کے نتیجے میں نہیں ہے تو تاروں میں بجلی نہیں ہے، نہروں میں پانی نہیں ہے، پیٹ میں روٹی نہیں ہے، کھیتوں میں کھاد نہیں ہے، تھانوں میں انصاف نہیں ہے اور یہ سب چیزیں اس وقت ہیں اور یہ سب کچھ نہ ہونے کا اعتراف۔۔۔

**معزز اراکین حزب اقتدار:** جھوٹ، جھوٹ، جھوٹ۔۔۔

**جناب سپیکر:** No comments, no comments, آپ تشریف رکھیں، آپ کو بولنے کا موقع ملے گا۔ جی، چودھری صاحب!

**قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان):** جناب سپیکر! اگر یہ سننا نہیں چاہتے میں تو مسکراتے ہوئے ساری باتیں بعد میں بھی کر لوں گا ورنہ میڈیا کے سامنے کر لوں گا۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں، یہ کون سی رکاوٹ ہے مسلم (ن) اور پیپلز پارٹی کو deliver کرنے میں۔ ان کی 65 فیصد حکومت پاکستان پر ہے اور ان کا ملک پر قبضہ ہے، یہ پاکستان پر حکومت کرتے ہوئے، ایک ruthless rule کرتے ہوئے جس میں بیوروکریسی محفوظ ہے، ڈاکٹر محفوظ ہے، مزدور محفوظ ہے، کسان محفوظ ہے اور نہ اپوزیشن محفوظ ہے۔ کل ایک جنرل کا murder ہوا ہے جس کی بات ہم بعد میں کریں گے۔۔۔

**جناب سپیکر:** چودھری صاحب! ذرا short کریں۔ آپ کی بڑی مہربانی۔

**قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان):** جناب سپیکر! آپ impartial ہیں اور مسلم لیگ (ن) سے استعفیٰ دے چکے ہیں۔ آپ custodian of the House ہیں۔ آپ کے جذبات جو

ہیں ان سے تھوڑی سی توجہ، تھوڑا سا رحم آپ کے دل میں ایک کونا ہلکا سا اور نرم گوشہ ہمیں بھی چاہئے اور مجھے بات کر لینے دیجئے۔

جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ قوم کی اور ہماری یہ خواہش ہے کہ مسلم لیگ (ن) اور پاکستان پیپلز پارٹی دونوں اس وقت حکمران جماعتیں بلاکوں کی سیاست کو ختم کریں۔ یہ کسانوں، مزدوروں، میڈیا اور پسے ہوئے بلاکوں کی طرف دھیان دیں۔ انہوں نے دو بلاک پکڑے ہیں ایک تندور بلاک اور ایک فارورڈ بلاک، ان بلاکوں کو kindly چھوڑ دیجئے۔

جناب سپیکر! لوگوں کا ایک innocent pleasure ہوتا تھا کہ گھر جاتے ہیں تو ماں بچے کو گرم روٹی دے گی۔ انہوں نے ایک انتظام کیا کہ بچے کو تندور کے اوپر کھڑا کر دیا کہ وہاں سے ٹھنڈی روٹی لو۔ میں یہ دعوے سے کہتا ہوں کہ پیپلز پارٹی اس میں شامل ہے، یہ دونوں لوگ اس decoy کو ختم کریں، یہ decoy نہیں چلے گا اس لئے یہ دونوں حکمران ہیں، اپنے آپ کو اپوزیشن کہنے سے ٹل جائیں، یہ اپوزیشن نہیں ہے۔ ایک اچھے کلچر کی اپوزیشن یہ ہے، یہ جائیں اور آج جس یکجہتی کا اعلان کیا ہے اس میں (ن) لیگ کو بھی ساتھ لے کر جائیں اور وہاں پر معذرت کا بھی سیشن چلے اور ایک دوسرے سے گلے شکوے کا بھی سیشن چلے اور اس کے بعد لوگوں کی خدمت کریں۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، رانا ثناء اللہ صاحب!

## پوائنٹ آف آرڈر

## وفاقی حکومت کی جانب سے ملک میں زرعی انکم ٹیکس لاگو کرنے کا مطالبہ

جناب احمد خان بلوچ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! مجھے صرف آٹھ منٹ دے دیں، میں نے ضروری بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: جی، کریں۔ اتنا بڑا احتجاج کرنا چاہتے ہیں، اللہ خیر کرے۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ یہاں پر 75 فیصد ممبران کا زراعت سے تعلق ہے۔ یہ ظلم ہوا ہے کہ کل ٹی وی پر خبر آئی ہے کہ زرعی انکم ٹیکس وفاقی کابینہ نے منظور کر لیا ہے۔ یہ کاشتکار پر بہت بڑا ظلم ہے، کاشتکاروں کو کھاد نہیں ملتی، بیج نہیں ملتے، جو فصل تیار ہے مثلاً کاٹن اور چاول تیار ہے اسے لینے والا کوئی نہیں، کاشتکار پریشان ہیں، اوپر سے یہ حالت ہے کہ زرعی ٹیکس لاگو کیا

جا رہا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ ملک دشمن سازش ہے جس کو I.M.F جان بوجھ کر کرا رہی ہے تاکہ ان کی زراعت کمزور ہو، کاشتکار کمزور ہو، میں کہتا ہوں کہ اگر کاشتکار کمزور ہوا تو حقیقت یہ ہے کہ ملک کی معیشت کمزور ہوگی۔ I.M.F کا مقصد یہ ہے کہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہمارے زیر عتاب رہیں اور اگر زراعت کی ترقی ہوگی تو ملک معاشی لحاظ سے مضبوط ہوگا اور I.M.F سے قرضے نہیں لیں گے۔ میری گزارش ہے کہ میں نے تحریک التوائے کار جمع کرادی ہے مجھے out of turn موقع دیں اور یہ ہاؤس میں لے کر آئیں، اس کے لئے بحث کرائی جائے۔ یہ سب کے ساتھ بہت بڑا ظلم ہے، کیا ہو رہا ہے؟ کبھی وفاق سے سزائے موت ختم کی گئی ہے، زرعی ٹیکس بھی لگ رہا ہے، کاشتکاروں کی پکڑ دھکڑ کی اجازت دی جا رہی ہے، یہ کاشتکاروں پر ظلم ہے، آپ ضرور مہربانی کریں۔ ہم اس لئے یہاں نہیں آئے ہیں کہ موٹریں کہاں کھڑی کریں، پلازے کہاں بنیں؟ ہم عوام کی خاطر، کاشتکار کے مفاد کی خاطر یہاں آئے ہیں اس لئے میری تحریک التوائے کار کو ضرور out of turn لیں اور ہاؤس میں بحث کرائیں۔ شکریہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ تشریف رکھیں، مجھے ایک بات کر لینے دیں۔ پنجاب میں تو زرعی ٹیکس پہلے موجود ہے اور مزید ٹیکسز؟ دیکھیں! اس کے بارے میں آپ کو سوچنا چاہئے، یہ کاشتکار بیٹھے ہوئے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

زراعت آپ کے ملک کی ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے، خدانخواستہ خاکم بدہن اگر اس کو آپ نے کمزور کر دیا اور اگر اس میں کوئی fault آ جائے تو ریڑھ کی ہڈی کے بغیر آدمی چل پھر بھی نہیں سکتا، آپ مہربانی فرمائیں اس کے بارے میں سوچیں یا ٹائم دے دیں۔

ملک محمد عباس راں: جناب سپیکر! زرعی ٹیکس تو already پورے ملک میں لاگو ہے۔ اب یہ زرعی انکم ٹیکس کی بات کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: زراعت پر اور بھی بہت سے taxes ہیں۔

ملک محمد وارث کلو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی!

**ملک محمد وارث کلو:** جناب سپیکر! یہ I.M.F اور World Bank کے pressure پر جو سات ارب کی قسط دکھائی جا رہی ہے اس کی خاطر کسانوں کا قتل ہو رہا ہے اور پہلے کسانوں پر کوئی ایسا ٹیکس نہیں جو indirect طریقے سے وصول نہیں کیا جا رہا۔ زراعت پہلے سے ختم ہو چکی ہے، آبیانہ فلیٹ ریٹ لگا کر پانی نہیں دیا جا رہا اور کسانوں سے آبیانہ وصول کیا جا رہا ہے، گلی گلی، جگہ جگہ پر کسانوں سے ٹیکس وصول ہوتا ہے اور یہ ٹیکس جو propose ہوا ہے یہ ٹیکس اگر لگ جائے گا تو یہ ایک ورلڈ بنک اور I.M.F کی international سازش ہے اور جس طرح Russia کے پاس نیوکلئیر بم، ہائیڈروجن بم پڑے کے پڑے رہ گئے تھے، جب روس کی معیشت ختم ہوئی تھی تو روس ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا تھا اور خدا نہ کرے کہ یہ عالمی سیہونی طاقتیں پاکستان کو کوئی نقصان پہنچا سکیں۔ ہم پورا ہاؤس یہ 75 فیصد نہیں بلکہ 100 فیصد لوگوں کا مطالبہ ہے اور ہم وفاق کو پیغام بھیجتے ہیں کہ انشاء اللہ تعالیٰ یہ ٹیکس کبھی زراعت پر نہیں لاگو ہو گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

زراعت کے کسان پہلے سے مر رہے ہیں، گندم نہیں ہے، کاٹن اور چاول کا problem ہے تو اس پر بحث کے لئے پورا دن مختص کریں۔

**جناب سپیکر:** جی، میں نے کہہ دیا ہے، پورا دن زراعت کے بارے میں بحث کریں گے۔

**ملک محمد وارث کلو:** جناب سپیکر! میری دو تحاریک التوائے کار زراعت کے سلسلے میں تھیں اور کہا گیا ہے کہ وہ دونوں lapse ہو گئی ہیں۔ ایک فلیٹ ریٹ آبیانہ ہم سے وصول کیا جا رہا ہے اور ایک گنے والے شوگر ملز ایسوسی ایشن نے اپنی تنظیمیں بنائی ہوئی ہیں، وہ مفت میں گنا لیتے ہیں اور کسان دو دو، تین تین سال تک ان کے پیچھے بھاگتے رہتے ہیں، زرعی ٹیکس، آبیانہ اور یہ شوگر ملز کے سلسلے میں علیحدہ علیحدہ ٹائم مختص کیا جائے اور ہم لوگ جو ادھر آ کر بیٹھے ہیں ہم ان لوگوں کے توسط سے آ کر بیٹھے ہیں تو یہ time fix کریں اور ہمیں اطلاع دیں۔

**سید ناظم حسین شاہ:** پوائنٹ آف آرڈر۔

**جناب سپیکر:** جی، محترمہ کافی دیر سے پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں، مجھے ذرا ان کو سن لینے دیں، کیا پوائنٹ آف آرڈر ہے؟

**محترمہ شہزادی عمر زادی ٹوانہ:** شکریہ۔ جناب سپیکر! میں اپنے بھائی وارث کلو صاحب سے بھرپور اتفاق کرتے ہوئے اس ایوان کی توجہ اس بات کی طرف مرکوز کرانا چاہتی ہوں کہ I.M.F نے جو پیکج

دیا ہے اور فیڈرل کابینہ کی جو کل meeting ہوئی ہے اس میں جو شرائط دی گئی ہیں ان کو نہ ہی بتایا گیا ہے اور نہ ہی آج اخباروں میں اس کی کوئی تفصیل آئی ہے۔ میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ ہم لوگوں کو وہ تفصیلات بتائی جائیں جس کے تحت I.M.F نے جو قرضہ دیا ہے اور خاص طور پر کسانوں کے حوالے سے جو اس پورے ایوان کے احساسات ہوں گے کہ زرعی ٹیکس کسی حال میں غریب کسان پر لاگو نہیں ہونا چاہئے اور جو غریب کسان کے آج کل حالات ہیں ان کی جو income اور profit کا margin ہے وہ اتنا low ہے کہ اگر ٹیکس لگ گیا تو ان کو بھی شاید روٹی ملنا اور نصیب ہونا future میں مشکل ہو جائے گا۔ میں اس ایوان کی بھرپور حمایت کے ساتھ توقع کرتی ہوں کہ یہ ٹیکس نہیں لگے گا اور میں نے قرارداد بھی جمع کرائی ہے۔ ہم اپنے جن ووٹوں سے اس ایوان میں آئے ہیں اور ہمیں معلوم ہے کہ ہمارے حلقے زیادہ تر زرعی چھوٹے کسانوں کے حلقے ہیں اور ہم چاہتے ہیں کہ ہم ان کے مفاد کے لئے اس ایوان میں آواز اٹھائیں اور قطعاً یہ زرعی ٹیکس ان پر نہیں لگنا چاہئے۔ ہمارے کسان کو ابھی تک گنے کی فصل کی انکم بھی مل والوں نے نہیں دی تو جب انکم ہی نہیں آئے گی، میں آپ کی توجہ چاہوں گی۔ میں چاہوں گی کہ آپ اس کے لئے ایک دن ضرور مختص کریں۔ جیسے آپ نے کہا کہ یہ ریڑھ کی ہڈی ہے۔ اگر اس کو کینسر لگ گیا تو ملک بھی نہیں بچے گا۔ مجھے نظر آ رہا ہے کہ اس ٹیکس سے پورے پنجاب میں ایک آگ لگے گی چونکہ کسان اس کا بوجھ نہیں اٹھا سکے گا۔ بہت شکریہ

**محترمہ یاسمین خان:** پوائنٹ آف آرڈر۔

**سید ناظم حسین شاہ:** پوائنٹ آف آرڈر۔

**جناب سپیکر:** قبلہ شاہ صاحب! محترمہ کے بعد آپ کی باری ہے۔ جی، محترمہ!

**محترمہ یاسمین خان:** جناب سپیکر! چونکہ یہ بات چھڑ گئی ہے اس لئے میں یہ عرض کرنا چاہتی ہوں کہ اگر ہر کسان اور ہاری کو ایک ٹیوب ویل کی مفت بجلی فراہم کی جائے تو ہماری فی ایکڑ پیداوار بڑھ جائے گی۔

**جناب سپیکر:** ہم اس پر بحث کے لئے ایک دن پورا رکھیں گے، آپ اطمینان رکھیں جب اس پر بحث کریں گے تو آپ کو بات کرنے کا موقع دیا جائے گا۔ جی، محترم شاہ صاحب!

**سید ناظم حسین شاہ:** جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں۔ آپ ہمیشہ مجھ پر شفقت کرتے ہیں۔

**جناب سپیکر:** میں شفقت کرتا ہوں؟

سید ناظم حسین شاہ: جی۔

جناب سپیکر: ماشاءاللہ آپ میرے محترم ہیں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب! چھوٹے بھی پیار کر سکتے ہیں۔ محبت کسی چھوٹے بڑے کی تمیز نہیں کرتی ہے چھوٹا بھی کر سکتا ہے اور بڑا بھی کر سکتا ہے۔

جناب سپیکر: مجھ پر آپ کا احترام واجب ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! محترم احمد خان صاحب اور ہمارے معزز ممبر رانا صاحب نے بھی بات کی ہے اور جیسے آپ نے فرمایا ہے کہ زرعی ٹیکس یہاں لاگو ہے۔ آپ یہ دیکھیں کہ اس وقت کسان کو کیا مل رہا ہے؟ ہم سے تقریباً 2/1 لیا جا رہا ہے۔ ہم کھاد پر ڈائریکٹ ٹیکس دے رہے ہیں۔ ٹیوب ویل پر بجلی کا کتنا ٹیکس دے رہے ہیں اگر ایک کسان ٹریکٹر لینا چاہتا ہے تو دیکھیں کہ کتنا ٹیکس دے رہے ہیں؟ ہر ملک کی اپنی geographically condition ہوتی ہے۔ یورپ زرعی ملک ہی نہیں ہے۔ پوری دنیا میں یہ چیز acknowledge ہو چکی ہے کہ جہاں تیل کو black board کہا گیا اس کے بعد latest weapon خوراک تھا۔ اسی خوراک کی وجہ سے Russia کے ٹکڑے ہوئے، جیسے کلو صاحب نے آپ کے سامنے وضاحت کی ہے۔ لہذا میری گزارش ہے کہ جب ہم already one half or one third ٹیکس دے رہے ہیں، ہمیں 30 فیصد پانی ملتا ہے لیکن آبیانہ 100 فی صد لیا جاتا ہے۔ ہم لینڈ ریونیو کس بات کا دے رہے ہیں؟ ہم وہ بھی ٹیکس دے رہے ہیں۔ لہذا ہم اس ٹیکس کی پرزور مخالفت کریں گے۔ ہم یہ ٹیکس اپنے اوپر کبھی بھی لاگو نہیں ہونے دیں گے۔ ہم اس کے لئے جیل جانے اور سولی پر چڑھنے کے لئے بھی تیار ہیں۔

جناب سپیکر! ہم پر پارٹی یا کسی اور کی کوئی پابندی نہیں ہے۔ ہمیشہ اچھی حکومت وہ ہوتی ہے جو اکثریت کے حق میں فیصلے کرے۔ لہذا آپ اس وقت دیکھیں کہ ملک کی اکثریت کیا ہے؟ ابھی ہمارے سینئر منسٹر فرما رہے تھے۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ کہاں کھاد مل رہی ہے؟ ڈی اے پی کی بوری -/3300 روپے کی ہے۔ جب ہم نے پچھلی دفعہ الیکشن لڑا تھا اس وقت ڈی اے پی کی بوری -/1300 روپے میں تھی۔ آپ حقائق دیکھیں، میں نے ڈی سی او سے بھی بات کی ہے لیکن پھر بھی خود بلیک میں کھاد لی ہے یوریا کا کنٹرول ریٹ -/695 روپے ہے لیکن میں نے اب گندم کے لئے -/800 روپے میں خریدی ہے۔ یہ صرف زبانی نہ کہیں بلکہ عملی اقدام کریں۔

ہم نے یہاں بیٹھ کر لوگوں کی نمائندگی کرنی ہے، ہم اپنے اس حق سے کبھی بھی پیچھے نہیں ہٹیں گے بلکہ وہ حق نمائندگی نبھائیں گے۔ میری گزارش ہے کہ آپ اس پر ایک دن نہ رکھیں بلکہ اتنا ٹائم دیں کہ پورے ممبران بات کر سکیں چاہے، اس پر 4 یا 5 دن بحث ہو پھر اکثریت کے ساتھ اس پر فیصلہ ہونا چاہئے۔ شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: شاہ صاحب! میرے خیال میں آپ کم قیمت بتا گئے ہیں۔ غالباً ڈی اے پی کی اصل قیمت 5760/- روپے ہے۔ باقی آپ کو subsidy مل رہی ہے۔ جی، رانا صاحب!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر!۔۔۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں اور غور سے بات سنیں۔ میں نے رانا صاحب کو floor دے دیا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس سے پہلے سینئر منسٹر راجہ ریاض صاحب نے بات کی پھر قائد حزب اختلاف محترم چودھری ظہیر الدین صاحب نے بات کی ہے لیکن جو issue ابھی زیر بحث ہے میں اس پر پہلے respond کرنا چاہوں گا۔ ہم تیار ہیں بے شک آج ہی تحریک التوائے کار لے آئیں اور اس پر ٹائم مقرر کر دیں یا زراعت کے لئے پورا دن مختص کرنا چاہیں تو کر دیں۔ اس دن تمام معزز ممبران جنھوں نے جن جن خدشات کا آج ذکر کیا ہے اس دن اس پر سیر حاصل بحث ہو پھر اس ہاؤس کی منشا اور consensus کے مطابق قرارداد پاس کر کے وفاقی حکومت کو بھیجیں گے اور اس کے پیچھے پورے ہاؤس کی طاقت ہو گی - میں اپنی طرف سے نہیں بلکہ راجہ ریاض صاحب کی طرف سے بھی کہتا ہوں کہ یہ بھی اس قرارداد میں شامل ہوں گے بلکہ اس آواز کو لے کر وفاقی حکومت تک جائیں گے لیکن میں یہاں پر ایک بات کرنا چاہتا ہوں اور یہ میری personal opinion ہے آپ بے شک اس سے اختلاف کریں۔ یہ بات ایگریکلچر انکم ٹیکس کی ہو رہی ہے۔ اس وقت زرعی ٹیکس پہلے لگا ہوا ہے اور موجود ہے۔ ہم نے پہلے غالباً چھ یا ساڑھے چھ ایکڑ کو exempt کیا تھا اس کے بعد پچھلے دور میں اسے بڑھا کر ساڑھے بارہ ایکڑ کر دیا تھا۔ اب مثال کے طور پر جس آدمی کی اراضی 13 ایکڑ ہے تو اسے زرعی ٹیکس دینا پڑتا ہے۔ اس ایوان میں بیٹھا کوئی ممبر collection کر کے بتا دے کہ جس آدمی کی 15 ایکڑ زمین ہے کیا اس کی اتنی آمدن ہے کہ اس پر ٹیکس لگنا چاہئے؟ میں سمجھتا ہوں کہ یہ زیادتی ہے۔ انکم ٹیکس تو ایک upper limit پر ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: انکم ٹیکس net profit پر ہوتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جی، میرے خیال میں اب انکم ٹیکس کی limit 3 لاکھ کے لگ بھگ ہے۔ یعنی اگر میری انکم 3 لاکھ روپے ہوگی تو میں ٹیکس دوں گا۔ اگر میری انکم 2 لاکھ 95 ہزار روپے ہوگی تو میں ٹیکس نہیں دوں گا۔ انکم ٹیکس ہر شہری پر لگتا ہے لیکن ہزاروں نہیں بلکہ کروڑوں شہری ٹیکس نہیں دیتے کیونکہ ان کی income limit سے نیچے ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس ملک کے زمیندار اور اس ملک کے کسان سے یہ زیادتی ہے کہ اگر فرد کے مطابق اس کی زمین ساڑھے بارہ ایکڑ سے دس مرلے بھی بڑھ جاتی ہے تو وہ ٹیکس کے زمرے میں آ جاتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ ٹیکس ظالمانہ ہے۔ اس معزز ہاؤس کو اس ٹیکس کے بارے میں قرارداد پاس کر کے ختم کروانا چاہئے اور شاید وہ provincial subject ہے۔ جہاں تک انکم ٹیکس کا تعلق ہے اس سلسلے میں عرض ہے کہ اگر کسی آدمی کی اتنی انکم ہے کہ وہ ٹیکس دے سکتا ہے اور وہ اپنی انکم 5 لاکھ ظاہر کرتا ہے۔ اس کے بعد وہ کہتا ہے کہ اس میں اڑھائی لاکھ انکم زراعت سے ہے لہذا اب میں کوئی ٹیکس نہیں دوں گا، میں سمجھتا ہوں کہ اس آدمی سے ٹیکس لینا چاہئے جو زمیندار ہے یا جو بھی ہے لیکن عام کسان کو اس سلسلے میں benefit پہنچنا چاہئے۔ میرا یہ ایک point تھا کہ جب اس پر بحث ہو تو اس پر بھی پوری توجہ دیں کہ آیا زرعی ٹیکس کس شکل میں ظالمانہ ہے۔

جناب سپیکر! محترم قائد حزب اختلاف نے بڑی لمبی بات کی۔ انھوں نے کہا کہ یہ بھی نہیں ہے، یہ بھی نہیں ہے، یہ بھی نہیں ہے اور انھوں نے ایسے show کیا کہ شاید (ق) لیگ کے دور میں سب کچھ تھا۔ جب یہ کہہ رہے تھے کہ پیٹ میں روٹی نہیں ہے۔ فلاں جگہ پر فلاں چیز نہیں ہے، فلاں جگہ پر فلاں چیز نہیں ہے۔ جب انھوں نے کہا کہ پیٹ میں روٹی نہیں ہے تو ساتھ یہ بھی کہہ دیتے کہ (ق) لیگ کی صندوقچی میں ووٹ بھی نہیں ہے۔ اگر انھوں نے اتنی اچھی کارکردگی دکھائی ہوتی، اگر انھوں نے اتنا بہتر کیا ہوتا تو کم از کم 18 فروری کو ان کو رزلٹ ملتا۔ اس وقت ہمیں یقیناً گندم کا چیلنج ہے، لوڈ شیڈنگ کا چیلنج ہے، بیرونی حملوں کا چیلنج ہے۔ ان تمام چیلنجوں سے وفاقی حکومت اپنی سطح پر اور پنجاب حکومت اپنی سطح پر نبرد آزما ہے اور کوشش کر رہی ہے کہ ان چیلنجوں کو بہتر انداز میں حل کیا جائے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ یہ challenges کس نے پیدا کئے؟ یہ کہتے ہیں کہ 65 فی صد پاکستان پر قبضہ ہے لیکن وہ جس کا پاکستان پر 100 فی صد قبضہ تھا اور سالہا سال رہا، جس کا قبضہ غیر قانونی تھا، جس کا قبضہ غیر آئینی تھا۔ وہ کون لوگ تھے جو اس ایوان کے اندر اس غیر قانونی اور غیر آئینی قبضے کے حق میں

قرار دادیں پاس کرتے رہے اور انھوں نے اس قبضے کو لمبے سے لمبا کیا؟ وہ کون لوگ تھے اور وہ کون شخص تھا جو یہاں سیٹ پر چڑھ کر ڈانس کرتا رہا کہ یہ قبضہ اسی طرح سے ہونا چاہئے؟ میں سمجھتا ہوں کہ ان بحرانوں کا جواب اس آدمی کو دینا چاہئے جو یہاں پر کھڑا ہو کر کہتا تھا کہ ہم دس مرتبہ وردی میں منتخب کریں گے۔(شیم، شیم)

جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ اگر انھوں نے یہاں آکر احتجاج نہیں کیا تو جناب قائد حزب اختلاف جب آپ یقین دلا رہے ہیں کہ آپ اس طرح کا احتجاج نہیں کریں گے تو میں بھی آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم آپ کو اس ہاؤس سے expel نہیں کریں گے، ہم آپ کو یہاں سڑک پر گرفتار کر کے تھانہ قلعہ گجر سنگھ میں بند نہیں کریں گے۔ ہم آپ کی خواتین کو اپنی بہنیں سمجھتے ہوئے اور اس معزز ایوان کی رکن سمجھتے ہوئے ان کو سڑکوں پر نہیں گھسیٹیں گے۔ آپ کو یاد ہو گا کہ جب آپ یہاں ایوان میں ہمیں داخل نہیں ہونے دیتے تھے اور جب ہم گیٹ پر آتے تھے تو آپ پولیس کی نفری سے ہمیں گرفتار کروا کر تھانہ قلعہ گجر سنگھ میں بند کرتے تھے کہ ہم آپ کو یہاں احتجاج نہیں کرنے دیں گے۔(شیم، شیم)

جب آپ قائد حزب اختلاف نہیں بن رہے تھے اور اس وجہ سے نہیں بن رہے تھے کہ آپ کے ممبر 84 سے 36 رہ گئے ہیں۔ آپ کے پاس اپنی اکثریت موجود نہیں ہے لیکن جب آپ نے اس پر بھی احتجاج کا سوچا اور باہر احتجاج کے لئے بیٹھے تو ہم نے آپ کو صوفے فراہم کئے۔ ہم نے آپ کو shed فراہم کیا۔ اگر روزے نہ ہوتے تو پھر ہم آپ کے لئے مشروب کا بھی انتظام کرتے۔ یہ ہمارے رویے کا respond ہے۔ اگر ہمارا رویہ اس طرح کا رہے گا تو انشاء اللہ آپ کو احتجاج کرنے کی چنداں ضرورت محسوس نہیں ہو گی۔ اس وقت ہمیں جو ضرورت محسوس ہوئی تھی وہ یہی تھی کہ آپ لوگ ہمیں ہاؤس میں بات کرنے کی اجازت نہیں دے رہے تھے، آپ ہمیں یہاں سے expel کرتے تھے۔ قائد حزب اختلاف نے جو بات کی ہے کیا اس میں یہ بات نہیں ہے کہ یہاں پر بھوک کا چیلنج ہے؟ یہاں پر بے روزگاری کا چیلنج ہے؟ یہاں پر لوڈ شیڈنگ کا چیلنج ہے؟ راجہ ریاض صاحب نے بھی یہی بات کی ہے کہ ہم ان challenges سے نمٹنے کے لئے اظہار یکجہتی کے طور پر آج مارچ کرنا چاہتے ہیں، میں ان کی اس کوشش کو appreciate کرتا ہوں۔ میں اپنی جماعت اور یہاں پر جو اراکین اسمبلی بیٹھے ہیں ان کی طرف سے انھیں یقین دلاتا ہوں کہ ہم ان challenges سے نبرد آزما ہونے کے لئے، ان کو حل کرنے کے لئے بھی ان کے ساتھ ہیں۔ آج اس مارچ میں ہم بھی ان کے ساتھ ہوں

گے۔ میں قائد حزب اختلاف سے بھی گزارش کروں گا کہ یہ جتنے challenges ہیں، یہ جتنی بھوک ہے، یہ جتنی بے روزگاری ہے، یہ جتنی افراتفری ہے یہ سب آپ کی پیدا کردہ ہے، یہ آپ نے ہی آٹھ سال تک بیڑا غرق کیا ہے، اب ہم اسے حل کرنے جا رہے ہیں۔ آج وہ مارچ کرنے جا رہے ہیں۔ آپ بھی اپنے گناہوں کا ازالہ کریں، کفارہ ادا کریں اور آج ہمارے ساتھ چلیں۔

**قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان):** جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں۔

**جناب سپیکر:** چودھری صاحب! اس طرح تو معاملہ جواب الجواب والا شروع ہو جائے گا۔

**ملک محمد وارث کلو:** پوائنٹ آف آرڈر۔

**جناب سپیکر:** وارث کلو صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

**ملک محمد وارث کلو:** جناب سپیکر! یہاں سارا دن non-issues پر بات ہوتی رہتی ہے اگر آج ایک اہم issue پر بات ہوئی ہے تو خدارا! اسے اپنے انجام کو پہنچنے دیں۔ میں رانا صاحب کی ایک بات کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔

**جناب سپیکر:** وارث کلو صاحب! پلیز تشریف رکھیں۔ جی، چودھری صاحب! جواب الجواب ہو گا؟

**قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان):** نہیں، جواب الجواب نہیں ہو گا۔ پہلے تو میں زراعت کے حوالے سے ایک گزارش کروں گا، اس کے بعد چند ایک دوسری گزارشات کروں گا۔ میں اس کو کوئی جھگڑے والی بات نہیں سمجھتا۔ یہ ہاؤس ایک ایسی جگہ ہے کہ جہاں پر ہم اپنے دل کی باتیں کر سکتے ہیں، کہنے کا انداز جدا ہو سکتا ہے لیکن بات جمہوریت کی ہی ہوتی ہے۔ کچھ لوگ معیاری الفاظ استعمال کرتے ہیں اور کچھ لوگ غیر معیاری الفاظ کے لئے مشہور ہوتے ہیں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ لوگ سمجھ جاتے ہیں۔

**جناب سپیکر:** اگر کسی نے کوئی اچھا کام کیا ہو تو اسے appreciate کرنا چاہئے۔

**قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان):** بالکل اچھے کام کے لئے appreciate کرنا چاہئے اور میں اچھے کام کے لئے ابھی ان دونوں پارٹیوں کو ایک lead بھی دوں گا۔ میں یہ گزارش کرنی چاہوں گا کہ زراعت کے اندر جب سے یہ بندوبست نظام آیا ہے تو Agriculture Produce Units متعین کر دیے گئے ہیں۔ ساہیوال اور فیصل آباد اضلاع کی زمینیں زرخیز ہیں اس لئے ان کا Agriculture Produce Unit 90 to 100 تک مقرر ہے جبکہ دیپالپور، بہاول پور اور

رحیم یار خان وغیرہ کا 15 Agriculture Produce Unit 10 to تک ہے۔اب اس چیز کو نظر انداز کرتے ہوئے کسانوں کو پیس دیا گیا ہے۔ڈیرہ غازی خان کا Agriculture Produce Unit تقریباً 15 اور 20 کے درمیان ہے اور ان پر وہی سارے قوانین لاگو کئے جاتے ہیں جو کہ فیصل آباد پر لاگو ہیں۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! یہ ساری باتیں آپ زراعت پر بحث کے دن کر لیجئے گا۔اس کے لئے آپ کو پورا ایک دن ملے گا۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): چلیں، میں اس کو چھوڑ دیتا ہوں۔ میں ایک دوسری گزارش کرنا چاہتا ہوں۔وزیر قانون صاحب نے ابھی فرمایا، میں کہتا ہوں کہ یہ ہمیں جتنا مرضی مطعون کر لیں۔پریس گیلری اور عوام نے پہلے بھی دیکھا اور اب بھی دیکھ رہے ہیں۔ہم تو یہ کہتے ہیں کہ خدا کے لئے آپ دونوں پارٹیاں اپنے آپ کو حکمران کہیں۔یہ اپنے آپ کو باری باری اپوزیشن کیوں کہتے ہیں؟ آپ دونوں اکٹھے چلیں اور پانچ سال تک deliver کریں۔ہم آپ کا تمام credit آپ کو دینا چاہتے ہیں لیکن جو آپ کا discredit ہوگا وہ لینے کے لئے بھی دونوں پارٹیاں تیار رہیں۔جہاں تک رانا صاحب نے یہ کہا ہے کہ میں نے آپ کی پارٹی کی خواتین کو اپنی ماں بہن سمجھا۔یہ بہت اچھا عمل ہے اور میری خواہش ہے کہ رانا صاحب اور ان کے ساتھی گورنر صاحب کی بیٹیوں کو بھی اپنی بیٹیاں اور بہنیں سمجھیں۔شکریہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم چودھری ظہیر الدین صاحب نے جو بات کی ہے میں اس سلسلے میں عرض کرتا ہوں کہ دیکھیں بات یہ ہے کہ کسی بات سے اختلاف کیا جا سکتا ہے لیکن اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اگر انھوں نے گورنر صاحب کی بیٹیوں کی بات کی ہے تو ان کی بیٹیاں میری بیٹیوں جیسی ہیں۔

جناب سپیکر: Very good، شاباش۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! گورنر صاحب کی بیوی میری بہنوں جیسی ہے۔بات یہ ہے کہ یہ جو تلاش کرنا چاہتے ہیں، یہ جو کچھ ڈھونڈنا چاہتے ہیں وہ ان کو کبھی نہیں ملے گا۔میں ان سے ایک اور بات بھی کہہ دوں کہ ایک پاکستانی ہونے کے ناتے گورنر پنجاب میرے

پاکستانی بھائی ہیں۔ ٹھیک ہے ان کے کسی عمل سے مجھے اختلاف ہو سکتا ہے اور میری کسی بات سے انھیں اختلاف ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف نے جو یہ فرمایا ہے کہ یہ اپنے آپ کو حکمران سمجھیں، یہ حکمران بنیں تو میں عرض کرتا ہوں کہ جو حکمران تھے، جو خود کو حکمران سمجھتے تھے، جو خود کو خدا سمجھتے تھے ان کو اس ملک کے عوام نے 18-فروری کو دفن کر دیا ہے۔

جناب سپیکر: آپ کے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ:

وہ جو بیچتے تھے دوائے دل
وہ دکاں اپنی بڑھا گئے

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں عرض یہ کر رہا تھا کہ جو لوگ خود کو حکمران سمجھتے تھے اور اس ملک کے عوام کی گردنوں پر مسلط تھے ان کو اس ملک کے عوام نے 18-فروری کو دفن کر دیا۔ ہم قطعی طور پر اپنے آپ کو نہ حکمران سمجھتے ہیں اور نہ سمجھیں گے۔ ہم اس ملک کی عوام کے خادم ہیں اور اپنے آپ کو خادم ہی سمجھیں گے۔

جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف نے میری اس درخواست کا جواب نہیں دیا جو میں نے ان سے یہ عرض کیا تھا کہ وہ اپنے گناہوں کے کفارہ کے طور پر آج کے مارچ میں شامل ہو جائیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): میں ابھی عرض کرتا ہوں، آپ مجھے موقع تو دیں۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): چودھری صاحب! میری بات ابھی مکمل ہو لینے دیں۔

جناب سپیکر: دیکھیں، چودھری صاحب فراخ دلی کا ثبوت دیں۔ جس طرح سے بات ہوئی ہے اب اس کا جواب اچھے انداز میں آنا چاہئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہاں پر ہمارے وہ دوست جنھوں نے (ق) لیگ کے گناہوں سے خود کو علیحدہ کر لیا ہے، جو unification block ہے اس کے ارکان کی طرف سے میں یہ کہتا ہوں کہ وہ بھی آج کے اس مارچ میں شامل ہوں گے اور شوکت بھٹی صاحب ان کی رہنمائی کریں گے۔ ہماری طرف سے چودھری عبدالغفور صاحب اور عبدالرزاق ڈھلوں

صاحب مسلم لیگ کے کارکنوں کی رہنمائی کرتے ہوئے اس مارچ میں شامل ہوں گے تو چودھری صاحب! آپ اعلان کر دیں کہ آپ بھی شامل ہوں گے۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ آپ بھی ساتھ چلے جائیں تو کوئی حرج نہیں ہے۔چودھری صاحب! یکجہتی کے لئے اچھا ہو گا اگر آپ بھی چلے جائیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں دو لفظوں میں جواب دے دیتا ہوں۔آپ بالکل میرے الفاظ سے اتفاق فرمائیں گے۔ جمہوری اداروں کے استحکام کے لئے اور آمرانہ رویوں کو ہاؤس سے باہر رکھنے کے لئے رانا صاحب کی طرف سے جو بھی تجویز آئے گی اس کو میں اور میرے ساتھی ہمیشہ لبیک کہیں گے۔اس کے کفارہ کے لئے ہم ایک دن مقرر کرتے ہیں۔یہاں پر اس ہاؤس کے اندر انھوں نے ایک چیز کی نشاندہی کی ہے، ابھی ایک کی نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر! میں نہایت ادب سے عرض کرتا ہوں کہ یہاں پر ایک وردی والے جنرل ضیاء الحق کو بٹھا کر ایک طرف ان کے چیف منسٹر نواز شریف بیٹھے تھے، ایک طرف ذوالفقار کھوسہ صاحب بیٹھے تھے اور ایک طرف منظور وٹو صاحب بیٹھے تھے، ان کو بھی بلا لیا جائے اور اسی ہاؤس میں جنہوں نے مشرف کو کہا انہیں بھی بلا لیا جائے، میڈیا والے بھی موجود ہوں اور سب لوگ بیٹھ کر کفارہ ادا کریں اور معافی مانگیں کہ ہم نے ضیاء الحق کو یہاں پر بٹھایا اور وہ بھی معافی مانگیں جنہوں نے مشرف کو سپورٹ کیا۔ وماعلینا الاالبلاغ۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! پچھلی حکومت نے 5 سال میں اپنا احتساب نہیں کیا اس لئے ان کا جمہوری عمل نہیں تھا اور اسی لئے انہیں یہ باتیں کہنے کی ضرورت پڑتی ہے۔ خود احتسابی جمہوریت کی خوبصورتی ہے اور اس وقت بے شک ہم حکومت میں ہیں لیکن خود احتسابی کرنا بھی ہمارے لئے لازمی ہے جو پچھلی حکومت نے نہیں کی۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ محترم قائد حزب اختلاف کو باتیں یاد نہیں رہتیں یا ان کا مطالعہ کمزور ہے۔ میری پارٹی کی لیڈر شپ میاں محمد شہباز شریف صاحب اور پیپلز پارٹی کی قیادت محترمہ شہید بے نظیر بھٹو صاحبہ نے جس دن Charter

Democracy of کے اوپر sign کئے تھے اس دن انہی باتوں پر پوری قوم سے معذرت کی تھی اور یہ کہا تھا کہ آئندہ ہم ایسی کوئی غلطی نہیں دہرائیں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

**جناب سپیکر:** میرے خیال میں آپ بھی توبہ کرلیں۔(قہقہے)

جی، راناصاحب!

**وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان):** جناب سپیکر! اگر یہ اس وقت نہیں پڑھ سکے تو میں انہیں وہ press clipping اور وہ ویڈیو بھی فراہم کردوں گا۔اب یہ اہتمام کریں کہ اپنے قائد سے اس بات کی معافی منگوائیں کہ وہ وردی کی support کرتے رہے اور اس ہاؤس سے 10 مرتبہ قرارداد پاس کروائی لیکن بسم اللہ کے طور پر آپ اٹھیں اور یہ مانیں کہ آپ نے یہاں سیٹ پر چڑھ کر دھمال ڈالنے اور وردی کے حق میں 10 مرتبہ قرارداد پاس کرنے کی غلطی کی تھی۔چودھری صاحب! آپ بسم اللہ تو کریں ناں، باقی باتیں آگے چلیں گی۔

**جناب محمد محسن خان لغاری:** جناب سپیکر! Charter of Democracy میں یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کی چیئرمین شپ لیڈر آف دی اپوزیشن کو دی جائے گی جیسا کہ نیشنل اسمبلی کے اندر چودھری نثار صاحب کو پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کا چیئرمین بنا کر اس پر عمل درآمد کیا گیا ہے۔ رانا صاحب سے میری یہ گزارش ہے کہ پنجاب اسمبلی میں بھی اسی روایت کے مطابق اور Charter of Democracy پر عمل کرتے ہوئے چودھری ظہیر الدین صاحب کو پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کا چیئرمین بنایا جائے۔

**سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد):** جناب سپیکر! جس طرح راناصاحب نے کہا ہے میں حکومت کی طرف سے یقین دہانی کرادیتا ہوں لیکن میری ایک شرط ہے قائد حزب اختلاف چودھری ظہیر الدین صاحب میرے لئے قابل احترام ہیں اگر وہ کھڑے ہو کر پوری قوم سے معافی مانگ لیں کہ ہم نے پرویز مشرف کی support کرکے غلطی کی تھی تو میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ انہیں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کا چیئرمین بنادیا جائے گا۔

**جناب سپیکر:** جی، انہیں احساس ہے۔چیئرمین بننا یا نہ بننا اور بات ہے، انہیں اس بات کا احساس ہے۔

**جناب محمد محسن خان لغاری:** جناب سپیکر! یہ Charter of Democracy پر عملدرآمد کی بات ہو رہی ہے، اس میں کوئی سودے بازی کی بات نہیں ہو رہی۔

جناب سپیکر: جی، آپ کی بات سامنے آ گئی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس سلسلے میں کوئی جواب دے دیں کہ اس پر عملدرآمد کریں گے یا نہیں کریں گے؟ (Interruptions)

**MR. SPEAKER:** Order please. Order in the House. I say, order please.

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم سینئر منسٹر راجہ ریاض صاحب نے جو تجویز دی ہے اس پر میں عرض کرتا ہوں کہ چودھری صاحب معافی مانگیں میں گورنمنٹ کی طرف سے اسی وقت announce کرتا ہوں کہ انہیں P.A.C کا چیئرمین بنا دیا جائے گا۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! اس وقت ایوان کے اندر جنرل کے ساتھ بیٹھنے والی تینوں شخصیتیں یہاں پر آ کر معافی مانگیں، جن میں نواز شریف، ذوالفقار کھوسہ اور منظور وٹو شامل ہیں تو میں Charter of Democracy کے باوجود اپنا یہ right چھوڑتا ہوں۔ اس ہاؤس میں آج تک کوئی جنرل نہیں بیٹھا، اس جنرل کو لانے والے یہ تینوں اشخاص ہیں۔ آپ اسمبلی کی web site پر موجود ہیں، کیسے اس کو بھول سکتے ہیں؟

جناب سپیکر: چودھری صاحب! لیڈروں کی دل آزاری نہ کریں۔ اچھی بات نہیں ہے۔ محترم چودھری صاحب! اگر کوئی چودھری شجاعت صاحب کا نام صاحب کے بغیر لے گا تو میں اس کو مناسب نہیں سمجھوں گا۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں نے نواز شریف صاحب کہا ہے۔

جناب سپیکر: اگر میں آپ کو ٹیپ سنوا دوں پھر ٹھیک ہے۔ (قطع کلامیاں)
نہیں، یہ مناسب نہیں ہے۔

**LEADER OF THE OPPOSITION** (Ch. Zahir-ud-Din Khna): I am sorry.

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! جس طرح رانا ثناء اللہ صاحب نے کہا ہے، پوری قوم کی قیادت سے غلطیاں ہوئی ہیں اور جب Charter of

Democracy پر دستخط ہوئے تو پاکستان پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ (ن) کی قیادت نے معافی مانگی تھی۔ وہ تو معافی مانگ چکے ہیں۔ آج تو چودھری ظہیر صاحب اٹھیں، کہیں کہ ہم نے پرویز مشرف کا ساتھ دے کر غلطی کی ہے اس پر میں پوری قوم سے معافی مانگتا ہوں۔ ہم ابھی ان کو چیئرمین پبلک اکاؤنٹس کمیٹی بنا دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، وہ کہہ رہے ہیں، آئندہ ہم اس کا ساتھ نہیں دیں گے۔

رانا محمد ارشد خان: جناب سپیکر! انہوں نے فہم وفراست کے ساتھ یہ فیصلہ کیا ہے اور غلطی کو قبول کرنا بڑے پن کی نشانی ہے اور محترمہ بے نظیر صاحبہ نے جب میثاق جمہوریت پر دستخط کئے تھے تو انہوں نے قوم سے کہا تھا کہ اب وہ حالات نہیں، اب پاکستان ان غلطیوں کا متحمل نہیں ہو سکتا لہذا یہ اس کا ثبوت ہے کہ آج پنجاب اسمبلی میں ہمارا coalition چل رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ چودھری ظہیر الدین صاحب کو بھی بڑے پن کی ہمت اور حوصلہ دے کہ وہ کی ہوئی غلطیوں کو قبول کریں اور یہ قوم دیکھ رہی ہے کہ کس کا کیا کردار ہے اور کون کیا کچھ کرنا چاہتا ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: رانا صاحب! پہلے یہ تمام باتیں ہو چکی ہیں، بہت مہربانی

Let us come to the agenda.(Interruptions)

آپ تشریف رکھیں۔ .No. No please, no

جناب قاسم ضیاء: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، قاسم ضیاء صاحب! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قاسم ضیاء: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں رانا صاحب کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ جنہوں نے ابھی ہاؤس میں کھڑے ہو کر یہ کہا کہ گورنر صاحب کی بیٹی میری بیٹی جیسی ہے اور ان کی wife میری بہن جیسی ہے۔

جناب سپیکر: انہوں نے ان کو بھی بھائی کہا ہے۔

جناب قاسم ضیاء: جی، اچھی بات ہے۔ میں یہی کہنا چاہتا تھا کہ پہلے دن جب یہ ہاؤس بنا تھا تو شاید اس دن بھی میں نے یہ بات کی تھی کہ ہمیں رواداری کی سیاست کو فروغ دینا ہے، ذاتیات پر نہیں جانا اور جو بات اصولوں کی ہے اس کو ماننا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج جو Charter of Democracy میں ہے جیسے میں نے پہلے دن آپ سے عرض کی تھی کہ لیڈر آف اپوزیشن فوری

بننا چاہئے۔ میں ابھی بھی یہ سمجھتا ہوں کہ پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کا چیئرمین اپوزیشن لیڈر کو بننا چاہئے تو میں یہ کہنا چاہوں گا کہ کوئی اپنی غلطی مانے یا نہ مانے، اس کا فیصلہ تو قوم نے کرنا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ غلطی ماننا بڑے پن کی بات ہوتی ہے اور اب جبکہ جمہوریت اپنی پٹڑی پر چل رہی ہے، جمہوری روایات کو فروغ مل رہا ہے اور وفاقی حکومت نے جب اپوزیشن لیڈر کو یہ عہدہ دیا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب میں بھی replication ہونا چاہئے۔ ہم سب کو مل کر ان سیاسی رویوں کو آگے لے کر چلنا چاہئے اور اگر ہم یہ سیاسی رویے آگے لے کر چلیں گے اور ذاتیات کی سیاست نہیں کریں گے اور ہم اپنی ذات کو آگے نہیں رکھیں گے، ہم آئین اور قانون کی بالادستی کی بات کریں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمارا یہ سسٹم بہتر چلے گا۔ باقی فیصلہ قوم نے کرنا ہے کہ آپ کے کاموں پر آئندہ آپ کو ووٹ ملے گا تو اصل بات یہ ہے کہ ہم سب کو مل کر یہ فیصلہ کرنا چاہئے کہ ہم نے روایات کی سیاست کرنی ہے اور آج کے بعد ذاتیات پر بات نہیں ہو گی۔ مجھے خوشی ہوئی اور میں پھر ایک دفعہ رانا صاحب کو مبارک دیتا ہوں کہ انھوں نے جو perception create ہوا تھا اس کو ختم کرنے کے لئے آج بات کی ہے۔

جناب سپیکر: ہم سب کی طرف سے رانا صاحب کو مبارکباد دیتے ہیں۔

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! میں بھی بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب!

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! قاسم ضیاء صاحب نے بڑی خوبصورت بات کی ہے۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہاں پر بات ہو رہی تھی کہ میرے معزز بھائی نے بھی بات کی کہ جیسے مرکز میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کے چیئرمین چودھری نثار بنے ہیں یہاں پر بھی اپوزیشن لیڈر کو پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کا چیئرمین بننا چاہئے۔ میں کہتا ہوں کہ ضرور بننا چاہئے لیکن ہمیں پنجاب کے عوام کی خواہشات کے خلاف بھی کوئی فیصلہ نہیں کرنا چاہئے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ بنیں لیکن صرف اور صرف ایک محکمہ بلدیات کے چند سالوں کے آڈٹ کے عوض جو 45-ارب روپے کا گھپلا ان کے against نکلا ہے پہلے وہ دیں۔ ان کا شوکت عزیز جو 96-ارب روپیہ ملک سے لے کر بھاگا ہے وہ خزانے کے اندر واپس جمع کروائیں۔ انھوں نے جو کرپشن کی ہے، ان کے خلاف جو کیس ہیں، انھوں نے پنجاب کے عوام کو اور اس صوبے کو لوٹا ہے تو پہلے وہ اسے خزانے میں جمع کروائیں پھر ان کا حق ہے کہ یہ مطالبہ کریں کہ ان کو پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کا چیئرمین بنایا جائے۔ پنجاب کے عوام کسی صورت

میں یہ فیصلہ برداشت اور قبول نہیں کریں گے کہ اس کرپٹ ٹولے کو جنھوں نے اس ملک کی روح پر، اس صوبے کی روح پر اور عوام کی روح پر گہرے زخم لگائے ہوں ان کو پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کا چیئرمین بنادیا جائے۔

**جناب محمد یار ہراج:** پوائنٹ آف آرڈر۔

**جناب سپیکر:** جی، ہراج صاحب!

**جناب محمد یار ہراج:** جناب سپیکر! آپ کی بہت مہربانی کہ 36 دفعہ کھڑے ہونے کے بعد آپ نے مجھے موقع دیا۔ میں گزارش یہ کرنا چاہتا تھا کہ غیر متعلقہ تقاریر کے لئے ایک دن مختص کر دیں اور اس دن ان بھائیوں کو اجازت دیں کہ آ کر وہ غیر متعلقہ موضوعات پر بحث کر لیں۔ اس وقت ہم اپنے ایجنڈے پر رہیں تو بہتر ہوگا۔ بہت شکریہ

**جناب سپیکر:** ہم ایجنڈے کے مطابق چل رہے ہیں۔

**سیدہ بشریٰ نواز گردیزی:** جناب سپیکر! میں ان سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ اگر زرداری صاحب صدر پاکستان بن سکتے ہیں۔۔۔

**جناب سپیکر:** محترمہ! میں نے آپ کو اجازت نہیں دی۔ آپ تشریف رکھیں۔ (قطع کلامیاں) آپ تشریف رکھیں اور مجھے ایجنڈے کے مطابق چلنے دیں۔ آپ جس طرح سے معاملات چلانا چاہتے ہیں وہ مناسب نہیں ہے۔ آپ معزز اراکین ہیں، آپ کو چاہئے کہ ضابطے کے مطابق چلیں۔

## توجہ دلاؤ نوٹس

**جناب سپیکر:** اب ہم Call Attention Notice لیتے ہیں۔ جناب طاہر اقبال چودھری صاحب!

## میلسی۔ طالبہ کی ہلاکت اور حکومتی اقدامات

**جناب طاہر اقبال چودھری:** کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جہاں زیب ولد احمد نواز، گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین میلسی کی طالبات کو تنگ کرتا تھا جس پر طالبات نے اس کی پٹائی کی تو دوسرے دن 3۔ نومبر

2008 کو ملزم جہاں زیب نے طالبات پر سفید رنگ کی ٹویوٹا کرولا کار چڑھادی جس سے سیکنڈ ایئر کی طالبہ موقع پر ہلاک ہو گئی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس واقعہ کی ایف آئی آر تھانہ سٹی میلسی زیر دفعہ 302 رجسٹرڈ ہوئی؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ آٹھ، نو دن گزرنے کے باوجود ابھی تک ملزم گرفتار نہیں ہوا جبکہ ملزم اسی شہر میں موجود ہے؟

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو ابھی تک ملزم گرفتار نہ کرنے میں کیا رکاوٹیں حائل ہیں نیز حکومت کب تک ملزم کو گرفتار کرنے اور اس کے خلاف دہشت گردی کی عدالت میں مقدمہ چلانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) فیض احمد ولد غوث محمد قوم کھچی سکنہ محلہ ٹلوپورہ میلسی مستغیث مقدمہ نے تحریری درخواست دی کہ مسماۃ انیسہ فیض بعمر 17 سال دختر م جو کہ گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین میلسی میں سیکنڈ ایئر کی طالبہ تھی جو حسب معمول گھر سے دیگر محلہ دار بچیوں کے ساتھ پیدل کالج آتی جاتی تھی۔ مورخہ 2008-10-30 کو کالج سے واپسی پر مسمی جہاں زیب ولد احمد نواز قوم اعوان سکنہ کالونی چوک روڈ نے میری بیٹی انیسہ فیض کو بے ہودہ مذاق کیا جس پر میری بیٹی نے جہانزیب کے منہ پر تھپڑ مارا۔ مورخہ 2008-10-31 کو میری بیٹی انیسہ فیض ہمراہ عتیق الرحمٰن خالہ زاد بھائی کے کالج جا رہی تھی کہ جب شفاخانہ حیوانات کے سامنے پہنچی تو اچانک قائد اعظم روڈ تھانہ صدر کی جانب سے ایک کار نمبر LOR/9021 برنگ سفید کرولا آئی جس میں مسمی جہاں زیب سوار تھا۔ اس نے شیشہ کھول کر سر باہر نکالا اور بلند آواز سے میری بیٹی کا نام لے کر للکارا کہ آج تمھیں تھپڑ مارنے اور بے عزتی کرنے کا مزہ چکھاتا ہوں آج تمھیں جان سے مار کر سانس لوں گا، تم بچ کر دکھاؤ اور ساتھ ہی دیدہ دانستہ جان سے مار دینے کی نیت سے اپنی متذکرہ بالا کار سے زور دار ٹکر ماری جس سے انیسہ دختر م شدید مضروبی حالت میں سڑک کے کنارے گر گئی۔

جس کو مضروبی حالت میں T.H.Q میلسی لے گئے جہاں پر ڈاکٹر نے ملتان نشتر refer کر دیا جو راستے میں جان بحق ہو گئی۔

(ب) یہ درست ہے کہ اس واقعہ کی ایف آئی آر نمبر 494 مورخہ 3-11-2008 زیر دفعہ 302(ت پ) درج رجسٹر ہوئی۔

(ج) ملزم جہاں زیب بخوف گرفتاری روپوش ہو گیا اور مورخہ 7-11-2008 کو ہائی کورٹ ملتان بنچ سے protective bail دائر کی جس پر بعدالت جناب حسن علی رضوی صاحب نے مورخہ 17-11-2008 تک protective bail منظور فرمائی۔ ملزم مذکورہ نے تاریخ مقررہ تک کسی بھی مجاز عدالت سے اپنی ضمانت قبل از گرفتاری نہ کروائی جس پر ملزم مذکور 19-11-2008 کو حسب ضابطہ گرفتار کیا گیا ہے۔

(د) ملزم کو مورخہ 19-11-2008 کو حسب ضابطہ گرفتار کیا جا چکا ہے گاڑی جو کہ مقدمہ ہذا میں آلہ قتل ہے دوران ملاحظہ موقع بذریعہ فرد قبضہ پولیس میں لی گئی ہے۔ پوسٹ مارٹم لاش کے لئے قبر کشائی کی درخواست بوساطت جناب سیشن جج صاحب وہاڑی جناب سیشن جج صاحب خانیوال بحوالہ لیٹر بھجوائی جا چکی ہے۔ تفتیش جاری ہے انشاء اللہ جلد ہی مقدمے کو یکسو کر کے چالان عدالت میں بھجوایا جائے گا۔

**جناب طاہر اقبال چودھری:** جناب سپیکر! میری اس میں گزارش یہ ہے کہ اس واقعہ سے علاقہ کے لوگوں میں بڑا شدید غم وغصہ پایا جاتا ہے اور وہاں پر کافی احتجاج ہوا ہے اس لئے میری رانا صاحب سے گزارش یہ ہے کہ اس مقدمے کو خصوصی عدالت میں چلایا جائے کیونکہ یہ کھلی دہشت گردی ہوئی ہے، بڑا ظلم اور زیادتی ہوئی ہے۔ اس لئے اس مقدمے کو دہشت گردی کی عدالت میں بھیجا جائے تاکہ آئندہ کسی کو یہ جرأت نہ ہو کہ وہ ہماری معصوم بچیوں کو تنگ کرے اور انھیں جان سے بھی مار دے۔

**وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):** جناب سپیکر! معزز رکن کی observation بالکل درست ہے کہ یہ ایک ایسا واقعہ ہوا ہے کہ جس کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ پورے کالج میں پڑھنے والی طالبات بلکہ پورے ضلع میں کالج اور سکولوں میں پڑھنے والی بچیوں کے گھرانے دہشت اور خوف کا شکار ہوئے ہوں گے اور یقیناً اس پورے علاقے کے شہریوں میں غم وغصے کی فضا پائی جاتی ہو گی کیونکہ یہ انتہائی سفاک اور قابل مذمت واقعہ ہوا ہے۔ میری DPO وہاڑی سے آج صبح اس Call Attention Notice کے متعلق بات ہوئی ہے۔ ہم نے اس پہلو پر بھی بات کی ہے

جس کے بارے میں معزز رکن طاہر اقبال صاحب نے بات کی ہے میں اس سے متفق ہوں۔ میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ اس مقدمے میں 7A.T.A کا اضافہ کر کے اس مقدمے کو دہشت گردی کی عدالت میں trial کروایا جائے گا۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں کچھ گزارش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! رانا صاحب نے جو ارشاد فرمایا ہے اس حوالے سے ہم مطمئن ہیں کہ وہ صوبے میں دہشت گردی والے کیسوں میں اپنی توجہ رکھتے ہیں۔ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ دہشت گردی والے کیسوں کو پولیس اپنے interior motives کی وجہ سے نہیں کرتی لیکن انہوں نے آج بڑی مہربانی فرمائی ہے اور ہم مطمئن ہیں کہ یہ معاملہ دہشت گردی کیس میں بھیج رہے ہیں۔ بہت شکریہ

رانا تنویر احمد ناصر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی۔

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ دہشت گردی کی definition جو ہے وہ باقاعدہ سپریم کورٹ کے decision میں آچکی ہے تو اس کے مطابق ہی دہشت گردی کا کیس بنے گا۔ یہ جو واقعہ ہے اس میں دہشت گردی نہیں بنتی کیونکہ یہ سپریم کورٹ نے define کیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ اگلا توجہ دلاؤ نوٹس 117، جناب محمد اعجاز شفیع، میاں شفیع محمد صاحب اور چودھری عبداللہ یوسف صاحب کی طرف سے ہے۔ جی، چودھری صاحب!

## سیالکوٹ، پولیس تشدد سے نوجوان کی ہلاکت

چودھری عبداللہ یوسف: جناب سپیکر!

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایک مؤقر روزنامہ مورخہ 16۔نومبر 2008 کی خبر کے مطابق موضع بٹر کے رہائشی 20 سالہ طالبعلم چاند کو پولیس نے گرفتار کر کے اور تشدد کر کے ہلاک کر دیا اور واقعہ کو چھپانے کے لئے اس کی نعش موترہ (سیالکوٹ) کے علاقہ میں پھینک دی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مظاہرین نے پولیس کی اس سفاکانہ کارروائی کے خلاف دھرنا دیا اور نعرہ بازی کی؟

(ج) کیا پولیس نے ملزمان کو گرفتار کر کے قانونی کارروائی کی ہے نیز اس واقعہ کی جوڈیشل انکوائری کروانے کے لئے کیا حکومت تیار ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟ تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے۔

**وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):** جناب سپیکر! جواب یہ ہے کہ:

(الف) اصل حقائق اس طرح سے ہیں کہ سید ظہیر حسین شاہ وغیرہ 45 کس سکنائے مغلاں والی نے زیر دستخطی کو ایک درخواست دی کہ مورخہ 2008-11-4 کو رات بعد از نماز مغرب پانچ افراد مسلح آتشیں اسلحہ موضع مغلاں والی ڈکیتی کی نیت سے گھوم رہے تھے جس سے گاؤں والوں نے پوچھ گچھ کی اور دو مسلح افراد کو آتشیں اسلحہ سمیت قابو کر لیا جبکہ بقایا تین معلوم اشخاص فائرنگ کرتے ہوئے موقع سے فرار ہو گئے۔ اہل دیہہ نے دو افراد مسمیان محمد نوید اور وسیم کو اسلحہ سمیت مقامی پولیس تھانہ صدر کے حوالے کر دیا جو پولیس نے کارروائی ضابطہ عمل میں لاتے ہوئے دونوں ملزمان کو مقدمات بجرم 13,20,65 میں حوالات جوڈیشل سیالکوٹ بھجوا دیا۔ سلطان عرف چاند متوفی مقامی پولیس تھانہ صدر سیالکوٹ کو کسی مقدمہ میں مطلوب تھا، اس کو پولیس نے گرفتار کیا ہے اور نہ ہی پولیس کی حراست میں اس کی ہلاکت ہوئی ہے۔ متوفی کی لاش حدود تھانہ موترہ میں ایک نالہ میں پڑی ہوئی مورخہ 2008-11-8 کو ملی ہے جس کا پوسٹ مارٹم مقامی پولیس تھانہ موترہ نے اسی روز کروایا ہے۔ ڈاکٹری رپورٹ کے مطابق دوران پوسٹ مارٹم متوفی کے جسم پر تشدد کا کوئی نشان نہ پایا گیا ہے۔ پوسٹ مارٹم رپورٹ برائے ملاحظہ لف ہذا ہے۔ ڈاکٹر نے دوران ملاحظہ متوفی کے جسم کے اندرونی اعضاء برائے تعین وجہ موت کیمیکل ایگزامینر لاہور بھجوائے ہیں جس کی رپورٹ تاحال موصول نہ ہوئی ہے۔ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ مسماۃ فہمیدہ بی بی والدہ متوفی نے ایک درخواست بابت ہلاکت چاند مذکورہ زیر دستخطی کو پیش کی ہے جو کہ برائے تفصیلاً انکوائری ایڈیشنل ایس پی سیالکوٹ کے سپرد کی گئی ہے کہ وہ فریقین کا مؤقف سماعت کر کے بمطابق حقائق انکوائری رپورٹ پیش کریں۔

(ب) یہ درست ہے کہ کچھ افراد نے نعرہ بازی کرتے ہوئے گاؤں والوں اور پولیس کے خلاف کارروائی کا مطالبہ کیا ہے۔

(ج) تمام حقائق کی تفصیلاً رپورٹ ضمن (الف) میں تحریر کی گئی ہے۔ چاند متوفی پولیس کی حراست میں رہا ہے اور نہ ہی اس پر کسی قسم کا کوئی تشدد کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! عبداللہ یوسف صاحب اور ان کے ساتھی محمد اعجاز شفیع صاحب اور میاں شفیع محمد صاحب نے یہ سوال raise کیا ہے اور اس پر حکومت کی توجہ دلائی ہے تو میں ان سے یہ گزارش کروں گا کہ اس میں تین چیزیں ہیں۔ ایک یہ کہ متوفی کے باڈی کے اجزاء کیمیکل ایگزامینر کو بھجوائے گئے ہیں جس سے موت کی وجہ کو تلاش کرنے میں کافی help ملے گی۔ دوسرا یہ کہ ایڈیشنل ایس پی صاحب انکوائری کر رہے ہیں، ان کی انکوائری کے بعد ان کی رپورٹ بھی سامنے آ جائے گی۔ تیسرا یہ کہ ان معزز ممبران کا concern مجھے اس بات میں لگتا ہے کہ وہ یہ چاہتے ہیں کہ اس کی جوڈیشل انکوائری کی جائے۔ اب پولیس ڈیپارٹمنٹ کا مؤقف یہ ہے کہ اس سے ہمارا کوئی تعلق ہے اور نہ ہی یہ آدمی ہماری حراست میں رہا ہے۔ یعنی ان کا ایک اندازہ ہے کہ جو لوگ وہاں سے پکڑے گئے تھے شاید یہ آدمی ان کے ساتھ تھا اور اس وقت یہ اس نالے میں گر گیا جس کی وجہ سے وہ اس موت کا سبب بنا۔ جس جگہ سے متوفی کی لاش ملی ہے اور جہاں پر دوسرے ملزموں کو پکڑنے کا واقعہ ہوا ہے اس سے اس بات کا تھوڑا سا اندازہ ہوتا ہے لیکن پھر بھی ان حقائق کو معلوم کرنے کے لئے متعلقہ ڈی پی او سے جب میری discussion ہوئی ہے تو ہم نے اس بات کا فیصلہ کیا ہے کہ اس کی جوڈیشل انکوائری کروائی جائے گی اور اس کے لئے ڈسٹرکٹ سیشن جج سے تحرک کیا جائے گا تاکہ ان حقائق پر صحیح picture سامنے آ جائے اور اس کے مطابق جو قصوروار ہو اس کے خلاف کارروائی کی جائے۔

چوہدری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چوہدری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرے حلقے کا واقعہ ہے۔ جب یہ وقوعہ ہوا ہے تو اس سے ایک رات قبل ان پانچ ملزمان نے اس گاؤں میں ڈکیتی کی ہے جن میں سے دوسری رات دو ملزم گاؤں والوں نے پکڑ کر پولیس کے حوالے کئے ہیں اور تین وہاں سے بھاگ گئے تھے اور مجھے بھی گاؤں والوں نے فون کیا تھا۔ ایسا وقوعہ وہاں پر کوئی نہیں ہوا۔ دو ملزم پولیس کے پاس ہیں جن

کے خلاف مقدمہ بھی درج ہے۔ باقی جو تین بھاگے ہیں ان میں سے ایک کی death سردی کی وجہ سے ہوئی ہے یا نالے میں گر گیا ہے۔

جناب سپیکر: جب کیمیکل ایگزامینر کی رپورٹ آجائے گی تو دیکھیں گے۔

چودھری عبداللہ یوسف: جناب سپیکر! جیسے لاء منسٹر صاحب فرما رہے ہیں کہ جوڈیشل انکوائری کا ارادہ ہے تو پھر ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔اب توجہ دلاؤ نوٹس کا وقت ختم ہوتا ہے۔

## تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: اب تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر! میری ایک گزارش ہے۔

جناب سپیکر: اب تحریک استحقاق کا وقت ہے۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! اگر آپ اجازت دیں تو میں ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: بعد میں کر لینا، ابھی ٹائم نہیں ہے۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جی، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: تحریک استحقاق نمبر 26، شہزاد رسول خان جتوئی صاحب کی ہے۔ یہ آج کے لئے pending ہوئی تھی۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں متعلقہ ڈی ڈی او (آر) جن کے متعلق ان کو گلہ تھا کہ ان کا رویہ درست نہیں ہے تو ان کو وہاں سے ٹرانسفر کر دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: وہ تبدیل ہو چکے ہیں۔اب کیا چاہئے؟

سردار شہزاد رسول خان جتوئی: جناب سپیکر! اسے کمیٹی کے سپرد کر دیں۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب! وہ کہتے ہیں کہ مجھے اس بات پر مطمئن نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جن آفیسر کے متعلق ان کو شکایت تھی کہ ان کا رویہ اپنے دفتر میں ٹھیک نہیں ہے اس بناء پر ان کو وہاں سے تبدیل کر دیا گیا ہے۔اس کے علاوہ

اگر یہ کوئی action چاہتے ہیں تو مجھے حکم کریں تو میں اس کے لئے تیار ہوں اور اگر یہ چاہتے ہیں کہ اس معاملے کو کمیٹی میں لے کر جانا ہے تو یہ بھی ان کی صوابدید ہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! بہتر تو یہ تھا کہ آپ ان کو بھی بلواتے اور متعلقہ افسر کو بھی بلواتے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ اس کو pending فرما دیں تو میں انشاء اللہ دو روز میں ان کو بلوا کر یہ معاملہ resolve کروا دوں گا۔

جناب سپیکر: کب تک اس کو pending کیا جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): آپ اگلے Monday تک pending کر دیں۔

جناب سپیکر: جی، اگلے Monday تک یہ تحریک pending کی جاتی ہے۔ تحریک استحقاق نمبر 36 محترم الحاج الیاس چنیوٹی صاحب کی ہے۔

## ڈی پی او جھنگ کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ ملاقات سے انکار

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 11۔اکتوبر 2008 کو بسلسلہ مفاد عامہ D.P.O جھنگ سے بذریعہ ٹیلی فون ملاقات کے لئے درخواست کی تو D.P.O صاحب نے کہا کہ جب چاہیں آ جائیں۔ مذکورہ D.P.O سے ملاقات کے لئے ہمراہ مقامی نمائندگان تقریباً ایک صد کلومیٹر کا فاصلہ طے کر کے چنیوٹ سے جھنگ پہنچا اور D.P.O آفس گیا۔ متعلقہ عملہ کو اپنے آنے کا مقصد D.P.O سے ملاقات بتایا۔ متعلقہ عملہ نے میرا پیغام D.P.O تک پہنچایا تو D.P.O کی طرف سے جواب ملا کہ میرے پاس مہمان آئے ہوئے ہیں اس لئے اب میں کسی ایم۔پی۔اے سے ملاقات نہیں کر سکتا۔ بعد ازاں میں نے خود ٹیلی فون پر رابطہ کیا اور کہا کہ مجھے ملاقات کے لئے بلا کر ملاقات نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟ موصوف D.P.O نے بتایا کہ میرے سینئر آئے ہوئے ہیں اس لئے ملاقات نہیں کر سکتا اور مجھ پر کوئی قانونی پابندی بھی نہیں ہے کہ میں ضرور ایک ایم۔پی۔اے سے ملاقات کروں۔ موصوف D.P.O سرکاری دفتر میں بیٹھ کر مہمانوں سے ملاقات تو کر سکتا ہے مگر عوامی نمائندہ سے ملاقات سے گریزاں ہیں۔ بحیثیت عوامی نمائندہ ہونے کے میرے فرض میں شامل ہے کہ میں علاقہ کے مسائل کے حل کے

سلسلے میں سرکاری افسران سے رابطہ میں رہوں اور ان سے ملاقات کروں مگر D.P.O جھنگ نے مجھ کو بلانے کے باوجود ملاقات نہ کر کے نہ صرف میرا بلکہ اس پورے ایوان کا استحقاق مجروح کیا ہے لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر! صورتحال یہ ہے کہ چونکہ پولیس بھرتی ہو رہی تھی تو ایک بچے نے امتحان دیا، اس کی دوڑ ہوئی تو اس پر الزام لگایا گیا کہ اس کی ٹانگ میں سریا ہے اس لئے یہ صحیح دوڑ نہیں سکتا لہذا اس کو reject کیا جائے۔ اس بچے نے چیلنج کیا کہ میری ٹانگ میں کوئی سریا نہیں ہے اور میرے اوپر بلا وجہ الزام لگایا گیا ہے۔ دوبارہ میری دوڑ لگوائی جائے۔ ڈی پی او صاحب نے کہا کہ آپ بچہ لے آئیں تو ہم اس کی دوبارہ دوڑ کروا دیں گے لیکن بچے کے لے جانے کے باوجود اس کی دوڑ لگوائی گئی، اس کو مطمئن کیا گیا، اور نہ ہی ملاقات کی گئی۔ اس وقت سے لے کر آج تک بھی ڈی پی او صاحب نے میرے ساتھ اس سلسلے میں کوئی رابطہ نہیں کیا۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک کا جواب مجھے موصول ہو گیا ہے لیکن اس جواب میں ڈی پی او صاحب کا متعلقہ portion میں پڑھ دیتا ہوں کہ مورخہ 11-10-2008 کو میں چیئرمین بورڈ غالب علی بندیشہ ڈی آئی جی ٹریفک پنجاب لاہور، محمد انیس لودھی ایس پی انویسٹی گیشن ٹوبہ ٹیک سنگھ ممبر بورڈ، ڈرائیور/کانسٹیبل بھرتی ہونے کے خواہشمند امیدواروں کا ٹیسٹ لے رہے تھے اور میں برائے ٹیسٹ پولیس لائن جھنگ میں موجود تھا جو مقام دفتر پولیس ڈی پی او جھنگ سے صرف دو فرلانگ دور ہے اور بعد از ٹیسٹ مورخہ 12-10-2008 کو تحریری ٹیسٹ کے لئے انتظامات کرنے تھے۔ چونکہ امیدواروں کی تعداد ہزاروں میں تھی، سیٹوں کی arrangement بنانی تھی اور نگرانوں کی ڈیوٹیاں لگانی تھیں اور بیٹھنے کی جگہ پر سکیورٹی کے انتظامات کرنے تھے تو یہ انہوں نے کہا ہے کہ میری اس دن اس قسم کی مصروفیات تھیں اس لئے میں انہیں attend نہیں کر سکا لیکن انہوں نے یہ کہا ہے کہ میری کبھی بھی یہ نیت نہیں ہوئی کہ میں معزز ممبران سے نہ ملوں اور ان کا احترام نہ کروں اس سلسلے میں میری یہی گزارش ہے کہ محترم چنیوٹی صاحب نے جو کہا ہے تو میں اسے بھی deny نہیں کر سکتا تو آپ اس کو منگل تک pending فرما لیں۔ میں ڈی پی او صاحب کو بلوا لیتا ہوں اور جھنگ کے دوسرے ممبران حسن مرتضیٰ صاحب بھی ہیں اور دوسرے

دوستوں کو بھی بٹھالیں گے اور اگر یہ غلط فہمی ہے تو تب بھی اور otherwise ان کی طرف سے تجاوز ہوا ہے تو اس معاملے کو resolve کروالیں گے۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں بھی اس دن مولانا صاحب کے ساتھ تھا جب یہ جھنگ تشریف لے گئے تو ڈی پی او صاحب واقعی وہاں آفس میں موجود نہیں تھے بلکہ پولیس لائن میں تھے۔ ان کے ڈی آئی جی ٹیسٹ وغیرہ کے سلسلے میں آئے ہوئے تھے تو کوئی ایسی بات نہیں اور میں نے مولانا صاحب سے پہلے بھی عرض کی ہے۔ یہ دراصل چاہتے تھے کہ ان کا ایک آدمی بھرتی ہو جائے تو وہ انشاءاللہ آئندہ جو بھرتی آئے گی تو اس میں بھرتی ہو جائے گا اور وہاں پر کوئی ایسا واقعہ نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: آپ کوئی ایسی سفارش نہیں کر سکتے۔

سید حسن مرتضیٰ: جی، جناب!

جناب سپیکر: میرٹ پر اگر نہیں ہے تو نہیں ہو گا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں دعا کر رہا ہوں اور سفارش تھوڑی کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: یہ منگل تک pending ہو گئی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! حسن مرتضیٰ صاحب نے جو فرمایا ہے تو بندہ تو کسی کا بھرتی نہیں ہو گا اور وہی بھرتی ہو گا جو میرٹ پر ہو گا لیکن میں ایک گزارش کروں گا کہ مولانا صاحب نے جو بات کی ہے کہ انہوں نے جب یہ تحریک استحقاق move کی تو اس کے بعد بھی انہوں نے ان سے رابطہ نہیں کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب ان کے علم میں یہ بات آئی اور انہوں نے اس کا جواب لکھا تو میں حسن مرتضیٰ صاحب کی بھی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ پھر کم از کم انہیں چاہئے تھا کہ وہ آپ کے ذریعے ہی مولانا صاحب سے رابطہ ضرور کرتے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کی طرف سے یہ مناسب رویہ نہیں ہے جناب! اس کو ہم resolve کر لیں گے۔

جناب سپیکر: اگلی تحریک استحقاق نمبر 37 ہے۔۔۔ میں مذاق کے طور پر کہہ رہا ہوں۔

جناب محمد یار ہراج: جی، جناب!

جناب سپیکر: چلیں، میں کہتا ہی نہیں ہوں۔

جناب محمد یار ہراج: جناب! آپ جو کہنا چاہتے ہیں کہہ دیں کیونکہ ہم آپ کو نہیں روک سکتے۔

جناب سپیکر: اب میں نہیں کہوں گا کیونکہ میں نے کنٹرول کر لیا ہے۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر!

بڑے موذی کو مارا نفس
نفس عمارا کو گر مارا

جناب سپیکر: جی، کیا فرمایا؟

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! میں شعر مکمل پڑھتا ہوں کہ:

نہنگ داژ دہا وشیر نرما تو کیا مارا
بڑے موذی کو مارا اگر سپیکر صاحب نے نفس عمارا کو گر مارا

(نعرہ ہائے تحسین)

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر! استدعا ہے کہ اس تحریک استحقاق میں لکھے ہوئے نام ذرا پڑھ دیں تاکہ کارروائی کا حصہ بن جائیں۔

جناب سپیکر: یہ تحریک استحقاق چودھری ظہیر الدین خان نے پیش کی اور ان کے ساتھی چودھری عامر سلطان چیمہ، جناب محمد یار ہراج، ڈاکٹر سامیہ امجد، چودھری عبداللہ یوسف، محترمہ آمنہ الفت، جناب محمد محسن خان لغاری، محترمہ آمنہ جہانگیر، حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا، محترمہ ثمینہ خاور حیات، محترمہ عائشہ جاوید، محترمہ خدیجہ عمر، جناب خالد جاوید اصغر گھرال، سیدہ ماجدہ زیدی، سیدہ بشریٰ نواز گردیزی، میاں محمد شفیع، میاں اعجاز شفیع، محترمہ نسیم لودھی اور محترمہ قمر عامر چودھری کی طرف سے ہے۔ جی، ہراج صاحب!

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! اگر آپ اجازت دیں تو کیا میں اس کو پڑھ دوں؟

جناب سپیکر: کیا آپ اکیلے نے ہی پڑھنی ہے یا کسی اور نے بھی پڑھنی ہے؟

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! میں نے ہی پڑھنی ہے۔
جناب سپیکر: جی، پڑھیں!

## حکمت عملی کے اصولوں پر مبنی رپورٹ برائے سال 2006 کا ایوان میں پیش نہ کیا جانا

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ آئین کے آرٹیکل 29 سب آرٹیکل 3 جسے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 130 کے ساتھ ملا کر پڑھا جائے کے تحت حکومت کے لئے لازم قرار دیا گیا ہے کہ Principles of Policy کی سالانہ رپورٹ اسمبلی میں پیش کی جائے۔ آرٹیکل (3) 29 کا متن یوں ہے

> "In respect of each year, The President in relation to the affairs of Federation, and the Governor of each Province in relation to the affairs of his Province, shall cause to be prepared and laid before the National Assembly or, as the case may be, the Provincial Assembly, a report on the observance and implementation of the Principles of Policy, and provision shall be made in the rules of procedure of the National Assembly or , as the case may be, the Provincial Assembly, for discussion on such report."

اسی طرح قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کا قاعدہ 70(a) کا متن کچھ یوں ہے۔

**Rule-70(a).**The question shall relate to a privilege granted by the Constitution, the law or the rules made under any law;

آئین پاکستان اور پنجاب اسمبلی کے قواعد کی واضح provision کے باوجود Principles of Policy کی سالانہ رپورٹ برائے سال 2006 ابھی تک ایوان میں پیش نہیں کی گئی۔ Principles of Policy کی رپورٹ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ حکومت نے

Islamic way of life, protection of local Government Institutions, prodigal and other similar prejudices, full participation of women in national life, protection of family, protection of minorities, promotion of social justice and eradication of social evils.

جیسے مفاد عامہ کے معاملات کے بارے میں حکومت کی ذمہ داری سے ایوان کی آگاہی اسی رپورٹ کے ذریعے منظر عام پر آسکتی ہے۔ اسی لئے آئین پاکستان نے اس رپورٹ کو اسمبلی میں زیر بحث لانے کے لئے mandatory قرار دیا ہے۔ اس رپورٹ کو اسمبلی میں پیش نہ کر کے ایوان کو اس کے آئینی حقوق سے محروم کیا گیا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاق کے سپرد کیا جائے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، راناصاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں معزز اراکین اپوزیشن کا انتہائی مشکور ہوں کہ اس معاملے میں واقعی تھوڑا delay سے کام لیا جا رہا تھا۔ انہوں نے اس بات کی نشاندہی کی اب یہ رپورٹ طباعت کے مراحل میں ہے اور اس کو بہت جلد اس ایوان میں پیش کر دیا جائے گا۔ میرا خیال ہے کہ within a week یہ رپورٹ اس ایوان میں پیش کر دی جائے گی۔

جناب سپیکر: راناصاحب! وہ تو یہ کہہ رہے ہیں کہ اس کو Privilege Committee کے سپرد کیا جائے۔ آپ اس بارے میں کیا کہیں گے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ان کا مقصد تو یہی تھا کہ اس معاملے کی نشاندہی ہو اور گورنمنٹ اس کے اوپر ایکشن لے۔ Privilege Committee نے بھی آخر

یہی کہنا ہے کہ اس پر ایکشن لیا جائے اور وہ کہتے کہتے میرا خیال ہے کہ اس میٹنگ میں دو تین ماہ لگ جائیں گے۔ اس کے اوپر گورنمنٹ نے ایکشن لے لیا ہے اور within a week یہ رپورٹ اس ایوان میں پیش کر دی جائے گی۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! رانا صاحب کا بہت شکریہ لیکن میں یہ گزارش کروں گا کہ جب تک اس پر ایکشن نہیں ہو جاتا اس کو pending کر دیا جائے، جب یہ ہو جائے گا پھر ہم اس کو withdraw کر لیں گے۔ یہ ہماری commitment ہے۔ شکریہ

جناب سپیکر: سیکرٹری صاحب! یہ لکھ لیں۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! یہ confirm کر لیا جائے کہ کیا یہ pending ہو گئی ہے؟

جناب سپیکر: جی۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! کیا یہ ہفتے کے لئے pending ہو گئی؟

جناب سپیکر: Next session تک کے لئے pending ہو گئی۔ اب اگلی تحریک استحقاق محترمہ انجم صفدر کی طرف سے ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ اس کو 21 تاریخ پر رکھ لیا جائے، انہیں فیصل آباد جانا پڑ گیا ہے۔ اگلی تحریک استحقاق کا نمبر ہے۔۔۔؟ کیا یہ مجھے اسی طرح کرنا پڑے گا جس طرح پہلے کیا تھا؟

چودھری عبداللہ یوسف: جناب سپیکر! میں اس کو پڑھنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: کیا تمام حاضر ہیں؟ جو جو حاضر ہو گا اسی کا نام لکھا جائے گا۔

چودھری عبداللہ یوسف: جناب سپیکر! وہ تو پھر نام بولنے سے ہی پتا چلے گا کہ کون حاضر ہے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ میں نام بولتا ہوں۔ چودھری ظہیر الدین خان، چودھری عامر سلطان چیمہ، جناب محمد یار ہراج، ڈاکٹر سامیہ امجد، چودھری عبداللہ یوسف، محترمہ آمنہ الفت، جناب چودھری محسن خان لغاری، اوہ sorry، جناب محمد محسن خان لغاری

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! چودھری نہ بناؤ۔

جناب سپیکر: محترمہ آمنہ جہانگیر، حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا، محترمہ ثمینہ خاور حیات، محترمہ عائشہ جاوید، محترمہ خدیجہ عمر، جناب خالد جاوید اصغر گھرال، سیدہ ماجدہ زیدی، سیدہ بشریٰ نواز گردیزی، جناب محمد اعجاز شفیع، میاں شفیع محمد، محترمہ نسیم لودھی، محترمہ قمر عامر چودھری صاحب!

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! آخری نام صاحبہ ہے صاحب نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی؟

چودھری عبداللہ یوسف: جناب سپیکر! یہ فرما رہی ہیں کہ آخری نام صاحبہ ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ قمر عامر چودھری صاحبہ، ویسے نام اگر "محترمہ" کے علاوہ سیدھا رکھیں تو کسی اور طرف جاتا ہے۔ محترمہ میں نے پہلے کہہ دیا۔

## قانون ترقی شہر پنجاب مصدرہ 1976 کے سیکشن 35 کے تحت قانونی تقاضوں کے باوجود اس کی سرگرمیوں کی سالانہ رپورٹ برائے سال 06-2005 کا پیش نہ کیا جانا

چودھری عبداللہ یوسف: جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ:

The Punjab Development of Cities Act, 1976 (Punjab Act 29 of 1976)

کے سیکشن 35 میں provided ہے کہ:

**Section-35.**

(1) The authority shall prepare for every year a report of the activities during that year and submit its report to the government in such from and on or before such date, as may be prescribed.

(2) The report referred to in sub section-1 shall be laid before the Provincial Assembly of the Punjab within six months of the receipt by the government.

مذکورہ رپورٹ کی اہمیت اس امر سے واضح ہو جاتی ہے کہ اس رپورٹ میں مندرجہ ذیل امور کو deal کرنا مقصود ہوتا ہے۔

The Development of Cities Act was enacted in 1976 and brought into operation to establish a comprehensive system of planning and development in order to improve the quality of life in the cities of Punjab established and integrated development approach and a continuing process of planning and development to ensure optimum utilization of resources economical and effective utilization of land and to evolve policies and programmes relating to the improvement of the environment of housing, industrial development, traffic, transportation, health, education, water supply, sewerage, drainage, solid waste disposal etc.

مذکورہ قانونی تقاضے کے باوجود رپورٹ برائے 2005 اور 2006 اسمبلی میں پیش نہ کر کے اراکین کو ان کے حقوق سے محروم کر دیا گیا ہے۔ قانون کی اس خلاف ورزی سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! یہ محکمہ ہاؤسنگ سے متعلقہ ہے اور محکمہ ہاؤسنگ سے مجھے اس کا جواب ابھی موصول نہیں ہوا۔ میری یہ گزارش ہے کہ آپ اس کو next week تک pending فرمادیں تاکہ اس ایوان میں صحیح صورتحال پیش کی جاسکے۔

جناب سپیکر: اس کو next week تک pending کیا جاتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! next week تک نہیں۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ پھر تاریخ آپ ہی مقرر کردیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! آپ اس کے لئے Tuesday یا Wednesday کا دن مقرر کرلیں تاکہ اس بارے میں جو بھی fresh informations ہوں گی وہ بھی ایوان میں لائی جاسکیں۔

جناب سپیکر: یہ تحریک استحقاق Wednesday تک pending کی جاتی ہے۔ جی، رانا محمد اقبال خان صاحب تشریف رکھتے ہیں؟

(اذان ظہر)

جناب سپیکر: نماز ظہر کے لئے 20 منٹ کا وقفہ کیا جاتا ہے اور اس کے بعد پھر ایوان کی کارروائی دوبارہ شروع کی جائے گی۔

(اس مرحلہ پر نماز ظہر کے لئے 20 منٹ کا وقفہ کیا گیا)
(وقفہ نماز ظہر کے بعد جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان
1:30 پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

## تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: تحاریک استحقاقات کا وقت ختم ہوا۔ اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ جناب خلیل طاہر سندھو صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 545/08 ہے۔ یہ تحریک move ہوچکی ہے۔

جناب خلیل طاہر سندھو: جناب سپیکر! یہ move ہوچکی ہے اس کا جواب آنا تھا۔

## ایل ڈی اے کا واجبات وصول کرنے کے باوجود
## کرسچئن کمیونٹی کو حقوق ملکیت نہ دینا

(۔۔۔جاری)

**وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان):** جناب سپیکر! اس میں محکمے نے جو جواب دیا ہے اس میں Supreme Court level پر کے ہونے والے کچھ فیصلوں کا ذکر کیا ہے تو mover کا یہ موقف ہے کہ یہ حقائق کے برعکس ہے اور یہ بات درست نہیں ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میرے پاس ان فیصلوں کی کاپیاں ہیں تو اس بنیاد کے اوپر ہم اس کو دیکھ لیں۔ آپ اس تحریک کو کل کے لئے pending کر دیں تو ایل ڈی اے کے متعلقہ حکام کو بلوا کر اس بات کو thrash out کر لیتے ہیں۔

**جناب سپیکر:** اس تحریک کو pending کیا جاتا ہے۔ Next adjournment motion محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ کی ہے۔ تشریف نہیں رکھتی ہیں۔ یہ 11/18 کو move ہو چکی ہے۔ جی، راناصاحب!

**وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان):** جناب سپیکر! یہ move ہو چکی ہے اور اس کا جواب تفصیل کے ساتھ دے دیا گیا ہے تو اب اس میں further کسی کارروائی کی ضرورت تو نہیں ہے۔ متعلقہ پولیس اسٹیشن اور ڈی پی او لاہور کو میری طرف سے instructions چلی گئی ہیں۔ اگر یہ سمجھتی ہوں کہ اس بارے میں specific کسی کے خلاف کوئی کارروائی ہونی چاہئے یا ان کے پاس کوئی complainant ہے تو یہ میں نے اس دن بھی عرض کیا تھا کہ اگر کوئی complainant ہے تو آپ اس کو میرے پاس یا ڈی پی او لاہور کے پاس بھیج دیں تو جس طرح یہاں پر درج ہے کہ یہ فراڈ کر رہے ہیں تو ان کے خلاف بروقت مقدمہ بھی درج کیا جائے گا اور کارروائی بھی کی جائے گی۔

**جناب سپیکر:** اس تحریک کو کل کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک محترمہ زوبیہ رباب صاحبہ کی ہے۔ میرا خیال ہے ابھی انہوں نے move کرنی ہے۔ جی، محترمہ!

## ڈی پی اے اور یوریا کھاد کی بلیک میں فروخت کے خلاف
## کسان بورڈ پاکستان کا احتجاجی مظاہرہ

**محترمہ زوبیہ رباب ملک:** جناب سپیکر! آپ کا شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "جنگ" کی خبر کے مطابق "کھاد کے نرخوں میں اضافے کے خلاف مظاہرہ" تفصیل یوں ہے کہ کسان بورڈ پاکستان نے پریس کلب کے سامنے سٹاک مافیا کی طرف سے D.A.P کھاد کی نرخوں میں تین گنا اضافہ اور یوریا کھاد کے بیگ کی بلیک میں فروخت کے خلاف بھرپور مظاہرہ کیا۔ انہوں نے احتجاج کیا کہ ضلعی انتظامیہ ذخیرہ اندوزوں اور مصنوعی قلت پیدا کر کے بلیک میں کھاد فروخت کرنے والوں کے خلاف اقدام اٹھانے میں ناکام ہو گئی ہے جس کے باعث صوبہ بھر میں تشویش کی لہر دوڑ گئی ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر! میں اس میں کچھ کہنا چاہوں گی کیونکہ اس وقت گندم کی کاشت کا وقت ہو چکا ہے اور ہماری مارکیٹ میں D.A.P اور یوریا کھاد بلیک میں سپلائی ہو رہی ہے اور لوگوں کو بلیک مارکیٹ میں مقررہ قیمت سے زیادہ پر فروخت ہو رہی ہے اور جو کھاد فروخت کر رہے ہیں وہ بھی expire فروخت کر رہے ہیں۔

**جناب سپیکر:** میرا خیال ہے آپ نے پڑھ دی ہے، آپ قاعدہ 86 پڑھیں۔ اس کے بعد پھر اس پر آپ کو بولنے کی ضرورت نہیں ہے۔

**محترمہ زوبیہ رباب ملک:** جناب سپیکر! یہاں پر بہت سارے لوگ بہت زیادہ بولتے ہیں اور میں کام کی بات کر رہی ہوں، کوئی غیر ضروری بات نہیں کر رہی۔

**جناب سپیکر:** بی بی! قاعدے کے مطابق چلنا چاہئے۔

**محترمہ زوبیہ رباب ملک:** جناب سپیکر! میں یہی کہہ رہی ہوں کہ اس کو ذرا زیر غور لائیں۔ شکریہ

**جناب سپیکر:** لاء منسٹر جواب دے رہے ہیں، اس کے بعد اگر آپ بات کرنا چاہیں تو آپ کی بات سن لیں گے۔

**وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان)**: جناب سپیکر! محترمہ اس تحریک کے ذریعے جس معاملے کو زیر بحث لانا چاہتی ہیں اس کے اوپر آج ہاؤس میں معزز ممبران نے کافی بات کر کے concern show کیا ہے۔ یہ زراعت سے متعلقہ ہے اور زراعت کے متعلق یہ فیصلہ ہو گیا ہے کہ next weak میں کوئی دن اور most probably Monday کو عام بحث کے لئے رکھیں گے۔ محترمہ اس بحث میں حصہ لیں اور اپنے نقطہ نظر کو سامنے لائیں۔

**جناب سپیکر**: میرے خیال میں ٹھیک ہے۔ انہوں نے جو بات کر دی ہے اس پر بحث ہو جائے گی۔

**محترمہ زوبیہ رباب ملک**: جناب سپیکر! مجھے بھی تو اپنی تحریک کا جواب ملنا چاہئے۔ وہ تو بحث کی بات کر رہے ہیں۔ مجھے تو اپنی تحریک کا جواب چاہئے ناں۔

**وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان)**: جناب سپیکر! محترمہ اپنی تحریک کو پڑھ لیں۔ انہوں نے اس میں استدعا یہ کی ہے، لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے تو اس پر انہوں نے بحث کی بات کی ہے، یہ جواب تو نہ ہوا۔

**جناب سپیکر**: اس تحریک کو dispose of کیا جاتا ہے۔

**جناب احمد خان بلوچ**: جناب سپیکر! رانا صاحب یہ confirm کر دیں کہ سوموار زراعت پر بحث کے لئے fix ہو چکا ہے۔ اس میں پھر کوئی اور زیادہ نہ ہو۔

**جناب سپیکر**: جی، رانا صاحب!

**وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان)**: جناب سپیکر! میری طرف سے زراعت سے متعلقہ تمام issues پر بحث کے لئے Monday کا دن final ہے لیکن قائد حزب اختلاف سے مشاورت کے بعد اس کو final کرنا ہے کیونکہ وہ اس وقت جا چکے تھے۔ میرا خیال ہے کہ ہراج صاحب اور عبداللہ یوسف صاحب بتا سکتے ہیں کہ وہ یہاں پر موجود ہیں یا نہیں۔ ان سے بات کر کے اس کو final کر دیں گے۔

**جناب احمد یار ہراج**: I am sorry. مجھے آپ کی آواز پوری نہیں آئی۔ اگر آپ اس پر next week بحث رکھنا چاہتے ہیں؟

جناب سپیکر: میرے خیال میں اگر اس کو Monday کے لئے fix کر لیا جائے تو بہتر ہو گا۔اس میں صرف ایک مشکل آئے گی کہ متعلقہ وزیر ملک سے باہر ہیں۔ رانا صاحب! وزیر صاحب کب وہ تشریف لا رہے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): وہ Monday تک واپس آ جائیں گے اگر وہ نہ بھی آئیں تو ہم گورنمنٹ کی طرف سے کسی اور کو مقرر کر دیں گے۔

جناب سپیکر: Monday ٹھیک ہے۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! ہم لاء اینڈ آرڈر پر بحث کرنا چاہتے ہیں، ہیلتھ پر بھی بحث کرنا چاہتے ہیں، ایجوکیشن پر بھی بحث کرنا چاہتے ہیں تو جتنے دن بھی اجلاس نے چلنا ہے تو اگر یہ ہمیں مختلف موضوعات پر بحث کا ایجنڈا دے دیں یا میں رانا صاحب کے ساتھ اجلاس کے بعد مل لیتا ہوں تاکہ دن مقرر کئے جا سکیں۔

جناب سپیکر: آپ اجلاس کے بعد اکٹھے ہو جائیں اور اس پر بات کر لیں۔

میاں شفیع محمد: جناب سپیکر! پچھلی دفعہ جب یوریا پر بات ہوئی تھی تو اس ایوان میں 75 فیصد لوگ زمیندار ہیں اور زراعت سے تعلق رکھتے ہیں مگر پھر بھی حاضری بہت کم تھی۔اس کے متعلق پریس میں ہماری coverage نہیں آئی تھی اس لئے میں رانا صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ پریس سے خاص طور پر میٹنگ کریں کہ وہ ہماری آواز کو مرکزی حکومت تک پہنچائیں تاکہ معلوم ہو سکے کسانوں کے کیا مسائل ہیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 591/08 محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کی ہے۔جی، محترمہ! آپ اپنی تحریک التوائے کار پڑھیں۔

## محکمہ آبپاشی کی انتظامیہ کی جانب سے پنجاب اریگیشن ڈویلپمنٹ اتھارٹی (پیڈا) کو اختیارات کی منتقلی میں رکاوٹ

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! شکریہ۔میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ ''جنگ'' مورخہ 7۔ستمبر 2008 کی اشاعت کے مطابق افسر شاہی پیڈا

کے ترقیاتی کاموں میں رکاوٹ بن گئی۔200 کسان تنظیموں کی تشکیل کے باوجود ان کو اختیارات کی منتقلی کے بارے میں ابھی تک پالیسی اور گائیڈ لائن کا تعین نہیں کیا جا سکا۔ تفصیل کچھ یوں ہے کہ بیورو کریسی کے عدم تعاون اور محکمہ آبپاشی کے افسروں کی رکاوٹوں کی وجہ سے پنجاب اریگیشن اتھارٹی (پیڈا) 11 سال میں 10 فیصد کام بھی مکمل نہیں کر سکا۔اس عرصے کے دوران 17 میں سے صرف 5 ایریا واٹر بورڈ اور 1400 میں سے 200 کسان تنظیمیں تشکیل دی گئی ہیں۔کسان تنظیموں کی تشکیل اور ان کو اختیارات کی منتقلی کے بارے میں ابھی تک پالیسی گائیڈ لائن کا تعین نہیں کیا گیا۔ تفصیل میں مزید بتایا گیا کہ اس محکمہ میں 407 اسامیاں خالی پڑی ہیں جس کی وجہ سے کارکردگی بری طرح متاثر ہو رہی ہے۔پیڈا کے زیر انتظام نہری نظام کسانوں کے سپرد کرنے کا کام سست روی کا شکار ہے اور ابھی تک دس فیصد کام بھی مکمل نہ کیا گیا ہے جس کی وجہ سے صوبہ کے عوام اور خاص کر کسانوں میں شدید غم وغصہ اور اضطراب پایا جانے لگا ہے۔لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: یہ بھی میرے خیال میں اسی طرح کی ہے۔آپ دیکھ لیں بحث کے لئے دن مقرر ہو رہے ہیں تو اس میں یہ موضوع آ جائے گا۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! یہ ٹھیک ہے کہ جب دن مقرر ہوں گے تو اس وقت ہم بحث کر لیں گے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر 603/08 میاں محمد رفیق صاحب کی ہے۔وہ تشریف نہیں رکھتے،اس تحریک کو dispose of کیا جاتا ہے۔اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر 605/08 بھی محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کی ہے۔ جی، محترمہ! آپ اپنی تحریک التوائے کار پڑھیں۔

## لاہور میں سڑکوں کی توسیع اور ترقیاتی منصوبوں کے لئے حاصل کی گئی اراضی کے مالکان کو معاوضے کی ادائیگی میں تاخیر

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک موقر اخبار کی خبر کے مطابق سڑکوں کی توسیع کے لئے لی گئی زمین کا معاوضہ دینے میں تاخیر۔ تفصیل یوں ہے کہ ضلع لاہور میں سڑکوں کی توسیع اور ترقیاتی منصوبوں کے لئے حاصل کی گئی زمین و جائیداد کے پرائیویٹ مالکان کو معاوضہ تاخیر سے دینے کی وجہ سے تشویش کی لہر دوڑ گئی ہے۔ 11 ترقیاتی سکیموں کے لئے acquire کی گئی زمین کے متاثرین کو بروقت ادائیگی نہ ہونے کی وجہ سے سود کی شکل میں 16 کروڑ سے زائد کی اضافی رقم ادا کرنا پڑے گی۔ پنجاب کے دارالحکومت لاہور میں ترقیاتی کاموں کے لئے مختص کی گئی رقم اور پرائیویٹ مالکان کو بروقت زمین کی ادائیگی کی رقم نہ ملنے سے صوبہ بھر کے عوام میں شدید غم و غصہ پایا جانے لگا ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کا جو محکمے نے جواب دیا ہے اس میں محکمہ مواصلات و تعمیرات متعلقہ مالکان کو زمینوں کی ادائیگی کرتا ہے۔ اس میں دیر کی وجہ مختلف جگہوں پر formalities کو پورا نہیں کیا گیا۔ اگر معزز ممبر کوئی خاص کیس بتا دیں تو میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ اس معاملے کو expedite کروا دیں گے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں وزیر قانون صاحب کو بتا دوں گی۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 617/08 چودھری عبداللہ یوسف، ڈاکٹر سامیہ امجد، جناب محمد محسن خان لغاری اور محترمہ آمنہ الفت صاحبہ کی طرف سے ہے۔ جی، چودھری صاحب!

## چنیوٹ میں سخی عبدالوہاب کے میلہ پر اغوا ہونے والے بچے کی بازیابی کے بعد عوام میں خوف وہراس

چودھری عبداللہ یوسف: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ ''جنگ'' مورخہ 9۔ ستمبر 2008 کی خبر کے مطابق دھلے پولیس (گوجرانوالہ) نے بچوں کو اغوا کر کے بھیک منگوانے والے گروہ کے سرغنہ کو بیوی سمیت گرفتار کر لیا جبکہ چنیوٹ سے اغوا ہونے والے تین سالہ بچے کو بھی برآمد کر لیا گیا تین مہینے بعد اپنے لخت جگر کو دیکھ کر ماں باپ بچے سے چمٹ کر زاروقطار رونے لگے۔ ڈی آئی جی گوجرانوالہ ذوالفقار چیمہ نے اپنے دفتر میں پریس کانفرنس میں بتایا کہ محمد عالم اور اس کی بیوی ضلع جھنگ میں مختلف میلوں میں جھولے لگا کر گزر اوقات کرتے ہیں۔ تین مہینے قبل انھوں نے چنیوٹ میں سخی عبدالوہاب کے میلہ میں جھولے اور چڑیا گھر لگایا تھا اس دوران اس کا تین سالہ بچہ طارق طافو کھیلتا ہوا جھولے سے باہر چلا گیا جہاں سے ملزمان غلام رسول اور اس کی اہلیہ رخسانہ نے اسے اغوا کر لیا اور بھیک مانگنے کے لئے ملزم غلام رسول نے معصوم بچے کا بازو توڑ دیا۔ ڈی آئی جی نے بتایا کہ بچے کو مختلف درباروں میں لے جا کر بھیک منگواتے رہے اس دوران ایس پی سٹی رانا عبدالجبار کو اطلاع ملی کہ تھانہ دھلے کے علاقے میں رہائش پذیر میاں بیوی کی مشکوک سرگرمیاں ہیں۔ پہلے ان کے پاس بچہ نہ تھا مگر کچھ عرصہ سے ان کے پاس ایک بچہ ہے۔ جب دھلے پولیس نے دونوں کو پکڑا تو انکشاف ہوا کہ انھوں نے بچہ چنیوٹ سے اغوا کیا۔ محمد عالم اور اس کی اہلیہ گوجرانوالہ آئے جب وہ سی پی او کے دفتر پہنچے اور اپنے بچے کو دیکھ کر چمٹ کر رونے لگے۔ ایس پی سٹی رانا عبدالجبار نے بتایا کہ یہ ایک گروہ کا سرغنہ ہے جو بچوں کو اغوا کر کے انھیں معذور بنا کر ان سے مختلف درباروں میں کھڑا کر کے بھیک منگواتے تھے۔ ڈی آئی جی گوجرانوالہ نے ایس ایچ او حسن مجید کو دس ہزار روپے نقد انعام دیا ہے ملزمان کے گروہ کی طرف سے معصوم بچوں کو اغوا کرنا اور ان کے ہاتھ پاؤں توڑ کر انھیں معذور بنا کر ان سے بھیک منگوانے پر عوام میں غم وغصہ کی لہر دوڑ گئی ہے، لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم mover نے جس خبر اور جس واقعہ کی نشاندہی اس تحریک میں کی ہے یہ بالکل درست ہے۔ اس پر مقدمہ نمبر 656 مورخہ 8-9-2008 بجرم 363 (ت۔پ) دفعہ 10، Vagrancy Act, 1958 تھانہ سٹی چنیوٹ بر خلاف غلام رسول ولد محمد اقبال، مسماۃ رخسانہ بی بی زوجہ غلام رسول درج رجسٹر ہوا ہے۔ دوران تفتیش ملزمان گرفتار ہوئے اور ان کے خلاف چالان عدالت میں داخل کر دیا گیا ہے جو زیر سماعت عدالت ہے۔ مزید یہ کہ ضلع میں اس وقت کسی ایسے گروہ کے ہونے کی information ضلعی انتظامیہ کے پاس یا پولیس کے پاس نہیں ہے۔ اگر اس قسم کی کوئی information ملی تو ان ملزمان کے خلاف حسب ضابطہ کارروائی کی جائے گی۔ باقی اس بارے میں تمام ڈسٹرکٹ پولیس افسران کو vigilant کیا گیا ہے کہ وہ اس قسم کے معاملات کا سختی سے نوٹس لیں اور جن میلوں یا جن جگہوں پر بچے بھیک مانگتے ہوئے یا اس قسم کے معاملات میں ملوث پائیں تو فوری طور پر ان کو گرفتار کر کے پوچھ گچھ کریں اور وہ لوگ جو ان کے پیچھے ہوں ان کے خلاف کارروائی عمل میں لائی جائے۔ یہ معاملہ لاء اینڈ آرڈر سے متعلق بنتا ہے تو ان جیسے واقعات پر پہلے سے ہی حکومت کی گہری نظر ہے اور اس پر پوری طرح عملدرآمد ہو رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس پر کوئی separate تحریک منظور کر کے بحث کی ضرورت نہیں ہے۔ جس وقت لاء اینڈ آرڈر پر بحث ہو گی تو اس دن اس issue پر بھی معزز رکن بات کر سکتے ہیں۔

چودھری عبداللہ یوسف: محترم لاء منسٹر صاحب فرماتے ہیں تو درست ہو گا۔ لاء اینڈ آرڈر کے مسئلے پر جس تشویش کا وہ اظہار کر رہے ہیں تو مجھے امید ہے کہ وہ اس بات پر پابند ہوں گے۔ جیسا کہ سب کو پتا ہے کہ ابھی کل ہی راولپنڈی میں ایک ریٹائرڈ میجر جنرل اور اس کا ڈرائیور کار میں قتل ہوئے ہیں تو لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ تو بہت زیادہ ہے۔

جناب سپیکر: اس لئے لاء منسٹر صاحب نے لاء اینڈ آرڈر پر ٹائم رکھا ہے، اگر آپ جانا چاہتے ہیں تو آپ بھی اس کمیٹی میں چلے جائیں۔ یہ تحریک dispose of کی جاتی ہے۔

چودھری عبداللہ یوسف: جناب سپیکر! کس کمیٹی کا ذکر کیا ہے؟

جناب سپیکر: رانا صاحب اور ملک صاحب آپس میں بیٹھ کر طے کریں گے کہ لاء اینڈ آرڈر پر کس دن بحث ہو گی؟

**محترمہ ثمینہ خاور حیات:** جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ دلانا چاہ رہی تھی۔

**جناب سپیکر:** جی، فرمائیں!

**محترمہ ثمینہ خاور حیات:** جناب سپیکر! مجھے ابھی ایک کارڈ ملا ہے جو باہر distribute ہو رہے ہیں جس میں لکھا ہوا ہے کہ لاہور میں fire works display کیا جا رہا ہے۔

**جناب سپیکر:** کیا فرما رہی ہیں؟

**محترمہ ثمینہ خاور حیات:** لاہور میں fire works کروایا جا رہا ہے اور ہاکی کا میچ ہے۔ مختلف لوگوں اور خواتین singers کو گانا بجانے اور entertainment کے لئے بلایا جا رہا ہے۔ کیا پنجاب حکومت اتنی afford entertainment کر سکتی ہے۔ جہاں پر بھوک و افلاس کا یہ حال ہے تو کیا وہاں پر پنجاب حکومت کا ہاکی پر اتنا خرچہ ہو رہا ہے؟

**سینئر وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد):** جناب سپیکر! محترمہ کو میرے خیال میں علم نہیں ہے کہ ہاکی ایسوسی ایشن ہے اور اس کو فنڈز پنجاب اور مرکزی حکومت دیتی ہے اور وہ independent ادارہ ہے۔ یہ بھی سب کو پتا ہے کہ ہاکی پاکستان میں ایک قومی کھیل ہے جو پہلے نمبر پر ہوتا تھا جو اب بہت پیچھے جا چکا ہے۔ اس کے فروغ کے لئے اگر ہاکی ایسوسی ایشن کوئی اقدامات کر رہی ہے تو اس میں میرے خیال میں کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ باقی جس وقت گانا شروع ہو گا تو اس وقت محترمہ کھانا کھا کر واپس آ جائیں۔

**جناب سپیکر:** محترمہ! اب اس بات کو چھوڑیں اور ایجنڈے کے مطابق کام کرنے دیں۔

**جناب خلیل طاہر سندھو:** پوائنٹ آف آرڈر۔

کس کس کی زبان روکنے جاؤں تیری خاطر
کس کس کی تباہی میں تیرا ہاتھ نہیں ہے

جناب سپیکر! میری perception ہے کہ پتا نہیں ہمارے Opposition کے بھائی اور بہنوں کو کسی بات کی سمجھ کیوں نہیں آ رہی۔ ابھی چند دن پہلے ایک ایسے آدمی کا جس کا میں کیا نام لوں؟ ایک [*] قسم کے آدمی پرویز مشرف جس نے پاکستان کے اتنے لوگوں کو۔۔۔

**جناب محمد محسن خان لغاری:** جناب سپیکر! یہ غیر پارلیمانی الفاظ ہیں اور یہ اپنے الفاظ واپس لیں۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب خلیل طاہر سندھو: یہ غیر پارلیمانی الفاظ نہیں ہیں۔ چلیں میں اپنا لفظ واپس لیتا ہوں اور میں بے شمار لعنتی کہہ دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: سندھو صاحب! آپ اپنے الفاظ واپس لیں۔

جناب خلیل طاہر سندھو: [****]اور میں نے اپنا پہلا لفظ واپس لے لیا ہے۔ وہ عبداللہ ہارون اور CBR کا کوئی بندہ یہ دونوں مل کر پتا نہیں کس محفل میں تھے اور یہ سارے وہاں پر بیٹھے ہوئے تھے اور ڈانس ہو رہا تھا۔ باقی یہ کارڈ تو ہمارے پاکستانی کھیل کے حوالے سے ہے۔

جناب سپیکر: اب آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! یہ غلط الفاظ استعمال کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: ہراج صاحب! پلیز تشریف رکھیں اور مجھے ایجنڈے کے مطابق چلنے دیں۔

جناب خلیل طاہر سندھو: جناب سپیکر! پورے ملک کا انہوں نے ستیاناس کر دیا ہے۔

جناب سپیکر: Let me proceed according to agenda. پلیز تشریف رکھیں۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! یہ جو الفاظ انہوں نے استعمال کئے ہیں ان کو ریکارڈ سے حذف کیا جائے۔

جناب سپیکر: ہراج صاحب! آپ اتنے سینئر آدمی ہوتے ہوئے بار بار interrupt کر دیتے ہیں۔

جناب محمد یار ہراج: میں یہ کہہ رہا ہوں کہ وہ اپنے الفاظ واپس لیں اور ان کو کارروائی سے حذف کیا جائے۔

جناب سپیکر: انہوں نے تو اپنے الفاظ واپس لے لئے ہیں۔

جناب محمد یار ہراج: اس کو کارروائی سے بھی حذف کیا جائے۔

جناب سپیکر: جو نازیبا الفاظ استعمال کئے گئے ہیں انہیں کارروائی سے حذف کیا جاتا ہے۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! اس ہاؤس میں بہت زیادہ irrelevant باتیں بھی ہوئی ہیں۔ انہوں نے ایک اور irrelevant بات کر دی ہے۔ اگر ہم نے ماضی کی طرف جانا ہے تو میں گزارش

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

کرتا ہوں کہ اگلے ہفتے ایک دن ماضی week declare کر دیا جائے تو اس میں ہم ملکہ برطانیہ کے نظام سے شروع کریں گے، ایوب خان اور بھٹو کی ایسوسی ایشن پر discussion کریں گے، ضیاء الحق اور نواز شریف پر discussion کریں گے اور اس کے بعد مشرف اور (ق) لیگ پر discussion کریں گے۔ اس allocated دن کے علاوہ جو دن ہوں گے ان میں ہم حاضر ہوں گے اور صوبے کے مسائل کے لئے بات کریں گے۔ لیکن ان سے جتنی باتیں کروانی ہیں اس دن کروالیں لیکن ہمارا وقت مت ضائع کریں۔ بہت شکریہ

جناب خلیل طاہر سندھو: جناب سپیکر! انہوں نے پورے کا پورا گلشن اجاڑ دیا ہے۔ یہ سات سال پرویز الٰہی اور تباہی پتا نہیں کیا کیا کہتے رہے ہیں؟ میں تو کوئی irrelevant بات نہیں کر رہا۔ اگر یہ بھیک منگوانے والی بات ہے، روٹی والی بات ہے کہ لوگوں کو آٹا نہیں ملتا اور امن وامان کا مسئلہ ہے تو یہ انہی کا پیدا کردہ ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں۔ اس پر کافی بات ہو گئی ہے۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ہم ان کو یہ پیغام دینا چاہتے ہیں کہ یہ ماضی سے سبق سیکھیں۔ ماضی حال کا حصہ ہوتا ہے۔ ماضی سے ہی سبق سیکھ کر گورنمنٹ اپنے مستقبل کے فیصلے کرتی ہے۔

جناب سپیکر: یہ آپ ہی کا کام ہے جو میں کر رہا ہوں۔ پلیز تشریف رکھیں۔ اس مسئلے کو میں dispose of کرتا ہوں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): ان کو اپنے ماضی پر غور کرنا چاہئے۔

## کورم کی نشاندہی

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں کورم کی نشاندہی کرتی ہوں۔

جناب سپیکر: کورم کی نشاندہی کی گئی ہے اب کوئی بات نہیں سنی جائے گی۔

شیخ علاؤالدین: پہلے یہ ٹائم خود ضائع کرتے ہیں اس کے بعد ہمیں بات نہیں کرنے دیتے۔

**جناب سپیکر:** آئندہ میں ایجنڈے پر حساب کتاب سے ہی چلا کروں گا۔ گنتی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

**جناب سپیکر:** گنتی کی گئی ہے، کورم پورا نہیں ہے لہذا ہاؤس کل بروز جمعہ مورخہ 21۔نومبر 2008 صبح 10 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

467

# ایجنڈا

# برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

## منعقدہ، 21۔نومبر 2008

تلاوت قرآن پاک وار دو ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

1۔ سوالات (محکمہ جات ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

2۔ سرکاری کارروائی

مسودہ قانون علی انسٹیٹیوٹ آف ایجوکیشن لاہور مصدرہ 2008

(مسودہ قانون نمبر 12 بابت 2008)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون علی انسٹیٹیوٹ آف ایجوکیشن لاہور مصدرہ 2008، جیسا کہ سپیشل کمیٹی نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، کو فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون علی انسٹیٹیوٹ آف ایجوکیشن لاہور مصدرہ 2008 کو منظور کیا جائے۔

469

# صوبائی اسمبلی پنجاب

## پندرھویں اسمبلی کا دسواں اجلاس

جمعۃ المبارک، 21 ۔نومبر 2008

(یوم الجمع، 22۔ذیقعد 1429ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بجے زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

---

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِo

لَقَدۡ جَآءَكُمۡ رَسُولٞ مِّنۡ أَنفُسِكُمۡ عَزِيزٌ عَلَيۡهِ مَا عَنِتُّمۡ حَرِيصٌ عَلَيۡكُم بِٱلۡمُؤۡمِنِينَ رَءُوفٞ رَّحِيمٞo فَإِن تَوَلَّوۡاْ فَقُلۡ حَسۡبِيَ ٱللَّهُ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَۖ عَلَيۡهِ تَوَكَّلۡتُۖ وَهُوَ رَبُّ ٱلۡعَرۡشِ ٱلۡعَظِيمِ o

**سُوۡرَۃُ التّوبَۃ آیات 128 تا 129**

بے شک تمہارے پاس تم میں سے (ایک باعظمت) رسول (ﷺ) تشریف لائے۔ تمہارا تکلیف و مشقت میں پڑنا ان پر سخت گراں (گزرتا) ہے۔ (اے لوگو!) وہ تمہارے لئے (بھلائی اور ہدایت کے) بڑے طالب و آرزومند رہتے ہیں (اور) مومنوں کے لئے نہایت (ہی) شفیق، بے حد رحم فرمانے والے ہیںo اگر (ان بے پناہ کرم نوازیوں کے باوجود) پھر (بھی) وہ روگردانی کریں تو فرما دیجئے۔ مجھے اللہ کافی ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں، میں اسی پر بھروسہ کئے ہوئے ہوں اور وہ عرشِ عظیم کا مالک ہےo

وما علینا الاالبلاغo

## نعت رسول مقبولﷺ

نعت رسول مقبولﷺ الحاج اختر حسین قریشی نے پیش کی۔

کوئی سلیقہ ہے آرزو کا نہ بندگی میری بندگی ہے
یہ سب تمہارا کرم ہے آقا کہ بات اب تک بنی ہوئی ہے
کوئی سلیقہ ہے آرزو کا
عمل کی میرے اساس کیا ہے بجز ندامت کے پاس کیا ہے
رہے سلامت بس ان کی نسبت میرا تو اک آسرا یہی ہے
کوئی سلیقہ ہے آرزو کا
تجلیوں کے کفیل تم ہو مرادِ قلبِ خلیل تم ہو
خدا کی روشن دلیل تم ہو، یہ سب تمہاری ہی روشنی ہے
کوئی سلیقہ ہے آرزو کا نہ بندگی میری بندگی ہے
یہ سب تمہارا کرم ہے آقا کہ بات اب تک بنی ہوئی ہے
کوئی سلیقہ ہے آرزو کا

**سوالات** (محکمہ جات ہاؤسنگ وشہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ)

## نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

**جناب سپیکر:** بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اب ہم وقفہ سوالات شروع کرتے ہیں۔ آج کے ایجنڈے پر محکمہ ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں۔

**جناب آصف منظور موہل:** پوائنٹ آف آرڈر۔

**جناب سپیکر:** جی، فرمائیں۔

**جناب آصف منظور موہل:** شکریہ۔ جناب سپیکر! وقفہ سوالات سے متعلق میری ایک submission ہے کہ یہاں پر اتنے زیادہ سوالات ہوتے ہیں تو اس کے لئے آپ کوئی پالیسی بنا دیں یا اس کے وقت میں اضافہ فرمادیں۔

جناب سپیکر: پالیسی اور ضابطے میں فرق ہے۔ مجھے ضابطے کے مطابق چلنا ہے۔ آپ اگر اس میں ترمیم کرنا چاہیں تو آپ کو یہ اختیار ہے تو وہ کر لیں اور پھر ہم اسی طریقہ کار کے مطابق چلیں گے۔ پہلا سوال رانا محمد اقبال خاں صاحب کا ہے۔

چودھری ندیم خادم: on his behalf سوال نمبر 49۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز رکن نے رانا محمد اقبال خان کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 49 دریافت کیا)

## لاہور دریائے راوی میں واقع بارہ دری کے ترقیاتی منصوبہ جات

*49: رانا محمد اقبال خاں: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا دریائے راوی میں واقع تاریخی اہمیت کی بارہ دری پر پارک کی تعمیر کا کوئی منصوبہ زیر غور ہے، اگر جواب اثبات میں ہے تو اس کی تفصیلات کیا ہیں؟

(ب) 1985 سے آج تک مذکورہ تاریخی عمارت کو محفوظ رکھنے کے لئے کوئی منصوبہ شروع کیا گیا یا زیر غور رہا، اس کی سلسلہ وار تفصیل کیا ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) تاریخی اہمیت کی حامل بارہ دری میں پارک پہلے ہی سے بنا ہوا ہے، مستقبل قریب میں مزید پارک بنانے پر غور نہیں ہو رہا ہے۔

(ب) تاریخی اہمیت کی حامل عمارت محکمہ آثار قدیمہ کی ملکیت ہے، پی ایچ اے صرف پارک کی حفاظت اور تزئین و آرائش کر رہی ہے، عمارت کو محفوظ کرنے اور اس کی تزئین و آرائش محکمہ آثار قدیمہ کی ذمہ داری ہے۔

چودھری ندیم خادم: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جواب میں بتایا گیا ہے کہ "تاریخی اہمیت کی حامل بارہ دری میں پارک پہلے سے بنا ہوا ہے، مزید پارک بنانے کا کوئی ارادہ نہیں ہے"۔ میں وزیر موصوف سے آپ کی توسط سے پوچھنا چاہوں گا کہ پہلے سے بنے ہوئے پارک کا سٹینڈرڈ کیا ہے، کیا یہ لوکل سطح کے سٹینڈرڈ کا ہے یا نیشنل سطح کے سٹینڈرڈ کا ہے؟ کیونکہ بارہ دری کی اہمیت جو یہاں بیان کی گئی ہے وہ واقعی تاریخی اہمیت کی حامل ہے اور پارک کے بارے میں نہیں سنا کہ اس کا سٹینڈرڈ کیا ہے؟

جناب سپیکر: ایک چیز میں بھی آپ سے پوچھوں گا کہ نیشنل level کا سٹینڈرڈ کیا ہوتا ہے؟

چودھری ندیم خادم: جناب سپیکر! ایک پارک local level کا ہوتا ہے اور national level کے پارک لاہور اور اسلام آباد میں بنے ہوئے ہیں۔ جہاں پر دوسرے شہروں سے لوگ صرف پارک کی خاطر جاتے ہیں۔ انٹرنیشنل سٹینڈرڈ اگر آپ باہر کے ممالک میں گئے ہیں تو میرا خیال ہے کہ آپ کو مجھ سے بہتر پتا ہوگا اور آپ کا تجربہ بھی مجھ سے زیادہ ہے تو اس بارے میں منسٹر صاحب بتائیں۔ میں منسٹر ہوتا تو میں جواب دیتا۔

آوازیں: انہیں بھی منسٹر بنایا جائے۔

جناب سپیکر: یہ بات میرے بس میں نہیں ہے اور اگر ہوتا تو میں آپ کی خواہش ضرور پوری کر دیتا۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! ہمارے سٹینڈرڈ کے مطابق ایک پارک local level کے اوپر بنا ہوا ہے لیکن اگر میرے دوست وہاں پر جانا چاہیں اور وہاں پر انٹرنیشنل سہولیات چاہیں تو یہ اپنے فنڈز میں سے provide کر دیں تو ہم وہاں پر انٹرنیشنل پارک بھی بنا دیں گے۔

چودھری ندیم خادم: جناب سپیکر! ایک بات اور بھی ہے کہ وہاں پر بنائے گئے پارک کی PHA تزئین و آرائش کرتی ہے اور اس کی عمارت آثار قدیمہ کے پاس ہے۔ کیا منسٹر صاحب! دونوں چیزیں آثار قدیمہ کے پاس آ جائیں اور وہی اسے handle کرے تو یہ easy نہیں ہوگا، کیا ایسا ہو سکتا ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! دونوں کے different functions ہیں۔ parks کی دیکھ بھال اور تزئین و آرائش PHA کا function ہے اور پرانی تاریخی عمارات کی دیکھ بھال اور maintenance آثار قدیمہ کا function ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال چودھری جاوید صاحب کا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد محسن خان لغاری: بارہ دری کی دیکھ بھال کے لئے مالی۔۔۔

**سینئر وزیر آبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد):** پوائنٹ آف آرڈر۔

**جناب سپیکر:** جی، فرمائیں!

**سینئر وزیر آبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد):** جناب سپیکر! جب آپ سوال کا نمبر پکار دیتے ہیں تو پہلے سوال کا ضمنی سوال نہیں ہو سکتا۔ مہربانی کریں اور رولز کے مطابق آگے چلیں۔

**جناب سپیکر:** آپ کی بات بجا ہے لیکن لغاری صاحب اسی دوران میں کھڑے ہو گئے تھے۔۔۔

**جناب محمد محسن خان لغاری:** اگر راجہ صاحب کو ہمارا یہاں پر بیٹھنا اتنا بُرا لگ رہا ہے اور سوال کرنا بھی برا لگ رہا ہے تو ہم باہر چلے جاتے ہیں۔ میں آپ کے سوال کے نمبر پکارنے سے پہلے کھڑا ہو گیا تھا۔

**جناب سپیکر:** نہیں، نہیں۔ کسی کو آپ کا یہاں بیٹھنا اچھا لگے نہ لگے۔ نمبر ایک تو آپ معزز رکن ہیں اور آپ کا استحقاق ہے، آپ یہاں بیٹھ سکتے ہیں، آپ اپنی بات کر سکتے ہیں، کسی کو بُرا لگے یا بھلا لگے، مجھے تو آپ بھلے لگیں گے۔

**جناب محمد محسن خان لغاری:** شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ پارک کی دیکھ بھال کے لئے کتنے لوگوں کا عملہ ہے جو اس کی maintenance کے لئے تعینات کیا گیا ہے اور اس تاریخی عمارت کی حفاظت کے لئے کتنے چوکیدار، گارڈز اور اس قسم کا عملہ کتنا ہے؟ کیونکہ بظاہر جو چیز نظر آتی ہے، نہ تو پارک کسی ایسی صورت میں ہے کہ اسے پارک کہا جا سکے اور آثار قدیمہ کی عمارت کی حالت بھی کافی خراب ہے۔

**جناب سپیکر:** جی، منسٹر صاحب!

**وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ):** جناب سپیکر! یہ fresh question ہے اور اس بارے میں جو details ہمارے ساتھی کو درپیش ہیں وہ سوال کریں تو انہیں فراہم کر دی جائیں گی۔

**جناب سپیکر:** میرے خیال میں یہ ذمہ داری آثار قدیمہ کی ہے۔

**وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ):** جناب سپیکر! پارکس چونکہ PHA کے پاس ہوتے ہیں اس لئے ان کا function اور ہوتا ہے اور آثار قدیمہ کا function اور ہے تو جو تفصیلات انہیں چاہئیں وہ فراہم کر دی جائیں گی۔

جناب سپیکر: اگلا سوال چودھری جاوید صاحب کا ہے۔ جی، چودھری صاحب!

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 869 ہے۔

## ضلع پاکپتن میں سیوریج اور واٹر سپلائی سکیم کی فراہمی کا مسئلہ

869: چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): کیا وزیر پبلک ہیلتھ انجنئیرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) حکومت پنجاب کی عوام کو سولنگ نالی و سیوریج جیسی بنیادی سہولتیں مہیا کرنے کے سلسلہ میں کیا پالیسی ہے، یہ کب بنائی گئی اور کس نے بنائی ہے نیز اس کے اہداف اور تفصیلات سے آگاہ فرمائیں؟

(ب) صوبہ پنجاب کے عوام کو صاف پانی سرکاری طور پر مہیا کرنے کے لئے کیا پالیسی ہے اس کے اہداف اور تفصیلات سے آگاہ فرمائیں؟

(ج) صوبہ میں plinth level مقرر کرنے کے لئے کیا اقدامات کئے جا رہے ہیں، پاکپتن ضلع میں plinth level کب تک مقرر ہو جائے گا؟

(د) صوبہ پنجاب کے پسماندہ علاقوں میں بنیادی سہولتیں کب تک مہیا کی جائیں گی؟

(ہ) ضلع پاکپتن خصوصاً شہر پاک پتن میں سیوریج اور واٹر سپلائی سکیم کب تک شروع ہو جائے گی اور کب تک مکمل ہو جائے گی، تفصیلات سے آگاہ فرمائیں؟

(و) حلقہ پی پی-228 کے دیہات ملک پور پکا، سدھار، کرم پور بھٹی، درشن کلیانہ، چک عظمت، 3 کے بی، 7 کے بی، 8 کے بی، 9 کے بی، 10 کے بی، امر سنگھ، 11 کے بی، 12 کے بی، 13 کے بی، 14 کے بی، 15 کے بی، 16 کے بی، پرانا تھانہ، ورسیں، کلیانہ، ہوتہ، چک بہاول خاں، ٹھٹھ منظور، غوث نگر، موڑا اور محمد پور جاگیر میں کب تک سیوریج، ڈرینیج اور واٹر سپلائی کی سہولیات میسر ہونگی؟

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (راجہ ریاض احمد):

(الف، ب، ج، د) حکومت پنجاب کی پالیسی کے مطابق دیہی علاقوں میں سولنگ، نالی و سیوریج کی سکیمیں وہاں بنائی جائیں گی جہاں واٹر سپلائی سکیم پہلے سے موجود ہو یا دونوں

سکیمیں اکٹھی بنائی جائیں گی۔ ہر کیمونٹی لاگت کا 2 فیصد حصہ سکیم کی O & M مد میں جمع کروانا لازم ہے، یہ پالیسی 06-2005 سے لاگو ہے تاہم اس کو مزید review کیا جا رہا ہے۔ حکومت پنجاب تمام علاقوں میں میٹھا پانی مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، بارانی و کھارے پانی والے علاقوں کو ترجیح دی جائے گی، اس مقصد کے لئے حکومت پنجاب نے مالی سال 2008 تا 2011 نئی دیہی واٹر سپلائی سکیموں کے لئے 10215 ملین روپے کی کثیر رقم مختص کی ہے۔

(ہ) پاکپتن و عارف والا واٹر سپلائی و سیوریج سکیم حکومت پنجاب اور فیڈرل گورنمنٹ 50:50 کی بنیاد پر فنڈز مہیا کریں گی، سکیم ہائے کا تخمینہ لاگت 448.675 ملین روپے فیڈرل گورنمنٹ کو بھجوایا جا چکا ہے، اس کی ابھی منظوری نہ دی گئی ہے، انتظامی منظوری کے بعد سکیم پر کام شروع کیا جائے گا اور یہ منصوبہ عرصہ دو سال میں مکمل ہو گا۔

(و) حکومت پنجاب کی پالیسی کے مطابق مرحلہ وار ہر دیہہ کو سیوریج، ڈرینیج اور واٹر سپلائی کی سہولیات مہیا کی جائیں گی۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں یہاں پر یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ میرے سوال کے جز (الف)، (ب)، (ج) اور (د) کے سلسلہ میں انہوں نے ایک ہی جواب دے دیا ہے۔ سوال میرا گندم تھا اور جواب مجھے جو چنا ہے۔ آپ دیکھیں کہ میں نے پوچھا ہے کہ ہماری پالیسی کیا ہے؟ پنجاب میں عوام کو بنیادی سہولتیں مہیا کرنا، سیوریج اور نالی کا تو جواب مل رہا ہے کہ حکومت پنجاب کی پالیسی کے مطابق دیہی علاقوں میں سولنگ، نالی و سیوریج کی سکیمیں وہاں بنائی جائیں گی جہاں واٹر سپلائی سکیم پہلے سے موجود ہو یا دونوں سکیمیں اکٹھی بنائی جائیں گی۔ ہر کیمونٹی لاگت کا دو فیصد حصہ سکیم کی O&M مد میں جمع کروانا لازم ہے۔

جناب سپیکر! میں نے سوال یہ کیا کہ ہماری پالیسی ہے کیا، کب بنائی گئی، کس نے بنائی اور اس کے اہداف اور تفصیلات کیا ہیں؟ لیکن اس کے ہدف کے بارے میں نہیں بتایا گیا۔ میں نے پورے پنجاب کے بارے میں پوچھا تھا۔ یہ پالیسی ہونی چاہئے کہ ہم نے غریب علاقوں میں، پسماندہ علاقوں میں، چھوٹے شہروں میں یا یہاں کے غریب محلوں میں یا بڑے شہروں کے غریب محلوں میں کب تک صاف پانی اور سیوریج کی سہولت مہیا کر دی جائے گی؟ مجھے اس پالیسی کے بارے میں کچھ نہیں بتایا

گیا اور صرف ایک سکیم کے بارے میں بتا دیا گیا کہ دو فیصد کی رقم جمع کرائیں۔ میں پوچھ سکتا ہوں کہ لاہور میں یا کسی محلے میں جب پانی سپلائی کیا جاتا ہے، سیوریج بچھایا جاتا ہے کیا وہاں کے شہریوں سے دو فیصد اکٹھا کیا جاتا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

سینئر وزیر آبپاشی و قوت برقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میرے بھائی دو چیزوں کو mix کر رہے ہیں حالانکہ بڑا واضح لکھا ہوا ہے کہ یہ 06-2005 میں پالیسی بنائی گئی کہ جہاں پہلے واٹر سپلائی سکیم موجود ہو وہاں پر سولنگ نالی و سیوریج کی سکیمیں شروع کی جائیں گی یا دونوں سکیمیں اکٹھی شروع کی جائیں گی۔ لاہور واسا کے under ہے اور جو ہمارے دیہاتی علاقے ہیں جہاں پانی نیچے کا میٹھا نہ ہو اور پانی خراب ہو حکومت اس کو ترجیح دیتی ہے اور مقامی لوگوں کو اس میں شامل کرنے کے لئے ان سے دو فیصد share لیتی ہے تاکہ وہ اس کی حفاظت کر سکیں کیونکہ جب یہ سکیم مکمل ہو جاتی ہے تو حکومت مقامی لوگوں کے حوالے کر دیتی ہے اور اس کی ساری care اور اس کی look after کرنا مقامی لوگوں کا کام ہوتا ہے اسی لئے ان لوگوں کا share رکھا جاتا ہے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! شہروں میں تعلیم بھی زیادہ ہے اور resources بھی زیادہ ہیں۔ حکومت شہر کے لوگوں کو تو اربوں روپے لگا کر صاف پانی اور سیوریج کی سہولتیں مہیا کر رہی ہے لیکن دیہی علاقوں میں جہاں غربت بھی بہت ہے، جہاں پر لوگوں کو شعور بھی کم ہے وہاں کے لوگوں کی جیب سے دو فیصد مزید نکالا جا رہا ہے۔ یہ ایک بنیادی خامی ہے، ہمارے غریب علاقوں اور پسماندہ علاقوں کے ساتھ ظلم ہے۔ میں اس سلسلے میں حکومت کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں۔ دوسرا میں نے جز (ج) میں پوچھا تھا کہ صوبہ میں plinth level مقرر کرنے کے لئے کیا اقدامات کئے جا رہے ہیں، پاکپتن ضلع میں plinth level کب تک مقرر ہو جائے گا؟ اس سلسلے میں جواب میں کسی قسم کا کوئی ذکر تک نہ ہے۔ یہ plinth level ایک ایسی چیز ہے کہ اس کے نہ ہونے سے یا اس پر عملدرآمد نہ ہونے سے پاکستان کے کھربوں روپے ہر سال ضائع ہو جاتے ہیں۔ ہم نے ہر گلی محلے کا سیور علیحدہ علیحدہ سے ڈال دیا ہے اور ایک level مقرر نہ ہونے کی وجہ سے وہ سیور کامیاب نہیں ہوتے جس کی وجہ سے ہر سال یا ہر نئی حکومت دوبارہ سے ایک ہی علاقے میں کام کرتی رہتی ہے اور اربوں روپے لگاتی رہتی ہے۔ میری حکومت سے گزارش ہے کہ ایک تو مجھے میرے اس سوال کا جواب دیا جائے اور دوسرا اس سلسلے میں اقدامات کے بارے میں بتائیں کہ بڑے شہروں کے ساتھ

ساتھ چھوٹے شہروں، گلی، محلوں میں بھی اس کا ایک level مقرر کردیں گے؟ تمام اداروں کو خصوصاً انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ کو چاہے وہ لوکل گورنمنٹ کے ہوں، TMAs کے ہوں، ضلعی حکومت کے ہوں یا پبلک ہیلتھ کے ہوں اس کا سیوریج plinth level کے حساب سے پڑے، کوئی سولنگ نالی اس سے اوپر نہیں ہو گی جس سے غریبوں کے مکانات تباہ ہوتے ہیں پھر انہیں دوبارہ سے بنانے پڑتے ہیں۔ میری اس سلسلے میں گزارش ہے کہ Engineering Wing کو کام میں لائیں اور پورے ملک کا بلکہ پورے صوبے کا plinth level نکالیں۔ یہ انتہائی اہم نکتہ ہے اس پر توجہ دیں اس سے کھربوں روپے کی بچت ہو گی اور جو غریب عوام کا پیسا ہے، جو ٹیکسوں سے آتا ہے یا قرضہ حاصل کر کے لیا جاتا ہے ہم اپنے ملک کو قرض تلے دبائے جاتے ہیں۔ میری اس سلسلے میں گزارش ہے کہ ان کی plinth level کے سلسلے میں کیا پالیسی ہے؟

جناب سپیکر: آپ ضمنی سوال کریں، گزارشات تو آپ علیحدہ بھی کر سکتے ہیں۔ آپ نے اس بارے میں جو ضمنی سوال کیا تھا اس کا جواب سن لیں یا آپ مزید سوال کرنا چاہتے ہیں؟

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں نے پوچھا تھا کہ plinth level کے سلسلے میں ان کی کیا پالیسی ہے اور جواب میں اس کا ذکر کیوں نہیں ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

سینئر وزیر آبپاشی و قوت برقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میرے بھائی نے جو بات کی ہے وہ بڑی جائز ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ جتنی برائیاں technically ہیں اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ میرے پاس دو ایکڑ زمین ہے میں نے اپنی زمین فروخت کی، اگلے مالک نے دو ایکڑ پھر فروخت کر دی۔ کسی نے 11 فٹ بھرتی ڈال کر گھر بنا لیا۔ اب صورتحال یہ ہے کہ میں نے ایسے ایسے گھر بھی فیصل آباد میں دیکھے ہیں جن کی بھرتی جہاں سے level شروع ہوتے ہیں اس سے بارہ بارہ فٹ اونچی ہے۔ یہ ہمارے معاشرتی problems ہیں اور یہ مسئلہ صرف صوبے میں ہی نہیں بلکہ پورے ملک میں ہے۔ باہر کے ملک میں اگر جائیں تو پورے کا پورا شہر ایک level پر ہوتا ہے یہاں ہمارے چار ایکڑ اگر کسی نے فروخت کئے ہیں اس نے اگلی سکیم بنالی ہے اور اگلے چار ایکڑ جناب کے تھے آپ نے اچھی سکیم بنالی کہ آپ کے پاس پیسے زیادہ ہیں، آپ نے اپنا level رکھ لیا۔ وہاں جو مکان بنانے آیا اسے کوئی روکنے والا نہیں، جو مرضی level رکھے کوئی روکنے والا نہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بنیادی طور پر پورے صوبے اور ملک کی problem ہے۔ یہ جو انہوں نے بات کی ہے میں

اس سے agree کرتا ہوں لیکن اب یہ بہت بگڑ چکا ہے۔ اب جس نے اپنا گھر 11 فٹ اونچا بنا لیا ہے اس گھر کو تو حکومت گرا نہیں سکتی اور سیور کا level بھی اسی طرح سے ہے کیونکہ ہمارے جتنے بھی شہر بنے ہیں جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ فیصل آباد شہر 80 ہزار لوگوں کے لئے بنایا گیا تھا اب وہاں تقریباً 25 لاکھ لوگ رہ رہے ہیں۔ اس وجہ سے یہ ایک problem ہے اور ہم حکومتی سطح پر کوشش کر رہے ہیں ۔

جناب سپیکر: معزز ممبران سے درخواست ہے کہ جب کوئی صاحب تقریر فرما رہے ہوں یا اپنا جواب دے رہے ہوں تو ان کے سامنے سے گزرنا مناسب نہیں ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ میرے اس سوال کے جز (ج) میں plinth level کے بارے میں ذکر تک نہ ہے اس کا ذمہ دار کون ہے؟

سینئر وزیر آبپاشی و قوت برقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں نے اس کا جواب دے دیا ہے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): راجہ صاحب! آپ نے زبانی طور پر فرمایا ہے اور میں آپ کی شفقت کو تسلیم کرتا ہوں کہ آپ نے اس problem کو acknowledge کیا ہے لیکن جواب میں اس کا ذکر تک نہ ہونے کا ذمہ دار کون ہے؟

سینئر وزیر آبپاشی و قوت برقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! جو انہوں نے بات پوچھی وہ میں نے بتا دی ہے اس سوال کے جواب میں واقعی اس کا ذکر نہیں ہے لیکن ان کا اصل جو issue تھا وہ میں نے بڑے اچھے طریقے سے بتا دیا اور میرے خیال میں اس میں کوئی کسر باقی نہیں رہ گئی۔ میں نے بھی دیکھا ہے کہ اس کا ذکر نہیں ہے شاید کوئی لکھنے میں یا ٹائپ کرنے میں ایسا ہو گیا ہو، ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب والا! میں نے دوسری گزارش یہ کی تھی کہ غریب علاقوں سے جو دو فیصد لیتے ہیں اس کے بارے میں بھی فرما دیں کہ کیا اس کو بھی ختم کر دیا جائے گا؟

جناب سپیکر: راجہ صاحب! میں گزارش کروں گا اور میں تمام محکمہ جات کے متعلق یہ بات کر رہا ہوں کہ جو جواب اسمبلی میں بھیجا جائے وہ وضاحت کے ساتھ اور سوچ سمجھ کر بھیجا جائے۔ اس کا جو اس طرح سے جواب دیا گیا ہے اس کے بارے میں آپ ہی کوئی ایکشن لیں جس نے ایسی رپورٹ دی ہے۔

سینئر وزیر آبپاشی و قوت برقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (راجہ ریاض احمد): بالکل ٹھیک ہے جی۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! اس کے خلاف ایکشن لیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ جب بھی جواب آتے ہیں وہ نامکمل اور غلط ہوتے ہیں۔ محکمے ہماری اسمبلی کو ایسے ہی ٹرخانے کے لئے بھیج دیتے ہیں اور ہم چپ کر کے بیٹھ جاتے ہیں۔ کسی ایک آدمی کو تو ہم کوئی سزا دیں۔ اس اسمبلی سے کسی ایک آدمی کو سزا دیں تاکہ وہ example بنے۔ اس کی وزیر صاحب commitment کر دیں یا لاء منسٹر commitment کر لیں۔

جناب سپیکر: دیکھیں! میں نے کہہ دیا ہے اور ruling دے دی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: اس پر کوئی time frame بھی دے دیں۔

جناب سپیکر: وہ مجھے اس کے بارے میں action کا بتائیں گے اور اسمبلی کو inform کریں گے۔ جی، محترمہ!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! واسا کا جو محکمہ ہے وہ لوکل گورنمنٹ کے under آتا ہے جو devolution programme میں ضلعی ناظم کے under ہے۔ کچھ تحصیلوں میں، کچھ اضلاع میں ڈرین سسٹم ہے سیوریج سسٹم ہے ہی نہیں۔ کچھ بڑے شہروں میں سیوریج سسٹم ہے اور کسی جگہ پر drains ہیں لیکن واسا ہمارے بلوں میں، خاص طور پر لاہور شہر کے بلوں میں سیوریج کے جو پیسے لیتا ہے اس کے لئے واسا سے رپورٹ طلب کی جائے کہ کچھ ٹیوب ویلوں پر جو سیوریج کا پانی صاف پانی کے ساتھ مل کر آتا ہے اس کے لئے انہوں نے کوئی فلٹر پلانٹ لگانے کا منصوبہ بنایا ہے، یونین کونسل کی سطح پر کتنے ٹیوب ویل ہیں اور ہمیں بتائیں کہ کیا کہیں فلٹر پلانٹ لگایا ہے تاکہ شہریوں کو پینے کا صاف پانی مل سکے؟

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں اپنے سوال کے بارے میں راجہ صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں اگر آپ کی اجازت ہو تو کیا میں پوچھ لوں؟

جناب سپیکر: جی، جی۔ آپ پوچھ لیں، میں صرف آپ کو اجازت دیتا ہوں، پھر اس کے بارے میں کوئی ضمنی سوال نہیں ہو گا۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جس طرح بڑے شہروں میں خوشحال علاقوں میں حکومت اپنے خرچ پر یہ تمام سہولیات مہیا کرتی ہے چاہے اس کے لئے واسا بنادے، چاہے اس کے لئے ایل ڈی اے بنادے یا ایف ڈی اے بنادے۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ حکومت کی کیا پالیسی ہے کہ غریب اور پسماندہ علاقوں میں رہنے والے غریب شہریوں کو جو فیصد کی قدغن لگائی گئی ہے وہ کب تک ختم ہو جائے گی یا اس کو ختم کرنے کے سلسلے میں کیا تجاویز ہیں؟ اس بارے میں حکومت کیا اقدامات کر رہی ہے؟

سینئر وزیر آبپاشی و قوت برقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میرے بھائی نے جو بات کی ہے میں اس سے اتفاق کرتا ہوں۔ یہ 2 فیصد کمیونٹی لاگت لے کر جو سکیم لوگوں کے حوالے کی جاتی ہے تو میں نے ابھی دیکھا ہے کہ تقریباً 50 فیصد سکیمیں بند پڑی ہیں، لوگ پائپ اکھاڑ کر لے گئے ہیں اور میں یہ گزارش کروں گا کہ ہم ایک نئی پالیسی بنا رہے ہیں اور اس پالیسی میں ایک تو ہم 2 فیصد نہیں لیں گے اور دوسرا لوگوں کے حوالے نہیں کریں گے کیونکہ لوگ اس کی proper care نہیں کرتے اور حکومت کا 50،60 لاکھ روپیہ لگتا ہے اور دو سال بعد وہ سکیم بند ہو جاتی ہے۔ ابھی 50 فیصد کے قریب سکیمیں بند پڑی ہیں کیونکہ لوگ اپنی طرف سے پیسے خرچ نہیں کرتے تو دو چیزیں میں انہیں ensure کراتا ہوں کہ ایک تو ہم 2 فیصد ختم کریں گے اور دوسرا سکیمیں محکمے کے پاس رہیں گی اس کی care محکمہ کرے گا اور وہ proper طریقے سے چالو رہیں گی۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: دیکھیں! تمام سوال ضمنی سوال ہیں۔ ہر بندے کے ضروری سپلیمنٹری ہیں۔ یہ ایجنڈا کس طرح سے ختم ہو گا؟

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! یہ پالیسی کے مطابق ہے۔ یہ واقعی بہت اہم معاملہ ہے۔ Plinth level کے بارے میں جواب آنے تک اس سوال کو pending کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: انہوں نے جواب دے دیا ہے۔آپ نیا سوال دے دیں،اس کا جواب آ جائے گا۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! انہوں نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا کہ plinth level کے بارے میں کیا پالیسی ہے ؟یہ ایک نہایت سنگین معاملہ ہے ۔یہاں پر سڑکوں کا level نہیں ہے ۔ سڑکیں کبھی اونچی ہو جاتی ہیں، کبھی نیچی ہو جاتی ہیں ۔میرے ساتھی نے بڑا درست سوال کیا ہے کہ کروڑوں اربوں روپے کا نقصان ہو جاتا ہے اور یہ جو ہمارا پنجاب میں development authorities کا محکمہ ہے اس کا ٹیکنیکل کنٹرول ان کے پاس ہے اور جب تک یہ یہاں لاہور سے پالیسی نہیں دیں گے ، نیچے ڈویلپمنٹ کے ادارے PMAs،ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کوئی اس پر عمل درآمد نہیں ہو گا اور چونکہ یہ ایک اہم معاملہ ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس سوال کو اس وقت تک pending کیا جائے جب تک ٹیکنیکل انجینئر اس کا جواب نہیں دیتے۔

جناب سپیکر: جی،اس کا جواب تو آ چکا ہے،انہوں نے جواب دے دیا ہے۔

جناب آصف منظور موہل: جناب سپیکر! اس میں یہ کہا گیا ہے کہ حکومت کی پالیسی واضح کی جائے۔ میں اس کو تھوڑا سا بتا دوں۔میں منسٹر صاحب سے پوچھنا چاہوں گا کہ RCOs نے MPAs کے ساتھ ڈویژنل level پر میٹنگ کی اس میں ایجوکیشن ، highways، پبلک ہیلتھ سب کی سکیمیں رکھی گئیں مگر سولنگ کے لئے انہوں نے کہا کہ یہاں پر آپ MPAs پیسا نہیں دے سکتے تو اس کی وضاحت کی جائے کہ کیوں نہیں دے سکتے ؟ جبکہ ہم لوگوں کا دیہی علاقوں سے تعلق ہے، وہاں سولنگ ہی ایک ایسی چیز ہے جو ہم اندرون چوک دے کر لوگوں کو تھوڑا سا facilitate کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

رانا محمد ارشد: جناب سپیکر! میرا ایک سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی،اس کا طریقہ کار تو یہ ہے کہ جس کا ضمنی سوال ہے اس کا جواب آنے دیں۔اس کے بعد آپ اپنا سوال کر لیں۔

رانا محمد ارشد: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ آپ کا کروڑوں،اربوں روپیہ اس سکیم پر لگتا ہے لیکن جو سیوریج کی سکیم ہے اور جو واٹر سپلائی کی سکیم ہے اس میں پائپ ساتھ ساتھ ہوتے ہیں جب تک ہم اس سسٹم کو ٹھیک نہیں کریں گے ، پینے والے پانی کا ہم نے سلسلہ شروع کیا ہے وہاں پر ہم کروڑوں روپیہ لگاتے ہیں، یہ سسٹم ٹھیک نہیں ہو سکتا اور معذرت کے ساتھ جو محکمے کے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں کہ ایک

سیوریج سسٹم پر کروڑوں روپے لگتے ہیں لیکن چھ ماہ بعد وہ disturb ہو جاتا ہے اور اس کا کوئی پُرسان حال نہیں ہوتا۔ یہ میرا حلقہ شاہ کوٹ ہے وہاں پر آپ نے چار، ساڑھے چار کروڑ روپے کی سکیم لگائی ہے، چھ ماہ نہیں گزرے، اس کی ٹھیکیدار نے compaction کی ہے، نہ اس کو کوئی پوچھنے والا ہے اور نہ کوئی پُرسان حال ہے۔ نالیاں بند ہو گئی ہیں، roads پر پانی ہے، kindly یہ پالیسی بنائیں کہ یہ سکیمیں محکمے کے پاس رہنی چاہئیں اور میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ جو ٹھیکیدار ٹھیک کام نہیں کرتے ان کو black list کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

سینئر وزیر آبپاشی و قوت برقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! جو موہل صاحب نے سوال پوچھا ہے اگرچہ اس سوال سے related تو نہیں ہے کہ پانی، سولنگ، نالی اور سیوریج۔ یہ ایم پی اے یہ کا کام ہے اور جہاں پر بڑے شہر ہیں وہاں پر واسا ہے اس لئے ہم نے اس میں MPAs کو involve نہیں کیا اور جو بات میرے بھائی نے کہی ہے میں بالکل اس کو مانتا ہوں کیونکہ پچھلے آٹھ سالوں میں جس طرح ملک کا حلیہ بگاڑا گیا ہے اسی طرح تمام محکموں کا بھی حلیہ بگڑ چکا ہے اور محکموں کے اندر بہت سے مسائل ہیں، ہم ابھی آہستہ آہستہ اس پر کنٹرول کر رہے ہیں۔ ان کے جو کالے کرتوت ہیں وہ ایک دن میں تو ٹھیک نہیں ہو سکتے، کچھ ٹائم لگے گا۔ انشاء اللہ ٹھیکیداروں کو بھی black list کریں گے اور جو لوگ محکمے کا نقصان کر رہے ہیں ان کو بھی سزا دیں گے اور جن لوگوں نے ان سے غلط کام کرائے ہیں ان کو بھی سخت سے سخت سزا دیں گے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! انہوں نے جو خرابیاں کرنی ہیں اُن کو کون ٹھیک کرے گا؟ یہ آٹھ سال کی خرابیاں ٹھیک کرنے آ گئے ہیں، اب یہ ٹھیک کریں لیکن اب یہ جو مزید بیڑا غرق کئے چلے جا رہے ہیں، مہنگائی بھی دُگنی تگنی ہو رہی ہے، ہر چیز تباہ و برباد ہو رہی ہے، ایگریکلچر ٹیکس نافذ ہو گئے ہیں، ایک بربادی کا عالم ہے، اس کو کون ٹھیک کرے گا؟

جناب احمد خان بلوچ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ گزارش کی گئی تھی کہ ایک دن رکھ دیں یا ہفتہ رکھ دیں جس میں پچھلے آٹھ سال کو کوستے رہیں۔ اس کے بعد اب present and future کی طرف

دیکھیں۔ ماضی سے نکل کر آگے دیکھیں، جو مسائل ہیں ان کو address کریں، ہر بات کا یہی جواب کہ پچھلے آٹھ سال میں یہ ہو گیا، تاریخ پچھلے آٹھ سال سے پہلے بھی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اگر آپ اس کا جواب نہ دیں تو بہتر ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ اس کے لئے ایک دن مقرر کر دیں۔

جناب سپیکر: نہیں، لغاری صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ مہربانی کریں کہ جب یہ پچھلے آٹھ سال کی بات کیا کریں تو آپ انہیں روک دیا کریں۔

جناب سپیکر: جی، دیکھیں! مجھے نہیں پتا کہ انہوں نے کیا بات کرنی ہے اگر مجھے پتا ہوتا کہ یہ کوئی ایسی بات کریں گے تو یقیناً میں روک دیتا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ ایسی ہی بات کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: چلیں! چھوڑیں، اب آگے چلیں ۔ .Let's proceed further جی، بلوچ صاحب! آپ اسی پر ضمنی سوال کر رہے ہیں؟ دیکھیں! آپ نے ایک دو سوالوں پر کتنا ٹائم لے لیا ہے۔ اب 25 منٹ میں کیا ہو گا؟

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ---

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! اس پر آٹھ دفعہ ضمنی سوال ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر: جی ہاں، میں بس ان کی بات سُن لوں اس کے بعد ختم کرتا ہوں۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ دیہاتوں میں اتنی غریب آبادیاں ہوتی ہیں جن کا نام ہی غریب آباد رکھا جاتا ہے اور ان کے لئے یہ کہتے ہیں کہ 2 فیصد جمع کراؤ۔

جناب سپیکر: انہوں نے پالیسی بتا دی ہے۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! صرف ایک سوال کہ اگر یہ review کرنا چاہتے ہیں تو اتنا بتا دیں کہ کیا یہ اس سال review ہو جائے گا؟ اس سال جو سکیمیں بنائی گئی ہیں کیا وہ 2 فیصد کے بغیر چالو ہو سکیں گی؟

جناب سپیکر: جی، انہوں نے بات کر لی ہے۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! اس سال کے بجٹ کی surety دے دیں۔

جناب سپیکر: اس کی ضرورت نہیں ہے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ ابھی آپ تشریف رکھیں۔ ہم سوالات کی طرف جا رہے ہیں، آپ کی بڑی مہربانی ہو گی۔ آپ ذرا غور سے سُنیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میری صرف ایک بات سُن لیں۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ ابھی آپ تشریف رکھیں۔ ہم سوالات کی طرف جا رہے ہیں، آپ کی بڑی مہربانی۔ سوالات کی بات کرنے دیں، سوالات آنے دیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! سوالات سے پہلے میری ایک بات سُن لیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! مناسب نہیں لگتا۔ نہیں، میں نے کہہ دیا ہے۔ جی، next question

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میرا ایک مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر: .I say no جی، next question میاں نصیر صاحب کا ہے؟ جی، میاں نصیر صاحب بولئے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 103 ہے۔

## ایل ڈی اے میں بدعنوانی میں ملوث ملازمین کی انکوائریاں و دیگر تفصیل

میاں نصیر احمد: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایل ڈی اے میں بدعنوانی میں ملوث ملازمین کے خلاف قواعد و ضوابط کے مطابق انکوائریاں چل رہی ہیں؟

(ب) جو ملازمین بدعنوانی میں ملوث ہیں ان کے نام، عہدہ اور جو بدعنوانی کی گئی ہے اس سے متعلق تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ج) کیا حکومت ان بدعنوان ملازمین کے خلاف کوئی ایکشن لینے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) ایل ڈی اے میں ملازمین کے خلاف کل 33 انکوائریاں چل رہی ہیں جن میں سے 18 انکوائریاں بدعنوانی کے ضمن میں آتی ہیں۔

(ب) جو 18 انکوائریاں بدعنوانی کے ضمن میں آتی ہیں ان میں جو ملازمین ملوث ہیں ان کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) جی ہاں، انکوائریاں مکمل ہونے کے بعد انکوائری آفیسر کی چھان بین اور سفارشات کی روشنی میں قانون کے مطابق سزا دی جائے گی۔

جناب سپیکر: اس بارے میں کوئی ضمنی سوال ہے؟

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! اس میں میرا ضمنی سوال بنتا ہے۔ میں نے ان سے بدعنوانی کے حوالے سے ایک سوال کیا تھا۔ انہوں نے مجھے جو لسٹ دی ہے اس میں بتایا گیا ہے کہ 18 انکوائریاں چل رہی ہیں اور اس میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ "انکوائریاں مکمل ہونے کے بعد انکوائری آفیسر اس کی چھان بین کریں گے اور اپنی سفارشات کی روشنی میں سزا دیں گے۔" اس لسٹ میں جتنے افسران کے نام دیئے گئے ہیں وہ اب بھی ایل ڈی اے میں بڑی اچھی پوسٹ پر لگے ہوئے ہیں حالانکہ مجھے یہ بتایا گیا ہے کہ پچھلے آٹھ مہینے سے ان کے خلاف انکوائریاں چل رہی ہیں تو میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ انکوائریاں کب تک چلتی رہتی ہیں، یہ کہیں جا کر رُکتی بھی ہیں یا نہیں؟

جناب سپیکر: جی، کھوسہ صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ اور ہاؤسنگ و شہری ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! کچھ انکوائریاں litigation میں ہیں، کچھ pending ہیں اور میں اپنے colleague کو ensure کراتا ہوں کہ انشاء اللہ بہت جلد ہم ان پر decisions لے لیں گے اور اس کے علاوہ اگر ان کی کوئی بات ہو تو وہ ہمیں ضرور بتائیں۔ ہم انشاء اللہ اس کی روشنی میں pursue کریں گے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میں منسٹر صاحب سے یہ توقع کرتا ہوں کہ یہ جو ساری کارروائی ہو رہی ہے ان کے علم میں ہے۔ میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ مجھے اور اہل لاہور کو تھوڑی سی یقین دہانی کرا دیں کہ کتنے ٹائم کے اندر یہ انکوائریاں مکمل کر دی جائیں گی تاکہ انہوں نے اگر کوئی جرم کیا ہے تو

انہیں سزا دی جائے بلکہ وہ اچھی post پر بیٹھے ہوئے ہیں اور ان کو وہاں سے بھی نکالا جائے اور یہ صرف ٹائم فریم بتادیں کہ یہ انکوائریاں مہینہ یا دو مہینے چلیں گی؟

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ اور ہاؤسنگ و شہری ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! انکوائریوں کی nature کے مطابق میں ان کو time frame تو نہیں دے سکتا لیکن میں انہیں یہ یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ بہت جلد ان انکوائریوں کو مکمل کر کے ان کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میری گزارش صرف یہ ہے کہ یہ بڑی بدقسمتی ہے کہ انکوائریوں کا یہ سلسلہ صرف ایک LDA میں نہیں بلکہ بہت سے department کے اندر چل رہا ہے اور اگر آپ اور ہم مل کر اس بدعنوانی کو اداروں کے اندر سے ختم کرنا چاہتے ہیں تو میرے خیال میں میری ذاتی آراء یہی ہے کہ کم از کم جو افراد اس کرپشن میں ملوث رہے ہیں تو ان کے خلاف تھوڑی سی اور انتہائی کم مدت میں سزا دی جائے تاکہ وہ باقی محکموں کے لئے عبرت کا نشان بنیں بلکہ normally practice یہی رہی ہے کہ چار چار سال انکوائری چلتی ہے اور وہ اپنی نوکریاں بھی کرتے ہیں اور benefit بھی لیتے ہیں اور پانچ سال کے بعد آخر کار یہ ہوتا ہے کہ ۔۔۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ کہیں دیکھ نہیں پائے ہیں کہ انکوائری کا ٹائم fix ہوتا ہے کہ اتنے دن میں یہ انکوائری مکمل ہو گی تو اس specific time کے اندر ہی انکوائریاں مکمل ہوتی ہیں اور سالہا سال نہیں لگتے۔

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ "بدعنوانی قانون کی رو سے جرم ہے" تو کیا بدعنوان 18 ملازمین کے خلاف فوجداری مقدمات درج کرائے گئے ہیں یا نہیں؟ انکوائری تو ہوتی رہے گی اور انکوائری کرنا تو محکمے کا اپنا کام ہے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ اور ہاؤسنگ و شہری ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! میں یہ بتانا چاہوں گا کہ جب ان کے اوپر کوئی چیز ثابت ہو گی تو اس کے بعد ہی اس میں ان کو frame کیا جا سکے گا، اس وقت ان کے خلاف جو cases لائے گئے ہیں ان کے مطابق ان کے خلاف انکوائریاں چل رہی ہیں۔

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! یہ جرم کر چکے ہیں۔ انکوائری میں تو سالہا سال لگ جائیں گے۔ جب انکوائری مکمل ہو گی، اگر fair ہیں تو۔۔۔

جناب سپیکر: دیکھیں! میری بات سنیں، ان کے محکمے کے متعلق آپ کے پاس کوئی ایسی مثال ہے جس کی انکوائری میں سالہا سال لگ گئے ہوں؟ انکوائری کا ایک ٹائم ہوتا ہے۔

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! بدعنوانی ایک جرم ہے تو پہلے ان کے خلاف پرچہ ہونا چاہئے اور پھر انکوائری ہونی چاہئے۔ اگر وہ انکوائری میں صاف ہوتا ہے تو پرچہ خارج ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: آپ یہ بتائیں کہ ان میں کتنے اور کون سے آدمی ہیں جن کے خلاف FIR درج ہے؟

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! میرے پاس fix figures نہیں ہیں۔ آپ pending کر دیں، میں تفصیل لے آؤں گا لیکن قانونی طور پر تو جرم ہے، یہ تو ثابت کریں۔

جناب سپیکر: کھوسہ صاحب یہ 18 کے 18 انکوائری میں ہیں یا ان کے خلاف کوئی criminal case بھی درج ہوا ہے؟

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ اور ہاؤسنگ وشہری ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جی، نہیں۔ جناب سپیکر! ان کے خلاف ابھی انکوائری pending ہے، انکوائری آفیسر کے مطابق ایک دو cases اس طرح کے ہیں کہ جن کے خلاف انکوائری کی گئی تھی لیکن انہوں نے انکوائری کو رکوانے کے حوالے سے کورٹ میں رٹ پٹیشن دائر کر دی ہے، باقی cases inquire ہو رہے ہیں۔

جناب سپیکر: اس میں آپ اتنا کریں کہ آپ کوئی ٹائم دیں کہ اتنے ٹائم میں انکوائری مکمل کر کے رپورٹ دیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ اور ہاؤسنگ وشہری ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! ہم کر رہے ہیں۔

سید زعیم حسین قادری: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی!

سید زعیم حسین قادری: جناب سپیکر! میری استدعا یہی ہے کہ یہ معاملہ واقعی غور طلب ہے اور میری عرض یہی ہے کہ کوئی بھی محکمانہ کارروائی میں ،اس ہاؤس کی اس پر capacity اور capability ہونی چاہئے کہ ہم باقاعدہ اس مسئلہ پر قانون سازی کریں اور تمام internal departmental inquires کے لئے ایک specific time decide کیا جائے، ہوتا یہ ہے کہ اگر ایک افسر کا تبادلہ ہو جاتا ہے تو نیا افسر آکر یا تو اس کی file دبا لیتا ہے یا پھر وہ اس کو pending کرتا چلا جاتا ہے اور اس کے بعد پھر کسی بھی عدالت سے stay لا کر اس انکوائری کو سالہا سال تک side پر رہنے دیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر! میری استدعا یہ ہے کہ ہر محکمے میں محکمانہ کارروائی پر categorically defined کیا جائے کہ یہ ایک particularly period by the order of the Government of the Punjab. Specified ہے،اس period کے اندر چاہئے وہ کوئی بھی محکمہ ہو، یہ جو particularly انکوائری ہے وہ ایک یا دو ماہ میں اس کو مکمل کرے لیکن اس سے زیادہ نہ ہو۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میں آپ کے اور منسٹر صاحب کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ بڑی حیرانگی کی بات ہے کہ ایک انکوائری 2001 میں سات سال پہلے initiate ہوئی تھی، اسی طرح ایک 2003 میں documents کی forgery کی گئی تھی اور اس کو initiate کیا گیا تھا تو 5 اور 7 سال ہو گئے تو اس میں، میں یہی request کروں گا کہ ہمیں تھوڑا سا دھیان دینے کی ضرورت ہے، اگر ہم تھوڑا دھیان دیں تو یقیناً اس میں بہت لوگوں کا بھلا ہو گا۔

جناب سپیکر: جی، کھوسہ صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ اور ہاؤسنگ و شہری ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! اس کا پہلے جواب دے دیا ہے جو cases ہیں ان کی duration کو دیکھتے ہوئے ان کو ہم pursue کر رہے ہیں تو انشاء اللہ جلد ہی ہم ان کی final detail کر لیں گے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ آگے میاں نصیر صاحب کے بعد رانا بابر حسین صاحب ہیں۔۔۔

**ڈاکٹر محمد اختر ملک:** پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میرا یہ سوال بڑی اہمیت کا حامل ہے اگر اس کو out of turn لیں تو بڑی مہربانی ہوگی۔

**جناب سپیکر:** اس کا procedure بہت لمبا ہے، آپ کو پھر انتظار کرنا پڑے گا۔

**ڈاکٹر محمد اختر ملک:** جناب سپیکر! یہ پہلے بھی چار ماہ بعد آیا ہے۔ kindly کر دیں کیونکہ بڑا گھپلا ہوا پڑا ہے، اس سے تمام ملتان والوں کا فائدہ ہے۔

**جناب سپیکر:** جب ٹائم ختم ہوگا تو اس کے بعد ہم اس کو next time میں رکھ لیں گے۔ آپ pending کروا سکتے ہیں لیکن ایسے نہیں ہوگا کیونکہ ضابطہ آپ لوگوں نے بنایا ہے، میں نے اکیلے نہیں بنایا لہذا اس کے مطابق ہم چلیں گے۔

**ڈاکٹر محمد اختر ملک:** جناب سپیکر! please تھوڑا سا ٹائم دے دیں۔

**جناب سپیکر:** میرے بھائی! میری ہمدردیاں آپ کے ساتھ ہیں لیکن میری مجبوری ہے۔ رانا بابر حسین صاحب! تشریف نہیں رکھتے؟

**جناب محمد محسن خان لغاری:** on his behalf سوال نمبر 1190 (معزز رکن نے رانا بابر حسین کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 1190 دریافت کیا)

## تحصیل میاں چنوں کے چکوک میں سیوریج کے مسائل

1190: **رانا بابر حسین:** کیا وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) تحصیل میاں چنوں کے کس کس چک / گاؤں میں سیوریج بچھایا گیا ہے ان کے نام اور تخمینہ لاگت کی تفصیل بتائیں؟

(ب) کتنی سیوریج سکیمیں محکمہ کے پاس ہیں اور کون کون سی Users کمیٹیوں کے حوالہ کی جا چکی ہیں؟

(ج) کتنی چالو حالت میں ہیں اور کتنی بند پڑی ہیں؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ سیوریج سکیم چک نمبر 92، 98، 26، 15 اور 16 / 15-ایل کی بند ہو چکی ہے، گندہ پانی گلیوں میں کھڑا ہے جس کی وجہ سے ان سکیموں پر حکومت کا کروڑوں روپے خرچ کردہ فنڈ ضائع ہو رہا ہے؟

(ہ) کیا حکومت ان سکیموں کو بحال کرنے کے لئے رقم فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

**وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (راجہ ریاض احمد):**

(الف) تحصیل میاں چنوں میں نکاسی آب کی 63 سکیمیں 1985 سے 2000 تک بنائی گئی ہیں، جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تمام سکیمیں یوزرز کمیٹیوں کے حوالہ کی جاچکی ہیں۔

(ج) 29 سکیمیں چالو حالت میں جبکہ 34 بند پڑی ہیں۔

(د) سکیم 92،15 ایل، 94-1993 میں مکمل ہوئی تھی لیکن بجلی کے بل کی عدم ادائیگی کے باعث بند ہو گئی تھی تاہم اب کمیٹی چک ہذا متبادل ذریعہ (ٹریکٹر) سے سکیم چلا رہی ہے۔ 26-15 ایل اور 16،15 ایل سکیمیں نہ ہیں۔

(ہ) موجودہ حکومت بند شدہ سکیموں کی بحالی کے سلسلہ میں تجاویز پر غور کر رہی ہے۔

**جناب سپیکر:** جی، کوئی ضمنی سوال؟

**جناب محمد محسن خان لغاری:** جناب سپیکر! اس سوال کے جز (الف) میں ہے کہ ”تحصیل میاں چنوں کے کس کس چک/گاؤں میں سیوریج بچھایا گیا ہے ان کے نام اور تخمینہ لاگت کی تفصیل بتائیں“؟

اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ ”تحصیل میاں چنوں میں نکاسی آب کی 63 سکیمیں 1985 سے 2000 تک بنائی گئی ہیں جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے“۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ 2000 تک اس کو روک کیوں دیا گیا، 2000 سے لے کر 2007 تک کتنی سکیمیں بنائی گئی ہیں؟ ان کی تفصیلات سے آگاہ کیا جائے اور اس میں 2000 کا cut of point کیوں لگا دیا گیا ہے؟ ہمیں 2007 تک کی سکیموں کی بھی تفصیل بھی بتائی جائے؟۔

**جناب سپیکر:** جی، جناب!

**سینئر وزیر آبپاشی و قوت برقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (راجہ ریاض احمد):** لغاری صاحب! ذرا ایک دفعہ مہربانی کریں پھر فرمادیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میرا وزیر موصوف سے سوال یہ ہے کہ سوال نمبر 1190 کے جز (الف) کے جواب میں کہا گیا ہے کہ "تحصیل میاں چنوں میں نکاسی آب کی 63 سکیمیں 1985 سے 2000 تک بنائی گئی ہیں جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے"۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ 2000 کے اوپر یہ cut of point کیوں لگا دیا گیا ہے جبکہ سوال کے اندر کوئی سال کا ذکر نہیں تھا۔ 2000 سے لے کر 2007 تک کتنی سکیمیں بنائی گئی ہیں ان کی تفصیلات سے آگاہ کیا جائے؟

سینئر وزیر آبپاشی وقوت برقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! اس کی تفصیل سے آگاہ کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے 2000 کے بعد یہ آ گئے تھے اس کے بعد کوئی ترقیاتی کام ہو ہی نہیں سکتا تھا کیونکہ انہوں نے لوٹنا تھا اور یہ لوٹتے رہے۔

جناب محمد محسن خاں لغاری: جناب سپیکر! میری آپ سے استدعا ہے کہ کیا اس سوال کا یہی official answer ہے؟

جناب سپیکر: آپ ذرا اسے satisfy کریں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ شرارت والی باتیں اس سارے ایوان کے تقدس کو پامال کرتی ہیں۔

جناب سپیکر: جی، نہیں شرارت والی بات نہیں، آپ شرارت کہہ سکتے ہیں میں تو نہیں کہہ سکتا۔

سینئر وزیر آبپاشی وقوت برقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں شرارت نہیں کر رہا، میں تو حقیقت کی بات کر رہا ہوں، انہوں نے ابھی کہا ہے کہ ایک دن رکھ لیں اس دن ہمارے جتنے کالے کرتوت ہیں ان پر بات کر لیں تو جناب! آٹھ سال کے ایک دن کیسے میں ہو سکتے ہیں؟ ہمیں کم از کم آٹھ سال ہر روز ان کو کہنا ہے کہ آٹھ سال کے آپ کے کالے کرتوتوں کی وجہ سے ہر صبح اور شام اس صوبے کو لوٹا گیا اور اس کو نقصان پہنچایا گیا۔ ان کے سابق وزیراعلیٰ چودھری پرویز الہٰی۔۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: نہیں، راجہ صاحب! نہیں۔ Let us come to the point راجہ صاحب! ضمنی سوال کا جواب دیجئے؟ یہ تو مناسب نہیں۔

**سینئر وزیر آبپاشی وقوت برقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (راجہ ریاض احمد):** جناب سپیکر! یہ سوال پڑھ لیں۔انھوں نے سوال میں پوچھا ہے کہ تحصیل میاں چنوں کے کس کس گاؤں میں سیوریج بچھایا گیا؟ان کے نام اور تخمینہ لاگت بتایا جائے۔ہم نے کہا ہے کہ تحصیل میاں چنوں میں1985 سے 2000تک نکاسی آب کی63 سکیمیں بنائی گئیں جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔آگے یہ جو پوچھنا چاہتے ہیں پوچھیں۔

**جناب محمد محسن خان لغاری:** جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ 2000کا cut of point کیوں لگایا گیا ہے؟ جو سکیمیں2000 کے بعد کی ہیں ان کی تفصیل کیوں نہیں بتائی گئی؟

**سینئر وزیر آبپاشی وقوت برقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (راجہ ریاض احمد):** جناب سپیکر! بنی نہیں ہوں گی۔میں نے بتا تو دیا ہے۔

**جناب محمد محسن خان لغاری:** کیا اس کا official جواب یہی ہے کہ میاں چنوں میں 2000 کے بعد نکاسی آب کی کوئی سکیم نہیں بنائی گئی؟

**جناب سپیکر:** انھوں نے categorically یہ نہیں کہا۔

**جناب محمد محسن خان لغاری:** پھر کیا کہا ہے؟

**جناب سپیکر:** انھوں نے کہا ہے کہ بنی نہیں ہوں گی؟ ہو سکتا ہے بنی ہوں ہو، سکتا ہے نہ بنی ہوں۔

**سینئر وزیر آبپاشی وقوت برقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (راجہ ریاض احمد):** جناب سپیکر! میں نے بڑا واضح جواب دیا ہے کہ 2000 کے بعد وہاں کوئی سکیم نہیں بنی۔

**جناب محمد محسن خان لغاری:** جناب سپیکر! آپ اس وقت biassed ہو رہے ہیں، مہربانی کر کے neutral رہیں۔جو غلط جواب دیا جا رہا ہے اس پر ان کی سرزنش کی جائے۔

**جناب سپیکر:** آپ ان کی سکیمیں ایوان کی میز سے پڑھیں۔

**جناب محمد محسن خان لغاری:** جناب والا! اس میں 2000 تک کا بتایا گیا ہے۔میرا سوال ہے کہ 2000 کے بعد کی سکیموں کا بتائیں۔

جناب سپیکر: پھر نیا سوال دے دیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ نیا نہیں بلکہ اسی سوال کا ضمنی سوال بنتا ہے کیونکہ پہلے سوال پر time frame نہیں دیا گیا۔ اس میں یہ نہیں کہا گیا کہ 2000 تک تفصیل دی جائے بلکہ اس میں کہا گیا ہے کہ تفصیل دی جائے۔ لہذا میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ 2000 کا cut of point کیوں لگایا گیا ہے؟

سینئر وزیر آبپاشی وقوت برقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میرے خیال میں لغاری صاحب کو میری بات کی سمجھ نہیں آ رہی۔ میں بڑی سنجیدہ بات کر رہا ہوں لیکن وہ کہتے ہیں کہ آپ تنقید کر رہے ہیں۔ میں اس floor پر کھڑے ہو کر کہہ رہا ہوں کہ اس کے بعد سکیمیں نہیں بنیں۔ اب میں اور کس طرح بتاؤں، کیا لکھ کر دوں؟

جناب سپیکر: جی، لغاری صاحب! آپ نے راجہ صاحب کی بات سن لی ہے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! پھر ان کا یہی جواب ہے کہ 2000 کے بعد وہاں پر کوئی سکیم نہیں بنی تو اسمبلی اس پر ایکشن لے گی؟

جناب سپیکر: جی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: اگر یہ جواب غلط ہوا تو کیا اسمبلی کوئی action لے گی؟ اگر میں ثبوت لا کر دوں کہ 2000 کے بعد بھی وہاں پر سکیمیں بنی ہیں۔

جناب سپیکر: یہ آپ کا استحقاق ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: تو کیا آپ میرے استحقاق مجروح ہونے پر میری تحریک باضابطہ قرار دیں گے؟

جناب سپیکر: جی، باضابطہ قرار دی جائے گی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: شکریہ۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! سوال کے جز (د) میں لکھا ہوا ہے کہ "کیا یہ درست ہے کہ سیورتج سکیم چک نمبر 15,26,98,92 اور 16/15 ایل بند ہو چکی ہے۔ اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ سکیم نمبر 92، 15 ایل 94-1993 میں مکمل ہوئی تھی لیکن بجلی کے بل کی عدم ادائیگی کی وجہ سے بند ہو گئی تاہم اب کمیٹی ٹریکٹر سے یہ سکیم چلا رہی ہے۔ در اصل مجھے بجلی اور ٹریکٹر کے relation کی سمجھ نہیں آئی، میں چاہ رہی تھی کہ ذرا اسے explain کر دیں۔ میرا دوسرا سوال یہ ہے کہ اس سوال کے آخری جز میں ہے کہ "موجودہ حکومت بند سکیموں کی rehabilitation کی تجاویز پر غور کر رہی ہے"۔ لہذا میری استدعا ہے کہ for example ایک دو تجاویز بتا دی جائیں۔

جناب سپیکر: جی، راجہ صاحب!

سینئر وزیر آبپاشی و قوت برقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ ہم دیہاتی علاقوں میں لوگوں سے 2 فیصد لے کر سکیمیں بناتے تھے لیکن جب اسے practically دیکھا ہے تو اس میں بہت بڑا خلا نظر آیا ہے کہ وہ چلتی نہیں ہیں۔ لوگ اس میں investment نہیں کرتے، اس کی care نہیں کرتے۔ اس وجہ سے وہ سکیمیں تقریباً 70 فیصد بند پڑی ہیں۔ اب ہم ایک پالیسی بنا رہے ہیں کہ آئندہ سے محکمہ جو سکیم بنائے گا اس کے لئے وہاں سے پیسا نہیں لے گا اور محکمہ خود ہی اس کی دیکھ بھال کرے گا اور بعد میں اسے maintain کرنے کا خرچہ بھی محکمہ ہی کرے گا۔ اگر کسی سکیم پر حکومت کا 50 لاکھ روپیہ لگ چکا ہے اور 10 لاکھ روپیہ مزید لگانے سے وہ سکیم چلتی ہے تو ہماری first priority یہ ہے کہ اس کو چلایا جائے۔ آئندہ جو بھی سکیم بنے گی اسے محکمہ خود ہی look after کرے گا۔

محترمہ شہزادی عمرزادی ٹوانہ: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ شہزادی عمرزادی ٹوانہ: جناب سپیکر! میں میاں چنوں کی سکیموں کے بارے میں وزیر صاحب سے پوچھنا چاہوں گی کہ انھوں نے ان سکیموں پر ٹوٹل لاگت نہیں بتائی۔ How much did they cost? اگر وہ سکیمیں 2000 تک ختم ہو گئی تھیں تو اب 7 سال ہو چکے ہیں اور

ان کی حکومت کو بھی کافی مہینے ہو چکے ہیں۔لہذا اب تک ان سکیموں کا notice کیوں نہیں لیا گیا اور ان کو چالو کیوں نہیں کیا گیا؟

**سید حسن مرتضیٰ:** پوائنٹ آف آرڈر! جناب سپیکر! پریس والے باہر چلے گئے ہیں۔

**سینئر وزیر آبپاشی و قوت برقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (راجہ ریاض احمد):** جناب سپیکر! میں آپ کی اور آپ کی وساطت سے پورے ہاؤس کی توجہ چاہتا ہوں کہ پریس والوں کی طرف سے لکھا ہوا آیا ہے کہ کل میو ہسپتال لاہور میں ڈینگی وائرس کی رپورٹ تیار کرنے کے دوران ڈپٹی میڈیکل سپرنٹنڈنٹ ڈاکٹر علیم نے خاتون رپورٹر کے بازو مروڑے، زدوکوب کیا، موبائل فون چھین لیا، حبس بے جا میں رکھا اور تھانے میں مقدمہ درج کرایا۔لہذا میں لاء منسٹر صاحب سے کہوں گا کہ وہ اس معاملے میں مہربانی کر کے ادھر سے رپورٹ منگوالیں اور آپ سے گزارش ہے کہ ایک کمیٹی تشکیل دیں جو جاکر صحافی بھائیوں سے بات کرے۔

**جناب سپیکر:** زعیم حسین قادری صاحب ادھر ہیں؟

**محترمہ آمنہ الفت:** پوائنٹ آف آرڈر۔

**سید حسن مرتضیٰ:** جناب سپیکر! ایک خاتون کو بھی ڈال دیں۔

**جناب سپیکر:** آمنہ الفت صاحبہ ! آپ جانا چاہتی ہیں؟

**سینئر وزیر آبپاشی و قوت برقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (راجہ ریاض احمد):** جناب سپیکر! لغاری صاحب اور زعیم قادری صاحب کو بھیج دیں۔

**جناب سپیکر:** لغاری صاحب، حاجی اسحاق صاحب۔۔۔

**محترمہ ساجدہ میر:** جناب سپیکر! یہ کہا گیا تھا کہ ڈینگی وائرس کے سپرے کے لئے ہر ممبر اسمبلی کو دو دو بندے دیئے جائیں گے۔اگر خاتون نے یہ از خود کیا ہے تو بڑا اچھا کیا ہے اور اس نے بہتری کے لئے کیا ہے لیکن ان کے ساتھ سراسر زیادتی ہوئی ہے، اس پر notice لینا چاہئے۔میں یہ گزارش کرنا چاہتی ہوں کہ یونین کونسل کی سطح پر ہمیں جو حلقے لگتے ہیں آپ ہمیں ان میں ڈال دیجئے اور ہر یونین کونسل میں سپرے کرنے کے لئے کم از کم دو بندے ہمیں دیئے جائیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! میں تو کمیٹی بنا رہا تھا اور آپ نے تقریر کرنا شروع کر دی۔اس کمیٹی میں رانا افضل صاحب، زعیم قادری صاحب، وزیر ریونیو حاجی محمد اسحاق صاحب، محترمہ آمنہ الفت صاحبہ اور لغاری صاحب، آپ تمام صاحبان جا کر صحافی بھائیوں سے بات کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر اس سلسلے میں مجھے وقت دیں تو میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔یہ ٹیم ڈینگی وائرس کے مریضوں کی footing بنانے کے لئے باقاعدہ میو ہسپتال کے میڈیکل سپرنٹنڈنٹ سے اجازت لے کر وہاں گئی تھی لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ڈاکٹر صاحب نے ان کے ساتھ غیر اخلاقی اور غیر قانونی سلوک کیا ہے۔"نیوز" کے انچارج شفیق اعوان صاحب کل ہی فون پر یہ معاملہ میرے علم میں لائے تھے۔میری کل متعلقہ ایس ایچ او، ڈی ایس پی اور ایس پی صاحب سے بات ہو گئی تھی اور میں نے انہیں کہا تھا کہ آپ اس سلسلے میں preliminary انکوائری کریں اور جو بھی حسب ضابطہ قانونی کارروائی بنتی ہے وہ عمل میں لائیں۔میں سمجھتا ہوں کہ یہ کارروائی ہو چکی ہو گی۔ابھی 11.00 بجے ہیں، صحافی بھائی ہمیں آدھے، پونے گھنٹے کا ٹائم دے دیں اور اپنے کام پر اپنی گیلری میں واپس آ جائیں۔میں اتنی دیر میں متعلقہ افسران کو یہاں بلا لیتا ہوں۔پہلی بات تو یہ ہے کہ قانون اور ضابطے کے مطابق جو بھی کارروائی بنتی ہے وہ ہو چکی ہو گی لیکن اگر اس میں کوئی کسر رہ گئی ہو گی تو پھر میں، سینئر منسٹر راجہ ریاض صاحب، شفق اعوان صاحب، پریس گیلری کے صدر اور سیکرٹری صاحب، ہم سب بیٹھ جائیں گے اور اس معاملے میں جن required steps لینے کی ضرورت ہے اور جس کارروائی کی ضرورت ہے وہ انشاء اللہ تعالیٰ کریں گے۔

جناب سپیکر: چلیں۔شکریہ

حاجی ذوالفقار علی: پوائنٹ آف آرڈر!

جناب سپیکر: جی، آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! میں ایک انتہائی اہم معاملہ آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، نہیں ہم اب اگلے سوال پر چلتے ہیں کیونکہ ہمارے پاس وقت بہت کم ہے۔ابھی وقفہ سوالات شروع ہے، آپ جو بات کرنا چاہتے ہیں اس کے بعد کر لیجئے گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں نے پہلے جو گزارش آپ سے کی ہے اس حوالے سے میری مزید درخواست ہے کہ آپ صحافی بھائیوں کو یہ پیغام بھجوائیں، اگر وہ سن

رہے ہیں تو ٹھیک ہے وگرنہ کسی دوست سے کہیں کہ وہ ان تک جا کر پہنچا دے کہ صرف آدھے، پونے گھنٹے کی بات ہے۔ وہ جب آ جاتے ہیں تو ہم بیٹھ کر اس معاملے کو resolve کر لیں گے۔

**جناب سپیکر:** ان کو منانے کے لئے کمیٹی جا چکی ہے۔

**وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):** ٹھیک ہے۔ اگلا سوال میاں نصیر احمد صاحب کا ہے۔ جی، میاں صاحب! اپنے سوال کا نمبر بولیں۔

**میاں نصیر احمد:** سوال نمبر 105، جناب سپیکر! اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

**جناب سپیکر:** اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

## ایل ڈی اے میں آڈٹ پیرا کی موجودگی و دیگر تفصیلات

*105 **میاں نصیر احمد:** کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا ایل ڈی اے سے متعلق آڈٹ پیراز موجود ہیں؟

(ب) اگر آڈٹ پیراز موجود ہیں تو ان کی تعداد کیا ہے، یہ کس بنا پر تیار کئے گئے ہیں، ان پیروں میں کل کتنی رقم کی بدعنوانی کی گئی ہے اور کتنی رقم کی ریکوری ہو چکی ہے، تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) کیا ایل ڈی اے میں آڈٹ پیراز سیٹل بھی ہوتے ہیں، اگر سیٹل ہوتے ہیں تو کیسے اور کہاں؟

**وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ):**

(الف) جی ہاں۔

(ب) ایل ڈی اے کے متعلقہ پرنٹر ڈرافٹ پیروں کی تعداد 178 ہے یہ ایل ڈی اے کے مختلف شعبہ جات کے ریکارڈ کی جانچ پڑتال کو ڈائریکٹر جنرل آڈٹ ورکس کے نمائندے سرانجام دیتے ہیں جس کے نتیجے میں پیرے بنتے ہیں۔ مختلف سالوں کی پی اے سی میٹنگ میں 101538829 روپے کی ریکوری کو کہا گیا جس میں سے 29972273 روپے کی ریکوری کر لی گئی ہے۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) پرنٹر ڈرافٹ پیرے ورکنگ پیپر کی صورت میں آڈٹ آفس، فنانس آفس اور ممبران پی اے سی کے سامنے پنجاب اسمبلی میں پیش کئے جاتے ہیں جو کہ بحث کے بعد سیٹل ہوتے ہیں۔ پرنٹر ڈرافٹ پیرے بننے سے پہلے مندرجہ ذیل مراحل ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:-

1۔ آڈٹ انسپکشن پیرے 592عدد

2۔ ایڈوانس پیرے 913عدد

3۔ ڈرافٹ پیرے 162عدد

درج ذیل پیرے ڈی اے سی / ایس ڈی اے سی کی میٹنگ میں آڈٹ آفس، فنانس آفس اور ایڈیشنل سیکرٹری ہاؤسنگ کی موجودگی میں بحث کے بعد settl ہوتے ہیں۔

**جناب سپیکر:** کوئی ضمنی سوال؟

**میاں نصیر احمد:** جناب سپیکر! جز(ب) کے جواب میں recovery اور audit pares کے حوالے سے بتایا گیا ہے کہ "10 کروڑ روپے کی recovery کے لئے کہا گیا تھا جس میں سے تقریباً 3 کروڑ روپے کی recovery کر لی گئی ہے" جبکہ باقی سات، سوا سات کروڑ کی جو رقم ابھی تک recover نہیں ہوئی اس کی وجہ بیان نہیں کی گئی کہ وہ رقم کیوں recover نہیں ہوئی، اس میں کیا مسائل ہیں؟

**وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ اور ہاؤسنگ و شہری ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ):** جناب سپیکر! میاں نصیر صاحب کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ یہ معاملہ ابھی چل رہا ہے، ابھی recovery کا عمل جاری ہے۔ اس میں ابھی تک جو recovery ہوئی ہے اس کی تعداد یہاں پر بیان کی گئی ہے لیکن یہ process ابھی چل رہا ہے۔

**جناب سپیکر:** جی، میاں صاحب! کوئی اور ضمنی سوال؟

**میاں نصیر احمد:** جی، نہیں۔ شکریہ

**جناب سپیکر:** اگلا سوال بھی رانا بابر حسین صاحب کا ہے۔

**ملک محمد عباس راں:** جناب سپیکر! وہ ملک سے باہر ہیں اس لئے ان کے سوال کو pending کر دیں۔

**جناب سپیکر:** وہ جب آئیں گے تو نیا سوال دے دیں گے۔

**ملک محمد عباس راں:** جناب سپیکر! یہ سوال رانا بابر حسین کی طرف سے تھا اور وہ موجود نہیں ہیں۔ اس سوال کے بارے میں on his behalf بھی کسی نے نہیں کہا تو آپ اس کو pending فرمادیں۔

**سید حسن مرتضیٰ:** ان کے ایماء پر سوال نمبر 1283، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز رکن نے رانا بابر حسین کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 1283 دریافت کیا)

**جناب سپیکر:** ٹھیک ہے، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

## چک نمبر 16 / ایٹ بی آر میاں چنوں میں سولنگ و نالیوں کی مرمت کا مسئلہ

*1283: **رانا بابر حسین:** کیا وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) چک نمبر 16-ایٹ بی آر، میاں چنوں میں سولنگ اور نالیاں کب بچھائی گئی تھیں؟

(ب) یکم جنوری 2004 سے آج تک ان سولنگ اور نالیوں کی سالانہ مرمت پر کتنی رقم سال وائز خرچ کی گئی ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ان نالیوں کی صفائی کے لئے حکومت کی طرف سے کوئی ملازم نہیں رکھا گیا جس کی وجہ سے تمام چک کی نالیاں مٹی اور گار وغیرہ سے بھری پڑی ہیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ نالیوں کی مناسب صفائی نہ ہونے کی وجہ سے تمام گاؤں کی گلیوں میں گندا پانی کھڑا ہوا ہے خاص کر گلی غلام عباس کے گھر سے بوائز پرائمری سکول تک کی حالت انتہائی خراب ہے؟

(ہ) کیا حکومت ان نالیوں کی صفائی کا بندوبست کرنے اور جو نالیاں ٹوٹ پھوٹ چکی ہیں ان کی از سر نو تعمیر کروانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

**وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (راجہ ریاض احمد):**

(الف) یہ سکیم 1992-1991 میں 1.987 ملین روپے کی لاگت سے مکمل ہوئی تھی۔

(ب) سکیم پر حکومت پنجاب نے کوئی خرچ نہ کیا ہے، کیونکہ سکیم مقامی یوزرز کمیٹی کے حوالے کر دی گئی تھی اور کمیٹی ہی اسے اپنے ذرائع آمدن سے چلا رہی ہے۔

(ج) حکومت / محکمہ کی طرف سے کوئی ملازم نہ رکھا گیا ہے کیونکہ یوزرز کمیٹی سکیم کی دیکھ بھال اور چلانے کی ذمہ دار ہے۔

(د) درست ہے کیونکہ صفائی کے لئے چک کی مقامی کمیٹی فعال نہ ہے۔تاہم پرائمری سکول والی گلی میں نالیاں صحیح طور پر کام کر رہی ہیں۔سولنگ 15 سال پرانا ہے اور بارش اور ٹریکٹر ٹرالیوں کی آمد ورفت کی وجہ سے متعدد جگہ سے ٹوٹ چکا ہے۔

(ہ) از سر نو تعمیر کے لئے فی الحال کوئی نئی منصوبہ بندی زیر غور ہے اور نہ ہی محکمہ ہذا کے پاس صفائی کے لئے فنڈز ہیں تاہم کیمونٹی ڈویلپمنٹ آفیسر کو ایسی کمیٹیوں کو دوبارہ فعال کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی ہے۔

**جناب سپیکر:** کوئی ضمنی سوال؟

**سید حسن مرتضیٰ:** جناب سپیکر! میری وزیر صاحب سے ایک گزارش ہے۔

**جناب سپیکر:** گزارش نہ کریں بلکہ ضمنی سوال کریں۔

**سید حسن مرتضیٰ:** جناب سپیکر! چونکہ یہاں سوال میں از راہ نوازش لکھا ہوا ہے تو اس کا مطلب گزارش ہی بنتا ہے۔ میرے گاؤں میں پبلک ہیلتھ کے تحت واٹر سپلائی کی ایک سکیم ہے جو کہ کافی عرصہ سے بند پڑی ہے۔

**جناب سپیکر:** شاہ صاحب! آپ اس سوال کے بارے میں ضمنی سوال پوچھیں۔

**سید حسن مرتضیٰ:** جناب سپیکر! میں پبلک ہیلتھ کے بارے میں ہی سوال پوچھ رہا ہوں۔

**جناب سپیکر:** آپ کی مہربانی، ایسے نہیں چلے گا۔

"اوہ تلن والی گل دا تہانوں پتا ای ہووے گا"

**سید حسن مرتضیٰ:** جناب سپیکر! میں پبلک ہیلتھ کے بارے میں ہی عرض کر رہا ہوں۔

**محترمہ رفعت سلطانہ ڈار:** پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! یہ ایسے ہی کھڑے ہو جاتے ہیں، ہمارا وقت بھی ضائع کرتے ہیں۔ اڑھائی مہینے بعد میرا سوال آیا ہے، اگر آج میرے سوال کی باری نہ آئی تو میں ہمیشہ کے لئے walk out کر جاؤں گی۔

**جناب سپیکر:** محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ کا ہے۔

**محترمہ خدیجہ عمر:** ان کے ایماء پر سوال نمبر 181، وزیر صاحب اس کا جواب پڑھ دیں۔(معزز رکن نے محترمہ زوبیہ رباب ملک کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 181 دریافت کیا)

**جناب سپیکر:** جی، ان کے سوال کا جواب پڑھ دیں۔

## ایل ڈی اے کے زیر اہتمام سکولز میں اہلیت پر پورا اترنے والے سینئر اساتذہ

***181: محترمہ زوبیہ رباب ملک:** کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایل ڈی اے کے زیر انتظام لاہور میں دو سکول علامہ اقبال ٹاؤن اور جوہر ٹاؤن میں کام کر رہے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مورخہ 22 اپریل 2008 کو جوہر ٹاؤن برانچ کے لئے ہیڈ مسٹریس اور ہیڈ ماسٹر کی اسامی کے لئے اخباری اشتہار دیا گیا ہے، جس کے لئے مطلوبہ اہلیت ایم اے، ایم ایس سی اور پانچ سالہ تجربہ ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایل ڈی اے کے علامہ اقبال ٹاؤن والے سکول میں اس اہلیت اور تجربہ کے اساتذہ موجود ہیں؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا محکمہ کو براہ راست بھرتی کا اشتہار دینے کا کیا جواز ہے، کیا اس عمل سے سینئر اساتذہ کی حق تلفی نہیں ہوئی؟

(ہ) کیا محکمہ براہ راست بھرتی کی بجائے سینئر اساتذہ کو ترقی دینے کا ارادہ رکھتا ہے تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

**وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ):**

(الف) یہ درست ہے کہ ایل ڈی اے کے زیر انتظام لاہور میں دو سکول علامہ اقبال ٹاؤن اور جوہر ٹاؤن میں کام کر رہے ہیں۔

**جناب سپیکر:** جی، ان کے سوال کا جواب پڑھ دیں۔

**وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ):**

(ب) درست ہے کہ مورخہ 22-اپریل 2008 کو جوہر ٹاؤن سکول میں ایک مرد اور ایک خاتون برائے پرنسپل کی اسامی کے لئے اخباری اشتہار دیا گیا ہے، اشتہار کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے جس کے لئے مطلوبہ اہلیت ایم اے، ایم ایس سی فرسٹ ڈویژن، بی ایڈ

فرسٹ ڈویژن اور کسی اچھی شہرت کے حامل ادارے میں کام کرنے کا پانچ سالہ انتظامی تجربہ ہو۔

(ج) ایل ڈی اے کے علامہ اقبال ٹاؤن سکول میں کام کرنے والے اساتذہ میں سے اس اہلیت اور تجربہ کے حامل کسی فرد نے مطلوبہ اسامی کے لئے درخواست دائر نہ کی جس کی وجہ شاید یہ ہو کہ یہ اسامیاں کنٹریکٹ کی بنیاد پر تین سال کے لئے ہیں جبکہ علامہ اقبال ٹاؤن سکول کے اساتذہ مستقل بنیاد پر ملازمت کر رہے ہیں اور وہ مستقل ملازمت چھوڑ کر عارضی ملازمت کے لئے تیار نہ ہوں تاہم اس ضمن میں ان پر اس اسامی کے لئے درخواست دینے پر کوئی پابندی عائد نہ کی گئی تھی۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! ابھی مکمل نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: کھوسہ صاحب! مکمل پڑھ دیں۔ اگلا جز (د) اور (ہ) بھی پڑھ دیں۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(د) جز (ج) کے جواب کی روشنی میں علامہ اقبال ٹاؤن سکول میں کام کرنے والے اساتذہ کی کوئی حق تلفی نہ ہوئی ہے۔

(ہ) ترقی مستقل اسامی خالی ہونے کی بنیاد پر کی جاتی ہے جیسے ہی مستقل اسامی خالی ہو گی سنیارٹی اور قواعد و ضوابط کی بنیاد پر ترقی دی جائے گی۔ یہاں پر اس بات کی وضاحت بھی کی جاتی ہے کہ گورنمنٹ آف دی پنجاب ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ (سکولز ونگ) نوٹیفکیشن نمبر SO(S-III)2-16/2007 مورخہ 05-03-2008 ایل ڈی اے سکول علامہ اقبال ٹاؤن میں حقدار اساتذہ کا سکیل نمبر 17 کر دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ خدیجہ عمر: جناب والا! میں نے یہ پوچھنا تھا کہ پرنسپل کی مستقل اسامی کب تک خالی ہو گی اور اس کی dead line کیا ہے، اس کے علاوہ ایل ڈی اے کے زیر اہتمام اور کتنے سکول ہیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ اور ہاؤسنگ و شہری ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب والا! یہ ایک نیا سوال ہے۔ اگر یہ نیا سوال دے دیں تو ان کو data provide کر دیں گے۔ جن towns کے بارے میں پوچھا گیا تھا ان towns میں دو سکول کام کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جو پوچھ رہی ہیں وہ تو بتائیں۔ پرنسپل کی اسامی کے بارے میں وہ آپ سے پوچھ رہی ہیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ اور ہاؤسنگ و شہری ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب والا! جن آسامیوں کے لئے اشتہار دیا گیا تھا وہ پر ہو گئی ہیں۔ اس میں اگر اور کوئی ambiguity ہے تو وہ بتادیں۔

جناب سپیکر: آپ اپنا ضمنی سوال دوبارہ دہرا دیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب والا! یہ پوچھا تھا کہ پرنسپل کی مستقل آسامی خالی ہو گی تو پر کریں گے، اب میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ مستقل آسامی کب تک خالی ہو گی۔ اس کی dead line کیا ہے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ اور ہاؤسنگ و شہری ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب والا! میں نے ان کو جواب بھی پڑھ کر سنا دیا تھا، تین سال کے contract پر اس seat کو advertise کیا گیا تھا۔ جب ان کا contract time ختم ہو گا تو اس کو re-advertise کیا جائے گا۔

جناب سپیکر: اس کو re-advertise کیا جائے گا۔ اگلا سوال۔

چوہدری عامر سلطان چیمہ: جناب والا! اسی سوال پر میرا ابھی ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: دیکھیں، آپ پہلے بولتے نہیں ہیں جب میں اس سوال سے آگے گزر جاتا ہوں تو پھر آپ کھڑے ہو جاتے ہیں۔ doesn't look nice۔ اگلا سوال۔

چوہدری عبداللہ یوسف: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چوہدری عبداللہ یوسف: جناب والا! ہمارے فاضل وزیر بلدیات جو ہیں انہوں نے being the youngest Chief Minister ایک world record set کیا ہے کہ اتنا نوجوان وزیر اعلیٰ آج تک یہاں نہیں بنا۔ میں ان کو مبارک باد دیتا ہوں کہ being a youngest Chief Minister...

جناب سپیکر: یہ مبارک باد آج آپ کو یاد آئی ہے۔

چودھری عبداللہ یوسف: جی آج آ رہی ہے۔ایک اور مبارکباد ہے کہ انہوں نے ترقی کی ہے اور وزیر اعلیٰ کے بعد وزیر بن گئے ہیں۔ ایک اور ریکارڈ بھی یہ set کریں گے، اب وزیر کے بعد پارلیمانی سیکرٹری بنیں گے۔

جناب سپیکر: ان کے ساتھ آپ علیحدہ بات کر لیں اور آپ تشریف رکھیں۔یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ اور ہاؤسنگ و شہری ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ): ذاتی نکتہ وضاحت۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں ان کی تسلی ہو گئی، تشریف رکھیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ اور ہاؤسنگ و شہری ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب والا! مجھے بھی وضاحت کرنے دی جائے۔

جناب سپیکر: کھوسہ صاحب! آپ کیا کر رہے ہیں؟ عقل مند بندے ہیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ اور ہاؤسنگ و شہری ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب والا! اسمبلی کا طریقہ کار جس طرح سے چل رہا تھا اس طرح سے چلتا تو بہتر تھا۔ میرے بزرگوں نے مجھے یہ سکھایا ہے کہ بڑوں کی عزت کرنی ہے؟ شاید ان کے بزرگوں نے انہیں یہ نہیں سکھایا کہ چھوٹوں کے ساتھ بھی شفقت کی جاتی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

سینئر وزیر آبپاشی و قوت برقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (راجہ ریاض احمد): جناب والا! میں بقیہ سوالات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ اور ہاؤسنگ و شہری ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب والا! میں بھی بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب والا! میرا سوال نمبر 605 ہے۔ میرے سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے اور میں وزیر موصوف سے اس کا جواب چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: یہ تو اب pending ہو گیا ہے۔ وقفہ سوالات کا وقت ختم ہو گیا ہے۔ اگلی دفعہ آپ کی باری آئے گی۔ سوال نمبر 664 اور 666 بھی pending کر دیئے جائیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب والا! اڑھائی ماہ کے بعد اجلاس ہوا ہے۔ میں نے پہلے بھی اس کو pending کروایا تھا۔ میرا سوال نہایت ضروری ہے۔ یہ FDA کے متعلق ہے۔ اس میں بہت زیادہ گھپلے ہوئے ہیں۔ میں کب اس کی نشاندہی کرواؤں گی، کب مکمل طور پر انکوائری کرواؤں گی؟

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ آپ کی جب باری آئے گی تو پھر اس وقت بولنا۔

چوہدری عبدالوحید: جناب والا! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہم یہاں پر جو سوالات put کرتے ہیں وہ بعض دفعہ urgent اور انتہائی اہمیت کے حامل ہوتے ہیں اس لئے میں وزیر قانون صاحب سے بھی یہ گزارش کروں گا کہ سوالات کا وقت بڑھا دیا جائے۔ اڑھائی مہینے بعد باری آئی ہے اور وہ سوال بھی ایوان میں پیش نہیں کیا جا سکا اور وقفہ سوالات ختم ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر: وزیر قانون بھی وقفہ سوالات کا وقت نہیں بڑھا سکتے اور میں بھی وقت نہیں بڑھا سکتا۔ یہ تو کمیٹی کا کام ہے کہ اس کو دیکھے۔ پاکستان کی تمام اسمبلیوں میں وقفہ سوالات کے لئے ایک گھنٹہ کا وقت مختص ہے۔

## نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

### ٹاؤن شپ میں گرین بیلٹ کی جگہ پر ویگنوں کے مالکان کا قبضہ

*248: ملک جہانزیب وارن: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مین ٹیلی فون ایکسچینج ٹاؤن شپ سے رحمت علی میموریل ہسپتال کے شمالی سمت میں گرین بیلٹ کے لئے جگہ مختص کی گئی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ بیلٹ کے شروع میں ویگنوں کے مالکان نے ناجائز قبضہ کیا ہے جس سے گرین بیلٹ کی حالت خستہ ہو چکی ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس گرین بیلٹ کی ڈویلپمنٹ کے لئے تیار ہے اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) یہ درست ہے کہ محکمہ ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ نے یہ سکیم بنائی تھی اور گرین بیلٹ کے لئے یہ جگہ مختص کی تھی؟

(ب) یہ درست نہ ہے گرین بیلٹ کی ڈویلپمنٹ ہو رہی ہے اسی دوران ایک کارنر پر ویگن مالکان نے ویگنیں کھڑی کی تھیں جو فوری طور پر ہٹادی گئی ہیں؟

(ج) گرین بیلٹ کو درست کرنے کا کام جاری ہے اور عنقریب بہتر حالت کر دی جائے گی؟

## ٹاؤن شپ، سوک سنٹر کمرشل مین پلاٹس کی الاٹمنٹ کا مسئلہ

*249: ملک جہانزیب وارن: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایکسچینج ٹاؤن شپ سے رحمت علی میموریل ہسپتال تک کی شمالی سمت کا ایریا ماسٹر پلاننگ میں سوک سنٹر کے لئے رکھا گیا تھا؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو اس ایریا کے کمرشل مین پلاٹس کس تاریخ کو کتنی قیمت میں کن کن افراد کو الاٹ کئے گئے، فہرست ایوان میں پیش کی جائے؟

(ج) کیا حکومت مذکورہ ایریا کی ڈویلپمنٹ کے لئے تیار ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) اس حد تک درست ہے کہ علاقہ قائداعظم ٹاؤن میں ٹیلی فون ایکسچینج سے رحمت علی میموریل ہسپتال تک ماسٹر پلان / سکیم پلان کے مطابق ایریا سوک سنٹر کے لئے مختص شدہ ہے۔ محکمہ ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ سے مرتب شدہ ماسٹر پلان کی کاپی تتمہ "الف" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے

(ب) علاقہ سوک سنٹر مین کمرشل پلاٹس مختلف تاریخوں میں جن افراد کو جس قیمت پر الاٹ کئے گئے ہیں ان کی تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) موقعہ پر سوئی گیس، پانی و بجلی کی سہولت موجود ہے۔ سوک سنٹر کی دورویہ مین سڑکات کی تعمیر کی جا چکی ہے نیز سوک سنٹر کی اندرونی سڑکات کی تعمیر مالی سال 09-2008 میں منظوری کے بعد کی جا سکے گی۔

## لاہور-جے بلاک سبزہ زار کے مکینوں
## کے لئے صاف پانی کی فراہمی کا مسئلہ

*288: محترمہ آمنہ الفت: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جے بلاک سبزہ زار کے مکین گندہ پانی پینے پر مجبور ہیں؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا محکمہ صاف پانی کی فراہمی کے لئے اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتا ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) یہ درست نہ ہے کہ جے بلاک سبزہ زار کے مکین گندہ پانی پینے پر مجبور ہیں کیونکہ واسا لاہور اپنے شہریوں (صارفین) کو پینے کے لئے صاف پانی مہیا کر رہا ہے پانی کی کوالٹی کو چیک کرنے کے لئے واسا لاہور کی لیبارٹری کا عملہ روزانہ شہر کے مختلف علاقوں سے پانی کے نمونہ جات حاصل کر کے ان کو ٹیسٹ کرتا ہے- مورخہ 17-06-2008 کو واسا لیبارٹری کے عملہ نے جے بلاک سبزہ زار سے پانی کے نمونہ جات حاصل کئے اور ان کا ٹیسٹ کیا گیا جس کے مطابق واسا کا پانی جو جے بلاک سبزہ زار کو مہیا کیا جارہا ہے پینے کے لئے صاف اور درست ہے- واسا لیبارٹری کی رپورٹ نمبر 35 مورخہ 19-06-2008 کا پی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے-

(ب) جواب اثبات میں نہ ہے جے بلاک کے رہائشیوں کو واسا صاف پانی مہیا کر رہا ہے؟

## موٹر وے بائی پاس گندے نالے کے ساتھ
## پی ایچ اے کی خالی جگہ کا معاملہ

*289: محترمہ آمنہ الفت: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چوک شیرا کوٹ تا بجلی گھر ایل بلاک سبزہ زار موٹر وے بائی پاس اور گندے نالے کے ساتھ پڑی خالی جگہ پی ایچ اے کے کسی منصوبے کے لئے ہے اگر ہاں تو پی ایچ اے کب تک اس جگہ پر اپنے منصوبے کا آغاز کرے گا، اگر نہیں تو اس کی وجوہات بتائی جائیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایل ڈی اے کے ٹرک وہاں پر سارے شہر کا کوڑا کرکٹ پھینکتے ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس کوڑا کرکٹ اور گندگی کی وجہ سے سبزہ زار کے جے، ایف، ای اور ایل بلاک کے مکینوں کو شدید پریشانی کا سامنا ہے؟

(د) اگر جزوہائے بالا کے جوابات اثبات میں ہیں تو کیا محکمہ ان کی روشنی میں اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتا ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) اس ضمن میں وضاحت کی جاتی ہے کہ مذکورہ جگہ پی ایچ اے کے پاس نہ ہے لہذا اس جگہ پر کوئی منصوبہ پی ایچ اے کے زیر غور نہ ہے۔

(ب) موٹروے بائی پاس اور گندے نالہ کے ساتھ ایل ڈی اے کا کوئی ٹرک کوڑا کرکٹ نہیں پھینکتا تاہم کبھی کبھار گندے نالے کے ساتھ ساتھ گار پھینکی جاتی ہے جو سوکھ کر ریت میں تبدیل ہو جاتی ہے محکمہ واسا پوری کوشش کرتا ہے کہ یہاں کوڑا کرکٹ نہ پھینکا جائے۔

(ج) سبزہ زار کا علاقہ ابھی پوری طرح آباد نہ ہوا ہے اور خاص کر گندے نالے کے ساتھ ابھی خالی پلاٹ پڑے ہیں اور عموماً یہ ہوتا ہے اور دیکھا گیا ہے کہ جہاں کہیں خالی پلاٹ ہوتا ہے وہاں لوگ بھی گھروں کا کوڑا کرکٹ پھینک دیتے ہیں اسی طرح دوسرے محکمہ کے ٹرک بھی جہاں خالی جگہ دیکھتے ہیں گندگی پھینک جاتے ہیں جونہی یہ پلاٹ آباد ہو جائیں گے اور نہ لوگ نہ ہی کوئی محکمہ یہاں کوڑا کرکٹ پھینکے گا تو نہ یہاں گندگی پھیلے گی اور نہ ہی مکینوں کو کوئی پریشانی ہو گی۔

(د) -ایضاً-

## اللہ توکل روڈ پی پی-144 واہگہ ٹاؤن و عالیہ ٹاؤن کے گندے نالے کے مسائل

*377: جناب وسیم قادر: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ اللہ توکل روڈ واہگہ ٹاؤن پی پی-144 سے ایک گندا نالہ گزرتا ہے جس میں داروغہ والا سے لے کر محمود بوٹی تک کی آبادیوں کا گندا پانی گرتا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ صفائی نہ ہونے کی وجہ سے نالہ گندگی سے بھر چکا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ نالہ بند ہونے کی صورت میں گندا پانی علاقہ کی گلیوں میں آتا ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ عالیہ ٹاؤن سک نہر نالے پر پانی کو بڑے نالے میں پھینکنے کے لئے موٹریں لگائی گئی تھیں، یہ موٹریں ایک دن میں کتنی دفعہ چلائی اور بند کی جاتی ہیں؟

(ہ) اگر جزوہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے کہ کیا حکومت اللہ توکل روڈ محمود بوٹی کے نالے کو صاف کروانے کا اور نالوں سے موٹریں جو بند ہیں، انھیں چلانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو وجہ بیان فرمائیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) درست ہے کہ اللہ توکل روڈ واہگہ ٹاؤن پی پی-44 سے نالہ گزرتا ہے مگر داروغہ والا سے محمود بوٹی تک کی آبادیوں کا گندا پانی اس نالہ میں نہیں آتا ہے-ان آبادیوں کا پانی داروغہ والا بند روڈ کی ڈرینوں میں جاتا ہے-

(ب) درست ہے چونکہ یہ نالہ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کا ہے جس کی صفائی کی ذمہ داری بھی ان کی تھی لیکن اب حکومت پنجاب کی ہدایت پر واسا کے عملہ نے اس کی صفائی شروع کر دی ہے-

(ج) درست ہے نالہ بند ہونے کی صورت میں گندا پانی علاقہ کی گلیوں میں آتا ہے-

(د) درست نہیں ہے عالیہ ٹاؤن سک نہر نالے پر کسی قسم کی موٹریں نہیں لگائی گئیں-

(ہ) واسا کے عملہ نے اللہ توکل روڈ نالے کی صفائی حال ہی میں جولائی 2008 میں کی ہے اور ماہ اگست میں اس نالے کی دوبارہ صفائی کا پروگرام ہے-نالے پر عالیہ ٹاؤن میں کسی قسم کی موٹریں نہیں لگائی گئیں اور یہ نالہ راوی دریا میں قدرتی بہاؤ کے ذریعے پانی لے کر جاتا ہے-

## لاہور-سیوریج اور عوام کو صاف پانی فراہم کرنے کے لئے کئے گئے اقدامات کی تفصیل

*421: محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: کیاوزیر ہاؤسنگ وشہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) لاہور شہر میں کتنے ایسے محلے یا یونین کونسلز ہیں جن میں پینے کے پانی کے پائپ ناکارہ ہو چکے ہیں یا اپنی معیاد پوری کر چکے ہیں اور ان کو ابھی تک تبدیل نہیں کیا گیا اسکی وجوہات بیان فرمائیں؟

(ب) لاہور شہر میں متعلقہ انتظامیہ لوگوں کو صاف پانی فراہم کرنے کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے اور اس کے لئے 2008-09 کے بجٹ میں کتنے فنڈز رکھے جارہے ہیں، اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر ہاؤسنگ وشہری ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) لاہور کی مختلف یونین کونسلز میں تقریباً سات سو کلو میٹر لائنیں ایسی تھیں جو یا تو ناکارہ ہو چکی تھیں یا اپنی میعاد پوری کر چکی تھیں ان میں اکثر لائنیں گیسٹر و پیکیج کے تحت تبدیل کی جا چکی ہیں کیونکہ اے سی پائپ کی مارکیٹ میں کمی تھی اس وجہ سے کچھ لائنیں بروقت تبدیل نہ ہو سکیں اور محکمہ ہذا کو تقریباً ایک صد پچاس ملین روپے سرنڈر کرنا پڑے۔

(ب) لاہور میں لوگوں کو صاف پانی مہیا کرنے کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات کئے جارہے ہیں:-

1- پانی میں ہائپو کلورائیٹ محلول ملایا جارہا ہے۔

2- اکثر و بیشتر واٹر سپلائی کی وہ لائنیں جو پرانی یا ناکارہ ہو چکی تھیں تبدیل کر دی گئی ہیں جو تھوڑی بہت رہ گئی ہیں ان کا تخمینہ جات لگایا جارہا ہے۔

3- پائپ لائنوں کو گاہے بگاہے صاف کیا جارہا ہے۔

4- رات کو پائپ لائنوں میں مثبت دباؤ رکھا جاتا ہے سال 2007-08 میں جو لائنیں تبدیل نہیں ہو سکیں، ان کے لئے موجودہ مالی سال 2008-09 میں گیسٹر و پیکیج کے تحت 500 ملین کے فنڈز رکھے جارہے ہیں تاکہ ان کو بھی تبدیل کیا جا سکے۔

5- 69 عدد پرانے ٹیوب ویلز جن کی میعاد تقریباً ختم ہو چکی ہے ان کو موجودہ مالی سال 2008-09 میں تبدیل کیا جارہا ہے۔ جس کے لئے 412.309 ملین

روپے کے فنڈز رکھے گئے ہیں تاکہ لوگوں کو وافر مقدار میں صاف پانی مہیا کیا جا سکے۔

6- اس کے علاوہ حکومت پنجاب نے واسا کو 674.390 ملین روپے مہیا کئے ہیں جن سے لوڈ شیڈنگ کے دوران پانی کی ترسیل برقرار رکھنے کے لئے جنریٹر خرید کر ٹیوب ویلوں پر نصب کئے جائیں گے۔

## گوجرانوالہ شہر میں واسا کی طرف سے کئے گئے ترقیاتی کاموں کی تفصیلات

*422: محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) گوجرانوالہ شہر 09-2008 میں سیوریج کے نظام کے لئے کتنے فنڈز رکھے جا رہے ہیں؟

(ب) گوجرانوالہ شہر میں پینے کے پانی کے لئے نئے پائپ کب بچھائے جا رہے ہیں، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے آگاہ فرمائیں؟

(ج) گوجرانوالہ شہر میں اب تک کتنی آبادیوں / علاقوں کو واسا نے پینے کا صاف پانی مہیا کرنے کے لئے اقدامات اٹھائے ہیں، ان کے نام فراہم کئے جائیں؟

(د) 2002 سے اب تک گوجرانوالہ شہر میں واسا نے جو ترقیاتی کام کئے انکی سال وائز تفصیل فراہم کریں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) مالی سال 09-2008 میں سیوریج کے نظام کے لئے 150.00 ملین فنڈز مختص کئے گئے ہیں جس سے کھیالی شاہ پور، قلعہ دیدار سنگھ، اروپ اور نندی پور ٹاؤنز کے موجودہ سیوریج، ڈسپوزل اسٹیشن کی بحالی و توسیع (اپ گریڈیشن) شامل ہے۔

(ب) واسا گوجرانوالہ مالی سال 08-2007 اور 09-2008 میں پینے کے پانی کے لئے 193.885 ملین روپے کی لاگت سے 21 عدد نئے ٹیوب ویل اور تقریباً 130 کلومیٹر واٹر سپلائی کی پائپ لائنیں بچھائی جا رہی ہیں۔

(ج) واسا نے اب تک مندرجہ بالا سکیم کے تحت واٹر سپلائی کی لائنیں مدینہ کالونی، جناح روڈ، بیکو پور، علی آباد، عثمان کالونی، چک جگنہ، گلزار کالونی، نوشہرہ سانسی، مدینہ کالونی، کھیالی، شاہین

آباد، سمن آباد، دھلے، راجکوٹ، زاہد کالونی، رسول پورہ، عطا محمد روڈ، طارق آباد، قاسم ٹاؤن، سلیم کالونی، فرید ٹاؤن، چمن شاہ، بلال پورہ، عرفات کالونی، فقیر پورہ، عثمان پارک، علی پارک، سیالوی ٹاؤن، میاں سانسی، مومن آباد، مختار کالونی، گرجاکھ، افضل پورہ، کلر آبادی، حمید پورہ میں بچھائی جارہی ہیں۔واسا کو اس سے پہلے کوئی فنڈز مہیانہ کئے گئے ہیں۔

(د) واسا نے 2002 سے اب تک جو ترقیاتی کام کروائے ہیں ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

## صوبہ میں جعلی ہاؤسنگ سکیموں کی روک تھام
## کے لئے اٹھائے گئے اقدامات

*484: راجہ حنیف عباسی (ایڈووکیٹ): کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) موجودہ حکومت صوبہ بھر میں جعلی ہاؤسنگ سکیموں کی روک تھام اور عوام کو لوٹ کھسوٹ سے بچانے کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے، تفصیلاً بتایا جائے؟

(ب) صوبائی حکومت کی معلومات کے مطابق صوبہ بھر میں ضلع وار کل کتنی اور کون کون سی جعلی ہاؤسنگ سکیمیں ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کے تمام ادارے اپنی اپنی حدود میں اگر کوئی جعلی ہاؤسنگ سکیم ہو تو اس کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی کرتے ہیں اور چالان کر کے عدالتوں میں پیش کرتے ہیں اور ایسی سکیموں سے آگاہی کے لئے اخبارات میں اشتہار بھی دیتے ہیں تاکہ عوام ایسی سکیموں سے ہوشیار رہیں۔

(ب) محکمہ ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کے ذیلی اداروں میں جعلی ہاؤسنگ سکیموں کی تفصیل حسب ذیل ہے:-

| نام ادارہ | جعلی ہاؤسنگ سکیموں کی تعداد | |
|---|---|---|
| ترقیاتی ادارہ فیصل آباد | 73 | تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔ |
| ترقیاتی ادارہ راولپنڈی | 29 | تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔ |

| | | |
|---|---|---|
| ترقیاتی ادارہ گوجرانوالہ | 1 | تتمہ(ج) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے- |
| ترقیاتی ادارہ، لاہور | 131 | تتمہ(د) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے- |
| کل | 234 | |

## صوبہ میں بحریہ ٹاؤن کی ہاؤسنگ سکیمیں و دیگر تفصیلات

*485: راجہ حنیف عباسی (ایڈووکیٹ): کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) صوبہ بھر میں بحریہ ٹاؤن کی کہاں کہاں ہاؤسنگ سکیمیں ہیں؟

(ب) مذکورہ ہر ایک سکیم کی ہر شہر میں کل کتنی زمین ہے؟

(ج) راولپنڈی میں بحریہ ٹاؤن نے اپنے قیام سے آج تک کل کتنے فیز شروع کیے، کون کون سا فیز مکمل کر لیا گیا اور کون کون سا ابھی نامکمل ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) بحریہ ٹاؤن کی ایل ڈی اے لاہور اور آر ڈی اے راولپنڈی کی حدود میں کل 7 عدد سکیمیں ہیں جن میں دو عدد سکیمیں لاہور میں ایل ڈی اے سے منظور ہوئی ہیں اور پانچ عدد سکیمیں راولپنڈی کی حدود میں ہیں ان سکیموں کی تفصیل حسب ذیل ہے:-

1- بحریہ ٹاؤن فیز 1 اور 11 راولپنڈی

2- سفاری والاز 1، راولپنڈی

3- سفاری ولاز 11، راولپنڈی

4- بحریہ ٹاؤن فیز 8 راولپنڈی

5- بحریہ پیراڈائز، راولپنڈی

6- بحریہ ٹاؤن سیکٹر-اے، لاہور (موضع جلیانہ اور مراکہ) لاہور فیز 8

7- بحریہ ٹاؤن، موضع پاجیاں، لاہور

(ب) مذکورہ 7 سات سکیموں کے رقبہ کی تفصیل حسب ذیل ہے

| نمبر شمار | نام سکیم | رقبہ |
|---|---|---|
| 1 | بحریہ ٹاؤن فیز 1 اور 11 راولپنڈی | 1929.05 کنال |
| 2 | سفاری ولاز- 1، راولپنڈی | 408.22 کنال |
| 3 | سفاری ولاز- 11، راولپنڈی | 225.00 کنال |

| | | |
|---|---|---|
| 4 | بحریہ ٹاؤن فیز VIII،راولپنڈی | 5954.80کنال |
| 5 | بحریہ پیراڈائیز،راولپنڈی | 164.64کنال |
| | کل رقبہ | 8681.71کنال |
| 6 | بحریہ ٹاؤن سیکٹر اے لاہور (موضع جلیانہ اور مراکہ) لاہور | 684.90کنال |
| 7 | بحریہ ٹاؤن، موضع پاجیاں، لاہور | 466.10 |
| | کل رقبہ | 1151.00کنال |

(ج) راولپنڈی ڈویلپمنٹ اتھارٹی کی حدود میں بحریہ ٹاؤن نے اپنی سکیموں کے کل پانچ فیز شروع کئے تھے جن کی تفصیل درج ذیل ہے:-

| نمبر شمار | نام سکیم | ترقیاتی کام کی کیفیت |
|---|---|---|
| 1 | سفاری ولاز-1 | تقریباً90فیصد تک ترقیاتی کام مکمل کر لیا گیا ہے |
| 2 | سفاری ولاز-11 | تقریباً90فیصد تک ترقیاتی کام مکمل کر لیا گیا ہے |
| 3 | بحریہ ٹاؤن فیز-1اور 11 | تقریباً90فیصد تک ترقیاتی کام مکمل کر لیا گیا ہے |
| 4 | بحریہ ٹاؤن فیز- 8 | ترقیاتی کام شروع ہے |
| 5 | بحریہ پیراڈائیز | ترقیاتی کام شروع ہے |

## پی پی-144 لاہور میں واسا کے ٹیوب ویلز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*600: جناب وسیم قادر: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) پی پی144 میں واسا کے کتنے ٹیوب ویلز واٹر سپلائی کے لئے کہاں کہاں لگے ہوئے ہیں؟

(ب) ان ٹیوب ویلز سے روزانہ کتنے گیلن پانی حلقہ کے لوگوں کو فراہم کیا جاتا ہے؟

(ج) ان ٹیوب ویلز میں سے کتنے کب سے خراب ہیں؟

(د) ہر یونین کونسل میں کتنے ٹیوب ویلز ہیں؟

(ہ) کیا یہ ٹیوب ویلز اس حلقہ کی آبادی کے مطابق پانی فراہم کر رہے ہیں؟

(و) اگر اس حلقہ کی آبادی میں مزید واٹر سپلائی کے ٹیوب ویلز لگانے کی ضرورت ہے تو حکومت کب تک، مزید ٹیوب ویلز اس حلقہ میں لگانے / نصب کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) پی پی-144 میں 17 عدد ٹیوب ویلز مندرجہ ذیل جگہوں پر لگے ہوئے ہیں-

| | | |
|---|---|---|
| 1سانسی کوارٹرز | 2باغیچی سیٹھاں | 3سحر روڈ |
| 4ثریا جبین پارک | 5ڈپٹی یعقوب کالونی | 6دربار مادھولال حسین |
| 7عالیہ ٹاؤن | 8گلشن شالیمار بہار | 9ملاپ سٹریٹ |
| 10محمود بوٹی ڈسپوزل | 11محمود بوٹی رنگ روڈ نمبر 2 | 12محمود بوٹی رنگ روڈ نمبر 3 |
| 13شاہ گوہر پیر | 14سید دی مل | 15بیگم پورہ |
| 16سنگھ پورہ | 17شاہ بدر دیوان | |

(ب) ان ٹیوب ویلز میں سے روزانہ تقریباً 2 کروڑ 40 لاکھ گیلن پانی علاقہ کے لوگوں کو فراہم کیا جا رہا ہے۔

(ج) یہ سارے ٹیوب ویلز چالو حالت میں ہیں۔

(د) ہر یونین کونسل میں ٹیوب ویلز کی تعداد مندرجہ ذیل ہے:۔

| | | |
|---|---|---|
| 1- | یونین کونسل نمبر 33 | 3 عدد |
| 2- | یونین کونسل نمبر 34 | 2 عدد |
| 3- | یونین کونسل نمبر 35 | 3 عدد |
| 4- | یونین کونسل نمبر 36 | 2 عدد |
| 5- | یونین کونسل نمبر 37 | 3 عدد |
| 6- | یونین کونسل نمبر 38 | ایک عدد |
| 7- | یونین کونسل نمبر 18 | 3 عدد |

(ہ) اس حلقہ میں پانی کی کمی ہے۔

(و) اس حلقہ کی آبادی کے لئے مزید ٹیوب ویل نصب کرنے کی ضرورت ہے۔ حکومت پنجاب نے لاہور شہر میں صاف پانی کی فراہمی کو مسلسل اور یقینی بنانے کے لئے 69 نئے ٹیوب ویلوں کی تنصیب کی منظوری مبلغ 412.309 ملین روپے دے دی ہے۔ جن میں اس حلقے کے تین نئے ٹیوب ویل بمقام سنگھ پورہ پارک، سنگھ پورہ نزد جی ٹی روڈ اور کوٹ خواجہ سعید کا نجی ہاؤس بھی شامل ہیں۔ ان ٹیوب ویلوں کی تنصیب کا ٹھیکہ فرنٹیئر ورکس آرگنائزیشن کمپنی کو دے دیا گیا ہے اور جلد ہی کام کا آغاز ہو جائے گا۔

## مین بازار بیگم کوٹ لاہور میں سیوریج کے مسائل

*616: رانا محمد اقبال خان: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مین بازار بیگم کوٹ لاہور میں سیوریج کی ناقص تعمیر کی وجہ سے بازار میں گٹروں کا پانی اکثر کھڑا رہتا ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سیوریج کا نظام ٹھیک کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) مین بازار بیگم کوٹ میں سیور لائن 1981 میں مکمل کی گئی تھی۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ 24 انچ قطر کی لائن پرانی و خستہ حال ہو گئی ہے اور آبادی میں بتدریج اضافہ ہو رہا ہے جس سے نکاسی آب کی موجود سہولت ناکافی ہوتی جا رہی ہے۔ واسا کا عملہ شیڈول کے مطابق سیور کی صفائی کرتا رہتا ہے مین ہولز کا درمیانی فاصلہ کم کیا جا رہا ہے تاکہ سیور کی صفائی میں آسانی پیدا ہو تمام سیور لائنوں کی تعمیر معیار کے مطابق ہوتی ہے اور واسا کوالٹی کنٹرول اس کے معیار کا سرٹیفکیٹ جاری کرتا ہے۔

(ب) بیگم کوٹ کے علاقے میں سیوریج سسٹم کی بہتری کے لئے 36 انچ قطر کا سیور لگانے کا منصوبہ رواں مالی سال کے ترقیاتی پروگرام میں رکھا گیا ہے جس پر 1 کروڑ 85 لاکھ خرچ ہو گا۔

حکومت اس علاقے کی بہتری کے لئے خاص توجہ دے رہی ہے رواں مالی سال میں اس منصوبہ کی تکمیل کے بعد بیگم کوٹ مین بازار کے سیور کا نظام ٹھیک ہو جائے گا

## لاہور۔ناصر کالونی اور گاڈھی چوک اور ایف بلاک گلشن راوی کے قریب گندے نالے پر پل بنانے کا مسئلہ

*630: مہر اشتیاق احمد: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ نیو شالیمار کالونی، غنی کالونی، ناصر کالونی، گاڈھی چوک اور ایف بلاک گلشن راوی بند روڈ لاہور کے درمیان بہنے والے گندے نالے پر ٹریفک کی آمدرفت کے لئے گلشن راوی پل اور شیرا کوٹ پل بنے ہوئے ہیں، ان پلوں کا درمیانی فاصلہ دو میل سے بھی زیادہ ہے جس میں گزرگاہ کے لئے ایک پلی مسجد اقصیٰ اور دوسری پائپوں والی پلی بنائی گئی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ غنی کالونی، ناصر کالونی، نیو مسلم پارک کے مکینوں کو گلشن راوی لاہور کے قبرستان میں میت کو دفنانے کے لئے ایک میل سے زیادہ فاصلہ طے کرنا پڑتا ہے اور ٹریفک کی آمدورفت میں بھی مشکلات پیش آتی ہیں؟

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ناصر کالونی اور گاڈھی چوک اور ایف بلاک گلشن راوی کے قریب گندے نالے پر ٹریفک آمدورفت کے لئے پل بنا کر مکینوں کی مشکلات دور کرنے کو تیار ہے، اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) جی ہاں یہ درست ہے کہ ٹریفک کی آمدورفت کے لئے گلشن راوی پل اور شیرا کوٹ پل بنے ہوئے ہیں ان کے درمیان درج ذیل مزید 7 پل اور پلیاں ہیں، ان کا درمیانی فاصلہ لف نقشہ پر درج ہے جو کہ کہیں بھی 500 میٹر سے زیادہ نہیں ہے۔

(ب) نالے پر پل یا پلیاں موجود ہیں۔ کہیں بھی دو پل یا پلیوں کا درمیانی فاصلہ 500 میٹر سے زیادہ نہیں ہے۔

(ج) مذکورہ گندے نالے پر مناسب تعداد میں پل اور پلیاں موجود ہیں تاہم اگر مزید پل بنانے کی ضرورت سامنے آئی تو متعلقہ محکمہ کو ہدایت کر دی جائے گی۔

## لکھوڈیر روڈ باغبانپورہ میں واٹر سپلائی کے گھریلو و کمرشل کنکشن کی تعداد و دیگر تفصیلات

*746: محترمہ عارفہ خالد پرویز: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) لکھوڈیر روڈ باغبانپورہ لاہور اور اس سے ملحقہ گلیوں میں واٹر سپلائی کے کمرشل اور ڈومیسٹک کنکشن کی تعداد کیا ہے، علیٰحدہ علیٰحدہ بتائی جائے؟

(ب) لکھوڈیر روڈ باغبانپورہ لاہور اور اس سے ملحقہ گلیوں کی واٹر سپلائی کے کمرشل کنکشن جن فیکٹریوں، سکولوں اور دیگر کاروباری مراکز میں لگائے گئے ہیں ان کی مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

(ج) لکھوڈیر روڈ باغبانپورہ لاہور اور اس سے ملحقہ گلیوں میں 2005 سے یکم جون 2008 تک کتنے ڈومیسٹک کنکشن کمرشل کئے گئے ہیں، مکمل تفصیلی فہرست پیش کی جائے؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ لکھوڈیر روڈ باغبانپورہ اور اس سے ملحقہ گلیوں میں کمرشل استعمال ہونے والے واٹر کنکشن ڈومیسٹک شرح سے ہی بل ادا کر رہے ہیں، اگر ہاں تو حکومت اس سلسلے میں کیا کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ کے اہلکاران وافسران کی ملی بھگت سے ڈومیسٹک واٹر کنکشن کمرشل استعمال ہو رہے ہیں اگر ہاں تو اس سلسلے میں حکومت کرپٹ اہلکاران وافسران کے خلاف کیا کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر ہاؤسنگ وشہری ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) (i) لکھوڈیر روڈ شادی پورہ کی وارڈ نمبر 023 کے واٹر کنکشنوں کی تعداد کی تفصیل درج ذیل ہے:-

وارڈ کے کل کنکشنوں کی تعداد گھریلو 2350

کمرشل 95

متعلقہ گلی 13، 12 لکھوڈیر روڈ شادی پورہ کے کنکشنوں کی تعداد

گھریلو 202

کمرشل 9

(ii) لکھوڈیر روڈ پر شالیمار ٹاؤن وارڈ نمبر 011 کے واٹر کنکشنوں کی تعداد کی تفصیل درج ذیل ہے:-

وارڈ کے کل کنکشنوں کی تعداد: گھریلو 3097

کمرشل 47

متعلقہ لکھوڈیر روڈ شالیمار ٹاؤن کے واٹر کنکشنوں کی تعداد:

گھریلو 60

کمرشل 16

کمرشل ایکوافر سیور بلوں کی تعداد: 38

(iii) لکھوڈیر روڈ پر، شالیمار ٹاؤن وارڈ نمبر 012 کے واٹر کنکشنوں کی تعداد کی تفصیل درج ذیل ہے:-

وارڈ کے کل کنکشنوں کی تعداد:- گھریلو 2871
کمرشل 27

متعلقہ ملحقہ گلی نمبر 46تا50، 54-سی اور 54ڈی
واٹر کنکشنوں کی تعداد گھریلو 320
کمرشل 5

(ب) لکھوڈیر روڈ شادی پورہ و لکھوڈیر روڈ شالیمار ٹاؤن اور اس سے ملحقہ گلیوں کی واٹر سپلائی کے کمرشل کنکشن جن فیکٹریوں، سکولوں اور دیگر کاروباری مراکز میں لگائے گئے ہیں، ان کی مکمل تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) لکھوڈیر روڈ شالیمار ٹاؤن کی وارڈ نمبر 011 میں ایک عدد گھریلو واٹر کنکشن کو کمرشل واٹر کنکشن میں تبدیل کیا گیا تھا، جس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) یہ بات درست نہیں ہے لکھوڈیر روڈ شادی پورہ و لکھوڈیر روڈ شالیمار ٹاؤن کے کمرشل کنکشنوں کے بل کمرشل ریٹس پر ہی جاری کئے جارہے ہیں۔ جونہی محکمہ کے علم میں یہ بات آتی ہے کہ کسی گھریلو کنکشن کا کمرشل استعمال ہو رہا ہے تو فوراً انضباطی کارروائی کرتے ہوئے کمرشل ریٹس پر بل جاری کر دیا جاتا ہے۔

(ہ) یہ بات درست نہیں ہے اگر محکمہ کے علم میں کوئی بھی بے ضابطگی آتی ہے تو متعلقہ اہلکاران کے خلاف فوری طور پر انضباطی کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔

## لکھوڈیر روڈ باغبانپورہ لاہور میں واسا کے بل تقسیم کرنے والے اہلکاران کی تفصیل

*747: محترمہ عارفہ خالد پرویز: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) لکھوڈیر روڈ باغبانپورہ لاہور اور اس سے ملحقہ گلیوں میں واسا کے بل تقسیم کرنے والے اہلکاران کے نام، عہدہ اور عرصہ تعیناتی سے آگاہ کیا جائے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ واسا کے بل تقسیم کرنے والے اہلکاران مذکورہ علاقے کے لوگوں کو ناجائز تنگ کرنے کے مختلف طریقے اور حربے استعمال کرتے رہتے ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ واسا کے بل تقسیم کرنے والے اہلکاران نے لکھوڈیر روڈ اور اس سے ملحقہ گلیوں کے صارفین کو بل تقسیم کرنے کے چند روز بعد دوبارہ بل واپس لے کر ان بلوں پر ہاتھ سے تاریخ تبدیل کر کے اسسٹنٹ ڈائریکٹر، ایس ٹی اینڈ اے بی، واسا ایل ڈی اے لاہور کے جعلی دستخط کر کے مہر بھی لگاتے ہیں، اگر ہاں تو جو اہلکار بلوں پر اپنے افسر کے دستخط کر رہے ہیں اور اس پر مہر بھی لگا رہے ہیں، اس کی قانونی حیثیت کے بارے میں ایوان کو مکمل تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ بل کی ادائیگی کی پرنٹ شدہ حتمی تاریخ میں کوئی کلرک یا بل تقسیم کرنے والا اہلکار ردوبدل کر سکتا ہے، اگر کم کر سکتا ہے تو اس کے طریقے کار کی وضاحت کی جائے؟

(ہ) اگر جزہائے بالا کے جوابات اثبات میں ہیں تو کیا حکومت ایسے کرپٹ اہلکاران وافسران کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

**وزیر ہاؤسنگ وشہری ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ):**

(الف) لکھوڈیر روڈ باغبانپورہ۔ شادی پورہ وارڈ نمبر 023 میں محمد اشفاق، اے ایف آئی (اسسٹنٹ فیلڈ انسپکٹر) ٹکٹ نمبر 11445 عرصہ تقریباً (3) سال سے تعینات تھا۔ مذکورہ اہلکار مورخہ 9 جون 2008 کو ایک شکایت کی بنا پر معطل کیا گیا تھا۔ جس کی تبدیلی ریونیو آفس شالیمار ٹاؤن سے علامہ اقبال ٹاؤن میں ہو چکی ہے۔ اس کی جگہ پر علی ظفر اے ایف آئی (اسسٹنٹ فیلڈ انسپکٹر) تعینات کر دیا گیا ہے۔

(ب) یہ بات درست نہیں ہے۔ واسا کے اہلکاران پوری تندہی سے خدمات سرانجام دے رہے ہیں تاہم اگر کوئی شکایت ملتی ہے تو اس پر قواعد کے مطابق کارروائی کی جاتی ہے۔

(ج) کسی بھی بل تقسیم کرنے والے اہلکار کو اس بات کی اجازت نہ ہے کہ وہ بل پر مہر لگائے اور تاریخ بڑھائے مذکورہ بلوں پر تاریخ بڑھانے کے متعلق عرض ہے کہ متعلقہ اہلکار محمد اشفاق اے ایف آئی (اسسٹنٹ فیلڈ انسپکٹر) چونکہ معطل تھا، اس لئے دوسرا اہلکار شمشاد علی آر ایف آئی (ریکوری فیلڈ انسپکٹر) جو اس علاقہ سے پوری طرح روشناس نہ تھا اس لئے بلوں

کی تقسیم میں تاخیر ہو رہی تھی اس لئے محکمانہ طور پر مذکورہ بلوں کی تاریخ ادائیگی میں توسیع کی گئی تاکہ صارفین بلا جرمانہ بل جمع کروا سکیں۔

(د) کوئی بھی کلرک یا بل تقسیم کرنے والا اہلکار بل کی ادائیگی کی پرنٹ شدہ تاریخ میں ردوبدل کا اختیار نہیں رکھتا۔صرف مجاز افسران اس بات کا اختیار رکھتے ہیں۔

(ہ) اگر محکمہ کے علم میں کوئی بھی بے ضابطگی آتی ہے تو متعلقہ اہلکاران کے خلاف فوری طور پر انضباطی کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔

## فیصل آباد۔نشاط آباد ریلوے کراسنگ پل سے ملحقہ گرلز ہائی سکول کے سامنے سیوریج و دیگر مسائل

*763: محترمہ انجم صفدر: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ فیصل آباد میں نشاط آباد ریلوے کراسنگ پل سے ملحقہ گورنمنٹ گرلز ہائر سیکنڈری سکول کے سامنے سیوریج کا پانی 2/2 فٹ تک کھڑا ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ مقام سے سیوریج کے کھڑے پانی کی نکاسی کا کوئی بہتر انتظام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک اور نہیں تو کیوں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) درست نہ ہے کہ پانی 2/2 فٹ تک کھڑا ہوتا ہے۔ایسا تب ہوتا ہے، جب بارش آتی ہے کیونکہ یہ جگہ ارد گرد کی سڑکوں سے 3/2 فٹ گہری ہے۔ جھمرا روڈ شہر والی سائیڈ اور دوسری سائیڈ سے پانی ادھر جمع ہو جاتا ہے اور شیخوپورہ روڈ سے بھی سارا پانی ادھر آکر جمع ہوتا ہے۔باقی جب بجلی بند ہوتی ہے تو جنریٹر چلانے سے پمپوں کی کارکردگی کم ہو جاتی ہے۔ تب یہ لائن اوور فلو کرتی ہے اور پانی جمع ہو جاتا ہے لیکن جب بجلی آتی ہے یہ پانی نکل جاتا ہے اور یہ عموماً نہ ہوتا ہے۔

(ب) جواب اثبات میں نہ ہے چونکہ یہ جگہ ارد گرد کی سڑکوں سے 3/2 فٹ تک نشیب میں واقع ہے اس لئے جب بارش ہوتی ہے تو وقتی طور پر پانی جمع ہو جاتا ہے لیکن چند گھنٹے بعد بذریعہ سیور لائن نکل جاتا ہے۔اس علاقہ کو مستقل ریلیف دینے کے لئے محکمہ نے ایک سیور سکیم بنائی ہے جو کہ مانانوالہ سے شروع ہو کر پہاڑنگ ڈرین تک جائے گی اور وہاں

پمپنگ سٹیشن بنایا جائے گا۔اس سکیم کا کافی کام مکمل ہو چکا ہے اور باقی کام جاری ہے۔ لیکن اس علاقہ کو عارضی ریلیف دینے کے لئے نشاط آباد چوک میں اس لائن پر اوا اینڈ ایم ویسٹ نے ایک عارضی ڈسپوزل ورکس بنایا ہے جس سے اس علاقہ کو عارضی ریلیف دیا جا رہا ہے۔ جب بھی اس ڈسپوزل ورکس پر کوئی پرابلم ہوتا ہے تو یہ لائن اوور فلو کرتی ہے اور مذکورہ جگہ نشیبی ہونے کی وجہ سے پانی جمع ہو جاتا ہے۔جب مانانوالہ سے پہاڑنگ ڈرین والی سکیم مکمل ہو جائے گی تو یہ عارضی ڈسپوزل ورکس ختم کر دیا جائے گا اور سیور اپنی gravity پر چل پڑے گا اور یہ اس علاقہ کے سیور کا مستقل حل ہو گا۔

## مزنگ روڈ لاہور میں پینے کے لئے
## صاف پانی کی فراہمی کا مسئلہ

*800: محترمہ ماجدہ زیدی: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مزنگ روڈ لاہور میں پینے کے لئے صاف پانی مہیا نہیں کیا جا رہا جس کی وجہ سے علاقہ کے لوگ پیٹ کی بیماریوں میں مبتلا ہو رہے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اہل علاقہ نے واسا کو شکایات کیں لیکن کوئی توجہ نہیں دی گئی؟

(ج) کیا حکومت اہل علاقہ کو صاف پانی مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) یہ درست نہ ہے کہ مزنگ روڈ لاہور میں پینے کے لئے صاف پانی مہیا نہیں کیا جا رہا۔اس سلسلے میں واسا لاہور نے حکومت پنجاب کی ہدایات کی روشنی میں پہلے ہی لاہور شہر میں پانی کے نمونے حاصل کر کے اس کو لیبارٹری میں ٹیسٹنگ کا سلسلہ شروع کیا ہوا ہے۔واسا کی مختلف ٹیمیں پورے لاہور سے کیمسٹ کی زیر نگرانی پانی کے نمونے حاصل کرتی ہیں اور مزنگ روڈ کے علاقے سے بھی مختلف جگہوں سے پانی کے 51 نمونے حاصل کئے جن کو لیبارٹری میں چیک کیا گیا اور ان میں سے صرف 2 نمونے فٹ نہ تھے۔ جس پر واسا کی مزنگ سب ڈویژن نے واٹر سپلائی کی لائنوں کی فلشنگ، صفائی اور کلورینیشن کو یقینی بنایا

اور پھر دوبارہ ان دو مقامات جن کے نمونے فٹ نہیں تھے ان کی ٹیسٹنگ کروائی جو کہ فٹ ثابت ہوئے-کیمسٹ کی تصدیق شدہ رپورٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے-

(ب) یہ درست ہے کہ واسا کو پانی میں آلودگی کے بارے میں شکایات وصول ہوتی ہیں مگر یہ درست نہیں ہے کہ واسا ایسی شکایات پر کوئی توجہ نہ دیتا ہو-جب کبھی ایسی شکایت وصول ہوتی ہے تو واسا کی ٹیم جو کہ کیمسٹ کے زیر نگرانی کام کرتی ہے متعلقہ علاقے کے پانی کے نمونے حاصل کرتی ہے-ان نمونوں کو واسا کی لیبارٹری میں ٹیسٹ کیا جاتا ہے اور اگر پانی میں کسی قسم کی آلودگی ہو تو متعلقہ سب ڈویژن کے متاثرہ علاقے میں واٹر سپلائی کی لائنوں کی فلشنگ، صفائی اور کلورینیشن کو یقینی بنایا جاتا ہے-پھر دوبارہ لیبارٹری میں ان علاقوں کے پانی کے نمونوں کی ٹیسٹنگ کی جاتی ہے اور یہ واسا کے اقدامات کا ہی نتیجہ ہے کہ مزنگ روڈ کے علاقے میں 51 نمونوں میں سے صرف 2 نمونے فٹ نہ تھے جن کو واٹر سپلائی لائنوں کی صفائی اور فلشنگ کے بعد دوبارہ چیک کیا تو وہ بھی درست قرار پائے-

(ج) حکومت پنجاب نے لاہور شہر میں صاف پانی کی فراہمی کو مسلسل اور یقینی بنانے کے لئے 69 نئے ٹیوب ویلوں کی تنصیب کے کام کی منظوری دے دی ہے-ان ٹیوب ویلوں کی تنصیب پر حکومت 412.309 ملین روپے خرچ کر رہی ہے-ان میں مزنگ کے علاقے میں 4 نئے ٹیوب ویل بمقام مزنگ اڈا، لٹن روڈ پارک، فرید کورٹ ہاؤس اور جنازگاہ لٹن روڈ شامل ہیں-ان ٹیوب ویلوں کی تنصیب کا ٹھیکہ فرنٹیئر ورکس آرگنائزیشن کو دے دیا گیا ہے اور جلد ہی کام کا آغاز ہو جائے گا-مزید برآں حکومت پنجاب کی ہدایات کی روشنی میں جن علاقوں میں پانی کی کمی یا آلودگی کی شکایت ہو وہاں پر پانی کے ٹینکروں کے ذریعے پانی کی فراہمی کو یقینی بنایا جاتا ہے-پچھلے دو مہینوں میں گلشن پارک مغل پورہ، ایف 2 بلاک جوہر ٹاؤن، سیکٹر سی 1 گرین ٹاؤن، ڈی بلاک تاج پورہ، جنرل ہسپتال، اعظم گارڈن مصطفیٰ ٹاؤن، داتا نگر، سکندریہ کالونی شمع پارک وغیرہ کے علاقوں میں پانی کی کمی کی شکایت کو دور کرنے کے لئے واٹر ٹینکروں کے ذریعے پانی کی فراہمی کو یقینی بنایا گیا-

## تحصیل صادق آباد واٹر سپلائی کی تفصیلات

*988: سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) یونین کونسل نواز آباد، تحصیل صادق آباد میں واٹر سپلائی کے منصوبے کے تحت اب تک کیا پیشرفت ہو چکی ہے اگر جواب نفی میں ہے تو کیا حکومت کسی تعصب کے پیش نظر اس علاقے کے عوام کی ترقی وخوشحالی کو پس پشت ڈالنا چاہتی ہے؟

(ب) تحصیل صادق آباد میں اب تک نکاسی آب کے کتنے منصوبوں پر کام شروع یا مکمل ہو چکا ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) چونکہ یونین کونسل نواز آباد کے چکوک کا زیر زمین پانی میٹھا ہے۔اس لئے اب تک واٹر سپلائی کا کوئی منصوبہ نہ بنا ہے اور نہ ہی اس کی ضرورت محسوس کی گئی ہے۔

(ب) تحصیل صادق آباد میں اب تک نکاسی آب کے 33 دیہی اور 10 شہری منصوبے مکمل ہو چکے ہیں (تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) جب کہ صادق آباد شہر میں نکاسی آب (سیوریج) کا ایک منصوبہ 17.903 ملین روپے کی لاگت کا اس وقت بھی زیر تعمیر ہے۔

## گلاب دیوی ہاؤسنگ سکیم ایل ڈی اے
## فلیٹس کی تعداد و تفصیل

*1023: محترمہ فائزہ احمد ملک: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) گلاب دیوی ہاؤسنگ سکیم میں ایل ڈی اے کے کتنے فلیٹس ہیں؟

(ب) یہ فلیٹ کب، کتنی لاگت سے تعمیر کئے گئے تھے؟

(ج) یہ فلیٹ کتنے کمروں کے ہیں اور کتنے کتنے رقبہ پر مشتمل ہیں؟

(د) مذکورہ فلیٹ جن افراد کو الاٹ کئے گئے، ان کے نام، ولدیت اور پتہ جات بیان کریں؟

(ہ) کتنے اور کون کون سے فلیٹ خالی پڑے ہیں؟

(و) کتنے فلیٹس پر کن کن افراد نے کب سے ناجائز قبضہ کر رکھا ہے، ان کے نام، ولدیت اور پتہ جات بیان کریں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف)

| بلاک | تعداد فلیٹس |
|---|---|
| 15 x 1 | 15عدد |
| 18 x 3 | 54عدد |

گلاب دیوی ہاؤسنگ سکیم میں ایل ڈی اے کے کل 69 فلیٹس ہیں

(ب) یہ فلیٹس 1983 میں تقریباً 2 کروڑ 49 لاکھ میں تعمیر کیئے گئے تھے

(ج) ان فلیٹس کی تفصیل درج ذیل ہے

| فلور | فلیٹس کی تعداد | کمرے | کورڈ رقبہ | کل رقبہ (مربع فٹ) |
|---|---|---|---|---|
| گراؤنڈ فلور | 23 | 6 | 2143 | 49289 |
| فرسٹ فلور | 23 | 5 | 1807 | 41561 |
| سیکنڈ فلور | 23 | 5 | 1711 | 39353 |

(د) یہ فلیٹ جن افراد کو الاٹ کئے گئے ان کی لسٹ تتمہ "الف" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) بمطابق ریکارڈ کوئی فلیٹ خالی نہ ہے

(و) صرف ایک فلیٹ نمبر 23/بی، گلاب دیوی ہاؤسنگ سکیم پر ناجائز قابض محمد یعقوب دلشاد نے اپنی بید خلی کے خلاف ملک الطاف حسین سول جج کی عدالت سے حکم امتناعی حاصل کیا ہوا ہے اور تاحال کیس عدالت میں زیر سماعت ہے اور بمطابق رپورٹ ایل ڈی اے کونسل کیس ھذا مورخہ 08-11-17 بغرض شہادت مقرر ہے تاہم اس حکم امتناعی کے خارج ہوتے ہی ضروری قانونی کارروائی کے بعد قبضہ بحق ایل ڈی اے کروالیا جائے گا۔

## شیراکوٹ لاہور میں سیوریج کے مسائل

*1031: مہر اشتیاق احمد: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے آج سے بیس سال قبل گلی نمبر 25 مدنی سٹریٹ اور گلی نمبر 26 ابوبکر سٹریٹ نیو مسلم پارک غنی کالونی شیراکوٹ لاہور میں 9 انچ قطر کے سیوریج پائپ ڈالے تھے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اردگرد کی گلیوں کے سیوریج کا گندا پانی مذکورہ سیوریج میں ڈالنے کی وجہ سے یہ سیوریج پائپ گند سے بھرے پڑے ہیں اور باوجود صفائی کرانے کے آئے دن بند رہتے ہیں؟

(ج) کیا حکومت گلی نمبر 25 اور 26 میں 12 انچ قطر کے سیوریج پائپ بچھا کر ان کا اخراج نیو شالیمار روڈ (گندا نالہ) میں بچھائے گئے سیوریج پائپوں سے جوڑنے کو تیار ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) یہ درست ہے کہ حکومت نے آج سے بیس سال قبل گلی نمبر 25 مدنی سٹریٹ اور گلی نمبر 26 ابوبکر سٹریٹ نیو مسلم پارک غنی کالونی شیراکوٹ لاہور میں 9 انچ قطر کے سیوریج پائپ ڈالے تھے۔

(ب) اردگرد کے سیوریج کا گندہ پانی مذکورہ سیوریج میں ڈالنے کی وجہ سے موجودہ سیوریج سسٹم گلی نمبر 26 پر تو اثر پڑتا ہے لیکن سیوریج کی صفائی اکثر ہوتی رہتی ہے اور گلی نمبر 26 ابوبکر سٹریٹ کے سیوریج کا نظام نارمل ہے۔

(ج) اگر گلی نمبر 25 اور 26 میں 9 انچ قطر کے سیوریج کو نیو شالیمار روڈ (گندا نالہ) میں بچھائے گئے سیوریج پائپوں سے جوڑا جائے تو گلی نمبر 25 اور 26 میں موجودہ 9 انچ قطر کے سیور کو الٹی ڈھلوان پر چلانا ہو گا جو کہ ٹیکنیکل طور پر درست نہیں ہے۔اس کے علاوہ گلی نمبر 25 اور 26 اتنی تنگ ہیں کہ نیا سیور ڈالنا ناممکن ہے۔

## لاہور۔بیگم کوٹ فضل پارک کے مین بازار میں سیوریج کا مسئلہ

*1133: ملک نوشیر خان لنگڑیال: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور بیگم کوٹ، فضل پارک، شوکت کالونی کے مین بازار میں سیوریج اور سولنگ نہ ہونے کی وجہ سے ہر وقت پانی کھڑا رہتا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ شوکت کالونی کے مین بازار میں ابھی تک سولنگ نہیں لگایا گیا؟

(ج) حکومت مذکورہ علاقوں میں کب تک بنیادی سہولیات مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

**وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی** (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) یہ بات درست نہ ہے کہ مذکورہ تین آبادیوں میں سیوریج نہ ہونے کی وجہ سے ہر وقت پانی کھڑا رہتا ہے- حقیقت یہ ہے کہ فضل پارک میں 18 انچ قطر، بیگم کوٹ مین بازار میں 24 انچ قطر اور شوکت کالونی میں 18 انچ قطر کے واسا کے سیور پائپ بچھے ہوئے ہیں اور پانی کے نکاس کے لئے فضل پارک میں ایک ڈسپوزل سٹیشن بھی موجود ہے۔یہاں پانی کا نکاس احسن طریقے سے کر دیا جاتا ہے-

(ب) واسا کے متعلقہ نہ ہے-

(ج) واسا کے متعلقہ نہ ہے-

## خالق قومی ترانہ حفیظ جالندھری کے مزار کی دیکھ بھال و دیگر تفصیلات

*1263: **محترمہ راحیلہ خادم حسین**: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ خالق قومی ترانہ حفیظ جالندھری کا مزار محکمہ ہاؤسنگ کے ذیلی ادارے پی ایچ اے کے زیر انتظام ہے، یہ مزار کہاں واقع ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ پی ایچ اے ہر مالی سال میں مزار کے نظم و نسق (دیکھ بھال وغیرہ) کے لئے فنڈ مختص کرتا ہے، فنڈ کی تفصیل بیان کی جائے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ سال 2002 تا 2007 مزار کی تعمیر و مرمت اور تزئین و آرائش پر محکمہ ایک بھاری رقم خرچ کر چکا ہے، اخراجات کی تفصیل سال وائز مہیا کی جائے، نیز مزار کی تعمیر کب ہوئی اور اس پر کتنی لاگت آئی؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ خالق قومی ترانہ حفیظ جالندھری کے مزار پر کوئی عملہ تعینات نہ ہے اور اس مزار کی دیکھ بھال وہاں کے مقامی لوگ کرتے ہیں؟

(ہ) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت مزار کی اصل شکل کو کب تک بحال کرنے اور تعینات عملہ کو بر وقت تنخواہ جاری کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) حفیظ جالندھری کے مزار کی عمارت فٹ پاتھ اور لوہے کے جنگلے کی دیکھ بھال سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے ذمہ ہے جبکہ محکمہ پارکس اینڈ ہارٹیکلچر اتھارٹی مزار کے ارد گرد 2 کنال باغ کی دیکھ بھال کرتا ہے یہ مزار مینار پاکستان کے مین گیٹ کے پہلو میں واقع ہے۔

(ب) محکمہ پی ایچ اے نے مزار کے ارد گرد باغ کی دیکھ بھال کے لئے ایک مالی 3900 روپے ماہانہ اور ایک چوکیدار 3900 روپے ماہانہ تعینات کیا ہوا ہے جن کی مجموعی تنخواہ سالانہ 93600 روپے ہے۔اس کے علاوہ پی ایچ اے کوئی رقم خرچ نہیں کرتا۔

(ج) محکمہ پی ایچ اے نے حفیظ جالندھری کے مزار کی تزئین و آرائش کے لئے 2002 تا 2007 ماسوائے مالی اور چوکیدار کی تنخواہ کے کوئی رقم خرچ نہیں کی اس مزار کی تعمیر 4-8-1988 میں ہوئی مزار کی تعمیر پر لاگت کے متعلق سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ سے معلوم کیا جائے اسی نے یہ مزار تعمیر کروایا تھا۔

(د) حفیظ جالندھری کے مزار پر باغ کی دیکھ بھال کے لئے ایک مالی اور ایک چوکیدار تعینات ہیں جو کہ اپنے فرائض ذمہ داری سے ادا کرتے ہیں اسی لئے باغ بہترین حالت میں ہے۔

(ہ) مزار کے سول ورک میں کمی بیشی یا عمارت فٹ پاتھ اور جنگلے کی مرمت وغیرہ کا ذمہ دار محکمہ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ ہے۔باغ کی دیکھ بھال کے لئے تعینات ایک مالی اور چوکیدار کی تنخواہ محکمہ پی ایچ اے بروقت ادا کرتا ہے۔

## گلی نمبر 25 مدنی سٹریٹ اور گلی نمبر 26 ابوبکر سٹریٹ شیراکوٹ لاہور میں سیوریج و پانی کے مسائل

*1291: محترمہ ساجدہ میر: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے آج سے بیس سال قبل گلی نمبر 25 مدنی سٹریٹ اور گلی نمبر 26 ابوبکر سٹریٹ نیو مسلم پارک غنی کالونی شیراکوٹ لاہور میں 9 انچ قطر کے سیوریج پائپ ڈالے تھے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ارد گرد کی گلیوں کے سیوریج کا گندا پانی مذکورہ سیوریج میں ڈالنے کی وجہ سے یہ سیوریج پائپ گند سے بھرے پڑے ہیں اور باوجود صفائی کے آئے دن بند رہتے ہیں؟

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت گلی نمبر 25 اور 26 میں 12 انچ قطر کے سیوریج پائپ بچھا کر ان کا اخراج نیو شالیمار روڈ گندا نالہ میں بچھائے گئے، سیوریج پائپوں سے جوڑنے کو تیار ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ غنی کالونی نیو مسلم پارک، ناصر کالونی، نگینہ کالونی شیرا کوٹ لاہور کے مکینوں کو گلشن راوی پارک پل شیرا کوٹ میں نصب ٹیوب ویل سے پینے کا سرکاری پانی مہیا کیا جاتا ہے جو ناکافی ہے؟

(ہ) اگر ایسا ہے تو کیا حکومت 60 فٹ سڑک پر نصب ٹیوب ویل سے بھی علاقے کے مکینوں کو پینے کا سرکاری پانی مہیا کر کے ان کی مشکلات دور کرنے کو تیار ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) یہ درست ہے کہ حکومت نے آج سے بیس سال قبل گلی نمبر 25 مدنی سٹریٹ اور گلی نمبر 26 ابوبکر سٹریٹ نیو مسلم پارک غنی کالونی شیرا کوٹ لاہور میں 9 انچ قطر کے سیوریج پائپ ڈالے تھے۔

(ب) ارد گرد کے سیوریج کا گندہ پانی مذکورہ سیوریج میں ڈالنے کی وجہ سے موجودہ سیوریج سسٹم گلی نمبر 26 پر تو اثر پڑا ہے لیکن سیوریج کی صفائی اکثر ہوتی رہتی ہے اور گلی نمبر 26 ابوبکر سٹریٹ کے سیوریج کا نظام نارمل ہے۔

(ج) اگر گلی نمبر 25 اور 26 میں 9 انچ قطر کے سیوریج کو نیو شالیمار روڈ (گندا نالہ) میں بچھائے گئے سیوریج پائپوں سے جوڑا جائے تو گلی نمبر 25 اور 26 میں موجودہ 9 انچ قطر کے سیور کو الٹی ڈھلوان پر چلانا ہوگا جو کہ ٹیکنیکل طور پر درست نہیں ہے۔ اس کے علاوہ گلی نمبر 25 اور 26 اتنی تنگ ہیں کہ نیا سیور ڈالنا ناممکن ہے۔

(د) جی ہاں یہ درست ہے۔ حکومت پنجاب نے لاہور شہر میں صاف پانی کی فراہمی کو مسلسل اور یقینی بنانے کے لئے 69 نئے ٹیوب ویلوں کی تنصیب کے کام کی منظوری دے دی ہے۔ ان

ٹیوب ویلوں کی تنصیب پر حکومت 412.309 ملین روپے خرچ کر رہی ہے۔ان میں جی بلاک گلشن راوی ٹیوب ویل بھی شامل ہے۔ان ٹیوب ویلوں کی تنصیب کا ٹھیکہ فرنٹیئر ورکس آرگنائزیشن کو دے دیا گیا ہے اور جلد ہی کام کا آغاز ہو جائے گا۔

(ہ) ان آبادیوں کا کنکشن 60 فٹ سڑک پر نصب ٹیوب ویل کے ساتھ ہے لیکن اس کی گنجائش کم ہے۔مزید بہتری کے لئے محکمہ نے 60 فٹ سڑک موڑہ شریف پر بھی ایک اضافی ٹیوب ویل تجویز کیا ہے۔

## نواب ٹاؤن مظفر گڑھ کی سڑک کی تعمیر نو کا مسئلہ

*1368: مہر ارشاد احمد خاں سیال: کیا وزیر پبلک ہیلتھ انجینئر نگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ نواب ٹاؤن مظفر گڑھ میں سیوریج بچھانے سے سڑک بالکل تباہ ہو گئی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پبلک ہیلتھ کے پاس سڑک بنانے کے لئے کٹوتی کا پیسہ بھی موجود ہے؟

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سڑک بنانے کا ارادہ رکھتی ہے،اگر ہاں تو کب تک نہیں تو کیوں؟

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئر نگ (راجہ ریاض احمد):

(الف) یہ درست ہے کہ نواب ٹاؤن مظفر گڑھ میں سیوریج لائن بچھانے سے سڑک کا کنارہ ٹوٹ گیا ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئر نگ نے سڑک بنانے کے لئے اسٹیمیٹ میں رقم مختص کی تھی جس کی ادائیگی بذریعہ چیک نمبر 173788 ای مورخہ 27-03-2008 مبلغ-/122000 روپے ٹی ایم اے مظفر گڑھ کر دی گئی ہے۔

(ج) اب یہ ٹی ایم اے مظفر گڑھ سے متعلقہ ہے تاہم محکمہ اس کی پیروی کر رہا ہے اور ٹی ایم اے کو یاد دھانی کروائی گئی ہے۔

## فیصل آباد پیپلز کالونی میں سیوریج لائن بچھانے کا مسئلہ

*1382: محترمہ انجم صفدر: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) فیصل آباد کی پیپلز کالونی نمبر 2 فوارہ چوک میں واسا کی طرف سے سیوریج لائن کب بچھائی گئی اور اس پر کتنی لاگت آئی؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ سیوریج لائن حالیہ بارشوں کی وجہ سے بیٹھ گئی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سیوریج لائن ڈالنے کے دوران صابریہ سراجیہ قبرستان کے قریب ایک کمسن بچے کی جان بھی ضائع ہو چکی ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سیوریج لائن کے بیٹھ جانے کی وجہ سے سڑک بھی بیٹھ رہی ہے جس سے کوئی بھی بڑا حادثہ رونما ہو سکتا ہے؟

(ہ) اگر جزوہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا مذکورہ سیوریج لائن کی وجہ سے قومی خزانے کو ہونے والے نقصان کے ذمہ داروں کے خلاف کارروائی اور سیوریج لائن کو از سر نو بچھانے کا حکومت کوئی ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو وجہ؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) فیصل آباد پیپلز کالونی نمبر 2 فوارہ چوک تا الٰہی آباد ڈسپوزل ورکس تک واسا، ایف ڈی اے نے 4 فٹ قطر کی 2800 فٹ سیور لائن جس کی مالیت 11.03 ملین روپے ہے، بچھائی گئی۔ یہ منصوبہ جون 2008 کو پایہ تکمیل ہوا۔

(ب) یہ حقائق پر مبنی نہ ہے۔ مذکورہ بالا سیور لائن درست حالت میں کام کر رہی ہے اور ملحقہ آبادیوں کے دیرینہ سیوریج مسائل حل ہو گئے ہیں۔

(ج) اس ضمن میں عرض ہے کہ مذکورہ سیور لائن بچھانے کے واسطے سڑک توڑنے اور بحالی کے لئے مبلغ 12 لاکھ روپے مورخہ 30 مئی 2007 کو محکمہ شاہرات ضلعی حکومت کو جمع کروائے گئے۔ بچھائی گئی سیور لائن کے اوپر مٹی کی بجائے دریائی ریت ڈالنا، فالتو مٹی کو باہر پھینکوانا اور دوبارہ سڑک تعمیر کرنا محکمہ شاہرات کے کام میں شامل تھا۔ صابریہ سراجیہ سکول کے قریب سیور لائن کا حصہ مورخہ 30 نومبر 2007 تک مکمل ہو گیا تھا اور ڈسٹرکٹ آفیسر روڈ کو مورخہ یکم دسمبر 2007 دوران میٹنگ مطلع کیا گیا کہ اس حصہ پر اپنا کام شروع کریں۔ بذریعہ مراسلہ نمبری 1682 مورخہ 12-12-2007 دوبارہ متنبہ

کیا کہ سڑک کی تعمیر کا کام شروع کریں تا کہ کوئی نقصان نہ ہو جائے، محکمہ شاہرات نے مورخہ 2008-01-07 کو ریت کی بھرائی اور مٹی اٹھانے کا کام شروع کیا۔ محکمہ شاہرات کے کام کے دوران ہی 10 محرم الحرام مورخہ 20 جنوری 2008 کو لوگوں کی بڑی تعداد نے اس مقام سے مٹی نکال کر قبروں پہ ڈالنی شروع کر دی، جس کے باعث مٹی کا تودہ گرنے سے واٹر سپلائی لائن ٹوٹ گئی اور ایک بچہ نیچے دب کر جاں بحق ہو گیا۔ ضلعی ناظم نے ڈائریکٹر جنرل ایف ڈی اے کو معاملے کی انکوائری کا حکم دیا، جس نے اپنی رپورٹ میں لکھا کہ محکمہ واسا کا کوئی اہلکار یا ٹھیکیدار اس نقصان کا ذمہ دار نہ ہے۔ (انکوائری رپورٹ اور اخباری تراشے ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں)

(د) سیور لائن اپنی صحیح اور درست حالت میں کام کر رہی ہے اور موقعہ پر کسی بھی جگہ سے سڑک بیٹھی نہ ہے۔

(ہ) مذکورہ اجزا میں کوئی بھی درست نہ ہے۔ سیور لائن صحیح اور درست طور پر کام کر رہی ہے اور علاقہ کی ملحقہ آبادیوں کا سیور کا مسئلہ مستقل بنیادوں پر حل کر دیا گیا ہے۔

## ایم ڈی اے کا قیام و دیگر تفصیلات

*1399: محترمہ نرگس پروین اعوان: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ایم ڈی اے کب قائم ہوا تھا اور اس کے قیام کے مقاصد کیا تھے؟

(ب) یہ ادارہ اپنے مقاصد حاصل کرنے میں کہاں تک کامیاب ہوا ہے؟

(ج) اس ادارے کا مالی سال 07-2006 اور 08-2007 کا ترقیاتی اور غیر ترقیاتی بجٹ کتنا تھا؟

(د) ترقیاتی بجٹ میں سے کتنی رقم سیوریج اور واٹر سپلائی پر ان سالوں کے دوران خرچ کی گئی ہے؟

(ہ) ملتان شہر کی کتنے فیصد آبادی کو یہ ادارہ پینے کے لئے پانی فراہم کر رہا ہے؟

(و) بقایا آبادی کو کب تک یہ ادارہ پینے کے لئے پانی کی فراہمی کا ارادہ رکھتا ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) ایم ڈی اے کا قیام پنجاب شہری ترقی ایکٹ 1976 کے تحت 22-اکتوبر 1976 کو عمل میں آیا۔ یہ ادارہ ملتان امپروومنٹ ٹرسٹ کے جانشین کے طور پر وجود میں آیا جو کہ 1944 میں قائم ہوا تھا۔ ایم ڈی اے کے قیام کا بنیادی مقصد ایسی جامع پالیسیاں اور پروگرام مرتب کرنا تھا جن کی روشنی میں ملتان شہر کی ترقی ایک منظم منصوبہ بندی کے تحت ہو۔ چند اہم مقاصد درج ذیل ہیں:۔

1- ملتان شہر کے لئے ماسٹر پلان کی تیاری اور اس کا عملی نفاذ

2- عوام الناس کی فلاح و بہبود کے لئے رہائشی و کمرشل منصوبے بنانا

3- پرائیویٹ سیکٹر میں ہاؤسنگ سکیموں اور لینڈ سب ڈویژن کی منظوری

4- ایم ڈی اے کے کنٹرولڈ ایریا میں مروجہ قوانین کے تحت عمارات کے نقشے منظور کرنا اور منظور شدہ نقشہ جات کے مطابق تعمیرات کی پابندی کروانا۔

5- ماسٹر پلان کے مطابق متعین مقاصد کے لئے شہری زمین کا استعمال اور گورنمنٹ کی کمرشلائزیشن پالیسی کا عملی نفاذ

(ب) مذکورہ بالا مقاصد میں کامیابی کا مختصر خاکہ بالترتیب درج ذیل ہے:۔

1- ایم ڈی اے نے ملتان شہر کی جامع منصوبہ بندی کے لئے 1987 تا 2007 بیس سالہ ماسٹر پلان تیار کیا اور صحیح معنوں میں اس کا عملی نفاذ بھی کیا۔ اب آئندہ بیس سال کے لئے ملتان ماسٹر پلان 2008 تا 2028 میسرز نیسپاک کے تعاون سے تیاری کے مراحل میں ہے جو کہ عنقریب تکمیل کے بعد نافذ العمل ہوگا۔ لہذا شہر کی ترقی ماسٹر پلان کے مطابق منظم انداز میں کامیابی سے جاری ہے۔

2- ادارہ ہذا نے اپنے قیام کے بعد 13 رہائشی کالونیاں بنائی ہیں۔ جن کا کل رقبہ 2050 ایکڑ ہے اور مختلف سائز کے 20415 رہائشی پلاٹ عوام الناس کو آسان قسطوں / نرخوں پر مہیا کئے گئے ہیں۔ علاوہ ازیں سابقہ ملتان امپروومنٹ ٹرسٹ کی 11 ہاؤسنگ سکیموں کا بلڈنگ کنٹرول بھی ایم ڈی اے کے ذمہ ہے۔ کمرشل منصوبوں میں ذکریا شاپنگ سنٹر، ایم ڈی اے آرکیڈ اور ہاؤسنگ سکیموں میں 1000 سے زائد کمرشل پلاٹ شامل ہیں۔

-3 ایم ڈی اے نے پرائیویٹ سیکٹر میں 27 ہاؤسنگ سکیموں اور 70 لینڈ سب ڈویژنز کی منظوری دی ہے جن میں قانون کے مطابق نقشہ کی منظوری اور تعمیر کی اجازت دی جاتی ہے-علاوہ ازیں بے شمار غیر منظور شدہ ہاؤسنگ سکیموں / لینڈ سب ڈویژن کی گرائی کر کے غیر قانونی پرائیویٹ ہاؤسنگ سکیموں کی حوصلہ شکنی کی گئی ہے-

-4 مذکورہ بالا ملتان امپروومنٹ ٹرسٹ /ایم ڈی اے کی ہاؤسنگ کالونیوں اور پرائیویٹ سیکٹر میں منظور شدہ سکیموں کے علاوہ 18 سڑکات کا بلڈنگ کنٹرول بھی ایم ڈی اے کے ذمہ ہے-جن پر مالکان زمین کو قانون کے مطابق نقشہ منظور کروانے اور عمارات تعمیر کرنے کا پابند کیا جاتا ہے-اس طرح ادارہ ہذا بے ہنگم تعمیرات روکنے میں اپنا کردار احسن طریقے سے سرانجام دے رہا ہے-

-5 ماسٹر پلان کے مطابق متعین مقاصد کے لئے شہری زمین کا استعمال کروانا ادارہ ہذا کی اولین ترجیح ہے-رہائشی علاقوں میں کمرشل سرگرمیوں کا رجحان روز بروز بڑھ رہا ہے-ادارہ ہذا عوام الناس کی فلاح کو مدنظر رکھتے ہوئے گورنمنٹ کی کمرشلائزیشن پالیسی پر سختی سے عملدرآمد کروانے کے لئے کوشاں ہے اور خلاف قانون کمرشل تعمیرات کی اجازت نہ دے کر ادارہ اپنے فرائض بطریق احسن سرانجام دے رہا ہے اور ادارہ کی خدمات سے بلاشبہ عوام الناس مستفید ہو رہے ہیں-

(ج) ادارے کا مالی سال 07-2006 اور 08-2007 کا ترقیاتی اور غیر ترقیاتی بجٹ

(رقوم ملین روپے میں)

| تفصیل مدات | بجٹ تخمینہ 2006-07 | بجٹ تخمینہ 2007-08 |
|---|---|---|
| ترقیاتی اخراجات | | |
| 1-ترقیاتی اخراجات (ذاتی ذرائع سے) | 772.592 | 1264.992 |
| 2- ترقیاتی اخراجات (گورنمنٹ فنڈز و دیگر محکمہ جات) | 124.912 | 245.852 |
| غیر ترقیاتی اخراجات | | |
| 1-غیر ترقیاتی اخراجات (ذاتی ذرائع سے) | 170.585 | 192.218 |
| کل اخراجات | 1068.089 | 1703.062 |

(د) سیوریج اور واٹر سپلائی پر اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے:-

| | 2006-07 | 2007-08 |
|---|---|---|
| سیوریج | 411.224 | 586.884 |
| واٹر سپلائی | 97.829 | 183.927 |

(ہ) واسا (ایم ڈی اے) اس وقت تقریباً 55 فیصد آبادی کو پینے کا پانی فراہم کر رہا ہے۔

(و) وزیر اعظم پیکج برائے فراہمی آب مرحلہ 6 کے تحت آئندہ تین سالوں میں بقایا تمام آبادی کو یہ سہولت مہیا کر دی جائے گی۔

**محترمہ آمنہ الفت:** جناب والا! ابھی نیچے آپ کے حکم کے تحت صحافیوں کے پاس گئی تھی۔ ان کا احتجاج جاری ہے وہ قطعاً احتجاج ختم کرنے پر راضی نہیں ہیں اور ان کا احتجاج جائز ہے۔ ان کی ایک لیڈی رپورٹر کو جس طریقے سے، جبکہ وہ ایم ایس کی اجازت سے ڈینگی وائرس پر رپورٹ بنا رہی تھی زدوکوب کیا گیا، اس کو مارا گیا اور الٹا اس کے خلاف مقدمہ درج کر دیا گیا۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر یہ بات ضرور عرض کرنا چاہوں گی کہ موجودہ حکومت میں خواتین کے ساتھ کچھ اچھا سلوک روا نہیں رکھا جا رہا۔ کمیٹی روم سے بھی پی ٹی وی کے نمائندوں کو نکال باہر کیا ہے، ان خواتین کے پاس بھی کوئی جگہ نہیں ہے۔ (قطع کلامیاں)

**جناب سپیکر:** آپ تشریف رکھیں۔ میں بات کر لوں، جو ضروری بات ہوتی ہے اس کو بھی نہیں سننے دیتے۔ مجھے رپورٹ لینے دیں۔ حاجی اسحاق صاحب آپ کی کیا رپورٹ ہے؟ آپ صحافیوں کو منانے کے لئے گئے تھے۔

(اس مرحلہ پر اپوزیشن کے معزز اراکین ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

**جناب سپیکر:** آپ آجائیں آپ کو کچھ نہیں کہا جائے گا۔ وزیر مال!

**محترمہ ساجدہ میر:** جناب والا! آپ اس سلسلے میں متعلقہ تھانے سے رپورٹ طلب کریں اور کہیں کہ وہ اس کی انکوائری کریں۔

**جناب سپیکر:** جی، جب وہ آئیں یہ مل بیٹھیں گے، اسی لئے انہوں نے وقت دیا ہے۔ آپ تشریف رکھیں اور مجھے وزیر مال سے رپورٹ لینے دیں۔

**وزیر مال (حاجی محمد اسحاق):** جناب والا! رانا افضل صاحب، محسن لغاری صاحب اور آپ کی بنائی ہوئی کمیٹی کے مطابق دوسرے لوگ صحافی بھائیوں کے پاس گئے تھے۔

**جناب سپیکر:** وہ تو جو آپ کے ساتھ گئے تھے میرے خیال میں وہ بھی واک آؤٹ کر گئے ہیں۔

**وزیر مال (حاجی محمد اسحاق):** نہیں۔ جناب۔ انہوں نے جا کر اپنے وزیروں کی شکایتیں کرنی شروع کر دیں۔ اخباری نمائندوں سے کہا کہ آپ اس کو کیوں نہیں اجاگر کرتے؟ وہ اس House کے ساتھ

اتنے مخلص ہیں دوسرا زعیم قادری صاحب اور رانا افضل صاحب نے انہیں بڑی اچھے طریقے سے وضاحت کی کہ وزیر قانون رانا ثناء اللہ خان نے ایس پی صاحب کو بلایا ہوا ہے، وہ ان سے بات کریں گے۔ انہوں نے کہا ہے کہ رات انہوں نے ہمیں جواب دے دیا تھا۔ اب ایم ایس کو بھی معطل کریں تو ہم پھر House میں آئیں گے۔ انہوں نے کہا ہے کہ آپ ایک گھنٹہ کا ٹائم لے لیں، آدھے گھنٹے کے لئے وقفہ کر لیں اور آپس میں بیٹھ کر بات کر لیں۔ ایس پی صاحب ادھر آ رہے ہیں لیکن صحافی بھائی ابھی نہیں مانے۔

چودھری ندیم خادم: جناب والا! ایم ایس صاحب کو ایسے معطل نہیں کرنا چاہئے۔ پہلے انکوائری کمیٹی بنا دیں اس کے بعد جو کارروائی کرنی ہے وہ کریں۔

وزیر مال (حاجی محمد اسحاق): ہم نے کہا ہے کہ انکوائری ہو رہی ہے، ابھی ایک گھنٹہ میں آپ کو رپورٹ مل جائے گی لیکن وہ آئیں تو سہی۔ رانا افضل صاحب بتا دیں۔

رانا محمد افضل خان: جناب والا! ہم نے مؤدبانہ گزارش کی ہے کہ ہمیں وقت دیں۔ ڈاکٹروں کے بھی مسائل ہیں ایم ایس بھی ڈاکٹروں کی وجہ سے شدید pressure میں ہیں اور ڈاکٹروں کے بھی شکوے ہیں تو وہ کہتے ہیں نہیں، یک طرفہ طور پر پہلے آپ ان کو معطل کریں اور پھر ہم آپ سے بات کریں گے تو ہم نے ان سے یہ request کی ہے کہ ایس پی کو یہاں طلب کر لیا گیا ہے، وہ تھوڑی دیر میں یہاں پر آ رہے ہیں اور وہ آپ کی بات بھی سنیں گے اور اس کا معقول حل آج ہی اور ایک گھنٹے کے اندر انشاء اللہ نکال لیا جائے گا لیکن وہ کہتے ہیں کہ جب تک معاملہ حل نہیں ہو جاتا تو پھر وہ ایک گھنٹہ ہم باہر ہی گزارنا چاہتے ہیں۔ ہم نے ایم ایس کو بھی معطل کروانا ہے، ڈاکٹر کو بھی معطل کروانا ہے۔

جناب سپیکر: جی کسی کو condemn on heart تو نہیں کیا جا سکتا۔ پریس کے حضرات خود بھی سمجھدار ہیں۔ ہم تو کمیٹی کے ذریعے ان کو بلانا چاہتے تھے لیکن افسوس ہے کہ وہ تشریف نہیں لائے۔ اب یک نہ شد دو شد، ہمارے جو اپوزیشن کے ساتھی ہیں وہ بھی باہر تشریف لے گئے ہیں۔

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات اور تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب والا! اس سلسلے میں گزارش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات اور تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ پریس بھی باہر جا چکی ہے اور اپوزیشن نے بھی واک آؤٹ کیا ہوا ہے۔ اس میں بڑی simple سی بات ہے کہ اس سلسلے میں ایک کمیٹی بنا دی جائے جو دو دن کے اندر اندر رپورٹ دے دے جس کے ذمے جو بات آتی ہے، اگر پولیس کے ذمے آتی ہے تو اس کے لئے sort-out کر لیا جائے اور اگر ایم ایس کے خلاف بھی کوئی کارروائی کرنی ہے وہ بھی کر لی جائے لیکن اس طرح واک آؤٹ کرنے سے کوئی مسئلہ حل نہیں ہو سکتا لہذا میں سمجھتا ہوں کہ ایک دفعہ پھر کوشش کی جائے کہ پریس اور اپوزیشن کو اندر بلایا جائے تاکہ اس معاملے کو resolve کیا جا سکے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اس ایوان میں جو بھی کارروائی ہوتی ہے اس میں تین اہم فریق ہیں۔ Treasury Benches ہیں، اس کے بعد اپوزیشن ہے اور اس کے بعد ہمارے صحافی بھائی ہیں تو ان کی اہمیت اور اپوزیشن کی اہمیت اتنی ہی ہے جتنی کہ Treasury Benches کی ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس issue کے اوپر جب ان کا اتنا concern ہے کہ صحافی بھائیوں نے بھی واک آؤٹ کیا، اس کے بعد اپوزیشن نے بھی واک آؤٹ کیا ہے تو مناسب ہوگا، میری یہ تجویز ہے کہ آپ اس ہاؤس کی کارروائی کو تھوڑی دیر کے لئے adjourn کر دیں۔ میں نے سیکرٹری صحت کو بھی بلا لیا ہے تو ہم بیٹھ کر اس معاملے کو resolve کر لیں گے اور اس کے بعد پھر ہاؤس کی کارروائی کو جاری رکھا جائے گا۔

جناب سپیکر: کتنے منٹ کے لئے؟ دیکھیں! آج 12:30 بجے تک ہاؤس کا ٹائم ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ابھی 11:20 ہوئے ہیں تو آپ ہاؤس کی کارروائی کو تقریباً ایک گھنٹے کے لئے adjourn کر دیں۔ اگر یہ معاملہ within an hour resolve ہو جائے اور اس کے بعد ہم 5 یا 10 منٹ کی کارروائی کر کے اس کو adjourn کر دیں گے تو کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ جو agenda آج نہیں ہو سکے گا اسے Monday کو take up کر لیں گے لیکن یہ بڑا ضروری ہے کہ ہم ان کے ساتھ اظہار ہمدردی کریں۔

جناب سپیکر: چلیں جی، اب ہم 12:20 پر دوبارہ ملیں گے اس وقت تک اجلاس adjourn کیا جاتا ہے۔

(ایک گھنٹہ کے وقفہ کے بعد جناب سپیکر 12:20 پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

**ملک محمد وارث کلو:** جناب سپیکر!۔۔۔

**جناب سپیکر:** جی، کلو صاحب!

**ملک محمد وارث کلو:** جناب سپیکر! میری آپ سے استدعا ہے کہ کل جو زرعی ٹیکس کے بارے میں بات ہوئی تھی اور رانا ثناء اللہ صاحب نے کل یہ decide کیا تھا کہ اس کی بحث کے لئے پورا ایک دن رکھا جائے۔ اس سے پہلے میری دو تحاریک التوائے کار تھیں اس سلسلے میں بھی رانا صاحب سے بات ہوئی ہے کہ اس میں ایک فلیٹ ریٹ آبیانہ کے متعلق تھی اور دوسری شوگر ملز مالکان کی طرف سے کسانوں کو جو پچھلے سال کی ادائیگیاں ابھی تک نہیں کی جا رہیں اس سے متعلق تھی تو اس سلسلے میں اگر مہربانی اور شفقت فرمائیں تو سوموار کے دن الگ الگ ان کے تین issues ہیں اور ان تینوں issues پر اگر الگ الگ ٹائم مقرر فرما دیں تو آپ کی شفقت ہو گی۔ رانا صاحب سے میری بات ہو گئی تھی اور رانا صاحب نے فرمایا تھا کہ بے شک سوموار کا دن آپ مختص کروالیں۔

**جناب سعید اکبر خان:** جناب سپیکر!۔۔۔

**جناب سپیکر:** جی، نوانی صاحب!

**جناب سعید اکبر خان:** جناب سپیکر! جیسا کہ کلو صاحب نے فرمایا تھا کہ پچھلے اجلاس میں سپیکر صاحب کی طرف سے یہ ایک decision آیا تھا کہ یہ adjournment motion ہے اس کو accept کرتے ہیں اور اس کے لئے next session میں ہم دو گھنٹے fix کریں گے۔ ایک فلیٹ ریٹ کے بارے میں ہے اور دوسری زرعی ٹیکس کے بارے میں ہے۔ رات کو وفاقی وزیر زراعت نے straightway refused کیا ہے کہ اس کو ہم considered کر رہے ہیں اور نہ ہی زرعی ٹیکس لگانے کی ہماری کوئی سوچ ہے اور نہ ہی ہم اس کو لگا رہے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ جب فیڈرل گورنمنٹ کہتی ہے کہ ہم اس کو considered ہی نہیں کر رہے تو ہم اس issue کو ویسے issue بنا کر کیوں پیش کریں؟ جب انہوں نے یہ کہا ہے کہ ہمارا زرعی ٹیکس لگانے یا consider کرنے یا اس کو کسی انکم ٹیکس کے زمرے میں لانے کا کوئی ارادہ ہے اور نہ ہی ہماری کوئی اس سلسلے میں IMF کے ساتھ commitment ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ایک non issue ہے کیونکہ ایک واضح طور پر بات سامنے آ گئی ہے۔

جناب سپیکر! دوسری بات جو کرنا چاہتا ہوں کہ مجھے قطعاً اعتراض نہیں ہے کہ آپ نے یہ اجلاس adjourn کیا لیکن ہم صحافی بھائیوں کے ساتھ ہیں اور اگر ان کے ساتھ زیادتی ہو، اگر کسی عام شہری کے ساتھ بھی زیادتی ہو تو یہ ہاؤس ان کے ساتھ ہے اور ہم ان کا بھرپور ساتھ دینے کے لئے تیار ہیں اور اس پر action لینے کے لئے بھی تیار ہیں۔ یہ tradition ٹھیک نہیں ہے کہ اگر کوئی MS یا کسی ایک آدمی کے ساتھ واقعہ ہو تو پوری اسمبلی کے اجلاس کو adjourn کر دیا جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اس میں دو آدمیوں کا ضرور fault ہو سکتا ہے، اس میں سے ایک آدمی کا fault ہو سکتا ہے جو بھی آپ نے کمیٹی بنائی ہے اور جو آپ کی direction ہے اور جس نے یہ حرکت کی ہو گی definitely آپ کی Chair سے بھی انکوائری کی رپورٹ کے بعد ان کے خلاف direction آئے گی تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس میں سات کروڑ عوام کا کیا قصور ہے کہ جنہوں نے ہمیں یہاں اس لئے elect کرکے بھیجا ہے کہ آپ ہمارے مسائل وہاں discuss کریں اور ہمارے بارے میں بہتری کی سوچ لائیں اور ہمارے لئے بہتر سوچ کر کے اس کے اوپر پالیسی بنائیں تاکہ ہمیں اس کا ریلیف ملے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ جو طریقہ کار ہے اس پر اعتراض اس لئے ہے کہ یہاں روزانہ کوئی نہ کوئی مسئلہ پیش ہوتا ہے، ہمیں اس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے، اس پر انکوائری کرنے کے لئے، اس پر action لینے کے لئے یہ پورا ہاؤس چاہے وہ کوئی عام شہری ہو یا کسی بھی ادارے کے ساتھ تعلق رکھتا ہو ہم اس کے ساتھ ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ آئندہ اس بات کی احتیاط کی جائے کہ اس طرح کے معاملات پر ہاؤس adjourn کرنا میں سمجھتا ہوں کہ بہت بڑی بات ہے اور اگر اس کو پورے غور اور فکر سے دیکھا جائے کہ ایک کارروائی ہاؤس کی چل رہی ہے اور اس کو اس بنیاد پر adjourn کر دیا جائے کہ دو آدمیوں کے درمیان آپس میں جھگڑا ہوا ہے۔ اس میں definitely ہم اس بات کے خلاف ہیں کہ جس کی زیادتی ہو اس کے خلاف action لیا جائے اور اس کے خلاف ہم ایک strong action کروانے میں ان کے ساتھ ہیں اور اس action کی تکمیل تک ہم ان کے ساتھ ہیں لیکن اگر یہ اجلاس جاری بھی رہتا تو اس دوران رپورٹ آ جاتی اور اس رپورٹ پر آپ اور ہاؤس جو action تجویز کرتے تمام ممبران اس کا بھرپور ساتھ دیتے۔ میری یہی ایک گزارش تھی کہ ہمیں اس بات پر احتیاط کرنی چاہئے کہ ہم اپنے individual matter میں اس ہاؤس کی کارروائی کو adjourn کریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات صحیح نہیں ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

**سینئر وزیر آبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد):** جناب سپیکر!۔۔۔

**جناب سپیکر:** جی، راجہ صاحب!

**سینئر وزیر آبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد):** جناب سپیکر! میرے بھائی نوانی صاحب نے جو بات کی ہے کہ ہم نے ہاؤس adjourn کیا ہے۔ یہ آج ہم نے ایک مثال قائم کی ہے کہ ہم نے اپوزیشن اور صحافی بھائیوں کو اتنی اہمیت دی کہ جبکہ ہم اس ہاؤس کے تین partners ہیں۔ ان میں ایک اپوزیشن، ایک ہم اور صحافی، دو جب باہر چلے گئے تو ہم نے ان کی respect کی خاطر، ان کی عزت کی خاطر کہ وہ ہاؤس میں نہیں ہیں تو ہم نے اجلاس کو adjourn کیا اور ہم نے صحافی بھائیوں سے بات کی ہے۔ وہ اور اپوزیشن والے بھی واپس تشریف لے آئے ہیں۔ میں صحافی بھائیوں کا بھی اور اپوزیشن والوں کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں اور اس پر ہم نے انکوائری کرالی ہے اور اس انکوائری میں یہ ثابت ہوا ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے خاتون رپورٹر کے ساتھ بدتمیزی کی ہے، اس کا فون چھینا ہے اور اس کے ساتھ حد سے تجاوز کیا ہے اس لئے ہم نے فیصلہ میں اس ڈاکٹر کو قصوروار ٹھہرایا ہے اور اس کو suspend کیا گیا ہے۔ میں صحافی بھائیوں کا اور اپوزیشن کا ایک بار پھر شکریہ ادا کرتا ہوں۔

**ملک محمد وارث کلو:** جناب سپیکر!۔۔۔

**جناب سپیکر:** جی، کلو صاحب!

**ملک محمد وارث کلو:** جناب سپیکر! ابھی نوانی صاحب نے انکم ٹیکس کے بارے میں فرمایا ہے تو پچھلے کچھ دنوں میں جب سے یہ IMF کی قسط کے بارے میں تھا تو اس وقت ہر اخبار میں اور ٹیلی ویژن مذاکروں میں یہ بات آتی رہی کہ IMF کڑی شرائط لگا رہا ہے اور direct زرعی ٹیکس کی شرائط کا ذکر چلتا رہا تو اس سلسلے میں بہت اچھا ہوا۔ میں نے تو نہیں سنا کہ جیسا کہ نوانی صاحب فرما رہے ہیں کہ اگر کوئی وضاحت وفاقی وزیر کی طرف سے آگئی ہے تو بہت اچھا ہوا ہے اور اب میری استدعا یہ ہے کہ سوموار کو فلیٹ ریٹ آبیانہ جو کہ آبیانہ اس طرح وصول ہو رہا ہے کہ پانی تو دیا نہیں جا رہا لیکن آبیانہ کاشتکاروں سے وصول کیا جا رہا ہے اور دوسرا گنے کی payments جو ہیں، جب زمیندار گنا کاشت کرتا ہے تو اس وقت بنک سے production loan لے کر کرتا ہے اور وہ اس نے واپس کرنا ہوتا ہے اور اپنے گھر کی ضروریات پوری کرنی ہوتی ہیں اور اگلی فصل کے لئے تیاری کرنی ہوتی ہے لیکن ابھی تک شوگر ملز مالکان نے کاشتکاروں کو گنے کی ادائیگیاں نہیں کیں، یہ ایک بات نہیں بلکہ یہ ایک طریقہ

بن چکا ہے۔ بنک توان کو limits دیتے ہیں لیکن ملز مالکان بنکوں کا سود ادا نہیں کرتے اور وہ سود ادا نہ کرنے کی وجہ سے لوگوں کو ادائیگیاں بھی نہیں کرتے جبکہ کسان اسی amount پر سالہا سال تک سود دیتا ہے۔لہذا میری استدعا ہے کہ اس پر بحث کے لئے ایک دن مقرر فرمائیں۔زراعت ریڑھ کی ہڈی ہے اور زراعت کے بغیر آپ کی معیشت کی ترقی صرف ایک خواب ہے۔اس بارے میں رانا صاحب سے بات ہو گئی ہے لہذا آپ اسے سوموار کے دن پر رکھ لیں۔آپ فلیٹ ریٹ، آبیانے کے لئے دو گھنٹے دے دیں اور دو گھنٹے گنے کی ادائیگیوں پر بات کرنے کے لئے دے دیں چونکہ ان کا یہ طریقہ کار ہے کہ وہ ہر سال گنے کے کاشتکار کو تنگ کرتے ہیں۔شکریہ

**رانا محمد افضل خان:** پوائنٹ آف آرڈر۔

**جناب سپیکر:** جی، فرمائیے!

**رانا محمد افضل خان:** شکریہ۔ جناب سپیکر! آج کے ایک معروف انگریزی اخبار میں پاکستان کی exports کے بارے میں خبر ہے کہ گزشتہ تین ماہ میں exports میں 40 فی صد اضافہ ہوا ہے جو کہ ایک بڑی خوش آئند بات ہے لیکن جب میں نے اس کی تفصیل پڑھی۔ - -

**جناب سپیکر:** ہاؤس کا ٹائم آدھ گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

**رانا محمد افضل خان:** اس میں لکھا ہوا ہے کہ جب موجودہ تین ماہ کا تقابل پچھلے تین ماہ سے کیا گیا تو چینی کی export میں 100 فیصد اضافہ ہے اور گندم کی export میں بھی 100 فی صد اضافہ ہے۔مجھے یہ پڑھ کر بڑی تشویش ہوئی۔ابھی یہاں پر ہمارے سینئر منسٹر راجہ ریاض صاحب تشریف فرما تھے۔وہ مرکزی حکومت، پنجاب حکومت اور اس اسمبلی کے درمیان ایک پل کی حیثیت رکھتے ہیں۔لہذا میں چاہوں گا کہ اس سال کے تین ماہ اور گزشتہ سال کے تین ماہ کے دوران یہ جو چینی اور گندم کی exports میں 100 فیصد اضافہ ہوا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ گندم اور چینی کا کوئی مسئلہ کھڑا نہ ہو جائے۔ لہذا ہمیں مرکزی حکومت سے اس کا جواب ملنا چاہئے کہ کیا واقعی گندم اور چینی export ہو رہی ہے؟

## پوائنٹ آف آرڈر

## پنجاب میں فوڈ سپورٹ سکیم کی رسم میں ڈاکیوں کی خورد برد

حاجی ذوالفقار علی: پوائنٹ آف آرڈر-جناب سپیکر! میاں محمد شہباز شریف صاحب کی فوڈ سپورٹ پروگرام پالیسی بڑے احسن طریقے سے جاری ہے جس سے غریب، بیمار اور بیوہ عورتیں فیض یاب ہو رہی ہیں لیکن اس میں ایک مسئلہ آ گیا ہے کہ کئی جگہوں پر ڈاکئے خود ہی انگوٹھے لگا کر وہ رقم خورد بُرد کر رہے ہیں۔جب ایک ڈاکخانے کو لسٹ جاتی ہے تو وہی لسٹ متعلقہ ایم پی اے کو جانی چاہئے تاکہ اس پر check and balance رہے۔یہ بہت ضروری اور اہم issue ہے۔ہمیں ابھی صبح ہی اطلاع ملی ہے کہ ایسا ہو رہا ہے۔میاں محمد شہباز شریف صاحب غریبوں سے ہمدردی رکھتے ہیں اور ان کی ہی یہ پالیسی ہے۔یہ بیواؤں، غریبوں بیماروں اور یتیموں کے لئے پالیسی ہے جو اس رقم سے فیض یاب ہو رہے ہیں لیکن ڈاکئے خود ہی انگوٹھے لگا کر رقم خورد بُرد کر رہے ہیں۔لہذا میں پھر استدعا کرتا ہوں کہ جب یہ لسٹ ڈاکخانے جائے تو وہ لسٹ متعلقہ ایم پی اے کو بھی جائے تاکہ ان پر check and balance رہے اور یہ رقم متعلقہ اور مستحق لوگوں تک پہنچے۔

جناب سپیکر: جی لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! حکومت پنجاب اور وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف صاحب نے ان غریب گھرانوں کی مدد کے لئے یہ فوڈ سٹیمپ سکیم شروع کی ہے جو غربت کی ایسی صورتحال میں ہیں کہ جو گندم، آٹے کی مہنگائی ہوئی ہے وہ اسے بھی برداشت نہیں کر سکتے اور یوٹیلٹی bills برداشت نہیں کر سکتے۔ہم بھی یہ سمجھتے ہیں کہ ایک ہزار کی اتنی چھوٹی رقم سے کسی بھی گھر کا کسی بھی خاندان کا گزارہ نہیں ہو سکتا۔۔۔

جناب سپیکر: وہ اس سے اختلاف نہیں کرتے۔وہ صرف یہ چاہ رہے ہیں کہ لسٹ متعلقہ ایم پی اے کو فراہم کی جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اصل بات یہ ہے کہ انتہائی درجے پر جا کر اسے fool proof بنایا گیا ہے اور اس سے متعلق بہت شاذونادر ہی شکایات ملی ہیں اور جو ملی ہیں ان کو remove کیا گیا ہے۔اب جو میں سمجھ سکا ہوں وہ یہ فرما رہے ہیں کہ اس کی ایک لسٹ متعلقہ ایم پی اے کو بھی دے دی جائے۔ہم دانستہ طور پر اس پر ڈسٹرکٹ ایڈمنسٹریشن کے ذریعے

implementکروا رہے تھے تاکہ اس میں کسی قسم کی political involvement یا allegation کا سلسلہ نہ آئے۔انھوں نے جو تجویز دی ہے اس بارے میں عرض ہے کہ پنجاب میں فوڈ سٹیمپ سکیم کے انچارج ایس اے حمید صاحب کو میں سوموار کو یہاں بلوالوں گا اور یہ سارے دوست ان کے ساتھ بیٹھ جائیں۔میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس میں ہماری involvement نہ ہی ہو تو بہتر ہے لیکن یہ جو طریقہ کار بھی final کریں گے تو ہم اس کے مطابق کوشش کریں گے کہ اس قسم کی شکایات کا ازالہ ہو جائے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! مجھے بھی فوڈ سٹیمپ پر بات کرنے دی جائے۔

جناب سپیکر: ابھی فوڈ سٹیمپ پر بحث نہیں ہو رہی۔یہ تو ایک پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا گیا ہے۔لغاری صاحب! پلیز آپ تشریف رکھیں۔اب تحاریک استحقاق کا وقت ہے اور جن کی تحریک استحقاق ہے ان کو کیا کہوں چونکہ ٹائم ان کا ہے۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میں نے جو بات کی تھی۔

جناب سپیکر: میں آپ کی ہی بات کر رہا ہوں۔رانا صاحب! سعید اکبر نوانی صاحب نے فرمایا ہے کہ ان کی منسٹر صاحب سے بات ہوئی ہے یا انھوں نے کہیں پڑھا ہے یا کہیں سے سن کر آئے ہیں کہ وفاقی حکومت کا کوئی ایسا ارادہ نہیں ہے کہ وہ زرعی ٹیکس یا زرعی انکم ٹیکس لگائے۔وہ کہہ رہے کہ ہمیں اس پر زیادہ stress نہیں کرنا چاہئے جب تک وہاں سے کوئی ایسی بات final نہ ہو چونکہ وہ کہہ رہے ہیں کہ ابھی تک آئی ایم ایف سے ان کی کوئی ایسی بات نہیں ہوئی ہے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! رات کو نذر محمد گوندل صاحب ٹیلی ویژن پر تھے اور پھر میری ان سے ٹیلی فون پر بھی بات ہوئی انھوں نے کہا کہ خان صاحب ہماری کوئی commitment نہیں ہے۔ آئی ایم ایف کی recommendation تھی لیکن ہم اس بات کو accept نہیں کر رہے۔پھر میں کامران خان کے پروگرام میں خود سن رہا تھا کہ جب انھوں نے سوال کیا کہ آپ نے زرعی ٹیکس لگانا ہے تو وزیر مملکت نے کہا کہ ہم قطعاً اس پر نہیں سوچ رہے اور ہم زراعت پر کوئی انکم ٹیکس نہیں لگا رہے۔

جناب سپیکر: اگر انھوں نے یہ کہا ہے تو بڑی اچھی بات ہے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میں نے خود سنا ہے، انھوں نے بڑا straightway کہا ہے- وزیر زراعت نے پہلے پروگرام میں اسے straightway refuse کیا کہ ہم کوئی زرعی ٹیکس نہیں لگا رہے- اس پروگرام میں رانا نذیر صاحب بھی تھے اور انھوں نے بھی اس بات پر وزیر صاحب کو مبارکباد دی اور کہا کہ ہم اس پر بحث کرنے کے لئے بہت تیار ہو کر آئے تھے لیکن چودھری صاحب کی statement کے بعد بحث ہی ختم ہو گئی ہے اس لئے ہم ان کو مبارکباد دیتے ہیں کہ انھوں نے 80 فیصد آبادی کو تباہ ہونے سے بچا لیا ہے-

جناب سپیکر: انھوں نے منسٹر صاحب کو مبارکباد دی ہے اور میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں-

جناب سعید اکبر خان: شکریہ-

محترمہ شمیلا اسلم: پوائنٹ آف آرڈر-

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ شمیلا اسلم: جناب سپیکر! میں ہاؤس کی توجہ ایک انتہائی اہم مسئلے کی جانب مبذول کروانا چاہتی ہوں کہ صوبہ پنجاب میں گائے اور بھینسوں سے جلد دودھ حاصل کرنے کے لئے جو انجیکشن لگائے جاتے ہیں ان سے نہ صرف چھوٹے بچوں کے hormones disturb ہو رہے ہیں بلکہ---

جناب سپیکر: محترمہ! اس وقت آپ کا یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا- sorry آپ تشریف رکھیں-

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں نے ایک ضروری بات کرنی ہے-

جناب سپیکر: شیخ صاحب! ہر ایک کی بات ضروری ہے-

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر میں تو کہتا ہوں کہ آپ ایجنڈے کے مطابق ہاؤس چلائیں- میری انتہائی ضروری تحاریک التوائے کار پڑی ہیں لیکن میں دیکھتا رہتا ہوں کہ آپ ممبران کو مسلسل پوائنٹ آف آرڈر پر اجازت دیتے ہیں- آپ نے تو یہاں تک اجازت دے دی کہ ایکسپورٹ کیوں بڑھ رہی ہے حالانکہ وہ simple سی بات ہے کہ خدانخواستہ پاکستانی روپے کی جتنی قیمت کم ہو گی اتنی ایکسپورٹ بڑھے گی- میری ایک تحریک التوائے کار لے لیں چونکہ میں تین دن سے انتظار کر رہا ہوں- میں کوشش کرتا ہوں کہ ایجنڈے کے بغیر نہ چلا جائے-

جناب سپیکر: نہیں، وہ آپ کی باری کے مطابق آئے گی- sorry

شیخ علاؤالدین: جناب! آپ باری لائیں گے تو آئے گی۔

جناب سپیکر: جی، میں ادھر چل رہا ہوں۔ وارث کلو صاحب! please تشریف رکھیں۔ جی، لغاری صاحب! آپ فرمائیں!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اب تو بات پرانی ہو گئی ہے۔ اس وقت Food Stamp کی بات ہو رہی تھی۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میری گزارش بھی سن لیں، میں بھی بڑی important بات کرنا چاہتا ہوں، چونکہ ابھی رانا صاحب تشریف فرما ہیں تو مجھے اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: میں ابھی آپ کو وقت دیتا ہوں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! مجھے کوئی interrupt کرتا ہے تو بڑا عجیب لگتا ہے کیونکہ میں کسی کی بات کو نہیں کاٹتا۔ میری سب بھائیوں اور بہنوں سے گزارش ہے کہ مہربانی کر کے تھوڑا سا بردباری کے ساتھ چلیں اور ایک دوسرے کو بات کرنے کا موقع دیں۔

جناب سپیکر! اس وقت جب میں بات کر رہا تھا تو Food Stamp Scheme کے حوالے سے بات ہو رہی تھی۔ اب تو یہ بات پرانی ہو گئی ہے۔ ہمیں پہلے بھی کہا گیا تھا کہ ہاؤس کے دائیں طرف یا بائیں طرف جو ممبران بیٹھے ہیں ان میں کوئی فرق نہیں ہے۔ میں آپ سے یہ درخواست کر رہا ہوں کہ جب on the floor of the House یہ assurance دی جاتی ہے تو اسے پورا کیا جائے۔ یا تو پھر assurance کمیٹی ہو جس میں جا کر ہم بات کر سکیں کہ floor پر دی گئی assurance کو پورا نہیں کیا گیا۔ رانا ثناء اللہ صاحب اس بارے میں مہربانی کر کے کوئی واضح بات کہہ دیں کہ جو ممبران پاکستان مسلم لیگ کے ٹکٹ کے اوپر منتخب ہو کر آئے ہیں ان کی recommended جو فہرستیں گئی ہیں کیا ان پر Food Stamp Scheme کا عملدرآمد ہونا ہے یا نہیں؟ اب والا! جو forms دیئے گئے تھے ان کے اوپر ڈی۔ سی۔ او اور حلقہ کے ایم۔ پی۔ اے نے دستخط کرنے تھے۔ اگر کوئی اس قسم کے forms process کئے گئے ہیں کہ جن پر حلقہ کے ایم۔ پی۔ اے کے دستخط نہیں ہیں تو کیا ان کو invalid قرار دیا جائے گا؟ چار مہینے ہو گئے ہیں، اگست سے یہ سکیم شروع ہے۔ اگست، ستمبر، اکتوبر اور اب نومبر ہے۔ میرے حلقے کے اندر میرے لوگوں میں سے جو forms میں نے recommend کئے تھے ان میں سے ایک آدمی

کو بھی یہ Food Stamp Scheme کی امداد نہیں ملی۔ایسے لوگ جو کہ نہ تو ایم۔پی۔اے ہیں اور نہ ٹکٹ ہولڈرز ہیں بلکہ ان کے صرف خاص لوگوں کے ساتھ تعلقات ہیں ان کے کہنے کے اوپر یہ امداد دی جا رہی ہے۔رانا صاحب مہربانی کر کے اس بارے میں ایک policy statement دے دیں۔آپ کہہ دیں کہ نہیں دینا We will be satisfied and we will sit down. ہم بھیک نہیں مانگ رہے۔اگر ہمارا حق ہے تو ہمیں دیا جائے، نہیں ہے تو اب اس پر ایک واضح statement دے دیں کہ پاکستان مسلم لیگ (ق) اور اپوزیشن والے ممبران کا ترقیاتی فنڈز میں کوئی حق ہے اور نہ ہی آپ لوگوں کا Food Stamp Scheme پر حق ہے۔ہم میں سے کوئی اس بات کو دوبارہ نہیں اٹھائے گا۔ہم چپ کر کے بیٹھ جائیں گے۔اس پر آپ ایک پالیسی statement دے دیں۔

جناب سپیکر: جہاں تک تو ترقیاتی کاموں کی بات ہے تو میرے خیال میں اس میں کسی کی ذات کو نہیں بلکہ ہر حلقے کو یہ فنڈز ملنے چاہئیں۔دوسری بات کا وزیر قانون صاحب جواب دیتے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: اس دن ہمارے معزز ممبر کاٹھیا صاحب نے جھنگ کی مثال دی تھی کہ اس Steering Committee کے وہ لوگ ممبر ہیں کہ جن کا کوئی تعلق نہیں ہے اور جو لوگ الیکشن جیتے ہوئے ہیں ان کو ignore کیا جا رہا ہے۔اس بارے میں آپ ایک پالیسی statement دے دیں، واضح کہہ دیں کہ بھئی تم لوگوں کا حق نہیں ہے تو ہم میں سے کوئی بھی آئندہ اس issue کو نہیں اٹھائے گا۔اگر آپ ایسی statement نہیں دیں گے تو بار بار ایک ایک کر کے لوگ یہ issue اٹھاتے رہیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! میں محترم لغاری صاحب کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ جو Steering Committee کی انھوں نے بات کی ہے تو یہ Steering کمیٹیاں ضلعی سطح پر پنجاب کے ترقیاتی پروگرام کو monitor کرنے کے لئے تشکیل دی گئی ہیں۔ دیکھیں، حکومت نے ایک ترقیاتی پروگرام کو چلانا ہوتا ہے اور حزب اختلاف نے اس کے اوپر تنقید کر کے اس پروگرام کی سمت کو درست رکھنا ہوتا ہے۔اگر آپ نے ہمارے ساتھ بیٹھ کر ان سرکاری معاملات کو اور پروگراموں کو چلانا ہے تو پھر ٹھیک ہے آپ ادھر ہمارے ساتھ ہی آ جائیں۔ پھر اپوزیشن کا role کون ادا کرے گا؟

جناب محمد محسن خان لغاری: ابھی تو میں نے ترقیاتی پروگرام کی بات ہی نہیں کی ہے۔

**وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان)**:اب آپ نے Food Stamp Scheme کے حوالے سے جو بات کی ہے میں اس کا بھی جواب دے دیتا ہوں۔ دیکھیں، Food Stamp Scheme کے معاملے میں وزیر اعلیٰ پنجاب، میاں محمد شہباز شریف صاحب نے ہر ضلعے میں اس بات کو ensure کیا ہے۔ وہاں پر جو ڈی۔ سی۔ او صاحبان ہیں انھیں کہا گیا ہے کہ جو فہرست تم وہاں سے فراہم کرو گے اس کے ساتھ آپ نے سرٹیفکیٹ لگانا ہے کہ یہ جن لوگوں کے نام ہیں یہ صحیح حق دار ہیں اور اس certification کے بعد تم اس کی ہر چیز کے ذمہ دار ہو گے۔ اس میں نام آپ دیں، میں دوں یا کوئی اور دے لیکن اس میں entire responsibility ڈی۔ سی۔ او کی ہے اور وہ باقاعدہ سرٹیفکیٹ لگا کر جس فہرست کو فائنل کرے گا انھیں Food Stamp ملے گی Scheme میں کسی سیاسی جماعت یا کارکن کا کوئی عمل دخل نہیں ہے۔ جو غریب آدمی ہے، جو حق دار ہے اس کا تعلق خواہ کسی بھی جماعت سے ہو اسے Food Stamp ملتی ہے۔

**جناب سپیکر**:وارث کلو صاحب کی طرف سے ایک تجویز آئی تھی۔ میرے خیال میں آپ کو وہ ملے بھی ہوں گے تو اس کے لئے بھی کوئی ٹائم ہمیں fix کرنا چاہئے۔

**وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان)**:میں آپ کے علم میں یہ بات لانی چاہتا ہوں کہ یہ جو آپ کے سامنے sign of honour پڑا ہے اس کی وجہ سے بعض اوقات مجھے بھی بڑی دقت ہوتی ہے اور آپ کو بھی اکثر دقت ہوتی ہے کہ میں آپ کو نظر نہیں آ رہا ہوتا تو اس sign of honour کی کوئی سمت بدل دیں یا اس کو نیچے رکھوا دیں کیونکہ اس سے بڑی مشکلات پیدا ہوتی ہیں۔

**جناب سپیکر**:نہیں، میرے خیال میں یہ ٹھیک ہے۔

**وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان)**:جناب سپیکر! میں جب بیٹھ جاؤں تو پھر میرے اوپر آپ کی نظر ہی نہیں پڑتی۔

**جناب سپیکر**:نہیں، نہیں۔ آپ مجھے نظر آ رہے ہیں۔

**وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان)**:اس کی وجہ سے میری نظر آپ کی نظر سے ملتی نہیں ہے تو اس لئے اگر آپ اس کی تھوڑی بہت side change کر دیں تو مہربانی ہو گی۔ دوسرا آپ کلو صاحب کے بارے میں فرما رہے تھے۔

**جناب سپیکر:** جی، وارث کلو صاحب فرما رہے تھے کہ آپ کے ساتھ ان کی بات ہوئی ہے کہ شوگر ملز والے payment نہیں دے رہے ہیں تو اس پر کوئی ایک گھنٹہ بحث رکھی جائے۔

**جناب محمد وارث کلو:** جناب سپیکر! میں نے فلیٹ ریٹ آبیانہ اور شوگر ملز کی payments کے بارے میں عرض کیا تھا۔

**وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان):** جناب سپیکر! میں یہ عرض کر دوں کہ Monday کا دن ہم نے زراعت پر بحث کے لئے مختص کیا ہے۔ اب دیکھیں، بات یہ ہے کہ آبیانہ ہو، فلیٹ ریٹ ہو، زرعی ٹیکس انکم ٹیکس کی بات ہو یا پانی سے متعلقہ بات ہو یہ تمام چیزیں basically زراعت سے ہی منسلک ہیں تو اس دن یہ لازمی نہیں ہے کہ ہم نے صرف ایک segment پر ہی بحث کرنی ہے اس دن کافی وقت ہو گا۔ جس طرح آپ نے روایت ڈالی ہے، انشاء اللہ تعالیٰ صحیح وقت پر تین بجے اجلاس شروع ہو جائے گا اور چار پانچ بجے تک ایجنڈا کو ختم کر کے بے شک رات دس بجے تک ممبران بحث کرتے رہیں۔ میں تو یہ بھی درخواست کروں گا کہ اس دن زراعت پر بحث کے وقت وہ ممبران جن کا تعلق دیہی علاقوں سے ہے یا جن کا تعلق زراعت سے ہے وہ سب کے سب یہاں پر موجود ہونے چاہئیں۔ وہ سب بات کریں۔ فلیٹ ریٹ کے بارے میں بات کریں، انکم ٹیکس کے بارے میں بات کریں اور باقی سارے موضوعات کو بھی discuss کریں۔

**ملک محمد وارث کلو:** جناب سپیکر! میری اس سلسلے میں استدعا ہے۔

**جناب سپیکر:** وارث کلو صاحب! آپ کی بات تو ہو گئی ہے۔ ہم آپ کو وقت دے رہے ہیں۔ اس دن آپ کھل کر بات کر لینا۔ دیکھیں اب آپ ایجنڈے کے مطابق چلنے نہیں دے رہے۔

**ملک محمد وارث کلو:** میں نہیں چلنے دے رہا؟ غلطی کر رہا ہوں کہ صرف زراعت کی بات کرتا ہوں۔ ادھر سارا دن non-issues پر discussion ہوتی رہتی ہے اور میں غلطی کر رہا ہوں کہ زراعت کی بات کر رہا ہوں۔

**جناب سپیکر:** وارث کلو صاحب! ہم تو آپ کی بات مان رہے ہیں۔

**ملک محمد وارث کلو:** جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ فلیٹ ریٹ آبیانہ پر پچھلی اسمبلی میں، جب یہ فلیٹ ریٹ آبیانہ لگا تھا تو میں نے اس وقت بھی یہ احتجاج کیا تھا۔

**جناب سپیکر:** کلو صاحب! آپ کو بحث کے لئے وقت ملے گا۔ اس میں یہ ساری بات کر لیجئے گا۔

**ملک محمد وارث کلو:** جناب سپیکر! میری بات تو سن لیں، آپ بات تو سنتے نہیں ہیں اور حکم دے دیتے ہیں۔ میں آپ کے حکم کی تعمیل کرتا ہوں۔ بات یہ ہے کہ پچھلی دفعہ یہ ایک فیصلہ ہوا تھا۔ فلیٹ ریٹ آبیانہ پر ہمارے پانچ اضلاع کو مخصوص طور پر یہ کہا گیا تھا کہ واقعی وہاں پر بہت زیادتی ہو رہی ہے اور وہ اب پھر دوبارہ سے پورا لگا کر لینا شروع کر دیا گیا ہے۔ لوگوں کی پکڑ دھکڑ جاری ہے۔ لوگ حوالاتوں میں پڑے ہیں۔ یہاں مظفر گڑھ، میانوالی اور بھکر کے جو ایم۔پی۔اے صاحبان بیٹھے ہیں ان کے علم میں یہ ساری بات ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ اس کو amalgamate مت کریں۔ میری تحریک التوائے کار کو آپ زندہ کریں جو ایک چیز کمیٹی کے سپرد ہو گئی تھی اس کو آپ نے kill کر دیا، اس کو آپ نے lapse کر دیا۔ مجھے دو گھنٹے کا وقت صرف فلیٹ ریٹ آبیانہ پر بات کرنے کے لئے دیں۔

## تحاریک استحقاق

**جناب سپیکر:** جی، بس اب تشریف رکھیں۔ کلو صاحب! Thank you very much چودھری محمد طارق گجر صاحب کی تحریک استحقاق ہے۔ یہ پڑھی جا چکی ہے اور آج وزیر قانون صاحب نے اس کا جواب دینا تھا۔ کیا طارق گجر صاحب تشریف رکھتے ہیں؟ میرے خیال میں وہ تشریف نہیں رکھتے۔

**وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):** جناب سپیکر! اگر وہ interested نہیں ہیں تو پھر اسے dispose of کر دیں۔

**جناب سپیکر:** ٹھیک ہے، اس تحریک کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کی ہے۔ محترمہ! کیا آپ نے اپنی تحریک پڑھ دی تھی؟

**محترمہ نگہت ناصر شیخ:** جی، ہاں۔

**جناب سپیکر:** رانا صاحب! کیا اس کا جواب آ گیا ہے؟

**وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):** جناب سپیکر! اس سلسلے میں جو، جواب موصول ہوا ہے اس میں تو انہوں نے کہا ہے کہ اس تمام واقعہ کا نوٹس لیتے ہوئے فوراً انکوائری کا حکم دیا گیا۔ انکوائری کمیٹی کی رپورٹ کے مطابق تمام قصور telephone attendant اعجاز کا ہے جسے سختی سے ہدایت کر دی گئی ہے کہ آئندہ ایسی کوتاہی نہ کی جائے ورنہ Efficiency and Discipline Rules کے تحت نوکری سے برخاست کر دیا جائے گا۔ میں محکمے کے اس جواب سے مطمئن نہیں

ہوں، اگر انکوائری کمیٹی نے یہی conclude کیا ہے کہ محترمہ ایم پی اے صاحبہ جب ان کے پاس بار بار گئیں اور انہوں نے ٹیلی فون پر رابطہ کیا اور وہ telephone attendant صحیح طور پر ان کو convey نہیں کرتا رہا تو کم از کم انہیں چاہئے تھا کہ اس telephone attendant کے خلاف کارروائی کر کے اس کو سزا دے کر پھر جواب بھیجتے تو اس لئے اس معاملے کو کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: اس معاملے کو کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔ محترمہ انجم صفدر صاحبہ۔

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ آپ دیکھیں یہ ان کا time ہے۔ kindly آپ خیال کیا کریں میں آپ کا بہت احترام کرتا ہوں لیکن مجھے افسوس ہے کہ ایجنڈے کے مطابق آپ مجھے نہیں چلنے دے رہیں۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب والا! یہ disturbance---

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ محترمہ انجم صفدر صاحبہ۔

## ایس ایچ او جلالپور بھٹیاں کا معزز خاتون رکن کے ساتھ تضحیک آمیز رویہ

محترمہ انجم صفدر: جناب سپیکر صاحب! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتی ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میں نے 9-اکتوبر 2008 کو تقریباً ساڑھے آٹھ بجے رات SHO تھانہ جلالپور بھٹیاں ضلع حافظ آباد رانا فرزند کے موبائل فون نمبر 03009608361 پر فون کیا اور اپنا تعارف کرواتے ہوئے ایک عوامی نوعیت کے مسئلہ کے متعلق بات کی تو موصوف SHO سیخ پا ہو کر انتہائی تلخ انداز میں گویا ہوئے کہ آپ اس معاملے میں مجھے ڈسٹرب نہ کریں بلکہ میں ایک SHO ہوں اور وہی کروں گا جو کہ میرے دائرہ اختیار میں ہے اور میں کسی ایم پی اے یا ایم این اے کے ماتحت نہیں ہوں کہ وہ مجھے جو کہے میں کرتا چلا جاؤں بلکہ میں کسی بھی سیاسی آدمی کی بات نہیں مانتا اور نہ ہی کوئی مجھ پر اپنا سیاسی دباؤ ڈال کر من مانی کروا سکتا ہے۔ میں نے موصوف SHO سے کہا کہ آپ اپنے دائرہ کار میں رہتے ہوئے ہی اپنے اختیارات کا استعمال کریں لیکن وہ کریں

جو قانون کے مطابق ہے جس پر مذکورہ SHO کا رویہ انتہائی کرخت ہو گیا اور اس نے مجھے دھمکی دی کہ میرے پاس اتنے اختیارات ہیں کہ میں آپ کو بھی کسی مقدمہ میں ملوث کر سکتا ہوں اور میرے ہاتھوں سے کوئی بھی بچ کر نہیں جا سکتا۔ SHO کی اس گفتگو کے بعد میں نے یہ پوچھا کہ کیا آپ کو پتا ہے کہ آپ ایک عوامی نمائندہ سے مخاطب ہیں تو جواب ملا کہ ہاں میں جانتا ہوں کہ آپ ایم پی اے ہیں اور اسی لئے میں اس لہجے میں بات کر رہا ہوں۔ جس پر میں نے کہا کہ آپ ہوش و حواس میں رہتے ہوئے میرے ساتھ تمیز سے بات کریں اور آپ کو ایک ایم پی اے سے ایسا رویہ زیب نہیں دیتا۔ میری یہ بات سن کر SHO نے انتہائی تند و ترش لہجہ اختیار کرتے ہوئے کہا کہ میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ مجھے کوئی سیاسی آدمی under pressure نہیں کر سکتا اور نہ کوئی میرا کچھ بگاڑ سکتا ہے لہذا آپ بھی میرا کچھ بگاڑ سکتیں ہیں اور نہ ہی میں کسی ایم پی اے کو کچھ سمجھتا ہوں۔ مذکورہ SHO کا رویہ میرے ساتھ انتہائی تضحیک آمیز تھا جس سے نہ صرف میرا بلکہ اس معزز ایوان کا بھی استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ نے جو یہ فرمایا ہے کہ میں نے اس ٹیلی فون نمبر پر فون کیا ہے اور اپنا تعارف کرواتے ہوئے ایک عوامی نوعیت کے مسئلے کے متعلق بات کی۔ اب اس میں جناب سپیکر آگے سے جو جواب آیا ہے وہ جواب یہ ہے کہ یہ کوئی بین الاضلاعی گروہ ہے جو ٹرکوں پر جب سامان لوڈ ہو کر جاتا ہے تو یہ راستے میں ٹرک کے ٹرک غائب کر دیتے ہیں اور یہ کوئی تقریباً 19 لاکھ 47 ہزار 5 سو روپے کی مالیت کا سامان ایک ٹرک میں لوڈ تھا۔ انہوں نے وہ ٹرک راستے میں غائب کر دیا اور بعد میں ملزم پکڑے گئے تو انہوں نے یہ کہا ہے کہ ان ملزموں کو چھڑوانے یا favour دینے کے لئے معزز رکن نے فون کیا تھا۔ میں اس سلسلے میں صرف اتنا عرض کروں گا کہ یہ چونکہ معاملہ تھوڑا سا پیچیدہ ہے تو اس کو آپ pending فرما دیں۔ میں متعلقہ افسران کو بلا کر اس بات پر پہلے اپنے طور پر مطمئن ہو جاؤں کہ آیا انہوں نے کسی عوامی مسئلے پر بات کی تھی یا کوئی اس قسم کا مسئلہ تھا تو اس کے مطابق جو ساری گزارشات ہوں گی وہ House کے سامنے رکھ دیں گے۔

محترمہ انجم صفدر: جناب سپیکر! میں یہاں پر ایک چیز عرض کرنا چاہوں گی کہ میں کسی پارٹی کی طرف سے نہیں تھی۔ میں نے صرف ان معاملات کی تہہ تک پہنچنے کے لئے ان سے پوچھا تھا کہ آیا آپ جو انکوائری کر رہے ہیں کیا یہ آپ میرٹ پر کر رہے ہیں؟ میرا صرف یہ سوال تھا جب انہوں نے میرے ساتھ بدتمیزی کی تو میرا یہ جواب تھا کہ آپ اس میں جو بھی مجرم ہے ان کو میری طرف سے بے شک پھانسی لگا دیں مگر میرا استحقاق مجروح کرنے کا آپ کو کوئی حق نہیں ہے۔ میں کسی پارٹی کی طرف سے نہیں تھی اور وزیر قانون صاحب سے میری گزارش ہے کہ انصاف کو سامنے رکھ کر اس کی انکوائری کروائی جائے، نہیں تو میں اس پر مکمل احتجاج کروں گی۔ یہ کوئی بات نہیں ہے کہ ایک ایس ایچ او جواب دے اور میرا استحقاق یہاں پر مزید مجروح کیا جائے۔ ایس ایچ او نے بھی یہی الفاظ کہے تھے جو آج مجھے یہاں کہے جا رہے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! میں شاید اپنی بات کو پوری طرح سے واضح نہیں کر سکا۔ میں نے یہ کہا ہے کہ ان کا جو مؤقف ہے کہ انہوں نے کسی عوامی مسئلے پر بات کی، آگے سے مؤقف یہ آیا کہ یہ اس قسم کا گینگ ہے اور انہوں نے اس کے متعلق بات کی ہے۔ میں نے اپنی کوئی رائے نہیں دی بلکہ میں نے یہی کہا ہے کہ اس کو pending فرما کر مجھے وقت عنایت فرمائیں۔ تو میں اس کو پوری طرح سے دیکھ کر پھر اس کے بعد میری جو رائے ہوگی وہ میں اس House کے سامنے رکھ دوں گا۔

جناب سپیکر: کب تک اس کو pending کیا جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا اس کو اگلے ہفتے تک کے لئے pending کر لیں۔

جناب سپیکر: کب تک؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): اگلے بدھ یا جمعرات تک کر لیں۔

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔ جناب سپیکر! اس وقت خواتین کے حوالے سے جو صورتحال سامنے آ رہی ہے یہ انتہائی تشویش ناک ہوتی چلی جا رہی ہے۔ خواتین کے ساتھ تضحیک آمیز رویہ رکھنے کی

مثالیں دن بدن بڑھتی چلی جا رہی ہیں۔ آپ custodian of the House ہیں اور اس وقت ایوان میں جو چھوٹی سی اپوزیشن ہے وہ اللہ کے بعد آپ ہی کی طرف دیکھ رہی ہے۔ اس قسم کے واقعات ہماری خواتین ممبران کے ساتھ در پیش آ رہے ہیں۔ ایوان میں اس قسم کے واقعات در پیش آ رہے ہیں۔ صحافی خواتین کے ساتھ اس قسم کے حالات پیش آ رہے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: انہوں نے بات کر دی ہے، وہ محکمے کے جواب سے مطمئن نہیں ہیں، انہوں نے اسی لئے اس تحریک استحقاق کو pending کروایا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! آپ سے میری استدعا یہ ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جمعرات تک کے لئے اس کو pending کر دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: اگلی تحریک استحقاق رانا محمد اقبال صاحب کی ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔

آوازیں: اب اس کا کیا کریں گے؟

جناب سپیکر: آپ خوش ہوں گے اگر اسے dispose of کر دیا جائے؟ میرا خیال ہے کہ یہ ممبر کا استحقاق ہے اس کو pending کرتے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں؟ اس کو بھی سوموار تک کے لئے pending کرتے ہیں۔ ڈاکٹر محمد اشرف چوہان صاحب! کی request ہے کہ میری تحریک استحقاق next session کے لئے pending کر دی جائے۔ جی، محترمہ رفعت سلطانہ ڈار صاحبہ!

## وائس چانسلر زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کا معزز رکن اسمبلی کا فون سننے سے انکار

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتی ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میں نے کسی عوامی نوعیت کے معاملے کی بابت 9۔ اکتوبر 2008 کو دن 12/11 بجے وائس چانسلر زرعی یونیورسٹی فیصل آباد عارف علی زیدی کو فون کیا۔ ان کے پی اے ارشاد نے فون attent کیا اور پھر زیدی صاحب سے میری بات کروائی۔ میں نے زیدی صاحب سے معاملہ کی بابت دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ فی الحال میرے پاس اتنا ٹائم نہیں ہے اور میں بہت مصروف ہوں اور اس

پوزیشن میں نہیں کہ آپ کو کچھ بتا سکوں لہذا اگر آپ نے اس بابت کچھ دریافت کرنا ہے تو مجھے 10 دن بعد فون کرنا۔ یہ کہہ کر انہوں نے فون بند کر دیا۔ بعد ازاں میں نے سینکڑوں مرتبہ فون کیا لیکن ان سے بات نہ ہو سکی اور ان کے پی اے نے ہر بار مجھے یہی جواب دیا کہ صاحب مصروف ہیں، صاحب کسی میٹنگ میں ہیں اور جب میں نے پی اے سے زیدی صاحب کا موبائل نمبر مانگا تو پی اے نے زیدی صاحب کا موبائل نمبر دینے سے قطعی انکار کر دیا۔ وائس چانسلر کا ایک ایم پی اے کو یہ کہنا کہ میرے پاس اب وقت نہیں ہے اور اگر آپ نے کچھ پوچھنا ہے تو دس دن بعد مجھ سے رابطہ کرنا اور ٹھک کر کے فون بند کر دینا اور ان کے پی اے کا موبائل نمبر دینے سے انکار کرنا نہ صرف میرا بلکہ اس پورے منتخب ایوان کا استحقاق مجروح کیا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر جان کی امان پاؤں تو یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ وائس چانسلر زرعی یونیورسٹی فیصل آباد عارف علی زیدی۔ زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کے وائس چانسلر عارف علی زیدی صاحب نہیں ہیں۔ ان کی کس سے بات ہوئی ہے یہ تصحیح فرما دیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! وہ زرعی یونیورسٹی کے وائس چانسلر ہیں۔ اگر نہیں ہیں تو وہ جہاں بھی ہیں ان کو فوری یہاں پر بلایا جائے اور ان سے میں نے ایک چیز کا حساب لینا ہے۔ مجھے تھوڑا سا بولنے کا موقع دیں تاکہ میرے بھائی کو پتا چل جائے کہ میں کس چیز کے بارے میں ان سے بات کرنا چاہتی تھی؟ اصل میں بات یہ تھی کہ حنا شہزادی ایک لڑکی تھی۔ اس نے ایم ایس سی ہوم اکنامکس فرسٹ ڈویژن میں کیا ہوا تھا، بائیو کیمسٹری میں ایم فل کیا ہوا تھا اور پی ایچ ڈی کر رہی تھی۔ اس نے انٹری ٹیسٹ qualify کیا تو وائس چانسلر زرعی یونیورسٹی نے یہ کیا کہ جب وہ انٹرویو کے لئے آئی تو انہوں نے لمبا انٹرویو لینا شروع کر دیا کہ کسی طرح میں اسے باہر کروں۔ اس نے ان لڑکیوں کو job دی جن کا انہوں نے انٹرویو بھی نہیں لیا لہذا میں وزیر قانون سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ یہ کیسا میرٹ ہے کہ چیف منسٹر صاحب یہ کہتے ہیں کہ میرٹ پر بھرتی کی جائے، گورنر صاحب کہتے ہیں میرٹ پر بھرتی کی جائے، وزیراعظم صاحب کہتے ہیں میرٹ پر بھرتی کی جائے۔ وہ لڑکی میٹرک سے لے کر آخر تک high first division ہے۔ یہ کہاں کا انصاف ہے؟ اسی لئے تو لوگ اپنی ڈگریاں جلا رہے

ہیں۔ ان میں سے کسی کو job نہیں ملتی اور سارے بے کار ہوتے جا رہے ہیں۔ لڑکیاں گھروں میں بیٹھی بوڑھی ہوتی جا رہی ہیں، ان کی شادی ہو رہی ہے اور نہ انہیں کوئی job مل رہی ہے۔ وزیر قانون صاحب کو چاہئے کہ وہ وہاں اس بات کو دیکھیں۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب! اب کیا کیا جائے؟ جس وائس چانسلر کی محترمہ نے بات کی ہے وہ پہلے ادھر تھے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): نہیں، جناب سپیکر! عارف علی زیدی صاحب زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کے کبھی بھی وائس چانسلر نہیں رہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ نے تحریک استحقاق میں جن کا نام لکھا ہے لاء منسٹر صاحب بتا رہے ہیں کہ اس نام کے کوئی وائس چانسلر زرعی یونیورسٹی کے نہیں رہے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! مجھے ان کے پی اے نے بتایا تھا کہ ان کا نام عارف علی زیدی ہے۔ وہ وائس چانسلر اب لندن چلے گئے ہیں۔ انہوں نے میرٹ کا غلط استعمال کیا ہے اور ان لوگوں کو job دی جو میرٹ پر نہیں آ رہی تھیں۔ انہوں نے چیف منسٹر صاحب کی شرافت کا فائدہ اٹھایا ہے۔

جناب سپیکر: آپ کی تاریخ اب بنتی ہوئی نظر نہیں آ رہی تو میں کیا کروں؟ میری ہمدردیاں تو آپ کے ساتھ تھیں لیکن افسوس کی بات ہے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میری بہن کو غلطی لگی ہے۔ وہ GC University کے وائس چانسلر تھے۔ اب وہاں نہیں ہیں، لندن چلے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ نشاندہی نہیں کر پائی ہیں لہذا اسے dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک استحقاق چودھری ظہیر الدین صاحب کی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہماری پارٹی کی سنٹرل ایگزیکٹو کمیٹی کی میٹنگ ہے۔ چودھری ظہیر الدین صاحب وہاں تشریف لے گئے ہیں لہذا ان کی تحریک کو pending کر دیا جائے۔

## تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: چودھری صاحب کی تحریک استحقاق کو pending کر دیا جائے۔ اب تحاریک استحقاق کا وقت ختم ہوا۔ اب ہم Adjournment Motions لیتے ہیں اور ہمارے پاس صرف 7 منٹ ٹائم ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری ایک بڑی اہم تحریک التوائے کار ہے براہ مہربانی اسے out of turn take up کر لیا جائے۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! Out of turn کیسے لیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! شیخ صاحب جس تحریک کے متعلق فرما رہے ہیں کہ اسے out of turn لے لیا جائے۔ اس کی کاپی انہوں نے مجھے بھی بھیجی ہے۔ یہ انتہائی اہمیت کا حامل معاملہ ہے۔ اگر آپ انہیں پیش کرنے کی اجازت دینا چاہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، consensus ہونا چاہئے۔ مجھے تحریک کی کاپی دکھائیں، کدھر ہے؟ دیکھیں، شیخ صاحب! اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ آپ کی تحریک بہت ہی important ہو گی لیکن قواعد و ضوابط کے ذرا سامنے رکھیں اور قواعد و ضوابط کو مطابق اس پر ابھی تک ہمارے آفس کا نمبر بھی نہیں لگ پایا ہے۔ آپ ایسا کریں اسے Monday کے لئے رکھ لیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری بات سن لیں۔ میں نے یہ تحریک صبح 8 بجے دی ہے۔ یہ پنجاب کی خود مختاری کا مسئلہ ہے اور پنجاب کی گورنمنٹ کا مسئلہ ہے۔ اگر آپ اس کو سن لیں اور جواب بے شک سوموار کو آ جائے، منگل کو آ جائے۔ آج آپ اس کو دیکھ تو لیں کہ یہ کیا ہے؟ میں نے آج صبح 8 بجے آ کر یہ تحریک التوائے کار دی ہے۔ یہ تحریک 4 لائنوں کی ہے، صرف دو منٹ لگیں گے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں نے اس پر پہلے ہی عرض کر دیا ہے کہ اگر آپ انھیں اجازت دینا چاہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، شیخ علاؤالدین صاحب! آپ اپنی تحریک التوائے کار پڑھ دیں۔

## پنجاب پولیس کی کارکردگی کی نگرانی اور جواب طلبی کے لئے قومی اسمبلی کے ارکان پر مشتمل کمیٹی کا قیام

شیخ علاؤالدین: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ یہ امر اس معزز ایوان کی فوری توجہ کا طالب ہے کہ قومی اسمبلی میں محترمہ سپیکر صاحبہ کی منظوری سے ارکان کی ایک کمیٹی تشکیل دی گئی ہے جو پنجاب پولیس کی کارکردگی کی نگرانی کے ساتھ ساتھ جواب طلبی بھی کر سکے گی جو کہ نہ صرف پنجاب کے انتظامی معاملات میں ناجائز دخل اندازی ہے بلکہ پنجاب کی صوبائی خودمختاری کو بھی ایک چیلنج ہے۔ اس امر میں کوئی دو آراء نہیں ہو سکتیں کہ پنجاب میں امن وامان پنجاب حکومت کی ذمہ داری ہے اور پنجاب حکومت ہی پنجاب پولیس سے باز پرس کر سکتی ہے۔ قومی اسمبلی میں اس قسم کی کسی کمیٹی کا بننا جمہوریت اور پورے political system کے لئے خطرناک رجحان پیدا ہو سکتا ہے۔

معزز ارکان ذرا تصور کریں کہ آج اس معزز ایوان کا کوئی بھی رکن ایوان میں ملک کے دفاع اور خارجہ امور کی monitoring کے لئے کسی کمیٹی کی تحریک اگر پیش کر دے اور محترم سپیکر صاحب پنجاب اسمبلی اس پر ایک monitoring comittee بنا دیں تو قومی اسمبلی یا مرکزی حکومت کا اس پر ردعمل کیا ہو گا؟ لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کی اجازت دی جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جس معاملے کی نشاندہی محترم شیخ علاؤالدین صاحب نے کی ہے؟ یہ انتہائی اہمیت کا حامل معاملہ ہے۔ اس تحریک التوائے کار کی کاپی مجھے ابھی وصول ہوئی ہے اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ اسے آپ سوموار یا منگل کے لئے pending کر لیں تاکہ اس پر بہتر طور پر معلومات لے کر جواب دیا جا سکے۔

جناب سپیکر: Monday کے لئے تو پہلے ہی کام بہت زیادہ ہو چکا ہے اس لئے اس کو ہم Tuesday کے لئے رکھ لیتے ہیں۔ اس دوران میں خود بھی محترمہ سپیکر صاحبہ سے بات کروں گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ خارجہ امور پر ہماری کمیٹی بنادیں، ادھر سے بھی دو تین اراکین لے لیں اور ایک مجھ خاکسار کو لے لیں تو ہم ابھی اس کو ٹھیک کر دیتے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اسی قسم کا ایک معاملہ اس وقت ہماری صوبائی اسمبلی میں چل رہا ہے۔ ہم نے پرسوں Commissioners کی revival کے لئے Land Revenue Act میں amendment کی تجویز دی ہے۔ جس طرح وفاقی حکومت پنجاب کے معاملات میں دخل دینے کی مجاز نہیں ہے اسی طرح صوبائی حکومت ضلعی نظام کے اندر دخل دینے کی مجاز نہیں ہے۔ ہم نے اسی اسمبلی کے اندر ایک Bill کمیٹی کو پیش کیا جو کہ اضلاع کے معاملات میں داخل اندازی کرے گا۔ ہم نے ایک set precedent کیا ہے، یہ اسی کی ایک کڑی ہے۔ میری گزارش ہے کہ ہم اس کے بارے میں بھی کچھ سوچیں۔

جناب سپیکر: یہ معاملہ مختلف ہے اور آپ کا معاملہ مختلف ہے۔ یہ Concurrent List کا معاملہ ہے۔ آپ اس کے متعلق سوچیں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! صوبے میں absolutely جو parent حیثیت ہے وہ صوبائی حکومت کی ہے اور Local Bodies Ordinance 2001 کے مطابق اگر ضلعی حکومت اپنے اختیارات سے تجاوز کرے تو صوبائی حکومت کا ultimate اختیار موجود ہے کہ اسے چیک کرے چنانچہ فاضل رکن نے absolutely wag بات کی ہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں بات ان کی سمجھ میں آ گئی ہے۔ اب اگلی تحریک التوائے کار جناب خلیل طاہر سندھو صاحب کی ہے۔

جناب خلیل طاہر سندھو: جناب سپیکر! یہ تحریک التوائے کار پیش کی جا چکی ہے۔ اس کا جواب آنا تھا۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

## ایل ڈی اے کا تمام واجبات وصول کرنے کے باوجود کرسچئن کمیونٹی کو حقوق ملکیت نہ دینا

(---جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں جو ایل ڈی اے حکام ہیں ان کا موقف تھا کہ اس معاملہ کا سپریم کورٹ میں فیصلہ ہو چکا ہے یا pending ہے۔ اس پر بات کرنے کے لئے میں نے ایل ڈی اے کے متعلقہ حکام کو آج بلایا تھا اور محترم mover کے ساتھ بیٹھ کر اسے sort-out کرنا تھا لیکن ہسپتال والے واقعہ کی وجہ سے سارا وقت ادھر لگ گیا ہے اور اس معاملہ پر بات نہیں ہو سکی۔ اس لئے آپ اس تحریک التوائے کار کو اگلے بدھ تک کے لئے pending کر دیں تو ہم اس پر بات کر لیں گے اور اس کو صحیح سمت میں decide کروالیں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں موقعے سے فائدہ اٹھاتے ہوئے وزیر قانون صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ ایل ڈی اے کی حدود کون سی ہیں اور کون سی ٹاؤن کی ہیں؟

جناب سپیکر: مزید 4 منٹ کے لئے وقت بڑھایا جاتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم لغاری صاحب نے اس دن بھی یہ سوال اٹھایا تھا تو میں نے آج ان سے پتا کر لیا ہے تو جو حدود ایل ڈی اے کی ہیں وہ ایل ڈی اے کی ہیں اور جو ٹاؤن کی ہیں وہ ٹاؤن کی ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آج پھر غلط جواب دیا گیا ہے۔

## رپورٹیں

(جو پیش ہوئیں)

جناب سپیکر: رانا محمد افضل خان صاحب مجلس خصوصی کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں انھیں دعوت دیتا ہوں کہ رپورٹیں پیش کریں۔

## مجلس خصوصی کی رپورٹیں برائے مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب لینڈ ریونیو مصدرہ 2008 اور تحاریک استحقاق نمبر 3,7/08 کا ایوان میں پیش کیا جانا

**رانا محمد افضل خان:** جناب سپیکر! شکریہ۔ میں

1- The Punjab Land Revenue (Amendment) Bill, 2008. (Bill No.18 of 2008.)

2- Privilege Motion No.3 moved by Saeed Akbar Khan MPA PP-49 and

3- Privilege Motion No.7 moved by Major(Retd) Abdur Rehman Rana MPA PP-53

کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرتا ہوں۔ شکریہ

**جناب سپیکر:** رپورٹیں پیش ہوئیں۔

اب اجلاس 24۔نومبر 2008 بروز سوموار بوقت سہ پہر 3:00 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

---

سرکاری رپورٹ

# صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2008

سرکاری رپورٹ

# صوبائی اسمبلی پنجاب

# مباحثات 2008

سوموار 24، منگل 25، بدھ 26، جمعرات 27، جمعتہ المبارک 28-نومبر 2008

(یوم الاثنین 25، یوم الثلاثہ 26، یوم الاربعاء 27، یوم الخمیس 28، یوم الجمع، 29-ذیقعد 1429ھ)

پندرھویں اسمبلی: دسواں اجلاس

جلد 10 (حصہ دوم) : شمارہ جات 7 تا 11

# صوبائی اسمبلی پنجاب

## مباحثات

## مندرجات

# دسواں اجلاس

## سوموار، 24 ۔نومبر 2008

### جلد 10 : شمارہ 7


| نمبر شمار | مندرجات | | صفحہ نمبر |
|---|---|---|---|
| 1- | ایجنڈا | ------------ | 561 |
| 2۔ | تلاوت قرآن پاک وار دو ترجمہ | ------------ | 563 |
| 3۔ | نعت رسول مقبول ﷺ | ------------ | 564 |
| | **پوائنٹ آف آرڈر** | | |
| 4۔ | تحریک استحقاق نمبر 6 پر CMIT کی جانب سے انکوائری رپورٹ مکمل کرنے میں تاخیر | ------------ | 564 |
| | **سوالات (محکمہ مواصلات و تعمیرات)** | | |
| 5۔ | نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات | ------------ | 573 |
| 6۔ | نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) | ------------ | 601 |

| نمبر شمار | مندرجات | | صفحہ نمبر |
|---|---|---|---|
| | **توجہ دلاؤ نوٹس** | | |
| 7۔ | ایف سی کالج لاہور کے پروفیسر کا گھر میں قتل | ------------ | 624 |
| 8۔ | ننکانہ صاحب میں مدعی مقدمہ کی نامعلوم افراد کی فائرنگ سے ہلاکت | ------------ | 626 |
| | **پوائنٹ آف آرڈر** | | |
| 9۔ | وقفہ سوالات کے دوران متعلقہ سیکرٹریز کو ایوان میں موجود ہونے اور اسمبلی اجلاس سہ پہر کے بعد منعقد کرنے کا مطالبہ | ------------ | 630 |

10۔ برٹش ہائی کمیشن ویزا سنٹر لاہور پر مناسب انتظام نہ ہونے
کی وجہ سے لوگوں کو پریشانی کا سامنا ------------ 633

تحاریک استحقاق

11۔ ایس پی پٹرولنگ بہاولپور کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ نامناسب رویہ ------------ 636

12۔ ٹی ایم او داتا گنج بخش ٹاؤن لاہور کا معزز رکن اسمبلی کے خلاف
نازیبا الفاظ کا استعمال ------------ 637

پوائنٹ آف آرڈر

13۔ نیٹو فورسز کے ہزاروں فوجیوں کی پاکستانی بارڈر پر تعیناتی سے پیدا ہونے
والی صورتحال پر بغیر باری کے تحریک التوائے کار پیش کرنے کا مطالبہ ------------ 638

تحاریک التوائے کار

14۔ جعلی ٹریڈنگ کمپنیوں کا انعامی سکیم کے ذریعے
عوام الناس کو لوٹنا(۔۔۔جاری) ------------ 648

15۔ انٹرمیڈیٹ بورڈ راولپنڈی کا میٹرک پرائیویٹ سائنس
کے طلباء کا امتحانی داخلہ لینے سے انکار ------------ 654

رپورٹیں (توسیع)

16۔ تحاریک استحقاق بابت 2008 کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹیں
ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ------------ 657

سرکاری کارروائی

17۔ زراعت پر عام بحث ------------ 658

نمبر شمار مندرجات صفحہ نمبر


منگل، 25۔نومبر 2008

جلد10 : شمارہ 8


18- ایجنڈا ------------ 717

19- تلاوت قرآن پاک و ترجمہ ------------ 719

20- نعت رسول مقبول ﷺ ------------ 720

پوائنٹ آف آرڈر

21- گورنمنٹ گرلز ایلیمنٹری کالج تحصیل کلر سیداں ضلع راولپنڈی
میں صبح کی کلاسوں کے اجراء کا مطالبہ ------------ 722

22- لاہور ہائی کورٹ میں پراسیکیوٹر جنرل کی تعیناتی میں تاخیر ------------ 723

23- نشان زدہ سوالات نمبر 14،180 کے غلط جواب کی فراہمی سے متعلق
تحریک استحقاق کو سپیشل کمیٹی کے سپرد کرنے کا مطالبہ ------------ 727

سوالات (محکمہ جات ہائر و سکولز ایجوکیشن)

24- نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات ------------ 732

25- نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ------------ 763

تحاریک استحقاق

26- مقامی اخبار کی جانب سے اپنی رپورٹنگ میں مخصوص نشستوں
پر منتخب خواتین کی توہین ------------ 798

27- شیخوپورہ میں گلشن احسان فیز-II سکیم کے مالکان کو الاٹمنٹس کی جعلی
رجسٹریاں دینے پر بے چینی و اضطراب ------------ 805

28- لیڈر آف اپوزیشن کو لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 2001
کے سیکشن b(1)131 کے تحت لوکل گورنمنٹ کمیشن کا ممبر نامزد کرنا ------------ 807

پوائنٹ آف آرڈر

29- سول سیکرٹریٹ کو مسمار کرنے سے معزز رکن کی سیکرٹریوں

| نمبر شمار | مندرجات | | صفحہ نمبر |
|---|---|---|---|
| | سے ملاقات کرنے میں مشکلات | ------------ | 810 |
| | **تحاریک التوائے کار** | | |
| 30- | صوبہ پنجاب کی 21 تحصیلوں میں ٹیکنیکل کالجوں کی عدم موجودگی پر عوام میں اضطراب | ------------ | 819 |
| 31- | PIDA کے فیڈر کینال بنانے سے نہری نظام کی تباہی اور اربوں روپے کے ضیاع کا خدشہ | ------------ | 821 |
| | **پوائنٹ آف آرڈر** | | |
| 32- | پرنسپل نشتر میڈیکل کالج کا طالب علم کو معذوری کے سبب داخلہ نہ دینا | ---------- | 828 |
| | **قراردادیں (مفاد عامہ سے متعلق)** | | |
| 33- | صوبائی ملازمین کو ہاؤس ریکوزیشن کی سہولت کی فراہمی | ------------ | 830 |
| 34- | صوبہ بھر کی جیلوں میں قید کی مدت پوری کرنے والے مقید افراد کی رہائی | ---------- | 836 |
| | **پوائنٹ آف آرڈر** | | |
| 35- | معزز رکن کا مقامی اخبارات میں خاتون ممبران اسمبلی کی تصاویر کی اشاعت پر استفسار | ------------ | 837 |
| 36- | زرعی اجناس کی قیمتیں مقرر کرتے وقت زراعت اور کاشتکار نمائندوں کو شامل کرنے کا مطالبہ | ------------ | 842 |
| 37- | پی ٹی سی ایل کی نجکاری کی تحقیقات | ------------ | 843 |
| 38- | قرآن پاک کی غیر معیاری طباعت کرنے والوں کے خلاف اقدامات | ------------ | 844 |
| 39- | ضلعی سطح پر ہیپاٹائٹس کی لیبارٹریاں اور ادارہ کا قیام | ------------ | 846 |


قرارداد

بدھ، 26 ۔نومبر 2008

جلد 10 : شمارہ 9


| نمبر شمار | مندرجات | صفحہ نمبر |
| --- | --- | --- |
| 40۔ | ایجنڈا ----------- | 868 |
| 41۔ | تلاوت قرآن پاک و ترجمہ ----------- | 872 |
| 42۔ | نعت رسول مقبول ﷺ ----------- | 873 |
| | پوائنٹ آف آرڈر | |
| 43۔ | صوبہ میں ٹی ایم ایز کے ترقیاتی منصوبوں کو سپیشل کمیٹیوں کے ذریعے چیک کروانا ----------- | 873 |
| 44۔ | کورم کی نشاندہی ----------- | 877 |
| | سوالات (محکمہ صحت) | |
| 45۔ | نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ----------- | 879 |
| 46۔ | نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ----------- | 906 |
| | پوائنٹ آف آرڈر | |
| 47۔ | صوبہ میں ٹی ایم ایز کے ترقیاتی منصوبوں کو سپیشل کمیٹیوں کے ذریعے چیک کروانا (۔۔۔جاری) ----------- | 923 |
| | تحاریک استحقاق | |
| 48۔ | ڈی ڈی او (آر) تحصیل علی پور ضلع مظفر گڑھ کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ توہین آمیز رویہ (۔۔۔جاری) ----------- | 941 |
| 49۔ | ڈی پی او جھنگ کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ ملاقات سے انکار (۔۔۔جاری) ----------- | 941 |

تحاریک التوائے کار

50۔ ایل ڈی اے کا تمام واجبات وصول کرنے کے باوجود
کرسچئن کمیونٹی کو حقوق ملکیت نہ دینا (۔۔۔جاری) ------------ 947

51۔ ایم پی ایز کے ترقیاتی فنڈز کو علاقے کی ترقی کے علاوہ
زراعت کے شعبہ میں خرچ کرنے کا مطالبہ ------------ 950

52۔ بی اے/بی ایس سی کلاس کا گرتا ہوا تعلیمی معیار ------------ 952

53۔ ینگ ڈاکٹرز ایسوسی ایشن کے احتجاج سے عوام
اور مریضوں میں پریشانی ------------ 955

54۔ پی ایم آئی یو اور پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کی جانب سے بروقت کتابیں
فراہم نہ کرنے سے طلباء کو پریشانی کا سامنا ------------ 958

| نمبر شمار | مندرجات | صفحہ نمبر |
|---|---|---|

55۔ آئین کے آرٹیکل (a)(2)128 کے تحت قرارداد
پیش کرنے کے لئے اجازت کی تحریک ------------ 960

سرکاری کارروائی

مسودہ قانون (جو زیر غور لایا گیا)

56۔ مسودہ قانون (ترمیم) مالیہ اراضی پنجاب مصدرہ 2008 ------------ 968

جمعرات، 27۔نومبر 2008

جلد 10 : شمارہ 10

57۔ ایجنڈا ------------ 1021

58۔ تلاوت قرآن پاک و ترجمہ ------------ 1023

| نمبر شمار | مندرجات | صفحہ نمبر |
|---|---|---|
| 59- | نعت رسول مقبول ﷺ ------------ | 1024 |
| | **پوائنٹ آف آرڈر** | |
| 60- | گورنمنٹ بوائز ہائی سکول کلر سیداں (راولپنڈی) کے پلے گراونڈ میں ڈی سی او کی جانب سے سستا بازار لگوانا ------------ | 1024 |
| 61- | صوبائی محتسب اعلیٰ، پبلک سروس ٹربیونل اور سی ایم آئی ٹی کے چیئرمینوں کی خالی اسامیوں کو پُر کرنا ------------ | 1027 |
| 62- | ضلع ڈیرہ غازی خان کے اندر گندم، آٹا اور کھاد کی نقل و حمل پر پابندی ------------ | 1029 |
| 63- | امپورٹ شدہ Red Bull جوسز کے پینے سے نوجوانوں میں ہارٹ اٹیک جیسے مرض میں اضافہ ------------ | 1033 |
| 64- | نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ------------ | 1037 |
| | **پوائنٹ آف آرڈر** | |
| 65- | ڈی سی او منڈی بہاؤالدین کا معزز اراکین اسمبلی کو اپنے دفتر سے باہر نکالنے کی کوشش ------------ | 1040 |
| 66- | نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (--- جاری) ------------ | 1054 |
| نمبر شمار | مندرجات | صفحہ نمبر |
| | **توجہ دلاؤ نوٹس** | |
| 67- | لاہور عطاء روڈ، باغبانپورہ میں نوجوان کی ہلاکت ------------ | 1057 |
| 68- | شیخوپورہ میں نامعلوم افراد کی فائرنگ سے ڈاکٹر کی ہلاکت ------------ | 1059 |
| | **تحاریک استحقاق** | |
| 69- | قانون ترقی شہر پنجاب مصدرہ 1976 کے سیکشن 35 کے قانونی تقاضوں کے باوجود اس کی سرگرمیوں کی سالانہ رپورٹ برائے | |


سوالات

| | | |
|---|---|---|
| | سال06۔2005کا پیش نہ کیا جانا(۔۔۔جاری) | 1070 ------------ |
| 70۔ | ایس پی انوسٹی گیشن مظفر گڑھ کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ ناروا سلوک | 1072------------ |
| 71۔ | ایڈیشنل رجسٹرار پنجاب یونیورسٹی گوجرانوالہ کیمپس کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ ہتک آمیز رویہ | 1074 ------------ |
| 72۔ | نشان زدہ سوال نمبر558کے غلط جواب کی فراہمی | 1076 ------------ |
| | **تحاریک التوائے کار** | |
| 73۔ | سروسز ہسپتال لاہور میں میڈیکل ٹیسٹ کے لئے آئے ہوئے امیدواروں پر پولیس اور ہسپتال انتظامیہ کا تشدد | 1092 ------------ |
| | **سرکاری کارروائی** | |
| 74۔ | زراعت پر عام بحث | 1095 ------------ |
| | **جمعتہ المبارک، 28۔نومبر 2008** | |
| | **جلد10 : شمارہ 11** | |
| 75۔ | ایجنڈا | 1176 ------------ |
| 76۔ | تلاوت قرآن پاک و ترجمہ | 1178 ------------ |
| 77۔ | نعت رسول مقبول ﷺ | 1179 ------------ |
| | **سوالات** (محکمہ جات مال وکالونیز) | |
| 78۔ | نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات | 1181 ------------ |
| 79۔ | قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک | 1206 ------------ |
| **نمبر شمار** | **مندرجات** | **صفحہ نمبر** |
| | **قرارداد** | |

| | | |
|---|---|---|
| 80- | وفاقی اور صوبائی حکومت سے زرعی انکم ٹیکس لاگو نہ کرنے کا مطالبہ ------------ | 1207 |
| 81- | قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 150(1) کے تحت | |
| | اسمبلی کی مجالس قائمہ کی تشکیل کی تحریک ------------ | 1212 |
| 82- | مجالس قائمہ کی عدم تشکیل کی بناء پر مجلس خصوصی کے سپرد کئے گئے | |
| | معاملات اسمبلی کی متعلقہ مجالس قائمہ کے سپرد کرنے کی تحریک ------------ | 1213 |
| 83- | حکومت پنجاب کے حسابات اور ان پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹیں | |
| | منتخب ہونے والی مجالس قائمہ برائے حسابات نمبر I اور II کے سپرد | |
| | کرنے کی تحریک ------------ | 1213 |
| | **تحاریک استحقاق** | |
| 84- | ایس ایچ او جلالپور بھٹیاں کا معزز خاتون رکن اسمبلی کے ساتھ | |
| | تضحیک آمیز رویہ (---جاری) ------------ | 1219 |
| 85- | ایس پی مظفر گڑھ کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ ناروا سلوک (---جاری) ------------ | 1221 |
| 86- | شیخوپورہ میں گلشن احسان فیز-II سکیم کے مالکان کو الاٹمنٹس کی جعلی | |
| | رجسٹریاں دینے پر بے چینی و اضطراب (---جاری) ------------ | 1222 |
| 87- | نشان زدہ سوال نمبر 558 کے غلط جواب کی فراہمی (---جاری) ------------ | 1224 |
| 88- | مقامی اخبار کی جانب سے اپنی رپورٹنگ میں مخصوص نشستوں | |
| | پر منتخب خواتین کی توہین (---جاری) ------------ | 1226 |
| 89- | نشان زدہ سوال نمبر 1190 کے غلط جواب کی فراہمی (---جاری) ------------ | 1232 |
| | **تحاریک التوائے کار** | |
| 90- | وفاقی حکومت کی طرز پر صوبہ میں کنٹریکٹ پر بھرتی ہونے والے | |
| | ملازمین کو مستقل کرنے کا مطالبہ ------------ | 1240 |
| 91- | بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن راولپنڈی کا میٹرک | |

| نمبر شمار | مندرجات | صفحہ نمبر |
|---|---|---|
| | پرائیویٹ سائنس کے طلبہ کا امتحانی داخلہ لینے سے انکار (۔۔۔جاری) ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ | 1241 |
| 92۔ | معزز ممبر سید حسن مرتضیٰ کی جانب سے ڈی سی او منڈی بہاؤالدین کے رویہ کے خلاف اٹھائے گئے نکتہ اعتراض پر تشکیل دی گئی کمیٹی کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ | 1243 |
| 93۔ | نشان زدہ سوال نمبر 1190 کے غلط جواب کی فراہمی (۔۔۔جاری) ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ | 1252 |
| 94۔ | اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ | 1263 |
| 95۔ | انڈکس | |


تحاریک

## نعت رسول مقبول ﷺ

نعت رسول مقبول ﷺ جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

یہ دنیا اک سمندر ہے مگر ساحل مدینہ ہے
ہر اک موج بلا کی راہ میں حائل مدینہ ہے
زمانہ دھوپ ہے اور چھاؤں بس ایک بستی ہے
یہ دنیا جل کے بجھ جاتی مگر شامل مدینہ ہے
مدینے کے مسافر تجھ پہ میرے جان و دل قربان
تیری آنکھیں بتاتی ہیں تیری منزل مدینہ ہے
شرف مجھ کو بھی حاصل ہے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی کا
وہ میرے دل میں رہتے ہیں میرا دل بھی مدینہ ہے

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے اور آج کے ایجنڈے پر محکمہ مواصلات و تعمیرات کے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

## پوائنٹ آف آرڈر

## تحریک استحقاق نمبر 6 پر CMIT کی جانب سے انکوائری رپورٹ مکمل کرنے میں تاخیر

میجر (ر) عبدالرحمٰن رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میجر (ر) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ایک انتہائی ضروری بات کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ میں نے تحاریک استحقاق نمبر 6 اور 7 ماہ جولائی میں پیش کی تھیں۔ تحریک استحقاق نمبر 7 تو نمٹا دی گئی جس کے لئے میں کمیٹی کا شکر گزار ہوں لیکن تحریک استحقاق نمبر 6 آج تک لٹکی ہوئی

ہے اور میں اگر یہ کہوں کہ وہ اپنی موت مرتی ہوئی نظر آ رہی ہے تو یہ غلط نہیں ہو گا۔ تحریک استحقاق نمبر 6 میری ذات اور استحقاق سے متعلقہ نہیں تھی بلکہ یہ ان کروڑوں عوام کے استحقاق سے متعلق تھی جو فیصل آباد، لاہور روڈ کو استعمال کر رہے ہیں۔ آج چھ مہینے گزر گئے ہیں اگر اس رفتار سے اسمبلی میں کام ہونا ہے تو میرا خیال ہے کہ پھر، ہمیں خود احتسابی کے عمل سے گزرنا ہو گا۔

جناب سپیکر: اگر آپ پوائنٹ آف آرڈر اپنے proper time پر لیتے تو بہتر ہوتا کیونکہ اب اس وقت وقفہ سوالات ہے تو میں کیا کہہ سکتا ہوں؟

میجر (ر) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! مجھے صرف ایک منٹ میں اپنی بات مکمل کر لینے دیں کیونکہ جب ہم نے اس agreement کی C&W سے دو کاپیاں منگوائیں تو میں نے تحریک استحقاق پیش کی تھی کہ لوگوں کو پتا نہیں کہ وہ کس چیز کے لئے ٹیکس دے رہے ہیں تو اس agreement کے اندر یہ لکھا گیا ہے کہ پنجاب اسمبلی اس agreement کے متعلق کوئی قانون سازی نہیں کر سکتی۔ میں اس معزز ایوان میں بیٹھے ہوئے تمام ممبران کے علم میں یہ لانا چاہتا ہوں کہ اگر ایک پرائیویٹ کمپنی گورنمنٹ کے ساتھ معاہدہ کرتی ہے اور اس کے اندر یہ لکھا جاتا ہے کہ اسمبلی اس کے متعلق کوئی قانون سازی نہیں کر سکتی تو پھر ہم کس لئے یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں؟

جناب سپیکر: میجر صاحب! آپ کی تحریک سپیشل کمیٹی کے سپرد ہے۔ اس کی رپورٹ آئے گی تو پھر ہی ہم کچھ کر سکیں گے۔

میجر (ر) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! اس کمیٹی نے دو ماہ پیشتر اپنا کام مکمل کر کے انکوائری رپورٹ کے لئے C.M.I.T کو بھیج دیا ہے لیکن اس عرصہ میں انہوں نے کسی ایم پی اے کے ساتھ رابطہ نہیں کیا۔ ہمارا رونا کیا ہے؟ اگر اس رفتار سے اس کا جواب آنا ہے تو پھر اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ چیف منسٹر انسپکشن ٹیم اس پر سوئی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: جی، لا منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جس مسئلے کی طرف رانا عبدالرحمٰن صاحب توجہ دلانا چاہتے ہیں تو میری ان سے گزارش ہے کہ سپیشل کمیٹی کے اجلاس میں یہ بھی گئے

ہوں گے تو انہی کے بھائی اس کمیٹی میں ہیں اور وہ بھی اس ہاؤس کا حصہ ہیں۔ اگر وہاں پر کسی قسم کی رکاوٹ پیش آ رہی ہے یا انہیں documents پیش نہیں کئے جا رہے تو یہ مجھے حکم کریں یا اس کمیٹی کے اجلاس میں مجھے حکم کریں تو میں وہاں بھی حاضر ہونے کے لئے تیار ہوں تو جو بھی رکاوٹ ہے وہ دور کروا دی جائے گی۔ باقی اگر کسی agreement میں ایسی کوئی بات لکھی گئی ہے جو اس معزز ایوان کا استحقاق اور اس کی power کے خلاف ہے تو یہ کمیٹی وہ رپورٹ بنا کر بھیجے، اس پر فیصلہ تو یہ معزز House ہی کرے گا لیکن میں انہیں پورا یقین دلاتا ہوں کہ کوئی ایسا معاہدہ جو اس House کی power پر یا اس کی legislation power پر کوئی پابندی لگا سکتا ہے اور نہ کوئی اس قسم کا معاہدہ ہو سکتا ہے۔ اگر کوئی ہے تو اس کی قطعی طور پر قانون میں کوئی اہمیت نہیں ہے۔

میجر (ر) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میری بھی تو بات سنیں کیونکہ لا منسٹر کے جواب پر میں نے بھی کچھ گزارش کرنی ہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ کی تحریک استحقاق سپیشل کمیٹی کے سپرد ہے اور اس کی رپورٹ آئے گی تو پھر اس کے بعد ہم اس House میں debate کر لیں گے۔

میجر (ر) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میں ابھی مدعا تک تو پہنچا ہی نہیں۔

جناب سپیکر: میجر صاحب! آپ مدعا پہلے بیان کرتے۔

میجر (ر) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ C.M.I.T کے پاس دو ماہ پہلے انکوائری کے لئے گئی ہے۔ آپ آج رولنگ دیں کہ وہ کتنے وقت میں مکمل کر کے واپس اسمبلی کی اس سپیشل کمیٹی کے پاس بھیجے گی۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس دوران اس ڈیپارٹمنٹ کے سیکرٹری اور اس کے افسران نے اس agreement کے متعلق کیا کارروائی کی ہے؟ ان دو چیزوں کے متعلق آپ کی رولنگ چاہئے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! اس بارے میں تو اس کی رپورٹ House میں آئے گی۔ یہ ساری رپورٹ آئے گی تو پھر اس کے بعد اس پر بحث ہو گی۔

میجر (ر) عبدالرحمٰن رانا:جناب سپیکر!C.M.I.T کو ٹائم نہیں دیں گے تو وہ دو سال تک ایسے ہی لٹکاتے رہیں گے۔

جناب سپیکر:لا منسٹر صاحب! اس بارے میں کچھ بتائیں گے ؟

میجر (ر) عبدالرحمٰن رانا:جناب سپیکر!آپ رولنگ دیں کہ C.M.I.T اپنی رپورٹ دو ہفتے،ایک مہینہ کے اندر پیش کرے۔

جناب سپیکر:رانا صاحب!میں اس پر کیسے رولنگ دے سکتا ہوں؟آپ ماشاءاللہ بات سمجھداری کی کر رہے ہیں۔جب تک میں موقف نہ سنوں، کیسے رولنگ دے سکتا ہوں؟

میجر (ر) عبدالرحمٰن رانا:جناب سپیکر!سانوں تے فیر ٹرک دی بتی دے مگر لا دتا اے۔سابق اسمبلی میں بھی اس سے متعلقہ ایک تحریک آئی تھی اور وہ اپنی موت آپ مری تھی۔مجھے ڈر ہے کہ ہم سب لوگ involved ہیں کہ اس تحریک کو ہم سرے تک پہنچانا ہی نہیں چاہتے۔شکریہ

جناب سپیکر:جی،رانا صاحب!

رانا محمد افضل خان:شکریہ۔جناب سپیکر!اس تحریک پر بہت تفصیل سے کمیٹی نے کام کیا اس میں اتنے پیچیدہ موضوعات تھے کہ اس میں انجینئرنگ کے جو construction کے مسائل تھے وہ C.M.I.T کا Engineering Wing پوری research اور checking کے ساتھ کر سکتا تھا جو کہ ہمارے دائرہ اختیار سے زیادہ تھا اس لئے وہ C.M.I.T کو بھیج دیا گیا۔اسی طرح جو اس contract کا operational حصہ تھا جس کے تحت سڑک کو چلایا جا رہا ہے contract کے اندر بے انتہا پیچیدگیاں تھیں جس کی رپورٹ C&W Department کے سیکرٹری کے through وزیر اعلیٰ صاحب کو بھیج دی گئی ہے۔

جناب سپیکر:کیا وہ time limit case ہے؟

رانا محمد افضل خان:جناب سپیکر!اس پر بڑی انکوائری کی ضرورت ہے اور اس پر کارروائی ہو رہی ہے۔یہ ایسا مسئلہ ہے جس پر وقت لگتا ہے،اگر چھوٹا سا معاملہ ہوتا تو ہم حل کر کے رپورٹ پیش کر دیتے۔

جناب سپیکر: آپ ان سے ٹائم کا پتا کر لیں کہ وہ کتنے عرصہ میں اس کو مکمل کر پائیں گے پھر آپ نے جناب میجر صاحب کو بتانا ہے۔ یہ آپ کی ڈیوٹی ہے۔

رانا محمد افضل خان: بہتر ہے۔ جناب!

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میری خواہش ہے کہ جتنا ہم نے اس contract پر محنت کی ہے اگر ہم اس سے آدھا وقت بھی Punjab Land Revenue(Amendment) پر لگا لیتے تو بہت بہتر ہوتا۔ اس وقت میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ اپوزیشن میں ہم نے 14-11-2008 کو The Punjab Land Revenue(Amendment) Ordinance,2008 کو پنجاب اسمبلی کے rule 127 کے تحت disapproval کا نوٹس دیا تھا اور قواعد کے مطابق سات دن گزر چکے ہیں مگر اس نوٹس کو ابھی تک ایجنڈے پر نہیں لایا گیا۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ ایجنڈے پر کیوں نہیں آیا؟ اگر آپ کہیں تو میں آپ کو Constitution اور Rules of Procedure کے جو appropriate sections ہیں ان کو بھی پڑھ کر سنانے کے لئے تیار ہوں۔

جناب سپیکر: آپ مجھے بعد میں مل لیں، میں آپ کو اس بارے میں تسلی کرا دوں گا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس کے سات دن گزر چکے ہیں۔

(اذان عصر)

چودھری شوکت محمود بسرا (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب محمد محسن خان لغاری: بسرا صاحب! میرا جواب تو آلینے دیں۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! کیا آپ نے میری بات سنی نہیں ہے؟ میرا خیال ہے کہ آپ نے میری بات سن تو لی ہے لیکن سنی ان سنی کر رہے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! شاید سمجھ نہ آئی ہو۔

جناب سپیکر: میں نے آپ کو یہ کہا تھا کہ میں آپ کو اس کے بارے میں بعد میں بتادوں گا۔

چودھری شوکت محمود بسرا (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: یہ ایجنڈا تو ایسے دھرے کا دھرا ہی رہ جائے گا اور یہ question hour ہے۔

چودھری شوکت محمود بسرا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں صرف ایک منٹ کی بات کرنا چاہ رہا ہوں۔ ہمارے colleague رانا عبدالرحمٰن صاحب نے جو بات کی ہے وہ بہت important اور valid point ہے۔ گزارش صرف اتنی ہے کہ اللہ اللہ کرکے ہماری اسمبلی کا اجلاس آتا ہے اور کچھ دنوں کے لئے اجلاس ہوتا ہے اس میں ہم جو points raise کرتے ہیں ان کے متعلق کہہ دیا جاتا ہے کہ وہ کمیٹی کے سپرد ہو گئے ہیں، گفتاً، نشستاً، برخاستاً کا کام جاری ہے۔ ہم لوگ سنجیدہ انداز میں ہاؤس کو نہیں چلا رہے ہیں۔ میں صرف یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ اسی floor پر میں نے کھڑے ہو کر گزارش کی تھی، ہربنس پورہ کا واقعہ اتنا اہم تھا اس پر جناب کی ruling موجود ہے کہ اس کے اوپر کمیٹی بنائی جائے۔ مجھے یہ بتادیں کہ آج تک اس کمیٹی کے ممبران announce ہوئے ہوں۔ اس کے بعد اسی floor پر کھڑے ہو کر یہ بات کی گئی کہ جو morning کا session ہوتا ہے اس کو evening میں کر دیا جائے۔ آپ نے اس پر پھر ruling دی کہ اس کو ہاؤس کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ ہم تو پہلے یہ چاہ رہے ہیں کہ کسی نہ کسی طریقے سے اسمبلی کے days کو بڑھایا جائے ہم لوگ اتنے problems کا شکار ہیں، ایک تو بیوروکریسی بیٹھی ہوئی ہمیں پریشان کرتی ہے اور اوپر سے ہمارے ہاؤس میں کام نہیں ہو رہا ہے۔ میں ان دونوں باتوں کی وضاحت چاہوں گا، جیسے میرے بھائی نے کہا یہ بالکل درست بات ہے کہ ہم ٹرک کی بتی کے پیچھے لگے ہوئے ہیں، ہمیں یہ کہہ دیا جاتا ہے کہ آپ کو اگلے اجلاس میں جواب دے دیا جائے گا۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ ابھی تک جو کچھ کام ہو چکا ہے اور خاص طور پر جب آپ کی ruling موجود ہے تو پھر ابھی تک کام کیوں نہیں ہوا؟ مجھے اس کا جواب لے کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! جہاں تک بسرا صاحب کی بات کا تعلق ہے، آج ہی میں بحیثیت کنوینر کمیٹی چیک کرتا ہوں اس میں شاید ہم نے C.M.I.T کو ایک مہینے کا ٹائم دیا تھا۔ اگر اس میں time limit نہیں دی گئی تو آج ہی ہم ان کو ایک مہینے کا time limit کا letter لکھ دیں گے۔

چودھری شوکت محمود بسرا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ دونوں کام لاء منسٹر کے ذمے لگے تھے اور ان دونوں کا کوئی جواب نہیں ہے۔ میں اتنی اہم بات کو اُس وقت تک نہیں چھوڑوں گا جب تک اس بات کا جواب نہیں آ جاتا۔

جناب سپیکر: مجھے آپ نہ پکڑیں، مہربانی کریں، آپ کا جواب آ رہا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! انہوں نے جوہر بنس پورہ کے واقعہ سے متعلق گزارش کی ہے یا انہوں نے جو حکم فرمایا ہے تو اس واقعہ کی importance کا اندازہ آپ اس سے لگالیں کہ جس دن انہوں نے point raise کیا تھا اس دن کے بعد یہ بیسیوں مرتبہ مجھے ملے اور اس کا انہوں نے کبھی بھی دوبارہ ذکر نہیں کیا۔ اب جو یہ فرمارہے ہیں کہ اجلاس صبح کے ٹائم رکھا جائے یا شام کے ٹائم رکھا جائے۔ اس سلسلے میں Business Advisory Committee میں بات ہوئی ہے، اس پر کوئی consensus نہیں بن سکا لہذا جس طرح سے اجلاس پہلے سے ہو رہا ہے کہ Monday کو جو first working day ہوتا ہے اس روز شام کو ہوتا ہے اور باقی days میں صبح کے ٹائم ہوتا ہے۔ اگر اس پر consensus ہو جاتا تو پھر ہم شام کو کر دیتے، اس پر گورنمنٹ کو کوئی اعتراض نہیں ہے۔ چونکہ اس پر consensus نہیں ہو سکا اور بعض ممبران کا اس پر بڑا زور ہے کہ صبح کے وقت session ہونا بہتر ہے۔

چودھری شوکت محمود بسرا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری اس میں گزارش یہ ہے کہ رانا صاحب نے کہا ہے کہ مجھے یہ بہت دفعہ ملا ہے لیکن اس نے یہ بات نہیں کی۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارے وزیر قانون بہت competent ہیں، اس پر تو مجھے ملنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ ان کو satisfy کر دیں۔

چودھری شوکت محمود بسرا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ It is very serious subject اور میری humble submission یہ ہے کہ اس کو seriously take up کیا جائے۔

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: دیکھیں، مجھے ایجنڈے کے مطابق چلنے دیں۔ جب ٹائم آئے گا پھر آپ بات کر لینا۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! آپ کی بڑی مہربانی ہوگی، یہ اخبار میں ایک بہت اہم خبر ہے اور اس خبر کو پڑھنے کے بعد مجھ سے کھڑا بھی نہیں ہوا جا رہا اور نہ ہی کوئی اور کام ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر! یہ آج کے اخبار کے پہلے صفحہ پر شہ سرخی سے خبر شائع ہوئی ہے کہ ''جو جنوبی ایشیا کا نقشہ سامنے آیا ہے اور اسے تشہیر کیا گیا ہے اس میں افغانستان کے مقابلے میں پاکستان کو بہت چھوٹا دکھایا گیا ہے اور پاکستان کے ٹکڑے دکھائے گئے ہیں''۔ پاکستان ہے تو ہم ہیں اور یہ اسمبلیاں اور سارے استحقاقات ہیں۔

جناب سپیکر: جی، ذرا قومی اسمبلی والوں کو بھی request کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! آپ کی طرف سے ruling آنی چاہئے، مشترکہ قرارداد آنی چاہئے اور اس کے لئے ایک دن مختص کرنا چاہئے اور اس سے زیادہ کوئی اہم چیز نہیں کہ پاکستان کی سلامتی خطرے میں ہے اور پاکستان کتنی قربانیاں دے کر حاصل کیا گیا تھا۔ مسلم لیگ کی حکومت جب کمزور ہوتی ہے اور حکومت میں نہیں ہوتی، تب یہ ملک دشمن عناصر اسی طرح strong ہو کر کھڑے ہو جاتے ہیں اور پاکستان کے حصے اور ٹکڑے کرنے کی سازشیں شروع ہو جاتی ہیں۔ اس کے لئے سپیشل دن رکھا جائے اور اس سے زیادہ کوئی اور چیز اہم نہیں ہو سکتی ہے۔ میری آپ سے استدعا ہے کہ ہزاروں اور لاکھوں قربانیاں دے کر یہ ملک حاصل کیا۔

جناب سپیکر: یہ خبر آپ نے اکیلے ہی نے پڑھی ہے یا کسی اور نے بھی پڑھی ہے؟

**محترمہ آمنہ الفت:** جناب سپیکر! یہ خبر قومی اخبار "جنگ" میں آئی ہے۔

**جناب سپیکر:** پھر یہ national level پر بات ہونی چاہئے۔ آپ کیا کر رہی ہیں؟ میرے خیال میں یہ بات مناسب نہیں۔

**محترمہ آمنہ الفت:** جناب سپیکر! یہ ہر پاکستانی کا مسئلہ ہے اور یہ ہر چپے چپے پر ایک ایک بچے اور بڑوں کا مسئلہ ہے۔ اس کے لئے ہماری اسمبلی کیا کر رہی ہے؟

**جناب سپیکر:** آپ کی بات سن لی ہے اور دیکھتے ہیں۔

**وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان):** جناب سپیکر! آپ سے ruling کا مطالبہ کیا جا رہا ہے تو آپ اس پر کیا ruling دیں گے؟ میری گزارش یہ ہے کہ محترمہ نے جو بات کی ہے اس سے اندازہ نہیں ہو سکا کہ یہ کہاں پر شائع ہوا، یہ کس نے کیا ہے؟

**محترمہ آمنہ الفت:** جناب سپیکر! یہ خبر "جنگ" اخبار میں آئی ہے۔

**وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان):** اگر اخبار میں آئی ہے تو دیکھیں، بات یہ ہے کہ اگر کسی نے یہ بیرون ملک ایسی حرکت کی ہے تو پھر اس طرح سے وہ ہر روز کوئی نہ کوئی بات کر کے ہمارے لئے مسئلہ بنائے رکھیں گے۔ بات یہ ہے کہ یہ کسی آدمی نے حرکت کی ہے اور اگر کسی لابی نے ہمیں پریشان کرنے کے لئے حرکت کی ہے تو ہمیں اس پر ذرا صبر اور ٹھنڈے دل و دماغ سے غور کرنا چاہئے۔ اگر یہ ملک کے اندر کسی نے حرکت کی ہے تو اسے قومی سطح پر اٹھایا جائے گا، اگر وہ صوبہ پنجاب میں ہوئی ہے تو وہ آپ اس پر ruling دے سکتے ہیں، گورنمنٹ اس کا نوٹس لے سکتی ہے لیکن ابھی ان کی بات سن کر واضح نہیں ہوا۔ اگر یہ چاہتی ہیں تو اس کے متعلق ہمارے ساتھ بیٹھ جائیں اور ہمیں پوری طرح سے یہ آگاہ کریں کہ یہ نقشہ کس نے شائع کیا ہے اور کہاں سے یہ بات آئی ہے، کون لوگ ہیں اور کون اس کے پیچھے ہیں تو پھر اس کے مطابق جو بھی ضروری ہوا، کارروائی کی جائے گی۔

## سوالات (محکمہ مواصلات و تعمیرات)

## نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

**جناب سپیکر:** ہراج صاحب آپ تشریف رکھیں! مجھے ایجنڈے کے مطابق چلنے دیں۔ رانا محمد اقبال خان! آپ اپنا سوال نمبر بولئے گا۔

**رانا محمد اقبال خان:** جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 23 ہے۔

### لاہور حلقہ پی پی۔137 میں ڈویلپمنٹ سکیموں کی تفصیل

*23: **رانا محمد اقبال خان:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازارہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

حلقہ پی پی۔137 لاہور میں 2000 سے 2008 تک کتنی ڈویلپمنٹ سکیمیں مکمل کی گئیں، حکومت کی ان سکیموں پر کل کتنی لاگت آئی، سکیم / علاقہ وار تفصیل ایوان میں پیش کی جائے نیز مذکورہ بالا حلقہ میں مزید کتنے منصوبے حکومت کے زیر غور ہیں علاقہ وار تفصیل ایوان میں پیش کی جائے؟

**وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):**

حلقہ پی پی۔137 لاہور میں محکمہ مواصلات و تعمیرات کی زیر نگرانی ہونے والے منصوبہ جات اور زیر غور منصوبہ جات کی تفصیل۔

حلقہ پی پی۔137 لاہور میں 2000 سے 2008 تک مکمل کئے گئے منصوبہ جات کی تفصیل درج ذیل ہے:-

| نمبر شمار | سکیم کا نام | تخمینہ لاگت | سال | کیفیت |
|---|---|---|---|---|
| 1 | تعمیر پنجاب ایمرجنسی سروسز سب اسٹیشن | 1729100/- روپے | 2005 | کام مکمل ہے |

حلقہ پی پی۔137 لاہور میں زیر غور وزیر تعمیر منصوبہ جات کی تفصیل:-

| نمبر شمار | سکیم کا نام | تخمینہ لاگت | سال | کیفیت |
|---|---|---|---|---|
| 1 | تعمیر شفٹ انچارج روم مع باتھ ، ٹیوب ویل 1/2کیوسک ،ٹربائن پمپ بمہ 20ہارس پاور جنریٹر40 کے - وی - اے ، اوور ہیڈ ریزروائیر آر سی سی 10000 گیلن انڈر گراؤنڈ واٹر سیوریج ٹینک20000 گیلن بمقام شاہدرہ | 5440000/-روپے | 2006-07 | ریسکیو اتھارٹیز کی جانب سے سائٹ حوالے نہ ہونے کی وجہ سے منصوبہ پر کام شروع نہ ہو سکا ہے |
| 2 | تعمیر سڑک جڑانوالہ روڈ (بیگم کوٹ تا فیض پورا انٹر چینج لمبائی0.79 کلو میٹر، ضلع شیخوپورہ | 2182400روپے | 2006-07 | کام مکمل ہے |
| 3 | تعمیر سڑک شاہدرہ چوک تا بیگم کوٹ لمبائی 2.10 کلو میٹر | 132938000روپے | 2006-07 | مین سڑک مکمل ہے تاہم سروس روڈ پر کام جاری ہے |

**جناب سپیکر:** آپ اس کے جواب سے مطمئن ہیں؟

**رانا محمد اقبال خان:** جناب سپیکر! یہ بتائیں کہ یہ نامکمل منصوبہ کب مکمل ہو گا؟

**جناب سپیکر:** جی، منسٹر انچارج!

**وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):** جناب سپیکر! اس میں چار منصوبہ جات کا ذکر ہے۔ آپ بتائیں کہ کس کے بارے میں پوچھنا چاہتے ہیں؟

**رانا محمد اقبال خان:** جناب سپیکر! ایک نمبر کے متعلق۔

**وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):** جناب سپیکر! اس سلسلے میں آپ یہ ذہن میں رکھیں کہ یہ جو منصوبہ تھا یہ 54 لاکھ 44 ہزار روپے کا منصوبہ تھا اور اس کو 2006-07 میں منظور کیا گیا لیکن یہاں پر اس کی جو کیفیت ہے یہ آپ کے علم میں ہونی چاہئے کہ متعلقہ اتھارٹی کی جانب سے site حوالے نہ ہونے کی وجہ سے منصوبہ پر کام نہ ہو سکا۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ جب تک متعلقہ اتھارٹی جگہ نہیں دیتی تب تک ہم اس منصوبہ کو آگے نہیں چلا سکتے۔

**رانا محمد اقبال خان:** جناب سپیکر! اب اس کی کیا پوزیشن ہے؟

**وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):** جناب سپیکر! یہ میں نے clear کر دیا ہے کہ ابھی تک اس پر کام شروع نہیں ہوا۔ جب اتھارٹی جگہ دے دے گی تو اس کے بعد

یہ کام ہو گا۔ اگر آپ یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ ان کے ساتھ رابطہ کر کے ہم اس کا ٹائم فریم دیں تو وہ آپ مجھے بتادیں، میں آپ کو ٹائم فریم دینے کے لئے تیار ہوں۔

رانا محمد اقبال خان: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔ یہ بتادیا جائے گا۔

جناب سپیکر: اگلا سوال سید حسن مرتضیٰ کا ہے۔ تشریف فرما ہیں؟ نہیں ہیں۔ dispose of کیا جاتا ہے۔ جی، اگلا سوال ہے میاں طارق محمود صاحب!

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 63 ہے۔

## ڈنگہ، کھاریاں روڈ کو دورویہ بنانے سے متعلقہ تفصیلات

*63: میاں طارق محمود: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈنگہ کھاریاں روڈ کو دورویہ سڑک بنتے ہوئے کتنا عرصہ ہو گیا ہے؟

(ب) اس کے اوپر کتنی لاگت آئی ہے؟

(ج) اس سڑک کو مکمل ہونے میں کتنا عرصہ درکار ہے؟

(د) کیا اس سڑک پر جو کام ہو رہا ہے شیڈول کے مطابق ہے اور اگر کام تسلی بخش نہیں ہے تو اس کی کیا وجہ ہے، اگر اس میں ناقص مٹیریل استعمال ہو رہا ہے تو کیا حکومت اس کے ذمہ داران کے خلاف قانونی اور محکمانہ کارروائی کرنے کو تیار ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) ڈنگہ کھاریاں دورویہ سڑک کا کام مالی سال 2004-05 میں شروع ہوا تھا ماسوائے تین پلوں کے approaches سڑک کا کام مکمل ہو چکا ہے، سکیم 2007-08 میں un-funded میں ہو گئی۔

(ب) اس کی تعمیر پر اب تک مبلغ 256.116 ملین روپے خرچ ہو چکے ہیں۔

(ج) صرف تین پلوں کی approaches کا کام باقی ہے کل سڑک کا ترمیم شدہ تخمینہ 265.641 ملین ہے یہ سکیم اے ڈی پی 09-2008 میں شامل ہے اور پچاس لاکھ روپے کی allocation کی گئی ہے ترمیم شدہ تخمینے کے مطابق بقایا فنڈز ملنے کے بعد تین ماہ کے عرصہ میں کام مکمل ہو جائے گا۔

(د) کھاریاں ڈنگہ روڈ کی تعمیر کا کام فنڈز کی دستیابی کے مطابق جاری رہا متعلقہ عملہ کام کے معیار کو وقتاً فوقتاً چیک کرتا رہا ناقص میٹریل کے استعمال کی شکایت پر متعلقہ افسران کے خلاف انکوائری سپرنٹنڈنگ انجینئر پراونشل ہائی وے سرکل گوجرانوالہ کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ میرے سوال نمبر 63 کے جواب جز (ج) میں یہ لکھا گیا ہے کہ ''صرف تین پلوں کی approaches کا کام باقی ہے۔ کل سڑک کا ترمیم شدہ تخمینہ 265.641 ملین ہے۔ یہ سکیم ADP 2008-09 میں شامل ہے اور 50 لاکھ روپے کی allocation کی گئی ہے۔ ترمیم شدہ تخمینہ کے مطابق بقایا فنڈ ملنے کے بعد تین ماہ کے عرصہ میں کام مکمل ہو جائے گا۔ پہلے تو یہ سڑک انہی کے جواب کے مطابق 05-2004 میں شروع ہوئی ہے۔اب یہ کہتے ہیں کہ جو approaches ہیں 2009 میں بھی وہ بقایا رقم ملنے پر شروع کی جائیں گی اور تین ماہ کے بعد ہوں گی، اس کا کیا مطلب ہے؟

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! جیسا کہ انہوں نے خود ہی بتا دیا ہے کہ یہ تین پلوں کا جو مسئلہ ہے وہ ابھی التواء میں ہے۔ ان کے ساتھ جو سڑکات تھیں وہ مکمل ہو چکی ہیں، جیسے ہی پیسے کی allocation ہو گی اور 50 لاکھ اس پر مل چکا ہے اور 45 لاکھ 25 ہزار بقایا ہے، جیسے ہی وہ پیسا ملے گا تب یہ مکمل ہو سکتے ہیں۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! کیا یہ پل مکمل ہو گئے ہیں؟

**وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):** جناب سپیکر! یہ ابھی مکمل تو نہیں ہوئے لیکن یہ ہے کہ جب پیسے ملیں گے تب ہی مکمل ہوں گے، پیسوں کے بغیر تو مکمل نہیں ہو سکتے۔

**میاں طارق محمود:** جناب سپیکر! پھر آپ کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ پل مکمل ہو چکے ہیں، صرف approaches بقایا رہتی ہیں، یہ ہونی چاہئیں اگر وہ approaches مکمل نہیں ہوتیں تو پھر اس کا مقصد یہ ہے کہ گاڑیاں گریں گی، dual carriage way road ہے اور چار سال سے اس کا بقایا کام ہو رہا ہے اس کا یہ ذرا مجھے بتا دیں کہ کب تک مکمل جائے گی؟ اب تو اس میں کوئی رکاوٹ ہی نہیں ہے؟

**وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):** جناب سپیکر! دیکھیں، یہ پیسے allocate ہونے کا معاملہ ہے، جیسے ہی یہ 45 لاکھ 25 ہزار مل جاتے ہیں تو یہ انشاء اللہ تین ماہ میں مکمل ہو جائے گا۔

**میاں طارق محمود:** جناب سپیکر! یہ بتائیں کہ پیسے کب ملیں گے؟ یہی تو مسئلہ ہے کہ پیسے ملنے چاہئیں اور سڑک مکمل ہونی چاہئے۔

**وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):** جناب سپیکر! یہ آپ بھی سمجھتے ہیں اور میں بھی سمجھتا ہوں کہ پیسے جب ملتے ہیں تو وہ قسط وار ملتے ہیں یا مکمل ملتے ہیں۔ یہ گورنمنٹ نے sanction کرنے ہوتے ہیں، یہ جیسے ہی آتے ہیں یا آپ اپنی ہمت سے کروالیں یا اس کو دوبارہ consider کروالیں تو جیسے پیسے مل جائیں گے تو اس کے بعد کام مکمل کر لیا جائے گا، نہیں تو next A.D.P میں آ جائے گا۔

**میاں طارق محمود:** جناب سپیکر! یہ A.D.P کی اس سال کی سکیم ہے جس کے لئے 50 لاکھ روپے رکھے ہوئے ہیں اور بقایا رقم دینی ہے اور کام شروع ہونا ہے، یہ بتائیں کہ کب دے رہے ہیں؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب وہ پوچھ رہے ہیں کہ کتنے عرصے میں یہ پیسے مل جائیں گے؟

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! انہوں نے جو صورتحال بتائی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کے لئے جس طرح انہوں نے آج point out کیا ہے تو میں surety دیتا ہوں کہ میں آج ہی اس کے بارے میں 45 لاکھ روپے مہیا کرنے کے لئے بات کر کے ان کو کل تک بتا دوں گا کہ یہ کب تک مکمل ہو گی۔

جناب سپیکر: جی، کل تک یہ بتا دیں گے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! پھر میں یہ گزارش کروں گا کہ میرے حلقہ کی سڑک کا بڑا اہم مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر: جی، ہم آپ کی بات مان لیتے ہیں اور آپ کا یہ سوال pending کیا جاتا ہے۔ جی، اگلا سوال سید حسن مرتضیٰ صاحب کا ہے لیکن وہ تشریف نہیں رکھتے لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال میاں نصیر احمد صاحب کا ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 101 ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

## باب پاکستان کی تعمیر و دیگر تفصیلات

*101: میاں نصیر احمد: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا درست ہے کہ باب پاکستان کی تعمیر کی جا رہی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ جس جگہ باب پاکستان تعمیر کیا جا رہا ہے وہ اراضی حکومت پنجاب کی ملکیتی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت پنجاب کا فنڈ اس منصوبے پر خرچ کیا جا رہا ہے؟

(د) اگر درج بالا اجزا کا جواب اثبات میں ہے تو اس منصوبے کو مکمل کرنے کے لئے حکومت پنجاب نے کس ادارے سے معاہدہ کیا ہے اور یہ منصوبہ کتنے عرصے میں مکمل ہو گا، تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

**وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):**

اگرچہ باب پاکستان کی تعمیر محکمہ مواصلات و تعمیرات کے ذمہ نہیں ہے تاہم متعلقہ پراجیکٹ منیجر سے حاصل کردہ معلومات درج ذیل ہیں۔

(الف) درست ہے باب پاکستان کی تعمیر کی جا رہی ہے۔

(ب) جی ہاں۔

(ج) اس منصوبے کی تعمیر کے لئے حکومت پنجاب نے 800 ملین برائے تعمیر عمارت اور 900 ملین برائے دیگر سہولیات کے زمرے میں مختص کئے ہیں۔

(د) اس کی تعمیر کا ٹھیکہ باب پاکستان ٹرسٹ، پراجیکٹ سٹیرنگ بورڈ، نے ایم۔ایس۔ حسنین کوٹیکس (پرائیویٹ) لمیٹڈ کو دیا ہے اور یہ منصوبہ مارچ 2010 میں مکمل ہو جائے گا۔

**جناب سپیکر:** کوئی ضمنی سوال ہے؟

**میاں نصیر احمد:** جناب سپیکر! میں نے باب پاکستان کے حوالے سے یہ سوال کیا ہے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں پر 1947 میں امرتسر اور مشرقی پنجاب سے مسلمان مہاجرین کی ایک بہت بڑی تعداد ہجرت کر کے یہاں پر آئی تھی اور یہاں پر پاکستان کا پہلا مہاجر کیمپ بنا تھا یہاں پر قائداعظم اور اس وقت کے اور بھی بڑے لیڈران تشریف لائے تھے۔ قائداعظم کے ہاتھ کا لگا ہوا کتبہ آج بھی وہاں پر موجود ہے۔ منسٹر صاحب نے اپنے جواب میں بتایا ہے کہ باب پاکستان کی تعمیر محکمہ مواصلات اور تعمیرات کے ذمے نہیں ہے۔ یہ ایک بہت بڑا عوامی پراجیکٹ، ایک بہت بڑا monument اور ایک تاریخ ساز جگہ ہے۔ میں منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر اس وقت ان کے under اس کی development نہیں ہو رہی تو پھر اس کی executing agency کونسی ہے؟

**جناب سپیکر:** جی، منسٹر صاحب!

**وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):** جناب سپیکر! اس کی تعمیر کا کام باب پاکستان ٹرسٹ کے پاس ہے۔پراجیکٹ سٹیرنگ بورڈ نے اس کا ٹھیکہ ایم ایس حسنین کو ٹیکس (پرائیویٹ) لمیٹڈ کو دیا ہے اور یہ منصوبہ 2010 میں مکمل ہو جائے گا۔

**میاں نصیر احمد:** جناب سپیکر! میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جیسے انھوں نے اپنے جواب میں فرمایا ہے کہ "یہ جگہ حکومت پنجاب کی ملکیت ہے۔اس کے تمام فنڈز جو تقریباً 1700 ملین روپے بنتے ہیں وہ بھی حکومت پنجاب نے دیئے ہیں۔لہذا میری استدعا ہے کہ حکومت پنجاب کو یہ پورا پراجیکٹ اپنی تحویل میں لینا چاہئے، حکومت پنجاب کو ہی اسے monitor کرنا چاہئے اور اس کی executing بھی حکومت پنجاب کو ہی کرنا چاہئے۔

**وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):** جناب سپیکر! فاضل ممبر کی بات بالکل صحیح ہے۔چونکہ زمین بھی حکومت پنجاب کی ہے اور 1700 ملین روپیہ بھی لگایا جا رہا ہے تو اگر حکومت پنجاب اس کو لینا چاہے اور قانون کے مطابق اسے pursue کرے تو ڈیپارٹمنٹ کو اس سلسلے میں کوئی اعتراض نہیں ہے۔

**میاں نصیر احمد:** جناب سپیکر! منسٹر صاحب یقین دہانی کرا دیں کہ حکومت پنجاب اس کو اپنی تحویل میں لے گی اور اس process کے لئے کوئی نہ کوئی time frame بھی دے گی۔

**جناب سپیکر:** منسٹر صاحب! آپ حکومت کے نمائندے ہیں، آپ ہی بتائیں گے کہ آپ لینا چاہتے ہیں یا نہیں؟

**جناب محمد محسن خان لغاری:** جناب سپیکر! حکومت کا موقف کون بیان کرے گا؟

**جناب سپیکر:** آپ تشریف رکھیں۔میں خود بات کر رہا ہوں۔

**وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):** جناب سپیکر! ہم لینے کے لئے تیار ہیں۔قانون کے مطابق اسے proceed کرتے ہیں اور لینے کے لئے تیار ہیں۔

جناب سپیکر: چلیں جی-اب آپ کی تسلی ہوئی ہے؟

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ---

جناب سپیکر: جن کا سوال تھا ان کی تسلی ہو چکی-میرے خیال میں اب آپ تشریف رکھیں یا تو آپ سوال دیتے لہذا یہ مناسب نہیں لگتا کہ آپ مجھے آگے نہیں جانے دے رہے-

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! جب ایک سوال ایوان میں پیش ہوتا ہے تو پھر وہ ہاؤس کی ملکیت بن جاتا ہے-پھر ممبران کی صوابدید ہے کہ وہ اس پر ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں یا نہیں-

جناب سپیکر: آپ ایک ضمنی سوال کر لیں-

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! میں اس پر صرف وزیر صاحب کی وضاحت چاہوں گا کہ انھوں نے جواب میں لکھا ہے یہ محکمہ مواصلات و تعمیرات کے ذمہ نہیں ہے-کیا یہ اس کی وضاحت کریں گے کہ کیا اس کی monitoring کرنا اس محکمے کا prerogative نہیں ہے؟ یہ misallocation ہوئی ہے اور یہ سوال اس محکمے سے belong ہی نہیں کرتا اس لئے میں چاہوں گا کہ اس کی وضاحت کر دیں-میں اس سے related ہی دوسری یہ بات پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر کوئی چیز ان کے ذمہ نہیں ہے---

جناب سپیکر: میں نے آپ کو ٹائم دیا، آپ نے بات کی-اب منسٹر صاحب اس بات کا جواب دیتے ہیں-

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں ایک سوال کرنا چاہتی ہوں-

جناب سپیکر: نہیں-محترمہ! میں کہہ چکا ہوں لیکن افسوس ہے کہ---

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ یہ بجٹ جس میں ایک ارب 70 کروڑ روپے کی رقم مختص ہے کیا یہ صرف ایک سال کے لئے ہے یا مکمل منصوبے کے لئے ہے؟

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! یہ رقم پورے منصوبے کے لئے ہے-ہراج صاحب جو وضاحت مانگ رہے ہیں میں نے اس سلسلے میں پہلے بھی عرض کیا ہے کہ یہ پنجاب حکومت کی جگہ ہے اور پنجاب حکومت ہی اس کی تعمیرات پر 800 ملین اور

باقی سہولیات کے لئے 900 ملین لگا رہی ہے- اگر پنجاب حکومت چاہتی ہے کہ وہ اسے لے لے اور جیسے ابھی ہاؤس میں یہ consensus build ہوا ہے تو پنجاب حکومت اس کو لینے کے لئے تیار ہے؟

**جناب سپیکر:** منسٹر صاحب! On behalf of Punjab Government آپ کوئی تسلی بخش جواب دیں-

**وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):** جناب والا! میں نے بتا دیا ہے کہ حکومت یہ لینے کے لئے تیار ہے اور اس پر قانونی کارروائی شروع کرتے ہیں-

**جناب سپیکر:** جی، ٹھیک ہے- معاملہ ختم ہوا-

**کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ:** پوائنٹ آف آرڈر-

**جناب سپیکر:** پوائنٹ آف آرڈر ہونا چاہئے، کوئی تقریر نہیں ہونی چاہئے-

**کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ:** جناب سپیکر! تقریر نہیں ہے- باب پاکستان ایک ٹرسٹ ہے اور یہ 1892 کے ایکٹ کے تحت رجسٹرڈ ہوا ہے- میں پچھلے چھ سال سے اس کے ساتھ منسلک ہوں-

**جناب سپیکر:** 1892؟

**کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ:** جناب سپیکر! یہ 1892 کے سوسائٹی ایکٹ کے under رجسٹرڈ ہوا ہے- یہ ایک ٹرسٹ ہے- باقاعدہ اس کے بورڈ آف ممبرز ہیں جو اس ٹرسٹ کو چلا رہے ہیں- اس وقت حکومت پنجاب اسے finance کر رہی ہے اور پاکستان آرمی اسے بنا رہی ہے- باب پاکستان 115 ایکڑ ایریا پر بن رہا ہے- اس کی ٹوٹل لاگت اڑھائی ارب روپے کی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر اسی طرح مہنگائی چلتی رہی تو یہ لاگت تین ارب روپے تک پہنچ سکتی ہے- اگر کوئی معزز دوست باب پاکستان کے متعلق سوال کرنا چاہے تو میں جواب کے لئے تیار ہوں-

**ڈاکٹر سامیہ امجد:** کیا یہ منسٹر ہیں؟

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ information منسٹر صاحب کے پاس ہونی چاہئے تھی۔

جناب سپیکر: انھوں نے محرک کی تسلی کرادی ہے، اس کے بعد آپ کا حق نہیں بنتا۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: ہماری بھی تسلی کروائیں۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ اس میں محرک کی تسلی ہو چکی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اگر اجازت ہو تو میں اس سلسلے میں Rules of Procedure پڑھ دوں۔

جناب سپیکر: نہیں۔ اگر آپ نے کچھ کہنا تھا تو اس پر سوال دیتے۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد یٰسین سوہل: جناب سپیکر! باب پاکستان میرے حلقے میں بن رہا ہے اور یہ سابق دور میں (ق) لیگ کی حکومت نے فوج کے حوالے کیا تھا۔

جناب سپیکر: میں آپ کو اجازت نہیں دیتا۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں اس بارے میں rules کا حوالہ دینا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: پلیز! تشریف رکھیں۔ میں نے بھی یہ رولز پڑھے ہیں اور آپ بھی پڑھ رہے ہیں۔ مجھے اس بات کا احساس ہے لیکن میں اس بارے میں پہلے بتا چکا ہوں۔ اگلا سوال محترمہ صغیرہ اسلام صاحبہ کا ہے۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 112 ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

## شیخوپورہ شہر میں ریلوے کراسنگ پر نصب پھاٹک کی بندش کا مسئلہ و دیگر تفصیل

*112: محترمہ صغیرہ اسلام: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ شیخوپورہ سے گوجرانوالہ جانے والی سڑک پر شیخوپورہ شہر میں ریلوے کراسنگ موجود ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ ریلوے کراسنگ پر نصب پھاٹک اکثر بند رہتا ہے، پھاٹک بند ہونے کی وجہ سے چند لمحوں میں ہی ریلوے کراسنگ پر دونوں اطراف ٹریفک کی لمبی لمبی لائنیں لگ جاتی ہیں؟

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ ریلوے کراسنگ پر اوور ہیڈ برج بنانے کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک، نہیں تو کیوں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) درست ہے۔

(ب) کسی حد تک درست ہے۔

(ج) یہ منصوبہ زیر غور نہ ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! میں نے منسٹر صاحب سے پوچھا ہے کہ ''کیا یہ درست ہے کہ شیخوپورہ سے گوجرانوالہ جانے والی سڑک پر شیخوپورہ شہر میں ریلوے کراسنگ موجود ہے؟'' انھوں نے جواب دیا ہے کہ ''یہ درست ہے۔'' انھوں نے میرے سوال کے جز (ب) کے بارے میں بھی کہا ہے کہ ''یہ درست ہے۔'' آگے میں نے ان سے پوچھا ہے کہ ''کیا حکومت متذکرہ ریلوے کراسنگ پر اوور ہیڈ برج بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟''

جناب سپیکر: ماشاءاللہ آپ بڑے خوش قسمت ہیں جن کے سوال کا جواب درست درست آ رہا ہے اور کیا چاہیئے؟

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! یہی تو افسوس ہے کہ جواب غلط دیا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: جی؟

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! میں نے انھیں بتایا ہے اور نشاندہی بھی میں نے ہی کی ہے کہ وہاں گھنٹوں تک لمبی لائنیں لگی رہتی ہیں کیونکہ ریلوے کراسنگ شہر کے اندر سے گزرتی ہے۔منسٹر صاحب نے یہ تو کہہ دیا ہے کہ میں یہ بات مانتا ہوں، یہ بھی مانتا ہوں کہ وہاں ٹریفک کی لمبی لائنیں لگی رہتی ہیں۔ آگے میں نے پوچھا تھا کہ کیا حکومت وہاں پر عوام کی سہولت کے لئے اوور ہیڈ برج بنانے کا ارادہ رکھتی ہے تو انھوں نے کہا ہے کہ یہ زیر غور نہیں ہے۔میں نے یہی پوچھا ہے کہ یہ کیوں زیر غور نہیں ہے؟ اگر لاہور شہر میں ایک سڑک پر 15 under passes and overhead bridges بن سکتے ہیں تو شیخوپورہ میں جو کہ ایک تاریخی شہر ہے، جہاں عوام کو آنے جانے میں دقت ہے، جہاں گھنٹوں ٹریفک کی لمبی لائنیں لگی رہتی ہیں وہاں پر overhead bridge بنانا کیوں مشکل ہے، اگر حکومت بنانا چاہتی ہے تو کب تک؟

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! جو حقائق تھے وہ ہم نے سامنے رکھے ہیں۔ جز (ج) میں انھوں نے پوچھا ہے کہ "آیا یہ منصوبہ زیر غور ہے یا نہیں؟" تو اس کے بارے میں بڑی وضاحت سے بتا دیا گیا ہے کہ یہ منصوبہ ابھی زیر غور نہیں ہے۔ محترمہ فرما رہی ہیں کہ وہاں پر لمبی لمبی قطاریں ہیں جبکہ میں کہتا ہوں کہ وہاں پر یقیناً اس حد تک لمبی لمبی قطاریں نہیں ہیں کہ جس سے بہت بڑی پریشانی کا سامنا ہو۔ بہر حال development تو چلتی رہتی ہے، یہ اس کو pursue کریں، حکومت بھی ان کے ساتھ ہے جیسے ہی funds دستیاب ہوں گے انشاء اللہ اس کو بنا دیا جائے گا۔ انھوں نے اپنے سوال میں صرف یہ پوچھا تھا کہ آیا یہ منصوبہ زیر غور ہے یا نہیں؟ تو اس کا ہم نے بتا دیا ہے کہ یہ زیر غور نہیں ہے۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! وہاں میلوں کے حساب سے لائنیں لگی ہوتی ہیں۔ ٹرین ابھی لاہور سے چلتی ہے تو پھاٹک بند کر دیا جاتا ہے۔ جب پھاٹک بند ہوتا ہے تو شیخوپورہ سے گوجرانوالہ جانے والی سڑک پر heavy traffic بھی چلتی ہے اور چھوٹی ٹریفک بھی چلتی ہے۔ وہاں گاڑیوں کی لمبی لمبی

لائنیں لگی ہوتی ہیں۔ وزیر صاحب نے فرمایا ہے کہ ابھی وہاں پر کوئی ایسی مشکل نہیں ہے کہ overhead bridge بنایا جائے۔ مجھے اس بات کی سمجھ نہیں آسکی۔ وزیر صاحب کے نزدیک لاہور میں کون سی ایسی مشکلات ہیں کہ یہاں پر اتنے زیادہ overhead bridges اور under passes بنائے گئے ہیں؟

**وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):** جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ کسی ایک شہر کو کسی دوسرے شہر کے ساتھ compare کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں یقین دہانی کروانا چاہتا ہوں کہ ہم مل کر کوشش کریں گے کہ وہاں پر سروے کروالیا جائے اور اگر اس کی ضرورت ہے تو اگلے اے۔ ڈی۔ پی میں شامل کر کے اس کو بنوا دیا جائے گا۔

**جناب سپیکر:** محترمہ! وزیر صاحب کہہ رہے ہیں کہ ہم سروے کروالیتے ہیں اور اگر feasible ہوا تو ضرور بنوائیں گے۔

**محترمہ صغیرہ اسلام:** جناب سپیکر! کب تک یہ سروے کروالیا جائے گا؟

**وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):** جناب سپیکر! ایک ماہ کے اندر سروے کروالیا جائے گا۔

**جناب سپیکر:** محترمہ! وہ کہتے ہیں کہ ایک ماہ میں سروے کروالیا جائے گا۔ اس بات کو نوٹ کر لیں۔

**محترمہ صغیرہ اسلام:** وزیر صاحب نے on the floor of the House یقین دہانی کروائی ہے کہ ایک ماہ میں سروے کروالیا جائے گا۔ میں ان کے جواب سے مطمئن ہوں۔

**جناب سپیکر:** شکریہ۔ اگلا سوال محمد حفیظ اختر چودھری صاحب کا ہے۔

**جناب محمد حفیظ اختر چودھری:** جناب سپیکر! سوال نمبر 145 اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

**جناب سپیکر:** ٹھیک ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

## ہڑپہ سٹیشن سے ہڑپہ شہر کو جانے والی سڑک کی تعمیر نو

*145: جناب محمد حفیظ اختر چودھری: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ہڑپہ سٹیشن سے ہڑپہ شہر کو جانے والی سڑک ٹوٹ پھوٹ چکی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ صدیوں پرانے اس تہذیبی ورثہ کو بیرون ممالک سے بھی وزیٹر دیکھنے آتے ہیں، سڑک ٹوٹی ہونے کی وجہ سے ان پر اثر پڑتا ہے؟

(ج) کیا حکومت مذکورہ سڑک دوبارہ از سر نو تعمیر کروانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) یہ درست نہ ہے اور سڑک ٹریفک کے بہاؤ کے لئے قابل استعمال ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ اس تہذیبی ورثہ کو دیکھنے کے لئے بیرون ملک سے سیاح آتے ہیں اس سڑک کی ہر طرح سے دیکھ بھال کی ہر ممکن کوشش کی جاتی ہے اب سڑک پر معمول کے مطابق ٹریفک رواں دواں ہے

(ج) اس سڑک کی بہتری کے لئے 5 کروڑ 5 لاکھ روپے کا تخمینہ مورخہ 27-نومبر 2007 کو منظور کیا گیا تھا تاہم عدم دستیابی فنڈز کی وجہ سے کام شروع نہ ہو سکا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: جناب سپیکر! میرے سوال کے جواب میں لکھا گیا ہے کہ "سڑک پر معمول کے مطابق ٹریفک رواں دواں ہے اور یہ سڑک قابل استعمال ہے۔" میری آپ سے گزارش ہے کہ یہ بالکل غلط جواب دیا گیا ہے۔ آپ کا کبھی ملتان کی طرف چکر لگے تو آپ بائی پاس سے نہیں بلکہ ہڑپہ سٹیشن کی طرف سے جائیں تو پھر آپ کو احساس ہو گا کہ آیا یہ سڑک استعمال کے قابل ہے یا نہیں۔ ہڑپہ ہمارا ایک ثقافتی ورثہ ہے۔ یہ وادی سندھ کی تہذیب کا سب سے پرانا اور بڑا شہر ہے جو کہ 3500 قبل مسیح کا ہے۔ اس کے مدمقابل ٹیکسلا 500 قبل مسیح کا شہر ہے جس کو international

heritage میں شامل کیا گیا ہے لیکن ہمارا ہڑپہ شہر ابھی تک ignore ہے، اس کی طرف ابھی تک کوئی توجہ نہیں دی گئی۔ سوال میں پوچھا گیا تھا کہ "کیا حکومت اس سڑک کو دو رویہ از سر نو تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے یا نہیں؟" اس کے جواب میں بتایا گیا ہے کہ "اس سڑک کی بہتری کے لئے 5 کروڑ 5 لاکھ روپے کا تخمینہ منظور کیا گیا تھا تاہم عدم دستیابی فنڈز کی وجہ سے کام شروع نہ ہو سکا۔" میں وزیر صاحب سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ اس کے لئے ساڑھے چھ کروڑ روپے کا ٹینڈر لگ چکا ہے جو صرف اسی سڑک کو maintain کرنے کے لئے لگایا گیا ہے۔ میری التجا ہے کہ یہ سڑک انتہائی اہم ہے، اس کو one way ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: دیکھیں، آپ مجھے وہاں visit کا فرما رہے ہیں، شاید کسی وقت میرا بھی ادھر گزر ہو لیکن آپ خوش قسمت ہیں کہ آپ کے وزیر صاحب بھی اسی ضلع سے ہیں۔ انھوں نے تو اسے بخوبی دیکھا ہوگا۔ واقعی وہ ایک تاریخی مقام ہے لہذا وزیر صاحب کو اس پر ضرور توجہ دینی چاہئے۔

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! اس بات میں تو کوئی شک نہیں ہے کہ وہ ایک تاریخی مقام ہے۔ فاضل دوست نے جو ابھی یہ کہا ہے کہ یہ سڑک ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے تو اس کے دو حصے ہیں جن کو میں وضاحت سے بیان کرنا چاہتا ہوں۔ میں ابھی دو دن پہلے ہی وہاں سے ہو کر آیا ہوں۔ مجھے بخوبی اندازہ ہے کہ وہاں پر کیا پوزیشن ہے جس حصے کی معزز ممبر بات کر رہے ہیں اصل میں وہ حصہ main road ہے جس کو جی۔ٹی روڈ کہتے ہیں اور وہ این۔ایچ۔اے کے پاس ہے، وہی اس کو maintain کرتی ہے۔ ہمارے ذمے وہ سڑک ہے جو کہ پھاٹک سے آگے ہڑپہ تک جاتی ہے۔ اس کی maintenance یا اس کے problems کے لئے ہم بندوبست کر رہے ہیں۔ یہ بھی میرے علم میں ہے کہ انھوں نے ابھی کچھ فنڈز مرکزی حکومت سے لئے ہیں اور اس سلسلے میں ٹینڈر بھی ہوئے ہیں۔ اب ان کا مطالبہ یہ ہے کہ آیا اس سڑک کو پنجاب حکومت دو رویہ کرنا چاہتی ہے یا نہیں؟ اس حوالے سے میں بتانا چاہتا ہوں کہ پہلے یہ ساڑھے چھ کروڑ روپے کے ٹینڈر لگوالیں، اس کے بعد بھی اگر اس کی ضرورت محسوس کی جائے گی تو ضرور اس بارے میں غور کیا جائے گا۔ قوی امید ہے کہ اس ٹینڈر کے بعد ان کا مسئلہ انشاء اللہ تعالیٰ حل ہو جائے گا۔

چودھری محمد شفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: دیکھیں، بڑی مشکل سے چودھری شفیق صاحب آج ہمارے سامنے آرہے ہیں۔ جی، چودھری صاحب!

چودھری محمد شفیق: جناب سپیکر! میں نے تو وزیر صاحب سے صرف اس ٹینڈر کے سلسلے میں پوچھنا ہے۔ انھوں نے جو جواب دیا ہے اس میں لکھا ہے کہ ہمارے پاس funds دستیاب نہیں ہیں جس کی وجہ سے اس سڑک پر کام شروع نہیں ہو سکا۔ دوسری طرف ہماری معلومات کے مطابق ٹینڈر لگ چکا ہے بلکہ ٹھیکیدار کو ٹینڈر مل چکا ہے۔ وزیر صاحب کے پاس مکمل رپورٹ ہونی چاہئے تھی۔ یہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس funds نہیں ہیں تو پھر ٹینڈر کس لئے لگایا گیا ہے؟

جناب سپیکر: کیا یہ ٹینڈر آپ کے محکمہ کی طرف سے دیا گیا ہے؟

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی وضاحت کی ہے کہ انھوں نے وفاقی حکومت کی طرف سے funds کی allocation کروائی ہے۔ پنجاب حکومت نے funds کی دستیابی نہ ہونے کی وجہ سے کچھ نہیں کیا۔ 2007 میں اس کا 5 کروڑ اور 5 لاکھ روپے کا تخمینہ لگایا گیا تھا لیکن funds نہ ہونے کی وجہ سے یہ نہیں بن سکی۔ اب انھوں نے وفاقی حکومت کی طرف سے funds allocate کروائے ہیں اور اسی پر کام ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر: ملک ندیم کامران صاحب! چودھری شفیق صاحب کی بات کا جواب ابھی تک سامنے نہیں آ سکا۔ وہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ کیا یہ ٹینڈر آپ کے محکمہ کی طرف سے لگایا گیا ہے یا کسی اور کی طرف سے ہے؟

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): میرے علم کے مطابق یہ ٹینڈر محکمہ مواصلات و تعمیرات کی طرف سے نہیں لگایا گیا لیکن اس کے باوجود میں اس کو چیک کر لیتا ہوں۔ اگر ایسا ہے تو میں انشاء اللہ اس کی وضاحت کر دوں گا۔

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: جناب سپیکر! یہ ٹینڈر اخبار میں announce ہو چکا ہے بلکہ یہ ٹینڈر پارٹیوں کو الاٹ بھی ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر: کس اتھارٹی نے یہ ٹینڈر float کیا ہے؟

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: جناب سپیکر! محکمہ سی اینڈ ڈبلیو نے کیا ہے۔

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ ٹینڈر پنجاب حکومت کی طرف سے محکمہ سی اینڈ ڈبلیو نے float کیا ہے اور یہاں پر غلط جواب دیا گیا ہے تو جنھوں نے یہ غلط جواب دیا ہے ان کے خلاف ایکشن لیا جائے گا۔ اگر یہ غلط جواب دیا گیا ہے تو یہ قابل معافی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: چلیں، شکریہ۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہماری اسمبلی کے اندر وقفہ سوالات میں یہ مستقل ہو رہا ہے کہ جو بھی جواب آ رہے ہیں وہ غلط آ رہے ہیں جیسا کہ ابھی وزیر صاحب نے کہا ہے۔ اس معاملے میں سخت ایکشن لیا جائے اور اس صورتحال کو ختم کیا جائے۔

جناب سپیکر: جو غلط جواب دے گا اس کے خلاف ایکشن ہو گا۔ آپ اطمینان رکھیں، جو غلط جواب دے گا اس پر انشاء اللہ ضرور ایکشن ہو گا۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! یہ سڑک واقعی ٹوٹی ہوئی ہے میں اس پر ہر ہفتے سفر کرتا ہوں۔ دوسری بات یہ ہے کہ انھوں نے یہ قیمت بھی غلط لکھی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ یہ بات نہیں ہو رہی، بات تو ٹینڈر کی ہو رہی ہے۔ بات یہ ہو رہی ہے کہ آیا محکمہ سی اینڈ ڈبلیو نے ٹینڈر float کیا ہے یا نہیں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس ایکشن لینے کے لئے کوئی time limit کر دیں۔ پچھلے آٹھ مہینے سے غلط جواب آ رہے ہیں لیکن آج تک کوئی ایکشن نہیں لیا گیا۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ ایسا نہ کہیں۔ محکمہ والے ہمیں رپورٹ بھیجیں گے اور آپ کو بھی ضرور inform کریں گے۔

**محترمہ آمنہ الفت:** جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ یہ چونکہ ہمارا ایک بہت ہی اہم ثقافتی ورثہ ہے۔ وہاں پر جانے کے لئے کیا کوئی نقشہ یا کوئی معلوماتی کتابچہ گورنمنٹ مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ تاکہ جو سیاح آرہے ہیں ان کی proper رہنمائی ہو سکے اور اس ورثے سے ہماری حکومت کو زرمبادلہ بھی حاصل ہو سکے۔ کیا اس قسم کی تجاویز ان کے زیر غور ہیں؟

**وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):** جناب والا! یہ بات اس سوال سے related نہیں ہے۔ آثار قدیمہ والے شاید اس کو pursue کرتے ہیں۔ اس کا نقشہ لگائیں یا کتابچہ چھاپیں، البتہ وہاں کی facilities جیسے وہاں پر سڑکات ہیں وہ ہمارے ذمہ ہیں اس کے لئے ہم کام کریں گے۔ اس کے علاوہ جو محترمہ بات کر رہی ہیں وہ تو آثار قدیمہ یا tourism والے کر سکتے ہیں۔

**جناب سپیکر:** اگلا سوال محترمہ آمنہ الفت صاحبہ کا ہے۔

**محترمہ آمنہ الفت:** سوال نمبر 287۔

## ڈسٹرکٹ آفیسر بلڈنگز ساہیوال کی جانب سے ترقیاتی سکیموں کے لئے ٹینڈر نوٹس

*287: **محترمہ آمنہ الفت:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 28۔فروری 2008 کے ایک موقر روزنامہ میں ڈسٹرکٹ آفیسر بلڈنگز ساہیوال کی جانب سے 89 ترقیاتی سکیموں کے لئے شارٹ ٹینڈر نوٹس کا اشتہار دیا گیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ 7۔دسمبر 2007 کو چیف سیکرٹری پنجاب کی جانب سے چٹھی جاری ہوئی تھی کہ کسی طرح کی بھی نئی سکیم کے لئے ٹینڈر پر پابندی لگائی جا رہی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ڈسٹرکٹ آفیسر بلڈنگز ساہیوال نے حکومت کے اعلیٰ افسران کی طرف سے واضح ہدایت و پابندی کے باوجود 13 کروڑ روپے کی 89 سکیموں کے لئے ٹینڈر پاس کئے؟

(د) کیا حکومت مذکورہ ڈسٹرکٹ آفیسر بلڈنگز کے پاس کردہ ٹینڈر ختم کر کے نئے سرے سے ٹینڈر نوٹس دینے کے بعد ٹینڈر پاس کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟ ایوان کو مکمل تفصیل سے آگاہ کیا جائے۔

**وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):**

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ 7۔دسمبر 2007 کو چیف سیکرٹری پنجاب کی جانب سے جو چٹھی جاری ہوئی تھی جس میں نئی سکیموں کے ٹینڈرز پر پابندی لگائی گئی تھی لیکن وہ صرف الیکشن تک محدود تھی لہذا جن 89 نمبر ٹینڈرز کا ذکر کیا گیا ہے وہ عام الیکشن کے بعد شائع اور وصول کئے گئے تھے جو کہ مذکورہ پابندی کی خلاف ورزی نہ ہے جس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔ڈسٹرکٹ آفیسر بلڈنگز ساہیوال کی الیکشن کمیشن کے نوٹیفکیشن کی ہدایت کی روشنی میں ٹینڈرز الیکشن مکمل ہونے کے بعد مورخہ 13-03-2008 کو وصول کئے، ٹینڈرز وصول ہونے کے بعد فنانس ڈیپارٹمنٹ کی چٹھی کی کاپی (ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) جو کہ دفتر ہذا کو مورخہ 22-03-2008 کو وصول ہوئی اور اسی طرح دوسری چٹھی جو مورخہ 19-03-2008 کو وصول ہوئی (کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) کی رُو سے سکیمیں سیریل نمبر 1 تا 44 (44 عدد) کام کینسل کر دیئے گئے تھے (کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) باقی کام جن میں مرمت اور فارن ایڈڈ ورکس، sub projects of main project کے ٹینڈرز قانون کے مطابق پاس کر دیئے گئے ہیں۔

(د) 44 نئی سکیموں کے ٹینڈرز جو کہ مورخہ 22-03-2008 کو منسوخ کر دیئے گئے تھے ان کے revised estimates نئے ریٹوں پر مکمل کر کے دوبارہ چٹھی نمبری 2838 مورخہ 10-09-2008 چٹھی نمبری 3834 مورخہ 10-09-2008، چٹھی نمبری 2894 مورخہ 17-09-2008 اور چٹھی نمبری 9152 مورخہ 17-09-2008 جمع کروا دیئے ہیں جن کی منظوری کے بعد ٹینڈر دوبارہ طلب کئے جائیں گے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! اس سوال کے جواب سے میں almost مطمئن ہوں لیکن اس حوالے سے میرا ایک چھوٹا سا ضمنی سوال ہے۔ ایک جو انتہائی باعث تشویش بات ہے وہ یہ ہے کہ افسران واہلکاران ٹھیکیداروں سے کمیشن لیتے ہیں جس میں X.E.N صاحب کا 3 فیصد یا ایس ڈی او صاحب 4 فیصد کمیشن لیتے ہیں۔ اس مسئلے کو for ever ختم کرنے کے لئے حکومت کیا کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

جناب سپیکر: دیکھیں، جو بات بنتی ہے، ریکارڈ کا حصہ بنتی ہے وہ کوئی solid بات ہو جو آپ کے علم میں ہو particularly وہ بات کریں۔ سب کے لئے ایسی بات مناسب نہیں۔ وہ آپ کی بات کا جواب دیتے ہیں۔

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب والا! یہ جو کمیشن کی بات کر رہی ہیں۔ پہلے انہوں نے خود ہی کہہ دیا ہے میں جواب سے مطمئن ہوں۔ اب صرف کمیشن کی بات رہ گئی ہے وہ آپ نے انہیں روک دیا ہے کہ کوئی specific بات کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! اصل بات یہ ہے کہ اس میں جو major cause ہے وہ صرف یہ ہے کہ کمیشن کھانے کا ہمارا ایک culture بن چکا ہے اور ہمارے رویوں میں یہ چیز شامل ہو چکی ہے۔ اس کا بھی کوئی ادراک ہونا چاہئے، اس کے لئے بھی کوئی تجاویز ہونی چاہئیں، اس پر بھی کوئی action ہونا چاہئے اور ہم کب تک اس system کے ساتھ چلتے رہیں گے؟

جناب سپیکر: وزیر موصوف ان کو بتائیں۔

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب والا! میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر آپ نے اس بات کی اجازت دے دی ہے تو اس پر پورے House کا consensus ہو سکتا ہے کہ کمیشن مافیا ختم ہونا چاہئے۔ کسی بھی ڈیپارٹمنٹ میں اگر corruption کی نشاندہی کی جاتی ہے تو اس کا ایک طریق کار ہے، اس کی انکوائری کروائی جاتی ہے اس کے خلاف action لیا جاتا ہے۔ اگر ہم فوری طور پر یہ سمجھتے ہیں کہ کوئی ایسا issue ہے جہاں پر ہمیں فوری طور پر react کرنے کی ضرورت ہے یا ان کے علم میں کوئی ایسی بات ہے یہ ہمیں بتادیں ہم فوری طور پر اس پر کارروائی کرنے کے لئے تیار ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

حاجی ذوالفقار علی: جناب والا! میں وزیر موصوف سے اور محکمے کے متعلقہ لوگ جو یہاں بیٹھے ہیں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں۔ آیا پنجاب میں جتنی ہماری سڑکیں بن رہی ہیں کہ موسم کے لحاظ سے جو برسات ہوتی ہے ان کا بھی کوئی بندوبست کیا گیا ہے یا نہیں؟ کیونکہ پچھلے دور میں یہی ہوتا تھا کہ سڑکیں بن جاتی تھیں لیکن پانی کا نکاس نہیں ہوتا تھا تو میرا ان سے یہ ضمنی سوال ہے کہ ہمارا کروڑوں روپیہ اس طرح ضائع ہو جاتا ہے اور دوسرا یہ بھی ہے کہ جو carpet سڑک بناتے ہیں اس میں اور عام تارکول والی سڑک ہے اس میں تھوڑا سا فرق ہوتا ہے۔ اگر دوسری سڑک کو بنانا بند کر دیا جائے۔ کیونکہ اس میں اگر تھوڑا سا پانی جاتا ہے تو وہ سڑک ٹوٹ جاتی ہے۔ پورے پنجاب میں یہ قانون لاگو کر دیا جائے کہ جتنی بھی اب سڑکیں بنیں گی یا اندرون شہر گلیاں بنیں گی وہاں پر tuff tile لگائی جائے گی اور جتنے بھی main roads بنیں گے وہ carpeted roads بنیں گی۔

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب والا! ان کا ضمنی سوال تو نہیں بنتا تھا بہر حال ان کی وضاحت کے لئے ضروری ہے۔ ویسے تو جس علاقے سے یہ تعلق رکھتے ہیں وہاں پر تو بارش کم ہی ہوتی ہے لیکن اس کے باوجود یہ ایک حقیقت ہے کہ جہاں پر جس چیز کی ضرورت ہوتی ہے وہاں پر پانی کے لئے بھی نالے بنائے جاتے ہیں اور اس کی نکاسی کا بھی بندوبست کیا

جاتا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہمیں یہ خیال رکھنا پڑتا ہے کہ سڑکات کو بچانے کے لئے اور پیسے کو ضائع ہونے سے بچانے کے لئے ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ جہاں پر ایسی صورتحال پیدا ہو سکتی ہے یا پانی کھڑا ہو سکتا ہے وہاں پر نکاسی آب کا طریق کار اپنایا جائے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال چودھری شہباز احمد صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے؟ اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال محترمہ طلعت یعقوب صاحبہ!

محترمہ طلعت یعقوب: سوال نمبر 351۔اس سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

## لاہور میں تعمیر کئے گئے انڈر پاسز کی تفصیلات

*351: محترمہ طلعت یعقوب: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور کینال پر 2000 تا 2007 تک کچھ انڈر پاس تعمیر کئے گئے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو ان کے نام اور ان پر لاگت کی علیٰحدہ علیٰحدہ تفصیل بیان کریں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ تمام انڈر پاس پوش آبادی والے علاقے کو نوازنے کے لئے بنائے گئے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ مغل پورہ ریلوے پھاٹک پر اوور ہیڈ برج کی تعمیر نہ ہونے کی وجہ سے عوام الناس کو تکلیف برداشت کرنا پڑتی ہے، کیا حکومت اس پر اوور ہیڈ برج تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) یہ درست ہے

(ب) انڈر پاس کے نام اور لاگت درج ذیل ہے

| | |
|---|---|
| مال روڈ انڈر پاس | 154.551 ملین |
| شوکت علی روڈ انڈر پاس | 103.732 ملین |
| ڈاکٹرز ہسپتال انڈر پاس | 102.483 ملین |

| | |
|---|---|
| ایف سی کالج انڈر پاس | 176.782 ملین |
| دھرم پورہ انڈر پاس | 494.677 ملین |
| پنجاب یونیورسٹی ہاسٹل نمبر 2 | 90.332 ملین |
| پنجاب یونیورسٹی ہاسٹل نمبر 14 | 90.565 ملین |
| مسلم ٹاؤن، گارڈن ٹاؤن انڈر پاس | 267.375 ملین |

(ج) یہ درست نہ ہے کیونکہ تمام انڈر پاس ٹریفک کے بہاؤ کو بہتر بنانے کے لئے تعمیر کئے گئے ہیں۔

(د) مغلپورہ ریلوے پھاٹک پر اوورہیڈ برج کا کوئی منصوبہ سالانہ ترقیاتی پروگرام سال 2008-09 میں شامل نہ ہے

**جناب سپیکر:** کوئی ضمنی سوال ہے؟

**محترمہ طلعت یعقوب:** میرے سوال نمبر 351 کے جز (د) کے جواب میں کہا گیا ہے کہ مغلپورہ ریلوے پھاٹک پر اوورہیڈ برج کا کوئی منصوبہ سالانہ ترقیاتی پروگرام میں شامل نہ ہے۔

میرا اس بارے میں ضمنی سوال یہ ہے کہ آیا آج کل مغلپورہ ریلوے پھاٹک سے لے کر نہر تک اوورہیڈ برج کی تعمیر جاری ہے یا حکومت جاری کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو کب تک جاری کرنے کا ارادہ ہے۔ شکریہ

**وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):** جناب والا! تمام انڈر پاسز کے متعلق ان کی انکوائری تھی اس کے متعلق ہم نے ان کو مکمل معلومات دے دی ہیں۔ خاص طور پر مغلپورہ ریلوے پھاٹک پر اوورہیڈ برج۔۔۔

**MR. SPEAKER:** Order pleas. I request you order in the House.

**وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):** جناب والا! اوورہیڈ برج کا منصوبہ سالانہ ترقیاتی پروگرام 09-2008 میں شامل نہ ہے۔ actually اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ کام اب F.W.O کے سپرد کر دیا گیا ہے۔ اس لئے اس کی information بھی ہمارے پاس نہیں

ہے کہ وہ وہاں پر کیا کر رہے ہیں اور کیا نہیں کر رہے؟ ہمارے ڈیپارٹمنٹ کا اس کے ساتھ تعلق نہیں ہے۔

**جناب سپیکر:** ان کے سوال کا جواب تو پھر تسلی بخش نہیں ہے۔ اس طرح تو مناسب نہیں ہے۔ وہ آپ سے پوچھ رہی ہیں کہ یہاں کوئی اوور ہیڈ برج آپ بنانا چاہتے ہیں اور اگر بنانا چاہتے ہیں تو کب بنانا چاہتے ہیں اور کس طرح بنے گا کیا اس کا کوئی طریقہ ہے؟

**وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):** جناب والا! میں نے بتادیا ہے کہ اس کی جو planning ہو رہی ہے جو اس کو آگے بڑھانے کا معاملہ ہے وہ F.W.O کے تحت ہو رہا ہے۔ اگر یہ سمجھتی ہیں کہ اس کی پوری رپورٹ ملنی چاہئے تو ہم F.W.O سے لے کر ان کو provide کر دیتے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

**محترمہ طلعت یعقوب:** جناب والا! مجھے صرف اتنا بتادیں کہ اوور ہیڈ برج جو تعمیر ہو رہا ہے اس کو کب تک مکمل کرنے کا ارادہ ہے؟

**جناب سپیکر:** محترمہ شور کی وجہ سے سننے نہیں دیا گیا۔ آپ نے کیا فرمایا ہے یا آپ نے اپنے سوال کا نمبر بولا ہے؟

**محترمہ طلعت یعقوب:** جناب والا! میں نے ان سے پوچھا ہے کہ حکومت کب تک یہ اوور ہیڈ برج مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

**جناب محمد اعجاز شفیع:** جناب والا! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں۔

**جناب سپیکر:** آپ تشریف رکھیں۔ محترمہ mover ہیں، پہلے ان کے سوال کا جواب آنے دیں۔

**وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):** جناب والا! میں نے پہلے بھی گزارش کی ہے کہ مغلپورہ ریلوے پھاٹک پر اوور ہیڈ برج کا کوئی بھی منصوبہ سالانہ ترقیاتی پروگرام 09-2008 میں شامل نہیں ہے اس لئے اس پر کوئی حتمی تاریخ نہیں دی جا سکتی۔ اگر یہ حتمی تاریخ لینا چاہیں تو میں ان کو لے کر provide کر سکتا ہوں یا اس سلسلے میں fresh question کر لیں۔

**جناب محمد اعجاز شفیع:** جناب والا! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ انہوں نے on the floor of the House یہ کہا ہے کہ F.W.O کو یہ contract دیا گیا ہے ۔ کیا F.W.O پاکستان کی کوئی کمپنی ہے یا امریکہ کی ہے جس کے بارے میں وزیر موصوف کو information نہیں ہے۔ میں یہ چاہوں گا کہ on the floor of the House انہوں نے F.W.O کے متعلق بات کی ہے کہ ہمارے پاس کوئی information نہیں ہے، اس کی وجوہات بتادیں۔

**جناب سپیکر:** جی، وزیر موصوف!

**وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):** جناب والا! معزز رکن نے تو اس سوال میں کوئی information مانگی تھی اور نہ ہی provide کی گئی ہے۔

**جناب محمد اعجاز شفیع:** جناب سپیکر! انہوں نے F.W.O کو contract دیا ہے۔ F.W.O انڈیا، اسرائیل یا امریکہ کی کوئی کمپنی نہیں ہے کہ منسٹر صاحب کو کوئی information نہیں ہے یا ان کے ڈیپارٹمنٹ کو کوئی information نہیں ہے۔ وہ contractor ہیں، contract کی بات کریں کہ کب دیا، کس نے دیا، کیوں دیا، کن شرائط پر دیا؟

**وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):** جناب سپیکر! یہ fresh question ہے۔ معزز ممبر put کر دیں، میں انہیں اس کا جواب دے دوں گا۔

**جناب محمد اعجاز شفیع:** جناب سپیکر! انہوں نے خود ذکر کیا ہے۔ میں نے ذکر نہیں کیا، نہ اس question میں تھا۔ منسٹر صاحب نے خود کہا ہے۔

**وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):** جناب سپیکر! آپ سب کو بھی پتا ہے۔ انہیں اس کی جو information چاہئے وہ میں provide کر دوں گا۔ انہوں نے اس سوال میں اس کی کوئی detail نہیں مانگی۔

**جناب محمد اعجاز شفیع:** جناب سپیکر! یہ غلط بتا رہے ہیں یا تو یہ admit کریں کہ انہیں کسی چیز کی information نہیں ہے، ڈیپارٹمنٹ نے انہیں تیاری نہیں کروائی یا ڈیپارٹمنٹ سے انہیں chit

موصول نہیں ہوئی یا یہ بتائیں کہ انہوں نے جو خود فرمایا ہے وہ کیا contract ہے، کس کو دیا اور کیسے دیا؟

**وزیر خوراک ، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):** جناب سپیکر! اس وقت میرے پاس یہ information نہیں ہے جو یہ مانگ رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ سوال put کر دیں یا مجھے ٹائم دے دیں میں information لے کر انہیں provide کر دوں گا۔

**جناب سپیکر:** جی، آپ تشریف رکھیں۔ جی، گوندل صاحب!

**میجر (ر) ذوالفقار علی گوندل:** جناب سپیکر! پچھلے پانچ چھ سالوں میں جو underpasses بنے ہیں ان میں سے ہر underpass corruption کا ایک شاہکار نمونہ ہے لیکن مسلم ٹاؤن، گارڈن ٹاؤن under passes میں corruption کی کوئی انتہا کی گئی ہے۔ ان کا comparison دیکھیں تو مال روڈ پر 15 کروڑ، باقی 49/17/10/10 کروڑ اور اس پر 27 کروڑ خرچ کئے گئے ہیں۔ موجودہ حکومت جو کہ عوامی حکومت ہے اور عوام کے پیسے کا خیال رکھنا بھی اس کی ذمہ داری میں ہے تو میرے ضمنی سوال کا پہلا حصہ یہ ہے کہ کیا گورنمنٹ اس پر proper inquiry کرانے کا ارادہ رکھتی ہے تاکہ corrupt لوگوں کو کیفر کردار تک پہنچایا جا سکے؟ میرے ضمنی سوال کا دوسرا حصہ ہے کہ ring road پر تقریباً 70۔ارب روپیہ خرچ کیا جا رہا ہے اور اربوں روپیہ underpasses پر خرچ ہو رہا ہے، کیا پنجاب لاہور سے 10 کلو میٹر کے بعد ختم ہو جاتا ہے، کیا دیہاتی علاقے اس پنجاب کا حصہ نہیں ہیں؟۔۔۔

**جناب سپیکر:** آپ supplementary question کریں۔ کیا کر رہے ہیں؟ Be relevant please. Be relevant.

**MAJOR (R) ZULFIQAR ALI GONDAL:** I need to speak for Punjabi people.

**جناب سپیکر:** جی، ملک صاحب! آپ ضمنی سوال کا جواب دیں؟

وزیر صحت، خوراک اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں، یہ جو انہوں نے بتایا کہ مسلم ٹاؤن، گارڈن ٹاؤن کا جو underpass ہے اس پر پیسے کیوں زیادہ لگے ہیں؟ تو جیسے آپ کو پتا ہے کہ construction بڑھ جاتی ہے اور یہ سب سے بعد میں بنایا گیا اور اس میں جو construction کی گئی اس کی length and requirement کے حساب سے اس کی جو value بنتی تھی اس کے مطابق یہ بنایا گیا، اگر یہ سمجھتے ہیں کہ اس میں کوئی گھپلا ہوا ہے یا یہ زیادہ دیا گیا ہے تو اس کی انکوائری کی جا سکتی ہے، اس میں کوئی ایسی problem والی بات نہیں ہے۔ اگر یہ چاہتے ہیں تو ہم اس کی انکوائری کروا کر ان کو رپورٹ دے سکتے ہیں۔ دوسری جو انہوں نے بات کی ہے کہ لاہور سے 10 کلو میٹر کے بعد پنجاب ختم ہو جاتا ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: میرا خیال ہے اس کو آپ چھوڑ دیں۔ مزید supplementary اب اس پر نہیں۔ ایک منٹ باقی ہے، اس کے بعد question hour ختم ہو جائے گا۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! نماز کا وقفہ بھی کرنا ہے۔

جناب سپیکر: جس نے نماز پڑھنی ہے، پڑھ لے۔ نماز پڑھنے سے آپ کو کوئی نہیں روک سکتا۔ (قطع کلامیاں)

آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! جب زرعی ٹیکس کا مسئلہ آیا تو تمام جاگیر دار اکٹھے ہو گئے۔ جب خواتین کے فنڈز کا مسئلہ آتا ہے تو ایک عورت بھی اکٹھی نہیں ہوتی۔ اب ہمیں فنڈز تو ملنے نہیں، ہمارا تعمیرات سے تعلق کیا؟ کیا پتا فنڈ کہاں سے آیا اور کہاں چلا جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، اب اپنے اپنے دلوں پر ہاتھ رکھیں اور question hour ختم ہو چکا۔

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

## نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

### لاہور جی او آر۔II کوارٹرز و کوٹھیوں کی مرمت کی تفصیلات

*352: محترمہ طلعت یعقوب: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جی او آر II لاہور کے کوارٹروں اور کوٹھیوں کی مرمت کی گئی ہے ؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو سال 2003 سے 2007 تک کس کس کوارٹر / کوٹھی کی مرمت کی گئی اور اس پر کیا لاگت آئی، علیٰحدہ علیٰحدہ تفصیل بیان کی جائے نیز ان میں رہائش پذیر آفیسران کے نام مع عہدہ کیا ہیں ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) یہ درست ہے کہ جی او آر II لاہور کے کوارٹروں اور کوٹھیوں کی مرمت کی گئی ہے۔

(ب) جن کوارٹروں / کوٹھیوں کی مرمت کی گئی ہے ان کی لاگت از سال 2003 تا 2007 بمعہ رہائش پذیر آفیسران کے نام مع عہدہ کی تفصیل ایوان کی میز رکھ دی گئی ہے

### حویلی لکھا (اوکاڑہ) میں محکمہ کی اراضی پر ناجائز قبضہ

*388: محترمہ زوبیہ رباب ملک: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) حویلی لکھا اوکاڑہ لاری اڈا ویگن سٹینڈ ہیڈ سلیمانکی روڈ سے لے کر شہید اں والا قبرستان تک سڑک کے ساتھ ساتھ محکمہ کی کتنی اراضی ناجائز قابضین کے زیر استعمال ہے ؟

(ب) مذکورہ بالا سڑک کے ارد گرد محکمہ کی کتنی اراضی پر دکانیں تعمیر ہو چکی ہیں اور عرصہ دراز سے قابضین کے زیر استعمال ہیں ؟

(ج) قابضین نے کس کی اجازت سے سرکاری اراضی پر دکانیں تعمیر کی ہیں اور تجاوزات قائم کی ہیں ؟

(د) جن اہلکاران وافسران کی ملی بھگت سے یہ کام ہوا، ان کے عہدہ، نام اور موجودہ پوسٹنگ سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

(ہ) کیا متعلقہ انتظامیہ قابضین سے سرکاری اراضی کو واگزار کروانے اور تجاوزات کو ہٹانے کے لئے تیار ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کریں؟

(و) کیا محکمہ کے جن اہلکاران وافسران نے سرکاری اراضی پر قبضہ کرنے کی اجازت دی ان کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اسکی وجوہات بیان فرمائیں؟

**وزیر مواصلات وتعمیرات (ملک ندیم کامران):**

(الف) اس ضمن میں گزارش ہے کہ محکمہ مال کے ریوینو ریکارڈ کے مطابق لاری اڈا ویگن سٹینڈ ہیڈ سلیمانکی روڈ سے سرحد موضع گیل سنگھ سڑک کی چوڑائی 77 ہے جبکہ موقع پر سڑک کا رقبہ 90 ہے اور سرحد گیل سنگھ سے چوک شہیداں تک ریوینو ریکارڈ کے مطابق سڑک کی چوڑائی "6-82 ہے جبکہ موقع پر سڑک کا رقبہ 90 ہے جس کے مطابق سڑک پر کوئی تجاوزات نہیں پائی گیئں (رپورٹ قانون گو لینڈ ایکوزیشن لاہور ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

(ب) مذکورہ بالا سڑک کے ارد گرد ریوینو ریکارڈ کے مطابق محکمہ کی اراضی پر کوئی دکان تعمیر نہ کی گئی ہے اور سڑک کی اراضی کسی کے استعمال میں نہیں ہے۔

(ج) -ایضا-

(د) -ایضا-

(ہ) -ایضا-

(و) -ایضا-

## سنگھ پورہ لاہور چوک شوالہ تا گھوڑے شاہ دربار تک سڑک کی تعمیر نو

*408: محترمہ نسیم لودھی: کیا وزیر مواصلات وتعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) حکومت سنگھ پورہ لاہور چوک شوالہ تا گھوڑے شاہ دربار تک سڑک کی تعمیر کب تک کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ب) چوک شوالہ تا گھوڑے شاہ دربار تک سڑک کی تعمیر میں محکمے کو کن رکاوٹوں کا سامنا ہے، وجوہات بیان کی جائیں؟

(ج) چوک شوالہ تا گھوڑے شاہ روڈ کی تعمیر کن وجوہات کی بنا پر اب تک نہ کی جا سکی، اس کی تفصیلی وجوہات بیان کی جائیں؟

**وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):**

(الف) مذکورہ سڑک شوالہ چوک تا احسان ہسپتال تعمیر ہو چکی ہے جبکہ احسان ہسپتال سے گھوڑے شاہ چوک اور چمڑہ منڈی تک کام شروع کر دیا گیا ہے جو دسمبر 2008 تک مکمل کر لیا جائے گا۔

(ب) کوئی رکاوٹ نہ ہے کیونکہ مذکورہ سڑک کی تعمیر کا کام جاری ہے۔

(ج) جیسا کہ پہلے بیان کیا ہے کہ چوک شوالہ سے احسان ہسپتال تک سڑک مکمل ہو چکی ہے اور احسان ہسپتال سے چمڑہ منڈی کی تعمیر کا کام شروع کر دیا گیا ہے جس کی منظوری 22 مئی 2008 کو دی گئی ہے۔

## پنجاب اسمبلی کی نئی عمارت کی تکمیل کا معاملہ

*430: راجہ حنیف عباسی (ایڈووکیٹ): کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پنجاب اسمبلی کی نئی بلڈنگ کی تعمیر کا کام کب شروع ہوا؟

(ب) یہ کب مکمل ہو گا، اس پر مد وار کل کتنی رقم خرچ ہو گی؟

(ج) کیا وجہ ہے کہ یہ بلڈنگ آج تک مکمل نہیں ہوئی؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) پنجاب کی نئی بلڈنگ دو پراجیکٹ پر مشتمل ہے

(1) ایڈیشنل اسمبلی بلڈنگ کا کام اگست 2005 میں شروع ہوا۔

(2) ایکسٹینشن آف پنجاب اسمبلی کا کام اکتوبر 2005 میں شروع ہوا

(ب) ایڈیشنل اسمبلی بلڈنگ کا کام 31-مارچ 2009 تک مکمل ہونے کی توقع ہے جبکہ ایکسٹینشن آف پنجاب اسمبلی کا کام جون 2009 تک مکمل ہونے کی توقع ہے۔

تخمینہ لاگت عمارت ایڈیشنل اسمبلی بلڈنگ 1320.764 ملین روپے

تخمینہ لاگت عمارت ایکسٹینشن آف پنجاب اسمبلی 1013.741 ملین روپے

(ج) ایڈیشنل اسمبلی بلڈنگ

(I) ایڈیشنل اسمبلی بلڈنگ میں دوسری بیسمنٹ کا اضافہ اور پھر پنجاب اسمبلی کی ہاؤس کمیٹی کے اعتراض کی وجہ سے اس کام کا خاتمہ۔

(II) اضافی facilities کی وجہ سے سکیم کی دوبارہ منظوری۔

(III) ڈرائینگوں کی مرحلہ وار تیاری۔

(IV) سول کنٹریکٹر کے سست رفتار کام کی وجہ سے کام میں تاخیر ہوئی۔

اب امید ہے کہ ایڈیشنل اسمبلی کا کام 31-مارچ 2009 تک مکمل ہو جائے گا۔

ایکسٹینشن آف پنجاب اسمبلی

(I) عمارت کے ڈیزائن میں تبدیلی

(II) گنبد چھت، فیصلہ نہ ہونے کی وجہ سے۔

(III) اضافی سہولیات کی وجہ سے سکیم کی دوبارہ منظوری۔

(IV) سول کنٹریکٹر کے سست رفتار کام کی وجہ سے۔

امید ہے کہ بلڈنگ جون 2009 تک مکمل ہو جائے گی۔

## لاہور نہر کنارے گلزار انڈر پاس کی تعمیر و دیگر تفصیلات

*475: چودھری عبداللہ یوسف: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) لاہور سے گزرنے والی نہر کنارے گلزار انڈر پاس کب تعمیر کیا گیا؟

(ب) یہ انڈر پاس کتنی لاگت سے بنا، کس ٹھکیدار کے ذریعے بنایا گیا اور اس ٹھکیدار سے جو تحریری معاہدہ کیا گیا، اس کی کاپی ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ اب یہ انڈر پاس ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے؟

(د) حکومت ناقص تعمیر کرنے اور کلیئرنس سرٹیفیکیٹ دینے والوں کے خلاف کیا کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

**وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):**

(الف) گلزار انڈر پاس کی تعمیر کا زیادہ تر کام سال 08-2007 میں مکمل کیا گیا۔

(ب) انڈر پاس کی تعمیر پر اب تک 267 ملین روپیہ لاگت آئی ہے۔ اس کا ٹھیکہ سعد اللہ خان اینڈ برادرز کو دیا گیا ہے۔

(ج) درست نہ ہے۔

(د) تعمیر کا کام نیسپاک کے زیر نگرانی کیا گیا اور ٹھیکیدار کو صرف معیاری کام کی ادائیگی کی گئی ہے۔ ٹھیکیدار کے ساتھ معاہدہ کی رو سے کسی قسم کی نقائص کی نشاندہی پر اس کی درستگی اس کے خرچہ پر کی جائے گی۔

## لاہور تا فیصل آباد سڑک تعمیر کرنے والی کمپنی کا نام، لاگت و دیگر تفصیلات

*558: ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) لاہور، فیصل آباد سڑک کس کمپنی نے کتنی لاگت اور کتنے وقت میں مکمل کی؟

(ب) اس سڑک کو تعمیر کرنے کے لئے کل کتنی کمپنیوں نے ٹینڈرز جمع کروائے اور سڑک کی تعمیر کرنے والی کمپنی کو کس بنا پر ٹھیکہ دیا گیا؟

(ج) لاہور، فیصل آباد سڑک پر کل کتنے ٹول ٹیکس پوائنٹ ہیں اور ایک عام کار کو لاہور سے فیصل آباد جانے تک کتنا ٹیکس دینا پڑتا ہے لاہور فیصل آباد سڑک پر ٹول ٹیکس جمع کرنے والی کمپنی کا نام اور ٹھیکہ کا طریق کار کیا تھا اور اس ٹھیکہ میں کتنی کمپنیوں نے حصہ لیا؟

(د) لاہور گوجرانوالہ سڑک تعمیر کرنے والی کمپنی کو سڑک تعمیر کرنے کے لئے کتنا وقت دیا گیا تھا اور یہ اب تک مکمل کیوں نہیں ہوئی، تاخیر کی ذمہ دار کمپنی کے خلاف محکمہ نے اب تک کیا کارروائی کی ہے، اگر نہیں کی تو وجہ بیان فرمائیں؟

**وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):**

(الف) لاہور، شیخوپورہ، فیصل آباد دورویہ سڑک کی تعمیر بلڈ آپریٹ اور ٹرانسفر (B.O.T) کی بنیاد لیٹکو (پرائیویٹ) لمیٹڈ نے کلی طور پر اپنے سرمائے سے کی ہے اور اس میں حکومت پنجاب یا کسی دیگر حکومتی سرمائے کا استعمال نہیں کیا گیا۔ اس کی تعمیر پر 5.8۔ارب روپے لاگت آئی ہے۔ لیٹکو (پرائیویٹ) لمیٹیڈ 25 سال تک اس کی maintenance کرے گی جس میں دو مرتبہ Asphalt کی تہ بچھانا بھی شامل ہے۔ تخمینہ کے مطابق لیٹکو کمپنی کا تقریباً گیارہ ارب خرچ ہوگا۔ جو کہ کمپنی ٹول ٹیکس کی وصولی سے عرصہ معاہدہ میں پورا کرے گی۔ اس منصوبہ کی مدت تکمیل 36 ماہ تھی لیکن کمپنی نے اسے 29 ماہ کی مدت میں مکمل کر لیا جو کہ شاہراہوں کی تعمیر میں اپنی جگہ ایک ریکارڈ ہے۔ عموماً منصوبے بعد از میعاد ہی مکمل ہوتے ہیں۔

(ب) اس سڑک کی بلڈ آپریٹ اور ٹرانسفر (B.O.T) بنیاد پر تعمیر کے لئے محکمہ ہائی وے پنجاب نے اشتہار دیئے اور کمپنیوں نے bid میں حصہ لیا۔ لیٹکو کمپنی کو ٹھیکہ سب سے کم بولی (bid) وسیع تجربہ اور اعلیٰ مالی ساکھ کی بنا پر جو کہ کنسوریشم کی انفرادی کمپنیوں کو حاصل تھا کی بنیاد پر دیا گیا۔ شاہراہوں کی تعمیر میں فرنٹیئر ورکس آرگنائزیشن (F.W.O)، خالد

رؤف اینڈ کمپنی، حبیب رفیق اینڈ کمپنی اور سچل انجینئرنگ مواصلاتی سیکٹر میں مایہ ناز ملکی کمپنیاں ہیں۔

(ج) اس سڑک پر مندرجہ ذیل جگہوں پر از روئے معاہدہ ٹول ٹیکس پوائنٹ تعمیر کئے گئے ہیں۔ کوٹ عبدالمالک، کدلٹھی (شیخوپورہ) فیروزوٹواں، شاہ کوٹ، گٹ والا اس سڑک پر لاہور سے فیصل آباد سفر کرنے والی کار کو مبلغ -/88 روپے ٹول ٹیکس ادا کرنا پڑتا ہے۔ ٹول ٹیکس کی منظور شدہ شرح سڑک کے استعمال پر منحصر ہے۔ چونکہ یہ بی او ٹی منصوبہ ہے۔ جس پر تمام لاگت پرائیویٹ سیکٹر نے کی ہے۔ لیگو گورنمنٹ نوٹیفکیشن کے مطابق ٹول وصول کر رہی ہے۔ ایف ڈبلیو او لیگو کا lead partner ہے۔ ایف ڈبلیو او کا موٹروے اور جی ٹی روڈ پر الیکٹرانک ٹول وصولی کا وسیع تجربہ ہے۔ اس سڑک پر بھی ایف ڈبلیو کو ٹول وصولی پر مامور کیا گیا ہے۔ لیگو ٹول وصولی کی جانچ پڑتال کرتا ہے۔

(د) متعلقہ نہ ہے۔

## مرید کے شیخوپورہ روڈ کی تعمیر

*567: محترمہ صغیرہ اسلام: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) مرید کے شیخوپورہ روڈ کب تعمیر ہوئی، اس پر تخمینہ لاگت کیا تھا اور یہ کتنے عرصہ میں مکمل ہوئی؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ روڈ پر ہیوی ٹریفک بھی چلتی ہے، کیا یہ روڈ ہیوی ٹریفک کے لئے موزوں ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سڑک ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے؟

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سڑک کو ہیوی ٹریفک کے مطابق از سر نو تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، نہیں تو وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے نیز کیا حکومت لائٹ ٹریفک کو رواں دواں رکھنے کے لئے کوئی فوری اقدامات بھی کرنے کو تیار ہے تو کب تک؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) مرید کے شیخوپورہ روڈ آج سے تقریباً 18-19 سال پہلے دو کروڑ روپے کی لاگت سے دو سال میں مکمل ہوئی۔

(ب) درست ہے مذکورہ سڑک بھاری ٹریفک کے لئے موزوں ہے۔

(ج) سڑک عرصہ دراز پہلے تعمیر ہوئی تھی وقت کے ساتھ ساتھ سڑک پر دباؤ زیادہ ہونے کی وجہ سے سڑک کی سطح ہموار نہ رہی ہے سڑک آبادی کی حدود میں نکاسی آب نہ ہونے کی وجہ سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوتی ہے۔

(د) موجودہ ٹریفک کو مدنظر رکھتے ہوئے سڑک کی اصلاح و کشادگی نہایت ضروری ہے جونہی گورنمنٹ منظوری دے گی سڑک کی تعمیر شروع کر دی جائے گی مزید برآں سڑک کے بڑے حصہ میں سالانہ مرمت ری سرفیسنگ سنگل کوٹ کر دی گئی ہے جس سے ٹریفک کو چلنے میں آسانی ہوئی ہے باقی ماندہ حصہ میں خصوصی مرمت کرنے کے انتظامات کئے جا رہے ہیں جونہی گرانٹ ملے گی اس حصہ کی بھی مرمت کر دی جائے گی۔

## چک عمر سکھا لادھو کا سے اٹاری تحصیل دیپالپور تک سڑک کی تعمیر

*578: جناب شوکت محمود بسرا (ایڈووکیٹ): کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چک عمر سکھا لادھو کا سے اٹاری تحصیل دیپالپور میں سڑک منظور کی گئی تھی تو کب؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سڑک کے لئے رقم بھی مختص کی گئی تھی تو کتنی؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سڑک کے لئے مٹی اور پتھر بھی ڈالا گیا تھا تو کتنے حصہ پر؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سڑک اب تک نامکمل ہے بلکہ ادھوری چھوڑ دی گئی ہے اور عوام الناس مذکورہ سڑک سے استفادہ کرنے سے محروم ہے؟

(ہ) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ سڑک تاحال مکمل نہ ہونے کی وجوہات کیا ہیں نیز حکومت مذکورہ سڑک کو مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک نہیں تو وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

**وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):**

(الف) مذکورہ سڑک کی منظوری حکومت پنجاب نے بذریعہ سیکرٹری مواصلات و تعمیرات چٹھی نمبر SOH-IV/(C&W)1-5/94(Okara) مورخہ 03-08-1995 کے تحت دی۔

(ب) سڑک مذکورہ کے لئے فنڈز مبلغ 0.462 ملین سال 1995-96 میں مختص کئے گئے۔

(ج) ہاں یہ درست ہے کہ سال 1995-96 میں سڑک پر مٹی کا کام اور ایک کلومیٹر میں سب بیس کا کام کیا گیا تھا۔

(د) ہاں یہ درست ہے کہ سڑک ابھی نا مکمل ہے کیونکہ سڑک مذکورہ کا ٹھیکہ مبلغ 6062629/- روپے مورخہ 18-02-1996 کو دیا گیا سال 1995-96 میں مبلغ 0.462 ملین فنڈز مہیا کئے گئے تھے جو کہ اس سال خرچ ہو گئے مزید فنڈز کی عدم دستیابی کی وجہ سے ٹھیکیدار نے کام بند کر دیا اور تاحال فنڈز میسر نہ ہو سکے۔

(ہ) مالی سال 1995-96 کے بعد سکیم ہذا unfunded ہو گئی جس کے لئے تاحال مزید فنڈز مہیا نہ کئے گئے مورخہ 14-08-2001 کو ضلعی حکومتیں قائم ہوئیں اور ضلعی حکومت اوکاڑہ نے بھی وسائل کی کمی کے باعث اب تک سڑک ہذا کے کوئی فنڈز مہیا نہ کئے ہیں اگر حکومت پنجاب سڑک کو مکمل کرنے کے لئے فنڈز مہیا کر دے تو سڑک کو مکمل کروا دیا جائے گا تاہم یہ معاملہ ضلعی حکومت کے علم میں بھی لایا جا رہا ہے۔

## دریائے راوی پر سید والا ضلع ننکانہ صاحب
## کے مقام پر پل کی تعمیر نو

*602:رائے محمد اسلم خان:کیاوزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ دریائے راوی پر سید والا ضلع ننکانہ صاحب کے مقام پر پل نہ ہے؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ سابقہ حکومتوں میں مذکورہ پل کا سنگ بنیاد اور گرانٹ بھی رکھی گئی لیکن وہ نہ بن سکا؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ پل کی اہمیت کے پیش نظر اس کی تعمیر کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک اور اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) یہ درست ہے کہ دریائے راوی پر سید والا ضلع ننکانہ صاحب کے مقام پر پل نہ ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ سابق حکومتوں میں مذکورہ پل کا سنگ بنیاد اور گرانٹ رکھی گئی لیکن وہ نہ بن سکا۔

(ج) منصوبہ پل مذکورہ اور لنک روڈز جس کا تخمینہ لاگت 720.193 ملین بنتا ہے سال 2007-08 میں منظور ہوا تھا۔لنک روڈ بطرف اوکاڑہ پر کام دسمبر 2007 میں شروع ہو چکا ہے پل کا ڈیزائن Bridge Directorate کر رہا ہے ڈیزائن مکمل ہونے پر تعمیر پل کا کام شروع کر دیا جائے گا۔

## لاہور سے جڑانوالہ دو رویہ سڑک کی تعمیر

*603:رائے محمد اسلم خان:کیاوزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ لاہور جڑانوالہ دو رویہ سڑک کی تعمیر کافی دیر سے شروع ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو یہ منصوبہ کب شروع ہوا اور اس کی تکمیل کب ہو گی اور اس کا تخمینہ لاگت کتنا ہے؟

**وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):**

(الف) درست ہے۔

(ب) لاہور جڑانوالہ دورویہ سڑک کا منصوبہ مانگٹانوالہ تا موڑ کھنڈا سیکشن (لمبائی 8.8 کلومیٹر) فروری 2007 میں شروع کیا گیا اور موڑ کھنڈا تا بچیکی سیکشن (لمبائی 12 کلومیٹر) جنوری 2006 میں شروع ہوا تھا دونوں سیکشن پر تقریباً 75 فیصد کام مکمل ہو چکا ہے جبکہ بقایا کام مالی سال 09-2008 میں مکمل ہو جائے گا اس دورویہ سڑک کا تخمینہ لاگت 577 ملین روپے ہے۔

## چکوال پی پی۔23 دانداشاہ بلاول تالاوا سڑک کی تعمیر نو

*607: **ملک محمد ظہور انور:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پی پی۔23 میں دانداشاہ بلاول تالاوا سڑک کی تعمیر کے ضروری فنڈز سابق حکومت کے دور میں allocate کئے گئے تھے مگر مذکورہ سڑک کی تعمیر نامعلوم وجوہات کے باعث بند کر دی گئی؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ایوان کو ان وجوہات سے آگاہ کرنے کو تیار ہے جس کی وجہ سے اس اہم منصوبہ پر مفاد عامہ کے برعکس کام بند کر دیا گیا ہے؟

(ج) کیا حکومت مفاد عامہ کے اس اہم منصوبہ پر دوبارہ کام شروع کرنے کے لئے تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اور اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کی جائے؟

**وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):**

(الف) یہ درست ہے کہ دانداشاہ بلاول تالاوا سڑک کے لئے مالی سال 08-2007 میں 4.440 ملین روپے فنڈز مختص کئے گئے تھے اور ٹھیکیدار کو یہ کام مبلغ 47.533 ملین روپے میں مورخہ 23-02-2008 کو الاٹ کیا گیا تھا لہذا ٹھیکیدار نے مختص شدہ فنڈز

کے مطابق موقع پر کام کر دیا ہے مزید کام فنڈز نہ ہونے کی وجہ سے بند ہے فنڈز کی دستیابی کے بعد موقع پر کام دوبارہ شروع کر دیا جائے گا۔

(ب) نئے مالی سال 09-2008 میں اس منصوبہ کے فنڈز جاری نہ ہونے کی وجہ سے کام بند ہے جونہی فنڈز دستیاب ہونگے اس منصوبے پر کام دوبارہ شروع کر دیا جائے گا۔

(ج) جونہی فنڈز دستیاب ہونگے اس منصوبہ پر کام دوبارہ شروع کر دیا جائے گا۔

## چکوال میں گول لاوا تا مورا موڑ سڑک کی تعمیر نو

*608: ملک محمد ظہور انور: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حلقہ پی پی-23 میں گول لاوا تا مورا موڑ سڑک کی تعمیر کے لئے سابق حکومت میں حتمی طور پر منظوری ہو چکی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سڑک پر جزوی طور پر کام شروع ہو چکا ہے مگر کام کی progress قطعاً تسلی بخش نہیں ہے؟

(ج) کیا حکومت یہ بتائے گی کہ منظور شدہ فنڈز کی کل مالیت کیا ہے، متعلقہ ٹھیکیدار کا نام اور پتا کیا ہے نیز ٹھیکیدار کے ساتھ شرائط معاہدہ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

(د) حکومت اس سڑک پر کام کب تک دوبارہ شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر کوئی امر مانع ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں، مکمل تفصیل سے ایوان کو مطلع کیا جائے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) مالی سال 09-2008 میں اس منصوبہ کو مبلغ 56.778 ملین روپے میں منظور کیا تھا مگر مارکیٹ ریٹ بڑھ جانے کی وجہ سے اس سکیم کا تخمینہ لاگت بڑھ کر مبلغ 60.328 ملین روپے ہو گیا تھا جو کہ دوبارہ منظوری کے لئے بھیجا گیا مگر مالی سال 09-2008 میں یہ سکیم سالانہ ترقیاتی پروگرام میں شامل نہ ہے اس لئے منصوبہ پر مزید پیش رفت نہ ہو سکی۔

(ب) اس منصوبہ کا کام ابھی الاٹ ہی نہیں کیا گیا انتظامی منظوری اور مطلوبہ فنڈز دستیاب ہونے کے بعد منصوبہ کی تعمیر کا ٹھیکہ دیا جائے گا۔

(ج) مالی سال 08-2007 میں مبلغ 0.070 ملین روپے مہیا کئے گئے تھے جس میں روڈ سروے کا کام مکمل کیا گیا تھا یہ کام ابھی تک کسی ٹھیکیدار کو الاٹ نہیں کیا گیا ہے۔

(د) ترمیمی منصوبہ منظوری کے لئے بھیجا ہوا ہے جو کہ منظوری کے مراحل میں ہے جونہی یہ منصوبہ منظور ہو گا اس پر کام شروع کر دیا جائے گا۔

## فیروز وٹواں سے فیصل آباد لاہور روڈ سے منسلک سڑک کی تعمیر

*637: سید ابرار حسین شاہ: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ننکانہ صاحب براستہ جسلانی موڑ وار برٹن سے ہوتی ہوئی فیروز وٹواں سے فیصل آباد لاہور روڈ سے منسلک سڑک جو کہ تقریباً چار پانچ سال سے انتہائی خستہ حال ہے اور اب اس کا عالم یہ ہے کہ وہ ہر طرح کی ٹریفک کے لئے ناقابل استعمال ہو چکی ہے جس کی وجہ سے ننکانہ صاحب سے لاہور چلنے والی پبلک ٹرانسپورٹ بھی بند ہو چکی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ تین سال قبل مذکورہ سڑک کی از سر نو تعمیر شروع ہوئی تھی جس کے ٹھیکیدار نے تین سال میں تقریباً 28 کلو میٹر سڑک میں سے صرف چھ۔کلو میٹر سڑک تعمیر کی ہے اور باقی تقریباً 22 کلو میٹر سڑک انتہائی خستہ حال پڑی ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سڑک کو جلد از جلد تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے نیز کیا تین سال تک سڑک مکمل نہ ہونے پر ذمہ داران کے خلاف تادیبی کارروائی عمل میں لائی جائے گی؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) ننکانہ صاحب سے فیروز وٹواں براستہ وار برٹن سڑک 25.65 کلو میٹر کی کشادگی اور درستگی حکومت پنجاب کے سالانہ ترقیاتی پروگرام کے مطابق کی جارہی ہے یہ ترقیاتی سکیم

حکومت نے پرانی سڑک کی خستہ حالی کے پیش نظر 323 ملین روپے کی لاگت سے منظور کی اس سڑک پر پبلک ٹرانسپورٹ جاری ہے۔

(ب) سڑک کی انتظامی منظوری مالی سال 07-2006 میں مورخہ 2007-2-3 کو ہوئی اس سال فنڈ مختص نہ ہوئے مالی سال 08-2007 ملین روپے کے فنڈ مختص ہوئے جو سڑک کی کشادگی اور تعمیر نو پر استعمال کئے گئے اس وقت ننکانہ صاحب سے 10 کلومیٹر سڑک پر اسفاٹ کی تہہ بچھائی جاچکی ہے جبکہ باقی حصہ پر فیروز وٹواں کی طرف سے کام جاری ہے حکومت پنجاب نے رواں مالی سال میں 40 ملین روپے کے فنڈز مختص کئے ہیں جو سڑک کی تعمیر پر خرچ کئے جارہے ہیں۔

(ج) سڑک پر بمطابق دستیابی فنڈ کام جاری وساری ہے توقع ہے کہ مالی سال 09-2008 میں پایہ تکمیل کو پہنچ جائے گا۔

## پراونشل بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ کو رحیم یار خان منتقل کرنے کا مسئلہ

*638: میاں شفیع محمد: کیاوزیر مواصلات وتعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پراونشل بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ کاایکسیئن آفس 2002 سے رحیم یار خان میں قائم تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ عرصہ دو سال سے مذکورہ دفتر کو ایک ایکسیئن کے ایماء پر پراونشل بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ رحیم یار خان کے طور پر لاہور میں شفٹ کر دیا گیا ہے جس کے باعث عوام بے حد مشکلات کا شکار ہو گئے ہیں؟

(ج) کیا حکومت ایکسیئن آفس رحیم یار خان کو دوبارہ رحیم یار خان میں پہلے کی طرح جلد از جلد منتقل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات وتعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) یہ درست نہیں کہ پراونشل بلڈنگز ڈیپارٹمنٹ کاایکسیئن آفس 2002 سے رحیم یار خان میں قائم ہوا تھا یہ دفتر سیکرٹری مواصلات تعمیرات پنجاب نوٹیفکیشن نمبر

(SHO -W) III&C)5-10/2004-2005)Restrict مورخہ 14۔جولائی 2004 کے تحت رحیم یار خان میں قائم ہوا۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ مذکورہ دفتر ایک ایکسیئن کی ایماء پر رحیم یار خان سے لاہور منتقل کیا گیا لاہور میں ایکسیئن کے دو دفاتر پہلے سے کام کر رہے تھے انکے پاس تعمیراتی کام کی کثرت تھی مذکورہ دفتر رحیم یار خان کے پاس تعمیراتی کام بہت تھا اس لئے بحکم جناب سیکرٹری مواصلات و تعمیرات پنجاب نوٹیفکیشن نمبر SOB -W) II&C)3 -32/2005 مورخہ 30۔ جولائی 2005 کے تحت ایکسیئن آفس رحیم یار خان کو انتظامی بنیاد پر لاہور منتقل کیا گیا۔

(ج) جی ہاں، حکومت عنقریب ایکسیئن آفس رحیم یار خان کو دوبارہ منتقل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

## تحصیل چیچہ وطنی روڈ کی تعمیر نو

*670: چودھری محمد ارشد: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل چیچہ وطنی ضلع ساہیوال کے حلقہ پی پی۔225 میں ڈسٹرکٹ گورنمنٹ نے تین سال کے دوران کتنی سڑکات تعمیر کی ہیں، تفصیلات سے آگاہ کیا جائے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ڈی ڈی او سڑکات تحصیل چیچہ وطنی عرصہ تقریباً سات سال سے ایک ہی سٹیشن پر تعینات ہے نیز ایک ہی سٹیشن پر تعیناتی کی محکمانہ پالیسی کیا ہے؟

(ج) تحصیل چیچہ وطنی روڈ کو دورویہ کرنے میں کتنی لاگت آئی اور کس سال تیار کی گئی نیز کس محکمہ نے اسے تیار کیا ہے؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ سڑک کی حالت اب ناگفتہ بہ ہے اور استعمال کے قابل نہ ہے، کیا حکومت دوبارہ اس کی تعمیر کا ارادہ رکھتی ہے؟

**وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):**

(الف) اس حلقہ میں تعمیر ہونے والی سڑکات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مسٹر محمد سعید سیال ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر (روڈز) مورخہ 06-11-2002 سے چیچہ وطنی میں تعینات ہے بمطابق گورنمنٹ ٹرانسفر پالیسی ایک سیٹ پر تعیناتی کا عرصہ تین سال کا ہوتا ہے۔

(ج) اس سڑک کی تعمیر کا تخمینہ لاگت مبلغ 18.221 ملین روپے ہے یہ سڑک 2005-06 میں مکمل ہوئی اس سڑک کو ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے فنڈز سے ڈسٹرکٹ آفیسر روڈز ساہیوال نے تعمیر کروایا ہے۔

(د) اس سڑک کی ایک سائیڈ بالکل ٹھیک ہے جبکہ دوسری سائیڈ نیچی ہونے کی وجہ سے بارش کا پانی اس سڑک پر جمع ہو جاتا ہے اور ہیوی ٹریفک کے گزرنے کی وجہ سے بعض جگہ سڑک خراب ہو چکی ہے اپریل 2008 میں خصوصی مرمت کا ٹینڈر لگایا تھا جو کہ نہ ہو سکا لہذا فنڈز کی دستیابی پر، منظور ہونے پر دوبارہ ٹینڈر لگا دیا جائے گا۔

## سوار محمد حسین شہید (نشان حیدر) روڈ
## جاتلی تا داتا دربار بھٹ کی تعمیر نو

*675: شوکت عزیز بھٹی: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سوار محمد حسین شہید (نشان حیدر) روڈ جاتلی تا داتا دربار بھٹ بری طرح خستہ حالی کا شکار ہے نیز یہ کہ مذکورہ روڈ بہت تنگ ہے؟

(ب) کیا مستقبل قریب میں حکومت اس سڑک کو بنانے اور چوڑا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) یہ ضلعی حکومت کی سڑک ہے جس کی لمبائی 13 کلومیٹر ہے جس کی ابتدائی 4 کلومیٹر کی حالت خستہ ہے اس کی بحالی کا تخمینہ لاگت سال 2006-07 میں ضلعی حکومت کو بھجوا دیا گیا تھا تاحال اس کی منظوری اور فنڈز کی فراہمی نہ ہوئی۔

(ب) تاحال ضلعی حکومت کی طرف سے ہدایات موصول نہ ہوئیں ہیں ہدایت موصول ہونے پر منظوری و فنڈز کی فراہمی پر کام شروع کر دیا جائے گا۔

## وحدت کالونی لاہور "اے" بلاک تا "ڈی" بلاک تک سروس روڈ کی تعمیر نو

*701: چودھری مونس الٰہی: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وحدت کالونی لاہور میں "اے" بلاک تا "ڈی" بلاک تک کی سروس روڈ انتہائی خستہ حالت میں ہے، جگہ جگہ سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سڑک کی پچھلے کئی سالوں سے نہ تو مرمت کی گئی ہے اور نہ اسے دوبارہ بنانے کے لئے فنڈز مختص کئے گئے ہیں؟

(ج) کیا مذکور بالا سروس روڈ میں پانی کے اخراج کے لئے سیوریج کا کوئی مناسب بندوبست ہے، اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں اور یہاں سیوریج سسٹم کب تک بن جائے گا؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو یہ سروس روڈ کب تک نئی بنا دی جائے گی اور اس کے سیوریج سسٹم کو ٹھیک کرنے کے لئے کب تک فنڈز مختص کر دیئے جائیں گے؟ ایوان کو صحیح صورتحال کے بارے میں آگاہ کیا جائے؟

**وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):**

(الف) سروس روڈ اچھی حالت میں ہے اور نہ ہی ٹوٹی پھوٹی ہے۔

(ب) سڑک اچھی حالت میں ہے اس لئے دوبارہ بنانے کی ابھی ضرورت نہ ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے سروس روڈ جگہ جگہ ٹوٹی ہونے اور گڑھے پڑنے کے باعث بارش کا پانی کھڑا ہو جاتا ہے صرف ایک جگہ A-1 گھر کے سامنے سڑک کا لیول نیچا تھا جس کو صحیح کر دیا گیا ہے۔

(د) سروس روڈ کے پانی کا اخراج موجودہ سیوریج میں کیا جاتا ہے تاہم جب بہت زیادہ بارش ہو تو سیوریج کا تمام نظام پانی بھرنے کی وجہ سے کچھ دیر کے لئے سڑکوں پر پانی کھڑا ہو جاتا ہے جوں ہی سیوریج کے نظام کا لیول گرتا ہے سڑکوں کا پانی سیوریج میں بہہ جاتا ہے۔
جزہائے بالا کا جواب اثبات میں نہ ہے اس لئے نہ تو سروس روڈ کو نئی بنیادوں پر بنانے کی ضرورت ہے اور نہ ہی سیوریج سسٹم کو ٹھیک کرنے کے لئے فنڈز مختص کرنے کی ضرورت ہے۔

## ساہیوال تا چک موضع آڑاتلہ کی سڑک کی تعمیر نو

*709: محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع ساہیوال تا چک موضع آڑاتلہ کی سڑک کا حصہ نئی آبادی محمد پور تا آڑاتلہ کی مرمت آخری دفعہ کس سال کی گئی؟

(ب) اگر کئی سالوں سے متذکرہ بالا حصہ کی مرمت نہ کی گئی تو اس کا ذمہ دار کون ہے محکمہ یا ڈسٹرکٹ گورنمنٹ؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت ذمہ داروں کے خلاف کوئی کارروائی اور سڑک کو چوڑا اور مرمت کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے آگاہ فرمائیں؟

(د) کیا حکومت مذکورہ سڑک ساہیوال تا آڑاتلہ کو ہائی وے سڑک بنانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) اس سڑک کی resurfacing سال 2004 میں کی گئی تھی۔

(ب) یہ سڑک محکمہ پراونشل ہائی وے نے تعمیر کی تھی اور ضلعی حکومت کی تشکیل کے بعد یہ ڈسٹرکٹ روڈز ساہیوال کے پاس منتقل ہو گئی ڈسٹرکٹ روڈز نے اس کی مرمت 2004 میں کی تھی۔

(ج) محکمہ ہائی وے کی yard stick کے مطابق تعمیر شدہ سڑک کی مرمت 4 سال بعد کی جاتی ہے اس ضمن میں عرض ہے کہ مذکورہ بالا سڑک کی مرمت کا ٹینڈر نومبر 2008 میں طلب کیا گیا ہے۔

(د) یہ رابطہ سڑک ہے جو کہ مختلف چکوک کو ملاتی ہے اگر حکومت اس کو محکمہ صوبائی ہائی وے کو منتقل کرنا چاہے تو دفتر ہذا کو کوئی اعتراض نہ ہے۔

## ساہیوال تا آڑاتلہ روڈ اور نہر کی مرمت

*711: محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع ساہیوال میں موجود سڑک ساہیوال تا آڑاتلہ جس کا تقریباً 4 کنال کا حصہ دریا برد ہو گیا تھا عرصہ سات آٹھ سال گزر جانے کے باوجود دوبارہ مرمت نہ کیا گیا؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ سڑک کے ساتھ سے گزرنے والی چھوٹی سی نہر کا بھی تقریبا 2 کنال کا حصہ زد میں آگیا جس کی وجہ سے نہر کا پانی کسانوں کے لئے بند کر دیا گیا؟

(ج) اگر جواب اثبات میں ہے تو عوام کے لئے سڑک کا نہ بننا اور اتنے ہی عرصہ سے وہاں کے پورے علاقے کے تقریباً آٹھ دس دیہات کے لئے پانی کی بندش کے ذمہ دار کون ہیں کیا حکومت مذکورہ مسائل حل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) اس ضمن میں عرض ہے کہ مذکورہ سڑک ضلع نظام کی تشکیل سے پہلے پراونشل ہائی وے نے تعمیر کروائی تھی مگر محکمہ ڈسٹرکٹ روڈز کو باقاعدہ طور پر منتقل نہ ہوئی ہے اب اس سڑک کے مذکورہ حصے کا تخمینہ لاگت لگا کر D.D.S.C منظوری کے لئے بھیجا جا رہا ہے منظور ہونے پر سڑک تعمیر کروادی جائیگی۔

(ب) یہ سوال محکمہ انہار سے متعلقہ ہے۔

(ج) اس سڑک کا ریکارڈ منتقل نہ ہونے کی وجہ سے اور علاقہ ناظم کی طرف سے درخواست مرمت اور فنڈز مہیا نہ کرنے کی وجہ سے یہ سڑک تعطل کا شکار تھی اب یہ حصہ D.D.S.C سے منظوری اور فنڈز کی دستیابی کے بعد جلد ہی تعمیر و مرمت کروادیا جائے گا۔

## پی پی۔280بہاولنگر کی سڑکوں کی تعمیر نو

*718:جناب آصف منظور موہل:کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) حلقہ پی پی۔280بہاولنگر میں کون کون سی سڑکیں ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں؟

(ب) کیا حکومت ان کی تعمیر و مرمت کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے آگاہ فرمائیں؟

(ج) ضلع بہاولنگر 2003 سے اب تک محکمہ ہائی وے نے کتنے منصوبہ جات مکمل کئے ہیں اور کتنے ابھی تک زیر تکمیل ہیں یہ منصوبے کب تک مکمل کر لئے جائیں گے؟

(د) ان منصوبہ جات کے لئے کتنی رقم مختص کی گئی تھی اور کتنی رقم سے یہ پایہ تکمیل کو پہنچے تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

(ہ) کیا یہ منصوبہ جات ٹھیکیداروں نے معیار کے مطابق مکمل کئے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے آگاہ فرمائیں اور ٹھیکیداروں کے ناموں، پتاجات سے بھی آگاہ کریں؟

**وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):**

(الف) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) محکمہ کو ان سڑکوں کی مرمت کے لئے تقریباً (44.881 ملین) فنڈز درکار ہیں فنڈز میسر ہونے کے بعد موسمی حالات مد نظر رکھتے ہوئے ان کاموں کو مکمل کرنے کے لئے 3 ماہ کا عرصہ درکار ہوگا تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) 117 منصوبہ جات مکمل کر لئے ہیں اور 35 منصوبہ جات زیر تکمیل ہیں جن کی تکمیل کے لئے (30.149 ملین) فنڈز درکار ہیں تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے مطلوبہ فنڈ دستیاب ہونے کے بعد 3 ماہ میں یہ منصوبہ جات مکمل کئے جا سکتے ہیں۔

(د) ان منصوبہ جات کے لئے (125.565 ملین) رقم مختص کی گئی اور (117.450 ملین) رقم سے مکمل ہوئے تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) یہ منصوبہ جات ٹھیکیداروں نے معیار کے مطابق مکمل کئے ہیں ٹھیکیداروں کے ناموں کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

## چشتیاں و بہاولنگر میں محکمہ ہائی وے کے منصوبہ جات و دیگر تفصیلات

*731: **جناب آصف منظور موہل:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) 2003 سے آج تک محکمہ ہائی وے نے تحصیل چشتیاں و بہاولنگر میں کتنے منصوبہ جات مکمل کئے، علیحدہ علیحدہ تحصیل وار تفصیل فراہم کریں؟

(ب) ان منصوبہ جات کے لئے کتنی رقم مختص کی گئی اور کتنی رقم ٹھیکیداروں کو الاٹ کی گئی؟

(ج) ان منصوبہ جات کو کن ٹھیکیداروں نے مکمل کیا، ان کی مکمل تفصیل بتائی جائے اور کیا ان ٹھیکیداروں نے کام وقت پر اور معیار کے مطابق کیا؟

**وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):**

(الف) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ٹھیکیداروں کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے اور ان ٹھیکیداروں نے کام وقت پر اور معیار کے مطابق کیا۔

**چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ):** جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 523 براہ مہربانی pending فرمادیں۔

**جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل:** پوائنٹ آف آرڈر۔

**جناب سپیکر:** اچھا جی، ٹھیک ہے۔ جی، مستی خیل صاحب!

**جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل:** جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ انتہائی اہم مسئلے کی جانب دلانا چاہتا ہوں۔ جھنگ بھکر روڈ جو under construction ہے آج سے 4 سال قبل ڈیڑھ بلین روپے کی خطیر رقم صرف۔۔۔

**جناب سپیکر:** یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ This is not point of order. No, I shall not allow you. آپ speech کرنا شروع کر دیتے ہیں This is not good. یہ میرا نہیں، اس معزز ہاؤس کا ٹائم ہے۔ یہ میری ذات کا ٹائم نہیں ہے kindly۔ (قطع کلامیاں)

نہیں، آپ تشریف رکھیں. Let us be relevant. جی، لغاری صاحب!

**جناب محمد محسن خان لغاری:** جناب سپیکر! میں نے اس دن لوکل گورنمنٹ کمیشن کی formation کے بارے میں ایک point اٹھایا تھا کہ اس میں لیڈر آف دی اپوزیشن کی nominee کو appoint نہیں کیا گیا۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! بات سنیں۔ جب ہم تحاریک استحقاقات پر آئیں گے تو پھر بات کریں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں تحریک استحقاق کی بات نہیں کر رہا۔ منسٹر صاحب نے جو جواب دیا تھا میں اس کی بات کر رہا ہوں۔ منسٹر صاحب نے کہا تھا کہ Minister for Local Government بطور Chairman Local Government Commission کو یہ خط لکھا گیا ہے۔ آپ نے کہا تھا کہ سپیکر صاحب کو بتانا چاہئے تھا۔ Mr. Speaker, Chief Secretary, Secretary to the Chief Minister, Secretary Local Government and Secretary Provincial Assembly ان سب کو اس کی کاپیاں گئی ہیں۔ 16۔اگست سے لے کر اب تک لیڈر آف دی اپوزیشن کا لوکل گورنمنٹ کمیشن کا جو nominee ہے اگر ان کی qualification پر کوئی اعتراض ہے یا کوئی اور اعتراض ہے تو وہ ضرور اس پر کریں، otherwise مہربانی کر کے اس کی notification کروا دیں تاکہ smooth working ہو سکے۔

جناب سپیکر: آپ انہیں جواب تو دینے دیں۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم لغاری صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ انہوں نے وزیر بلدیات کو جو خط لکھا ہے اس کی کاپیاں سب کو بھیجی ہیں تو اس میں یہ نہیں تھی کہ آپ نے information یا کاپیاں نہیں بھیجیں کیونکہ کاپی بھیجنا confusion اور چیز ہے اور سپیکر کے through اس نام کو بھیجنا اور چیز ہے۔ اس بات کی confusion تھی لیکن ہم اس بات کو اپنے طور پر resolve کر کے اس کا notification کر رہے ہیں۔ راجہ بشارت صاحب کا بطور ممبر notification کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، congratulations

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب اس کے لئے time limit بتا دیں کہ کب تک notification کر دیں گے؟

**وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان):** جناب سپیکر! یہ notification within a weak ہو جائے گا۔

**جناب سپیکر:** جی، اب آپ خوش ہیں؟ Thank you میجر صاحب! آج سارا دن آپ نے ہی لے جانا ہے؟

**میجر (ر) عبدالرحمٰن رانا:** جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 523 pending کر دیا جائے کیونکہ یہ عوامی نوعیت کا سوال ہے۔

**جناب سپیکر:** سوال نمبر 523 pending ہوا۔

**جناب محمد طارق امین ہوتیانہ:** جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 640 pending کیا جائے۔

**MR. SPEAKER:** Question No. 640 pended please.

## توجہ دلاؤ نوٹس

**جناب سپیکر:** اب ہم توجہ دلاؤ نوٹسز کو لیتے ہیں۔ جی، جناب خلیل طاہر سندھو!

## ایف سی کالج لاہور کے پروفیسر کا گھر میں قتل

**جناب خلیل طاہر سندھو:** کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 20۔نومبر 2008 کو ایف سی کالج لاہور کے سینئر پروفیسر خورشید عالم گل کو دو نامعلوم افراد نے گھر میں گھس کر اندھا دھند فائرنگ کرکے قتل کر دیا اور فرار ہو گئے؟

(ب) دہشت گردی کے متذکرہ بدترین واقعہ کے درج مقدمہ میں کل کتنے ملزمان کو نامزد کیا گیا نیز تاحال کوئی گرفتاری عمل میں لائی گئی ہے تو مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ج) کیا حکومت صوبہ میں بڑھتے ہوئے جرائم اور بالخصوص قتل جیسی سنگین وارداتوں پر قابو پانے کے لئے عملی طور پر کوئی ٹھوس اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور و داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب اس طرح ہے کہ:

(الف) ہاں یہ درست ہے کہ مورخہ 2008-11-20 کو ایف سی کالج کے پروفیسر خورشید عالم گل کو دو نامعلوم اشخاص نے گھر میں گھس کر قتل کر دیا جس پر مقدمہ نمبر 1188/2008 مورخہ 2008-11-20 جرم 302/34 (ت پ) تھانہ گلبرگ لاہور درج رجسٹر ہوا۔

(ب) مقدمہ متذکرہ بالا میں ایک کس مسمی سموئیل کو نامزد کیا گیا ہے جس کے نام کے علاوہ دیگر کوئی معلومات نہ ہیں جبکہ ایک کس نامعلوم ملزم ہے جس کی تلاش و گرفتاری کے لئے تمام وسائل بروئے کار لائے جا رہے ہیں۔ سر دست کوئی گرفتاری نہ ہوئی ہے۔

(ج) بڑھتے ہوئے سنگین جرائم بالخصوص قتل جیسی سنگین واردات کے انسداد کے لئے ہر ممکن طریق کار عمل میں لایا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر! اس سلسلے میں، میں اپنے محترم معزز رکن کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ ایف سی کالج میں ایک سسٹم رکھا ہوا ہے کہ جو کوئی گاڑی یا موٹر سائیکل داخل ہوتا ہے تو اس کا نمبر ان کے پاس محفوظ ہو جاتا ہے۔ اس سے Investigation Agency کو کافی مفید معلومات ملی ہیں اور معاملہ کافی حد تک آگے بڑھا ہوا ہے۔ امید ہے کہ آنے والے چند دنوں میں ایک پروفیسر کے سفاکانہ قتل کے ملزمان کو پولیس گرفتار کرنے میں کامیاب ہو جائے گی لیکن سر دست تفصیلات پیش نہیں کی جا سکتیں بعد میں ایوان جب اور جیسے چاہے گا تفصیلات ایوان میں پیش کر دی جائیں گی۔ اس وقت ان کو راز میں رکھنا اس لئے ضروری ہے کہ تفتیشی مراحل پر اثر نہ پڑے۔

جناب سپیکر: جی، خلیل طاہر سندھو صاحب!

جناب خلیل طاہر سندھو: جناب سپیکر! میں آپ کا اور محترم وزیر قانون صاحب کا شکر گزار ہوں کہ انھوں نے اس معاملے پر گہری توجہ دی ہے۔

جناب سپیکر: یہ توجہ دلاؤ نوٹس dispose of کیا جاتا ہے۔ اب اگلا توجہ دلاؤ نوٹس الحاج محمد الیاس چنیوٹی صاحب کی طرف سے ہے۔ جی، چنیوٹی صاحب!

## ننکانہ صاحب میں مدعی مقدمہ کی نامعلوم افراد کی فائرنگ سے ہلاکت

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ننکانہ صاحب کے چک نمبر 4 گ ب میں تحفظ ختم نبوت پر مشتمل اشتہارات قادیانیوں نے پھاڑ ڈالے بلکہ ان کو پاؤں میں روند کر بے حرمتی بھی کی گئی؟

(ب) یہ بھی درست ہے کہ اس پر 20- جون 2008 کو ملزمان ڈاکٹر اصغر خالد اور دیگر کے خلاف مقدمہ نمبر 08/351 درج ہوا جس میں تاحال صرف نامزد ملزم ڈاکٹر اصغر کو گرفتار کیا گیا ہے اور باقی ملزمان مسلح ہو کر علاقہ میں دندناتے رہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مقدمہ مذکورہ واپس نہ لینے پر قادیانیوں نے مورخہ 11 ستمبر کی رات بوقت نماز تراویح گھر سے مسجد جاتے ہوئے مدعی مولانا غازی محمد مالک کو اندھا دھند فائرنگ سے شہید کر دیا؟

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا مذکورہ بالا مقدمہ کے تمام ملزمان گرفتار ہو چکے ہیں اور چالان ہو چکے ہیں نیز مولانا غازی محمد مالک کے قتل کا مقدمہ درج ہو چکا ہے تو کب اور اس میں نامزد ملزمان کو گرفتار کیا جا چکا ہے، نہیں تو وجوہات کیا ہیں مزید یہ کہ حکومت مذکورہ بالا مقدمہ میں غفلت، لاپرواہی اور رشوت میں ملوث پولیس افسران کے خلاف مقدمہ درج کرنے اور محکمانہ کارروائی کرنے کو تیار ہے، تو کب تک، نہیں تو وجوہ کیا ہیں؟

**جناب سپیکر:** جی، راناصاحب!

**وزیر قانون، پارلیمانی اموراور داخلہ (راناثناء اللہ خان):**

(الف) ہاں! یہ درست ہے کہ ضلع ننکانہ صاحب کے چک نمبر 4 گ ب میں ملزم ڈاکٹر اصغر کے کلینک کے باہر ختم نبوت کے بارے میں اشتہار لگایا گیا تھا جس کی بے حرمتی (اس میں بے حرمتی اشتہار پھاڑنے کی حد تک ہے پاؤں تلے روندنے والی بات نعوذ باللہ دوران تفتیش درست ثابت نہیں ہوئی) کے الزام میں مقدمہ نمبر 351/2008 مورخہ 20-6-2008 بجرم 295 (ت پ) تھانہ صدر ننکانہ درج کیا گیا۔

(ب) ہاں! یہ درست ہے کہ مدعی محمد مالک کی تحریری درخواست پر مقدمہ نمبر 351/2008 ملزمان ڈاکٹر اصغر، خالد، ندیم، راشد، ظفر اقبال معہ دیگر نودس افراد کے خلاف درج کیا گیا جس میں ملزم ڈاکٹر اصغر کو حسب ضابطہ گرفتار کرکے جوڈیشل بھجوایا گیا۔ ہر دو فریقین کی بالمشافہ گفتگو کروائی گئی۔ تفتیش کے عمل کے لئے ڈی ایس پی ننکانہ سرکل کی زیر نگرانی ایک ٹیم تشکیل دی گئی۔ باقی ملزمان طاہر ندیم وغیرہ بعدالت جناب جہانگیر ایڈیشنل جج صاحب عبوری ضمانت پر تھے اس لئے ان کی گرفتاری التواء میں رکھی گئی ہے۔ یہ غلط اور بے بنیاد ہے کہ ملزمان مسلح ہو کر علاقے میں دندناتے پھر رہے ہیں کیونکہ علاقہ میں ان کے صرف چند گھر ہیں۔ مقدمہ مندرجہ بالا کے اندراج کے بعد وہ علاقہ چھوڑ چکے ہیں۔

(ج) مولانا غازی محمد مالک نماز تراویح کے لئے گھر سے مسجد جاتے ہوئے شہید ہوئے جس پر مقدمہ نمبر 618/2008 مورخہ 11-9-2008 جرم 302/148/149 (ت پ) تھانہ صدر ننکانہ ملزمان تاحال راشد، افتخار عشرت شاہ اور تین نامعلوم کے خلاف درج رجسٹرڈ ہوا ہے۔ دوران تفتیش ملزم نامزد ایف آئی آر کی گرفتاری التواء میں رکھی گئی تھی کہ مقدمہ نمبر 180/2008 بجرم 380 (ت پ) تھانہ صدر ننکانہ کا مجرم اشتہاری حسیب احمد ولد محمد شریف قوم آرائیں سکنہ چک نمبر 4 گ ب گرفتار ہوا جس نے دوران تفتیش انکشاف کیا کہ اس نے وقوعہ قتل ثاقب ولد منور قوم راجپوت سکنہ چک 4 کے کہنے پر اسد

ولد اسلم قوم راجپوت سے مل کر کیا ہے۔ ملزم حسیب سے دوران ریمانڈ اسلحہ 30 بور برآمد کر کے علیحدہ مقدمہ درج کیا گیا ہے اور ملزم کو بعد حصول ریمانڈ حوالات جوڈیشل بھجوایا گیا ہے۔

(د) بقیہ جواب اوپر جزہائے (الف)، (ب) اور (ج) میں واضح ہو چکا ہے لیکن مقدمہ بالا میں تفتیشی افسران یا مقامی پولیس نے کسی قسم کی غفلت، لاپرواہی کی ہے اور نہ ہی رشوت ستانی کے مرتکب ہوئے ہیں۔ لہذا کسی کے خلاف کسی قسم کی کارروائی عمل میں نہیں لائی گئی۔

جناب سپیکر: جی، چنیوٹی صاحب!

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! میں نے ابھی ننکانہ صاحب میں رابطہ کیا ہے۔ پہلا مقدمہ جو اشتہار پھاڑنے کے متعلق ہے تو وہاں کے اہل علاقہ یہ کہتے ہیں کہ ہمیں تفتیش میں بالکل اکٹھا نہیں کیا گیا اور ہم سے بالا بالا تفتیش مکمل کر کے ایک ملزم کو جیل میں ڈالا گیا ہے جبکہ ان کا مطالبہ یہ ہے کہ اس وقت بھی آپ وہاں کے افسران یا کسی غیر جانبدار افسر کے ذمہ لگائیں جو علاقہ سے گواہی لے اور گواہی لینے کے بعد دوبارہ اس مقدمہ کی تفتیش کرے۔ جہاں تک دوسرے قتل کا مقدمہ ہے تو اس میں گزارش یہ ہے کہ ہمارے علم میں یہ بات آئی ہے کہ وہ شہید مولانا غازی محمد مالک اپنے قتل سے چند دن پہلے D.P.O ننکانہ، D.S.P اور دیگر۔۔۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! میرے توجہ دلاؤ نوٹس کے جز (د) کے متعلق گزارش یہ ہے کہ ملزمان جن کے بارے میں درخواست دی گئی ہے کہ ان کو شامل تفتیش کیا جائے اور ان کو نامزد کیا جائے۔ ان لوگوں نے مقتول کو قتل کی دھمکیاں دیں اور اس کی اطلاع انھوں نے D.P.O ننکانہ D.S.P اور متعلقہ تھانے کے انچارج کو دی ہے اور یہاں عجیب لطیفہ کیا گیا ہے کہ حسیب نامی آدمی جس کو چالان کیا گیا ہے وہ اس مقتول کا رشتہ دار ہے اور ان کا کسی جائیداد کے لین دین کا کوئی تنازعہ نہیں بنتا جبکہ اسی تھانہ کے انچارج نے مقدمہ نمبر 155C کے تحت ایک مقدمہ درج کیا ہے اور تفتیشی افسر کے خلاف مقدمہ درج کیا ہے کہ تفتیشی افسر کی غفلت کی وجہ سے ندیم وغیرہ ملزمان نے محمد مالک کو

شہید کر دیا ہے۔ وہاں تھانے کے S.H.O خود اعتراف کر رہے ہیں کہ ندیم وغیرہ نے غازی محمد مالک کو شہید کیا ہے اور یہاں کہتے ہیں کہ ہم نے تفتیش کی ہے یہ لوگ بے گناہ پائے گئے ہیں۔ بہر حال ننکانہ کے مسلمان اس تفتیش پر قطعاً مطمئن نہیں ہیں اور ان کا مطالبہ یہ ہے کہ از سر نو اس کی تفتیش کروائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون، پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم چنیوٹی صاحب نے جو بات کی ہے کہ وہاں کے علاقہ کے مسلمانوں میں یہ تشویش پائی جاتی ہے کہ ان دونوں مقدمات کی تفتیش ان کی رائے کے مطابق صحیح طور پر نہیں ہوئی۔ میں مولانا صاحب سے یہی گزارش کروں گا کہ ان مقدمات کی تفتیش ایک دفعہ مقامی سطح پر ہو لینے دیں کیونکہ میرے علم میں وہاں کے متعلقہ ڈی پی او اور ڈی ایس پی ایک اچھی reputation کے حامل افسران ہیں۔ ایک کیس میں ان کی تفتیش مکمل ہو گئی ہے اور میرے خیال میں دوسرے کیس میں بھی جلد مکمل ہو جائے گی۔ جونہی ان کی اپنی رائے صفحہ مثل کے اوپر آ جاتی ہے تو اس کے بعد مولانا صاحب خود بھی مطمئن رہیں اور ننکانہ میں ہمارے مسلمان بھائیوں کو بھی آج on the floor of the House میری یقین دہانی کی بنیاد پر مطمئن کر دیں کہ اس مقدمے کی تفتیش range crime کے level پر جس دیانتدار آفیسر سے کہیں گے یا ایک سے زیادہ افسران کی ٹیم بنا کر کہیں گے تو ہم وہاں سے بھی ان دونوں مقدمات کی تفتیش کو re-verify کروا لیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ re-verify کا نتیجہ یقیناً مولانا الیاس چنیوٹی صاحب کو بھی اور ننکانہ کے بھائیوں کو بھی مطمئن کر دے گا۔

جناب شاہجہاں احمد بھٹی: پوائنٹ آف آرڈر۔

چودھری شوکت محمود بسرا (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں بھٹی صاحب کا وہ حلقہ ہے اور وہ کھڑے ہیں۔ ان سے پہلے بات کر لیں پھر میں آپ کی بات سنتا ہوں۔

**الحاج محمد الیاس چنیوٹی:** جناب سپیکر! راناصاحب نے جو وعدہ فرمایا ہے میں اس سے مطمئن ہوں اور اس بات سے agree کرتا ہوں کہ دوبارہ تفتیش کروائی جائے تو انشاء اللہ معاملات ٹھیک ہو جائیں گے۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** میں ابھی اس طرف آتا ہوں۔ جی، بھٹی صاحب!

**جناب شاہجہاں احمد بھٹی:** جناب سپیکر! چک نمبر 4 گ ب میرے حلقہ انتخاب پی پی۔172 میں موجود ہے اور یقیناً جب یہ واقعہ ہوا تو اس کے بعد کافی بے چینی اور کشیدگی پائی جاتی تھی۔ میں بھی اس وقت یہی سمجھتا تھا کہ اگر عوام investigation سے مطمئن نہیں تو پھر کسی دوسری range میں اس کی investigation ہو جائے لیکن وزیر قانون صاحب نے اس کی پہلے ہی وضاحت کر دی ہے جس کے لئے ہم ان کے مشکور ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ اس سے یہ مسئلہ انشاء اللہ حل ہو جائے گا۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** جس طرح اس حوالے سے لاء منسٹر صاحب کی وضاحت بھی آ گئی ہے اور چنیوٹی صاحب بھی مطمئن ہو گئے ہیں تو جب تک اگلی تفتیش کا result سامنے نہیں آتا اس کو ہم دیکھ لیتے ہیں لہذا یہ توجہ دلاؤ نوٹس dispose of کیا جاتا ہے۔ اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔

## پوائنٹ آف آرڈر

**چودھری شوکت محمود بسرا (ایڈووکیٹ):** پوائنٹ آف آرڈر۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** جی، بسرا صاحب!

## وقفہ سوالات کے دوران متعلقہ سیکرٹریز کو ایوان میں موجود ہونے اور اسمبلی اجلاس سہ پہر کے بعد منعقد کرنے کا مطالبہ

**چودھری شوکت محمود بسرا (ایڈووکیٹ):** جناب سپیکر! جس محکمے سے متعلق یہاں question hour ہوتا ہے تو ہماری بیوروکریسی کے طاقتور ہونے کا اندازہ لگائیں کہ ان کے سیکرٹری صاحب بھی یہاں پر موجود نہیں ہوتے اور وہ میرے خیال میں ہمارے سوال وجواب کے لئے اپنے کسی دوسرے

افسران کو بھیج دیتے ہیں جن سے پوچھا جا سکتا ہے اور نہ ہی انہیں کچھ کہا جا سکتا ہے لہذا میری یہ humble submission ہے کہ جس محکمے کے متعلق question hour ہو اس دن ان کا سیکرٹری ہر صورت میں یہاں پر موجود ہونا چاہئے۔

میں دوسری گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کے آنے سے پہلے یہ بات کئی دفعہ ہو چکی ہے کہ ہمارے اجلاس کو second time کیا جائے۔ آج لاء منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ اس پر working کریں گے لیکن working کرتے کرتے اجلاس کا وقت ختم ہو جاتا ہے اور ہم لوگ دور دراز علاقوں سے آتے ہیں۔ آپ بھی ماشاء اللہ سپیکر ہیں اور آپ کے پاس پورے جاہ و جلال کے ساتھ PA اور پورا عملہ بھی ہے، وزیروں کے بھی PA ہیں اور میرے خیال میں لاء منسٹر صاحب ہماری اس لئے بات نہیں سنتے کیونکہ وہ منسٹر ہیں اور ہم MPAs ہیں۔ ہمارے پاس کوئی PA نہیں ہے اور ہم نے خود فائلیں لے کر سیکرٹریوں کے کمروں کے دھکے کھانے ہوتے ہیں۔ میری آپ سے humble submission ہے کہ فی الفور اس کو آج ہی take up کریں اور کل سے اجلاس دن کی بجائے شام 3 بجے شروع ہونا چاہئے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں جو بزنس ایڈوائزری کمیٹی بنی ہوئی ہے وہ ہاؤس کمیٹی ہے۔ چونکہ یہ ہاؤس کا matter ہے اس لئے ہم اس پر discuss کر کے انشاء اللہ تعالیٰ اسی اجلاس میں اس کا فیصلہ کریں گے اور اس کے اوپر بات بھی ہو رہی ہے۔

جناب محمد یار ہراج: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! تحاریک استحقاق شروع کر کے پھر میں آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔

چودھری شوکت محمود بسرا (ایڈووکیٹ): محکمے کے سیکرٹری کے حوالے سے تو بتایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ساری باتیں discuss کر کے ہم اس کو یقینی بنائیں گے کیونکہ بنیادی طور پر ہوتا یہ ہے کہ اگر متعلقہ وزیر مطمئن ہیں جو representatives محکمے کی طرف سے جواب لے کر آ رہے ہیں تو پھر ضرورت نہیں پڑتی لیکن ہم ان سے بات کر کے اس کو بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں اٹھائیں گے اور پھر اس کو دیکھتے ہیں and we will make it sure شکریہ۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں نے اس سلسلے میں پہلے بھی عرض کی ہے کہ جو بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ ہوئی تھی اس میں تمام پارٹیوں کے پارلیمانی لیڈرز موجود تھے، وہاں اس بات پر consensus نہیں ہو سکا کہ شام کو اجلاس بلایا جائے۔ کچھ لوگوں کی رائے تھی کہ صبح کے ٹائم ہی ٹھیک ہے اور جس طرح سے first day جیسے آج ہے تو اس دن شام کو ہوتا ہے۔ اگر یہ چاہتے ہیں تو پھر یہ اپنے پارلیمانی لیڈر صاحب سے بات کریں اور اس کے بعد یہ معاملہ اٹھائیں۔ اگر وہاں پر decide ہو جائے تو گورنمنٹ کو اس بارے میں کوئی objection نہیں ہے۔

چودھری شوکت محمود بسرا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ان سے بات ہو چکی ہے اور انہوں نے کہا ہے کہ شام کا اجلاس ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں! آپ کے پارلیمانی لیڈر نے بیٹھ کر already ایک بات کی ہے۔ آپ ان سے بات کر لیں پھر جس طرح decide ہو جائے۔

محترمہ شگفتہ شیخ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ فرمائیں!

محترمہ شگفتہ شیخ: جناب سپیکر! میں آپ کی مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ میں وزیر اعلیٰ پنجاب و صدر مسلم لیگ (ن) میاں محمد شہباز شریف صاحب کو کامیاب دورہ چین کے بعد مبارک باد پیش کرتی ہوں کہ ان کے دورہ چین سے دوررس نتائج برآمد ہوں گے۔ پنجاب میں ترقی کا نیا دور شروع ہوگا، عوام کو روزگار ملیں گے، معاشی ترقی ہوگی، چین سے تجارت بڑھے گی تو صوبہ میں پنجاب حکومت میاں محمد شہباز شریف کی قیادت سے چین کے تجربات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے پنجاب خوشحال اور ترقی یافتہ صوبہ بن جائے گا۔ شکریہ

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، علاؤالدین صاحب!

## برٹش ہائی کمیشن ویزا سنٹر لاہور پر مناسب انتظام نہ ہونے کی وجہ سے لوگوں کو پریشانی کا سامنا

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے محترم لاء منسٹر صاحب کی توجہ ایک اہم معاملے کی طرف دلانا چاہتا ہوں جو ہم سبھی آج کل دیکھ رہے ہیں اور جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ آپ کی اس میں فوری interference کی ضرورت ہے۔ یہاں اسمبلی سے چند قدم کے فاصلے پر کوئینز روڈ پر British High Commission نے ویزے کے لئے ایک دفتر بنایا ہوا ہے جو 35ہزار فی آدمی وصول کرتے ہیں۔ کئی کئی فرلانگ لمبی لائن سڑک پر موجود ہوتی ہے، وہاں دھواں اور گردوغبار ہوتا ہے اور پاکستانی خواتین اور بچے 35ہزار روپیہ دے کر بھی سڑک پر رُل رہے ہیں جو حادثات کا موجب بھی بن سکتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ پاکستانیت کی تذلیل ہو رہی ہے۔ میری گزارش ہے کہ فوری طور پر ان کو کہا جائے کہ ان لوگوں کو اندر بٹھائیں اور صرف اتنے لوگوں کو بلائیں جتنے وہ entertain کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ وہ ڈبل شفٹ چلائیں۔ 35ہزار روپے لینے کے باوجود جس مظلومیت کی حالت میں ہم ان کو روزانہ دیکھتے ہیں لیکن آج واپڈا کے دفتر لیسکو تک لائن لگی ہوئی تھی خواتین چھوٹے چھوٹے بچے لے کر زمین پر بیٹھی ہوئی تھیں۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ اس کے اوپر آج آپ ایک ہدایت جاری کریں کہ وہ اتنے لوگوں کو بلائیں جن کو وہ اندر بٹھا سکیں۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: ویسے میں بھی یہ سمجھتا ہوں کہ آپ نے پنجاب کے عوام کا ایک بہت بڑا مسئلہ اٹھایا ہے کیونکہ کہیں پر بھی اگر کوئی problem آ رہی ہے تو وہ اس ہاؤس کا کام ہے کہ وہ اس پر نظر رکھے۔ میں لاء منسٹر صاحب سے کہوں گا کہ وہ اس کے اوپر ان سے بات کریں اور پورا take up کریں اور پھر ہاؤس کو بھی بتایا جائے۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! میں ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ہراج صاحب! جب آپ کی گزارش سننی تھی تو اس وقت آپ باہر چلے گئے تھے۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! اسمبلی کی timing کے حوالے سے بات ہو رہی تھی تو اسی حوالے سے میں نے گزارش کرنی تھی کہ timing کے حوالے سے جو بھی بزنس ایڈوائزری کمیٹی decide کرے اس میں نماز کے وقفے کو ضرور ensure کریں۔ آج تین بجے session شروع ہوا ہے تو درمیان میں عصر کی اذان آئی تھی تو ابھی تک کوئی وقفہ نہیں کیا گیا ہے اور ابھی دس منٹ میں مغرب کی اذان بھی آ جائے گی۔ اگر ہم تین بجے کا اجلاس کرتے ہیں تو اس کو ساڑھے تین کر دیں تاکہ ہم عصر کی نماز پڑھ کر ہی آئیں، اس کو لاء منسٹر صاحب ensure کر لیں گے لیکن نماز کے وقفے کو بھی ensure کیا جائے تو مہربانی ہو گی۔

محترمہ شمسہ گوہر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ شمسہ گوہر: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ایک اہم issue کی طرف دلانا چاہتی ہوں کہ یہاں اس ایوان میں جب بھی ہم کوئی سوال put کرتے ہیں تو اس کا almost answer تو آ جاتا ہے اور آخر میں یہ لکھ دیا جاتا ہے کہ اس کی تفصیل ایوان کی میز پر موجود ہے۔ میں آپ کو بتانا چاہتی ہوں کہ جب ہم سوال put کرتے ہیں تو اس کے جواب کا تو ہمیں پتا ہوتا ہے اور اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ وہ ایوان میں ہم لے کر آئیں اور ایوان اس پر بحث کرے اور عوام نے جو اپنے نمائندے یہاں پر بھیجے ہوئے ہیں وہ یہ جانیں کہ ہمارے ملک میں کیا ہو رہا ہے؟ اب میں نے last time جی او آر۔I اور اس وقت محترمہ طلعت یعقوب صاحبہ نے جی او آر۔I،II کے بارے میں سوال کیا ہے کہ یہ کس کس آفیسر کے نام الاٹ ہیں اور ان کی تزئین و آرائش پر کتنے پیسے خرچ ہوئے ہیں تو بدقسمتی سے جواب دے دیا گیا ہے کہ وہ ایوان کی میز پر موجود ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ وہ ایوان کی میز پر رکھنے کی بجائے آفیسرز کے نام declare کر دیئے جائیں اور جتنی رقم ہوتی ہے تو اس کے متعلق عوام کو پتا چلے کہ بیوروکریسی کس

طرح ملک کو چاٹ رہی ہے؟ خاص طور پر سابق دور میں جو صدارتی محل پر every one knows کہ کتنا خرچہ ہوا ہے اور عوام کو یہ بھی پتا چلے کہ صدارتی محل تو تھا ہی تھا مگر جی او آر۔I اور II میں بیٹھے ہوئے آفیسرز بھی خود کو شاہ ہی سمجھتے ہیں اور انہوں نے بھی شاہی محل بنائے ہوئے ہیں اور ان پر کتنے کتنے خرچے ہوتے ہیں اور کس کس طرح ہوتے ہیں وہ ایوان میں پیش کئے جائیں تاکہ ہم اس پر بحث کر سکیں۔ شکریہ

## تحاریک استحقاق

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم تحاریک استحقاق شروع کرتے ہیں۔ تحریک استحقاق نمبر 26 سردار شہزاد رسول خان جتوئی صاحب کی ہے جو کہ move ہو چکی ہے اور آج کے دن تک pending تھی۔ جی، لا منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! متعلقہ آفیسر ڈی ڈی او آر تحصیل علی پور کو بلا کر محرک کے ساتھ اس مسئلے کو resolve کرنا تھا، وہ آج آئے ہوئے ہیں تو اجلاس کی وجہ سے مجھے کوئی ٹائم نہیں مل سکا۔ آپ اگر اس کو pending فرما دیں تو انشاءاللہ یہ مسئلہ حل کر لیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کل تک اس کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک استحقاق---

چودھری محمد طارق گجر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری محمد طارق گجر: جناب سپیکر! میری تحریک استحقاق اس دن ایوان کے سامنے پیش ہوئی تھی اور آپ نے دو دن کا ٹائم دیا تھا۔ میرے خیال میں وہ ٹائم جمعرات اور جمعہ بنتا تھا لیکن سپیکر صاحب اس دن ادھر بیٹھے تھے تو مجھے پتا تھا کہ آج میری تحریک کا نمبر نہیں ہے لیکن میری غیر حاضری میں میری تحریک استحقاق کو جناب سپیکر نے dispose of کر دیا ہے تو میری یہ گزارش ہے کہ میں دوبارہ تحریک استحقاق لکھ کر دیتا ہوں تو اسے کل ایوان میں پیش کرنے کی منظوری دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ آپ کر دیں۔ یہ تحریک استحقاق نمبر 33 جناب اللہ وسایا صاحب کی ہے، تشریف رکھتے ہیں؟ یہ پہلے بھی pending ہوئی تھی 22 تاریخ تک اور پھر اب 24 کے لئے pending ہوئی اور وہ آج بھی نہیں آئے تو اس سے لگتا ہے کہ he is not interested کیونکہ یہ دو دفعہ pending ہو چکی ہوئی ہے اس لئے this is disposed of اگلی تحریک استحقاق نمبر 34 جناب شاہ رخ ملک صاحب کی ہے۔ جی، ملک صاحب!

## ایس پی پٹرولنگ بہاولپور کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ نامناسب رویہ

جناب شاہ رخ ملک: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میں مورخہ 23- ستمبر 2008 کو ایس پی پٹرولنگ بہاولپور شوکت ملی کے دفتر میں عوامی مفاد عامہ کے سلسلے میں داخل ہوا۔ شوکت ملی ایس پی پٹرولنگ فون پر بات کر رہا تھا اور اس کے دو دوست اس کے ہمراہ دفتر میں بیٹھے تھے۔ فون بند ہونے کے بعد میں نے اپنا تعارف کرایا تو ایس پی پٹرولنگ غصہ میں سیخ پا ہو گئے اور کہا کہ عید کے بعد آنا۔ اس سے پہلے میرے پاس وقت نہ ہے۔ عوام کے مسائل عید کے بعد حل ہوں گے۔ میں نے دوبارہ گفتگو شروع کی تو موصوف نے کہا کہ مہربانی کر کے آپ دفتر سے چلے جاؤ اور عید سے پہلے میرے دفتر آنے کی ضرورت نہ ہے۔ میں اپنے حلقے کے عوام کے کام کے سلسلہ میں گیا تھا۔ آفیسر موصوف کے اس رویہ کی وجہ سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لامنسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): شکریہ۔ جناب سپیکر! اس تحریک کے موصول ہونے والے جواب میں متعلقہ آفیسر نے ایک اور ہی عجیب و غریب کہانی پیش کی ہے تو میں سمجھتا

ہوں کہ اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے تاکہ وہاں پر یہ معاملہ thrash out ہو جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 40 رانا محمد اقبال خان صاحب کی ہے۔ جی، رانا صاحب!

## ٹی ایم او داتا گنج بخش ٹاؤن لاہور کا معزز رکن اسمبلی کے خلاف نازیباالفاظ کا استعمال

رانا محمد اقبال خان: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ حلقہ راوی ٹاؤن کی عوامی شکایات کے باعث محمد آمین مغل T.M.O (پلاننگ) کا تبادلہ داتا گنج بخش ٹاؤن ہو گیا۔ بعد ازاں کچھ ایام گزرنے کے بعد آفیسر موصوف کو داتا گنج بخش ٹاؤن سے ہٹا کر O.S.D بنا دیا گیا۔ T.M.O کے تبادلہ ہونے اور O.S.D بننے میں میرا کوئی کردار نہ ہے لیکن آفیسر موصوف نے اپنے تبادلہ ہونے اور OSD بننے کو میری ذات کے ساتھ منسلک کر دیا ہے اور میرے حلقہ کی عوام کے سامنے مجھے نازیباالفاظ میں سخت برا بھلا کہا۔ آفیسر موصوف نے بات یہیں ختم نہیں کی بلکہ میری ذات پر مزید کیچڑ اچھالنے کے لئے مقامی اور موقر اخبارات میں بیان بازی کر کے کردار کشی کی۔ جس سے میری ساکھ اور میری شہرت کو نقصان پہنچا۔ آفیسر موصوف کی اس حرکت جو سرکاری ملازم ہونے کے باعث قانون کی خلاف ورزی ہے۔ اخبارات میں بیان بازی کی۔ غیر شائستہ اور ناروا سلوک کے باعث میرا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ ایم این اے میاں مرغوب احمد صاحب کے حوالے سے بھی انہوں نے کافی نازیباالفاظ بولے ہیں تو مہربانی کر کے اس تحریک کو کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاءمنسٹر صاحب!

**وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):** جناب سپیکر! اس میں محکمہ کی طرف سے موصول ہونے والے جواب میں اس fact کو deny نہیں کر سکے اور یہ بات prima-facie درست ثابت ہوتی ہے کہ متعلقہ آفیسر نے اخبارات میں اس بات کو اچھالا ہے جس سے یقیناً معزز رکن کی ساکھ اور شہرت کو نقصان پہنچا ہے تو اسے کمیٹی کے سپرد کر دیں تاکہ وہاں پر اس معاملے کے بارے میں ان سے جواب لیا جا سکے۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** میں سمجھتا ہوں کہ گورنمنٹ کی طرف سے یہ بڑا اچھا gesture ہے کیونکہ ایک ایسا آفیسر اتنا head strong ہو گیا ہے کہ جو ہمارے منتخب نمائندوں کے خلاف اخبارات میں بھی بیان بازی کر رہا ہے تو یہ تحریک بھی استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جاتی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اب تحاریک استحقاق کا وقت ختم ہوتا ہے۔

## پوائنٹ آف آرڈر

## نیٹو فورسز کے ہزاروں فوجیوں کی پاکستانی بارڈر پر تعیناتی سے پیدا ہونے والی صورتحال پر بغیر باری کے تحریک التوائے کار پیش کرنے کا مطالبہ

**ملک محمد وارث کلو:** پوائنٹ آف آرڈر۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** جی، فرمائیں!

**ملک محمد وارث کلو:** شکریہ۔ جناب سپیکر! رات ٹی وی پر میں نے بھی دیکھا اور لوگوں نے بھی دیکھا ہو گا کہ امریکہ نیٹو فورسز کے ذریعے چار ہزار فوجی ہمارے بارڈر پر لے آیا ہے اور اس سے پہلے آپ کو پتا ہے کہ بنوں اور settled area میں بھی حملے شروع ہو چکے ہیں۔ اس سلسلے میں، میں نے تحریک التوائے کار جمع کروادی ہے تو میری آپ سے اور لا منسٹر صاحب سے استدعا ہے کہ اب حد ہو گئی ہے، اخیر ہو گئی ہے، اب ہم اس سے زیادہ کتنا چپ رہ سکتے ہیں؟ ہمارے ان areas میں بنوں، ڈی آئی خان میں rounds آ رہے ہیں، حملہ کر رہے ہیں اور لوگ مر رہے ہیں۔ اس سلسلے میں

اجازت دیں اور میری تحریک التوائے کار نمبر976 کو out of turn پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** جی، راجہ صاحب!

**سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی(راجہ ریاض احمد):** جناب سپیکر! وارث کلو صاحب میرے قابل احترام بھائی ہیں اور جس issue پر وہ بات کرنا چاہ رہے ہیں یہ بڑا sensitive issue ہے۔ یہ پوری پاکستانی قوم کا issue ہے، پورے پاکستان کا issue ہے اور موجودہ حکومت اس پر بڑی سنجیدگی سے غور کر رہی ہے اور میرا خیال ہے کہ اس پر کوئی سیاست نہیں بنانی چاہئے۔ یہ صوبہ سرحد کا بڑا sensitive issue ہے۔ وفاقی حکومت، وزیراعظم پاکستان، آرمی چیف اور صدر پاکستان میں مکمل طور پر ہم آہنگی ہے اور وہ اس پر اقدامات کر رہے ہیں۔ ہماری وفاقی حکومت اس بارے میں اپنے بیانات بھی دے چکی ہے، وزیراعظم بھی کہہ چکے ہیں، پرسوں بھی آرمی چیف اور وزیراعظم کی اس issue پر ملاقات ہوئی ہے۔ میری یہ گزارش ہو گی کہ ایک تو یہ صوبہ سرحد کا issue ہے اور دوسرا پوری پاکستانی قوم اور پوری وفاقی حکومت اس sensitive issue پر اپنے اقدامات کر رہی ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ کوئی ایسی بات نہ ہو کیونکہ پاکستان اس وقت اس پوزیشن میں نہیں ہے نہ ہم کوئی جنگ لڑنے کی پوزیشن میں ہیں اور نہ معاشی طور پر اتنے مضبوط ہیں کہ کوئی جنگ afford کر سکیں اس لئے اس وقت بڑے سنبھلنے اور تحمل کی ضرورت ہے۔ ہم dialogue کے ذریعے کوشش کر رہے ہیں کہ ہم انہیں یہ باور کرائیں کہ اگر یہ dialogue کے ذریعے ہو یا پاکستانی فوج کرے گی تو یہ بہتر ہے۔ جس طریقے سے وہاں کیا جا رہا ہے ہمیں خود اس پر بہت اعتراض ہے، وفاقی حکومت کو بھی اس پر اعتراض ہے اس لئے میری یہ گزارش ہو گی کہ اس کو آپ pending رکھیں اور وفاقی حکومت کے اقدامات کو جو وہ کر رہے ہیں انہیں کرنے دیں۔

**جناب طاہر اقبال چودھری:** جناب سپیکر! راجہ صاحب نے جو بات کی ہے کہ یہ صوبہ سرحد کا مسئلہ ہے، یہ غلط ہے یہ صرف صوبہ سرحد کا ہی نہیں بلکہ پورے ملک کا معاملہ ہے---

**جناب ڈپٹی سپیکر:** طاہر صاحب! یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔ میں جب آپ کو floor دوں گا تب آپ بات کریں گے۔ اس وقت آپ تشریف رکھیں، کلو صاحب کے بعد میں آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔ This is no way to dictate the House پلیز، تشریف رکھیں۔

(اذان مغرب)

**جناب ڈپٹی سپیکر:** جی، کلو صاحب!

**ملک محمد وارث کلو:** جناب سپیکر! مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے جس طرح سینئر منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ اس کو pending کر دیا جائے۔ بے شک اس کو pending فرما لیں لیکن میری دو معروضات ہیں۔ سینئر منسٹر نے فرمایا ہے کہ یہ صوبہ سرحد کا معاملہ ہے، ہمارے صوبہ پنجاب کا معاملہ نہیں ہے۔ ایک تو میرا اس پر reservation ہے کہ یہ پاکستان کی sovereignty کا معاملہ ہے، یہ پاکستان کی بقا کا معاملہ ہے، یہ صرف صوبہ سرحد کا نہیں بلکہ پورے پاکستان کا معاملہ ہے۔

میری دوسری عرض یہ ہے کہ جیسے سینئر منسٹر صاحب نے فرمایا کہ ہماری معاشی حالت بہتر نہیں ہے، ہم جنگ کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہیں اور ہم کمزور ہیں۔ میرا اس پر شدید اختلاف ہے۔ جنگیں جو ہیں یہ معاشی حالات سے لڑی جاتی ہیں اور نہ طاقت دیکھ کر لڑی جاتی ہیں، جنگیں قوت ایمانی سے لڑی جاتی ہیں۔ افغانستان اور عراق کی معیشت ہم سے بھی بدتر تھی وہ آج تک لڑ رہے ہیں اور سالہا سال سے لڑ رہے ہیں۔ میری استدعا ہے کہ آج یہاں اس فورم سے ابتدا ہو اور پنجاب اسمبلی مرکز کو پیغام دے کہ ہم روکھی سوکھی کھا لیں گے لیکن اپنی قوت ایمانی کے بل بوتے پر، اگر پرویز مشرف نے کولن پاول کے ایک ٹیلیفون پر ہاں کی تھی تو اس کو آج تک ہم نے نہیں بخشا تو آج ہمیں چاہئے کہ ہم ڈٹ جائیں اور صرف اپنی طاقت اور قوت بازو نہ دیکھتے رہیں اور ادھر خود ہی سے اپنے آپ کو Who loses the hope, loses the game میں کہتا ہوں کہ اس وقت ہمیں اپنی خارجہ پالیسی بدلنی پڑے گی اور یہ پیغام دینا پڑے گا کہ ہم معاشی طور پر کمزور ہیں اور نہ ہماری قوت بازو کمزور ہے۔ ہم اس وقت اس پوزیشن میں ہیں کہ لڑ سکتے ہیں۔ ہم اپنی مرکزی حکومت کے ساتھ ہیں اور اس کے ساتھ ڈٹ کر رہیں گے۔ ہماری افواج اور ہمارا یہ نیوکلیئر بم جس کی خاطر ہم نے نامعلوم

کتنی قربانیاں دی ہیں یہ آج کام نہیں آئے گا تو پھر کس وقت کام آئے گا؟ ہم نیٹو فورسز اور امریکہ کو support مہیا کر رہے ہیں خدارا! اسے ختم کریں، اپنی خارجہ پالیسی کو تبدیل کریں اور ڈٹ جائیں، کوئی بات نہیں مارنے اور بچانے والی اللہ پاک کی ذات ہے۔ شکریہ

**محترمہ فوزیہ بہرام:** جناب سپیکر! میں نے ایک اہم بات کرنی ہے وہ کر لینے دیں۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** چلیں بی بی! پہلے آپ بات کر لیں آپ کے بعد طاہر اقبال صاحب بات کریں گے۔

**محترمہ فوزیہ بہرام:** جناب سپیکر! میرا نام بی بی نہیں ہے، میرا نام فوزیہ بہرام ہے۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** آپ کا نام فوزیہ بہرام ہے میں جانتا ہوں۔

**محترمہ فوزیہ بہرام:** جناب سپیکر! میں نے ایک تحریک استحقاق دی تھی جس کا نمبر 14 ہے۔ میں ملک سے باہر تھی پیچھے سے میرے colleague نے اس کو ہاؤس میں pending کروایا تھا۔ اصولاً اس کو آج پہلے آجانا چاہئے تھا لیکن وہ نہیں آئی۔ آپ مہربانی فرما کر اس کو کل لے لیں۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** محترمہ! کل پہلی تحریک آپ کی ہوگی۔ جی، طاہر اقبال صاحب!

**جناب طاہر اقبال چودھری:** جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ جو موجودہ قیادت ہے اور جو موجودہ حکومت ہے جس طرح راجہ ریاض صاحب نے فرمایا میں کہتا ہوں کہ اس کو سیاسی issue نہیں بنانا چاہئے۔ کسی بھی پارٹی اور کسی بھی فرد کو اسے سیاسی issue نہیں بنانا چاہئے لیکن بات یہ ہے کہ جو ہمارے آزاد قبائل ہیں یہ محب وطن ہیں ان کی پاکستان کے ساتھ محبت لازوال ہے جس کو دیکھتے ہوئے قائداعظم محمد علی جناح نے کہا تھا کہ ان کے ہوتے ہوئے ہم وہاں فوج نہیں لگائیں گے۔ ان کی پاکستان کے ساتھ بہت محبت ہے۔ جتنی بھی جنگیں ہوئی ہیں خواہ وہ افغانستان اور روس کی جنگ ہو، کشمیر کی جنگ ہو یا پاکستان اور انڈیا کی جنگ ہو انہوں نے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کئے ہیں اور آج انہیں مارا جا رہا ہے۔ حکومت کا کام ہے کہ وہ لوگوں کو ہمت دے، حوصلہ دے۔ جب ہمارے لیڈر کھڑے ہو کر یہ کہیں گے کہ ہمارے اندر لڑنے کی سکت نہیں ہے تو یہ کیسی بات ہے جسے لوگ ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں اور سننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ اس معاملے کو

serious لینا چاہئے اور یہ صرف صوبہ سرحد کا معاملہ نہیں بلکہ پورے پاکستان کا معاملہ ہے اور عالم اسلام کا معاملہ ہے۔ جس طرح مجھ سے پہلے کہا گیا کہ پاکستان ایک ایٹمی قوت ہے، آ یٹمی طاقت ہے اور پاکستان نے پوری امت مسلمہ کی رہنمائی کرنی تھی، قیادت کرنی تھی اور آج ہمارے جو لیڈر اور حکمران ہیں وہ کھڑے ہو کر یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم لڑ نہیں سکتے اور ہماری معاشی پوزیشن صحیح نہیں ہے تو اس لئے اس معاملے پر واقعی تحریک التوائے کار بھی آنی چاہئے۔ راناثناء اللہ صاحب نے کہا تھا کہ اس پر قرارداد بھی آنی چاہئے تاکہ یہ جو ظلم اور زیادتی ہو رہی ہے اسے بند ہونا چاہئے اور اس سے ہمارا ملک کمزور ہو رہا ہے۔ اس سے پہلے کہا گیا کہ پرویز مشرف نے اگر بندے مارے ہیں تو اس نے بھی غلط کیا ہے۔ اس نے اس ملک کے ساتھ ظلم اور زیادتی کی ہے اور آج اگر جو آدمی کر رہا ہے وہ بھی اس ملک، مسلمانوں اور عالم اسلام کے ساتھ ظلم اور زیادتی کر رہا ہے اور ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس کو ناکام بنائیں گے۔ بڑی مہربانی۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں تحریک التوائے کار پر جتنی بحث ہونی چاہئے تھی اگر پیش ہو جاتی تو اس پر بھی اتنی ہی بحث ہوتی۔ دیکھیں! آج ہم نے زراعت کے لئے ٹائم رکھا ہوا ہے۔ یہ بہت بڑا اہم issue ہے۔ آج جو کلو صاحب نے point اٹھایا ہے یہ واقعی بہت بڑا issue ہے اور اس پر ہمارے جو جذبات ہیں وہ یہ کہ آج ہم سمجھتے ہیں کہ یہ پاکستان کی سالمیت اور اسلام پر حملہ ہے۔ قومی اسمبلی سے ایک قرارداد منظور ہوئی تھی کہ فی الفور حملے بند ہونے چاہئیں تو سینئر منسٹر نے جو بات یہاں پر کی ہے اور کلو صاحب نے اس کے ساتھ agree کیا ہے۔

چودھری شوکت محمود بسرا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! سینئر وزیر نے جو بات کی ہے، میں اپنے ساتھی جو اس side سے بولے ہیں ان کے لئے صرف ایک شعر عرض کروں گا کہ:

یاد ماضی عذاب ہے یا رب
چھین لے مجھ سے حافظہ میرا

جناب سپیکر! میرے بھائی اس وقت یہ کہاں سوئے ہوئے تھے، اس وقت ہماری قومی غیرت کدھر گئی تھی؟ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ please آپ اس issue کو سیاسی نہ بنائیں۔ یہ ملکی استحکام اور ملکی سالمیت کا مسئلہ ہے۔ Let him talk and give you time جی، بلوچ صاحب!

چودھری شوکت محمود بسرا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں صرف ایک بات کہوں گا کہ جو راجہ صاحب نے کہی ہے کہ قومی اسمبلی سے متفقہ قرارداد پاس کی گئی ہے اس میں تمام جماعتیں وہاں پر موجود تھیں، وہاں پر ہماری قوم نے متفقہ فیصلہ لے لیا ہے اور اب تمام پارٹیاں وہاں پر متفق ہیں۔ اب اس بات کو سیاسی issue بنانے کی بجائے اور ہمیں جذبات میں آنے کی بجائے، حوصلہ اور صبر کے ساتھ آگے بڑھنا چاہئے۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! ایک چھوٹی سی گزارش ہے کہ آپ بھی ہمارے ساتھ چلیں اور سب لوگوں کو بھی کہا جائے کہ نماز پڑھیں اور مغرب کی نماز کے لئے وقفہ کریں اور اس کے بعد اس پر سیر حاصل بحث کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چنیوٹی صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ کافی دیر سے بلوچ صاحب کھڑے ہوئے ہیں۔ جی، بلوچ صاحب!

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! میں مفاد عامہ کے متعلق بات کرنا چاہتا ہوں جس میں 8 کروڑ پنجاب کی عوام کا مسئلہ ہے اور اربوں روپے پنجاب کی عوام کے ضائع ہو رہے ہیں۔ یہ مسئلہ 8۔ کلب کا ہے، یہ اربوں روپے کی لاگت سے بنایا گیا تھا، اس کی آسائش پر کروڑوں روپے خرچ کئے گئے ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بلوچ صاحب! یہ already move ہوئی تھی لیکن سپیکر صاحب نے disallow کر دی ہے اور آپ کو پتا ہے کہ یہاں ہاؤس کے کچھ rules ہیں اس کے مطابق ادھر آ کر دوبارہ بات کر لیں اور پھر اس کے بعد اس کو ہاؤس کے اندر لائیں۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! میں rules پر عمل کروں گا لیکن میری صرف گزارش یہ ہے کہ اربوں روپے بچانے کے لئے اسے یونیورسٹی کے لئے کہا گیا تھا اور یونیورسٹی بھی نہ بن سکی۔ اب یہ کسی جماعت کا پیسا نہیں ہے۔ یہ عوام کے خون پسینے کی کمائی ہے۔ اس پیسے کو بچایا جائے، عمارت خستہ حال ہو رہی ہے، مشینری ضائع ہو رہی ہے اور کمپیوٹر ضائع ہو رہے ہیں۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ وہاں

پر سیکشن آفیسر سے لے کر ایڈیشنل سیکرٹری،ڈپٹی سیکرٹری،سب موجود ہیں،اس کو استعمال نہیں کیا گیااور آٹھ کوٹھیاں کرائے پر لی گئی ہیں،ان آٹھ کوٹھیوں کا کرایہ علاوہ بوجھ پڑ رہاہے اور عمارت خستہ حال علیحدہ ہو رہی ہے۔اس کا کچھ کیا جائے۔یہ عوام کے خون پسینے کی کمائی کا پیسا ہے اور اس کو بچایا جائے۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی:جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر:جی،راجہ صاحب!

راجہ شوکت عزیز بھٹی:جناب سپیکر!میری یہ گزارش ہے کہ میں نے ایک انتہائی اہم تحریک التوائے کار نمبر 947 جمع کرائی ہے اور جس کے بارے میں سپیکر صاحب سے گزارش کی تھی اور انہوں نے مجھے یہ کہا تھا کہ کل ہی اس کو لیں گے۔آج چار دن ہو گئے ہیں،اس میں بہت سارے لاکھوں اور ہزاروں بچوں کے matric admissions کا معاملہ ہے۔kindly اسے آج ہی take up کر لیا جائے،بہت مہربانی۔

جناب ڈپٹی سپیکر:چلیں!میں دیکھتا ہوں۔جی،بہت سے ممبران کی یہاں پر خواہش ہے کہ نماز کے لئے وقفہ کیا جائے تو اب پندرہ منٹ نماز کے لئے نماز مغرب کا وقفہ کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر نماز مغرب کے لئے پندرہ منٹ تک اجلاس کی کارروائی ملتوی کی گئی)

(نماز مغرب کے وقفہ کے بعد جناب سپیکر 5 بج کر 34 منٹ پر
کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر:بسم اللہ الرحمن الرحیم۔اس سے پہلے کہ تحاریک التوائے کار پر کارروائی کا آغاز کریں میں اراکین کی توجہ قواعد وضوابط انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ نمبر 83(e) کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں جس میں تحریر ہے کہ "ایسی تحاریک التوائے کار جن میں اٹھائے گئے معاملے پر بحث کے لئے پہلے سے تاریخ مقرر کی جا چکی ہو وہ اسمبلی میں پیش نہ کی جا سکتی ہیں" چونکہ زراعت پر بحث کے لئے آج کا دن مقرر کیا گیا ہے لہذا مندرجہ ذیل تحاریک التوائے کار ایوان میں پیش نہیں ہوں گی۔

1۔ تحریک التوائے کار نمبر 681/08، چودھری شوکت محمود بسرا (ایڈووکیٹ) اور محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ) کی طرف سے ہے۔

2۔ تحریک التوائے کار نمبر 903/08، سید حسن مرتضیٰ، جناب محمد حفیظ اختر چودھری اور رانا بابر حسین صاحب کی طرف سے ہے۔

3۔ تحریک التوائے کار نمبر 913/08، سردار خالد سلیم بھٹی کی طرف سے ہے۔

ان کے علاوہ باقی تحاریک التوائے کار شروع کرتے ہیں۔ محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ کی تحریک التوائے کار ہے۔ یہ move ہو چکی ہے اور وزیر صاحب نے اس کا جواب دینا ہے۔

محترمہ فوزیہ بہرام: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! آپ وزراء کے حالات دیکھ لیں۔ اس وقت کوئی بھی منسٹر موجود نہیں ہے۔ وزیر قانون صاحب بھی نہیں ہیں۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! منسٹرز بدلیں۔

جناب سپیکر: میں نے پرسوں بھی یہ بات کی تھی، پرسوں سے میری مراد جس دن ہمارا working day تھا کہ یہ بات اگر میرے اختیار میں ہوتی تو بھٹی صاحب! شاید میں آپ کا نام پہلے ہی دے دیتا۔

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! اس وقت ہاؤس میں وزیر قانون بھی موجود نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: ابھی آجاتے ہیں، ایک منٹ انتظار کیجئے۔

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! چونکہ وزیر قانون صاحب موجود نہیں ہیں تو اس تحریک کو pending کر دیں یا پھر لاء منسٹر صاحب کو suspend کر دیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! اگر منسٹرز نہیں ہیں تو پھر ہاؤس کو adjourn کر دیتے ہیں کیونکہ منسٹرز کے بغیر تو ہاؤس چل نہیں پائے گا۔

(اس مرحلہ پر وزیر قانون ہاؤس میں تشریف لے آئے)

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جی، وزیر قانون صاحب آ گئے ہیں۔

جناب سپیکر: جناب! آپ کے کہنے کی دیر تھی اور وہ آ گئے ہیں۔

محترمہ فوزیہ بہرام: شکر ہے، پہنچ گئے ہیں ورنہ پانچ منٹ بعد suspend ہونے والے تھے۔
سید ناظم حسین شاہ: جناب والا! رانا صاحب کو مبارک باد دیں کہ کیسی کیسی ہستیاں ان کا انتظار کر رہی ہیں۔

## تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب تحاریک التوائے کار کو لیتے ہیں۔ میرے پاس تحریک التوائے کار نمبر 553/08۔
محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ چاہتی ہوں۔
جناب سپیکر: جی، فرمائیں!
محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب والا! یہ الفاظ کارروائی سے حذف کئے جائیں، یہ نامناسب الفاظ ہیں جو شاہ صاحب نے استعمال کئے ہیں۔ ہمارے سنیئر ہیں اور ہم ان کی بڑی عزت کرتے ہیں لیکن یہ نامناسب الفاظ ہیں جو انہوں نے استعمال کئے ہیں۔ ان کو براہ مہربانی کارروائی سے حذف کیا جائے۔
سید ناظم حسین شاہ: جناب والا! میں نے کونسے غیر پارلیمانی الفاظ استعمال کئے ہیں؟ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں جو خواتین بیٹھی ہیں first of all they are members. اور ممبر مذکر ہوتا ہے۔ اگر انہوں نے مونث بننا ہے تو یہ خود بنیں ہم تو انہیں ممبر سمجھتے ہیں تو میں نے ممبر کی حیثیت سے بات کی ہے۔ میں نے کوئی غیر پارلیمانی الفاظ نہیں کہے۔ میں نے تو صرف یہی کہا ہے کہ ان کا انتظار ہو رہا ہے۔ پورا House انتظار کر رہا ہے۔ آپ دیکھ لیں ممبر مذکر ہے۔
جناب محمد اعجاز شفیع: جناب والا! ممبر مونث ہے یا مذکر، ممبر female ہے، male ہے؟
سید ناظم حسین شاہ: ممبر male ہو یا female ہو member is a member.
جناب سپیکر: محترمہ! شاہ صاحب سے میں ملتمس ہوں۔ (قطع کلامیاں)
جناب محمد اعجاز شفیع: ممبر مذکر ہے یا مونث اس پر رولنگ دے دیں۔
جناب سپیکر: اس پر میرے خیال میں رولنگ کی ضرورت نہیں ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب والا! House میں کارروائی کے لئے تمام ہاؤس منسٹرز کا انتظار کرتا ہے۔ یہ مناسب الفاظ ہیں۔ اس قسم کی بات، یہ عجیب بحث ہے جس میں، میں جانا نہیں چاہتی اور میں یہ سمجھتی ہوں کہ یہ میرے status کے خلاف ہے کہ میں اس بحث میں پڑوں۔

جناب سپیکر: آپ کو مخاطب ہو کر انہوں نے نہیں کہا۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب والا! یہ مناسب الفاظ تھے کہ تمام House انتظار کر رہا ہے۔ یہ زیادہ مناسب الفاظ ہیں اور اس لئے میں نے آپ سے گزارش کی ہے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! اس کو اس طرح سے کر لیں کہ House رانا صاحب کا انتظار کر رہا تھا۔ رانا صاحب تشریف لے آئے ہیں۔ باقی میرا خیال ٹھیک ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا! میں نے تو یہی کہا ہے کہ کون کون سی ہستیاں ان کا انتظار کر رہی ہیں۔

جناب سپیکر: جی، مجھے پتا ہے۔

**SYED NAZIM HUSSAIN SHAH:** I repeat it. I have the courage to say whatever I said it with full authority and I will not take it back.

جناب والا! یہ کون سی بات ہے۔ ہم ایک بات کریں، دیکھیں میں نے ایک بات کی ہے اور full authority کے ساتھ کہی ہے۔ میں نے یہ لفظ کہے ہیں کہ کون کون سی ہستی؟ اگر کوئی خود اپنے آپ کو minimize کرتا ہے تو اس میں میرا قصور تو نہیں ہے۔ وہ اپنے آپ کو خود minimize کر رہی ہیں، bracket کر رہی ہیں، میں نے تو کچھ نہیں کہا۔

جناب سپیکر: محترمہ! انہوں نے کسی کا نام نہیں لیا۔ ایک بات تو ہے، انہوں نے کسی کا نام نہیں لیا۔ انہوں نے یہ کہا ہے کہ کیسی کیسی ہستیاں یا کون کون سی ہستیاں ان کا انتظار کر رہی ہیں، یہ بات کی ہے۔ اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب! میں اس بحث میں جانا نہیں چاہتی اور مجھے کوئی شوق نہیں ہے کہ میں اس قسم کی باتیں کرکے اخبار میں خبریں لگواؤں۔ میں issue کی طرف آنا چاہتی ہوں۔ میری گزارش یہ ہے کہ وزیر قانون صاحب اس کا جواب دے دیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

## جعلی ٹریڈنگ کمپنیوں کا انعامی سکیم کے ذریعے عوام الناس کو لوٹنا

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک کا اس دن بڑی تفصیل سے جواب دیا جاچکا ہے اور اس میں محترمہ نے جس ایک کمپنی الرحمان ٹریڈنگ کمپنی کا ذکر کیا تھا تو اس کے متعلق پولیس نے جو preliminary enquiry کی ہے ان کے مطابق وہ وہاں پر پراپرٹی کا کام کرتے ہیں۔ اگر ان کے پاس اس بارے میں کوئی ثبوت ہے یا ان کے پاس کوئی ایسا complainant ہے جو اس کے متعلق کوئی specific information دے سکے، مدعی بے شک نہ بنے complainant نہ بنے، صرف information دے سکے تو یہ مجھ تک پہنچا دیں۔ جس معاملے کی انہوں نے نشاندہی کی ہے یہ ایک انتہائی اہمیت کا حامل معاملہ ہے اور ہم خود چاہتے ہیں کہ اس معاملے میں اگر کوئی information مل سکے تو اس پر مزید کوئی کارروائی کی جاسکے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب والا! اس دن بھی وزیر قانون صاحب نے بہت تفصیل کے ساتھ اس کا جواب دیا تھا۔ میں صرف ایک line کے اوپر آپ کی توجہ چاہتی ہوں کہ الرحمان ٹریڈنگ کمپنی نے اپنے لیٹر N.T.N نمبر کے تحت جو اس کے آگے دیا ہوا ہے۔ میں صرف وزیر قانون سے یہ جاننا چاہتی ہوں کہ جو N.T.N نمبر درج کیا گیا ہے کیا وہ ٹریڈنگ کمپنی کے بارے میں ہے یا builders کے بارے میں ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ جو N.T.N نمبر ہے، جو انہوں نے اپنے لیٹر کے اوپر دیا ہے، میرا خیال ہے کہ شاید یہ income tax کا نمبر ہے۔ اس کی تفصیل جواب میں تو نہیں ہے کہ ان کی فرم یا وہ جو income tax ادا کر رہے ہوں گے وہاں پر انہوں نے property dealering کا آفس رکھا ہے یا نہیں رکھا لیکن اس سلسلے میں اگر محترمہ چاہتی ہیں تو اس کو دوبارہ کسی ذمہ دار آفیسر سے enquire کروا لیا جاتا ہے کہ کیا کمپنی اس قسم کے معاملات میں ملوث تو نہیں ہے؟

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا! میری وزیر قانون سے یہ گزارش ہے کہ یا تو وہ اونچا بول لیا کریں یا پھر مائیک کو اونچا کرا لیں کیونکہ ہمیں بہت سارے لفظ سمجھ میں نہیں آتے۔ جب تک صحیح بات سمجھ نہ آئے تو اس وقت تک بات ہی نہیں ہو سکتی اور کچھ کہا نہیں جا سکتا اس لئے یہ اب ان کی مرضی ہے کہ وہ مائیک کو اوپر کروا لیں یا پھر ذرا اونچا بول لیں۔ The choice is with you, sir

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم شاہ صاحب کی بات سے مجھے مکمل اتفاق ہے لیکن انہوں نے دو option دیئے ہیں ایک تیسرا option یہ دے دیں کہ یا یہ آلہ خرید لیں۔ (قطع کلامیاں)

سید ناظم حسین شاہ: کیا فرمایا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب والا! شاہ صاحب کے اب دوبارہ پوچھنے پر میں اس option پر اور زیادہ fortify ہو گیا ہوں کہ آپ اسمبلی سیکرٹریٹ کے خرچہ پر شاہ صاحب کو ایک آلہ خرید کر دیں۔ (قہقہے)

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا آلہ تو صرف چھ سو روپے کا آتا ہے وہ میں خود بھی خرید کر سکتا ہوں مگر بات یہ ہے کہ میں نے حقیقت میں بات کی ہے وہ یہی ہے۔ آپ باقی ممبروں سے پوچھ لیں کہ کسی کو کوئی سمجھ آئی ہے؟

جناب سپیکر: شاہ صاحب بعض اوقات یہ ہوتا ہے کہ دوست خوش گپیوں میں مصروف ہو جاتے ہیں جس کی وجہ سے آپ بات کو مکمل طور پر سن نہیں سکتے۔ میرے خیال میں انہوں نے

categorically سب باتوں کا جواب دیا ہے، آپ نہیں سن پائے ہمیں اس بات کا افسوس ہے۔ جو آلے کی بات انہوں نے کی ہے تو وہ میرے خیال میں مناسب نہیں ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا! نہیں وہ تو مناسب ہے۔ دیکھیں، یہاں کوئی ایسی بات نہیں، ہم کسی ایسے cell میں نہیں بیٹھے ہوئے، یہاں ایسی جگہ پر بیٹھے ہوئے ہیں جہاں ہنسی مذاق بھی ہو جاتا ہے۔ کوئی انسان چوبیس گھنٹے serious نہیں بیٹھ سکتا۔ انہوں نے جو آلے کی بات کی ہے مجھے اس پر کوئی اعتراض ہے اور نہ ہی میں نے اسے محسوس کیا ہے۔ میری گزارش پھر بھی جناب سپیکر یہی ہے کہ ہو سکتا ہے کہ میں ذرا اونچا سنتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ کی بات نوٹ کر لی گئی ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا! میں اس سے agree کرتا ہوں۔ میں نے صرف یہی کہا ہے کہ یا تو یہ مائیک کو اوپر کروا لیں یا ذرا اونچا بول لیں۔ باقی بھی ممبر حضرات بیٹھے ہیں ان سے پوچھ لیں۔

جناب سپیکر: حضرت! انہوں نے آپ کی بات مان لی ہے۔

رانا محمد افضل خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

رانا محمد افضل خان: جناب والا! میں ایک تصحیح کرنا چاہ رہا ہوں۔ یہاں پر یہ پوچھا جا رہا ہے کہ ایک N.T.N پر دو کاروبار کئے جا سکتے ہیں یا نہیں؟ میں محترمہ کے علم میں اضافہ کرنا چاہوں گا کہ N.T.N نمبر جو نیشنل ٹیکس نمبر ہے اس پر construction کا کام بھی کر سکتے ہیں اور trading بھی کر سکتے ہیں۔ اگر ان کے memorandum اور articles میں اس کی اجازت ہو۔ ایک کمپنی ایک N.T.N پر دو مختلف کاروبار کر سکتی ہے۔ شکریہ

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب والا! میں رانا صاحب کی مشکور ہوں کہ انہوں نے بات کو تفصیل سے بیان کیا۔ میرا بھی یہی issue ہے، میں بھی یہی جاننا چاہتی ہوں۔ میں نے جو جعلی ٹریڈنگ کمپنیوں کے حوالے سے تحریک التوائے کار دی تھی کہ کیا یہ جو N.T.N نمبر دیا گیا ہے اس کو استعمال کر کے ایک ٹریڈنگ کمپنی کا اگر کاروبار کر رہے ہیں تو اس N.T.N نمبر کے تحت ہمیں پتا چل سکتا ہے

ٹریڈنگ کا کاروبار ہو رہا ہے یا نہیں؟ اس کی assurance وزیر قانون صاحب نے دے دی ہے۔ ٹھیک ہے گورنمنٹ اس کو دوبارہ دیکھ لے کہ کیا اس نمبر کے تحت trading کا کوئی business ہو رہا ہے یا نہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! بالکل درست ہے اور ہم اس معاملے کو دوبارہ enquire کروا لیتے ہیں اور ایک میں آپ سے یہ گزارش کروں کہ اس بارے میرا اور شاہ صاحب کا تو تجربہ ہے کہ جو پچھلا اجلاس اسمبلی کا گزرا ہے تو اس وقت بھی یہ problems پیش آتی تھیں کہ یہ جو ہمارا mike system ہے یہ قدرے درست نہیں ہے۔ میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ محترم شاہ صاحب ہمارے انتہائی سینئر ممبر ہیں تو کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ آپ ان کی سیٹ ہمارے کوئی ارد گرد کروا دیں۔ اگر پیپلز پارٹی والے دوست اس بات کا احساس کریں تو ان کی سیٹ میرے ساتھ بھی ہو سکتی ہے۔ کم از کم اگر وہ ہماری نہیں سنتے تو آپ اس بارے میں کچھ کریں۔

جناب سپیکر: نہیں، ان پر کوئی پابندی نہیں ماسوائے اپوزیشن کے وہ جہاں مرضی بیٹھ سکتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): شاہ صاحب کی سیٹ ادھر ہمارے ساتھ کر دیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ اپنی تحریک التوائے کار کو press کرتی ہیں؟

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: میں اس کو press نہیں کرتی۔

جناب سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب والا! میں نے ایک تحریک التوائے کار نمبر 947 آپ کی اجازت سے جمع کروائی تھی جو دو دن پہلے پیش ہونی تھی، پانچ دن ہو گئے ہیں۔ مہربانی فرما کر آج اجازت دے دیں۔ اس کا نمبر 947 ہے۔

جناب سپیکر: بھٹی صاحب! قاعدے کے مطابق چلنا ہوگا۔ میری یہ مجبوری ہے، میں کیا کروں؟ I am sorry

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! وہ قاعدہ بہت پرانا ہو گیا جو آپ نے پڑھا تھا۔ یہ میٹرک والے بچوں کا معاملہ ہے جن کی admission date ختم ہو رہی ہے۔ اگر ہم اسے اس کے بعد discuss کریں گے تو انہیں کوئی relief نہیں مل سکے گا تو میرے خیال میں پھر اس پر بحث کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ آپ نے اس دن وعدہ کیا تھا اور پھر ڈپٹی سپیکر صاحب نے بھی کہا۔ یہ اس نوعیت کا معاملہ ہے کہ admission date ختم ہونے سے پہلے take up کیا جائے۔

جناب سپیکر: بھٹی صاحب! تحاریک التوائے کار کا ٹائم بڑا short ہے اور آپ کا نمبر بڑی دور ہے تو میں اس کو کیسے لے سکتا ہوں، یہ مجھے بتائیں؟ ہمارے قواعد مجھے اس کی اجازت نہیں دیتے، اس وجہ سے میں آپ سے معذرت خواہ ہوں۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! آپ سیکرٹری صاحب سے پوچھ لیں۔ یہ آپ کی discretion میں ہے کہ کوئی ایسی نوعیت کا معاملہ ہو مفاد عامہ کا مسئلہ ہو اور اسے آپ out of turn لینا چاہیں تو یہ آپ کی power میں ہے۔

جناب سپیکر: جی، اس کے لئے مکمل طور پر پورا process کرنا پڑتا ہے۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! یہ مفاد عامہ کا معاملہ ہے۔

جناب سپیکر: کوئی بھی معاملہ ایسا نہیں ہے جو مفاد عامہ کے خلاف ہو تو آپ کی مہربانی آپ نے پوائنٹ آف آرڈر بھی لے لیا، آپ نے اپنی بات بھی کر لی۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: میں جناب سے اجازت طلب کر رہا ہوں اور یہ گزارش کی ہے۔

جناب سپیکر: میں نے آپ کو پوائنٹ آف آرڈر پر بولنے کی اجازت دی تھی لیکن اب میں کیا کروں؟

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب والا! گزارش یہ ہے کہ میٹرک کے سٹوڈنٹس آج کل admission جمع کرا رہے ہیں۔ اس میں سائنس کے طلباء کا admission privately نہیں لیا جا رہا اور فیڈرل بورڈ میں یہ admission جمع ہو رہے ہیں، صرف پنجاب کے سیکنڈری بورڈز میں یہ admission نہیں جمع ہو رہا جس کی وجہ سے عوام میں لوگوں میں بہت ساری

بے چینی ہے، نوجوانوں کا مستقبل داؤ پر لگا ہے۔ غریب نادار بچے جو privately اپنا admission دینا چاہتے ہیں اور اتنے capable ہیں کہ وہ پاس کر سکیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ انہیں اجازت ملنی چاہئے۔ آپ اس پر کوئی ruling دیں تاکہ ان کا بھی admission لیا جائے جو کہ اس سے پہلے لیا جاتا تھا۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

چودھری عبداللہ یوسف: جناب سپیکر! ابھی تک آپ نے اجازت دی نہیں لیکن انہوں نے اپنا معاملہ پیش بھی کر دیا ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب! آپ تشریف رکھیں. All the grateful یہ کوئی معاملہ ایسا نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! شوکت بھٹی صاحب نے اپنے پوائنٹ آف آرڈر میں جس معاملے کا ذکر کیا ہے بظاہر تو یہ معاملہ انتہائی اہمیت کا حامل لگتا ہے اور اگر آپ مناسب سمجھیں تو آپ انہیں پڑھنے کی اجازت دے دیں، اس کے اوپر کل متعلقہ محکمے سے جواب آ جائے گا۔ اگر میٹرک کے سٹوڈنٹس کی کوئی بہتری ہو سکتی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایوان اسی لئے ہے کہ لوگوں کے مسائل کو دیکھ کر ان میں اگر کوئی بہتری آ سکے تو اس کو لائیں اس لئے مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے اگر آپ انہیں پڑھنے کی اجازت دے دیں لیکن اس کا جواب کل پیش کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: ہاؤس کی sense لینی پڑے گی، ایسے تو نہیں ہو گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جب میں نے بات کی ہے اور اس کے ساتھ ہی خاموشی sense ہی ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ بیٹھی ہیں۔ ان سے یہ پوچھ لیں کہ انہیں رانا صاحب کی بات سمجھ آئی ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ رانا صاحب اس کا اعتراف کریں کہ یہ بوڑھے ہو گئے ہیں۔ ذرا اپنی جوانی دکھا کر بولیں۔

محترمہ فوزیہ بہرام: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ فوزیہ بہرام: دیکھیں، انہوں نے میرا نام لیا ہے اور میرا فرض بنتا ہے کہ میں explain کروں۔ رانا صاحب! میرا خیال ہے اس سیٹ میں کوئی problem ہے، یہاں سارے ہاؤس کی بات سمجھ آتی ہے آپ کی سمجھ نہیں آتی۔ (قہقہے)

جناب سپیکر: جی، بھٹی صاحب!

## انٹرمیڈیٹ بورڈ راولپنڈی کا میٹرک پرائیویٹ سائنس کے طلباء کا امتحانی داخلہ لینے سے انکار

راجہ شوکت عزیز بھٹی: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ معاملہ یہ ہے کہ فیڈرل سیکنڈری بورڈ تمام ہائی سکولوں کے میٹرک سائنس کے طلباء کے داخلے لے رہا ہے جبکہ راولپنڈی بورڈ نے میٹرک سائنس کے طالب علموں کے داخلے ان پرائیویٹ سکولوں اور طلباء سے لینے سے انکار کر دیا ہے جن کا بورڈ سے الحاق نہ ہے جب کہ ماضی میں کبھی بھی ایسی کوئی پالیسی نہ رہی ہے۔ اس طرح وہ تمام غریب، نادار میٹرک سائنس طلباء جو کہ کم فیس پر پرائیویٹ سکولوں میں پڑھ رہے ہیں یا اپنے طور پر گھر بیٹھے محنت کر کے بورڈ کا داخلہ بھجوا کر میٹرک کا امتحان دینا چاہتے ہیں وہ بورڈ کی اس پالیسی سے مزید تعلیم حاصل کرنے سے محروم رہ جائیں گے۔ بورڈ کے حالیہ اقدام سے نہ صرف سائنس کے طلباء اور ان کے والدین میں پریشانی اور اضطراب کی لہر دوڑ گئی ہے بلکہ حکومت کے اس vision کو بھی سخت دھچکا لگا ہے کہ حکومت سکولوں میں بچوں کی enrolment بڑھائے گی اور صوبہ پنجاب میں تعلیم کے فروغ کو عام کیا جائے گا۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔ شکریہ

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! معزز ممبر نے تحریک پیش کرنے سے پہلے یہ کہا ہی نہیں ہے کہ تحریک out of turn پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: کسی نے اس بات کو oppose نہیں کیا۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! میں oppose کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ بھی oppose نہ کریں، آپ کے لئے بہتر ہے۔ oppose نہ کرنا آپ کے فائدے میں ہے۔ جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں نے ایک تحریک التوائے کار پیش کی تھی جس میں فیڈرل گورنمنٹ نے قومی اسمبلی میں پنجاب پولیس کے بارے میں ایک کمیٹی بنائی تھی اور اس میں جناب نے فرمایا تھا کہ میں خود بھی سپیکر صاحبہ سے بات کروں گا تو میں چاہتا ہوں کہ تحریک التوائے کار کا وقت کم ہوتا ہے اور یہاں پوائنٹ آف آرڈر چلتے رہتے ہیں تو میری یہ تحاریک التوائے کار بھی رہ جائیں گی اور آگے بھی کوئی ضروری issues ہیں تو میں چاہتا ہوں کہ اگر آپ اس پر فرمادیں کہ آپ نے بات کی ہے یا کیا بات ہوئی ہے because آپ custodian of the House ہیں اور میں یہ کہتا ہوں کہ یہ ہمارے معاملات میں from the National Assembly penetration ہے تو آپ بتادیں کہ اس پر کیا ہوا ہے؟

جناب سپیکر: جو نکتہ آپ نے اٹھایا ہے میرا خیال ہے اس دن ٹی وی پر بھی اس کے بارے میں ticket چل رہے تھے تو میں نے بھی محترمہ سپیکر صاحبہ سے بات کی تھی تو انہوں نے اس طرح جواب فرمایا تھا کہ میں تو اس دن موجود نہیں تھی لیکن میری عدم موجودگی میں کچھ احباب نے اس point کو اٹھایا اور ڈپٹی سپیکر کنڈی صاحب اس وقت preside کر رہے تھے تو انہوں نے کچھ remarks دیئے تھے لیکن اس میں وہاں کوئی کمیٹی constitute نہیں ہوئی۔ اس کے بعد جناب وزیراعظم پاکستان نے میرے ساتھ ٹیلی فون پر بات کی کہ ایسی کوئی کمیٹی نہ بنی ہے، نہ ایسی کمیٹی بنانے کا کوئی ارادہ ہے اور نہ ہم اس میں کوئی interference کرنا چاہتے ہیں اور نہ کریں گے۔ میرے خیال میں اس معاملے میں اتنا کافی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اگر آپ کو اس بات پر اطمینان ہے کیونکہ میرے پاس یہ ریکارڈ موجود ہے۔یہ بات توانہوں نے مانی ہے کہ پنجاب پولیس کے بارے میں وہاں کوئی بات ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: جی،وہ بات ضرور ہوئی ہے لیکن اس بات کو اچھے طریقے سے سمیٹ لیا جائے گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اگر آپ کو یقین ہے تو پھر میں اس کو مزید press نہیں کرتا۔

جناب سپیکر: جی، مجھے اب وزیر اعظم پاکستان پر بھی یقین نہیں ہے تو پھر افسوس کی بات ہے۔

شیخ علاؤالدین: نہیں، جناب سپیکر! اگر ہم بات کریں گے آپ نے کتنی دفعہ کہا ہے تو ہم ان کے معاملات کے بارے میں بات نہیں کرتے تو وہ ہمارے بارے میں بات بھی نہ کریں، remarks بھی نہ دیں، ان کی مہربانی۔

جناب سپیکر: وہ آپ کے اور میرے ملک کے وزیر اعظم ہیں تو میرا خیال ہے کہ ان کا کہنا کافی ہے۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! قومی اسمبلی میں ایک فاضل ممبر کی طرف سے نکتہ اٹھایا گیا اور انہوں نے کوئی واقعہ quote کیا کہ پنجاب میں issue ہوا ہے جس پر پولیس کی output یہ ہے، یہ نہیں ہے تو اس پر خواجہ سعد رفیق اٹھے اور انہوں نے سپیکر صاحب کی اجازت کے ساتھ اس معزز ممبر کو کہا کہ اگر کوئی ایسا issue ہے تو آئی جی صاحب سے براہ راست discuss کر لیں گے تو آپ کی اطلاع بالکل درست ہے کہ نہ کوئی committee form ہوئی ہے اور نہ ہی وہ بات آگے بڑھی ہے لہذا وہ بات صرف اور صرف زیر بحث آئی تھی میرا خیال ہے کہ اس کے بعد اب کوئی cause نہیں بنتی کہ اس کے اوپر debate کی جائے۔

جناب سپیکر: وہ مسئلہ اچھے طریقے سے حل ہو جائے گا۔اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔

## رپورٹیں (توسیع)

## تحاریک استحقاق بابت 2008 کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

**جناب سپیکر:** رانا محمد افضل خان صاحب تحاریک استحقاق کے بارے مجلس خصوصی کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انھیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

**رانا محمد افضل خان:** میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"تحریک استحقاق نمبر 4,6,15,23 اور 25 بابت سال 2008 کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔دسمبر 2008 تک توسیع کر دی جائے۔"

**جناب سپیکر:** یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"تحریک استحقاق نمبر 4,6,15,23 اور 25 بابت سال 2008 کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔دسمبر 2008 تک توسیع کر دی جائے۔"

**جناب سپیکر:** یہ تحریک پیش کی گئی اور اب سوال یہ ہے کہ:

"تحریک استحقاق نمبر 4,6,15,23 اور 25 بابت سال 2008 کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔دسمبر 2008 تک توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

## سرکاری کارروائی

### زراعت پر عام بحث

جناب سپیکر: اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔ آج کے ایجنڈے پر زراعت پر عام بحث ہے اور بحث کا آغاز وزیر زراعت کی تقریر سے ہوگا۔ دیگر اراکین جو اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنے نام مجھے بھجوادیں۔ اس میں کچھ نام میرے پاس پہنچ چکے ہیں۔ ان میں ملک وارث کلو، جناب احمد خان بلوچ، میاں شفیع محمد، جناب آصف منظور موہل، رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان، جناب شاہجہاں احمد بھٹی، چودھری شوکت محمود بسرا (ایڈووکیٹ)، محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ)، سید حسن مرتضیٰ، جناب محمد حفیظ اختر چودھری، رانا بابر حسین، سردار خالد سلیم بھٹی، جناب محمد محسن خان لغاری، محترمہ شگفتہ شیخ، جناب محمد یار ہراج، محترمہ شمیلہ اسلم، میجر (ریٹائرڈ) رانا عبدالرحمٰن، جناب اعجاز احمد خان، جناب افتخار علی بابر کھیتران، محترمہ زوبیہ رباب ملک، جناب محمد اعجاز شفیع، چودھری عامر سلطان چیمہ اور جناب جاوید حسن گجر کے نام میرے پاس ہیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! مقررین کے ناموں کو ترتیب دے دیں۔

جناب سپیکر: ہم وقت مقرر کر دیتے ہیں تاکہ تمام دوست اس پر بات کر سکیں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! آپ نے پانچ منٹ پہلے فرمایا ہے کہ جن اراکین نے زراعت پر بحث میں حصہ لینا ہے وہ اپنے ناموں کی چٹیں بھجوادیں۔ اس سے پہلے ناموں کا اندراج قانونی حیثیت نہیں رکھتا۔ اسی طرح فہرست کو دوبارہ مرتب کیا جائے۔ یہ فہرست بہت لمبی ہے آپ دیکھ لیں کہ یہ آج مکمل ہو پائے گی یا نہیں؟

جناب سپیکر: میرے پاس جو نام آئے ہیں وہ میں نے پڑھ دیئے ہیں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! ان میں تو بہت سارے ایسے نام ہیں جو یہاں پر موجود ہی نہیں۔

جناب سپیکر: اس طرح تو آپ کا نام جلد آجائے گا۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! فاضل ممبر نے کہا ہے کہ دو دن پہلے نام نہیں مانگے گئے تھے۔آج آپ نے ابھی فرمایا ہے۔اس میں سارے ممبران interested ہیں اس لئے آپ اس پر دو دن بحث کروالیں، ایک آج کا دن آپ نے رکھا ہے اور ایک کل کا دن رکھ لیں یا پرسوں کا رکھ لیں۔

جناب سپیکر: یہ ٹھیک ہے لیکن وقت مقرر کرلیں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! وقت آپ نے مقرر کرنا ہے۔آپ حکم کریں گے تو تعمیل ہوگی مگر اس موضوع پر دو دن بحث کروالیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! یہ انتہائی اہم معاملہ ہے اور جیسا کہ شاہ صاحب نے فرمایا ہے اس پر دو دن بحث کے لئے رکھ لیں تو بالکل درست فرمایا ہے۔ ہماری بھی رانا ثناء اللہ صاحب سے آپ کی وساطت سے درخواست ہے کہ اس موضوع پر بحث کے لئے دو دن مقرر کردیں۔

جناب سپیکر: کل Private Members Day ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! کل Private Members Day پر جو ایجنڈا ہوگا تو اسے مکمل کرنے کے بعد جو ممبران آج بات کرنے سے رہ جائیں تو انھیں کل موقع دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! پورے ہاؤس کی یہ request ہے۔یہ کسی کی ذات کا مسئلہ نہیں ہے۔یہ پورے ملک کا مسئلہ ہے۔جب زراعت پر بات ہوگی تو یہ کسی کے خلاف نہیں جائے گی کیونکہ جو لوگ زراعت کے پیشہ سے منسلک نہیں ہیں یہ ان کے حق میں بھی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! اگر کوئی زراعت کی مخالفت کرتا ہے تو اس کو ضرور پکڑیں۔زراعت پر بحث کے لئے دو دن مقرر کئے جاتے ہیں اور جو نام آچکے ہیں ان کے بعد نام نہیں آسکیں گے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! بہت مہربانی۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ آپ کسی بھی بات کا جواب دینے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ میں صبح سے دو تین باتیں پوچھ چکا ہوں اور اب بھی ایک بات پوچھ رہا ہوں کہ ناموں کی جو ترتیب دی گئی ہے۔ مجھے صرف یہ بتادیں کہ اس کی بنیاد کیا ہے؟

جناب سپیکر: جس طرح سے ناموں کی چٹیں میرے پاس آئی ہیں میں نے وہ اپنے پاس رکھی ہوئی ہیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! میں نہایت ادب کے ساتھ گزارش کروں گا کہ آج اتنے اہم موضوع پر بحث ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ زراعت وہ سیکٹر ہے جو کہ ہماری معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کا مقام رکھتی ہے لیکن آج نہایت دکھ اور افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ حکومت کے وزراء کی اس میں اتنی دلچسپی ہے کہ متعلقہ وزیر صاحب 15 منٹ پہلے یہاں پر تشریف فرما تھے لیکن اب اس وقت موجود نہیں ہیں۔ آپ اس سے اندازہ کرلیں کہ حکومت اس موضوع پر کتنی سنجیدہ ہے۔

جناب سپیکر: وزیر صاحب آپ کے کام ہی گئے ہیں۔ آپ بحث کا آغاز ہونے دیں۔ جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم اعجاز شفیع صاحب نے جو بات کی ہے۔ میں اس کے متعلق یہ عرض کرتا چلوں کہ آپ کے بھی علم میں ہے کہ گزشتہ دنوں یعنی پچھلے ہفتے وزیر اعلیٰ پنجاب چائنہ کے دورے پر گئے ہوئے تھے اور ان کے ساتھ وزیر زراعت بھی تھے۔ وہاں پر باقی معاملات جو under discussion آئے ہیں یا صوبے کو بہتری کی طرف لے جانے کے حوالے سے زیر غور آئے ہیں اس میں main focus زراعت کے اوپر تھا۔ انہوں نے وہاں پر جو achievements کی ہیں اس پر آج چھ بجے وزیر اعلیٰ پنجاب نے چائنہ سے واپسی پر پریس کانفرنس رکھی تھی اور چونکہ اس دورے میں وزیر زراعت ان کے ساتھ تھے اس لئے ان کو انہوں نے بلایا ہے اور کہا ہے کہ آپ دس منٹ کے لئے تشریف لے آئیں اور پریس کانفرنس کے بعد دوبارہ چلے جائیں۔ وزیر زراعت صرف پریس کانفرنس کے لئے گئے ہیں۔ میں ان کی طرف سے اس بحث کا آغاز کرنے

جارہاہوں اور سیکرٹری زراعت بھی یہاں لابی میں موجود ہیں، وہ بھی points نوٹ کریں گے اور میں بھی کروں گا۔اس کے بعد وزیر زراعت آکر اس بحث کو conclude کریں گے۔

جناب سپیکر! میں معزز ارکان کا انتہائی مشکور ہوں کہ انہوں نے نہ صرف آج اس کے اوپر بحث کے لئے پوری تیاری کی ہے بلکہ اس حوالے سے ان میں جتنا جوش و جذبہ پایا جاتا ہے کہ وہ زراعت کے مسائل پر بات کر کے حکومت کو guide کرنا چاہتے ہیں اور اس سیکٹر کو بہتر کرنا چاہتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو آراء آج اور کل اس ہاؤس میں سامنے آئیں گی انہی آراء کی بنیاد پر حکومت زراعت کی پالیسی کو از سر نو مرتب کرے گی اور ان guide lines پر چلتے ہوئے اس سیکٹر کو بہتر کر کے پنجاب کو اس قابل بنائے گی کہ پنجاب نہ صرف پنجاب بلکہ پورے پاکستان کے لئے اناج کا گھر بنے اور پورے پاکستان کو روٹی فراہم کرنے والا صوبہ بن جائے۔ میں اس سلسلے میں صرف چند گزارشات معزز ہاؤس کے سامنے رکھوں گا کہ اس وقت موجودہ حکومت نے جو vision رکھا ہے کہ:

To make Punjab food basket for the whole country and to convert agriculture into a prosperous business.

اس سلسلے میں جو policy guide line ہے وہ یہ ہے کہ:

(a) Ensure food security through enhanced productivity.

(b) Increase profitability in agriculture.

اور اس سلسلے میں جو strategy تیار کی گئی ہے جس پر آج معزز ممبران اپنا اظہار خیال کریں گے وہ اس طرح سے ہے کہ۔

Introduction of new technologies and high yielding varieties.

Promote efficient use of water through precision land levelling and high efficiency irrigation system.

Import substitution of oilseeds by enhancing local production.

Improve income of farmers through the support price mechanism.

Improve agriculture-marketing infrastructures.

Improve efficiency in usage of agricultural inputs. Such as seeds, fertilizer and pesticides through technical advice, check on quality, price and timely availability to the farmers.

Strengthen research and extension institutions and improve their linkages and coordination.

جناب سپیکر! اس سال اس سیکٹر میں بجٹ میں جو allocation کی گئی ہے اس حوالے سے میں معزز ممبران کے سامنے یہ بات رکھنی چاہوں گا۔۔۔

**جناب محمد اعجاز شفیع:** پوائنٹ آف آرڈر۔

**MR. SPEAKER:** Let him speak and no interruption, please.

**MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS** (Rana Sana Ullah Khan): Keeping in view the overwhelming importance of this sector, an amount of….

**جناب محمد اعجاز شفیع:** جناب سپیکر! جس دن جس محکمے کے متعلق ہاؤس میں open debate ہونی ہو تو اس دن وہ منسٹر صاحب نہ ہوں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ہاؤس زیادہ معزز ہے یا ایک پریس کانفرنس؟ میری یہ التجا ہے کہ اگر وہ ضروری ہے تو اس کو pending کر دیا جائے۔ رانا صاحب نے اگر پڑھ کر بتانا ہے تو یہ سب کو تقسیم کرا دیں۔ ان کے پاس یہ vision نہیں ہے۔

**جناب سپیکر:** وہ بھی پڑھیں گے۔

**جناب محمد اعجاز شفیع:** رانا صاحب کے پاس کوئی vision ہے نہ ان کو پتا ہے کہ زراعت پر کیا ہونا ہے اور اس کی strategies کیا ہیں؟

**جناب سپیکر:** آپ کس طرح بول رہے ہیں اور کس حکم کے تحت بول رہے ہیں؟

جناب محمد اعجاز شفیع: میں پوائنٹ آف آرڈر پر بول رہا ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں۔ میں نے آپ کو اجازت نہیں دی۔ Gentleman! I am sorry پلیز تشریف رکھیں اور منسٹر صاحب کو بات کرنے دیں۔ اگر آپ کو ان کی بات سے اتفاق نہ ہو تو پھر آپ بات کر لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم اعجاز شفیع صاحب کا vision ابھی باہر آ جائے گا جب یہ تقریر فرمائیں گے۔ مجھے ان کے vision کا بھی پتا ہے۔ ان کو اتنا نہیں معلوم کہ vision collective ہوتا ہے جو گورنمنٹ، کیبنٹ اور ہاؤس کا ہوتا ہے اور یہ کسی individual کا نہیں ہوتا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

پتا نہیں یہ کس vision کی بات کر رہے ہیں؟ اعجاز شفیع صاحب کو یہ نہیں معلوم ہے کہ کیبنٹ collectively اس ہاؤس کو جوابدہ ہے اور کوئی بھی منسٹر کسی کی بات کا on behalf of Government جواب دے سکتا ہے اور روایت بھی یہی ہے۔

**MR. MUHAMMAD EJAZ SHAFI:** Point of personal explanation.

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! رانا صاحب بہت اچھی تقریر بھی فرما لیتے ہیں اور اچھی لفاظی بھی کر لیتے ہیں۔ میری اس میں گزارش یہ ہے کہ اگر یہی vision ان کا ہے تو پھر آپ باقی منسٹریوں کو فارغ کر کے رانا صاحب کو ہی مکمل انچارج بنا دیں۔ میں اتفاق کرتا ہوں کہ پوری گورنمنٹ کا vision ہوتا ہے لیکن اگر یہ متعلقہ منسٹر کی اتنی اہمیت یا ضرورت نہیں سمجھتے تو رانا صاحب کو all rounder بنا کر اس میدان میں چھوڑ دیں۔ میرا point یہ ہے کہ آج اتنا اہم معاملہ ہاؤس میں discuss ہو رہا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: اعجاز شفیع صاحب! پلیز تشریف رکھیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! پہلے دن جس دن یہ ہاؤس start ہوا تھا اس دن میں نے اس معاملے کو اٹھانے کی کوشش کی تھی لیکن رانا صاحب نے اس دن بھی اس معاملے کو پیچھے دھکیل دیا کیونکہ یہ نہیں چاہتے کہ اس ہاؤس اور پنجاب کا جو سب سے اہم issue ہے اس کو آج discuss کیا جائے کیونکہ آج ہماری پوری کی پوری economy کا دارومدار زراعت پر ہے لیکن آج یہ سنجیدہ نہیں ہیں۔

**MR. SPEAKER:** Please have your seat. My dear! I request you, I request you. Minister for Law!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم اعجاز شفیع صاحب خواہ مخواہ ہی points scoring میں لگے ہوئے ہیں۔ ان کو یہ نہیں معلوم کہ جس دن اس ہاؤس میں یہ معاملہ debate ہوا اور جس دن یہ فیصلہ ہوا کہ زراعت پر بحث کرنی ہے اس دن بھی وزیر زراعت صاحب یہاں پر نہیں تھے اور اس دن وہ چائنہ گئے ہوئے تھے۔ یہ فیصلہ جب ہاؤس کی طرف سے آیا تو اس دن consent بھی میں نے ہی دی تھی کہ ہاں! ہم زراعت پر Monday کو بحث کے لئے دن رکھیں گے۔ آج اگر بات ہوئی ہے کہ یہ بحث دو دن چلے گی تو اس کی consent بھی میں نے دی ہے اور اس پر تو ان کو اعتراض پیدا نہیں ہوا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں آخری بات Annual Development Programme 2008-09 کے حوالے سے بتانا چاہ رہا ہوں کہ:

Keeping in view the overwhelming importance of this sector, an amount of 3,000 million has been allocated to this sector in A.D.P 2008-09. The major sub-sector allocations are as follows.

اس میں Water Management کے لئے 628.500 million رکھے گئے ہیں---

جناب سپیکر: اعجاز شفیع صاحب! یہ نوٹ کریں پھر آپ کہیں گے کہ ہمیں پتا نہیں چلا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):

| | |
|---|---|
| Agriculture extension | 934.955 million |
| Agriculture research | 270.074 million |
| Agriculture mechanization | 177.389 million |
| Punjab Agriculture Research Board | 944.175 million |
| Other projects | 44.907 million |

روپے رکھے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ وزیر اعلیٰ پنجاب کا یہ programme ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہم نے اس سال اس سیکٹر کو اس level پر لے کر جانا ہے کہ اگلے سال انشاء اللہ تعالیٰ اس ملک میں اناج باہر تو بھیجا جا سکے گا لیکن import کرنے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ میں اب تمام معزز ممبران سے یہ گزارش کروں گا کہ میں نے جو مختصر اً گزارشات کی ہیں اس کے بعد وہ اپنی تجاویز دیں۔ آپ تمام کی ایک ایک بات میں بھی نوٹ کروں گا اس کے بعد وزیر زراعت بھی آ جائیں گے اور سیکرٹری زراعت بھی یہاں پر موجود ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ آپ کی guidance اور آراء کی روشنی میں ہم اس میں ایک بہتر لائحہ عمل بنانے میں کامیاب ہوں گے جس سے یہ صوبہ بہتری کی طرف گامزن ہو گا۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، میرے خیال میں اب شروع کیا جائے۔ یہ ٹکٹ سے شروع کریں۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ ٹکٹ سے ٹھیک ہے۔ انشاللہ سب کی باری آئے گی۔ don't worry ہم ٹکٹ سے شروع کرتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ صرف انہیں ہی اعتراض کرنے کا حق حاصل نہیں ہے بلکہ ہماری طرف سے بھی یہ شکوہ اور گلہ نوٹ فرمالیں کہ کوئی بھی بحث ہو، اس کا آغاز ہونے کے بعد سب سے پہلا response اپوزیشن لیڈر سے آتا ہے اور لیڈر آف دی اپوزیشن موجود ہی نہیں ہیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! ڈپٹی اپوزیشن لیڈر ہراج صاحب موجود ہیں اور یہ قائم مقام اپوزیشن لیڈر کی حیثیت سے شروع کریں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! اگر آپ کی جگہ پر قائم مقام چل سکتا ہے تو کیا ایک منسٹر کی جگہ پر دوسرا منسٹر جواب نہیں دے سکتا؟ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: ان کی بات genune ہے۔ ٹھیک ہے، آپ اس بات کو ذرا سوچیں۔ جی، محمد یار ہراج صاحب!

جناب محمد یار ہراج: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ نے مجھے اجازت دی کہ میں زراعت پر بحث شروع کروں۔

جناب سپیکر: آپ کا نام بھی موجود تھا۔

جناب محمد یار ہراج: بڑی مہربانی۔

جس کھیت سے دہقاں کو میسر نہ ہو روزی
اس کھیت کے ہر خوشہ گندم کو جلا دو

جناب سپیکر: ہراج صاحب! آپ کے شعر میں درستی کرنے والی ہے۔ اسے درست کر لیں۔

آوازیں: یہ شعر درست کریں یا شاعر سے معافی مانگیں۔ (شور و غوغل)

جناب سپیکر: انہیں حافظ قرآن سمجھ کر چھوڑ دیں۔ تشریف رکھیں۔ ان کی بات سنیں۔ دونوں اطراف کے حضرات سے میری مؤدبانہ گزارش ہے کہ انتہائی اہم مسئلہ ہے اور اس میں مثبت آراء دیں جس سے اس ملک اور قوم کو فائدہ پہنچے۔ آپ کی اچھی آراء یقیناً نوٹ کریں گے اور ان پر عمل کی بھی میں توقع رکھتا ہوں۔ انشاء اللہ

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! میں گزارش کروں گا کہ جو میرے بھائی نہیں بول سکتے اور اپنی باری کا انتظار نہیں کر سکتے تو آپ ان سے کہیں کہ وہ دو منٹ کے لئے باہر تشریف لے جائیں اور اپنی باری کا انتظار کریں۔ زراعت جیسے اہم موضوع پر میں بات کرنا چاہ رہا ہوں۔۔۔

**جناب سپیکر:** یہ میرا کام ہے اور آپ اپنا کام کریں۔

**جناب محمد یار ہراج:** جناب سپیکر! میں زراعت جیسے اہم موضوع پر بات کرنا چاہتا ہوں اور ان میں اتنی ہمت نہیں کہ ہماری بات بھی سن سکیں۔ یہ مناسب نہیں ہے۔۔۔

**معزز ممبران حزب اقتدار:** وہ اس بات پر معذرت کریں۔

**جناب سپیکر:** آپ تشریف رکھیں۔ وہ درست کرنا چاہتے ہیں۔ آپ سنیں۔

**جناب محمد یار ہراج:** جناب سپیکر! شعر ویسے ہی غلط ہے تو میں کیا کروں۔

**جناب سپیکر:** ہراج صاحب! آپ کو شیر سے ویسے ہی ڈر لگتا ہے تو میں کیا کروں؟

**جناب محمد یار ہراج:** جناب سپیکر! میں بات کرنا چاہتا ہوں کہ اگر اس معزز ایوان میں کوئی مہذب لوگ بیٹھے ہیں تو پلیز وہ میری تقریر سنیں[**********]*

**معزز ممبران حزب اقتدار:** شیم، شیم

**جناب سپیکر:** میرے لئے سارے ہی قابل احترام ہیں۔ آپ اپنے الفاظ واپس لیں۔ یہ الفاظ کارروائی سے حذف کئے جائیں۔

**جناب محمد یار ہراج:** جناب سپیکر: زراعت ہماری اکانومی کی life line ہے اور یہ ہماری 70 فیصد عوام کا روزگار ہے اور زراعت ہمارے ملک کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔۔۔

**معزز ممبران حزب اقتدار:** یہ الفاظ واپس لیں اور معذرت کریں۔

**جناب سپیکر:** وہ الفاظ کارروائی سے حذف کروا دیئے گئے ہیں۔ الفاظ حذف ہو چکے۔ ہراج صاحب! آپ نے اچھی بات نہیں کی لہذا آپ اپنے الفاظ واپس لیں۔

**جناب محمد یار ہراج:** جناب سپیکر! میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں۔

**جناب سپیکر:** انہوں نے اپنے الفاظ واپس لے لئے۔ آپ تشریف رکھیں۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے

میاں محمد اعجاز شفیع: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میاں محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! حکومت کے ممبران کی سنجیدگی کا اندازہ آپ کر سکتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، ماشاالله وہ بہت سنجیدہ ہیں۔

میاں محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ اگر ہمارے ڈپٹی اپوزیشن لیڈر صاحب کو بولنے کا موقع نہیں دیا جائے گا اور اسی طرح شور کیا جائے گا تو ہم لوگ بھی یہی رویہ رکھیں گے جب رانا صاحب یا ان کے کوئی دوسرے سپیکر بولیں گے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں اور ان کی بات سنیں، عین ممکن ہے کہ آپ کے سامنے کوئی اچھی باتیں آئیں تو ان پر غور کیا جائے۔ جی، ہراج صاحب!

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! بہت شکریہ کہ آپ نے House کو in order کیا۔ زراعت ہماری اکانومی کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔ یہ ہمارے ملک کی life line ہے۔ زراعت وہ انڈسٹری ہے جس پر ہمارے ملک کی 80 فیصد عوام dependent ہے خواہ وہ production side پر ہے یا اس کی down stream انڈسٹریز کی side پر ہے۔ اگر ہم یہ کہیں کہ ہماری معیشت اور ہماری اکانومی مکمل طور پر زراعت پر base ہے تو یہ کہنا غلط نہ ہوگا اس لئے اس حساب سے اگر ہم معزز ایوان میں بیٹھ کر اس ملک کی، اس صوبے کی زرعی پالیسی تشکیل دیتے ہیں تو ہم اس ملک کو سنوارنے کا کام کر رہے ہیں جو کہ کار خیر ہے اور جو ہم کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! زراعت کے دو پہلو ہیں۔ ایک طرف تو یہ ہماری فوڈ سپلائی کا ذریعہ ہے۔ ہمارے کھانے کا ذریعہ ہے۔ ہمارے غریب عوام کی روٹی کا ذریعہ ہے تو دوسری طرف یہ ہمارے cash crops کا ذریعہ ہے۔ یہ اس کاٹن کا ذریعہ ہے جس پر ہماری پوری انڈسٹری built ہے۔ پاکستان کی ٹیکسٹائل انڈسٹری دنیا کی تیسری بڑی ٹیکسٹائل انڈسٹری ہے جس کی یہ built ہے جس سے ہماری پوری معیشت اور economic growth کا انجن اس انڈسٹری سے ملتا ہے۔ اگر ہماری اکانومی depress ہو جاتی ہے تو اس کی بڑی وجہ اکثر یہی ہوتی ہے کہ ہم نے اپنی زرعی پالیسی اور اس کی

down stream & up stream linkages کو صحیح طرح manage نہیں کیا اور صحیح طرح process نہیں کیا لہذا اس کو جتنی بھی اہمیت دی جائے وہ کم ہے۔

بد قسمتی سے مجھے افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ ہم نے اکثر خواہ پچھلی حکومت کی طرف finger pointing کریں یا اس سے پچھلی حکومت یا اس سے پچھلی حکومت، پاکستان کے قیام کے بعد پاکستان کی آزادی کے بعد ہم نے جب بھی اس انڈسٹری کو دیکھا ہے، ہم نے اس کو انڈسٹری کے طور پر نہیں دیکھا، ہم نے ہمیشہ اس کو صرف ایک production source کے طور پر دیکھا ہے جو کہ ایک food crop کے related ہے۔ ہم نے اس کو اکانومی کی ریڑھ کی ہڈی اور اکانومی کے major engine کے طور پر نہیں دیکھا اور میں اس وقت پارٹی base politics پر بھی نہیں جانا چاہتا اور میں اس وقت یہ بھی نہیں کہنا چاہتا کہ آپ کی حکومت نے یہ کیا یا فلاں حکومت نے یہ کیا۔ میں کہنا یہ چاہتا ہوں کہ آج شاید ایک نیا دور ہے، ایک new dawn ہے کہ ہم مل بیٹھ کر ایک ایسی پالیسی تشکیل دیں جو ہماری اس انڈسٹری کو انڈسٹری کے طور پر recognize کرے اور اسے ایک واضح engine of growth بنائے۔ آپ developed economy میں دیکھیں، نیدر لینڈ میں دیکھ لیں، فرانس میں دیکھ لیں کہ ان کے ابھی بھی largest sectors of their economy خواہ فرانس میں ائیر بس جہاز بھی بن رہے ہیں اور fighter planes بھی بن رہے ہیں جو دنیا بھر میں بھی export ہوتے ہیں اور نیوکلئیر reactors بھی بن رہے ہیں جو دنیا بھر میں export ہوتے ہیں لیکن ان کا بھی اس وقت سب سے important sector agriculture sector ہے۔ ان کا agriculture bank اس وقت بھی largest bank ہے۔ جاپان میں بھی دیکھیں جو دنیا میں second largest Industrial base ہے وہاں پر بھی ان کا agricultural banks industrial سے زیادہ ضروری سمجھا جاتا ہے۔ Netherland آج بھی farmland گنا جاتا ہے۔ اگر Industrialize countries میں بھی agriculture کو اتنی اہمیت دی گئی ہے تو ہم پاکستان جہاں پر ہماری main Industry ہی یہی ہے ہمیں بھی اس کو وہی نمایاں حیثیت دینی چاہئے۔ ہم نے پاکستان میں جب بھی اس پالیسی کو تشکیل دیا اس کو overhead پالیسی کے طور پر تشکیل دیا خواہ ہم نے

پانچ سال پہلے کیا یا پچاس سال پہلے کیا ہم نے ہمیشہ یہی دیکھا ہے کہ جب agriculture crop مارکیٹ میں آئے تو اس کو other markets کے لئے کیسے subsidize کیا جائے؟ ہم نے اس سے آگے کبھی کوئی working نہیں کی۔ ہمیں اس کو ایک multi disciplinary, multi Industry and multi sector کے حساب سے دیکھنا ہے جس میں ہم تمام linkages کو observe کر سکیں۔ میں اس کی مثال دوں گا کہ آپ اس وقت agriculture sector کی inputs کو دیکھیں، ہماری inputs مثال کے طور پر ڈیزل جو کہ ٹریکٹر میں fuel کے طور پر استعمال ہوتا ہے یا ٹیوب ویلوں میں استعمال ہوتا ہے اس کی subsidy فراہم کرنا ایک بہت اہم issue ہے۔ اس وقت جو ہماری پالیسی چل رہی ہے وہ میرے خیال میں مکمل طور پر غلط ہے کہ ڈیزل فیول سے حکومت پیسے کما رہی ہے اور پٹرول fuel کو reduce کر رہی ہے۔ ہمیں اگر اپنی inputs کو دیکھنا ہے تو ہر input کو access individually کرنا ہے۔ ہمیں اپنی pesticide policy کو بھی دیکھنا ہوگا، ہمیں یہ بھی دیکھنا ہوگا کہ اس میں ملاوٹ کیوں ہے، اس میں سپلائی کی shortage کیوں ہے؟ ہمیں یہ supply chain جس کے اندر ہمارا transportation sector بھی involved ہے کہ اگر ہم کوئی چیز import کرتے ہیں تو اس کی سپلائی پورے پنجاب میں کہاں کہاں اور کیسے کیسے پہنچتی ہے؟ ہمیں اس کو بھی دیکھنا ہوگا۔ ہمیں کھاد، DAP اور مزید inputs جو کہ output increase کرتی ہیں ان کو بھی دیکھنا ہوگا۔ ہمیں پانی کی availability، صاف پانی کی availability، کھارے پانی کی نہیں بلکہ پانی کی quality کے مطابق اس کی availability کو دیکھنا ہوگا۔ ہمیں seeds کی research کی طرف بھی دیکھنا ہوگا، اس میں ہماری یونیورسٹیاں بھی involve ہوتی ہیں ہمیں ان کی طرف بھی دیکھنا ہوگا کہ وہ ہمیں guidance دیں۔ باقی دنیا میں جو seven year crop cycle گنا جاتا ہے جس میں پہلے دو سال میں نئے seeds کی uptake ہوتی ہے اور اگلے چار سال ان کی maximization of yield ہوتی ہے اور اس کے دو سال بعد اس کو faze out کر دیا جاتا ہے۔ ہمیں دیکھنا ہوگا کہ ہم ان cycles سے کیوں اپنے آپ کو علیحدہ کر دیتے ہیں؟ ہمارے پاس جو

seed varieties چل رہی ہے وہ بیس بیس سال سے وہی ہے۔ ہمیں ٹیوب ویل میں electricity کی production پر بھی غور کرنا ہوگا۔۔۔

(اذان عشاء)

جناب سپیکر: نماز کے لئے آدھ گھنٹے کا وقفہ کیا جاتا ہے۔ ہم انشاء اللہ 7 بج کر 5 منٹ پر دوبارہ ملیں گے۔

(اس مرحلہ پر نماز عشاء کے لئے آدھ گھنٹہ کے لئے کارروائی ملتوی کی گئی)

(اس مرحلہ پر نماز عشاء کے وقفہ کے بعد جناب سپیکر 7 بج کر 10 منٹ پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: جناب محمد یار ہراج صاحب! Please carry on.

جناب محمد یار ہراج: شکریہ۔ جناب سپیکر! break ہونے سے پہلے میں agriculture کی inputs پر بات کر رہا تھا۔ میرا جو main point ہے وہ یہ ہے کہ چونکہ یہ ایک multi department issue ہے کہ agriculture کی تمام inputs کو، تمام ضروریات کو ہم ایک ایک کرکے discuss کریں اور کوئی ایک کمیٹی یا ایسا ڈیپارٹمنٹ ہونا چاہئے جو اس کی coordination پر focus کرے۔ مثلاً اگر ڈیزل کا farmers issue کا ہے تو agriculture department کے ساتھ اس کا interaction کیسے ہوتا ہے تو اس کے حساب سے اگر urea, pesticides اور D.A.P کا issue ہے تو متعلقہ محکمہ زراعت کے محکمہ کے ساتھ کیسے coordinate کرتا ہے۔ اگر پانی کا issue ہے، irrigation کا issue ہے، کھال پکے کروانے کا issue ہے تو وہ محکمہ آب پاشی کا مسئلہ ہے۔ اگر بیجوں کی ریسرچ کا issue ہے تو یونیورسٹیوں اور ہمارے دیگر ریسرچ کے جو ادارے ہیں ان کا issue ہے۔ اگر ٹیوب ویل کے لئے بجلی کا issue ہے تو وہ واپڈا اور دیگر اداروں کا issue ہے۔ میں گزارش یہ کروں گا کہ زراعت چونکہ multi department ہے اس لئے اس پر focus کی ضرورت ہے تو ہمیں اس بات کو مدنظر رکھنا چاہئے کہ ہم نے تمام محکموں کی coordination کرنی ہوگی تاکہ اس کی inputs کو ہم effectively address کر سکیں۔ دوسری بات ہماری جو زراعت کی outputs ہیں ہمیں اس کو بھی دیکھنا ہوگا کہ ہم اس کو کیسے

manage کرتے ہیں؟ سالہا سال سے ہماری زراعت کے متعلق پالیسی یہی رہی ہے کہ ہم urban masses کے لئے urban middle class، کے لئے urban economy، کے لئے agriculture outputs کو subsidize کرتے ہیں۔ یہ پہلی بار نہیں ہوا کہ اس طرح کا issue سامنے آیا ہو کہ اگر کسان کے لئے اس کی گندم کو آپ زیادہ داموں پر purchase کرتے ہیں تو اس کی قیمت تمام مارکیٹ کے لئے بڑھ جاتی ہے اور جو شہری لوگ ہیں ان کے لئے بھی قیمت بڑھ جاتی ہے۔ یہ issue صرف ہمارے ملک میں نہیں ہے بلکہ ہر economy میں یہ issue سامنے آتا ہے۔ یہ issue امریکہ میں بھی وہی ہے، جاپان میں بھی وہی ہے، فرانس میں بھی وہی کہ جو آپ کے agriculture staples ہیں یعنی جاپان میں rice کا یہی issue آ جاتا ہے، امریکہ میں گندم کا آ جاتا ہے، Agriculture staples کو ہمیشہ urban market کے لئے subsidize کیا جاتا ہے اور rural market کے لئے price setting اس طرح سے کی جاتی ہے کہ کسان کو مناسب انٹرنیشنل ریٹ دیئے جائیں، دام دیئے جائیں اور اس کو subsidize کر کے آگے urban masses کو دیا جائے تاکہ کسان کا حق بھی نہ لیا جائے اور اربن سوسائٹی جو شہر ہیں ان کے لئے بھی مہنگائی نہ بڑھے۔ دوسرے ملکوں میں جس طرح سے یہ subsidize والی سکیمیں کام کر رہی ہیں یہاں بھی چلنی چاہئیں اور تین چار ملکوں کے ماڈل بھی ہمیں review کرنے ہوں گے۔ ہمیں دیکھنا ہو گا کہ اگر باقی ملک ان issues کو handle کر رہے ہیں تو ہمیں بھی ان کو handle کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر! اس سے اگلا issue زراعت پر سیلز ٹیکس کا ہے زراعت پر انکم ٹیکس کا issue ہے۔ اس وقت کسان کے لئے زراعت کی inputs بہت مہنگی ہیں اور outputs پر بھی ٹیکس لیا جاتا ہے۔ سمجھدار ملکوں میں اور developed countries میں ان کو discourage کیا جاتا ہے۔ حالانکہ ہماری زیادہ تر collection انہی indirect taxes سے ہو رہی ہے۔ میں گزارش کروں گا کہ اگر زراعت کے سیکٹر پر نئے ٹیکس لگانے کا سوچا جا رہا ہے تو اس کو سوچنا بھی چھوڑ دیا جائے اور پچھلی ٹیکس سکیم کو بھی rationalize کیا جائے کہ ہماری جو دیہاتی عوام ہے اور زراعت سے related sector ہے وہ پہلے ہی indirect taxes کی وجہ سے پس رہا ہے۔ ہمیں یہ کوئی حق نہیں پہنچتا کہ ہم ان اسمبلیوں میں بیٹھ کر اپنی countryside کو مزید ٹیکسوں کے نیچے لایا جائے۔ ہمیں

قانون سازی کرنی چاہئے کہ existing sales tax اور indirect taxes کو بھی کم از کم کریں تاکہ زراعت پہلے سے بھی زیادہ viable ہو۔ پچھلے دنوں support fund کی بھی بات ہوئی کہ پاکستان میں سٹاک مارکیٹ decline کر گئی اور غیر ملکی سٹاک مارکیٹیں بھی decline ہوئیں تو ہر کسی نے کہا کہ سٹاک مارکیٹوں کے لئے support fund ہونے چاہیئں جو سٹاک مارکیٹ کو واپس اوپر لا سکیں۔ امریکہ میں تو یہ issue ہر گھر کے لئے ہے۔ امریکہ میں چونکہ ہر آدمی کی پنشن سٹاک مارکیٹ سے linked ہے۔ ان کے لئے تو یہ بات ٹھیک ہے کہ وہ اپنی سٹاک مارکیٹ کو اوپر لانے کی کوشش کریں۔ ہمارے ہاں تو سٹاک مارکیٹ زیادہ تر ایک سیٹھ طبقہ ہے یا ایک certain class ہے جو اس میں involve ہے۔ ہمیں سٹاک مارکیٹ کو uplift کرنے کے لئے فنڈز دینے کی بجائے زراعت کے سیکٹر کو uplift کرنے کی بات کرنی چاہئے۔

جناب والا! اس وقت ہماری جو زراعت کے متعلق پالیسی ہے، مجھے بہت افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے اور میں یہ بھی نہیں چاہتا کہ میری بات کو party politics میں confuse کر کے یہ کہا جائے کہ میں صرف تنقید برائے تنقید کر رہا ہوں۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہماری agriculture policy کبھی coherent نہیں رہی بلکہ پچھلے ساٹھ سال میں کبھی coherent ہوئی ہی نہیں۔ ہمیں زراعت کے متعلق ایک ایسی پالیسی چاہئے جو confusion کا شکار نہ ہو۔ جہاں پر ہم اپنے rural masses کے لئے قیمتیں اوپر رکھیں اور urban masses کے لئے subsidy دیں۔ جناب بابا بلھے شاہ نے کہا ہے کہ:

نہ میں موسیٰ نہ فرعون
بلھیا کی جاناں میں کون

جناب والا! ہماری زراعت کی پالیسی بھی اسی confusion کا شکار ہے۔ اس کے بعد میں یہ گزارش کروں گا۔۔(قطع کلامیاں)

**MR. SPEAKER:** No cross talk please.

پلیز! آپ wind up کریں۔

جناب محمد یار ہراج: جناب والا! میں conclusion کی طرف جانا چاہ رہا ہوں، اگر میرے بہن اور بھائی مجھے بولنے کا موقع دیں تو میں اپنی بات کو ختم کروں۔

جناب سپیکر: آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! ہماری economy میں جو ایک اور مسئلہ رہا ہے، آخری مسئلہ جو میں point out کرنا چاہتا ہوں، transfer pricing issue جو میں نے پہلے بھی بات کی کہ ہم price کو rural purchasing پر subsidize کرتے ہیں۔ ایک لحاظ سے ہم rural sector سے economic gain لے کر urban masses کو دے رہے ہیں۔ باقی ملکوں میں بھی یہ issues آتے ہیں، وہاں پر بھی subsidization کا ایک طریقہ ہے جس میں وہ urban masses سے in fact لے کر حکومت کے خزانے سے in fact لے کر agriculture sector کو دیتے ہیں۔ ہماری پالیسی ایک لحاظ سے reverse رہی ہے۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ آج ہم اس معزز ایوان میں اس بات کا تہیہ کریں کہ ہم ایک نئی coherent agriculture policy بنائیں گے۔ اس میں ہم وہ تمام محکمے جو زراعت کے input sector کو کنٹرول کرتے ہیں جس طرح سے میں نے پہلے بھی point out کیا ہے، بیج کھاد پانی اور تمام دیگر resources جو ضرورت ہیں ہمیں ان تمام محکموں کی efforts کو harmonies کرنا ہوگا۔ ان سب کو ایک چیز پر focus کرنا ہوگا کہ کسان کی حالت پہلے سے بہتر ہو اور کسان کے پاس incentive ہو کہ وہ کاشت کرے، یہ نہ ہو کہ کسان کاشت کرنے سے پہلے سوچے کہ اگر میں یہ کاشت کروں گا تو میرا قرضہ اور بڑھ جائے گا۔ اس کو یہ تسلی ہونی چاہئے کہ زراعت میں اس کی بھی زندگی ہے اور باقی ملک کی بھی زندگی ہے۔ بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ مہربانی

کرنل (ر) شجاع خانزادہ: پوائنٹ آف آڈر۔ جناب سپیکر! یہ جو آج debate ہو رہی ہے مجھے اس سے تھوڑا سا اختلاف ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ابھی جو ہم exercise کر رہے ہیں یہ short in the dark ہے۔ اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ پارلیمنٹ powerful ہونی چاہئے، ہمیں پارلیمنٹ کو strengthen کرنا چاہئے پھر ہم یہاں پر پالیسی بناتے ہیں تو ایسی مثبت پالیسی ہونی چاہئے جو

specific and focused ہونی چاہئے۔یہاں پر جتنے بھی ہمارے ممبران بیٹھے ہیں کسی کو agriculture policy کا پتا نہیں ہے۔آپ دو تین دن پہلے ہر ممبر کو ایک booklet circulate کریں جس میں agriculture department کی A to Z details لکھی ہوں۔Let the member study that booklet. اس کے بعد وہ اپنا ایک gem plan بنائے گا کہ وہ کس طرح بات کرے گا، کس چیز کو criticize کرے گا اور کس چیز کو سراہے گا۔

جناب سپیکر: خانزادہ صاحب!آپ ادھر کتنی دیر سے تشریف فرما ہیں؟

کرنل (ر) شجاع خانزادہ: جناب سپیکر!میں موقع دیکھ رہا تھا کہ مجھے آپ سے بات کرنے کا کوئی موقع مل جائے۔میں آپ کو general بتاتا ہوں کہ جس طرح ابھی ہمارے acting Leader of the Opposition نے بات کی ہے،یہی tune ہو گی،یہی frequency ہو گی۔ہر ایک اس کے اوپر بات کرے گا کہ مہنگائی ہو گئی ہے، کھاد نہیں مل رہی ہے، ہمیں pesticides نہیں مل رہی ہیں۔

جناب سپیکر: یہ کوئی غلط بات کر رہے ہیں؟

کرنل (ر) شجاع خانزادہ: نہیں۔جناب!Specific کریں گے۔اگر آپ ایک پالیسی formulate کرتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی،آپ نے ان کا پالیسی بیان سنا نہیں ہے؟

کرنل (ر) شجاع خانزادہ: جناب سپیکر!پانچ منٹ پہلے پورے پنجاب کی agriculture policy آپ اسمبلی میں دے رہے ہیں۔یہ کیسی پالیسی ہے؟آپ سب کو in writing policy circulate کریں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔آپ کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔بڑی مہربانی۔

جناب آصف منظور موہل: پوائنٹ آف آرڈر۔

**جناب سپیکر:** مجھے تو اعتراض نہیں ہے۔آپ اپنا ٹائم خود ہی خراب کر رہے ہیں۔

**جناب آصف منظور موہل:** جناب سپیکر! میں اس بات کی طرف آنا چاہتا ہوں کہ مجھے ان کی اس wording سے اختلاف ہے کہ یہاں کسی کو پتا نہیں۔ میں اتنا بتانا چاہتا ہوں کہ ان کتابچوں سے کچھ نہیں ہو گا کیونکہ زمیندار خود ایک کتابچہ ہے لہذا جو خود زمیندارہ کرواتا ہے اسے پتا ہے کہ زمیندارہ کیا چیز ہے، اس کے لئے ہمیں کسی لیبارٹری کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ ہماری زمینیں ہی ہماری لیبارٹریز ہیں۔

**جناب سپیکر:** آپ کی بات بالکل درست ہے۔ میں آپ سے یہ رائے لینا چاہتا ہوں کہ جنہوں نے اس کا تحرک کیا تھا ان کو ہمیں ضرور سننا چاہئے، ان کے خیالات اور ان کی آراء سامنے آنی چاہئیں جن میں وارث کلو صاحب ہیں تو میں ان سے گزارش کروں گا کہ وہ 5 منٹ میں اپنی بات ختم کر لیں کیونکہ آپ نے اس پر کافی بول لیا ہے۔

**ملک محمد وارث کلو:** بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! یہ موضوع تو ایسا ہے کہ یہ 5 منٹ بہت کم ہیں۔ پھر میں یہ سرخیاں ہی پڑھ دیتا ہوں، اس خاکے سے کہانی پھر خود بخود بن جائے گی۔ میں اس میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر انسانیت اور تہذیب کے پورے ارتقاء کو دیکھیں تو شروع سے ہی انسان نے جب سوچ اور سمجھ کے بل بوتے پر چلنا شروع کیا ہے اور سب سے پہلا کام یہی کیا ہے کہ اس نے زراعت شروع کی ہے۔ جوں جوں انسانیت کا ارتقاء ہوتا گیا اس سلسلے میں ضروریات بڑھتی گئیں اور شعوری کوششیں بھی بڑھتی گئیں اس کے بعد جب انسان نے زراعت کے بل بوتے پر اپنی معیشت کو پوری طرح مضبوط کر لیا۔ یہ trade, یہ industry اور یہ ساری چیزیں پھر بعد میں شروع ہوئیں۔ میں اس وقت یہ کہنا چاہتا ہوں کہ زراعت کی اہمیت پر کسی کی بھی کوئی دو آراء نہیں ہیں۔ اب میں اس پر زیادہ نہیں بولوں گا لیکن دکھ اس بات کا ہے کہ پاکستان میں سب سے اہم چیز پر ہم نے توجہ نہیں دی اور پچھلے 60 سالوں میں، میں اس وقت سے شروع کرتا ہوں کہ جب پاکستان بنا تھا اور پاکستان کے حصے میں 5 دریا آئے تھے لیکن بعد میں ایک مارشل لاء نے آ کر ہمارے 3 دریا فروخت کر دیئے اور 1960 کا Indus Vessel Treaty آیا اور اس کی وجہ سے آج یہ حال

ہے کہ World Bank Consortium نے جو ڈیم بنائے تھے وہ silting ہو ہو کر ناپید اور ناکارہ ہو چکے ہیں۔ جناب پر انڈیا ڈیم بنا رہا ہے اور پورے پنجاب بلکہ پورے پاکستان میں اس وقت پانی ناپید ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ یہاں پر زیر زمین پانی اچھا نہیں تھا اس کے باوجود کسان ٹیوب ویل لگا کر اپنا گزارہ کرتے تھے اور پوری آبادی کو خوراک مہیا کرتے تھے لیکن آپ زمیندار ہیں ڈیزل کی قیمتیں جہاں پہنچ گئی ہیں اور ابھی میرے بھائی نے کہا کہ پٹرول کی قیمت کم ہو رہی ہے، ڈیزل کی نہیں ہو رہی تو میں یہاں یہ تجویز دینا چاہتا ہوں کہ ڈیزل زراعت کے purpose کے لئے کم کر دیں تاکہ زمیندار کم از کم اپنی زمینیں irrigate کر سکے۔ اس کے علاوہ بجلی والے ٹیوب ویلوں کے کنکشن کی یہ صورت حال ہے کہ یہ تو کر دیا کہ concession پر ٹیوب ویل ملیں گے۔ اب صورتحال یہ ہے کہ ایم این اے کو 5 کنکشن دیتے ہیں اور پنجاب کے جتنے ایم پی اے بیٹھے ہیں ان کے پاس کوٹا نہیں ہے۔

**جناب سپیکر:** آپ یہی کہنا چاہتے ہیں کہ اس کا flat rate ہونا چاہئے۔

**ملک محمد وارث کلو:** جناب سپیکر! وہ آپ کو پتا ہے۔ میں آپ کو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ flat rate اور آبیانہ کا فیصلہ پچھلی حکومت نے آئی ایم ایف اور ورلڈ بنک کے پریشر میں کیا تھا اس پر دوبارہ ایک سپیشل کمیٹی بنائی جائے۔ دوسرا میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ sugar mills owners ہر سال یہ کرتے ہیں کہ کسان گنا بیچتا ہے تو اس وقت بنک سے قرضہ لیتا ہے اور اس کی اپنی گھر کی ضروریات ہوتی ہیں لیکن چونکہ sugar mills owners کو بنکوں کا قرضہ مہنگا پڑتا ہے اب وہ قرضہ نہیں لیتے، ان کی limits اسی طرح پڑی رہتی ہیں اور وہ کسان سے گنا لے کر 2/2 سال تک ذلیل کرتے ہیں۔ اب وہ قرضے پر سود بجائے اس کے کہ industrialist pay کرے وہ کسان pay کرتا ہے اور آپ جانتے ہیں کہ گنا فروخت ہوگا اس کی رقم آئے گی پھر اگلی فصل کے لئے کوئی اور تیاری ہوگی۔ وہ ایک circle چلتا رہتا ہے اور کسان غربت کی گہرائیوں میں چلا جاتا ہے۔ اسی طرح اب حال یہ ہے کہ اب لوگوں کی مونجی کے ڈھیروں کے ڈھیر پڑے ہیں اور کوئی خریدنے والا نہیں ہے۔ کہتے ہیں کہ بنک کا ریٹ 22،21 فیصد ہو گیا ہے اور گورنمنٹ یا پاسکو، کاشت کار کا کوئی پُرسان حال نہیں ہے۔ کاٹن کا یہی حال ہے۔ اب گندم کا ریٹ بڑھ گیا ہے لیکن اس کے باوجود demand and

supply کا فارمولا طے ہے۔ وہاں کاغذوں میں ریٹ بڑھ گیا ہے اور یہ اعلان procurement کے بعد ہوا تھا۔

جناب سپیکر! آپ نے چونکہ جلدی کا کہہ دیا ہے تو میں پھر points ہی بتاؤں گا۔ ایک تو میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ flat rate اور آبیانے پر ایک کمیٹی بنائیں جو کم از کم ہمارے تھل کینال ڈویژن میں حشر ہے وہاں 100 ایکڑ CCA ہے اور 10 ایکڑ کو پانی لگ رہا ہے اور 100 ایکڑ کا آبیانہ ٹیکس زبردستی وصول کیا جا رہا ہے۔

**جناب سپیکر:** میرے خیال میں منسٹر صاحب نوٹ فرما رہے ہیں۔

**ملک محمد وارث کلو:** دوسری میری عرض یہ ہے کہ sugar mills owners کو پابند کیا جائے کہ وہ کسان سے گنا on cash payment لیں۔ میں آپ کو یاد دلاتا ہوں کہ ہمارے بیلنے گورنمنٹ نے ختم کئے ہیں۔ گورنمنٹ کہتی تھی کہ آپ ہر صورت میں شوگر مل کو گنا دیں ورنہ پہلے ہمارے اپنے بیلنے ہوتے تھے۔ ہم بیلنوں سے گڑ اور شکر نکالتے تھے لیکن وہ سارا سسٹم ختم ہو گیا۔ اب شوگر مل مالکان کی monopoly ہے۔ ان کا دل چاہے تو گنا خریدتے ہیں، اگر نہ دل چاہے تو نہیں خریدتے۔ اس دفعہ گنا بھٹوں پر گیا ہے۔ اس کے علاوہ میں نہروں کی بندش کی بات کرتا ہوں کہ نہروں کی بندش ہے اور پانی نایاب ہے۔ آج آڑھتی کپاس کا بھی بُرا حشر کر رہا ہے۔

جناب سپیکر! میں زرعی قرضہ جات کے حوالے سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کہنے کو تو کہا جاتا ہے کہ زرعی قرضہ جات دیئے جا رہے ہیں۔ اب زرعی بنک کو انھوں نے پرائیویٹائز کر دیا ہے۔ اب سلسلہ یہ ہے کہ زرعی بنک کو بھی فنڈز پوری طرح مہیا ہونے چاہئیں تاکہ زرعی بنک کسانوں کو قرضہ دے سکے۔

جناب سپیکر! زرعی ٹیکس کے سلسلے میں میری استدعا یہ ہے کہ زرعی ٹیکس جو صوبوں نے لگا رکھا ہے۔ آپ یقین کریں کہ اس ٹیکس کو ادا کرنا بھی کسان کی استطاعت نہیں ہے۔ آپ دیکھیں کہ 94 فیصد کسان ساڑھے بارہ ایکڑ اراضی سے کم کے ہیں اور 6 فیصد بھی ایسے ہیں کہ وہ سو سو مربعے والے نہیں ہیں۔ ہمیں پنجاب میں تو کم از کم سو سو مربعے والے زمیندار نظر نہیں آتے۔

**MR SPEAKER:** Let me correct the record.
یہاں ایک بات چلی تھی کہ یہاں جاگیر دار ہیں۔ میں یہ بات دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ پنجاب میں کوئی جاگیر دار نہیں ہے۔

**ملک محمد وارث کلو:** جناب سپیکر! ہمارے ہاں شور اٹھا اور آپ نے مہربانی کی اور بولنے دیا۔ اس سے اگلے دن قومی اسمبلی میں بھی لوگ بولے تو وزیر مملکت محترمہ حنا ربانی کھر کی statement آئی کہ ہم زرعی ٹیکس نہیں لگا رہے۔ میں اس کو پھر ایک دفعہ reiterate کرتا ہوں اور یہ کہتا ہوں کہ پنجاب اسمبلی سے یہ پیغام پوری طرح جانا چاہئے۔ اس کی چاہے قرارداد بنالیں یا جو بھی کرلیں کہ زرعی ٹیکس کسان کا قتل ہے، کسان کا معاشی قتل ہے اور یہ صرف کسان کا قتل ہی نہیں ہے کیونکہ جب کسان گندم پیدا نہیں کرے گا، جب گنا پیدا نہیں کرے گا تو یہاں کی 100 فیصد آبادی کو کھانے کے لئے کچھ نہیں ملے گا اس سلسلے میں، میں یہ کہتا ہوں کہ ایک قرارداد بنا کر پاس کرائیں۔

**جناب سپیکر:** آپ قرارداد دینا چاہتے ہیں تو طریق کار کے مطابق دے دیں۔

**ملک محمد وارث کلو:** جناب سپیکر! میرا آخری point یہ ہے کہ مسئلہ یہ ہے کہ ایک طرف تو ہمارے پاس خوراک نہیں ہے اور ہم گندم درآمد کر رہے ہیں، دالیں درآمد کر رہے ہیں اور چیزیں درآمد کر رہے ہیں۔ اس کے برعکس ہماری بے شمار زمین جو صوبہ پنجاب کی زمین ہے جو بنجر پڑی ہے۔ پہلے یہ ہوتا تھا کہ سالانہ پٹہ جات ہوتے تھے یا پانچ سالہ پٹہ جات ہوتے تھے۔ انھوں نے پٹہ جات ختم کر دیئے جن سے وہ زمینیں بنجر کر دی گئیں اس لئے میری استدعا ہے کہ وزیر زراعت صاحب بیٹھے ہیں۔ اس پر بھی پالیسی کو revise کریں۔

**جناب سپیکر:** بہت شکریہ۔ محترمہ شگفتہ شیخ صاحبہ!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں۔ محترم میاں شفیع محمد صاحب!

**میاں شفیع محمد:** جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے موقع فراہم کیا ہے کہ میں 70 فیصد آبادی کے مسائل گوش گزار کر سکوں۔ عرض یہ ہے کہ economy کا فوری revival صرف زراعت سے ہی ہو سکتا ہے۔ پنجاب میں 1997 سے زرعی ٹیکس لاگو ہے اور 95

فیصد کاشتکار ساڑھے بارہ ایکڑ سے کم زمین رکھتے ہیں اور صرف 5 فیصد کاشتکاروں کی وجہ سے شہری بابو ہمیں جاگیر دار کہتے ہیں۔ زرعی انکم ٹیکس کے حوالے سے شہری بابو آج کل بہت بول رہے ہیں۔

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے میں اپنے معزز بھائی سے کہوں گا کہ notes تو ایک ممبر پڑھ سکتا ہے لیکن لکھی ہوئی تقریر اسمبلی میں نہیں پڑھ سکتا۔

جناب سپیکر: وہ notes پڑھ رہے ہیں۔

سید ناظم حسین شاہ: وہ تقریر پڑھ رہے ہیں۔

میاں شفیع محمد: جناب سپیکر! میں notes پڑھ رہا ہوں۔ سستا آٹا لینے کے لئے پچھلے سال ہم سے جو گندم خریدی گئی وہ global rate سے آدھے rate پر خریدی گئی جس میں 350 بلین روپے کا ہمیں ٹیکہ لگایا گیا۔ میرے معزز رکن محمد یار ہراج صاحب نے فرمایا ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کوئی تجاویز دیں۔ ان باتوں کا ہر روز ذکر ہوتا ہے۔ آپ کے پاس آج وقت ہے تو آپ اپنی تجاویز دیں۔

میاں شفیع محمد: جناب سپیکر! میں تجاویز ہی دے رہا ہوں۔ جناب سپیکر! عرض یہ ہے کہ ساری دنیا import bill کم کرنے اور غذائی قلت پوری کرنے کے لئے اپنے کسان کو support کر رہی ہے جبکہ ہماری زراعت کو جتنا deprive کرنے کی کوشش کی گئی ہے اس میں سب سے بڑی مثال یہ ہے کہ پچھلی فصل میں 14 فیصد یوریا کم import کی گئی اور پھر افغانستان سمگل ہوتی رہی۔ اگر آٹے کی سمگلنگ رک سکتی ہے تو یوریا کی سمگلنگ کیوں نہیں روکی گئی؟

جناب سپیکر! چاول کی فصل 6 ملین ٹن متوقع ہے اور ملکی ضرورت 3.2 ملین ٹن ہے۔ اس وقت سعودی حکومت ایک ملین ٹن چاول ہم سے مانگ رہی ہے مگر T.C.P میں بیٹھے لوگوں نے ابھی تک خریداری شروع نہیں کی اور نہ ہی پاسکو اس اپنے کام میں کوئی جنبش لایا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ

چاول ہمارے گھروں میں پڑا ہے۔جب کسان کا گھر سٹا کئے خالی کر دیں گے تو پھر وہ T.C.P کو بیچیں گے اور منافعے کا سارا کیک یہ خود کھائیں گے۔

جناب سپیکر!اسی طرح تیل کا حساب کتاب دیکھ لیں کہ دنیا میں 140 ڈالر فی بیرل تیل تھا تو اس وقت ڈیزل 69 روپے لٹر تھا۔اب 48 ڈالر فی بیرل تیل آ چکا ہے لیکن ہمیں ڈیزل 60 روپے لٹر مل رہا ہے۔یہ بہت بڑی زیادتی ہے۔ڈیزل کا rate اسی حساب سے کم ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر! global speculation میں ترکی اور امریکہ کی ٹیکسٹائل perform نہیں کر رہی اور چائنہ۔۔۔

جناب سپیکر:آپ نے تو پڑھنا شروع کر دیا ہے۔اس طرح شاہ صاحب کی بات تو صحیح ہو گئی۔

میاں شفیع محمد:جناب سپیکر!میں یہ آپ کو دے دیتا ہوں،آپ پڑھ لیں۔

جناب سپیکر:یہ آپ کا کام ہے،میں کیسے کر سکتا ہوں؟

میاں شفیع محمد: میں نے points لکھے ہوئے ہیں۔ آپ دیکھ لیں۔جناب سپیکر!چائنہ بھی cotton industry پر focus نہیں کر رہا اس لئے ہماری cotton industry کے پاس بہت اچھا موقع ہے۔اس وقت cotton market میں 2 فیصد شیئر لے رہے ہیں۔اس خلاء کو پُر کر سکتے ہیں اور کوشش کر کے 8 فیصد تک جا سکتے ہیں مگر ٹیکسٹائل والوں نے خریداری کو روکا ہوا ہے اور مارکیٹ میں دباؤ رکھا ہوا ہے تاکہ کسان کے گھر سے کپاس نکل جائے اور اس کے بعد وہ اپنی مرضی سے کپاس کی قیمتیں مقرر کر کے کپاس خریدیں۔اس کے ساتھ ساتھ T.C.P جو ٹیکسٹائل کی B ٹیم ہے انھوں نے بھی خریداری ابھی تک شروع نہیں کی جو کہ بہت بڑا ظلم ہے۔اخباروں میں تو روز چھپ رہا ہے کہ T.C.P خریداری کرے گی لیکن ابھی تک T.C.P مارکیٹ میں نہیں آئی۔

جناب سپیکر!پنجاب حکومت کی گرین ٹریکٹر سکیم قابل تحسین ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ میری یہ تجویز ہو گی کہ laser leveler scheme کو بھی جاری رکھا جائے۔اس سے بھی ہمیں بہت فائدہ ہو گا۔

جناب سپیکر! پچھلی فصل پر ارسا نے پنجاب کا 4ہزار کیوسک پانی کاٹ لیا۔ میری یہ استدعا ہوگی کہ ہمیں گندم کی فصل کے لئے پانی چاہئے۔ اب ہماری کٹوتی کی نگرانی کی جائے اور ارسا یا وفاقی حکومت کو یہ اجازت نہ دی جائے کہ ہماری گندم کے پانی میں سے وہ کوئی کٹوتی کریں۔ معیاری بیج برائے گندم اور کھاد کی عدم دستیابی کی بھی نگرانی کی جائے۔ ایسا نہ ہو جیسے ایک دفعہ کھاد افغانستان سمگل ہو گئی تھی اور اس دفعہ بھی افغانستان سمگل ہو جائے اور ہمیں کھاد کی کمی کا سامنا کرنا پڑے۔ میرے کاشتکار بھائیوں نے "Dawn" میں ایک article چھاپا ہے اگر آپ اجازت دیں تو میں اس کے آخری جملے پڑھ کر سنا دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ کا ٹائم پورا ہو گیا ہے، خود ہی دیکھ لیں۔ ایک منٹ میں کر سکتے ہیں تو ٹھیک ہے۔

میاں شفیع محمد: جناب سپیکر! میں عرض کروں گا کہ یہ Constitution میں ہے اگر ایک مقرر پہلی دفعہ اپنی تقریر کرے تو اس کو maiden speech کہا جاتا ہے اور اس میں interference نہیں کیا جاتا۔ اگر آپ مجھے اجازت نہیں دیتے تو میں باہر چلا جاؤں گا یا تو مجھے یہ آخری جملے بولنے دیں۔

جناب سپیکر: دیکھیں! میں تو بڑے پیار اور ادب سے آپ سے گزارش کر رہا ہوں۔

میاں شفیع محمد: میں آخری جملے عرض کرنا چاہ رہا ہوں۔ روزنامہ "Dawn" میں article چھپا ہے جو ہم سب کی آواز ہے۔

The plan to tax agriculture by the Federal Government is illogical, unreserval, ill time, counter productive and unconstitutional.

یہ ہم سب کی آواز ہے جو وفاقی حکومت تک پہنچنی چاہئے اور ہم ٹیکس ادا نہیں کریں گے۔ شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، محترمہ شمیلہ اسلم صاحبہ! صرف پانچ منٹ بولنا ہے۔

محترمہ شمیلہ اسلم: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے گرین ٹریکٹر سکیم کے ذریعے ٹریکٹر کی منصفانہ تقسیم اور رعایتی نرخوں پر زرعی آلات کی فراہمی یقیناً موجودہ حکومت کا ایک انقلابی قدم ہے اس کے لئے میں وزیر اعلیٰ پنجاب اور حکومت پنجاب کو مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ میں دو

چیزوں پر بات کروں گی، پہلی بات کھاد پر ہے اور آج کل گندم مہم کا بہت زور ہے یقیناً اس میں کھاد کی بھی بہت ضرورت پڑتی ہے۔ کھاد کے حوالے سے میں یہ کہوں گی کہ مارکیٹ میں ہر چھوٹی سے چھوٹی اور ہر بڑی سے بڑی چیز پر قیمت کا اندراج ہوتا ہے لیکن افسوس کہ کھاد کی کسی بوری پر قیمت کا اندراج نہیں ہوتا۔ میری اس ایوان کی وساطت سے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور وزیر زراعت سے درخواست ہے کہ ملٹی نیشنل کمپنیوں اور پاکستانی کمپنیوں کو پابند کیا جائے کہ وہ ہر کھاد کی بوری پر قیمت کا اندراج کریں تاکہ غریب کسانوں پر بوجھ نہ پڑے۔ میں چاہوں گی کہ یہاں پر انتظامیہ کے جو لوگ یا سیکرٹری صاحب ہیں وہ بھی اس چیز کو نوٹ فرمالیں کیونکہ یہ بے حد ضروری ہے۔

دوسری چیز یہ ہے کہ ہماری 80 فیصد آبادی زراعت سے منسلک ہے مگر اس میں خواتین کو وہ حصہ نہیں دیا گیا ان کا جو حق بنتا تھا۔ غربت کو کم کرنے کے لئے ضروری ہے کہ دیہات کی عورت کو آسان شرائط پر بلاسود قرضے دیئے جائیں اور چھوٹے چھوٹے جانور پالنے کی ترغیب دینے کے لئے اس طرح کا لائحہ عمل تیار کیا جائے کہ وہ اپنی آمدنی میں اضافہ کر سکیں۔ اس کے علاوہ ہمارا کسان بہت غریب اور لاچار ہے، اس کا زیادہ تر انحصار اپنے جانوروں پر ہوتا ہے۔ گائے اور بھینس کے دودھ کے ذریعے وہ اپنی کمائی پوری کرتا ہے۔ اب نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جب بھینسیں اور گائیں مناسب دودھ نہیں دیتیں تو ان کو جو انجکشن لگائے جاتے ہیں ان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ وہ انجکشن ہیں جو ان کی ہڈیوں سے بھی دودھ نچوڑ لیتے ہیں۔ جب یہ دودھ بازار میں جاتا ہے تو اس کے انتہائی مضر اثرات ہوتے ہیں جو نہ صرف چھوٹے بچوں کے hormones disturb کر رہے ہیں بلکہ اس سے ہیپاٹائٹس اور دیگر بیماریاں بھی پھیل رہی ہیں۔ میں اس ایوان کی وساطت سے وزیر اعلیٰ پنجاب، منسٹر صاحب اور دیگر محکموں کے افسران سے گزارش کروں گی کہ اس پر قانون سازی ہونی چاہئے اور اس بات کو معمولی نہیں سمجھنا چاہئے بلکہ سخت action لینا چاہئے۔ ہمارے وزیر اعلیٰ پنجاب کی اس call کو سچ ثابت کر دکھانا چاہئے کہ صحت کے معاملے میں کوئی compromise نہیں۔ آج تک تو ہم غذائیں دو نمبر کھاتے تھے لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ اب ہم جو دودھ پی رہے ہیں وہ بھی خالص نہیں ہوتا جس کی وجہ سے ہم لوگوں کو بہت سے مسائل کا سامنا ہے۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ ایک صحت مند نسل جنم لے تو

ہمیں ان چیزوں پر نظر ڈالنی ہوگی، قانون سازی کرنی ہوگی اور جو لوگ اس سے اجتناب کریں ان کے خلاف سخت action لینا ہوگا۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: بہت مہربانی کہ آپ نے اپنا ایک منٹ چھوڑ دیا ہے۔ جی، میجر عبدالرحمن صاحب بہادر!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب سپیکر! بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے موقع دیا اور بہادر کہا۔

جناب سپیکر: آپ کے صرف پانچ منٹ ہیں اس سے زیادہ ٹائم نہیں ملے گا۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب سپیکر! میں کوشش کروں گا کہ مختصر رہوں۔ میں تقریر کا آغاز اپنی سفارشات سے کرتا ہوں۔ سب سے پہلی میری تجویز یہ ہے کہ اگر ہم زراعت کو انڈسٹری کا رتبہ دے دیں تو جتنے دکھڑے زراعت کے ہیں یہ دھل جائیں گے۔ بہت دیر سے کسان کی demand ہے کہ زراعت کو آپ انڈسٹری کا درجہ دیں اور اس کو انڈسٹری کے برابر لے کر آئیں۔ میں مثال دوں گا کہ جب کھیت کے against بنک کا قرضہ لیا جاتا ہے تو زمیندار کو چند ہزار روپوں میں دیا جاتا ہے اور اگر اسی کھیت میں چند ہزار اینٹیں لگا دیں، چند من لوہا لگا دیں تو اسی کھیت کے بدلے صنعتکار کو کروڑوں روپے کا قرضہ مل جاتا ہے، یہ کہاں کا انصاف ہے؟ اگر زراعت کو انڈسٹری کا درجہ دیں گے تو یہ تضاد ختم ہو جائے گا۔ اب زراعت کو جدید خطوط پر لانے کے لئے میرے ناقص اندازے کے مطابق ایک ایکڑ کے لئے کم از کم سات سے آٹھ لاکھ روپے چاہئیں۔ اگر آپ نے irrigation system کو جدید بنانا ہے، agriculture system کو بہتر بنانا ہے اور اس سے مناسب آمدنی حاصل کرنی ہے تو یہ رقم جب تک کسان کو ملے گی نہیں تو وہ کہاں سے زراعت کو جدید بنائے گا؟ ہم نعرے تو بہت لگاتے ہیں کہ زراعت کو جدید کیا جائے۔

جناب سپیکر! میرا تیسرا point یہ ہے کہ ہر آنے والی حکومت کہتی ہے کہ بجٹ کی رقوم کے گورکھ دھندے کے اندر زراعت کو اتنے بلین روپے دے دیئے، اتنی subsidy دے دی۔ کھاد کی subsidy پر بات کی جائے تو کھاد کی 70 فیصد سے زیادہ subsidy صنعتکار استعمال کرتا ہے کیونکہ اسی کھاد کے اوپر subsidy دی گئی ہے۔ اس کے لئے مناسب قانون سازی ہونی چاہئے کہ جتنی subsidy مقرر کی گئی ہے وہ زمیندار کو پہنچنی چاہئے نہ کہ صنعتکار کو۔

جناب سپیکر! اسی طرح ہم پانی کی کمی کا رونا روتے ہیں۔ ہم شاید مزید پانی تو حاصل نہ کر سکیں لیکن کیا متعلقہ محکموں نے موجودہ پانی کی بچت یا جدید آبپاشی نظام کے متعلق کوئی کام شروع کیا ہے؟ میرے خیال میں بالکل نہیں کیا۔ جب تک ہم اس حوالے سے کچھ نہیں کریں گے اس وقت تک ہماری فصلیں ہمیں مناسب آمدن نہیں دیں گی۔ میرا اگلا point یہ ہے کہ انڈسٹری تمام چیزیں نقد بیچتی ہے لیکن زمیندار سے ہر چیز ادھار لی جاتی ہے اور سالہا سال سے payment نہیں ہوتی۔ آج جب میں یہ بات کر رہا ہوں تو میں خوف میں بھی مبتلا ہوں کہ آج یہ باتیں تو ضرور ہوں گی لیکن شاید ان کا نتیجہ کوئی نہ نکلے کیونکہ میں اسی ہاؤس کی ایک مثال دیتا ہوں کہ یہاں پر ہمارے وزیر موصوف نے یہ بیان دیا تھا کہ ایک مہینے کے اندر گنے کی تمام شوگر ملیں کسان کو payments کریں گی لیکن ایک مہینہ چھوڑ کر تین مہینے گزر چکے ہیں لیکن ابھی تک کسان کو payments نہیں ہوئیں۔ قانون کے مطابق گنے کا کرشنگ سیزن نومبر کا پہلا ہفتہ ہے۔ بتائیے کس سال، کس وقت کس مل نے نومبر کے پہلے ہفتے میں کرشنگ شروع کی؟ اس وجہ سے جب ہم گندم کی کمی کا رونا روتے ہیں تو پنجاب کے اندر چار لاکھ ایکڑ جہاں سے گنا کاٹ کر گندم کاشت کی جاتی ہے وہ صرف انہی ملوں کی وجہ سے ہے۔ یہ ملیں جب دسمبر یا جنوری میں شروع ہوتی ہیں تو ان کی وجہ سے چار لاکھ ایکڑ کے اوپر گندم کاشت نہیں ہو سکتی کیونکہ گنا کھڑا رہتا ہے۔ اس کے بعد جب اپریل کا مہینہ آتا ہے تو اس وقت زمینداروں کو زیادہ تر گنا جلانا پڑتا ہے۔ اس حوالے سے already قانون موجود ہے، کوئی نئے قانون کی ضرورت نہیں لیکن بات اس پر عملدرآمد کرنے کی ہے۔ مصیبت یہ ہے کہ ہمارا معاشرہ اس وقت صنعتکار کی قید میں ہے، اس کے رحم و کرم پر ہے، وہ جو چاہے اس کی مہربانی لیکن وہ زمیندار کی آواز نہیں ہے۔

جناب والا! میں کہتا ہوں کہ قانون سازی ہونی چاہئے اور صوبوں کو اختیار ہونا چاہئے کہ وہ اپنی مرضی اور ضرورت کے مطابق صنعت کی product کو import یا export کر سکیں۔ اگر ہمارے ہاں چاول زیادہ ہو گیا ہے، حکومت نے مونجی کی 1500 روپے فی من قیمت مقرر کر دی ہے تو کوئی زمیندار مجھے بتا سکتا ہے کہ اس نے اس ریٹ پر بیچی؟ آج 1000 یا 1100 روپے من کاشت کار مونجی بیچنے پر مجبور ہے۔ کیوں؟ میرے بھائی نے پہلے ہی بتا دیا ہے کہ ابھی تک مرکزی حکومت خریداری کے لئے باہر نہیں نکلی اس لئے کیوں نہ یہ ہو کیونکہ اگر ہمارے ہاں کمی ہے تو صوبوں کو اجازت

ہونی چاہئے۔ میرے خیال میں اس کے لئے اگر ایک قرارداد پیش کی جائے اور اسے پاس کر کے مرکزی حکومت کو بھیجا جائے کہ وہ اس کے متعلق غور کرے تو بہتر ہو گا۔

جناب سپیکر! اگر کسی مل کے اندر پروڈکشن نہیں ہوتی تو وہ اپنی پروڈکشن کے مطابق ہی ٹیکس دیتا ہے لیکن ہمارے ہاں پانی نہیں ملتا مگر آبیانہ دینا پڑتا ہے کیونکہ فلیٹ ریٹ لگا کر اور بھی زیادہ زمینداروں کے اوپر ظلم ہوا کہ ان کی فصل بھی نہیں اگتی لیکن انہیں آبیانہ دینا پڑتا ہے۔ اس کی مجھے سمجھ نہیں کہ یہ کہاں کی منطق ہے اور کس طرح کا اصول ہے کہ میری آمدن تو کچھ نہیں، میری پیداوار کچھ نہیں لیکن مجھے اس کے اوپر حکومت کو فیس ادا کرنا پڑتی ہے؟ اس کے متعلق بھی اگر حکومت نئی اور بہتر قانون سازی کرے کہ جس طریقے سے سال کے آخر میں مل والوں کا product کا تخمینہ اور analysis کیا جاتا ہے اور اس کی آمدن کے مطابق وہ اپنا ٹیکس جمع کرواتا ہے تو زمیندار کے اوپر یہ کیوں ہے کہ وہ آبیانہ بھی دے، زرعی انکم ٹیکس بھی دے اور اب جو آواز آ رہی ہے لیکن اس کے متعلق ایک clarification ہو گئی ہے کہ مرکزی حکومت یہ نہیں لگا رہی جو کہ بہت اچھی اور خوش آئند بات ہے، ہم تو بلکہ یہ کہیں گے کہ جو پہلے ساڑھے بارہ ایکڑ کے اوپر زرعی انکم ٹیکس لگا ہوا ہے وہ بھی ختم ہونا چاہئے کیونکہ اس کا کوئی جواز نہیں بنتا ہمیں دینے کا اور نہ ہی آج کا زمیندار، جیسے آپ نے کہا کہ پنجاب میں کوئی جاگیردار نہیں ہے بلکہ زمیندار ہیں۔ آج کوئی زمیندار اس کو دینے کی طاقت نہیں رکھتا تو اس لئے اس پر بھی نئے سرے سے غور کرنا ہو گا کیونکہ آپ بار بار گھڑی کو دیکھ رہے ہیں تو میں خود ہی بیٹھ جاتا ہوں۔ شکریہ

جناب سپیکر: میں آپ کو دیکھتا ہوں، گھڑی کو نہیں دیکھتا۔ شکریہ۔ جی، احمد خان بلوچ صاحب!

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر میں آپ کا اور رانا ثنااللہ صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے کاشت کار طبقے کے لئے وقت مقرر کیا ہے اور زراعت کے متعلق کاشت کار طبقے کو درپیش تکالیف کو سننے اور کہنے کا موقع دیا ہے۔

جناب والا! کاشت کار طبقہ ہی ہے جس سے ملک کی معیشت بھی مضبوط ہے اور شہر کی رونقیں بھی بحال ہیں۔ ایک کاشت کار طبقہ ہی ہے جو رات دن محنت کر کے ملک کے عوام کو خوشحال

کرتا ہے لیکن افسوس یہ ہے کہ جو ملک کے عوام کو خوشحال کرتا ہے کبھی وہ بیچارہ خود خوشحال نہیں ہوا۔ کاشت کار دن رات محنت کر کے اناج پیدا کرتا ہے کبھی کسی نے سوچا ہے کہ اس کو کتنی مشکلات ہیں؟ اس کے متعلق یہ کہہ دینا یہ جاگیر دار ہیں، یہ عیش و عشرت کر رہے ہیں۔ اناج پیدا کرنے کے لئے جو تکلیف کاشت کار طبقہ اٹھاتا ہے اگر یہ جاگیر دار کہنے والے دیکھیں تو یہ ایک رات بھی فصلوں کو پانی نہیں لگا سکتے۔ گھپ اندھیری راتوں میں کانٹوں پر چل کر اور سانپوں سے لڑ کر یہ کاشت کار جب فصلوں کو رات کو پانی لگاتے ہیں تو اللہ کے سوا اس کے ساتھ اور کوئی نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر! مجھے افسوس ہوتا ہے کہ جب اس کے متعلق یہ کہتے ہیں کہ کاشت کار ٹیکس نہیں دیتا تو میں کہتا ہوں کہ جتنا زیادہ ٹیکس کاشت کار دے رہا ہے اور کوئی کاروباری اور کوئی صنعت والا ہم سے مقابلہ کر لے کہ کاشت کار ٹیکس زیادہ دے رہا ہے یا صنعت کار زیادہ ٹیکس دے رہا ہے۔ یہ زرعی ادویات کی صورت میں ہو، یہ مالی آبیانہ کی صورت میں ہو، یہ زرعی ٹیکس کی صورت میں ہو، یہ جعلی ادویات جو بیچارے کسانوں کو ملتی ہیں اس کی صورت میں جو وہ بھگتتا ہے، ڈیزل کی مہنگائی کی صورت میں، کھاد کی مہنگائی کی صورت میں کاشت کار کیا کیا مشکلات نہیں اٹھاتا؟ لیکن اس کے متعلق یہ کہنا کہ یہ ٹیکس نہیں دیتا بہت ہی افسوس کی بات ہے۔ افسوس ہوتا ہے کہ آج اسی کاشت کار کے متعلق یہ سوچا جا رہا ہے کہ اس پر زرعی انکم ٹیکس بھی لگا دیں۔ مالیہ یہ دیتا ہے، آبیانہ یہ دیتا ہے، زرعی ٹیکس یہ دے رہا ہے، مہنگائی کی چکی میں یہ پس رہا ہے۔ باقی سب کاروباری اداروں کا بجٹ جون میں بڑھتا ہے لیکن کسان کا کوئی وقت نہیں۔ کھاد کی بوری لے کر گھر جاتا ہے جب دوسری لینے کے لئے آتا ہے تو سو روپیہ زیادہ ہو جاتی ہے تو کوئی پوچھنے والا نہیں ہے کہ اس کا بھی کوئی بجٹ ہے اور اس کا کوئی ٹائم مقرر ہے کہ وہ اس حساب سے کھاد ابھی ایک دن پہلے اس ریٹ پر لے گیا ہے اور پھر آیا ہے تو اس کو دوسرا ریٹ دینا پڑتا ہے۔

جناب سپیکر! ایک کاشت کار ہی ہے جو رب کے بھروسے پر چلتا ہے کیونکہ اس کے پاس جو کچھ پڑا ہوتا ہے وہ زمین میں دبا دیتا ہے اور اللہ کے بھروسے پر رہتا ہے اور اللہ کی مہربانی سے جب فصل اگتی ہے تو اس کے چہرے پر رونق آتی ہے۔ فصل اگتی ہے تو کاشت کار کی جنگ شروع ہو جاتی ہے۔ پہلے وہ جڑی بوٹیوں سے لڑتا ہے، پھر کیڑے مکوڑے آ جاتے ہیں تو ان کے لئے دوائی لے کر آتا

ہے پھر زمینی آفات ہوں یا آسمانی وہ سب مشکلات برداشت کرتا ہے لیکن افسوس کی بات کہ جب اس کی فصل تیار ہو جاتی ہے تو ایک واحد کاشت کار طبقہ ہے جس کو اپنی جنس کی قیمت مقرر کرنے کے اختیارات نہیں ہیں۔ کاٹن ہو، دھان ہو، گنا ہو جو کچھ بھی ہو وہ فصل تیار تو اتنی مشکل سے کر سکتا ہے لیکن اس کو اپنی فصل کی قیمت مقرر کرنے کا اختیار نہیں ہے۔ کوئی کاروباری صاحب بتا دے کہ جن کا ٹیکسٹائل ملوں یا کارخانے سے تعلق ہو کہ وہ جو چیز تیار کرتے ہیں اس کا اپنا ریٹ وہ خود مقرر کرتے ہیں لیکن یہ صرف کاشت کار ہے کہ اس کی جنس کی قیمت گورنمنٹ مقرر کرتی ہے۔

**جناب سپیکر:** بلوچ صاحب! جلدی مکمل کریں کیونکہ ٹائم کافی ہو گیا ہے۔

**جناب احمد خان بلوچ:** جناب سپیکر! اگر ملک کو ترقی دینی ہے اور ملک کی معیشت مضبوط بنانی ہے تو میں یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ اگر آپ نے زراعت کو مضبوط نہ کیا تو ملکی معیشت کبھی مضبوط نہیں ہو سکے گی۔ میرا وقت تو کافی ہونا چاہئے تھا چونکہ میں محرک ہوں اور محرک کا ہمیشہ دگنا ٹائم ہوتا ہے لیکن آپ مجھے بھی اس کے متعلق کہہ رہے ہیں تو میرے دل کی باتیں تو رہ گئی ہیں۔ میں واضح طور پر کہتا ہوں کہ اس وقت کاٹن، دھان کھلے آسمان تلے پڑی ہے لیکن لینے والا کوئی نہیں ہے تو میری یہ تجویز ہے اور میری کاشت کار طبقے کی طرف سے یہ فریاد ہے کہ اس کو فوری طور پر خرید کریں ورنہ یاد رکھنا کہ آپ کا گندم کا ٹارگٹ پورا نہیں ہوگا۔ اس وقت دو لاکھ ایکڑ گندم بجائی کرنا چاہتے ہیں لیکن افسوس ہے کہ اس وقت 40 ہزار ایکڑ گندم کی بجائی ہوئی ہے۔ صرف اس لئے کہ کاٹن کی فروخت نہیں ہو رہی۔ ایک تو کاٹن فوری طور پر خریدی جائے اور دوسری تجویز یہ ہے کہ جس طرح باقی ہر کاروباری ادارے اور ہر دکان اور فیکٹری کی انشورنس ہے تو کاشت کار کی فصل کی بھی انشورنس ہونی چاہئے اور تیسری بات یہ ہے کہ وزیر زراعت صاحب تشریف فرما ہیں تو میری ان سے یہ تجویز ہے کہ ریسرچ سنٹرز کو کروڑوں روپے کا بجٹ دیا جاتا ہے اور آج بھی رانا صاحب کہہ رہے تھے کہ پتا نہیں کہ 270 یا کتنے ملین روپے ریسرچ والوں کو دے دیئے گئے ہیں تو وہ بتائیں کہ آج تک انہوں نے کوئی اینٹی وائرس کاٹن کا بیج تیار کیا ہے، کاشت کار کو کوئی ایسا بیج دیا ہے کہ جس کو وائرس نہ لگتی ہو۔ اس چیز کے لئے وہ پیسے لے رہے ہیں کہ ہم نئے نئے بیج گندم اور کاٹن کے تیار کر رہے ہیں لیکن افسوس کہ آج تک وہ ہمیں anti

seed virus مہیا نہیں کر سکے۔ اگر ان کو اتنے پیسے دیئے جاتے ہیں تو ان کی جانچ پڑتال بھی ہونی چاہئے، ان کا آڈٹ بھی ہونا چاہئے، ان سے پوچھنا بھی چاہئے کہ آپ نے جس مقصد کے لئے اتنا بجٹ لیا ہے کاشتکار کو اس کا کیا فائدہ پہنچایا؟ میری صرف آخری گزارش ایک منٹ کے لئے یہ ہے کہ I.M.F سے قرضہ لے کر زرعی ٹیکس نہ لگائیں۔ اگر خدانخواستہ ان کے دباؤ میں آکر زرعی ٹیکس لگا دیا تو یاد رکھیں کہ ملکی زراعت تباہ ہو جائے گی اور اس کے تباہ ہونے سے ملکی معیشت تباہ ہو جائے گی۔ مہربانی، شکریہ

**جناب سپیکر:** ہاؤس کا وقت آدھ گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔ جناب عامر سلطان چیمہ!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ زوبیہ رباب ملک صاحبہ!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں۔ جناب اعجاز احمد خان!

**جناب اعجاز احمد خان:** جناب سپیکر! بہت شکریہ۔

افراد کے ہاتھوں میں ہے اقوام کی تقدیر
ہر فرد ہے ملت کے مقدر کا ستارہ

جناب سپیکر! آج جبکہ وطن عزیز میں امن و امان کے حالات ناگفتہ بہ ہیں۔ آپ کی external investment ختم ہو چکی ہے۔ پاکستان میں energy نہ ہونے کی وجہ سے انڈسٹری بیٹھ چکی ہے۔ یہ صرف زراعت ہی ہے جس میں آپ بہتر توجہ دے کر پاکستان کی معیشت اور سالمیت کو محفوظ کر سکتے ہیں۔ میں agriculture statistics of Pakistan کے مطابق عرض کروں گا کہ اس وقت پنجاب کے اندر 57 فیصد رقبہ زیر کاشت ہے۔ اس میں سے کل cultivated area 31.06 ملین ایکڑ ہے اور اس میں 7.33 ملین ایکڑ ایسا ہے جو cultivation کے لئے absolutely available نہیں ہے۔ 4.2 ملین ایکڑ culturable waste ہے اور جو میں نے cultivated area 31.06 کہا ہے اس کا sown area 41.21 ملین ایکڑ ہے۔ اس طرح جو یہ culturable waste ہے اس کا 4.02 ملین ایکڑ neglected ہے اور اس پر توجہ اور focus کر کے ہم اپنی production بڑھا سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ wheat کی طرف مبذول کراؤں گا، پاکستان میں wheat کی ضروریات تقریباً 21 ملین ٹن ہیں جس میں سے 15.6 ملین ٹن پنجاب پیدا کرتا ہے لیکن پچھلے سال اور اس سال کے اوائل میں آپ کو جو wheat کا بدترین بحران دیکھنا پڑا اس کی وجوہات سیاسی ہیں۔ 2007 اور 2008 میں پنجاب میں گندم کا 19 لاکھ ٹن سٹاک موجود تھا جس میں سے وفاق نے پانچ لاکھ ٹن گندم export کے لئے ٹینڈر float کئے اور اس میں سے 3 لاکھ 85 ہزار ٹن گندم اور 15 لاکھ ٹن آٹا ملک سے باہر export کر دیا گیا جس کے ریٹ 220 ڈالر فی ٹن تھے۔

جناب سپیکر: اب آپ ایک منٹ میں wind up کریں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! یہ قومی معاملہ ہے، میں آپ سے عرض کروں گا کہ اگر یہ معاملہ کوئی irrelevant ہو تو آپ ٹائم کو reduce کر دیجئے۔ یہاں ہمارے ڈپٹی اپوزیشن لیڈر نے اپنی تقریر میں آدھ گھنٹہ لیا تھا اور اب ان میں اتنا بھی ظرف موجود نہیں ہے کہ وہ یہاں پر بیٹھ کر ہماری بات سن لیں۔

جناب سپیکر: آپ ان کو چھوڑیں، اپنی بات کریں اور suggest کریں کہ آپ کیا تجویز دینا چاہتے ہیں؟

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! میں عرض کروں گا کہ اس طرح 590 روپے فی من کے حساب سے wheat export کی گئی۔

جناب سپیکر: ڈپٹی اپوزیشن لیڈر تو یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! ان کا شکریہ۔ بعد میں یہ تقریباً 17 لاکھ ٹن گندم import کی گئی ہے۔

جناب سپیکر: آپ suggest کریں کہ ہمیں کیا کرنا چاہئے اور ہمیں کیسے آگے بڑھنا چاہئے؟ یہ اعداد و شمار تو آ گئے ہیں اب اپنی suggestions دیں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! اس نتیجے میں ہم نے گندم 12 سو روپے فی من کے حساب سے import کی اور ہم نے اس طرح سے بھاری زر مبادلہ ضائع کیا۔ میں آپ سے یہ عرض کروں گا کہ

آج بھی پاکستان کے اندر اور بالخصوص پنجاب کے اندر گندم ہماری ضروریات سے زیادہ پیدا ہو رہی ہے۔ پاکستان کو wheat کے معاملے میں خودکفالت سے بڑھ کر export standard تک لانے کے لئے ہمیں neglected area پر cultivation کرنی ہوگی۔ forest کو ہم نے مختلف اضلاع میں ہزاروں ایکڑ زمین plantation growth کے لئے دی ہوئی ہے وہ واپس لینا ہوگی اور اس پر cultivation کرنا ہوگی۔ میں سمجھتا ہوں کہ کسانوں کو ساڑھے بارہ ایکڑ کے حساب سے جگہ دے دی جائے اور اس میں سے دو ایکڑ یا وٹ بندی پر ان کو compulsorily حد مقرر کر دی جائے کہ اس پر آپ نے plantation کرنی ہے۔ اس طرح forest کے پاس جو non utilized area پڑا ہوا ہے وہ utilization کی طرف آ جائے گا۔

جناب سپیکر! یہاں کپاس کے معاملے پر معزز ممبر نے ابھی بات کی ہے کہ کپاس پر مختلف قسم کے وائرس کا حملہ ہوتا ہے اور یہ وائرس فصل کی فصل چاٹ جاتے ہیں۔ ہمیں اس شعبہ میں کپاس کی production کے حوالے سے بڑی ناکامی کا سامنا ہے۔ جس میں ملی بگ جیسے جراثیم اہم ہیں جس پر کنٹرول نہیں کیا جا سکا۔ میں وزیر اعلیٰ پنجاب کو کریڈٹ دوں گا کہ انہوں نے اس مسئلہ پر ابھی چائنہ میں M.O.U sign کیا ہے۔

جناب سپیکر: آپ کوئی اپنی suggestion دیں تاکہ اس کو فارغ کریں۔ پلیز، اس کو wind up کریں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! میں آپ سے یہ عرض کروں گا کہ اس پر فوری طور پر implement کرنے کی ضرورت ہے اور جو سسٹم drip irrigation کا ہے اس کو فوری طور پر پاکستان میں introduce کرانے کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ، اب آپ تشریف رکھیں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں کہ جو ابھی لاء منسٹر نے agriculture minister کے behalf پر بتایا ہے کہ تین ہزار ملین کے arrangements کئے جا رہے ہیں کہ یہ agriculture promotion پر لگیں گے۔ بات ڈیپارٹمنٹ کی output کو بڑھانے کی

ہے۔ ہم بجٹ کا سب سے بڑا حصہ agriculture پر لگاتے ہیں لیکن اس میں feed back کم ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم جو ہدف مقرر کریں اس کے حصول کے لئے ہمیں ان اداروں سے پوچھنا بھی چاہئے کہ کیا رزلٹ حاصل ہوا ہے؟

جناب سپیکر: بہت بہت شکریہ

کرنل (ر) شجاع خانزادہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شجاع صاحب!

کرنل (ر) شجاع خانزادہ: جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں، میں وزیر زراعت کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں اور سیکرٹری زراعت کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔ میں جو کہہ رہا تھا کہ brief ملنا چاہئے وہ brief سب کو مل گیا ہے اور اس کی پوری detail ہے۔ میں یہ چاہوں گا کہ باقی جو محکمے ہیں جب ان کی discussion ہو وہ بھی اسی قسم کا brief ضرور دیا کریں۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ باقی تمام departments بھی اس کو نوٹ فرمالیں۔ اعجاز شفیع صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے ہیں۔ جناب آصف منظور موہل صاحب!

جناب آصف منظور موہل: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! زراعت پر سب دوستوں نے بہت اچھی باتیں کی ہیں مگر آپ کا فرمان ہے کہ صرف تجاویز دی جائیں۔ تجاویز کیا میں تو اپنے مطالبات پیش کروں گا کہ میرا ضلع بہاولنگر اس وقت پسماندگی کے انتہائی نیچے درجہ پر جا رہا ہے۔ زراعت کے لئے اگر پانی نہیں ہوگا تو پھر یہاں پر ہم گندم، کپاس اور گنے کے لئے جتنے بھی facts & figures بیان کر دیں تو میرا نہیں خیال کہ اس میں کوئی حقیقت ہو گی۔

میری یہ گزارش ہے کہ میرے ضلع بہاولنگر کو سب سے پہلے پانی کا مسئلہ ہے، اس کی کمی سے ہم گزر رہے ہیں ایک تو اس کو پورا کیا جائے اور جو اس سال پانی کی تقسیم کی گئی ہے وہ بڑی خطرناک حد تک ہے۔ جس کو میں آج آپ کی اجازت سے اس ایوان میں figures کے ساتھ پیش کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت ہمارے پاس منگلا اور تربیلا دو commands ہیں۔ بہاولنگر، وہاڑی اور ساہیوال یہ تینوں ضلعے اس منگلا کی command میں ہیں اور اسی طرح بہاولپور اور رحیم یار خان تربیلا

commandمیں آتے ہیں تو ہماری جو none perennials نہریں ہیں اس کے حوالے سے جو planningکی گئی ہے اس کے اندر یہ رکھا گیا ہے کہ جو منگلا کی command نہریں ہیں انہیں پانی نہیں دیا جائے گا جبکہ جو تربیلا کی command نہریں ہیں ان کو یہ پانی دیا جائے گا تو اتنا بڑا تضاد کیوں ہے؟ جن کو پانی دیا جارہا ہے ان کو اس criteria پر دیا جارہا ہے کہ وہاں گندم کی کاشت ہے تو کیا ہم گندم کاشت نہیں کرتے؟ کیا میرے ضلع ساہیوال اور وہاڑی میں گندم کاشت نہیں ہوتی؟ میری یہ گزارش ہے کہ اگر پانی دیا جائے تو none perennials میں بھی برابر دیا جائے یا پھر بالکل نہ دیا جائے یعنی انصاف کیا جائے۔

جناب سپیکر! دوسری بات میں آپ کے توسط سے اس ایوان میں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ ابھی 21۔نومبر سے ہمارے حصہ کا یعنی صادقیہ نہر کا 5500 کیوسک پانی بنتا ہے جس میں سے ایک ہزار کیوسک deduct کر کے اس میں down stream پر بہاولپور کو دیا جارہا ہے اور ہمیں 4500 کیوسک دیا جارہا ہے اور یہ director regulation کے order پر کیا گیا ہے تو میری آپ سے یہ استدعا ہے کہ اس کو آپ on the behalf of this House as speaker کنٹرول کریں اور ہمارا جو ایک ہزار کیوسک پانی ہے یہ کم از کم ضلع بہاولنگر کو واپس دے دیا جائے اور یہی میں بات چاہتا تھا کہ کیا ہی اچھا ہوتا کہ آج سیکرٹری زراعت تو اس ایوان میں موجود ہیں اور اگر سیکرٹری اریگیشن بھی ہوتے تو پھر اور بہتر ہوتا۔

**جناب سپیکر:** جی، آپ بات کرتے چلے جائیں، آپ کی بات نوٹ ہو رہی ہے۔

**جناب آصف منظور موہل:** جناب سپیکر! اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی عرض کروں گا کہ باتیں سب میرے معزز اراکین نے کر دیں تو میں صرف ان کی تفصیل میں جانا چاہوں گا۔ جو زرعی انکم ٹیکس کی بات کی جارہی ہے، خدا کرے کہ آج جو بیان مرکزی حکومت نے دیا ہے یہ حقیقت پر مبنی ہو کہ آئندہ ابھی وہ زرعی ٹیکس لگانے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتے اور اگر وہ ارادہ رکھتے ہیں تو میں یقین سے آپ کو کہہ سکتا ہوں کہ آج پنجاب کا کسان زرعی ٹیکس تو کیا وہ اپنے بچوں کی صحیح تعلیم و تربیت بھی برداشت نہیں کر سکتا تو ہم سے یہ ہمارے خون مانگ لیں، ہماری آنکھوں کا نور مانگ لیں، ہماری جانیں

مانگ لیں مگر ہمارے بچوں کا جو رزق ہے وہ ہم سے نہ چھینیں۔ ہم اس floor پر احتجاج کرتے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ ہم یہ زرعی ٹیکس نہیں دیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اس کے علاوہ میری آپ سے ہی گزارش ہے کہ ہماری زراعت تب کامیاب ہوگی اگر اس ایک تجویز پر عمل کیا جائے کہ ہمارے قائد محترم میاں شہباز شریف صاحب کا vision بھی اسی کے حق میں ہے اور اگر ہمارا agriculture department بھی اسی کو focus کرلے تو خدارا! اس زراعت میں جو ہمارے in puts ہیں اگر اس میں جعلسازی کو روک دیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہماری outputs دگنی ہو سکتی ہے بلکہ انشاء اللہ تعالیٰ میں چند دنوں میں اس ہاؤس کے اندر ایک ایسی FIR بھی پیش کروں گا کہ جو ایک کھاد کی بڑی authentic کمپنی کے خلاف میرے ضلع میں درج ہوئی ہے جس کی کھاد کے اندر ملاوٹ نکل آئی ہے اور اگر ہم نے اتنی مہنگی مہنگی دو نمبر ملاوٹ والی کھادیں اپنے کھیتوں میں ڈالنی ہیں تو کیسے ہم اپنے پنجاب اور اپنے پاکستان کو ایک اچھی زراعت کا مستقبل دے سکیں گے؟ میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ محترمہ سامیہ امجد صاحبہ!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں۔

محترمہ مائزہ حمید: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی،

محترمہ مائزہ حمید: جناب سپیکر! میری چھوٹی سی request آپ کے توسط سے سیکرٹری زراعت سے اور منسٹر زراعت سے ہے کہ جو پنجاب سیڈ کارپوریشن ہے انہوں نے seed procurement بند کر دی ہے۔ انہوں نے pre-basic seed کے لئے کسان کو incentive دیا تھا کہ یہ 15 دسمبر تک considerable high price procurement دیں گے لیکن وہ انہوں نے اب بند کر دی ہے اور اب کسان suffer کر رہا ہے۔ پہلے input prices فیڈرل گورنمنٹ نے اتنی high کر دی ہیں کہ جس کی وجہ سے کسان کا کوئی بھی leverage نہیں ہے تو kindly یہ پنجاب سیڈ کارپوریشن اگر پنجاب کے کنٹرول میں ہے تو ان کی ایک meeting call کر کے ان سے پوچھا جائے کہ انہوں نے یہ کیوں کیا ہے اور اس کی date کو extend کیا جائے کیونکہ کسان پہلے ہی مارا جا رہا ہے، thank you very much

جناب سپیکر: جی،افتخار علی بابر کھیتران!

جناب افتخار علی بابر کھیتران: شکریہ۔جناب سپیکر! زراعت کے حوالے سے یقیناً مسائل فاضل ممبران نے بہت خوبصورتی سے پیش کئے ہیں اور میں suggestions کی طرف آنا چاہوں گا کہ پاکستان میں ہمارا کاشتکار بنیادی طور پر قدرت کے سہارے اپنی سرگرمیوں کو جاری رکھے ہوئے ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے یہاں اس ایوان میں جو کسانوں کا ایوان بھی کہلایا جا سکتا ہے، یہاں پر کی ہوئی باتوں کا اثر اس کاشتکار تک اگر پہنچتا ہے جو کھیتوں میں موجود ہے تو اس ایوان کا بنیادی فرض ہے کہ یہ اپنی عوام کے لئے بہتری کی تجاویز مرتب کرے اور اس پر عملدرآمد کرائے۔اس کے بعد میں یہاں پر inputs کے حوالے سے بھی بات کرنا چاہوں گا کہ مارکیٹ اکانومی کے اوپر کاشتکار اپنی سرگرمیوں کو جاری رکھے ہوئے ہے اور subsidized items اب اس کے لئے ناممکن ہیں کہ وہ اپنی کسی بھی inputs کے حوالے سے اسے subsidy مل رہی ہو لیکن ان تمام مارکیٹ اکانومی inputs کے ساتھ وہ جو پروڈکشن پیدا کرتا ہے اسے کنٹرول ریٹ پر اس وقت خریدا جاتا ہے جب ملک میں اس چیز کی shortage ہو لیکن surplus ہونے کی صورت میں اسے مارکیٹ کے رحم وکرم پر چھوڑ دیا جاتا ہے جہاں اس کا سب سے بڑا استحصال مڈل مین آڑھتی کرتا ہے۔جب ہم اس ایوان میں بات کرتے ہیں تو جو گورنمنٹ کے پاس available tools ہیں اور مارکیٹ کمیٹیاں ہیں یا باقی ادارے ہیں اس حوالے سے ان کی کارکردگی یقیناً مایوس کن ہے اور آپ نے مشاہدہ کیا ہوگا کہ مارکیٹ کمیٹیوں کے ساتھ زیادہ تر تعلق آڑھتیوں کا ہوتا ہے اور کاشتکار تقریباً اس سے لاتعلق رہتے ہیں تو اب اس چیز کی ضرورت ہے کہ کاشتکار جب اپنی پروڈکشن کو تیار کرلیتا ہے تو اسے کم از کم وہ mechanism ملنا چاہئے جہاں وہ اپنی معقول قیمت لے سکے اور اس کے لئے ہمارے سامنے ہندوستان کی مثال ہے کہ جہاں مہاراشٹر یا باقی علاقوں میں کہ انٹرنیٹ کے ذریعے اپنی products کو وہ within region کہیں بھی اپنی بہتر قیمت کے لئے ان کے پاس ایک سہولت موجود ہے۔اسی کے ساتھ ہی جو cartels against کاشتکار اس ملک کے اندر وجود رکھتے ہیں سیڈ کے حوالے سے کہ جو سیڈ نیا پیدا ہوتا ہے وہ انتہائی مہنگے داموں میں کاشتکار کی لاعلمی کا فائدہ لے کر اسے

فروخت کیا جاتا ہے، خواہ اس بیج کی پیداواری صلاحیت ہو یا نہ ہو انتہائی مہنگے داموں میں نیا بیج کا نام دے کر اسے بیچا جاتا ہے اور کوئی گائیڈ کرنے والا موجود نہیں ہوتا۔ non-registered seed ہمیشہ مہنگے داموں shops پر فروخت ہوتے ہیں۔ اسی کے ساتھ ہی ایک اور چیز جب ہم چاول کے حوالے سے بات کرتے ہیں تو جس وقت کاشتکار اپنے چاول کی کاشت کی طرف جا رہا تھا تو کوئی بھی ادارہ اسے intimate نہیں کر رہا تھا کہ وہ بہت زیادہ پروڈکشن کی طرف جا رہے ہیں اور یہی چیز ہے کہ اتنی زیادہ کاشت کے بعد آج کاشتکار کو اپنی فصل کی فروخت کے لئے کوئی سیکٹر بھی موجود نہیں جو اسے خرید سکے۔ اب میں ریسرچ انسٹیٹیوٹس کے حوالے سے بات کرنا چاہوں گا کہ کاشت کار دو قسم کے ہیں۔ایک progressive کاشتکار ہیں جو حکومت کی تمام پالیسیوں کے benefits لیتے ہیں لیکن سب سے زیادہ ضرورت کم علم کاشتکار کو ہے جو یہ facilities avail نہیں کرتا۔لہذا ضرورت اس بات کی ہے کہ یہ تمام چیزیں کاشتکار تک جائیں تاکہ وہ حکومت کی طرف سے دیئے گئے تمام benefits سے مستفید ہو سکیں۔ میں دیکھ رہا تھا کہ محکمہ زراعت کے پاس 25ہزار ملازمین ہیں لیکن آپ دیکھیں کہ کاشتکاروں تک کتنے پہنچتے ہیں؟ یہ ہمارے لئے ایک question mark ہے۔

جناب سپیکر! میں نے بجٹ اجلاس میں بھی ایک تجویز پیش کی تھی کہ اگر ہم زراعت کو ریڑھ کی ہڈی قرار دیتے ہیں تو طالب علموں کو کم از کم میٹرک تک زراعت بطور مضمون پڑھایا جائے تاکہ جب کاشتکار کا بیٹا اپنے گھر جائے تو اپنے خاندان کے لئے کچھ تو افادیت رکھتا ہو۔ میں یہ بھی چاہوں گا۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کا ٹائم پورا ہو گیا ہے، پلیز تشریف رکھیں۔جی، رانا منور غوث صاحب!

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر! آپ نے فرمایا تھا کہ جیسے جیسے نام آئے ہیں اسی طرح ان کو پہلے سنا جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، وہ بھی سنتے ہیں۔

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: جناب سپیکر! میرا نام ساتویں نمبر پر تھا لیکن میرا نمبر ابھی تک نہیں آیا۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! گھبراہٹ نہ کریں۔ان کے بعد آپ کی باری لگ چکی ہے۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے ایوان میں کاشتکاری کے فروغ اور زمینداروں کے مسائل پیش کرنے کے لئے موقع فراہم کیا۔اس وقت زمیندار کو کھاد اور بیج کی فراہمی بڑی مشکل سے ہو رہی ہے آپ جو کاشتکاروں کو کھاد اور بیج خریدنے کے لئے زرعی بنک سے قرضہ دیتے ہیں اس میں میری تجویز ہے کہ زرعی بنک، سیڈ کارپوریشن اور فیکٹریوں کا آپس میں اس طرح مربوط رابطہ ہونا چاہئے کہ وہ زمیندار سے ڈیمانڈ لے کر اسے اچھی اور معیاری کھاد اور بیج فراہم کریں۔اس وقت پنجاب میں زمیندار کو لیزر لیول کا بھی بہت کم فائدہ ہو رہا ہے، جب زمیندار کو لیزر لیول کی ضرورت ہوتی ہے تو اسے کئی دفاتر کے چکر لگانے پڑتے ہیں اس وجہ سے وہ dishearts ہو جاتا ہے اور اسے اس کی افادیت کا پتا چلتا ہے اور نہ ہی فائدہ حاصل کر سکتا ہے لہذا میری گزارش ہے کہ لیزر لیول کو عام کیا جائے۔آپ نے پہلے ہر تحصیل میں ایک لیزر لیول دیا ہوا ہے یا پھر بڑی تحصیلوں میں دو یا تین لیزر لیول ہیں۔ میرا تعلق تحصیل سلانوالی ضلع سرگودھا سے ہے مجھے اچھی طرح علم ہے کہ میری تحصیل میں صرف ایک لیزر لیول ہے۔ ہماری تحصیل میں یہ ایک لیزر لیول بالکل کم ہے اور وہاں کے کسانوں کی ضروریات پوری نہیں کر سکتا۔لہذا آپ ان articles کی دستیابی کو زیادہ سے زیادہ ensure کریں۔ابھی جیسے افتخار کھیتران صاحب نے کہا ہے کہ اس وقت پنجاب میں محکمہ زراعت کا فیلڈ سٹاف 25 ہزار ہے۔آپ نے ان کو ہر یونین کونسل کی سطح پر ایک دفتر فراہم کیا ہوا ہے اور وہ وہاں جا کر زمینداروں کو مشورے دیتے ہیں لیکن ان کا فیلڈ ورک بالکل کم ہے بلکہ نہ ہونے کے برابر ہے۔وہ نہ تو زمینداروں کو مشورے دیتے ہیں اور نہ ہی کھاد اور بیج کے متعلق بتاتے ہیں۔اس سلسلے میں میری استدعا ہے جیسے آپ نے فیلڈ سٹاف کو زیادہ سے زیادہ سہولیات دی ہوئی ہیں ان کو موٹر سائیکل دیئے ہوئے ہیں اور ان کو اچھی مراعات مل رہی ہیں لہذا ان کو چاہئے کہ وہ زمینداروں تک پہنچیں اور ان کو زیادہ سے زیادہ motivate کریں تاکہ ہماری فصلیں بروقت کاشت ہو سکیں اور ایک عام کسان کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچے۔

جناب سپیکر! صوبائی حکومت کی گرین ٹریکٹر سکیم شروع کرنے پر تمام کسان شکریہ ادا کرتے ہیں۔ آپ نے گرین ٹریکٹر سکیم میں ہر تحصیل کے لئے کوٹا مختص کر دیا کہ فلاں تحصیل میں 100 ٹریکٹر ہوں گے فلاں میں 80 اور فلاں میں 40 ٹریکٹر ہوں گے۔ آپ نے جو قرعہ اندازی کا سلسلہ شروع کیا اس میں بہت سے چکوک میں ایسا ہوا کہ ایک چک کے تو 10 ٹریکٹر نکل آئے اور کہیں ایسا ہوا کہ پانچ پانچ یونین کونسلوں میں ایک ٹریکٹر بھی نہیں گیا۔ یہ قرعہ اندازی بالکل transparent ہوئی ہے مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن میں چاہتا ہوں کہ اس کا کوئی ایسا طریق کار اختیار کیا جائے کہ ہر جگہ کے لوگ مستفید ہو سکیں۔

**جناب سپیکر:** آپ کا time over ہو گیا ہے۔ پلیز! wind up کریں۔

**رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان:** جناب سپیکر! اس وقت نہری پانی ہماری زراعت کے لئے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے لیکن آپ دیکھ رہے ہیں کہ پانی چوری ہو رہا ہے۔ feudal lords نہریں کاٹ کر پانی چوری کر لیتے ہیں لیکن ان کے خلاف دفعہ 330 کی کارروائی ہوتی ہے۔ لہذا میری استدعا ہے کہ ان کے خلاف دفعہ 379 اور 420 کے تحت پرچے دیئے جائیں اور سختی سے ensure کیا جائے کہ جو پانی چوری کرے کم از کم تین ماہ تک اس کی ضمانت نہ ہو۔

**جناب سپیکر:** جی، ٹھیک ہے۔ پلیز wind up کریں۔

**رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان:** جناب سپیکر! میں wind up کر رہا ہوں۔ میری آخری استدعا ہے کہ محکمہ زراعت کو ہدایت جاری فرمائیں کہ سبزیات اور باغات کے فروغ کے لئے ایک سپیشل ٹاسک فورس بنائی جائے اور جو آپ نے کین کمشنر مقرر کیا ہوا ہے اسے اتنا با اختیار بنائیں کہ جب یہ ملوں والے زمینداروں کے پیسے کھا جاتے ہیں تو وہ ensure کرے کہ زمینداروں کو بروقت ان کی ادائیگیاں ہوں۔ بہت شکریہ

**جناب سپیکر:** جی، آپ کا بھی بہت شکریہ۔ جی، جناب محمد حفیظ اختر چودھری!

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! قبل اس کے کہ میں آپ سے یہ کہوں کہ زراعت ہمارے ملک کی اکانومی میں کیا role play کر رہی ہے۔اس معزز ایوان کے سب اراکین جانتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: جو تجاویز نہیں آئیں آپ وہ دیں۔

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: جناب سپیکر! میں مختصر کرتے ہوئے صرف suggestions کی طرف آتا ہوں کہ ہمارے محکمہ زراعت کے departments خواہ وہ ریسرچ ہے، ایگری ایکسٹنشن ہے، فلوری کلچر ہے یا کوئی بھی ہے وہ جو بھی کام کر رہا ہے ان کی افادیت بڑھانے کی ضرورت ہے۔ میں green evaluation سے بات شروع کرتا ہوں۔آج ہم food crisis کی بات کر رہے ہیں، جب پاک 81 آئی تو ہم اس دور کو green evolution کہتے ہیں، سبز انقلاب کہتے ہیں اس وقت کسان کی فی ایکڑ پیداوار تقریباً 90+ تھی لیکن اس کے بعد جب آج ہم دوسری varieties کاشت کر رہے ہیں تو ہماری پیداوار اس level تک کیوں نہیں ہے؟ جہاں تک میرے علم میں بات آئی ہے کہ اس وقت ہمارے کسی ایگریکلچر ایکسٹنشن ڈیپارٹمنٹ، ایگری ریسرچ ڈیپارٹمنٹ اور soil reclamation کسی بھی ڈیپارٹمنٹ کے پاس کوئی ایسا data موجود نہیں ہے۔لہذا میری تجویز ہے کہ اس وقت کا soil analysis اور پورے پنجاب کا ٹوٹل analysis موجود ہونا چاہئے کہ اس وقت ہماری زمینوں میں کون کون سے micro and macro elements موجود تھے اور اب ان کی کتنی deficiency ہو چکی ہے۔اگر ہم local strength سے synthetic variety میں آئے ہیں تو ہماری وہ varieties کتنی inputs لے گئی ہیں۔ اس وقت پنجاب میں سب سے بڑا ڈیپارٹمنٹ ایگریکلچر ایکسٹنشن ڈیپارٹمنٹ ہے، ہمیں چاہئے کہ جو چیز آج ہمارے کام نہیں آئی کم از کم ہماری آنے والی نسل کے ضرور کام آئے۔اس وقت ہمارے پنجاب میں مربع سسٹم اور ایکڑ سسٹم موجود ہے، ہمارے ایگری کلچر ایکسٹینشن ڈیپارٹمنٹ کو فوری طور پر ہنگامی بنیادوں پر یہ کام شروع کر دینا چاہئے کہ ہمارے پاس ہر ایکڑ کا ہر مربع کا soil analysis کا data موجود ہونا چاہئے۔اس میں water analysis کا data موجود ہونا چاہئے۔اگر آج ہمارا ڈیپارٹمنٹ recommendations

دے رہا ہے تو وہ blind ہے۔ اگر کوئی کسان اپنے soil کا analysis خود کروا کر لائے تب اس کی requirement کی recommendation ہوتی ہے ورنہ جتنی بھی نائٹروجن، فاسفورس اور پوٹاش کی recommendations دیتے ہیں وہ بالکل blind دیتے ہیں اس لئے میں پھر استدعا کرتا ہوں کہ ہمارے ڈیپارٹمنٹ کے پاس پورے پنجاب کا مربع وار اور ایکڑوار data ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر! چونکہ ہمارے منسٹر صاحب نے enhance production کی بات کی ہے لہذا میری استدعا ہے کہ اب ہمیں اس طرف آ جانا چاہئے۔ ہمیں روایتی ایگریکلچر کو چھوڑ کر ایڈوانس ایگریکلچر کی طرف توجہ دینا ہوگی۔ ہمارا under cultivation area بہت کم پڑ رہا ہے اور اس کے برعکس ہماری بہت سی ایگریکلچر لینڈ زرعی سے سکنی میں تبدیل ہو رہی ہے اس کے لئے کوئی پالیسی بنائی جائے اور اس پر سختی سے عملدرآمد کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر: ہاؤس کا ٹائم 15 منٹ بڑھایا جاتا ہے۔ چودھری صاحب! اب آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: جناب سپیکر! میں to the point اور relevent subject پر رہ کر چند تجاویز دینا چاہتا ہوں اگر میں subject سے ہٹوں تو آپ ضرور کہہ دیں کہ میں بیٹھ جاؤں۔

جناب سپیکر: جی نہیں۔ ٹائم کی بھی پابندی کرنا ہوتی ہے۔

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: جناب سپیکر! اب ہمیں ایڈوانس ایگریکلچر کی طرف توجہ دینا ہوگی اور ہمیں cropping pattern کے لحاظ سے zoning کرنا ہوگی۔ ہمیں اس میں citrus, mango, temperate fruit, vegetables, floriculture اور اس میں جتنی بھی major crops آتی ہیں۔ جس میں corn, wheat, cotton, sugarcane اور rice ہے ان crops کے لحاظ سے ہمیں ایک zoning کرنا ہوگی تاکہ ہم اپنے تمام محکمہ جات کو اس کی افادیت اور اس کی صلاحیت کے مطابق استعمال کر سکیں۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! آپ کا وقت ختم ہوا۔ بڑی مہربانی۔

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: جناب سپیکر! میں مزید اس پر بات کرنے کی اجازت چاہوں گا۔ مہربانی کرکے مجھے پانچ منٹ اور دے دیں۔

جناب سپیکر: پانچ منٹ کیسے دے سکتے ہیں؟ دوسرے لوگوں نے بھی ابھی بات کرنی ہے۔

جناب عبدالوحید چودھری: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میرے پانچ منٹ ان کو دے دیں۔

جناب سپیکر: جی۔

جناب عبدالوحید چودھری: جناب سپیکر! میں اپنے پانچ منٹ ان کو دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: کیا آپ کا نام ادھر فہرست میں موجود ہے؟

جناب عبدالوحید چودھری: جی ہاں۔ میرا نام ہے۔

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: جناب سپیکر! میری آپ سے درخواست ہے کہ بڑی دیر کے بعد زراعت پر بحث ہو رہی ہے اور میرا یہ subject بھی ہے، میں agrarian ہوں اور بحیثیت agrarian میں اس میں اپنی inputs دینا چاہتا ہوں تو استدعا ہے کہ پلیز آپ پانچ منٹ دے دیں۔

جناب سپیکر! اس وقت دنیا organic پر چلی گئی ہے اگر ہم vegetables کو export کی سطح پر لے کر جانا چاہتے ہیں، اگر ہم اپنی valuable product میں آنا چاہتے ہیں تو ہمیں organic کے اوپر آنا پڑے گا۔ اب بھی ہم pesticides and insecticide سے plant protection measure کر رہے ہیں۔ ہمیں export zones بنانا ہوں گے تب جا کر ہم اپنی export کو بڑھا سکتے ہیں۔ ہمیں valuable product میں آنا پڑے گا۔ اس وقت citrus اور citrus میں specially mandarin اور mango میں پاکستان دنیا میں نمبر 1 پر ہے۔ ہمارا تمام سی گریڈ کا mango اور سی گریڈ کا citrus ضائع ہو رہا ہے۔ نہ ہم mango pluck میں جا رہے ہیں اور نہ ہم citrus concentrate میں ہیں۔ جب تک ہم valuable product میں نہیں آئیں گے تو ہم اپنے ملک کی معیشت کو سنبھالا نہیں دے سکتے۔ یہ agriculture ایک ایسا واحد sector ہے کہ جس کو ہم بڑھا کر ملکی معیشت میں بہت اہم role play کر سکتے ہیں۔ میری استدعا ہے کہ ہمارے سیکرٹری زراعت، سیکرٹری اری گیشن، سیکرٹری خوراک اور سیکرٹری محکمہ جنگلات کا ایک coordination ہونا چاہئے۔ ہماری پالیسی ان تمام کی مشاورت سے، ہماری exports کے مطابق اور ہماری ملکی ضروریات کے مطابق بنی چاہئے۔ ہماری جو agro based industry ہے اس

کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمیں اپنی policies کو ترتیب دینا چاہئے۔اس وقت جو ہم production بڑھانے کی بات کر رہے ہیں تو ہماری production کسی مربوط پالیسی کے بغیر کیسے بڑھے گی؟اب دنیا subsurface irrigation پر آ گئی ہے جبکہ ہم اب پکے کھال بنا رہے ہیں۔پکے کھال میں تقریباً ہر مربع میں ساڑھے سولہ فٹ رقبہ ضائع ہو رہا ہے۔اگر ہم subsurface پر چلے جائیں تو یہ area بھی under cultivation آ سکتا ہے اور اس سے ہم اپنی پیداوار کو بڑھا سکتے ہیں۔

جناب سپیکر!اسی طرح marketing کے لحاظ سے میں یہ استدعا کروں گا کہ ہمارا زرعی مارکیٹنگ کا جو محکمہ ہے وہ اس بارے میں effective policy بنائے جس میں middle man کے role کو minimize کیا جائے اور farmers and consumers کی افادیت کو بڑھایا جائے تب جا کر ہم اپنی زراعت کو سنبھالا دے سکتے ہیں۔یہ وہ تمام چیزیں تھیں کہ میں نے جن کے بارے میں بڑے مختصر اَانداز میں تجاویز دی ہیں۔میری گزارش ہے کہ ہمیں اپنی policies کو review کرنا ہو گا، ہمیں export zone بنانا ہوں گے۔ہمارے پاس مربع وار، ایکڑ وار data آنا چاہئے۔ہماری جو ضلع کی سطح پر لیبارٹریز ہیں ان میں صرف soil analysis and water analysis ہوتا ہے ان کو upgrade کرنا چاہئے۔ان میں crops fertilizers, کا بھی analysis ہونا چاہئے۔تمام چیزوں کا analysis کرنے کی سہولت ضلع کی سطح پر دی جائے اور یہ سہولت تمام کسانوں کو میسر آنی چاہئے۔

جناب سپیکر!ہمیں farmers کی رجسٹریشن پر کام کرنا چاہئے۔ان farmers کی تین categories بنائیں جس میں small, medium and large farmers کی categories بنائیں۔ان farmers کو registered کریں اور ان کی ٹریننگ کا سلسلہ شروع کرنا چاہئے تاکہ ہمارے large farmers اور جو progressive growers ہیں وہ باہر جا کر نئی ٹیکنالوجی دیکھیں اور پھر وہ ٹیکنالوجی ہم اپنے ہاں ٹرانسفر کریں۔

جناب سپیکر! اسی کے ساتھ اجازت چاہوں گا کہ:

خدا کرے کہ میری عرض پاک پر اترے
وہ فصل گل جسے اندیشہ زوال نہ ہو
یہاں جو پھول کھلے وہ کھلا رہے صدیوں
یہاں سے خزاں کو گزرنے کی بھی مجال نہ ہو

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ، مہربانی۔ جاوید حسن گجر صاحب!

جناب جاوید حسن گجر: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! آپ نے ہمیشہ مجھے آخر میں وقت دیا۔ زراعت میں بہت سی تجاویز آئیں۔ میں مختصراً یہ کہوں گا کہ زراعت میں سب سے پہلے زمین کی تیاری کا مرحلہ آتا ہے۔ زمین کی تیاری کے سلسلے میں دو چیزیں بڑی اہم ہیں۔ ایک یہ کہ زمیندار کو ڈیزل سستا دیا جائے اور دوسرا ہر یونین کونسل میں laser leveller فراہم کیا جائے تاکہ زمیندار اپنی زمین کو صحیح طریقے سے ہموار کر سکے۔ اس میں زمیندار اور حکومت کا فائدہ یہ ہوگا کہ پانی کم لگانا پڑے گا۔

جناب سپیکر! اس کے بعد بیج آتا ہے۔ وزیر زراعت صاحب تشریف فرما ہیں۔ سیکرٹری صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ بیج کے معاملے میں تھوڑی سی سختی کی جائے۔ ان کمپنیوں کو رجسٹر کیا جائے جو کہ اچھا کام کر رہی ہیں اور latest seed لے کر آئیں۔ وہ seed companies fields میں رہنی چاہیئں جو maximum production دے سکیں باقی سب کو بھگا دینا چاہئے۔

جناب سپیکر! اس کے بعد pesticides کا نمبر آتا ہے۔ پنجاب حکومت کو اس حوالے سے مرکزی حکومت کی support چاہئے۔ pesticides کی ایسی لیبارٹریاں تیار کی جائیں، factories لگائی جائیں جو یہاں پر اپنا raw material تیار کر سکیں تاکہ ہماری حکومت کا pesticides کی import پر جو خرچ آتا ہے وہ کم ہو سکے۔

جناب سپیکر! ہمارے پورے ملک کی معیشت کا انحصار شعبہ زراعت پر ہے اس لئے میں آپ سے درخواست کروں گا کہ زراعت کو maximum subsidy دی جائے۔ کھاد میں subsidy کے لئے میں درخواست کروں گا کہ آپ اس حوالے سے ہماری maximum support کریں۔ میں نے پچھلی حکومت میں بھی آپ سے یہ کہا تھا کہ یوریا کی جو total cost production ہے---

جناب سپیکر: گجر صاحب! ذرا تصحیح فرما دیں کہ کیا پچھلی حکومت میں آپ نے مجھے کہا تھا؟

جناب جاوید حسن گجر: نہیں، sorry for that۔ میں نے پچھلی حکومت سے بھی کہا تھا، last tenure میں بھی کہا تھا کہ آپ اس حوالے سے ریسرچ کر کے دیکھ لیں، یوریا، این۔ایف۔سی یا دوسری کمپنیوں کے اکاؤنٹس دیکھ لیں۔ ان کی cost of production 200 rupees per bag سے اوپر نہیں ہے جبکہ ہمیں یہ 600/800 روپے میں مل رہی ہے اس لئے آپ یوریا کھاد کے لئے کچھ نہ کچھ کریں۔ اسی طرح ڈی۔اے۔پی کا total import rate یا اس کی cost of production نکالیں تو 500/ روپے per bag نکلتی ہے جبکہ یہاں پر اڑھائی ہزار، تین ہزار روپے میں زمیندار کو مل رہی ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ زمیندار کو ڈیزل کے اوپر maximum subsidy دیں تاکہ زمیندار کو زیادہ سے زیادہ پیداوار حاصل کرنے کے لئے کم سے کم inputs لگانے پڑیں۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ میں یہ کہوں گا کہ تحصیل لیول پر زراعت کے جو آفیسر ہیں ان سے maximum out put لینے کے لئے انھیں موبائل کیا جائے، ان کو mobility دی جائے۔ زراعت آفیسر کے پاس صرف ایک موٹر سائیکل ہوتا ہے جس سے وہ maximum coverage نہیں کر سکتا۔ میں یہ کہوں گا، میری آپ کے لئے اور سب زمینداروں کے لئے ایک suggestion ہے کہ ڈی۔ڈی۔او جو کہ تحصیل لیول کا ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر ہے اس کو بھی ایک ٹریننگ کی ضرورت ہے۔ میں یہ کہوں گا کہ ڈسٹرکٹ لیول پر آپ ایک ایسا سسٹم بنائیں کہ جس کے اوپر ایک ایم پی اے hire کیا جائے اور experienced MPA hire کیا جائے تاکہ ٹریننگ لے

کر وہ اپنے field میں output لے سکے ۔ یہی زراعت ہے، یہی زمیندار ہے جو یہاں سے production لے کر اپنے بچوں کو باہر کے ملکوں میں بار ایٹ لاء کے لئے بھیجتے ہیں۔

جناب سپیکر: بہت بہت شکریہ۔

جناب جاوید حسن گجر: بار ایٹ لاء کے لئے بھیجتے ہیں اور پھر ایم پی اے بن کر اسمبلی میں کہتے ہیں کہ بد تمیزی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ زمیندار کو سارے کھا رہے ہیں، زراعت کو سب کھا رہے ہیں اس لئے آپ ہم زمینداروں کی زیادہ سے زیادہ مدد کریں تاکہ extension wing اپنی output لینے کے لئے زمینداروں کو support کر سکے۔ شکریہ

جناب سپیکر: بہت مہربانی۔ چودھری شوکت محمود بسرا صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ مہر اعجاز احمد اچلانہ صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ ایک صاحب تو مجھے request کر گئے ہیں انہوں نے فرمایا ہے کہ آئندہ کے لئے میرا نام رکھیں۔ ملک احمد حسین ڈیہڑ صاحب!

جناب احمد حسین ڈیہڑ:: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم o میں بہت شکر گزار ہوں سپیکر صاحب کا کہ انہوں نے مجھے ٹائم دیا ہے۔ سب سے پہلے میں یہ سمجھتا ہوں کہ جتنی بھی discussion آج تک اس اسمبلی میں ہوئی ہیں، زراعت جو ہے وہ میں سمجھتا ہوں کہ زراعت سب سے اہم ہے۔ افسوس اس بات کا ہے کہ سب سے کم زراعت کو ٹائم دیا جا رہا ہے۔ جو بھی کوئی ممبر کھڑا ہوتا ہے اس کے لئے یہ restriction ہے کہ آپ پانچ منٹ سے چھ منٹ میں بات مکمل کریں۔

جناب سپیکر: آپ suggestion دیں۔ اس کے لئے ہم نے آپ کو زحمت دی ہے۔

جناب احمد حسین ڈیہڑ: جناب والا! میرا یہ aim ہے کہ اگر کسان خوشحال تو پاکستان خوشحال۔ ہماری تمام کی خوشحالی کسان کے ساتھ ہے اور کسان کو کم از کم تفصیل کے ساتھ سنا جائے۔ زراعت کی اہمیت اس بات سے ہے کہ سب سے پہلے جتنے ممبر ہم اس اسمبلی میں بیٹھے ہیں میں انہیں دعوت فکر دینا چاہتا ہوں کہ جب بھی کبھی ہم زراعت پر بات کریں اور جب کبھی بھی زراعت پر بات ہو تو across the board ہر پارٹی اپنی affiliation کو چھوڑ کر صرف اور صرف اس غریب کسان کے لئے ہمیں مل کر struggle کرنی چاہئے اور بات کرنی چاہئے اس کے لئے ہمیں کام کرنا چاہئے۔ میں

تمام اپوزیشن اور گورنمنٹ پارٹیز کو دعوت فکر دینا چاہتا ہوں کہ آج کے بعد ہم aim کر لیں کہ زراعت کے اوپر ہم اکٹھے ہو کر اس غریب کسان کی بات کریں گے جس نے ہمیں یہاں پر بھیجا ہے اور جس کی وجہ سے ہم یہاں پر کھڑے ہیں۔ جو آج ہمارے اوپر امیدیں لگا کر بیٹھا ہے کہ آج اس ہال میں اگر زراعت پر بات ہو رہی ہے تو کتنے ایم پی ایز، ہمارے نمائندے بیٹھے ہیں اور کتنے گھروں میں جا کر آرام کر رہے ہیں۔ یہ سب سے پہلی بد دیانتی ہماری ہے کہ آج اگر زراعت پر بات ہو رہی تھی تو تمام ممبران کو یہاں موجود ہونا چاہئے تھا اور اس میں اپنی تمام آراء دینی چاہئیں تھیں اور سننا چاہئے تھا اس لئے سب سے پہلے ہمیں اپنا محاسبہ کرنے کی ضرورت ہے۔ میں حلفاً کہتا ہوں کہ میں جو بھی بات کروں گا، across the board کروں گا، کسی بھی پارٹی سے تعلق ختم کر کے کروں گا۔

ایک آواز: تجاویز دیں۔

جناب احمد حسین ڈیہر: میں تجویزوں پر بھی آتا ہوں، پہلے بنیاد تو بنانے دیں۔

جناب سپیکر: پھر آپ کا وقت بھی ختم ہو جائے گا۔

جناب احمد حسین ڈیہر: جناب! آپ ٹائم ختم کر لیں۔ میں ویسے بیٹھ جاتا ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں House کا ٹائم ختم ہونے والا ہے۔

جناب احمد حسین ڈیہر: جناب والا! اگر آپ یہ باتیں نہیں سننا چاہتے تو پھر ہم یہاں آئے کس لئے ہیں؟ افسوس یہ ہے کہ آپ کے لئے، ہمارے لئے یعنی زراعت کے لئے ٹائم نہیں ہے تو پھر ہم کس لئے یہاں کھڑے ہیں؟ پھر ہم یہاں سے واک آؤٹ کر جاتے ہیں۔ آپ ہماری بات تو سنیں میں تو پورا دن ایک لفظ بھی نہیں بولا کم از کم ایک دفعہ ہماری بات تو سن لیں۔

جناب سپیکر: آپ اس طرح سے ٹائم ضائع نہ کریں۔

جناب احمد حسین ڈیہر: جناب والا! میرا دوسرا topic یہ ہے کہ آپ نے ہمیں جو پیپر دیا ہے اس میں یہ لکھا ہوا ہے کہ زراعت کے محکمے کون کون سے ہیں۔

Punjab Agriculture Department, five Directorate General, four Directorate General of Agriculture, two Specialized Cells and Evaluation, two Autonomous Organization of Punjab.

جناب سپیکر: ایوان کا وقت پندرہ منٹ کے لئے بڑھایا جاتا ہے۔

جناب احمد حسین ڈیہر: اس کے علاوہ .subordinate offices میں کہتا ہوں کہ یہ جو پانچ چھ دس محکمے لکھ دیئے ہیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ اس وقت ان محکموں میں سے کتنے بندے یہاں موجود ہیں، جو ہماری بات سننا چاہتے ہیں، جو ہماری آراء کو سننا چاہتے ہیں، جو ہمیں اپنا feed back دینا چاہتے ہیں۔ اس کے لئے جب ہماری بات سننے کے لئے بھی کوئی serious نہیں ہے تو ہمیں کوئی تقریروں کا شوق نہیں ہے۔ آپ دیکھیں اس وقت کن کے پاس کاغذ پنسل ہے اور کون ہمارے points note کر رہا ہے؟ ہر کوئی اپنی باتوں میں مصروف ہے۔ ان اہم points کو سننے کے لئے بھی شاید کسی کے پاس کوئی وقت نہیں ہے۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہماری جمہوری حکومتوں کے لئے شاید یہ آخری موقع ہے۔ بڑی مشکل سے ہماری ان فوجیوں سے جان چھوٹی ہے۔ خدا کے لئے اگر آپ آج بھی متحد ہو کر، متفق ہو کر اس غریب کسان کے لئے نہیں سوچیں گے اور آپس کے اختلافات اور سازشوں میں رہیں گے تو پھر خدا کی قسم ہمیں اس ایوان اقتدار میں کوئی نہیں لائے گا۔

جناب والا! اب میں تجاویز کی طرف آ رہا ہوں۔ میری سب سے پہلی تجویز یہ ہے کہ ہماری ایم پی ایز کی meetings مباحثے اور سیمینار arrange کریں۔ ان لوگوں کے ساتھ arrange کریں جن کے دس ہزار محکمے آپ نے یہاں لکھ لئے ہیں۔ ان محکموں کو ہمارے ساتھ بٹھائیں جو زراعت سے متعلقہ ہیں۔ سیکرٹریوں کو بٹھائیں اور وزراء کو بھی بٹھائیں۔ آپس میں ہم discussion کریں، بات چیت کریں۔ میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ آپ نے ایگریکلچر ریسرچ کے لئے 27 کروڑ روپے رکھ دیا ہے۔ آپ نے پنجاب ایگریکلچر ریسرچ کے لئے 94 کروڑ روپے رکھ دیا ہے۔ other projects کے لئے 44 کروڑ روپے رکھ دیا ہے جو 126 کروڑ روپے بنتے ہیں۔ آپ یہ 126 کروڑ روپے بے شک اپنی ریسرچ پر لگائیں مگر میں دعویٰ سے یہ کہتا ہوں کہ آج آپ کسانوں کو اور ہمیں بٹھا دیں اور ان دس محکموں کو بٹھا دیں اگر ان سے زیادہ رزلٹ ہم آپ کو نہ دیں تو پھر کہیں۔ اب میں

کچھ تجاویز آپ کو دینا چاہتا ہوں۔ سب سے پہلے ہمیں یہ معلوم ہونا چاہئے کہ ہمارا ملک shortage of waterکا شکار ہونے والا ہے، ہمارا ماضی تباہ ہونے والا ہے کہ ہم بوند بوند کو ترسنے والے ہیں۔ دیکھنا یہ ہے کہ ہم مستقبل کے لئے کیا کر رہے ہیں؟ ہم پانی کی بوند بوند کے لئے ترسیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کا سب سے بڑا حل drip irrigation systemہے۔ اس سسٹم کے بارے میں، میں تھوڑی سی بات کرنا چاہتا ہوں۔ ہم نے ملتان میں بہاؤالدین ذکریا یونیورسٹی کے پروفیسروں کے ساتھ مل کر اس معاملے میں بہت کام کیا ہے۔ drip irrigation systemمیں ایک ایکڑ کا جو خرچہ ہے وہ پانچ سے چھ لاکھ روپے ایکڑ ہے۔ جب آپ اس کے لئے سرکاری محکمہ کو پیسا دیں گے تو وہ پانچ چھ لاکھ میں سے کمیشن لگا کر آپ کو سات آٹھ لاکھ روپے ایکڑ میں کر کے دیں گے۔ ہم نے اس پر work outکیا ہے اور میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ drip irrigationکا ایک ایکڑ کا خرچہ ہم نے صرف ایک لاکھ روپے نکالا ہے جس میں وہ drip irrigationآپ کو کھاد بھی فراہم کرے گا جو liquid formمیں شامل کر کے دی جائے گی۔

جناب سپیکر: وقت کا خیال کریں۔

جناب احمد حسین ڈیہڑ: جناب! مجھے پتا ہے کہ ان باتوں کے لئے تو ٹائم نہیں ہے۔ drip irrigationکا یہی مسئلہ ہے اگر اس کے لئے آپ ہمارے ساتھ بات کرائیں، ہم نے جو home workکیا ہے اور میں نے اس کے لئے پی سی ون بھی تیار کروایا ہوا ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر ایک لاکھ روپے میں آپ ایک ایکڑ دیں تو ہمارے ملک میں اس سے بڑا فائدہ اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح سے tunnel formingکی بھی میں بات کرنا چاہتا ہوں tunnel formingمیں دس سے بارہ لاکھ روپے ایکڑ کا خرچہ آتا ہے۔ ہم نے بہاؤالدین ذکریا یونیورسٹی میں work outکیا ہے اس میں صرف دو لاکھ روپے سے ایک ایکڑ میں tunnel formingکر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ میں بات کرنا چاہتا ہوں laser levellerکی۔ جو غریب آدمی ہے دس ایکڑ سے کم جس کی زمین ہے حکومت کو چاہئے کہ اس کو مفت زمین levelکر کے دے۔ اس کے لئے میں تجویز کیا دینا چاہتا ہوں؟ میری تجویز یہ ہے کہ آپ نے جو پیسے زراعت کے لئے رکھے ہیں بے

شک اس کو ریسرچ پر لگائیں وہ سارے پیسے ریسرچ والے ہی کھا جائیں گے ۔آپ نے ہمیں جو 80,80 لاکھ روپے دیا ہے، خدا کے لئے جہاں ایم پی ایز کو 80،80 لاکھ روپے دیئے ہیں اس میں ہم سڑکیں، بجلی، سوئی گیس حلقے میں لگوا سکتے ہیں۔اس کے علاوہ یہ بھی اجازت ہے کہ ہم قبرستان کی چار دیواری بھی بنوا سکتے ہیں اس لئے کہ مردے کہیں بھاگ نہ جائیں۔ ہم وہاں جنازگاہوں پر فرش بھی لگوا سکتے ہیں لیکن اگر کوئی چیز ہم نہیں کر سکتے تو وہ زراعت پر خرچ نہیں کر سکتے۔ ہمیں روکا کس پر جارہا ہے ؟زراعت پر خرچ کرنے سے روکا جارہا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اتنے جذباتی نہ ہوں۔۔

جناب احمد حسین ڈیہر: جناب والا! میری بات تو مکمل ہونے دیں۔

جناب سپیکر: آپ آدھے منٹ میں اپنی بات مکمل کریں۔

جناب احمد حسین ڈیہر: جناب! میں کیسے ختم کروں۔

جناب سپیکر: شکریہ.Thank you then میں آپ کو اس سے زیادہ ٹائم نہیں دے سکتا۔

جناب احمد حسین ڈیہر: جناب والا! پھر ہم یہ مسئلے کہاں پر لے کر جائیں؟

جناب سپیکر:No۔ میں نے آپ کو بڑی patient hearing دی ہے۔

جناب احمد حسین ڈیہر: پھر میں واک آؤٹ کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: چلیں! ٹھیک ہے وہ آپ کی مرضی ہے۔

آوازیں: ایسا نہ کریں۔

جناب احمد حسین ڈیہر: میں حلف اٹھا کر کہتا ہوں کہ اس معاملے میں میرا کسی پارٹی سے واسطہ نہیں ہے اور آج بھی ہم غریب کسان کی بات یہاں کھڑے ہو کر نہیں کر سکتے۔ ہم نے جو work کیا، آپ بے شک ہمارے ساتھ بیٹھ کر کر لیں۔آپ نے ہمیں جو 80/80 لاکھ روپیہ دیا ہے آپ اس 80 لاکھ میں agriculture کی اجازت دیں، میری 11 یونین کونسلیں ہیں میں ایک ایک ایکڑ پر 2 لاکھ روپیہ tunnel farming پر لگانا چاہتا ہوں، ایک ایک لاکھ سے drip irrigation

laser system لگانا چاہتا ہوں اور میں ہر یونین کونسل کو اپنے فنڈز سے ایک ٹریکٹر اور ایک leveller لے کر وہاں کھڑا کرنا چاہتا ہوں جس سے 10 ایکڑ سے کم والے کاشت کار مفت levelling کریں۔ آپ ہمیں سڑکیں، بجلی، سوئی گیس نہ دیں، ہمیں یہ چیزیں دیں۔ ہم ان چیزوں کو عام کرنا چاہتے ہیں اور ہم لوگوں کو یہ ٹریننگ دینا چاہتے ہیں۔ اس کے علاوہ میرے بھائی نے بھی بات کی ہے کہ ہمارے ہاں سب سے بڑا مسئلہ ہے کہ ہمارے ہاں کھاد، بیج اصل نہیں ملتا۔ جب ایک کاشت کار بنک میں قرضہ لینے کے لئے جائے تو اسے آپ خالص کھاد provide کریں، اسے direct بیج provide کریں، اسے direct pesticide provide کریں اور اس کے علاوہ میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہمیں anti virus seeds بنانے چاہئیں۔ میں آخری بات یہ کرنا چاہتا ہوں کہ امونیم سلفیٹ ہماری زمینوں کے لئے بہت ضروری ہے اس کے لئے پاکستان میں کوئی فیکٹری نہیں ہے۔ وہ پہلے import ہوتی تھی اب وہ روک دی گئی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ یہاں پر فیکٹریاں لگائی جائیں جس میں ہم امونیم سلفیٹ وغیرہ تیار کر سکیں۔

جناب سپیکر: محترمہ آصفہ فاروقی صاحبہ!

محترمہ آصفہ فاروقی: شکریہ۔ جناب سپیکر! کافی گرما گرم بحث سن رہی تھی لیکن solution کوئی نہیں بتا رہا تھا۔ میرا تعلق چونکہ پیپلز پارٹی سے ہے، ہمارے منشور میں درج ہے کہ سوشلزم ہماری معیشت ہے تو بے چاروں کا رونا میرے سے دیکھا نہیں گیا۔ یہاں جو زمیندار بیٹھے تھے کسان کی تعریف میں ان میں سے ایک بھی نہیں آتا، نہ مزارع کی تعریف میں کوئی آتا ہے۔ یہ بڑے وڈیرے، جاگیردار اور زمیندار ہیں جو یہاں اکٹھے ہوئے ہیں تو آپ کی وساطت سے ان سے میرا ایک ہی مشورہ ہے کہ اگر تمام جاگیریں اور تمام انڈسٹریز nationalize کر لی جائیں تو ان میں سے کوئی بھی نہیں روئے گا، یہ سب خوش ہوں گے اور آج یہی اس کا حل ہے۔ آپ چائنہ چلے جائیں تو وہاں آپ کو بہترین معیشت اور بہترین زراعت نظر آئے گی۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ محترمہ! آپ اپنی پارٹی کو ضرور یہ تجویز دیں۔

میجر (ر) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! محترمہ نے ہمیں جاگیردار کہا ہے، ہم اس کو قبول نہیں کر سکتے کیونکہ میں ایک غریب کسان ہوں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ جاگیردار یہاں ہے ہی کوئی نہیں۔ چھوڑ دیں میں نے پہلے بات کر دی ہے۔ (قطع کلامیاں)

جی جی، شاباش۔ بہت اچھا جی۔ سید حسن مرتضیٰ صاحب تشریف فرما ہیں؟۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ محترمہ ثمینہ نوید صاحبہ!۔۔۔ نہیں ہیں۔ رانا بابر صاحب!۔۔۔ سردار خالد سلیم بھٹی صاحب بھی موجود نہیں ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں میری گزارش یہ ہے کہ آپ اس طرح سے کر لیں کہ اس وقت agriculture پر بات کرنے کے لئے جو ممبران موجود ہیں اگر وہ اپنی بات کر لیں تو ٹھیک ہے اگر ان میں سے کوئی رہ جائے تو ان کے لئے کل کا دن رکھ لیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو ممبران بحث سنے بغیر جا چکے ہیں ان کا حق نہیں بنتا کہ کل انہیں ٹائم دیا جائے۔

جناب سپیکر: جی جی، وہ ریکارڈ پر ہے۔ میں نے ان کے نام delete کر دیئے ہیں۔ جی، جناب شاہجہان احمد بھٹی صاحب!۔۔۔ لغاری صاحب! ان کے بعد آپ بھی تیار رہیں۔

جناب شاہجہاں احمد بھٹی: جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے اتنے اہم موضوع پر discussion کرنے کے لئے اس ایوان کو موقع دیا۔ یہ بحث یقیناً تمام ملک کے Print and Electronic Media میں جاری ہے۔ آج کے انگریزی کے Daily "Dawn" میں اسی موضوع پر بہت اچھا اداریہ ہے۔ اس کے علاوہ ہر گاؤں اور ہر قصبہ میں یہی بحث جاری ہے۔

جناب سپیکر! جب پاکستان بنا تو اس وقت پاکستان کی G.D.P کا 50 فیصد حصہ زراعت تھا اور آج 60 سال بعد وہ تقریباً 24 فیصد رہ چکا ہے۔ تمام شعبہ جات میں ترقی ہوئی لیکن زراعت میں جو ترقی ہونی چاہئے تھی وہ نہیں ہوئی اور اس کی وجہ سے ہماری 50 فیصد آبادی جو دیہی علاقہ جات میں رہتی ہے وہ غربت کا شکار ہے۔ آپ شہروں میں جائیں تو پلازے اور housing societies ہیں جبکہ دیہاتوں میں آپ کو غربت نظر آتی ہے۔ اس urban rural divide کو صرف

زراعت کی ترقی کے ذریعے bridge کیا جا سکتا ہے۔ کسان کی پریشانی کا حال شاید پہلے علامہ اقبال کے شعر سے Deputy Leader of the Opposition نے دہقان کا حال بیان کیا، میں دہراؤں گا نہیں۔ کسان قرضہ جات کے نیچے دبا ہوا ہے۔ industrialists اربوں روپے کے قرضہ جات معاف کرواتے ہیں۔ میری پہلی تجویز یہ ہے کہ کسانوں کے زرعی قرضہ جات اور اس میں آپ ڈیڑھ دو لاکھ کی حد مقرر کر لیں اور صرف interest ہی معاف کر دیں تو یہ ان کے لئے ایک بہت بڑا relief ہو گا۔ کسان سارا سال محنت کرتا ہے، sugarcane جیسی فصل کو سارا سال پالتا ہے لیکن اسے اس کی payment نہیں ملتی تو اس طرح کا اقدام اس کے لئے بڑا helpful ہو گا۔ موجودہ وفاق کی اور صوبے کی حکومت نے زراعت کی ترقی کے لئے اقدامات شروع کئے ہیں۔ وفاقی حکومت نے گندم کی support price Rs. 950/- کی جس سے کسانوں کو کافی relief ملا ہے۔ صوبائی حکومت نے چند اقدامات کئے جن میں green tractor scheme، زرعی آلات فراہم کرنے کا منصوبہ اور ان اقدامات سے کسانوں کو کافی encouragement ہوا ہے لیکن مزید اقدامات اٹھانے ہوں گے اور ان میں بہت سی باتیں پہلے ہو چکیں۔ water management and irrigation کا نظام بہتر کرنا ہو گا۔ نئی ٹیکنالوجی کو متعارف کرانا ہو گا، نئے بیج دریافت کرنے ہوں گے، ریسرچ پر زیادہ توجہ دینی ہو گی۔ زراعت ایک ایسا شعبہ ہے میں آپ کو مثال دیتا ہوں کہ ہمارے دیہاتوں میں گوار عام اگتا ہے اور اس کی کوئی قدر نہیں ہوتی لیکن وہی گوار ٹیکساس میں لے جا کر ایک بہت بڑا فارم بنایا گیا اور اس کے ذریعے گوار کے by products 7/8 جن میں gum تو عام ہے، industrial usages ہیں اس طرح کی applications ہمیں اپنی فصلوں سے نکالنی ہوں گی۔ اگر زراعت کی ترقی ہو گی تو یقیناً اس سے ہماری food security بہتر ہو گی اور اس کے ساتھ energy security بھی بہتر ہو گی کیونکہ آپ زرعی اجناس کے ساتھ ساتھ توانائی بھی پیدا کر سکتے ہیں۔ Ethanoil اس کی ایک مثال ہے جو کہ corn اور دوسری اجناس سے پیدا کی جاتی ہے۔

جناب سپیکر! آخر میں تمام اراکین سے میری درخواست ہے اور خاص طور پر وہ بھائی اور بہنیں جو زراعت کے ساتھ منسلک ہیں کہ اگر ہم Chamber of Agriculture,

Chamber of Commerce and Chamber of Industry کی بنیادوں پر وجود میں نہیں ہیں، اگر ہے تو ہمیں ظاہر نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: اجلاس کی کارروائی کے لئے مزید 10 منٹ کا وقت بڑھایا جاتا ہے۔

جناب شاہجہاں احمد بھٹی: اگر وجود میں نہیں ہے تو اسے قائم کیا جائے اور صوبائی و ضلعی سطح پر غیر سیاسی بنیادوں پر چیمبر آف ایگریکلچر کا اجراء ہو تا کہ ان کے ذریعے ہم اپنے زرعی شعبے کو ترقی دلوا سکیں۔ آپ کا بہت بہت شکریہ

جناب سپیکر: جناب محمد محسن خان لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ میں بہت چھوٹے چھوٹے points سامنے لاؤں گا تاکہ میں اپنے بھائیوں کا زیادہ وقت نہ لوں۔

جناب والا! ایک تو ہمارا کاشتکار اور کسان credit کی availability نہ ہونے کی وجہ سے بہت زیادہ مجبور ہوتا ہے۔ وہ بہت high interest rates پر کھاد کے ڈیلروں سے سود پر کھاد اور دوسرے inputs اٹھاتا ہے جس کی وجہ سے کاشتکار کو بہت تکلیف ہوتی ہے کیونکہ سود کے rates بہت زیادہ ہوتے ہیں۔ ہماری پچھلی حکومت میں ایک money lending bill پاس ہوا تھا جس کی میں وزیر قانون سے کہوں گا کہ اس کی سختی سے enforcement کروائیں۔ میں وزیر قانون سے درخواست کروں گا کہ شاید ان کو یاد ہو کہ حمیرا اویس شاہد کا ایک بل آیا تھا جو کہ پنجاب کی تاریخ میں واحد پرائیویٹ ممبر بل ہے جو پاس ہوا تھا۔ اس کی enforcement سے غریب کاشتکار، غریب کسان اور چھوٹا زمیندار جو کہ ساہوکار کے چنگل میں پھنسا ہوا ہوتا ہے اور اس کا اس چنگل سے نکلنا مشکل ہوتا ہے۔ اس کی آزادی کے لئے ہم credit کو enforce کریں۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ کوآپریٹو بنک ہوا کرتے تھے جو کہ بہت مناسب شرح پر کاشتکار کو credit کی سہولت فراہم کیا کرتے تھے۔ ان کو دوبارہ revive کریں اور ان کے لئے ہم بہت سارے پیسے رکھیں۔ ہمارا کاشتکار طبقہ سب سے پسا ہوا طبقہ اس طرح ہے کہ دنیا میں کہیں یہ نہیں ہوتا کہ خریدار قیمت مقرر کرے کہ اس نے کس قیمت پر خریداری کرنی ہے۔ اگر میں نے عینک خریدنی

تھی تو دکاندار نے کہا کہ اتنے کی ہے پھر مجھے وارا کھایا تو میں نے خریدی، وارا نہیں کھایا اور اس نے قیمت کم نہیں کی تو میں نے نہیں خریدی لیکن کاشتکار بے چارے کے ساتھ مصیبت یہ ہے کہ اگر وہ پھٹی اگاتا ہے تو جو خریدنے والا ہے وہ اس کی قیمت بتاتا ہے کہ میں نے بارہ سو روپے من لینی ہے یا آٹھ سو روپے من لینی ہے۔ اگر وہ گندم پیدا کرتا ہے تو اس کا محکمہ خوراک بتاتا ہے کہ اس کا کیا rate ہے۔ اگر وہ گنا پیدا کرتا ہے تو شوگر مل والے کی مرضی ہے کہ وہ اس سے کس rate پر خریدے۔ ہمارے کاشتکار کے پاس price mechanism کا کوئی طریقہ نہیں ہے۔ ہماری حکومت نے کوشش کر کے ایگریکلچر مارکیٹنگ کا محکمہ بنایا تھا۔ وہ اس وقت کہاں تک پہنچا ہے لیکن وہ idea بہت اچھا تھا کہ ان کو ایک نظام مل رہا تھا کہ جس سے انھیں مناسب قیمت ملے۔

جناب سپیکر! اس وقت کاشتکار کو ڈیزل کی سبسڈی کی بہت ضرورت ہے۔ حکومت پٹرول پر سبسڈی دے رہی ہے لیکن ڈیزل پر سبسڈی کم کرتی جا رہی ہے۔ ہم یہ IMF اور ورلڈ بنک جو باہر بیٹھے ہوئے صاحب بہادر ہمیں حکم دے رہے ہیں تو ہم ان کے حکم پر یہ چیزیں کر رہے ہیں۔ آپ پٹرول پر سبسڈی بے شک نہ دیں، دنیا میں تیل کی قیمتیں کم ہو رہی ہیں تو پٹرول کی قیمت تو کم ہو رہی ہے لیکن ڈیزل جو ایک کاشتکار کو ٹیوب ویل اور اپنے ٹریکٹر کے لئے چاہئے وہ سستا نہیں ہو رہا۔ اگر یہ وفاقی حکومت سے نہیں ہوتا تو اس میں حکومت پنجاب ایک bold step لیتے ہوئے ٹیوب ویلوں کے لئے ڈیزل اور بجلی کی سپلائی کے لئے فنڈ جاری کر دے تو اس سے ہمارے کاشتکار کو بہت فائدہ ہو گا۔

جناب والا! میری ایک اور درخواست یہ ہے اور شاید میرے بہت سارے بھائی اور بہنیں اس کو غلط رنگ دیں گے۔ میں اللہ کے فضل و کرم سے بالکل نیک نیتی سے یہ بات کر رہا ہوں کہ جب ہماری land reforms ہوئی تھیں تو لاکھوں ایکڑ، ہزاروں مربع زمین حکومت کے پاس آئی تھی اور بڑے بڑے زمینداروں سے زمینیں لے لی گئیں تھی لیکن ان زمینوں کو لوگوں سے لے کر develop نہیں کیا گیا۔ کسی سے زمین چھین لینا land reform نہیں ہوتا بلکہ اس زمین کو اگر آپ چھوٹے کاشتکاروں کو credit facilities دے کر آباد کرنے کے مواقع فراہم کریں گے تو پھر land reforms کا فائدہ ہو گا ورنہ ابھی جو economy scale ہیں کہ جتنا بڑا آپ کا زرعی یونٹ ہو گا تو آپ کا ٹریکٹر، آپ کا پانی، آپ کی ادویات، آپ کی کھاد اور ہر چیز زیادہ بہتر طریقے

سے استعمال ہوں گی تو فائدہ بھی زیادہ ہو گا۔ آپ برازیل میں چلے جائیں، امریکہ میں چلے جائیں، ارجنٹائن میں چلے جائیں اور جو بھی بڑے بڑے زرعی ملک ہیں ان میں land holdings بڑی کی جارہی ہیں۔ ہماری ایک بہن نے ابھی بھی ایک تجویز دی ہے کہ ملوں کو بھی نیشنلائز کر دیں، زمینوں کو بھی نیشنلائز کر دیں شاید وہ ابھی پیچھے ہیں اور وقت بہت آگے نکل گیا ہے اور زمانے نے یہ ثابت کیا ہے کہ یہ چیزیں کامیاب نہیں ہوتیں۔ اگر ہم نے کچھ کرنا ہے تو land reforms میں جو زمینیں لی گئی ہیں یا تو وہ چھوٹے کاشتکاروں کو دیں اور ساتھ ان کو پیسا بھی دیں کہ وہ زمینوں کو آباد کریں نہیں تو پھر جن لوگوں کے پاس وسائل ہیں اور جو بڑے زمیندار ہیں جن سے وہ زمینیں لی گئی تھیں اگر ان کو واپس کر دی جائیں تاکہ وہ ان زمینوں کو آباد کریں تو وہ زمینیں آباد ہو جائیں گی۔ یہ میری چھوٹی سی گزارشات تھیں۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: آپ کا بہت شکریہ۔ جناب کرم الٰہی بندیال!۔۔۔ تشریف فرما ہیں؟ ملک جہانزیب وارن!۔۔۔ تشریف فرما ہیں؟ ملک نوشیر لنگڑیال!۔۔۔ تشریف فرما ہیں؟ رائے محمد اسلم خان کھرل!۔۔۔ تشریف فرما ہیں؟ ملک فیروز جوئیہ!۔۔۔ تشریف فرما ہیں؟ جناب شیر علی خان!۔۔۔ تشریف فرما ہیں؟ سید ناظم حسین شاہ، مجھے کہہ کر گئے ہیں کہ میں کل بات کرنا چاہتا ہوں، جناب جمیل اشرف، خواجہ محمد اسلام، محترمہ نسیم ناصر خواجہ صاحبہ، ملک محمد عباس راں، ملک محمد عامر ڈوگر!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ میاں طارق امین ہوتیانہ!۔۔۔ تشریف رکھتے ہیں؟ جناب محمد خرم گلفام!۔۔۔ تشریف فرما ہیں؟ چودھری غلام نبی!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ رانا تنویر ناصر!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ سردار محمد ایوب خان گادھی!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ ملک جاوید اعوان!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ ملک اعتبار خان!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ محترمہ رفعت سلطانہ ڈار صاحبہ!۔۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں۔ چودھری ممتاز احمد ججہ!۔۔۔ تشریف رکھتے ہیں؟ چودھری اویس قاسم!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ چودھری طاہر احمد سندھو!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ چودھری محمد ارشد! ساہیوال۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ محترمہ عارفہ خالد صاحبہ!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں۔ ملک محمد ظہور انور!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ ملک جلال الدین ڈھکو مجھے کہہ کر گئے ہیں کہ میں کل تقریر کروں گا۔ جناب شہزاد سعید چیمہ!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ محترمہ مائزہ حمید صاحبہ!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں۔

محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ مجھے کہہ کر گئی ہیں۔ڈاکٹر آمنہ بٹر صاحبہ!۔۔۔تشریف رکھتیں ہیں؟جناب عبدالوحید چودھری!۔۔۔تشریف رکھتے ہیں لیکن انھوں نے تو اپنا وقت دوسرے ممبر صاحب کو دے دیا تھا۔جناب عامر محمود!۔۔۔تشریف نہیں رکھتے۔جناب طاہر محمود ہندلی!۔۔۔تشریف نہیں رکھتے۔ ملک اختر!۔۔۔تشریف فرما ہیں؟الحاج محمد الیاس چنیوٹی!۔۔۔تشریف فرما ہیں؟چودھری شوکت محمود بسرا!۔۔۔تشریف فرما ہیں؟میاں غلام سرور صاحب!۔۔۔تشریف فرما ہیں؟

**جناب محمد یار ہراج:** پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر!میری گزارش صرف اتنی ہے کہ آج کی جو debates ہوئیں، رانا صاحب نے جب اس دن کو زراعت پر بحث کے لئے مختص کیا تھا تو اس وقت بات ہوئی تھی کہ زرعی ٹیکس کے سلسلے میں ہم نے اگر کوئی قرارداد وفاقی حکومت کو بھیجنی ہے تو discussion کے بعد ہم وہ قرارداد لے آئیں گے۔

**جناب سپیکر:** میرے خیال میں آپ بیٹھ کر decide کر لیں۔

**جناب محمد یار ہراج:** زرعی ٹیکس کے سلسلے میں کوئی قرارداد بنالیں۔

**وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):** جناب سپیکر! کل پرائیویٹ ممبرز ڈے بھی ہے۔ اگر یہ consensus کے ساتھ کوئی قرارداد لے آئیں تو اس کو کل consider کر لیں گے۔

**جناب سپیکر:** بہت شکریہ۔اب اجلاس کل بروز منگل مورخہ 25۔نومبر 2008 صبح 10 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

---

717

# ایجنڈا

# برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

## منعقدہ، 25۔نومبر 2008

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

1۔ سوالات (محکمہ جات ہائر ایجوکیشن اور سکولز ایجوکیشن)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

2۔ غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

## حصہ اول

(مفاد عامہ سے متعلق قرارداد یں)

(مورخہ 18۔نومبر 2008 کے ایجنڈے سے زیر التواء رکھی گئی قرارداد یں)

1. محترمہ آمنہ اُلفت:
چودھری ظہیر الدین خان:
چودھری عامر سلطان چیمہ:
جناب محمد محسن خان لغاری:
حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا:
ڈاکٹر سامیہ امجد:

یہ ایوان صوبائی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ صوبائی دارالحکومت لاہور سمیت تمام میٹروپولیٹن شہروں میں سرکاری ملازمین اپنی آدھی سے زیادہ تنخواہ پر مہنگائی کے تناسب سے بڑھے ہوئے کرائے / مہنگے گھروں پر رہنے پر مجبور ہیں جبکہ حکومت پنجاب کی طرف سے ملنے والا ہاؤس رینٹ ناکافی ہے۔ جس سے پرائیویٹ رہائش نہیں ملتی۔ لہذا حکومت پنجاب لاہور سمیت تمام میٹروپولیٹن شہروں میں ہاؤس ریکوزیشن کی سہولت فراہم کرے تاکہ ملازمین ان شہروں میں باآسانی پرائیویٹ رہائش حاصل کر سکیں۔

2. حاجی ذوالفقار علی:

یہ ایوان حکومت پنجاب کو اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ صوبہ کی تمام جیلوں میں بند ایسے قیدی جن کی مقررہ قید ختم ہو چکی ہے مگر ایسا جرمانہ جو سرکاری خزانہ میں جمع ہونا تھا، ادا نہ کرنے کی وجہ سے بند ہیں، کو فوری رہا کرنے کا حکم صادر فرمائے۔

(موجودہ قرارداد یں)

| | | |
|---|---|---|
| .1 | چودھری ظہیر الدین خان:<br>جناب محمد محسن خان لغاری:<br>چودھری عبداللہ یوسف:<br>جناب خالد جاوید اصغر گھرال:<br>ڈاکٹر سامیہ امجد:<br>محترمہ آمنہ اُلفت:<br>محترمہ ثمینہ خاور حیات: | اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت / وفاقی حکومت زرعی اجناس کی قیمتیں مقرر کرتے وقت صوبوں کے زمینداروں، کاشتکاروں اور ایوان زراعت کے نمائندوں کو بھی شامل کیا جائے اور ان کے ساتھ مشورہ کر کے قیمتیں مقرر کی جائیں۔ |

718

| | | |
|---|---|---|
| .2 | شیخ علاؤالدین: | یہ معزز ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ PTCL کی نجکاری کے عمل کے بارے میں شکوک و شبہات دور کرنے کے لئے ضروری تحقیقات کروائی جائیں نیز یہ کہ 29-ارب روپے سالانہ منافع کمانے والا ادارہ کس طرح صرف 18-ارب روپے میں فروخت کیا گیا تھا۔ |
| .3 | محترمہ نسیم لودھی: | اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت، وفاقی حکومت کو اس امر کی سفارش کرے کہ قرآن پاک کی طباعت متعلقہ قانون میں طے شدہ معیار پر کرائی جائے اور غیر معیاری کاغذ پر طبع شدہ قرآن پاک کے نسخے غیر ممالک کو Export نہ کئے جائیں اور اس سلسلہ میں خلاف ورزی کے مرتکب افراد کے خلاف قانون کے مطابق سخت کارروائی کی جائے۔ |
| .4 | محترمہ شہزادی عمرزادی ٹوانہ: | یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ I.M.F. کے دباؤ پر جو ٹیکس 18 فیصد کی شرح سے زراعت پر لگایا جا رہا ہے وہ نہ لگایا جائے۔ |
| .5 | محترمہ نگہت ناصر شیخ: | یہ ایوان صوبائی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ ہر ضلع کی سطح پر ہیپاٹائٹس کی مکمل لیبارٹری اور ادارہ جات قائم کئے جائیں۔ |

## حصہ دوم

(عام بحث)

| | | |
|---|---|---|
| 1. | **Mr Muhammad Mohsin Khan Leghari:**<br>**Mr Khalid Javed Asghar Ghural:** | to move that the Policy of the Government in the Food Department regarding wheat crisis prevailing in the province of the Punjab, be discussed. |
| 2. | **Ch Abdullah Yousaf:**<br>**Syeda Majida Zaidi:**<br>**Syeda Bushra Nawaz** | to move that the Policy of the Government in the Education Department with specific reference to |

| | | |
|---|---|---|
| | **Gardezi:** | education of handicapped children specially deaf, dumb and blind, be discussed. |
| .3 | محترمہ نسیم لودھی: | میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ صوبہ پنجاب میں امن وامان کی بگڑتی ہوئی صورتحال کو پنجاب اسمبلی کے ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔ |
| 4. | **Dr Samia Amjad:**<br>**Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya:** | to move that the Policy of the Government in the Social Welfare Wing of the S&GAD with specific reference to training and rehabilitation of the Destitute and under privileged and neglected sections of the society such as orphans, widows and destitute etc. And implementation of the Punjab Destitute and Neglected Children Act, 2004 (xvii of 2004), be discussed. |
| 5. | **Ch Zahir-ud-Din:**<br>**Mrs Samina Khawar Hayat:**<br>**Mrs Ayehsa Javed:**<br>**Mrs Khadija Umar:**<br>**Mrs Amna Ulfat:**<br>**Ms Amna Jehangir:** | to move that the Policy of the Government in the Health Department regarding increasing number of cases of breast cancer among the women of Urban and Rural areas vis-à-vis inadequate health (treatment) facilities available to them in the Province of the Punjab, be discussed. |

719

# صوبائی اسمبلی پنجاب

## پندرھویں اسمبلی کا دسواں اجلاس

منگل، 25 - نومبر 2008

(یوم الثلاثہ، 26- ذیقعد 1429ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 5 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

---

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِo

إِنَّ ٱلَّذِينَ قَالُواْ رَبُّنَا ٱللَّهُ ثُمَّ ٱسۡتَقَٰمُواْ تَتَنَزَّلُ عَلَيۡهِمُ ٱلۡمَلَٰٓئِكَةُ أَلَّا تَخَافُواْ وَلَا تَحۡزَنُواْ وَأَبۡشِرُواْ بِٱلۡجَنَّةِ ٱلَّتِي كُنتُمۡ تُوعَدُونَo نَحۡنُ أَوۡلِيَآؤُكُمۡ فِي ٱلۡحَيَوٰةِ ٱلدُّنۡيَا وَفِي ٱلۡأٓخِرَةِۖ وَلَكُمۡ فِيهَا مَا تَشۡتَهِيٓ أَنفُسُكُمۡ وَلَكُمۡ فِيهَا مَا تَدَّعُونَo نُزُلٗا مِّنۡ غَفُورٖ رَّحِيمٖo

**سُوۡرَۃُ حٰمٓ السجدة آيات 30 تا 32**

جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے پھر وہ (اس پر) قائم رہے ان پر فرشتے اتریں گے (اور کہیں گے) کہ نہ خوف کرو اور نہ غمناک ہو اور بہشت کی جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے خوشی مناؤ ہم دنیا کی زندگی میں بھی تمہارے دوست تھے اور آخرت میں بھی (تمہارے رفیق ہیں) اور وہاں جس (نعمت) کو تمہارا جی چاہے گا تم کو ملے گی اور جو چیز طلب کرو گے تمہارے لئے موجود ہو گی (

یہ) بخشنے والے مہربان کی طرف سے مہمانی ہے۔
ماعلینا الاالبلاغo
نعت رسول مقبول ﷺ جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

صلی اللہ علیک یا رسول اللہ
وسلم علیک یا حبیب اللہ
خوشبو ہے دو عالم میں تیری اے گل چیدہ
کس منہ سے بیاں ہوں تیرے اوصاف حمیدہ
تجھ سا کوئی آیا ہے نہ آئے گا جہاں میں
دیتا ہے گواہی یہی عالم کا جریدہ
اے رحمت عالم تیری یادوں کی بدولت
کس درجہ سکون میں ہے میرا قلب تپیدہ
خیرات مجھے اپنی محبت کی عطا کر
آیا ہوں تیرے در پہ بد امان دریدہ

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! "Dawn" اخبار جو کہ ہمارے ملک کا ایک معتبر اخبار سمجھا جاتا ہے۔آج اس کی ایک خبر ہے کہ لاہور ہائی کورٹ نے پنجاب پراسیکیوٹر جنرل کی appointment نہ ہونے کی وجہ سے ناراضگی کا اظہار کیا ہے اور جج صاحب نے کہا ہے اور جو اخبار میں آیا ہے وہ میں quote کرتا ہوں کہ:

"If the Government is not willing to fill the post, the court is ready to do it. The non-availability of the Prosecutor General is creating hindrance in smooth running of judicial work."

اس میں یہ بھی لکھا گیا ہے کہ پچھلی ایک hearing میں چیف سیکرٹری صاحب نے 24 نومبر کی dead line لی تھی کہ 24 نومبر تک پنجاب پراسیکیوٹر جنرل appoint کر دیا جائے گا۔ میں نے یہ issue اس لئے یہاں پر اٹھایا ہے کہ لوکل گورنمنٹ کمیشن کا تقرر بھی اسی طرح تھا۔ کاش! وزیر قانون اس وقت یہاں پر موجود ہوتے؟

جناب سپیکر: وزیر قانون تشریف لا رہے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: اگر وہ تشریف لا رہے ہیں تو پھر مجھے وقت دیجئے گا تاکہ میں ان کے گوش گزار کر سکوں کہ یہ ایک اہم عہدہ ہے، جو خالی پڑا ہے۔ یہ fill کیا جائے۔

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! 24۔نومبر کے اخبار "The News" میں ایک بڑی نمایاں خبر ہے کہ پنجاب اسمبلی کے سامنے جو ایک پارک ہے وہاں پر قرآن پاک کا نسخہ موجود ہے وہاں پر جو flowers belts یعنی کیاریاں بنی ہوئی ہیں ان لوگوں نے اوپر سے دیکھا ہے اور اس کی تصویر بھی شائع کی ہے کہ وہ کیاریاں ہندوؤں کے ایک نشان "اوم" سے resemble کرتی ہیں اور وہیں پر قرآن پاک موجود ہے۔ اتنا عرصہ گزرنے کے باوجود "اوم" کا نشان بالکل واضح نظر آ رہا ہے۔ یہ اخبار، میں آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتی ہوں۔ اس "اوم" کے نشان والی کیاریوں کی ترتیب تبدیل کی جا سکتی ہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اجلاس کے بعد میں آپ کی موجودگی میں خود اس کو دیکھنا چاہتا ہوں۔ ہم اس کو دیکھیں گے تو اس کے بعد کچھ فیصلہ کریں گے۔

## پوائنٹ آف آرڈر

## گورنمنٹ گرلز ایلیمنٹری کالج تحصیل کلر سیداں ضلع راولپنڈی میں صبح کی کلاسوں کے اجراء کا مطالبہ

**لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان:** پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میرے حلقے میں ایک گورنمنٹ گرلز ایلیمنٹری کالج ہے جس کی کلاسیں شام کو ہوتی ہیں اور چل رہی ہیں۔ اس کالج کا concept یہ تھا کہ جس عمارت میں صبح بچے تعلیم حاصل کرتے ہیں وہی عمارت شام کو استعمال ہوتی ہے لیکن اس عمارت میں صبح کی کلاسیں شروع ہو سکتی ہیں۔ میں نے سیکرٹری تعلیم سے جولائی میں بات کی تھی تو انھوں نے E.D.O راولپنڈی کو حکم دیا کہ وہاں پر جائیں اور موقع پر دیکھیں۔ E.D.O راولپنڈی نے اسے دیکھا اور کہا کہ عمارت موجود ہے اور یہاں پر صبح کی کلاسیں شروع ہو سکتی ہیں کیوں کہ شام کو بچیاں اس جگہ پر نہیں آ سکتیں۔ یہ دیہاتی اور پہاڑی علاقہ ہے جہاں پر ٹرانسپورٹ نہیں ملتی۔ میں سیکرٹری تعلیم کے پاس گیا تو انھوں نے after a lot of discussion کہا کہ یہ policy matter ہے اور میں منظوری نہیں دوں گا۔

Then I spoke to Senior Minister. Who in turn spoke to Secretary Education and finally he again got the feasibility report on 11th August. Secretary Education wrote on that feasibility report that the proposal is approved to issue formal letter. That letter has been handed over to the Additional Secretary Education. Till today that letter has not been issued.

میں سمجھتا ہوں کہ بچیاں شام کو وہاں پر نہیں آ سکتیں۔ وہاں پر عمارت بھی موجود ہے، اساتذہ بھی available ہیں۔ وہ پہاڑی علاقہ ہے، شام کو وہاں ٹرانسپورٹ نہیں ہوتی۔ وزیر قانون صاحب آ گئے ہیں۔ اس پر مہربانی فرمائیں کہ یہ سیکرٹری تعلیم کو کہیں کہ وہ formal letter issue کرے تاکہ صبح کی کلاسیں وہاں پر شروع ہو سکیں۔ شکریہ

**جناب سپیکر:** رانا صاحب! آپ اس کا جواب دیں گے یا کوئی اور منسٹر صاحب دیں گے؟

**وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):** جناب سپیکر! اس میں انہوں نے جو بات کی ہے وہ بڑی جائز بات ہے۔ یہ آج اجلاس کے بعد مجھے مل لیں اور شاید ایک تحریک التوائے کار کے سلسلے میں سیکرٹری تعلیم یہاں پر تشریف لائیں جس بارے میں یہ فرما رہے ہیں، سیکرٹری تعلیم سے کہہ دیں گے کہ یہ آرڈر جاری کر دیں۔

**لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان:** جناب سپیکر! ان سے یہ بھی پوچھیں کہ یہ جولائی کا کیس ہے؟

**وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):** جناب سپیکر! یہ میرے ساتھ بیٹھیں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ جو جو یہ پوچھنا چاہیں گے وہ سب پوچھا جائے گا۔

## لاہور ہائی کورٹ میں پراسیکیوٹر جنرل کی تعیناتی میں تاخیر

**جناب محمد محسن خان لغاری:** پوائنٹ آف آرڈر۔

**جناب سپیکر:** جی!

**جناب محمد محسن خان لغاری:** جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب آ گئے ہیں۔ میں نے ان کی خدمت میں یہ عرض کرنا تھا کہ میں نے ابھی لوکل گورنمنٹ کمیشن کی appointment کے سلسلے میں issue raise کیا تھا اور آپ کی بڑی مہربانی کہ آپ نے کہا ہے کہ وہ انشاء اللہ اگلے ہفتے تک ہو جائے گا۔ آج کے "Dawn" اخبار کے اندر لاہور ہائی کورٹ نے پنجاب پراسیکیوٹر جنرل کے عہدے کے خالی ہونے پر ناراضگی کا اظہار کیا ہے اور کورٹ نے یہ بھی کہا ہے کہ:

If the Government is not willing to fill the post, the Court is ready to do it. The non-availability of the Prosecutor General is creating hindrance in smooth running of judicial work.

اس کے بعد اسی خبر کے مطابق چیف سیکرٹری صاحب نے کورٹ کو 24-نومبر کی تاریخ دی تھی کہ 24-نومبر تک appoint کر دیا جائے گا۔

In the past, the Chief Secretary said the Prosecutor would be appointed till 24th November

لیکن یہ نہیں ہوا۔ میری یہ گزارش تھی کہ لاء منسٹر صاحب اس پر بھی مہربانی کریں۔ میں جو بار بار کہتا ہوں کہ ہمیں floor پر یہ چیزیں point out کرنی پڑتی ہیں وہ جو normal functioning of the Government کا حصہ ہیں اس کے لئے ہمیں reports بھی ملی ہیں۔ ہم یہاں پر point raise کر کے کہتے ہیں کہ فلاں مسئلہ ہے۔ایک اور مسئلہ جو کل مجھے پتا چلا کہ اس وقت گریڈ 17 کا افسر آئی جی جیل کے عہدے پر تعینات ہے اس کا گریڈ 18 ابھی confirm نہیں ہوا جبکہ صوبے کے اندر گریڈ 19,20 کے آفیسر O.S.D بیٹھے ہوئے ہیں، لاء منسٹر صاحب اس پر بھی اور پراسیکیوٹر جنرل صاحب کی appointment پر بھی روشنی ڈال دیں تو مہربانی ہو گی۔

جناب سپیکر: ابھی اور کوئی کسر ہے تو وہ بھی نکال دیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: ہمارا تو کام ہے کہ ہم یہاں پر point out کریں۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ہائی کورٹ میں کوئی کیس جو زیر سماعت تھا اس پر فاضل جج صاحب نے جو observe کیا ہے تو میں اس سلسلے میں زیادہ بات تو نہیں کرنا چاہتا لیکن میں یہ ضرور کہنا چاہتا ہوں کہ ادارے اگر اپنی اپنی jurisdiction میں رہ کر کام کریں تو پھر یہ democratic system اور ملک کا نظام زیادہ بہتر طریقے سے چل سکتا ہے۔ میں ان

کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ پراسیکیوٹر جنرل کی تعیناتی سے متعلقہ Act میں جو relevant sections ہیں ان میں کسی جگہ پر یہ نہیں لکھا گیا کہ پراسیکیوٹر جنرل اگر استعفیٰ دے دے تو اس کی جب تک تعیناتی نہ ہو گی تب تک کوئی آدمی بطور پراسیکیوٹر جنرل appear ہو سکتا ہے اور نہ اپنے فرائض منصبی ادا کر سکتا ہے۔ جس دن سے پراسیکیوٹر جنرل مستعفی ہوئے ہیں اسی دن ایک آدمی بطور قائم مقام پراسیکیوٹر جنرل کام کر رہا ہے اور وہ عدالتوں میں appear ہو رہا ہے۔ باقی ان کی تعیناتی کے سلسلے میں گورنمنٹ process کر رہی ہے اور یہ جونہی مکمل ہو گا اور میرے خیال میں تقریباً مکمل ہونے کے قریب ہے تو اس کی تعیناتی کر دی جائے گی۔

اس کے علاوہ انہوں نے آئی جی جیل خانہ جات کے متعلق کہا ہے کہ اس عہدے پر گریڈ 17 کا آفیسر تعینات ہے جبکہ گریڈ 19 اور 20 کے لوگ O.S.D ہیں تو میں ان کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ ان کی یہ اطلاع درست نہیں ہے۔ یہ میرے ساتھ بیٹھیں تو میں اس حوالے سے ان کی خدمت میں عرض کر دوں گا۔ شکریہ

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میرے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ اتنے اہم دفاتر خالی رہتے ہیں۔ میں اخبار کی زبان کو پھر سے quote کروں گا کہ:

> The bench sat delaying such a important obligation reflected on the performance of the Punjab Government.

ہم سب چونکہ اس پنجاب کے رہنے والے ہیں۔ ہم آج Opposition میں بیٹھے ہیں اور کل ہم حکومت میں تھے۔۔۔

جناب سپیکر: یہ تو آپ سمجھتے ہیں کہ ہم سب پنجاب گورنمنٹ میں ہیں پھر تو شاید آپ کی بات آگے اور بھی بڑھے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اگر کورٹ بھی یہی reflect کر رہی ہے کہ پنجاب گورنمنٹ کی functioning صحیح نہیں ہے۔ ہماری بات کو تو شاید تنقید برائے تنقید سمجھا جائے لیکن

عدالت کے لئے تو یہ بات نہیں کی جا سکتی کہ عدالت تنقید برائے تنقید کر رہی ہے۔ عدالت نے تو observe کیا ہے۔ ہم بار بار اس چیز کی نشاندہی کر رہے ہیں کہ حکومت پنجاب مہربانی کر کے حکومت کرے۔

جناب سپیکر: آپ کی بات انہوں نے سن لی ہے۔ میرے خیال میں اب ہم ایجنڈے کے مطابق چلیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں یہ عرض کرتا ہوں کہ حکومت بہر حال حکومت نے ہی کرنی ہے، کسی اور نے نہیں کرنی۔ پراسیکیوٹر جنرل اس وقت موجود ہے اور قائم مقام ہونا یا regular ہونا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ میں لغاری صاحب کی خدمت میں یہ بھی عرض کر دوں کہ جو پراسیکیوٹر جنرل پچھلے regime نے قائم کیا تھا اس نے جو کچھ کیا اور اس کے بعد جس طرح سے اس دفتر کو misuse کیا گیا وہ ایک علیٰحدہ کہانی ہے۔ حکومت کی نظر میں یہ post competent ہے اور جس معیار کا آدمی حکومت مقرر کرنا چاہتی ہے تو اس میں مسئلہ یہ آ رہا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم private practice بھی ساتھ کریں گے۔ اب اگر ایک صاحب خود private practice بھی کرے اور ساتھ پراسیکیوٹر جنرل بھی ہوں تو پھر یہ دفتر misuse ہوتا ہے اور suffer کرتا ہے۔ اس سلسلے میں باقاعدہ طور پر process کیا جا رہا ہے اور گورنمنٹ اس پر بھولی ہوئی نہیں ہے لیکن اس میں ہمیں competent and with this condition کہ وہ اپنی private practice کو چھوڑے اور اس دفتر کے لئے کام کرے جس وجہ سے تھوڑی سی دقت ہے اور چند دنوں میں اس پر قابو پا لیا جائے گا کیونکہ اس سلسلے میں کافی پیشرفت ہوئی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں رانا صاحب کو اس چیز کی assurance دیتا ہوں کہ اگر پچھلے پراسیکیوٹر جنرل یا کسی بھی افسر کی کوتاہی، نالائقی یا کوئی کرپشن ہے تو ہم اس جہاد میں رانا صاحب کے ساتھ ہراول دستے کی طرح لڑیں گے۔ انشاء اللہ اس صوبے میں جہاں کہیں بھی غلط بات ہو گی ہم اس کے خلاف آواز اٹھائیں گے۔

جناب سپیکر: شاباش۔اب میرے خیال میں ایجنڈے کے مطابق چلا جائے۔اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے اور آج محکمہ تعلیم سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔جناب سپیکر! مورخہ 3۔جولائی کو محکمہ سے متعلق جب سوالات آئے تھے تو اس میں میاں نصیر صاحب کا سوال نمبر 14 کا جواب غلط آیا تھا۔

جناب سپیکر: جناب منسٹر حضرات! محترمہ کی بات کو ذرا غور سے سنیں۔جی، محترمہ!

## نشان زدہ سوالات نمبر 14، 180 کے غلط جواب کی فراہمی سے متعلق تحریک استحقاق کو سپیشل کمیٹی کے سپرد کرنے کا مطالبہ

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! تین جولائی کو محکمہ تعلیم کے متعلق جب سوالات آئے تھے تو اس میں میاں نصیر احمد صاحب کا سوال نمبر 14 کا جواب غلط آیا تھا اور ان کے اسی سوال سے ملتا جلتا سوال نمبر 180 میرا بھی تھا، میرے سوال کی چونکہ باری نہیں آئی تھی تو اس وقت میاں نصیر صاحب نے کھڑے ہو کر اس جواب کو غلط ثابت کیا تھا۔اس کے لئے Chair کی طرف سے یہ ہدایت آئی تھی کہ اس کو ہم اگلے سیشن تک pending کرتے ہیں اور اسے آج ایجنڈے میں آنا چاہئے تھا جو کہ نہیں آیا۔ اس پر میں نے تحریک استحقاق بھی جمع کرائی تھی کہ یہ غلط جواب آیا ہے اور آپ کی طرف سے یہ ہدایت دی گئی تھی کہ اس کی رپورٹ پیش کی جائے گی لیکن وہ بھی نہیں ہوئی۔یہ 58 لوگوں کی زندگی اور موت کا سوال ہے کہ جن سے ان کے junior 19,20 گریڈ میں چلے گئے ہیں اور یہ 58 لوگ ابھی تک 17 ویں گریڈ میں ہی کھڑے ہیں۔میری درخواست ہے کہ اس پر میاں نصیر صاحب کا سوال تو آ گیا تھا، اس پر اگر ایک کمیٹی بنا دی جائے تو کم از کم ان 58 لوگوں کا مسئلہ تو حل ہو جائے کیونکہ یہ میرا مسئلہ نہیں ہے بلکہ عوام کا مسئلہ ہے۔آپ custodian of the House ہیں، اگر دیکھا جائے تو پورے پنجاب کے custodian ہیں اور ان لوگوں کے حقوق کا تحفظ آپ کی ذمہ داری ہے۔یہ آپ

کی طرف نظریں لگائے بیٹھے ہیں کیونکہ ان کے ساتھ بہت زیادہ زیادتی ہو رہی ہے۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ اسے سپیشل کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ میرا کام تھا کہ میں آپ کے گوش گزار کروں۔ آج یہ ایجنڈے میں بھی شامل نہیں ہے۔اس حوالے سے لوگ آپ کی طرف دیکھ رہے ہیں لہذا میری آپ سے request ہے کہ اس معاملے کو کمیٹی میں refer کیا جائے اور اس پر میں آپ سے ruling چاہتی ہوں۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت، ہائر و سکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ): دراصل غلطی ہوئی تھی اور ایڈیشنل سیکرٹری کے ذمہ لگایا گیا تھا کہ وہ اسے حل کریں۔ چونکہ یہ کیس کورٹ میں تھا۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہے کہ اس کو جلد ہی حل کر دیا جائے گا۔ 16ویں گریڈ والوں کی ترقی نہیں ہوئی اور بعد میں آنے والوں کو مل گئی تھی تو اب جلد ہی یہ مسئلہ حل کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ ان کو چیمبر میں مل لیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! اگر اس پر کمیٹی بنا دیں گے یا سپیشل کمیٹی کے سپرد کر دیں گے تو ان 58 لوگوں کے تمام مسائل آپ کے سامنے ہیں۔۔۔

وزیر زراعت، ہائر و سکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! انشاءاللہ جلد ہی یہ مسئلہ حل کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: اگر سپرد کرنے والی بات ہوئی تو پھر اس کے بعد ضرور کر دیں گے۔ وزیر صاحب! یہ آپ نوٹ کر لیں۔

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ، جی۔

پیر محمد اشرف رسول: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

پیر محمد اشرف رسول: آج چونکہ اخبارات سے متعلق بات ہو رہی ہے تو میں نے بھی آج صبح صبح اخبار میں پڑھا ہے کہ پاکستان کے so-called چیف جسٹس کی بیٹی کو نمبرز دیئے گئے ہیں جو تمام اصولوں اور قانون کو توڑ کر فیڈرل بورڈ نے دیئے ہیں تو میں اس سلسلے میں مرکزی حکومت سے یہ چاہتا ہوں کہ اس سے اپیل کی جائے کہ اس میں انکوائری کی جائے کیونکہ ایک لاکھ طلبا کے حق کو مارا گیا ہے۔یہاں پر انصاف کا گلا دبایا جا رہا ہے اور so-called چیف جسٹس آف پاکستان دبا رہا ہے۔اس سلسلے میں حیرانی ہوئی ہے کہ اپوزیشن کی اس طرف نظر نہیں پڑی کیونکہ یہ ہائی کورٹ کی چھوٹی چھوٹی خبریں لیتے ہیں جبکہ پاکستان کا so-called چیف جسٹس جب۔۔۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ جوڈیشری کو اس ایوان میں بحث کے لئے نہیں لا سکتے۔یہ الفاظ حذف کروائے جائیں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

پیر محمد اشرف رسول: جناب سپیکر! انصاف کی بات ہو رہی ہے تو انصاف کسی jurisdiction کو نہیں مانتا بلکہ انصاف ہر جگہ ہونا چاہئے۔آپ ٹیکنیکل بحث بعد میں کریں کیونکہ پی سی او کا so-called چیف جسٹس اس طرح کر رہا ہے اور یہ چپ بیٹھے ہیں۔وہ جس بچی کے لئے اس طرح کر رہے ہیں تو انصاف کا تقاضا ہے کہ اگر پنجاب حکومت ہے تو اسے چاہئے کہ فیڈرل حکومت سے بات کرے اور اس کی انکوائری کروائیں کہ ایک لاکھ طلبا کا حق پاکستان کا so-called چیف جسٹس مار رہا ہے تو اس کی انکوائری ہونی چاہئے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت بڑا مسئلہ ہے کہ انصاف کے ساتھ بے انصافی کی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر: آپ اس کے proper forum کا پتا کر کے اس کے مطابق اس پر عمل کروائیں۔

جناب محمد یار ہراج: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! انہوں نے ایک organ of the state کے خلاف غیر مناسب الفاظ استعمال کئے ہیں جو کہ ہماری governance کے ایک ستون ہیں اور یہ غیر مناسب ہے تو آپ اس پر رولنگ دیجئے۔

پیر محمد اشرف رسول: جناب سپیکر! اس کو حذف کرنا ٹھیک نہیں ہے۔ اس کو پوائنٹ میں رکھیں اور اس کو ریکارڈ میں ہونا چاہئے اور میرا یہ استحقاق ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس کو حذف کروایا جائے کیونکہ کسی جج کے ذاتی conduct کو زیر بحث نہیں لایا جا سکتا۔

جناب سپیکر: نہیں، conduct کو نہیں کیا جا سکتا۔ جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! رولز آف بزنس اسمبلی کے اور آئین کی جو پوزیشن ہے اس میں یہ بات درست ہے کہ بعض معاملات کو اسمبلی میں زیر بحث نہیں لایا جا سکتا اور بعض concepts ہیں کہ لوگوں کی زندگی کے بعض حصے privilege ہیں۔ بات یہ ہے کہ ہم نے ان چیزوں کے لئے بڑی لمبی جدوجہد کی ہے اور ہم نے اس کے لئے بڑے دکھ اٹھائے ہیں۔ میں ذاتی طور پر بھی اس بات کو درست سمجھتا ہوں کہ وہ لوگ جو انصاف کے منصب پر بیٹھے ہیں اور وہ لوگ جو قوم کے اوپر حکمران بن کر بیٹھے ہیں ان کی زندگیوں کے کسی حصے کو privilege حاصل نہیں ہونا چاہئے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

ان کی زندگی کے حصوں کا چارٹ بنا کر چوکوں میں لگنا چاہئے اور پوری قوم کو پتا ہونا چاہئے کہ وہ سرکاری طور پر کیا ہیں اور ذاتی طور پر کیا ہیں اور جب تک یہ نہیں ہوتا تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ قوم اور یہ ملک آگے نہیں بڑھ سکے گا۔ ہم liberalism کی definition کے تحت بڑا کچھ کہتے ہیں کہ یہ

بات نہ بھی کی جائے اور یہ بھی نہ کی جائے لیکن وہ لوگ جو لبرل ہیں، جن کو دیکھ کر ہم لبرل ہونا چاہتے ہیں، انہوں نے اپنے حکمرانوں کو کبھی کسی ذاتی حیثیت اور نہ کبھی کسی سرکاری حیثیت میں معاف کیا۔ وہاں پر کسی آدمی کی اگر ایک تصویر شائع ہو جائے تو اسے اپنی صدارتی مہم سے withdraw ہونا پڑتا ہے لیکن سر دست اس وقت پوزیشن یہ ہے کہ legislation اور آئین بنانا پارلیمنٹ کا حق ہے اور ہم پارلیمنٹ کا حصہ ہیں، ہم اس کے لئے جدوجہد کریں گے اور اس چیز کو amend کروائیں گے لیکن سر دست یہ درست ہے کہ یہ چیزیں زیر بحث نہیں آ سکتیں لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر ایک ممبر نے بڑے ادب اور مناسب انداز سے کسی بات کی طرف اشارہ کیا ہے تو میرے اپوزیشن بنچز کے بھائی۔۔۔

جناب سپیکر: انہوں نے اخبار کی بات کی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): حقیقت کو تو آپ بھی جانتے ہیں تو آپ کا اس کے اوپر اس انداز سے protest کرنا نہیں بنتا۔

جناب سپیکر: انہوں نے بھی اخبار کی خبر کی بات کی ہے تو میرے خیال میں بات آگے کی جائے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس کو کارروائی سے حذف کروایا جائے۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! بات ہو گئی ہے ناں۔ آپ سن تو رہے ہیں۔ آپ نے میری بات سن لی ہے اور آپ نے جو مجھ سے سوال کیا کہ conduct کا تو ان کے conduct کو زیر بحث لایا جا سکتا ہے تو میں نے کہا کہ نہیں، بس اس سے آگے بات نہیں ہو گی۔ آپ تشریف رکھیں اور بات ختم کریں۔

جناب جوئیل عامر سہوترا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب جوئیل عامر سہوترا: شکریہ۔ جناب سپیکر! وزیر قانون صاحب نے floor پر جو فرمایا ہے تو یقیناً ہم ان سب باتوں کی تائید کرتے ہیں کیونکہ کسی بھی۔۔۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں کیونکہ وہ بات ختم ہو گئی ہے۔

**جناب جوئیل عامر سہوترا:** میں صرف ایک چھوٹی سی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میں آپ کی وساطت سے پریس کو اس حوالے سے خصوصی طور پر خراج تحسین پیش کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے تمام تر انتظامی دباؤ کے باوجود جو بھی آج ہم نے "جنگ" اخبار اور دوسرے اخباروں میں پڑھا تو ہر قسم کے دباؤ کے باوجود انہوں نے اس واقعہ کو سامنے لاکر قوم کی عدالت میں اس کو پیش کیا ہے۔ اس کے لئے میں آپ کی وساطت سے پریس کو خصوصی طور پر خراج تحسین پیش کرنا چاہتا ہوں۔ شکریہ

**جناب سپیکر:** آج کے ایجنڈے کا پہلا سوال میاں نصیر احمد صاحب کا ہے۔ جی، میاں صاحب!

## سوالات (محکمہ جات ہائر وسکولز ایجوکیشن)

## نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

**میاں نصیر احمد:** میرے سوال کا نمبر 31 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

**جناب سپیکر:** جی، اس سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

## پی پی۔155 لاہور میں موجود سرکاری سکولوں اور عملہ کی تعداد کی تفصیل

*31: **میاں نصیر احمد:** کیا وزیر ہائر وسکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) حلقہ پی پی۔155 لاہور میں موجود سرکاری سکولوں کی تعداد کیا ہے مکمل تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

(ب) حلقہ پی پی۔155 لاہور میں موجودہ سرکاری سکولوں میں عملہ کی منظور شدہ تعداد کیا ہے اور اس وقت کیا صورتحال ہے، تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

**وزیر ہائر وسکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ):**

(الف)

| | گرلز | بوائز | کل تعداد |
|---|---|---|---|
| ہائی سکول | 01 | 01 | 02 |

| | | | |
|---|---|---|---|
| مڈل سکول | 03 | 04 | 07 |
| پرائمری سکول | 08 | 15 | 23 |
| میزان | 12 | 20 | 32 |

تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب)

| | کل اسامیاں | پرشدہ اسامیاں | خالی اسامیاں |
|---|---|---|---|
| ہائی سکولز | 65 | 58 | 07 |
| مڈل سکولز | 140 | 132 | 08 |
| پرائمری سکولز | 146 | 137 | 09 |
| میزان | 351 | 327 | 024 |

تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! اس سوال کے جواب کے ضمن میں وزیر صاحب کے ریکارڈ کی درستی چاہوں گا کہ پی پی-155 لاہور کینٹ میں بوائز سکول ایک اور چار مڈل سکولز ہیں لیکن ایک تو میرے حلقہ میں کوئی بوائز سکول ہے اور نہ ہی چار مڈل سکول ہیں بلکہ دو مڈل سکولز ہیں اور اس حوالے سے تھوڑی سی یہ درستی کر لیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ اساتذہ کا جو short fall بتایا گیا ہے کہ 32 سکول اساتذہ کی اسامیاں خالی پڑی ہیں جہاں پر ابھی تک اساتذہ تعینات نہیں کئے جا سکے تو میں وزیر صاحب سے یہ یقین دہانی چاہوں گا کہ بچوں کا جو تعلیمی نقصان ہو رہا ہے تو 32 اساتذہ کے short fall کو مڈل حصہ تک پورا کر لیا جائے گا اور 24 اساتذہ جو ہائی سیکشن تک جو ٹوٹل 50 سے اوپر بن جاتے ہیں پورے حلقے میں تو short fall کے بارے میں یقین دہانی کروا دیں کہ اس کو جلد ہی پورا کر دیا جائے اور اساتذہ سکول میں تعینات کر دیئے جائیں گے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر ایجوکیشن!

وزیر ہائر و سکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ): میاں نصیر صاحب کا بڑا valid سوال ہے کہ سکولوں میں اساتذہ کی تعداد پوری کی جائے تاکہ بچوں کی تعلیم متاثر نہ ہو تو اس کے لئے باقاعدہ طور پر

محکمہ کے افسران اور بھرتی کرنے کی مجاز اتھارٹی کو کہہ دیا گیا ہے اور اخبارات میں اشتہار آ رہے ہیں تو انشاء اللہ تعالیٰ جلد یہ تعیناتیاں کر دی جائیں گی۔

میاں نصیر احمد: شکریہ، جی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد محسن خان لغاری: شکریہ۔ جناب سپیکر! ماشاء اللہ پہلے سوال سے ہی غلط جواب آنا شروع ہو گئے ہیں اور حکومت نے وہ روایت قائم رکھی ہے کیونکہ پہلے سوال کے محرک نے کہا ہے کہ پہلے سوال کے جواب میں سکولوں کی تعداد غلط بتائی گئی ہے تو میں پھر سے آپ کے نوٹس میں لانا چاہوں گا کہ غلط جوابات کا سلسلہ جاری ہے۔

محترمہ صغیرہ اسلام: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ صغیرہ اسلام: لغاری صاحب میرے بھائی ہیں اور انتہائی قابل احترام ہیں اور میرے خیال میں یہ بہت پرانے پارلیمنٹیرین ہیں تو میں ان کی خدمت میں یہ عرض کروں گی کہ میں جناب وزیر اعلیٰ اور ان کی ٹیم کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں کہ پہلے سوالوں کے جوابات تین سال کے بعد آتے تھے اور اب سوالوں کے جواب ایک سیشن کے بعد آ جاتے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

پہلے اس سے زیادہ غلط جوابات آتے تھے تو منسٹر صاحب کبھی یہ بات ماننے کو تیار نہیں تھے اور یہ تو شکر کریں کہ ہم مانتے تو ہیں۔ آپ لوگ تو یہ بھی نہیں مانتے تھے کہ کبھی کوئی جواب غلط آتا ہے اور آپ ہمیشہ یہ کہتے تھے کہ جو ممبر کھڑا ہو کر بولتا ہے وہ غلط ہے اور ہم ٹھیک ہیں لیکن پہلی بار اس معزز ایوان میں یہ روایت قائم کی گئی ہے کہ اگر کوئی جواب غلط ہوتا ہے تو منسٹر صاحب اس کی انکوائری کرواتے ہیں اور اس کے اوپر ایکشن لینے کا بھی وعدہ کرتے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: محترمہ! آپ چیئر کو address کریں۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت، ہائر و سکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں اس کی انکوائری کرواتا ہوں اگر جواب غلط ہو گا تو کارروائی ہو گی۔

جناب سپیکر: اگر جواب غلط ہو گا تو کارروائی ہو گی۔

جناب محمد یار ہراج: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! آپ غلط جواب دینے کے سلسلے میں کوئی کارروائی کریں اور اس کو example بنائیں، جب تک آپ example نہیں بنائیں گے تب تک غلط جوابات آتے رہیں گے اور اس جمہوری عمل کا جو نظام چل رہا ہے وہ بھی متاثر ہو گا۔ عوام بھی ہم سے پوچھتی ہے کہ ہم یہاں کیا کرنے کے لئے بیٹھے ہیں؟ عوام کو بھی پتا ہو کہ اگر افسر کوتاہیاں کر رہے ہیں اور سوالات کے صحیح جوابات نہیں دے رہے ہیں تو ان کے خلاف کارروائی کی جاتی ہے۔ اگر ایسا نہیں ہو گا تو یہاں پر عوام کا وقت ضائع ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، وقت ضائع نہیں ہوتا، آپ ایسی بات نہ کریں۔ یہاں اللہ کے فضل و کرم سے کوئی بھی وقت ضائع نہیں کر رہا ہے۔ منسٹر صاحب نے ذمہ داری اٹھائی ہے کہ اگر غلط جواب آیا ہو گا تو یقیناً اس کا نوٹس لیا جائے گا اور ضابطے کے مطابق کارروائی ہو گی۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتی ہوں کہ لوکل گورنمنٹ کے جو غلط جوابات آئے تھے اس سلسلے میں، میں نے آپ کو ایک ثبوت بھی دیا تھا اور Privilege Motion بھی move کی تھی۔ اس motion کو چار دن pending رکھنے کے بعد آج اس کو reject کر دیا گیا کیونکہ یہ سوال put نہیں ہوا تھا اور آپ کو یاد ہو گا کہ وہ سوال آپ نے pending بھی فرمایا تھا۔ آج کے ایجنڈے کے بارے میں میرا بالکل اسی طرح کا سوال 3۔ جولائی 2007 کو بھی تھا جو آج

راحیلہ خادم صاحبہ نے پوچھا ہے۔ مجھے اس سوال کا جواب دیا گیا تھا کہ 16 unregistered سکول ہیں اور آج اسی سوال کا جواب یہ ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! جب ہم اس سوال پر پہنچیں گے تو دیکھ لیں گے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! اس سوال کی باری نہیں آئے گی اور یہاں جو بات ہو رہی ہے میں نے اس دن بھی آپ سے یہ گزارش فرمائی تھی کہ آپ کسٹوڈین ہیں اگر آپ نے یہ strict action نہ لیا، میں ایک محکمے کا پہلے approve کر چکی ہوں دوسرے محکمے کی پھر میرے پاس approval موجود ہے۔ میرے پاس 16 unregistered سکولوں کی لسٹ موجود ہے جس پر جواب دیا گیا ہے کہ چھ unregistered سکول ہیں۔ اگر اس قسم کا مذاق اس ہاؤس میں ہونا ہے تو پھر ہم یہاں ٹائم ضائع کرنے کے لئے بیٹھے ہیں۔ میں نے اس دن بھی ثبوت پیش کیا تھا اور رجسٹری پیش کی تھی کہ اس ہاؤسنگ کالونی کی رجسٹری ہوئی ہے لیکن اس پر بھی کوئی ایکشن نہیں لیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ میں نے Privilege Motion بھی دی تھی۔ میرا privilege breach ہوا ہے کیونکہ محکمے نے غلط جواب دیا تھا۔ اس motion کو entertain کرنے کی بجائے آپ نے اس کو reject فرما دیا ہے۔ یہ آج بھی وہی مذاق ہے، وہی تماشا ہے کہ آج میرے پاس 16 سکولوں کی لسٹ موجود ہے جو unregistered ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! میری بات سنیں۔ لاء منسٹر اس کا جواب دے رہے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس سلسلے میں اپوزیشن کے ممبر نے بات کی ہے، محترمہ عظمیٰ بخاری اور دیگر معزز ممبران نے بات کی ہے۔ اس میں تو کوئی دوسری رائے نہیں ہے کہ جو جوابات آتے ہیں خواہ Adjournment Motion ہو، Privilege Motion ہو یا questions ہوں وہ جوابات منسٹر تو تیار نہیں کرتا، محکمہ تیار کرتا ہے۔ اب اس میں یہ ہے کہ جو جواب ہاؤس میں پیش ہو اس ہاؤس کا استحقاق ہے کہ وہ information سو فیصد درست ہونی چاہئے۔ اگر وہ information سو فیصد درست نہیں ہوتی تو اس کا محکمہ ذمہ دار ہے۔ اس میں الجھ کر بحث کر کے ہاؤس کا وقت ضائع کرنے کی بجائے اس کے لئے دو راستے ہیں۔ ایک تو یہ ہے جیسا کہ منسٹر صاحب

یقین دہانی کرا رہے ہیں کہ اگر آپ یہ ثابت کرتے ہیں کہ جواب غلط ہے تو پھر میں ڈیپارٹمنٹ کے متعلقہ افسران کے خلاف کارروائی کروں گا۔ دوسرا یہ ہے کہ سوال کا جواب چاہے وہ take up ہو یا نہ ہو کیونکہ وہ ایوان کی میز پر رکھ دیا جاتا ہے، ایوان کا استحقاق ہے کہ جواب اور information درست ہونی چاہئے اگر وہ درست نہیں ہے تو جو معزز ممبر اس بات کو ثابت کر سکتا ہے کہ یہ غلط ہے اور اس کے پاس information ہے تو وہ Privilege Motion لائے۔ یہ ایوان کا استحقاق ہے اور میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ اس کو accept کروں گا۔ آپ کمیٹی میں خود بیٹھیں اور وہاں بیٹھ کر محکمے کے ان لوگوں کو جو غلط جواب اس ایوان میں پیش کرتے ہیں ان کو جو سزا دینا چاہتے ہیں دیں۔ آپ ان دونوں میں سے جو بھی راستہ اختیار کرنا چاہیں آپ کے پاس موجود ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس بارے میں کوئی confusion نہیں ہونی چاہئے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: میرے خیال میں اس پر کافی بات ہو چکی ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ ابھی لاء منسٹر نے مہربانی فرمائی اور کہا کہ ہاؤس میں جواب take up ہو یا نہ ہو چونکہ جواب آ چکا تھا۔ میری Privilege Motion اس بات پر reject کی گئی کہ وہ سوال ہاؤس میں پیش نہیں ہوا تھا یعنی اس کی باری نہیں آئی تھی۔ پھر مجھے اپنی Privilege Motion پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ پھر ایسا کر لیں کہ اس وقت میرا خیال ہے کہ متعلقہ منسٹر صاحب تشریف فرما نہیں ہیں اور چونکہ آپ کا معاملہ لوکل گورنمنٹ سے متعلقہ تھا جب وہ آ جاتے ہیں ان سے ایک میٹنگ کروا کر اس کے بعد اگر آپ چاہیں گی کہ یہ جواب آپ کو غلط دیا اور آپ Privilege Motion لانا چاہیں گی تو میں آپ کو نہیں روکوں گا۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ میں اپنی Privilege Motion پہلے move کر چکی ہوں اور اس پر جیسے ابھی لاء منسٹر نے یقین دہانی کرائی ہے کہ اس Privilege Motion کو entertain کیا جائے گا اس کے مطابق پھر میری Privilege Motion آج entertain ہونی چاہئے۔ اس میں منسٹر صاحب کا تو تعلق نہیں ہے، اس میں آپ کے اور ہاؤس کی

sanctity کا تعلق ہے۔ میں چاہوں گی کہ یہ Privilege Motion پیش کی جائے۔ میں بالکل اس بات کو second کروں گی کہ اگر ہم نے ایک بھی محکمے کو example بنا دیا تو آئندہ کسی محکمے کی جرأت نہیں ہو گی کہ وہ ہمیں غلط جواب بھیجے اس لئے میں آپ سے گزارش کرتی ہوں کہ مجھے اپنی Privilege Motion پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: چلیں! ہم آپ کی بات مان لیتے ہیں۔ آپ ٹائم پر اپنی privilege motion دے دیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میری بھی اسی طرح کی ایک Privilege Motion تھی جس کو reject کیا گیا تھا۔ جب ایک ممبر کی Privilege Motion ہو رہی ہے تو پھر میری بھی ساتھ ہی کر دیجئے۔

جناب سپیکر: محترمہ! پہلے میں آپ کی Privilege Motion پڑھوں گا اس کے بعد کوئی رائے قائم کر سکوں گا اگر ضرورت محسوس ہوئی تو یقیناً کریں گے۔ اگلا سوال میاں نصیر احمد کا ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 34 ہے۔

## پنجاب یونیورسٹی میں سنڈیکیٹ کے ممبران کی تعداد

*34: میاں نصیر احمد: کیا وزیر ہائر و سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب یونیورسٹی میں سنڈیکیٹ کے ممبران کی تعداد کیا ہے، اس وقت موجود ممبران کے نام بتائے جائیں؟

(ب) پنجاب یونیورسٹی میں سینٹ کے ممبران کی تعداد کیا ہے، اس وقت موجود ممبران کے نام بتائے جائیں؟

(ج) پنجاب یونیورسٹی میں سنڈیکیٹ اور سینٹ کے ممبران کی اہلیت کی شرائط کیا ہیں، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر ہائر و سکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) پنجاب یونیورسٹی، سنڈیکیٹ کے ممبران کی کل تعداد 19 ہے جن میں سے 5 ممبران کے ناموں کی نامزدگی باقی ہے۔فہرست منسلکہ (الف) ایوان کی میز پر برائے ملاحظہ رکھ دی گئی ہے۔

(ب) پنجاب یونیورسٹی، سینٹ کے ممبران کی کل تعداد 265 ہے اور ناموں کی فہرست (ب) برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) پنجاب یونیورسٹی میں سنڈیکیٹ اور سینٹ کے ممبران کی اہلیت کی شرائط (ج) برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔مزید یہ کہ پنجاب یونیورسٹی ایکٹ 1973 کی شق (5)(01)25 جو مذکورہ بالا جواب سے متعلق ہے منسلکہ (د) برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ سنڈیکیٹ کے ممبران کی کل تعداد 19 ہے جن میں سے ابھی تک 5 ممبران کی نامزدگی باقی ہے۔ 19 ممبران کی باڈی بڑی اہم ہے یہ پنجاب یونیورسٹی اور اس سے related تمام معاملات کا فیصلہ کرتی ہے۔ پنجاب یونیورسٹی ایشیا کی بڑی یونیورسٹیوں میں سے ایک ہے تو میں یہی پوچھنا چاہتا ہوں کہ 19 میں سے 5 ممبران ابھی تک باقی ہیں اور کافی عرصہ دراز سے ان کی نامزدگی نہیں ہو سکی، اس کی وجوہات کیا ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر زراعت، ہائر و سکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ واقعی بہت اہم باڈی ہے اس میں Pro vice Chancellor کی سیٹ خالی ہے، ایک ممبر صوبائی اسمبلی کا ہوتا ہے وہ سپیکر صاحب نے نامزد کرنا ہوتا ہے ان کی بھی نامزدگی ہو جائے گی۔ چونکہ اسمبلی نئی constitute ہوئی ہے لہذا اب ممبران کی نامزدگی بھی ہو جائے گی۔ اس کے علاوہ یونیورسٹی سینٹ کے ممبر پروفیسر ڈاکٹر خواجہ خالد رشید تھے ان کی promotion ہو گئی ہے وہ سیٹ بھی ابھی خالی ہوئی ہے، جلد ہی پُر کر دی جائے گی۔ اسی طریقے سے ایک کالج کے پرنسپل تھے وہ سیٹ بھی جلد پر کر دی جائے گی۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! انہوں نے جواب میں لکھا ہے کہ 5 ممبران کی نامزدگی ابھی باقی ہے۔ میرا خیال ہے یہ بہت important issue ہے، صرف اسی یونیورسٹی کا نہیں بلکہ تمام یونیورسٹیوں کا ہے۔ میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہوں گا کہ یہ کتنے دنوں، کتنے مہینوں میں پُر ہو جائیں گی۔

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر زراعت، ہائر و سکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اس کے لئے محکمہ تعلیم جلد میٹنگ بلائے گا اور اس مسئلے کو فوراً حل کر دیا جائے گا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! منسٹر صاحب وقت کا تعین کر دیں کہ یہ ایک مہینے میں، ایک سال میں، تین سالوں میں یا دس سالوں میں کب کرنا ہے؟ اس میں ایک سیٹ اسمبلی ممبر کی بھی ہے، آپ بھی اس میں کوئی ٹائم دے دیں، آپ کی طرف سے بھی جو کمی رہ گئی آپ کہیں کہ میں دو دنوں میں پوری کر دوں گا باقی محکمہ کب پوری کرے گا؟

جناب سپیکر: میں نے دو دنوں کی بات کب کی ہے؟

**جناب محمد محسن خان لغاری:** میرے کہنے کا مقصد ہے کہ اس کو open handed نہ چھوڑیں۔اس کے لئے کوئی ٹائم دیا جائے۔

**وزیر زراعت، ہائر وسکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ):** اس کے لئے تھوڑا سا ٹائم دیں، انشاءاللہ تعالیٰ جلد تکمیل ہو جائی گی۔

**جناب محمد محسن خان لغاری:** اس کے لئے کتنا ٹائم چاہئے؟ مجھے جو ٹائم کے measures معلوم ہیں وہ یہ ہیں سیکنڈ، منٹ، گھنٹہ، دن، ہفتہ، مہینہ اور سال۔اس میں اگر جواب دے دیں تو مجھے زیادہ بہتر سمجھ آئے گی۔

**جناب سپیکر:** جی، وزیر موصوف!

**وزیر زراعت، ہائر وسکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ):** جناب سپیکر! اگلے session تک ہو جائے گا۔

**جناب سپیکر:** میرے خیال میں اگلے اجلاس سے پہلے پہلے کر دینا بہتر ہے۔

**جناب محمد محسن خان لغاری:** جناب سپیکر! آپ نے جو نمائندہ منتخب کرنا ہے وہ کب تک کریں گے؟

**جناب سپیکر:** انشاءاللہ امید ہے کہ اگلے اجلاس سے پہلے پہلے۔

**ڈاکٹر سامیہ امجد:** پوائنٹ آف آرڈر۔

**حاجی ذوالفقار علی:** پوائنٹ آف آرڈر۔

**جناب سپیکر:** میری بات سنیں! آپ وقفہ سوالات میں پوائنٹ آف آرڈر کے ذریعے دوسروں کی حق تلفی کرتے ہیں۔میں یہ مناسب نہیں سمجھتا۔

**حاجی ذوالفقار علی:** جناب سپیکر! زاہدہ حفیظ ایک بچی ہے، اس نے پبلک سروس کمیشن میں امتحان پاس کیا ہے اور چوتھے نمبر پر آئی ہے۔

**جناب سپیکر:** آپ منسٹر صاحب سے مل لیں۔

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! یہ بچی بہاولپور سے ہے لیکن اسے ساہیوال میں پھینک دیا ہے اور وہ چار سال سے وہاں نوکری کر رہی ہے۔

جناب سپیکر: یہ وقفہ سوالات ہے۔مہربانی کر کے آپ بعد میں منسٹر صاحب سے مل لیں۔

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! یہ بہت اہم issue ہے۔

جناب سپیکر: issues کا بھی ٹائم ہوتا ہے.I will not permit you. Thank you جی، میاں نصیر صاحب! آپ مطمئن ہیں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! انھوں نے جواب میں لکھا ہے کہ لیفٹیننٹ جنرل (ر) گورنر خالد مقبول سینٹ کے ممبر ہیں لیکن میرے خیال میں وہ ممبر نہیں ہیں۔یہ جواب 11-10-2008 کو آیا ہے۔اکتوبر 2008 کے مہینے میں لیفٹیننٹ جنرل (ر) خالد مقبول گورنر پنجاب سینٹ کے ممبر نہیں ہو سکتے۔یہ بھی ایک غلط جواب آیا ہے۔

وزیر زراعت، ہائر و سکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! گورنر چانسلر ہوتا ہے۔اب نئے گورنر چانسلر ہوں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس میں سلمان تاثیر کا نام لکھا جانا چاہئے۔میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا اس میں سلمان تاثیر کا نام لکھنے میں کوئی مسئلہ ہے؟

جناب سپیکر: شکریہ۔اگلا سوال سید حسن مرتضیٰ صاحب کا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 37 ہے۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! پہلے سوال کا جواب clear کیا جائے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: گورنر کون ہیں؟

جناب سپیکر: سب کو پتا ہے کہ گورنر کون ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پھر ریکارڈ درست کیا جائے۔

جناب سپیکر: یہ پرانا جواب ہو گا۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! اس میں جواب وصولی کی تاریخ 18- اکتوبر لکھی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: ریکارڈ چیک کر لیں کہیں بیچ میں میرا نام نہ ہو؟

وزیر زراعت، ہائر و سکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ): میرے پاس جواب ہے، اس میں تصحیح کر دی گئی ہے اور اس میں سلمان تاثیر کا نام ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: اس کا مطلب ہے کہ جواب غلط دیا گیا ہے؟

جناب سپیکر: نہیں۔ جب تصحیح ہو گئی ہے تو پھر غلط کیسے ہوا؟

جناب محمد محسن خان لغاری: ہماری نشاندہی کرنے پر تصحیح ہوئی ہے۔

وزیر زراعت، ہائر و سکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ): جی، پہلے ہو گئی ہے۔

جناب سپیکر: چلیں اس کو چھوڑیں۔ جی، شاہ صاحب بہادر!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 37 ہے۔

جناب سپیکر: کیا اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

سید حسن مرتضیٰ: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

## تحصیل چنیوٹ میں 2003 تا حال محکمہ تعلیم میں بھرتی سے متعلقہ تفصیلات

*37 (الف): سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر ہائر و سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یکم جنوری 2003 سے آج تک تحصیل چنیوٹ محکمہ تعلیم میں جن افراد کو بھرتی کیا گیا ہے، ان کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، مستقل پتا اور ڈومی سائل کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) یکم جنوری 2003 سے آج تک تحصیل چنیوٹ محکمہ تعلیم میں جن افراد کو معذور کوٹا کے تحت بھرتی کیا گیا، ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، مستقل پتا اور ڈومی سائل کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) اگر جز(ب) میں بھرتی کردہ افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا تو میرٹ کی تفصیل اور میرٹ بنانے والے افسران و اہلکاران کے نام، عہدہ، گریڈ اور موجودہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر ہائر و سکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) تحصیل چنیوٹ محکمہ تعلیم میں 2003 سے آج تک ڈی ای او (ایس ای) آفس نے 300 اور ڈی ای او (ڈبلیو ای ای) آفس نے 329 افراد کو بھرتی کیا، ان کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، مستقل پتا اور ڈومیسائل کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تحصیل چنیوٹ محکمہ تعلیم میں 2003 سے آج تک جن افراد کو معذور کوٹا کے تحت بھرتی کیا گیا ان کی تفصیل درج ذیل ہے، ان کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، مستقل پتا اور ڈومی سائل کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) جز(ب) میں معذور افراد کو گورنمنٹ کی مرتب کردہ پالیسی کے مطابق اسامیوں کا 2 فیصد کوٹا نکال کر ان کو بھرتی کیا گیا ہے، میرٹ کی تفصیل، میرٹ کا طریق کار اور میرٹ بنانے والے افسران و اہلکاران کے نام، عہدہ، گریڈ اور موجودہ تعیناتی کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! انھوں نے جواب کے جز(ب) میں فرمایا ہے کہ تحصیل چنیوٹ محکمہ تعلیم نے 2003 سے آج تک جن افراد کو معذور کوٹے کے تحت بھرتی کیا ہے ان کے نام، عہدہ، گریڈ،

تعلیمی قابلیت، مستقل پتا اور ڈومیسائل کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ جز (ج) کے جواب میں بھی انھوں نے 2 فیصد کوٹا نکال کر بھرتی کی ہے۔

جناب سپیکر: دو فیصد کوٹا نکال کر کیا ہے؟

سید حسن مرتضیٰ: یہ معذور افراد کے لئے ہے۔ یہ جواب میرے ہاتھ میں ہے اس میں انھوں نے لکھا ہے کہ سینئر ایلیمنٹری سکول مرد کوئی نہیں، خواتین کوئی نہیں، آگے ایجوکیٹر سینئر ایلیمنٹری سکول مرد کوئی نہیں، خواتین تین ہیں۔ آگے ایجوکیٹر سینئر ایلیمنٹری سکول ایجوکیٹر مرد ایک، خواتین چار ہیں۔ وزیر صاحب سے گزارش ہے کہ وہ ان بھرتیوں میں سے دو فیصد کوٹا نکال کر بتادیں کہ یہ کوٹا کہاں ہے؟ کیونکہ میں نے ان سے سال وار تفصیل پوچھی تھی۔ انھوں نے 2003، 2004 کا علیٰحدہ علیٰحدہ بتایا ہے لیکن نیچے نہیں بتایا۔ انھوں نے اکٹھا لکھ دیا ہے کہ کوئی نہیں، کوئی نہیں۔ ذرا مجھے بتادیں کہ انھوں نے کوٹا نکالنے کا کیا طریق کار بنایا ہے؟ دوسرا جو جز (ج) میں میرٹ بنانے والے، میرٹ کا طریق کار، جہاں پر ان افسران کے نام دیئے ہیں وہ مجھے اس جواب میں سے ڈھونڈ کر دے دیں۔ اگر ادھر باکس میں سے کوئی بوٹی آئی تو میں نے پکڑ لینی ہے۔ انھوں نے اتنا بڑا جواب دے دیا ہے، یہ تو پڑھنے کا ٹائم بھی نہیں ہے لہذا یہ مجھے بتادیں کہ جو چیز میں نے پوچھی ہے اس کا جواب کہاں پر ہے؟

وزیر زراعت، ہائر و سکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! جواب میں تفصیل لکھی ہوئی ہے۔ دو فیصد، دو فیصد ہی ہوتا ہے۔ ایجوکیٹر میں معذور افراد کے کوٹا پر ایک مرد اور چار خواتین بھرتی ہوئی ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! ابھی تو میرے پہلے سوال کا جواب نہیں آیا۔ وہ تو مجھے بھی پتا ہے کہ دو فیصد، دو فیصد ہی ہوتا ہے لیکن میں پوچھ رہا ہوں یہ جو بھرتیاں ہوئی ہیں یہ مجھے 2003 کا بتادیں کہ انھوں نے دو فیصد کیسے نکالا، کتنے میں سے نکالا ہے اور یہ کتنا ہے؟

وزیر زراعت، ہائر و سکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! 2003 میں male and female میں معذور کوٹا میں کوئی بھرتی نہیں ہوا بعد میں ایجوکیٹر male میں ایک اور female میں چار بھرتی ہوئے ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! جس سال میں بھرتی ہوئے ہیں اس سال کا بتادیں کہ انھوں نے دو فیصد کیسے نکالا ہے؟

وزیر زراعت، ہائر و سکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اگر male میں کل 18 افراد بھرتی ہوئے ہیں تو اس میں دو فیصد کیا بنے گا؟ اس میں تو بھرتی نہیں ہو سکتا۔ یہ تو 100 کے بعد دو بھرتی ہونے ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں نے پچھلے دنوں لوکل گورنمنٹ کے سوالات کے دوران بھی یہ استدعا کی تھی اور جناب نے بھی فرمایا تھا کہ اس پر کمیٹی بنادو وہ انکوئری کرلے چونکہ اس کا غلط جواب آیا تھا۔ لاء منسٹر صاحب نے بھی سیکرٹری صاحب کو کہا یہ کمیٹی ضرور بنائیں لیکن وہ کمیٹی آج تک نہیں بنی۔ پچھلے دور حکومت میں میرٹ کو اتنا زیادہ violate کیا گیا ہے کہ الیکشن سے پہلے اور بعد بھرتیاں کرکے پچھلی تاریخوں میں آرڈرز کئے گئے ہیں۔ آپ یہاں بھی باہر نکل کر دیکھ لیں کہ اتنے معذور ہیں جس کی انتہا نہیں لیکن انھوں نے یہاں پر لکھا ہے کہ 2003 میں کوئی معذور ہی نہیں ہے، 2004 میں کوئی معذور نہیں ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے؟ باہر تو معذوروں کی بھرمار ہے، مانگنے والے جان نہیں چھوڑتے اور یہ کہتے ہیں کہ معذور کوئی نہیں ہے۔ میں نے جز (ج) میں پوچھا ہے کہ میرٹ کا کیا طریق کار تھا؟ یہ مجھے بتادیں کہ انھوں نے کہاں جواب دیا ہے؟ انھوں نے تو جواب ہی کوئی نہیں دیا۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! انھوں نے تو آپ سے categorically پوچھا ہے کہ ---

جناب طاہر اقبال چودھری: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ جن کا سوال ہے ابھی وہ بات کر رہے ہیں۔ منسٹر صاحب! شاہ صاحب نے آپ سے categorically پوچھا ہے کہ وہ افسران کون کون سے ہیں، ان کے عہدے کیا ہیں جنھوں نے یہ میرٹ بنایا ہے؟

وزیر زراعت، ہائر وسکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ 2003 کی بات کر رہے ہیں؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں 2006 کا پوچھ لیتا ہوں۔

وزیر زراعت، ہائر وسکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ): آپ جواب تو سن لیں۔اس وقت بھی یہی پالیسی تھی۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب جواب دے رہے ہیں۔آپ تشریف رکھیں۔جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت، ہائر وسکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! ریکروٹمنٹ کمیٹی کے ڈی سی او ہیڈ اور ای ڈی او سیکرٹری ہوتے تھے۔انھوں نے ہی میرٹ بنایا ہوا تھا اس میں 80 فیصد بچے فرسٹ ڈویژن والے سیکنڈ اور پھر تھرڈ ڈویژن والے بھی تھے اور دس نمبر لوکل یونین کونسل کے تھے اگر امیدوار اس یونین کونسل کا ہوا سے ایجوکیٹر بھرتی کیا جاتا تھا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں نے عرض کیا ہے کہ میرٹ بنانے والے افسران کے نام بتادیں۔ میں نے سوال میں بالکل واضح لکھا ہے کہ ان افسران کے نام بتادیں جنھوں نے وہ میرٹ بنایا ہے؟

وزیر زراعت، ہائر وسکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ): صوبائی سطح پر میرٹ کی پالیسی محکمہ تعلیم بناتا ہے اور پورے صوبے میں وہی پالیسی لاگو ہوتی ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میرے سوال کے جز (ج) میں پوچھا گیا ہے کہ "اگر جز (ب) میں بھرتی کردہ افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا ہے تو میرٹ کی تفصیل، میرٹ بنانے کا طریق کار اور میرٹ بنانے والے افسران واہلکاران کے نام، عہدہ، گریڈ اور موجودہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟" انھوں نے یہ فراہم کردی ہے۔اس میں سے مجھے بتادیں کہ یہ فلاں صفحہ پر ہے؟

وزیر زراعت، ہائر وسکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اس سوال کو اگلے اجلاس تک pending فرمادیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! یہ تیاری کر کے ہی نہیں آئے۔

جناب سپیکر: دیکھیں، یہ بات نہ کریں۔ انھوں نے ملک، صوبے اور آپ کے لئے کتنا سفر کیا ہے اور یقیناً وہاں سے کوئی اچھی اچھی چیزیں لے کر آئے ہوں گے۔ بعض اوقات اس طرح سے ہو جاتا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں ان کی بڑی قدر کرتا ہوں تو کیا اب یہ سوال pending ہو گیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، اس سوال نمبر 37 کو اگلے اجلاس تک pending کیا جاتا ہے۔

جناب محمد اعجاز شفیع: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! کتنے دکھ اور افسوس کے ساتھ مجھے یہ کہنا پڑ رہا ہے۔

جناب سپیکر: No comments, no comments ہم آگے جا چکے ہیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! میں نے کل بھی یہ عرض کیا تھا مگر رانا صاحب نے بڑی خوبصورتی سے لفظوں کی ہیر پھیر سے اس کو گول مول کر دیا۔

جناب سپیکر: کس کو گول مول کر دیا؟

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! اگر محکمے کا وزیر نہ ہو تو اس کا کیا حشر ہوتا ہے؟ آج دیکھیں! ہم پورے ہاؤس کا وقت ضائع کر رہے ہیں۔ پوری قوم ہمیں دیکھ رہی ہے۔ پریس دیکھ رہی ہے۔ آج ایجوکیشن کے سوالات ہیں [**********]

جناب سپیکر: میں جواب دیتا ہوں کہ وزیر ضرور بنے گا۔ آپ ایسی بات نہ کریں۔ یہ الفاظ کارروائی سے حذف کریں۔ آپ میری بات سنیں، میں آپ کی اس بات سے اتفاق نہیں کرتا۔ وزیر تو ضرور بنیں گے لیکن آپ کی باری مشکل آئے گی۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! میں کہتا ہوں کہ اس ہاؤس اور سسٹم کو مکمل کریں۔

جناب سپیکر: پھر آپ کہیں گے کہ جی بوجھ ڈال دیا گیا ہے اور جن کا سوال تھا وہ تو مطمئن ہو چکے ہیں۔

**وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):** جناب سپیکر! محترم اعجاز شفیع صاحب نے جو بات کی ہے اس کا آپ نے بھی جواب دے دیا ہے۔ ٹھیک ہے کہ محکمے کا وزیر مقرر ہونا چاہئے، ہو گا لیکن گزارش یہ ہے کہ جب 70 وزیر تھے تو اس وقت اس سے بھی بُرا حال تھا۔

**جناب محمد اعجاز شفیع:** جناب سپیکر! اس وقت اس طرح کی [*******] کبھی بھی ہاؤس کے اندر نہیں ہوئی۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

**جناب سپیکر:** آپ کے یہ الفاظ پھر مجھے expunge کروانے پڑیں گے۔ اس [*******] لفظ کو expunge کر دیا جائے۔

**جناب محمد آجاسم شریف:** جناب سپیکر! ان کو یہ بھی علم نہیں ہے کہ ایجوکیشن کا جتنا بُرا حال پچھلے دور میں کیا گیا اس سے پہلے کبھی نہیں ہوا، آج تو اس کی حالت بہتر ہو رہی ہے۔ ان کا حال تو ایک پنجابی کی مثال کی طرح ہو گیا ہے ذرا سن لینا "اوہ مراسیاں دے گھر والی کہ کہڑا چودھری بنے گا؟ جہڑا مرضی بن جاوے ایہہ نہیں بن سکدا" انشاء اللہ تعالیٰ یہ وزیر نہیں بن سکتے۔ یہ آئندہ کے لئے ممبر بن جائیں تو بڑی بات ہے اس لئے انھیں ہوش کے ناخن لینے چاہئیں۔ پچھلے وزیر اعلیٰ اور ان کے وزیر تعلیم نے یہ سارا بیڑا غرق کیا ہے۔ ہمارے وزیر صاحب شریف آدمی ہیں وہ بتانا نہیں چاہتے تھے مگر میں آپ کو کھلے الفاظ میں بتا دیتا ہوں کہ جتنے برے طریقے سے ایجوکیشن کو انھوں نے لوٹا ہے کوئی نہیں لوٹ سکتا۔ انھوں نے صرف اپنے flex لگائے ہیں اس کے علاوہ کوئی کام نہیں کیا۔

**جناب محمد اعجاز شفیع:** جناب سپیکر! میرے دوست نے پنجابی کی جو مثال ہاؤس کے اندر سنائی ہے اس پر میں کہتا ہوں کہ اللہ کا شکر ہے کہ میں سابق حکومت میں تین سال تک وزیر رہا ہوں لیکن میں پوری guarantee کے ساتھ کہتا ہوں کہ آجاسم شریف جو مرضی کر لیں، جتنے مرضی ترلے کر لیں، جتنی مرضی خوشامد کر لیں یہ کبھی وزیر نہیں بنیں گے۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ کا ضمنی سوال ہے یا پوائنٹ آف آرڈر؟

ڈاکٹر محمد اختر ملک: پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ مہربانی کریں، تشریف رکھیں۔ یہ ایجنڈا کس طرح سے آگے بڑھے گا؟

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر اسی سے related ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، میں اجازت نہیں دیتا۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! آپ سب کو بات کرنے کا موقع دیتے ہیں مجھے بھی اجازت دی جائے۔ آپ ماشاءاللہ ہمیشہ وقفہ سوالات میں discipline maintain رکھتے ہیں۔ اس طرح کی discussions کے لئے ایک دن مختص کر لیں۔ میں نے اگلے دن بھی گزارش کی تھی، ہم اس میں ماضی کے تمام ادوار کو discuss کریں گے۔ ملکہ برطانیہ تک کو call کریں گے لیکن وقفہ سوالات میں سوالات کے بارے میں ہی discussion ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی، بہت اچھا، شاباش۔ یہ سوال تو ختم نہیں ہوا بلکہ یہ pending ہوا ہے۔ اس سوال کو اگلے اجلاس تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ یہ لکھ لیں، کہیں غلطی نہ ہو جائے۔ اگلا سوال رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان صاحب کا سوال ہے۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! سوال نمبر 46، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

## پنجاب کی یونیورسٹیوں کے سنڈیکیٹس میں ہائی کورٹ کے ججوں

کی بطور ممبر نامزدگی کی تفصیلات

*46: رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب کی یونیورسٹیوں میں سنڈیکیٹس میں ہائی کورٹ کا چیف جسٹس یا جج ممبر ہوتا ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو پنجاب کی کتنی یونیورسٹیوں میں ہائی کورٹ کے جج سنڈیکیٹ کے ممبر ہیں، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہائر و سکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) جی، ممبر ہوتا ہے تاہم 3 یونیورسٹیوں میں نہیں ہے۔

(ب) صوبہ پنجاب میں کل 12 سرکاری یونیورسٹیاں قائم ہیں ان 12 میں سے 9 یونیورسٹیوں میں چیف جسٹس یا ان کا نامزد کردہ جج سنڈیکیٹ کا ممبر ہے، ان یونیورسٹیوں کے نام درج ذیل ہیں:-

1- پنجاب یونیورسٹی لاہور 2- لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی لاہور، 3- یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی لاہور 4- اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور 5- بہاؤالدین ذکریا یونیورسٹی ملتان 6- فاطمہ جناح یونیورسٹی برائے خواتین راولپنڈی 7- گورنمنٹ کالج یونیورسٹی لاہور 8- یونیورسٹی آف انجینئرنگ ٹیکنالوجی ٹیکسلا 9- یونیورسٹی آف ایجوکیشن لاہور تاہم مندرجہ ذیل 3 یونیورسٹیوں میں چیف جسٹس یا ان کا نامزد جج سنڈیکیٹ کا ممبر نہ ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اسمبلی نے ان یونیورسٹیوں کے قانون (آرڈیننس) میں یہ شق نہیں رکھی۔

1۔ گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد

2۔ یونیورسٹی آف سرگودھا

3۔ یونیورسٹی آف گجرات

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ سرگودھا یونیورسٹی میں لاتعداد لوگوں کو بھرتی کیا گیا ہے کیا اس میں وزیر موصوف بتائیں گے کہ میرٹ کو ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے؟

جناب سپیکر: ملحوظ کے ساتھ خاطر ضروری نہیں ہوتا۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت، ہائر و سکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! سوال نمبر 46 میں یہ پوچھا گیا ہے کہ "کیا یہ درست ہے کہ پنجاب کی یونیورسٹیوں میں سنڈیکیٹس میں ہائی کورٹ کا چیف جسٹس یا جج ممبر ہوتا ہے؟" اسی طرح جز (ب) میں پوچھا گیا ہے کہ "اگر جواب اثبات میں ہے تو پنجاب کی کتنی یونیورسٹیوں میں ہائی کورٹ کے جج سنڈیکیٹ کے ممبر ہیں؟"

جناب سپیکر: نہیں، وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ وہاں پر جو بے تحاشا بھرتیاں کی گئی ہیں کیا وہ میرٹ پر کی گئی ہیں یا نہیں؟

وزیر زراعت، ہائر و سکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ تو fresh question بنتا ہے کیونکہ سوال میں تو جج صاحبان کی سنڈیکیٹس میں تعیناتی کے بارے میں پوچھا گیا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کے اوپر ہمارا stated version ہے اور ہمارا stand ہے کہ جو پچھلا دور حکومت تھا اس میں بھرتیاں بالکل میرٹ پر نہیں کی گئیں بلکہ میرٹ کے خلاف کی گئی ہیں۔ یہ بالکل ایک کھلی بات ہے۔

جناب سپیکر: چلیں، آپ اس میں کوئی مزید ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں؟

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ آج ہاؤس میں ایک کمیٹی بنا دی جائے۔ جیسا کہ رانا صاحب نے فرمایا ہے کہ یہ ساری بھرتیاں out of merit ہوئی ہیں۔

جناب سپیکر: آپ دونوں اطراف قابل احترام ہیں اور میں ایسی بحث میں نہیں پڑنا چاہتا۔ آپ مہربانی کریں اور تشریف رکھیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! آج ہاؤس کے اندر ایک کمیٹی بنا دی جائے اور out of merit بھرتی ہونے والے لوگوں کو فارغ کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، ہم بعد میں کمیٹی بنا لیں گے ابھی نہیں، ابھی وقفہ سوالات ہے۔ آپ وقفہ سوالات کا خیال کیجئے۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! میرے سوال کا جواب آنے تک اسے pending کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، یہ فرما رہے ہیں کہ میرے سوال کا جواب پوری طرح نہیں آیا اس لئے اس سوال کو pending کر لیں۔ اس بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟

وزیر زراعت، ہائر و سکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! سوال کا جواب تو واضح ہے لیکن اگر فاضل ممبر کہتے ہیں تو pending کر دیں۔

جناب سپیکر: منور غوث صاحب! منسٹر صاحب فرما رہے ہیں کہ جواب تو واضح دے دیا گیا ہے اگر آپ مزید کوئی ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں تو کر لیں ورنہ اسے dispose of کر دیتے ہیں۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! میں نے تو گزارش کر دی ہے اب جو آپ فیصلہ کریں گے مجھے وہ قبول ہوگا۔

جناب سپیکر: میرے فیصلے کی بات نہیں ہے اگر آپ نے کوئی ضمنی سوال کرنا ہے تو کریں۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: میں نے ایک ضمنی سوال کیا ہے جس کا جواب نہیں آیا، اس پر وزیر قانون صاحب نے بھی فرمایا ہے۔ بہتر تو یہ ہے کہ اس پر آپ ایک کمیٹی بنا دیں تاکہ ان سارے معاملات کو دیکھ لیا جائے۔ چونکہ سرگودھا یونیورسٹی ایک نئی یونیورسٹی بنی تھی اور اس میں کافی سارے نئے لوگ بھرتی ہوئے ہیں۔ نئے وائس چانسلر صاحب نے اپنی مرضی سے لاتعداد

لوگوں کو بھرتی کیا ہے۔ یہ سارا کچھ موجودہ حکومت کے آنے سے پہلے ہوا ہے تو میری یہ گزارش ہے کہ اس پر کمیٹی بنائیں اور نئے سنڈیکیٹ کے جو ممبر آپ شامل کریں گے ان کو بھی اس کمیٹی میں شامل کریں تاکہ اس کی scrutiny ہو سکے اور صحیح لوگوں کو میرٹ پر نوکریاں مل سکیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، وقفہ سوالات ہے اس لئے No point of order.

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! ایجوکیشن سے ہی متعلقہ بات ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ ضمنی سوال کر لیں تو آپ کو اجازت دیں گے۔ آپ بے شک ضمنی سوال کر لیں۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ سوال کا جواب یہ آیا ہے کہ 12 یونیورسٹیوں میں جج صاحبان سنڈیکیٹ کے ممبر ہیں اور تین یونیورسٹیوں میں شامل نہیں ہیں اس کی کیا وجہ ہے کیوں discrimination کی گئی ہے، آیا گورنمنٹ دوسری یونیورسٹیوں میں بھی سنڈیکیٹ میں جج نامزد کرنا چاہتی ہے یا نہیں؟ مجھے تو یہاں یہ بات سمجھ آتی ہے کہ گجرات میں من مانی کرنے کے لئے انہوں نے ججوں کو شامل نہیں کیا۔ اس کو یہ واضح کر دیں۔

جناب سپیکر: جی، گجرات میں بہت ساری دنیا رہتی ہے صرف اکیلے جن کی آپ نشاندہی کر رہے ہیں وہ نہیں رہتے۔ گجرات بھی پنجاب کا حصہ ہے، پاکستان کا حصہ ہے۔ جی، وزیر موصوف!

وزیر زراعت، ہائر و سکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ): جناب والا! جب یہ یونیورسٹیاں constitute کی گئی تھیں اس میں ایسی provision نہیں رکھی گئی تھی کہ اس کا جج ممبر ہو گا۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب والا! میرا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اس میں discrimination کیوں ہے؟ سب کو برابر کریں۔ اس سلسلے میں رائے لی جائے، پورا پنجاب ایک ہی صوبہ ہے اور سب کے ساتھ equal treatment کیا جائے۔

وزیر زراعت، ہائر و سکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ): ٹھیک ہے۔ محکمہ تعلیم اس کو reconsider کرے گا۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب والا! پورا پنجاب ایک ہی صوبہ ہے، چند یونیورسٹیوں میں ہو، اور چند میں نہ ہو، یہ discrimination ختم ہونی چاہئے۔

وزیر زراعت، ہائر و سکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ): جناب والا! محکمہ تعلیم اس کو reconsider کرلے گا۔

جناب سپیکر: آپ کی بات نوٹ کر لی گئی ہے۔ اگلا سوال جناب حسن مرتضیٰ صاحب کا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: سوال نمبر 39۔ اس کا جواب پڑھا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

## گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول چک فیض آباد (ضلع اوکاڑہ) میں بنیادی سہولیات کی فراہمی

*39: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول چک فیض آباد تحصیل دیپالپور ضلع اوکاڑہ کی چار دیواری نہ ہے اور نہ ہی اساتذہ اور بچیوں کے لئے کوئی فرنیچر ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ سکول میں بجلی کی سہولت ہے اور نہ ہی بیٹھنے کا انتظام ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکول کی عمارت صرف دو کمروں پر مشتمل ہے باتھ روم وغیرہ کا کوئی انتظام نہ ہے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ بالا مسائل کے حل کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہائر و سکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ درست ہے کہ گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول چک فیض آباد تحصیل دیپالپور ضلع اوکاڑہ کی چار دیواری نہ ہے جبکہ اساتذہ و طالبات کے لئے فرنیچر ناکافی ہے۔ ڈسٹرکٹ پراجیکٹ مینجر کو درخواست کی گئی ہے کہ متعلقہ سکول کا معائنہ کرکے ڈسٹرکٹ ڈویلپمنٹ کمیٹی کی

میٹنگ میں شامل کرنے سے پہلے اس مسئلہ کو ڈسٹرکٹ سٹیرنگ کمیٹی میں مشاورت کے لئے پیش کیا جائے۔توقع ہے کہ گورنمنٹ محکمہ تعلیم اوکاڑہ کی طرف سے اس مالی سال کے دوران سکول ہذا کو فرنیچر فراہم کر دیا جائے گا۔جس سے فرنیچر کی کمی پوری ہو جائے گی۔

(ب) یہ درست ہے کہ مذکورہ سکول میں بجلی کی سہولت میسر نہ ہے۔این ایل سی کی لسٹ میں اس سکول کا نام بجلی کی فراہمی کے لئے شامل کر لیا گیا ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ مذکورہ سکول کی عمارت صرف دو کمروں پر مشتمل ہے۔باتھ روم نہ ہے این ایل سی کے پروگرام کے تحت یہ سہولت ترجیحی بنیادوں پر فراہمی کی جارہی ہے۔

(د) حکومت مذکورہ بالا مسائل کے حل کا ارادہ رکھتی ہے حکومت مذکورہ سکول کو اس سال P.E.S.R.P کے پروگرام میں شامل کر رہی ہے جس کے لئے باقاعدہ تحریری طور پر این ایل سی کو مطلع کر دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: ضمنی سوال؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! اس سوال کی تاریخ وصولی ہے 18۔اپریل 2008 کی۔تاریخ تفصیل ہے 26۔اپریل 2008۔اب نومبر کا مہینہ آگیا ہے انہوں نے جز (ب) اور (ج) میں کہا ہے کہ:

(ب) یہ درست ہے کہ مذکورہ سکول میں بجلی کی سہولت میسر نہ ہے۔این ایل سی کی لسٹ میں اس سکول کا نام بجلی کی فراہمی کے لئے شامل کر لیا گیا ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ مذکورہ سکول کی عمارت صرف دو کمروں پر مشتمل ہے۔باتھ روم نہ ہے۔ این ایل سی کے پروگرام کے تحت یہ سہولت ترجیحی بنیادوں پر فراہمی کی جارہی ہے۔

جناب سپیکر! اب چھ سات مہینے ہو گئے ہیں تو اس میں اب تک کیا پیشرفت ہوئی ہے؟

وزیر زراعت، ہائر و سکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ): جناب والا! میرے پاس جب سوالات آئے تو میں نے محکمہ تعلیم کو یہ ہدایت کی کہ معزز اراکین سوالات اس لئے کرتے ہیں کہ ان کا مسئلہ حل ہو۔جو مسئلہ حل ہونے والا ہے اس کا حل نکال کر لائیں نہ کہ خالی جواب تیار کر کے لائیں۔انہوں

نے جو بجلی اور فرنیچر کے بارے میں فرمایا ہے اسی لئے این ایل سی میں اس کو شامل کروایا ہے تاکہ ان کا مسئلہ حل ہو جائے۔

**محترمہ ساجدہ میر:** ضمنی سوال؟

**جناب سپیکر:** جن کا سوال ہے ان کو ضمنی سوال کرنے دیں۔

**سید حسن مرتضیٰ:** جناب والا! این ایل سی میں تو شامل ہو گئے ہوں گے۔ میں نے تو یہ پوچھا ہے کہ اب تک وہاں پر ہوا کیا ہے، کوئی کام وہاں پر ہوا ہے؟ این ایل سی اگر سات مہینوں میں کام نہیں کرتی کیونکہ انہوں نے خود کہا ہے کہ باتھ روم نہیں ہیں۔ بچیوں کا سکول ہے اگر وہاں پر باتھ روم بھی نہ ہو تو۔۔۔

**وزیر زراعت، ہائر وسکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ):** جناب والا! اس میں فنڈز کی allocation ہوتی ہے، اس کے بعد بھی process ہے کہ اس کے ٹینڈر ہوتے ہیں اس کے بعد کام الاٹ ہوتا ہے پھر کام شروع ہوتا ہے۔ پہلے سٹیئرنگ کمیٹی کی میٹنگ ہو گی، اس میٹنگ میں پراجیکٹ منظور ہوں گے اس کے بعد feasibility کے مطابق وہاں پر کام ہو گا۔

**جناب سپیکر:** وہ یہ پوچھ رہے ہیں کہ اب یہ کام کس stage پر ہے؟

**وزیر زراعت، ہائر وسکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ):** جناب والا اس وقت صوبے سے اضلاع کو فنڈز جا رہے ہیں، کام شروع ہونے والے ہیں، ابھی کام شروع نہیں ہوا کیونکہ پہلے یہ سٹیئرنگ کمیٹی میں منظور ہوں گے اس کے بعد ٹینڈر ہوں گے اس کے بعد کام شروع ہو گا۔

**سید حسن مرتضیٰ:** جناب والا! اضلاع میں missing facilities کے جو فنڈز تھے وہ تقسیم ہو گئے ہیں یا نہیں؟

**وزیر زراعت، ہائر وسکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ):** جناب والا! محکمہ تعلیم کے فنڈز اضلاع میں چلے گئے ہیں لیکن ابھی سٹیئرنگ کمیٹی کے اجلاس میں ان کی منظوری ہو گی اس کے بعد ان پر کام ہو گا۔

**جناب سپیکر:** شکریہ۔ اگلا سوال محترمہ صغیرہ اسلام صاحبہ کا ہے۔

**محترمہ صغیرہ اسلام:** سوال نمبر 128۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

**جناب سپیکر:** اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

## 2003تا2007 میں صوبہ پنجاب میں یونیورسٹیوں کا قیام

*128: **محترمہ صغیرہ اسلام:** کیا وزیر ہائر ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ فروغ تعلیم کے لئے صوبہ بھر میں یونیورسٹیاں قائم کی گئی ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ صوبہ میں یونیورسٹیوں کا قیام ضرورت کے مطابق نہیں بلکہ سیاسی بنیادوں پر کیا گیا ہے، جیسا کہ جنوبی پنجاب کی ضرورت کو نظرانداز کرتے ہوئے شمالی پنجاب کو ترجیح دی گئی ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو سال 2003–2007 تک صوبہ کے کس کس ضلع میں یونیورسٹی قائم کی گئی، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

**وزیر ہائر و سکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ):**

(الف) درست ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔ جنوبی پنجاب میں علاقہ کی آبادی اور ضرورت کے پیش نظر ڈیرہ غازی خان اور ساہیوال میں بہاؤالدین ذکریا یونیورسٹی کے سب کیمپس قائم کئے گئے ہیں اور اسی طرح رحیم یار خان اور بہاولنگر میں اسلامیہ یونیورسٹی کے سب کیمپس قائم کئے گئے ہیں۔

(ج) 2003-2007 کے دوران پبلک سیکٹر میں صرف یونیورسٹی آف گجرات قائم کی گئی پرائیویٹ سیکٹر میں 6 یونیورسٹیوں اور ایک انسٹی ٹیوٹ کو چارٹر دیا گیا تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

**جناب سپیکر:** ضمنی سوال؟

**محترمہ صغیرہ اسلام:** جناب سپیکر! میں نے سوال کے جز(ب) میں پوچھا ہے کہ کیا یہ بھی درست ہے کہ صوبہ میں یونیورسٹیوں کا قیام ضرورت کے مطابق نہیں بلکہ سیاسی بنیادوں پر کیا گیا ہے، جیسا کہ جنوبی پنجاب کی ضرورت کو نظر انداز کرتے ہوئے شمالی پنجاب کو ترجیح دی گئی ہے لیکن وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ یہ درست نہ ہے۔ جنوبی پنجاب میں علاقہ کی آبادی اور ضرورت کے پیش نظر ڈیرہ غازی خان اور ساہیوال میں بہاؤالدین ذکریا یونیورسٹی کے سب کیمپس قائم کئے گئے ہیں اور اسی طرح رحیم یار خان اور بہاولنگر میں اسلامیہ یونیورسٹی کے سب کیمپس قائم کئے گئے ہیں۔ میں نے پوچھا تھا کہ کیا یونیورسٹی قائم کی گئی ہے؟ انہوں نے کہا ہے کہ سب کیمپس قائم کئے گئے ہیں۔ کیا وہاں کے رہنے والے لوگوں کو یونیورسٹی کی ضرورت نہیں تھی؟ بہاولنگر، راجن پور، لیہ، مظفر گڑھ، خوشاب، ساہیوال اور پاکپتن، کیا ان تمام اضلاع میں لوگوں کو تعلیم کی ضرورت نہیں ہے؟ پچھلے آٹھ سالوں میں تعلیم کی advertisement پر کروڑوں روپے وزیر اعلیٰ پنجاب نے ضائع کیا، کیا ان پیسوں سے جنوبی پنجاب کے اضلاع میں جہاں سے بڑے اچھے پارلیمنٹیرین تشریف لائے ہیں، کیا وہاں پر یونیورسٹی نہیں بن سکتی تھی؟

**جناب سپیکر:** میری بہن! میرے خیال میں مناسب ہوگا کہ جو شخص اس House کا ممبر نہیں ہے اس کے متعلق بات نہ ہی کی جائے تو بہتر ہے۔

**محترمہ صغیرہ اسلام:** جناب سپیکر! میں نے کسی ایسے بندے کے متعلق بات نہیں کی۔

**جناب سپیکر:** نہیں، آپ کچھ کہہ گئی ہیں۔

**محترمہ صغیرہ اسلام:** میں نے یہ بات کی ہے کہ جو پیسا تعلیم پر خرچ ہونے کی بجائے دوسرے کاموں پر ضائع ہوا ہے تو یقینی بات ہے کہ اس کا حساب تو انہیں دینا چاہئے۔ میں نے ان سے یونیورسٹی کا قیام پوچھا ہے، انہوں نے مجھے سب کیمپس بتایا ہے۔ میں ان سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ یہ جو سب کیمپس قائم کئے گئے ہیں ان میں تمام شعبہ جات موجود ہیں۔ اگر نہیں ہیں تو پھر سب کیمپس وہاں پر کیوں قائم کئے گئے اور یونیورسٹی کیوں نہیں بنائی گئی؟

وزیر زراعت، ہائر و سکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ): یونیورسٹی کا major کام examination conduct کروانا ہوتا ہے۔ جہاں تک ٹیچنگ کا تعلق ہے تو یہ جو سب کیمپس ساہیوال اور ڈیرہ غازی خان میں بنائے گئے ہیں وہاں پر بھی ایجوکیشن ہو رہی ہے۔ تمام اہم مضامین پڑھائے جا رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یونیورسٹی کی جو requirement ہے وہ پوری ہو رہی ہے۔ اس کے علاوہ North اور South کی بھی کوئی discrimination نہیں ہے۔ بہر حال یہ مسئلہ ہے کہ بعض علاقے deprive ہیں۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے چیف منسٹر بنتے ہی جنوبی پنجاب کے اضلاع کے دورے کئے اور وہ رحیم یار خان بھی گئے ہیں، ڈیرہ غازی خان بھی گئے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

وزیر زراعت، ہائر و سکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ): وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف صاحب پہلے ڈیرہ غازی خان گئے ہیں پھر راجن پور گئے ہیں، رحیم یار خان گئے ہیں، بہاولپور گئے ہیں۔ جنوبی پنجاب کے جتنے ڈویژنل ہیڈ کوارٹر ہیں یا ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہیں وہاں پر خود تشریف لے گئے ہیں۔ وہاں کی ضروریات معلوم کی ہیں اور اس کے مطابق تعلیمی سہولیات فراہم کی جا رہی ہیں۔ ڈیرہ غازی خان میں انہوں نے میڈیکل کالج کا اعلان کیا ہے، سنگ بنیاد بھی رکھا ہے اور اسی طریقے سے جتنے بھی پنجاب کے deprived علاقے ہیں ان کو at par لانے کے لئے مسلسل کام ہو رہا ہے تاکہ جو محروم علاقے ہیں ان کو بھی ترقی کی راہ پر برابر لایا جائے اور یہی جناب وزیر اعلیٰ کی پہلے دن کی تقریر ہے۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب والا! سپیکر کا volume تیز کیا جائے کیونکہ آواز کی سمجھ نہیں آتی۔ میں نے ان سے یونیورسٹی کا قیام پوچھا ہے انہوں نے سب کیمپس کا بتایا ہے۔ میرا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی طالب علم سائنس کا مضمون پڑھنا چاہے اور سب کیمپس میں اردو یا اسلامیات پڑھائی جا رہی ہو تو پھر اس سب کیمپس کا کیا فائدہ؟ مقصد تو یہ ہے کہ ایسی یونیورسٹی بنائی جائے جو لوگ دور دراز کے علاقوں سے لاہور کی یونیورسٹیوں میں آتے ہیں ان کو اپنے علاقوں میں سہولت مل جائے تو وہ یہاں آنے کی

بجائے وہاں پر تعلیم حاصل کریں۔ وزیر موصوف نے ایک لمبا جواب مجھے بتادیا ہے، میں مانتی ہوں کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے جنوبی پنجاب کا دورہ کیا ہے لیکن میرے سوال کا جواب یہ نہیں ہے۔

وزیر زراعت، ہائر و سکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ جنوبی پنجاب میں، ملتان میں بہاؤالدین ذکریا یونیورسٹی ہے اور اسی طرح بہاولپور میں اسلامیہ یونیورسٹی ہے۔ یہ آبادی کے لحاظ سے یونیورسٹیاں بنائی جاتی ہیں اور اس طرح جو بڑے ڈویژنل ہیڈکوارٹرز تھے وہاں پر یونیورسٹی موجود ہے۔ اب مزید تعلیم کو عام کرنے کے لئے سب کیمپس بنائے گئے ہیں۔ ان کا بھی وہی function ہے جو یونیورسٹی کا function ہے۔ یونیورسٹی امتحانات conduct کرتی ہے، تعلیمی سہولیات سب کیمپس میں بھی وہی ہیں جو یونیورسٹی میں ہوتی ہیں۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب والا! میں نے یہ پوچھا تھا کہ سب کیمپس جو انہوں نے قائم کئے ہیں ان میں کون کون سے مضامین کی کلاسز ہوتی ہیں؟

وزیر زراعت، ہائر و سکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! محترمہ! اس کے لئے fresh question کریں تو جواب دے دیا جائے گا۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! جو سب کیمپس قائم کئے گئے ہیں ان میں کیا پڑھایا جاتا ہے؟

جناب سپیکر: سب کیمپس جو بنائے گئے ہیں محترمہ پوچھ رہی ہیں ان میں کیا پڑھایا جاتا ہے۔ آیا وہ تمام تعلیم ہے جو یونیورسٹیوں میں دی جاتی ہے۔

وزیر زراعت، ہائر و سکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! جہاں students available ہوتے ہیں وہاں تمام مضامین پڑھائے جا رہے ہیں۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! ایک طالب علم سائنس کا مضمون پڑھنا چاہتا ہے اور وہاں پر اردو کی کلاسیں شروع ہیں تو اس سب کیمپس کا کیا فائدہ؟ مقصد تو یہ ہے کہ اسے یونیورسٹی کا درجہ دیا جائے۔ انہوں نے 12 یونیورسٹیوں کے نام دیئے ہیں میں یہ نہیں کہتی کہ لاہور میں یونیورسٹیاں نہ ہوں، ہونی چاہئیں، لاہور پاکستان اور پنجاب کا دل ہے۔ 5 یونیورسٹیاں لاہور میں ہیں۔ میں نے ایک سوال پوچھا تھا کہ یہ یونیورسٹیاں میرٹ پر بنائی گئی ہیں یا سیاسی بنیادوں پر بنائی گئی ہیں؟ لاہور میں سائنس کالج

اور بیکن ہاؤس کو کیمپس کا درجہ دے دیا گیا ہے۔ خورشید محمود قصوری سابق وزیر خارجہ کے سکول ایچوکیٹر کو بھی سیاسی بنیادوں پر یونیورسٹی کا درجہ دے دیا گیا ہے تو جہاں پر اپنے آدمیوں کو نوازنے کے لئے تعلیم کے معیار کو نہ دیکھتے ہوئے سیاسی بنیادوں پر میاں عامر کے سائنس کالج کو یونیورسٹی کا درجہ دے دیا گیا ہے تو یہ محکمہ تعلیم اور طالب علموں کے ساتھ زیادتی ہے۔ پچھلے دنوں ہائر ایجوکیشن کمیشن نے فیصلہ کیا تھا کہ تمام ایسے ادارے جن کا تعلیمی معیار بہتر نہیں ہے انہیں بند کیا جائے۔ کیا منسٹر صاحب ہائر ایجوکیشن کمیشن کی رائے سے اتفاق کرتے ہوئے سیاسی بنیادوں پر بنائے گئے اداروں کو بند کرنے کا کوئی ارادہ رکھتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، ملک صاحب!

وزیر زراعت، ہائر و سکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اس چیز کو دوبارہ دیکھ لیتے ہیں۔ اگر کوئی ایسا مسئلہ ہے تو اس کو حل کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: آپ محترمہ سے ایک میٹنگ کر لیں۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! منسٹر صاحب آہستہ بولتے ہیں۔ میرے پاس کوئی ایسا آلہ بھی نہیں ہے جس سے ان کی آواز میرے تک پہنچ سکے۔

وزیر زراعت، ہائر و سکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! محترمہ مجھے مل لیں، اگر کوئی نشاندہی کریں گی تو اسے دیکھ لیں گے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ منسٹر صاحب سے رابطہ کر لیں۔ جی، محترمہ آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ یونیورسٹی اور سب کیمپس میں فرق کیا ہے؟ میرا خیال ہے کہ منسٹر صاحب کی طرف سے جواب آ گیا تھا کہ سب کیمپس وہی کام کر رہا ہوتا ہے جو کام یونیورسٹی کر رہی ہوتی ہے تو اس concept کو ٹھیک طور پر clear ہونا چاہئے کہ سب کیمپس اور یونیورسٹی کے فرق کو واضح کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: وہ بات مکمل ہو گئی ہے۔ جی، محترمہ!

محترمہ مائزہ حمید: جناب سپیکر! Southern Punjab, specially Rahim Yar Khan میں National Education Foundation کے under April and May 2008 میں سروے ہوا تھا جس میں 208 schools approve ہوئے تھے جن میں سے except Rahim Yar Khan and Layyah approval ہو گئی ہوئی ہے تو منسٹر صاحب بتائیں کہ یہ approve کیوں نہیں ہو رہا؟

جناب سپیکر: سمجھ نہیں آ رہی ہے۔ مجھے بھی نہیں سمجھ لگی۔ دیکھیں، سوال کو دو حصوں میں تقسیم کریں۔ آپ ضمنی سوال کریں، اس کا جواب لیں، اس کے بعد دوسرا سوال کریں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: میرے خیال میں وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر زراعت، ہائر و سکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

## نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

### ضلع رحیم یار خان و گجرات میں 2003 سے 2007 تک سکولز، کالجز کی از سر نو تعمیر

*124: مخدوم سید احمد محمود: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سال 2003 سے 2007 تک محکمہ نے مختلف اضلاع میں پرائمری، مڈل، ہائی سکولز، انٹر اور ڈگری کالجز کو از سر نو تعمیر اور اپ گریڈ کیا ہے؟

(ب) ضلع رحیم یار خان میں متذکرہ عرصہ کے دوران کتنے پرائمری، مڈل، ہائی سکول اور انٹر، ڈگری کالج تعمیر ہوئے اور کتنے اپ گریڈ ہوئے؟

(ج) متذکرہ عرصہ کے دوران ضلع گجرات میں کتنے پرائمری، مڈل، ہائی سکول اور انٹر، ڈگری کالج تعمیر اور اپ گریڈ ہوئے؟ ان کی مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے۔

وزیر ہائر و سکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) درست ہے۔ سال 2003 سے 2007 تک محکمہ نے مختلف اضلاع میں پرائمری، مڈل، ہائی سکول، انٹر اور ڈگری کالج کو از سر نو تعمیر اور اپ گریڈ کیا ہے۔

(ب) ضلع رحیم یار خان میں 2003 سے 2007 تک محکمہ نے مندرجہ ذیل پرائمری، مڈل، ہائی سکول، انٹر اور ڈگری کالج کو اپ گریڈ کیا ہے جبکہ کوئی نئی تعمیر نہیں ہوئی ہے۔

| پرائمری | مڈل سکول | ہائی سکول | انٹر کالج | ڈگری کالج |
|---|---|---|---|---|
| 0 | 43 | 09 | 04 | - |

(ج) ضلع گجرات میں 2003 سے 2007 تک 26 مسجد مکتب سے پرائمری، 10 پرائمری سکول سے مڈل اور 8 مڈل سکولوں کو بطور ہائی سکول اپ گریڈ کیا گیا ہے جبکہ 5 کالج از سر نو تعمیر ہوئے اور 3 کالجوں کو بطور ڈگری کالج اپ گریڈ کیا گیا ہے جن کے نام ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

## 2003 تا 2007 کے دوران محکمہ تعلیم شیخوپورہ میں کنٹریکٹ پر بھرتی لیکچراروں کی تنخواہ کا مسئلہ

*199: محترمہ صغیرہ اسلام: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سابق حکومت نے سال 2007-2003 کے دوران محکمہ تعلیم ضلع شیخوپورہ میں کنٹریکٹ کی بنیاد پر لیکچرار بھرتی کئے تھے، ان کی تعداد کیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کنٹریکٹ پر بھرتی کئے گئے لیکچرار کی ماہانہ تنخواہ -/6210روپے تھی جو کہ پی ٹی سی ٹیچر سے کم ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ کنٹریکٹ پالیسی کے مطابق درجہ چہارم کے ملازم جو کہ خواندہ یا مڈل ہیں کی تنخواہ کم از کم پانچ ہزار ہے؟

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت لیکچرارز جو کہ ماسٹر ڈگری ہولڈر ہیں کی کنٹریکٹ پالیسی پر نظر ثانی کرنے کو تیار ہے تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر ہائر و سکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) سال 2003 تا 2007 کے دوران صرف 2005 میں کنٹریکٹ کی بنیاد پر لیکچرارز کی بھرتی کی گئی، ضلع شیخوپورہ میں بھرتی کئے گئے لیکچرارز کی تعداد 24 ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔ 2005 میں لیکچراروں کی تنخواہ بڑے شہروں میں 10 ہزار روپے اور چھوٹے شہروں میں 12 ہزار روپے تھی جبکہ 2008 میں ان کی تنخواہ 17 گریڈ کے برابر کی گئی ہے اور چھوٹے شہروں کے لئے 4 ہزار روپے مزید الاؤنس کر دیا گیا ہے۔

(ج) درست نہ ہے بلکہ درجہ چہارم کے ملازمین کی تنخواہ 6850 روپے ہے۔ (تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

(د) جیسا کہ جز (ب) میں بیان کیا گیا ہے، کنٹریکٹ پالیسی میں حال ہی میں نظر ثانی کی گئی ہے جس کے مطابق ان کی تنخواہ گریڈ 17 کے برابر ہے۔ (تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

## ضلع رحیم یار خان / گوجرانوالہ میں سکولز، کالجز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*171: مخدوم سید احمد محمود: کیاوزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع رحیم یار خان میں آج تک کتنے پرائمری، مڈل اور ہائی گرلز اور بوائز سکول تعمیر ہوئے؟

(ب) ضلع رحیم یار خان میں آج تک کتنے انٹر اور ڈگری کالج بوائز اور گرلز تعمیر ہوئے، ان کی تعداد کیا ہے؟

(ج) ضلع گوجرانوالہ میں کتنے پرائمری، مڈل اور ہائی سکول گرلز اور بوائز ہیں اور کتنے انٹر اور ڈگری کالج بوائز اور گرلز تعمیر ہوئے اور ان کی تعداد کیا ہے؟

(د) کیا حکومت نے ان دونوں اضلاع میں سکول اور کالجز آبادی کے تناسب سے قائم کئے ہیں اور اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر ہائر و سکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع ہذا میں قائم شدہ گرلز اور بوائز سکولوں کی تعداد درج ذیل ہے:-

| | پرائمری | مڈل | ہائی سکول | ہائر سیکنڈری سکول | کل تعداد |
|---|---|---|---|---|---|
| بوائز | 1840 | 149 | 116 | 05 | 2110 |
| گرلز | 1309 | 159 | 51 | 04 | 1523 |
| میزان | 3149 | 308 | 167 | 09 | 3633 |

(ب) ضلع رحیم یار خان میں 4 بوائز اور 4 گرلز ڈگری کالجز تعمیر ہوئے ہیں۔

(ج) ضلع گوجرانوالہ میں پرائمری، مڈل اور ہائی بوائز اور گرلز سکولوں کی تعداد 1902 ہے اور بوائز/گرلز، انٹر/ڈگری کالجز کی تعداد 18 ہے تفصیل کیٹیگری وائز درج ذیل ہے:-

| | بوائز سکولز | گرلز سکولز | بوائز کالجز | گرلز کالجز | میزان |
|---|---|---|---|---|---|
| پرائمری | 719 | 751 | - | | 1470 |
| مڈل | 105 | 151 | | | 256 |
| ہائی | 103 | 73 | | | 176 |
| انٹر | - | - | - | 1 | 1 |
| ڈگری | - | - | 7 | 10 | 17 |

| | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| ٹوٹل | 927 | 975 | 7 | 11 | 1920 |

(د) ضلع گوجرانوالہ میں سکولوں کی تعداد آبادی کے تناسب سے کم ہے، ان کی وجوہات میں عدم فراہمی زمین اور فنڈز کی کمی سرفہرست ہیں۔ ضلع گوجرانوالہ میں کالجوں کی تعداد آبادی کے تناسب سے کم ہے تاہم حکومت پنجاب کی منظوری سے 2 زنانہ کالجوں کی تعمیر جاری ہے جن کی تکمیل آخری مراحل میں ہے۔

1۔ گورنمنٹ کالج برائے خواتین، کالج روڈ، گوجرانوالہ

2۔ گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین، ایمن آباد، گوجرانوالہ

ضلع رحیم یار خان کی تعلیمی ضروریات پوری کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ تاہم کسی نئے کالج کی تعمیر کے لئے اگر کوئی درخواست موصول ہوئی تو ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر (کالجز) رحیم یار خان قواعد وضوابط کے مطابق اس کی فزیبلٹی رپورٹ اپنے محکمہ کو پیش کرے گا۔

## بہاولنگر گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین کے لئے نئی بس خریدنے کا مسئلہ

*301: محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین بہاولنگر کے لئے 1986 میں ایک بس خریدی گئی تھی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ بس اکثر خراب رہتی ہے جس کی وجہ سے طالبات کو کالج اور گھر جانے میں مشکلات کا سامنا ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ کالج کے لئے نئی بس خریدنے اور پرانی بس کو نیلام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، نہیں تو وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر ہائر و سکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ درست ہے کہ گورنمنٹ کالج برائے خواتین بہاولنگر کے لئے ایک نئی بس1986 کی بجائے1982 میں خریدی گئی تھی۔

(ب) یہ درست نہیں ہے کہ مذکورہ بس پرانی ہونے کی وجہ سے خراب رہتی ہے بلکہ جیسے ہی خراب ہوتی ہے مرمت کروالی جاتی ہے اور طالبات کی مشکلات کو دور کر دیا جاتا ہے۔

(ج) گزشتہ سالوں2004تا2008 میں گاڑی کی مرمت کی مد میں مبلغ150760 روپے خرچ ہوئے ہیں۔اسی طرح 08-2007 میں گاڑی کی مرمت کا کام کروانے کے بعد درست طور پر گاڑی چلتی رہتی ہے اور آئندہ آنے والے سال میں اگر گاڑی کی خرابی کا مسئلہ پیدا ہوا تو نئی گاڑی کی خریداری کے لئے محکمہ خزانہ کو رقم کی فراہمی کے لئے لکھا جائیگا۔

## 2001 میں اضافی تعلیم کے حامل اساتذہ کی انکریمنٹ کا مسئلہ

*200: محترمہ ثمینہ نوید(ایڈووکیٹ): کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ میں بھرتی اساتذہ کو اضافی تعلیم پر سالانہ انکریمنٹ یا اگلے سکیل میں ترقی دی جاتی تھی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سال 2001 میں اضافی تعلیم کے حامل اساتذہ کو میسر دونوں سہولیات سے یکسر محروم کر دیا گیا؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اضافی تعلیم کے حامل اساتذہ سے 2001 میں چھینی گئی سہولیات بحال کرنے کو تیار ہے، تو کب تک اگر نہیں تو وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر ہائر و سکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) حکومت پنجاب نے 2007 میں اساتذہ کا ہائر ایجوکیشن الاؤنس بحال کر دیا ہے۔

راولپنڈی، پی پی۔14 میں لڑکوں کے لئے
نئے ڈگری کالجز بنانے کا پروگرام

*468: راجہ حنیف عباسی (ایڈووکیٹ): کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

کیا راولپنڈی کے حلقہ پی پی۔14 میں طلباء کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر نئے ڈگری کالج بنانے کا پروگرام ہے، اگر ہاں تو کتنے اور کب تک، نہیں تو کیوں؟

وزیر ہائر و سکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ):

حلقہ پی پی۔14 میں گورنمنٹ حشمت علی اسلامیہ انٹر کالج فار بوائز پہلے سے ہی کام کر رہا ہے۔ مذکورہ کالج کو محکمہ اعلیٰ تعلیم، حکومت پنجاب نے اکتوبر 2007 کو اپ گریڈ کر کے ڈگری کالج کا درجہ دے دیا ہے۔

محکمہ اعلیٰ تعلیم حکومت پنجاب کے Criteria کے تحت کالج سے تین کلو میٹر کے فاصلے پر لڑکوں کے مندرجہ ذیل دو کالج پہلے ہی کام کر رہے ہیں۔

1۔ گورنمنٹ کالج فار بوائز سیٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی طلبا کی تعداد 1788
2۔ گورنمنٹ کالج اصغر مال روڈ راولپنڈی طلبا کی تعداد 3232

لہذا مزید کالج کی ضرورت نہ ہے۔

لاہور، گورنمنٹ پائلٹ ہائی سکول فار بوائز میں سرکاری رہائش گاہوں
میں سیوریج کا مسئلہ

*274: محترمہ عارفہ خالد پرویز: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ پائلٹ ہائی سکول فار بوائز لاہور میں موجود عملہ کی سرکاری رہائش گاہوں میں سیوریج کے پانی کے نکاس کا مسئلہ ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو محکمہ کی طرف سے سیوریج کو درست کرنے کے لئے کیا اقدامات اٹھائے گئے ہیں، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہائر و سکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) درست نہ ہے کیونکہ سرکاری رہائش گاہوں کا سیوریج ٹھیک کام کر رہا ہے۔

(ب) جز (الف) کے جواب میں تفصیل درج ہے سرکاری رہائش گاہوں میں سیوریج کے پانی کی نکاسی کو چیک کر لیا گیا ہے اب وہاں کوئی شکایت نہ ہے۔

## ضلع سرگودھا میں انٹرمیڈیٹ و ڈگری کالجز (بوائز و گرلز) کی تعداد و دیگر تفصیلات

*545: چودھری ظہیر الدین خان، چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع سرگودھا میں گورنمنٹ انٹرمیڈیٹ کالج برائے (مرد و خواتین) اور گورنمنٹ ڈگری کالجز برائے (مرد و خواتین) کی کل تعداد کیا ہے؟

(ب) مذکورہ کالجوں میں کتنے ایسے ہیں جن میں مستقل بنیادوں پر پرنسپل تعینات نہیں ہیں؟

(ج) ضلع سرگودھا کے مردانہ و خواتین کے کالجز میں سٹاف مطلوبہ تعداد سے بہت کم ہے، حکومت یہ کمی کب تک پوری کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(د) مذکورہ کالجز میں خالی اسامیوں کی تعداد مع نام اسامی اور گریڈ سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر ہائر و سکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) مذکورہ ضلع میں ان کالجز کی تعداد 23 ہے، تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے-

(ب) 11 کالجز میں مستقل بنیاد پر پرنسپل تعینات نہ ہیں، تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے-

(ج) محکمہ ہائر ایجوکیشن نے پی پی ایس سی کو لیکچرارز کی خالی اسامیوں پر بھرتی کے لئے ریکوزیشن بھیجی ہوئی ہے-پنجاب پبلک سروس کمیشن برائے بھرتی لیکچرارز انٹرویو کر رہا ہے، جونہی سفارشات موصول ہوتی ہیں-ٹیچنگ کیڈر کی ان خالی اسامیوں کو پر کر دیا جائے گا-علاوہ ازیں نان ٹیچنگ اسامیوں پر بھرتی کے لئے محکمہ تعلیم پنجاب نے مجاز اتھارٹی سے نئی اسامیوں کو پر کرنے کے لئے اجازت لے لی ہے اور Appointing اتھارٹیز کو احکامات جاری کر دیئے گئے ہیں-

(د) خالی اسامیوں کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے-

## لاہور، گورنمنٹ پائلٹ ہائی سکول فار بوائز میں سرکاری رہائش گاہوں میں سوئی گیس کنکشن کا معاملہ

*275: محترمہ عارفہ خالد پرویز: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ پائلٹ ہائی سکول فار بوائز میں موجود عملہ کی سرکاری رہائش گاہوں میں سوئی گیس کے کنکشن نہ ہیں؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو محکمہ تعلیم کی طرف سے سرکاری کوارٹروں میں گیس کے کنکشن لگوانے کے لئے اب تک کیا اقدامات اٹھائے گئے ہیں، اگر نہیں تو اس کی وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر ہائر و سکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) درست ہے- البتہ سکول انتظامیہ کی طرف سے سوئی گیس کنکشن کے لئے درخواست دی ہوئی ہے-

(ب) جز (الف) کے جواب میں وضاحت کی گئی ہے، سوئی گیس کنکشن کے لئے درخواست دی گئی ہے اور سکول انتظامیہ ممکنہ کنکشن کے حصول کے لئے اقدامات کرے گی-

## پنجاب یونیورسٹی میں تحقیقی کام کے فروغ
## کے لئے اٹھائے گئے اقدامات

*590: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حکومت کی ہدایت کے مطابق پنجاب یونیورسٹی میں تحقیقی کام کو فروغ دینے کے لئے کیا اقدامات کئے گئے ہیں اور یونیورسٹی میں تحقیقی کام کے لئے کتنی رقم مختص کی گئی ہے؟

(ب) سال 2003 تا 2006 میں یونیورسٹی گرانٹس کمیشن (یوجی سی) سے پنجاب یونیورسٹی نے تحقیقی کام کے لئے کتنی میچنگ گرانٹ حاصل کی اور پنجاب یونیورسٹی کے اپنے بجٹ میں سے تحقیقی کام پر کتنی رقم خرچ کی گئی، ایوان کو تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر ہائر و سکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) پنجاب یونیورسٹی میں تحقیقی کام کو فروغ دینے کے لئے درج ذیل اقدامات کئے گئے ہیں۔

1) ایڈوانسڈ سٹڈیز اینڈ ریسرچ بورڈ کو فعال کر دیا گیا ہے اور ہر ماہ اس باڈی کا اجلاس منعقد کیا جاتا ہے تاکہ بحث و تمحیص کے بعد ریسرچ سکالرز کے تحقیقی مقالہ جات کو منظور کیا جائے۔

2) پی ایچ ڈی کے تمام مقالہ جات کو بیرون ملک یورپ و امریکہ کی بہترین درسگاہوں کے پروفیسر صاحبان سے evaluate کروایا جاتا ہے تاکہ تحقیق کا معیار بہتر بنایا جا سکے۔

3) یونیورسٹی میں اب ایم فل اور پی ایچ ڈی کی ریگولر کلاسز کا اجراء کیا گیا ہے تاکہ ریسرچ سکالرز کل وقت تحقیق پر توجہ دے سکیں۔

4) تحقیقی لیبارٹریوں کا معیار بلند کیا گیا ہے اور انہیں جدید ساز و سامان، کمپیوٹرز، کیمیکل و جدید آلات و مشینوں سے آراستہ کیا گیا ہے۔

5) اساتذہ، تحقیقی ماہرین، ریسرچ سکالرز طلباء و طالبات کو ملکی و غیر ملکی کانفرنسوں میں شرکت کے لئے ٹریول گرانٹ کا اجراء کیا گیا ہے۔

6) بیرون ملک اعلیٰ معیار کے تحقیقی مقالہ جات چھاپنے پر نقد انعام، ریسرچ گرانٹ، حوصلہ افزائی گرانٹ (Incentive Award) اور ٹنیور ٹریک سسٹم کے تحت بہتر تنخواہیں و دیگر مراعات دی جاتی ہیں تاکہ تحقیقی کام کو فروغ دیا جا سکے۔

7) مختلف شعبہ جات، کالجوں اور انسٹیٹیوٹ کو بین الاقوامی سطح کی سائنس کانفرنس منعقد کرنے کے لئے رقوم / فنڈز فراہم کئے جاتے ہیں۔

8) ایچ ای سی کے تعاون سے ای جرنلز اور ای بک کے نظام کو متعارف کروایا گیا ہے تاکہ ماہرین جدید مغربی علوم سے استفادہ حاصل کر سکیں۔

سال 09-2008 میں پنجاب یونیورسٹی نے تحقیقی کام کے فروغ کے لئے پانچ کروڑ روپے مختص کئے ہیں۔

(ب) یونیورسٹی کے بجٹ میں تحقیقی کام کے لئے مختص کی گئی رقم اور ہائر ایجوکیشن کمیشن سے ملنے والی میچنگ گرانٹس کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

2002-03

| | |
|---|---|
| میچنگ گرانٹ ایچ ای سی | 21.400 ملین روپے |
| پنجاب یونیورسٹی کا خرچ | 12.264 ملین روپے |
| کل خرچ | 33.664 ملین روپے |

2003-04

| | |
|---|---|
| میچنگ گرانٹ ایچ ای سی | 3.000 ملین روپے |
| پنجاب یونیورسٹی کا خرچ | 8.343 ملین روپے |
| کل خرچ | 11.343 ملین روپے |

2004-05

| | |
|---|---|
| میچنگ گرانٹ ایچ ای سی | 3.000 ملین روپے |
| پنجاب یونیورسٹی کا خرچ | 9.208 ملین روپے |
| کل خرچ | 12.208 ملین روپے |

2005-06

| | |
|---|---|
| میچنگ گرانٹ ایچ ای سی | 4.000 ملین روپے |
| پنجاب یونیورسٹی کا خرچ | 11.030 ملین روپے |
| کل خرچ | 15.30 ملین روپے |

## نجی تعلیمی اداروں کی جانچ پڑتال کے لئے ریگولیٹری اتھارٹی کا قیام و دیگر معاملات

*342: محترمہ ساجدہ میر: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ نجی شعبہ میں قائم تعلیمی اداروں کے معاملات کی جانچ پڑتال کے لئے علیحدہ سے ریگولیٹری اتھارٹی کا قیام عمل میں لایا جائے گا؟

(ب) کیا حکومت نجی سکولوں اور کالجوں کی بڑھتی ہوئی فیسوں اور دوسری فروعی مدات فنڈز میں والدین سے رقم ہتھیانے کے سلسلہ کو روکنے اور ان نجی تعلیمی اداروں میں بچوں کے لئے مالکان کی طرف سے سہولتیں فراہم کرانے کے لئے اقدامات اٹھانے پر غور کر رہی ہے؟

(ج) حکومت سرکاری تعلیمی معیار کو بہتر کرنے کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے تاکہ عام لوگ تعلیمی مافیا کے چنگل سے نجات حاصل کر سکیں؟

(د) کیا حکومت سرکاری تعلیمی اداروں کے علمی معیار کو بہتر بنانے کے لئے اساتذہ کی تربیت اور انہیں بہتر معاوضہ ادا کرنے کی تجویز پر غور کرنے کے لئے تیار ہے؟

وزیر ہائر و سکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) نجی شعبہ میں قائم تعلیمی اداروں کے معاملات کی جانچ پڑتال کے لئے پہلے سے ہی قوانین موجود ہیں۔ مثلاً رجسٹریشن آرڈیننس 1984 کے تحت نجی تعلیمی اداروں کو رجسٹرڈ کرنے کے لئے قواعد و ضوابط اور شرائط موجود ہیں جنہیں پیش نظر رکھا جاتا ہے ان تمام قوانین

کے ذریعہ نجی تعلیمی اداروں کے معاملات کی جانچ پڑتال بخوبی عمل میں لائی جارہی ہے۔ لہذا علیحدہ سے کسی ریگولیٹری اتھارٹی کے قیام کی ضرورت نہیں ہے۔

(ب) مذکورہ بالا قوانین کے تحت حکومت نجی تعلیمی اداروں کے مالکان کو طلبا کے لئے سہولتیں فراہم کرنے کی پابند ہوتی ہے اور انہی سہولیات کے مطابق فیس کا معیار بھی مقرر کیا جاتا ہے۔اگر کوئی نجی تعلیمی ادارہ مطلوبہ معیار کو برقرار نہ رکھ پائے تو اس کی رجسٹریشن اور منظوری ختم کی جاسکتی ہے۔حکومت اس بارے میں ضروری اقدامات کر رہی ہے تاکہ نجی تعلیمی اداروں کا معیار بہتر ہو سکے۔

(ج) حکومت سکولوں کو مرحلہ وار کمپیوٹر لیب فرنیچر اور بلڈنگ فراہم کر رہی ہے۔سکولوں میں حاضری کو یقینی بنانے کے لئے مانیٹرنگ سسٹم شروع کیا گیا ہے۔سرکاری مدارس میں کتابیں مفت فراہم کی جاتی ہیں۔طلبا کے لئے فروغ تعلیم سے یونیفارم، جوتے اور دوسرے سپورٹڈ میٹریل خرید کر دیئے جاتے ہیں اور اساتذہ کی بہترین کارکردگی پر بیسٹ ایوارڈ دیا جاتا ہے۔

(د) اساتذہ کو جدید طرز تعلیم کے مطابق تربیت دی جارہی ہے۔اساتذہ کی مالی حالت کو بہتر بنانے کے لئے ان کو ٹیچر پیکج دیا گیا ہے۔

## پنجاب کے تمام ایجوکیشن بورڈز میں پرچوں کی مارکنگ کا طریق کار و دیگر تفصیلات

*592: جناب محمد محسن خان لغاری: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ

(الف) پنجاب کے تمام ایجوکیشن بورڈز میں پرچوں کی مارکنگ کے طریق کار کی تفصیل بیان کی جائے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب کے تمام ایجوکیشن بورڈز میں سنٹرل مارکنگ کے تحت پرچوں کی چیکنگ بھی کی جاتی ہے، اگر ایسا ہے تو کیا اس طریق کار سے ماہرین تعلیم اور طلبا مطمئن

ہیں، کیا حکومت موجودہ دور کے ماڈرن تقاضوں کے مطابق پرچوں کی مارکنگ اور سنٹرل مارکنگ کے موجودہ طریق کار کا مثبت اور قابل عمل اصلاحات متعارف کرانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ بورڈز کے پرچوں کی مارکنگ ایک مخصوص مدت کے دوران کی جاتی ہے یہ عرصہ کتنا ہوتا ہے اور کیا اس عرصہ کے دوران پرچوں کی مارکنگ احسن طریقہ سے ہو جاتی ہے؟

**وزیر ہائر و سکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ):**

(الف) پنجاب کے تمام ایجوکیشن بورڈز میں سنٹرلائزڈ مارکنگ کے تحت پرچوں کی مارکنگ کی جاتی ہے، میٹرک کے امتحان کی مارکنگ ہر بورڈ فرضی رول نمبروں کے تحت ضلعی سطح پر مختلف سنٹروں میں کرواتا ہے جبکہ انٹرمیڈیٹ کے امتحان میں آرٹس کے طلبا کی جوابی کاپیوں کی مارکنگ بھی فرضی رول نمبرز کے تحت متعلقہ ہر بورڈز اپنی نگرانی میں ضلعی سطح پر سنٹرلائزڈ مارکنگ سنٹروں میں کرواتا ہے، جبکہ سائنس کے طلبا کے تمام مضامین کی مارکنگ ایکسچینج پروگرام کے تحت دوسرے بورڈز کی زیر نگرانی کروائی جاتی ہے۔

(ب) درست ہے۔ پنجاب کے تمام ایجوکیشن بورڈز میں سنٹرل مارکنگ کے تحت پرچوں کی چیکنگ کی جاتی ہے اس طریق کار کے متعلق تاحال ماہرین تعلیم اور طلبا کی طرف سے کوئی شکایت موصول نہیں ہوئی، حکومت اس سلسلہ میں جائزہ لے رہی ہے کہ امتحانی عمل کو مزید بہتر بنایا جائے۔

(ج) درست ہے۔ بورڈز کے تمام پرچوں کی مارکنگ ایک مقررہ مدت کے دوران کی جاتی ہے، جس کا تعین پنجاب بورڈز کمیٹی آف چیئرمین کرتی ہے اور نتیجہ کی اشاعت بھی ایک ہی روز کی جاتی ہے۔

## لاہور۔ گڑھی شاہو تا شالامار باغ میں قائم غیر قانونی

## طور پر چلنے والے سکولوں کی تفصیلات

*366: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیاوزیر سکولزایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) جی ٹی روڈ گڑھی شاہو پل تا شالامار باغ لاہور پر واقع کتنے ایسے سکولز ہیں جو غیر رجسٹرڈ ہیں اور کئی سالوں سے غیر قانونی طور پر چل رہے ہیں؟

(ب) کیامذکورہ سکولز کی فیسوں کی حدود کا تعین کیا گیا ہے،اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ پرائیویٹ سکولز چار پانچ ہزار روپے تک فیس وصول کر رہے ہیں کیا ان کو کنٹرول کرنے کا حکومت ارادہ رکھتی ہے؟

(د) مذکورہ علاقہ میں چلنے والے غیر قانونی سکولز،ان کے نام اور جو فیس فی بچہ فی کلاس وصول کر رہے ہیں،اس سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ہ) جو ذمہ داران ان تمام بے قاعدگیوں کے ذمہ دار ہیں،کیا حکومت ان کے خلاف کارروائی کرنے کو تیار ہے،اگر نہیں تو اسکی وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر ہائر وسکولزایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) جی ٹی روڈ گڑھی شاہو پل تا شالامار باغ میں کل 6 سکول غیر رجسٹرڈ ہیں-جنہیں رجسٹریشن کروانے کے لئے ہدایت کر دی گئی ہے رجسٹریشن نہ کروانے کی صورت میں سکول بند کرنے کے لئے قانونی کارروائی کی جائے گی- پنجاب پرائیویٹ ایجوکیشنل انسٹی ٹیوشنز پروموشن اینڈ ریگولیشن رولز1984 کی شق نمبر(11)2 کے تحت ذاتی شنوائی کے نوٹس جاری کر دیئے گئے ہیں- جن کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے-مزید کارروائی ذاتی شنوائی کے بعد عمل میں لائی جائے گی-

(ب) پنجاب پرائیویٹ ایجوکیشن انسٹی ٹیوشنز پروموشن اینڈ ریگولیشن رولز1984 کی شق نمبر(iii)12 کے تحت فیسوں کی حدود کا تعین کیا جا سکتا ہے-

(ج) یہ درست نہ ہے-مذکورہ 6 غیر رجسٹرڈ سکول 4000 یا 5000 روپے فیس وصول نہ کر رہے ہیں-

(د) مذکورہ علاقے میں کل 6 سکول غیر رجسٹرڈ ہیں،ان کے نام اور جو فیس فی بچہ فی کلاس وصول کر رہے ہیں،اس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) کوئی آفیسر اگر کسی بھی طرح کی بے قاعدگی کا مرتکب ہونے کی صورت میں نشاندہی پر محکمہ ان کے خلاف کارروائی کرے گا۔

## لاہور۔جی ٹی روڈ باغبانپورہ اور سنگھ پورہ میں واقع پرائیویٹ سکولوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*400: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) جی ٹی روڈ باغبانپورہ اور سنگھ پورہ لاہور میں کتنے ایسے پرائیویٹ سکولز ہیں جن کی رجسٹریشن ابھی التوا میں ہے اور کیوں نہیں کی گئی؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ یہ غیر رجسٹرڈ سکولز ہزاروں روپے فی بچہ فیس وصول کر رہے ہیں جبکہ ان اداروں کی مناسب بلڈنگ اور لیبارٹری بھی نہ ہے؟

(ج) کیا متعلقہ محکمہ کے آفیسرز نے کبھی ان سکولز میں انسپکشن کی اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(د) مذکورہ بالا صورتحال کے پیش نظر کیا محکمہ ان غیر قانونی کام کرنے والے سکولز کے خلاف قانونی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتا ہے؟

وزیر ہائر و سکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) جی ٹی روڈ باغبانپورہ اور سنگھ پورہ لاہور میں کسی بھی سکول کی رجسٹریشن کا کیس زیر التوا نہ ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔کیونکہ ایک سروے کے مطابق دو غیر رجسٹرڈ سکول کی فیس زیادہ سے زیادہ 600 روپے فی بچہ ماہانہ ہے۔جہاں تک بلڈنگ اور لیبارٹری کا تعلق ہے اس کی جانچ پڑتال ادارہ کی رجسٹریشن کے وقت کی جاتی ہے۔ان اداروں کو رجسٹرڈ نہ کروانے کی صورت

میں پنجاب پرائیویٹ ایجوکیشنل انسٹی ٹیوشنز پروموشن اینڈ ریگولیشن رولز 1984 کی شق نمبر (2)11 کے تحت ذاتی شنوائی کے نوٹس جاری کر دیئے گئے ہیں۔ جن کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) چونکہ یہ ادارے محکمے کے ساتھ رجسٹرڈ نہ ہیں اور نہ ہی انہوں نے رجسٹریشن کے لئے apply کیا ہے اس لئے انسپکشن نہ کی ہے۔

(د) مذکورہ بالا رجسٹریشن نہ کروانے والے سکولوں کے خلاف پنجاب پرائیویٹ ایجوکیشنل انسٹی ٹیوشنز پروموشن اینڈ ریگولیشن رولز 1984 کی شق نمبر (2)11 کے تحت ذاتی شنوائی کے نوٹس جاری کر دیئے گئے ہیں۔

## گورنمنٹ کالج برائے خواتین سرائے عالمگیر
## کی عمارت کی بحالی کا معاملہ

*628: چودھری محمد ارشد: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ کالج برائے خواتین سرائے عالمگیر (گجرات) یکم ستمبر 1999 کو چار کمروں پر مشتمل پرائمری سکول کی عمارت میں ڈگری یونٹ کے طور پر قائم کیا گیا۔ جس کا عرصہ تدریس چھ سال رکھا گیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کالج ہذا کی نئی عمارت کی تعمیر 49 کنال 11 مرلہ پر محیط رقبے پر 2003 میں شروع کی گئی، متذکرہ رقبہ محکمہ آبپاشی سے محکمہ تعلیم کو حکومت پنجاب کی جانب سے بذریعہ کھاتہ نمبر 1448/479/476 کے منتقل کیا گیا؟ جونہی تعمیر شروع ہوئی تو محکمہ تعمیرات کی جانب سے یہ مسئلہ اٹھایا گیا کہ 5-4 کنال رقبے پر علاقہ کے لوگوں نے تجاوزات قائم کر لی ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ کچھ۔لوگوں نے کالج کی چار دیواری کو جبری طور پر مسمار کر دیا ہے، جس کی وجہ سے کالج میں کلاسز جاری رکھنا اب بالکل ناممکن ہو گیا ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ سالانہ امتحانات 2008 مورخہ 3-جون 2008 سے شروع ہو رہے ہیں؟

(ہ) اگر جز (الف) تا (د) کے جوابات اثبات میں ہیں تو کیا حکومت چار دیواری کو بحال کرنے اور عمارت کو اپنی اصلی حالت میں لانے کے لئے فوری اقدامات کرنے کے لئے تیار ہے، تاکہ طالبات کی تعلیم متاثر نہ ہو، اگر ایسا ہے تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہائر و سکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ گورنمنٹ کالج برائے خواتین سرائے عالمگیر (گجرات) یکم ستمبر 1999 کو چار کمروں پر مشتمل پرائمری سکول کی عمارت میں ڈگری یونٹ کے طور پر قائم کیا گیا اور چھ سال تک اسی بلڈنگ میں کام کرتا رہا ہے۔

(ب) کالج ہذا کی موجودہ بلڈنگ اور گراؤنڈ 45 کنال رقبہ پر محیط ہے۔ جب کالج کی عمارت تعمیر ہوئی تو رقبہ بمطابق فرد ملکیت محکمہ مال کھیوٹ کھاتہ نمبر 1455/474 خسرہ نمبر 525/1402، 49 کنال 11 مرلہ محکمہ آبپاشی سے محکمہ تعلیم کو منتقل ہوا، باقی پر قبضہ (encroachment) پہلے سے ہی موجود تھا۔

(ج) یہ بات درست ہے کہ کالج کی عقبی آبادی نے جبری طور پر مشتعل ہجوم نے کالج کی چار دیواری مورخہ 31-مئی 2008 بروز اتوار گرادی اور اسی دن کالج ہذا کی نئی دیوار 12 فٹ کا راستہ گورنمنٹ گرلز ہائی سکول اور گورنمنٹ کالج برائے خواتین کے درمیان چھوڑ کر تعمیر کر دی، تفصیل درج ذیل ہے دونوں اداروں گورنمنٹ گرلز ہائی سکول اور گورنمنٹ کالج برائے خواتین کے درمیان راستہ بنانے سے کوئی تعلیمی نظام متاثر ہوا ہے نہ کالج کے اندر کسی قسم کی مداخلت ہوئی ہے۔ طالبات کے امتحانات اور تعلیم باضابطہ طور پر جاری و ساری ہے۔

(د) سالانہ امتحانات برائے سال 2008 کا انعقاد 3-جون 2008 سے ہوا ہے اور تاحال مکمل ہو چکے ہیں۔

(ہ) جیسا کہ اوپر وضاحت کر دی گئی ہے کہ کالج ہذا کی دیوار گرانے اور نئی تعمیر کرنے سے تعلیمی ماحول پر کوئی ناخوشگوار اثر نہ پڑا ہے- البتہ اگر رفاہ عامہ کو دیکھیں تو کالج ہذا کے گرد و نواح میں ہزاروں افراد پر مشتمل آبادی کی بچیوں کو کالج تک رسائی میں آسانی میسر آئی ہے، کیونکہ ان کو اب متذکرہ دیوار کے درمیان 12 فٹ کا ایک راستہ دیا گیا ہے-

## راولپنڈی، حلقہ پی پی-14 میں لڑکے و لڑکیوں کے سکولوں کی تعداد و دیگر تفصیل

*472: راجہ حنیف عباسی (ایڈووکیٹ): کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حلقہ پی پی-14 راولپنڈی میں ضلعی حکومت اور محکمہ تعلیم کے بچوں اور بچیوں کے علیحدہ علیحدہ کل کتنے سکول ہیں؟

(ب) مذکورہ سکولوں میں سٹوڈنٹس اور ٹیچرز کی علیحدہ علیحدہ تعداد کیا ہے؟

(ج) کیا مذکورہ ہر ایک سکول کی اپنی بلڈنگ ہے یا کرایہ کی؟

(د) جو سکولز کرایہ کی بلڈنگز میں ہیں ان کی اپنی بلڈنگز کب تک بنانے کا ارادہ ہے، اگر نہیں تو کیوں؟

**وزیر ہائر و سکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ):**

(الف) حلقہ پی پی-14 راولپنڈی میں ضلعی حکومت اور محکمہ تعلیم کے بچوں اور بچیوں کے علیحدہ علیحدہ کل 39 سکول ہیں- تفصیل درج ذیل ہے:-

| نمبر شمار | کیٹیگری | ہائر سیکنڈری سکول | ہائی سکول | ایلیمنٹری سکول | پرائمری سکول | مسجد مکتب | میزان |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| -1 | گورنمنٹ بوائز سکول | 01 | 4 | 01 | 04 | _ | 10 |
| -2 | ایم سی بوائز سکول | _ | 01 | _ | 03 | _ | 04 |
| -3 | گورنمنٹ گرلز سکول | 01 | 05 | 02 | 14 | _ | |
| -4 | ایم سی گرلز سکول | _ | 01 | _ | 02 | - | 03 |
| میزان | | 02 | 11 | 03 | 23 | _ | 39 |

(ب) مذکورہ ہر ایک سکول میں ٹیچرز اور سٹوڈنٹس کی علیٰحدہ علیٰحدہ تعداد ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) جن سکولوں کی اپنی بلڈنگ نہیں ہے ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ باقی مدارس کی اپنی بلڈنگ ہے۔

(د) اگر مخیر حضرات زمین عطیہ کریں تو گورنمنٹ کی طرف سے گرانٹ ملنے پر عمارت بنائی جا سکتی ہے۔

## لاہور شہر کے ہائی سکولز میں سائنس لیبارٹریوں و سائنس ٹیچرز کی صورتحال و دیگر تفصیلات

*510: محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور شہر میں کتنے ایسے ہائی سکولز ہیں جہاں پر سائنس لیبارٹریوں کی سہولت بالکل میسر نہ ہے، وجوہات بیان فرمائیں؟

(ب) لاہور شہر میں کتنے ایسے ہائی سکولز ہیں جہاں پر سائنس ٹیچرز نہ ہیں اور ان سکولز میں سائنس ٹیچرز کی تقرریاں یا تعیناتیاں کب تک کر دی جائیں گی؟

(ج) لاہور شہر میں کتنے ایسے ہائی سکولز ہیں جہاں پر حساب اور انگلش پڑھانے کے لئے پچھلے تین سال سے ٹیچرز نہ ہیں اور کیوں، ان سکولوں میں مذکورہ ٹیچرز کی تعیناتیاں کب تک کر دی جائیں گے، آگاہ فرمائیں؟

وزیر ہائر و سکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) محکمہ تعلیم سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور میں 37 سکولوں میں لیبارٹری کی باقاعدہ سہولت موجود نہ ہے۔ سکولوں کی لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ تاہم کلاس رومز میں دستیاب سائنس کے سامان کی مدد سے طلباء کو پریکٹیکل کروائے جا رہے ہیں۔

(ب) محکمہ تعلیم سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور میں مندرجہ ذیل 9 سکولوں میں سائنس ٹیچرز نہ ہیں۔

1- سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ بوائز ہائی سکول شاہدرہ ٹاؤن لاہور

2- سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ بوائز ہائی سکول حنیف پارک بادامی باغ لاہور

3- سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ بوائز ہائی سکول پکے کوارٹر لاہور

4- سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ بوائز ہائی سکول کوٹ خواجہ سعید لاہور

5- سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ بوائز ہائی سکول شالامار ٹاؤن لاہور

6- سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ بوائز ہائی سکول سلامت پورہ لاہور

7- سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ بوائز ہائی سکول غازی آباد لاہور

8- سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ بوائز ہائی سکول گجر کالونی لاہور

9- سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ بوائز ہائی سکول مجاہد آباد لاہور

گورنمنٹ کی طرف سے بھرتی کی اجازت مل چکی ہے تقرریوں کے سلسلے میں تمام تر ضروری اقدامات کئے جارہے ہیں۔ عمل مکمل ہونے پر سائنس ٹیچرز کی کمی پوری کر دی جائے گی۔

(ج) سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کے تمام سکولوں میں حساب اور انگلش پڑھانے کے ٹیچرز موجود ہیں۔

## لاہور ڈویژن کے سکولوں کی مجموعی صورتحال

*511: محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور میں کتنے ایسے سکولز ہیں، جن میں ٹیچرز تعینات ہیں لیکن طالب علم نہیں ہیں؟

(ب) لاہور میں کتنے ایسے سکولز ہیں جن میں طالب علم ہیں لیکن ان کو پڑھانے کے لئے ٹیچرز نہیں ہیں؟

(ج) ضلع لاہور میں کتنے ایسے سکولز ہیں جن کی بلڈنگز تو ہیں لیکن وہاں پر سٹاف تعینات نہیں کیا گیا؟

(د) ضلع لاہور میں کتنے ایسے سکولز ہیں جو پرائیویٹ لوگوں کے زیر استعمال ہیں کاغذوں میں وہاں سٹاف تعینات ہے لیکن عملاً وہاں کوئی حاضری نہ ہے؟

(ہ) ضلع لاہور میں کتنے پرائمری، مڈل اور ہائی سکولز ایسے ہیں جن میں بچوں اور بچیوں کے لئے بیت الخلا اور پینے کے پانی کی سہولت بالکل موجود نہ ہے، علیحدہ علیحدہ تفصیل ایوان میں پیش کریں؟

وزیر ہائر و سکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) محکمہ تعلیم سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور میں کوئی بھی ایسا سکول نہ ہے جس میں ٹیچر تعینات ہیں لیکن طالب علم نہیں ہیں۔

(ب) محکمہ تعلیم سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور میں کوئی بھی ایسا سکول نہ ہے جن میں طالب علم ہیں لیکن ان کو پڑھانے کے لئے ٹیچر نہیں ہے۔

(ج) محکمہ تعلیم سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور میں 14 ایسے پرائمری گرلز سکول ہیں جن کی بلڈنگز تو ہیں لیکن وہاں پر سٹاف موجود نہ ہے۔ان سکولوں کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔آئندہ ہونے والی بھرتی میں ان سکولوں کو شامل کیا گیا ہے۔

(د) محکمہ تعلیم سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور میں کوئی بھی ایسا سکول نہ ہے۔

(ہ) محکمہ تعلیم سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور میں 31 سکولوں میں بیت الخلا اور پانی کی باقاعدہ سہولت موجود نہ ہے۔ان کے لئے موجودہ مالی سال اے ڈی پی 09-2008، پی ای ایس آر پی اور این ایل سی میں رقم رکھ دی گئی ہے۔سکولوں کی لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

## تحصیل میاں چنوں میں سکولوں
## کی تعداد و دیگر تفصیلات

*515: رانا بابر حسین: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل میاں چنوں میں کل کتنے پرائمری، مڈل، ہائی اور ہائر سیکنڈری سکولز ہیں؟

(ب) ان میں سے جو سکولز بغیر عمارات کے کام کر رہے ہیں ان کے نام بتائیں۔

(ج) جو سکولز بغیر چار دیواری اور بجلی کے کام کر رہے ہیں ان کے نام بتائیں؟

(د) ان سکولوں کی عمارتیں، چار دیواری تعمیر کرنے اور بجلی کی فراہمی کے لئے حکومت کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

وزیر ہائر و سکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) تحصیل میاں چنوں میں قائم مختلف سکول درج ذیل ہیں۔

| | بوائز | گرلز |
|---|---|---|
| مسجد مکتب سکول | 19 | _ |
| پرائمری سکولز | 119 | 132 |
| مڈل سکولز | 27 | 51 |
| ہائی سکولز | 32 | 10 |
| ہائر سیکنڈری سکولز | 2 | 2 |
| تعداد سکول | 199 | 195 |
| کل میزان سکولز | 398 | |

(ب) ان ادارہ جات میں سے صرف چار ادارہ جات بغیر عمارت (Shelter less) کام کر رہے ہیں جنہیں priority کی بنا پر P.E.S.R.P پروگرام phase-iv میں شامل کیا جا رہا ہے۔

1- G.G.P.S 61-A/15-L

2- G.G.P.S 88/15-L

3- G.G.P.S 104/15-L
4- G.B.P.S 114/15-L، (Newly upgraded G.M.M.S to regular P/S)

(ج) تحصیل میاں چنوں میں صرف 85 سکولز بغیر چار دیواری 70 سکول بغیر بجلی کام کر رہے ہیں۔ان ادارہ جات کو stepwise priority مختلف پروگرام کے تحت چار دیواری و بجلی کی فراہمی کی جارہی ہے۔(فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

(د) ضلع خانیوال میں تعلیمی ادارہ جات کو priority کی بنا پر ایجوکیشن سیکٹر ریفارمز پروگرام ودوسری سکیمز کے تحت بنیادی سہولیات دی جارہی ہیں۔ان ادارہ جات میں سے تحصیل میاں چنوں کے ادارہ جات بھی شامل ہیں۔جن کی تعداد درج ہے۔

فراہمی بنیادی سہولیات

| | | |
|---|---|---|
| 1- P.E.S.R.P فیز 1 | 56 | تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ |
| 2- P.E.S.R.P فیز 11 | 33 | تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ |
| 3- P.E.S.R.P فیز 111 | 18 | تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ |
| 4- P.E.S.R.P فیز IV | 22 | تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ |
| کل میزان | 129 | |

ان کے علاوہ تعلیمی ادارہ جات کو مختلف پروگرامز کے تحت بنیادی سہولیات دینے کے لئے پیشرفت کی جارہی ہے۔

## شیخوپورہ شہر میں پرائمری،ہائی سکول (بوائزوگرلز) کی تعداد ودیگر تفصیلات

*554: ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: کیاوزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) شیخوپورہ شہر میں اس وقت کل کتنے بوائزاور گرلز پرائمری اور ہائی سکول کام کر رہے ہیں؟

(ب) کیا مذکورہ سکول علاقہ کی آبادی کے لحاظ سے تعلیمی ضروریات کو پورا کر سکتے ہیں یا کہ نہیں؟

(ج) شیخوپورہ شہر میں موجود پرائمری اور ہائی سکولز کے سٹاف کی منظور شدہ اسامیاں بتائی جائیں،اوران سکولوں میں کتنا سٹاف اب بھی کم ہے۔سکول وار بتایا جائے؟

(د) سال2002سے اب تک ضلع شیخوپورہ میں کل کتنے سٹاف اوراساتذہ کو بھرتی کیا گیا؟

وزیر ہائر و سکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) سکولز کی تعداد

| | | | |
|---|---|---|---|
| ہائی سکولز مردانہ | 7 | زنانہ ہائی سکولز | 8 |
| ایلیمنٹری مردانہ سکولز | 2 | ایلیمنٹری زنانہ سکولز | 0 |
| مردانہ پرائمری سکولز | 17 | زنانہ پرائمری سکولز | 23 |
| مسجد مکتب سکولز | 3 | | |
| ٹوٹل | 29 | | 31 |
| | | | 60 |

(ب) مذکورہ ہائی سکولز اور مڈل و پرائمری سکولز علاقہ کی آبادی کے لحاظ سے تعلیمی ضروریات کو احسن طریقے سے پورا کر رہے ہیں

(ج) سکولز کے سٹاف کی منظور شدہ اسامیاں اور سٹاف کی کمی کی سکول وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے

(د) سال 2002 سے اب تک ضلع شیخوپورہ میں بھرتی ہونے والے سٹاف اور اساتذہ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے؟

## ڈی۔جی خان میں2003تا2007ملازمین کے تبادلوں کی تفصیلات

*566:جناب محمد محسن خان لغاری:کیاوزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) 2003سے2007تک ضلع ڈیرہ غازی خان میں جن ملازمین کے تبادلے کئے گئےان کے نام،عہدہ،گریڈ،مدت ملازمت،پتااور موجودہ تعیناتی کی تفصیل بیان کی جائے؟

(ب) ان تبادلہ جات میں سے جو ضلع ناظم کے حکم کے تحت کئے گئے، ان کے نام، عہدہ، گریڈ، مدت ملازمت، پتا اور موجودہ تعیناتی کی تفصیل بیان کی جائے؟

(ج) ان میں سے جو تبادلے ملازمین کی اپنی درخواست پر کئے گئے، ان کے نام، پتا جات، عہدہ، گریڈ، مدت ملازمت اور موجودہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) ان میں سے کتنے تبادلے سیاسی، انتظامی اور عوامی مفاد میں کئے گئے؟

وزیر ہائر و سکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) 2003 تا 2007 کے کل 301 تبادلہ جات کی لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) 2003 تا 2007 کے کل 301 تبادلہ جات کی لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے، یہ تبادلہ جات ضلع ناظم کے حکم پر کئے گئے۔

(ج) 225 تبادلے اساتذہ کی اپنی درخواست پر خالی اسامی اور باہمی تبادلے کی بنیاد پر عمل میں لائے گئے۔لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) 301 تبادلہ جات میں سے 76 اساتذہ کے تبادلے انتظامی امور کے تحت کئے گئے اور باقی 225 اساتذہ کے تبادلے اساتذہ کی اپنی درخواست پر خالی اسامی اور باہمی تبادلے کی بنیاد پر عمل میں لائے گئے۔

## تحصیل روجھان، ضلع راجن پور کے سکولوں میں بے قاعدگیاں

*585: چودھری شوکت محمود بسرا (ایڈووکیٹ): کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل روجھان ضلع راجن پور میں پرائمری، مڈل، ہائی و ہائر سیکنڈری سکولوں کی تعداد کیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ صرف سٹی روجھان کے ہائی سکول کا نتیجہ مثبت ہے، باقی ساری تحصیل کے ہائی سکولوں کا نتیجہ 50 فیصد سے بھی کم ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ تحصیل میں قائم پرائمری سکولوں کی کچھ تعداد بند ہے تو کتنی ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکولوں کا اکثر عملہ صرف گھر بیٹھ کر تنخواہیں لے رہا ہے اور پریکٹیکلی کوئی کام نہیں ہو رہا ہے؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ تحصیل روجھان میں محکمہ تعلیم کی لاپرواہی، غفلت اور سست روی کی وجہ سے ابتدائی تعلیم کے رجحان میں اضافہ کی بجائے کمی واقع ہو رہی ہے؟

(و) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سکولوں کے معیار تعلیم پر کڑی نظر رکھنے، بند سکولوں کو جاری کرنے اور ذمہ دار عملہ کے خلاف تادیبی کارروائی کرنے کو تیار ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر ہائر و سکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) تحصیل روجھان میں سکولوں کی تعداد:-

| گرلز ہائر سیکنڈری | گرلز ہائی سکول | بوائز ہائی سکول | گرلز پرائمری سکول |
|---|---|---|---|
| 1 | 1 | 8 | 55 |
| بوائز پرائمری سکول | گرلز مڈل سکول | بوائز مڈل سکول | |
| 120 | 4 | 06 | |

(ب) درست نہ ہے سٹی روجھان کے ہائی سکول کا رزلٹ 39.06 فیصد ہے، باقی تحصیل کے سکولوں کا نتیجہ 50 فیصد سے کم ہے۔

(ج) تحصیل روجھان میں 4 گرلز سکول بوجہ سٹاف نہ ہونے کی وجہ سے بند ہیں۔ نئی ریکروٹمنٹ ہو جانے سے سکولوں میں سٹاف کام شروع کر دینگے اور بوائز پرائمری سکولوں میں مدرس باآحسن طریقہ سے اپنی ڈیوٹی انجام دے رہے ہیں۔

(د) درست نہ ہے۔ تحصیل روجھان کے گرلز/بوائز سکولوں میں تمام معلم، معلمات اور ملازمین درجہ چہارم اپنی ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں۔

(ہ) تحصیل روجھان میں سال 2007 میں تعداد طلبا 11165 تھی اور سال 2008 میں تعداد 13307 ہو گئی ہے۔ہر سال طلباء وطالبات کی تعداد میں خاطر خواہ اضافہ ہو رہا ہے۔

(و) حکومت پنجاب کے محکمہ تعلیم میں مانیٹرنگ سسٹم قائم ہے جس میں ریٹائرڈ فوجی سکولوں کو باقاعدگی سے چیک کر رہے ہیں۔اس سسٹم کے ہوتے ہوئے سٹاف غیر حاضر نہیں ہوتا۔ اگر کوئی معلم / معلمہ یا ملازم درجہ چہارم غیر حاضر ہوتا ہے تو اس کے خلاف قانونی کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔

## میاں چنوں شہر میں آبادی کے تناسب سے گرلز ہائی سکولوں کی کمی کا سامنا

*598: رانا بابر حسین: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ میاں چنوں شہر جس کی آبادی تقریباً ایک لاکھ کے قریب ہے، صرف ایک گرلز ہائی سکول ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس گرلز ہائی سکول میں میاں چنوں شہر کے علاوہ اس کے اطراف میں واقع چکوک کی سینکڑوں بچیاں بھی تعلیم حاصل کرتی ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ لڑکیوں کے ایک ہائی سکول ہونے سے ہر سال سینکڑوں کی تعداد میں بچیاں داخلوں سے محروم رہ جاتی ہیں اور وہ تعلیم حاصل نہ کر سکتی ہیں؟

(د) کیا حکومت اس شہر میں مزید گرلز ہائی سکول آبادی کے تناسب سے بنانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہائر و سکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) درست ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔کیونکہ میاں چنوں شہر کے نزدیک کے مضافاتی چکوک میں دیگر سکول، گورنمنٹ گرلز ہائی سکول 129 / 15-ایل، گورنمنٹ گرلز ہائی سکول 125 / 15-ایل،

گورنمنٹ گرلز مڈل سکول 124/15-ایل جو کہ میاں چنوں شہر میں تقریباً شامل ہیں- طالبات ان ادارہ جات میں تعلیم حاصل کرتی ہیں- گورنمنٹ گرلز ماڈل ہائی سکول میاں چنوں کے علاوہ جناح جونیئر گرلز ماڈل ہائی سکول بھی واقع ہیں جن میں کلاسوں کا اجراء ہو چکا ہے- تاہم مذکورہ سکول کی ایس این ای پوسٹوں کا کیس برائے منظوری ارسال کر دیا گیا ہے-

(ج) درست نہ ہے کیونکہ بچیاں درج بالا سکول ہونے کے باوجود اگر شہر کے سکولوں میں داخلہ لینا چاہتی ہیں تو ان کا داخلہ نہیں روکا جا سکتا ہے- تاہم بچیوں کو مزید سہولیات دینے کے لئے متعلقہ سربراہان ادارہ جات کو کہا گیا ہے کہ بچیوں کو زیادہ سے زیادہ داخلہ دیا جائے-

(د) تحصیل میاں چنوں شہر میں جونیئر ماڈل گرلز مڈل سکول کی اپ گریڈیشن کی کارروائی جاری ہے اور عارضی طور پر کلاسوں کا اجرا کر دیا گیا ہے-

## چکوال، حلقہ پی پی-23 میں چند پرائمری سکولز کی اپ گریڈیشن کا مسئلہ

*609: ملک محمد ظہور انور: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حلقہ پی پی-23 میں واقع پرائمری سکولوں خصوصاً ڈرک چنگا، داخلی یونین کونسل لاوا، موضع بلوال، داخلی یونین کونسل ڈھرنال، گرلز پرائمری سکول موضع کوٹ شمس، داخلی یونین کونسل کوٹ قاضی کو پرائمری سے مڈل تک اپ گریڈ کرنے کے بارے میں دفتری کارروائی مکمل ہونے کے باوجود ان کو مڈل کا درجہ نہیں دیا گیا؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سکولوں کو اپ گریڈ کرنے کے لئے تیار ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر ہائر و سکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) وزیر اعلیٰ پنجاب کی جانب سے حکم نمبر ڈی ایس (پی)/ سی ایم ایس /08/23(ڈی) /9107 مورخہ 2008-09-09 کو مذکورہ سکولوں کو اپ گریڈ کرنے کا حکم ملا ہے۔ فزیبلٹی رپورٹس تیار کی جاچکی ہیں اور پلاننگ ونگ محکمہ تعلیم کو ارسال کر دی گئی ہیں جہاں وہ انڈر پروسیس ہیں۔

(ب) باقاعدہ منظوری ہونے کے بعد مذکورہ سکولوں کو مڈل کا درجہ دیا جائے گا۔

## گجرات، حلقہ پی پی-114 تعمیر شدہ سکول بلڈنگز میں کلاسوں کا اجراء

*627: چودھری محمد ارشد: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حلقہ پی پی-114 گجرات میں گورنمنٹ پرائمری سکول معصوم پور ٹوہراں اور گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول آئمہ شاہ جی کی عمارتیں سال 87-1986 میں تعمیر ہوئی تھیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ عرصہ بائیس سال سے زائد گزر جانے کے باوجود ابھی تک سکول ہذا میں کلاسوں کا اجرا نہیں ہو سکا اور نہ ہی وہاں سٹاف ہے اور نہ ہی دیگر سہولیات جو سکولوں کے فنکشن کرنے کے لئے ضروری ہیں، موجود ہیں؟

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو متذکرہ سکولوں کو فنکشن نہ کرنے کی کیا وجوہات ہیں نیز کب تک مذکورہ سکولوں میں باقاعدہ کلاسوں کا اجرا کر کے پڑھائی شروع کر دی جائے گی؟

(د) کیا حکومت جن اہلکاران کی غفلت اور بدعنوانی کے باعث مذکورہ سکولوں کا اجرا نہیں ہو سکا ان کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر ہائر و سکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) درست نہ ہے-یہ عمارت گرلز پرائمری سکول معصوم پور ٹوہراں (جو کہ ایک کمرہ، برآمدہ اور نامکمل چار دیواری پر مشتمل ہے) تعمیر کرنے سے قبل محکمہ بلدیات اور دیہی ترقی گجرات نے محکمہ تعلیم گجرات سے site take over نہ کی اور نہ ہی عمارت تعمیر کے بعد محکمہ تعلیم گجرات کو بلڈنگ ہینڈ اوور کی ہے-سکول کے نام، رقبہ 19 مرلہ ہے (جبکہ محکمہ تعلیم کے قانون کے مطابق برائے اجرائے پرائمری سکول رقبہ دو کنال درکار ہے) سکول کی عمارت کی تعمیر گجرات کے ایک مرکز سرائے عالمگیر جو کہ اب تحصیل ہے کے ڈیرہ حاجی محمد صفدر پر تعمیر کی گئی جو کہ نہر اپر جہلم پر واقع ہے اور ڈیرہ تین مکانات پر مشتمل ہے جن میں تین گھرانے رہائش پذیر ہیں وہاں تعمیر کی گئی ہے-عمارت نامکمل اور خستہ حالت ہے اور گورنمنٹ پرائمری سکول آئمہ شاہ جی کی عمارت بھی تعمیر کرنے سے قبل محکمہ لوکل گورنمنٹ اینڈ رورل ڈویلپمنٹ گجرات نے محکمہ تعلیم گجرات سے site take over نہ کی اور نہ ہی بلڈنگ تعمیر کے بعد محکمہ تعلیم کو بلڈنگ ہینڈ اوور کی-یہ عمارت بھی ایک کمرہ اور برآمدہ اور نامکمل چار دیواری پر مشتمل ہے اور رقبہ محکمہ تعلیم کے نام انتقال نہ ہے- دونوں عمارات کی تعمیر کا کام سابق ایم این اے چودھری محمد اقبال آف چلیانوالہ کی گرانٹ سے شروع ہوا تھا جو کہ نامکمل ہے-گورنمنٹ کے طریق کار کے مطابق نئے پرائمری سکول کے اجرائے کے لئے رقبہ دو کنال درکار ہے-

(ب) درست ہے کیونکہ آج تک محکمہ لوکل گورنمنٹ اینڈ رورل ڈویلپمنٹ نے محکمہ تعلیم گجرات کو ہینڈ اوور نہ کی ہے-

(ج) اگر مذکورہ بالا عمارات گرلز پرائمری سکولوں کے لئے تعمیر کی گئی ہیں تو محکمہ لوکل گورنمنٹ مکمل کر کے باضابطہ طور پر محکمہ تعلیم کو ہینڈ اوور کر دے تو کلاسوں کا اجرا کر دیا جائے گا-

(د) اس کا تعلق محکمہ تعلیم سے نہ ہے بلکہ محکمہ لوکل گورنمنٹ اینڈ رورل ڈویلپمنٹ گجرات سے ہے-

## پنجاب کے سرکاری سکولز میں کنٹریکٹ اساتذہ کی تعداد

*652:انجینئر قمرالاسلام راجہ:کیاوزیر سکولزایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

پنجاب کے سرکاری سکولوں میں کنٹریکٹ کی بنیاد پر کام کرنے والے اساتذہ کی کل تعداد کتنی ہے، براہ نوازش گریڈ وائز تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر ہائر وسکولزایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ):

پنجاب میں اساتذہ کی کنٹریکٹ پر بھرتی 2002 سے شروع ہوئی اب تک بھرتی کے چار مراحل مکمل ہو چکے ہیں ایلیمنٹری سکول ایجوکیٹر (ای ایس ای) کو سکیل نمبر 9، سینئر ایلیمنٹری سکول ایجوکیٹر (ایس ای ایس ای) کو سکیل نمبر 14 اور سیکنڈری سکول ایجوکیٹر (ایس ایس ای) کو سکیل نمبر 16 دیا جارہا ہے۔پنجاب بھر کے ایگزیکٹو ڈسٹرکٹ آفیسر (ایجوکیشن) سے آمدہ انفارمیشن کے مطابق اس وقت کنٹریکٹ پر کام کرنے والے اساتذہ کی تعداد درج ذیل ہے۔ ضلع وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ای ایس ای (زنانہ اینڈ مردانہ) (بی ایس-9) 23536

ایس ای ایس ای (زنانہ اینڈ مردانہ) (بی ایس- 14) 8355

ایس ایس ای (زنانہ اینڈ مردانہ) ( بی ایس- 16) 4401

نوٹ: حال ہی میں پبلک سروس کمیشن کے ذریعے تقریباً 1836 ہیڈ ماسٹرز / ہیڈ مسٹریسز / سبجیکٹ سپیشلسٹ سینئر سبجیکٹ سپیشلسٹ (مردانہ / زنانہ) کی سلیکشن مکمل ہو چکی ہے اور انہیں 5 سال کنٹریکٹ پر مختلف سیکنڈری اور ہائر سیکنڈری سکولوں میں تعینات کیا جارہا ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! جو وزارتیں ممبرز کو نہیں دی جاتیں وہ directly وزیر اعلیٰ صاحب کے پاس ہوتی ہیں تو ان محکمہ جات کا جواب دینے کے لئے وزیر اعلیٰ صاحب کو خود موجود ہونا چاہیئے کیونکہ ہر سوال pending ہو رہا ہے تو میرے خیال میں آپ وزیروں کو suspend کر دیں۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ میرے question ہر دفعہ بالکل آخری سرے پر ہوتے ہیں۔ میں پچھلے 3 دن سے questions میں یہی دیکھ رہا ہوں۔ مہربانی فرما کر سوال نمبر 676 اور سوال نمبر 677 کو pending کر کے اگلے questions میں شامل کیا جائے۔

جناب سپیکر: دیکھیں، میرے بھائی! میری بات سنیں۔ ہم نے agenda and rules کے مطابق چلنا ہے۔ (قطع کلامیاں)

میرے اختیار میں جو بات ہے میں اس کے مطابق ہی چلوں گا ناں۔ بھٹی صاحب! آپ کے دونوں سوالات pending کئے جاتے ہیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میرا Q. No.604 pending کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، سوال نمبر 604 نوٹ کر لیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب علی حیدر نور خان نیازی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، نیازی صاحب!

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! میں تحریک استحقاق سے پہلے اس ایوان کی توجہ ایک انتہائی اہم مسئلے کی جانب دلانا چاہتا ہوں۔ آج ایک قومی اخبار میں ایک خبر چھپی ہے کہ اس ملک کا۔۔۔

جناب سپیکر: آپ چھوڑیں۔ یہ بات ہو چکی ہے۔ (قطع کلامیاں)

آپ تشریف رکھیں۔ میں ایجنڈے کے مطابق چلوں گا۔

جناب آصف منظور موہل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، موہل صاحب!

جناب آصف منظور موہل: جناب سپیکر! میں نے کل ایوان میں آپ سے ایک وعدہ کیا تھا کہ میں زراعت سے متعلق آج اس ایوان میں ایک ایسی ایف آئی آر پیش کروں گا تو وہ رزلٹ کے ساتھ پیش ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کو اس کے متعلق وقت ملے گا۔ ہم آج اس کو take up نہیں کر سکیں گے۔ اس کے لئے کل کا وقت ہے تو اس وقت بات کر لیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! بہت بہت شکریہ۔ آپ کی خدمت میں ایک شعر عرض ہے کہ:

دل توڑنے والے دیکھ سہی
ہم بھی تو پڑے ہیں راہوں میں

جناب سپیکر! صبح سے ایک پوائنٹ آف آرڈر کے لئے request کر رہی تھی۔۔۔

جناب سپیکر: آپ میری بہن ہیں اور اس طرح کی بات آپ نے مجھے کی ہے تو مجھے اس پر افسوس ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں آپ کی اس بات کے جواب میں یہ عرض کروں گی کہ آپ custodian of the House ہیں، میرے بھائی ہیں۔ میں کبھی سوچ بھی نہیں سکتی کہ کسی غلط معنی میں آپ کے لئے شعر عرض کروں۔ میں تو اپوزیشن کی بات کر رہی تھی کہ خدارا! اپنا رخ اس طرف بھی کیجئے ہم سب پڑے ہیں راہوں میں۔

جناب سپیکر! آپ نے یہ بات کر کے میرا دل توڑا ہے۔ آپ مہربانی کریں اور اپنی تصحیح کریں۔ آپ بڑے بھائی ہیں اور آپ میرے لئے عزت کا مقام رکھتے ہیں۔ میں نے کبھی بھی cheep گفتگو اس ایوان میں کی ہے اور نہ کبھی برداشت کی ہے۔ میں آپ سے معذرت چاہتی ہوں کہ اگر آپ نے غلط سمجھا ہے۔

جناب سپیکر: میں آپ سے معذرت چاہتا ہوں اور آپ مجھ سے معذرت چاہتی ہیں۔ بس ٹھیک ہو گیا۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں تو پوری اپوزیشن کی بات کر رہی تھی۔ یہ ٹھیک ہے کہ آپ کی ہمدردیاں (ن) لیگ کے ساتھ ہیں لیکن میں تو ایک بڑی authentic بات کرنا چاہتی ہوں کہ گورنمنٹ پائلٹ بوائز سکول وحدت کالونی میں سائیکل سٹینڈ پر پانچ روپے روزانہ طالبعلموں سے فیس

وصول کی جا رہی ہے۔ بچے جو پانچ روپے کی قلفی نہیں کھا سکتے وہ سائیکل سٹینڈ کے لئے اتنا پیسا ادا کیوں کریں؟ میں صرف رانا ثناء اللہ صاحب سے یہ درخواست کرنا چاہتی ہوں کہ وہ اس طرف توجہ فرمائیں۔ سائیکل سے اتنی نفرت کیوں کرتے ہیں۔ اگر ایک بچہ ساڑھے تین سو روپیہ اپنے جیب خرچ سے سائیکل کی حفاظت کے لئے رکھے تو یہ کس قسم کی بات ہے؟ خدارا! اس طرف توجہ کریں اور ان بچوں کی direct request میں آپ کی خدمت میں عرض کر رہی ہوں۔ سائیکل سے نفرت کے اور بہت سے طریقے ہیں۔

**جناب سپیکر:** آپ کی بات سن لی گئی ہے۔ وہ اس کا notice لیں گے۔ جی، مولانا محمد الیاس چنیوٹی صاحب!

**الحاج محمد الیاس چنیوٹی:** جناب سپیکر! میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کیونکہ تعلیم کا معاملہ چل رہا تھا۔ ہمارے ہاں مدرسۃ البنات لڑکیوں کا سکول ہے۔ اس کے ہائی حصہ میں 700 طالبات زیر تعلیم ہیں اور ان کے مضامین میں ایک خصوصی مضمون سائنس بھی ہے۔ ان 700 طالبات کو پڑھانے کے لئے ایک استانی مقرر تھی۔ اس کا بھی تبادلہ کر دیا گیا ہے جبکہ امتحان سر پر ہیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ ان لڑکیوں کو پاس کروانا ہے یا فیل کروانا ہے اور کیا حکومت کا کوئی ارادہ ہے کہ فوری طور پر خالی سیٹ پر استانی کو مقرر کیا جائے؟ نیز یہ کہ 700 طالبات کو ایک استانی تعلیم نہیں دے سکتی اس لئے وہاں استانیوں کی تعداد بھی بڑھائی جائے۔ بہت شکریہ

## تحاریک استحقاق

**جناب سپیکر:** سردار شہزاد رسول خان صاحب کی تحریک استحقاق کا نمبر 26 ہے۔ یہ پڑھی جا چکی ہے۔ اس کا جواب آنا تھا۔ جی، رانا صاحب!

**وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):** جناب سپیکر! یہ تحریک استحقاق نمبر 26 سردار شہزاد رسول خان جتوئی صاحب کی طرف سے پیش کی گئی ہے۔ اس تحریک کو کل تک pending کر دیں۔ میں کل اس پر کچھ عرض کر سکوں گا۔

**جناب سپیکر:** ٹھیک ہے، اس تحریک کو کل تک pending کرتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

**محترمہ فوزیہ بہرام:** جناب سپیکر! میری تحریک نے پہلے آنا تھا۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** مجھے بالکل معلوم ہے۔اس کے بعد اس کو take up کرتے ہیں۔

**میاں طارق محمود:** پوائنٹ آف آرڈر۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** جی، میاں طارق محمود صاحب!

**میاں طارق محمود:** جناب سپیکر! چودھری عنایت میراں پنجاب اسمبلی میں ملازمت کے دوران قتل ہوئے تھے۔ وہ سپرنٹنڈنٹ (سوالات برانچ) تھے۔ ان کا کیس ابھی زیر التواء ہے۔ مرکزی ملزم ابھی اشتہاری ہے۔ان کا مکان A-41 وحدت کالونی میں وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف صاحب نے پانچ سال کے لئے دیا تھا، بعد میں پھر توسیع بھی ہوئی۔ عرصہ چار ماہ قبل مکان خالی کرا لیا گیا ہے۔اب گزارش یہ ہے کہ اس بے چاری بیوہ جس کا کوئی بچہ بھی نہیں ہے اس کا سارا سامان اٹھا کر سڑک پر پھینک دیا گیا ہے جبکہ اس نے کم از کم دو تین لاکھ روپیہ اپنی گرہ سے خرچ کیا ہوا تھا۔ اب اس کا کوئی پُرسان حال نہیں ہے اور کیس عدالت میں pending ہے۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** میں آپ کی بات کو follow کر گیا ہوں۔ پنجاب اسمبلی کے ملازمین کا ہم نے خیال نہیں رکھنا تو پھر کس نے رکھنا ہے۔ آپ مہربانی کر کے یہ چیز لے کر وزیر قانون صاحب کو مل لیں۔ میں خود بھی اس کو دیکھوں گا اور اس کا حل نکالتے ہیں۔ بہت شکریہ۔ اب محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ کی تحریک استحقاق نمبر 41 ہے۔ جی، محترمہ!

## مقامی اخبار کی جانب سے اپنی رپورٹنگ میں مخصوص نشستوں پر منتخب خواتین کی توہین

**محترمہ فوزیہ بہرام:** بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتی ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ اکتوبر کے دوسرے ہفتہ میں، میں نے اپنے علاقہ کی ایم این اے مس

پلواشہ خان، اپنے ووٹرز اور تنظیم کے عہدے داروں کے ہمراہ چکوال کے ایک مقام میانی پر ایک بڑے جلوس کی شکل میں پہنچ کر محترمہ شہید بے نظیر بھٹو صاحبہ کے نام سے شروع کئے گئے محترمہ بے نظیر بھٹو انکم سپورٹ پروگرام کا افتتاح کیا اور تنظیم کے ذریعے غریب اور مستحق لوگوں میں فارم تقسیم کئے۔ اس کے اگلے روز صرف ایک مقامی اخبار نے اس پروگرام کے حوالے سے خواتین کے لئے مختص نشستوں کو خیراتی نشستوں کا نام دے کر بلاوجہ توہین آمیز رپورٹنگ کی جس سے نہ صرف میرا بلکہ ایم این اے صاحبہ اور ہمارے ضلع سے (ق) لیگ پر منتخب میری بہن اور ملک بھر کی تمام خواتین نشستوں پر منتخب خواتین کا استحقاق مجروح ہوا ہے بلکہ میرے خیال میں تمام ان سیاسی جماعتوں کا بھی استحقاق مجروح ہوا ہے جنہوں نے خواتین کو اپنی اپنی جماعت سے منتخب کروایا ہے۔ اس توہین آمیز رپورٹنگ سے الیکشن کمیشن کی بھی توہین ہوئی، جنہوں نے ایک ضابطے اور procedure کے تحت خواتین کو مختلف سیاسی جماعتوں میں منتخب قرار دیا، نہ کہ یہ سیٹیں خواتین کو دی گئیں۔ یہ معاملہ نہ صرف چاروں اسمبلیوں کے سپیکرز بلکہ تمام سیاسی جماعتوں کی خواتین اور معزز مرد ممبران اسمبلی کی مذمت اور مرکزی انفارمیشن منسٹری کی بھی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ اس نارواغیر مناسب اور ہتک آمیز رپورٹنگ کے تمام ذمہ داران اور خصوصی طور پر متعلقہ اخبار کے ایڈیٹر اور رپورٹر کو قرار واقعی سزا ملنی چاہئے تاکہ یہ سلسلہ بند ہو۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! میرا تعلق پاکستان پیپلز پارٹی سے ہے جس کی لیڈر ایک معزز شہید بے نظیر بھٹو صاحبہ تھیں اور آج انہی کے افکار پاکستان پیپلز پارٹی کے پیش نظر ہیں۔ یہ تحریک میری صحافت یا صحافی حضرات کے خلاف نہیں ہے کیونکہ میں نے اس میں واضح کیا ہے کہ تمام اخبارات نے درست رپورٹنگ کی ماسوائے ایک شخص کے۔ اس سے پہلے بھی یہاں پر میری ایک تحریک استحقاق آئی تھی اور یہاں پر اس کمیٹی کے معزز ممبران بیٹھے ہوئے ہیں ان کو بھی میں نے بتایا تھا کہ اس طرح کی ایک رپورٹنگ ہوئی ہے، یہ وہی شخص ہے اور اس کے پیچھے وہی عنصر ہے۔ اسمبلی کی سیٹیں بڑی

معزز سیٹیں ہیں اور یہ خواتین کو خیرات میں نہیں دی گئیں۔ اتنے بڑے forum پر بیٹھ کر اگر خواتین کی تذلیل کی جائے تو میں سمجھتی ہوں کہ ابھی 15۔نومبر کو پاکستان کے تمام صوبوں سے نمائندہ تنظیموں اور نمائندہ خواتین نے اسلام آباد میں دیہی خواتین کے حقوق کے لئے پہلی بین الاقوامی پریس کانفرنس کی اور اس کے بعد اس مہینے کی 14 اور 15 تاریخ کو New Alaska میں 148 ممالک نے خواتین کی عزت وقار اور دیہی خواتین کے حقوق کی جنگ لڑنے کا اعادہ کیا جس میں پاکستان نے بھی نمائندگی کی اور میں خود اس کانفرنس میں موجود تھی۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس اسمبلی کو اس پر سنجیدہ action لینا چاہئے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اتنے بڑے forum پر سپیکر صاحب جو کہ پورے ہاؤس کے custodian ہیں اور ہماری معزز ممبران خواتین کی funding کے لئے بھی بات نہ کریں گے، اگر حکومت ہمیں فنڈز بھی نہ دے گی، اس مقام پر کھڑی ہوئی عورت کو جو کہ اتنی جدوجہد اور سیاسی مشکل کے بعد پہنچتی ہے اس کو غیر اہم کرنے کے لئے فنڈز میں سے فارغ کیا جائے گا تو اس قسم کی رپورٹنگ ہوگی۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس تحریک کو کمیٹی کے سپرد کیا جائے کیونکہ اگر پنجاب اسمبلی کے forum پر کھڑی ہوئی خاتون کو خیراتی خاتون کہا جائے گا تو اس ملک کی وہ خواتین جو دیہاتوں میں ہیں جن کی ہم جنگ لڑ رہے ہیں، جن کے حقوق کے لئے بیس/پچیس سال سے میں اس ملک میں خواتین بہنوں کو لگاتار اس جدوجہد میں دیکھ رہی ہوں تو میں سمجھتی ہوں کہ یہ انتہائی غلط بات ہے۔

جناب سپیکر! میں آج اس موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے یہ بھی سمجھتی ہوں کہ میں ملک میں نہ تھی اور میرے پیچھے funding کی بھی بات ہوئی لیکن خواتین کی funding کے لئے کوئی سنجیدہ قدم صرف پنجاب سے نہیں اٹھایا جا رہا جبکہ باقی تمام اسمبلیاں، خصوصی طور پر میں بلوچستان جیسے اتنے پسماندہ علاقے کا ذکر کروں گی کہ وہاں پر بھی funding کے لئے ایسی کوئی بات نہیں۔ جس وقت ہمیں منتخب کیا جاتا ہے تو ہمیں الیکشن کمیشن یہ نہیں کہتا کہ آپ ممبر تو بن گئی ہیں لیکن آپ کے استحقاقات بطور ممبر آدھے ہیں یا نہیں ہیں۔ جب اس طرح کی باتیں اسمبلی کے forum سے ہماری protection نہ ہوگی تو اس کے بعد ہماری سیٹوں کو خیراتی سیٹیں ہی کہا جائے گا۔ جب ان کو غیر اہم بنایا جائے گا تو اس کے بعد ہم خواتین کے حقوق کے لئے کیا جنگ لڑیں گے؟ بہت شکریہ۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ نے جو grievance اور شکایت اس تحریک کے ذریعے سے پیش کی ہے میں اس سے بالکل متفق ہوں اور انہوں نے جو زوردار تقریر فرمائی ہے اس سے بھی متفق ہوں لیکن اب اس میں سوال یہ ہے کہ جن کی بات انہیں اتنی ناگوار گزری ہے، اس سارے افسانے میں ان کا ذکر نہیں ہے۔ یہ پوری تحریک پڑھ لیں اس میں ہم کس پبلشر یا کس ایڈیٹر کو بلوائیں؟ اس اخبار کا نام کیا ہے جس سے جواب حاصل کریں کہ آپ نے یہ خبر کیوں چھاپی ہے؟ اس اخبار کا نام نہ ان کی تقریر میں، نہ ہی ان کی تحریک میں ذکر ہے اور نہ ہی اس ایڈیٹر اور پبلشر کے متعلق کوئی نام و پتا دیا ہے جس سے ہم اس کا جواب حاصل کر سکیں۔ اس تحریک کا جواب میرے پاس نہیں ہے اگر محترمہ اس کو amend کر لیں اور اس کے بعد اس کو پیش کریں تو ہم اس قابل ہوں گے کہ اس کا جواب حاصل کر کے ہاؤس میں رپورٹ دے سکیں۔

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب والا! جس وقت میں نے یہ تحریک دی اسی وقت میں نے اسمبلی کے سیکرٹریٹ کو چکوال سے ٹیلیفون کیا اور ان کو یہ تحریک بذریعہ پوسٹ بھجوائی۔ میں نے ان سے پوچھا کہ کیا میں آپ کو اخبار کا نام اور اخبار کی کٹنگ ساتھ بھجواؤں تو مجھے اس سیکرٹریٹ نے بتایا کہ اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے، آپ تحریک پیش کریں اور جب آپ کی تحریک استحقاق کمیٹی کے سپرد ہو گی تو اس وقت اس متعلقہ شخص کو بلوا لیا جائے گا۔ میں on the floor of the House یہ بتاتی ہوں کہ اس اخبار کا نام "پریس فورم" ہے جو ایک لوکل چھوٹا سا tabulate ہے جس کو میں اخبار کہنا بھی صحافی حضرات کی توہین سمجھتی ہوں۔ ایک تو مجھے اسمبلی سیکرٹریٹ نے اس طرح guide کیا ہے لہذا آپ سیکرٹریٹ کو بھی ہدایت فرما دیں کہ آئندہ وہ ممبران کو misguide نہ کیا کریں کیونکہ اگر اس طرح کریں گے تو پھر ہمارے وزیر قانون صاحب کھڑے ہو کر اسی طرح plea لے لیں گے جس طرح ابھی انہوں نے بڑی اچھی plea لی ہے لیکن یہ جو افسانہ ہے اس کا سب سے پہلے میں نے ذکر کر دیا تھا اور اس کے بعد اسمبلی کے سیکرٹریٹ کی advice پر میں نے اس طرح تحریک پیش کی تھی۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جن کی تحریک استحقاق ہے وہی بات کر سکتی ہیں۔ میں آپ کو ان کے بعد ٹائم دوں گا ذرا مجھے بات مکمل کر لینے دیں۔ تحریک استحقاق کے حوالے سے rules بڑے clear ہیں۔ آپ کا point بالکل valid ہے لیکن آپ اس کو amend کر لیں، ہم اس کو کل کے لئے رکھ لیں گے لیکن جب تک آپ اس کے اندر mention نہیں کریں گی تب تک کیسے پتا چل سکتا ہے؟ لاء منسٹر صاحب کی بات بالکل ٹھیک ہے کہ وہ کس سے reply مانگیں گے اور کس کو بلائیں گے؟

محترمہ فوزیہ بہرام: میں اس کو amend کر کے دے دیتی ہوں۔ بہت شکریہ کہ لاء منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ میں اس سے متفق ہوں۔ اس کا مطلب ہوا کہ وہ اس بات سے بھی متفق ہو گئے کہ خواتین کو فنڈز دیئے جائیں گے، میں اس چیز کی وضاحت چاہوں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک استحقاق کل کے لئے pending کی جاتی ہے۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں خواتین کو فنڈز دینے کے قطعی طور پر خلاف نہیں ہوں اور اگر میری کسی بات سے انہیں ایسا impression پہنچا ہے تو گزارش یہ ہے کہ ترقیاتی فنڈز کے سلسلے میں یہ ایوان in power ہے اور اس کو یہ اختیار ہے کہ اس بارے میں کوئی بھی فیصلہ کر سکتا ہے لیکن اب تک کی صورتحال یہ ہے کہ ترقیاتی فنڈ کسی بھی ممبر کو نہیں ملتے۔ یہ حلقے کی سکیمیں ہوتی ہیں جنہیں ممبر identify کرتے ہیں اور وہ identification حکومت کو ہوتی ہے اور حکومت کس حد تک کسی کو تسلیم کرتی ہے یا کسی حد تک تسلیم نہیں کرتی۔

جناب سپیکر! جب ہم اپوزیشن میں تھے تو ہم بھی یہ point ہر سال تقریباً بجٹ پر اٹھاتے تھے لیکن بہر حال اس وقت بھی اس کا کوئی شافی حل سامنے نہیں آیا۔ ترقیاتی فنڈز والی بات ہے کہ فلاں ممبر کے اتنے فنڈ ہوں گے اور فلاں کے اتنے تو اس کی رولز اور متعلقہ legislation میں کوئی گنجائش نہیں ہے۔

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! رانا صاحب نے جو identification of scheme کی بات کی ہے تو میں سمجھتی ہوں اور میں پہلی بار تو اسمبلی میں ممبر آئی نہیں اور ہم نے سکیمیں ہی identify کی ہیں اور فنڈز سے میری مراد یہ نہیں ہے کہ چیک لکھ کر ہمیں دے دیئے جائیں۔ فنڈز سے مراد یہ ہے کہ جو ترقیاتی سکیمیں ہم خواتین نے identify کی ہیں تو ان کو بھی take up کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! چونکہ انہوں نے بات کی ہے تو اس کی بڑی relevancy ہے تو میں یہی بات عرض کروں گا کہ اس وقت مسئلہ بھی یہی ہے کہ ہماری یہاں پر جو خواتین ہیں تو ایک دو اضلاع ایسے بھی ہیں کہ وہاں سے 8 اور 12 کی تعداد بھی ہے اور کچھ ایسے اضلاع بلکہ ڈویژن بھی ایسے ہیں کہ جہاں سے کوئی خواتین ممبر نہیں ہیں تو اس میں دقت یہ پیش آ رہی ہے کہ جو سکیمیں وہ identify کریں جیسے یہ فرما رہی ہیں کہ پورا پنجاب ان کا حلقہ ہے اور پورے پنجاب سے ان کی پارٹی کی حمایت کرتے ہوئے انہوں نے ووٹ لئے ہیں تو ہم یہ چاہتے ہیں کہ کوئی اس طرح کی condition یا کوئی اس طرح کے رولز بنائے جائیں کہ وہ جو اپنی سکیمیں identify کریں تو پھر وہ اس طرح سے ہوں کہ کوئی ضلع یا کوئی ڈویژن رہ نہ جائے۔ اب لاہور کو سب سے زیادہ benefit ہوگا اور تقریباً دو تہائی بجٹ اور خواتین کی سکیمیں ہیں جو لاہور میں آ جائیں گی تو یہ problem ہے اور اس کو بہتر طور پر حل کرنے کے لئے حکومت consider کر رہی ہے اور اس میں قطعی طور پر حکومت کا کوئی ایسا ارادہ نہیں ہے کہ ہم نے اپنی معزز خواتین کو ڈویلپمنٹ فنڈ میں حصہ نہیں دینا۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ تحریک استحقاق کے اوپر بات ہو رہی ہے تو پہلے ممبران کی تحاریک استحقاق ختم کر لیں تو پھر میں آپ سب کو وقت دوں گا۔ جی، فرمائیں۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): ترقیاتی فنڈز کے حوالے سے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، نہیں آپ تشریف رکھیں۔ اگر آپ رولز پڑھیں تو اس وقت ممبران کی تحاریک استحقاق لی جا رہی ہیں تو پہلے ہم ان کو discuss کر لیں کیونکہ یہ issues ہیں اور ان کو کر لیں

پھر اس کے بعد میں آپ کو ٹائم دوں گا۔پلیز!تشریف رکھیں۔اس وقت آپ کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا لہذا آپ تشریف رکھیں۔اگلی تحریک استحقاق نمبر 36 الحاج محمد الیاس چنیوٹی صاحب کی ہے جو کہ move ہو چکی ہے اور آج تک کے لئے pending تھی۔جی،لا منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان):غالباً یہ جمعرات تک کے لئے pending تھی کیونکہ کل ہم نے D.P.O کے ساتھ ٹائم رکھا ہوا ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر:یہ 36 نمبر آج کے لئے pending ہوئی تھی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر!اس کو کل تک کے لئے pending کر دیں کیونکہ کل کا ٹائم D.P.O کے ساتھ رکھا ہوا ہے اور ہم کل ان دوستوں کو بٹھا کر اس معاملے کو حل کروا دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:جی،چنیوٹی صاحب!ٹھیک ہے۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی:جناب سپیکر!مجھے اطلاع ملی ہے کہ یہ آج منگل کے لئے ہی pending تھی اور میں اسی انتظار میں تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر:چلیں،یہ کل تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔اس کے بعد اگلی تحریک استحقاق نمبر۔۔۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر:جی،فرمائیں!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری:جناب سپیکر!سپیکر صاحب ابھی مہربانی فرما کر گئے تھے،وقفہ سوالات کے دوران مجھے انہوں نے اجازت دی تو میری گزارش ہے کہ مجھے اپنی تحریک استحقاق پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: basically چونکہ سپیکر صاحب نے آپ کو اجازت دی ہوئی ہے لیکن متعلقہ وزیر موجود نہیں ہیں تو یا پھر اسے کل تک کے لئے pending کر دیا جائے یا آپ اس کو move کر دیں اور ان سے اس کا جواب مانگ لیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: چونکہ آپ اس وقت موجود نہیں تھے تو میں آپ کو واضح کر دینا چاہتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! مجھے سٹاف نے clarify کر دیا ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! سٹاف نے آپ کو one sided clarify کیا ہو گا۔ سٹاف نے اگر اتنی مہربانی کی ہوتی تو پھر یہ reject نہ ہوتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! اب آپ کو اجازت مل گئی ہوئی ہے ناں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں بھی یہی کہہ رہی ہوں اور پھر لاء منسٹر صاحب نے اس ایوان میں کھڑے ہو کر یہ کہا کہ جو سوال پوچھا گیا ہے یا نہیں پوچھا گیا اگر محکمہ کی طرف سے اس کا غلط جواب آیا ہے تو آپ Privilege Motion move کر چکی ہیں۔ میں یہ کر سکتی ہوں اور چار دن اس کو pending رکھ کر سیکرٹریٹ نے without any logical objection اس کو discard کر دیا اور اسی لئے جناب سپیکر نے ایک لمبی بحث کے بعد میری گزارش پر مجھے اجازت دی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بالکل آپ کو اجازت ہے اور آپ اسے پیش کریں۔

## شیخوپورہ میں گلشن احسان فیز-II سکیم کے مالکان کو الاٹمنٹس کی جعلی رجسٹریاں دینے پر بے چینی واضطراب

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتی ہوں جو کہ اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 19-11-2008 کو محکمہ لوکل گورنمنٹ

کی لسٹ اسمبلی کے اجلاس میں پیش کی گئی جس میں میری طرف سے سوال نمبر 559 دیا گیا تھا جس میں گلشن احسان فیز-II بھلے بانیوال فیروز والہ شیخوپورہ کے مالکان کا پوچھا گیا تھا اور اس سکیم میں فروخت کئے گئے پلاٹوں کی تعداد و دیگر تفصیلات کے بارے میں بھی پوچھا گیا تھا لیکن محکمہ کی طرف سے جو جواب دیا گیا اس میں کہا گیا ہے کہ بھلے بانیوال میں گلشن احسان فیز-II نام کی کوئی سکیم موجود نہ ہے جبکہ اس سکیم کے تحت سینکڑوں لوگوں کو پلاٹ فروخت کئے گئے اور رجسٹریاں بھی کی گئیں۔ سینکڑوں خاندان ایسے ہیں جنہوں نے پلاٹس خریدے ہوئے ہیں۔ یہ لوگ تقریباً بیس سال سے دھکے کھا رہے ہیں۔ ان کو ان کے پلاٹس کی نشاندہی نہیں کروائی جا رہی۔ مثال کے طور پر انتقال نمبر 4853 بنام شہناز اختر کو چیک کیا جا سکتا ہے جو میں نے اسمبلی کے اندر پیش کیا تھا۔ محکمہ نے مذکورہ سوال کے جواب میں غلط بیانی سے کام لیا ہے اس سے نہ صرف میرا بلکہ پورے معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): چونکہ متعلقہ منسٹر صاحب تشریف نہیں رکھتے اور آپ نے محترمہ کو تحریک پڑھنے کی اجازت دی اور انہوں نے پڑھ دی تو وہ یہ کاپی ہمیں فراہم کر دیں تو اسے کل کی بجائے جمعرات تک کے لئے pending کر دیں تاکہ ہم اس کا پرسوں تک جواب دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ جمعہ تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 38 محترمہ انجم صفدر صاحبہ کی ہے۔ یہ move ہو چکی ہے

محترمہ انجم صفدر: جناب سپیکر! یہ پیش ہو چکی ہے اور آج کے لئے pending تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! متعلقہ S.H.O اور D.P.O کو بلوایا ہوا ہے تو آپ اسے جمعرات تک کے لئے pending فرما دیں تو کل ہم کوشش کریں گے کہ اس معاملے

کو بیٹھ کر حل کر لیا جائے کیونکہ اس میں بین الاضلاعی ڈکیتیوں میں ملوث گروہ ہے اور اس کیس میں بھی انہوں نے تقریباً بیس لاکھ روپے کا سامان ٹرکوں میں سے اتار کر چوری کیا ہوا ہے تو اس صورتحال کے پیش نظر میں چاہتا تھا کہ محترمہ سے انہوں نے جو بات کی ہے تو ہم اسی حد تک محدود رکھیں اور اس کا impact کسی طرح سے بھی ملزمان کی حد تک نہ جائے۔ کل انہیں بلوایا ہے تو کل اس معاملے کو resolve کر لیں گے تو اسے جمعرات یا جمعہ تک pending کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جب کل بیٹھ کر بات ہو جائے گی تو پھر جمعہ تک کے لئے اس کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 44 چوہدری ظہیر الدین صاحب کی ہے۔ جی، چوہدری صاحب!

## لیڈر آف اپوزیشن کو لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 2001 کے سیکشن 131(1)b کے تحت لوکل گورنمنٹ کمیشن کا ممبر نامزد کرنا

قائد حزب اختلاف (چوہدری ظہیر الدین خان): میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈیننس The Punjab Local Government Ordinance, 2001(Ordinance No. XIII of 2001 کے section 131(1)(b) میں provided ہے کہ لوکل گورنمنٹ کمیشن کی appointment میں ایک ممبر لیڈر آف اپوزیشن کا نامزد کردہ ہوگا۔ section کا متن یوں ہے:

> "131(1)(b): Two members from the general public, one each nominated by the leader of the House and leader of the opposition of the Provincial Assembly."

کسی شخص کو متذکرہ provision کے تحت Leader of the Opposition کو Local Government Commission کا ممبر نامزد کرنے کا اختیار دیا گیا ہے۔ اسی

اختیار کو بروئے کار لاتے ہوئے میں نے بحیثیت قائد حزب اختلاف محترم محمد بشارت راجہ کو بذریعہ لیٹر نمبر PS/LOP/PAP/01 مورخہ 16۔ اگست 2008 کو نامزد کیا۔ مذکورہ letter محترم وزیر لوکل گورنمنٹ کو address کیا گیا اور اس کی نقول وزیراعلیٰ پنجاب، محترم سپیکر پنجاب اسمبلی، چیف سیکرٹری پنجاب، سیکرٹری لوکل گورنمنٹ اور سیکرٹری پنجاب اسمبلی کو ارسال کی گئیں۔ متعلقہ قانون اور متعلقہ خطوط کی کاپیاں لف ہیں۔ اگرچہ 2 ماہ سے زائد کا عرصہ گزر چکا ہے مگر ابھی تک محترم محمد بشارت راجہ کی nomination کا notification جاری نہیں ہوا جو رائج الوقت قانون کی صریحاً خلاف ورزی ہے۔ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب کے rule 70(a) میں provided ہے کہ:-

"The question shall relate to a privilege granted by the Constitution, the law or the rules made under any law."

قانون اور قواعد کی اس خلاف ورزی سے نہ صرف میرا بلکہ اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر! کل جب یہ بات ہوئی تو میں اس وقت یہاں پر موجود نہیں تھا۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ جناب لاء منسٹر نے یہ commitment کیا ہے اور میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ پیش کرنے کے بعد انہوں نے کہا کہ ایک ہفتے کے اندر اندر اس کا نوٹیفکیشن کر دیا جائے گا۔ انہوں نے کسی قسم کی نشاندہی کرتے ہوئے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ اس کو ہم نظر انداز کرتے ہیں۔ کل کی جو خبر مجھ تک پہنچی ہے اگر یہ صحیح ہے تو میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ یہ ایک ہفتے کے اندر اندر نوٹیفکیشن فرما دیں گے نیز ان کی اس commitment کے ساتھ ہی میں اس پر stress نہیں کرتا اور اگر ان کی یہ commitment پوری نہیں ہوگی تو پھر rules کے مطابق میں اپنے تمام حقوق جناب کے گوش گزار کرنے کا حق رکھتا ہوں۔ رولز کے مطابق سمجھا گیا کہ جو عرضداشت میں نے کی ہے وہ بہتر اور صحیح ہے تو میں لاء منسٹر کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان) جناب سپیکر! کل لغاری صاحب کے پوائنٹ آف آرڈر پر اس معاملہ پر یہ بات ہوئی تھی تو یہ قائد حزب اختلاف کو درست خبر پہنچی ہے۔ اس کو ہم concede کرتے ہیں within a week اس کا نوٹیفکیشن ہو جائے گا اور اس کی کاپی قائد حزب اختلاف کو پیش کر دی جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ پھر اس کو disposed of کر دیا جائے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں اس پر کوئی اصرار نہیں کرتا، آپ جو بھی آرڈر صادر فرمادیں مجھے منظور ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چونکہ محرک اس کو press نہیں کرنا چاہتے لہذا اس کو disposed of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 45 ملک احمد کریم کسور لنگڑیال کی ہے، وہ تشریف فرما نہیں ہیں اور یہ ابھی move نہیں ہوئی ہے لہذا یہ تحریک کل تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 46 جناب عامر سعید انصاری کی ہے، وہ بھی تشریف فرما نہیں ہیں اور یہ بھی move نہیں ہوئی اس کو بھی کل تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد تحریک استحقاق نمبر 48 چودھری شہباز احمد کی ہے، تشریف نہیں رکھتے۔ یہ بھی ابھی move نہیں ہوئی اس کو بھی کل تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ تحریک استحقاق نمبر 47 محمد یار ہراج کی ہے یہ واپس لے لی گئی ہے اور انہوں نے خود لکھ کر دیا ہے، چونکہ وہ press نہیں کرنا چاہتے لہذا اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اب تحریک استحقاق کا وقت ختم ہوتا ہے۔

چودھری محمد طارق گجر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، گجر صاحب!

چودھری محمد طارق گجر: جناب سپیکر! کل میں نے اس ہاؤس میں اپنی تحریک استحقاق کے متعلق کہا تھا جو کہ میری absence میں dispose of کر دی گئی تھی حالانکہ آپ نے اس کے لئے دو دن کا ٹائم دیا ہوا تھا۔ جب کل میں نے پوائنٹ آف آرڈر پر بتایا تھا تو آپ نے کہا تھا کہ اس کو کل پیش کیا جائے گا۔ براہ مہربانی میری تحریک استحقاق کو بھی entertain کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ already process ہو گئی ہے اور کل کے لئے وہ put up ہو رہی ہے۔

## پوائنٹ آف آرڈر
## سول سیکرٹریٹ کو مسمار کرنے سے معزز رکن کی سیکرٹریوں سے ملاقات کرنے میں مشکلات

جناب محمد اعجاز شفیع: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اعجاز شفیع صاحب!

جناب محمد اعجاز شفیع: شکریہ۔ جناب سپیکر! آج پورے ملک اور پنجاب میں جو معاشی بدحالی ہے اس کا بھی سب کو علم ہے۔ آج کی اس معاشی بدحالی میں دو وقت کی روٹی کھانا ہر شخص کے لئے بہت بڑا مسئلہ بنا ہوا ہے۔ وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے جو دو روپے کی روٹی کا بہت بڑا initiative لیا ہے میں اس کو appreciate کرتا ہوں۔ اس کے ساتھ ساتھ میاں صاحب نے ایک دوسرا initiative یہ لیا کہ انہوں نے اپنے وزراء کو نئی گاڑیاں نہیں دیں میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس صوبے کو معاشی بدحالی سے نکالنے کے لئے بہت بڑا احسن اقدام ہے لیکن دوسری طرف اگر دیکھا جائے کہ جو اس صوبے کی bureaucracy کا ہیڈ ماسٹر ہے جس کو ماسوائے صبح اور شام اپنے سیکرٹریز یا دوسرے لوگوں کی حاضریاں چیک کرنے یا لگانے کے علاوہ اور کوئی کام نہیں ہے ان کو اب اس issue سے نکل کر شاید مغل اعظم بننے کا شوق ہو گیا ہے کہ آج سول سیکرٹریٹ کا جو حال ہو رہا ہے کہ وہاں نئی بلڈنگ کو گرایا جا رہا ہے صرف اس شوق کے لئے کہ میں اس سول سیکرٹریٹ کو اپنی

original حالت میں دیکھنا چاہتا ہوں۔ یہ سول سیکرٹریٹ اس وقت بنا تھا جب پنجاب کی آبادی ایک کروڑ بھی نہ تھی۔ اب پنجاب کی آبادی 7 کروڑ سے زیادہ ہو چکی ہے۔ ان عمارتوں کو گرا کر ہو کیا رہا ہے کہ ایک طرف تو دو روپے کی روٹی پر اتنی debates ہو رہی ہیں اور اس initiative کو اتنا زیادہ لیا جا رہا ہے جبکہ دوسری طرف ان عمارتوں کو گرا کر ان سیکرٹریوں میں سے کوئی شادمان جا رہا ہے، کوئی مسلم ٹاؤن جا رہا ہے، کوئی فیروز پور روڈ پر جا رہا ہے۔ ایک لاکھ روپے کی کوٹھی کو اپنے عزیزوں اور دوسرے ناموں سے hire کر کے دو دو، اڑھائی اڑھائی لاکھ روپے ماہانہ کرائے پر لی جا رہی ہے۔ صرف ظلم یہی نہیں ہے اس کے ساتھ ساتھ اس کی renovation پر بھی کروڑوں روپے خرچہ کیا جا رہا ہے۔ میں آپ سے اس ہاؤس کی وساطت سے اپنے تمام دوستوں کی توجہ دلانا چاہوں گا کہ وہ کیا وجوہات ہیں؟ رانا صاحب شاید یہ بتا سکیں، میرا کوئی اور colleagues تو نہیں بتا سکے گا کہ جن وجوہات کی بنا پر اس سول سیکرٹریٹ کے اندر جو نئی بلڈنگ بنی ہوئی تھی، جو سیکرٹری لاء کا پورا بلاک بنا ہوا تھا، سیکرٹری ہیلتھ کا پورا بلاک بنا ہوا تھا اور دوسرے بلاک بنے ہوئے تھے اس کے علاوہ بنک بنا ہوا تھا وہ سب demolish کر دیئے گئے ہیں اور کرائے کی بلڈنگ پر جا کر سیکرٹریز بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس طرح سے ایک ایم پی اے کو سیکرٹری ماحولیات کو ڈھونڈنے کے لئے فیروز پور روڈ پر جانا ہوگا،

زکوٰۃ و عشر کا سیکرٹری ڈھونڈنے کے لئے شادمان جانا ہوگا اور تیسرا سیکرٹری ڈھونڈنے کے لئے مسلم ٹاؤن یا کسی اور جگہ جانا ہوگا۔ میں نہیں سمجھتا کہ یہ دہری پالیسی اور اس بے لگام بیوروکریسی کو کب لگام آئے گی؟ میں کل ہی اخبار میں پڑھ رہا تھا کہ اب GOR-1 کے ساتھ بھی یہی حشر شروع کرنے لگے ہیں، وہاں سے بھی کوٹھیاں demolish کی جا رہی ہیں، پھر پرائیویٹ کوٹھیاں لی جائیں گی اور حکومت ان کے مہنگے کرائے pay کرے گی اور ان کی renovation بھی ہوگی۔ خدارا! اس طرح کی دہری پالیسی سے پنجاب کا اتنا ستیاناس نہ کریں کیونکہ ہم لوگ یہ چیزیں اب afford نہیں کر سکتے۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم اعجاز شفیع کی مجھے یہ سمجھ نہیں آئی کہ انہوں نے پوائنٹ آف آرڈر پر تقریر فرمائی ہے یا انہوں نے کوئی Adjournment Motion پیش کی ہے؟ انہوں نے ایک افسانوی بات کی ہے کہ بلڈنگیں گرائی جا رہی ہیں، کوٹھیاں کرائے پر لی جا رہی ہیں۔ اگر آپ کے پاس ایک بھی ثبوت ہے تو فرمائیں کہ فلاں کوٹھی ایک لاکھ روپے کرائے پر تھی اور اسے اڑھائی لاکھ روپے کرائے پر لے لیا گیا ہے۔ جہاں تک سول سیکرٹریٹ کی عمارت کی بات ہے اس کا ایک original plan تھا، ایک original نقشہ تھا اس کے مطابق وہاں پر grassy plots اور دوسرے سارے معاملات تھے لیکن وہاں کسی جگہ پر موٹر سائیکل سٹینڈ بنا دیا گیا، کسی جگہ پارکنگ بنا دی گئی، کسی جگہ پر کمرہ بنا دیا گیا۔ اب اس congestion کو دور کرنے کے لئے باقاعدہ ایک کمیٹی بنی اس کمیٹی میں آرکیٹیکٹ اور باقی متعلقہ لوگ شامل ہوئے اور انہوں نے ایک پوری series of meetings کے بعد propose کیا اور اس پر بڑا nominal سا خرچہ ہے۔ اگر مجھے پتا ہوتا کہ آپ نے آج یہ بات کرنی ہے تو میں وہ پوری تفصیل لے آتا۔ اب بھی آپ نے بات کی ہے تو میں اس بارے میں complete information in figures لے کر دوں گا۔ جہاں تک آپ یہ بات کر رہے ہیں کہ اس ملک کا معاشی طور پر بیڑا غرق ہو گیا ہے تو جس نے معاشی طور پر بیڑا غرق کیا ہے، آپ اس کے لئے یہاں پر ناچتے رہے ہیں، بھنگڑے ڈالتے رہے ہیں، قرار دادیں پاس کرتے رہے ہیں اور پھر وہ 9 سوٹ کیس لے کر چلا گیا ہے۔ آپ کو وہ نظر نہیں آتا کہ ان 9 سوٹ کیسوں میں کیا لے کر گیا ہے؟ ہم تو اب اس کو بہتر کرنے کی کوشش کر رہے ہیں، آپ بھی اس میں ہمارا ساتھ دیں اور اس سے پہلے جو کچھ کر چکے ہیں اس کا کفارہ ادا کریں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں کل تک اس کا جواب آنے دیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! لاء سیکرٹری صاحب کا ایک پورا ابلاک بنا ہوا تھا۔ رانا صاحب! یہ نوٹ کر لیں، ان کو دوبارہ بھول جاتا ہے۔ یہ لفاظی تو اچھی کرتے ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس طرح personal attack نہیں ہونے چاہئیں-آپ نے جو point raise کیا ہے اس تک رہیں-

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! پچھلے دور میں ڈالر کی قیمت 60 روپے تھی لیکن آج ان کے دور میں ڈالر 90/80 روپے کی حد کو touch کر رہا ہے- میں وہی بات دوبارہ کروں گا کہ رانا صاحب ہر بات کو پرانے دور میں لے جا کر ہاؤس کا ٹائم بھی ضائع کرتے ہیں [**********]

جناب ڈپٹی سپیکر: میں یہ الفاظ کارروائی سے حذف کرتا ہوں اور میں کسی بھی ممبر کے بارے میں اس طرح کے الفاظ استعمال کرنے پر بالکل اجازت نہیں دوں گا-اعجاز شفیع صاحب! آپ پہلے میری بات سنیں-اپوزیشن کے تمام ممبران میرے لئے بہت محترم ہیں-آپ نے جو issue raise کیا ہے وہ بالکل ٹھیک ہے اور اس پر انھوں نے کہا ہے کہ میں جواب دوں گا لیکن آپ اس طرح کی باتیں نہ کریں-اب آپ اپنی بات مکمل کریں

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! رانا صاحب دوبارہ study کر لیں کل GOR-1 کے متعلق لکھا گیا تھا کہ اس میں بھی جو نئی اور بعد میں بلڈنگز بنائی گئی ہیں ان کو بھی demolish کیا جانا ہے-رانا صاحب نے یہاں خود admit کیا ہے کہ وہاں grassy plots تھے-ملک میں معاشی بدحالی کا یہ حال ہے-فرض کریں اگر سول سیکرٹریٹ میں grassy plots نہیں ہوں گے تو کیا چیف سیکرٹری صاحب کو یا حکومت کو اس grassy plot کی آکسیجن نہیں ملے گی؟ کیا وہاں grassy plot بننے سے کسی کو دو روپے کی روٹی مل جائے گی؟ کیا وہاں grassy plot بننے سے کسی بچے کو تعلیم مل جائے گی؟ کیا وہاں پر grassy plot بننے سے کسی کی صحت بہتر ہو جائے گی؟ رانا صاحب خود ان چیزوں کو مان کر خود ہی ایسی باتیں کر رہے ہیں کہ grassy plot بنانے کے لئے کروڑوں روپے کی بنی ہوئی عمارتیں demolish کر کے باہر کرائے پر عمارتیں hire کی جا رہی ہیں-

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب بات کرنا چاہتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں نے اعجاز شفیع صاحب کی خدمت میں عرض کیا ہے کہ میں آپ کو اس کی پوری تفصیل فراہم کر دوں گا۔ اعجاز شفیع صاحب! آپ نے بات کی ہے ابھی اس بارے میں میرے پاس facts and figures نہیں ہیں لیکن آپ افسانوی کہانی پیش کر رہے ہیں کہ وہاں پر grassy plots بن جائیں گے۔ دیکھیں! جہاں grassy plot کی ضرورت ہے وہاں grassy plot ہی رہے گا۔ اب باغ جناح ہے آپ یہاں پر لوگوں کو encroach کرنے کی اجازت تو نہیں دے سکتے۔ جی۔او۔آر۔1 اور سول سیکرٹریٹ میں بھی encroachment کی شکل میں کچھ ایسی چیزیں موجود تھیں جن کا گرایا جانا اس بلڈنگ اور ماحول کے لئے ضروری تھا۔ اس سے offices کی finishing بہتر ہو گئی ہے۔ جہاں تک آپ نے ڈالر کی بات کی کہ ڈالر کتنے کا تھا اور کتنے کا ہو گیا ہے۔ مجھے تو یہ محسوس ہو رہا ہے کہ 9 سوٹ کیسوں کے بعد ڈالر کی قیمت ایک دو روپے اور نہ بڑھ جائے۔

محترمہ عائشہ جاوید: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب محمد یار ہراج: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہراج صاحب پہلے عائشہ جاوید صاحبہ بات کر لیں پھر میں آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔ جی، عائشہ جاوید صاحبہ!

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس پر بحث برائے بحث نہیں ہونی چاہئے۔ یہ ہاؤس کا ٹائم ہے۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! انتہائی دکھ کی بات ہے کہ رانا صاحب نے encroachment کی بات کی ہے۔ encroachment وہ ہوتی ہے جو کسی کی زمین پر ناجائز قبضہ کرے۔ اگر کسی نے سول سیکرٹریٹ کے اندر پرائیویٹ کوٹھی بنائی ہے، کسی نے پرائیویٹ گیراج بنایا ہے، پرائیویٹ کنٹین بنائی ہے تو وہ encroachment ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں سب سے زیادہ encroachment سرکاری زمین پر ہی ہوتی ہے۔آپ اسے چھوڑیں کل اس کا جواب آ لینے دیں۔جی، عائشہ جاوید صاحبہ!

**MRS. AYESHA JAVED:** Honourable Speaker! There is information regarding over four hundred schools which are closing down in the district of Rawalpindi Cantonment. So honoured minister is here and we would like to learn and know some from him. Under what contract and what pretext they are trying to close educational institutions and don't they think hundreds of teachers are going jobless? There are thousands of students who are going to be absolutely without education. So we would like to know the reasons under which they are trying to close down the schools.

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں 400 سکولوں کی بہت بڑی تعداد ہے اور راولپنڈی کینٹ کے اندر اتنے ٹوٹل سکولز بھی نہیں ہوں گے۔وزیر تعلیم صاحب! محترمہ نے point raise کیا ہے کہ کنٹونمنٹ راولپنڈی میں 400 سکولز close down کئے جا رہے ہیں۔یہ تو بہت بڑی تعداد ہے I don't understand there is any thing happening like that. آپ چیک کر کے کل ہاؤس میں بتا دیں۔

وزیر زراعت، ہائر و سکولز ایجوکیشن (جناب احمد علی اولکھ): جی، میں چیک کر لیتا ہوں۔

**MRS. AYESHA JAVED:** Thank you.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ہراج صاحب! ہراج صاحب کے بعد شیخ صاحب بات کریں گے۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! اعجاز شفیع صاحب نے جو بات کی ہے میں اس میں تھوڑی سی توسیع کرنا چاہوں گا کہ جب معزز ایوان میں یہ topic discuss ہو گا تو اس کے لئے رانا صاحب سے گزارش ہے کہ ہمیں وہ facts and figures بھی لا کر دیں کہ اس سے سیکرٹریٹ کی

کتنی capacity reduction ہوئی اور اس کی alternate جگہ مہیا کرنے میں کتنا خرچہ ہو گا ؟ اگر ہم تاریخ میں جائیں تو بہت پہلے یہ سول سیکرٹریٹ فرانس کی تحویل میں تھا۔یہاں ان کی army based ہوتی تھی۔اگر ہم ہر بار یہی کریں گے کہ پچھلے دور کا کوئی بھی کیا ہوا کام ہے تو اسے demolish کرنے پر چلے جائیں گے تو کیا آپ مال روڈ کو بھی demolish کریں گے کہ یہاں پر greenery ہونی چاہئے تھی لیکن انگریز آ کر سڑک بنوا گئے ہیں ؟ ہمیں ان چیزوں کا جواب چاہئے۔ (قطع کلامیاں)

**MR. DEPUTY SPEAKER:** No cross talk please.

جناب محمد یار ہراج: I look forward to Rana Sahib اس پر جو facts finding لے کر آتے ہیں۔لہذا یہ اس میں اضافہ کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم ہراج صاحب نے اعجاز شفیع صاحب کی بات میں further اضافہ کیا ہے۔پوائنٹ آف آرڈر کی حد تک ٹھیک ہے میں صبح ان کو information دے دوں گا لیکن اگر ان کا اس بات پر اتنا زیادہ concern ہے تو پھر rules کے مطابق سوال یا تحریک التوائے کار لے آئیں تو میں اس کے مطابق in writing جواب ان کی خدمت میں عرض کر دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پہلی بات تو یہ ہے کہ ان کا یہ پوائنٹ آف آرڈر بنتا ہی نہیں تھا لیکن چونکہ لاء منسٹر صاحب نے کہا کہ اعجاز شفیع صاحب نے جو بات کی ہے میں اس پر information لے کر آؤں گا تو اس پر میں نے agree کیا لیکن جس طرح آپ چاہ رہے ہیں اس طرح کی چیزیں خالی پوائنٹ آف آرڈر پر نہیں آتیں بلکہ ان کا باقاعدہ ایک procedure ہے اور آپ کو اس procedure کو follow کرنا پڑے گا۔لہذا اگر آپ یہ سارا کچھ چاہتے ہیں تو آپ move کریں۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! ہم آپ کے شکر گزار ہیں کہ آپ نے ہمیں موقع دیا۔ہم اس پر formal کوئی چیز لے کر آ جاتے ہیں اور پھر اس پر further discussion کر لیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ہم اسے فوری entertain کر لیں گے۔جی، شیخ علاؤالدین صاحب!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔جناب سپیکر! آپ بہت مہربانی فرماتے ہیں لیکن آپ announce کر چکے تھے کہ یہ تحاریک التوائے کار کا وقت ہے۔آپ دیکھ لیجئے کہ 25 منٹ چلے گئے ہیں۔آپ چھ یا سات منٹ بعد فرمادیں گے کہ تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہو گیا تو ہم ایجنڈے پر تو نہیں چل رہے۔لہذا میری گزارش ہے کہ مہربانی ضرور کریں لیکن دیکھ لیں کہ پوائنٹ آف آرڈر کہاں سے کہاں تک جا رہے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! یہ تمام ممبران میرے لئے انتہائی محترم اور معزز ہیں۔اب جیسے تحاریک استحقاق کا وقفہ تھا تو اس میں ہر ممبر اٹھ کر بات کرنا چاہ رہا تھا۔اگر سارے ممبران Rules of Procedure کو پڑھ کر آ جائیں تو پھر Chair کو اتنا مسئلہ ہی نہ ہو۔میں تو قانون اور قاعدے کے مطابق مجبور ہوں کہ جب 30 منٹ ہو جائیں گے تو مجھے تحاریک التوائے کار کا وقت ختم کرنا پڑے گا لیکن اتنی important تحاریک ہیں جو take up نہیں ہو سکی ہیں۔اس میں تو ممبران نے مل کر ہم سے تعاون کرنا ہے کہ ہم یہاں پر زیادہ سے زیادہ matter عوام کے سامنے لا سکیں اور مسائل حل کر سکیں۔جی، محترمہ! and this is last point of order اس کے بعد تحاریک التوائے کار لیں گے۔

**ARIFA KHALID PARVEZ:** Sir, English is spoken in different accent and pronunciations and sometimes it is very difficult for us to understand English.

لہذا میری استدعا ہے کہ جب بھی کوئی انگلش بولے تو اس کی translation کروا دیجئے کیونکہ کئی بار سمجھ نہیں آتی کہ کیا کہہ رہے ہیں؟

## تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ اب ہم تحاریک التوائے کار take up کرتے ہیں۔ تحریک التوائے کار نمبر 566/2008، شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔ یہ 18-نومبر کو move ہوئی تھی، That was pending for 21-11-08 اور پھر آج کے لئے pending ہوئی تھی۔ جی، وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! کیا یہ تحریک التوائے کار نمبر 551 ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، یہ تحریک التوائے کار نمبر 566 ہے۔ یہ باغ جناح والا جو issue تھا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ معاملہ تو resolve ہو گیا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیوں شیخ صاحب؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! جی ہاں، یہ ان کو قبضہ دے دیا گیا ہے لیکن ان کو ابھی وہاں سامان وغیرہ رکھنے کے لئے کوئی جگہ نہیں دے رہے۔ قبضہ ان کو مل گیا ہے۔ آپ کا بہت شکریہ۔ کار نر پر ان کو قبضہ دے دیا گیا ہے لیکن latest رپورٹ یہ ہے کہ ان کو وہاں پر سامان وغیرہ رکھنے کے لئے کوئی جگہ نہیں دی گئی۔ میں وزیر قانون صاحب سے صرف یہ کہوں گا کہ وہ محکمے کو کہیں، بے شک وہ انھیں وہاں پر کوئی bamboos کی huts بنانے دیں کہ جس میں وہ سامان وغیرہ رکھ لیں۔ یہ آپ کی مہربانی ہے۔ وزیر قانون صاحب نے بھی اس میں دلچسپی لی ہے۔ ان کو قبضہ مل گیا ہے۔ وہ free club ہے تو ان کو سامان وغیرہ رکھنے کے لئے کوئی جگہ دی جائے، یہ پہلے بھی ان کے پاس تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ مجھے میرے آفس میں آکر مل لیں۔ اگر اس سلسلے میں کسی کو کہنے کی ضرورت ہے تو وہ کہہ دیتے ہیں۔ باقی ان کا جو grievance تھا وہ دور ہو گیا ہے، ان کو قبضہ دے دیا گیا ہے۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** شیخ صاحب! میرا خیال ہے کہ اگر قبضہ مل گیا ہے تو یہ بڑی achievement ہے۔یہ آپ کی اور اس ہاؤس کی بڑی achievement ہے۔اب جو اگلا step ہے، جو کہ جائز ہے کہ وہاں پر انھوں نے جو اپنا سامان رکھنا ہے اس کے لئے کوئی چھوٹا سا ان کو semi hut type بنانے کی اجازت دی جانی چاہئے۔آپ وزیر قانون صاحب سے مل لیں، انشاء اللہ تعالیٰ یہ معاملہ بھی resolve ہو جائے گا۔

**شیخ علاؤالدین:** بہت شکریہ

**جناب ڈپٹی سپیکر:** تو یہ تحریک dispose of کی جاتی ہے۔

**راجہ شوکت عزیز بھٹی:** پوائنٹ آف آرڈر۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** راجہ صاحب! میں تحاریک التوائے کار کو ختم کر لوں پھر آپ کو وقت دیتا ہوں۔

**راجہ شوکت عزیز بھٹی:** جناب سپیکر! میری ایک تحریک التوائے کار نمبر 967 ہے جو کہ بڑی اہمیت کا حامل معاملہ ہے۔اس پر آج وزیر قانون صاحب نے جواب دینا تھا۔چونکہ وقت تھوڑا ہے اگر اسی ترتیب سے چلتے ہیں تو شاید وہ نہ آسکے۔kindly اس کو پہلے take up کر لیں۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** آپ تشریف رکھیں، دیکھتے ہیں۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 623 محترمہ انجم صفدر صاحبہ کی طرف سے ہے۔جی، محترمہ! آپ اپنی تحریک پیش کریں۔

## صوبہ پنجاب کی 21 تحصیلوں میں ٹیکنیکل کالجوں کی عدم موجودگی پر عوام میں اضطراب

**محترمہ انجم صفدر:** جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "نوائے وقت" لاہور مورخہ 9۔ستمبر 2008 کی خبر کے مطابق بجٹ 09-2008 میں حکومت پنجاب نے اعلان کیا تھا کہ صوبہ پنجاب کی 21 منتخب تحصیلوں میں 42 ٹیکنیکل ٹریننگ

سنٹرز قائم کئے جائیں گے تاکہ ان تحصیلوں میں بچوں کو فنی تربیت فراہم کر کے انہیں ہنر مند بنا کر ان علاقوں میں غربت کے خاتمہ کی راہ ہموار کی جا سکے اور اداروں میں یکم ستمبر 2008 سے باقاعدہ کلاسوں کا اجراء بھی کر دیا جائے گا لیکن یہ بات دیکھنے میں آ رہی ہے کہ مذکورہ سکیم پر جس رفتار سے کام ہو رہا ہے تو لگتا ہے کہ شاید یہ ادارے آئندہ چھ ماہ تک بھی کلاسوں کا اجراء نہ کر سکیں کیونکہ 42 ٹیکنیکل اداروں کے لئے ابھی تک کرائے کی عمارتیں بھی نہیں حاصل کی جا سکیں اور نہ ہی ان اداروں میں استعمال ہونے والی مشینری خریدی گئی ہے اور اس پر مستزاد یہ کہ بچوں کو ہنر مندی کی تعلیم دینے کے لئے سٹاف بھی بھرتی نہیں کیا جا سکا ہے۔ حکومت پنجاب کی طرف سے 21 تحصیلوں میں 42 ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹرز کے لئے عمارتوں کا انتظام، ان اداروں میں استعمال ہونے والی مشینری کی خریداری اور ٹیکنیکل سٹاف کی بھرتی نہ ہونے پر صوبہ بھر کے عوام میں شدید بے چینی اور اضطراب کی لہر پائی جاتی ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ درست ہے کہ بجٹ 09-2008 میں 21 منتخب تحصیلوں میں National Vocational and Technical Education Commission(NVTEC) اسلام آباد کے تعاون سے 42 گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹرز برائے مرد و خواتین کے قیام کی سکیم شامل ہے۔ ان 42 اداروں کے قیام کے لئے عمارتوں کا انتظام ہو چکا ہے۔ مشینری اور فرنیچر کی خرید کا کام مختلف مراحل میں بڑی تیزی سے جاری ہے جو جلد مکمل کر لیا جائے گا۔

یہ درست نہ ہے کہ متعلقہ اداروں میں باقاعدہ کلاسوں کا اجراء یکم ستمبر 2008 سے ہونا تھا۔ کلاسوں کے اجراء کی مجوزہ تاریخ یکم اکتوبر 2008 متعلقہ افسران کو کام کو جلد تکمیل کرنے کے لئے دی گئی تھی۔ یہ سکیم National Vocational and Technical Education Commission اسلام آباد کے تعاون سے شروع کی گئی ہے۔ اس لئے متعلقہ اداروں کے لئے

سٹاف کی بھرتی کا کام اسلام آباد سے متعلقہ سٹاف کی تعلیم اور تجربہ کی شرائط کی منظوری جو کہ آئندہ چند روز میں متوقع ہے کے فوراً بعد شروع کر دی جائے گی۔ان اداروں کے قیام اور اجراء کے لئے تمام کام نومبر کے مہینے میں مکمل کر کے یکم جنوری 2009 سے کلاسوں کا اجراء کر دیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! میرا خیال ہے کہ کافی تفصیل سے جواب آ گیا ہے۔

محترمہ انجم صفدر: جناب سپیکر! میں جواب سے مطمئن ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چونکہ آپ satisfied ہیں اس لئے This is disposed of as not pressed. اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر 626 شیخ علاؤالدین صاحب کی طرف سے ہے۔

## PIDA کے فیڈر کینال بنانے سے نہری نظام کی تباہی اور اربوں روپے کے ضیاع کا خدشہ

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ پنجاب اریگیشن اینڈ ڈرینج اتھارٹی (PIDA) کا قیام حقیقتاً پنجاب کے نہری نظام اور کسانوں کے لئے تباہی کا باعث ثابت ہوا ہے۔انتہائی دکھ کی بات ہے کہ 80۔ارب روپے کے foreign funded قرضہ لینے کے باوجود نہروں کے حالات مکمل تباہی کے قریب تر پہنچ چکے ہیں اور زمینی حقائق یہ ہیں کہ نہروں کی کسی بھی distributor کی tails sub minors یا minors کی موقع پر جانچ پڑتال نہروں کی service roads کی مکمل تباہی کی وجہ سے ناممکن ہو چکی ہیں۔یہ حالات 90 فیصد تمام نہری چینلز پر جو (PIDA) کے حوالے کئے تھے پیدا ہو چکے ہیں۔ایک محدود اندازے کے مطابق 60 فیصد سے زائد outlets یعنی موگے tampered ہو چکے ہیں جن سے ناجائز طور پر زائد پانی حاصل کیا جا رہا ہے اور tail پر موجود رقبے پانی کی شدید نایابی کا شکار ہیں۔PIDA میں ٹیکنیکل سٹاف کے نہ ہونے کی وجہ سے نہروں کے hydraulic grade lines کو ناقابل تلافی نقصان پہنچ چکا ہے۔ پورے نہری نظام کی حالت اب ایک ایسے مریض کی ہے جو ventilator پر چل رہا ہو۔اس پر مزید

ستم یہ ہوگا کہ کسانوں سے PIDA کے حاصل کردہ غیر ملکی قرضہ جس کی مالیت 80-ارب روپے مع سود واپس ادا کرنے کے لئے 2015 سے انتہائی مہنگے داموں پانی کی فروخت کی وصولی شروع کی جائے گی جو کسانوں کے لئے ناقابل برداشت ہوگی۔ نہروں کی ٹیلوں پر پانی پہنچانے کے لئے feeder canals بنانے کی تجاویز نہری نظام میں مزید تباہی اور اربوں روپے کے ضیاع کا باعث بنے گی۔ یہ بھی المیہ ہے کہ محکمہ اریگیشن میں انتہائی اعلیٰ صلاحیت رکھنے والے لوگوں کی موجودگی کے باوجود محض foreign funding کی شرائط پوری کرنے کے لئے نام نہاد consultant کو کروڑ ہا روپے کی ادائیگی کی جارہی ہے جن میں NESPAK جیسا consultant بھی ہے۔ ملک اور قوم کی بد قسمتی ملاحظہ فرمائیے کہ ان consultants کو ایسا کوئی سابقہ تجربہ بھی نہ ہے۔ صرف میرے حلقہ میں زیر تجویز ایک feeder canal کے لئے NESPAK کو -/6000000 روپے کی consultation fee کی ادائیگی کی گئی ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کے جواب میں عرض ہے کہ پنجاب اریگیشن اینڈ ڈرینج اتھارٹی (PIDA) پنجاب اسمبلی کے PIDA Act,1997 کے تحت معرض وجود میں آیا اور تجرباتی طور پر دو Areas Water Boards لوئر چناب کینال ایسٹ سرکل اور لوئر چناب کینال ویسٹ سرکل فیصل آباد تشکیل دیئے گئے جن کے تحت نہری نظام منتخب کسان تنظیموں کے حوالے کیا جاچکا ہے اور باقی Areas Water Boards بنانے کے لئے ان دو Areas Water Boards کی کارکردگی کے تناظر میں کام جاری ہے۔ پنجاب اریگیشن اینڈ ڈرینج اتھارٹی (PIDA) نے ورلڈ بنک سے نہ تو کوئی قرضہ لیا ہے اور نہ ہی کوئی گرانٹ لی ہے۔ البتہ نیشنل ڈرینج پروگرام کے تحت حکومت پنجاب کو سیم نالوں کی درستی کے لئے قرضہ ملا تھا جس میں سے دسمبر 2004 تک پنجاب ڈرینج اتھارٹی کا خرچہ چلتا رہا۔ 2005-1-1 سے PIDA کا خرچہ حکومت پنجاب خود چلارہی ہے۔ Farmers Organization جنہوں نے راجباہ اور مائنرز کا انتظام وانصرام

سنبھالا ہے وہ ابھی ابتدائی مراحل میں ہیں جن کی وجہ سے ابھی تک کسان تنظیمیں اپنے راجباہائے کے نقائص جن کا ذکر تحریک التوائے کار میں کیا ہے ان کو کلی طور پر دور نہیں کر سکیں۔ان کی استعداد کار بڑھانے کے لئے PIDA شب و روز کوشاں ہے۔ایکٹ کے مطابق ان کی کارکردگی سات سال کے بعد ایک غیر جانب دار ادارے کے ذریعے پرکھی جائے گی۔موجودہ حکومت کے برسر اقتدار آنے کے بعد نو منتخب صوبائی اراکین نے PIDA کی functioning کے بارے میں مختلف اوقات میں اپنے تحفظات اور اس کو بہتر بنانے کے لئے اپنی سفارشات کا اظہار کیا ہے جس پر وزیر اعلیٰ پنجاب نے چیئرمین پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ بورڈ کی سربراہی میں کمیٹی بنا دی ہے جو ادارہ جاتی اصلاحات کے بارے میں اپنی سفارشات پیش کرے گی جن کی روشنی میں مزید بہتر انداز میں پالیسی مرتب کی جائے گی۔اس سلسلے میں میری یہی گزارش ہے کہ اس کمیٹی کی رپورٹ آلینے دیں کیونکہ اس کمیٹی میں معزز اراکین اسمبلی بھی موجود ہیں تو ایک بہتر form سامنے آجائے گی اور اس کے مطابق اس میں کوئی بہتری کی جاسکے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شیخ علاؤالدین صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ تو بات طے ہے کہ جو حالات اس وقت نہروں کے یا irrigation کے ہیں وہ تو وزیر قانون نے بھی اس کو مانا ہے لیکن میری گزارش یہ ہے کہ 2015 سے جب کسانوں کو انتہائی مہنگے نرخوں پر پانی ملے گا کیونکہ جس قسم کی گاڑیاں میں آپ کو کیا بتاؤں کہ تیس تیس لاکھ روپے کی گاڑیاں land cruiser خریدی گئی ہیں جو بالکل "پیپے" تھے اور انہوں نے کروڑوں روپیہ اس غریب قوم کا اس مد میں خرچ کیا ہے،اس کے علاوہ بھی ان کے جو irrigation کے اخراجات ہیں ultimately وہ کسانوں پر پڑنے ہیں۔میرا فرض ہے کہ میں اس معزز ایوان کے سامنے یہ بات لے آؤں اور ریکارڈ پر لے آؤں کہ یہ اب زیادہ دیر کی بات نہیں ہے۔انہوں نے جس قیمت پر یہ پانی کسانوں کو دینا ہے اس سے بہت مسائل کھڑے ہوں گے۔آج وقت ہے کہ اس کا کچھ نہ کچھ کر لیا جائے،ان کسانوں پر جو پہلے ہی پریشان حال ہیں،ان پر رحم کیا جائے۔بہت شکریہ

**جناب ڈپٹی سپیکر:** شیخ صاحب! جس طرح یہ بات ہوئی ہے اور انہوں نے کہا ہے کہ Let the report comeاس کے بعد پھر اس کو دیکھ لیتے ہیں، اگر کوئی مسئلہ ہوا تو آپ دوبارہ moveکر دیجئے گا۔

**شیخ علاؤالدین:** ٹھیک ہے۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** لہذا. This is disposed of as it is not pressed

**ملک محمد وارث کلو:** پوائنٹ آف آرڈر۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** جی، فرمائیں!

**ملک محمد وارث کلو:** جناب والا! کل کے جو اخبارات میں coverageہوئی ہے اور خاص طور پر روزنامہ "جنگ" نے میرے حوالے سے خبر لگائی ہے اور مجھے مسلم لیگ(ق) فارورڈ بلاک کے حوالے سے لکھا ہے۔ میں یہ تیسری دفعہ clarifyکر رہا ہوں۔ میرے پریس والے دوست سامنے بیٹھے ہیں کہ میں مسلم لیگ(ن) میں شامل ہو چکا ہوں اور میں الیکشن آزاد امیدوار کی حیثیت سے جیت کر آیا تھا اور اب میں مسلم لیگ(ن) کا ممبر ہوں، اس کے فارورڈ بلاک لکھنے سے، مسلم لیگ(ق) سے تعلق لکھنے سے میری شہرت کو نقصان پہنچا ہے۔ جس طرح اس کو defameکیا گیا ہے میں اس کے لئے پریس والوں سے احتجاج کرتا ہوں اور خصوصاً روزنامہ "جنگ"۔ آئندہ کے لئے یہ احتیاط کرے۔ یہ نہ ہو کہ:

ہم دعا لکھتے رہے وہ دغا پڑھتے رہے
ایک نقطے کے فرق نے محرم سے مجرم بنا دیا

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! میری پریس والے دوستوں سے استدعا ہے کہ میں مسلم لیگ(ن) کا رکن ہوں اور انشاء اللہ رہوں گا۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: تحریک التوائے کار نمبر 967/2008 راجہ شوکت عزیز بھٹی صاحب کی ہے۔ یہ تحریک out of turn move ہوئی تھی اور آج reply کے لئے pending ہوئی تھی۔ وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! اس میں محکمہ کی طرف سے جو جواب آیا ہے وہ اس طرح سے ہے کہ محکمہ کی پالیسی کے مطابق ایسے طلباء جو پرائیویٹ غیر الحاق شدہ سکولوں میں پڑھ رہے ہیں میٹرک سائنس کا داخلہ نہیں بھیج سکتے۔ ایسے سکولوں کو راولپنڈی بورڈ سے الحاق کے بارے میں چند سال تک relaxation دی گئی تھی۔ نہ تو پنجاب کا کوئی اور بورڈ اور نہ ہی کسی اور صوبے کا بورڈ ایسے غیر الحاق شدہ سکولوں کے طلباء کو میٹرک سائنس میں داخلہ بھیجنے دیتا ہے کیونکہ میٹرک سائنس میں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: توجہ کیجئے۔ Order in the House

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): کیونکہ میٹرک سائنس میں لیبارٹری ورک شامل ہوتا ہے۔ اب اس میں جو سب سے تشویش ناک بات ہے وہ یہ ہے کہ غیر الحاق شدہ جو سکول ہیں اگر ہم ان کو یہ اجازت دیتے ہیں کہ وہ غیر الحاق بھی رہیں اور اس کے بعد ان کے طالب علموں کو داخلہ بھجوانے کی اجازت دی جائے تو اس سے تعلیم کا جو معیار ہے اس پر اثر پڑے گا۔ اگر اس کو اجازت نہیں دیتے تو پھر جو mover نے بات کی ہے وہ درست ہے کہ اس سے اس وقت کافی طالب علم پریشان ہیں اور ان کا نقصان ہو رہا ہے لیکن اس میں یہ ایک اصولی بات ہے کہ وہ سکول جن کا الحاق نہیں ہوا، یا تو چاہئے کہ لوگ ان میں داخلہ نہ لیں اور ان سکولوں میں داخلہ لیں جو الحاق شدہ ہیں۔ ویسے چونکہ میٹرک میں سائنس ہوتی ہے اور اس کے لئے laboratory work privately involve ہوتا ہے اس لئے privately اس کی اجازت دینا معیار اور میرٹ پر compromise کرنے والی بات ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب اس کے اندر میں خود بھی یہ سمجھتا ہوں کہ جن سکولوں کا الحاق نہیں ہے سب سے پہلی بات یہ ہے کہ ان کو پھر run کرنے کیوں دیا جاتا ہے کیونکہ اس سے وہ والدین جو پتا

نہیں کس طرح سے اپنے بچوں کی تعلیم کا خرچہ پورا کرتے ہیں اور اس کے بعد ان کا مستقبل داؤ پر لگ جاتا ہے۔ اس کے اندر تو میرا اپنا خیال ہے کہ اس میں ایجوکیشن منسٹری اور گورنمنٹ کی بہت بڑی ذمہ داری بنتی ہے کہ جن سکولوں کا الحاق نہیں ہے یا تو ان کے لئے فوری طور پر کوئی پالیسی آ جائے کیونکہ اس وقت ان بچوں کا مستقبل داؤ پر لگا ہوا ہے۔ اس کے اوپر تو کوئی پالیسی آنی چاہئے۔ کیوں راجہ صاحب؟

راجہ شوکت عزیز بھٹی: بہت مہربانی۔ جناب وزیر قانون نے مہربانی فرمائی اس تحریک کو out of turn لیا اور اس کا جواب بھی جلدی لیا۔ گزارش یہ ہے کہ ہماری ایجوکیشن منسٹری کی یہ حالت ہے کہ پچھلے پونے دو سال سے ہمارے تین ہزار لیکچرار short ہیں۔ اس میں طالب علموں کا کیا قصور ہے کہ انہیں پڑھانے والا کوئی نہیں ہے؟ پچاس ہزار کے قریب اساتذہ ہمارے سکولوں میں short ہیں لیکن پچھلے کئی سالوں سے کوئی arrangement نہیں ہے اور پھر پچھلے کچھ سالوں کے لئے اجازت دی گئی کہ جن سکولوں کا الحاق نہیں تھا ان کے طالب علم یا privately بھی لوگ پیپر دیتے رہے۔ وزیر قانون صاحب نے بھی اس بات کو admit کیا ہے جو محکمے کی طرف سے جواب آیا ہے اور آج اچانک اس پر بندش لگا دی۔ یا تو وہ سکول بند کر دیئے جاتے جن کا الحاق نہیں تھا۔ یا پھر جو چل رہا تھا اسے چلنے دیتے۔ جب ہمارے چیف منسٹر صاحب نے یہ کہا ہے کہ ہم enrolment بڑھائیں گے۔ پھر اس پر معیار کا تو اثر پڑتا ہی نہیں۔ ایک آدمی نے امتحان دینا ہے اگر وہ اچھے نمبر لے گا تو پاس کرے گا۔ اگر اس میں اتنی capability ہو گی، کوئی آدمی اس قابل ہے کہ privately وہ پڑھ کر دن کو مزدوری کر رہا ہے اور اپنے خاندان کا یا بال بچے کا پیٹ پالتا ہے اس کے ساتھ ہی وہ پڑھنا چاہتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس ملک کے نوجوانوں کے لئے، ان کے مستقبل کے لئے ایک بہت بڑی بندش لگا دی گئی ہے۔ غریب آدمی جو پہلے ہی جینے اور اپنی روٹی کے مسئلے میں الجھا ہوا ہے اگر وہ کام کر کے ساتھ پڑھنا چاہتا ہے تو اسے اس بات کی اجازت ہونی چاہئے چہ جائیکہ آج کے حالات میں ہم کسی کے لئے کوئی ایسا سلسلہ مہیا کریں، کوئی ایسے انتظامات کریں کہ لوگوں کے لئے آسانی پیدا ہو سکے ہم اس پر بندش لگا رہے ہیں۔ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ یہ سراسر عوام دوستی کے منافی جا رہا ہے۔ اس سلسلے میں میری وزیر قانون اور وزیر تعلیم سے یہ گزارش ہے کیونکہ ابھی میٹرک کے امتحانات کے admission جانے کے لئے دو

چار روز رہتے ہیں۔ ایک دو دن میں کوئی کمیٹی بنا کر یا وزیر قانون اس پر فوری طور پر کوئی پالیسی وضع کریں۔ اگر آپ اسے criteria کی نذر کریں گے تو میں نے ایجوکیشن منسٹری کے حالات آپ کے گوش گزار کر دیئے ہیں جہاں already کئی ہزار اساتذہ short ہیں اور اسی طرح سے سکول چل رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محکمے کی طرف سے جو جواب موصول ہوا ہے اس پر 2005 میں پابندی لگائی گئی تھی۔ میرے پاس اس کا notification بھی موجود ہے۔ یہ 12-8-2005 کو جاری ہوا اور اس کے مطابق صرف ان مضامین کا privately امتحان دینے کی پابندی لگائی گئی ہے جن مضامین میں practical involve ہے۔ اس میں یہ نہیں ہے کہ وہ تعلیم نہیں حاصل کر سکتے۔ اگر وہ پڑھنا چاہیں تو پڑھ سکتے ہیں، اپنی تعلیم حاصل کر سکتے ہیں۔ چند مضامین جیسے فزکس اور کیمسٹری وغیرہ کا امتحان نہیں دے سکتے۔ اس کے علاوہ وہ سارے مضامین کا امتحان دے سکتے ہیں۔ صرف جس میں practical involve ہے اس پر پابندی لگائی گئی ہے۔ اس کے بعد جو 2006-07 اور 2008 میں خصوصی رعایت دی گئی ہے اس مقصد کے لئے کہ چلیں اب آئندہ کے لئے جو بچے ابھی مڈل کلاس کے بعد پڑھ رہے ہیں ان کو رعایت دے دی جائے اور آئندہ سے جن بچوں نے practical والے مضامین میں امتحان دینا ہے وہ انہی سکولوں میں داخلہ لیں جن کا الحاق ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ warning دے کر ایک آدھ مرتبہ اور رعایت کر دی جائے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہوگا۔ میں محترم راجہ شوکت عزیز بھٹی صاحب سے کہوں گا کہ وہ آج اس اجلاس کے بعد میرے پاس تشریف لے آئیں تو سیکرٹری ایجوکیشن سے بات کرتے ہیں کہ چلیں جہاں انہوں نے تین سال تک اس کی concession دی ہے تو ایک بار اور کر لیں لیکن آئندہ سے میں سمجھتا ہوں کہ ایسے مضامین جن میں practical ہے بچوں کو انہی سکولوں میں پڑھنا چاہئے جہاں پر laboratory work کی سہولت موجود ہوتی ہے۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب والا! میں وزیر قانون کا مشکور ہوں کہ انہوں نے اس پر ہمدردانہ غور کیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ میں سمجھتا ہوں کہ راولپنڈی ڈویژن کے باقی بھی جو معزز اراکین ہیں ان کو بھی آپ ساتھ لے جائیں کیونکہ راولپنڈی کا matter ہے۔ سارے اکٹھے بیٹھ کر آپ اس معاملے کو resolve کر لیں۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: ٹھیک ہے، جناب! بہت مہربانی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، چنیوٹی صاحب!

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب والا! پرائیویٹ سکول اسی وجہ سے معرض وجود میں آتے ہیں کہ جب گورنمنٹ کے منظور شدہ سکولوں میں ٹیچرز مہیا نہیں کئے جاتے۔ جیسے ابھی آپ نے سنا کہ کئی ہزار کی تعداد میں teachers short ہیں اور اس وجہ سے لوگ ٹیوشن پر بھی مجبور ہوتے ہیں۔ ہمارے ہاں لڑکیوں کا ہائی سکول مدرستہ البنات ہے اس کے ہائی سیکشن کی 700 طالبات ہیں جو سائنس کے مضامین پڑھنا چاہتی ہیں اور ان 700 طالبات کے لئے ایک خاتون ٹیچر مقرر کی گئی تھی اور اس کی بھی transfer کر دی گئی ہے۔ اب ظاہر بات ہے کہ اس صورت میں وہ طالبات پرائیویٹ سکولوں میں جائیں گی یا پھر وہ ٹیوشن پڑھنے پر مجبور ہوں گی لہذا ٹیچرز کی کمی کو فی الفور پورا کیا جانا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔

## پوائنٹ آف آرڈر

### پرنسپل نشتر میڈیکل کالج کا طالب علم کو معذوری کے سبب داخلہ نہ دینا

چودھری محمد شفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، چودھری محمد شفیق صاحب!

چودھری محمد شفیق: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ایک بڑے اہم مسئلے کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ ہم بہت دور دراز اور غیر ترقی یافتہ علاقہ کے رہنے والے ہیں جہاں تعلیمی ادارے بھی اتنے بڑے نہیں ہیں کہ جہاں ہمارے بچے تعلیم حاصل کر سکیں لیکن میں بڑے افسوس سے یہ کہتا ہوں کہ ایک ہمارا بچہ محمد طیب ہے جس نے میٹرک میں بھی بورڈ میں ٹاپ کیا تھا اور اب بھی پورے پنجاب میں general merit پر میڈیکل کالج میں 133 نمبر پر آیا ہے اور general seat پر K.E. Medical College میں داخلہ کی لسٹ میں اس کا نام شامل ہے۔ اب بدقسمتی یہ ہے کہ وہ بچہ disable ہے جس کی وجہ سے نشتر میڈیکل کالج کے پرنسپل صاحب اس کا داخلہ نہیں لے رہے کہ یہ بچہ داخل نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ چل پھر نہیں سکتا جبکہ ہماری پنجاب حکومت اور وزیراعلیٰ پنجاب کی یہ پالیسی ہے کہ 10 سیٹیں disable بچوں کے لئے رکھی ہوئی ہیں۔ اب کیا وجہ ہے کہ جس بچے نے محنت کر کے بورڈ میں پوزیشن حاصل کی ہے اسے کون سی پالیسی کی بنا پر K.E. Medical College میں داخلہ نہیں دیا جا رہا لہذا میں چاہتا ہوں کہ وہ بچہ اس وقت بہت ہی مایوس ہے جبکہ 10 سیٹیں disable بچوں کے لئے ہیں اور اگر وہ general seat پر آتا ہے تو اسے داخلہ کیوں نہیں دیا جاتا۔ آپ براہ مہربانی اس کے ساتھ پورا تعاون کریں۔ میں سپیکر صاحب اور وزیر قانون صاحب سے یہ توقع رکھتا ہوں کہ اس مسئلے کو فوراً حل کرائیں تاکہ اس مایوس disable بچے کا داخلہ ہو اور اگر اس کالج میں داخلہ نہیں ہو سکتا تو گورنمنٹ پنجاب اور وہ ادارہ جس جگہ بھی سمجھتا ہے وہاں اس کو admission دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لاء منسٹر صاحب! یہ بڑا important issue ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! چودھری شفیق صاحب اجلاس کے بعد میرے پاس تشریف لے آئیں تو اس معاملے کو take up کر لیتے ہیں۔

## قراردادیں

(مفاد عامہ سے متعلق)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آپ لاء منسٹر صاحب سے مل لیجئے گا اور پھر اس کو take up کیا جائے گا۔ اب ہم غیر سرکاری ارکان کی کارروائی شروع کرتے ہیں۔ آج کے ایجنڈے پر درج ذیل کارروائی ہے۔ پہلے مفاد عامہ سے متعلقہ قراردادیں ہیں، پھر عام بحث ہے۔ اب ہم مفاد عامہ کی قراردادیں لیتے ہیں۔ پہلے ہم 18 نومبر کے ایجنڈے سے زیر التواء رکھی گئی قراردادیں لیتے ہیں۔ یہ طے ہوا تھا کہ ان قراردادوں کو مناسب ترمیم کے بعد پیش کیا جائے گا۔ پہلی زیر التواء ترمیم شدہ قرارداد محترمہ آمنہ الفت، چودھری ظہیر الدین خان، چودھری عامر سلطان چیمہ، جناب محمد محسن خان لغاری، حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا اور ڈاکٹر سامیہ امجد کی ہے۔ وہ اسے پیش کریں۔

### صوبائی ملازمین کو ہاؤس ریکوزیشن کی سہولت کی فراہمی

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"یہ ایوان صوبائی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ صوبائی دارالحکومت لاہور سمیت تمام میٹروپولیٹن شہروں میں سرکاری ملازمین اپنی آدھی سے زیادہ تنخواہ پر مہنگائی کے تناسب سے بڑھے ہوئے کرائے کے گھروں پر رہنے پر مجبور ہیں جبکہ حکومت پنجاب کی طرف سے ملنے والا ہاؤس رینٹ ناکافی ہے جس سے پرائیویٹ رہائش نہیں ملتی۔ لہذا حکومت پنجاب لاہور سمیت تمام میٹروپولیٹن شہروں میں ہاؤس ریکوزیشن کی سہولت فراہم کرے تاکہ ملازمین ان شہروں میں بآسانی پرائیویٹ رہائش حاصل کر سکیں۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان صوبائی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ صوبائی دارالحکومت لاہور سمیت تمام میٹروپولیٹن شہروں میں سرکاری

ملازمین اپنی آدھی سے زیادہ تنخواہ پر مہنگائی کے تناسب سے بڑھے
ہوئے کرائے کے گھروں پر رہنے پر مجبور ہیں جبکہ حکومت پنجاب کی
طرف سے ملنے والا ہاؤس رینٹ ناکافی ہے جس سے پرائیویٹ رہائش
نہیں ملتی۔ لہذا حکومت پنجاب لاہور سمیت تمام میٹروپولیٹن شہروں
میں ہاؤس ریکوزیشن کی سہولت فراہم کرے تاکہ ملازمین ان شہروں
میں بآسانی پرائیویٹ رہائش حاصل کر سکیں۔"

**MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS** (Rana Sana Ullah Khan): I oppose it.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! پچھلی دفعہ جب میں نے یہ قرارداد پیش کی تھی تو وزیر قانون صاحب کے اپنے الفاظ اس وقت ریکارڈ پر موجود ہیں جس میں انہوں نے کہا تھا کہ "میں اپنے اپوزیشن کے بھائیوں سے یہ گزارش کروں گا کہ اس میں گورنمنٹ کا view یہ ہے کہ بجائے اس کے کہ ہم اس طرح ایک ایک ڈیپارٹمنٹ کو pick کریں اور جیسے اب پنجاب یونیورسٹی مثال بن رہا ہے، پھر اس کے بعد دوسرا مثال بنے، پھر تیسرا مثال بنے، ہم اس میں کوئی uniform policy لانا چاہتے ہیں۔ نہ صرف لاہور بلکہ کم از کم میٹروپولیٹن شہر ہیں جہاں پر واقعی problem ہے اور جو problems ملازمین کے لاہور میں ہیں، فیصل آباد، ملتان اور راولپنڈی میں ملتے جلتے ہیں اس سے کم نہیں ہیں تو ہم اس کے اوپر ایک uniformity policy بنانے پر غور کر رہے ہیں، اگر میرے بھائی اس بات پر رضامند ہو جائیں تو اس میں تھوڑی سی amendment کر لیں اور اس amendment میں پورا clear concept ہو جائے تو بہتر ہے۔ میں اسے oppose نہیں کرنا چاہتا، آپ اسے pending فرمالیں اور next Private Members Day پر اس کے scope کو وسیع کرنے کی میں جو بات کر رہا ہوں اس کو ساتھ شامل کر لیں اور اس کو ہاؤس میں پیش کریں تاکہ ہاؤس بہتر form میں اس کو پاس کرے۔"

یہ ان کے اپنے الفاظ ہیں اس لئے اس کو دوبارہ پیش کیا گیا اور اس میں، میں وزیر اعلیٰ صاحب کا ایک مزید حوالہ دینا چاہتی ہوں جو انہوں نے اسی ایوان میں اپنی 8۔ جون کی تقریر میں فرمایا تھا اس کا تھوڑا سا متن میں آپ کو پڑھ دیتی ہوں جس میں انہوں نے کہا تھا کہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ تنخواہ دار طبقہ بد حالی کا شکار ہے۔ آج 6ہزار روپے میں کوئی آدمی عزت کی زندگی بسر نہیں کر سکتا۔ 5افراد کا کنبہ کہاں سے اپنے بچوں کو تعلیم دلوائے گا۔ فیصلہ کرنا ہوتا ہے کہ دوسو روپے میں اپنے بچوں کی جرابیں لے کر دینی ہیں، کتاب لے کر دینی ہے، بنیان لے کر دینی ہے، بیٹی کے لئے دوائی لے کر آنی ہے، کمرے کا کرایہ دینا ہے، چولہا جلانا ہے کہ آٹا لے کر آنا ہے۔ ہم نے میٹنگ کی ہے۔ ہم اگلے بجٹ میں اس حوالے سے انشاء اللہ مربوط اعلان کریں گے۔ اس حوالے سے وزیر اعلیٰ صاحب کی بھی اس ایوان میں تقریر ہے اور وزیر قانون صاحب کے الفاظ بھی میں نے آپ کو پڑھ دیئے ہیں۔ اس قرارداد کے حوالے سے انہوں نے یہ بھی کہا تھا کہ ہم اس کو اپنے دور میں دو دفعہ پیش کر چکے تھے تو میں نے ان سے کہا تھا کہ اب ball آپ کے court میں ہے اور انہوں نے کہا تھا کہ اس کو دوبارہ amend کر کے پیش کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ نے بالکل درست فرمایا ہے یہ بات میں نے کی تھی اور میں یہ چاہتا تھا کہ اس قرارداد کو اس طرح سے amend کر کے پیش کیا جائے کہ سر دست جو بوجھ ہے وہ تقریباً 12۔ارب روپے بنتا ہے۔ اب وفاقی حکومت کی مثال دی جا رہی ہے، وفاقی حکومت کا ٹوٹل خرچہ ایک ارب 70 کروڑ روپے ہے جبکہ وفاقی حکومت کے وسائل پنجاب حکومت سے کہیں زیادہ ہیں۔ اگر حکومت پنجاب اسی pattern پر عمل کرے تو اسے 12۔ارب روپے کا اضافی خرچہ برداشت کرنا پڑتا ہے جو سر دست ممکن نہیں ہے تو میں یہ چاہتا تھا کہ اس قرارداد میں اس طرح کی amendment کی جائے کہ حکومت پنجاب کے پاس جونہی اس بارے میں وسائل دستیاب ہوں تو وہ اس بارے میں غور کرے، واقعی یہ مسئلہ تو ہے لیکن میں اس کو فنڈز کی دستیابی سے منسلک کروانا چاہتا تھا۔ جو انہوں نے اس طرح سے کہا ہے کہ "ریکوزیشن کی

سہولت فراہم کرے" تو یہ ایک binding force بنتی ہے۔ جب انھوں نے دوبارہ اس کو نئے سرے سے تیار کیا ہے تو مجھے افسوس ہے کہ میں انھیں نہیں مل سکا لیکن بہر حال ان کی میرے ساتھ مشاورت نہیں ہو سکی۔ اس کو اگر یہ اب بھی binding force سے نکال کر اس بات پر لے آئیں کہ پنجاب حکومت کو جو نہی وسائل دستیاب ہوں تو وہ ملازمین کی بہتری کے لئے سوچے۔ اس میں یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بڑے شہروں میں 45 فیصد ہے اور چھوٹے شہروں میں 30 فیصد ہے تو 45 فیصد اور 30 فیصد کو بھی بڑھایا جا سکتا ہے یعنی حکومت بہتری کرنا چاہتی ہے لیکن اس کے پاس جو حاصل وسائل ہیں ان کے مطابق کرنا چاہتی ہے۔ ان وسائل سے باہر نہیں جایا جا سکتا۔ اگر آپ اس کو اس طرح سے لے آئیں تو حکومت پہلے ہی اس معاملے پر غور کر رہی ہے اور آپ کی قرارداد آنے سے آپ کا حصہ بھی اس میں شامل ہو جائے گا۔ ہم آپ کو اس سے محروم نہیں کرنا چاہتے لیکن اگر آپ اس طرح کی binding clause درمیان میں رکھیں گے تو پھر میرے لئے ممکن نہیں ہے کہ میں اسے oppose نہ کروں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، چودھری صاحب!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ وزیر قانون صاحب نے جو بات کہی ہے کہ جیسے ہی وسائل دستیاب ہوں گے تو ہماری معزز بہن نے جو قرارداد پیش کی ہے اس پر عملدرآمد کیا جائے گا۔ اگر اس قرارداد کو تھوڑا سا amend کر لیا جائے۔ "کیا وزیر قانون اس میں یہ time frame دینا پسند فرمائیں گے کہ ہم ان طبقات کے لئے وسائل مہیا کرنے میں serious ہیں اور یہ اتنی دیر میں ہو جائیں گے۔" اگر یہ بھی قرارداد میں آ جائے اور اس طریقے سے قرارداد کو amend کر لیا جائے تو بہتر ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں سب سے بہترین چیز اس میں یہ ہے اور جس طرح وزیر قانون صاحب نے کہا ہے کہ ان کی بھی منشا یہی ہے کہ ملازمین کے لئے کچھ کیا جائے۔ آپ نے جو قرارداد پیش کی ہے اس کا بنیادی مقصد بھی یہی ہے کہ ملازمین کا بھلا ہو جائے۔ اس لئے اگر آپ بیٹھ کر اس قرارداد کو amend کر لیں اور پھر ایوان میں لے آئیں تو سب کے لئے بہتر ہو گا۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! آپ بجا فرما رہے ہیں۔ تمام سرکاری ملازمین پر بہت سے ٹیکس بھی لگتے ہیں لیکن public exchequer سے رقم ان تک پہنچ نہیں پاتی۔ میں سمجھتا ہوں کہ جس طرح وزیر قانون صاحب نے فرمایا ہے کہ اگر حکومت سنجیدہ ہے تو اس قرارداد کو بیٹھ کر amend کیا جا سکتا ہے لیکن جیسا کہ انھوں نے ارشاد فرمایا ہے تو اسی framework میں رہتے ہوئے اسے amend کیا جائے اور اس سے باہر نہ جایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ بالکل صحیح بات ہے۔ جی، ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! ہاؤس ریکوزیشن کا issue رانا ثناء اللہ صاحب نے اپنے پچھلے tenure میں اٹھایا تھا اور اس وقت یہ بڑے definite تھے کہ اس کا حل ان کے پاس موجود ہے۔ یہاں تک کہ انھوں نے 2005 میں یہ بھی کہا کہ اگر میں نے نہ کیا تو مجھے پوچھ لینا۔ میرا اس وقت طعنہ دینے کا مقصد نہیں ہے بلکہ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ آخر اس وقت جب یہ اتنے certain تھے۔ ہماری حکومت سے بھی غالباً یہی جواب آیا تھا جیسے یہ 12۔ارب کی بات کی گئی ہے اس وقت ہمارا estimate کم تھا۔ آخر ان کے ذہن میں وہ کون سا ایسا idea تھا کہ یہ اتنے sure تھے۔ اس وقت ہم چاہتے ہیں کہ انہی سے guide line لیں۔ وہ ہمیں بتائیں کہ اگر یہ ممکن تھا تو یہ دو دفعہ floor پر لائے اور commitment کی کہ جب بھی میں وزیر بنوں گا تو میں کر کے دکھاؤں گا۔ اس لئے یہ ہمیں guide line دیں کہ اس وقت ان کے ذہن میں کیا تھا اور اب یہ کیوں تبدیل ہو گیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحبہ! آپ وزیر قانون صاحب کے ساتھ بیٹھ کر ideas share تو کریں۔ انھوں نے تو پہلے بھی یہ بات کی ہے کہ آپ ان کے ساتھ بیٹھ جائیں۔ میرے خیال میں اس میں اتنی کوئی بات نہیں ہے۔ جی، محترمہ آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! اس پر اگر کوئی کمیٹی بنا دی جائے تو بہتر ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ ہماری اس بات کو تو مدنظر رکھیں، انھوں نے تو ہمیں صاف جواب دے دیا تھا۔ ہم تو پھر ان کے ساتھ بیٹھنے کو تیار ہیں اور جو ideas اور جو سوچ میرے ذہن میں ہے ہم آپ کو بتائیں گے کہ حکومت اس میں کیا کام کر رہی ہے۔یہاں پر بات تو وسائل کی ہے ہم آپ کو بتائیں گے کہ کس طرح یہ ممکن ہو سکتا ہے کہ ہم ان غریب ملازمین کو جتنا ممکن ہے benefit اب پہنچائیں اور اس کے لئے کوشش کریں کہ ان کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچایا جائے۔اس لئے آپ اس قرارداد کو pending کروالیں اور اس کے بعد جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے اس کے مطابق اس کو لے آئیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ ان کے ساتھ بیٹھ جائیں اور پھر اس قرارداد کو ترمیم کر کے لے آئیں، اس لئے اس قرارداد کو اس وقت تک pending کیا جاتا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! ہم اس قرارداد کے حوالے سے وزیر قانون صاحب کے ساتھ بیٹھ جائیں گے۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: اس وقت بلوچستان سے طلبہ کا ایک وفد سردار یعقوب ناصر جو سابق وفاقی وزیر اور پاکستان مسلم لیگ (ن) بلوچستان کے صدر ہیں ان کی قیادت میں صوبائی اسمبلی پنجاب آئے ہیں۔ سردار صاحب اس وقت سپیکر گیلری میں موجود ہیں اور طلبہ اوپر بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں ان کو اس ہاؤس کی طرف سے خوش آمدید کہتا ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں بھی آپ کی طرح سردار یعقوب ناصر جو پاکستان مسلم لیگ (ن) بلوچستان کے صدر ہیں ان کی بڑی سیاسی خدمات ہیں۔ انھوں نے پچھلے دور آمریت میں جمہوریت کی خاطر بڑی جدوجہد کی ہے اور ان کے ساتھ جو طلبہ کا وفد آیا ہے ان کو حکومت پنجاب کی طرف سے بھی خوش آمدید کہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم دوسری زیر التواء قرارداد کی طرف آتے ہیں جو حاجی ذوالفقار علی صاحب کی ہے۔ جی، حاجی ذوالفقار علی صاحب! آپ اپنی قرارداد پیش کریں۔

## صوبہ بھر کی جیلوں میں قید کی مدت پوری کرنے والے مقید افراد کی رہائی

**حاجی ذوالفقار علی:** جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"یہ ایوان حکومت پنجاب کو اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ صوبہ کی تمام جیلوں میں بند ایسے قیدی جن کی مقررہ قید ختم ہو چکی ہے مگر ایسا جرمانہ جو سرکاری خزانہ میں جمع ہونا تھا، ادا نہ کرنے کی وجہ سے بند ہیں کو فوری رہا کرنے کا حکم صادر فرمائے۔"

**جناب ڈپٹی سپیکر:** یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان حکومت پنجاب کو اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ صوبہ کی تمام جیلوں میں بند ایسے قیدی جن کی مقررہ قید ختم ہو چکی ہے مگر ایسا جرمانہ جو سرکاری خزانہ میں جمع ہونا تھا، ادا نہ کرنے کی وجہ سے بند ہیں کو فوری رہا کرنے کا حکم صادر فرمائے۔"

**وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):** جناب سپیکر! اس قرارداد کو اگر یہ سرکاری خزانہ کی جگہ پر "بحق سرکار" کے لفظ سے amend کر دیں تو پھر میں اس کو oppose نہیں کرتا کیونکہ جو جرمانہ victim کے لواحقین کو بعض کیسوں میں ملنا ہوتا ہے تو وہ بھی پہلے سرکاری خزانے میں جمع ہوتا ہے اور اس کے بعد پھر victim کے لواحقین کو عدالت کی طرف سے جرمانے کی رقم ملتی ہے اس لئے جو جرمانہ بحق سرکار جمع ہونا ہوتا ہے اس سے تو حکومت متفق ہے۔ ویسے بھی اس سلسلے میں قیدیوں کی بہت nominal سی تعداد ہے ورنہ باقی جو تقریباً 115 لوگ تھے جن کو عید کے موقع پر وزیر اعلیٰ پنجاب نے خود اپنی جیب سے بھی اور سرکاری طور پر بھی جتنا ممکن ہو سکتا تھا تقریباً ساڑھے تین کروڑ روپے کی رقم ادا کر کے تمام لوگوں کو رہا کروا دیا تھا لیکن اس میں چونکہ victim کے لواحقین کا حق آتا ہے، یہ حکومت کے اختیار میں نہیں ہے کہ اس پر compromise کرے اس لئے آپ اس کو اس طرح سے amend کریں کہ جو جرمانہ بحق سرکار جمع ہونا ہوتا ہے اس سے حکومت agree کرتی ہے باقی victim کے لواحقین کا تو وہ خود ہی چھوڑ سکتے ہیں یا معاف کر سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں یہ ایک بہت اچھی تجویز ہے۔ آپ اس سلسلے میں وزیر قانون صاحب کے ساتھ بیٹھ جائیں اور اس قرارداد میں ترمیم کر کے اسے دوبارہ پیش کر دیں۔

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد pending کی جاتی ہے۔

## پوائنٹ آف آرڈر
## معزز رکن کا مقامی اخبارات میں خاتون ممبران اسمبلی کی تصاویر کی اشاعت پر استفسار

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ایک مسئلہ کی طرف دلانا چاہتا ہوں اور وہ معاملہ یہ ہے کہ ہمارے انتہائی قابل احترام صحافی بھائی بیٹھے ہیں۔ وہ ہماری خواتین ممبران جو کہ کافی محنت بھی کرتی ہیں اور معزز خواتین ہیں ان کی جس قسم کی تصاویر اخبارات میں لگا رہے ہیں وہ اس مقدس ایوان کے تقدس کے خلاف ہے۔ میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کرتا ہوں کہ آج کے ایک بڑے اخبار میں ایک تصویر ہے جو میں آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں اور اس پر آپ سے رولنگ چاہتا ہوں کہ یہاں پر جو بھی خواتین یا جو بھی ہم ممبران آتے ہیں تو ہم 9 کروڑ عوام کے لئے بہتری چاہتے ہیں لیکن اس قسم کی تصاویر اخبارات میں کسی بھی معزز خاتون کی لگانا میں سمجھتا ہوں کہ اس معزز ایوان کے تقدس کے خلاف ہے۔ ہم یہاں پر اس لئے آتے ہیں کہ لوگوں کے مسائل حل کریں لیکن خاص طور پر اس قسم کی تصاویر لگانے سے عوام کم از کم مجھ سے تو ضرور پوچھتے ہیں کہ یہ کیا ہو رہا ہے؟ اس لئے میں یہ چاہتا ہوں کہ صحافی ہمارے انتہائی محترم بھائی ہیں۔ یہ تھوڑا سا غور کر لیا کریں، خواتین محنت بھی کرتی ہیں، بڑی اچھی پارلیمنٹیرین بھی ہیں، سب کے ساتھ یہ ہو جاتا ہے اور پھر اس پر

عوام میں ہمارا جو حشر ہوتا ہے ہم چاہتے ہیں کہ ہمارا کوئی اچھا image بنے، آخر ہم کام بھی تو کرتے ہیں۔ آپ اس پر ruling دیں کہ کیا اس قسم کی تصویریں صحیح ہیں؟ یہ لگتا نہیں ہے کہ یہ اسمبلی کے ممبر کی تصویر ہے۔ ہمارے بھائی ہمارے ساتھ زیادتی کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! ویسے میرا اپنا خیال ہے کہ اس تصویر میں ہماری محترمہ اجلاس attend کر کے باہر آ رہی ہیں۔ ہمارے مرد حضرات جب وہ بھی اجلاس attend کرنے آتے ہیں تو ان کی تصویریں بھی آتی ہیں۔ اسی طرح خواتین کا بھی حق ہے کہ ان کی بھی تصویریں آئیں۔ اگر ان کی تصویر بھی آ گئی ہے تو میں نہیں سمجھتا کہ کوئی غلط بات ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اللہ نے آپ کو بڑا وسیع دل دیا ہے۔ اگر آپ اس تصویر کو پسند فرماتے ہیں کہ ہمارے ایوان کے ایک ممبر کی اس طرح کی تصویر چھپے تو میں اس کو واپس لیتا ہوں۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! آپ کی بات رجسٹر ہو چکی ہے اور خواتین ممبران نے بھی یہ بات سن لی ہے۔

شیخ علاؤالدین: میری ایک عرض ہے کہ آپ اور میں دونوں لاہور سے ہیں لیکن آپ کی مسکراہٹ کچھ اور کہہ رہی ہے، زبان کچھ اور کہہ رہی ہے۔ شکریہ

(اذان ظہر)

جناب احمد حسین ڈیہر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈیہر صاحب!

جناب احمد حسین ڈیہر: جناب سپیکر! ابھی جیل کے حوالے سے ایک قرارداد پیش ہوئی ہے تو میں اس موقع پر ایک اہم مسئلے کے بارے میں بتانا چاہتا ہوں کہ پچھلے دور میں آپ کو یہ معلوم ہے کہ نیب کے ذریعے سیاستدانوں کو جس طرح نشانہ بنایا گیا۔ پچھلے دنوں سندھ ہائی کورٹ نے ایک فیصلہ دیا ہے جس کے مطابق نیب کے جو قیدی تھے۔۔۔ (شور و غل)

جناب ڈپٹی سپیکر: Order in the House. پلیز! سارے ممبران سیدھے ہو کر بیٹھیں۔ جی، ڈیہر صاحب!

جناب احمد حسین ڈیہر: جناب سپیکر! پہلے ان کو rule کے مطابق ان کی چھٹیاں یا عید کی چھٹیاں ہوتی تھیں وہ ان میں minus نہیں کی جاتی تھیں۔ اب سندھ ہائی کورٹ نے ruling دی ہے جس پر انہوں نے فیصلہ کیا ہے اور اس میں چھٹیوں کو minus کر کے ان کو relief دے دیا گیا ہے۔ اس کے لئے وزیر اعلیٰ صاحب اور وزیر اعظم صاحب کی طرف سے intimations بھی نیب کو گئی ہیں اور نیب نے آئی جی صاحب کو letter بھیجا ہے کہ وہ واقعی سزائیں ختم ہو گئی ہیں اور ان کو relief دیا جائے۔ اس کے بعد ہوم ڈیپارٹمنٹ والوں نے نیب سے رابطہ کیا تو انہوں نے آگے ایسا جواب دیا ہے جس میں لگتا ہے کہ شاید وہ اس کے لئے agree نہیں ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح کی ایک قرارداد اگر ایوان کی طرف سے پیش کی جائے کہ نیب کے مظلوم جو قید میں ہیں اور ان کو چھٹیوں کا relief نہیں دیا جا رہا تو اس کے لئے ان کو relief دیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک بہت بڑی خدمت ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس میں ایسا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ آپ قرارداد لے کر آئیں اس کو دیکھ لیں گے۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں یہ عرض کروں گا کہ اگر یہ اس معاملے کو لانا چاہتے ہیں تو proper طریقے کے مطابق لائیں تا کہ facts and figures بھی سامنے آ سکیں کہ جن لوگوں کو آپ relief دینے کی بات کرتے ہیں تو آیا وہ relief کتنے لوگوں کو حاصل ہو گا اور اس کے کیا impacts ہوں گے؟

جناب سپیکر! میں شیخ علاؤالدین صاحب کی بات پر respond کرنا چاہتا ہوں کیونکہ آپ کی تو ویسے عادت ہے کہ آپ مسکرا کر جواب دیتے ہیں اور انہوں نے آپ کی مسکراہٹ کو بھی otherwise interpret کر دیا۔ میری شیخ صاحب سے یہ گزارش ہے کہ ہم لوگوں کو کم از کم ان اقدار اور ان چیزوں کے لئے stand کرنا چاہئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پریس ایک آئینہ ہے یہ جتنا شفاف ہو گا اتنا جلد یہ معاشرہ اور ملک آگے بڑھے گا۔ ہمیں بجائے ان کو suggest کرنے کے کہ آپ یہ نہ کریں، وہ نہ کریں بلکہ میں سلام پیش کرتا ہوں ان صحافیوں کو اور اس اخبار کو کہ جنہوں نے آج ایک بہت بڑے منصف کی بیٹی کی خبر دی ہے۔ اسی طرح سے ابصار عالم بھی ایک صحافی تھا جس

نے سپریم کورٹ کے سامنے کھڑے ہو کر حق بات کہی اور اس بات کی پروا نہیں کی کہ میرے خلاف توہین عدالت لگے گی یا میرے خلاف کوئی کارروائی ہو گی۔ میں شیخ علاؤالدین صاحب سے گزارش کروں گا کہ اس حوالے سے سپیکر صاحب کی نظر میں کوئی قابل اعتراض بات نہیں ہے لیکن اگر آپ کی نظر میں کوئی بات ہے تو یہ خواتین ہماری معزز بہنیں ہیں ہم ان سے بات کر سکتے ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس بات کو اس طرف لے جانا کہ پریس یہ نہ کرے، وہ نہ کرے، یہ مناسب نہیں ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ ساجدہ میر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! آج خواتین پر تشدد کا عالمی دن ہے۔ میں سمجھتی تھی کہ عورت پر گھر میں تشدد ہوتا ہے، عورت پر کھیتوں میں تشدد ہوتا ہے، مجھے نہیں پتا تھا کہ آج اس ایوان میں بھی تشدد ہو گا۔ جس طرح شیخ علاؤالدین صاحب نے اپنی بات کی ہے، یہ ہمارے بڑے بزرگ اور معزز رکن ہیں اور میں سمجھتی ہوں کہ ان کو اپنے الفاظ واپس لینے چاہئیں۔ آج ایک گھنٹہ خواتین کو دیں کہ پچھلے ایک سال میں کتنی خواتین تشدد سے مریں، کتنی خواتین کو جلایا گیا، کتنی خواتین کے اوپر تیزاب پھینکا گیا اور کتنی عورتوں کے ساتھ زیادتی ہوئی؟ آج اس کا عالمی دن ہے اور اس موقع پر آج ہمیں موقع دیجئے کہ ہم اس پر بات کریں۔(نعرہ ہائے تحسین)

ڈاکٹر سامیہ امجد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میری آپ سے درخواست یہ ہے کہ آج بالکل ہی اس ایوان سے unrelated اور غلط بات کو اچھالا گیا ہے۔ میں اس ہاؤس میں بیٹھی ہوئی تمام خواتین کی طرف سے آپ سے درخواست کرتی ہوں کہ اس پوری بات کو کارروائی سے حذف کریں اور اس بات کو ختم کریں۔ آئندہ میں اپنے بھائیوں سے درخواست کروں گی کہ ایسی بات نہ کی جائے۔ اس تصویر میں کوئی ایسی بات نہیں ہے، ایک خاتون نے چادر اوڑھی ہوئی ہے اور چلی آ رہی ہے۔ سب نے تصویر دیکھی ہے

لہذا آپ اس کو کارروائی سے حذف کریں۔ میرے خیال میں ہمارے تقدس کی خاطر آپ کے لئے یہ بڑا فیصلہ نہیں ہو گا۔

جناب خلیل طاہر سندھو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی!

جناب خلیل طاہر سندھو: جناب سپیکر!۔۔۔

عورت اپنا آپ بچا لے تب بھی مجرم ہوتی ہے
عورت اپنا آپ گنوا لے تب بھی مجرم ہوتی ہے

میں بھی خواتین بہنوں کے ساتھ ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ اتنا بڑا مسئلہ نہیں ہے اور نہ ہی اس تصویر میں کوئی ایسی بات ہے۔ میں شیخ صاحب سے request کرتا ہوں کہ یہ اپنے الفاظ واپس لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ یہاں پر ہر ممبر کو آزادی رائے ہے۔ اس میں انہوں نے اپنی رائے کا اظہار کر دیا اور اس پر جو میں سمجھتا تھا بات ہو گئی ہے۔ اب اس بات کو یہیں پر ہی رہنے دیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ محترم خاتون بالکل ٹھیک لباس میں ہیں، چادر بھی لی ہوئی ہے تو بات یہاں پر ختم ہو چکی ہے۔ اب ہم آج کے ایجنڈے کی قرار دادیں لیتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! مجھے اس بارے میں ویسے حیرت ہوئی ہے کہ ہمارے ہاؤس میں معزز خواتین اتنی بڑی تعداد میں بیٹھی ہیں تو آج اگر خواتین کا عالمی دن تھا تو یہ کل حکم فرماتیں یا آج صبح بھی بات کر لیتیں تو آج کے دن ہمیں اس مقصد کے لئے ٹائم بالکل رکھنا چاہئے تھا تاکہ اس پر تمام خواتین بات کر سکیں۔ لیکن آج جبکہ یہ بات یاد نہیں تو چلو دیر آید درست آید اور اب بھی گورنمنٹ اس مقصد کے لئے تیار ہے کہ آنے والے دنوں میں جب یہ

اجلاس چلے گا اور اس مقصد کے لئے آپ ٹائم رکھنا چاہیں تو ہم اس کو concede کرنے کے لئے تیار ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

## قراردادیں

(---جاری)

**جناب ڈپٹی سپیکر:** پہلی قرارداد چودھری ظہیر الدین خان، جناب محمد محسن خان لغاری، چودھری عبداللہ یوسف، جناب خالد جاوید اصغر گھرال، ڈاکٹر سامیہ امجد، محترمہ آمنہ الفت اور محترمہ ثمینہ خاور حیات کی طرف سے ہے۔ وہ اسے پیش کریں۔

### زرعی اجناس کی قیمتیں مقرر کرتے وقت زراعت اور کاشتکار نمائندوں کو شامل کرنے کا مطالبہ

**جناب خالد جاوید اصغر گھرال:** شکریہ۔ جناب سپیکر! اس ایوان کی رائے ہے کہ:

"صوبائی حکومت/ وفاقی حکومت زرعی اجناس کی قیمتیں مقرر کرتے وقت صوبوں کے زمینداروں، کاشت کاروں اور ایوان زراعت کے نمائندوں کو بھی شامل کیا جائے اور ان کے ساتھ مشورہ کر کے قیمتیں مقرر کی جائیں۔"

**جناب ڈپٹی سپیکر:** جی، یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"صوبائی حکومت/ وفاقی حکومت زرعی اجناس کی قیمتیں مقرر کرتے وقت صوبوں کے زمینداروں، کاشت کاروں اور ایوان زراعت کے نمائندوں کو بھی شامل کیا جائے اور ان کے ساتھ مشورہ کر کے قیمتیں مقرر کی جائیں۔"

**وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):** میں اس کی حمایت کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"صوبائی حکومت/ وفاقی حکومت زرعی اجناس کی قیمتیں مقرر کرتے وقت صوبوں کے زمینداروں، کاشت کاروں اور ایوان زراعت کے نمائندوں کو بھی شامل کیا جائے اور ان کے ساتھ مشورہ کر کے قیمتیں مقرر کی جائیں۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلی قرارداد شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔ جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! قرارداد پیش ہونے سے پہلے میں صرف ایک منٹ لوں گا کہ ہماری معزز خواتین ممبران نے ابھی بات کی ہے تو میں نے یہ تمام معاملہ ان کی بہتری کے لئے اٹھایا تھا اور اگر انہیں یہ بات بُری لگی ہے تو مجھے سمجھ نہیں آتی کہ اس میں کیا برائی تھی؟ میں نے ان کی عزت کے لئے اٹھایا تھا کہ یہ جس قسم کی تصاویر ہیں تو یہ اتنی محنت کرتی ہیں، اچھی پارلیمنٹیرین ہیں تو ان کی یہ تصویریں۔۔۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! ایک معاملہ ختم ہو گیا ہے اور شیخ صاحب نے اسے پھر شروع کر دیا ہے۔ پلیز انہیں کہیں کہ یہ تشریف رکھیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! اپنی قرارداد پیش کریں۔

## پی ٹی سی ایل کی نجکاری کی تحقیقات

شیخ علاؤالدین: میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"یہ معزز ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ پی ٹی سی ایل کی نجکاری کے عمل کے بارے میں شکوک و شبہات دور کرنے کے لئے ضروری تحقیقات

کروائی جائیں۔ نیز یہ کہ 29۔ ارب روپے سالانہ منافع کمانے والا ادارہ کس طرح صرف 18۔ارب روپے میں بیچا گیا تھا۔"

**جناب ڈپٹی سپیکر:** یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ معزز ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ پی ٹی سی ایل کی نجکاری کے عمل کے بارے میں شکوک و شبہات دور کرنے کے لئے ضروری تحقیقات کروائی جائیں۔ نیز یہ کہ 29۔ ارب روپے سالانہ منافع کمانے والا ادارہ کس طرح صرف 18۔ارب روپے میں بیچا گیا تھا۔"

**وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):** میں اس کی حمایت کرتا ہوں۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"یہ معزز ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ پی ٹی سی ایل کی نجکاری کے عمل کے بارے میں شکوک و شبہات دور کرنے کے لئے ضروری تحقیقات کروائی جائیں۔ نیز یہ کہ 29۔ ارب روپے سالانہ منافع کمانے والا ادارہ کس طرح صرف 18۔ارب روپے میں بیچا گیا تھا۔"

(قرارداد منظور ہوئی)

**جناب ڈپٹی سپیکر:** اگلی قرارداد محترمہ نسیم لودھی صاحبہ کی طرف سے ہے۔ وہ اسے پیش کریں۔

## قرآن پاک کی غیر معیاری طباعت کرنے والوں کے خلاف اقدامات

**محترمہ نسیم لودھی:** شکریہ۔ جناب سپیکر! اس ایوان کی رائے ہے کہ:

"صوبائی حکومت وفاقی حکومت کو اس امر کی سفارش کرے کہ قرآن پاک کی طباعت متعلقہ قانون میں طے شدہ معیار پر کرائی جائے اور غیر معیاری کاغذ پر طبع شدہ قرآن پاک کے نسخے غیر ممالک کو ایکسپورٹ نہ کئے جائیں اور اس سلسلہ میں خلاف ورزی کے مرتکب افراد کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی کی جائے۔"

**جناب ڈپٹی سپیکر:** یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"صوبائی حکومت وفاقی حکومت کو اس امر کی سفارش کرے کہ قرآن پاک کی طباعت متعلقہ قانون میں طے شدہ معیار پر کرائی جائے اور غیر معیاری کاغذ پر طبع شدہ قرآن پاک کے نسخے غیر ممالک کو ایکسپورٹ نہ کئے جائیں اور اس سلسلہ میں خلاف ورزی کے مرتکب افراد کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی کی جائے۔"

**وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):** جناب سپیکر! میں اس کی مخالفت نہیں کرتا لیکن ایک بات کی وضاحت کرنا چاہوں گا کہ ایکسپورٹ کا معاملہ وفاقی حکومت سے متعلق ہے اور اس سلسلے میں محکمہ پہلے ہی وفاقی حکومت کو لکھ چکا ہے اور اب یہ قرارداد بھی وفاقی حکومت کو بھیج دی جائے گی۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** اس پر بھی کوئی اعتراض نہیں ہے تو اب سوال یہ ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت وفاقی حکومت کو اس امر کی سفارش کرے کہ قرآن پاک کی طباعت متعلقہ قانون میں طے شدہ معیار پر کرائی جائے اور غیر معیاری کاغذ پر طبع شدہ قرآن پاک کے نسخے غیر ممالک کو ایکسپورٹ نہ کئے جائیں اور اس سلسلہ میں خلاف ورزی کے مرتکب افراد کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی کی جائے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

**جناب ڈپٹی سپیکر:** یہ چوتھی قرارداد محترمہ شہزادی عمر زادی ٹوانہ صاحبہ کی طرف سے ہے۔ وہ اسے پیش کریں۔ تشریف نہیں رکھتیں تو اس ایوان کی کیا رائے ہے کہ اسے pending کیا جائے یا dispose of کیا جائے؟

**آوازیں:** اسے pending کر دیا جائے۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** چونکہ اس ایوان کی رائے ہے کہ اسے pending کیا جائے تو اسے pending کیا جاتا ہے اور پانچویں قرارداد محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کی ہے۔ وہ پیش کریں۔

## ضلعی سطح پر ہیپاٹائٹس کی لیبارٹریاں اور ادارہ کا قیام

**محترمہ نگہت ناصر شیخ:** شکریہ۔جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ:

"یہ ایوان صوبائی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ ہر ضلع کی سطح پر ہیپاٹائٹس کی مکمل لیبارٹری اور وارڈ قائم کئے جائیں۔"

**جناب ڈپٹی سپیکر:** یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان صوبائی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ ہر ضلع کی سطح پر ہیپاٹائٹس کی مکمل لیبارٹری اور وارڈ قائم کئے جائیں۔"

**وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):** میں اس کی مخالفت نہیں کرتا۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"یہ ایوان صوبائی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ ہر ضلع کی سطح پر ہیپاٹائٹس کی مکمل لیبارٹری اور وارڈ قائم کئے جائیں۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

**جناب ڈپٹی سپیکر:** اب اجلاس کے ایجنڈے کا اگلا آئٹم عام بحث ہے۔۔۔

**ملک محمد وارث کلو:** پوائنٹ آف آرڈر۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** جی، فرمائیں!

**ملک محمد وارث کلو:** جناب سپیکر! کل رانا صاحب سے بھی استدعا کی تھی اور ابھی آپ سے بھی استدعا کی ہے کہ زرعی انکم ٹیکس کے بارے میں، میں نے آج صبح قرارداد جمع کروائی ہے تو اسے ایوان میں پیش کرنے کی اجازت فرمائیں۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** پہلے ہی زراعت پر بحث کے لئے کل کا دن رکھا ہوا ہے تو rules کے مطابق صرف پرائیویٹ ممبرز ڈے کی ہی کارروائی ہو سکتی ہے تو کل آپ اس کو رکھ لیں۔

**ملک محمد وارث کلو:** جناب سپیکر! آج چونکہ پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے تو یہ قرارداد بھی آج کے دن لے لی جائے۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** کل جب زراعت کے لئے ایک دن رکھا ہوا ہے تو پھر آپ اس پر بات کریں۔

**ملک محمد وارث کلو:** جناب سپیکر! آج آخری دن ہے اور کل کا دن تو کوئی نہیں ہے۔ آج کے لئے رکھا ہوا ہے۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** اس بارے میں باقاعدہ بحث ہوئی تھی اور یہ فیصلہ ہوا تھا کہ وہ دن کل کا ہے اور کل زراعت پر بحث ہوگی اور آج کا ایجنڈا دوسرا ہے۔

**ملک محمد وارث کلو:** جناب سپیکر! کل انہوں نے آج کے لئے pending کیا تھا تو یہ کل والی بات دہرائی جا رہی ہے۔ کل یہ فیصلہ ہوا تھا کہ tomorrow زراعت پر بحث ہوگی اور اس میں یہ قرارداد پاس ہوگی۔ کل یہ طے ہوگیا تھا کہ کل یہ قرارداد آنی ہے اور ویسے بھی آج پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے میں نے یہ قرارداد جمع کرادی ہے اس پر 811 نمبر بھی لگ گیا ہے۔ اس میں صرف قرارداد پیش کرنی ہے اور پھر آپ ہاؤس کی رائے لے لیں، اگر ہاؤس اجازت نہیں دیتا تو میں بیٹھ جاتا ہوں۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** کلو صاحب! آپ میری بات سنیں کہ اس میں ایک decision ہو چکا ہے۔

**ملک محمد وارث کلو:** جناب سپیکر! اس پر کیا decision ہوا ہے؟

**جناب ڈپٹی سپیکر:** آپ کی بات کا جواب راجہ ریاض صاحب دے رہے ہیں۔ جی، راجہ صاحب!

**سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد):** جناب سپیکر! میں یہاں پر بڑے واضح الفاظ میں یہ کہنا چاہوں گا کہ میرے محترم بھائی کلو صاحب جو قرارداد لانا چاہتے ہیں میں اس قرارداد کے آنے سے پہلے وفاقی حکومت کی طرف سے واضح الفاظ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ کسی قسم کا کوئی زرعی ٹیکس نہیں لگایا جا رہا ہے۔ یہ ایک سازش ہے، یہ وفاقی حکومت اور صوبائی حکومت کے خلاف ایک پراپیگنڈہ ہے۔ میں یہاں دوسری بات یہ بھی واضح کردوں کہ وفاقی حکومت زرعی ٹیکس لگانے کی مجاز ہی نہیں ہے۔ یہ کوئی issue ہی نہیں ہے اگر کبھی کوئی ایسی بات ہوئی تو وہ صرف صوبائی حکومت کر سکتی ہے۔

ابھی ہماری نئی حکومت establish ہو رہی ہے۔ میں اپنے تمام معزز ممبران سے گزارش کروں گا کہ ہمارے خلاف، اس پورے ہاؤس کے خلاف ایک سازش کی جارہی ہے کہ یہ establish نہ ہو، جو issue بنایا گیا ہے یہ کوئی issue ہی نہیں ہے، صرف اس کو بار بار اچھالا جارہا ہے اور وفاقی حکومت کے خلاف سازش کی جارہی ہے۔ میں اپنے صحافی بھائیوں، اس معزز ہاؤس، پنجاب اور پاکستان کے عوام کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ کسی قسم کا کوئی زرعی ٹیکس I.M.F کے تحت نہیں لگایا جارہا ہے۔ یہ پہلی دفعہ ہوا ہے کہ I.M.F سے جو قرضہ لیا گیا وہ ہم نے اپنی شرائط پر لیا ہے اور ان شرائط کا کسی قسم کا عوام پر بوجھ نہیں ہے۔ یہ ایک جمہوری حکومت ہے، ہم اس کا سوچ بھی نہیں سکتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ہوتا یہ ہے کہ جو معزز اراکین ہیں ہمیں لوگوں کے مسائل حل کرنے کے لئے کافی وقت درکار ہوتا ہے اس لئے کافی چیزوں کو دیکھنے کا موقع نہیں ملتا۔ یہ بات وفاقی حکومت سے کسی خبر کی بنیاد پر چلی ہے اس لئے یہاں پر بھی کافی ابہام پایا جاتا ہے۔ معزز ممبران نے اس پر دو روز قبل کافی heated speeches بھی کی ہیں کہ ہم کسی قیمت پر بھی وفاقی حکومت کو زرعی ٹیکس لگانے نہیں دیں گے۔ اگر ایسا ہوا تو جیسے یہاں پر ناظم حسین شاہ صاحب نے کہا تھا کہ میں تو جان کی بھی قربانی دے دوں گا لیکن یہ ٹیکس نہیں لگنے دوں گا۔ میرے پاس Constitution کی book ہے اس کا شیڈول۔IV ہے، اس میں Legislative List ہے، Federal Legislative List کے نمبر 47 پر ہے اور یہ وہ taxes ہیں جو وفاقی حکومت لگا سکتی ہے، جن پر حکومت legislation کر سکتی ہے۔ اس میں بڑا واضح طور پر ہے income tax other than agriculture tax یعنی زرعی ٹیکس وفاقی حکومت لگا ہی نہیں سکتی۔ اس کی Legislative List پر یہ ہے کہ وفاقی حکومت تو یہ ٹیکس لگا ہی نہیں سکتی اگر لگانا ہوا تو یہ معزز ہاؤس اور یہاں جو ممبران کی رائے ہے وہی in power ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات out of question ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، کلو صاحب!

**ملک محمد وارث کلو:** جناب سپیکر! میں معزز لیڈران کی بات سے اتفاق کرتا ہوں جو بات راجہ ریاض صاحب اور رانا ثناء اللہ صاحب نے ارشاد فرمائی لیکن میں تھوڑی سی یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ راجہ ریاض صاحب نے جذباتی ہو کر یہ کہا ہے کہ یہ ہمارے خلاف سازش ہو رہی ہے اور ہماری حکومت کو گرانے کے لئے یہ سارا کچھ ہو رہا ہے۔ میں آپ کے توسط سے یہاں اس فورم سے انہیں یہ یقین دلاتا ہوں کہ کسی قسم کی کوئی سازش اس حکومت کے خلاف نہیں ہو رہی بلکہ ہم ان کا coalition ہیں اور جو ہماری لیڈر شپ کی پالیسی ہے اس کے تحت ہم ان کی گورنمنٹ کو support کر رہے ہیں اور support کریں گے۔ دوسری قرارداد کی بات کہ یہ کہاں سے شروع ہوئی؟ یہ قرارداد جب پریس نے leak کی تو اس خبر سے یہ بات چلی اور اس پر discussion ہونا شروع ہوئی۔ اس سلسلے میں بالکل صحیح فرما رہے ہیں کہ وفاقی حکومت کی طرف سے پالیسی سٹیٹمنٹ بھی آ گئی ہے اور محترمہ حنا ربانی کھر نے سٹیٹمنٹ دے دی ہے کہ ہم قطعاً زرعی ٹیکس نہیں لگانا چاہتے۔ یہ بھی درست ہے کہ شیڈول-II جو رانا صاحب نے پڑھا ہے اس میں income tax other than agriculture tax ہے چونکہ یہ بات چلی ہے لہذا یہ ہاؤس اور ہم اراکین اسمبلی اپنا ردعمل دینا چاہتے ہیں اور ردعمل دینے کے لئے میں ایک قرارداد لایا ہوں۔ اس میں میرے ساتھ احمد خان بلوچ شامل ہیں اور سارے لوگ شامل ہیں۔ یہ جو کہا جاتا ہے کہ یہ صرف زمینداروں کے لئے discussion ہے، میں آپ کو گارنٹی کے ساتھ کہتا ہوں کہ جس دن کھیت ویران ہو گئے اور پیٹ میں کچھ نہیں جائے گا تو پھر ہم بلبلا اٹھیں گے۔ یہ پنجاب کا ہی نہیں بلکہ پاکستان کی معیشت کا مسئلہ ہے اس لئے میں یہ قرارداد لایا ہوں، پرائیویٹ ممبرز ڈے پر لایا ہوں اور according to rules and procedure لایا ہوں۔ میری اس قرارداد کو کوئی سختی سے اور زبردستی نہیں روک سکتا۔ اس قرارداد پر آپ ووٹنگ کرا لیں اور مجھے پڑھنے کی اجازت دیں۔ اگر ایوان مجھے پڑھنے کی اجازت دیتا ہے تو میں یہ پڑھوں گا لیکن اگر کوئی یہ چاہتا ہے کہ دھونس اور دھاندلی کے ساتھ ہم یہ قرارداد روک لیں گے تو وہ لوگ اس دھونس اور دھاندلی کے ساتھ انکم ٹیکس لگائیں گے اور ہم ان کا راستہ روکیں گے، ان کے راستے میں کھڑے ہوں گے اور وہی ناظم حسین شاہ والی بات کہ ہمیں الٹا بھی لٹکا دیں تو یہ زرعی انکم ٹیکس ہم نہیں دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، راجہ صاحب!

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! کلو صاحب میرے انتہائی قابل احترام ہیں میں جذباتی نہیں ہوا، کلو صاحب جذباتی ہو گئے ہیں۔ میری عرض یہ ہے کہ قرارداد لانے میں کوئی حرج نہیں، یہ ایک نہیں بے شک ہر روز قرارداد لے آئیں، کوئی مسئلہ نہیں ہے لیکن اصل میں یہ issue ہی نہیں ہے۔ دوسرا میں نے یہ بات ہرگز نہیں کی کہ یہ ہمارے خلاف سازش کر رہے ہیں یا مسلم لیگ (ن) سازش کر رہی ہے۔ میں نے تو یہ کہا کہ ہماری حکومت جس میں مسلم لیگ (ن) بھی شامل ہے، جس میں پاکستان پیپلز پارٹی بھی شامل ہے، جو موجودہ حکومت ہے چاہے یہ صوبائی ہو یا قومی ہو کچھ ایسی طاقتیں ہیں، میں بحث میں نہیں پڑنا چاہتا، ابھی آمریت کے سائے حکومت پر موجود ہیں اور وہ سائے یہ چاہتے ہیں کہ ہم stable نہ ہوں۔ میں یہاں پر واضح کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے مسلم لیگ (ن) کا ذکر نہیں کیا، یہ تو ہمارے alliance میں ہیں اور ہم اکٹھے ہیں۔ میں نے ان طاقتوں کو جو آمریت کے سائے میں پلتی ہیں اور آمریت کے سائے میں یہ نعرے لگاتی ہیں کہ ہم مشرف کو دس مرتبہ بھی وردی میں کامیاب کرائیں گے۔

معزز اراکین حزب اختلاف: No, no, (شور وغل)

جناب ڈپٹی سپیکر: No cross talking دیکھیں، بات بڑی سیدھی سی ہے کہ جب آپ بولتے ہیں we make sure کہ ادھر سے کوئی بات نہ ہو۔ آپ بات سن لیں، جب آپ کی باری آئے گی پھر آپ بات کر لیں۔

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! پرویز مشرف نے کہا تھا کہ یہ وردی میری کھال ہے، اس کی کھال تو اتر گئی ہے لیکن ابھی اس کے اثرات باقی ہیں اور ان اثرات کے تحت موجودہ حکومت کے تحت ہر وقت یہ سازش ہوتی رہتی ہے۔ ہم سب جو اس ہاؤس میں موجود ہیں مل کر ان سازشوں کا مقابلہ کر رہے ہیں۔ قرارداد لانے میں حرج نہیں ہے لیکن میں نے وفاقی حکومت سے بات کی ہے، میں نے وفاقی وزیر خزانہ سے بات کی ہے اور یہاں جو میں نے سٹیٹمنٹ دی ہے ایسے ہی نہیں دے دی۔ میں نے ان سے پوری معلومات حاصل کرنے کے بعد پنجاب کی طرف سے،

وفاق کی طرف سے اور اس کے بعد لاء منسٹر نے بھی قانون کے تحت بات بتادی ہے۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ اگر ہم یہ قرارداد لائیں گے تو وہ قوتیں جنہوں نے اس قسم کی افواہوں کی فیکٹری لگائی ہوئی ہے انہیں تقویت ملے گی۔ کلو صاحب میرے قابل احترام بھائی ہیں، میں ان سے گزارش کروں گا کہ جو لوگ نہ صرف ہمارے بلکہ ہمارے الائنس کی حکومت کے خلاف سازش کر رہے ہیں ہمیں ان کا آلہ کار نہیں بننا چاہئے بلکہ ہمیں تو ان کا منہ توڑنے کے لئے ان کا مقابلہ کرنا ہے۔ اگر ہم ان کے آلہ کار بنیں گے تو اس میں ہم سب کا نقصان ہے۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ کافی دیر سے نجف سیال صاحب ٹائم مانگ رہے تھے۔ جی، نجف سیال صاحب!

جناب نجف عباس خان سیال: جناب سپیکر! میرے پیارے بھائی کلو صاحب نے یہ کہا ہے کہ مسلم لیگ، پیپلز پارٹی حکومت کی support کر رہی ہے تو میں اس وقت پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہ رہا تھا۔ وہ اس موقع کی بات تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں! پھر چھوڑ دیں۔

جناب نجف عباس خان سیال: جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ مسلم لیگ (ن)، پیپلز پارٹی کی حکومت کی کہاں support کر رہی ہے بلکہ وفاق میں ڈٹ کر مخالفت کر رہی ہے لہذا وارث کلو صاحب یہ الفاظ واپس لے لیں اور پنجاب میں تو (ن) لیگ کی حکومت ہے اور پیپلز پارٹی ان کی support کر رہی ہے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پہلے آپ بات کر لیں پھر میں لنگڑیال صاحب کو ٹائم دیتا ہوں۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! ابھی جو discussion ہو رہی ہے میں اس پر یہ پوچھنا چاہوں گا کہ حکمران اتحاد کب واضح کرے گا کہ نیشنل اسمبلی میں قائد حزب اختلاف بھی یہی ہیں، حکومت بھی ان کی ہے اور یہاں پر بھی ان کی ہی coalition ہے؟ یہ حکمران اتحاد کبھی اپوزیشن اور کبھی حکومت کا روپ

دھار لیتے ہیں۔ یہ حکمران اتحاد صرف عوام کے ساتھ منافقت کر رہا ہے جب تک ہم اس معزز ایوان میں یہ clear نہیں کر دیتے اس وقت تک اس ملک کا پہیہ آگے نہیں چلے گا اس لئے میں گزارش کرتا ہوں کہ کل کی کارروائی سورۃ النساء کی آیت نمبر 145 سے شروع کی جائے جس کا ترجمہ یہ ہے "منافقین دوزخ کے سب سے نچلے درجے پر ہیں اور وہاں پر ان کا کوئی مددگار نہیں ہو گا۔" بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لنگڑیال صاحب!

**ملک نوشیر خان انجم لنگڑیال:** جناب سپیکر! میں ہاؤس کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ list of business کے مطابق کل زراعت پر عام بحث رکھی گئی ہے۔اگر ساری باتیں آج ہو جائیں گی تو پھر ہم کل کیا کریں گے؟ میں دوسری بات یہ کرنا چاہتا ہوں کہ لاء منسٹر صاحب کی موجودگی میں نوانی صاحب نے بڑا clear کیا تھا کہ ان کی وفاقی وزیر زراعت گوندل صاحب سے بات ہوئی ہے اور انھوں نے کہا کہ کسی بھی صورت میں زرعی انکم ٹیکس نہیں لگے گا۔اس کے بعد وزیر خارجہ نے سٹیٹمنٹ دی پھر حنا ربانی کھر نے قومی اسمبلی میں یہ واضح کر دیا کہ زرعی انکم ٹیکس نہیں لگے گا۔لہذا میں کہتا ہوں کہ جو issue ختم ہو چکا ہے اسے دوبارہ چھیڑنے یا اس پر قرار داد لانے یا اس پر discussion کر کے اس ہاؤس کا ٹائم برباد کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ اس لئے ہمیں چاہئے کہ ہم آج کے ایجنڈے پر بات کریں۔کل جب زراعت پر بات ہو گی تو ہم سب خاص طور پر پیپلز پارٹی کے لوگ یہ واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ اگر زرعی انکم ٹیکس لگے گا تو بلا تفریق پورے پنجاب کے ایم پی ایز سراپا احتجاج بن جائیں گے۔میرے خیال میں اس بات کے بعد کسی کو ضرورت نہیں ہے کہ وہ قرارداد لائے یا کوئی اختلافی بات کرے۔شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بلوچ صاحب! چنیوٹی صاحب! میں سب کو ٹائم دوں گا لیکن میں نے ذرا preference دیکھنی ہے اس حساب سے ٹائم دے رہا ہوں۔

**جناب احمد خان بلوچ:** جناب سپیکر! مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ کاشتکار کے issue پر یہ ایوان پارٹیوں میں کیوں تقسیم ہو گیا ہے؟ یہ نہ صرف کاشتکار کا مسئلہ ہے بلکہ پورے پنجاب کی عوام کا مسئلہ ہے۔اس کی روزی کا مسئلہ ہے۔مجھے سمجھ نہیں آتی کہ اس سے حکومت کو اتنا بڑا دھچکا کیوں لگ رہا ہے ؟ راجہ

صاحب نے کہا ہے کہ اس قرار داد سے سازشیں ہو رہی ہیں- میں عرض کرتا ہوں کہ اس قرار داد سے خدانخواستہ حکومت کو کیا ہو جائے گا؟ اگر یہ قرار داد پاس کرنے سے ہمارا خطرہ ٹل جائے گا یا پنجاب کی عوام یہ سوچے گی کہ وہاں ہمارے کاشتکار نمائندے ہمارا مطالبہ اور ہمارا مقصد پیش کر رہے ہیں لیکن اس پر اتنا high level پر سوچا گیا ہے کہ یہ حکومت کے خلاف سازش ہو رہی ہے- میں استدعا کرتا ہوں کہ اس میں سازش نہیں ہے بلکہ یہ کاشتکار کی روزی کا مسئلہ ہے اس میں بحث ہو چکی ہے، فیصلہ ہو چکا ہے- رانا صاحب نے یہ بات کہی تھی کہ آج پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے اور اگر آپ اس دن زراعت کے متعلق قرار داد دینا چاہتے ہیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے، بے شک آپ لائیں اور ہم پاس کر دیں گے- لہٰذا اس میں تو کوئی جھگڑے کی بات نہیں ہے لیکن مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ اس کو اتنا کیوں اچھالا جا رہا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت بہت شکریہ

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! راجہ صاحب نے فرمایا ہے کہ زرعی ٹیکس نہیں لگے گا- میں بھی سمجھتا ہوں کہ پنجاب کے بغیر زرعی ٹیکس نہیں لگ سکتا لیکن زرعی انکم ٹیکس وفاقی حکومت لگائے گی، وہ پنجاب نہیں لگائے گا- اس سے متعلق نہ تو مرکز اور نہ ہی صوبے سے کوئی surety آئی- آج بھی شہزادی عمرزادی صاحبہ نے بات کی ہے کہ وفاقی حکومت زراعت پر 18 فیصد ٹیکس لگا رہی ہے- خدا کرے وہ غلط ہو اور ٹیکس نہ لگے- ہمارا صدر بھی بہت بڑے کسان طبقے سے ہے، ہمارا وزیراعظم بھی کسان طبقے سے ہے، امید ہے کہ وہ کاشتکاروں کے مفادات کے بارے میں ضرور سوچیں گے لیکن یہ قرار داد پاس کرنے سے کسی کو کیا تکلیف ہے؟ کاشتکار کو کیوں شک و شبے میں ڈالتے ہیں کہ نیت خراب ہے اس لئے قرار داد ہاؤس میں نہیں آنے دیتے-

جناب شیر علی خان: پوائنٹ آف آرڈر-

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ چاہوں گا- راجہ صاحب خود بھی ایک بہت بڑے کاشتکار گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں- میں ان کی توجہ اخبار کی اس خبر کی طرف دلانا چاہوں گا کہ

"پراپرٹی ڈیلروں اور دو لاکھ کی زرعی آمدنی پر ٹیکس ضرور وصول کیا جائے گا" شوکت ترین"۔پھر اخبار کی خبر ہے "وفاقی وزیر حنا ربانی کھر صاحبہ کہتی ہیں کہ ٹیکس نہیں لگے گا لیکن ان کے چیف ایڈوائزر اکنامک شوکت ترین کا بیان ہے اور یہ اخبار میں چھپا ہوا ہے۔اس کی وضاحت کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں جب کل اس پر بحث ہوتی ہے تو ان تمام معاملات کی وضاحت ہو جائے گی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اس میں بالکل واضح پوزیشن ہے لیکن میرے خیال میں بلوچ صاحب نے جو بات کی ہے اس سے دوبارہ ابہام سامنے آیا ہے۔جیسے میں نے عرض کیا ہے کہ taxes on income other than agriculture income وفاقی حکومت تو زرعی انکم ٹیکس لگا ہی نہیں سکتی، یہ تو اس کی jurisdiction میں نہیں آتی۔ ممکن ہے شوکت ترین صاحب نے بیان نہ دیا ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ اگر انھوں نے بیان دیا ہے تو یہ چیز ان کے علم میں نہ ہو۔آج سے دو دن پہلے یہ بات میرے علم میں بھی نہیں تھی۔یہ آئین کی کتاب ہے اور اس میں کسی قسم کا کوئی مبالغہ نہیں ہے کہ زرعی انکم ٹیکس وفاقی حکومت نہیں لگا سکتی اس لئے میں اپنے بھائیوں بلوچ صاحب، کلو صاحب اور شیخ علاؤالدین صاحب سے گزارش کروں گا کہ آپ اس بات کو چھوڑیں چونکہ اس میں بڑی واضح پوزیشن ہے کہ وفاقی حکومت زرعی انکم ٹیکس نہیں لگا سکتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں بغیر کسی جذبات کے بات کر رہا ہوں، جیسے باقی پارٹیوں کا موقف ہے میرا موقف بھی وہی ہے لیکن میں دو باتیں عرض کر رہا ہوں جو انٹرنیشنل اور ہمارا پریس کر رہا ہے۔ ہمیں یہ معاملہ اس طریقے سے discuss نہیں کرنا چاہئے۔یہاں پر اور دوست بھی جانتے ہوں گے کہ ورلڈ بنک اور آئی ایم ایف میں یہ discussion ہو رہی ہے، میرے پاس کٹنگ بھی موجود ہے۔ انھوں نے کہا ہے کہ ان کی اسمبلیوں میں feudals بیٹھے ہوئے ہیں، وہ اپنے اوپر ٹیکسز نہیں لگنے دیں گے اور انھوں نے باقاعدہ پنجاب اسمبلی کا حوالہ دیا ہے جبکہ وفاقی حکومت یہ کہتی ہے کہ ہم کوئی ٹیکس نہیں لگا رہے لہذا ہمیں اس وقت اس معاملے کو زیادہ نہیں اچھالنا چاہئے۔میں دوسری یہ بات کرنا چاہتا

ہوں کہ ہمیں ٹھنڈے دل سے ذرا یہ بھی سوچنا چاہئے کہ ہماری حکومت ہر جگہ گئی ہے لیکن کسی نے ایک ہزار ڈالر دینے کا بھی وعدہ نہیں کیا۔ ہمیں یہ بھی غور کرنا چاہئے کہ امریکہ نے ایک ٹیلی فون کال پر چار مسلمان ملکوں سے 290 بلین ڈالرز لئے ہیں۔ ہم آج بھی اپنی مرضی کا اسلام لئے پھرتے ہیں سعودی عرب نے 120۔ارب ڈالر دیا ہے۔ U.A.E نے 70۔ارب ڈالر، قطر نے 60۔ارب ڈالر اور کویت نے 50۔ارب ڈالر دیا ہے اور ہم اپنے friends ڈھونڈتے پھرتے ہیں۔ خدا کے لئے ہمیں ایوان میں ایسی باتیں نہیں کرنی چاہئیں۔ جہاں تک اس چیز کا تعلق ہے تو میں ایمان سے اس وقت اندر سے رو رہا ہوں کیونکہ مجھے پتا ہے کہ ہماری حکومت کو اس وقت کیسے مسائل کا سامنا ہے۔ ہمارے حالات اتنے عجیب ہیں، میں آپ کو بتاتا ہوں کہ کسی نے کوئی پیسا I.M.F سے خوشی سے نہیں لیا۔ جن بنیادوں پر پیسا لیا جا رہا ہے مجھے یہ بھی پتا ہے کہ یہ ملک کے لئے اچھا نہیں ہے۔ انھوں نے جو جو conditions لگائی ہیں مجھے وہ بھی معلوم ہیں لیکن ہماری حکومت کے پاس اس کا کوئی دوسرا حل نہیں تھا۔ اگر ہم یہ معاملات اس اسمبلی میں بار بار اٹھائیں گے تو یہ ہمارے ملک کے لئے بہتر نہیں ہوگا۔ آئی۔ایم۔ایف والوں نے تو پہلے ہی یہ کہنا شروع کر دیا ہے کہ ان کے ہاں feudals بیٹھے ہوئے ہیں جنھوں نے کوئی ٹیکس نہیں دینا۔ وہاں جو ایک اور بات ہوئی ہے میں وہ بھی بتانا چاہتا ہوں، اس حوالے سے میں آپ کی خدمت میں کل cutting بھی پیش کر دوں گا۔ انھوں نے کہا ہے کہ یہ لوگ اپنے rural areas سے پیسا کما کر شہروں کی طرف لے کر جا رہے ہیں۔ ان کو کم از کم یہ کہا جائے کہ جو یہ rural areas سے پیسا کماتے ہیں وہ وہیں لگائیں۔ جب ہماری وفاقی حکومت کہہ رہی ہے کہ ہم ٹیکس نہیں لگا رہے تو پھر ہم اس معاملے کو کیوں اچھالتے ہیں؟ میں آپ کو ایک اور بات بتا دوں کہ جو چھوٹے 12/14/15 ایکڑ کے کاشت کار ہیں ان پر تو ویسے ہی ٹیکس نہیں لگ سکتا۔ ایک تیسری بات میں آپ کو آج بتا دوں کہ جو لوگ بزنس کر رہے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ ان کی زرعی آمدنی بھی ہے، وہ زمیندار بھی ہیں تو ان کی آمدنی club کر کے بیس سالوں سے ان سے ٹیکس لیا جا رہا ہے۔ میں خود زرعی آمدنی پر ٹیکس دے رہا ہوں، انکم ٹیکس دے رہا ہوں اس لئے ہم بار بار یہ بات نہ کریں۔ جب وفاقی حکومت یہ ٹیکس لگائے گی تو اس کے لئے آئینی ترمیم آئے گی لیکن اس حوالے سے جتنی ہم اس ایوان میں بات کرتے ہیں وہ ہم اپنے ملکی مفاد کے خلاف کرتے ہیں تو میری آپ سب

بھائیوں سے گزارش ہے کہ جب ہمیں وفاقی حکومت کہہ رہی ہے کہ زرعی ٹیکس نہیں لگایا جارہاتو اس بات کو مان لینا چاہئے۔ ہمیں اس وقت جن مسائل کا سامنا ہے، ہمارا اللہ کے سوا کوئی نہیں ہے۔ ہمیں کسی نے کچھ نہیں دیا۔China ہمارا سب سے بڑا business partner ہے میں آج آپ کے سامنے کہتا ہوں کہ ہماری کاٹن انڈسٹریز کو اس China نے تباہ کر دیا ہے لیکن آج اس نے ہمیں ایک روپیہ نہیں دیا۔ ہمیں سعودی عرب نے ایک روپے کا ادھار تیل نہیں دیا۔ خدا کے لئے ہم اپنے آپ کو سمجھیں۔ ہمارا اللہ کے سوا کوئی مددگار نہیں ہے۔ ہمیں خود اپنے آپ کو سنبھالنا ہے۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، نجف عباس سیال صاحب!

جناب نجف عباس خان سیال: شیخ صاحب! میں آپ کی تصحیح کر دوں کہ China ہمیں 50 کروڑ ڈالر دے رہا ہے۔

شیخ علاؤالدین: China جیسے ملک کے لئے پچاس کروڑ ڈالرز کیا معنی رکھتے ہیں، جناب! آپ کیا بات کرتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: نجف عباس سیال صاحب! آپ پلیز، چیئر کو مخاطب کریں۔ آپ چیئر کو مخاطب کر کے بات کریں، ان سے مخاطب ہو کر بات نہ کریں۔

جناب نجف عباس خان سیال: جناب سپیکر! شیخ صاحب ہمارے محترم ہیں۔ پہلی بات یہ feudals کی کر رہے ہیں۔ میں ان کو یہ کہتا ہوں کہ مجھے یہ پنجاب میں سے پچاس آدمیوں کے نام دے دیں جو کہ feudals ہیں۔ جس کی پہلے چالیس مربعے زمین تھی ان کے پانچ پانچ بیٹے ہیں اور اب وہ پانچ پانچ، چھ چھ مربعے پر آ گئے ہیں۔ میں وضاحت کر دوں کہ اب پنجاب میں feudal کوئی نہیں رہا۔ اب میں دوسری بات کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔ انھوں نے ابھی کہا ہے کہ China نے ایک روپیہ بھی نہیں دیا۔China ہمارا دوست ملک ہے، ہماری foreign policy بہت اچھی جا رہی ہے۔ اس نے ہمیں پچاس کروڑ ڈالرز دیئے ہیں اور انشاء اللہ آئندہ مزید بھی دے گا اور ہماری امریکہ کے مقابلے میں مدد کرے گا۔ انھوں نے کہا تھا کہ ایک روپیہ بھی نہیں آیا تو میں نے اس کی وضاحت کی ہے۔ ایک روپیہ اور پچاس کروڑ میں بہت فرق ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ایک وضاحت آپ feudals کے بارے میں بھی کر دیں۔

شیخ علاؤالدین: میں ان کو feudals کے نام بتا دیتا ہوں تو پھر کیا یہ resign کریں گے؟

جناب نجف عباس خان سیال: تو آپ بتائیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ خدا کے واسطے ہمیں آنکھیں کھولنی چاہئیں۔ ہم ساڑھے تین ارب ڈالر کا سامان صرف انڈیا سے منگوا رہے ہیں۔ ہم پھول منگوا رہے ہیں، ہم طبلے سارنگیاں منگوا رہے ہیں، ہم imported گوشت منگوا رہے ہیں، ہم imported fish منگوا رہے ہیں۔ جب ہمارے لوگ باہر پیسا لینے جاتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ تمھاری imported list تو یہ ہے۔ میرا ان سے کوئی ذاتی اختلاف نہیں ہے۔ میں صرف قوم کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ خدا کے لئے آنکھیں کھولیں۔ ہمارے حالات بڑے عجیب ہیں، ہمارا crude oil کا بل کہاں سے کہاں چلا گیا ہے۔ ہم نے 15۔ارب ڈالر کی domestic گاڑیاں import کر لی ہیں جن کے لئے اربوں روپے کے parts اور تیل آ رہا ہے۔ خدا کے لئے ہم اپنے آپ کو سنبھالیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اعجاز شفیع صاحب! تشریف رکھیں، ابھی سینئر منسٹر صاحب بات کرنا چاہتے ہیں۔ جی، راجہ صاحب!

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میری اور رانا ثناء اللہ صاحب کی statement کے بعد بھی اس حوالے سے بات کرنا انتہائی افسوسناک ہے۔ میرے قابل احترام بھائی ایک ایسے حوالے سے بات کر رہے ہیں جو کہ کوئی issue ہی نہیں ہے۔ مسئلہ ہی نہیں ہے، کوئی خطرہ ہی نہیں ہے اس لئے خواہ مخواہ بات کو بڑھانے کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا البتہ نقصان ضرور ہوگا۔ میں نے اپنی statement میں یہ کہا تھا کہ ہمیں اقتدار نہیں ملا بلکہ کانٹوں کی سیج ملی ہے اگر میں تھوڑا سا ماضی کی طرف جاتا ہوں تو میرے بھائی برا مناتے ہیں لیکن ہم نے بدترین حالات میں ملک کو سنبھالا ہے۔ میں شیخ صاحب سے تھوڑا سا اتفاق نہیں کرتا کہ وہ جو مایوسی کی picture دکھا رہے ہیں وہ مناسب نہیں ہے۔ اگرچہ حالات اچھے نہیں ہیں، میں یہ مانتا ہوں لیکن ہم نے ذمہ داری لی ہے اور اس

کو نبھائیں گے۔ایوب خان کے مارشل لاء کے بعد پاکستان پیپلز پارٹی نے پاکستان کو کندھا دیا، ضیاء الحق کے مارشل لاء کے بعد پاکستان پیپلز پارٹی نے ملک کو کندھا دیا اور آج جنرل مشرف کی حکومت کے بعد کندھا پھر پاکستان پیپلز پارٹی ہی کا ہے۔ محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ نے اپنی جان دے کر اس ملک کو کندھا دیا ہے۔ ہم اس پاکستان کے ذمہ دار ہیں، ہم اس پاکستان کو مضبوط کریں گے۔ حالات برے ہیں لیکن مایوسی نہیں ہے۔پوری قوم سے یہ وعدہ کرتے ہیں کہ ہم ان حالات کو ٹھیک کریں گے۔ ہم friends of Pakistan، چین، سعودی عرب اور دوسرے اسلامی ممالک کے ساتھ بات کر رہے ہیں۔ پاکستان پیپلز پارٹی نے وفاق میں اپنا کندھا پیش کیا ہوا ہے، ذمہ داری قبول کی ہوئی ہے۔ ہمارے قائد جناب آصف علی زرداری صاحب، ہمارے وزیر اعظم، یوسف رضا گیلانی صاحب اور پوری وفاقی حکومت ان حالات کو ٹھیک کرنے کے لئے سرگرم ہے۔ میں آخر میں اپنے پورے ہاؤس کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ آپ کے تعاون اور مہربانی سے پاکستانی عوام نے ہم پر جو اعتماد کیا ہے ہم اس پر پورا اتریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کلو صاحب! تشریف رکھیں، چیمہ صاحب! پہلے دو باتیں میں کر لوں پھر آپ کو floor دیتا ہوں۔ اللہ رکھا صاحب! پلیز بیٹھیں۔ بات صرف اتنی سی ہے کہ جس طرح لنگڑیال صاحب نے پڑھ کر سنایا ہے کہ کل کے لئے زراعت پر بحث رکھی ہوئی ہے۔ کلو صاحب کی قرارداد کے بارے میں وزیر قانون صاحب نے on the floor of the House کہا ہے کہ کل ہم اس کو بالکل take up کریں گے۔ جب take up کریں گے تو اس پر بحث بھی ہوگی اور جو ممبران اس پر بات کرنا چاہتے ہیں ان کو موقع بھی دیا جائے گا۔ یہ concern کسی ایک شخص کا نہیں ہے بلکہ یہ پورے پنجاب کا concern ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ آپ کی جو anxiety ہے، آپ کا جو concern ہے وہ سب کے سامنے ہے لیکن طریق کار کے مطابق ہی ہو سکتا ہے۔ کل اس پر open بحث ہے انشاء اللہ تعالیٰ اس پر پوری بات ہوگی۔ اب ہم آج کا ایجنڈا مکمل کر لیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ اس issue پر چاہتی ہوں، ابھی جو بحث بھی ہو رہی ہے اس سے related آپ نے ایک resolution بھی pending فرمائی ہے۔ اس کی جو

language ہے اس کے مطابق اگر آپ Rules of Procedure دیکھیں تو کوئی speculation یا vague قسم کی resolution نہیں آ سکتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ابھی جو قرارداد پیش نہیں ہوئی تو وہ آپ یہاں پر کیسے پڑھ رہی ہیں؟

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب! میں پیش نہیں کر رہی بلکہ میں تو آپ سے یہ کہہ رہی ہوں کہ یہ pending نہیں ہو سکتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ چیئر کا کام ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: میں کہہ رہی ہوں کہ یہ رولز کے مطابق نہیں ہے۔ مجھے آپ کی اس پر رولنگ چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: عظمیٰ بخاری صاحبہ! ابھی ایک قرارداد پیش ہی نہیں ہوئی اور آپ اس پر رولنگ مانگنا شروع ہو گئی ہیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں اس لئے رولنگ مانگ رہی ہوں کہ یہ ایجنڈا پر نہیں آ سکتی۔ یہ vague ہے، یہ speculation پر ہے۔ اس کو ایجنڈے پر آنا ہی نہیں چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ کام سپیکر آفس کا ہے۔ ان کو اپنا کام کرنے دیں۔ جب کل پیش ہو گی تو پھر آپ اپنے اعتراضات پیش کر دیجئے گا۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب! یہ ایک تو پیش نہیں ہو سکتی، دوسرا یہ کہ mover موجود نہیں ہے اور ہمیشہ یہ دیکھا گیا ہے کہ ایسی تحریک dispose of کر دی جاتی ہے۔ آپ اس کو کس سلسلے میں سنبھال کر رکھنا چاہتے ہیں؟ میں categorically کہہ رہی ہوں کہ یہ vague ہے۔ آئی۔ایم۔ایف سے ابھی تک کوئی بات فائنل نہیں ہوئی ہے۔ یہ نہ تو pending کی جا سکتی ہے اور نہ ہی پیش کی جا سکتی ہے۔ میں آپ سے گزارش کر رہی ہوں کہ یہ resolution ہاؤس میں پیش بھی نہیں کی جا سکتی۔ چونکہ یہ ایک مفروضے پر مبنی ہے اور یہ vague resolution ہے۔ آپ اپنے Rules of Procedure پڑھ لیں کہ کیا ایسی resolution کو ہاؤس میں پیش کرنے کی اجازت دی جا سکتی ہے؟ میں اس پر آپ کی رولنگ چاہتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! rules and regulation کے مطابق جو آپ نے بات کی ہے اس کی بھی آپ کو اجازت نہیں دی جا سکتی Let the Chair do its work.۔جب یہ House میں پیش ہو گی تو اس وقت آپ کے پاس ایک طریق کار ہے۔اگر آپ کو اس سے اختلاف ہے تو اس وقت کھل کر اظہار خیال کیجئے گا۔بات بڑی سیدھی ہے کہ مجھ کو کارروائی چلا لینے دیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب والا! یہ تو کوئی طریق کار نہیں ہے، پتا نہیں کس ایجنڈے پر کام ہو رہا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! آپ seasoned parliamentarian ہیں۔پلیز! تشریف رکھیں۔ قانون کو پڑھ لیں اور قانون کے مطابق بات کریں۔بہت شکریہ، آپ تشریف رکھیں۔جی، چنیوٹی صاحب!

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت بھی ظہر کی اذان ہو چکی ہے۔ہر روز ایک مسئلہ اُٹھتا ہے کہ اذان کے بعد نماز کے لئے وقفہ کیا جائے۔کل جناب نے مغرب کی نماز کے لئے تو شفقت فرمائی تھی۔اس کے ساتھ ساتھ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت ہمارے 371 ممبران ہیں اور تقریباً ایک ہزار کے لگ بھگ اسمبلی کے ملازمین بھی ہیں۔نماز پڑھنے کے لئے کوئی صحیح طرح سے جگہ نہیں بنائی گئی۔1997 کی اسمبلی میں بھی یہ مسئلہ اٹھایا گیا تھا اور میرے والد محترم منظور احمد چنیوٹی نے یہ تحریک پیش کی تھی کہ نئی بلڈنگ میں ایک مستقل مسجد کے لئے جگہ مختص کی جائے۔چنانچہ اس کے لئے ایک ایک ماہ کی تنخواہ جمع کروائی گئی۔مجھے پتا چلا ہے کہ تقریباً تیس چالیس لاکھ روپے کے قریب اس کا فنڈ موجود ہے جس کے اوپر چھ سات لاکھ روپے تو سود بھی بن چکا ہے۔میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ نئی جو بلڈنگ بن رہی ہے اس میں کیا مسجد کے لئے کوئی صحیح جگہ مقرر کی جا رہی ہے یا نہیں؟ اس لئے کہ ہم یہ دیکھتے ہیں کہ نیچے first floor پر تین چار جگہوں پر نماز کے لئے جو جگہ دی جاتی ہے اتنے سارے لوگوں کے لئے ہمیں تین ہی bath rooms نظر آتے ہیں کوئی معقول جگہ نہیں ہے۔اس کے علاوہ خواتین بھی ہیں وہ بھی ہماری اسمبلی کا حصہ ہیں

اور ان کے لئے نماز پڑھنے کی جگہ کا ہمیں کوئی پتا نہیں ہے اس لئے اس کو واضح کیا جائے اور ہمیں visit کروایا جائے تاکہ پتا چلے کہ وہ مسجد کتنی ہے اور وہاں پر کتنے لوگوں کی capacity موجود ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پہلی بات تو یہ ہے کہ میری معزز ممبران سے بار بار یہ بڑی مؤدبانہ گزارش ہوتی ہے کہ rules کو follow کر لیا کریں۔ اب اس کے لئے اسمبلی کی ایک باقاعدہ کمیٹی بھی بنی ہوئی ہے۔ جو بات آپ on the floor of the House کہہ رہے ہیں اگر آپ تھوڑا سا اس میں تردد کر لیں اور جا کر سپیکر صاحب کو مل لیں، سٹاف کو مل لیں، سیکرٹریٹ میں چلے جائیں وہاں پر جو متعلقہ کمیٹی ہے اس کے پاس چلے جائیں تو وہ آپ کا مسئلہ وہاں پر ہی حل ہو جائے گا۔ میں وہی بار بار بات کرتا ہوں کہ آپ کا point ٹھیک ہے لیکن اس کا طریق کار غلط ہے۔ یہ آپ سیکرٹریٹ کو مل کر ساری بات کریں اور اس کے بعد بھی اگر آپ کی تسلی نہیں ہوتی تو آپ سپیکر صاحب کو ملیں۔ بہت شکریہ اب میں نے House کو آگے چلانا ہے۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب والا! میری اطلاع کے مطابق نئی بلڈنگ میں بھی مسجد کی provision نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ بیٹھیں۔ کل اس کو دیکھ کر پھر House میں لے کر آئیے گا۔ جناب محمد اعجاز شفیع!

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا۔ میں آپ کی وساطت سے پورے House کی توجہ چاہوں گا کہ آج کے تمام اخباروں میں وزیراعظم کا بیان head lines کے ساتھ چھپا ہے۔ بیان یہ ہے کہ "خوش قسمتی سے I.M.F کی قطار میں ہم سب سے آگے ہیں۔"

جناب سپیکر! نہایت دکھ اور افسوس کا مقام ہے کہ ہم بھیک مانگنے جا رہے ہیں اور اس میں ہم نمبر ون ہیں اور اس کو ہم تمام اخبارات میں super lead بنا رہے ہیں اور بڑے فخر سے بات کر رہے ہیں۔ جناب! ہم مانگ رہے ہیں، دے نہیں رہے۔ مانگنے پر ہم super lead لگوا رہے ہیں۔ کتنے دکھ اور افسوس کی بات ہے۔ میری آپ سے اور اس معزز ایوان سے گزارش ہے کہ کم از کم ہمارے جو ذمہ داران ہیں جیسے وزیراعظم پاکستان ہیں، ان کو تو کم از کم ذمہ داری کا مظاہرہ کرنا چاہئے

"کشکول ڈے" پر ایک بحث کروائی جائے کہ کشکول لے کر جانا اس میں فخر کی بات کیا ہے ؟ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس بیان سے آج پوری پاکستانی قوم کا سر شرم سے جھک گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں ایک بات کہوں گا کہ ہمیں یہ اسباب بھی دیکھنے چاہئیں کہ آج ہم یہ قرضہ مانگنے کیوں جا رہے ہیں، کس وجہ سے ہم آج یہ قرضہ مانگنے کے لئے کھڑے ہوئے ہیں اور اس کے اندر میں سمجھتا ہوں کہ۔۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب والا! اگر اجازت ہو تو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے اس مسئلے پر بات کرنے کا موقع عنایت فرمایا ہے۔ میں معزز رکن کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ان کے جو پچھلے معاشی جادوگر جناب شوکت عزیز صاحب تھے جو 1800۔ارب روپے لے کر اس ملک سے بھاگ چکے ہیں اور جن کے یہ قصیدے پڑھتے رہے ہیں انہوں نے ایک اسلامک بانڈ جاری کیا تھا اور کچھ سکوک بانڈ بھی جاری کئے تھے اور ان کے اوپر 7.6 پر سود دیا جاتا تھا اور اس ملک کے ساتھ ظلم یہ ہوا ہے کہ اس پر قرضہ صرف تین سال کے لئے تھا۔ جب آپ کسی بھی انٹرنیشنل مارکیٹ میں اس ملک کے ساتھ زیادتی کرتے ہوئے اس قسم کا bond float کریں گے تو definitely آپ کا کشکول زیادہ بھر جائے گا لیکن پھر اس ملک سے پیسے لے کر بھاگ جائیں گے اور پاکستان میں اپنا پوسٹل ایڈریس بھی نہیں چھوڑیں گے جبکہ I.M.F سے جو آپ قرضہ لیتے ہیں ان کی اطلاع کے لئے I.M.F بدنام ضرور ہے لیکن اس کے اوپر جو interest rate ہے وہ صرف ایک فیصد ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ ان کی شرائط ہیں اور آپ اگر قرضہ لے رہے ہیں یا کوئی بھی ملک قرضہ لیتا ہے تو اپنی مجبوریوں کے تحت لیتا ہے۔ انہوں نے جو اس ملک کا ستیاناس کیا ہے اس کو ہم make up کرنے کے لئے جا رہے ہیں اور اس قرضے پر صرف ایک فیصد شرح سود ہے اور جو انہوں نے قرضہ لیا تھا اس پر 7.6 فیصد یا اس سے بھی زیادہ تھا اور مزے کی بات یہ ہے کہ وہ ملک کے لئے نہیں لیا گیا تھا، ان کی اپنی جیبیں بھرنے کے لئے لیا گیا تھا۔ انشاء اللہ اب ہم جو I.M.F سے قرضہ لے رہے ہیں اس سے ہم اپنے

discipline کو ٹھیک کریں گے اور ان کی شرائط اس ملک کو خراب کرنے کے لئے نہیں ہیں بلکہ ہمارے اندر معاشی discipline پیدا کرنے کے لئے ہیں۔ ایک قوم کو اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کے لئے معاشی discipline کا روادار ہونا چاہئے اور آئی ایم ایف کا جو انہوں نے کہا ہے کہ ہم اس لئے آگے ہیں۔ اگر یہ international scenario کو اپنے ذہن میں رکھیں تو ان کو پتا ہونا چاہئے اس وقت امریکہ، یورپ اور باقی ساری دنیا economic and financial crisis کا شکار ہے۔ ابھی مجھے کسی دوست نے بتایا تھا کہ امریکہ نے عربوں سے قرضہ لیا ہے تو اس لحاظ سے اگر ہم نے کم شرائط کے اوپر قرضہ لیا ہے تو اس کی back ground کو ذہن میں رکھیں تو ان کو اس بات کی سمجھ آ جائے گی۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب اعجاز شفیع صاحب!

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! آپ نے بھی اس پر comments دیئے اور میرے دوست نے بھی بڑی اچھی بات کی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے اپنے دل کی بات کی ہے۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب والا! میں اس کو تھوڑا سا correct کر دوں۔ 1999 میں جب ہم نے گورنمنٹ لی تھی اس وقت اس ملک کا زر مبادلہ تقریباً ڈیڑھ ارب ڈالر تھا۔ جب ہم نے حکومت چھوڑی ہے تو اس وقت 17۔ ارب روپے کا زر مبادلہ ہم نے چھوڑا تھا۔ دنیا کا کوئی mechanism نہیں ہے اور نہ ہی آپ کے گھر کا کوئی mechanism بن سکتا ہے اور نہ ہی کسی کاروبار کا mechanism بن سکتا ہے کہ آپ fictitious figure پر ایک ماہ سے بھی زیادہ اپنے آپ کو اپنے گھر کو یا کسی business کو چلا سکیں۔ یہ سولہ کروڑ عوام کا ملک کس طرح سے fictitious چل سکتا ہے۔ اگر اس طرح کی کوئی غلط figures ہیں تو یہ کیوں نہیں عوام کے سامنے لے کر آتے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ آج ہم بڑے فخر کے ساتھ کہہ سکتے ہیں۔ کل جو یہ بات کر رہے تھے، آج جنرل مشرف کو کن لوگوں نے باہر جانے کا موقع دیا ہے۔ آج جنرل مشرف کو کون لوگ protocol دے رہے ہیں۔ وہی الفاظ میں آج ان کو دہراتا ہوں کہ "مشرف کا جو یار ہے وہ

غدار ہے غدار ہے"اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ اب diplomatic policy بھی ختم کرنی چاہئے جنرل مشرف نے اگر کچھ کیا ہے تو یہ اس کا trial کریں۔آج فیڈرل گورنمنٹ بھی ان کی ہے، صدر ان کا ہے، پورا سسٹم ان کے پاس ہے۔ باقیات میں سمجھتا ہوں کہ یہ لوگ ہیں ہم لوگ نہیں ہیں۔N.R.O کے تحت beneficiary یہ لوگ ہیں، ہم نہیں۔آج ہماری اسمبلی سے اسی House کے اندر سے یہ قرار داد جانی چاہئے جس میں یہ ہونا چاہئے کہ سابقہ دور میں این۔آر۔او کے تحت جو لوگ beneficiary ہیں، جنہوں نے اربوں کھربوں روپے کے incentive لئے ہیں ان کے خلاف بھی کارروائی کی جائے اور جن لوگوں نے سولہ یا سترہ ارب روپے کے غلط fictitious figure دیئے تھے میں رانا ثناء اللہ خان سے کہوں گا کہ ایک متفقہ قرار داد اس House میں لائیں تاکہ ہم فیڈرل گورنمنٹ سے یہ مطالبہ کر سکیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ میرا خیال ہے کہ کافی ممبران نے بات کر لی ہے۔اب ہم ایجنڈے کی طرف واپس آتے ہیں۔آج کے ایجنڈے کی اگلی item عام بحث ہے۔ عام بحث کی پہلی تحریک جناب محمد محسن خان لغاری اور جناب خالد جاوید اصغر گھرال کی جانب سے ہے۔ وہ اپنی تحریک پیش کریں۔

**MR KHALID JAVED ASGHAR GHURAAL:** I move that:

> "The Policy of the Government in the Food Department regarding wheat crisis prevailing in the province of the Punjab, be discussed."

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے:

> "The Policy of the Government in the Food Department regarding wheat crisis prevailing in the province of the Punjab, be discussed."

میں محرک کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ بحث کا آغاز کریں۔ دیگر اراکین جو اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ مجھے اپنا نام بھجوا دیں۔ جی، گھرال صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ایک منٹ، گھرال صاحب! لاء منسٹر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ تین تحریکیں ہیں۔ ایک wheat crises ہے، دوسری specific reference to education of handicapped اور تیسری rehabilitation of the destitute and under privileged and neglected sections of the society. تو قائد حزب اختلاف صاحب شاید موجود نہیں ہیں تو ہراج صاحب یہاں پر موجود ہیں اگر ان کی اجازت ہو، وہ اس پر آج اگر بحث کرنا چاہتے ہیں تو مجھے اس پر objection نہیں ہے۔ اگر وہ مناسب سمجھیں تو ان تینوں کو Business Advisory Committee کو refer کر دیں اور وہاں پر ان کی سہولت کے مطابق جو دن یہ کہیں گے وہ مقرر کر دیں تاکہ اس کے اوپر بہتر انداز میں بحث ہو سکے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں تحریک برائے تحریک کی کوئی بات نہیں ہے۔ ہم ان تمام معاملات کے اوپر already بحث کے لئے ٹائم رکھنے کے لئے تیار ہیں۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! We will appreciate کہ اس پر اگر ایک ایک دن رکھ دیا جائے اور اس پر متعلقہ ڈیپارٹمنٹس کے سربراہان کو بھی بلا لیا جائے جس طرح کہ کل آپ نے agriculture پر ہمیں accommodate کیا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): یہ بالکل درست ہے کہ Business Advisory Committee ان کے specific time fix کر دے گی تو اس دن سیکرٹری صاحبان بھی یہاں پر آ جائیں گے اور بہتر انداز میں بحث ہو جائے گی۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! اگر آپ اجازت دیں اور session کے بعد وزیر صاحب available ہیں تو میں ان کے ساتھ بیٹھ کر دن طے کر لیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں اس پر چونکہ بات ہو چکی ہے کہ ایک تحریک جو گھرال صاحب کی طرف سے ہے۔ پھر عام بحث کے لئے دوسری تحریک چودھری عبداللہ یوسف، سیدہ ماجدہ زیدی،

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی کی جانب سے ہے، تیسری تحریک محترمہ نسیم لودھی صاحبہ کی جانب سے ہے، چوتھی تحریک ڈاکٹر سامیہ امجد اور حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا کی جانب سے ہے اور پانچویں تحریک چودھری ظہیر الدین خان، محترمہ ثمینہ خاور حیات، محترمہ عائشہ جاوید، محترمہ خدیجہ عمر، محترمہ آمنہ الفت اور محترمہ آمنہ جہانگیر کی جانب سے ہے تو ان ساری تحاریک کے اوپر لاء منسٹر صاحب کے ساتھ بیٹھ کر بات کر کے آپ جو بھی ٹائم رکھیں گے اس پر ہم عام بحث رکھ لیں گے۔ یہ ساری تحاریک pending کر لیتے ہیں جب تک ان پر date مقرر نہیں کی جاتی۔ اس کے بعد اب آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے لہذا اب اجلاس کل بروز بدھ مورخہ 26۔ نومبر 2008 صبح 10 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

---

1021

# ایجنڈا

# برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

## منعقدہ، 27۔نومبر 2008

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبولﷺ

1۔ سوالات (محکمہ جات سپیشل ایجوکیشن، آبکاری ومحصولات اور سپورٹس)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

## توجہ دلاؤ نوٹس

علیحدہ فہرست میں شامل کئے گئے توجہ دلاؤ نوٹسز کے بارے میں سوالات کئے جائیں گے اور ان کے زبانی جوابات دیئے جائیں گے۔

## سرکاری کارروائی

زراعت پر عام بحث جاری رہے گی

1023

# صوبائی اسمبلی پنجاب

## پندرھویں اسمبلی کا دسواں اجلاس

### جمعرات، 27 - نومبر 2008

### (یوم الخمیس، 28- ذیقعد 1429ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 18 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِo

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ قُوٓاْ أَنفُسَكُمۡ وَأَهۡلِيكُمۡ نَارٗا وَقُودُهَا ٱلنَّاسُ وَٱلۡحِجَارَةُ عَلَيۡهَا مَلَٰٓئِكَةٌ غِلَاظٞ شِدَادٞ لَّا يَعۡصُونَ ٱللَّهَ مَآ أَمَرَهُمۡ وَيَفۡعَلُونَ مَا يُؤۡمَرُونَo يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ لَا تَعۡتَذِرُواْ ٱلۡيَوۡمَۖ إِنَّمَا تُجۡزَوۡنَ مَا كُنتُمۡ تَعۡمَلُونَ o يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ تُوبُوٓاْ إِلَى ٱللَّهِ تَوۡبَةٗ نَّصُوحًا عَسَىٰ رَبُّكُمۡ أَن يُكَفِّرَ عَنكُمۡ سَيِّـَٔاتِكُمۡ وَيُدۡخِلَكُمۡ جَنَّٰتٖ تَجۡرِي مِن تَحۡتِهَا ٱلۡأَنۡهَٰرُ يَوۡمَ لَا يُخۡزِي ٱللَّهُ ٱلنَّبِيَّ وَٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ مَعَهُۥۖ نُورُهُمۡ يَسۡعَىٰ بَيۡنَ أَيۡدِيهِمۡ وَبِأَيۡمَٰنِهِمۡ يَقُولُونَ رَبَّنَآ أَتۡمِمۡ لَنَا نُورَنَا وَٱغۡفِرۡ لَنَآۖ إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيۡءٖ قَدِيرٞ o

**سُوۡرَةُ التَّحۡرِیم آیات 7 تا 10**

مومنو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو آتش (جہنم) سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں اور جس پر تند خو اور سخت مزاج فرشتے (مقرر) ہیں جو ارشاد خدا ان کو فرماتا ہے اس کی نافرمانی نہیں کرتے اور جو حکم ان کو ملتا ہے اسے بجا لاتے ہیںo کافرو! آج بہانے مت بناؤ۔ جو عمل تم کیا کرتے ہو ان ہی کا تم کو بدلہ دیا جائے گاo مومنو! خدا کے آگے صاف دل سے توبہ کرو۔ امید ہے کہ وہ تمہارے گناہ تم سے دور کر دے گا اور تم کو باغہائے بہشت میں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں داخل کرے گا۔ اس دن پیغمبر کو اور ان لوگوں کو جو ان کے ساتھ

ایمان لائے ہیں رسوا نہیں کرے گا (بلکہ) ان کا نور ایمان ان کے آگے اور داہنی طرف (روشنی کرتا ہوا) چل رہا ہو گا۔ اور وہ خدا سے التجا کریں گے کہ اے پروردگار ہمارا نور ہمارے لئے پورا کر اور ہمیں معاف کرنا۔ بے شک خدا ہر چیز پر قادر ہے o

وماعلینا الاالبلاغ o

نعت رسول مقبولﷺ قاری سید صداقت علی نے پیش کی۔

## نعت رسول مقبولﷺ

صلی اللہ علیک یا رسول اللہ
وسلم علیک یا حبیب اللہ
اکھیاں دے نیر جدائی وچ دن رات وگائے جاندے نیں
خوش بختاں نوں محبوباں دے دیدار کرائے جاندے نیں
اک وار فرشتے روزے تے جو آندے فیر نہ آندے نیں
سرکار دے امتی نے جیہڑے مڑ مڑ کے بلائے جاندے نیں
کعبے دا دوارا کی آکھاں روضے دا نظارہ کی آکھاں
ایتھے ورد سنائے جاندے نیں اوتھے ورد ونڈائے جاندے نیں
اک جھلک جو دیکھی یوسف دی ہتھ کٹ لئے عورتاں مصر دیاں
ایتھے بن ڈٹھیاں اوہدے نام اتوں لکھاں سیس کٹائے جاندے نیں

**جناب سپیکر:** بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈے پر محکمہ جات سپیشل ایجوکیشن، آبکاری و محصولات اور سپورٹس سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

## پوائنٹ آف آرڈر

### گورنمنٹ بوائز ہائی سکول کلر سیداں (راولپنڈی) کے پلے گراونڈ میں ڈی سی او کی جانب سے سستا بازار لگوانا

**لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان:** پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، کرنل صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں لیکن خیال کیجئے گا کہ ہم ساڑھے دس بجے شروع کر رہے ہیں اور ساڑھے گیارہ بجے تک وقفہ سوالات ہو گا۔ اس دوران میں گزارش کروں گا کہ ہم نے ایجنڈے کے مطابق جتنے بھی سوالات ہیں ان سب کو لینا ہے۔ لہذا آپ بھی مہربانی فرمائیں۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! ضلع راولپنڈی کی ایڈمنسٹریشن یا جو D.C.O صاحب ہیں وہ گورنمنٹ بوائز ہائی سکول کلر سیداں کے play ground میں کھوکھے لگا کر سستا بازار لگوانا چاہتے ہیں۔ یہ گراؤنڈ بڑی locative جگہ ہے اس پر پہلے بھی قبضہ ہو چکا تھا تو ہائی کورٹ سے واگزار کروایا ہے۔ D.C.O صاحب کل وہاں پر گئے ہیں اور لوگوں نے اس پر وہاں احتجاج کیا ہے لیکن he admits کہ اس گراؤنڈ میں بازار لگے گا۔ Although there are number of other places which are available جیسے منڈی مویشیاں کی جگہ ہے۔ I fear کہ دوبارہ اس پر قبضہ ہو جائے گا تو میں آپ کے اور پریس کے توسط سے وزیر اعلیٰ صاحب اور لاء منسٹر صاحب سے درخواست کروں گا کہ ان کو بتائیں کہ وہ کسی اور جگہ پر سستا بازار لگائیں لیکن بچوں کے کھیلنے کی جگہ کو استعمال نہ کریں۔ شکریہ

جناب محمد یار ہراج: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں نے ایک short statement دینی ہے۔ بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے floor دیا اور میں ہاؤس کا زیادہ وقت نہیں لینا چاہتا۔

جناب سپیکر: میں نے آپ کو کب floor دیا ہے؟

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! اگر آپ مجھے وقت دیں گے تو مہربانی ہو گی۔

جناب سپیکر: کرنل صاحب نے راولپنڈی کے حوالے سے جو بات کی ہے اس کا پہلے لاء منسٹر صاحب جواب دے لیں۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور / داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جب وقفہ ہوتا ہے یا اجلاس ختم ہوتا ہے تو محترم کرنل صاحب میرے پاس تشریف لے آئیں تو D.C.O راولپنڈی سے آج ہی بات کرتے ہیں کہ یا تو وہ ان کے خدشات کو دور کریں یا پھر جس طرح یہ فرما رہے ہیں اس کے مطابق اس معاملے کو دیکھیں۔

جناب سپیکر: جی، ہراج صاحب!

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! میں short statement یہ دینا چاہتا تھا کہ کل ہم Opposition نے واک آؤٹ کیا اس پر میں تھوڑی سی وضاحت کرنا چاہتا تھا۔ آپ کی بہت مہربانی کہ آپ نے ہمیں کل بولنے کا بہت موقع دیا۔ ہم اس لئے باہر گئے کیونکہ ہمیں یہ بھی یقین دہانی کروائی گئی تھی کہ ہم ایک general discussion کسی وقت بھی کر سکیں گے۔ اگرچہ بہت موضوعات پر آپ کی مہربانی سے ٹائم بھی دیا گیا لیکن general discussion کا چونکہ ہمارا خیال تھا کہ ہمیں موقع دیا جائے گا۔ جب ڈپٹی سپیکر صاحب نے point out کیا کہ وہ نہیں ہو سکتی تو پھر ہم نے اس point پر واک آؤٹ کیا۔ آج ہم واپس ہاؤس میں موجود ہیں۔ کل ہمیں کافی وقت بھی ملا لیکن ہم نے صرف اپنا point نوٹ کرانے کے لئے واک آؤٹ کیا تھا اور آج ہم واپس ہاؤس میں آ گئے ہیں تو ہم اپنا role play کریں گے۔

جناب سپیکر: آپ کا بہت شکریہ۔ میں بذات خود آپ کے پاس گیا ہوں کہ آپ واپس ہاؤس میں تشریف لے آئیں۔ میں نے کہہ دیا تھا کہ آپ کی جو بات تھی اس کو سنا جانا تھا لیکن افسوس کہ آپ واپس تشریف نہیں لائے۔ بہر حال اچھی روایت ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور / داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم ہراج صاحب نے جو بات کی ہے اس حوالے سے میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ یہ درست ہے کہ جب amendments کے اوپر بات ہو رہی تھی تو اس وقت آپ کی موجودگی میں یہ طے ہوا تھا کہ جب third reading شروع ہو گی تو اسے جتنے بھی Opposition کے ممبر oppose کر کے بات کرنا چاہیں تو وہ بات کر سکتے ہیں اور rules اس بات کو permit کرتے ہیں لیکن جب وقت آیا تو اس وقت آپ کی Chair پر ڈپٹی سپیکر صاحب موجود تھے تو انہیں یہ بات باور کرائی گئی تھی لیکن انہوں نے اس کے باوجود put question کرنا شروع کر دیا اور Opposition نے احتجاج کیا اور باہر چلے گئے لیکن ہراج صاحب اس بات کو خاطر میں نہیں لائے کہ میں نے اسی وقت اٹھ کر Chair سے request کی کہ ہماری یہ بات طے ہوئی تھی اور یہ rules اس بات کی اجازت دیتے ہیں کہ وہ third reading پر

بات کر سکتے ہیں اور یہ ان کا حق ہے لہذا ان کو بلایا جائے اور ان کے آنے پر کارروائی کو آگے بڑھایا جائے۔ میری اس عرض پر باقاعدہ فوڈ منسٹر اور ان کے ساتھ تین اور آدمیوں پر مشتمل کمیٹی بنی اور کمیٹی نے جا کر ان سے درخواست کی کہ آپ واپس آ جائیں، آپ میں سے جو دوست ابھی بات کرنا چاہتے ہیں وہ آئیں اور بات کریں، اس کے بعد ہم کارروائی کو آگے بڑھائیں گے لیکن مجھے یہ افسوس ہے کہ ہمارے Opposition کے دوست میری اس عرض کو خاطر میں نہیں لائے اور کہا کہ ہم باہر آ گئے ہیں اور ہم نے واپس نہیں جانا۔

جناب سپیکر: یہ ہمارے بھائی ہیں۔ یہاں سے کمیٹی بھی بھیجی گئی اور اس کے بعد میں بذات خود اس مقصد کے لئے ان کے پاس حاضر ہوا کہ آپ واپس تشریف لے آئیں۔ چلیں آج انہوں نے اس بات کو acknowledge کیا ہے۔

## صوبائی محتسب اعلیٰ، پبلک سروس ٹربیونل اور سی ایم آئی ٹی کے چیئرمینوں کی خالی اسامیوں کو پُر کرنا

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: اب میرے خیال میں سوالات کی طرف آتے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! صوبے کا بڑا اہم issue ہے کہ ہمارے محتسب کی سیٹ پچھلے چھ مہینے سے خالی پڑی ہے اور تین ہزار سے زیادہ شکایات وہاں پر pending ہیں جس سے عوام suffer کر رہے ہیں۔ 1997 میں جس وقت (ن) لیگ کی ہی حکومت تھی اس وقت محتسب کا بڑا اچھا دفتر بنایا گیا تھا اور جس کا Preamble بہت ہی زبردست بات کرتا ہے۔ Preamble میں ہے کہ:

> "As for protection of the rights of the people, ensuring adherence to the rule of law, diagnosing, redressing and rectifying any injustice done to a person through maladministration and suppressing corrupt practices."

یہ چھ مہینے سے اتنا اہم دفتر خالی پڑا ہوا ہے۔ میں لاء منسٹر صاحب کے نوٹس میں لانا چاہوں گا کہ وہ مہربانی کر کے اس سیٹ کی appointment کے لئے بھی کچھ کریں۔ جیسا کہ سب کو معلوم ہے کہ جہاں پر حکومت کی functioning بہتر ہو سکتی ہے وہاں میں لاء منسٹر صاحب کے نوٹس میں یہ چیزیں گاہے بگاہے لاتا رہتا ہوں۔ ہم اپنی contribution رکھنا چاہتے ہیں کہ جہاں پر ہم کمی کوتاہی کی نشاندہی کریں تو یہ اس کو rectify کریں اور زیادہ بہتر طریقے سے حکومت چل سکے۔

جناب سپیکر: یہ بہت اچھی اور positive بات ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، چیمہ صاحب!

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہ رہا ہوں کہ اسی طرح پنجاب سروس ٹربیونل کے چیئرمین کی ریٹائرمنٹ کے بعد contract ختم ہو گیا تھا وہ سیٹ بھی ابھی تک خالی پڑی ہوئی ہے اور وہاں پر ایک ممبر ٹربیونل کی سیٹ بھی خالی پڑی ہوئی ہے۔ چونکہ انہوں نے service matters deal کرنے ہوتے ہیں اور ان کا پورے صوبے کے ملازمین کے ساتھ تعلق ہوتا ہے۔ لہذا ان پوسٹوں کو بھی حکومت fill کرے تاکہ ملازمین جو دور دراز سے آتے ہیں ان کے مسائل کو حل کیا جا سکے۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! میں بھی اس میں کچھ اضافہ کرنا چاہتا ہوں کہ C.M.I.T کے چیئرمین کی سیٹ بھی خالی ہے۔ بٹ صاحب جب سے ریونیو بورڈ کی طرف گئے ہیں تو وہ possession بھی موجود ہے جو کہ اس کو بھی fill ہونا ہے اور اس کا عارضی charge دیا گیا ہے۔ یہ C.M.I.T 1960 میں form ہوئی تھی لیکن اس اہم پوسٹ کو خالی رکھنا بھی مناسب نہیں ہے، اسے fill کرنا بہت ضروری ہے لہذا لاء منسٹر صاحب سے گزارش ہے کہ جتنے اہم محکمہ جات کی leadership خالی پڑی ہے، جس طرح میجر عبدالرحمن صاحب نے بھی ذکر کیا تھا کہ سپیشل کمیٹی نے LAFCO کی رپورٹ مانگی تھی لیکن ایک چیئرمین کے نہ ہونے کی وجہ سے اسمبلی کی کارروائی کے اہم

معاملات رُکے ہوئے ہیں۔ ہم Opposition والے لاء منسٹر صاحب سے گزارش کرتے ہیں کہ ان posts کو جتنا جلدی ہو سکے fill کیا جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور / داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں Opposition کی طرف سے اس نشاندہی کو welcome and appreciate کرتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ Opposition کی ذمہ داری بھی ہے اور حق بھی ہے۔ ان کی نشاندہی پر میں on behalf of the Government انہیں یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ ان سیٹوں پر all the posts, after all analysis جو competent لوگ ہوں گے انہیں انشاء اللہ بہت جلد تعینات کر دیا جائے گا۔

## ضلع ڈیرہ غازی خان کے اندر گندم، آٹا اور کھاد کی نقل و حمل پر پابندی

سردار فتح محمد خان بزدار: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، بزدار صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

سردار فتح محمد خان بزدار: جناب سپیکر! میرا تعلق tribal area ڈیرہ غازی خان تحصیل تونسہ سے ہے جو پنجاب میں واقع ہے لیکن پولیس حکام والے کہتے ہیں کہ آٹا اور گندم ان کے لئے پابندی ہے۔ حالانکہ وہ بہت بڑا علاقہ ہے وہاں پر بھی انسان ہیں اور انہیں بھی کچھ کھانا ہے تو میں آپ کے توسط سے گورنمنٹ سے یہ کہتا ہوں کہ یہ پابندی ہٹائیں کیونکہ ہم بھی پاکستانی ہیں اور پنجاب میں رہنے والے ہیں۔ ایسا ہمارے ساتھ کیوں ہو رہا ہے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہمارا بھی tribal area ہے۔ وہاں پہلے گندم کے لئے بھی ایک مسئلہ ہوتا تھا اور اب کھاد کے لئے بھی ہو رہا ہے یا تو کہہ دیا جائے کہ tribal area کا علاقہ پنجاب سے باہر ہے، ادھر کوئی نہیں جا سکے گا۔ وہاں سردیوں میں لوگ پہاڑ سے نیچے مزدوری کرنے کے لئے آئے تھے تو میرے حلقے میں ایک "ڈالے" کے اوپر ایک خاندان اپنی مزدوری کرنے کے بعد

اپنے حصے کی تین بوری گندم لے کر جا رہے تھے تو tribal area کی حد پر انہیں روک دیا گیا اور اس family کو تھانے میں بند کر دیا گیا، اس family کے ساتھ چار ماہ کی ایک بیمار بچی تھی جو تھانے کی حدود میں بھوک، پیاس اور بیماری کی وجہ سے اللہ کو پیاری ہو گئی۔ یہ اتنا بڑا ظلم ہے کہ اس پوری تحصیل کو کوئی چیز لے جانے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ اس حد پر ہائی وے پٹرولنگ والوں کو بٹھا دیا گیا ہے اور وہاں پہلے Food Department والے تھے اور اب میرے خیال میں محکمہ زراعت والے ہیں جو کہتے ہیں کہ آپ اس علاقے میں کھاد نہیں لے جا سکتے۔ اگر وہ کھاد نہیں لے کر جائیں گے تو وہ اپنی فصل کیسے بوئیں گے۔ جس وقت Food Minister صاحب ڈیرہ غازی خان آئے تھے تو اس وقت بھی میں نے یہ نشاندہی کی تھی کہ وہاں ایسا ہو رہا ہے اور اب کھاد کے لئے بھی یہی کچھ ہو رہا ہے اور اب میرے خیال میں ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ والوں کا یہ موقف ہے کہ جی، آپ اس علاقے میں کھاد نہیں لے جا سکتے۔ اگر وہ کھاد نہیں لے کے جائیں گے تو فصل کیسے کاشت کریں گے؟ اس سلسلے میں یہ مہربانی کریں اور میں نے پہلے بھی فوڈ منسٹر صاحب کو جس وقت ڈیرہ غازی خان آئے تھے تو انہیں نشاندہی کروائی تھی کہ ہمارے یہاں یہ ہو رہا ہے اور اب کھاد کے لئے بھی یہی ہو رہا ہے تو آپ کی توسط سے لاء منسٹر صاحب اور حکومت سے گزارش ہے کہ ڈیرہ غازی خان tribal area کے ساتھ کئے جانے والے discriminatory سلوک کو ختم کیا جائے یا اگر یہ سزا اس لئے دی جا رہی ہے کہ tribal area کے علاقے سے فتح محمد خان بزدار بھی اپوزیشن والی پارٹی میں سے ہیں اور میرا تعلق بھی اپوزیشن سے ہے تو اگر اس تحصیل کے لوگوں کو یہ سزا اس لئے دی جا رہی ہے کہ انہوں نے (ن) لیگ کو ووٹ نہیں دیا تو مہربانی کر کے یہ واضح کر دیں اور اگر کوئی اور وجہ ہے تو۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: کیونکہ tribal area کے اندر گندم بھی نہیں لے جائی جا سکتی۔ ضلع بھی وہی ہے اگر بین الاضلاعی پابندی ہے تو بین التحصیل کوئی پابندی نہیں۔۔۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! کافی بات ہو گئی ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ بڑی زیادتی والی بات ہے اور یہ بڑی زیادتی ہے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خوراک و صحت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! انہوں نے جس بات کی نشان دہی کی ہے وہ بالکل صحیح کی ہے اور اس میں کوئی دو رائے نہیں ہیں۔ اس سلسلے میں پہلے جو واقعہ پیش کیا، ایسے ہی ہوا تھا تو اس کو چیک کیا گیا اور اسے compensate کیا اور جنہوں نے خلاف قانون کام کیا تھا انہیں sought out کیا گیا اور اب اس کے بعد کی یہ جو صورتحال بتا رہے ہیں تو میں اس کی وضاحت ضروری سمجھتا ہوں۔ گو کہ یہ وقفہ سوالات ہے اور ٹائم ضائع ہو رہا ہے لیکن یہ بھی ایک اہم issue ہے اور اس کے متعلق وضاحت ہونی ضروری ہے۔

جناب سپیکر! وہاں پر اصل صورتحال یہ ہے کہ جس علاقے کی یہ بات کر رہے ہیں وہ tribal area ہے اور وہاں سے دوسرے صوبوں کی سرحد لگتی ہے اور وہاں سے 50 کے قریب ایسے راستے ہیں جنہیں ہم روک سکتے ہیں اور نہ ہم وہاں پر اپنی پوسٹ قائم کر کے اس کو manage کر سکتے ہیں تو وہاں سے گندم cross ہوتی تھی۔ اس وجہ سے وہاں جو bridge جاتا ہے اس کے اوپر ہم نے manage کیا ہوا ہے کہ وہاں پر ہم sought out کر لیں کہ کیا چیز جا سکتی ہے اور کیا چیز نہیں جا سکتی۔ آٹے کی shortage کی جو بات کر رہے ہیں تو ہم نے وہ shortage ختم کر دی تھی۔ دو تحصیلیں اور علاقہ جات ہیں وہاں کی daily requirement کے مطابق ہم allow کرتے ہیں کہ وہاں پر وہ جائے۔ اب انہوں نے یہ بات کی ہے تو آٹے کا issue وہاں پر ختم ہو چکا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آٹے کے ساتھ ساتھ کھاد بھی ہے۔

وزیر خوراک و صحت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! اب انہوں نے کھاد کی بات کی ہے تو اس سلسلے میں کھاد کو محکمہ زراعت deal کرتا ہے لیکن اس کے باوجود اگر ہمارے وہاں پر آدمی بیٹھے ہیں تو میں اس صورتحال میں انشاء اللہ ان کو یقین دلاتا ہوں کہ اس کو sought out کریں گے تو یہ میرے پاس ابھی دفتر میں تشریف لے آئیں تو ہم بیٹھ کر اس مسئلہ کو حل کر لیتے ہیں اور وہاں پر انہیں مکمل facility avail کر دی جائے گی۔ انشاء اللہ

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! tribal area کی بات ہے تو دوسرے صوبوں کے ساتھ اٹک کی حد صوبہ سرحد سے ملتی ہے اور رحیم یار خان میں بھی ہم سندھ کے ساتھ ملتے ہیں تو یہ صرف اور صرف ڈیرہ غازی خان کے tribes کے ساتھ ہی ہے۔ اٹک کی آخری تحصیل کو کیا بلاک کر دیا جاتا ہے، جو رحیم یار خان کی آخری تحصیل صادق آباد آتی ہے تو کیا اس میں movement ختم کر دی جاتی ہے؟ یہ صرف tribal area تحصیل کے لوگوں کے ساتھ ہے جس میں لغاری اور بزدار tribes اکثریت میں بیٹھے ہیں اور یہ ہمارے ساتھ discommunication کی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر: بزدار صاحب اور آپ مل کر ان سے بیٹھ کر بات کر لیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! منسٹر صاحب یقین دہانی کروا دیں کہ ان کو گندم لے جانے سے روکا جائے گا اور نہ ان کو کھاد لے جانے سے روکا جائے گا۔ ہر سہولت کے لئے ہماری تحصیل کے ساتھ زیادتی کی جاتی ہے۔ مہربانی کر کے یا تو صوبوں کی حد براری کروا دی جائے جس طرح زمیندارانہ ہوتی ہے---

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہم کہاں پر fall کرتے ہیں؟ اگر ہم پنجاب میں fall کرتے ہیں تو منسٹر صاحب یہاں پر commitment کر دیں کہ وہاں سے دانہ لے جانے کی، آٹا لے جانے کی اجازت ہو گی تو اس کے لئے آپ انہیں حکم فرما دیں۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ جو وہاں کے residents ہیں ان کے لئے نہیں روکنا چاہئے۔

وزیر خوراک و صحت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! ان کے ساتھ ہماری پہلے ملاقات بھی ہوئی اور ان کے ساتھ بیٹھ کر ہم نے manage بھی کیا جو problems تھے انہیں sought out بھی کیا۔ اب یہ یہاں پر surety لینا چاہتے ہیں---

جناب سپیکر: جن کے پاس residence کے کارڈ ہیں ان کو allow کر دیں کہ گھریلو استعمال کے لئے وہ لے جا سکتے ہیں۔

وزیر خوراک و صحت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں بتا رہا ہوں کہ allow کیا ہوا ہے اور کسی کو وہاں پر problem نہیں ہے۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! کسی کو problem نہیں ہو گی۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! کھاد کا بھی کہہ دیں۔

وزیر خوراک و صحت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! گندم کے دانوں کی بات ہو رہی ہے اور کھاد کی بات میں نہیں کر رہا۔۔۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! کھاد بھی ایسے ہی کر دیں۔

وزیر خوراک و صحت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! کھاد کے معاملے کے لئے یہ میرے پاس تشریف لے آئیں تو اس کو بیٹھ کر sought out کر لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: بزدار صاحب! کافی ہے اور میرے خیال میں اب سوالات کی طرف بڑھیں۔ مناسب یہی ہے۔

## امپورٹ شدہ Red Bull جوسز کے پینے سے نوجوانوں میں ہارٹ اٹیک جیسے مرض میں اضافہ

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ اس وقت خوراک کی بات ہو رہی ہے تو میں آپ کے علم میں ایک بات لانا چاہتا ہوں کہ اس ملک میں کروڑوں روپے کے juices اس قسم کے امپورٹ ہو رہے ہیں جو heart attack کے اور دوسرے لوگوں کی اموات کا باعث بن رہے ہیں تو میں چاہتا ہوں کہ یہ red bull وغیرہ juices جو آ رہے ہیں جنہیں عام طور پر teen agers پی رہے ہیں اگر حکومت ان کی امپورٹ کو بند نہیں کر سکتی تو کم از کم ان لوگوں کو educate کرنے کے

لئے جیسے سگریٹ پر لکھا ہوتا ہے یا اخبارات کے ذریعے لوگوں کو بتایا ضرور جائے کہ یہ جس cost پر یہ لوگ پی رہے ہیں تو اس کے لئے فوری طور پر کچھ ہونا چاہئے کیونکہ یہ بیماریوں کا باعث بن رہے ہیں اور خاص طور پر ہمارے جوان لوگ اس کو پی رہے ہیں اور بہت نقصان اٹھا رہے ہیں۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خوراک و صحت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہ drinks کی بات کر رہے ہیں تو یہ فوڈ ڈیپارٹمنٹ کے زیر اثر معاملہ نہیں آتا۔۔۔

جناب سپیکر: اس کی کوئی ٹاسک فورس بنی ہوئی ہے جو جعلی ادویات اور جعلی مشروبات کی روک تھام کرتی ہے؟

وزیر خوراک و صحت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! پہلے ہی ایک ڈیپارٹمنٹ ہے اور۔۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! جعلی ادویات اور چیز ہیں اور میرے پاس انٹرنیشنل پریس ہے جس کے اندر ایک 13 سال کی لڑکی کو صرف red bull juice پینے سے heart attack ہوا۔۔۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! تشریف رکھیں۔ منسٹر صاحب جواب دے رہے ہیں۔

وزیر خوراک و صحت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! اس کو فوڈ ڈیپارٹمنٹ deal نہیں کرتا بلکہ اس کو محکمہ صحت کے افسر deal کرتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ انڈسٹری ڈیپارٹمنٹ deal کرتا ہے تو یہ بھی ہمارے ساتھ بیٹھ جائیں کیونکہ دونوں محکمہ جات کے متعلق پہلے ہی ہمارے پاس ایک issue چل رہا ہے جو آپ نے اس دن ایک Dew کی بوتل دکھائی تھی جس پر wrapper paper تھا اور اس پر پہلے ہی ہم کل کام کر رہے تھے اور کل اس فیکٹری کا ہم نے چالان بھی کیا ہے تو یہ ڈیپارٹمنٹ دوسرا ہے چونکہ میری ڈیوٹی لگائی گئی تھی اس لئے میں پہلے ہی اس پر کام کر رہا ہوں تو ہم اس issue کو بھی ساتھ لے لیتے ہیں تو شیخ صاحب تشریف لے آئیں اور بیٹھ کر یہ مسئلہ بھی حل کر لیا جائے گا۔

جناب شاہجہاں احمد بھٹی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب شاہجہاں احمد بھٹی: جناب سپیکر! adulteration کی بات نہیں کر رہے بلکہ یہ بات ایسے drinks کی بات کر رہے ہیں جو import ہو رہے ہیں اور وہ انسانی صحت کے لئے نقصان دہ ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! Instant energy کے لئے کہا جاتا ہے تو میں اس کی تفصیل میں کیا جاؤں؟ آپ صرف انہیں یہ کہیں کہ لوگوں کو educate کریں کہ instant موت کا حصہ ہے، یہ energy کا حصہ نہیں ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): شکریہ۔ جناب سپیکر! شیخ علاؤالدین صاحب نے ایک بہت ہی اہم نکتہ اٹھایا ہے جس کا تعلق ہماری معیشت سے بھی indirectly بنتا ہے۔ یہ جتنے بھی juices اور cosmetics جو رؤسا اور امرا کے استعمال میں آتی ہیں یہ juices ایسے ہیں کہ جو سو سو روپے کا ایک tin ہے، غریب آدمی تو دو روپے کا امرود بھی لے کر نہیں کھا سکتا۔ ان چیزوں کی امپورٹ بند کرنے کے لئے اس ایوان کی طرف سے کوئی رائے آنی چاہئے۔ اصل میں جو ساری چیزیں یہاں پر بتائی گئی ہیں---

جناب سپیکر: چودھری صاحب! یہ فیڈرل issue ہے۔ امپورٹ ہم تو نہیں کر سکتے اور امپورٹ کا لائسنس بھی جاری نہیں کر سکتے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! ہم اپنی austerity drive. ایسی پالیسیاں اور تجاویز مرکز کو بھیج سکتے ہیں کہ ہمارے امپورٹ بل اور ایکسپورٹ بل کے اندر ایک بہت زیادہ mark difference ہے جسے کم کرنے کے لئے ایسے measures لئے جا سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ اس دوران کوئی ایسا لائسنس جاری نہیں ہوا ہو گا۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں نے اپنی تجویز دینی تھی جو کہ پیش کر دی ہے۔

انجینئر شہزاد الٰہی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

انجینئر شہزاد الٰہی: جناب سپیکر! ایک کمیونٹی کا مسئلہ ہے اور آپ کی اور لاء منسٹر کی بھی توجہ چاہوں گا کہ جب سے یہ حکومت آئی ہے تو وزیر اعلیٰ نے لینڈ مافیا کو۔۔۔

جناب سپیکر: میں آپ کو تقریر کرنے کی اجازت نہیں دوں گا۔آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں۔

انجینئر شہزاد الٰہی: جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ نے کہا تھا کہ ہم قبضہ گروپ ختم کریں گے، وہ قبضہ گروپ پتا نہیں ختم ہوں گے کہ نہیں لیکن جب سے یہ حکومت آئی ہے تو ہمارے چرچ پر قبضے ہو رہے ہیں، ہمارے قبرستانوں پر قبضے ہو رہے ہیں اور ایف سی کالج کے ساتھ ملحقہ کوٹھیوں پر قبضے ہو رہے ہیں۔ سابق دور میں ہمارے ادارے واپس کئے گئے تھے اور اس وقت کے نوٹیفکیشن ہوئے ہیں لیکن میں سیکرٹری ایجوکیشن سے جا کر ملا ہوں تو ہمارے تین سکولوں کے نوٹیفکیشن ہو چکے ہیں لیکن وہ handing over اور taking over نہیں کر رہے۔ رنگ محل سکول ہے، حاجی پورہ سکول ہے اور راجہ بازار کا سکول ہے جن کے نوٹیفکیشن ہو چکے ہیں لیکن سیکرٹری ایجوکیشن نے کہا ہے کہ مجھ پر دباؤ ہے۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور / داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ بات تو بالکل serious ہے لیکن یہ non serious طریقے سے کی جا رہی ہے انہوں نے جو بات پہلے کی ہے کہ ہمارے قبرستانوں پر قبضے ہو رہے ہیں، ہمارے churches پر قبضے ہو رہے ہیں، ایف سی کالج کے ساتھ کوٹھیوں پر قبضے ہو رہے ہیں اور پھر انہوں نے کہا کہ ہمارے سکول واپس نہیں کئے جا رہے۔ اگر یہ معاملہ اتنا ہی اہم تھا تو یہ اجلاس تقریباً دو ہفتے سے چل رہا ہے، یہ مجھے میرے آفس میں مل لیتے یا یہاں پر ہی properly اس معاملے کو raise کرتے۔ اب اس کی اتنی information یا تو میں یہ بات کروں اور کہہ دوں کہ آپ نے جو کہا ہے وہ بالکل غلط ہے اور ایسی کوئی بات نہیں ہے لیکن بات یہ ہے کہ اگر آپ نے یہ بات کی ہے تو یا تو اس کو proper طریقے سے کریں اور اگر آپ نے پوائنٹ آف آرڈر پر ہی

بات کرنی ہے تو پھر آپ میرے آفس آ جائیں۔ میں آپ کے سامنے سیکرٹری ایجوکیشن سے پوچھوں گا اور جو معاملات ہیں وہ ہمارے نوٹس میں لائیں۔ اس طرح سے بات کرنے کا تو کوئی جواز نہیں بنتا۔

**جناب سپیکر:** جی، میرے خیال میں مناسب بات یہی ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ آپ رانا صاحب سے آفس میں مل لیں۔

## سوالات

(محکمہ جات سپیشل ایجوکیشن، آبکاری و محصولات اور سپورٹس)

## نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

**جناب سپیکر:** پہلا سوال میاں نصیر احمد کا ہے۔

**میاں نصیر احمد:** شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 13 ہے۔ اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

**جناب سپیکر:** جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

### لاہور میں رجسٹرڈ گاڑیوں کی تعداد و دیگر تفصیل

*13: **میاں نصیر احمد:** کیا وزیر آبکاری و محصولات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور میں اس وقت رجسٹرڈ گاڑیوں کی تعداد کیا ہے؟

(ب) ہر سال کتنی گاڑیاں رجسٹرڈ ہو رہی ہیں؟

(ج) ہر سال گاڑیوں کی رجسٹریشن سے کتنا ریونیو حکومت کے خزانے میں جمع ہو رہا ہے؟

(د) 1999 سے 2007 تک ہر سال کے حساب سے جو ریونیو جمع ہوا، اس کی تفصیل بتائی جائے؟

**وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):**

(الف) ضلع لاہور میں اس وقت رجسٹرڈ گاڑیوں کی تعداد ماہ مارچ 2008 تک 1838223 ہے۔

(ب) ہر سال رجسٹرڈ ہونے والی گاڑیوں کی تعداد مختلف ہوتی ہے لہذا پچھلے پانچ سالوں میں رجسٹرڈ ہونے والی گاڑیوں کی تفصیل فلیگ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) حکومت کے خزانے میں رجسٹریشن کی مد میں جو ریونیو پچھلے پانچ سالوں کے دوران جمع ہوا ہے اس کی تفصیل فلیگ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) موٹر وہیکل رجسٹریشن کی مد میں جو ریونیو 1999 سے لے کر 2007 تک خزانہ میں جمع ہوا اس کی تفصیل سال وار فلیگ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میرا منسٹر صاحب سے ایک ضمنی سوال ہے کہ لاہور شہر میں جتنی بڑی گاڑیاں Prado وغیرہ ہیں ان بڑی گاڑیوں پر زیادہ تر فرضی نمبر پلیٹ چسپاں ہوتی ہیں اور کئی کئی سال تک رہتی ہیں۔ اس مد میں جو گاڑیاں رجسٹرڈ نہیں ہوتیں اور کروڑوں روپیہ جو رجسٹریشن کی مد میں گورنمنٹ آف پنجاب کے پاس جمع ہونا ہوتا ہے وہ جمع نہیں ہوتا۔ میں جناب منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ بڑی گاڑیاں جن کو normally ٹریفک وارڈن بھی روکتے ہوئے ہچکچاتے ہیں اور جن گاڑیوں پر اسلام آباد کی نمبر پلیٹ لگی ہو ان کو بھی روکتے ہوئے ہچکچاتے ہیں تو ان کی رجسٹریشن کو check کرنے کے لئے کوئی سد باب، کوئی پالیسی ان کے ذہن میں ہے، انہوں نے اس بارے میں کیا سوچا ہوا ہے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! یہ جو معزز رکن نے unregistered گاڑیوں کے بارے میں فرمایا ہے میں نے پہلے بھی ایک دن بتایا تھا کہ ہمارے محکمے نے ایک extensive campaign نہ صرف لاہور بلکہ پورے صوبے میں شروع کی ہے جس میں unregistered گاڑیاں، جعلی نمبر پلیٹ والی گاڑیاں ہیں اور جس طرح انہوں نے کہا ہے کہ اسلام آباد کے نمبر لگے ہوتے ہیں ان پر ہمارے محکمے ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن نے ٹریفک پولیس کے ساتھ extensively یہ launch campaign کی ہے۔ اس میں ہمارے لوگ آپ کو شاید ہائی ویز پر نظر بھی آئیں گے، وہ گاڑیوں کو روک رہے ہوتے ہیں اور باقاعدہ ان کے کاغذات وغیرہ check کر رہے ہوتے ہیں۔ اس میں ہمارے محکمے ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کے لوگ ہیں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! اس میں جو ایک چھوٹی سی قباحت سامنے آئی ہے کہ محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کا جو ریکارڈ ہے وہ متعلقہ پولیس کے اہلکاران کے پاس ہوتا ہے جب وہ گاڑی کسی واردات یا کسی واقعے میں ملوث ہوتی ہے تو وہ ریکارڈ ان کو نہیں دیا جاتا تو جب یہ campaign start کرتے ہیں تب ہی unregistered گاڑیوں کا ریکارڈ سامنے لایا جاتا ہے تو کیا منسٹر صاحب کا اس campaign کو پُر اثر بنانے کے لئے کوئی اس طرح کے data کو change کرنے کا پروگرام ہے؟ ان کی campaign تو دو سال یا سال میں ایک دفعہ شروع ہوتی ہے اور 15 دِن کے لئے شروع ہوتی ہے جس کے دوران گاڑیاں روک لی جاتی ہیں کیا اس کو روکنے کے لئے proper سد باب کیا ہے تاکہ اگر ان کی campaign نہیں بھی چلتی تو اس کے دوران بھی un registered گاڑیوں کو پکڑا جا سکے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ پندرہ دن کے لئے نہیں ہے۔ میں نے ان سے عرض کی ہے کہ extensively یہ سلسلہ چلتا رہے گا اور انشاء اللہ ہمیں امید ہے کہ ہم زیادہ سے زیادہ unregistered گاڑیوں کو جو صوبہ پنجاب میں چلتی ہیں ان کو registered کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ یہ حکومت پنجاب کی top priority ہے اس کے علاوہ میں ان سے یہ بھی عرض کر دوں کہ open letter پر بھی بہت سی گاڑیاں چلتی ہیں ان کے خلاف بھی ہم نے extensive campaign چلائی ہے۔ میں دوبارہ آپ سے یہ کہنا چاہوں گا کہ یہ سلسلہ 15 دِن کے لئے نہیں ہے بلکہ یہ اس وقت تک چلتا رہے گا جب تک ہم properly اپنا target achieve نہیں کر لیتے۔ آپ کی بات بجا ہے کہ ہمارا محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن پنجاب کا major revenue collecting department ہے اور ہمیں unregistered گاڑیوں کی وجہ سے major loss ہوتا ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! اس میں جز (د) ہے جس میں سالانہ revenue کے متعلق بتایا گیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ کے دو ضمنی سوال ہو چکے ہیں۔ دیکھیں! ٹائم کا خیال کریں اور دوسروں کا بھی خیال کریں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! یہ میرا آخری ضمنی سوال ہے۔اس میں کچھ ماہ پہلے ہم نے گاڑیوں کی ٹیکس رجسٹریشن کی مد میں فیسیں بڑھائی ہیں جو100 فیصد ٹیکس رجسٹریشن کی amount میں فرق پڑا ہے اس کی وجہ سے گاڑیاں اب صوبہ پنجاب سے باہر جاکر رجسٹرڈ ہونا شروع ہو گئی ہیں، جس میں اسلام آباد اور دوسرے صوبوں سے گاڑیاں رجسٹرڈ ہو رہی ہیں کیا اس مد میں اس رجسٹریشن کو روکنے کے لئے سد باب کیا گیا ہے؟

## پوائنٹ آف آرڈر

## ڈی سی او منڈی بہاؤالدین کا معزز اراکین اسمبلی کو اپنے دفتر سے باہر نکالنے کی کوشش

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں یہ دو تین روز قبل منڈی بہاؤالدین میں ایک واقعہ ہوا ہے۔ڈی سی او صاحب نے ہمارے ایم پی اے حضرات کے ساتھ بد تمیزی کی۔ اب انہوں نے ضلع میں ہڑتالیں شروع کرائی ہوئی ہیں اور خود بھی دفتر کو تالا لگا کر بیٹھے ہوئے ہیں۔آپ ہمارے custodian ہیں اگر ہم M.P.As کے ساتھ کوئی زیادتی ہوتی ہے تو آپ کو بھی از خود اس کا نوٹس لینا چاہئے۔

جناب سپیکر: تحریک استحقاق آپ کے پاس موجود ہے؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! یہ تحریک استحقاق کا معاملہ نہیں ہے۔ تحریک استحقاق تو اس حد تک ہوتی ہے کہ اگر کوئی ایم پی اے کے ساتھ زبانی کلامی بد تمیزی کرتا ہے۔ ایک ڈی سی او نے ہمارے M.P.As کو دفتر سے دھکے دے کر نکالنے کی کوشش کی ہے اور اب وہ کہہ رہا ہے کہ میں نے یہ نہیں کیا بلکہ ان M.P.As نے کیا ہے اور ہماری وہاں پر ایک نام نہاد انکوائری بھی چل رہی ہے۔ ہم یہ قطعاً برداشت نہیں کرتے، اگر کسی پٹواری کے ساتھ بھی زیادتی ہوتی ہے تو وہ بھی ہڑتال پر چلے جاتے ہیں

اور پورے پنجاب کا کام رُک جاتا ہے۔ ہماری بھی یہ community ہے۔ میری تمام M.P.As سے یہ گزارش ہے، چاہے وہ مسلم لیگ (ن) کے ہوں یا (ق) کے ہوں ہمارے ساتھ زیادتی ہوئی ہے ہمارا ساتھ دیں۔ جب تک وہ D.C.O وہاں سے ٹرانسفر نہیں ہو جاتا ہم اسمبلی کی کارروائی نہیں چلنے دیں گے، ہمارے ساتھ یہ ظلم ہے اور ہمیں اس ظلم کا ازالہ چاہئے۔

**چودھری شوکت محمود بسرا (ایڈووکیٹ)**: جناب سپیکر! گزارش ہے کہ D.C.O کا رویہ یہ ہے کہ انہوں نے M.P.As کو باقاعدہ convey کیا ہے لہذا ان کو ٹرانسفر نہ کیا جائے بلکہ He must be suspended. (شور وغل)

(اس مرحلہ پر تمام اراکین اسمبلی اپنی سیٹوں پر D.C.O کے خلاف احتجاجاً کھڑے ہو گئے)

**جناب سپیکر**: اب لاء منسٹر صاحب آپ کی بات کا جواب دے رہے ہیں، آپ تشریف رکھیں اور ان کی بات سنیں۔

**چودھری شوکت محمود بسرا (ایڈووکیٹ)**: جناب سپیکر! گزارش صرف یہ ہے کہ He is not only be transferred, he must be suspended. بلکہ اس کو terminate ہونا چاہئے۔ یہ اس پورے ہاؤس کی توہین کی گئی ہے۔

**جناب سپیکر**: جی ہاں، اس کا علاج ہو گا، آپ بات تو سنیں۔ آپ نے اپنی بات کر لی ہے اب لاء منسٹر صاحب کی بھی بات سن لیں۔

**معزز ممبران (خواتین) حزب اقتدار**: D.C.O کو suspend کریں، D.C.O کو فارغ کریں۔

**جناب سپیکر**: میں آپ تمام حضرات کا بہت احترام کرتا ہوں، آپ تشریف رکھیں اور لاء منسٹر کو بات کرنے دیں۔ لاء منسٹر صاحب آپ کے سامنے بات کرنے لگے ہیں ان کی بات سُن لیجئے۔

**ملک محمد عباس راں**: جناب سپیکر! ڈی سی او کو پہلے suspend کریں اس کے بعد انکوائری ہونی چاہئے۔

(تمام معزز ممبران اپنی نشستوں پر کھڑے رہے
اور D.C.O کے خلاف احتجاج کرتے رہے)

**جناب سپیکر:** دیکھیں! میری بات سُنیں، آپ معزز ممبران ہیں، ہمیں آپ کا بہت احترام ہے۔ آپ کی عزت ہماری عزت ہے، ایسی بات نہیں ہے۔ آپ میری بات سنیں، لاء منسٹر صاحب جواب دے رہے ہیں، ذرا جواب سنئے۔

**وزیر قانون و پارلیمانی امور / داخلہ (رانا ثناء اللہ خان):** جناب سپیکر! جو واقعہ محترم اراکین اسمبلی، میرے محترم بھائیوں نے یہاں پر بیان کیا ہے۔ میں بالکل نہیں کہتا کہ اس میں قطعی طور پر کسی قسم کی کوئی مبالغہ آرائی ہو گی، انھوں نے جو فرمایا وہ بالکل درست ہے، اس کے اوپر وہ جو حکم فرما رہے ہیں اس کو بھی میں مانتا ہوں، مجھے ان سے صرف اتنی گزارش ہے کہ وہ ایک گھنٹے کا ٹائم دے دیں تاکہ میں اس بارے میں معلومات لے کر جو بھی گورنمنٹ کا موقف ہے اور ان کا جو موقف ہے اور ان کا جو حکم ہے، آخر اس حکم کو implement کرنے کے لئے بھی تو ٹائم چاہئے۔ ہو سکتا ہے کہ اس کے بعد میں جب آپ سے یہاں پر ٹائم لوں تو اس وقت ان کے موقف کی بھی تائید ہو چکی ہو اور ان کے حکم کی تعمیل بھی ہو چکی ہو۔ اس لئے میری ان سے یہ گزارش ہے کہ ہم اس معزز ہاؤس کے رکن ہیں اور یہ وہ ادارہ ہے کہ جس نے پورے صوبہ کو انصاف فراہم کرنا ہے، جس نے پورے صوبہ کے معاملات کو چلانا ہے۔ ہر کسی سے ہونے والی زیادتی کے بھی ہم ہی ذمہ دار ہیں، اگر ہمیں کسی جگہ پر کوئی مشکل پیش آتی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہم اپنا کام چھوڑ کر یا اس ہاؤس کو چھوڑ کر اگر ہم باہر چلے جائیں گے تو پھر باقی معاملات کس طرح سے چلیں گے؟ ہاؤس میں بیٹھے، اسی ہاؤس کی وجہ سے ہی ہماری عزت ہے، یہاں پر بیٹھ کر ہی ہمارا مقام ہے، یہاں پر بیٹھنے اور بات کرنے کے لئے ہی لوگوں نے ہمیں منتخب کر کے بھیجا ہے، آپ اس ہاؤس کی کارروائی کو چلنے دیں، مجھے جو ٹائم آپ فرما رہے ہیں اس سے within that time مجھے اپنے حکم کی تعمیل کے لئے وہ مجھے ٹائم دیں تو انشاء اللہ تعالیٰ گورنمنٹ جو ہے وہ آپ کے تابع ہے۔ اس ہاؤس کو جوابدہ ہے، آپ کے جو احساسات ہیں ان کے اوپر اسی طرح سے respon کرے گی جس طرح سے آپ کی خواہش ہے یا آپ کا حکم ہے۔

**سید حسن مرتضیٰ:** جناب سپیکر! رانا صاحب نے جو فرمایا ہے ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ ہم اس سسٹم کا حصہ ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہماری گورنمنٹ ہے۔ ہم گورنمنٹ کا حصہ

ہیں لیکن یہاں یہ بھی دیکھیں کہ ہمارے ایک صحافی بھائی یا صحافی بہن کے ساتھ ایک ڈاکٹر نے زیادتی کی، اس ہاؤس کی کارروائی معطل کر کے ایک گھنٹے میں وہ انکوائری ہوئی اور اسے suspend کیا گیا، dismiss کیا گیا اور پھر یہاں ہاؤس میں آ کر اس کی رپورٹ پیش کی گئی۔ کیا ہم پاکستان کے شہری نہیں ہیں، کیا ہمارا یہ حق نہیں ہے کہ ہمارے لئے بھی ہاؤس کی کارروائی suspend ہو؟ (نعرہ ہائے تحسین)

یہ D.C.Os جن کو ہم طاقتیں دینے کے لئے یہاں پر قانون سازی کرتے ہیں، ہم نے کل ایک بل پاس کیا ہے جس میں ہم نے کمشنر کو طاقتور بنایا ہے اور آج وہی بیوروکریسی ہم پر برس رہی ہے۔ آج کارروائی suspend کریں اور ایک گھنٹے میں انکوائری کر کے ہم پر مہربانی کریں، ہمارا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ ہماری عزت کو بحال کیا جائے۔ اس کے بعد اس ہاؤس کی کارروائی ہو۔

**محترمہ نرگس فیض ملک:** جناب سپیکر! جب ہمیں کوئی تحفظ نہیں ہے، ہم اگر اپنا defence نہیں کر سکتے تو پھر ہم اپنے حلقوں کے لوگوں کے حقوق کا کیسے defence کریں گے؟

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں۔

**وزیر قانون و پارلیمانی امور / داخلہ (رانا ثناء اللہ خان):** جناب سپیکر! میرے محترم بھائی حسن مرتضیٰ صاحب نے جو فرمایا ہے کہ ایک صحافی کے ساتھ زیادتی ہوئی، اس کے بعد ہاؤس کی کارروائی suspend کر کے انکوائری کی گئی، اس کے بعد اس ڈپٹی میڈیکل سپرنٹنڈنٹ کو suspend کر کے پھر ہاؤس کی کارروائی دوبارہ شروع ہوئی۔ اس میں، میں یہ عرض کروں کہ ایک تو یہ معاملہ جو تھا یہ ایک دن پہلے کا تھا اور وہ اسی دن شام کو میرے نوٹس میں آگیا۔ میں نے اسی وقت سیکرٹری ہیلتھ سے کہا تھا کہ آپ نے صبح 00-9 بجے جا کر اس معاملے کی proper انکوائری کرنی ہے اور انکوائری کر کے آپ نے 00-11 بجے تک ہمیں رپورٹ کرنی ہے کہ primafacie کس کا گناہ بنتا ہے؟ میری صحافی بھائیوں سے بھی بات ہوئی تھی اور میں نے ان سے عرض کیا تھا کہ آپ 00-11 بجے تک ہمیں ٹائم دیں کہ اس وقت تک یہ معاملہ resolve ہو جائے گا۔ اب اس کے بعد جب صحافی بھائیوں نے بائیکاٹ کیا اور mean time جب ان سے ہم meeting کر رہے تھے تو اس انکوائری کا رزلٹ بھی آ

گیا اور سیکرٹری ہیلتھ وہاں پر خود آئے۔ سیکرٹری ہیلتھ نے آکر وہاں پر ہمارے صحافی بھائیوں کے مؤقف کی تائید کی۔ انھوں نے کہا کہ میں نے خود جا کر enquire کیا ہے اور وہاں پر واقع ہی اس طرح سے تجاوز ہوا ہے۔ اس کے اوپر وہ orders کئے گئے تھے۔ اب میری ان سے گزارش ہے کہ میں اسی لئے کہتا ہوں کہ اگر یہ آج بھی کسی اور طبقے کا معاملہ ہوتا، صحافیوں کا معاملہ ہوتا، کسی اور segment of society کا معاملہ ہوتا تو بالکل میں آپ کی اس بات کے اوپر اعتراض نہ کرتا کہ آپ اپنی کارروائی کو suspend کر کے اس ظلم اور زیادتی کا ازالہ کروائیں۔ بات یہ ہے کہ اس میں ہماری اپنی ذات involve ہے۔ جہاں پر ہماری اپنی ذات involve ہو وہاں پر ہمیں grace اور space دینی چاہئے۔ یہی تقاضا اس معزز ہاؤس کا ہے اور جہاں پر ہم جس عزت کے ساتھ بیٹھے ہیں، جس عزت کے ساتھ اس صوبہ کے لوگوں نے ہمیں بٹھایا ہے کہ جب ہماری اپنی ذات کا معاملہ ہو تو وہاں پر ہم grace بھی دیں، space بھی دیں تو اس لئے اب جو میں نے عرض کیا ہے آپ اس کے اوپر اعتماد کریں، انشاء اللہ تعالیٰ آپ کو قطعی طور پر مایوسی نہیں ہوگی، آپ کی خواہش کو بلکہ میں خواہش نہیں کہتا، آپ کے حکم کا مکمل احترام کیا جائے گا۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: جی، مجھے بات تو کرنے دیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! چیف سیکرٹری کو بلایا جائے۔ یہ وحید انصاری کا بھائی ہے جس نے قصور میں آپ کو بھی اپنی زد میں لیا تھا، وہ وحید انصاری اوروں کا بندہ ہے، آپ میری بات پر غور کریں، چیف سیکرٹری کو بلائیں، ابھی فیصلہ ہو جاتا ہے اور ایک گھنٹے کے لئے آپ اس ہاؤس کی کارروائی کو روکیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: جی، مجھے بات تو کرنے دیں۔

چودھری شوکت محمود بسرا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! رانا صاحب نے جو بات کہی ہے اس پر میں صرف ایک گزارش کروں گا:

ادھر ادھر کی تو بات نہ کر یہ بتا قافلہ کیوں لٹا
مجھے راہزنوں سے غرض نہیں تیری رہبری کا سوال ہے

جناب سپیکر! گزارش صرف اتنی ہے کہ رانا صاحب کی بات ہمارے سر آنکھوں پر۔ ڈاکٹر کمزور آدمی تھا فوراً معطل ہو گیا۔ ڈی سی او ایک strong آدمی ہے اور اس نے پورے ضلع کو آگے لگایا ہوا ہے۔ اس کے لئے میں کہتا ہوں کہ ایک گھنٹے کا ٹائم بھی بہت زیادہ ہے، پرسوں کا واقعہ ہوا ہے، اخباروں میں رپورٹ ہوا ہے۔ یہ ہماری حکومت کا فرض تھا کہ پرسوں اس کا نوٹس لیتی اور اس کی انکوائری کر کے فی الفور اس کے خلاف کارروائی ہوتی۔ اب میری گزارش یہ ہے کہ ایک گھنٹے کا ٹائم نہیں بلکہ آدھے گھنٹے میں بھی یہ کام ہو سکتا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، کائرہ صاحب!

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! میں حسن مرتضیٰ صاحب اور اپنے ساتھیوں سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ جو رانا صاحب نے کہا ہے کہ ایک گھنٹے کا ٹائم، تو یہ مناسب ٹائم ہے اور مناسب بات ہے۔ وہ اس کو تسلیم کریں۔ بہت شکریہ

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ ہم اس سسٹم کا حصہ ہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ رانا صاحب علیحدہ ہیں اور ہم علیحدہ ہیں۔ ہم بھی انہی کا حصہ ہیں۔ میرا بات کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ہمارے ساتھ زیادتی ہوئی ہے۔ تین دن ہو گئے ہیں، دو گھنٹے کا راستہ ہے وہ ایک گھنٹے کا ٹائم مانگ رہے ہیں، میں کہتا ہوں کہ دو گھنٹے دے دیتے ہیں، وہ لاہور تو آئے۔ جو ڈی سی او اپنے ضلع میں بیٹھ کر ہڑتالیں کروا رہا ہے، انجمن تاجران کو بلا بلا کر کہہ رہا ہے کہ آپ لوگ ہڑتال کرو، صحافیوں کو کہہ رہا ہے کہ آپ لوگ ان کے خلاف خبریں لگاؤ۔ اگر اس نے سیاست کرنی ہے تو وہ ڈی سی او شپ سے resign کر دے، جس حلقے میں کہتا ہے وہ آ کر الیکشن لڑے، اس کو آٹے، دال کے بھاؤ کا پتا چلے۔ ساری عمر وہ ٹرانسپورٹ میں نوکری کرتا رہا ہے، سو سو، دو دو سو روپے اکٹھے کرنے والے ڈی سی او نے ہمارے ایم پی ایز کے ساتھ زیادتی کی ہے اور ہم کہتے ہیں کہ اسے دو گھنٹے دو، ادھر لاہور آ کر وہ بات تو کرے۔ اگر ہم ثابت نہ کریں کہ اس نے ہڑتالیں کروائی ہیں تو ہم resign دے دیں گے اور اگر ثابت ہو جائے تو اس سے بھی resign لینا چاہئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور / داخلہ (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جیسے حسن مرتضیٰ صاحب نے فرمایا معاملہ بالکل طے ہو گیا۔یہاں کائرہ صاحب موجود ہیں آپ ان کے ساتھ کوئی اور دو صاحبان مقرر کر دیں یا اس وقت جو دوست complaint کر رہے ہیں ان میں سے شامل کر لیں۔ میں ان کی خدمت کے لئے حاضر ہوں، ڈی سی او کو بلا لیتے ہیں، غالباً چیف سیکرٹری صاحب فیصل آباد میں ہیں ان کو بھی بلا لیتے ہیں۔ میری information کے مطابق وہ کل فیصل آباد تھے اگر وہ آ چکے ہیں تو میں ابھی پتا کروا لیتا ہوں۔(قطع کلامیاں)

میری بات سن لیں۔بھائی میری بات تو سن لیں۔میری بات مکمل ہونے دیں۔یہ تو کوئی طریقہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر: پلیز! تمام ممبران تشریف رکھیں۔منسٹر صاحب آپ کے لئے بات کر رہے ہیں۔شاہ صاحب نے بات کی ہے، کائرہ صاحب نے بھی بات کی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور / داخلہ (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ تمام دوست میری بات مکمل ہونے دیں۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: یہ کیا طریقہ ہے؟ ان کی بات تو سنیں۔یہ اچھی بات نہیں ہے۔خدانخواستہ وہ آپ کے خلاف تو نہیں بول رہے بلکہ وہ تو آپ کو بتا رہے ہیں کہ ہم نے کس طریقے سے کرنا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور / داخلہ (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جیسے میں نے عرض کیا ہے۔

ملک محمد عباس راں: جناب سپیکر!۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور / داخلہ (راناثناء اللہ خان): میری بات تو سن لیں۔

ملک محمد عباس راں: جناب سپیکر! وزیر قانون ہمیں میٹھی گولی دے رہے ہیں۔ ہمارا مقصد صرف یہ ہے کہ ایک ایم پی اے ایک لاکھ افراد کا نمائندہ ہوتا ہے اور کیا یہاں تمام ایم پی ایز کھڑے ہو کر جھوٹ بول رہے ہیں؟

جناب سپیکر: آپ قانون بنانے والے ہیں۔آپ قانون کا احترام کرنے والے ہیں۔آپ اس کے مطابق ان کو بات توکرنے دیں۔

ملک محمد عباس راں: ہم گزارش کرتے ہیں کہ پہلے اس ڈی سی او کو معطل کیا جائے اس کے بعد کمیٹی بنائی جائے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: کون کہتا ہے کہ جھوٹ بول رہے ہیں؟ None can say

وزیر قانون و پارلیمانی امور / داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! یہ اسی کا بھائی ہے جس نے قصور میں آپ کو گرفت میں لینے کی کوشش کی تھی۔

چودھری شوکت محمود بسرا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری استدعا ہے کہ آدھ گھنٹے کے لئے اجلاس کی کارروائی ملتوی کی جائے اس دوران رانا صاحب کو بھی ٹائم مل جائے گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور / داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! جب دس ممبرز ایوان میں کھڑے ہو کر کوئی الزام لگاتے ہیں تو وہ جھوٹا نہیں ہوتا۔

آوازیں: پہلے ڈی سی او کو معطل کیا جائے۔

ملک محمد عباس راں: جناب سپیکر! آپ کی کیا مجبوری ہے؟ ہم نے لاء منسٹر کی بات سن لی ہے۔

جناب سپیکر: آپ کے سامنے ہماری کوئی مجبوری نہیں ہے۔

ملک محمد عباس راں: جناب سپیکر! پہلے ڈی سی او کو معطل کریں۔پھر انکوائری کریں، پھر چاہے دو گھنٹے ٹائم دے دیں۔

جناب سپیکر: پلیز! آپ تشریف رکھیں۔ان کی بات تو سنیں۔آپ کیا کرتے ہیں؟ معزز ممبران! پلیز! آپ تشریف رکھیں۔یہ طریقہ مناسب نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور/داخلہ(رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر!میں تمام ہاؤس سے۔۔۔(شوروغل)

جناب سپیکر:آرڈرپلیز۔آرڈرپلیز۔منسٹر صاحب کی بات سنیں۔شاہ صاحب!پلیز بات سنیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور/داخلہ (راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!میں تمام معزز ممبران سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ میری بات سن لیں۔

جناب سپیکر:پلیز!راناصاحب کی بات سنیں۔اچھی بات آرہی ہے۔Order in the House.

وزیر قانون و پارلیمانی امور/داخلہ (راناثناء اللہ خان):حسن مرتضیٰ صاحب!آپ پہلے میری بات سن لیں۔

جناب سپیکر:پلیز!تشریف رکھیں۔راناصاحب بات کر رہے ہیں،آپ بات سنیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور/داخلہ (راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!میں معزز ہاؤس اور یہاں پر بیٹھے ہوئے معززاراکین کی خدمت میں دوبارہ عرض کروں گا کہ آپ کو پوراملک اورپوراصوبہ دیکھ رہا ہے۔ہمیں اپنی ذات کے معاملے میںgrace and spaceسے کام لیناچاہئے۔(قطع کلامیاں) بھائی آپ بات تو سن لیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ:یہ پیپلز پارٹی والوں کے ساتھ ہوناہی تھا۔وہ تو بار بار کہہ رہے تھے کہ وزارتیں چھوڑدیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور/داخلہ (راناثناء اللہ خان):جب میں بات مکمل کرلوں اس کے بعد جواب دے دیں۔آپ کو جواب دینے سے کس نے روکا ہے؟

جناب سپیکر:یہ کیا طریقہ ہے؟Gentleman! This is not good to you منسٹر صاحب جواب دے رہے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور / داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جب میری بات مکمل ہو جائے تو پھر اس کے بعد اپوزیشن کے معزز بھائی اور دوسری طرف سے بھی بات کر لیں۔ میں اسی ہاؤس کا حصہ تھا، جب یہاں اس طرح ایک A.S.I کو معطل کروایا گیا تو بعد میں اسے لوگوں نے اور پریس نے ہیرو بنا دیا تھا۔ میری ذات آپ کے ساتھ ہے لیکن میں experience کی بنیاد پر عرض کرتا ہوں۔ میں بھی آپ کے ساتھ اس ایوان کا ممبر ہوں۔ یہ میرا موقف ہے، اگر آپ اسے تسلیم نہیں کرتے تو کوئی ایسی بات نہیں۔ میں خود کو باہر نہیں نکال رہا۔ میرا یہ مؤقف ہے کہ اس میں ہماری ذات involve ہے اس لئے ہمیں grace and space سے کام لینا چاہئے۔ میں نے یہ ایک تجویز دی ہے کہ آپ حکومت کو ایک گھنٹے کا ٹائم دے دیں۔ اس سلسلے میں آپ کی جو خواہش ہے، آپ کا جو حکم ہے، اس پر عملدرآمد کے لئے حکومت کو ٹائم دے دیں یا پھر انھوں نے جو دوسری بات کی ہے کہ اس ڈی سی او اور چیف سیکرٹری کو بلایا جائے تو میں اس کے متعلق یہ عرض کر رہا تھا، میں کوئی اپنی بات نہیں کر رہا تھا یہاں پر کائرہ صاحب موجود ہیں، ان کا ان کی جماعت سے تعلق ہے لہذا آپ کائرہ صاحب کی سربراہی میں ایک کمیٹی بنا دیں۔ ڈی سی او اور چیف سیکرٹری یہاں حاضر ہو جاتے ہیں۔ بات سننے کے بعد کمیٹی جو بھی فیصلہ کرے گی میں on behalf of the Government , on behalf of the Chief Minister یہاں اس معزز ایوان کو ensure کرتا ہوں کہ اس پر عمل کیا جائے گا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! جیسے رانا صاحب نے بات کی ہے، ٹھیک ہے ہم ایک گھنٹے کا ٹائم دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: کائرہ صاحب کی سربراہی میں کمیٹی تشکیل دی جا رہی ہے اس میں حسن مرتضیٰ صاحب اور تیسرے کون صاحب voluntary اس کمیٹی میں آنا چاہیں گے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور / داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ ہاؤس کا معاملہ ہے لہذا اپوزیشن سے بھی لغاری صاحب یا ہراج صاحب کو شامل کر لیا جائے۔

جناب سپیکر: چونکہ یہ ہاؤس کا معاملہ ہے لہذا لغاری صاحب کو اس کمیٹی میں شامل کیا جاتا ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! سیالکوٹ میں خواجہ آصف صاحب نے ڈائریکٹر کالجز کو مارا لیکن پھر بھی ڈائریکٹر نے معافی مانگی اس لئے چونکہ خواجہ آصف صاحب ruling party سے تھے اور یہاں پیپلز پارٹی والوں کو مارا جا رہا ہے۔ ہم تو کل سے ہی شور مچا رہے ہیں کہ یہ کمشنری نظام بھی اسی لئے لایا جا رہا ہے اور ڈپٹی چیف منسٹر اسی لئے بنائے جا رہے ہیں۔

جناب سپیکر: پلیز ہمیں کمیٹی بنانے دیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: یہ تو بار بار کہہ رہے ہیں کہ پیپلز پارٹی والو! وزارتیں چھوڑ جاؤ لیکن انھوں نے وزارتیں نہیں چھوڑیں۔ اس لئے یہ تو ہونا ہی تھا۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! میں نے آپ کو نامزد کر دیا ہے، آپ کمیٹی میں شامل ہیں۔ بہت شکریہ بڑی مہربانی۔

چودھری شوکت محمود بسرا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ہم گورنمنٹ کا حصہ ہیں۔ پاکستان پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ (ن) دونوں گورنمنٹ کا حصہ ہیں۔ ہمیں یہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے کہ پیپلز پارٹی والوں کے ساتھ یہ بات ہو رہی ہے We are part and parcel of this Government. اور ہمارے وزیر قانون رانا ثناء اللہ صاحب نے جو بات کہی ہے ہم اسے own کرتے ہیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: ہمارا کوئی ممبر اس کمیٹی میں شامل نہیں ہو گا چونکہ یہ ان کا آپس کا معاملہ ہے۔

جناب سپیکر: یہ جواب دینا آپ کے لئے مناسب نہیں ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ آپ ٹھیک کر رہے ہیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! اس میں ہماری پارٹی سے کوئی نہیں شامل ہو گا۔

جناب سپیکر: قائد حزب اختلاف چودھری ظہیر صاحب! ذرا آپ اس بارے میں ان سے کہیں۔

محترمہ نرگس فیض ملک: جناب سپیکر! ہمیں یہ نہ سمجھائیں ہم اپنے حق کی بات کر سکتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور / داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ یہ چیئر کا حکم ہے اور یہ ہاؤس کا معاملہ ہے۔ اس میں کوئی پیپلز پارٹی، مسلم لیگ (ن) یا مسلم لیگ (ق) کا معاملہ نہیں ہے۔ یہ ہاؤس کا معاملہ ہے۔ آپ نے لغاری صاحب کو ممبر نامزد کر دیا ہے اور ہمیں امید ہے کہ لغاری صاحب اس میں contribute کریں گے۔ چیمہ صاحب نے جو یہاں پر آہ و پکار کی ہے میں ان کی خدمت میں یہ عرض کرتا ہوں کہ یہ ساری complaints ایک ڈی۔ سی۔ او کے پاس ہیں۔ کمشنر نے کچھ نہیں کیا۔ کمشنر تو ڈی۔ سی۔ او کو check کریں گے اور ایسی شکایات پیدا نہیں ہوں گی۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں گزارش کرتا ہوں کہ ہم نے Call Attention Notice بھی دیا ہوا ہے۔ آج اسے out of turn لے لیا جائے تو ٹھیک ہے لیکن اگر وزیر قانون صاحب اس کو proper time پر take up کرنا چاہیں گے تو پھر بھی ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ یہ حقیقت بات ہے کہ یہ سارے ہاؤس کا معاملہ ہے۔ سارے ہاؤس کی عزت کا معاملہ ہے۔ اگر کسی بھی ایک ساتھی کے ساتھ زیادتی ہوتی ہے تو وہ سارے ہاؤس کے ساتھ ہوتی ہے۔ اب جو کمیٹی بنائی گئی ہے، انہی دنوں دوسرے جو دو تین واقعات ہو چکے ہیں ان کو بھی اسی کمیٹی میں بھجوا دیا جائے۔ سیالکوٹ کا واقعہ ہوا ہے کہ ای۔ ڈی۔ او ایجوکیشن کو اٹھا کر لے گئے ہیں، خواجہ آصف کے گھر لے کر گئے ہیں۔ یہ اخبار میں آیا ہے، اگر یہ خبر غلط ہے تو اخبار والے سے پوچھا جائے۔

جناب سپیکر: اس وقت جس حوالے سے کمیٹی بنائی گئی ہے، جس میں محسن لغاری صاحب کو بھی شامل کیا گیا ہے اس بارے میں آپ بات کریں۔ میں نے جو ایک گزارش کی ہے اس بارے میں فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! آپ نے لغاری صاحب کو اس کمیٹی کا ممبر نامزد فرمایا ہے، ہم آپ کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں، وہ کمیٹی میں شرکت کریں گے لیکن ہماری یہ گزارش ہو گی کہ اس کے اندر یہ معاملات بھی discuss کئے جائیں۔ ابھی کل ہی ایک ڈاکٹر کے ساتھ واقعہ ہوا ہے۔ آپ مہربانی کر کے اجازت فرمائیے گا کہ ہماری ایک ساتھی ممبر اس بارے میں اپنی

گزارش پیش کر سکے۔ وہ صرف آپ اور وزیر قانون صاحب کے نوٹس میں لانا چاہتی ہیں۔ ہم وزیر قانون صاحب کی خواہش اور آپ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اپنے ساتھی کو اس کمیٹی میں بھجوائیں گے۔ جناب! good governance and bad governance کے درمیان فیصلہ ہونے کے لئے ایک thin line موجود ہے میں امید رکھتا ہوں کہ اس thin line کے بارے میں یہ کمیٹی اپنے remarks دے گی۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ

ڈاکٹر سامیہ امجد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: یہ وقفہ سوالات ہے، اب کارروائی کو آگے چلنے دیں۔ وہ بات ہو چکی، کمیٹی بن چکی ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! بہت ضروری بات ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! جیسا کہ ہمارے قائد چودھری ظہیر الدین نے کہا ہے کہ ایک اور بہت اہم واقعہ ہوا ہے۔ یہ آج کے اخبار "جنگ" میں موجود ہے کہ کل ٹوبہ ٹیک سنگھ کے ڈسٹرکٹ ہسپتال میں Secretary Environment صاحب بہانے سے وہاں پر visit کرنے کے لئے چلے گئے اور انھوں نے وہاں صفائی کو ناقص کہتے ہوئے وہاں کے ایم۔ایس کو باتھ روم میں lock کر دیا۔ میں یہ پوچھتی ہوں کہ یہاں فیصلہ کرنے کے لئے دو گھنٹے مانگے جا رہے ہیں۔ آخر وہ Secretary Environment اتنا طاقتور کیسے ہو گیا کہ اس نے ایک اکیسویں گریڈ کے آفیسر کو باتھ روم میں بند کرنے کا فیصلہ بھی کر لیا، اس کو سزا بھی دے دی اور اس کو degrade کیا۔ یہ جگہ جگہ ڈاکٹروں کی جو degradation چل رہی ہے وہ اس حکومت کے لئے اچھی نہیں ہے اور ہم خاموشی سے نہیں بیٹھیں گے۔

جناب سپیکر: اب آپ تشریف رکھیں، بڑی مہربانی۔ آپ کی بات کا وزیر صاحب نوٹس لے رہے ہیں۔

**چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ)**: جناب سپیکر! ابھی قائد حزب اختلاف ای۔ڈی۔او کے حوالے سے بات کر رہے تھے۔یہ واقعہ میرے ساتھ بھی پیش آیا ہے۔ میں نے اس کو فون کیا تھا۔

**جناب سپیکر**: ہندلی صاحب! اس کا ایک طریق کار ہے۔آپ اس بارے میں کوئی تحریک استحقاق لے آئیں۔یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔یہ وقفہ سوالات ہے، آپ مہربانی کریں اور تشریف رکھیں۔

**چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ)**: جناب سپیکر! ہمیں بھی وقت دے دیں۔ آپ نے ان تینوں کو بات کرنے دی ہے لیکن مجھے آپ وقت نہیں دے رہے۔ مجھے بھی بات کرنے دیں۔

**جناب سپیکر**: آپ ماشاء اللہ زیادہ تعداد میں ہیں اور وہ تھوڑی تعداد میں ہیں اس لئے ان کا خیال رکھنا پڑتا ہے۔

**چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ)**: آپ میری عرض تو سن لیں۔ میں اسی سے متعلقہ بات کرنا چاہتا ہوں۔ میرا تعلق سیالکوٹ سے ہے۔ میں نے اس ای۔ڈی۔او صاحب کو ایک کام کے سلسلے میں خود فون کیا تھا اور اس نے جو الفاظ استعمال کئے اور جتنی بد تمیزی میرے ساتھ کی تھی میں وہ بیان نہیں کر سکتا۔ باقی میرا تعلق پیپلز پارٹی سے ہے میں خواجہ صاحب کے متعلق وضاحت نہیں کر رہا۔ خواجہ صاحب بیرون ملک ہیں۔ وہاں ایک عام کارکن کے ساتھ اس کا جھگڑا ضرور ہوا ہے مگر وہ ایک ایسا بد تمیز انسان ہے کہ ضلع سیالکوٹ میں آپ کسی سے بھی پوچھ سکتے ہیں۔ اس نے وہاں لوگوں سے بہت زیادہ پیسے لئے ہیں۔ اس نے لوگوں سے پیسے لے کر بھرتیاں کی ہیں۔ اگر ایک سو آدمی بھرتی ہونا تھا تو اس نے پانچ سو آدمیوں سے بھرتی کروانے کے لئے رقم اکٹھی کر لی ہے۔ میں اس کے متعلق انشاء اللہ تحریک بھی پیش کروں گا۔ اس بارے میں انکوائری کی جائے اور اس کی رپورٹ ہاؤس میں پیش کی جائے کیونکہ وہ انتہائی بد تمیز آدمی ہے اور اس نے میرے ساتھ بھی فون پر بد تمیزی کی تھی۔

**ملک محمد عباس راں**: جناب سپیکر! میں صرف ایک منٹ بات کرنے کے لئے آپ سے اجازت چاہوں گا۔

## نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(---جاری)

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ میں اب سوالات کی طرف آ رہا ہوں۔ آپ بعد میں بات کر لیجئے گا۔ آپ تشریف رکھیں، No, this is not good.

ملک محمد عباس راں: جناب سپیکر! آپ اپوزیشن کو بات کرنے کے لئے زیادہ وقت دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ یہ میرا کام ہے، یہ میرا معاملہ ہے اور میں خود بہتر جانتا ہوں کہ کیا کرنا ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ بڑی مہربانی۔

ملک محمد عباس راں: جناب سپیکر! ہم بھی ہاؤس کے ممبر ہیں، ہم بھی ہاؤس کا حصہ ہیں۔ آپ ان کو وقت دیتے ہیں اس کے باوجود بھی وہ walk out کر جاتے ہیں۔ آپ ان کو وقت بھی دیتے ہیں لیکن وہ پھر بھی راضی نہیں ہوتے۔

جناب سپیکر: یہ ان کی منشا ہے لیکن ان کو وقت دینا میرا فرض ہے۔

ملک محمد عباس راں: یہ جو ڈی۔ سی۔ او والا مسئلہ ہے، منڈی بہاؤالدین کتنی دور ہے؟ ابھی hot line پر فون کریں، دو گھنٹے میں ڈی۔ سی۔ او یہاں حاضر ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: آپ سے دو گھنٹے کا وقت اسی لئے لیا گیا ہے۔ اس حوالے سے کمیٹی بن چکی ہے، اب وہ خود ہی اسے call کر لیں گے۔ وہ اپنے طور پر کر رہے ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

ملک محمد عباس راں: آپ ہمارے custodian ہیں۔

جناب سپیکر: آپ مجھے custodian بننے دیں گے تو بنوں گا۔ آپ تو کوئی کام ہی نہیں ہونے دے رہے۔ یہ مناسب نہیں ہے۔ پلیز! آپ تشریف رکھیں۔ میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ آپ تشریف رکھیں۔ بڑی مہربانی۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! وزیر صاحب نے ابھی سوال نمبر 13 کا جواب دینا ہے۔ پہلے سوال کا ابھی جواب رہتا ہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں تو اس پر ضمنی سوالات مکمل ہو چکے ہیں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! ابھی ایک سوال کا جواب رہتا ہے۔

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، ان کا ضمنی سوال ہے۔ اس کے بعد اس سوال پر مزید ضمنی سوال نہیں ہو گا۔ ٹھیک ساڑھے دس بجے یہ question hour ختم ہو جائے گا۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میرے پہلے ضمنی سوال کا جواب تو آ لینے دیں۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میاں نصیر صاحب نے جو ضمنی سوال کیا ہے ویسے تو یہ fresh question بنتا تھا مگر میں پھر بھی اپنے فاضل ممبر کو اس کا جواب دینا چاہوں گا۔ انھوں نے رجسٹریشن کے حوالے سے بات کی ہے تو رجسٹریشن فیس میں پنجاب حکومت کی طرف سے کوئی اضافہ نہیں کیا گیا۔ آپ کو رجسٹریشن فیس میں جو اضافہ نظر آ رہا ہے وہ وفاقی حکومت کا withholding tax ہے جس کی c.c.wise ایک slab ہے۔ اس میں 1000 سی سی، 1300 سی سی، 1600 سی سی، 2000 سی سی کے مطابق یہ withholding tax لگا ہوا ہے۔ اگر آپ کو اس کی detail چاہئے ہو گی تو وہ میں آپ کو فراہم کر دوں گا۔

جناب سپیکر! معزز ممبر نے اپنے دوسرے سوال میں luxury tax کے حوالے سے بات کی تھی۔ پنجاب حکومت نے 2000-cc and 3000-cc, imported vehicles کے اوپر دو لاکھ اور تین لاکھ کی مناسبت سے luxury tax لگایا ہوا ہے۔ اس میں ہمارے پاس اس وقت recovery ہو رہی ہے۔ یہ یکم جولائی 2005 سے اب تک جتنی بھی گاڑیاں پنجاب میں رجسٹرڈ ہیں ان سے یہ ٹیکس ہم نے وصول کرنا ہے اور اس کی بابت recovery ہو رہی ہے لیکن slow ہے۔ آپ کی یہ بات بجا ہے کہ یہ ٹیکس لگنے کی وجہ سے نئی رجسٹریشن میں decrease آ گیا ہے، downfall ہے اور گاڑیاں اسلام آباد یا دوسرے صوبوں میں رجسٹر ہو رہی ہیں جس سے ہمیں لگ رہا ہے کہ مستقبل میں محکمہ پنجاب کو بڑی گاڑیوں کی مناسبت سے جو ٹیکس وصول ہوتا ہے اس میں revenue loss ہو گا۔ یہ معاملہ عدالت میں بھی ہے اور وہاں پر اس بارے میں ابھی تک کوئی فیصلہ نہیں ہوا۔

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، پوچھیں لیکن یہ دیکھ لیں کہ آپ کے پاس آدھا منٹ ہے۔ انھوں نے جواب بھی دینا ہے۔

جناب وسیم قادر: میں آدھے منٹ میں مکمل کر لوں گا۔ تقریر نہیں کروں گا۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر! یہ دیکھا گیا ہے کہ باقی جو چھوٹے districts ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: ضمنی سوال کریں۔

جناب وسیم قادر: جی، ضمنی سوال ہی کر رہا ہوں، سن تو لیں۔

جناب سپیکر: جی، بولیں!

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر! بولنے دیں گے تو بولوں گا۔ دیکھا گیا ہے کہ اکثر چھوٹے اضلاع کے لوگ لاہور میں گاڑیوں کی رجسٹریشن کرواتے ہیں وہ اس لئے کہ انھیں اعتماد نہیں ہے، وہ سمجھتے ہیں کہ شاید چھوٹے اضلاع میں دو نمبر رجسٹریشن ہوتی ہے تو قابل احترام منسٹر صاحب سے میرا یہ سوال ہے کہ کیا وہ ensure کریں گے کہ جو تمام چھوٹے اضلاع ہیں ان میں بھی رجسٹریشن کا نظام computerize کیا جائے گا اور اس وقت کس کس ضلع میں computerize system موجود ہے؟ اگر چھوٹے اضلاع میں نہیں ہے تو کب تک موٹر وہیکلز رجسٹریشن کا کام تمام اضلاع میں computerize کر دیا جائے گا؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ پانچواں supplementary question آ گیا ہے۔

جناب سپیکر: اس کو دیکھنا میرا کام ہے، آپ ان کا جواب دیں، بس۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اس میں عرض یہ ہے کہ پنجاب کے 35 اضلاع ہیں ان میں سے 22 اضلاع میں ہمارا کمپیوٹرائزڈ سسٹم ہے وہاں پر جعلی رجسٹریشن کا کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ باقی اضلاع میں بھی ہمارا سسٹم کمپیوٹرائزڈ ہو رہا ہے اور جہاں کمپیوٹرائزڈ نہیں ہے وہاں بھی میں ان سے بالکل agree نہیں کرتا کہ وہاں پر ہمارے محکمے کے حوالے سے جعلی رجسٹریشن ہوتی ہے۔ اگر کہیں پر کوئی جعلی رجسٹریشن ہوتی ہے تو وہ باہر بیٹھے ہوئے کوئی لوگ کرتے ہوں گے جس طرح مختلف محکموں میں جعلی کام ہوتے ہیں۔ جہاں تک انہوں نے کہا تو یہ لوگوں کی مرضی ہے اگر وہ لاہور کا ایڈریس دیتے ہیں اور ہمیں proof دیتے ہیں کہ گاڑی لاہور سے لی ہے تو We are bound کہ ہم انہیں لاہور کا نمبر دیں اور وہ یہاں پر گاڑی رجسٹرڈ کروائیں۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔ جو سوالات رہ گئے ہیں وہ pending ہیں، جب اس محکمے کی باری آئے گی تو یہ سوال جاری رہیں گے۔ (قطع کلامیاں)

جی نہیں، میں نے کہہ دیا ہے No, you cannot challenge it. آپ تشریف رکھیں۔ بڑی مہربانی

## توجہ دلاؤ نوٹس

جناب سپیکر: اب ہم Call Attention Notice لیتے ہیں۔ جناب وسیم قادر صاحب!

### لاہور عطاء روڈ، باغبانپورہ میں نوجوان کی ہلاکت

125: جناب وسیم قادر: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 21۔نومبر 2008 باغبانپورہ کے علاقے عطاء روڈ کے امام مسجد حافظ امیر کے بیٹے شکیل کو موٹر سائیکل کا کرایہ مانگنے پر ملزم محسن عرف موسیٰ نے اپنے بھائی کے ساتھ مل کر اندھا دھند فائرنگ کر کے قتل کر دیا اور فرار ہو گئے؟

(ب) دہشت گردی کے متذکرہ بد ترین واقعہ کے درج مقدمہ میں کل کتنے ملزمان کو نامزد کیا گیا نیز تاحال کوئی گرفتاری عمل میں لائی گئی ہے تو مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور/داخلہ (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) یہ درست ہے کہ مورخہ 20-11-2008 کو باغبانپورہ کے علاقہ عطاء روڈ پر امام مسجد امیر کے بیٹے شکیل کو موٹر سائیکل کا کرایہ مانگنے پر ملزمان محسن عرف موسیٰ، خدا بخش اور ایک کس نامعلوم نے اندھا دھند فائرنگ کر کے قتل کر دیا اور فرار ہو گئے جس پر مقدمہ نمبر 1354/2008 مورخہ 20-11-2008 بجرم 302/34 (ت پ) تھانہ باغبانپورہ درج رجسٹر ہوا ہے جس کی تفتیش بذریعہ شہباز احمد SI عمل میں لائی جا رہی ہے۔

(ب) اس واقعہ میں کل 3 کس ملزمان مسمیان محسن عرف موسیٰ، خدا بخش عرف بخشو اور ایک کس نامعلوم شامل ہیں تا حال کوئی بھی ملزم گرفتار نہ ہوا ہے۔ ملزمان کی گرفتاری کے لئے مختلف مقامات پر ریڈ کئے جا رہے ہیں۔ ایس پی او باغبانپورہ کی زیر نگرانی ملزمان کی گرفتاری کے لئے خصوصی ٹیم تشکیل دی گئی ہے۔

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر! میں اس پر بات کرنا چاہتا ہوں۔ یہ واقعہ 21 تاریخ کو ہوا ہے اور رات بھی حافظ امیر صاحب امام مسجد سے میری بات ہوئی تھی تو انہوں نے بتایا تھا کہ پولیس والے کہتے ہیں کہ آپ ہمارے ساتھ تعاون کریں۔ شہباز چٹھہ صاحب investigation officer ان سے بالکل کوئی تعاون نہیں کر رہے اور 3/2 دفعہ پولیس والوں کو خود ساتھ لے کر گئے ہیں، پٹرول بھی خود دیا ہے، کھانا بھی خود کھلایا ہے اور پوزیشن یہ ہے کہ کسی لواحقین سے پوچھا نہیں گیا۔ وہ بندہ امام مسجد ہے اور منبر خدا پر بیٹھ کر روتا ہے، جس کا بیٹا قتل ہو گیا اور دیکھیں! آج کتنے دن ہو گئے ہیں تو ابھی تک پولیس نے کچھ نہیں کیا۔ ہمیں چار تھانے لگتے ہیں، باغبانپورہ، مغل پورہ، سنگھ پورہ اور شالامار ٹاؤن، ان میں جواء دیکھ لیں، پرچی جواء دیکھ لیں، منشیات اور تمام وہ کام ہو رہے ہیں جو نہیں ہونے چاہئیں۔ یہ لاہور کا نمبر 1 علاقہ ہے اور پولیس حکام کو بار بار کہنے کے باوجود آج تک پولیس نے کوئی ایسا action نہیں کیا۔

جناب سپیکر: آپ کوئی ضمنی سوال تو پوچھ سکتے ہیں لیکن میرے خیال میں اس سے زیادہ بحث تو آپ نہیں کر سکتے۔

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ پولیس ان ملزمان کو کب تک گرفتار کرے گی اور زبانی کہنے سے تو مسئلہ حل نہیں ہوگا، اس سلسلے میں پولیس والے کیا efforts کر رہے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور / داخلہ (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! پہلے اس مقدمہ کی تفتیش ایک SI level کا آدمی کر رہا تھا اور یہ معاملہ معزز رکن کے Call Attention Notice پر اٹھانے کے بعد ایس پی او باغبانپورہ کر رہے ہیں اور انہوں نے during briefing مجھے اس بات کا یقین دلایا ہے کہ انہوں نے ملزمان کے عزیزوں کو pressurize کیا ہے اور وعدہ وعید اس طرح سے ہوئے ہیں کہ within two weeks وہ ان ملزمان کو گرفتار کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے اور میں معزز رکن کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ اگر within two weeks وہ اپنی اس commitment کو honour نہ کر سکے تو ہم اس معاملے کو دوبارہ take up کریں گے اور میں C.C.P.O لاہور سے بھی بات کروں گا کہ اس سلسلے میں وہ بھی اس کا نوٹس لیں اور ان ملزمان کی گرفتاری کے لئے موثر طریقے سے کوشش کریں۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ ہم نے پہلے جو کمیٹی بنائی ہے اس میں میجر ذوالفقار صاحب کا نام بھی شامل کر لیا جائے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! کمیٹی کا ایجنڈا کیا ہے؟

جناب سپیکر: آپ کو سب ایجنڈا بتا دیں گے۔ آپ کو پتا ہے۔ آپ صبح سے بیٹھے ہیں، آپ کو ابھی تک ایجنڈے کا نہیں پتا۔ (قطع کلامیاں)

وہ رات والی بات پھر درست ہوئی ناں۔ جی، next محترمہ فائزہ احمد ملک صاحبہ!

## شیخوپورہ میں نامعلوم افراد کی فائرنگ سے ڈاکٹر کی ہلاکت

124: محترمہ فائزہ احمد ملک: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 23۔نومبر 2008 کی ایک موقر اخبار کی خبر کے مطابق ڈاکٹر کمبوہ معروف سرجن کو لاہور روڈ شیخوپورہ میں نامعلوم افراد نے گولیاں مار کر ہلاک کر دیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متعلقہ پولیس نے ابھی تک اس قتل کے ملزم گرفتار نہ کئے ہیں؟

(ج) یہ قتل کس تھانہ کی حدود میں ہوا، کیا اس کی ایف آئی آر میں کوئی ملزم نامزد کیا گیا ہے؟

(د) ملزمان کی گرفتاری عمل میں نہ لانے کی وجوہات کیا ہیں، کیا حکومت نے اس قتل پر کسی پولیس ملازم کے خلاف کوئی ایکشن لیا ہے؟

**وزیر قانون و پارلیمانی امور / داخلہ (رانا ثناء اللہ خان):**

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) مقدمہ بابت قتل ڈاکٹر یوسف کمبوہ میں کوئی ملزم نامزد ہے اور نہ ہی ابتدائی رپورٹ میں وجہ عناد لکھوائی گئی ہے۔تاہم ملزمان کی تلاش ہر ممکن طریقہ سے جاری ہے جس کی نگرانی S.P and D.S.P Investigation City Circle کر رہے ہیں۔

(ج) یہ وقوعہ تھانہ صدر شیخوپورہ کی حدود میں رونما ہوا ہے۔ایف آئی آر میں کوئی ملزم نامزد نہ ہے۔

(د) ملزمان کی تلاش و گرفتاری کے لئے سر توڑ کوششیں جاری ہیں۔مقتول ڈاکٹر کے ورثاء نے مسمی محمد امیر ولد محمد رفیق قوم ارائیں سکنہ نواں کوٹ پر شبہ ظاہر کیا ہے۔عرصہ 20یوم قبل محمد امیر کی والدہ زینب بی بی جس کی ٹانگ میں کینسر تھا، دوران اپریشن اپنی رضامندی سے مقتول ڈاکٹر صاحب سے ٹانگ کٹوائی تھی جو بعد ازاں محمد امین مشتعل ہو گیا۔جس کو شامل تفتیش کر لیا گیا ہے۔تاہم بادی النظر میں کسی پولیس ملازم کی کوئی کوتاہی نہ پائی گئی ہے۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر محترمہ فائزہ احمد ملک صاحبہ کی information کے لئے عرض کروں کہ محمد امیر کو شامل تفتیش کیا گیا لیکن تفتیش میں innocent پایا گیا ہے اور اس پر الزام ثابت نہیں ہو سکا۔اب تک کی پولیس کی تفتیش کے مطابق It is not final کہ یہ ذاتی عناد پر قتل ہوا

ہے اور شاید یہ قتل robbery کے نتیجے میں ہوا ہے اس لئے اس معاملے میں پولیس کافی تندہی سے تفتیش کر رہی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ امید ہے کہ ملزمان جلد گرفتار ہو جائیں گے۔

**محترمہ صغیرہ اسلام:** پوائنٹ آف آرڈر۔

**جناب سپیکر:** جی، محترمہ صغیرہ اسلام!

**محترمہ صغیرہ اسلام:** جناب سپیکر! اسی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ یہ شیخوپورہ کی بدقسمتی ہے کہ یہاں پر D.P.O شیخوپورہ جیسے آدمی کو تعینات کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! 11-جون کو بارہا اس اسمبلی کے floor پر ----

**جناب سپیکر:** ان کے سوال کا تو جواب آنے دیں۔ توجہ دلاؤ نوٹس کا 15 منٹ کا وقت ہوتا ہے۔ آپ اس کے بعد بات کر لیجئے گا۔ جی، محترمہ فائزہ ملک صاحبہ!

**محترمہ فائزہ احمد ملک:** جناب سپیکر! میں وزیر قانون صاحب کی توجہ دلانا چاہوں گی کہ جیسے ابھی ہماری رکن اسمبلی نے شیخوپورہ کے حوالے سے بات کی ہے تو واقعی میں سمجھتی ہوں کہ اتنے مہینوں میں جو ہم واقعات سنتے آ رہے ہیں اس سے پہلے بھی بہت سارے ایسے واقعات شیخوپورہ کے حوالے سے بیان ہوئے ہیں ---

**جناب سپیکر:** آپ ضمنی سوال کریں۔

**محترمہ فائزہ احمد ملک:** جناب سپیکر! میں صرف آپ کی توجہ دلانا چاہتی تھی کہ ہم نے شیخوپورہ میں جو D.P.O تعینات کیا ہے یا ہمارے جو شیخوپورہ کے پولیس افسران تعینات کئے گئے ہیں ان کی اب تک کی کارکردگی غیر تسلی بخش ہے۔ اس چیز کا notice لینا بھی ہماری ہی ذمہ داری ہے کیونکہ یہ اہم بات ہے کہ صرف اس علاقے میں ہی ایسے واقعات کیوں ہوتے ہیں؟ ان کی روک تھام اور سدباب پولیس سے کیوں نہیں ہو رہا؟ اس کے علاوہ ملزمان کی گرفتاری کا جو مسئلہ ہے تو یہ issue اسمبلی میں بہت عرصے سے چلا آ رہا ہے کہ اگر شیخوپورہ میں کوئی واردات ہوتی ہے تو وہاں کے ملزمان گرفتار کیوں نہیں ہوتے؟ آخر اس کے پیچھے کیا پس منظر ہے اور اس کی وجوہات و محرکات کیا ہیں؟ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم ان کی کارکردگی چیک کریں کیونکہ ہم حکومت میں بیٹھے ہیں اور میرا خیال ہے کہ یہ بہت

ضروری issue ہے کہ ہم اس کو فوری طور پر دیکھیں کہ صرف اس علاقے کی کارکردگی ابھی تک کیوں غیر تسلی بخش ہے اس لئے اس کا notice لینا وزیر قانون صاحب کے لئے بہت ضروری ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور / داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ نے جو فرمایا ہے کہ اس معزز ہاؤس کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس قسم کی کارکردگی کا notice لے۔ یہ بالکل درست بات ہے۔ اس ہاؤس کو حکومت اور اس کا ہر functionary جوابدہ ہے۔ مجھے جہاں تک off hand information ہے کہ ضلع شیخوپورہ میں جو اشتہاریوں کو پکڑنے کی مہم تھی وہ بڑی کامیابی سے چلائی گئی ہے اور وہاں سے اشتہاری ملزموں کو گرفتار کرنے کا تناسب دوسرے بہت سے اضلاع سے بہتر ہے لیکن پھر بھی جو محترمہ نے نشاندہی کی ہے میں اس سلسلے میں facts and figures منگوا لوں گا اور اگر ضلع شیخوپورہ کی کارکردگی اشتہاری ملزمان کو پکڑنے میں کوئی کمی بیشی پائی گئی تو محکمہ اس پر سخت notice لے گا اور متعلقہ افسران کی جوابدہی کرے گا۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ صغیرہ اسلام!

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! وزیر قانون ہمارے بھائی ہیں اور انتہائی قابل احترام ہیں۔ انھوں نے ایوان میں مجھے کئی دفعہ یقین دہانی بھی کروائی ہے۔ اس ملزم کی تو نشاندہی ہی نہیں ہوئی لیکن میں نے تو ملزمان کی نشاندہی بھی کی کہ یہ ملزم ہیں۔ وہ 25 لوگوں کا ایک ایسا گروہ ہے جو قتل کی واردات بھی کرتے ہیں، چوریاں بھی کرتے ہیں، ڈکیتیاں بھی کرتے ہیں اور یہ پولیس کے علم میں بھی ہے۔ میں جب یہ بات کہتی ہوں کہ تھانے بک جاتے ہیں، پولیس بک جاتی ہے تو پھر ملزم کیسے پکڑے جائیں گے؟ یہ اشتہاری اس وقت تک جرم نہیں کرتے جب تک انھیں پولیس کی پشت پناہی حاصل نہ ہو۔

جناب سپیکر! انھوں نے پہلے بھی میرے ایک عزیز کو قتل کیا تھا جو کہ 17 سال کا نوجوان تھا اور بالکل بے گناہ تھا۔ وہ تو ایک شادی پر آیا تھا۔ میں آٹھ سال سے لگاتار کہہ رہی ہوں کہ اگر وہ ملزم پکڑے جاتے تو آج ایک بے گناہ اور نہ مارا جاتا۔ اس گاؤں سے ان اشتہاریوں کی وجہ سے آدھے سے زیادہ راجپوت برادری کے لوگ گاؤں کو چھوڑ کر جا چکے ہیں کیونکہ ان ملزمان کو تمام ضلع کے بڑے سے لے کر چھوٹے افسر تک کی پشت پناہی حاصل ہے۔ اگر پولیس ان کی پشت پناہی نہ کرے تو ملزمان اتنے

طاقتور نہیں ہیں کہ وہ پکڑے نہ جائیں۔ وہ تمام لوگ منشیات کا کام کرتے ہیں اور پولیس کو منتھلی دیتے ہیں اس لئے پولیس ان کو ہاتھ ڈالنے کی جرأت نہیں کرتی۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! ان کی اس بات کا سختی سے notice لیا جائے۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گی کہ D.P.O صاحب سے یہ پوچھا جائے کہ چھ ماہ کے عرصے میں وہ ایک بھی اشتہاری نہیں پکڑ سکے۔ عید والے دن ایک ایک موٹر سائیکل پر تین تین بندے بیٹھ کر پورے گاؤں میں اس طرح فائرنگ کر رہے تھے کہ ایسے لگتا تھا کہ ہر گھر میں فائرنگ ہو رہی ہے لیکن کوئی آدمی ان کو پکڑنے کی جرأت نہیں کرتا۔ وہ کیوں پکڑیں کہ جب منتھلی ان کے گھروں میں پہنچ رہی ہے تو پھر پکڑنے کی کیا جرأت ہے۔ اگر D.P.O صاحب کا رویہ یہی رہا تو میں وزیر اعلیٰ سے یہ گزارش کروں گی کہ ایسے D.P.O کو جو ضلع شیخوپورہ میں جرائم پر قابو نہیں پا سکا، کسی اشتہاری کو نہیں پکڑ سکا اور اگر میرے عزیز کے ساتھ ایسا ہو سکتا ہے تو باقی لوگوں کے ساتھ کیا ہو گا اس لئے ایسے D.P.O کی ضلع شیخوپورہ میں کوئی ضرورت نہیں ہے کہ جس کو سفارش کے تحت ضلع شیخوپورہ میں لگایا گیا ہے۔ میں پھر کہتی ہوں کہ جب تھانے بکتے ہیں، پولیس بکتی ہے تو اشتہاریوں کی جرأت اتنی ہی بڑھتی ہے کہ جتنی اس D.P.O جو میرے سامنے بیٹھے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ ان کو address نہ کریں۔ آپ مجھ سے بات کریں۔ آپ ہماری بہن ہیں اور بڑی پرانی پارلیمنٹیرین ہیں۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! مجھے بتائیں کہ اگر آپ کے گھر کے کسی فرد کے ساتھ ایسا ہو تو پھر آپ کیا کریں گے؟

جناب سپیکر: محترمہ! میں آپ کے ساتھ ہوں۔ میرے خیال میں اس فورم پر میں نے سب سے پہلے آپ سے بات کی تھی۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! چھ ماہ کے عرصے میں ایک ملزم ان سے نہیں پکڑا گیا۔ اگر ان کے گھر کے کسی فرد کے ساتھ بھی یہ تھوڑی سی سختی کرتے تو ملزم ضرور پکڑے جاتے لیکن پولیس ملزمان سے ملی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب اس بارے میں notice لے رہے ہیں۔ جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور / داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! مجھے اس بات پر ہمدردی ہے کہ جو نوجوان قتل ہوا ہے، اس کے ملزمان اب تک گرفتار نہیں ہو سکے۔ بہر حال جو مقامی پولیس ہے اس کا یہ کہنا ہے کہ انھوں نے اس بارے میں حتی المقدور کوشش کی ہے اور ملزمان وہاں سے فرار ہیں۔ ان کا وہاں پر کوئی نام و نشان نہیں ہے لیکن میں محترمہ کی اس بات سے متفق نہیں ہوں کہ انھوں نے کہا ہے کہ D.P.O شیخوپورہ کسی سفارش کے اوپر لگایا گیا ہے۔

جناب سپیکر! اس بارے میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف کی دوٹوک پالیسی ہے اور انھوں نے اس سلسلہ میں تمام تر دباؤ کو برداشت کیا ہے اس لئے کوئی D.C.O، کوئی D.P.O اور اس level کے جتنے بھی افسران ہیں ان کی تمام ایجنسیوں سے رپورٹ لے کر اور پوری چھان پھٹک کے بعد ان لوگوں کو تعینات کیا گیا ہے اس لئے قطعی طور پر اس سلسلہ میں کوئی otherwise اور نہ کسی political سفارش کو خاطر میں لایا گیا ہے۔ اس کے علاوہ انھوں نے فرمایا ہے کہ وہاں پر تھانہ بکا ہوا ہے، منتھلی دی جا رہی ہے تو اس لئے ملزمان کو نہیں پکڑا جا رہا تو میں محترمہ سے یہ گزارش کروں گا کہ اس ضلع میں آخر ایماندار لوگ بھی تو ہوں گے، کوئی نہ کوئی ڈھونڈنے سے مل جائے گا اگر وہاں پر نہیں ملتا تو یہ لاہور میں نشاندہی کر دیں تو جس آدمی کو یہ سمجھیں کہ یہ بہت competent ہے، یہ منتھلی نہیں لیتا، یہ رشوت نہیں لیتا میں ان سے یہ وعدہ کرتا ہوں کہ یہ بتائیں گی تو اس متعلقہ تھانے میں ہم اس competent آدمی کو جس کو یہ بھی competnet سمجھیں تو ہم اس کو duty دیتے ہیں کہ وہ ان ملزمان کو پکڑنے کے لئے حتی المقدور جو کوششیں ہو رہی ہیں ان میں مزید اضافہ کرے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ اس سلسلہ میں علیٰحدگی میں بیٹھ کر بات کر لیں تو بہتر ہے۔ آپ جو suggest کریں گی تو یہ اس کے مطابق عمل کروائیں گے۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! وزیر قانون بہت زیادہ صفائی دے رہے ہیں۔ میں D.P.O کی کارکردگی صرف اس لئے جاننا چاہتی ہوں کہ عید کے دن ان اشتہاریوں نے میرے ہی گاؤں کے اندر کتنی فائرنگ کی ہے۔ اسی گاؤں میں ایک قتل کے بعد چھ قتل اور ہوئے ہیں لیکن ایک بندہ بھی نہیں پکڑا گیا۔

جناب سپیکر! اگر کوئی آدمی یہ کہتا ہے کہ ہم نے آپ کو دیکھا ہے تو وہ اس کی ٹانگوں میں گولی مار دیتے ہیں کہ تم ان ٹانگوں پر چل کر گواہی دو گے۔ وہ آتے ہیں اور ٹرانسفارمر کو گولی مار کر اڑا دیتے ہیں تو کسی بندے کی جرأت نہیں کہ ان کے خلاف کوئی شکایت کرے اس لئے کہ وہ اس حد تک بڑھ چکے ہیں۔ کوئی آدمی جرائم میں کب پڑتا ہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! اس کے لئے کوئی special team بنوا دیں۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! جب پشت پناہی کی جاتی ہے پھر جرم بڑھتا ہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! میرے خیال میں اس کے لئے کوئی special team بنا دی جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور / داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! D.P.O شیخوپورہ اور آئی جی صاحب کے liaison officer with this august House وہ موجود ہیں۔ میں نے انہیں direction دی ہے اور وہ رُک جاتے ہیں تو محترمہ کے ساتھ بیٹھ کر ہم اس مسئلے کو focus کر لیتے ہیں۔ جو مناسب طریقہ ہے ہم اختیار کرتے ہیں۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! یہ مجھے surety دے دیں۔

جناب سپیکر: آپ رانا صاحب کی بات تو سنیں۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! یہ مجھے اس بات کی surety دے دیں کہ وہ کتنے دنوں میں ملزم پکڑوا دیں گے؟

جناب سپیکر: آپ جب رانا صاحب سے ان کے دفتر میں ملیں گی تو آپ کو assurance ضرور دلوائیں گے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میرا تعلق بھی ضلع شیخوپورہ سے ہے۔

جناب سپیکر: اب توجہ دلاؤ نوٹس کا وقت ختم ہوتا ہے۔ جی، عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ محترمہ ہماری معزز ممبر ہیں اور ان کے عزیزوں میں اب تک تین قتل ہو چکے ہیں۔ اگر ایک رکن اسمبلی بار بار اس ہاؤس میں وقتاً فوقتاً اس issue کو raise کرتی ہیں لیکن وہ گفتن شنیدن برخاستن ہو جاتا ہے اور اس کے اوپر عمل نہیں ہوتا۔۔۔

جناب سپیکر: ایسا نہیں ہو گا۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: اگر محترمہ specifically identify کر رہی ہیں اور بتا رہی ہیں تو پھر بھی ملزم گرفتار نہیں ہوتے تو میں سمجھتی ہوں کہ ان کی ناراضگی بالکل بجا ہے۔ اس پر آپ نے ٹھیک فرمایا ہے کہ اس پر special team appoint کرنی چاہئے کیونکہ محترمہ کے بار بار ہاؤس میں لانے کے باوجود مسئلہ حل نہیں ہو رہا۔ اگر D.P.O صاحب بھی کوشش کر رہے ہیں اور پھر بھی وہ گرفتار نہیں ہو رہے تو پھر کرائم برانچ کی کوئی special team بنا دیں۔ محترمہ ہماری ہاؤس کی ایک معزز ممبر ہیں اور وہ floor پر کہہ رہی ہیں کہ عید والے دن بھی انہوں نے فائرنگ کی اور ہر وقت وہ گاؤں میں موجود ہوتے ہیں تو پھر وہ گرفتار کیوں نہیں ہوتے؟ اس بات کی کوئی solid logic ہونی چاہئے کہ وہ ملزمان گرفتار کیوں نہیں ہوتے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور / داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں نے تو ان کی بات پر کہا ہے کہ ابھی ان کے ساتھ بیٹھ کر طے کر لیتے ہیں اور جو طریق کار پولیس نے اب تک اپنایا ہے وہ بھی سامنے آ جائے گا اور جو محترمہ چاہتی ہیں کہ اس میں کمی ہے وہ دور کر لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! جو تجویز آپ دینا چاہتی ہیں وہ دیں، انشاء اللہ اس کے مطابق عمل ہو گا۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میری یہ تجویز ہے کہ محترمہ بار بار اس بات کو ہاؤس میں لا چکی ہیں اور یہ اب ہاؤس کی property ہے۔ اس کے علاوہ یہ بار بار لاء منسٹر صاحب کے ساتھ ملاقات بھی کر چکی ہیں تو اب اس کے اوپر جو بھی کارروائی اور رپورٹ آئے گی وہ جناب کی خدمت میں اس ہاؤس میں پیش کی جائے، یہ میری آپ سے گزارش ہے۔

**جناب سپیکر:** جی، میں ان سے پوچھ لوں گا۔

**محترمہ نرگس فیض ملک:** پوائنٹ آف آرڈر۔

**جناب سپیکر:** جی، فرمائیں!

**محترمہ نرگس فیض ملک:** جناب سپیکر! میں لاء منسٹر صاحب سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ وہ کہاں کہاں، کس کس ضلع میں جاکر اور کس کس کے ساتھ بیٹھیں گے کیونکہ جہاں سے ان کو briefing دی جاتی ہے kindly اگر وہاں پر یہ briefing بھی مل جائے کہ آپ نے معزز اراکین کے ساتھ اچھا سلوک کرنا ہے تو شاید پھر یہ نوبت نہ آئے۔ یہ ایک ضلع کا واقعہ نہیں ہے بلکہ کل رات راولپنڈی میں ایک DSP نے تھانہ سٹی میں خود سے مظاہرہ کروا کر خود ہی فائرنگ کروائی اور جو ملزمان already bail پر تھے اس کے باوجود پولیس نے جاکر ان کو arrest کیا۔ حالانکہ ایک دکان کے قبضے کی بات تھی جس پر already انہوں نے قبضہ لیا ہوا تھا اور وہ property بھی ان کے نام ہے، پھر انہوں نے عبوری ضمانتیں بھی کروائی ہوئی تھیں لیکن اس کے باوجود پولیس نے جاکر ان کو arrest کیا۔ ہر شہر کا معاملہ ایسے ہی ہے تو اگر فرداً فرداً ہر رکن اٹھ کر رونا روئے تو آپ اس بیوروکریسی کا قبلہ کیوں نہیں درست کرتے؟ آپ اپنی tone میں ان کو سمجھادیں کیونکہ ہماری تو شاید وہ بات سمجھتے نہیں ہیں ورنہ پاکستان پیپلز پارٹی کو یہ کہنے کی ضرورت ہی پیش نہ آئے۔ ہم اپنی پارٹی discipline کے پابند ہیں جس کی وجہ سے ہم یہاں پر within House بات کر رہے ہیں otherwise ہم اس tone میں بھی بات کرنے کے عادی نہیں ہیں۔

**جناب سپیکر:** جی، لاء منسٹر!

**وزیر قانون و پارلیمانی امور / داخلہ (رانا ثناء اللہ خان):** جناب سپیکر! محترمہ نے جو بات کی ہے اس میں گزارش یہ ہے کہ جہاں کہیں بھی زیادتی ہو یا جہاں کوئی آفیسر قانون اپنے ہاتھ میں لے تو وہاں پر ہمارا جانا، بیٹھنا یا اس معاملے کو enquire کرنا ہماری ذمہ داری ہے کسی کے اوپر کوئی احسان نہیں ہے۔ باقی انہوں نے راولپنڈی کے واقعہ کا جو ذکر کیا ہے اس کے متعلق اگر وہاں پر کسی نے زیادتی کی ہے تو اس کا بھی نوٹس لیا جائے گا اور throughout پنجاب کے تمام افسران بالخصوص پولیس افسران کو

باقاعدہ طور پر تحریری شکل میں آئی جی صاحب کی طرف سے اور وزیر اعلیٰ صاحب کی طرف سے بھی یہ کہا گیا ہے کہ وہ اراکین اسمبلی کی عزت واحترام کریں اور جو بھی معاملہ ہو وہ ان کے ساتھ discuss کریں اور نہ صرف اس کے اوپر عمل کریں بلکہ اس کے بعد ان کو inform بھی کریں۔ باقی جہاں کہیں کوئی کوتاہی ہوتی ہے اس کا ہم نوٹس لینے کے لئے تیار ہیں۔

جناب محمد یار ہراج: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب نے کچھ دیر پہلے وضاحت کی کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے اچھے اور ایماندار آفیسر D.C.Os and D.P.Os لگائے ہیں جو ایجنسیوں اور باقی رپورٹوں کے مطابق رشوت نہ لیتے ہوں۔ یہ تو بہت اچھی بات ہے اور ہمیں بہت خوشی ہے۔

جناب سپیکر: اب تحاریک استحقاق کا وقت ہے آپ خود ہی اپنا ٹائم ضائع کر رہے ہیں۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! مجھے اپنی بات ختم تو کرنے دیں۔ میں لاء منسٹر صاحب سے صرف یہ وضاحت کروانا چاہتا ہوں کہ جو آفیسر رشوت لیتے اور جو بُرے ہیں ان کو اکٹھا کر کے کہاں لے جایا گیا ہے، کیا وہ ابھی بھی سسٹم کا حصہ ہیں اور تنخواہیں لے رہے ہیں یا کیا ان کو معطل کر کے نکال دیا گیا ہے؟

جناب سپیکر: جو اچھا کام ہو اس میں آپ کو ان کا ساتھ پوری طرح دینا چاہئے۔ انہوں نے جو اچھی بات کی ہے وہ آپ کو پسند آنی چاہئے۔ میں نہیں سمجھتا کہ انہوں نے ایسی کوئی مبہم بات کی ہے۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! میں ذرا مزید وضاحت کر دوں۔

جناب سپیکر: کافی بات ہو گئی ہے۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں پولیس کے حوالے سے یہ کہنا چاہوں گی کہ نہ صرف یہ لوگ criminal لوگوں کی پشت پناہی کرتے ہیں بلکہ ان کا اگر اپنا کوئی مجرم ہو تو یہ اس کو بھی defend کرتے ہیں۔ اس کی سب سے واضح مثال یہ ہے کہ ضلع بہاولنگر میں روزوں کے دنوں میں

ایک آدمی روزے سے تھا اور D.S.P کے بیٹے کی گاڑی سے لگنے کی وجہ سے "توں توں میں میں" ہو گئی۔۔۔

جناب سپیکر: جب لاء اینڈ آرڈر پر بحث ہو گی تب آپ ضرور یہ بات کیجئے گا۔ بہت شکریہ

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! لاء اینڈ آرڈر پر بحث کا دن مختص کر دیں تاکہ تمام ممبران جو بولنا چاہتے ہیں ان issues کو address کر لیں۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور / داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! امن و امان پر بحث کے حوالے سے already ہم نے agree کیا ہوا ہے اور جو بھی دن Opposition کے ساتھ بیٹھ کر fix ہو گا اس دن بحث ہو گی لیکن یہاں پر میں اس معزز ہاؤس کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ تمام لوگ خواہ وہ پولیس ملازم ہو، کلرک ہو یا وہ کسی پرائیویٹ فیکٹری میں کام کرتا ہو تو یہ ہاؤس تمام کے حقوق کا custodian ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ پولیس میں غلط لوگ ہیں، پولیس میں رشوت لینے والے لوگ ہیں لیکن یہ کہہ دینا کہ وہاں پر کوئی بھی آدمی ایماندار نہیں ہے تو یہ بھی مناسب نہیں ہے۔ یہ بات بھی on record رہنی چاہئے کہ پچھلے سال سینکڑوں بلکہ تقریباً 500 کے قریب figure touch کرتا ہے کہ اس محکمے سے لوگ شہید ہوئے ہیں اور ان لوگوں نے ہمارے ہی جان و مال کی حفاظت کے لئے اپنی جانوں کی قربانی دی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ cross the board یہ بات درست نہیں ہے۔ بہرحال یہ بھی ٹھیک ہے کہ ہمارے معاشرے میں تمام محکموں میں اچھے اور بُرے لوگ جس تناسب سے پائے جاتے ہیں اسی تناسب سے پولیس میں بھی ہیں۔

## تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: اب میرے خیال میں تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔ تحریک استحقاق نمبر 39، چودھری ظہیر الدین خان، چودھری عامر سلطان چیمہ، جناب محمد یار ہراج، ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ، چودھری عبداللہ یوسف، محترمہ آمنہ الفت صاحبہ، جناب محمد محسن خان لغاری، محترمہ آمنہ جہانگیر صاحبہ، حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا، محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ، محترمہ عائشہ جاوید صاحبہ، محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ، جناب خالد جاوید اصغر گھرال، سیدہ ماجدہ زیدی صاحبہ، سیدہ بشریٰ نواز گردیزی صاحبہ، میاں شفیع محمد، میاں محمد اعجاز شفیع، محترمہ نسیم لودھی صاحبہ اور محترمہ قمر عامر چودھری صاحبہ کی طرف سے ہے۔

### قانون ترقی شہر پنجاب مصدرہ 1976 کے سیکشن 35 کے قانونی تقاضوں کے باوجود اس کی سرگرمیوں کی سالانہ رپورٹ برائے سال 06-2005 کا پیش نہ کیا جانا

(۔۔۔جاری)

جناب محمد محسن خان لغاری: یہ move ہو چکی ہے اس کی رپورٹ آنی تھی۔

جناب سپیکر: راناصاحب! اس کی رپورٹ آ گئی ہے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں نے صرف ایک point raise کرنا ہے، کوئی شور شرابہ نہیں ہوگا۔

جناب سپیکر: آپ انتظار کریں۔ شور شرابہ ہو گا تو مجھے تو کوئی فرق نہیں پڑے گا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! کل جو بل یہاں پر پاس کیا گیا ہے تو وہ ایک بُرا قانون ہے۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ لغاری صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ اب تحاریک استحقاق کا وقت ہے اس لئے آپ اس کو چھوڑیں۔ مجھے نہیں پتا تھا کہ آپ نے اس بابت بات کرنی ہے کیونکہ یہ مناسب ٹائم نہیں ہے۔ میرا خیال ہے کہ آپ علیحدہ بیٹھ کر اس پر بحث کر لیں۔ آپ میرے پاس تشریف لے آئیں، میں آپ کے ساتھ بیٹھوں گا اور لاء منسٹر صاحب کو ادھر بلا کر اس بارے میں بات کریں گے۔ آپ ایوان کا وقت ضائع نہ کریں۔ تشریف رکھیں۔ جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور / داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! لغاری صاحب نے جو معاملہ اٹھایا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ میرے ساتھ بیٹھ کر مجھے سمجھا دیں تو اس بارے میں۔۔۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ قانون بڑی عجلت میں بنایا گیا ہے اور یہ اسے ایک گھنٹے میں پاس نہ کرتے اور bulldoze نہ کرتے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور / داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! مجھے جہاں تک یاد پڑتا ہے کہ پچھلی اسمبلی نے اس کو غالباً amend کیا تھا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس کی clause-2 ہے، پہلے Preamble ہے اور اس کی commencement ہے۔ اس کے بعد ٹائٹل ہے اور اس کے بعد It extends to the whole of the Province of Punjab except the tribal areas. تو کمشنر کا جو دائرہ اختیار ہوگا، جو ہم نئے کمشنر بنا رہے ہیں تو ان کی بھی tribal area میں پھر کوئی دخل اندازی نہیں ہوگی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور / داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): یقیناً آپ جو فرما رہے ہیں اس کے مطابق تو یہی sense بنتی ہے۔ میں آپ کے ساتھ بیٹھ کر اس پر بات کر لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، آپ بیٹھ کر اس کو اچھی طرح thrash out کر لیں۔ لغاری صاحب! بیٹھ کر کرتے ہیں اور میں بھی آپ کے ساتھ بیٹھوں گا۔ Don't worry

میجر (ر) عبدالرحمٰن رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

**میجر (ر) عبدالرحمٰن رانا:** جناب سپیکر! لغاری صاحب نے جو کہا ہے تو اس کو اس میں سے منفی کیا جائے۔

**جناب سپیکر:** نہیں، منفی نہیں کیا جا سکے گا۔ ہم نے ابھی جو کمیٹی بنائی تھی تو اس میں ملک ندیم کامران صاحب کو بھی شامل کر لیا جائے۔ جی، رانا صاحب! تحریک استحقاق نمبر 39 کا جواب دیں۔

**وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):** اس تحریک استحقاق میں جن رپورٹوں کا ذکر کیا ہے وہ طباعت کے مراحل میں ہیں اور انشاء اللہ دو ہفتوں کے اندر اندر رپورٹیں ایوان کی میز پر رکھ دی جائیں گی۔

**جناب محمد محسن خان لغاری:** شکریہ۔

**جناب سپیکر:** یہ dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 45 ملک احمد کریم قسور لنگڑیال صاحب کی ہے۔ جی، لنگڑیال صاحب!

## ایس پی انوسٹی گیشن مظفر گڑھ کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ ناروا سلوک

**ملک احمد کریم قسور لنگڑیال:** شکریہ۔ جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میں اپنے علاقے میں پولیس کی کارکردگی بتانے کے لئے ایس پی انوسٹی گیشن مظفر گڑھ کے پاس گیا اور انہیں بتایا کہ میرے حلقہ میں پولیس کی تفتیش کا معیار انتہائی ناقص ہے بلکہ تفتیشی افسران صرف تھانہ کی چار دیواری تک محدود رہتے ہیں اور مقدمات کی تفتیش میرٹ پر کرنے کی بجائے صرف رشوت کے زور پر مقدمات کا فیصلہ کرتے ہیں اور بڑی ڈھٹائی سے رشوت طلب کرتے ہیں حتیٰ کہ قتل، زنا، ڈکیتی کے مقدمات میں نامی گرامی ملزمان کو چھوڑ دیتے ہیں اور بے گناہ شریف شہریوں کو تنگ کرتے ہیں۔ یہ سچی باتیں جناب ایس پی انوسٹی گیشن کو بُری لگیں اور وہ سیخ پا ہو گئے اور کہا کہ یہ محکمہ کا معاملہ ہے، آپ کا کیا تعلق ہے؟ میں جو کرنا چاہوں

کروں گا میں کسی ایم پی اے کو نہیں مانتا بلکہ میری ریٹائرمنٹ میں باقی پانچ چھ ماہ رہ گئے ہیں، تمہیں جو کرنا ہے کرلو اور انتہائی بدتمیزی پر اتر آیا اور مزید کہنے لگا کہ میرے رشتہ دار اقتدار میں ہیں جو مرضی آئے گا میں کروں گا بلکہ آئندہ کسی عوامی مسئلہ کے سلسلہ میں کوئی ایم پی اے میرے دفتر نہ آئے۔ مندرجہ بالا حالات کے پیش نظر بطور ایم پی اے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار داد دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

**جناب سپیکر:** جی، رانا صاحب!

**وزیر قانون و پارلیمانی امور / داخلہ (رانا ثناء اللہ خان):** جناب سپیکر! مذکورہ ایس پی انوسٹی گیشن کے رخصت پر ہونے کی وجہ سے ان کا جواب تو مجھے موصول نہیں ہو سکا لیکن وہاں پر موجود D.P.O صاحب نے اپنی طرف سے یہ request بھیجی ہے کہ یہ معاملہ ان کے علم میں اس طرح سے آیا تھا کہ محترم لنگڑیال صاحب اور ایس پی انوسٹی گیشن کا کسی مقدمہ کے اوپر اختلاف رائے تھا اور میٹنگ کے دوران محترم لنگڑیال صاحب نے ایس پی انوسٹی گیشن کے ناروا رویہ کی بابت کوئی بات میرے نوٹس میں نہ لائی ہے۔ اگر واقعہ جناب ممبر صاحب کے ساتھ پیش آیا ہے تو اگر یہ میرے نوٹس میں آ جاتا تو میں اس کا ازالہ کرتا۔ انہوں نے کہا ہے کہ ابھی یہ بات میرے نوٹس میں آئی ہے اور انہوں نے وقت مانگا ہے کہ جب ایس پی انوسٹی گیشن واپس آ جائیں تو وہ کہتے ہیں کہ میں اس معاملے کو بیٹھ کر resolve کروا دوں گا اور ان کا جواب بھی آپ کو بھجوا دوں گا۔ میری گزارش ہے کہ اس کو pending کر لیا جائے۔

**ملک احمد کریم قسور لنگڑیال:** جناب سپیکر! ایس پی انوسٹی گیشن D.P.O کے under تو نہیں آتا ناں؟

**وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):** جناب سپیکر! یہ D.P.O کے under ہی ہوتا ہے۔

**ملک احمد کریم قسور لنگڑیال:** جناب سپیکر! اسے کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

**وزیر قانون و پارلیمانی امور / داخلہ (رانا ثناء اللہ خان):** جناب سپیکر! ڈسٹرکٹ پولیس آفیسر کے ماتحت ہی ایس پی انوسٹی گیشن آتا ہے تو میری گزارش ہے کہ ابھی ان کا جواب موصول نہیں ہوا تو اسے آپ pending فرمادیں۔ جواب آنے کے بعد جیسے آپ کا حکم ہو گا ٹھیک ہے۔

**جناب سپیکر:** میرا خیال ہے کہ ان کا جواب آ لینے دیں۔

**ملک احمد کریم قسور لنگڑیال:** جناب سپیکر! اسے کل تک pending کر دیں۔

**جناب سپیکر:** جی، کل تک pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک استحقاق عامر سعید انصاری صاحب کی ہے۔

**جناب شہزاد سعید چیمہ:** پوائنٹ آف آرڈر۔

**جناب سپیکر:** جی، فرمائیں!

**جناب شہزاد سعید چیمہ:** جناب سپیکر! اسے pending کر لیں کیونکہ آج وزیر اعلیٰ صاحب ملتان گئے ہیں تو وہ مجھے کہہ کر گئے تھے کہ اسے pending کروا دینا۔

**جناب سپیکر:** جی، یہ منگل تک pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک استحقاق چودھری شہباز احمد صاحب کی ہے۔۔۔ چودھری شہباز احمد، تشریف فرما ہیں اور نہ ہی کسی کے ذریعے کوئی پیغام وغیرہ دیا لہذا اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک چودھری محمد طارق گجر کی ہے۔ جی، گجر صاحب!

## ایڈیشنل رجسٹرار پنجاب یونیورسٹی گوجرانوالہ کیمپس کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ ہتک آمیز رویہ

**چودھری محمد طارق گجر:** جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 24۔ ستمبر 2008 کو بوقت 11:00 بجے دن اپنے حلقے کے دو بچوں کے داخلے کے سلسلے میں جناب احمد علی چٹھہ، ایڈیشنل رجسٹرار، پنجاب یونیورسٹی گوجرانوالہ

کیمپس گیا۔ میں نے اپنا تعارف کروایا اور ایڈیشنل رجسٹرار سے request کی کہ یہ بچے میرے حلقے کے ہیں ان کو evening shift کی بجائے صبح کی shift میں transfer کر دیا جائے کیونکہ یہ غریب گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں، یہ ڈبل فیس afford نہیں کر سکتے۔ رجسٹرار صاحب نے فرمایا کہ سیٹیں ختم ہو گئی ہیں۔ میں نے دوبارہ ان سے استدعا کی کہ جناب مہربانی فرمائیں یہ میرے حلقے کے بچے ہیں۔ میں عوام کا نمائندہ ہوں، ان کی خدمت کرنا میرا فرض ہے۔ اس پر رجسٹرار صاحب نے فرمایا کہ آپ کو خدمت کرنے کا اتنا ہی شوق ہے تو اپنی جیب سے ان کی فیس ادا کریں۔ میں نے دوبارہ استدعا کی کہ جناب کوئی راستہ نکالیں اور ان کو accommodate کریں اس پر رجسٹرار صاحب آگ بگولہ ہو گئے اور فرمانے لگے کہ آپ ایم پی اے ہوں گے تو گھر پر ہوں گے۔ آپ جیسے کئی ایم پی ایز، منسٹرز آئے روز یہاں پر آتے ہیں۔ آپ ایک بات ذہن نشین کر لیں کہ ہمارے وائس چانسلر بڑے powerful آدمی ہیں۔ ان کے اختیارات چیف منسٹر سے بھی زیادہ ہیں، وہ آپ جیسے ایم پی ایز کو کچھ نہیں سمجھتے۔ اس کے علاوہ ذو معنی الفاظ بیان کئے۔ رجسٹرار کے اس بیان سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور / داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! گجر صاحب کی تحریک پر پہلے بھی کافی discussion ہو چکی ہے لیکن بعد میں جس دن کے لئے یہ pending تھی اس دن یہ تشریف نہ لا سکے اور یہ dispose of ہو گئی لیکن بعد میں آپ نے دوبارہ take up کرنے کی اجازت دی ہے۔ اس کے متعلق میری گزارش ہے کہ اس کا جو جواب وائس چانسلر اور رجسٹرار کی طرف سے آیا ہے اور جو grievances محترم ممبر کے تھے انہوں نے بالکل ہی اس معاملے کو touch نہیں کیا اس لئے اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک کمیٹی کے سپرد کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک میجر عبدالرحمٰن صاحب کی ہے۔

## نشان زدہ سوال نمبر 558 کے غلط جواب کی فراہمی

میجر (ر) عبدالرحمٰن رانا: بہت مہربانی۔ جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 24-نومبر 2008 کو جب مواصلات کے محکمے کے متعلقہ سوالات کا دن تھا اس میں سوال نمبر 558 جو کہ محترمہ ڈاکٹر یاسمین زمرد رانا کی طرف سے تھا میں نے جب اس سوال کے محکمہ ہذا کے جوابات کی تفصیل پڑھی تو معلوم ہوا کہ محکمہ کے جوابات کا زیادہ حصہ زمینی حقیقت کے خلاف ہے۔ میں مزید کہنا چاہتا ہوں کہ کچھ حصہ کے جوابات نہ دے کر حقائق کو چھپایا گیا ہے۔

1- جن کمپنیوں نے bid میں حصہ لیا ان کے نام اور تعداد نہ دی گئی۔
2- ٹھیکہ دینے کی بنیاد بہت ہی مبہم ہے۔
3- ٹول کی منظور شدہ شرح سڑک کے استعمال پر منحصر ہے۔ یہ سراسر غلط ہے۔ LAFCO اس سڑک پر اوور چارج کر رہا ہے جبکہ جواب میں کہا گیا ہے کہ گورنمنٹ نوٹیفکیشن کے مطابق ٹول وصول کر رہی ہے۔

لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور / داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں تو کوئی دوسری رائے نہیں ہو سکتی کہ اس ایوان کا استحقاق ہے کہ جس محکمے سے یہاں پر جو بھی information مانگی جائے اسے پوری تفصیل کے ساتھ اور پوری دیانتداری کے ساتھ پہنچائے۔ جب یہاں پر question take up ہوا تھا تو اس دن بھی بات ہوئی تھی۔ اس میں محکمے کا جواب تو آیا ہے لیکن میں یہ چاہوں گا کہ محترم عبدالرحمٰن رانا اور محترمہ یاسمین زمرد آج یا کل صبح کا کوئی ٹائم جب Privilege Motion نے take up ہونا ہے اس سے پہلے کا کوئی ٹائم بتا دیں اور مجھ سے مل لیں تاکہ اس بات کو پوری طرح

سے analyze کیا جائے کہ واقعتاً ہی جواب میں غلط حقائق بیان کئے گئے ہیں اور کسی چیز کو چھپایا گیا ہے۔ اگر یہ بات ensure ہو جائے تو بالکل میں اس motion کو قطعی طور پر oppose نہیں کرنا چاہتا۔ اس کو کل تک کے لئے pending کر لیں اور یہ آج یا صبح تک کا کوئی ٹائم فرما دیں۔

جناب سپیکر: یہ تحریک کل تک pending کی جاتی ہے۔ عبدالرحمٰن صاحب! آپ رانا صاحب کے ساتھ کوئی ٹائم طے کر لیں اور ساتھ محترمہ یاسمین زمرد کو بھی لے لیں۔

میجر (ر) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! جب ایک چیز ہمارے پاس ثبوت کے ساتھ موجود ہے تو پھر اس پر مزید بات چیت کرنے کا کوئی مقصد نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جو بات ہو چکی ہے میرے خیال میں آپ سمجھ پائیں گے اور آپ کا مسئلہ انشاء اللہ اچھے طریقے سے حل ہو گا۔ اگر انہوں نے رپورٹ غلط دی ہے تو یقیناً اُن کے خلاف ایکشن ہو گا۔ آپ رانا صاحب کے ساتھ بیٹھ جائیں اس میں کوئی حرج والی بات نہیں ہے۔ اگلی تحریک محترمہ فوزیہ بہرام کی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور/ داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر کل اس بات کی کوئی confusion نہ ہو تو محترم عبدالرحمٰن رانا اور محترمہ زمرد یاسمین کل صبح ساڑھے نو بجے میرے دفتر آ جائیں میں سیکرٹری C&W کو بلا لیتا ہوں وہاں بیٹھ کر ان کا معاملہ resolve ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: کل صبح ساڑھے نو بجے یہ آپ کے پاس دفتر آئیں گے۔

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! رانا ثناء اللہ صاحب کی بہت حلیم طبیعت ہے مگر یہ ذرا اونچی آواز میں بات کر لیا کریں تاکہ ہم بھی سن سکیں۔ جب ہمارے لنگڑیال صاحب نے تحریک استحقاق پیش کی تو انہوں نے بھی یہی شکایت کی۔ کسی سے پوچھ لیں کہ ان کی بات اتنی سمجھ نہیں آتی۔ ہم یہ مانتے ہیں کہ اب ان کی عمر زیادہ ہو گئی ہے مگر ابھی اتنے بوڑھے نہیں ہوئے کہ ان کی آواز میں طاقت نہ ہو۔ یہ ہمیں اتنا احساس نہ کرائیں کہ یہ بالکل بوڑھے ہو چکے ہیں ہم تو انہیں ابھی بھی جوان سمجھتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور / داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں نے جن کے لئے بات کی تھی ان کی سمجھ میں آ گئی ہے لیکن شاہ صاحب کو سمجھ نہیں آئی۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میں بھی اس ہاؤس کا ممبر ہوں۔ یہ لاء منسٹر ہو کر اگر rule کی بات کرتے ہیں تو یہی نہیں کہ صرف ساتھ والے کو سمجھانے کے لئے انہوں نے بات کرنی ہے یہاں پر تمام ممبران کا برابر کا استحقاق ہے اور ہر ممبر کو بات سمجھ آنی چاہئے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ کی بات درست ہے لیکن میرے خیال میں آپ تک کا فاصلہ اتنا زیادہ نہیں ہے اور مجھے افسوس ہے کہ آپ کو کیوں سنائی نہیں دیتا؟ جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور / داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! مجھے شاہ صاحب صرف یہ بات سمجھا دیں کہ اب جو میں نے بات کی جس کا انہوں نے جواب دیا یہ بات ان کو کیسے سمجھ آ گئی؟ (قہقہہ)

جناب سپیکر: زبان یار من ترکی اور من ترکی نمی دانم۔ جی، شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! اب جو لاء منسٹر نے بات کی ہے اس سے محسوس ہوتا تھا کہ یہ لاء منسٹر ہیں اور یہ ابھی بوڑھے نہیں ہوئے بلکہ ماشاء اللہ جوان ہیں اس لئے سمجھ آ گئی ہے۔

جناب سپیکر: آپ کی آواز سے بھی جوانی نظر آتی ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! آپ کے توسط سے رانا صاحب کی خدمت میں عرض ہے کہ:

کب تک جفا حسن والوں کی سہتے
جوانی جو رہتی پھر ہم نہ رہتے

جناب سپیکر: جی، بہت اچھا۔ محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ کی تحریک استحقاق نمبر 52 ہے اور انھوں نے ٹیلیفون کیا ہے کہ میں کل تک اس کو pending کر دوں لہذا اس کو کل تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 53 آصف بشیر بھاگٹ، طارق محمود ساہی صاحب کی ہے۔ جی، بھاگٹ صاحب!

جناب آصف بشیر بھاگٹ: جناب سپیکر!طارق محمود ساہی صاحب نے کہا ہوا ہے کہ اس کو pendingکر دیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کو pending کیا جاتا ہے۔ رانا صاحب! بھاگٹ صاحب کے مسئلہ کو کب تک pendingکیا جائے ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور / داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! وہ تو اب معاملہ تنویر اشرف کائرہ صاحب اس کمیٹی کے سربراہ ہیں ان کے پاس ہے۔

جناب سپیکر: کتنے دنوں میں یہ لے آئیں گے ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): یہ تو اب کائرہ صاحب بتائیں گے۔ میں تو ان کی خدمت میں ڈی سی او صاحب کو بھی حاضر کروں گا اور خود بھی حاضر ہو جاؤں گا۔ اب فیصلہ انھوں نے کرنا ہے۔

جناب سپیکر: جی، کائرہ صاحب!۔۔۔ نہیں ہیں۔ میرے خیال میں اس پر دو دن سے زیادہ ٹائم نہیں لگنا چاہئے۔

جناب آصف بشیر بھاگٹ: جناب سپیکر! اس کو کل تک pendingکر دیں۔

جناب سپیکر: جی، میں اس کو pendingکرتا ہوں لیکن اگر کائرہ صاحب ادھر لابی میں تشریف رکھتے ہیں تو وہ اندر تشریف لے آئیں۔

ایک آواز: وہ میٹنگ میں ہیں۔

جناب سپیکر: جی، میٹنگ میں ہیں۔ ذرا آپ تکلیف کر کے ان سے ٹائم لے آئیں۔ اتنی دیر تک اس پر ہم کوئی آرڈر جاری نہیں کرتے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 54رانا محمد ارشد صاحب کی ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ پھر اب اس کو dispose of کیا جاتا ہے کیونکہ انھوں نے مجھے تو کوئی اطلاع نہیں دی۔ یہ dispose ofتصور کی جائے۔ اب ہم نے تحریک استحقاق نمبر 53 کا ٹائم دینا ہے۔ باقی معاملات تو میرا خیال ہے کہ نمٹ چکے ہیں اور اس کا ٹائم بھی مکمل ہو گیا ہے۔

## تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار کو لیتے ہیں۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! میں نے صبح پوائنٹ آف آرڈر پر عوامی مفادات کا ایک point raise کیا تھا کہ گورنمنٹ ہائی سکول کلر سیداں کے کھیل کے گراونڈ پر جو سستا بازار لگایا گیا ہے تو لاء منسٹر نے بڑی مہربانی سے مجھے guide کیا کہ اس پر تحریک التوائے کار پیش کی جائے۔ اب میں آپ سے یہ گزارش کر رہا ہوں کہ اس کو out of turn لیا جائے تاکہ میں اس کو پیش کروں۔ لاء منسٹر صاحب نے مجھے advise کیا ہے کہ اس کو تحریک التوائے کار کی شکل میں آج پیش کریں تاکہ اس کا یہ proper جواب لے لیں اور پھر اس کے اوپر پھر کارروائی ہو۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور / داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر اس کو out of turn لینا چاہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں لیکن یہ ہے کہ پھر یہ آج اسے پڑھ دیں اور اس کا جواب میں پھر کل ہی دے سکوں گا۔

جناب سپیکر: آپ نے اسے پڑھنا ہے تو پڑھ دیں لیکن طریق کار جو ہے وہ آپ کو پتا ہی ہے۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! میں اسے پڑھ دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، چلیں! میں آپ کو اجازت دیتا ہوں۔ آپ اسے پڑھ دیں۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! شکریہ۔ ضلع راولپنڈی کی ایڈمنسٹریشن ڈی سی او گورنمنٹ بوائز ہائی سکول کلر سیداں کے کھیل کے گراونڈ میں کھوکھے لگوا کر سستا بازار لگوانا چاہتے ہیں۔ اس سے قبل بھی اس گراونڈ پر قبضہ ہو گیا تھا اور لاہور ہائیکورٹ سے واگزار کرایا گیا تھا۔ کل ڈی سی او صاحب نے اس جگہ کو وزٹ کیا تو علاقہ کے لوگ سراپا احتجاج بنے ہوئے تھے مگر ڈی سی او صاحب بضد ہیں کہ بازار اسی جگہ پر لگے گا حالانکہ اس مقصد کے لئے متبادل جگہیں دستیاب ہیں۔

مہربانی فرما کر اس پر ایکشن لیا جائے اور سکول کے بچوں کو کھیل کے میدان سے محروم نہ کیا جائے۔ شکریہ

راجہ شوکت عزیز بھٹی: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! اگر آپ کی اجازت ہو تو میں ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میری طرف سے ایک قرارداد admit ہونے سے پہلے آپ نے مجھے موقع دیا تھا اور وزیر قانون موصوف نے کہا تھا کہ میں وقت نکال کر سیکرٹری ایجوکیشن کو بلا کر اس پر بات کروں گا۔ وہ انتہائی اہم معاملہ ہے، میٹرک کے بچوں کے داخلے کا معاملہ تھا، وزیر موصوف بہت مصروف ہیں، ان کے پاس وقت نہیں ہے، مہربانی فرما کر اگر وہ مجھے اس floor پر assurance دے دیں، یہ خود ہی سیکرٹری ایجوکیشن کو بلا کر ہدایت جاری کر دیں کہ بار بار فون آتے ہیں، سینکڑوں، ہزاروں بچے اس حکم کے منتظر ہیں کہ کب وزیر قانون سیکرٹری ایجوکیشن سے بات کر کے ہمیں اجازت دیں گے اور ہمارے داخلے وصول ہوں گے جو انتظار میں بیٹھے ہیں۔ یہ floor پر assurance دے دیں اور اسے خود implement کرا دیں، بہت مہربانی ہو گی۔ شکریہ

جناب محمد اعجاز شفیع: پوائنٹ آف آرڈر۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔ میری بات کا جواب پہلے وزیر موصوف سے لے لیں۔ اس کے بعد سابق منسٹر صاحب مجھ سے زیادہ سینئر پارلیمنٹیرین ہیں، بہتر سمجھتے ہوں گے، مہربانی فرمائیں۔

جناب سپیکر: علاؤالدین صاحب! آپ بھی تشریف رکھیں۔ رانا صاحب اس ایک بات کا جواب دے رہے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور / داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! مجھے افسوس ہے کہ کل آپ کو پتا ہی ہے کہ 00-4 بجے تک اجلاس چلا اور میری کوتاہی ہے کہ کل میں اس معاملے کو نہیں دیکھ سکا۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ ہم آپ کو یہ نہیں کہتے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور / داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): آج میں انشاء اللہ تعالیٰ بھٹی صاحب سے مل کر اس معاملے کو resolve کروں گا۔

**راجہ شوکت عزیز بھٹی:** جناب سپیکر! یہ اس پر implement کروادیں۔ میں نہ بھی ہوں تو ان کی مہربانی ہے کیونکہ ان کی مصروفیات بہت زیادہ ہیں۔ بس اس بات کو ensure کریں کہ اس کو کر دیں گے۔

**جناب سپیکر:** چلیں! ٹھیک ہے۔ آپ کی بات انھوں نے سن لی ہے۔

**جناب محمد اعجاز شفیع:** پوائنٹ آف آرڈر۔

**جناب سپیکر:** دیکھیں! یہ آپ کی تحریک التوائے کار آ رہی ہے۔۔۔ اب کدھر گیا پوائنٹ آف آرڈر؟ چلیں! آپ پوائنٹ آف آرڈر پر آ جائیں۔ (قہقہے)

**جناب محمد اعجاز شفیع:** جناب سپیکر! میں ایک انتہائی sensitive اور important issue پر آپ سے out of turn ایک قرار داد پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ یہ ایک انتہائی اہم پاکستان کی سلامتی اور پاکستان کی اہمیت کا issue ہے۔۔۔

**جناب سپیکر:** جی، ابھی میں آپ کو اجازت نہیں دے رہا ہوں۔

**جناب محمد اعجاز شفیع:** نہیں، میں پڑھ نہیں رہا، میں صرف اجازت چاہ رہا ہوں۔

**جناب سپیکر:** نہیں، آپ کی یہ تحریک ہے۔ مجھے اس کو پڑھنے دیں، proceed کرنے دیں، according to rules ہمیں چلنے دیں، آپ کی مہربانی۔

**ڈاکٹر محمد اختر ملک:** پوائنٹ آف آرڈر۔

**جناب سپیکر:** جی، آپ ادھر سے کیا اطلاع لائے ہیں؟

**ڈاکٹر محمد اختر ملک:** جناب سپیکر! وہ ہاؤس میں آ رہے ہیں۔

**جناب سپیکر:** چلیں! ٹھیک ہے۔

**ڈاکٹر محمد اختر ملک:** جناب سپیکر! دوسرا میری ایک بات ہے، میں پہلے بھی کھڑا ہوا تھا۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے ساری ٹاسک فورسز بنا دی ہیں۔ ہمارا ایک جو اہمیت کا پہلو ہے وہ میرے خیال میں نظر انداز ہو رہا ہے۔۔۔

**جناب سپیکر:** لاء منسٹر! متوجہ ہوں۔

**ڈاکٹر محمد اختر ملک:** جناب سپیکر! ساری ٹاسک فورسز بنادی گئی ہیں۔ ایک اہمیت کا حامل پہلو ہے اس کو نظر انداز کیا جارہا ہے۔ ایک ملاوٹ مافیا جو کھانے پینے کی چیزوں میں ملاوٹ کو پورے صوبہ میں جاری وساری رکھے ہوئے ہے۔ لوگوں کو چائے اور دوسری چیزوں میں زہر پلایا جارہا ہے۔ میری اس ہاؤس کے توسط سے یہ بھی گزارش تھی کہ اس ملاوٹ مافیا کے خلاف بھی ایک ٹاسک فورس بنائی جائے اور خاص طور پر کھانے پینے والی چیزیں جو بازار میں ملاوٹ شدہ ملتی ہیں ان کے خلاف یہ ٹاسک فورس بنائی جائے۔ میں اس ہاؤس کے توسط سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ بہت ہی اہمیت کا حامل مسئلہ ہے۔ لوگوں کی صحت داؤ پر لگ رہی ہے لہذا اس پر ذرا غور کیا جائے۔

**جناب سپیکر:** جی، ہیلتھ اینڈ فوڈ منسٹر!۔۔۔ وہ پوچھ رہے ہیں کہ آپ اس میں کوئی ٹاسک فورس بنانا چاہتے ہیں یا کوئی بنائی ہے؟

**وزیر خوراک وصحت (ملک ندیم کامران):** جی، ٹاسک فورس تو شاید ابھی اس سلسلے میں کوئی نہیں بنی، اگر ہاؤس اجازت دیتا ہے تو ہمیں تو اس پر کوئی اعتراض نہیں، اس کا فائدہ یقیناً پہنچے گا، اگر ہاؤس اجازت دے اور آپ مہربانی فرمائیں تو اس پر ٹیم بن سکتی ہے۔ میں اس کو object نہیں کرتا، ضرور بنی چاہئے۔

**جناب سپیکر:** ہیلتھ بھی آپ ہی deal کرتے ہیں؟

**وزیر خوراک وصحت (ملک ندیم کامران):** جی۔

**جناب سپیکر:** تو پھر آپ اس میں کوئی طریقہ اپنائیں تاکہ لوگوں کی صحت کا خیال رکھا جائے۔

**وزیر خوراک وصحت (ملک ندیم کامران):** جناب سپیکر! دیکھیں، یا تو آپ اس سلسلے میں ایک ٹاسک فورس بنادیں یا ایک کمیٹی بنادیں یا اس سلسلے میں یہ مجھ سے بیٹھ کر بات کرلیں۔

**جناب سپیکر:** نہیں، آپ یہ چیف منسٹر صاحب سے بات کریں کہ یہ معاملہ ہے، اس کے لئے کوئی سپیشل کمیٹی بنائی جائے یا ٹاسک فورس بنائی جائے۔ ان چیزوں کو بند ہونا چاہئے۔

**وزیر خوراک وصحت (ملک ندیم کامران):** ٹھیک ہے۔

**جناب سپیکر:** جی، شکریہ

**شیخ علاؤالدین:** پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے ایک اہم مسئلہ لانا چاہتا ہوں۔ معاملہ یہ ہے کہ مرکزی حکومت نے گریڈ1 سے گریڈ15 تک کے ملازمین کو جو کنٹریکٹ پر تھے ان کو ریگولر کر دیا ہے، میرے پاس آرڈر کی کاپی ہے۔

**جناب سپیکر:** نہیں، یہ آپ کی تحریک کس طرح کی ہے؟

**شیخ علاؤالدین:** جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہی یہ عرض کر رہا ہوں کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ حکومت پنجاب بھی ان غریب ملازمین کے لئے جو کنٹریکٹ پر ہیں اور انتہائی عجیب صورتحال سے دوچار ہیں ان کے مستقبل کا کوئی پتا نہیں ہے۔ انہیں ہر وقت دھڑکا اور خطرہ لگا رہتا ہے، ان کے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں، میں یہ چاہتا ہوں کہ حکومت پنجاب ان کو بھی regularize کر دے۔ جناب کی مہربانی کہ مجھے ٹائم دیا- اس میں ایک اہم بات یہ ہے کہ انھوں نے جون 2008 تک کے ملازمین کو regular کر دیا ہے- اگر یہاں پر بھی یہ مہربانی ہو جائے تو لوگوں کا بھلا ہو جائے گا-

**جناب سپیکر:** جی، رانا صاحب!

**وزیر قانون و پارلیمانی امور / داخلہ (رانا ثناء اللہ خان):** جناب سپیکر! مجھے اس کی کاپی موصول نہیں ہوئی-

**ڈاکٹر محمد اختر ملک:** جناب سپیکر! میری بات مکمل نہیں ہوئی تھی- میری گزارش ہے کہ کمیٹی بنا دی جائے-

**جناب سپیکر:** جی، نہیں- ادھر کی کمیٹی کیا کرے گی- جن کا کام ہے ان کو کرنے دیں- پلیز! تشریف رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور / داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! مجھے اس تحریک کی کاپی نہیں ملی۔

جناب سپیکر: تحریک نہیں بلکہ ان کی طرف سے پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور / داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): یہ مجھے لکھ کر دے دیں تو required information لے کر دے دوں گا۔

شیخ علاؤالدین: جی، بہت شکریہ۔ میں ابھی لکھ کر دے دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

جناب محمد اعجاز شفیع: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں نے ایک تحریک جمع کروائی ہے یہ rule-83 کے تحت تو maintainable نہیں ہے لیکن اب میں ایک قرارداد پیش کرنا چاہ رہا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ خود rule-83 پڑھ چکے ہیں لہذا بتائیں کہ آپ نے جو صحت کے بارے میں تحریک دی ہوئی ہے اس کی کیا fate ہو گی؟

جناب محمد اعجاز شفیع: وہ maintainable نہیں ہے۔

جناب سپیکر: کیا اسے dispose of کر دوں؟

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب! اگر آپ خصوصی مہربانی کریں تو اسے کر دیں نہیں تو rule-234 suspend کر کے مجھے قرارداد پڑھنے کی اجازت دی جائے۔ میں لاء منسٹر صاحب سے بھی عرض کروں گا کہ ایک important and sensitive issue پر قرارداد ہے اگر آپ اسے out of turn allow کریں تو میں پیش کر دوں۔

جناب سپیکر: اس کی کاپی تو لاء منسٹر صاحب کو دیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جی، درست ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور / داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اعجاز شفیع صاحب نے اس کی کاپی مجھے فراہم کی ہے یہ اس قرارداد کے ذریعے ایئر چیف مارشل کے بیان کا خیر مقدم کرنا چاہتے ہیں۔

ان کی خدمت میں میری گزارش ہے کہ ایئر مارشلوں کے بیانوں کو خیر مقدم کرنے والی روایت ختم کریں، بیان دینا ایئر چیف مارشل کا کیا کام ہے؟ اسے تو بیان ہی نہیں دینا چاہئے، بیان دینا حکومت کا کام ہے۔وفاقی حکومت بیان دے، صوبائی حکومت بیان دے یا سیاست دان بیان دیں لیکن ان ایئر مارشلوں کا کام نہیں کہ وہ اس قسم کی بیان بازی کریں۔یہ بیان تو وزیر خارجہ کو دینا چاہئے۔

**جناب سپیکر:** جی، ان کو ملک کا دفاع کرنا چاہئے۔وہ بہت اچھا کام کر رہے ہیں۔یہ ان کی ڈیوٹی ہے۔آپ ان کے بارے میں ایسی بات نہ کریں۔

**وزیر قانون و پارلیمانی امور / داخلہ (رانا ثناء اللہ خان):** جی، دفاع کرنا چاہئے لیکن اس طرح بیان دینا تو ان کا کام نہیں بنتا۔

**جناب محمد اعجاز شفیع:** جناب سپیکر!۔۔۔

**جناب سپیکر:** آپ کی مہربانی۔ پلیز! ان کو اس میں نہ گھسیٹیں۔وہ سیاست میں دخل نہیں دینا چاہتے۔

**جناب محمد اعجاز شفیع:** جناب سپیکر! جب حکومت ڈیل کر کے بیٹھ جائے گی تو پھر فوج تو بولے گی۔

**وزیر قانون و پارلیمانی امور / داخلہ (رانا ثناء اللہ خان):** جناب سپیکر! یہ پہلے پانچ سال وردی کے گیت گاتے رہے ہیں اور اب بہانے بہانے سے پھر گانا چاہتے ہیں۔میں سمجھتا ہوں کہ اب ان کو چاہئے کہ اس معاملے کو جانے دیں۔

**جناب محمد اعجاز شفیع:** جناب سپیکر! اگر آج فوج بول رہی ہے کہ ہمارے پاس طاقت ہے اور ہم حملے روک سکتے ہیں۔۔۔

**جناب سپیکر:** جی، اللہ کا شکر ہے۔ہمارے پاس طاقت ہے۔

**جناب محمد اعجاز شفیع:** جناب سپیکر! ہم نے اس قرارداد کے ذریعے وفاقی حکومت سے یہی کہنا ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں۔پلیز! نہیں۔پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ قاعدے کے مطابق نہیں ہیں۔آپ rule-81 کو پڑھ لیں کہ آپ کو کتنی دیر پہلے یہاں یہ قرارداد جمع کرانی چاہئے تھی پھر ہم اس پر سوچتے۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! یہ important and sensitive issue ہے اور آج ہمارا ملک تباہی کے دہانے تک پہنچ چکا ہے۔

جناب سپیکر: اعجاز شفیع صاحب! آپ جان بوجھ کر ماحول کو کسی اور طرف کرتے ہیں۔میں آپ سے التماس کرتا ہوں کہ آپ مہربانی کریں اور مجھے rules کے مطابق چلنے دیں۔بہت شکریہ

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! ملک کی سرحدوں کی حفاظت فوج نے کرنی ہے۔رانا ثناء اللہ یا اعجاز شفیع نے نہیں کرنی۔

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں۔ I will not allow you. جی، ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ!

وزیر قانون و پارلیمانی امور / داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ محترم اعجاز شفیع صاحب کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ میرا نام لے کر ذاتی حوالے سے بات کریں۔بات یہ ہے کہ میں اس پر بڑا clear ہوں کہ اگر ملک کے دفاع کو کوئی خطرہ ہے تو اس بارے میں وزیر دفاع بیان دیں، وزیر خارجہ دیں لیکن چیف آف آرمی سٹاف اور ایئر چیف مارشل کا کوئی کام نہیں کہ وہ بیان دیں۔یہ بالکل غلط روایت ہے اور پھر سیاست دان ان بیانوں کو خراج تحسین پیش کرنا شروع کر دیں۔ ہم اس ایوان میں بیٹھ کر وردی کی حمایت بالکل نہیں کریں گے۔

جناب سپیکر: جی، بلوچ صاحب!

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! ہماری boundary پر attack کئے جا رہے ہیں۔

ڈاکٹر خالد امتیاز خان بلوچ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: اعجاز شفیع صاحب! آپ تشریف رکھیں- میں نے بلوچ صاحب کو floor دیا ہے-پلیز! آپ تشریف رکھیں-آپ کس point پر بول رہے ہیں؟ میں ابھی آپ کو اجازت نہیں دے رہا- جی، بلوچ صاحب!

ڈاکٹر خالد امتیاز خان بلوچ: جناب سپیکر! میں بالکل ایک صاف بات کرنا چاہ رہا ہوں کہ اعجاز شفیع صاحب کو ذاتی طور پر کھپ ڈالنے کی عادت ہے اور یہ ہر بات کو prolong کرتے ہیں، ہر بات میں غلط طریقے سے interfere کرتے ہیں we will not tolerate further ہم اس طرح ان کی کسی بات کو برداشت نہیں کریں گے کہ یہ غلط بات کریں اور پھر اسے طول دیں He should recognize by you, sir.

جناب سپیکر: جی، My dear Baloch sahib تشریف رکھیں-

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! میں point of personal explanation پر بات کرنا چاہتا ہوں- میں نے کل بھی یہ issue یہاں اس لئے raise کیا تھا کہ ایئر چیف مارشل نے کہا ہے کہ اگر حکومت اجازت دے تو ہمارے پاس صلاحیت ہے، یہ کوئی معمولی نوعیت کی سٹیٹمنٹ نہیں ہے-آج قائداعظم کا پاکستان ٹوٹ رہا ہے- اقبال کا خواب ٹوٹ رہا ہے-

جناب سپیکر: اعجاز شفیع صاحب! تشریف رکھیں-

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): پوائنٹ آف آرڈر-

جناب سپیکر: آرڈر پلیز- مجھے بات سننے دیں- جی، وزیر خزانہ صاحب!

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! ہمارے معزز بھائیوں کا ڈی سی او کے ساتھ جو معاملہ تھا آپ نے اس پر کمیٹی بنائی تھی-اس سلسلے میں کمیٹی نے ڈی سی او کو طلب کر لیا ہے، وہ چار بجے تک پہنچ جائیں گے- ہم اس کی بات بھی سنیں گے اور معزز ممبران جنھوں نے ہاؤس میں بھی بات کی ان کی بات بھی سنیں گے اور ہمیں یقین ہے کہ جو یہ کہہ رہے ہیں، یہ درست ہے- کل کمیٹی اپنی رپورٹ ایوان میں پیش کر دے گی-

جناب آصف بشیر بھاگٹ: ہم کمیٹی میں بالکل نہیں سنیں گے۔ایک طرف یہاں ٹائم دیا گیا کہ ہم اس کے خلاف کارروائی کرتے ہیں پھر دوسری بات یہ ہوئی تھی کہ ہم ایک کمیٹی بناتے ہیں۔ریکارڈ پر موجود ہے کہ حسن مرتضیٰ صاحب نے کہا تھا کہ ہم ایک گھنٹے کا ٹائم دیتے ہیں، آپ اس کے خلاف کارروائی کریں۔ہم یہ کمیٹیوں اور انکوائریوں والا معاملہ بالکل نہیں مانیں گے اور نہ ہی برداشت کریں گے۔

جناب سپیکر: دیکھیں! آپ بہت سمجھ دار لوگ ہیں لیکن جس طرح سے آپ بات کرتے ہیں مجھے اس پر افسوس ہو رہا ہے -

جناب آصف بشیر بھاگٹ: ہم صرف ہاؤس میں بات کریں گے۔

جناب سپیکر: آپ کے حقوق کا ہر صورت خیال رکھا جائے گا اور رکھنا چاہئے اس ہاؤس میں جو کمیٹی بن چکی ہے---

وزیر قانون و پارلیمانی امور/داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور/داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں اپنے معزز بھائیوں کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ میں نے یہ بات کی تھی کہ یا تو معزز رکن ٹائم دے دیں تاکہ ان کے احساسات کے مطابق ازالے کے لئے حکومت عمل کر سکے اور یہ بات on record ہے۔ میں نے دوسری یہ بات کی تھی کہ کمیٹی بنا دیں اور کمیٹی جو فیصلہ کرے گی میں on behalf of the Government, on behalf of the Chief Minister اس بات کا یقین دلاتا ہوں کہ گورنمنٹ اس کمیٹی کے فیصلے کی پابند ہو گی۔اس پر پہلے آپ نے تین رکنی کمیٹی بنائی پھر اس میں ایک آدمی شامل کیا، پھر ایک آدمی شامل کیا۔کائرہ صاحب اس کمیٹی کے سربراہ ہیں۔انھوں نے آج چار بجے اس کی میٹنگ بلالی ہے اور کل رپورٹ پیش ہو جائے گی لیکن اس طرح مناسب نہیں ہے۔لہذا معزز بھائیوں سے گزارش ہے کہ آپ تشریف رکھیں اور جس طرح طے ہوا ہے اسی طرح چلنے دیں۔

جناب آصف بشیر بھاگٹ: ہم نے ایک گھنٹے کا ٹائم دیا تھا۔

جناب سپیکر: .I am sorry to say this مجھے افسوس ہو رہا ہے۔ آپ سب سمجھدار ہیں پڑھے لکھے ہیں اور آپ کی موجودگی میں کمیٹی بنائی گئی ہے۔ آپ بعد میں آئے ہیں۔ پلیز! اس طرح نہ کریں۔

(اس مرحلہ پر وزیر قانون و پارلیمانی امور معزز ممبران کے پاس تشریف لے گئے)

جناب طاہر اقبال چودھری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔

جناب طاہر اقبال چودھری: جناب سپیکر! دراصل یہ ڈی سی او کا معاملہ نہیں بلکہ (ن) لیگ اور پیپلز پارٹی کا معاملہ ہے۔ ہم تو پہلے دن سے ہی کہہ رہے ہیں کہ ---

جناب سپیکر: پلیز! تشریف رکھیں۔ میں آپ کو اجازت نہیں دے رہا۔

جناب طاہر اقبال چودھری: ان کے آپس کے اختلاف سامنے آ رہے ہیں۔

جناب سپیکر: میں آپ کو اجازت نہیں دے رہا۔ پلیز! تشریف رکھیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! آپ ہاؤس کی کارروائی کو چلائیں۔ ان کے آپس کے مذاکرت ہوتے رہیں گے۔

(اس مرحلہ پر پیپلز پارٹی کے معزز اراکین، وزیر قانون
اور وزیر خزانہ آپس میں مذاکرات کرتے رہے)

محترمہ خدیجہ عمر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ! آپ فرمائیں!

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! 11۔ ستمبر کو transfer and posting پر ban لگا تھا اور 13۔ اکتوبر کو ڈیرہ غازی خان میں ایک ٹرانسفر ہوئی ہے جو زبردستی کی گئی ہے۔ میری گزارش ہے کہ اس بارے میں انکوائری کروائی جائے کہ اگر اس وقت transfer and posting پر ban لگا ہوا ہے تو انھوں نے اس کی ٹرانسفر کیوں کی ہے؟ یہ mutual transfer ہے اور نہ ہی ban lift ہوا ہے۔ kindly یہ بتادیا جائے کہ آپ کب تک اس معاملے کی انکوائری کروائیں گے؟

جناب سپیکر: وہ کون ہیں اور اس کا عہدہ کیا ہے؟

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! ڈیرہ غازی خان کے گورنمنٹ گرلز ہائی سکول میں سلمیٰ شاہین، اے۔ایس۔ٹی ٹیچر ہیں۔ ان کی ٹرانسفر کر دی گئی ہے۔ یہ mutual transfer بھی نہیں ہے، اگر transfer and posting پر ban لگا ہوا ہے تو پھر بتایا جائے کہ یہ ٹرانسفر کیوں کی گئی ہے؟ ایسے واقعات ہر جگہ ہو رہے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور / داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر ہر جگہ ہو رہے ہیں تو پھر یہ ہر جگہ کی مجھے information لکھ کر دے دیں۔ اگر ایک ہی جگہ پر ایسا ہوا ہے تو یہ مجھے لکھ کر دے دیں۔ یہ transfer اگر against the rules ہوئی ہے تو اسے فوری طور پر منسوخ کروادیں گے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا نوٹس لیتے ہیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! اگر وزیر قانون صاحب کہتے ہیں تو میں ان کو exact detail بھی دے دیتی ہوں، ان کو بتادیتی ہوں۔ kindly یہ ضرور بتادیں کہ انھوں نے during ban کس بنیاد پر اس ٹیچر کو transfer کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، آپ پوری تفصیل وزیر قانون صاحب کو بتادیں۔

(اس مرحلہ پر معزز رکن نے ٹرانسفر سے متعلقہ کاغذات جناب سپیکر کو بھجوائے اور سپیکر صاحب نے وزیر قانون کو بھجوادیئے)

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! آج آپ گھبرا گئے ہیں۔ کارروائی نہیں چلا رہے۔

جناب سپیکر: میں تو کارروائی چلا رہا ہوں۔ تحریک التوائے کار ہے جو کہ ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ، محترمہ ماجدہ زیدی صاحبہ، محترمہ آمنہ الفت صاحبہ، محترمہ آمنہ جہانگیر صاحبہ اور محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ کی طرف سے ہے۔

## سروسز ہسپتال لاہور میں میڈیکل ٹیسٹ کے لئے آئے ہوئے امیدواروں پر پولیس اور ہسپتال انتظامیہ کا تشدد

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ ''نوائے وقت'' مورخہ 13۔ستمبر 2008 کی خبر کے مطابق سروسز ہسپتال لاہور میں اے ایس آئی کی بھرتی کے لئے میڈیکل ایگزامینیشن کے لئے آئے ہوئے سینکڑوں امیدواروں پر پولیس اور ہسپتال انتظامیہ نے تشدد کیا جس کے باعث انتظامیہ اور امیدواروں کے درمیان شدید ہنگامہ ہو گیا جس کے نتیجے میں ہسپتال کے شیشے، میز اور کرسیاں ٹوٹ گئیں اور ہسپتال کے اندر اور باہر احتجاجی مظاہرہ ہوا۔ تفصیل کے مطابق سروسز ہسپتال میں اے ایس آئی کی بھرتی کے لئے سینکڑوں امیدواروں کے میڈیکل ٹیسٹ کئے جا رہے تھے، ہسپتال انتظامیہ اور ٹاؤٹ مافیا رشوت لے کر اپنے من پسند افراد اندر لے جاتے اور ٹیسٹ پاس کرا دیتے جبکہ سحری کے وقت سے آئے ہوئے دیگر امیدواران کئی کئی گھنٹے انتظار میں ہی رہے جس پر بعض امیدواروں نے احتجاج کیا اور آہستہ آہستہ تمام امیدوار اس احتجاج میں شامل ہو گئے۔ خبر کے مطابق پولیس اور ہسپتال کی انتظامیہ نے اس موقع پر امیدواروں پر تشدد کیا جس سے متعدد امیدواروں کے سر پھٹ گئے۔ امیدواروں کا کہنا ہے کہ ہسپتال انتظامیہ سحری کے وقت کہتی تھی کہ میڈیکل ایگزامینیشن کے لئے آ جائیں وہ گزشتہ دو دنوں سے مسلسل آ رہے ہیں مگر میڈیکل ٹیسٹ نہیں کیا جا رہا، اس صورتحال سے امیدواروں میں بالخصوص اور عوام میں بالعموم ہسپتال انتظامیہ پولیس اور حکومت کے خلاف غم وغصہ کے جذبات پائے جاتے

ہیں۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خوراک و صحت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! یہ جو تحریک انھوں نے پیش کی ہے اس سلسلے میں میڈیکل سپر نٹنڈنٹ کی رپورٹ میں بڑا واضح جواب دیا گیا ہے۔ انھوں نے پڑھ بھی لیا ہو گا لیکن میں repeat کرنا چاہوں گا۔

جناب سپیکر! میڈیکل سپرنٹنڈنٹ کی رپورٹ کے مطابق روزنامہ "نوائے وقت" میں چھپنے والی خبر حقائق پر مبنی نہ ہے۔ سروسز ہسپتال میں اے۔ آیس۔ آئی کی بھرتی کے لئے میڈیکل کرانے کے لئے سینکڑوں امیدوار آتے رہتے ہیں، تعداد زیادہ ہونے کی وجہ سے باری کا انتظار کرنا پڑتا ہے اور جن کی باری آخر میں آتی ہے ان کو زیادہ انتظار کرنا پڑتا ہے۔ ایسے میں بسا اوقات ان میں سے چند شرارتی حضرات دھکم پیل اور شور و غل کرتے ہیں جس کی وجہ سے مسئلہ پیدا ہو جاتا ہے۔ 9-12-08 کو بھی اسی قسم کی صورتحال پیش آئی۔ اس صورتحال سے نمٹنے کے لئے ہسپتال ہذا میں پولیس کی نفری منگوائی گئی لیکن وہ پولیس سے بھی کنٹرول نہیں ہو رہے تھے اس سلسلے میں ہسپتال انتظامیہ نے قطعاً کسی کے ساتھ امتیازی سلوک روا نہیں رکھا اور باری کے حساب سے سب کا میڈیکل کیا گیا۔

مورخہ 08-9-12 کی خبر اصل حقائق پر مبنی نہیں ہے۔ درحقیقت 08-9-12 کو ایک نجی ٹی وی کے اہلکاروں نے ہسپتال ہذا کے ڈاکٹر شاہد اقبال قریشی پر تشدد کیا جس کے نتیجے میں مذکورہ ڈاکٹر صاحب بری طرح زخمی ہو گئے ان کو آئی۔ سی۔ یو میں داخل کرا دیا گیا اور اس واقعے کی اطلاع سیکرٹری صحت کو دی گئی جنھوں نے مسٹر جواد رفیق، Provincial Coordinator Punjab کو انکوائری آفیسر مقرر کیا ہے جو اس معاملے کی انکوائری اور چھان بین کروا رہے ہیں۔ ان کی رپورٹ آنے پر اصل حقائق سامنے آ جائیں گے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! وزیر صاحب فرما رہے ہیں کہ انکوائری آفیسر مقرر کر دیا گیا ہے جو کہ انکوائری کر رہا ہے تو یہ انکوائری کب تک مکمل ہو جائے گی؟

وزیر خوراک و صحت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! اب یہ جواب آیا تھا تو اس وقت انکوائری ہو رہی تھی اور اس کی رپورٹ نہیں آئی تھی لیکن اب انکوائری مکمل ہو چکی ہے اور اس کی رپورٹ میں نے کل منگوالی ہے۔ اس وقت انکوائری رپورٹ میرے پاس ہے۔ معزز رکن اسے دیکھنا چاہیں تو دیکھ سکتی ہیں۔ میں ان کو انکوائری رپورٹ پیش کر دوں گا۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں یہ کام مکمل ہو گیا ہے۔ انکوائری رپورٹ کے بارے میں آپ محترمہ کو بتا دیجئے گا۔

جناب محمد یار ہراج: پوائنٹ آف آرڈر! جناب سپیکر! میں ایک clarification چاہتا ہوں۔ اس وقت بہت کچھ ادھر ہو رہا تھا اور ہمیں کچھ سمجھ نہیں آرہی تھی۔ پوچھنا یہ چاہتا ہوں کہ یہ پیپلز پارٹی والوں نے walkout کیا ہے یا آپ نے انھیں کسی معاملے کو حل کرنے کے لئے بھجوایا ہے؟

جناب سپیکر: جی، اللہ کے فضل و کرم سے ایسی بات ابھی سنی نہیں ہے لیکن آپ اطمینان رکھیں۔ آپ اطمینان رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور / داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! مجھے ہراج صاحب کی خدمت میں یہی عرض کرنا ہے کہ ہمارے پیپلز پارٹی کے دوستوں نے بائیکاٹ نہیں کیا، وہ لابی میں بیٹھ کر اپنا کوئی مشورہ کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: زیر بحث تحریک disposed of ہوئی۔ تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوا، باقی تحاریک کو pending کیا جاتا ہے۔

## سرکاری کارروائی

## زراعت پر عام بحث

جناب سپیکر: اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔ آج کے ایجنڈے پر زراعت پر عام بحث ہے۔ جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ سوموار 24۔نومبر 2008 کو زراعت پر عام بحث کا آغاز ہوا تھا۔ اس بحث میں 16 معزز ارکان نے حصہ لیا تھا اور بہت سے معزز ارکان وقت کی کمی کی وجہ سے ہاؤس میں موجود ہونے کے باوجود حصہ نہ لے سکے تھے۔ اس بحث کو yesterday کے ایجنڈے پر بھی رکھا گیا لیکن وقت کی کمی کی وجہ سے اس پر بحث نہ ہو سکی تھی۔ یہ طے ہوا تھا کہ اس پر آج بحث کی جائے گی اس لئے اس بحث کو آج دوبارہ ایجنڈے پر رکھا گیا ہے۔ پہلے ان اراکین کو بحث میں حصہ لینے کی دعوت دی جائے گی جو سوموار کو ہاؤس میں موجود تھے لیکن ان کی باری نہ آ سکی۔ جو معزز اراکین اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں اور ابھی تک اپنے نام نہیں بھجوا پائے ہیں میرے خیال میں یہ زیادہ نام موجود ہیں۔ ملک جلال الدین ڈھکو صاحب! تشریف فرما ہیں؟

**ملک جلال الدین ڈھکو:** بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر!۔۔۔

**جناب سپیکر:** سب کو 5 منٹ ملیں گے۔ آپ کو 5 منٹ میں اپنی بحث سمیٹنا ہوگی۔ دیگر حضرات سے میری گزارش ہوگی کہ پہلے جو بات ہو جائے اس کو repeat نہ کیا جائے۔

**ملک جلال الدین ڈھکو:** جناب سپیکر! آپ نے زراعت کے لئے 5 منٹ دیئے ہیں جو کہ بہت تھوڑے ہیں۔ آپ نے قلیل وقت دیا ہے۔ میرے خیال میں یہ بڑھا کر 10 منٹ کر دیں۔

جناب والا! زراعت کو ریڑھ کی ہڈی کا درجہ دیا جاتا ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ ملک کے لئے ریڑھ کی ہڈی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس ملک کا تمام تر دارومدار زراعت پر ہے۔ سب کو اس بات کا علم ہے لیکن جتنی حکومتیں آئی ہیں زراعت پر آج تک اس طریقے سے توجہ نہیں دی گئی جس طور پر دینی چاہئے تھی۔ آپ بھی سمجھتے ہیں کہ ہم اسمبلی میں بحث کے دوران جو تجاویز پیش کرتے ہیں، میں کافی عرصے سے اسمبلی میں آ رہا ہوں اسمبلی نے کسی ایک تجویز پر عمل نہیں کرایا۔ زراعت کے بارے میں جو آدمی فیصلے کرتے ہیں انہیں زراعت کا علم ہی نہیں۔ اسمبلی میں بیٹھے ہوئے کم از کم 85/80 فیصد

لوگ زراعت پیشہ ہیں ان کو تجربہ ہے، انہیں پتا ہے کہ زراعت کے کیا کیا problems ہیں، زراعت کو کس طرح improve کیا جا سکتا ہے اور کس طرح production بڑھائی جا سکتی ہے لیکن ان لوگوں کی تجاویز مان لی جاتی ہیں جنہیں پتا ہی نہیں۔ میں آپ کو بتا رہا ہوں کہ آج تک ہماری ایک تجویز بھی نہیں مانی گئی۔ ہر سیشن میں زراعت پر بحث ہوتی ہے۔

جناب سپیکر: تجاویز دیں، میں بھی لکھ رہا ہوں، آپ لکھوائیں تو سہی۔

**ملک جلال الدین ڈھکو:** جناب سپیکر! میں لکھواؤں گا۔ میری گزارش ہے کہ نمبر 1 پر تو پانی کا مسئلہ ہے۔ آپ کا پڑوسی ملک آپ کے ساتھ ہی آزاد ہوا۔ آپ 14۔اگست کو آزاد ہوئے، وہ 15۔اگست کو آزاد ہوا۔ یہ ٹھیک ہے کہ دریاؤں کے دہانے ہندوستان سے بھی نکلتے ہیں لیکن اس کے باوجود انڈیا نے 54 ڈیم بنائے ہیں اور آپ بتائیں کہ آپ نے پانی store کرنے کے لئے کتنے ڈیم بنائے ہیں جو زراعت میں مدد کر سکتے ہیں؟ پانی کے بغیر زراعت ہو ہی نہیں سکتی۔ مجھے یہ بتائیں کہ کس حکومت نے زراعت کے لئے پانی کا بندوبست کیا ہے؟ اگر آپ اس ملک کی زراعت اور انڈسٹری میں ترقی چاہتے ہیں کیونکہ اس ملک کی تمام تر معیشت کا دارومدار زراعت پر ہے تو پھر آپ مہربانی کر کے No.1 priority پر زراعت پر توجہ دیں۔ ایک تو پانی کا بندوبست کریں اس کے لئے ڈیم بنائے جائیں۔ نمبر 2۔ آپ کے ملک میں اور particularly پنجاب میں بڑی بے آباد زمینیں پڑی ہیں۔ آپ دیکھ لیں کہ بنجر زمینیں بہاولپور ڈویژن، ملتان ڈویژن اور دوسرے ڈویژنوں میں بھی ہوں گی جن کے لئے کسی حکومت نے آج تک توجہ نہیں دی کہ ان زمینوں کو آباد کیا جائے۔ ان کی آبادکاری کے لئے حکومت کو توجہ دینی چاہئے جس سے production بہتر ہو سکتی ہے۔ آپ واہگہ بارڈر پر چلے جائیں، قصور والے بارڈر پر چلے جائیں۔ بارڈر سے اِس طرف تقریباً ساری زمینیں بنجر پڑی ہیں لیکن آپ جب انڈیا کی طرف چلے جائیں گے تو تمام زمینیں آباد ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، ڈھکو صاحب! جس جگہ کی آپ بات کر رہے ہیں اُدھر کوئی بنجر زمین نہیں ہے۔ میں جانتا ہوں۔

**ملک جلال الدین ڈھکو:** جناب سپیکر! بنجر ہیں۔ میں گیا ہوں۔اس کے بعد آپ بہاولپور ڈویژن دیکھ لیں۔ اگر آپ بنجر زمینوں کو آباد کرنے کے متحمل نہیں ہو سکتے تو پھر آپ زراعت کو کس طرح upgrade کر سکتے ہیں، آپ زراعت کو کس طرح develop کر سکتے ہیں؟ نمبر3۔ میں یہ تجویز پیش کروں گا کہ آپ کے ملک اور particularly پنجاب کے اندر اگر کسی کے پاس ایک مربع زمین ہے تو اس میں مختلف قسم کی کئی اجناس کاشت کی جاتی ہیں۔ کماد کاشت کیا جاتا ہے، چاول کاشت کیا جاتا ہے، گندم کاشت کی جاتی ہے، طرح طرح کی فصلات کاشت کی جاتی ہیں جس سے اس ملک کی پیداوار میں اضافہ نہیں ہو سکتا۔ یہاں پر ہر فصل کے لئے زون مقرر کئے جائیں۔ ضلع ساہیوال میں گندم اور چاول کا زون مقرر کیا جائے۔

**جناب سپیکر:** جی، یہ پابندی تو میں نہیں مانوں گا۔

**ملک جلال الدین ڈھکو:** جناب سپیکر! آپ دیکھ لیں، زون مقرر ہیں۔ آپ کیوں نہیں مانتے؟ آپ میرے ساتھ چلیں۔

**جناب سپیکر:** کاشت کار کو اپنے طور پر planning کرنی چاہئے۔

**ملک جلال الدین ڈھکو:** نہیں، نہیں۔ میں بھی نہیں مانتا۔ ہندوستان ہمارا پڑوسی ملک ہے اور ہمیں بار بار اس کی مثال دینی پڑتی ہے، یہ اچھا تو نہیں لگتا۔ ہندوستان کی 45/40 من فی ایکڑ گندم کی پیداوار ہے اور آپ 25/20 من فی ایکڑ پر کھڑے ہیں۔

جناب سپیکر! میں اس ضمن میں گزارش کروں گا کہ آپ حکمت عملی بنائیں۔ آپ باقاعدہ زون مقرر کریں، اس کے لئے باقاعدہ بیٹھ کر فیصلے کریں۔ اگر زون مقرر ہوں گے کہ کئی اضلاع گندم کے لئے، کئی اضلاع آلو کے لئے، کئی اضلاع کماد کے لئے مقرر کریں گے تو یقیناً آپ کی پیداوار بڑھے گی اور export ہو گی۔ ہم آج کل گندم درآمد کر رہے ہیں اور ہندوستان جو ایک ارب کی آبادی کا ملک ہے وہ گندم برآمد کرتا ہے۔ آپ خود دیکھیں اور مشاہدہ کریں کہ آپ درآمد کیوں کرتے ہیں؟ آپ کے ملک کی آبادی 17/16 کروڑ ہے۔ اس کے 80 فیصد لوگ دیہاتوں میں بستے ہیں جن کا دارومدار زراعت پر ہے۔ یہ غریب لوگ ہیں اور کسمپرسی کی حالت میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اس وقت اتنی

مہنگائی ہے کہ آپ نے ڈیزل اتنا مہنگا کر دیا ہے، یہ کیوں مہنگا کیا گیا؟ میں حکومت سے مطالبہ کروں گا کہ ڈیزل کو سستا کیا جائے۔

جناب سپیکر! اس وقت D.A.P کھاد جو فصل کاشت کرنے سے پہلے ڈالتے ہیں وہ 3500/- روپے سے زائد ہو گئی ہے۔ ایک غریب کاشتکار جس کو رات کی روٹی میسر نہیں آتی وہ 3500/- روپے کی بوری ایک ایکٹر میں کس طرح ڈالے گا؟ آپ خدا کا خوف کریں، اللہ کا نام لیں اور کھاد اور بیج کو سستا کریں۔

**جناب سپیکر:** 200/- روپے کم کر دیئے ہیں۔ اس وقت قیمت 3700/- روپے ہے۔

**ملک جلال الدین ڈھکو:** جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ کھاد کی قیمتوں میں کمی کی جائے، ڈیزل کی قیمت میں کمی کی جائے اور مہربانی فرما کر جو بجلی کے ٹیوب ویل ہیں ان کے لئے فلیٹ ریٹ مقرر کیا جائے جو 2000/- روپے ماہانہ سے زائد نہ ہو۔ غریب آدمی کسی طور پر بھی 30/35 ہزار روپے ماہانہ بجلی کے ٹیوب ویل کے لئے برداشت نہیں کر سکتا۔

**جناب سپیکر:** آپ نے ماشاءاللہ ساری باتیں کر لی ہیں۔ آپ کا time ایک منٹ اوپر ہو گیا ہے۔ آپ اب آپ wind up کریں۔

**ملک جلال الدین ڈھکو:** جناب سپیکر! میں نے پہلے گزارش کی تھی کہ کم از کم دس منٹ دیں۔ میں آخر میں یہ گزارش کروں گا کہ جس ملک کا تمام انحصار اور تمام دارومدار زراعت پر ہے۔ جس وقت ہندوستان سے انگریز فارغ ہوا تو اس نے صاف طور پر پنجاب کے لئے یہ بات کی تھی کہ پنجاب سونے کی چڑیا ہے تو اب پنجاب جو سونے کی چڑیا تھی وہ اپنی خوراک خود پیدا نہیں کر سکتا اور خوراک درآمد کر رہا ہے۔ ہم گندم درآمد کر رہے ہیں۔ میری آخر میں گزارش یہ ہے کہ بغیر زراعت کے کارخانے بھی نہیں چل سکتے اس لئے زراعت پر بھرپور توجہ دینی چاہئے۔

**جناب سپیکر:** جی، سید ناظم حسین شاہ صاحب!

(اذان ظہر)

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! آپ جا رہے ہیں تو ہم نے تقریر کس کے لئے کرنی ہے؟ میں احتجاجاً تقریر نہیں کروں گا۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، سید ناظم حسین شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! ہم پرسوں سے یہ درخواست کر رہے تھے۔ اب زراعت کا مسئلہ تو خیر ایسے ہی ہے کیونکہ اس ملک کی جو بھی رنگینی ہے وہ زراعت کی وجہ سے ہی ہے بلکہ پوری دنیا کی رنگینی زراعت کی وجہ سے ہے مگر جب کسی کو کوئی سننے والا ہی نہیں ہے۔ میں نے تو پہلے ہی کہہ دیا ہے کہ رانا صاحب سپیکر صاحب جا رہے ہیں اس لئے میں as a protest تقریر نہیں کروں گا۔ میں حضرت علی علیہ السلام کا ایک قول یاد کروں گا کہ کسی شخص نے ان سے پوچھا کہ عورت اور مرد میں فرق کیا ہے تو آپ نے یہ نہیں کہا کہ جس کی مونچھیں اور داڑھی ہو، وہ مرد ہے بلکہ انھوں نے کہا کہ مرد وہ ہے جو تحفظ فراہم کرے، مرد وہ ہے جس میں عجز وانکساری ہو، مرد وہ ہے جو حقیقت کا قائل ہو اور حقیقت کی کڑواہٹ کو برداشت کرنا ہی مردانگی ہے۔ مرد وہ ہے کہ جس کو اپنی زبان کا پاس ہو اور مرد وہ ہے کہ جس کے ساتھ اگر کوئی حادثہ رونما ہو جائے تو He does not lose his heart بلکہ وہ اس کو incentive کا کام دیتا ہے اس لئے میں نے یہ بات کہی ہے کہ مرد وہ ہے جس کو اپنی زبان کا پاس ہو تو اپنی زبان کا پاس رکھتے ہوئے as a protest میں تقریر نہیں کرتا۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جناب ثناء اللہ خان مستی خیل!

جناب ثناء اللہ خان مستی خیل: الحمدللہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علیٰ خاتم النبین۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آج مجھے جس موضوع پر بات کرنے کا موقع دیا گیا ہے، پاکستان کی معیشت کا دارومدار زراعت پر منحصر ہے اور کہتے ہیں کہ پاکستان کی معیشت میں زراعت ریڑھ کی ہڈی ہے۔ جیسے روح کے بغیر جسم باقی نہیں رہتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ زراعت کی پاکستان کی معیشت میں ایسی اہمیت ہے کہ یہ دل ہے، یہ گردہ ہے، یہ جگر ہے اور اگر آپ

اسے جسم سے نکال دیں گے تو جیسے انسان survive نہیں کر سکتا تو مجھے یہ کہنے دیجئے کہ اگر پاکستان کی معیشت سے زراعت کو نکال دیں تو پاکستان خدانہ کرے، خدانہ کرے کہ ایک صحرا کا روپ دھار لے، پاکستان ایتھوپیا کا روپ دھار لے۔

جناب سپیکر! چائنہ جو ہمارا برادر ملک ہے۔ انھوں نے ہم سے ایک سال بعد آزادی حاصل کی تھی۔ لوگ کہتے تھے کہ چائنیز نشے کی حالت میں سوئے ہوئے ہیں لیکن انھوں نے بھی جو ترقی کی ہے وہ ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا تھا کہ:

گراں خواب چینی سنبھلنے لگے
ہمالیہ کے چشمے ابلنے لگے

جناب سپیکر! چائنیز نے کتنی ترقی کی ہے۔ چائنہ کہاں پہنچ گیا ہے لیکن میں افسوس سے کہتا ہوں کہ 62 سالوں کے اندر پاکستان جیسی سرزمین اور دھرتی کو کوئی مسیحا نہیں ملا۔ میں کہوں گا کہ ماضی میں جو حکمران رہے ہیں وہ مٹی کے مادھو رہے ہیں۔ ان کے اندر vision نہیں تھا، ان کے اندر کوئی سوچ، بصیرت اور لیڈرشپ کی qualities نہیں تھیں۔

جناب سپیکر! میں یہاں چیلنج سے کہہ رہا ہوں کہ دو سال کے لئے زراعت میرے حوالے کر دی جائے اور اگر میں نے زراعت کو اپنے پاؤں پر کھڑا نہ کر دیا تو مجھے گولی مار دیں، مجھے shoot کر دیں، مجھے hang کر دیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

موجودہ وزیر اعلیٰ پنجاب کی dynamic لیڈر شپ کی وجہ سے اور ہمارے منسٹرز ماشاء اللہ بڑے شریف النفس اور dynamic ہیں، میاں صاحب نے چائنہ کا جو دورہ فرمایا ہے وہ اسی سلسلے کی کڑی ہے۔ چونکہ وقت کم ہے اس لئے میں direct suggestions پر آؤں گا۔ یہاں پر زراعت کا مارکیٹنگ سسٹم دو چیزوں پر منحصر ہے ایک output اور ایک input ہے لیکن ہم input کے لوازمات پر خاطر خواہ توجہ اور priority نہیں دیتے۔ میری یہ گزارش ہو گی کہ inputs کی قیمتوں کو کنٹرول میں لایا جائے جیسے کھاد کی قیمتیں، تیل کی قیمتیں اور زرعی مشینری کی قیمتیں ہیں۔ اس کے بعد output ہے اور جب فی ایکڑ yield آتی ہے تو بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ کاشتکار کو اس کا

فائدہ نہیں ملتا۔ input میں بھی زمیندار پر ٹیکس لگتا ہے اور output پر بھی زمیندار کو پیداوار کے حساب سے قیمتیں نہیں ملتیں۔ میں گزارش کروں گا کہ مارکیٹنگ کے سسٹم کو بہتر کیا جائے۔ اگر ہماری قیمتوں پر direct کاشتکار استفادہ حاصل کرتا ہے، اگر ہماری ڈیزل کی قیمتیں internationally linked ہیں تو ہماری فصلوں کی قیمتوں کو internationally linked کیوں نہیں کرتے؟ میری گزارش یہ ہے کہ outputs سے middleman اور تاجر کما رہا ہے لیکن کاشتکار کو کچھ نہیں مل رہا۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ زرعی ٹیوب ویلوں میں incentives دینے چاہئیں اور ان کو لوڈشیڈنگ سے مستثنیٰ قرار دیا جائے۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ زرعی ٹیوب ویلوں پر کم سے کم قیمت ہونی چاہئے اور سستے ملنے چاہئیں۔ میری یہ بھی تجویز ہے کہ جب وارابندی ہوتی ہے، خاص کر ہمارے اضلاع میانوالی، بھکر، خوشاب، لیہ، مظفر گڑھ جو تھل کے اضلاع ہیں تو وہاں وارابندی کے دوران ہر موگے پر چار ٹیوب ویل لگائے جائیں۔ جب وارہ بندی ہو اور ان موگوں پر جتنے ٹیوب ویل لگائیں تو ان کو گورنمنٹ subsidize کرے تاکہ کاشتکار کو فصلیں اچھی ملیں۔

جناب سپیکر! اسی طرح مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ شیخ علاؤالدین صاحب نے کچھ روز قبل یہ بیان دیا کہ جاگیر دار یہاں ٹیکس نہیں لگنے دینا چاہتے، میں ان سے اس ہاؤس کو گواہ بنا کر سوال کرتا ہوں کہ یہاں پر سیکرٹری زراعت اور متعلقہ منسٹر نے پورے ہاؤس کو جو لسٹ فراہم کی ہے اس میں 95 فیصد کاشتکاروں کی زمین ساڑھے 12 ایکڑ سے کم ہے اور 5 فیصد لوگوں کی تعداد زیادہ ہے اس حوالے سے دیکھا جائے تو کہاں جاگیر دار ہیں؟ یہ صنعتکار لوگ جن کو گورنمنٹ rebate دیتی ہے یہاں اگر گاڑیوں کی انشورنس ہو سکتی ہے تو فصلوں کی انشورنس بھی ہونی چاہئے۔ جیسا کہ اسلام آباد میں ہوٹل میں جو bomb blast کا incident ہوا تھا وہ بھی insured تھا لیکن کاشتکار کے لئے اگر یہاں کوئی قدرتی آفات آتی ہیں تو کوئی انشورنس نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ کاشتکار کی فصلوں کی انشورنس ہونی چاہئے۔ اس کے علاوہ جو ہمارے اضلاع ہیں خاص کر بھکر، میانوالی، خوشاب، لیہ اور مظفر گڑھ جنہیں ہم تھل کے اضلاع کہتے ہیں اور ہم ٹیکس دے رہے ہیں۔ ڈیزل پر جو ٹیکس لگتا ہے وہ کاشتکار دے رہا ہے، زرعی آلات پر اور کھاد پر جو ٹیکس لگتا ہے وہ کاشتکار دے رہا ہے اور ہم already ٹیکس دے رہے ہیں اور آپ کو یاد ہو گا کہ میاں صاحب کی پچھلی گورنمنٹ میں جو زرعی انکم

ٹیکس لگا تھا اور اس وقت بھی ہم آئی ایم ایف کے پاس گئے تھے تو اس وقت بھی ٹیکس لگا تھا۔ ایگریکلچر پر already ٹیکس لگا ہوا ہے گو کہ Prime Minister of Pakistan نے یہ categorical statement دی ہے لیکن رات کو پھر آئی ایم ایف کا statement چل رہا تھا کہ ہم نے گورنمنٹ آف پاکستان کو مجبور کیا ہے کہ وہ زرعی ٹیکس لگائے۔ اگر پنجاب میں زرعی ٹیکس لگایا گیا تو ہمارا یہ عہد ہے کہ ہم پارٹی پالیسی سے بالاتر ہو کر کفن باندھ لیں گے لیکن ہم زرعی ٹیکس نہیں ادا کریں گے کیونکہ ہم already زرعی ٹیکس دے رہے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! انگریز نے کیا سسٹم دیا تھا کہ ہر علاقے کی اور ہر ضلع کی زمینوں کی اقسام ہیں اور ان کی کیمسٹری ہے۔ ہمارے تھل کے اضلاع کی جو زمینیں ہیں ان کے پیداواری یونٹس 28 ہیں، اگر ہم ان کو شیخوپورہ، گوجرانوالہ اور بڑے fertile اضلاع کے ساتھ compare کریں تو ان کے ڈیڑھ سو سے لے کر دو سو تک زرعی پیداواری یونٹس ہیں۔ جب ہم loan لینے جاتے ہیں تو ہمیں نہیں ملتا۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک لبرٹی مارکیٹ کے پلازہ پر بھی وہی ٹیکس ہو اور شاہدرہ کے کھوکھے پر بھی وہی ٹیکس ہو۔ اس سے بڑی زیادتی اور کیا ہو سکتی ہے؟ میری آپ کے توسط سے یہ گزارش ہوگی کہ خاص کر تھل کے اضلاع کے لئے جو آبیانہ اور زرعی انکم ٹیکس لگایا گیا ہے اس پر فی الفور کمیٹی بنائی جائے اور وہ کمیٹی decide کرے۔ اس کے علاوہ میری کافی suggestions ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں! ایک time format رکھا ہوا ہے۔۔۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! ناظم شاہ صاحب نے کہا تھا کہ میرا ٹائم آپ لے لینا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، میرا خیال ہے کہ انہوں نے ایسا کچھ نہیں کہا تھا۔ آپ پلیز! ایک منٹ میں wind up کر دیں۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! اس کے علاوہ پانی کا ضیاع ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ زراعت کے تین components ہیں۔ levelling of land, provision of water اور اس کے علاوہ آپ کون سی فصل کاشت کر رہے ہیں۔ پنجاب پانچ دریاؤں کی خوبصورت سرزمین ہے،

آج کھانے کو گندم نہیں مل رہی، لوگ لائنوں میں کھڑے ہیں حالانکہ اس سے بڑا نہری نظام دنیا میں کہیں نہیں ہے۔ میں مسلم لیگ (ن) سے ہوں، مجھے فخر ہے کہ میں اس پارٹی کا ادنیٰ کارکن ہوں لیکن کاشتکاروں کے ساتھ پچھلے سال فصل کے موقع پر بہت کچھ کیا گیا۔ لوگوں کے گھروں میں تھریشرز لگی ہوئی تھیں، وہاں تحصیلدار اور پولیس والے پہنچ گئے اور ان لوگوں سے گندم لائے ہیں۔ اس سے بڑی زیادتی زمیندار کے ساتھ اور کیا ہو سکتی ہے؟ صنعت کار کی انڈسٹری ill ہوتی ہے اسے rebate دیتے ہیں، انہیں کم قیمتوں پر loaning دیتے ہیں مگر ہمیں کچھ نہیں دیتے۔ اگر زراعت پیشہ طبقہ کاشت کرنا چھوڑ دے تو میں آج challenge کے ساتھ کہہ رہا ہوں کہ پاکستان survive نہیں کرے گا، پاکستان کی معیشت survive نہیں کرے گی۔ جیسے دانشور طبقہ کہتا ہے کہ امریکہ کی سُپر پاور کو کنٹرول کرنے اور لگام دینے کے لئے اگر مسلم ممالک اکٹھے ہو جائیں کیونکہ ان کے پاس آئل کا بہت بڑا weapon ہے اگر وہ استعمال کریں تو امریکہ اور یورپین ممالک کی economy collapse کر جائے گی۔ اسی طرح زراعت کو انڈسٹری کا درجہ دینا چاہئے۔ یہاں صنعت کاروں کے لئے tax free zones بنتے رہے ہیں لیکن زراعت کے لئے کچھ نہیں کیا گیا۔ اس کے بعد وارابندی کے نظام کو ختم کیا جائے۔ جیسا کہ irrigation کا شیڈول ہے کہ جب وہ نہروں میں پانی provide کرتے ہیں تو first second and third time irrigation ہوتی ہے۔ First دس دن، second بھی دس دن اور third بھی دس دن کے لئے ہوتی ہے لیکن ہمارے تھل کے اضلاع میں جب پانی چھوڑا جاتا ہے تو پانی بہت late پہنچتا ہے جو دس دِنوں کا پانی ہے وہ ہم چھ روز استعمال کرتے ہیں باقی بیس دِن کا پانی ہمیں نہیں مل رہا۔ اس کے علاوہ latest research یہ آئی ہے کہ 34 فیصد پانی کم ہو گیا ہے۔ اگر ہم بڑے ڈیم نہیں بنا سکتے اور ان پر اختلاف رائے ہے تو ہم چھوٹے ڈیم تو بنا سکتے ہیں۔ انڈیا جس نے خاص کر ہمارے پنجاب کا پانی روکا ہوا ہے، میری information کے مطابق انڈیا نے 46 ڈیم بنائے ہیں۔ پاکستانی حکمران سوتے رہے ہیں اور ان کو پتا ہی نہیں ہے کہ کتنے ڈیم بنا چکے ہیں۔ اگر ان حالات کو take up نہ کیا گیا تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں World Bank level تک اور International Court of Justice تک جانا چاہئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب میں جہلم اور چناب کا پانی نہیں ملے گا۔ اس کے علاوہ کھاد اور ڈیزل کی قیمتیں ہیں اور اب بڑا اچھا trend چلا ہے کہ internationally

ان کی قیمتیں کم ہوئی ہیں لیکن kindly میری آپ کے توسط سے یہ گزارش ہو گی کہ ڈیزل کو سستا کیا جائے کیونکہ آپ کی 75 فیصد آبادی دیہاتوں میں رہتی ہے اور آپ کے ملک کا زرمبادلہ یہ لوگ کماتے ہیں۔ اگر ہم کاٹن کاشت نہیں کریں گے تو ہماری ٹیکسٹائل نہیں چلے گی، اگر ہم شوگر کین کاشت نہیں کریں گے تو آپ کی شوگر انڈسٹری نہیں چلے گی، اگر ہم چنے نہیں اگائیں گے تو دالیں کہاں سے ملیں گی اور آپ کی فوج کیسے پلے گی؟ میں سمجھتا ہوں کہ کاشتکار کے لئے کچھ نہ کچھ ریلیف دیا جائے اور میں سمجھتا ہوں کہ ہر یونین ہیڈکوارٹر پر کسان دوست سنٹر قائم کئے جائیں۔

جناب سپیکر! مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ریسرچ سنٹر سفید ہاتھی بنا ہوا ہے اور یہ کاشت کاروں اور زمینداروں کو کوئی گائیڈ نہیں کر رہے۔ انہیں دفاتر سے نکال کر فیلڈ میں بھیجا جائے۔ ہمارا پی ٹی وی گورنمنٹ کا ٹی وی ہے، فری ہے اور ہمارے ریڈیو فری ہیں تو education کے لئے ان پر ایک campaign launch کی جائے۔ سب سے اہم بات میں کرنے لگا ہوں کہ جب تک کارپوریٹ فارمنگ کو ہم best نہیں کریں گے، کسی نے کیا خوب کہا تھا کہ چھ ممالک کی best technique کو ہم جب تک استعمال نہیں کریں گے اور ان کی best practices avail نہیں کریں گے تو یہ ملک کیسے ترقی کرے گا؟ کارپوریٹ فارمنگ کو متعارف کروایا جائے یا اسے میں tunnel farming کا نام دوں گا کہ اسے متعارف کروایا جائے۔

جناب سپیکر! جاپان کے اندر جیسا یہ ہمارا حال ہے، چونکہ ان کے پاس اتنی زمین نہیں ہے تو وہ ہال میں سبزیاں کاشت کرتے ہیں، فصلیں کاشت کرتے ہیں اور انہوں نے خانے بنائے ہوئے ہیں اور وہ مختلف ممالک کو برآمد کر رہے ہیں۔ چہ جائیکہ ہم اتنی زیادہ زمین پر کاشت کریں تو میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں کہ جو ماضی میں کاشتکاروں کے ساتھ رویہ رکھا گیا ہے تو کسی شاعر نے کہا تھا کہ:

اے جنگل کے قانون گرو جو چاہو بناؤ تعزیریں
تم شوق سے ہم دیوانوں کو ہر روز لگاؤ زنجیریں

جناب سپیکر! آبیانے کے جو فلیٹ ریٹ لگائے ہیں تو خدارا! کوئی justified تو بنائیں، انصاف تو دیں کہ ہم نے جو campaign launch کی ہوئی ہے حق کی، انصاف کی، چیف جسٹس کی پیٹھ پیچھے ہم کھڑے ہیں اور ہم کسی فرد واحد کے ساتھ نہیں کھڑے، ہم انصاف کے نعرے کے پیچھے کھڑے ہیں اور ہم نے حلف لیا ہوا ہے کہ چیف جسٹس کی بحالی تک آرام سے نہیں بیٹھیں گے۔ ہمیں کیا انصاف دینا ہے؟ لیکن ہمارے ساتھ بھی مہربانی کر کے انصاف کیا جائے اور تھل کے اضلاع میانوالی، بھکر، خوشاب، لیہ اور مظفر گڑھ کو فلیٹ ریٹ سے مستثنیٰ قرار دیا جائے۔ اس کے لئے ایک کمیٹی بنائی جائے اور ہمارے بھی view points سنیں اور اس کے مطابق عمل کریں۔ میں انہی الفاظ کے ساتھ مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا اور اگر زرعی ٹیکس لگایا گیا تو مجھے کہنے دیجئے کہ:

نہیں مانتے نہیں مانتے

ظلم کے ضابطے نہیں مانتے

بہت شکریہ۔ مہربانی

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جی، چودھری جاوید احمد صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ جناب کرم الٰہی بندیال صاحب!۔۔۔ جی، بندیال صاحب!

جناب کرم الٰہی بندیال: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! بہت ساری باتیں ایوان میں ہو گئیں لیکن افسوس آج پورا ایوان یہاں موجود نہیں ہے تو میری گزارش ہے کہ زراعت پر جتنی بھی بحث کی جائے وہ کم ہے۔ میری سب سے زیادہ گزارش آبیانے پر ہو گی کیونکہ میں نے پہلے بھی ایک دو دفعہ گزارش کی ہے اور چونکہ ہمارے اضلاع اس قسم کے ہیں کہ وہاں ریت کے ٹیلے ہیں، پہاڑ ہیں لیکن آپ دیکھ لیں کہ میرے پاس ثبوت کے لئے کچھ چیزیں ہیں جنہیں میں لے کر آیا ہوں کہ قبرستانوں پر بھی آبیانہ لگ گیا ہے، راستوں پر بھی آبیانہ لگ گیا ہے تو میرا خیال ہے کہ اس سے بڑا ظلم ہمارے علاقوں میں شاید ہی کبھی کوئی ایسا ہوا ہو، ہمارے اپوزیشن کے بھائی بیٹھے ہوئے ہیں تو ہو سکتا ہے کہ انہوں نے کسی اچھی سوچ کے تحت کیا ہو گا اور جیسے مستی خیل صاحب نے کہا ہے کہ یونٹ بنے ہوئے

تھے تو جب آپ ہمارے علاقے میں جائیں گے اور اوکاڑہ، شیخوپورہ، فیصل آباد کے علاقے دیکھیں گے تو ان میں آپ کو بھی فرق ظاہر ہو جائے گا۔ سب سے زیادہ توجہ اس چیز پر دینی چاہئے کہ فلیٹ ریٹ آبیانہ کو ختم کیا جائے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ ہمارے علاقے میں سیم بہت زیادہ ہے اور نہروں کی seepage سے بھی ہمیں یہ مشکلات پیش آ رہی ہیں اور جہاں پانی کھڑا ہوا ہے، اس زمین پر بھی ٹیکس لگے ہوئے ہیں اور اس کا آبیانہ بھی ہم دے رہے ہیں کہ جو سیم کے علاقے ہیں۔ میری ایک دو گزارشات تھیں۔ ہماری سب سے زیادہ مشکل ہے کہ ہمیں فلیٹ ریٹ آبیانے سے بچایا جائے۔

جناب سپیکر! لوڈ شیڈنگ کی بات ہوئی ہے تو میری گزارش ہے کہ اگر لوڈ شیڈنگ ضروری ہو تو اس کا ایک ٹائم بنا دیا جائے کہ اگر دس گھنٹے ہے تو دس گھنٹے متواتر ٹیوب ویل بند ہو جائیں تو ہمیں اس سے گلہ نہیں ہو گا لیکن ایک گھنٹے بعد، دو گھنٹے بعد بند ہو جائے تو یہ دو تین کلومیٹر تک اس پانی نے پہنچنا ہوتا ہے اور پھر جب زیرو سے سٹارٹ ہوتا ہے تو ہمارا ٹائم زیادہ ضائع ہوتا ہے۔ میں وزیر آبپاشی سے بھی گزارش کروں گا کہ ہمارا سیم کا ایریا ہے تو خوشاب میں ہڈالی سب یونٹ سکارپ کا ایک منصوبہ 1998 میں بنایا گیا تھا جس پر 651.5 ملین روپے وفاقی حکومت نے خرچ کئے تھے تو اس پر 71 ٹربائنیں لگی تھیں اور اس کی 39 میل کی ایک ڈرین بنی تھی۔ اب وہ ٹربائنیں بھی چوری ہو چکی ہیں اور اس کے ٹرانسفارمرز بھی اتر چکے ہیں تو میری یہ گزارش ہے کہ اگر ڈرین ہی کم از کم صاف ہو جائے تو وہاں کھڑے ہوئے پانی کی آرام سے نکاسی ہو سکتی ہے۔ میری یہ گزارش بھی ہے کہ وہاں پر گورنمنٹ کی طرف سے لگائے ہوئے پیسے کی کوئی output بھی ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر! میں اس میں ایک یہ اضافہ بھی کرنا چاہوں گا چونکہ یہ زراعت سے متعلقہ تو نہیں ہے لیکن یہ جو 2 فیصد واٹر سپلائی سکیموں پر ہم سے بھی لگوایا گیا تو چونکہ ہمارے علاقے سالٹ اور سیم زدہ ہیں تو وہاں پر واٹر سپلائی کا 2 فیصد ختم کیا جائے۔ مرکز سے میری یہ گزارش ہو گی کہ میرے علاقے میں ریلوے لائن گزر رہی ہے۔ جہاں فیکٹریاں لگی ہوئی ہیں وہاں تو ریلوے نے راستے دے دیئے ہیں لیکن میرا drawback یہ ہے کہ جہاں زمیندار رہتے ہیں تو ان کے راستے بھی بند کر دیئے گئے ہیں اور یقین کریں کہ ایک کلومیٹر کے فاصلے کو پندرہ کلومیٹر کے راستے کا فاصلہ طے کر کے اپنا گنا

اور دیگر سامان لے کر جاتے ہیں تو میری یہ مرکز سے گزارش ہوگی اور اپنے House سے کہ یہاں unman پھاٹک دیئے جائیں یا کم از کم دوسرے پھاٹک لگائے جائیں۔

جناب سپیکر! قائد آباد میری تحصیل ہے اور وہاں آج تک کوئی دفاتر نہیں کھولے گئے اور وہاں زرعی انجینئرنگ ورکشاپ ہے جس کا 80 کنال کا رقبہ ہے لیکن مجھے سمجھ نہیں آتی کہ سرگودھا، لیہ اور خوشاب میں اس کے دفاتر کھول رکھے ہیں اور ادھر پوری ورکشاپ ہے جس پر خاصا رقبہ پڑا ہوا ہے تو میری وزیر موصوف سے یہ گزارش ہوگی کہ وہاں بلڈوزر اور اس طرح کی چیزیں دستیاب تھیں لیکن جو آج نہیں ہیں اور آپ کی عمارت بھی گر رہی ہے اور اس رقبے پر بھی لوگ قبضہ کر رہے ہیں تو مہربانی کرکے اس ورکشاپ کو وہاں پر کھولا جائے۔ آخر میں میری سب سے زیادہ گزارش یہ ہے کہ یہ فلیٹ ریٹ آبیانہ ہمارے اوپر ایک ظلم ہے، اس پر فی الفور کمیٹی بنائی جائے اور اس کو ختم کروایا جائے۔ شکریہ

**جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل:** پوائنٹ آف آرڈر۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** جی، فرمائیں!

**جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل:** جناب سپیکر! اس کے بارے میں جس طرح ہمارے رکن اسمبلی صاحب نے فرمایا ہے تو براہ مہربانی کمیٹی announce کر دیں۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** یہ points منسٹر صاحب لکھتے جا رہے ہیں اور وہ اسی لئے بیٹھے ہیں اور میں بھی نوٹ کر رہا ہوں جب وہ wind up کریں گے تو اس کو دیکھ لیں گے۔ بہت شکریہ

**چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ):** پوائنٹ آف آرڈر۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** جی، منڈا صاحب!

**چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ):** شکریہ۔ جناب سپیکر! زراعت میرے پیارے دیس پاکستان کے لئے چونکہ ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے اور اس وقت ہم جو suggestion دے رہے ہیں اور زراعت کے حوالے سے پنجاب کی problem بتا رہے ہیں ہمارے معزز منسٹر صاحب تو تشریف رکھتے ہیں کیا بہتر نہ ہوتا کہ اگر بیوروکریسی کی طرف سے head of department

سیکرٹری آبپاشی بھی ہوتے؟ میں بھی اس پر بات کرنا چاہتا ہوں اور اپنا نام دیا ہوا ہے میں اپنی باری پر بات کروں گا۔ میرا اس پر پُرزور مطالبہ اور احتجاج ہے کہ Secretary Irrigation should be here اگر وہ نہیں آتا تو میں اس پر walkout کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منڈا صاحب! Agriculture پر بحث ہے irrigation کہاں سے آ گئی؟

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! Secretary Irrigation بھی ہونا چاہئے۔

جناب محمد اعجاز شفیع: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اعجاز شفیع صاحب!

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! آج جو ساری بحث ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھینس کے آگے بین بجانے والی بات ہے کیونکہ یہاں Food Minister تشریف رکھتے ہیں اور نہ Irrigation Minister تشریف رکھتے ہیں۔ بندیال صاحب اور میرے دوستوں نے جو باتیں کی ہیں وہ ساری کی ساری irrigation سے related ہیں۔ یہاں نہ ہی کوئی بیوروکریسی کا آدمی بیٹھا ہے اس لئے ہم جو یہاں پر گفتگو کر رہے ہیں یہ ہم کس کو سنا رہے ہیں، کون سن رہا ہے؟ جیسے میں نے پہلے کہا کہ بھینس کے آگے بین بجانے والی بات ہے۔ یہاں ایک منسٹر صاحب بیٹھے ہیں اور دیکھیں کوئی سیکرٹری موجود نہیں ہے۔ یہاں Food Minister ہے، Irrigation Minister ہے اور نہ ہی Law Minister ہیں جنہوں نے دعویٰ کیا تھا کہ سارے سوالات کا منبہ میرے اوپر ہوتا ہے وہ بھی تشریف نہیں رکھتے اس لئے میں کہوں گا کہ آپ ہاؤس کا وقت ضائع نہ کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اعجاز شفیع صاحب! آپ نے اپنی بات registered کروالی ہے، تشریف رکھیں۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ یہاں معزز اراکین جو اپنے خیالات کا اظہار فرما رہے ہیں اور جو ٹھوس تجاویز دے رہے ہیں میں ان کو لکھ رہا ہوں اور آپ کو پتا ہے کہ Chief Minister کا اس پر خصوصی concern ہے اور اس میں کافی ساری interventions

تھیں، اس میں گرین ٹریکٹر سکیم بھی تھی اور اس کے علاوہ وہ چائنہ بھی گئے تھے۔ زراعت پر حکومت کا خصوصی concern ہے، یہ نہیں ہے کہ حکومت کی اس پر عدم توجہی ہو رہی ہے۔ میں اسی زراعت کے سلسلہ میں آج صبح وزیر اعلیٰ سے مل کر آیا ہوں اور سیکرٹری زراعت بھی آ رہے ہیں، وہ راستے میں ہیں اور تھوڑی دیر تک پہنچ جاتے ہیں۔ میں اپنے دوستوں سے گزارش کروں گا کہ آپ فکر نہ کریں، بات کریں جو بھی قابل عمل تجاویز ہوں گی ان پر عمل ہوگا۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ تمام ترجیحات میں زراعت پہلی ترجیح ہے کیونکہ یہ ہماری food security کا مسئلہ ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہمارے ملک کے استحکام کا مسئلہ ہے اس لئے آپ یہ نہ سمجھیں کہ اگر یہاں ایم پی اے صاحبان کی تعداد کم ہے تو کوئی کام نہیں ہو رہا ہے، ایسی بات نہیں ہے بلکہ میں اس کو نوٹ کر رہا ہوں اور آپ کی تجاویز پر عمل ہوگا۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! زراعت ہماری ریڑھ کی ہڈی ہے، یہ اتنا اہم issue ہے جس کو ہم discuss کر رہے ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اعجاز شفیع صاحب! آج بحث زراعت پر ہے، irrigation پر نہیں ہے اور agriculture سے related جو irrigation کے معاملات ہیں وہ منسٹر صاحب points لے رہے ہیں، یہاں بیٹھے ہوئے ہیں اور میں انہیں دیکھ رہا ہوں کہ وہ points throughout لیتے جا رہے ہیں۔ میں آپ کو ایک بات اور بھی بتا دوں کہ ماشاء اللہ جو منسٹر صاحب ہیں یہ اس وقت پورا زور لگا رہے ہیں اور محنت بھی کر رہے ہیں۔ آج جو بحث رکھی گئی ہے جب منسٹر صاحب wind up کریں گے تو آپ سب کی باتوں کا جواب بھی دیں گے اور جس طرح مستی خیل صاحب نے کمیٹی کی بات کی ہے وہ کمیٹی بھی بنے گی۔ لہذا اب ہم اس بحث کو آگے چلائیں۔ شکریہ

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اگر سیکرٹری available نہیں ہے تو کم از کم مجاز اتھارٹی کی طرف سے کوئی ایڈیشنل سیکرٹری ہی ہاؤس میں ہو تاکہ وہ ہماری suggestions اور problems نوٹ کرے تاکہ ہم اس پر execution ensure کریں۔ ہم اس

ہاؤس میں اس لئے نہیں بول رہے ہیں کہ ہم اخبار کی زینت بنیں گے یا کتابوں کی زینت بنیں گے۔ ہم اس پر عملی طور پر کوئی کام کرنا چاہتے ہیں۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** ویسے میں بھی ذاتی طور پر یہ سمجھتا ہوں کہ جس طرح تمام ممبران کا concern ہے کہ زراعت پر بحث ہونی چاہئے اور جس طرح منسٹر صاحب نوٹ کر رہے ہیں اسی طرح محکمے پر اس کی ذمہ داری زیادہ ہے اور میں بالکل آپ کو یہ ruling دیتا ہوں کہ ان کو فوری طور پر بلائیں، وہ یہاں آکر بیٹھیں اور بیٹھ کر بات سنیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

**ملک محمد عباس راں:** پوائنٹ آف آرڈر۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** جی، راں صاحب!

**ملک محمد عباس راں:** جناب سپیکر! سیکرٹری زراعت زیادہ powerful ہے یا منسٹر زراعت زیادہ powerful ہے؟ جب منسٹر صاحب بیٹھے ہیں اور وہ notes بھی لے رہے ہیں پھر وہ اپنے سیکرٹری کو brief کر دیں گے۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** منسٹر صاحب کے ساتھ ان کے محکمے کا بھی یہاں ہونا ضروری ہوتا ہے۔

**جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل:** پوائنٹ آف آرڈر۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** جی۔

**جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل:** جناب سپیکر! میری آپ سے گزارش یہ ہوگی کہ ماشاء اللہ جس طرح آپ conduct کر رہے ہیں ہم آپ کی honour کرتے ہیں اور کوشش بھی کرتے ہیں کہ اصول وضابطے کے تحت کارروائی چلے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب بھی زراعت پر بحث ہو اس میں Irrigation Minister, Food Minister, Agriculture Minister اور تینوں محکموں کے secretaries کا موجود ہونا ضروری ہے۔ یہ ہماری food security کا مسئلہ ہے، وارابندی کا مسئلہ ہے اور flat rate کا مسئلہ ہے ان تینوں کا ہونا ضروری ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں آپ کو بتاتا ہوں کہ آپ یہاں جو بات کرتے ہیں وہ ریکارڈ ہو رہی ہوتی ہے۔ دوسری بات ہے کہ Minister concern زراعت کے حوالے سے بیٹھے ہیں اور یہ پھر آگے سب کو brief کریں گے۔ اصل مسئلہ ہے کہ زراعت سے related جو matter اور problems ہیں ان کو solve کرنا اور اسی پر بات ہو رہی ہے۔ اعجاز شفیع صاحب! اب آگے چلنے دیں منسٹر صاحب نوٹ کرتے جا رہے ہیں، ماشاء اللہ آپ بھی منسٹر رہے ہیں اور آپ کو بھی پتا ہے کہ منسٹر کی ایک functioning ہوتی ہے۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! یہ combine ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مجھے بھی پتا ہے کہ جس طرح functioning ہوتی ہے He is taking the note اس کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ یہ ہاؤس کے سامنے بہتر طریقے سے لے کر آئیں گے۔

جناب محمد اعجاز شفیع: اگر وہ تینوں ہوتے تو زیادہ بہتر نہ ہوتا؟

چوہدری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ جس طرح آج agriculture پر بحث ہو رہی ہے اسی طرح کسی دن irrigation پر بھی رکھ لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ بہت اچھی بات ہے جس طرح ہاؤس کہے گا ہم اس کو بالکل follow کریں گے۔ جی، شہزاد سعید چیمہ!

جناب شہزاد سعید چیمہ: جناب سپیکر! وزیر زراعت کی commitment پر کسی کو کوئی doubt نہیں ہے۔ وہ بے تحاشا محنت کرتے ہیں، پورا impose کرتے، technical information پوری ہے اور سارا کچھ ہے لیکن اس کے باوجود I am witness of so many incidents کہ جس میں آگے بیوروکریسی جانتی ہے وہ اس کو left right کر جاتی ہے۔ اس لئے it is a very humble request کہ ان کے respective departments کے secretaries ضرور ہوں یہ ساری بحث اور سارا knowledge جب ان تک impart ہو گا کیونکہ ان کی زراعت کی background نہیں ہے، یہاں ہم سب کی ہے۔ جب ان کو یہ information ملے گی تو میرے خیال میں یہ ان کی working کے لئے بہتر رہے گا۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** جی، ڈاکٹر صاحب!

**ڈاکٹر محمد اختر ملک:** شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے تو آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اس سے تو کسی کو انکار نہیں ہے کہ آج کی بحث کے لئے انتہائی اہم موضوع رکھا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جس طرح سب دوستوں کی رائے تھی کہ تمام concerning authorities کو یہاں ہونا چاہئے تھا میں آپ کے توسط سے، اس ہاؤس اور منسٹر کے توسط سے کہنا چاہوں گا کہ ہماری ساری تجاویز جو ہمارے ذہن میں ہیں، جو ہم کرنا چاہتے ہیں وہ انشاء اللہ ان تک ضرور پہنچیں گی اور اس پر عملدرآمد بھی ہوگا۔ میں نے پہلے بھی اس floor پر کہا تھا کہ کاشتکار ایک انتہائی مظلوم طبقہ ہے اس کو دنیا کی ہر چیز کھاتی ہے انسان، چرند، پرند اور کیڑے مکوڑے ہر چیز کاشتکار پر پلتی ہے۔ جتنا استحصال کاشتکار کا ہوتا ہے اتنا استحصال میرا خیال ہے کہ پاکستان میں شاید ہی کسی اور طبقے کا ہوتا ہو۔ ہمارا یہ رونا دھونا میں سمجھتا ہوں کہ صرف تقریروں کی حد تک نہیں ہے، عملی طور پر آپ بھی اس شعبے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کسی بھی کاشتکار کے پاس بیٹھ کر اس کی تکالیف سن لیں مجھے سو فیصد یقین ہے کہ آپ بھی اس کی تکالیف سن کر دوسروں کو بتانا شروع کر دیں گے۔ آج جو آباد علاقے ہیں، ایک مربع کا زمیندار آپ اس کی کاشت دیکھیں تو وہ کم از کم دواڑھائی کروڑ یا تین کروڑ تک جا پڑتی ہے۔ اگر کوئی دواڑھائی کروڑ روپے کاروبار میں invest کرتا ہے تو کم از کم اس کو بیس پچیس تیس لاکھ آرام سے پورے سال میں مل جاتا ہے لیکن کاشتکار کی اتنی بڑی investment ہے اور اس کو جس طرح ہماری سرائیکی میں کہتے ہیں کہ "چٹے کپڑے سلاماں دیاں چٹیاں" ہمارے حصے میں وہی آتا ہے کہ ہمیں صرف "سلام" ہی نصیب ہوتے ہیں اور رہے سہے ہمارے پاس صرف دانے بچ جاتے ہیں جو وہ ہم زمیندار کھا سکتے ہیں۔ اس طرح ہم socially لوگوں کے ساتھ مقابلہ کر سکتے ہیں اور نہ ہی ہم کسی businessman کے ساتھ بیٹھ سکتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہمارا جو مظلوم طبقہ ہے اس کو فوری طور پر take up کرنے کی ضرورت ہے۔ میں اس میں کچھ تجاویز دینا چاہوں گا کہ سب سے پہلے جو ٹیکس والی بات ہو رہی ہے تو زمینداروں پر پہلے بھی ظالمانہ ٹیکس لگا ہوا ہے، چاہے وہ Provincial Government کی طرف سے ہے، چاہے وہ سنٹرل گورنمنٹ کی طرف سے ہے۔ ہم زمینداروں کے لئے جو raw products

لیتے ہیں اس پر ہم پہلے ہی ٹیکس دے رہے ہیں اور ساڑھے بارہ ایکڑ پر ابھی پچھلے دور میں ٹیکس لگا تھا۔ اب اور مزید ٹیکس برداشت کرنے کی ان میں ہمت نہیں ہے۔ اس کی وجہ سے لوگ اپنا یہ پیشہ ترک کر کے شہر میں آکر دکان بنا کر بیٹھنا پسند کرتے ہیں بجائے اس کے کہ وہ اپنی کھیتی باڑی کریں اور اس میں سے اپنے بال بچوں کی روزی کا سلسلہ کریں۔ اگر ہم اس طبقہ کو نظر انداز کرتے گئے تو جو بد حالی اور جو مشکلات اس ملک اور اس صوبہ کے لئے آنے والی ہیں ان سے کوئی نہیں بچ سکے گا۔ میں ایک مثال دوں گا کہ انڈیا سے جو سبز دھنیا ہے اس کا ٹرک روزانہ انگلینڈ جاتا ہے اور وہ اس سے زر مبادلہ کماتے ہیں۔ ہمارے پاس نہ تو کوئی ایسی سہولتیں ہیں کہ ہم اپنی فصلیں باہر بین الاقوامی طور پر ایکسپورٹ کر سکیں۔ انڈیا کا ایک صوبہ پنجاب ہمارے اس صوبہ پنجاب سے چھوٹا ہے لیکن وہ ایک ارب کی آبادی کو feed کرتا ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اس کی زمین زیادہ زرخیز ہے۔ ہماری ایک ہی بیلٹ ہے، انڈیا کے ساتھ جو صوبہ پنجاب ہے اور پاکستان کا جو صوبہ پنجاب ہے لیکن اس میں آپ دیکھیں کہ ان کو بجلی فری ملی ہوئی ہے۔ آج بھی وہاں پر کھاد کی جو یوریا کی بوری ہے وہ اڑھائی سو روپے پر ملتی ہے اور ڈی اے پی سات، آٹھ سو روپے پر ملتی ہے۔ اس کے مقابلے میں اگر ہم پاکستان میں دیکھیں تو ان کی قیمتیں آسمانوں سے باتیں کرتی ہیں جو کبھی گندم فروخت کرنے کے لئے پہلے ڈی اے پی کی کھاد لیتے تھے آج وہ کھاد نہ استعمال کرنے کا سوچ رہے ہیں کہ آج پیسے نہیں ہیں۔ دوسری main بات میں یہ کرنا چاہتا ہوں کہ جب زمیندار محنت کر کے اپنی فصل تیار کرتا ہے اور اس پر نادیدہ لوگوں کی نظریں لگی ہوتی ہیں، جو ان کے ہاتھوں فروخت کرنے پر مجبور ہوتا ہے، اگر میں غلط نہ ہوں تو میرا خیال ہے کہ یہ جو ہماری فصلیں ہیں اگر گورنمنٹ خود ان کو خرید لے اور خود آگے ایکسپورٹ کرے، چاہے صوبہ میں دے، جو بھی کرے ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہ ہو گا کہ ایک ریٹ fix کر کے زمیندار سے وہ گندم لے لے اور ان کو چیک دے دے کہ یہ آپ کی amount ہے تو میرا خیال ہے کہ زمیندار پھر دل لگی سے کام بھی کرے گا اور محنت بھی کرے گا تو اس طرح اس میں فصلوں کا بھی اضافہ ہو گا۔

میری اگلی جو تجویز ہے بجائے اس کے کہ آڑھتیوں کے پاس یا مارکیٹ کیمٹیوں میں کسان لٹتے پھریں، اگر گورنمنٹ ہمیں یہ favour کر دے کہ ہماری فصلیں وہ خود لے لے اور اس کے بدلے

میں ہمیں چیک دے دے، مہینے کا دے دے، دو مہینے کا دے دے تاکہ ہمیں اندازہ ہو کہ ہماری یہ انکم ہمارے پاس آنی ہے، ہم اپنا بجٹ بنا سکتے ہیں۔ یہ واحد زمیندار طبقہ ہے جو اپنا بجٹ نہیں بنا سکتا۔ باقی ہر کوئی بنا لیتا ہے، ایک چھوٹا سا ملازم جو پانچ ہزار روپے تنخواہ لیتا ہے وہ بھی بجٹ بنا کر بیٹھا ہوتا ہے لیکن زمیندار طبقہ کوئی اپنا سال، چھ مہینے کا بجٹ نہیں بنا سکتا کیونکہ یہ قدرتی موسم پر depend کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی مہربانی پر depend کرتا ہے کہ آپ محنت کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا تو آپ کو فصل ملتی ہے کہ نہیں ملتی اور اگر ملتی بھی ہے تو اس کی صحیح اجرت آپ کو ملتی ہے یا نہیں ملتی؟ میری اس میں یہ تجویز ہے کہ اگر گورنمنٹ زمینداروں سے ساری فصلیں لے، چاہے چاول ہو، گندم ہو، کپاس ہو اور ان کو ان کے بدلے میں چیک دے دے، وہ اپنے ٹائم پر چیک لے کر اپنا بجٹ بھی بنا سکیں، اپنے بال بچوں کی روٹی کا بھی بندوبست کر سکیں اور اگلی فصل کے لئے بھی کچھ رکھ سکیں۔

میری اگلی گزارش تھی کہ جیسے ہمارے چاول، کاٹن کے لئے ایریاز ہیں لیکن اگر محکمہ زراعت کے through سروے کر کے کچھ ایریاز ڈیمانڈ اینڈ سپلائی کی بنیاد پر fix کر دیئے جائیں کہ ان علاقوں میں اگر ہم گندم فروخت کریں گے تو اس کی اوسط زیادہ ہوتی ہے اور اگر ان علاقوں میں کاٹن فروخت کریں گے تو وہ زیادہ safe ہے، اگر ان ایریاز میں ہم اگر کوئی اور فصل فروخت کرتے ہیں، ظاہر ہے کہ سبزیاں بھی چاہئیں، گندم بھی چاہئے، کاٹن بھی چاہئے، چاول بھی چاہئے تو اگر ایریاز کو limitize کر دیا جائے کہ اس ایریا میں کسانوں کو convince کر کے ان کو feasibility بتائی جائے کہ آپ کے لئے یہ بہتر ہے، یہاں پر پانی کے مواقع ہیں، آپ یہ فصل لگا سکتے ہیں، اگر یہ چیزیں ہو جائیں تو میرا خیال ہے کہ اس میں زمینداروں کو کافی فائدہ ہوگا۔

اگلی میری گزارش یہ تھی کہ فصلوں پر اگر انشورنس والا نظام شروع کیا جائے تو اس سے یہ ہوگا کہ زمیندار اپنا پیسا لگائے گا۔ اس کے پاس جو جمع پونجی ہوتی ہے وہ پہلے بھی کسر نہیں چھوڑتا، اگر فصلوں کی انشورنس شروع ہو جائے گی تو اپنی جمع پونجی استعمال کرے گا تو اس طرح اس کی فصل میں اضافہ بھی ہوگا اور اس کو safety محسوس ہوگی کہ میری فصل اللہ کرے ٹھیک ہے اگر ہو جاتی ہے اور اگر نہیں بھی ہوتی تو پھر بھی مجھے کچھ نہ کچھ اس کا نعم البدل ملے گا۔

پھر میں یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ کسانوں کے لئے کوئی اگر ہم incentive دینا شروع کر دیں، جیسے کوئی تعلیمی اداروں میں، صحت کے لئے محکمہ صحت میں ان کے لئے اگر کوئی special priority card مل جائیں تو اس میں incentive یہ ہو گا کہ اس میں وہاں سے جو لوگ شہروں میں شفٹ ہوتے جا رہے ہیں ان کی شفٹنگ بند ہو گی اور ان کو احساس ہو گا کہ گورنمنٹ ہمیں look after کر رہی ہے۔

ایک اور جو میں بات کرنا چاہتا ہوں کہ زرعی قرضہ کسان بعض تو مجبوری کی وجہ سے لیتے ہیں اور بعض کو فصل بڑھانے کے لئے لینا پڑتا ہے لیکن یہ پھر وہی مظلوم طبقہ ہے کہ جس کی دس ایکڑ یا پانچ ایکڑ زمین ہے اس نے اگر قرضہ لینا ہے تو جب تک اس کی زمین ہے وہ نہیں دے گا تو اس کی جان نہیں چھوٹنی اور نہ ہی وہ اپنا بوریا بستر اٹھائے گا اور غائب ہو جائے گا۔ اس میں میری پہلی گزارش یہ ہے کہ ان کو بلا سود قرضے جاری کئے جائیں، چاہے وہ چھ مہینے کے لئے ہوں، چاہے سال کے لئے ہوں، کسانوں سے سود لینا میرا خیال ہے کہ گورنمنٹ کو بند کرنا چاہئے کیونکہ یہ ایسا قرضہ ہوتا ہے کہ جب تک زمیندار اسے نہیں چکاتا اس کی نہ پراپرٹی چھوٹتی ہے اور نہ ہی اس کی جان چھوٹتی ہے۔ پھر ایک مل مالک اگر قرضہ لیتا ہے تو وہ ساری سہولیات بھی avail کرتا ہے لیکن جو زمیندار قرضہ لیتا ہے تو اس کو جیل کی سزا بھی ہوتی ہے اور اس کی جو پراپرٹی ہے وہ بھی سیل ہوتی ہے۔ یہ ظالمانہ نظام ہمارے لئے قابل قبول نہیں ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس پر بھی گورنمنٹ کوئی تھوڑا سا consider کرے۔ میں جلدی wind up کرنا چاہتا ہوں۔

ایک اور بات میں کرنا چاہتا ہوں کہ جیسے ہمارے اس قانون میں باقی ساری قانون سازیاں ہوئی ہیں، میرا خیال ہے کہ جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے کہ 1970 کے بعد ہمارے زراعت کے قانون میں کوئی amendment نہیں کی گئی۔ اس میں جو ملاوٹ کرتا ہے اس کو سوائے جرمانہ کے کوئی جسمانی سزا نہیں دی جاتی۔ کھاد کا بھی ایسا ہی معاملہ ہے کہ جو کھاد میں ملاوٹ کرتا ہے وہ بھی دس ہزار، بیس ہزار جرمانہ دے کر واپس آ جاتا ہے اور پھر آ کر زور شور سے دوبارہ شروع ہو جاتا ہے۔ اس کے لئے اگر look after کر کے دوبارہ قانون سازی کی جائے تو اس میں بھی میرا خیال ہے کہ اس شعبہ کو ہم ترقی دے سکتے ہیں۔

ایک اور بات میں کرنا چاہتا ہوں کہ جیسے ہماری سیڈ کارپوریشن بنائی گئی ہیں، ہماری کھاد کارپوریشن اور اس طرح کی facilities، جیسے کوآپریٹو کا نظام پہلے چلتا تھا وہ ہمارا نظام دوبارہ اگر بحال ہو جائے تو اس میں بھی ہمارے لئے فائدہ ہو سکتا ہے۔ میں ان چیزوں کو summarize کرتے ہوئے کہ خدارا! اگر اس ملک کی عوام کو صحیح خوراک پہنچانا چاہتے ہیں، اس ملک میں خوشحالی دیکھنا چاہتے ہیں تو زمینداروں کے لئے کچھ کیجئے کیونکہ میں کہتا ہوتا ہوں کہ جب زمیندار خوشحال ہوتا ہے تو یہ سارا ملک خوشحال ہوتا ہے۔ اگر ایک industrialist خوشحال ہوتا ہے تو وہ ایک مخصوص طبقہ ہے وہ خوشحال ہوتا ہے۔ اگر زمیندار خوشحال ہو گا تو وہ اپنے بیٹے کی شادی کرے گا، مکان بنائے گا، کوئی فریج لے گا، ٹی وی لے گا، مارکیٹ میں رونق بحال ہو گی۔ اگر industrialist خوشحال ہوتا ہے تو وہ نئی فیکٹری لگانے کے علاوہ اس ملک کو اور کچھ نہیں دے سکتا جس میں وہ اپنا زرمبادلہ کما تا ہے۔ میں ان الفاظ کے ساتھ آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ معزز ممبران سے بس ایک گزارش ہے کہ میرے پاس ایک بہت لمبی لسٹ ہے اور تمام ممبران نے بات کرنی ہے تو پانچ منٹ کا جو ایک وقت رکھا گیا تھا کوشش کریں کہ اسی کے اندر wind up کیا جائے۔ ہم باری سے چل رہے ہیں۔ اب میں ملک نوشیر خان لنگڑیال سے درخواست کروں گا کہ وہ بات کریں۔

ملک نوشیر خان انجم لنگڑیال: شکریہ۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں یہ عرض کروں گا کہ میرے تمام معزز اراکین نے اپنی گزارشات، اپنے جذبات، احساسات سے ہمیں نوازا تو میں بھی کوشش کروں گا کہ میں مختصر وقت میں کوئی ایک دو جو issues ہیں ان پر ہی بات کر سکوں کیونکہ ٹائم بہت تھوڑا ہے۔

جناب والا! سب سے پہلے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس ملک کو آزاد ہوئے ساٹھ سال ہو چکے ہیں مگر افسوس کی بات ہے کہ آج بھی ہم اس ملک کو daily wages پر ہی چلا رہے ہیں۔ جو قومیں ترقی کرتی ہیں وہ ٹارگٹ بناتی ہیں، وہ ٹارگٹ کو حاصل کرنے کے لئے struggle کرتی ہیں۔ آج تک ایگریکلچر جسے ہم کہتے ہیں کہ 80 فیصد لوگ اس سے منسلک ہیں اور ہمارے ملک کا دارومدار ہی

ایگریکلچر پر ہے، اس کے لئے ہم نے کوئی ٹارگٹ نہیں بنایا۔ جسے achieve کرنے کے لئے محنت کریں۔ ٹھیک ہے وزیر زراعت کوشش کرتے ہیں لیکن میں کہتا ہوں کہ ان کی کوشش ناکافی ہے بلکہ ہمیں جتنی کوشش کرنی چاہئے اس میں سے ایک فیصد بھی نہیں ہے۔ جیسے ابھی وزیر زراعت نے چائنہ کا visit کیا اسی طرح اور بھی ایسے ممالک کا visit کرنا چاہئے جہاں پہلے لوگ فی ایکڑ پیداوار ہم سے بہت کم لے رہے تھے لیکن اب بہت زیادہ اوسط پیداوار لے رہے ہیں۔ ان کی کیا وجوہات ہیں؟ وہ کون سے وسائل ہیں، کون سے حالات ہیں جن کی وجہ سے وہاں کا کاشتکار خوش ہے اور ہمارے پاکستان کا کاشتکار دن بدن اپنی آخری حدوں کو چھو رہا ہے؟ میں یہاں پر وزیر اعلیٰ پنجاب، وزیر زراعت اور سیکرٹری زراعت کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ یہاں ایک ڈینگی وائرس کا problem ہے جس پر بہت دھیان دیا ہوا ہے اور یہ ہونا بھی چاہئے چونکہ لوگوں کی صحت کا مسئلہ ہے اسی طرح پولیو کے لئے بھی پورے پنجاب کو alert کیا ہوا ہے لیکن اس صوبے کے 80 فیصد لوگ مریض بن چکے ہیں۔ میں تو کہتا ہوں کہ اس ملک کی سب سے بڑی بیماری غربت اور احساس محرومی ہے جو اس وقت کسانوں میں پائی جاتی ہے۔ اس سے بڑی کوئی بیماری نہیں لیکن اس کے تدارک کے لئے کوئی کارروائی دیکھنے میں نہیں آ رہی حالانکہ یہاں پر ریسرچ سنٹر بنے ہوئے ہیں جہاں ہم اربوں روپے ضائع کر رہے ہیں۔ میں ایک دو issues پر وزیر زراعت کی توجہ چاہوں گا۔ ایک زرعی سپلائی کارپوریشن کا ادارہ ہے جس کا ہیڈ آفس شملہ پہاڑی کے ساتھ ہے اور پورے پنجاب میں اس کا نیٹ ورک ہے، اس کے ڈائریکٹر ہیں اور اس کے head احسان الحق پراچہ صاحب ہیں اور ان کے under کئی properties ہیں جن میں جننگ فیکٹریز اور کولڈ سٹوریج وغیرہ ہیں۔ پچھلے بیس سال سے تو میں جانتا ہوں کہ یہ nonfunctional ہے۔ ڈائریکٹر اور head ہر ہفتے لاہور آ کر سیر کرتے ہیں اور ٹی۔ اے / ڈی۔ اے لے کر بھاگ جاتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ یہ لوگ بیس سال سے ایک فیصد بھی working نہیں کر رہے لیکن ہر سال حکومت کی طرف سے ان کو گرانٹ مل رہی ہے اور وہ بنکوں میں سود پر جمع کروا کر وہی سود کھائے جا رہے ہیں اور آج تک کوئی استعمال میں نہیں لائے جا رہے۔ میں کہتا ہوں کہ پورے پنجاب میں صرف اسی ادارے کی properties کو بیچ کر زراعت پر خرچ کریں تو یہ اربوں روپے بنتے ہیں اور اس سے ہمارے زرعی شعبے کی حالت بدل سکتی ہے۔

جناب سپیکر! چونکہ میں ضلع وہاڑی سے تعلق رکھتا ہوں اس لئے عرض کرتا ہوں کہ وہاں اتنی زیادہ کاٹن ہوتی تھی کہ پورا سندھ اتنی کاٹن پیدا نہیں کرتا تھا جتنی ضلع وہاڑی پیدا کرتا تھا۔ کبھی ہم نے سوچا کہ کیا وجوہات ہیں کہ اب وہاں گندم پیدا ہو رہی ہے نہ کاٹن پیدا ہو رہی ہے، اس کی اور بھی وجوہات ہیں، وہ ہم لوگ ہیں۔ ہم میں سے ہی مگر مچھ ہیں جو ایسے حالات پیدا کرتے ہیں۔ وہاں پر پنجاب کے ایک بہت بڑے head نے شوگر مل لگائی۔ جب پنجاب شوگر مل لگی تو وہاں سے کسانوں کو پیسے بھی دیئے جانے لگے جیسے ان کو ہیروئن پر لگاتے ہیں۔ ان لوگوں نے وہاں کاٹن اور گندم بھی کاشت کرنا بند کر دی اور گنا شروع کر دیا۔ میں کہتا ہوں کہ ایسی جگہوں پر شوگر ملیں لگائی جائیں جہاں گندم ہوتی ہے نہ کاٹن ہوتی ہے جس طرح فیصل آباد کا علاقہ ہے۔ وہاڑی میں صرف ایک شوگر مل لگی اور پھر اس کے بعد پابندی لگا دی گئی کہ اب ضلع میں کوئی اور شوگر مل نہیں لگ سکتی۔ ان وجوہات کی وجہ سے ہم دن بدن نیچے جا رہے ہیں۔ جیسے میں کہہ رہا تھا کہ ہم daily wages پر چلا رہے ہیں یہی واپڈا کا محکمہ لے لیں اس کی وجہ سے ہماری زراعت collapse ہوئی، اس کی وجہ سے ہماری انڈسٹری collapse ہوئی۔ دو سال پہلے واپڈا والوں نے warn کر دیا تھا کہ بہت بڑا بحران پیدا ہو رہا ہے اس کا کوئی حل کر لیں۔ مگر افسوس کی بات ہے کہ ہم نے کوئی حل نہیں کیا جس وجہ سے ہماری زراعت اور انڈسٹری تباہ ہو گئی ہے۔ لہذا میں وزیر زراعت سے یہی گزارش کروں گا کہ ہم غیر منتخب لوگوں پر مشتمل ٹاسک فورسز کی بجائے ہاؤس میں بیٹھے ہوئے دوست جیسے کلو صاحب اس تحریک کے محرک ہیں ایسے اور بھی بہت سارے دوست ہیں جو بہت دلچسپی رکھتے ہیں اور دن رات محنت کرنا چاہتے ہیں ان پر مشتمل کمیٹیوں کو functional بنایا جائے۔ مجھے تو یہی پتا چلا ہے کہ سوائے تین چار کمیٹیوں کے ساری nonfunctional committees ہوتی ہیں۔ میری یہی گزارش ہے کہ زراعت کی کمیٹی functional ہو اور وزیر زراعت احمد علی صاحب کے شانہ بشانہ کام کرے، ان کا ساتھ دے۔

جناب سپیکر! جیسے ہم کمپیوٹر میں نام ڈال دیتے ہیں جہاں مرضی کسی کا نکل آیا لیکن یہ نہیں دیکھتے کہ یہ آدمی ہیلتھ سے متعلقہ ہے، زراعت سے متعلقہ ہے یا انڈسٹری سے متعلقہ ہے۔ لہذا میری استدعا ہے کہ منسٹرز، پارلیمانی سیکرٹریز اور کمیٹیوں کے چیئرمین ایسے لوگ appoint کئے جائیں جو متعلقہ شعبوں میں دلچسپی رکھتے ہوں یا ان کا کوئی نہ کوئی تجربہ ہو۔ اگر ہم ایک شہر میں رہنے والے آدمی

کو زراعت میں ڈالیں گے تو وہ ہمیں کیا deliver کرے گا؟ میں آپ کا حکم ماننے کے لئے تیار ہوں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔اب رائے محمد اسلم خان صاحب!۔۔۔موجود نہیں ہیں۔ملک محمد عباس راں صاحب!

**ملک محمد عباس راں:** بسم اللہ الرحمٰن الرحیمO جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا۔میں زراعت کی اہمیت اور افادیت پر زیادہ بات نہیں کرنا چاہتا کیونکہ یہ آپ سب بہتر جانتے ہیں۔میں کم سے کم وقت لوں گا اور کوشش کروں گا کہ زراعت سے متعلقہ تجاویز دوں اور میں صحافی بھائیوں کی بھی توجہ چاہوں گا کہ یہاں دو تین روز سے زرعی ٹیکس کی بحث چل رہی ہے میں اس میں تصحیح کرنا چاہتا ہوں کہ یہ زرعی ٹیکس نہیں ہے۔ہم زرعی ٹیکس تو already دے رہے ہیں۔یہ زرعی انکم ٹیکس ہے۔میاں محمد شہباز شریف صاحب نے اپنے سابق دور حکومت میں زرعی ٹیکس لگایا تھا جس کی زمین ساڑھے بارہ ایکڑ سے زیادہ تھی وہ زرعی ٹیکس دے رہا ہے اور ساڑھے بارہ ایکڑ سے کم زمین والے جن کے باغات ہیں وہ بھی زرعی ٹیکس دے رہے ہیں۔اب زرعی انکم ٹیکس کی بات ہو رہی ہے۔ میں گزارش کروں گا کہ لبرٹی میں کھوکھے والا جس کی جوس کی دکان ہے اگر اس کا مقابلہ 25 ایکڑ زمین کے مالک کاشتکار سے کریں تو کھوکھے والا اس سے کہیں زیادہ بہتر کما رہا ہے لیکن اس کا نام کوئی نہیں لیتا چونکہ اس کا بہت چھوٹا سا کھوکھا ہے اور اس نے دو تین جوس کی مشینیں رکھی ہوئی ہیں لیکن زمیندار کے 25 ایکڑ ہوتے ہیں، رقبہ زیادہ محسوس ہوتا ہے اور شروع سے ایک ہوا بنی ہوئی ہے کہ یہ جاگیر دار ہیں۔جب سے زرعی اصلاحات ہوئی ہیں جاگیرداری نظام تو ختم ہو چکا ہے۔زرعی اصلاحات کے بعد پیدائش در پیدائش مثلاً جس زمیندار کے تین بیٹے ہیں تو automatically زمین کی زرعی اصلاحات ہو رہی ہے اور تقسیم ہو رہی ہے۔

جناب والا! میں آپ کو ایک مثال دیتا ہوں کہ آج سے بیس سال پہلے میرے سامنے ملتان میں ایک پھل فروش کا کھوکھا تھا وہ اس کھوکھے سے ترقی کرتا ہوا اس stage پر پہنچا ہے کہ آج اس کی پھلوں کی بہترین دکان ہے، اس نے اسی MLQ road پر ایک بہترین کوٹھی کروڑ ڈیڑھ کروڑ روپے

میں خریدی ہے اور اس کے پاس گاڑی بھی ہے۔آپ مجھے دکھائیں کہ ساڑھے بارہ ایکڑ، پچیس یا پچاس ایکڑ والے زمیندار جسے اس کے ماں باپ کی وراثت میں وہ زمین ملی ہو اس نے پندرہ بیس سال میں اتنی ترقی کی ہو؟

جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ کاشتکار کے لئے ٹیوب ویل کا فلیٹ ریٹ ہونا چاہئے جیسے جونیجو دور میں 1200/ تک کا فلیٹ ریٹ تھا۔اگر آپ 1200/- نہیں کر سکتے تو آج کے دور کے مطابق کر دیں۔اگر آپ فلیٹ ریٹ بھی نہیں کر سکتے تو وزیر زراعت سے میری گزارش ہے کہ زرعی ٹیوب ویل کے بل پر کم از کم 50 فیصد کم کر دیا جائے اور جہاں پر زرعی ٹیوب ویل ہے اسے لوڈ شیڈنگ سے مستثنیٰ کیا جائے تاکہ ٹیوب ویل کا پانی فصلوں تک پہنچ سکے۔

جناب سپیکر! ہم آبیانہ بھی ادا کرتے ہیں، زرعی ٹیکس بھی ادا کرتے ہیں۔سابق حکومت نے اس لئے ویلتھ ٹیکس ختم کر دیا تھا کہ جو بندہ انکم ٹیکس بھی دیتا ہے، سپر ٹیکس بھی دیتا ہے تو اس پر ویلتھ ٹیکس نہیں ہونا چاہئے کیونکہ یہ ایک اضافی ٹیکس تھا۔ہم already آبیانے اور زرعی ٹیکس کی مد میں ٹیکس ادا کر رہے ہیں پھر ہم پر زرعی انکم ٹیکس کس لئے لگایا جا رہا ہے؟ انڈسٹری سے تو ویلتھ ٹیکس ختم کیا جا رہا ہے لیکن ہم پر تیسرا ٹیکس لگایا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر! میری اگلی گزارش یہ ہے کہ فاسفورس کھاد نہیں مل رہی۔ابھی گندم کی بجائی شروع ہے تو فاسفورس کھاد کی قیمت تین ہزار روپے سے excess کر گئی ہے جبکہ سابق دور حکومت میں، آج سے سال ڈیڑھ سال پہلے جو کھاد ہزار بارہ سو روپے میں ملتی تھی آج وہ تین ہزار روپے سے بھی زیادہ ہو گئی ہے۔میں اس کی وجہ نہیں سمجھ سکا کہ ایسا کون سا طوفان آ گیا ہے، کون سی قیامت آ گئی ہے کہ وہ ایک دم جمپ لگا کر ایک ہزار روپے سے تین ہزار روپے تک پہنچ گئی ہے؟ حکومت کو چاہئے کہ اس میں کسان کو subsidy دے جیسا کہ سابق حکومت نے subsidy دے کر کسانوں کو یہ فاسفورس کھاد سستے داموں مہیا کی تھی۔

جناب سپیکر! ٹریکٹر درآمد کرنے کی اجازت دی جائے۔یہاں پر ہم ٹریکٹر book کرواتے ہیں تو آٹھ آٹھ مہینے لگتے ہیں اور پھر ہمارے ٹریکٹر کی quality باہر کے ٹریکٹر کی quality سے کم تر ہے۔ایوبی دور میں، جب فیلڈ مارشل ایوب خان تھے تو انھوں نے ایک سکیم بنائی تھی جس کے تحت

زمیندار خود authorize تھا کہ وہ اپنے طور پر باہر سے ٹریکٹر منگوا سکتا تھا۔ اس کا دل چاہتا تھا تو وہ Massy, Fiat, Ford یا روسی ٹریکٹر منگوا لیتا تھا۔ اس کو یہ اختیار تھا کہ وہ direct ٹریکٹر درآمد کر سکتا تھا۔ یہی میسی ٹریکٹر جب باہر سے درآمد ہوتا تھا تو اس کا انجن تین سے چار سال تک چلتا تھا اور جب سے یہ پاکستان میں بن رہا ہے، پاکستان میں assembled ہو رہا ہے تو یہ ایک سال سے زیادہ نہیں چلتا اور اس کی قیمت بھی زیادہ ہے۔ اسی طرح زرعی آلات خاص کر روٹا ویٹر، چیزل، پلر، ڈرل مشین، پلانٹر یہ بھی ہمیں درآمد کرنے کی اجازت دی جائے۔ اگر آپ دل سے چاہتے ہیں کہ زراعت اس ملک میں واقعی ترقی کرے تو پھر ان زرعی آلات پر ڈیوٹی نہیں ہونی چاہئے۔ یہ چیزیں duty free ہونی چاہئیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ملک صاحب! آپ کا وقت ختم ہو چکا ہے اب wind up کر لیں۔

**ملک محمد عباس راں:** جناب سپیکر! مجھے علم ہے لیکن جب سے یہ اجلاس شروع ہوا ہے بلکہ جب سے یہ اسمبلی بنی ہے تو میں پہلی مرتبہ بول رہا ہوں یا پھر اگلے دن ایک دو منٹ بات کی ہے وہ بھی آپ نے مہربانی فرمائی تھی تو مجھے تھوڑا سا وقت مزید دیں تاکہ میں اپنی بات مکمل کر سکوں۔ میں زراعت پر بات کر رہا ہوں کوئی گپ شپ نہیں لگا رہا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آپ دو منٹ میں اپنی بات مکمل کر لیں کیونکہ ہم نے rules کو follow کرنا ہے۔

**ملک محمد عباس راں:** جناب سپیکر! بالکل آپ کے rules کی میں تعمیل کرتا ہوں لیکن میری یہ بھی گزارش ہے کہ جب ادھر یا ادھر سے ایک ایسی بحث چھڑ جاتی ہے جس میں کہتے ہیں کہ یہ ضیاء الحق کی باقیات ہیں اور دوسری طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ مشرف کی باقیات ہیں اور اس بحث پر دو دو، تین تین گھنٹے لگ جاتے ہیں جو کہ بے مقصد بحث ہوتی ہے جبکہ یہ تو بامقصد بحث ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی بات ٹھیک ہے۔ آپ بس دو منٹ میں wind up کر لیں۔

**ملک محمد عباس راں:** جناب سپیکر! میں wind up کر لیتا ہوں۔ اس ملک میں ڈیم بننے چاہئیں، ڈیموں کی بڑی کمی ہے۔ پہلے جو نہریں سالانہ بہتی تھیں وہ نہریں اب ششماہی سے بھی کم ہو گئی ہیں،

سہ ماہی پر آ گئی ہیں۔ وہ نہر ہفتے میں ایک دن بہتی ہے اور چھ دن بند رہتی ہے، کہا جاتا ہے کہ پانی کی کمی ہے۔ اسی طرح جو ششماہی نہریں ہیں وہ تو ویسے ہی سوکھ چکی ہیں۔ جب سالانہ کا یہ حال ہے تو ششماہی کا کیا حال ہوگا؟

جناب سپیکر! ہم تو پٹواری کو بھی ٹیکس دیتے ہیں۔ جب وراثت کا انتقال کرنا ہوتا ہے۔ جب کوئی زمیندار خدانخواستہ وفات پا جاتا ہے تو اس کی وراثت کا انتقال خود بخود پندرہ دن میں ہو جانا چاہئے۔ ہمارے ہاں پٹواری پانچ ایکڑ وراثت کے لئے چالیس سے پچاس ہزار روپے وصول کرتا ہے۔ میں اس چیز کا eye witness ہوں۔ میں نے پٹواری سے ایک کسان کو پیسے واپس دلوائے ہیں تو ہمیں اس پٹواری کے استحصال سے بچایا جائے۔ اس نظام کو computerized کیا جائے۔ زمیندارہ نظام کو computerized کیا جائے۔

جناب سپیکر! جب ہم قرضہ لیتے ہیں تو ہماری زمینیں pledge کی جاتی ہیں۔ ہمارے ملک میں دودھ کی کمی ہے، ہمارے ملک میں لائیو سٹاک کا مسئلہ ہے، ڈیری فارمنگ کا مسئلہ ہے۔ ہم جو قرضہ ڈیری فارمنگ کے لئے لیتے ہیں تو اس قرضہ کے لئے بھینسوں کو pledge کیا جائے۔ میں وزیر صاحب کی توجہ چاہوں گا کہ جب زمیندار ڈیری فارمنگ کے لئے قرضہ لیتا ہے تو اس کی زمین pledge کی جاتی ہے جبکہ جب کوئی صنعت کار قرضہ لیتا ہے تو اس کی وہی مل، مشینیں وغیرہ pledge کی جاتی ہیں۔ جب اسے کوئی نقصان ہوتا ہے تو وہ بھاگ جاتا ہے اور اس کی مشینیں وغیرہ اکھاڑ کر وہ لوگ لے جاتے ہیں۔ ہماری بھی یہ گزارش ہے کہ ڈیری فارمنگ کے قرضہ پر بھینسوں کو pledge کیا جائے۔ وہاں پر چیک کیا جائے کہ اگر کسی زمیندار نے بیس بھینسوں کے لئے قرضہ لیا ہے تو آیا بیس بھینسیں اس کے فارم میں موجود ہیں یا نہیں؟ اس کو ہفتہ وار یا پندرہ دن بعد چیک کرتے رہنا چاہئے لیکن اس قرضہ پر زمین pledge نہیں ہونی چاہئے بلکہ وہی جانور pledge ہونے چاہئیں۔

جناب سپیکر! ہمیں سپرے کے لئے اصل ادویات میسر نہیں ہیں۔ ہر حکومت کہتی ہے کہ ہم سخت کارروائی کر رہے ہیں، سخت ایکشن لے رہے ہیں لیکن پھر بھی ملاوٹ والی زرعی ادویات ملتی ہیں۔ آج کل تو گھروں میں بھی سپرے کی دوائی بنا رہے ہیں۔ میں نے ایسے لوگوں کو دیکھا ہے جو کہ

دنوں میں کروڑ پتی بن گئے ہیں۔اس حوالے سے سخت rules بنائیں اور اس act میں ترمیم کریں کہ جو سپرے میں ملاوٹ کرتا ہے یا جعلی دوائی بناتا ہے اس کے offence کو non bailable قرار دیا جائے اور جب تک عدالت فیصلہ نہیں کرتی اس آدمی کی ضمانت نہیں ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر! انڈسٹری کے مقابلہ میں زرعی قرضے کا interest بہت زیادہ ہوتا ہے لہذا زراعت کے لئے جو قرضے دیئے جاتے ہیں ان پر سود کم کیا جائے کیونکہ کاشت کار بہت غریب ہے، مظلوم ہے۔آپ کاشت کار کے صبر کا اندازہ لگائیں کہ وہ چھ مہینے صبر کرتا ہے۔ وہ بیج بوتا ہے پھر اس کو پالتا ہے، اس کو پانی دیتا ہے اور چھ مہینے تک اس کی طرف دیکھتا رہتا ہے۔ چھ مہینے تک وہ اپنے بچوں کو دلاسے دیتا ہے کہ میری گندم، دھان، کپاس تیار ہو جائے گی تو میں آپ کو سائیکل یا موٹر سائیکل لے دوں گا۔چھ مہینے کے صبر آزما انتظار کے بعد اگر اس کی فصل بہت اچھی ہو جائے تو وہ خوشحال ہو جاتا ہے اور اگر خدانخواستہ وہ فصل کسی بحران کا شکار ہو جاتی ہے تو وہ پھر بھی صبر کرتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ آپ کی جو باقی تجاویز ہیں وہ in writing آپ منسٹر صاحب کو دے دیں کیونکہ باقی دوستوں نے بھی ابھی بات کرنی ہے۔

ملک محمد عباس راں: جناب سپیکر! میں ایک منٹ میں اپنی بات ختم کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں، بات بڑی سیدھی سی ہے کہ ہم نے یہ بحث سارے ممبران کی خواہش اور اصرار پر شروع کی اور پھر اس کے لئے ایک وقت مقرر کیا ہے۔اگر ہم اس وقت کو follow نہیں کریں گے تو باقی لوگ بات کرنے سے رہ جائیں گے کیونکہ میرے پاس بہت لمبی فہرست ہے۔

ملک محمد عباس راں: جناب سپیکر! میں معذرت کے ساتھ صرف ایک منٹ لوں گا۔ میں اپنی بات نہیں کر رہا بلکہ اپنے علاقے اور پاکستان کے عوام کی بات کر رہا ہوں۔

جناب والا! ہمیں ٹیوب ویل کے کنکشن نہیں مل رہے۔ میری وزیر صاحب سے گزارش ہے کہ زراعت کے لئے ٹیوب ویل کا کنکشن فوری ملنا چاہئے۔اس کے لئے کوئی حیل وحجت نہیں ہونی چاہئے، کوئی رشوت نہیں ہونی چاہئے۔اگر زمیندار apply کرتا ہے تو اس کو ٹیوب ویل کا کنکشن فوری ملنا چاہئے۔

میری دوسری گزارش یہ ہے کہ گنے، دھان، گندم اور کپاس کی اصل قیمت جو کہ حکومت مقرر کرتی ہے وہ کبھی بھی کسان کو نہیں ملتی اور نہ اس rate پر کسان سے یہ اجناس خرید کی جاتی ہیں۔ Stockists کم قیمت پر یہ تمام اجناس لے لیتے ہیں اور stock کر لیتے ہیں۔ جب کسان کے پاس وہ ذخیرہ ختم ہو جاتا ہے تو اس کے بعد پھر اس کا rate up ہو جاتا ہے تو اس سے کسان کا استحصال ہوتا ہے۔

میں آخر میں یہ گزارش کروں گا کہ ملتان اور رحیم یار خان آم کی فصل کے لئے بہت مشہور ہیں۔ سندھ میں بھی آم ہوتا ہے۔ ہمارا آم یورپ، امریکہ کے آم سے کہیں زیادہ بہتر اور اعلیٰ کوالٹی کا ہے۔ اس کو باہر بھیجنے کا حکومتی سطح پر انتظام کیا جائے۔ ملتان ائرپورٹ سے کارگو فلائٹس چلائی جائیں۔ ملتان میں آم کے لئے جہاز میں space نہیں ملتی اس کا انتظام کیا جائے اور اس میں حکومتی نمائندہ بھی شامل ہو تاکہ ہمارا جو آم باہر جائے اس کی کوالٹی بہتر سے بہتر ہو، جس کا check and balance کیا جائے اور آخر میں میری اتنی گزارش ہے کہ فیلڈ مارشل ایوب خان نے اپنے دورِ حکومت میں میکسی پاک گندم کا بیج منگوایا تھا اس وقت اس کی average 60 من فی ایکڑ ہوئی تھی۔ آج ہماری گندم کی 30/40 average من فی ایکڑ نہیں جاتی۔ میں 60 من فی ایکڑ average کی بات کر رہا ہوں۔ ایک یا دو ایکڑ کی بات نہیں کر رہا۔ اب بھی ہمیں چاہئے کہ ہم ترقی یافتہ ملکوں سے اس قسم کا گندم کا بیج منگوائیں تاکہ ہمارے ملک کی average بڑھے۔

جناب اللہ رکھا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اللہ رکھا صاحب!

جناب اللہ رکھا: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ایک نہایت ہی اہم مسئلے کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ گورنمنٹ کالج آف ٹیکنالوجی ریلوے روڈ لاہور سے تعلق رکھنے والے طلباء باہر سڑک کے اوپر مظاہرہ کر رہے ہیں۔ وہاں کے پرنسپل کے خلاف کرپشن کا بہت سارا مواد ہے، اس کی انکوائری ہوئی اور کرپشن ثابت بھی ہوئی لیکن اس پر کوئی عمل نہیں ہوا۔ اس کے علاوہ اس نے ہر سٹوڈنٹ سے کمپیوٹر کے حوالے سے بارہ سو روپیہ لیا کہ ہم کمپیوٹر کی کلاسیں کالج میں پڑھائیں گے، ابھی ہم نے کمپیوٹر لے

کر آنے ہیں اور بعد میں یہ پیسے واپس کر دیں گے۔ آج تک کمپیوٹر کی کلاس پڑھائی گئی ہے اور نہ ہی طلباء کو پیسے واپس کئے گئے ہیں۔ وہ سارے طلباء سڑک پر ہیں۔ میری آپ سے بڑی مؤدبانہ گزارش ہے کہ یہ ہمارے اور آپ کے بچوں کے مستقبل کا مسئلہ ہے براہ مہربانی اس پر ایک کمیٹی بنا دیں تاکہ اس حساس issue کو ایک اچھے طریقے سے دیکھا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ابھی باہر مظاہرہ ہو رہا ہے، باہر طلباء موجود ہیں؟

جناب اللہ رکھا: جناب سپیکر! اس وقت بھی مظاہرہ ہو رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن صاحب کی سربراہی میں کمیٹی بناتا ہوں جس میں اللہ رکھا صاحب، چودھری شہباز صاحب، زیب جعفر صاحبہ، خواجہ عمران نذیر صاحب اور آمنہ الفت صاحبہ، یہ سارے جا کر بات کر لیں اور یہ سپیشل کمیٹی ہے یہ ہاؤس کے اندر ہی کل present report کرے۔ رانا ارشد صاحب! آپ چونکہ student affairs کو deal بھی کرتے ہیں، آپ بھی اس کمیٹی کے ساتھ جائیں اور یہاں آ کر رپورٹ بھی دیں۔ شکریہ

رانا محمد ارشد: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہوں، اجازت ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

رانا محمد ارشد: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ میں ایک بڑے حساس issue پر آپ کی توجہ مبذول کروانا چاہتا تھا کہ میرا حلقہ 171 صفدر آباد ہے۔ وہاں آج صبح ایک واقعہ پیش آیا کہ وہاں پر ختم نبوت ﷺ کے بینرز لگے ہوئے تھے، وہ T.M.O فیاض احمد نے زبردستی اتروا دیئے ہیں اور کل وہ پروگرام ہونا تھا۔ اس کے علاوہ وہاں پر میاں محمد نواز شریف روڈ کا پرسوں افتتاح ہوا ہے تو وہاں پر لوگوں نے میاں محمد شہباز شریف صاحب کا شکریہ ادا کرنے کے لئے بینرز لگائے تھے کہ 10 سال کے بعد وہ روڈ بنا ہے۔ تو T.M.O نے بینرز اتروائے اور چاکنگ مٹوا دی ہے تو وہاں عام شہریوں، سیاسی و مذہبی لوگوں نے احتجاج کیا ہوا ہے اور اس وقت D.D.O® انکوائری کر رہا ہے تو میری request ہو گی کہ یہ بڑا حساس issue ہے، T.M.O فیاض احمد کے خلاف قانونی کارروائی کرنی چاہئے اور اگر اس نے وہ بینرز اتروائے ہیں تو پھر اس کا جو جرم بنتا ہے اس کے خلاف ایکشن ہونا چاہئے۔ مہربانی

جناب ڈپٹی سپیکر: راناصاحب!آپ کی بات صحیح ہے۔آپ session کے ساتھ ہی فوری طور پر لاء منسٹر سے مل لیں وہ بات کر کے کل اسمبلی کو بھی بتائیں گے کہ کیا بنا ہے۔

رانامبشر اقبال: جناب سپیکر!میں بھی آپ کی توجہ ایک اہم مسئلے کی طرف دلوانا چاہتا ہوں۔ میرے حلقے میں گوپے را، شاہ پور اور خانپور، تین گاؤں ہیں۔لاہور کا سارا پانی بابو صابو والے نالہ سے نکل کر ان گاؤں میں چلا جاتا ہے۔ وہاں پر ساری agriculture land میں پانی کھڑا ہے۔ کوئی زمیندار اُدھر فصل نہیں کاشت کر سکتا اور بیماریاں پھیل رہی ہیں۔ واسا والوں کو ہدایت کی جائے کہ یہ پانی proper طریقے سے دریا میں پہنچائیں تاکہ وہ زمین کاشت کے قابل رہے اور واسا والوں سے اس کا جواب بھی طلب کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ اس میں تو آپ کو ایم ڈی واسا سے مل کر بات کرنی چاہئے۔ اگر آپ کی بات وہ نہیں سنتے، کوئی مسئلہ ہوتا ہے تو پھر آپ اس issue کو ہاؤس میں لے کر آئیں۔

رانامبشر اقبال: جناب سپیکر! چار، پانچ دفعہ ان سے مل کر پہلے کہہ چکے ہیں۔ میں خود ایم ڈی کے پاس گیا ہوں اور request کی ہے۔ آگے آپ جو بہتر سمجھتے ہیں اس کے مطابق کریں۔ اب میں agriculture کے حوالے سے صرف دو منٹ لوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: Please, please, please. جب آپ کا ٹائم آئے گا پھر کیجئے گا۔(قطع کلامیاں)

باقی دوستوں کے نام بھی یہاں پر ہیں۔ ہم نے rules follow کرنے ہیں۔ میں آپ کو ٹائم دوں گا اگر آپ agriculture پر بات کرنا چاہتے ہیں میں بالکل آپ کو ٹائم دوں گا لیکن اس میں جن اراکین نے پہلے نام لکھوائے ہوئے ہیں ان کی پھر حق تلفی ہو گی۔ میں آپ کو بالکل ٹائم دوں گا۔آپ تشریف رکھیں۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر! اس ہاؤس میں راجہ ریاض صاحب نے دو دن پہلے ایک assurance دی تھی کہ فیڈرل گورنمنٹ کی agriculture income tax پر کوئی intention نہیں ہے۔ گزشتہ شام میں نے خود جیو نیوز میں سنا ہے کہ آئی ایم ایف کے

ساتھ جو شرائط طے کی ہیں اس میں 2010 میں income tax لگانے کی شرط بالخصوص ٹی وی پر وہ slide چلی ہے اور فیڈرل گورنمنٹ کے اس ایکشن کے خلاف یہاں پر جو resolution move ہو رہی تھی وہ اس وجہ سے روکی گئی تھی اور آج گزشتہ شام کو یہ خبروں میں clear آیا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کے خلاف پھر ایک resolution آنی چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس میں ہاؤس کے rules کے مطابق جو بنتا ہے وہ آپ بالکل کریں کیونکہ انہوں نے on the floor of the House assurance دی ہوئی ہے اور اگر اس کے اندر کوئی change ہے تو وہ کل یہاں پر موجود ہوں گے ان سے ہم بات کر لیں گے اور اس کے بعد جو بھی مناسب ہوگا فیصلہ کر لیں گے۔ جی، کلو صاحب!

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! یہ قرارداد میں لایا تھا اور میری قرارداد کے جواب میں راجہ ریاض صاحب نے assurance دی تھی، جس طرح بھٹی صاحب کہہ رہے ہیں اور دوستوں نے بھی بتایا ہے آج کے "جنگ" اخبار میں بھی آیا ہے، "ایکسپریس" ٹی وی چینل میں بھی آیا ہے اور D.Tata South Asian incharge of I.M.F نے اپنی statement میں کہا ہے کہ پاکستان نے I.M.F کی قسط لیتے وقت ہمیں یہ assure کروایا ہے کہ وہ جون 2010 میں زرعی انکم ٹیکس لیں گے تو اس سلسلے میں، میں نے قرارداد جمع کرائی ہوئی ہے اور پرسوں جب بات ہو رہی تھی تو اس وقت رانا صاحب اور راجہ ریاض صاحب نے کہا تھا کہ agriculture پر جب بحث ہوگی تو آپ یہ قرارداد اس وقت لے آئیں تو آپ مجھے اجازت دیں، میں یہ قرارداد پڑھ لوں اور یہ قرارداد آج کے لئے بالخصوص pending کروائی گئی تھی اور یہ development کل شام کی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کلو صاحب! آپ جو بات کر رہے ہیں وہ بالکل صحیح ہے لیکن Let me check the record of the Assembly. وہ میں نے منگوایا ہے اگر وہ آج کے لئے fix ہے تو میں آپ کو ابھی پڑھنے کی اجازت دیتا ہوں۔ (قطع کلامیاں)

میں نے بالکل آپ کی بات follow کر لی ہے۔ ریکارڈ منگوایا ہے Let me check that پھر میں اس کو دیکھتا ہوں۔ اب جناب محمد طارق امین ہوتیانہ صاحب!

جناب محمد طارق امین ہوتیانہ: جناب سپیکر! میں اپنی تجاویز دینے سے پہلے آپ کی توجہ اس طرف دلانا چاہوں گا کہ مجھ سمیت میرے بھائی یہاں جو تجاویز دے رہے ہیں ان کا مستقبل کیا ہوگا آیا اس کو کسی کمیٹی کے حوالے کیا جائے گا یا اس میں کوئی time frame ہوگا کہ اس میں ان تجاویز کو check کیا جائے گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: ہوتیانہ صاحب! منسٹر صاحب بیٹھے ہیں وہ آپ سب کی تجاویز کو نوٹ کر رہے ہیں اور جب وہ اپنی winding up speech کریں گے تو ان کے مطابق وہ آپ کو بتائیں گے کہ ان کا کیا ہوگا۔

جناب محمد طارق امین ہوتیانہ: جناب سپیکر! میں اپنی تجاویز دینا چاہتا ہوں۔

**MR. DEPUTY SPEAKER:** Even I have been told that Secretary Agriculture

بھی یہاں پر موجود ہیں وہ دونوں آپ کے points note کر رہے ہیں اور اس کے مطابق پھر یہاں پر winding up speech میں بتائیں گے۔

جناب محمد طارق امین ہوتیانہ: .Thank you, sir سب سے پہلے تو میں یہ کہوں گا کہ جناب آصف علی زرداری نے گندم کی جو قیمت بڑھائی ہے یہ قابل تحسین ہے اس حوالے سے نہ صرف ہمارا foreign exchange بچے گا بلکہ زمیندار جس کی اس وقت معاشی حالت انتہائی ابتر ہے اس کے لئے ایک incentive بھی ہوگا اور زمیندار خوش دلی سے اپنی گندم بھی کاشت کرے گا۔ دوسرے نمبر پر چیف منسٹر صاحب نے گرین ٹریکٹر سکیم شروع کی ہے ان کا یہ قدم بھی قابل تحسین ہے لیکن اس میں میری گزارش یہ ہے کہ گرین ٹریکٹر سکیم کے ساتھ ساتھ کئی ممالک میں گرین ڈیزل سکیم بھی ہے کہ زمینداروں کو subsidies rates پر صرف agriculture کے لئے ڈیزل فراہم کیا جاتا ہے تو اس پر بھی ضرور غور کیا جائے کہ زمیندار کے پاس ٹریکٹر تو ہوگا لیکن ٹریکٹر چلانے کے لئے اسے جو ڈیزل چاہئے ہوگا تو اس ڈیزل کی قیمت کاشتکار کی دسترس میں نہیں ہوگی تو وہ ٹریکٹر کا استعمال نہیں کر سکے گا۔

جناب سپیکر! میری دوسری گزارش یہ ہے کہ جو سبسڈی فاسفورس کی کھادوں میں دی گئی ہے تو اس میں انتہائی اہم کھاد پوٹاش S.O.P ہے۔ اس پر پہلے کسی زمانے میں سبسڈی دی جاتی تھی لیکن اب اس پر سبسڈی نہیں دی جاتی۔ ہمارے وزیر صاحب بیٹھے ہیں، سیکرٹری زراعت بھی بیٹھے ہیں اور دوسرے سارے دوست زمیندار ہیں وہ S.O.P کی اہمیت سے واقف ہیں۔ حکومت کو S.O.P کی قیمت پر بھی سبسڈی دینی چاہئے۔ اس کے علاوہ جس طرح عباس راں صاحب نے فرمایا ہے کہ بجلی کے ٹیوب ویل کی تنصیب کے لئے نئی درخواست دینے پر قدغن ہے۔ اس پر میری یہ گزارش ہے کہ بجلی کے ٹیوب ویل کی تنصیب پر کسی قسم کی قدغن نہیں ہونی چاہئے اور جس طرح ہم انڈسٹریل کنکشن دیتے ہیں اسی طرح اگر کوئی زمیندار بجلی کے ٹیوب ویل کی درخواست دے تو اسے ترجیحی بنیادوں پر بجلی دی جائے۔

جناب والا! میں آپ کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں کہ ہمارے ہاں اگر کسی گاؤں میں آبادی کم ہے اور ٹرانسفارمر بڑا ہے اور گنجائش ہو تو اس پر کوئی آدمی انڈسٹریل چیز تو لگا سکتا ہے مثال کے طور پر آٹے کی چکی لگانا چاہے تو لگا سکتا ہے لیکن اتنی ہی پاور کی وہ ٹیوب ویل کی موٹر کے لئے کنکشن لینا چاہے گا تو اس پر واپڈا نے پابندی لگائی ہوئی ہے۔ میں اپنے وزیر صاحب کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ واپڈا سے درخواست کی جائے کہ اس غیر منصفانہ قانون کو ختم کیا جائے اور اگر کسی دیہات کے ٹرانسفارمر پر گنجائش ہو تو وہاں پر اگر چکی لگ سکتی ہے تو ٹیوب ویل کے لئے بھی کنکشن دیئے جائیں۔

جناب سپیکر! جس طرح دو تین مہینے پہلے ہمارے ملک میں قیاس ہوا، جیسے اخبار میں آیا کہ کھاد پر سبسڈی ختم ہو رہی ہے تو اسی ملک میں ہمارے رپورٹر بھائیوں نے رپورٹ کیا کہ ملک کے مختلف حصوں میں -/5800 روپے پر D.A.P کھاد فروخت ہوتی رہی ہے جبکہ اس کی اصل قیمت -/3000 روپے تھی۔ اس سے ان گراں فروشوں کا کیا ہوا کیا ان کے خلاف کوئی کارروائی کی گئی؟ میں عباس راں صاحب کی بات کو دہراتا ہوں کہ ہمیں اس سلسلے میں قوانین تبدیل کرنے چاہئیں۔ اس وقت صورتحال یہ ہے کہ اگر کسی بھی کھاد کمپنی کا کوئی بھی ڈیلر کھاد مہنگی فروخت کر رہا ہوتا ہے تو ہم اس سے جا کر شکایت بھی کریں تو وہ یہ کہتے ہیں کہ ہمارا ادارہ تو ایک کاروباری ادارہ ہے۔ ہم اپنے ڈیلر کی

ڈیلر شپ کیسے ختم کریں؟ جب ہم ان سے کہتے ہیں کہ اگر آپ کا ڈیلر کوئی غیر قانونی کام کر رہا ہے تو آپ اس کی ڈیلر شپ منسوخ کر دیں تو وہ ادارہ چونکہ کاروباری ادارہ ہوتا ہے اس لئے وہ ان کی ڈیلر شپ منسوخ کرنے سے معذرت کرتے ہیں۔ اس کے لئے اس طرح کا قانون ہونا چاہئے کہ ان کو قرار واقعی سزا ملے تاکہ دوسروں کے لئے بھی عبرت ہو۔ اس کے علاوہ میری گزارش یہ ہے کہ کھاد کی بکنگ کے بارے میں سیکرٹری زراعت نے بہاولپور میں میٹنگ کے دوران فرمایا تھا کہ جو زمیندار ہر یونین کونسل level پر 200 بوری یوریا کھاد کی بکنگ کرانا چاہیں گے وہ اپنے ڈرافٹ D.C.O صاحب کو دیں گے۔ اس میں D.C.O صاحب کا کام نہیں ہے لیکن زمیندار کو یہ یقین ہو جاتا ہے کہ اس کے پیسے ضائع نہیں جائیں گے اور اس کو کھاد ملے گی۔ یہ انتہائی قابل تحسین عمل ہے۔ اس کو عام کر کے پورے پنجاب میں بھی لاگو کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر! میری یہ بھی گزارش ہے کہ جس طرح crisis چل رہے ہیں کہ زمیندار کی دھان یا زمیندار کی جو کپاس ہے اس کی قیمت جو حکومت کی مقرر کردہ ہے وہ زمیندار کو نہیں مل رہی۔ جب یہ فصل زمیندار کے ہاتھ سے نکل جائے گی تو پھر سٹاکسٹ ہماری زرعی اجناس مہنگے داموں بیچ کر منافع کمائیں گے جس سے زمیندار کا استحصال ہوگا۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ میری گزارش یہ ہے کہ جو زرعی ٹیکس کی بات کی گئی ہے تو زرعی ٹیکس ہم 1997 سے دے رہے ہیں۔ اب اگر دوہرا ٹیکس لگایا جائے تو یہ بہت زیادتی ہوگی۔ میری اس میں تھوڑی سی یہ بھی گزارش ہے کہ زمیندار کو جاگیردار سے ملا دیا جاتا ہے جبکہ مختلف دوستوں نے کہا ہے کہ پنجاب میں عملاً اس وقت کوئی جاگیردار نہیں ہے بلکہ اکثر لوگ ایسے ہیں جو کاشتکاری کے کام سے منسلک ہیں۔ ان کو آپ جاگیردار نہ کہیے کیونکہ جاگیردار کہنے سے ابہام پیدا ہوتا ہے۔ ہماری ایک بہن نے بھی کہا تھا کہ جاگیردار ٹیکس نہیں دینا چاہتے جبکہ اب جاگیردار نہیں رہے اور لوگ صرف کاشتکار ہیں۔

جناب سپیکر! مختلف اضلاع میں زمین کے تجزیے کی جو لیبارٹریاں ہیں ان کی کارکردگی کو چیک کیا جائے اور جس طرح میرے ضلع بہاولنگر میں جو زمین اور پانی کے تجزیے کی لیبارٹری ہے اس

کے آلات میں کچھ خرابی ہے اور کافی عرصے سے وہ کام نہیں کر رہے۔ ان کو چیک کیا جائے۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ اب جناب محمد خرم گلفام صاحب!

جناب محمد خرم گلفام: شکریہ۔ جناب سپیکر! اس میں کوئی دو رائے نہیں کہ ہمارے ملک کی معیشت میں جس قدر زراعت کی بہت اہمیت ہے اس حوالے سے کافی گفتگو ہو چکی ہے۔

جناب سپیکر! وقت مختصر ہے اس لئے میں directly اپنی تجاویز کی طرف آؤں گا۔ اس معزز ایوان میں ہر ضلع اور ہر علاقے کی نمائندگی موجود ہے اور ہر معزز رکن نے اپنے اپنے اضلاع کی زراعت کے حوالے سے مسائل کو بیان کیا ہے۔ میرا تعلق ضلع شیخوپورہ سے ہے جو چاول کی پیداوار کے حوالے سے جانا جاتا ہے۔ میرے حلقے میں بالخصوص نارنگ منڈی کا علاقہ آتا ہے جس کا چاول دنیا بھر میں مشہور ہے لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ پچھلے چند سالوں سے محکمہ زراعت نے اس طرف بالکل کوئی توجہ نہیں دی اور چاول کی فصل کو بے شمار نقصان پہنچ رہا ہے۔ اس کی سب سے پہلی وجہ تو یہ ہے کہ وہاں پر جو چاول کی مشہور قسم سپر باسمتی کے متبادل کوئی نیا بیج متعارف نہیں کرایا گیا۔ پچھلے پندرہ بیس سال سے یہ بیج چل رہا ہے اور اب صورتحال یہ ہے کہ جب یہ بیج شروع ہوا تھا اور کسانوں نے اس کو اگانا شروع کیا تو اس وقت اس کی فی ایکڑ پیداوار 40 سے 45 من ہوا کرتی تھی بلکہ 50 من تک بھی پہنچ جایا کرتی تھی لیکن اب تین چار سالوں سے صورتحال یہ ہے کہ فی ایکڑ پیداوار 25 سے 30 من آ رہی ہے۔ اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ اس بیج میں قوت مدافعت ختم ہو چکی ہے اور چند سالوں سے اس پر ایک بیماری نے حملہ کیا ہوا ہے جس کو bacterial leaf blight کہتے ہیں اور عام زبان میں جراثیمی جھلساؤ بھی کہتے ہیں۔ اس میں پریشان کن بات یہ ہے کہ اس کے تدارک کے لئے کوئی حل نہیں کیا گیا۔ جب ہم محکمہ زراعت سے مشورہ لیتے ہیں کہ یہ بیماری ہے تو ہم اس کے تدارک کے لئے کون سا سپرے کریں یا کون سی دوا استعمال کریں۔ اس پر ان کی طرف سے صاف جواب یہ آتا ہے کہ اس کا کوئی حل نہیں ہے۔ اس کا حل یہی ہے کہ بیج پرانا ہو چکا ہے اور اس میں ستم ظریفی یہ ہے کہ تین چار سال گزرنے کے باوجود بھی جو سیڈ کارپوریشن ہے یا جو سیڈ ریسرچ سنٹرز بنے ہوئے ہیں

جنھیں بھاری قسم کی aid دی جارہی ہے اور بجٹ میں بھی ان کے لئے اتنے پیسے رکھے جاتے ہیں لیکن ابھی تک وہ باسمتی چاول کا نیا بیج نہیں نکال سکے۔ انھوں نے سپر 2000 نکالا ہے لیکن وہ بھی اتنا کامیاب نہیں ہوا۔ اس سال صورتحال یہ ہے کہ ہمارے پڑوسی ملک سے باسمتی کا ایک بیج آیا ہے۔ اس کا منڈی میں ریٹ 1500 سے 1600 روپے فی من ہے اور جو ہمارا سپر باسمتی کا بیج ہے اس کا ریٹ 1100 سے 1200 روپے کے درمیان ہے۔ اسی طرح ایک اور غیر تصدیق شدہ بیج ہے جس کے متعلق محکمہ نے کہا ہے کہ یہ بیج بالکل کاشت نہ کریں۔ اس بیج کی پیداوار بھی اچھی ہے، اس کی قیمت بھی اچھی ہے اور جو بیج ہمیں محکمہ recommend کرتا ہے کہ آپ یہ بیج اگائیں تو اس کی پیداوار بھی کم ہے اور اس کی قیمت بھی کم ہے۔ اس وجہ سے ہم لوگ مجبور ہو رہے ہیں کہ ہم اپنے پڑوسی ملک کا بیج جو سمگل ہو کر یہاں آیا ہے اس کو یہاں پر اگائیں یا ایک 86 باسمتی ہے جس کے متعلق زراعت والے بھی منع کرتے ہیں کہ اس کو نہ اگائیں۔ اس کا بہت نقصان ہے لیکن کاشتکار بھائی مجبور ہو چکے ہیں کہ ان بیجوں کو وہ اگائیں اس لئے میری آپ کے توسط سے وزیر زراعت سے یہ گزارش ہو گی کہ اس پر حکومت کا فوری ردعمل آنا چاہئے اور اس پر action لینا چاہئے۔ میں یہ امید کرتا ہوں کہ جب وزیر موصوف اپنی بحث کو conclude کریں گے تو اس میں وہ ہمیں یقین دہانی کرائیں گے کہ اگلے سال جب ہم دھان کی فصل اگانے جا رہے ہوں گے تب تک ہم اس کا کوئی نہ کوئی حل نکال لیں گے۔ کوئی ایسی دوا ایجاد ہو جائے جس سے اس بیماری کو قابو پا لیا جائے یا پھر کوئی اچھا نیا بیج سپر باسمتی کے alternative جو کہ اس کو replace کر سکے میری منسٹر صاحب سے گزارش ہے کہ اس کا فوری نوٹس لیا جائے۔

جناب سپیکر! میں آج اخبار میں پڑھ رہا تھا کہ بنک آف پنجاب گندم کی بوائی کے لئے آسان اقساط پر قرضے دینا چاہ رہا ہے جو میں سمجھتا ہوں کہ ہماری حکومت پنجاب کا بڑا خوش آئند قدم ہے کہ وہ باقی بنکوں سے کم کر کے صرف 8 percent mark up پر قرضے فراہم کریں گے۔ ہونا تو یہ چاہئے کہ کسانوں کو چھ مہینے کے لئے بلاسود قرضے فراہم کئے جائیں تاکہ وہ چھ مہینے کے بعد اپنی فصل سے قرضہ اتار سکیں۔ اس کے علاوہ گرین ٹریکٹر سکیم بھی ایک خوش آئند قدم ہے۔ یہاں پر بات ہوئی کہ کسانوں کو ٹریکٹر درآمد کرنے کی اجازت دی جانی چاہئے میں بھی ذاتی طور پر اس کی بھرپور تائید کرتا

ہوں کہ یہ احسن قدم ہوگا کیونکہ جب بڑی بڑی گاڑیاں لینڈ کروزر اور مرسڈیز درآمد ہو سکتی ہیں تو کسان کے لئے ٹریکٹر درآمد کیوں نہیں ہو سکتا حالانکہ گاڑیاں بھی یہاں پر locally manufacturer ہو رہی ہیں، جب ہم اپنی آسائش کے لئے اس کو درآمد کرنے کی اجازت دے سکتے ہیں تو ہم کسانوں کی اچھی پیداوار کے لئے ٹریکٹر درآمد کرنے کی اجازت کیوں نہیں دے سکتے؟

جناب سپیکر! ٹیوب ویل کنکشن کی بات ہوئی وہ بھی ایک بہت اہم مسئلہ ہے۔ میرا اپنا ذاتی تجربہ ہے کہ پچھلے دنوں میں نے ٹیوب ویل کنکشن لگوانے کی کوشش کی تو مجھے کہا گیا کہ آپ وفاقی وزیر پانی و بجلی سے دستخط کروا کر لائیں۔ میں نے تو کسی طریقے سے manage کر لیا لیکن جو چھوٹا کاشتکار ہے وہ کہاں سے جا کر وفاقی وزیر کو ڈھونڈے گا اور ان سے اجازت لے گا کہ ہماری زمین پر ٹیوب ویل لگوایا جائے۔ اس کے بارے میں فوری action لیا جائے تاکہ جہاں پر کسانوں کو ضرورت ہو وہاں پر جلد از جلد ٹیوب ویل نصب کئے جا سکیں۔

جناب والا! ہمارے پڑوسی ملک کی طرف سے سندھ طاس معاہدے کی جو مخالفت ہو رہی ہے اور اس نے ہمارے دریاؤں کا پانی روک کر ڈیم تعمیر کرنے شروع کر دیئے ہیں اس سلسلے میں گزارش کروں گا کہ جس طرح ہم زرعی ٹیکس کے بارے میں قرارداد لانا چاہتے ہیں تو ہمیں چاہئے کہ اس سلسلے میں اس ایوان سے ایک متفقہ قرارداد پاس ہو اور دنیا بھر میں ایک message جائے کہ ہم نے اپنے پانی کا حق حاصل کرنے کے لئے یہ قرارداد پاس کی ہے کیونکہ ہم نے یہ خدا کے واسطے کے لئے نہیں لینا بلکہ اپنا حق لینا ہے اور اپنا حق حاصل کرنے کے لئے ہمیں لڑنا بھی پڑتا ہے، جس طرح سے بھی ہمیں اس کا مقابلہ کرنا پڑے ہمیں کرنا چاہئے۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری ممتاز احمد ججہ صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ ملک بلال احمد کھر صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ ڈاکٹر آمنہ بٹر صاحبہ!

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منڈا صاحب!

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ہماری CMIT میں فوڈ سٹیمپ سکیم کے حوالے سے ایک میٹنگ ہے۔ میں نے وہاں بھی جانا ہے اور میرا ابھی تک نام نہیں آیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ بھی بہت اہم ہے۔ یہ کام ہو گا تو فوڈ سٹیمپ آئے گی۔ آپ بیٹھیں اور اپنی باری کا انتظار کریں۔

ڈاکٹر آمنہ بٹر: جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا ہے۔ وقت کی کمی کی وجہ سے میں کوشش کروں گی کہ صرف تجاویز پر ہی بات کروں مگر میں یہ کہنا چاہوں گی کہ بار بار معزز اراکین یہ کہہ رہے ہیں اور ہم اس important issue کو جتنا بھی stress کریں کم ہے کہ زراعت پاکستان اور پنجاب کے لئے سب سے اہم شعبہ ہے۔ آج پاکستان میں اور خاص طور پر پنجاب میں چھوٹا کاشتکار پس رہا ہے۔ یہ کہنا غلط ہو گا کہ پنجاب میں جاگیر دارانہ نظام نہیں ہے کیونکہ جنوبی پنجاب میں چنیوٹ، گوجرانوالہ میں 100,100 مربع کے مالک زمیندار ہیں مگر زیادہ تر جاگیر دارانہ نظام نہیں ہے لیکن چھوٹے کاشتکار پس رہے ہیں، ان کو وہ مراعات اور subsidies نہیں دی جاتیں جو industrialists کو دی جاتی ہیں۔ چھوٹے کاشتکار ہی ہمارا سرمایہ ہیں اور ان کے بچے اب زمیندارا چھوڑ رہے ہیں جس سے ہم اپنا مستقبل تباہ کر رہے ہیں۔ سب سے پہلے ہمیں اس بات پر focus کرنا چاہئے کہ زرعی قرضے آسان ہوں کیونکہ صنعتکار کے لئے قرضہ لینا بہت آسان ہے جبکہ زمیندار کے لئے بہت مشکل ہے اور اس پر سود بہت زیادہ ہوتا ہے۔ اگر ہم چھوٹے اور درمیانے درجے کے کاشتکاروں کے لئے قرضے معاف نہیں کر سکتے تو ہمیں ان کو سود ضرور معاف کرنا چاہئے۔ ایک اور بھی طریق کار استعمال کرنا چاہئے کہ ہم جنس پر قرضہ دیں اور ان کو اسی صورت میں قرضہ دیا جائے اور یہ بھی ان کو سہولت ہو کہ بعض دفعہ cash میں رقم دینا مشکل ہوتا ہے تو وہ اپنے قرضے زرعی ترقیاتی بنک کو جنس کی شکل میں واپس کر سکیں۔ اس کے علاوہ ہمیں ٹیوب ویلوں پر subsidy دینی چاہئے اور یہ process بھی آسان ہونا چاہئے کیونکہ کاشتکاروں کے لئے سب سے زیادہ مشکل کام ٹیوب ویل کا کنکشن لینا ہے۔

جناب سپیکر! ہمیں overall زراعت کی پالیسی پر focus کرنا چاہئے۔ کیا بات ہے کہ انڈیا میں ان کا agriculture بہت بڑھتا جا رہا ہے، چائنہ میں agriculture کی modernization ہو رہی ہے لیکن پاکستان میں اس شعبے میں ہم پیچھے سے پیچھے جا رہے ہیں لہذا ہمیں جدید زراعت پر focus کرنا چاہئے، drip irrigation کے لئے کوشش کرنی چاہئے۔ اس کے علاوہ ہمیں exportable items پر توجہ دینی چاہئے اور یہ ضروری نہیں ہے کہ traditional crops ہوں مگر اس سے کاشتکار prosper ہو گا اور اس کی آمدن بڑھے گی۔ خاص طور پر بڑے شہروں کے گردونواح لاہور یا فیصل آباد میں flowers اور mushrooms کے لئے کچھ کرنا چاہئے کیونکہ mushrooms کی یہاں پر کوئی مارکیٹ نہیں ہے مگر دبئی، یورپ وغیرہ میں بہت بڑی مارکیٹ ہے لہذا ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ جو لوگ mushrooms اگا رہے ہیں ہم ان کو زیادہ سے زیادہ incentives دیں۔ green house farming کے لئے بھی ہمیں incentives دینے چاہئیں کیونکہ اس سے زیادہ بہتر farming ہوتی ہے۔

جناب والا! اس کے علاوہ ہمارا سب سے بڑا cash crop کپاس ہے اور ہم کپاس کو بالکل neglect کرتے جا رہے ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ ہم زیادہ سے زیادہ کپاس کی production پر کام کریں۔ ہمیں innovative farming کے لئے بھی سوچنا چاہئے جیسا کہ سویابین، سن فلاور ہے اس سے بائیو ڈیزل بن سکتا ہے تو ہمیں چاہئے کہ جو کاشتکار اس قسم کی innovative farming کرنا چاہتے ہیں اس سے ہماری energy crisis کو بھی بھوس ملے گا۔ کوئی نئے بیج نہیں بن رہے حالانکہ اتنے بڑے بڑے research institutes ہیں تو ان کی accountability بہت اہم ہے۔ میں نے agriculture والوں کا brief پڑھا تھا جس میں اب وہ comparative brand پر جا رہے ہیں جو بہت اچھی بات ہے اور ہمیں ایسا کرنا چاہئے کیونکہ تمام دنیا میں ہوتا ہے۔ ہمیں researchers کو مستقل ملازمتیں نہیں دے دینی چاہئیں مگر جو qualified field researchers ہیں اور اچھا کام کر رہے ہیں ان کی salary بڑھانی چاہئے۔

جناب سپیکر! میں آخر میں یہ بات کرنا چاہوں گی جو کسی نے بھی نہیں کی کیونکہ اس کا تعلق لیبر سے ہے مگر اس کا زراعت سے بہت زیادہ تعلق ہے۔ ہمیں اس بات پر بھی دیکھنا چاہئے کہ لیبر کے معاملے میں بہت بڑی disparity ہے۔ کھیت مزدور بہت پس رہے ہیں کیونکہ ان کو صحیح wages نہیں ملتیں جس کی وجہ سے زراعت پر فرق پڑتا ہے۔ اس حوالے سے ایسے کوئی قوانین ہونے چاہئیں کہ ان کی wages مقرر ہوں۔ خاص طور پر خواتین مزدور اور minorities کے مزدوروں کی wages میں فرق ہے اور ان کو کام نہیں ملتا کیونکہ سب سے زیادہ کام وہ کرتے ہیں ان کے لئے بھی کوئی انتظامات کئے جانے چاہئیں۔ خواتین کاشتکار کو land allotment ہونی چاہئے جیسا کہ سندھ میں خواتین کو land allot کی جا رہی ہے۔ جیسا کہ پنجاب میں ساڑھے بارہ ایکڑ اراضی کے حوالے سے گورنمنٹ نے کہا ہے تو ہمیں چاہئے کہ خواتین کو بھی زمین الاٹ ہونی چاہئے کیونکہ پنجاب میں بہت ساری خواتین کاشتکار ہیں۔ اس کے علاوہ لغاری صاحب نے بات کی تھی کہ جو جاگیریں لی گئی تھیں وہ واپس کر دی جائیں کیونکہ وہ state land ہے اور کاشت نہیں ہو رہیں، ایسا تو ہرگز نہیں ہونا چاہئے لیکن بہت ساری state land جو کاشت نہیں ہو رہی تو اس کے لئے collective farming کے بارے میں سوچا جا سکتا ہے کیونکہ دوسرے ممالک میں ایسا ہو رہا ہے کہ چھوٹے کاشتکار مل کر companies بناتے ہیں لہذا میری یہ تجویز ہے کہ ان کو یہ land lease کی جائے۔ میری یہ چند تجاویز تھیں ان کو consider کیا جائے۔ بہت بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: کلو صاحب! میں آپ کو بتاؤں کہ اس دن پرائیویٹ ممبرز ڈے تھا تو آج اس قرارداد کو لینے کے لئے ہمیں rules کو معطل کرنا پڑے گا تو منگل کو غیر سرکاری ارکان کی کارروائی کا دن ہے تو پھر اس پر balloting بھی ہونی ہے۔ اب اس وقت چونکہ گورنمنٹ کی طرف سے لاء منسٹر صاحب بھی موجود نہیں ہیں تو اس کو کل کے لئے رکھ لیں تاکہ وہ کل موجود ہوں۔ مجھے اس قرارداد کو پیش کرنے پر کوئی اعتراض نہیں ہے کیونکہ یہ بڑی اہم قرارداد ہے لیکن مجبوری یہ ہے کہ ہمیں rules کو relax کرنا پڑے گا اور دوسرے اس پر balloting ہونی ہے اور تیسرا مجھے automatically ریکارڈ میں بتایا گیا ہے کہ غیر سرکاری ارکان کی کارروائی کے دن آئندہ منگل کے لئے یہ fix کر دی گئی ہے۔

**ملک محمد وارث کلو:** جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ:

"یہ چلی ہے ریت کہ کوئی نہ سر اٹھا کے چلے"

جناب سپیکر! پہلی بات میں آپ کے گوش گزار کر کے آپ کی رولنگ چاہوں گا کہ زراعت کے حوالے سے میری دو تحاریک التوائے کار 475 اور 480 تھیں ان میں سے ایک فلیٹ ریٹ آبیانے سے متعلق اور دوسری شوگر ملز کی ادائیگی کے متعلق تھی تو وہ دونوں تحریکیں House میں admit ہو گئیں اور ان پر بحث کے لئے دن بھی مقرر ہو گیا تو چونکہ اجلاس prorogue ہو گیا، اس کے بعد اب اجلاس آیا ہے تو یہ کہا گیا کہ یہ kill ہو گئیں اور اتنی اہم ترین تحاریک التوائے کار جو کہ House کی پراپرٹی بن چکی تھیں تو وہ کیسے سپیکر آفس میں slaughter ہو گئیں، وہ ہو سکتی تھیں یا نہیں؟ اس بارے میں رولنگ دیں۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ پرائیویٹ ممبرز ڈے پر میں نے صبح صبح آکر یہ قرارداد دی اور اس کا نمبر لگوایا اور یہاں آ گئی تو اس پر میں نے کہا کہ مجھے آج پڑھنے کی اجازت دیں لیکن اس دن لاء منسٹر صاحب، راجہ ریاض صاحب اور سپیکر صاحب نے اتفاق کیا اور آج اور کل جو زراعت پر بحث ہو رہی ہے تو یہی قرارداد اس کا موجب بنی ورنہ آپ کے ایجنڈے پر زراعت پر بحث نہیں تھی۔ اس قرارداد کی وجہ سے زراعت پر بحث ایجنڈے پر آئی اور تمام دوستوں نے بات کی اور جس نے بھی بات کی تو زرعی انکم ٹیکس پر بات کی۔ میری استدعا ہے کہ آپ rules کو relax کریں اور یہاں balloting کروانے کے بعد اس قرارداد کو لے آئیں۔ لمبا کیا تو پھر یہ ذبح ہو جائے گی تو اس طرح زیادتی نہ کریں۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** کلو صاحب! آپ کی بات بالکل ٹھیک ہے اور جو sentiments آپ کے ہیں وہی میرے بھی ہیں اور ہم چاہتے ہیں کہ اسے پیش بھی کیا جائے اور اس پر کارروائی بھی ہو اور یہ قرارداد یہاں سے پاس کر کے وفاقی حکومت کو بھیجی بھی جائے لیکن میرے ہاتھ قاعدے اور قوانین نے باندھے ہوئے ہیں اور جس طرح میں نے ریکارڈ دیکھا ہے تو automatically پرائیویٹ ممبرز ڈے کے لئے fix ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ اسے اسی ہفتہ میں take up کرنا ہے تو اس میں حکومت کی طرف سے بھی نمائندگی ہونا اور اس کے بارے میں input آنا بہت لازمی ہے جو

قاعدے اور قوانین کے مطابق ہے۔ چونکہ پہلے اس پر بحث بھی ہوئی اور آپ کی بات بالکل بجا ہے کہ زراعت پر بحث کے لئے رکھا گیا وقت آپ کے initiative پر اتنی بحث ہو رہی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ قرارداد بھی بڑی اہم ہے۔ ریکارڈ کے مطابق this has been fixed for Tuesday. تو ہم اسے اس دن take up کر لیں گے۔ انشاء اللہ

**ملک محمد وارث کلو:** جناب سپیکر! جس طرح میری پہلی تحاریک fix ہوئی تھیں اور اس سے پہلے اجلاس prorogue ہو گیا تھا اور جب نیا اجلاس آیا تو پتا چلا کہ وہ kill ہو گئی ہیں تو میں آپ کو بتا دوں کہ یہ منگل کبھی نہیں آئے گا اور Chair کی طرف سے attitude جو ہے کہ چیزوں سے avoid کرنا تو اس پر میں سخت احتجاج کرتے ہوئے کہتا ہوں کہ یقین کیجئے کہ زراعت کے بغیر یہاں کسی بھی ملک کی economy ترقی نہیں کر سکتی، stablish نہیں ہو سکتی اور اگر یہاں بیٹھ کر ہم لوگ زراعت پر بات نہیں کر سکتے تو اس House کا فائدہ ہی کوئی نہیں ہے۔ ہم 70 فیصد لوگ جو یہاں بیٹھے ہیں زراعت سے تعلق رکھتے ہیں۔ ابھی پریس اور میڈیا میں یہ باتیں آ رہی ہیں کہ یہ زرعی ٹیکس لگنے نہیں دیتے، ٹیکسوں کی بھرمار ہے جو زراعت سے منسلکہ کسان دے رہے ہیں۔ ابھی میری بہن نے کہا ہے کہ جاگیرداروں کا ڈھیر لگا ہوا ہے تو آپ کبھی جا کر senses تو چیک کریں کہ زرعی اصلاحات نے کم از کم پنجاب میں کوئی جاگیردار نہیں چھوڑا اور ہم ہر قسم کا ٹیکس پہلے سے دے رہے ہیں لیکن یہ زرعی انکم ٹیکس جو آئی ایم ایف لگوا رہا ہے تو یہ زرعی انکم ٹیکس ہے اور یہ پہلے ٹیکسوں سے over and above ہے۔ میری استدعا ہے کہ اس طرح زراعت پیشہ طبقہ ختم ہو جائے گا اور یہ ملک کے خلاف سازش ہے۔

جناب سپیکر! آئی ایم ایف اور ورلڈ بنک کی تاریخ کیا ہے؟ ابھی میرے بھائی شیخ علاؤالدین صاحب آئی ایم ایف اور ورلڈ بنک کی تعریفیں کر رہے تھے اور چائنا اور سعودی عرب کا گلہ کر رہے تھے تو مجھے انہیں بھی گوش گزار کرنا تھا کہ یہ آئی ایم ایف wishes circle ہے۔ یہ ہمیں پھنسایا جا رہا ہے اور ہماری economy کو تباہ کیا جا رہا ہے۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** کلو صاحب! میں آپ کی بات بالکل follow کر رہا ہوں اور جو آپ کے sentiments ہیں وہی میرے ہیں۔ پھر ایسے ہے کہ اسے منگل تک pending نہیں کرتے۔ چونکہ کلو صاحب! آپ کو پتا ہے کہ اس بارے میں حکومت کا بھی موقف آنا ہے تو ایسے کرتے ہیں کہ کل صبح وقفہ سوالات کے فوراً بعد rules کو معطل کر کے take up کریں گے۔ شکریہ

**ملک محمد وارث کلو:** جناب سپیکر! کل تو شاید میں نہ آسکوں کیونکہ میرے کزن کا آپریشن ہے اور میں نے ہسپتال جانا ہے لہذا احمد خان بلوچ صاحب کر لیں گے۔

**جناب احمد خان بلوچ:** پوائنٹ آف آرڈر۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** جی، فرمائیں!

**جناب احمد خان بلوچ:** جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ اس ہاؤس کا سب سے بڑا مسئلہ زراعت ہی ہے اور وہ جناب بار بار کہہ چکے ہیں اور مجھے کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ جس دن یہ point raise کیا گیا تو سپیکر صاحب نے اسی کرسی پر بیٹھ کر یہ کہا تھا کہ آپ قرارداد تیار کریں اسے پیش کریں اور قرارداد منظور ہو گی۔ رانا ثناء اللہ صاحب نے اس ایوان میں کھڑے ہو کر یہ commit کیا تھا کہ یہ قرارداد اگر منگل والے دن نہ آئی تو rules معطل کر کے بھی ہم اس کو پیش کریں گے۔ یہ commitment روزانہ ہو رہی ہے، کل ہوئی ہے، پرسوں ہوئی ہے، بدھ کے دن ہوئی ہے اور پھر آج کے دن بھی ہوئی تھی اور جناب نے بھی فرمایا تھا کہ اس کو آج کے دن بالکل پیش کریں گے۔ اس قرارداد کو پیش کرنے میں کیا رکاوٹ ہے، کیا rules رکاوٹ ہیں تو کیا rules معطل نہیں کئے جا سکتے؟ کیونکہ rules معطل ایسی ایسی چیز کے لئے کر دیئے جاتے ہیں جن کا ملکی مفاد سے بھی کوئی تعلق نہیں ہوتا، اس کے لئے rules معطل کیوں نہیں کیا جاتا جو معیشت کی بنیاد ہے، اگر اس کے لئے کریں گے تو یہ ایک اچھی کارروائی ہو گی۔

جناب والا! دوسری بات یہ ہے کہ جو یہ سمجھ رہے ہیں کہ یہ قرارداد کسی پارٹی، (ن) لیگ، پی پی پی کے خلاف یا (ق) لیگ کے خلاف نہیں ہے بلکہ یہ صرف کاشت کار کا مسئلہ ہے۔ یہ کاشت کار کے لئے پیش کی جا رہی ہے اور یہ پنجاب کے آٹھ کروڑ عوام کی آواز ہے، جو آواز ہم وفاقی حکومت تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ اس کا کوئی سیاسی مقصد ہے اور نہ کوئی ایسی بات ہے۔ اگر کوئی سازش کر رہا ہے تو میں

واضح طور پر کہتا ہوں کہ وہ آئی ایم ایف سیاسی جماعتوں کے خلاف سازش کر رہا ہے اور وہ یہ چاہتا ہے کہ جو جماعت اس زرعی انکم ٹیکس کو لگائے گی اس کی دیہی علاقوں میں ووٹ اور اکثریت ختم ہو جائے گی اور لوگ اس کے خلاف ہو جائیں گے تو یہ سازش آئی ایم ایف کر رہا ہے۔ یہ سازش یہ ایوان کر رہا ہے اور نہ کوئی پارٹی کر رہی ہے۔۔۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** بلوچ صاحب! آپ کی بات میں نے سن لی ہے اور آپ بڑے seasoned parliamentarian ہیں اور جو آپ بات کہنا چاہتے تھے وہ کہہ دی ہے اور میں اس بات کو بالکل admit کرتا ہوں کہ اس پر بات بھی ہوئی اور طے ہوا تھا کہ اس قرارداد کو ہم take up کریں گے لیکن اس کے لئے بھی باقاعدہ ایک قاعدہ اور قانون ہے اور میں یہاں پر on the floor of the House کہہ رہا ہوں، اسمبلی سیکرٹریٹ کو میں اس بات کی ہدایت کر رہا ہوں کہ کل وقفہ سوالات کے فوراً بعد اس قرارداد کو ہم take up کریں گے اور کلو صاحب نہ ہوئے تو بلوچ صاحب اسے پیش کریں گے۔

**ملک محمد وارث کلو:** جناب سپیکر! چونکہ ہر چیز bulldoze ہو رہی ہے تو اس سلسلے میں۔۔۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** کلو صاحب! آپ اس طرح کی بات نہ کریں کیونکہ اس ایوان کے اندر پنجاب کے عوام کی ترجمانی اور نمائندگی کرتے ہوئے یہاں ہر چیز ہو رہی ہے۔ آج تک آپ کوئی ایک incident بتادیں جو bulldoze ہوا ہو؟

**ملک محمد وارث کلو:** جناب سپیکر! میری عرض سن لیں، میں آپ سے ruling چاہوں گا کہ میری جو دو تحاریک التوائے کار ایک فلیٹ ریٹ آبیانے اور دوسری شوگر ملز کی ادائیگی کے بارے میں تھیں۔۔۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** کلو صاحب! ویسے آپ خود ایک senior parliamentarian ہیں، یہ وہ issues ہیں جو آپ سپیکر آفس اور ان کے چیمبر میں بیٹھ کر ان سے پوچھ سکتے ہیں، اگر کوئی مسئلہ ہو تو ان سے پوچھیں اس کے بعد اس کو raise کریں۔ میرا خیال ہے کہ اس پر کافی بات ہو چکی ہے اور

اس کو کل کے لئے fix کر لیا ہے بہت مہربانی۔ ہم issue non کو issue نہ بنائیں کیونکہ جب میں آپ کی تحریک کو کل پر fix کر رہا ہوں تو میرے خیال میں اب کوئی بات رہ نہیں جاتی۔

**ملک محمد وارث کلو:** جناب سپیکر! ہمارے لوگوں سے آپ سو سو ایکڑ پر ٹیکس state machinery سے وصول کر رہے ہیں اور دس دس ایکڑ کو پانی نہیں لگ رہا ہے۔ میں نے پچھلی حکومت میں یہاں کھڑے ہو کر کمیٹی بنوائی تھی اور اس میں تھل کینال ڈویژن پر 50 فیصد رعایت دے دی گئی تھی اور وہ تین سال کے لئے تھی اب وہ period ختم ہو گیا ہے۔ میری وہ قرارداد فلیٹ ریٹ آبیانے پر ہے اور اس سلسلے میں بھی رانا صاحب نے یہی فرمایا تھا کہ زراعت کی بحث والے دن اس پر کمیٹی بنائیں گے۔ میں تو یہ عرض کر رہا ہوں کہ آپ tense نہ ہوں، فلیٹ ریٹ آبیانہ کسانوں کا معاشی قتل ہے۔ جب پانی ہی نہیں مل رہا، کوئی پانی ہی نہیں دے رہا ہے تو ان سے پھر فلیٹ ریٹ آبیانہ کیوں وصول کیا جا رہا ہے؟ بالخصوص ہمارے تھل کینال ڈویژن میں وہاں ہمارے پانچ اضلاع ہیں خوشاب، میانوالی، بھکر، مظفر گڑھ اور لیہ۔۔۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** کلو صاحب! شکریہ۔ آپ کی بات registered ہو گئی ہے، تشریف رکھیں۔ میں نے already اس پر ایک ruling دے دی ہے ہم کل اس کو question hour کے بعد take up کر رہے ہیں۔ باقی جو آپ کے معاملات ہیں آپ سپیکر چیمبر میں تشریف لائیے گا ان پر بات ہو جائے گی۔ جی، عامر سلطان چیمہ!

**چوہدری عامر سلطان چیمہ:** جناب سپیکر! مجھے سمجھ نہیں آتی کہ حکومتی اراکین یہاں آ کر کیوں شور ڈالتے ہیں؟ اس طرح کے مسئلے تو اسمبلی سے باہر ان کی پارلیمانی پارٹی میں طے ہو جانے چاہئیں یا یہ وزیراعلیٰ سے عرض کریں وہاں طے ہو جانے چاہئیں۔ ان کے لئے تو مسائل ہی کوئی نہیں ہیں۔ یہ وزیراعلیٰ سے بات کریں، ان کے مسائل وہاں پر حل ہو سکتے ہیں۔ یہاں پر صرف اور صرف اخبارات تک پہنچانے کے لئے اپنی تشہیر کی جاتی ہے اس لئے میرا خیال ہے کہ اس طرح کرنے کی بجائے انہیں اپنی گورنمنٹ یا اپنی پارلیمانی پارٹی میں یہ request کرنی چاہئے اور وہاں بیٹھ کر مسئلے حل ہو سکتے

ہیں۔ میری گزارش ہے کہ ہم بات سننا چاہتے ہیں اور ہم صبح سے بیٹھے ہوئے ہیں اگر سارے ممبران نے بات کر لی ہے تو پھر ہم منسٹر صاحب سے ان کی wind up speech سننا چاہتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ ملک اختر حسین نول!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ جناب شوکت محمود بسرا!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ جناب اللہ رکھا!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ محترمہ رفعت سلطانہ ڈار!

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار:۔ جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے وقت دیا، مجھے تو وقت ملتا ہی نہیں ہے۔ جب بھی میرا وقت آتا ہے تو میں ہر دفعہ میری تحریک pending ہو جاتی ہوں۔ میں سب سے پہلے اس بات کی طرف توجہ دلانا چاہتی ہوں کہ ہر کوئی اٹھ کر ٹیکسوں پر واویلا کرنا شروع کر دیتا ہے، رونے لگ جاتا ہے اور حکومت کی طرف بھی دیکھنا چاہئے کہ حکومت کس بحران سے گزر رہی ہے۔ اگر ایک دریا میں سے، اگر وگدے دریاوچوں پانی دی ٹبک لے لئی جائے تے اوس دریاوچ کوئی فرق نئی پڑدا۔ اگر ہم نے توجہ دینی ہے تو زراعت کی ادویات اور سپرے پر دیں کہ وہ خالص ہونی چاہئیں۔ جو ادویات استعمال کی جاتی ہیں آپ نے دیکھا ہو گا کہ سبزیاں نہایت نکمی ہو رہی ہیں، ان کی طرف کوئی توجہ نہیں دے رہا ہے۔ سندھ طاس معاہدہ کے تحت پانی لیا جاتا ہے وہ بند ہو گیا ہے اس کی طرف توجہ دینی چاہئے کہ انہوں نے بند کیوں کیا؟ کمیٹیاں بننی چاہئیں ان سے نہ صرف پانی بحال کروایا جائے بلکہ جو انہوں نے پانی بند کیا ہے اس پر ان کو fine بھی کیا جائے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اگر ہم نے اپنی پیداوار کو بڑھانا ہے تو ہمیں چاہئے کہ flowers کی پیداوار بڑھائی جائے کیونکہ اس سے عرقیات جو بنتے ہیں وہ بچوں کی صحت کے لئے بہت مفید ہے۔ تیسری بات پھلوں کی کاشت ہے، ان کے اوپر بھی سپرے ہونا چاہئے۔ آپ ہنس کیوں رہے ہیں ابھی تک تو میں نے کوئی لطیفہ بولا نہیں۔ (قہقہے)

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! I.M.F کا رونا کیوں رو رہے ہیں؟ یہ International Monitoring Fund ہے۔ پچھلے tenure میں O.D کا نہایت استعمال کیا گیا، O.D کہتے ہیں over draft کو۔ over draft اس وقت لیا جاتا ہے جب آپ کے اکاؤنٹ میں پیسے نہیں

ہوتے، پھر debit balance لیا جاتا ہے، پھر وہ دوسروں کے اوپر چھوڑ دیا جاتا ہے کہ ہم تو اس کو لے کر جا رہے ہیں باقی آنے والے خود بخود بھرتے پھریں گے۔ اسی وجہ سے حکومت کے خزانے خالی ہو گئے ہیں۔ اب حکومت کی انکم زیادہ تر دفاع پر خرچ ہوتی ہے، اب ہمارا محکمہ دفاع ہمیں کمائی تو کر کے نہیں دیتا، وہ تو سرحدوں کی حفاظت کرتا ہے اس لئے حکومت نے اگر تھوڑا بہت کسی کے اوپر ٹیکس عائد کر دیا ہے تو اس میں کوئی جان تو نہیں چلی جائے گی۔ چھوٹے کاشتکاروں پر ٹیکسوں کا کوئی اثر نہیں پڑتا، یہ بڑی بڑی مچھلیاں اور مگرمچھ ہیں جو اپنے آپ کو save کرنے کے لئے ٹیکس کا رونا روتے ہیں اور باہر چلے جاتے ہیں یہ سراسر زیادتی ہے۔ میں اب ایک دوسری بات کی طرف توجہ دلانا چاہتی ہوں کہ حکومت جمہوری ہے اس میں آزادی پوری پوری دی گئی ہے، میڈیا کو بھی آزادی ہے اور صحافت کو بھی آزادی ہے مگر اس آزادی کا ناجائز فائدہ نہیں اٹھانا چاہئے، اگر حکومت پر تنقید کرنی ہے تو جامع تنقید کریں، انتقامی تنقید نہ کی جائے۔

جناب سپیکر! میں اب ایک اہم بات کی طرف توجہ دلانا چاہتی ہوں، میں زیادہ بات نہیں کرنا چاہتی کیونکہ اس طرف تو کوئی آتا ہی نہیں۔ جمعہ کے روز ایک پروگرام لگتا ہے "ہم سب امید سے ہیں" اس میں وزیراعظم کو دکھایا جاتا ہے، اس میں صدر مملکت کو دکھایا جاتا ہے اور ہمارے وزیراعلیٰ کو اس طرح دکھایا جاتا ہے کہ وہ تنور پر روٹی لگا رہے ہوتے ہیں اور وہ سڑی ہوئی روٹی لگاتے ہیں۔ مجھے بتایا جائے کہ ہماری زراعت اتنی سڑ گئی ہے کہ جلی ہوئی روٹی دکھائی جائے؟ وزیراعلیٰ کے اس طرح کے statue بنا کر دکھائے جاتے ہیں جس سے عوام کے جذبات مجروح ہوتے ہیں اور بڑا نقصان ہوتا ہے۔ پچاس ممالک کے میڈیا پر یہ چیز دکھائی جاتی ہے اس سے ہماری حکومت بھی کمزور ہو گی، معیشت بھی کمزور ہو گی اور ہر ایک کے حوصلے پست ہو جائیں گے۔ لہذا میں میڈیا سے درخواست کروں گی کہ ہمارے لیڈران کے ایسے statue بنا کر نہ دکھائے جائیں، آپ ہمارے statue بنالیں کیونکہ ہم تو خود ہی statue بنتے جا رہے ہیں۔ (قہقہے)

جناب سپیکر! بھارت کا ایک حکمران تھا اس نے "جس کی لاٹھی اس کی بھینس" کا قانون اپنایا ہوا تھا کہ اگر ساتھ والی حکومت کو کمزور دیکھو تو فوری طور پر اس پر attack کر دو۔ اس طرح ہم خود ہی دوسرے ممالک کو attack کرنے کی اجازت دیتے ہیں، دعوت دیتے ہیں۔ زراعت کی

معیشت کو صحیح طریقے سے اپنایا جائے اگر اس پر تھوڑا بہت ٹیکس لگ بھی جاتا ہے تو اس کو ایک وقت کے لئے برداشت کر لیا جائے اگلے سال خود یہی ہاؤس اس پر بحث کر کے اس کو ختم کروا سکتا ہے، ملک کا بحران تو ختم ہو جائے گا۔ میں اسی کے ساتھ ہی اپنی تقریر ختم کرتی ہوں کہ میں زیادہ وقت نہیں لیتی۔ شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جناب شیر علی خان!

جناب شیر علی خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! یہاں جو میرے ساتھی ممبران نے زراعت کے متعلق اپنے جذبات اور تجاویز پیش کی ہیں میں ان کی قدر کرتے ہوئے اور ان کی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے یہ عرض کروں گا کہ جس طرح کیلیفورنیا یونائیٹڈ سٹیٹس آف امریکہ کا فوڈ باسکٹ کہلاتا ہے اسی طرح پنجاب برصغیر کا فوڈ باسکٹ کہلاتا ہے۔ یہ پنجاب تمام پاک و ہند بشمول افغانستان اس کی فوڈ گرین کی ضروریات کو پورا کرتا تھا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اجلاس کا وقت بیس منٹ بڑھایا جاتا ہے۔

جناب شیر علی خان: یہ پنجاب، اس پورے خطہ کی فوڈ گرین جس میں گندم بھی شامل ہے اس کی ضروریات پوری کرتا تھا آج کیا وجہ ہے کہ پنجاب کے بارڈرز کو سیل کر کے یہ تاثر دیا جا رہا ہے کہ پنجاب آج اس پورے خطہ کو گندم مہیا نہیں کر سکتا۔ یہاں میرے سے پہلے بیشتر ممبران نے کہا کہ زراعت بلاشبہ ہماری معیشت کی ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔ میں یہاں یہ شامل کروں گا کہ زراعت کی ریڑھ کی ہڈی ہمارا غریب کسان ہے۔ اس کا ذکر بھی یہاں تمام ممبران نے کیا لیکن اکانومسٹ کی ایک اصطلاح poorest of the poors کی ہے۔ میں غریبوں میں سب سے غریب کسان کا ذکر کروں گا اور وہ کسان، بارانی علاقے کا کسان ہے۔ میں خود ایک بارانی کاشتکار ہوں اور میرا حلقہ انتخاب بھی بارانی علاقے پر مشتمل ہے۔ میں وزیر زراعت کی خدمت میں یہ عرض پیش کروں گا کہ یہ policy document جو رانا صاحب نے یہاں کھڑے ہو کر کہا کہ اس گورنمنٹ کی collective wisdom ہے اس کے اندر کہیں بھی بارانی علاقے کا ذکر نہیں ہے، میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ ہمارا کسان کیوں poorest of the poors ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ہماری صرف ایک ہی

فصل ہوتی ہے اور وہ فصل گندم کی ہے، اس کی پیداوار بارہ سے سولہ من فی ایکڑ ہوتی ہے وہ بھی اگر بارش ہو جائے، اگر آپ inputs کی cost لیں تو جس طرح یہاں کہا گیا کہ فرٹیلائزر 3200 روپے کا بیگ ہے جو فی ایکڑ استعمال ہوتا ہے، 3300 روپے کا ہمیں بیج ملتا ہے، پانچ ہزار روپے کا ساتھ ہل ہم دیتے ہیں تب زمین تیار ہوتی ہے۔ اسی طرح harvester کا خرچہ، reaper کا خرچہ اور لیبر یہ تمام اخراجات اگر ڈالے جائیں تو چودہ ہزار تین سو پچاس روپے کا خرچ آتا ہے جو پندرہ من گندم کی قیمت ہے۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر صاحب سے یہ سوال کرتا ہوں، یہاں میری ایک بہن نے کہا کہ ٹیکس لگایا جائے، پندرہ من گندم ہماری اوسط نہیں ہے اور پندرہ من گندم کی قیمت ہماری inputs پر لگ جاتی ہے، ٹیکس ہمارے اوپر کس چیز کا لگایا جاتا ہے؟ ہمارا ضلع فرنٹیئر کے بارڈر پر ہے اور میرے بہت سارے علاقے کا بننا، میرے اور ٹریژری بنچوں کے درمیان فاصلہ زیادہ ہے، ہمارا اور فرنٹیئر کے درمیان فاصلہ کم ہے۔ میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہم جب بنہ cross کرتے ہیں تو وہاں پر 1300 سے 1500 روپے من گندم آج بھی فروخت ہو رہی ہے تو ہمارے اوپر کیا ظلم ہے کہ ہمیں کہا جاتا ہے کہ وہ جو ایک فصل ہے وہ بھی تحصیلداروں، پٹواریوں اور پولیس کے ذریعے آپ ہمارے گھروں سے اٹھا کر لے جاتے ہیں، یہ ظلم نہیں ہے تو اور کیا ہے؟

جناب والا! کچھ دن پیشتر اکنامک مانیٹرنگ کمیٹی کی میٹنگ ہوئی جس کی صدارت شوکت ترین صاحب نے کی اور وہاں پر تینوں صوبوں نے یہ شکایت کی کہ پنجاب نے جو اپنے بارڈز سیل کر رکھے ہیں اس کی وجہ سے جو آٹا پنجاب میں ساڑھے تیئس روپے کلو دستیاب ہے وہ این ڈبلیو ایف پی اور بلوچستان میں چالیس روپے کلو اور سندھ میں چھتیس روپے کلو بیچا جا رہا ہے۔ میں یہاں پر آپ کی وساطت سے وزیر صاحب کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ یہ inter provincial جو پابندی لگائی گئی ہے اور جو ہمارے ہر کسان کو سمگلر بنا دیا گیا ہے، عید پر اٹک جیل کے اندر چار سو لوگ ایسے تھے جو ایک بیگ یا دو بیگ آٹا فرنٹیئر لے جاتے ہوئے پکڑے گئے اور ان کی ضمانت اس لئے نہیں ہو رہی تھی کہ ضمانتی ان کو اس علاقے کا چاہئے تھا اور چونکہ ان کا تعلق فرنٹیئر سے تھا، ان کو ضمانتی نہیں مل رہا تھا لہذا آپ کم از کم ہمارے علاقے کو اس سمگلنگ سے بچائیں اور اس کی جو لوگ سرپرستی کر رہے ہیں ان

کی سرکوبی کی جائے۔ یہ بارڈرز کھولے جائیں، پنجاب پہلے بھی افغانستان کو گندم مہیا کرتا تھا، یہ کوئی نیا کام نہیں ہو رہا، ٹائم کی چونکہ کمی ہے میں اب تجاویز کی طرف آؤں گا۔

جناب والا! سب سے پہلے میں یہ عرض کروں گا کہ یہاں پر فلیٹ ریٹ آبیانہ پر بہت شور مچا، یہاں پر انڈیا کے پانی روکنے پر بہت شور مچا، ہمارے پاس تو پانی ہے ہی نہیں تو ہمارا رونا اور ہے، میں یہ رونا روؤں گا کہ ہمارے ہاں سمال ڈیم بنائے جائیں۔ کالا باغ ڈیم پر اگر آپ کو اعتراض ہے تو آپ کالا باغ ڈیم نہ بنائیں، چھوٹے ڈیم تو خدارا! ہمارے علاقے میں بنائیں تاکہ ہماری جو بہت اچھی زمینیں ہیں وہ سیراب ہو سکیں۔ وہاں پر ڈرپ اریگیشن بھی ہمیں مہیا کیا جائے اور اس پر سبسڈی دی جائے۔

جناب والا! اس کے علاوہ لیزر levellers کی یہاں پر بات ہوئی۔ میں گزارش کروں گا کہ لیزر levellers ہر یونین کونسل سطح پر دیا جائے کیونکہ تحصیل میں اگر ایک آدھ لیزر levellers ہو تو وہ influential لوگ لے جاتے ہیں اور وہ کسی غریب کسان کو نہیں ملتا۔ اس کے ساتھ ہی میں یہ عرض کروں گا کہ چونکہ ہمارے ملک میں energy crisis ہے تو میں یہ تجویز پیش کروں گا کہ سولر پمپس متعارف کروائے جائیں۔ جہاں پر آپ اتنی سبسڈی اور چیزوں پر دے رہے ہیں تو آپ سولر پمپس امپورٹ کر کے ہمیں اس پر سبسڈی دیں تاکہ وہ ان ڈیموں سے پانی لفٹ کریں تو اس سے ہمیں بجلی کے بلوں سے نجات حاصل ہو جائے۔ یہاں پر یہ کہتے ہیں کہ ان پر نئے ٹیکس لگائے جائیں۔ میں تو یہ کہوں گا کہ ہمارے اوپر جتنے بھی ٹیکس ہیں وہ معاف کئے جائیں۔

جناب والا! ایک اور میری تجویز یہ ہے کہ ہم جب زمین سیراب کرتے ہیں تو اس زمین کی قسم بدل دی جاتی ہے وہ جو میرا زمین ہوتی ہے اس کو چاہی بنا دیتے ہیں، بات یہ ہے کہ ہمیں پھر اس سے دگنا، تین گنا ٹیکس دیا جاتا ہے تو ہمیں کیا incentive ہے کہ ہم ایک بارانی زمین کو سیراب کریں، اس پر باغ لگائیں اور اس کے بعد تین گنا ٹیکس دیں۔ ہمیں incentive دیا جائے کہ وہاں پر جب ڈیم بنیں تو ہم اپنی زمین کو ان سے سیراب کریں۔ ہمارے علاقہ فتح جھنگ میں شاہ پور ڈیم ہے، وہ جب سے تعمیر ہوا ہے تب سے اس کی main stream جو ہے وہ repair نہیں ہوئی ہے اور جگہ جگہ سے پانی leak کر رہا ہے اور چار دیہات اس سے سیراب ہوتے تھے اب ایک دیہات کو بھی پانی نہیں ملتا۔

میری آپ کی وساطت سے وزیر صاحب سے یہ گزارش ہے کہ ان چینلز کو repair کیا جائے اور نئے ڈیم تعمیر کئے جائیں۔

جناب والا! ڈیزل کی ہر آدمی نے بات کی ہے کہ ڈیزل پر ہمیں خصوصی رعایت دی جائے۔ میں اس کے ساتھ ایک اور چیز کا اضافہ کروں گا کہ یہاں پر سی این جی بسوں کی تو بات کی جاتی ہے، سی این جی رکشا کی بات کی جاتی ہے تو کیوں نہ ہمیں سی این جی ٹریکٹر امپورٹ کر کے دیئے جائیں جن سے ہم کم لاگت پر کاشت کر سکیں۔ میں نہیں جانتا کہ اس کی کیا feasibility ہے اور گورنمنٹ اس کے اوپر ضرور غور کرے۔

جناب والا! وزیر اعلیٰ صاحب کی گرین ٹریکٹروں کی بہت اچھی سکیم ہے، اس کی بیلٹنگ بھی بہت شفاف ہوئی لیکن میں صرف پارٹی لائن سے ہٹ کر بات کر رہا ہوں کہ میں یہ کہوں گا کہ جب آپ اگر یہ دوبارہ سکیم لائیں تو ہر یونین کونسل میں ایک ٹریکٹر دیا جائے کیونکہ اس طرح ہوا ہے کہ ایک یونین کونسل میں پانچ پانچ ٹریکٹر چلے گئے ہیں اور کئی یونین کونسل اس سے محروم رہ گئے ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ آپ جب بیلٹنگ کریں تو ہر یونین کونسل کی جو درخواستیں ہیں ان کو پوری تحصیل میں الگ بیلٹ کریں تاکہ ہر یونین کونسل میں ایک ٹریکٹر اگر چلا جائے تو وہ بہتر ہوگا۔

جناب والا! آخر میں یہ عرض کروں گا کہ یہاں پر آئی ایم ایف کے ٹیکسوں کی بات کی گئی کہ آئی ایم ایف نے کہا ہے کہ ٹیکس ضرور لگے گا، آج کی اخبار "جنگ" میں بھی اس کی رپورٹ کی گئی ہے اور آئی ایم ایف کے ایکسپرٹ نے جو کہا ہے میں صرف وہ quote کر کے اجازت چاہوں گا کہ When we talk about agricultural income tax میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ لفظوں کے ہیر پھیر ہیں، میں تو کہتا ہوں کہ خدارا ہمارے اگلے ٹیکس بھی معاف کریں اور نئے ٹیکس ہم پر مت لگائیں۔ ہماری input cost ہماری output سے بہت زیادہ ہے۔ میں انہی الفاظ کے ساتھ آپ سے اجازت چاہوں گا۔ میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا۔ یہاں بار بار جاگیر دار کا کہا گیا ہے، میں بھی پنجاب کے ایک بہت بڑے گھرانے سے تعلق رکھتا ہوں، ہم نے زرعی اصلاحات میں ڈیڑھ لاکھ ایکڑ زمین surrender کی ہے۔ یہ جو ہمیں طعنے دیتے ہیں انہیں چاہئے کہ اپنے گریبانوں میں دیکھیں۔ بہت مہربانی شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ آپ ہر مقرر کے لئے دو دو منٹ کر دیں تاکہ سب کو موقع مل جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اپنا ٹائم چھوڑ ہی دیں۔ جی، رانا مبشر اقبال صاحب!

رانا مبشر اقبال: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! زراعت پر بہت ساری باتیں ہو گئی ہیں، پیداوار بڑھے، کسانوں کو سہولیات ملیں لیکن میں کہنا چاہتا ہوں کہ جب ہماری فصلیں آ جاتی ہیں تو ان کو خریدنے کے لئے کوئی نہیں ہوتا، میری تجویز ہے کہ اس کے لئے proper بندوبست کیا جائے۔ حکومت اس کی خریداری خود کرے اور ضلع میں ایسے شیڈ ہونے چاہئیں جہاں گندم رکھ سکیں کیونکہ ہماری گندم کھلی پڑی ہوتی ہے۔ پہلے چاول -/1800 روپے کے حساب سے بکتا تھا لیکن اب چاول مارکیٹ میں آیا ہے تو -/1000 روپے میں بھی کوئی خریدنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ زمیندار محنت کرتا رہتا ہے لیکن فائدہ ذخیرہ اندوز لے جاتے ہیں۔ لہذا اس کا proper بندوبست ہونا چاہئے اور گورنمنٹ خریدے تاکہ اس کا فائدہ زمیندار کو پہنچ سکے۔ اس طرح جب مارکیٹ میں مختلف چیزیں آتی ہیں مثلاً تربوز آتا ہے تو زمیندار ٹرک کا کرایہ وغیرہ چار سے پانچ ہزار روپے دے کر آتا ہے لیکن جب منڈی میں آتا ہے تو اس کا ٹرک ایک ہزار روپے کا بکتا ہے۔ لہذا ہماری پنجاب حکومت کو اس کا بھی proper بندوبست کرنا چاہئے اسی طرح ٹماٹر، شلجم یا جس سبزی کا بھی سیزن ہوتا ہے اسے کوئی نہیں پوچھتا اور وہ تمام ضائع ہو جاتی ہے اور سڑکوں پر پڑی رہتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جاوید صاحب! پلیز! ذرا ہاؤس میں discipline کا خیال رکھیں۔ بہت اہم بحث ہو رہی ہے لہذا سارے ممبران خیال رکھیں چونکہ معزز ممبران بات کر رہے ہیں۔

رانا مبشر اقبال: اس سے سرمایہ ضائع ہوتا ہے۔ زمیندار سپرے کرتا ہے، ہم زمینوں سے پیداوار تو لیتے ہیں لیکن اسے proper استعمال میں نہیں لا سکتے۔ جیسے میرے بھائی فروٹ کے بارے میں کہہ رہے تھے کہ جب آم کا سیزن ہوتا ہے تو کوئی 30 روپے کلو بھی نہیں لیتا لیکن جب ٹائم گزر جاتا ہے تو وہی ہمیں ملتے ہی نہیں لہذا میری گزارش ہے کہ ہم اس کے لئے بھی proper بندوبست کریں، شیڈ بنائیں

اور ہر چیز کو ادھر رکھیں اور جب ٹائم آئے تو اسے export بھی کریں اس سے ہماری آمدنی میں بھی اضافہ ہو گا لہذا پنجاب میں جو بھی فصل ہوتی ہے اسے بروقت سمیٹ لینا چاہئے۔یہاں آٹے کی قلت ہوتی ہے۔ذخیرہ اندوزوں سے بچ جائیں۔ہر ضلع میں پانچ پانچ، دس دس ایسے آدمی ہیں جنھوں نے چاول اور گندم خرید کر کے جمع کر لئے ہیں جب سیزن نکل جاتا ہے تو وہ تمام لوگ اکٹھے ہو جاتے ہیں اور ان کی مینجمنٹ ایسی ہے کہ پھر اسے black میں بیچتے ہیں۔اگر ہم پنجاب میں خود proper بندوبست کریں تو بے شک آٹا سرحد، بلوچستان، افغانستان بلکہ جہاں مرضی جائے کم نہیں ہو گا۔اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے پنجاب میں گندم اور چاول وافر مقدار میں ہوتا ہے اور یہ پورے ملک کے لئے کافی ہے۔ جیسے باقی دوستوں نے تجاویز دی ہیں میں بھی عرض کروں گا کہ زرعی بجلی میں half rate ہونا چاہئے۔ہمارے ساتھ انڈیا میں زمیندار کو ٹوٹل بجلی مفت ہے۔زمیندار کا جتنا بھی زرعی بل آتا ہے وہ ادا نہیں کرتے، بالکل مفت ہے۔ہمارے پاس اتنے وسائل نہیں ہیں کہ ہم یہ afford کر سکیں اور زمیندار کو اتنے وسائل دے سکیں لیکن جہاں تک ممکن ہے زمیندار کو adjust کریں اور اسے سہولتیں دیں۔

جناب سپیکر! جہاں تک آبیانے کا مسئلہ ہے، ہمارا پانی تو ویسے ہی بند ہو گیا ہے۔جہاں آبکاری ہو وہاں آبیانہ ہوتا ہے لیکن ہم آبیانہ دیتے ہیں اور دیں گے لیکن زمیندار کو دوسرے ٹیکسوں سے relief دلایا جائے۔اگر ایک کمیٹی بنا کر proper حساب کیا جائے تو پھر پتا چلے گا کہ زمیندار کے فی ایکڑ کیا اخراجات آتے ہیں اور اس کی آمدنی کیا ہوتی ہے؟ بعض اوقات تو وہ برابر میں رہ جاتا ہے۔اگر اس کی ایک فصل بارش یا قدرتی آفت کی وجہ سے loss ہو جائے تو وہ بے چارہ دس دس سال تک سنبھل ہی نہیں سکتا۔زمیندار تو پہلے ہی آڑھتیوں سے لے کر گندم کی واہن کھا چکا ہوتا ہے۔لہذا میری گزارش ہے کہ حکومت زمینداروں کو proper facilities دے۔ان کی حوصلہ افزائی ہو گی تو وہ اس میں دلچسپی لیں گے۔اب گندم کا ریٹ بڑھایا گیا ہے اس سے زمیندار کو فائدہ ہو گا، اسی طرح چاول کا بھی ہونا چاہئے لیکن خریداری گورنمنٹ کرے اور ان ذخیرہ اندوزوں سے بچایا جائے۔میرے خیال میں اور دوستوں کو بھی ٹائم ملنا ہے۔بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ - علی اصغر منڈا صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں - شہزاد سعید چیمہ صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں-سید حسن مرتضیٰ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! چیمہ صاحب آ گئے ہیں-

جناب ڈپٹی سپیکر: تمام معزز ممبران سے گزارش ہے کہ ہاؤس کے اندر seriousness کا خیال رکھیں-آپ کو پریس بھی دیکھ رہا ہوتا ہے اور ہم نے یہاں پر ایک decorum کا بھی خیال رکھنا ہوتا ہے- جی، چیمہ صاحب!

جناب شہزاد سعید چیمہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ - جناب سپیکر! زراعت پر کافی بحث ہوئی ہے اور تمام ممبران نے انتہائی مفید مشورے دیئے ہیں-اس میں سب سے زیادہ input اس لئے آ رہی ہے کہ ایک تو یہ سب سے اہم مسئلہ ہے اور دوسرا تقریباً 70 فیصد ممبران حضرات اس پیشے سے منسلک ہیں- میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف اور محترم سیکرٹری صاحب سے درخواست کرتا ہوں کہ یہ time frame and result oriented debate ہونی چاہئے-اس ساری بحث کا نتیجہ results میں آئے تاکہ اس کا فائدہ نہ صرف ہمیں بلکہ تمام پنجاب اور indirectly پورے پاکستان کو ہو- میری پہلی گزارش تو یہ ہے کہ ریسرچ اینڈ ڈویلپمنٹ، کسی بھی ادارے کی ریڑھ کی ہڈی ہوتی ہے- پچھلے بیس سال سے دنیا میں سب سے important sector یا تو human resource کو گنا جاتا ہے یا پھر ریسرچ اینڈ ڈویلپمنٹ کو گنا جاتا ہے- مجھے نہیں اندازہ کہ پاکستان میں ایگریکلچر the research and development regarding seeds, regarding fertilizer, regarding the soil testing جو ریسرچ اینڈ ڈویلپمنٹ ہو رہی ہے آیا اس کی information کاشتکار تک extend بھی ہو رہی ہے یا نہیں ؟ اگر نہیں ہو رہی تو متعلقہ محکمہ سے میری درخواست ہو گی کہ وہ کاشتکار تک ضرور پہنچے کہ یہ سابق صورتحال تھی، یہ حالیہ صورتحال ہے اور مستقبل قریب میں ہم اس میں یہ سارا سلسلہ کر رہے ہیں-آج میڈیا کا دور ہے، پرنٹ میڈیا اور الیکٹرانک میڈیا موجود ہے اس لئے یہ چیزیں کاشتکار تک پہنچانا بالکل مشکل نہیں رہ گیا- سابق دور میں تو شاید کوئی مسئلہ ہوتا ہو گا لیکن آج کل نہیں-اب اتنا اچھا infrastructure develop ہو گیا ہے کہ

ہر بندے تک ہر چیز بآسانی پہنچائی جا سکتی ہے۔اس سے نہ صرف آپ کی output increase ہو گی بلکہ کاشتکار میں ایک بڑا مثبت پیداواری رجحان بھی پیدا ہو گا۔

جناب سپیکر! ہم سب یہاں پر گندم، کپاس اور گنے کے متعلق بات کر رہے ہیں۔مثال کے طور پر میری 25ایکڑ زمین ہے تو مجھے اس میں multi crop cultivation کی awareness ضرور ہونی چاہئے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہاؤس کا ٹائم مزید 20منٹ بڑھایا جاتا ہے۔

جناب شہزاد سعید چیمہ: گندم کے سیزن میں اگر مٹر کی کاشت ممکن ہو، گندم کے سیزن میں ہی اگر مکئی کی کاشت ممکن ہو یا کوئی اور چیز ممکن ہو تو وہ اسے ساتھ کاشت کرے۔25ایکڑ گندم لگا کر اگر اس کو سیراب نہ کر سکے، اس کے inputs پورے نہ کر سکے تو اس سے بہتر ہے کہ پانچ پانچ ایکڑ پر تین مختلف crops کاشت کر کے اس کو multi crops میں لے جائے تاکہ اگر خدانخواستہ اسے ایک crop سے نقصان ہو جائے تو باقی دو فصلیں اس کے لئے income کا سبب بن سکیں۔سب نے load shedding اور water shortage کی باتیں کی ہیں۔ایک فاضل ممبر نے فرمایا کہ دو دو گھنٹے بجلی کی breakage کرنے کی بجائے دس گھنٹے لگاتار کر لیں کیونکہ ہمیں یہ وارا نہیں کھاتا کہ بجلی کے ٹیوب ویل سے ہمارا آدھا ایکڑ سیراب ہو اور بجلی چلی جائے۔اس کے بعد جب دوبارہ پھر دو گھنٹے کے بعد بجلی آئے گی تو ایک ایکڑ کی irrigation دس گھنٹے پر مبنی ہو گی، یہ بالکل کاشت کار کے مفاد میں نہیں ہے اس لئے اس جانب ضرور دھیان دیا جائے۔بے شک واپڈا والوں سے رابطہ کر لیں یا جس طرح سے بھی ممکن ہے اس صورتحال کو بہتر کیا جائے۔

جناب سپیکر! water shortage کو پورا کرنے کے لئے small hydro power units generation قائم کئے جائیں۔یہ پہلے بھی بات ہوئی تھی، میں نے پہلے بھی ایک دو دفعہ official meetings میں درخواست کی تھی جس پر وزیراعلیٰ، وزیراعظم اور صدر صاحب نے میرے ساتھ اتفاق کیا ہے۔ They are very much determined to go for the hydro power generation units اور اس بارے میں sites بھی identify ہو چکی ہیں۔آپ کی بہت ساری بڑی انہار پر natural falls ہیں جن کو استعمال کر کے hydro

لگا کر اس ضلع district wise ہیں جو کہ units کی جا سکتی ہے۔ یہ ایسے power generation کی بجلی کو نہ صرف پورا کر دیں گے بلکہ self sustainable بھی ہوں گے۔ Water shortage سب سے اہم معاملہ ہے۔ آبیانہ، مالیہ یہ ساری چیزیں ہم پر لاگو ہیں، ہم روتے بھی ہیں اور taxes بھی دیتے ہیں لیکن اس کے باوجود ہم جو taxes ادا کر رہے ہیں ہمیں ان کی facilities available نہیں ہیں جو کہ ان کے عوض ہمیں ملنی چاہئیں۔ خدارا! اس پر ضرور غور کریں۔ صوبوں کے لسانی اور صوبائی فسادات کو چھوڑ کر پاکستان کی بقا اور سلامتی کے لئے سوچیں۔ Trust me، میں اس مقدس ایوان میں کھڑا ہو کر ensure کرتا ہوں کہ پاکستان کی بقا اور وجود کی سلامتی زراعت پر منحصر ہے۔ It is the sole bread earning baby of the country. اگر آپ اس کو neglect کر دیں گے تو آپ کے ملک میں جو ایک واحد کمائی کرنے والا بچہ ہے وہ بالکل ختم ہو جائے گا۔

جناب سپیکر! آپ taxes کی بات کرتے ہیں، میں آپ سے یہ درخواست کروں گا کہ آپ ہر چیز میں بھلے وہ fertilizers ہوں subsidy دیں۔ ہوتیانہ صاحب نے کہا ہے کہ خالی گرین ٹریکٹر سکیم نہ کریں بلکہ گرین ڈیزل سکیم بھی شروع کریں۔ میری درخواست ہو گی کہ چاہے کوئی بھی input ہو اس میں کسان کو subsidy دی جائے۔ آپ subsidy دیں، اگر آپ دو سو روپے دیں گے تو کاشتکار آپ کو دو ہزار روپے واپس کرے گا اور اس نے کیا ہے۔ تاریخ گواہ ہے آپ economic growth کے ریکارڈ اٹھا کر دیکھ لیں۔ وہ واحد کاشتکار ہی ہے جس نے آپ کی subsidy کو ten times increase کر کے واپس کیا ہے۔

جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے وزیر صاحب سے میری درخواست ہو گی کہ جتنے stock holders ہیں، بھلے وہ fertilizers کے ہیں، pesticides، ڈیزل یا کسی بھی ایسی چیز کے ہیں جو کہ کاشتکار کے inputs سے related ہے تو اس کا net ضرور break کریں۔ یہ ایک سرمایہ دارانہ نظام ہے۔ عام طور پر یہ ہوتا ہے کہ ایف۔ آئی۔ آر رجسٹر ہو جاتی ہے۔ ایف۔ آئی۔ آر اس کھاد کے ڈیلر کے خلاف رجسٹر ہوتی ہے جس کے پاس سو بوری کا stock ہوتا ہے، جس کے پاس دو ہزار یا دو ہزار سے زیادہ بوری کا سٹاک ہوتا ہے اس کے خلاف ایف آئی آر درج نہیں ہوتی۔ آپ ریکارڈ اٹھا کر دیکھ لیں۔ بہت کم cases ایسے ہوں گے کہ بڑے سٹاک ہولڈرز کے خلاف ایف آئی آر درج ہوئی

ہو گی۔آج کل ٹیڈی کی فصل کھیتوں میں رُل رہی ہے۔غریب زمیندار جو کہ فصل کے آنے سے تین مہینے پہلے اس پلاننگ میں ہوتا ہے کہ اس نے اپنے بچے کی شادی کرنی ہے، اس کو اپنے دکھ سکھ کے لئے سرمائے کی ضرورت ہوتی ہے۔وہ بے چارہ دوپہر کی کھا کر رات کی روٹی کھانے کے تصور میں بیٹھا ہوا ہوتا ہے اور جب اس کی فصل آتی ہے، جو کہ اس کا واحد ذریعہ آمدنی ہے اس فصل کے آنے پر یہ سرمایہ دارانہ نظام کھڑا ہو جاتا ہے اور اس کو اس وقت تک گھسیٹتا ہے جب تک کہ وہ مجبوراً آدھے نرخوں پر اسے اپنی فصل دینے پر تیار نہیں ہو جاتا ہے۔آپ نے سوئی سے لے کر ٹینک تک لینا ہوتا ہے تو اس کے rate کا تعین دکاندار کرتا ہے۔خریدار بے چارہ بے بس کھڑا ہوتا ہے۔ہم وہ پسا ہوا استحصال زدہ طبقہ ہیں کہ جب ہم اپنی فصل بیچنے کے لئے جاتے ہیں جو کہ ہمارے خون پسینے کی کمائی ہوتی ہے تو اس کے rate کا تعین خریدار کرتا ہے۔میری درخواست ہے کہ اس استحصال کا کوئی نہ کوئی ضرور مداوا کیجئے۔اگر یہ کاشت کار بھی دوڑ گیا تو پھر کیا ہو گا؟ آج کے دن تک ہمیں کاشت کاری نہیں بلکہ ہمیں لائیو سٹاک بچا رہا ہے۔یہ میرے سارے بھائی میری اس بات کی تائید کریں گے کہ صرف لائیو سٹاک ہی ہمارے دکھ سکھ میں شریک ہے۔

جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ صاحب نے ایک بہت اچھا اقدام کیا ہے۔پہلے صرف pesticides بیچنے والے پر پرچہ ہوتا تھا اور اس کا لائسنس منسوخ ہوتا تھا۔وزیر اعلیٰ صاحب، سیکرٹری زراعت اور وزیر زراعت نے بہت اچھا اقدام کیا ہے کہ:

> Not only manufacturing factories but also the factories those are retailing to the products in general.

یعنی جس factory کا product پکڑا جائے گا اس کا لائسنس بھی منسوخ ہو گا۔میں ان کا شکر گزار ہوں کہ اب بڑے لوگ بھی احتیاط سے یہ کام کریں گے۔یہی درخواست میں fertilizers کے حوالے سے کرنا چاہوں گا without naming any fertilizers manufacturing factory کہ جتنی بھی بڑی فیکٹریاں ہیں جو کہ یوریا اور دوسری کھادیں بنا رہی ہیں اگر ان کی بنائی ہوئی کھاد کوئی ڈیلر دو ہزار کی بوری چار ہزار روپے میں بیچتا ہے اور جب اس ڈیلر پر اس خاص product کا پرچہ ہو

توکم ازکم Those big fertilizers manufacturing factories should be brought into the legal net. جس میں وہ بھی effect ہوں، ان کو یہ پتا ہو کہ اگر ان کا پانچ سو روپے کا product نو سو روپے میں فروخت ہو گا تو وہ بھی under the legal net ہیں۔ They should also be answerable not only to the poor farmers but the government also.

جناب سپیکر! crop purchase policy ضرور ہونی چاہئے تاکہ جن لوگوں کی چھ مہینے کی خون پسینے کی کمائی ہوتی ہے وہ خجل خوار نہ ہوتے رہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چیمہ صاحب! kindly wind up کرلیں کیونکہ آپ کا وقت ختم ہو چکا ہے۔

جناب شہزاد سعید چیمہ: جناب سپیکر! جی، میں wind up کرتا ہوں۔ ملک صاحب نے بات کی تھی کہ ہر یونین کونسل کی سطح پر laser leveller ہونا چاہئے۔ اسی طرح محکمہ موسمیات ہر روز ہر ضلع کے موسم کے حوالے سے پرنٹ میڈیا میں خبر ضرور چھاپے تاکہ وہاں پر لوکل ضلع کے کاشتکار کو پتا ہو کہ آج یا کل کے موسم کی کیا صورتحال ہے۔

جناب سپیکر! poverty elevation programmes پورے پاکستان بالخصوص پنجاب میں چل رہے ہیں۔ ان کی زیادہ تر، 80 فیصد جو funding ہے وہ poverty elevation زراعت پر ہو رہی ہے۔ One trillion rupees اس funding میں شامل ہیں۔ میں درخواست کروں گا کہ اس one trillion rupees کی accountability ضرور ہو تاکہ ہم سب کو پتا ہو کہ آیا وہ source of income to the farmer ہے یا source of income to elevation programme ہے۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، سید حسن مرتضیٰ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میری دو چار گزارشات ہیں، میں زیادہ وقت نہیں لوں گا۔ سب سے پہلے تو میں اپنے وزیر صاحب سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ ہماری جب بھی کوئی پالیسی بننے لگے تو اس میں زمینداروں کو ضرور شامل کرنا چاہئے۔ ہماری جو پالیسیاں بناتے ہیں میرے خیال میں آج تک

انھوں نے کھیت میں جاکر نہیں دیکھا کہ وہاں پر کسان یا زمیندار کو کیا مسائل در پیش ہیں؟ آپ آج بھی اگر ریکارڈ نکلوا کر دیکھیں تو ہمارے سیکرٹری ایگریکلچر کے باہر کے ملکوں کے دورے زیادہ ہوں گے اور اندرون پنجاب وہ بہت کم گئے ہوں گے۔

(اذان عصر)

سید حسن مرتضیٰ: میں عرض کر رہا تھا کہ ان کے بیرون ممالک دوروں والی بات تھی۔ میرا جس علاقے سے تعلق ہے وہاں پر آج سے تقریباً کوئی 20/15 سال واسا فیصل آباد نے کوئی 32 ٹیوب ویل لگائے اور میرا علاقہ اتنا سرسبز تھا اگر آج آپ جاکر دیکھیں تو وہ پانی کی کمی کی وجہ سے بنجر ہو گیا ہے۔ پچھلی اسمبلی میں بھی میں نے on the floor یہ request کی تھی کہ ایک کمیٹی بنا دی جائے کیونکہ ہمارے نہری پانی کی تقسیم بھی کچھ اس طرح ہے کہ ٹوبہ اور فیصل آباد کا زمینی پانی چونکہ کڑوا ہے انہیں حصہ زیادہ ملتا ہے اور جھنگ کو کم پانی ملتا ہے۔ میں نے اس وقت انہیں یہ گزارش کی تھی کہ آپ ایک کمیٹی بنا دیں جو ان علاقوں کو دیکھے جہاں پر سے آپ پینے کا پانی لاتے ہیں وہاں سے پینے کا پانی لے جانے کی وجہ سے ہمارا water table بہت نیچے چلا گیا ہے اور ہمارا سرسبز علاقہ جس کی اوسط پیداوار اس وقت 50/50 من تک تھی آج وہ بنجر ہوا پڑا ہے۔ خدارا! اسے بنجر ہونے سے بچا لیا جائے لیکن چونکہ اس وقت کی حکومت اور وزراء نہیں چاہتے تھے، ان کے وزراء اور سپیکر صاحب کا تعلق بھی فیصل آباد سے تھا تو انہوں نے ہمارے اس مطالبے کو کوئی پذیرائی نہ دی اور ہماری بات نہ سنی گئی۔

جناب والا! میں دعوے سے کہتا ہوں کہ اتنے عرصے سے محکمہ زراعت کا کوئی آدمی وہاں نہیں گیا۔ محکمہ زراعت والے وہاں جاکر دیکھیں کہ زمین کے بنجر ہونے کی وجہ کیا ہے؟ وہ کوئی اپنی رپورٹ تیار کر کے چیف منسٹر یا حکومت کو بھیجے کہ اس علاقے پر رحم کریں۔ میں اسی ایک چیز پر زور دیتا ہوں کہ ہمارے بیچارے زمینداروں کی کوئی آواز نہیں ہے۔ ان کو لوٹنے والے طبقوں کی unions بھی ہیں، ان کی آواز بھی سنائی دیتی ہے، ان کے چیمبر آف کامرس بھی ہیں، ان کے پاس ہر

چیز ہے جبکہ ہمارے پاس کوئی چیز نہیں ہے۔آپ دیکھ لیں کہ 80 فیصد لوگوں کا روزگار ان علاقوں سے وابستہ ہے اور آپ یہاں دلچسپی دیکھیں کہ ہم کتنے اراکین بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب والا!آپ سے میری گزارش ہے کہ ہماری گورنمنٹ کو چاہئے کہ وہ ایک عوامی حکومت ہے، اس کے نمائندے یہاں عوام کی طاقت سے آئے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ یہاں ایسی پالیسیاں بنیں جن سے reforms come in agriculture اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ صرف holdings کم کی جائیں، اس میں اور بہت ضرورت ہے۔یہاں کافی باتیں ہوئیں کہ ناقص ادویات ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر وہ check کروائی جائیں تو وہ ان کیڑے مکوڑوں کے لئے اتنی مفید ہیں کہ انہیں جتنی دوائیاں دو، وہ اتنی زیادہ تیزی سے فصل پر حملہ کرتے ہیں۔

جناب سپیکر!آپ ہماری کھادوں کو دیکھ لیں۔آج بھی D.A.P کی قیمت میرے خیال میں 5300 روپیہ ہے، 2000 روپیہ گورنمنٹ subsidy دیتی ہے تب وہ کہیں 3300 کی بنتی ہے۔ اس کے اوپر کوئی expiry date تک نہیں لکھی ہوتی۔ زمینداروں کو پرانی کھادیں دے دی جاتی ہیں۔ ہماری فصلیں کھیتوں میں تباہ و برباد ہو جاتی ہیں ان کی کوئی insurance نہیں ہوتی۔ میں یہ چاہوں گا کہ ہماری فصلیں بھی insured ہونی چاہئیں۔ ہماری فصلیں جب تیار ہو جاتی ہیں ان کے لئے کوئی خریدار نہیں ہوتا۔آج چاول کی فصل تیار ہوئی پڑی ہے اور کوئی خریدار نہیں ہے۔ سرکاری ریٹ 1500 روپیہ ہے اور ہمارے سے 1000 روپے میں چاول لیا جا رہا ہے۔ پانچ پانچ کلو کٹوتی ہو رہی ہے، زمیندار کو باردانہ بھی نہیں دیا جا رہا۔

جناب والا!ان ساری گزارشات کے ساتھ میں عرض کروں گا کہ آپ نے ٹریکٹر سکیم شروع کی ہے انتہائی اچھا اقدام ہے، لوگوں کو ملنی چاہئے لیکن میری یہ گزارش ہے کہ اس پر آپ سب کے لئے سبسڈی کا اعلان کر دیں۔ زرعی ملک ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

کتنی شرم کی بات ہے کہ ٹریکٹر بھی یہاں پر ایک لاکھ own دے کر لینا پڑتا ہے۔اس کی فوری دستیابی کو بھی یقینی بنایا جائے اور زمیندار کو یہ سبسڈی ضرور ملنی چاہئے۔کافی ٹائم ہو گیا ہے اور دوبارہ آپ کو نہ بڑھانا پڑے۔انہی گزارشات کے ساتھ میں آپ سے اجازت چاہوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔آج بڑے important issue پر بات ہو رہی ہے لیکن ہمارے پاس وقت کا بھی مسئلہ ہے۔اس کے اندر خواجہ اسلام صاحب، محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ، رائے محمد شاہجہاں صاحب، محترمہ آمنہ الفت صاحبہ، محترمہ ناظمہ جواد ہاشمی صاحبہ، مہر محمد فیاض صاحب، محترمہ زیب جعفر صاحبہ، سید ابرار حسین شاہ، محترمہ عارفہ خالد، محترمہ سکینہ شاہین، چودھری شوکت محمود بسرا صاحب، جناب آصف بشیر بھاگٹ صاحب، چودھری علی اصغر منڈا صاحب، محترمہ نرگس فیض صاحبہ، یہ سارے ساتھی بھی بات کرنا چاہتے تھے لیکن اب وقت کا مسئلہ ہے تو Minister Agriculture اس پر اگر کوئی winding up speech کرنا چاہتے ہیں تو وہ اس پر اپنی winding up speech کریں۔میں ہاؤس کا وقت 10 منٹ اور بڑھاتا ہوں۔(قطع کلامیاں)

میری بات سنیں۔یہاں پر جتنے نام لئے ہیں ساری بڑی important باتیں کرنا چاہتے ہیں اور آج کل حالات بھی ایسے ہیں اور اگر ہم نے پنجاب کو کھڑا کرنا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم نے پاکستان کو stand کرنا ہے تو ہمیں پنجاب کے اندر زراعت کو کھڑا کرنا پڑے گا۔(قطع کلامیاں)

دیکھیں، میری بڑی مودبانہ گزارش ہے۔بسرا صاحب!جب آپ کا نام لیا گیا، منڈا صاحب! آپ کا بھی نام لیا گیا تو آپ موجود نہیں تھے۔(قطع کلامیاں)

آمنہ صاحبہ! پلیز، آپ کو پتا ہے میں آپ کو ہمیشہ ٹائم دیتا ہوں۔چونکہ میں نے کہہ دیا ہے آپ کی بہت مہربانی۔منڈا صاحب!آپ کی بھی بڑی مہربانی آپ تشریف رکھ لیں۔آپ کو پتا ہے میں نے ہمیشہ ٹائم دیا ہے لیکن آج نہیں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری عرض سن لیں۔یہ اتنا اہم issue ہے۔ہمیں لوگوں نے اس لئے ووٹ دے کر نہیں بھیجا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگر میں اب ایک کو ٹائم دوں گا تو مجھے پھر سب کو ٹائم دینا پڑے گا اس لئے مجھے rules کا خیال رکھنا ہے۔پلیز!تشریف رکھیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں صرف ایک issue پر بات کروں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ آپ in writing ان کو دے دیں وہ اس کو نوٹ کر لیں گے۔ جی، تشریف رکھیں۔ منسٹر صاحب! آپ اپنی winding up speech کیجئے گا۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا بے حد ممنون ہوں اور معزز اراکین جنھوں نے بہت اچھی تجاویز دیں اور باقاعدہ بحث میں حصہ لیا اور قیمتی آراء دیں میں ان سب کا شکر گزار ہوں جو اتنی دیر تک یہاں تشریف فرما ہیں۔ یہاں ممبران بہت اہم موضوع پر بات کرنا چاہتے تھے، جن لوگوں نے بات کی ہے اور جو بات نہیں کر سکے میں ان سب کا شکر گزار ہوں۔ میں خصوصی طور پر آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے صبر و تحمل کے ساتھ سب کو موقع دیا۔

جناب سپیکر! جس طرح آپ جانتے ہیں اور سب اراکین بھی سمجھتے ہیں کہ صوبہ پنجاب 9 کروڑ آبادی کا صوبہ ہے اور تقریباً 71 فیصد crop area پنجاب کا ہے۔ پنجاب میں 80 فیصد کپاس پیدا ہوتی ہے، پنجاب میں 77 فیصد گندم پیدا ہوتی ہے، پنجاب میں 95 فیصد باسمتی چاول اور 65 فیصد اری 6 چاول پیدا ہو رہا ہے، 95 فیصد citrus اور 78 فیصد آم اور 65 گنا فیصد پیدا ہو رہا ہے۔ اس طرح جتنی بھی بڑی اور چھوٹی فصلات پیدا ہو رہی ہیں۔ پنجاب ہی ایک ایسا صوبہ ہے جسے اناج گھر بھی کہا جا سکتا ہے اور زراعت گھر بھی کہا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر! آج کل پوری دنیا کے جو مخصوص حالات ہیں کہ پوری دنیا میں food security بہت بڑا مسئلہ بنا ہوا ہے۔ ہمارے صوبہ پنجاب میں پیداوار میں جو کمی ہوئی ہے میں آپ کو مختصراً آگاہ کرنا چاہوں گا کہ گندم 15 فیصد کم ہوئی ہے، چنا 41 فیصد کم ہوا ہے، مسور 22 فیصد کم ہوئی ہے، آلو 15.8 فیصد کم ہوا ہے، پیاز 26 فیصد کم ہوا ہے، کپاس میں 13 فیصد کمی ہوئی ہے، گنے میں 9 فیصد کمی ہوئی ہے، چاول میں معمولی اضافہ ہوا ہے، مکئی میں 5 فیصد اضافہ ہوا ہے اور صرف سورج مکھی میں 18 فیصد اضافہ ہوا ہے اس طرح جو ہمارا مجموعی خاکہ ہے یہ کوئی امید افزا اور حوصلہ افزا نہیں ہے کہ جس پر ہم یہ کہہ سکیں کہ زرعی صوبہ ہونے کے ناتے ہم ترقی کی منازل طے کر رہے ہیں۔ ہم جب یہ کہتے ہیں کہ ہمارا ملک زرعی ملک ہے، جب ہم یہ کہتے ہیں کہ ہمارے ملک کے اندر agro

زراعت پر چل رہی ہے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ ہماری 80 فیصد برآمدات based industry زراعت پر ہیں اس وقت جو معاشی مسائل ہیں اور آج I.M.F کی بات ہوئی ہے، قرضوں کی بات ہوئی ہے تو ہم ایک قوم ہیں۔ آپ جنوبی ایشیا کے ممالک میں جا کر دیکھیں کہ وہاں لوگ ایک قوم کی طرح دن رات کام کر رہے ہیں اور محنت کر رہے ہیں۔ یہ مسئلہ کوئی حکومت کا مسئلہ نہیں ہے، یہ مسئلہ پنجاب کے عوام کا مسئلہ نہیں ہے، یہ مسئلہ اب قومی مسئلے کی شکل اختیار کر گیا ہے۔ ایک وقت تھا کہ ہمارے پاس گندم اتنی ہوتی تھی کہ گندم دینے والے آتے تھے اور لینے والا کوئی نہیں ہوتا تھا اور گندم دھکے کھا رہی ہوتی تھی۔ اب وہ وقت آ گیا ہے کہ حکومت پنجاب مجبور ہو گئی ہے کہ دو روپے کی روٹی کی قیمت مقرر کر کے اس قیمت پر روٹی فروخت کرنے کے لئے خصوصی انتظامات کئے جا رہے ہیں کہ غریب آدمی کو دو روپے کی روٹی مل جائے۔

جناب سپیکر! گندم کم پیدا ہوئی ہے۔ پچھلے سال کے مقابلے میں اس دفعہ رقبے میں 2 فیصد کمی ہوئی ہے اور پیداوار میں 15 فیصد کمی ہوئی ہے۔ اسی طرح کپاس اور گنے میں کمی واقع ہوئی ہے تو اس کی وجوہات ہیں۔ یہ کمی اس لئے ہوئی کہ کچھ چیزیں ہمارے بس میں ہوتی ہیں اور کچھ ہمارے بس سے باہر ہیں۔ اس پر انٹرنیشنل مارکیٹ اثر انداز ہوتی ہے، بہت سارے معاملات وفاقی حکومت سے متعلقہ ہیں اور صوبے کے ساتھ coordination اتنی مضبوط نہیں جیسے ہونی چاہئے تھی۔ اس وقت صوبہ پنجاب اپنی حدود میں کام کر رہا ہے۔ اس کے باوجود کہ پوری حکومتی مشینری اور محکمہ زراعت رات کو 2/2 بجے میٹنگ کر رہے ہیں کہ کسی طرح ہم حالات کو بہتر کریں اور سرخرو ہوں لیکن حالات ایسے ہیں کہ ہم بہت ساری چیزوں میں دوسروں کے محتاج ہیں۔ اس میں ہم بعض چیزوں میں وفاقی حکومت کے ساتھ اور بعض چیزوں میں انٹرنیشنل level پر ہمارا تعلق ہے۔ ہمارے کچھ بھائیوں نے ابھی کھاد، تیل اور ڈیزل کی بات کی ہے۔ اس میں یہ عرض ہے کہ D.A.P کھاد کی بوری -/900 روپے کی تھی جو یکدم آسمان پر چلی گئی اور بوری کی قیمت -/3000 روپے سے زیادہ ہو گئی۔ پاکستان کے اندر ہم 20/18 فیصد فاسفیٹ کھاد پیدا کر رہے ہیں کیونکہ پاکستان میں فاسفورس نہیں ہے، ہمارے پاس خام مال نہیں ہے، یہاں پر فیکٹریاں نہیں ہیں کہ ہم یہاں پر فاسفورس کھاد پیدا کر سکیں۔ ہمیں 80 فیصد کھاد درآمد کرنا پڑتی ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ

جب ہم درآمد کریں گے تو انٹرنیشنل مارکیٹ کی جو قیمت ہوگی تو اس قیمت پر ہمیں وہ خریدنا پڑے گی۔ اس وجہ سے کھاد کی قیمت -/3000 روپے سے اوپر چلی گئی ہے۔ اس طرح یہ کھاد کاشتکار کی پہنچ سے باہر ہو گئی۔

جناب سپیکر! ڈیزل کے حوالے سے یہ عرض ہے کہ اس کی قیمت وفاقی حکومت مقرر کرتی ہے۔ یہاں پر ٹیوب ویل کے کنکشن پر بہت بات ہوئی ہے، یہ ٹھیک ہے کہ بجلی کا کنکشن ٹیوب ویل کے لئے مفت ہونا چاہئے اور سب کو موقع ملنا چاہئے کہ جو درخواست دے تو first come first serve کی بنیاد پر کنکشن بھی ملنا چاہئے۔ وفاقی معاملات کے لئے قومی اسمبلی موجود ہے، وہاں پر ممبران موجود ہیں اور لوگ کئی کئی مہینوں اور سالوں سے کنکشن کے لئے پھر رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح نہیں ہونا چاہئے۔ گندم کی پیداوار کے لئے ہم نے 18.5 ملین ٹن 08-2007 میں تخمینہ رکھا تھا جو ایک کروڑ 85 لاکھ ٹن بنا جبکہ ایک کروڑ 63 لاکھ ٹن یعنی 16.3 ملین ٹن گندم پیدا ہوئی ہے۔ گندم کی پیداوار کم ہونے کی وجہ یہ ہے کہ 38 فیصد یوریا اور فاسفورس کھاد کم استعمال ہوئی ہے اور وہ کم اس وجہ سے استعمال ہوئی ہے کہ کاشتکار کی قوت خرید نہیں ہے۔ ہمارے 38 فیصد کسان چھوٹے کاشتکار ہیں جن کی زمین ساڑھے 12 ایکڑ سے کم ہے۔ ان کی قوت خرید نہیں ہے۔ ان کے پاس وسائل نہیں ہیں کہ وہ کھاد خرید سکیں۔ سب کا اس پر consensus ہے کہ دیہاتوں میں جو غربت اور افلاس ہے آج بھی صورتحال بڑی عجیب و غریب ہے کہ کاشتکار کے پاس اتنے پیسے نہیں ہیں کہ وہ کھاد خرید کر گندم کاشت کر سکے۔ کھاد کا مسئلہ اپنی جگہ پر ہے۔ اس کے بعد جو Inputs ہیں، ان میں معیاری بیج کی کمی ہے، پانی کا مسئلہ ہے کہ 35 فیصد پانی کی کمی ہے۔ ہمیں پہلے 19.15 ملین ہیکٹر فٹ پانی پنجاب کو ملتا تھا۔ آج ہمیں کم کر کے 12.75 ملین ہیکٹر فٹ پانی دیا جا رہا ہے۔ پچھلے سال 22 فیصد کمی تھی اور اس سال 35 فیصد کمی ہو گئی ہے اس لئے جو مسائل ہمارے سامنے آ رہے ہیں کہ زمین کی زرخیزی بھی کم ہو رہی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ بیج اور پانی کا مسئلہ ہے۔ اس کے علاوہ جب کسان کے پاس کھاد کے پیسے نہیں ہوں گے تو کھاد کم استعمال ہو گی تو ظاہر ہے کہ پیداوار میں کمی ہو گی۔ زمینوں میں margin lands ہیں، شور اور سیم ہے۔ پچھلے دس پندرہ سالوں میں کوئی منصوبہ بندی نہیں ہوئی کہ ان زمینوں کو کیسے قابل کاشت بنانا ہے؟ یہ مسئلہ بھی ہمارے سامنے ہے۔

جناب سپیکر! مارکیٹنگ کا بھی ایک بہت بڑا مسئلہ ہے۔ یہ اتنا افسوسناک مسئلہ ہے کہ جس طرح یہاں پر ممبر صاحبان نے بات کی ہے کہ جب پیداوار بڑھتی ہے تو قیمتیں کم ہو جاتی ہیں، خریدار کوئی نہیں بنتا اور فصل پڑی رہ جاتی ہے اور جب پیداوار کم ہو تو قیمتیں بڑھ جاتی ہیں۔ اگر آج ہمارے چاول کی پیداوار بڑھی ہے تو اس لئے بڑھی ہے کہ پچھلے سال کسان کو چاول کی قیمت اچھی ملی تھی اس لئے اس دفعہ کسان دوسری فصلوں سے ہٹ کر چاول کی طرف آیا۔ ہمارا ٹارگٹ 43 لاکھ ایکٹر پر چاول کی کاشت کرنا تھا لیکن 48 لاکھ ایکٹر پر چاول کاشت کیا گیا اور آج پورے ملک میں 65 لاکھ ٹن چاول کی پیداوار ہوئی ہے۔ پنجاب میں 33/32 لاکھ ٹن کا ٹارگٹ تھا لیکن 37.8 لاکھ ٹن چاول پنجاب میں پیدا ہوا ہے۔ اب چاول کی خرید کا مسئلہ پیدا ہو گیا ہے، مارکیٹنگ کا مسئلہ پیدا ہو گیا ہے۔ اسی طرح گنے کا بھی یہی مسئلہ ہے کہ شوگر ملوں سے شکایات ہیں کہ کسانوں کو ادائیگی نہیں ہوتی اور کٹوتیاں کی جاتی ہیں۔ اس سے کسان کو مارکیٹنگ کے مسائل درپیش ہیں۔ ان مسائل میں continuity ہوتی ہے جن کے short term measures and long term measures ہوتے ہیں۔ Short term measures میں حکومت مخلص ہو تو فوری اقدامات کرنے کو تیار ہوتی ہے اور کچھ long term measures ایسے ہیں جن کے نتائج بعد میں آتے ہیں۔ یہ نہیں ہوتا کہ آپ بٹن on کریں تو on ہو جائے اور off کرنے سے off ہو جائے۔ زراعت میں ایسا نہیں ہو سکتا کہ ایک دن میں سب کچھ ہو جائے۔

جناب سپیکر! محترم وزیر اعلیٰ پنجاب نے جب یہاں پر حلف لیا تھا تو انھوں نے اپنی تقریر میں یہ کہا تھا کہ ہم تین چار ماہ کے اندر pesticides میں ملاوٹ کا خاتمہ کریں گے۔ اس کے نتیجے کے طور پر آپ نے دیکھا کہ pesticides میں ملاوٹ کے خاتمے کے لئے جو اقدامات کئے گئے ہیں وہ آپ کے علم میں ہیں۔ یہاں پر 28 کروڑ روپے کا کہہ دینا آسان کام ہے۔ pesticides میں 28 کروڑ روپے سے زائد مالیت کی Pesticides recover ہوئی ہے، پکڑی گئی ہے۔ یہ اس طرح نہیں پکڑی گئی۔ ملتان میں ہمارے ڈی جی گئے اور انہوں نے مجھے فون کیا کہ ہمیں ادھر دھمکیاں مل رہی ہیں اور sample نہیں مل رہے۔ میں نے وہاں پر R.P.O کو فون کیا کہ آپ انہیں پولیس دیں۔ دو دن پولیس رہی لیکن sample نہیں ملا۔ یہاں پر مجھے پتا چلا کہ ٹھوکر نیاز بیگ کا علاقہ

ہے اس سے آگے کوئی "کٹار بند روڈ" ہے جو راوی کے پاس بالکل سنسان جگہ ہے۔ بڑے بڑے گودام تھے، اس جگہ پر دو کروڑ روپے کی pesticides بغیر رجسٹرڈ پڑی تھی، نہ ان کو رکھنے کا اختیار تھا، نہ ان کو پیکنگ کا اختیار تھا، نہ ان کو filling کا اختیار تھا اور نہ ہی وہاں پر پولیس سٹیشن تھا۔ میں خود وہاں چلا گیا اور پریس والوں کو فون کیا کہ کل کو کوئی یہ نہ کہے کہ یہ فرضی حکومت بنی ہے لہذا آپ آئیں اور دیکھیں جو کچھ یہاں پر ہو رہا ہے۔ پریس والے گئے اور ساری رات میرے ساتھ محکمہ زراعت کا عملہ بیٹھا رہا، ان کی inventory بنائی، درج کیا اور invoice لی۔ جہاں جہاں سے pesticides دوسری جگہوں پر بھیجی گئی تھی تو میں نے وہاں پر D.O کو کہا کہ آپ کے پاس ایک دن کی مہلت ہے وہاں سے دوائی recover کریں ورنہ آپ کے خلاف کارروائی ہو گی۔ اگر دوائی فیصل آباد گئی ہے تو میں نے فیصل آباد میں نوٹس لیا ہے، اگر شاہدرہ گئی ہے تو وہاں کے متعلقہ افسران کو بھی میں نے کہا کہ تمہارے علاقے میں یہ pesticides گئی ہے، تم نے کیوں نہیں پکڑی لہذا میں نے انہیں suspend کر دیا۔ اس طریقے سے کوئی ایک مثال ایسی نہیں ملتی جس کے ساتھ کوئی زیادتی کی گئی ہو اور کسی کے ساتھ غلط طور پر کوئی کارروائی کی گئی ہو۔ سب کے ساتھ کارروائی transparent ہوئی ہے، کسی کو چھوڑا گیا ہے اور نہ کسی کے ساتھ کوئی زیادتی کی گئی ہے کیونکہ قوانین موجود تھے جن کے تحت پرچے درج ہوئے ہیں۔ اس حوالے سے وزیر اعلیٰ صاحب نے میٹنگ بلا کر briefing لی جس میں سیکرٹری لاء، پراسیکیوشن کے سیکرٹری، محکمہ زراعت کے افسران اور ایم پی ایز بھی تھے اور اس پر discussion ہوئی پھر ہم نے طے کیا کہ ان کو فوری طور پر سزا ملنی چاہئے جو لوگ ہماری کاشتکاری کو تباہ کرنے کے لئے اس کالے دھندے میں ملوث ہیں پھر ہم وہاں سے دور دراز علاقوں میں گئے اور ہمارے محکمہ زراعت کے بندوں نے اپنے فرضی گاہک بنا کر بھیجے، خود پیچھے گئے اور گھروں سے cartave نکالی جو پتھر اور ریت پیس کر دوائی بنا کر غریب اور سادہ لوح کاشتکاروں کو بیچی جا رہی تھی۔ یہ تقریباً پندرہ بیس سال کاروبار ہوتا رہا اور یہ سب کے سامنے تھا لیکن کسی نے ان کو ہاتھ نہیں ڈالا۔ موجودہ حکومت نے ان پر ہاتھ ڈالا ہے تو میں کہتا ہوں کہ 28 کروڑ کی ادویات کوئی معمولی کام نہیں ہے، ابھی میں آپ کو short term بتا رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہاؤس کا وقت دس منٹ مزید بڑھایا جاتا ہے۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! اسی طرح وزیر اعلیٰ صاحب نے یہاں پر گرین ٹریکٹر سکیم کا اعلان کیا اور دس ہزار ٹریکٹر پر 2۔ارب کی subsidy دی۔ ہم سیاسی لوگ ہیں اور پچھلے ادوار میں یک طرفہ طور پر اپنی پارٹیوں کے دوستوں کو نوازا گیا لیکن ہم لوگوں کا concern ہے جیسے بطور وزیر زراعت میرے پاس فون ہے اور بھی سہولیات ہیں، پچھلے دور میں یہ ہوا اور اب بھی ایسا ہو رہا ہے لیکن اب کاشتکار کو کاشتکار کے طور پر treat کیا گیا ہے۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے ایک فیصلہ کیا اور اسی فیصلے پر کاربند رہے۔ Open balloting کے ذریعے فی ٹریکٹر دو لاکھ روپے کی subsidy دی۔ دس ہزار ٹریکٹر جب field میں آئیں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ کاشت میں ایک انقلاب ہوگا۔ اب ہم meganization کی طرف جا رہے ہیں اور یہی پرانے روایتی طریقے کو چھوڑا جا رہا ہے کیونکہ غریب چھوٹے کاشتکاروں کے پاس مشینری نہیں ہے تو ہم نے اسی بات کو مدنظر رکھتے ہوئے 2۔ارب کی subsidy گرین ٹریکٹر سکیم میں دی اور ٹریکٹر کاشتکاروں میں تقسیم ہو رہے ہیں جس کی 23۔اکتوبر کو قرعہ اندازی ہو چکی ہے۔

جناب سپیکر! میں تھوڑا سا آگاہ کر دوں کہ ہمارے pesticides پر انٹیلی جنس کی بنیاد پر جو raid ہوئے ہیں وہ pesticides 290 پر ہوئے fertilizer 395 پر ہوئے جو ٹوٹل 685 بنتے ہیں۔ اسی طرح کیس رجسٹر ہوئے ہیں، pesticides 169 پر، fertilizer 360 پر ہوئے جو ٹوٹل 529 بنتے ہیں۔ اسی طرح جو گرفتار ہوئے ہیں وہ pesticides 169 پر اور fertilizer 124 پر ہوئے ہیں جو ٹوٹل 296 افراد بنتے ہیں۔ یہ 28 کروڑ 66 لاکھ 49 ہزار 336 روپے کی قیمت پر pesticides اور جعلی کھاد recover کی گئی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ حکومت نے بڑے بڑے فیصلے کئے ہیں اور اہداف مقرر کئے ہیں۔ پچھلی دفعہ گندم کی پیداوار کم کیوں ہوئی؟ اس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ قیمت کا بروقت اعلان نہیں کیا گیا کیونکہ گندم کی support price پہلے 420 روپے رکھی گئی تھی پھر 510 کی گئی۔ میں وزیر اعظم گیلانی صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے گندم کی قیمت کا 625 روپے کا اعلان کیا۔ جو کہ پہلے 420 روپے قیمت تھی اور وزیر اعظم صاحب کے اعلان کرنے کے بعد

625 روپے سے گندم خرید کی گئی۔ میں اسے تسلیم کرتا ہوں کہ یہ قیمت اتنی sensational price نہیں تھی، اس کے علاوہ کوئی چارہ کار نہیں تھا۔ ہوا یہ کہ پانچ لاکھ ٹن export کر دی گئی جو آدھی قیمت پر کی گئی اور 17 لاکھ ٹن گندم import کی گئی جس کی قیمت 12,13 سو روپے بنتی تھی۔ اگر وہ export نہ ہوتی تو ہمارے یہاں زرمبادلہ بھی بچ جاتا اور گندم بھی بچ جاتی۔ اس کے علاوہ افغانستان کو سمگلنگ بھی ہوتی رہی ہے۔ پھر پانی کی کمی آ گئی، کھاد میں 38 فیصد کمی آئی کیونکہ کھاد مہنگی تھی جس سے کاشتکار بددل ہوا اور وہ کاشتکاری سے ہٹ گیا جس وجہ سے گندم بھی کم ہو گئی۔ اس کے علاوہ فصل کپاس کو کوئی لینے والا نہیں تھا۔ اب صورتحال یہ ہے کہ ایسی بیماریاں آ گئی ہیں جس کا کوئی علاج نہیں تھا۔ cotton leaf peril virus ایسی بیماری ہے جس کا دنیا میں ابھی تک علاج دریافت نہیں ہوا۔ یہاں پر ہماری research بڑی محدود تھی جس کی وجہ یہ ہوئی کہ کاشتکار بددل ہو کر چاول پر چلا گیا اور جو ہمارا ٹارگٹ تھا کہ ہم 62 لاکھ ایکڑ کپاس کاشت کریں گے وہ نہیں ہوئی اور 59 لاکھ کپاس کاشت ہوئی جس سے تین لاکھ ایکڑ کاٹن کم ہو گئی۔ ہماری کاٹن بنیادی ضرورت ہے کیونکہ یہاں پر کاٹن انڈسٹریاں ہیں جس پر ہماری export base کر رہی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ہماری economy cotton base ہے۔ اگر ہماری کاٹن کم پیدا ہوئی تو ہم اس کو export نہیں کر سکیں گے جس سے ہمارا ملک معاشی طور پر اور کمزور ہو گا۔ اب میں نے اس کے لئے محکمہ زراعت کی ٹیمیں بنائی ہیں اور میں نے فیصلہ کیا کہ ہمارے محکمہ زراعت کا جو extension department ہے اس کے ساتھ میں نے اپنے فیلڈ سٹاف کو بھی بھیجا اور "ملی بگ" کے لئے مختلف mixture کے ساتھ mineral oil کا استعمال کیا۔ اس دفعہ ہمارا ایریا تو تین لاکھ بڑھا ہے لیکن پچھلے سال ہمارے پورے ملک کا جو ٹارگٹ تھا وہ ایک کروڑ 40 لاکھ گانٹھ تھا لیکن اس کی بجائے ایک کروڑ 16 لاکھ گانٹھ پیدا ہوئی اور پنجاب میں کل 91 لاکھ گانٹھ کپاس پیدا ہوئی لیکن اب تین لاکھ ایکڑ کپاس کم ہونے کے باوجود میں امید کرتا ہوں کہ اس سال کاٹن کی پیداوار پنجاب میں بہتر ہو رہی ہے اور تین لاکھ ایکڑ کم ہونے کے باوجود پچھلے سال سے ہم کاٹن زیادہ تیار کریں گے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے محکمہ زراعت کی ٹیموں کو بھیجا جو دور دراز علاقوں میں گئے اور awareness پیدا کی۔ ہمارا extension department کا جو کام ہو رہا ہے وہ اتنا satisfactory نہیں ہے۔ ہمارے پاس تقریباً 25 ہزار ملازمین ہیں اس کے مطابق اور حالات

کے مطابق کام ہونا چاہئے لیکن اس کے باوجود جو دیکھ بھال ہوئی ہے اس کی وجہ سے کاٹن کی پیداوار پچھلے سال کے مقابلے میں اب بہتر ہے۔ اس سال چاول کی پیداوار بہتر ہوئی اور 38 لاکھ ٹن میں سمجھتا ہوں کہ bumper crop ہے لیکن جب بگلیہار ڈیم کا مسئلہ پیدا ہوا تو انڈیا وہاں پر کم از کم 55 ہزار کیوسک پانی چھوڑنے کا پابند تھا اور جو ہمارے تین دریا بیاس، راوی اور ستلج ایوب خان نے بیچ دیئے تھے اس کے باوجود اس میں یہ طے تھا کہ 55 ہزار کیوسک پانی وہاں سے جاری رہے گا لیکن اس کو روک دیا گیا اور تقریباً ایک لاکھ کیوسک پانی کی کمی آنے سے ہماری چاول کی فصل فی ایکڑ پیداوار متاثر ہوئی ہے ورنہ میں سمجھتا ہوں کہ دس لاکھ ٹن چاول اور پیدا ہوتا۔

جناب سپیکر! ہم پچھلی چیزوں پر نہیں جا رہے جن کی میں نے نشاندہی کی ہے کہ ہماری پیداوار negative آئی ہے بلکہ اب ہم آگے کی طرف دیکھ رہے ہیں، نئی intervention دے رہے ہیں جس کے لئے وزیر اعلیٰ صاحب موجود ہیں، محکمہ زراعت موجود ہے، کمیٹیاں بنی ہیں اور دن رات کام ہو رہا ہے۔ یہاں پر ایم پی ایز صاحب نے بہت اچھی تجاویز دی ہیں جس کے لئے میں ان کا شکر گزار ہوں اور ہم انہیں welcome کرتے ہیں۔ ہم جلد ہی ان کے لئے میٹنگ بلاتے ہیں، میں پہلے بھی ان سے عرض کرتا رہا ہوں اور اب بھی کہتا ہوں کہ طرح طرح کی اور ٹھوس تجاویز دیں کیونکہ وزیر اعلیٰ صاحب ہر وقت پیسے دینے کو تیار ہیں۔ ہم نے جو نئی intervention کی ہیں اس حوالے سے میں عرض کرنے کے بعد اپنی بات ختم کروں گا کیونکہ ہاؤس کو آگاہ کرنا میری ذمہ داری ہے۔ میں یہ عرض کر دوں کہ بہت سارے ممبران نے چاول کے حوالے سے بات کی ہے کہ کاشتکار کو چاول کی 1500 روپے صحیح price نہیں مل رہی ہوا یہ تھا کہ اسلام آباد میں high power committee کی میٹنگ ہوئی تھی اور میں بھی اس میں گیا تھا تو وہاں پر طے ہوا تھا کہ پاسکو دس لاکھ ٹن چاول پنجاب سے خرید کرے گا لیکن پاسکو والے تاخیری حربے استعمال کرتے رہے اور آہستہ آہستہ چلتے رہے پھر انہوں نے 107 ملوں کے ساتھ پنجاب میں agreement کیا اور 1500 روپے فی من کسانوں کو چاول کی قیمت دینی تھی اور 3000 روپے فی من تیار شدہ چاول انہوں نے فیکٹریوں سے اٹھانا تھا۔

اسی طریقے سے باسمتی 385 اور 2000 کا ریٹ 1250 روپے تھا اور اری 6 اور دوسری چھوٹی ورائٹیوں کا 700 روپے ریٹ مقرر ہوا تھا۔ یہ حقیقت ہے کہ 1500 روپے کسان کو نہیں

مل رہے۔ کہیں پر 1100 روپے ہے اور کہیں 1200 روپے کسانوں کو دے رہے ہیں تو پھر پاسکو کو 31۔ارب روپے دینے کا کیا فائدہ ہوا۔ ان کا فرض بنتا تھا کہ وہ چاول اس ریٹ پر خریدتے۔ میں نے ابھی وزیر اعلیٰ صاحب سے بات کی ہے تو ان کا حکم ہے اور ہم اس پر stand لیں گے کہ پاسکو والے direct کسان کو پیسے دیں وہ مل والوں کو کیوں پیسے دے رہے ہیں جو کہ 12/11 سو روپے فی من کسان کو دے رہے ہیں جبکہ انہیں 3000 روپے فی من کی ضمانت دی گئی ہے کہ ان سے پاسکو والے اور شیلر والے اور چاول صاف کرنے والوں کو پابند کرنا چاہئے تھا۔ پاسکو کے نمائندے ان ملوں اور فیکٹریوں میں بیٹھے ہیں جن کا کام ہے کہ اگر 1500 روپے نہیں دیتے تو ہم انہیں یہ کہیں گے اور اس ایوان سے قرارداد لائیں گے اور اس پر وزیر اعلیٰ صاحب کا concern ہے اور پنجاب اسمبلی سے قرارداد پاس کر کے ہم پاسکو کو بھیجیں گے اور وفاقی حکومت کو بھی کہیں گے کہ مہربانی کر کے کاشت کار کے حال پر رحم کیا جائے کیونکہ وہ بہت دکھی ہے اور مظلوم ہے۔

جناب سپیکر! پاسکو نے 31۔ارب روپے تو لے لئے لیکن وہ کسانوں کو 1500 روپے کے حساب سے پیسے نہیں دے رہے۔ یہ بزنس نہیں ہے یہ T.C.P، پاسکو اور اس قسم کے ادارے اس لئے ہیں کہ اگر اچانک کوئی صورتحال ہوتی ہے تو انہیں intervene کیا جاتا ہے تاکہ فصلوں کی قیمتیں stable ہو جائیں تو قیمتوں کو stable کرنے کے لئے پاسکو کو یہ ٹاسک ملا تھا لیکن انہوں نے اسے ادا نہیں کیا اس لئے قیمتیں مستحکم نہیں ہوئیں۔ جب قیمت 1500 روپے مقرر ہے تو یہ کسان کو ملنی چاہئے تھی لیکن ہم انہیں یہ کہیں گے اور جب ان کے نمائندے بیٹھے ہیں تو بذریعہ چیک direct کسان کو پیسے دیئے جائیں بجائے اس کے کہ وہ ملوں کو پیسے دیں تاکہ کسانوں کو اس کی فصل کا پورا معاوضہ ملے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: House کا وقت مزید 10 منٹ بڑھایا جاتا ہے۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں اس وقت بڑے اہم issue پر بات کر رہا ہوں اور میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے اس اجلاس کا وقت بڑھایا تاکہ ہمارے ممبران کا جو concern ہے اس پر میں ان کی معلومات میں اضافہ کر سکوں۔

جناب سپیکر! ہم پاسکو کو کہیں گے کہ جب آپ نے ادائیگی کرنی ہے اور آپ کے نمائندے 107 ملوں پر بیٹھے ہیں تو وہ وہاں پر دیکھ بھی رہے ہیں کہ کسانوں کو 12/11 سو روپے دے رہے ہیں تو وہ direct کسان کو پیسے دیں اور مل والا رسید دے۔ جو کسان مل کو مونجی دے تو اس کے مطابق انہیں چیک دیں تاکہ انہیں پورے 1500 روپے قیمت ملے۔ اسی طرح یہ کمی اور خامیاں دور کرنے کے لئے ہم وفاقی حکومت کے ساتھ linkage پیدا کر رہے ہیں اور ہم انہیں request کریں گے اور میں نے وزیراعظم کے دورہ کالا شاہ کاکو میں ان سے request کی اور وفاقی سیکرٹری سے بھی کل بات کی۔ میں نے کل ہی ایم ڈی پاسکو سے ڈائریکٹ بات کی۔ اس کے علاوہ وفاقی وزیر گوندل صاحب جن کے دل کا آپریشن ہوا ہے، اللہ تعالیٰ انہیں صحت دے، ان سے بھی میرا رابطہ رہا ہے اور انہیں بھی میں نے کہا ہے کہ پاسکو کو پابند بنائیں کہ کاشتکاروں کو ان کی محنت کا صحیح معاوضہ دے کیونکہ کاشتکار کے پاس پیسے آئیں گے تو وہ گندم کاشت کرے گا۔

جناب سپیکر! پچھلے سال ٹوٹل ملک کے اندر 24 ملین ٹن گندم کا ٹارگٹ رکھا گیا تھا لیکن 21 ملین ٹن مجموعی طور پر گندم پیدا ہوئی تھی۔ اس سال ہماری پنجاب حکومت نے 20 ملین ٹن گندم کا ٹارگٹ رکھا ہے اور یہ اتنا بڑا ٹارگٹ ہم تب achieve کریں گے جب کاشت کار کو رعایتی قرضہ ملے گا، جب کاشت کار کو اس کی فصل کی قیمت ملے گی، جب کاشت کار کو پانی ملے گا تو یہ ٹارگٹ تب پورے ہوں گے۔ گندم کے لئے صوبوں کی مشاورت سے 950 روپے فی من جو قیمت مقرر کی گئی ہے میں سمجھتا ہوں کہ وہ بڑی مناسب قیمت ہے۔

جناب سپیکر! ڈی اے پی اور یوریا کھاد پر 2200 روپے فی بیگ subsidy دی گئی ہے، ایک میرے بھائی بات کر رہے تھے کہ 5800 روپے قیمت ہو گئی تو ایک دن انہوں نے قیمت بڑھائی کہ 5800 ڈی اے پی اور فاسفورس کھاد فروخت کریں گے تو جب انہوں نے قیمت بڑھائی تو اسی دن ہم نے میٹنگ بلائی جس میں سیکرٹری زراعت موجود تھے اور میں بھی موجود تھا اور ان سب کھاد کمپنی والوں کو بھی بلایا گیا تھا اور کہا کہ آپ کے ساتھ subsidy طے ہے۔ اگر ان کی EACA کی کمیٹی نے فیصلہ نہیں کیا تو فنانس ڈیپارٹمنٹ کو اعتراض ہوگا تو آپ کو تو subsidy مل جائے گی۔ پنجاب کھاد کا بڑا stake holder ہے اور یہاں پر ہم پنجاب میں فرٹیلائزر کا 70 فیصد استعمال کر رہے ہیں تو آپ

کو ہمیں پوچھنا چاہئے تھا۔چنانچہ ہم نے انہیں وارننگ دی کہ اگر چوبیس گھنٹے کے اندر آپ نے یہ قیمت واپس نہ لی تو ہم آپ کے پورے سٹاک کو takeover کر لیں گے اور گودام بھی takeover کر کے حکومت پنجاب براہ راست کسانوں کو کھاد فروخت کرے گی جس کی وجہ سے انہوں نے چوبیس گھنٹے کے اندر وہ نوٹس واپس لیا اور آج 3050 روپے فی بیگ ڈی اے پی کی قیمت کراچی میں ہے اور50/100 روپے کرایہ وغیرہ کی مد میں ڈال کر مختلف اضلاع میں اس کی قیمت 3100یا3150 روپے ہے۔

جناب سپیکر!میں اس ایوان میں کھڑے ہو کر ممبران سے کہتا ہوں کہ از راہ مہربانی وہ تعاون فرمائیں کیونکہ یہ اجتماعی مسئلہ ہے، یہ حکومت کا مسئلہ نہیں ہے، یہ مسلم لیگ(ن)کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ یہ پوری قوم اور ملک کا مسئلہ ہے۔اپنے حلقوں میں دیکھیں ہم نے محکمہ زراعت کے افسران کو warn کیا ہے اور ڈی سی او صاحبان کو بھی کہا ہے، ان کے ڈی ڈی او(آر) ہیں، ان کے پاس ہمارے ڈی ڈی او(اے) ہیں، ان کے پاس capacity نہیں ہے لیکن وہاں پولیس ہے اور ڈی پی او صاحبان کو کہا ہے کہ وہاں پر 3100 یا3150 سے زیادہ بیچیں تو ہمیں آگاہ کریں اور اگر محکمہ زراعت کا کوئی بندہ اس میں ملوث ہوا تو پہلے اس کے خلاف کارروائی ہو گی اور ڈیلر حضرات کے خلاف بعد میں کارروائی ہو گی۔

جناب سپیکر!اسی طرح یوریا کھاد کی ہمارے ہاں 22 لاکھ ٹن ضرورت ہے۔ابھی ایک لاکھ 15 ہزار ٹن امپورٹ کی جارہی ہے اور ملک کے اندر چار لاکھ ٹن ماہانہ یوریا کی پیداوار جاری ہے۔ ڈی اے پی 55ہزار ٹن پیدا ہو رہی ہے اور8لاکھ 90ہزار ٹن ڈی اے پی یہاں پر پہلے سے موجود ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ ڈی اے پی کی کمی نہیں ہو گی اور یوریا کی کمی کے لئے بھی بار بار کہا ہے اور اب بھی مرکزی حکومت سے کہا ہے کہ مہربانی کر کے اس کو exploit کریں اور یوریا فوری طور پر امپورٹ کریں کیونکہ مرکزی حکومت نے امپورٹ کرنی ہے اور ہم انہیں کہہ سکتے ہیں کہ وہ امپورٹ کریں تاکہ یہاں پر کھاد کی کمی نہ ہو۔ہمیں اس بات کا افسوس ہے کہ کسانوں کے ساتھ زیادتی ہوئی اور کھاد بلیک پر فروخت ہوئی۔جب دیہاتوں کی سطح پر جائیں گے تو وہاں پر کھاد کا پہنچنا مشکل ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے کمی ہو جاتی ہے اور وہاں پر پھر بلیک مارکیٹنگ والے بھی آتے ہیں اور پھر ہولڈنگ والے بھی آتے ہیں۔

جناب سپیکر! ملتان میں 42 ہزار بیگز کا ایک سٹاک پڑا تھا، وہاں پر فائرنگ ہوئی اور پرچہ درج ہوا اور ہم نے وہ برآمد کر کے کاشت کاروں میں تقسیم کرا دیا۔ جہاں جہاں بھی سٹور تھے تو ہم نے کارروائی کی ہے اور اب کہیں بھی ہولڈنگ نہیں ہے۔ اگر کہیں کوئی ہولڈنگ ہے تو ہمیں آگاہ کریں، پریس ہمیں آگاہ کرے، ہمارے معزز ممبران آگاہ کریں تو ہمارے محکمہ والے جائیں گے، سیکرٹری جائیں گے اور میں خود جاؤں گا، ان لوگوں کو پکڑیں گے۔ ہم چاہتے ہیں کہ یہ ملک ہم سب کا مشترکہ ملک ہے۔ یہ ترقی کرے کھاد کسانوں اور کاشت کاروں کو انشاء اللہ تعالیٰ دستیاب ہو گی اور ہم پوری کوشش کریں گے کہ انہیں کھاد بروقت دستیاب ہو۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ خصوصی طور پر intervention ہے، میں بتانے کے بعد اپنی بات ختم کروں گا کہ ابھی حکومت نے جو خصوصی اقدامات کئے ہیں کہ کاشت کے لئے زرعی آلات کی مشینری پر 69 کروڑ روپے کی سکیم دی ہے اس کے علاوہ 24 کروڑ روپے کے زرعی آلات قرعہ اندازی کے ذریعے تقسیم ہو چکے ہیں۔ گندم کی پیداوار، خوراک کا تحفظ اور فوڈ سکیورٹی کے لئے 586 لاکھ روپے کا پراجیکٹ رکھا تھا تو اس کے لئے آٹھ کروڑ 55 لاکھ روپے کی رقوم باقاعدہ شفاف طریقے سے جیسے گرین ٹریکٹر سکیم تھی، اس کی شرائط محکمہ زراعت کی وساطت سے باقاعدہ اخبارات میں ایڈورٹائز ہوئیں، پورے پریس میں مسلسل اشتہارات آتے رہے ہیں، میڈیا پر آتے رہے ہیں۔ ٹریکٹر سکیم کے لئے اور ان زرعی آلات کے لئے بھی اور اس میں وہی شرط تھی کہ ساڑھے بارہ ایکڑ تک والے خرید سکتے ہیں۔ جو کاشت کار ساڑھے سات سے پچیس ایکڑ تک اور اس میں پھر وہی شرائط تھیں کہ وہ زرعی بنک کا نادہندہ نہ ہو، پہلے یہ سہولتیں حکومت سے نہ لی ہوں، ان شرائط کے تحت وہ شفاف قرعہ اندازی کے ذریعے کاشت کاروں کو تقسیم کی گئی ہیں۔

جناب والا! تیسرا Tunnel technology ہے۔ اس کے لئے 55 کروڑ روپے ہیں، جس میں سے 22 کروڑ 50 لاکھ کی A.Bs kit کی قرعہ اندازی ہو چکی ہے۔ tunnel farming کے ذریعے high value crop، سبزیاں اور پھل خراب ہو جاتی تھیں تو اس میں یہ تھا کہ tunnel farming off season ہوتے ہیں، بے موسمی سبزیاں جس میں کھیرا، ٹماٹر، کدو، کریلا اور دیگر ہیں۔ اس میں یہ ہے کہ ان کی قیمت دگنا ملتی ہے بلکہ ایک ایکڑ تین لاکھ میں ملتا ہے تو یہ حکومت کی نئی

کے لئے اتنی رقم tunnel farming ہوں تو encourage ہے تاکہ کسان intervention رکھی ہے تاکہ اس سے خاطر خواہ فائدہ اٹھا کر سبزیوں میں خود کفیل ہوں۔

ابھی ایک بات چلی ہے کہ یہاں پر پھل، سبزیاں اور آم خراب ہوتے ہیں تو اس کے لئے ہمارا ایک ذیلی ادارہ P.A.M.C.O بنایا ہے۔ Punjab Agriculture Marketing Company کے نام سے ہے جس کے ذریعے فوری وزیر اعلیٰ صاحب کے حکم پر انہوں نے 75 کروڑ روپے ان کو ریلیز کر دیئے ہیں۔ اسلام آباد، لاہور، ملتان، رحیم یار خان، بھلوال اور کراچی میں cool chain cold storage بنائے جا رہے ہیں تاکہ وہاں مارکیٹ سے سبزیاں اور پھل آئیں اور export ہوں۔ اس سے میں سمجھتا ہوں کہ تقریباً 2۔ارب ڈالر کی برآمدات میں اضافہ ہوگا اور یہ حکومت پنجاب کا بہت اچھا اقدام ہے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ depregation ہے، sprinkle ہے اس کے لئے 6۔ارب 91 کروڑ روپے رکھے ہیں۔ 61 کروڑ 46 لاکھ روپے اس سال خرچ ہوں گے۔ تھل کینال تھل کا علاقہ ہے، منصوبہ برائے ترقی علاقہ تھل یہ 2۔ارب 28 کروڑ 50 لاکھ کا project ہے اور اس کے لئے 20 کروڑ اس سال خرچ ہوں گے وہاں پر کھالے بنائے جائیں گے، نالیاں بنائی جائیں گی، water courses کے علاوہ وہاں پر drip کا system بھی قائم کیا جائے گا۔ furrow plantation ہوتی ہے، پٹریوں پر جب کاشت کی پیداوار بڑھتی ہے اس کے لئے 12 کروڑ رکھے گئے ہیں۔ منصوبہ برائے اصلاح آبپاشی کے لئے 3۔ارب 51 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔ یہ بڑے بڑے چند پراجیکٹ کی میں نے تفصیل بتائی ہے۔ اس کے علاوہ بھی بہت سارے projects ہیں جن پر حکومت عملدرآمد کر رہی ہے۔ یہاں پر میرے ایک معزز ممبر نے laser leveller اور پانی کی بات کی تھی پچھلی حکومت میں آپ کو پتا ہے کہ ایک میگاواٹ بجلی بھی پیدا نہیں ہوئی۔ ابھی محترم وزیر اعلیٰ چائنہ تشریف لے گئے تھے وہاں sign M.O.U 19 ہوئے جن میں 6 زراعت پر ہیں۔ Drip irrigation پر چولستان کے لئے بہت بڑا پراجیکٹ ہے اور بہاولپور کے لئے اور اس علاقے میں جو sandy area ہے وہاں پر کاٹن کاشت ہوگی۔ اس کے علاوہ پاکستان میں pesticide کے لئے active engineering کی فیکٹری نہیں ہے اس کے لئے M.O.U

sign ہوا ہے۔ Research کے لئے وزیراعلیٰ نے حکم دیا ہے کہ پانچ سو سائنسدان doctorate کے لئے باہر جائیں گے۔ یہ تمام تر concern اس لئے ہے کہ وزیراعلیٰ نے زراعت کو پہلی ترجیح دی ہوئی ہے اس پر ان کی پوری ٹیم کام کر رہی ہے اور ہم بھی ان کے ساتھ کام کر رہے ہیں۔ میں یہ عرض کروں گا کہ یہاں پر بہت سارے مسائل ہیں کیونکہ میں نے پہلے عرض کیا کہ کھاد کا مسئلہ ہے وہ پاکستان میں تیار نہیں ہو رہی ہے، یوریا کھاد 48 لاکھ ٹن پیدا ہو رہی ہے جبکہ 54 لاکھ ٹن ہماری ضرورت ہے۔ D.A.P تمام کی تمام import ہوتی ہے، ڈیزل آئل کا مسئلہ Federal Government سے متعلقہ ہے اب جو پنجاب کے بس میں ہے اس کے لئے ہم پوری طرح سے active ہیں۔ ہمارا wing extension ایک ہزار نمائشی پلاٹ گندم کے لئے تیار کر رہا ہے۔ social mobilization کے لئے ان کے کالج کے طلباء ہیں، یونیورسٹیوں کے طلباء ہیں، سوشل ویلفیئر کا محکمہ ہے اور دیگر محکمے involve کئے جا رہے ہیں، سکولوں کالجوں میں ریلی منعقد کی جا رہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہاؤس کا وقت پانچ منٹ کے لئے مزید بڑھایا جاتا ہے۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): کافی سارا مواد پرنٹ کر کے تقسیم کیا جا رہا ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ پنجاب کے کاشتکار جو جفاکش اور محنتی ہیں ان کی محنت رنگ لائے گی اور پاکستان اپنی زرعی پیداوار میں خود کفیل ہو گا اور ہم انشاء اللہ تعالیٰ 20 ملین گندم کا ٹارگٹ پورا کریں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں research کے شعبے کی بات چھوڑ گیا تھا۔ آپ دیکھیں کہ گندم کے لئے نئی اقسام کی چار varieties اس سال approve ہوئی ہیں۔ پہلے Seed Council کا اجلاس دو دو سال بعد ہوتا تھا اس دفعہ ہم Seed Council کے تین اجلاس کر چکے ہیں۔ ملتان میں Cotton Crops Management Group(CCMG) کی میٹنگ ہوتی ہے اس کی وہاں پر پانچ میٹنگ ہو چکی ہیں۔ یہاں جو میٹنگیں ہوئی ہیں اس میں بیج کی چار نئی approve verities کی ہیں۔ لاثانی 2008 ہے، فیصل آباد 2008 ہے، چکوال 50 نئی ورائٹی آئی ہے۔ چکوال میں وہاں بارانی علاقوں کی

بات ہوئی تو وہاں mini dam کا project بن رہا ہے۔ وہاں پر 20 کروڑ روپے rental اور والوں کے لئے project بنایا ہے اس پر کام ہوگا۔ وزیر اعلیٰ نے کہا کہ وہاں mini dam کے لئے پانی کا انتظام کیا جائے۔ پہلی دفعہ Seed Corporation کے ذریعے وہاں پر seed تقسیم کروایا گیا ہے اور seed کی نئی ورائٹی تقسیم کرائی گئی ہے۔ Seed Corporation کے پاس پچھلے سال ٹوٹل 11 لاکھ من seed اکٹھا کیا گیا تھا۔ اس سال مشکل ترین حالات کے باوجود 13 لاکھ من seed اکٹھا کیا گیا اور 10 لاکھ من seed نیا تیار کر کے کسانوں کو دیا جا رہا ہے۔ یہ ایسے اقدامات ہیں جس طرح میں نے پہلے عرض کیا کہ یہ time taking ہیں۔ B.T. cotton یہ کاٹن کی ورائٹی ہے اس پر بیماریوں کا حملہ ہوتا ہے۔ آج تک کوئی نئی ورائٹی approve نہیں ہوئی، یہ پہلی دفعہ B.T. cotton کی ورائٹی approval میں جا رہی ہے، ان کے ساتھ معاہدہ ہو چکا ہے۔ امریکہ کی Monsanto کمپنی ہے، وہ کہتی ہے کہ یہ ہماری پراپرٹی ہے، ہماری ملکیت ہے، royalty دی جائے، ختم ہو گئی بات، اس کو approve کیا جا رہا ہے۔ بار گر (2) پر سول لائن، بائیو ٹیکنالوجی چائنہ کی کمپنی ہے، اس پر M.O.U sing ہو گئے ہیں۔ یہ خوشخبری ہے کہ اس Monsanto سے ہمارا معاہدہ ہو رہا ہے، بار گر (2) کاٹن کی ورائٹی ہے B.T. cotton ہے جس میں سنڈیاں حملہ کرتی ہیں اس کی وجہ سے وہ سنڈیاں حملہ نہیں کرتیں کیونکہ اس میں زہر ہوتا ہے جو اس کو مار دیتا ہے۔ اس حکومت میں وزیر اعلیٰ نے آتے ہی B.T. cotton پر میٹنگ رکھی۔ یہ انڈیا میں ہے اور اب پاکستان آگے جا رہا ہے، اب B.T. cotton بار گر (2) پر Monsanto کے ساتھ ایک معاہدہ عنقریب ہونے والا ہے اور چائنہ کے ساتھ یہ معاہدہ ہم نے پہلے ہی کر لیا ہے۔ یہاں پر چائنہ کی ٹیم آئے گی وہ یہاں پر ہماری لوکل ورائٹیوں پر کام کریں گے۔ ہمارا research پر بہت تیزی سے کام ہو رہا ہے اور آپ اگلے دو سالوں میں دیکھیں گے کیونکہ ایک نئے seed تیار کرنے میں سات سال لگتے ہیں اس لئے فوری طور پر یہ نہیں ہو سکتا کہ ہم آج کہیں کہ کل ہی ہم نئی ورائٹی لے آئیں گے۔ ماضی میں اس پر کام نہیں ہوا ہم نے P.A.R.B بجٹ میں ایک ارب روپے دیا ہے اور زراعت کے لئے 3۔ارب روپے رکھے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ research کا کام بھی ٹھیک ہوگا، extension کا کام بھی ٹھیک ہوگا، water management کا کام بھی ٹھیک ہوگا۔

جناب سپیکر! میں ایک بات چھوڑ گیا تھا اس کے بعد اپنی بات ختم کرتا ہوں کہ ہمارے اقتدار میں آنے سے پہلے بلڈوزر کا کرایہ 13 سو روپے فی گھنٹہ بنتا تھا اب ہم نے وزیر اعلیٰ کو سمری بھیجی ہے، ہماری کمیٹی بنی تھی اس میں ورکنگ گروپ تھا اس میں ایم پی اے بھی تھے۔ اس کمیٹی نے recommend کیا جیسے ہی recommend کیا وزیر اعلیٰ نے اسی طرح منظور کر لیا اور اب بلڈوزر کا کرایہ 500 روپے فی گھنٹہ ہے۔ اس میں تیل حکومت نے دینا ہے اس کے لئے پیسے منظور ہو چکے ہیں، PLO تیل اضلاع میں پہنچ چکا ہے، پنڈی ڈویژن میں پہنچ چکا ہے۔ وہاں پر 100 بلڈوزر پہنچ چکے ہیں، وہاں بارانی علاقوں میں بھیجے ہوئے ہیں۔ اگر کہیں خرابی یا کمی ہو گی تو مزید بھی بھجوائیں گے اور 100 بلڈوزر مزید آ رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ 500 روپے فی گھنٹہ ایک طرح سے مفت ہے۔ آپ بتائیں کہ اتنے مشکل حالات میں جہاں اتنا constrain ہو، اتنی پیسوں کی کمی ہو تو ایسے کام کرنا بہت بڑے اقدام ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ہماری چالیس لاکھ ایکڑ زمین پڑی ہے۔ ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ ہر سال 25 فیصد نئی زمین زیر کاشت لانی ہے، 25 فیصد فی ایکڑ پیداوار بڑھانی ہے۔ یہ دونوں target achieve ہوں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ ہم زرعی اجناس میں خود کفیل ہو جائیں گے۔ بہت شکریہ

**محترمہ نرگس فیض ملک:** پوائنٹ آف آرڈر۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** جی۔

**محترمہ نرگس فیض ملک:** بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ نہایت اہم issue کی طرف دلانا چاہتی ہوں کہ ایک دن پہلے جیو ٹی وی پر ایک پروگرام دکھایا گیا کیونکہ آپ جانتے ہیں کہ ابھی عیدالاضحیٰ کی آمد ہے اور ہمارا مذہبی فریضہ ہے۔ پنجاب کے دور دراز علاقوں سے یہاں پر جانور لائے جا رہے ہیں ان کے لانے میں جو مشکلات ہیں اور خاص طور پر ضلع بندی ٹیکس، راہداری ٹیکس، پارکنگ ٹیکس کے علاوہ ان کو کافی دشواریاں ہیں جس کی وجہ سے جانور مارکیٹ میں بہت مہنگے بک رہے ہیں۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ جو مختلف قسم کے ٹیکس ہیں ان پر نظر ثانی فرمائی جائے۔ پنجاب حکومت اور ہمارا فرض ہے کہ ہم ایک دینی فریضے کی ادائیگی کے لئے اپنے شہریوں کے لئے اگر آسانی پیدا کریں

گے تب ہی تو لوگ یہ فرض آسانی سے پورا کر سکیں گے۔ اس سے بہت دشواریاں پیدا ہو رہی ہیں اور قیمتیں آسمان کو چھو رہی ہیں۔ ہر مسلمان چاہتا ہے کہ اس مذہبی فریضہ کو ادا کرے اس لئے جتنی جلدی ہو سکے آپ اس پر حکم صادر فرمائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ آج جو زراعت پر بحث ہوئی اور جس طرح منسٹر صاحب نے ماشاء اللہ اس کو sum up کیا ہے اور یہ سارا کچھ منسٹر صاحب کی finger tips پر تھا اس سے ایک بات تو ظاہر ہوتی ہے کہ پنجاب حکومت پوری کوشش کر رہی ہے اور پوری محنت سے اس پر کام کر رہی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ پنجاب کے کسانوں کی سنی جائے گی اور پنجاب کی زراعت ترقی کرے گی۔ اب آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے۔ اب اجلاس کل بروز جمعتہ المبارک مورخہ 28-نومبر 2008 صبح 9 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

1176

# ایجنڈا

# برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

## منعقدہ،28۔نومبر 2008

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

1۔ سوالات (محکمہ جات مال وکالونیز)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

2۔ سرکاری کارروائی

میڈیکل وہیلتھ انسٹی ٹیوشنز کی کارکردگی پر عام بحث

1178

# صوبائی اسمبلی پنجاب

## پندرھویں اسمبلی کا دسواں اجلاس

جمعتہ المبارک، 28-نومبر2008

(یوم الجمع،29-ذیقعد1429ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10بج کر6منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانامحمد اقبال خان منعقد ہوا۔

---

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِo

وَخَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍo فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِo رَبُّ
الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِo فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِo مَرَجَ
الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِo بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِo فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا
تُكَذِّبٰنِo يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُo فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا
تُكَذِّبٰنِo وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَئٰتُ فِي الْبَحْرِ كَالْاَعْلٰمِo فَبِاَيِّ اٰلَآءِ
رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِo كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍo وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ
وَالْاِكْرَامِo

**سورۃ الرَّحمٰن آیات 15 تا 27**

اور جن کو پیدا فرمایا آگ کے لوکے (لپٹ) سے۔ تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ دونوں مشرقوں کا رب اور دونوں مغربوں کا رب۔ تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ اس نے دو سمندر بہائے کہ دیکھنے میں معلوم ہوں ملے ہوئے۔ اور ہے ان میں روک کہ

ایک دوسرے پر بڑھ نہیں سکتا۔ تو تم اپنے رب کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ ان میں سے موتی اور مونگا نکلتا ہے۔ تو تم اپنے رب کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ اور اسی کی ہیں وہ چلنے والیاں کہ دریا میں اٹھی ہوئی ہیں جیسے پہاڑ۔ تو تم اپنے رب کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ زمین پر جتنے ہیں سب کو فنا ہے اور باقی ہے تمہارے رب کی ذات عظمت اور بزرگی والا۔

وماعلینا الاالبلاغ o

نعت رسول مقبول ﷺ جناب افضل نوشاہی نے پیش کی۔

## نعت رسول مقبول ﷺ

دے تبسم کی خیرات ماحول کو ہم کو درکار ہے روشنی یا نبی
اک شیریں جھلک اک نوری ڈھلک تلخ و تاریک ہے زندگی یا نبی
اے نوید مسیحا تیری قوم کا حال عیسیٰ کی بھیڑوں سے بدتر ہوا
اس کے کمزور اور بے ہنر ہاتھ سے چھین لی چرخ نے برتری یا نبی
کام رکھا صرف ہم نے اذکار سے تیری تعلیم اپنائی اغیار نے
حشر میں منہ دکھائیں گے کیسے تجھے ہم سے ناکردہ کار امتی یا نبی
زیست کے تپتے صحرا میں شاہ عرب تیرے اکرام کا ابر برسے گا کب
کب ہری ہوگی شاخ تمنا میری کب مٹے گی میری تشنگی یا نبی

**جناب سپیکر:** بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈے پر محکمہ مال وکالونیز سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

**جناب آصف منظور موہل:** پوائنٹ آف آرڈر۔

**جناب سپیکر:** جی، موہل صاحب!

**جناب آصف منظور موہل:** شکریہ۔ جناب سپیکر! میں دو باتیں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ ایک تو یہ کہ اچھی بھلی پٹڑی پر گاڑی چل رہی تھی اس کو آج پٹڑی سے اتار دیا گیا ہے۔

**جناب سپیکر:** کچھ باتیں ایسی ہوتی ہیں جو ہاؤس میں کرنے والی نہیں ہوتیں، آپ کی مہربانی، بات کو سمجھا کیجئے۔ اللہ کے فضل سے گاڑی پٹڑی پر ٹھیک چل رہی ہے۔

**جناب آصف منظور موہل:** جناب سپیکر! میری عرض سن لیں کہ 10 بجے کا ہی ٹائم رکھ لیا کریں۔ دوسری بات یہ ہے کہ آج کم سے کم پوائنٹ آف آرڈر لیجئے اور سوالات زیادہ پوچھیں۔

جناب سپیکر: جناب نے پہل کر دی ہے اور لوگوں کو کہہ رہے ہیں کہ نہ کریں How is it possible? جو ممبران کا right ہے وہ ختم نہیں کیا جا سکتا۔

لیفٹیننٹ کرنل (ر) محمد شبیر اعوان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

لیفٹیننٹ کرنل (ر) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! B.A/B.Sc دو سال کا کورس ہے اس کی کلاسیں 15۔ ستمبر 2007 سے شروع ہوئیں اور اس کے امتحان مارچ 2009 کو ہوں گے۔ ابھی پنجاب یونیورسٹی اور جو بھی ارباب اختیار ہیں انہوں نے ایک مہینہ مزید ایڈوانس کر دیا ہے۔ یہ کورس اب سوا سال میں ہوگا۔ Students are under pressure, teachers are also under pressure دو سال اس کا normal period ہے، یہ سوا دو سال میں کر رہے ہیں۔ میں نے اس کی investigation کی تھی وہ کہتے ہیں کہ ہمارے میٹرک، ایف اے، ایف ایس سی کے امتحان کے ساتھ یہ clash کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: ابھی متعلقہ وزیر تعلیم یہاں پر موجود نہیں ہیں جب وہ آ جائیں گے تو پھر آپ کی ان سے بات کروا دیں گے۔

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ! میں آپ سے یہ اپیل کروں گا کہ یہ question hour انتہائی ضروری ہوتا ہے اس لئے آپ اس میں ذرا پوائنٹ آف آرڈر سے پرہیز کیا کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں ایک اخبار کی خبر کی طرف نشاندہی کرنے جا رہی ہوں۔ یہ آج کے روزنامہ "پاکستان" کے back page پر خبر ہے۔ یہ خبر پڑھ کر حقیقتاً دل شدید افسردہ بھی ہے کہ فیصل آباد میں "چیف سیکرٹری کے دورے کے دوران ٹاؤن افسر دل کا دورہ پڑنے سے ہلاک۔" یہ کس قسم کی good governance ہے کہ ایک دل کا مریض ہے اور اس کی بیٹی کی طرف سے یہ لکھا ہوا ہے کہ "ہارٹ کا مریض ہونے کے باوجود میرے والد کو خوفزدہ کیا گیا، اللہ سے انصاف مانگتی ہوں" ایک corrupt officer اور شریف شہری میں فرق کرنا بہت ضروری ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں۔ آپ کی بات ہو گئی۔ بڑی مہربانی۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! میری بات مکمل ہو لینے دیں۔

جناب سپیکر: پھر وہی بات، دیکھیں! پھر میں کس طرح ان سوالات کو پورا کر پاؤں گا؟

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ ابھی کل دو دن سے ہمارے ہمسایہ ملک ہندوستان کے شہر ممبئی میں کچھ واقعات ہو رہے ہیں، وہاں کی جو حکومت ہے ان لوگوں نے اور وہاں کے پریس میڈیا نے پاکستان پر الزامات لگائے ہیں۔ یہ انتہائی شرم کی بات ہے کہ ہم ایک طرف تو ان سے تجارت کرنے کی بات کرتے ہیں تو وہ اس کے بدلے میں کبھی ہمارا پانی بند کرتا ہے، کبھی کچھ کرتا ہے اور ہم اس سے دوستیاں بڑھاتے ہیں۔ یہاں تک کہ ہمارے جو وزیر خارجہ ہیں وہ اس وقت وہاں پر ہندوستان میں موجود تھے اور انھوں نے کوئی bold step نہیں لیا، کوئی bold stance نہیں لیا، اس معاملہ میں ہماری حکومت اور ہمارے لوگوں نے کوئی مضبوط موقف اختیار نہیں کیا تو شرم کی بات ہے کہ ہندوستان والے ہم پر ہمیشہ الزام لگاتے ہیں اور مسلمانوں پر الزام لگائے جاتے ہیں۔ ہمیں یکجہتی کا مظاہرہ کرنا ہو گا اور ہمیں اس ایوان کی وساطت سے اس پر اپنی آواز بلند کرنی ہو گی۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ کا یہ point ریکارڈ ہو گیا ہے۔ بہت مہربانی۔ بس، شکریہ۔ ہماری یکجہتی اللہ کے فضل سے موجود ہے۔ وہ federal issue ہے، اس کا جواب وہ خود دیں گے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! یہ انتہائی ظلم ہے۔ اس پر ہماری حکومت کو مضبوط موقف اختیار کرنا چاہئے۔

## سوالات (محکمہ جات مال و کالونیز)

## نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی۔ اب ہم سوالات کی طرف چلتے ہیں۔ میاں نصیر احمد صاحب! آپ کا سوال ہے، نمبر بولئے گا۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! شکریہ۔ میرا سوال نمبر 7 ہے۔

جناب سپیکر: اس کو پڑھا ہوا تصور کریں، کیا کریں؟

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میں یہ چاہ رہا ہوں کہ سوال نمبر 7 اور 8 چونکہ relevant ہیں اس لئے ان کو اکٹھا کر دیا جائے، اس طرح ٹائم بھی بچے گا کیونکہ یہ ایک دوسرے سے بالکل متعلقہ سوال ہیں۔

جناب سپیکر: یعنی آپ کا اگلا دوسرا سوال، ٹھیک ہے۔ ان دونوں کو یکجا کر لیا جائے۔ جی۔

## ضلع لاہور میں پنجاب حکومت کی ملکیتی اراضی اور متعلقہ دیگر تفصیلات

*7: میاں نصیر احمد: کیا وزیر کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع لاہور میں حکومت پنجاب کی ملکیتی اراضی کتنی ہے اور یہ کس کس موضع میں واقع ہے اور اس اراضی کی موجودہ صورتحال کیا ہے؟

(ب) پچھلے 10 سال میں لاہور میں موجودہ جو سرکاری اراضی مختلف لوگوں کو الاٹ / لیز یا فروخت کے ذریعے دی گئی ہے، ان افراد کے نام اور اراضی کے متعلق تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر کالونیز (حاجی محمد اسحاق):

(الف)

| نمبر شمار | نام موضع | موجودہ صورتحال |
|---|---|---|
| -1 | لاہور چھاؤنی | 16- 15502 کنال |
| -2 | اچھرہ | 76-12 کنال |
| -3 | کماہاں | 255-01 کنال |
| -4 | ہیئر | 5-18 کنال |
| -5 | بنگالی | 2339-10 کنال |
| -6 | برکی | 800-14 کنال |

| | | |
|---|---|---|
| -7 | جاہمن | 527-07کنال |
| -8 | بھسین | 310-07کنال |
| -9 | کاہنہ | 1094-01کنال |
| | کل رقبہ | 20912-06کنال |

دیگر تفصیل بابت موجودہ صورتحال رپورٹ علاقہ پٹواری برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تفصیل فروخت اراضی نزول ضلع لاہور ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

## ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی لاہور کے زیر قبضہ حکومت پنجاب کی اراضی و معاوضہ کی تفصیل

*8: میاں نصیر احمد: کیا وزیر کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی نے حکومت پنجاب کی اراضی اپنے قبضہ میں لی ہوئی ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کل رقبہ کتنا ہے اور کس کس موضع میں واقع ہے؟

(ج) اگر حکومت پنجاب نے ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی سے اپنی اراضی کے عوض معاوضہ وصول کیا ہے، تو بتایا جائے کہ کس اراضی کا کتنا معاوضہ وصول کیا گیا ہے، تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر کالونیز (حاجی محمد اسحاق):

(الف) درست ہے۔

(ب)

| نمبر شمار | نام موضع | رقبہ |
|---|---|---|
| -1 | لاہور چھاؤنی | 3684-01کنال |
| | | 100کنال |
| | | 30-06کنال |
| | ٹوٹل | 03814-07کنال |

| | | |
|---|---|---|
| -2 | کماہاں | 178-12کنال |
| -3 | ہیئر | 155-00کنال |
| -4 | بھنگالی | 477-09کنال |
| -5 | برکی | 13-11کنال |
| | کل رقبہ | 4638-19کنال |

(ج) ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی نے کسی بھی اراضی کا کوئی بھی معاوضہ حکومت پنجاب کو ادا نہ کیا ہے۔

**میاں نصیر احمد:** جناب سپیکر! ان دونوں سوالوں میں مجھے جو جواب دیئے گئے ہیں۔ ایک دفعہ پھر افسر شاہی نے اپنے روایتی ہتھکنڈوں کو سامنے رکھتے ہوئے انتہائی غلط جواب دیئے ہیں۔ لاہور کے اندر جو illegal land grabbing committee بنی ہے میں اس کا ممبر ہوں، مجھے یہاں پر جواب دیا گیا ہے کہ گورنمنٹ آف پنجاب کی لاہور کے اندر بیس ہزار کنال سرکاری اراضی ہے جبکہ ڈی سی او نے on record جو ڈیٹا اکٹھا کیا ہے وہ دو لاکھ چھتیس ہزار آٹھ سو کنال گورنمنٹ آف پنجاب کی لاہور کے اندر اراضی ہے۔ اس کے علاوہ لاہور کے 356 موضع جات ہیں، یہاں پر صرف 9 موضع جات کی جگہ بتائی گئی ہے جن میں صرف سرکاری اراضی ہے تو میری جہاں پر رہائش ہے اس کے اندر 900 کنال گورنمنٹ آف پنجاب کی اراضی ہے اور اس کو بھی یہاں پر mention نہیں کیا گیا۔

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ساتھ سوال نمبر 8 میں ڈی۔ ایچ۔ اے نے جو حکومت پنجاب کی اراضی کو acquire کیا ہے اس سے بڑا اور کوئی ظلم نہیں ہو سکتا کہ حکومت پنجاب کی اراضی جو لوگوں کی امانت ہے وہ بقول ڈی۔ ایچ۔ اے ساڑھے چار ہزار کنال اراضی پر انھوں نے قبضہ کیا ہے اور ایک single penny بھی گورنمنٹ آف پنجاب کو ادا نہیں کی گئی ہے، پھر پچھلے آٹھ سال کے اندر انھوں نے جو جگہ acquire کی ہے اگر اس کی مالیت لگائی جائے تو تقریباً چالیس ارب روپیہ بنتا ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ یہ انتہائی حساس issue ہے اس کے اندر ابھی جواب بھی ٹھیک نہیں دیا گیا، اگر تمام سرکاری اراضی کو یہاں پر بتایا جاتا تو یہ تین کھرب روپے کی اراضی بنتی تھی۔ میں آپ سے درخواست کروں گا کہ ان تمام معاملات کو سامنے رکھتے ہوئے۔۔۔

**جناب سپیکر:** ابھی ان کا جواب تو آنے دیں ناں!

میاں نصیر احمد: نہیں۔ میں جو گزارش کرنا چاہ رہا ہوں کیونکہ ایک جواب سے یہ مسئلہ حل نہیں ہو گا۔ میری یہ درخواست ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، میں آپ کی بات سنوں گا لیکن ان کو جواب تو دینے دیں پھر آپ ضمنی سوال کر لیں۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! جواب تو سوال کا دیا ہوا ہے کہ "جتنے مواضعات تھے ان کے مطابق باقی جو مواضعات ہیں ان میں رقبہ کسی نہ کسی سکیم میں ہوتا ہے، جیسے کسی بھی سرکاری دفتر کے لئے، کسی مقصد کے لئے جو الاٹمنٹ کر دی جائے وہ رقبہ اس میں شامل نہیں ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میں نے اس میں گزارش کی تھی کہ گورنمنٹ آف پنجاب کا رقبہ کدھر ہے؟ چاہے وہ کسی سوسائٹی میں ہے، چاہے کسی سرکاری دفتر کے پاس ہے لیکن اس کی ملکیت تبدیل نہیں ہو سکتی تو اس میں، میں بتانا چاہ رہا ہوں کہ لاہور کے 356 موضع جات ہیں اور ہر موضع جات کے اندر 200,300,500 کنال اراضی ہے۔ اس میں یہ تمام mention نہیں کیا گیا۔ تیسرا ڈی۔ایچ۔اے نے جو اراضی acquire کی ہے وہ ساڑھے چار ہزار کنال بغیر کسی این۔او۔سی کے اور بغیر کسی legal entity کے acquire کی ہیں۔

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! جہاں تک میاں نصیر صاحب کے سوال کا تعلق ہے تو تمام موضع جات کی تفصیل ریکارڈ میں موجود ہوتی ہے جہاں سے وہ جب چاہیں، جس وقت چاہیں چیک کر سکتے ہیں۔ جہاں تک ان کا related question No.8 ہے کہ ڈی۔ایچ۔اے نے کیا ہے، وہ ڈی۔ایچ۔اے کو زمین پچھلے آمریت کے دور میں ہی الاٹ ہوئی ہے اور اس کا کوئی معاوضہ نہیں لیا گیا۔ اگر اس بارے میں کوئی ضمنی سوال کرنا چاہیں تو میں اس کا جواب دینے کے لئے تیار ہوں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال بنتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، ان کی بات سنیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں پہلے کھڑی ہوئی ہوں۔

جناب سپیکر: وہ تو ٹھیک ہے لیکن آپ کو بہت مواقع ملتے ہیں اور ان کو بہت کم موقع ملتا ہے۔ بڑی مہربانی، اس کے بعد میں آپ کو موقع دیتا ہوں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: شکریہ۔ جناب سپیکر! جز (ب) میں کہا گیا ہے کہ سرکاری زمین مختلف لوگوں کو الاٹ کی گئی ہے تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جن لوگوں کو یہ زمین الاٹ کی گئی ہے، لیز پر دی گئی ہے یا فروخت کی گئی ہے ان میں سے کسی سرکاری ملازم کو بھی یہ زمین دی گئی ہے؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! یہاں پر صرف زمین کی تفصیل بتائی گئی ہے، الاٹمنٹ کے متعلق پوچھا گیا ہے، کوئی سوال ایسا نہیں تھا لیکن اس میں یہ ہے کہ سرکاری ملازم کو زمینیں الاٹ نہیں ہوتی ہیں، پلاٹ الاٹ ہوتے ہیں جو آمریت کے دور میں ہے یا آپ کے policy matter میں ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! یہ ایک ہی چیز ہو گئی ناں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ آمنہ الفت صاحبہ ضمنی سوال پر ہیں۔

جناب محمد یٰسین سوہل: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، ایک منٹ، آپ کی طرف بھی آ رہا ہوں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی لاہور آرڈیننس 1999 کی کس کلاز یا قانون کے مطابق کسی بھی سرکاری اراضی پر قبضہ کرنا اس کا حق بن جاتا ہے یا محکمہ مال نے خود ہی ڈی۔ ایچ۔ اے کو قبضہ کرنے کا اختیار دیا ہوا ہے؟ پھر جز (ب) کے جواب کے مطابق 46 ہزار 38 کنال اور 19 مرلے حکومت پنجاب کی اراضی پر ڈی۔ ایچ۔ اے نے قبضہ کیا ہے اور ادائیگی بھی نہ کی گئی ہے۔ یہ کس کلاز کے تحت اور کس اصول کے تحت اس پر قبضہ کیا گیا ہے؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! محترم رکن اسمبلی کے سوال کے مطابق جو رولز ہیں وہ آمریت میں قانون یا رولز یا آرڈرز نہیں چلتے ہیں، وہاں پر آرڈیننس ہی جاری ہوتا ہے اور حکم جاری ہو جاتا ہے تو بورڈ آف ریونیو نے کر دیا ہو گا؟ میں کسی قسم کا غلط جواب دینے کے لئے تیار بھی نہیں ہوں۔ میں بالکل یہ کہوں گا۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! یہ کوئی جواب نہیں ہے۔ مجھے صرف یہ اس آرڈیننس کا حوالہ دیں۔ آپ اس چیز کا نوٹس لیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: جی، میں اس کا نوٹس لے رہا ہوں۔ آپ فکر نہ کریں۔

جناب محمد یٰسین سوہل: جناب سپیکر! آپ نے پہلے مجھے اجازت دی۔

جناب سپیکر: جی، میں آپ کی بات سننا چاہتا ہوں۔

جناب محمد یٰسین سوہل: جناب سپیکر! میرا اس میں ضمنی سوال یہ ہے کہ۔۔۔ (قطع کلامیاں)

**MR. SPEAKER:** Order please. Order in the House.

جناب محمد یٰسین سوہل: بٹھائیں، جناب! ان سب کو بٹھا دیں، میں بات کر رہا ہوں۔ میرے بعد یہ بات کر لیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ نہ ان سے گھبرائیں، وہ میرے لئے کھڑے ہیں۔ وہ مجھ سے بات کرنا چاہتے ہیں۔

جناب محمد یٰسین سوہل: جناب سپیکر! میاں نصیر صاحب نے جو سوال کیا ہے اس کا جو جواب دیا گیا ہے وہ میں سمجھتا ہوں کہ بالکل غلط جواب ہے۔ اس پر فوری طور پر ایک کمیٹی بنی چاہئے کیونکہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایک گاؤں سے لے کر دوسرے گاؤں میں جتنے راستے ہوتے ہیں ان کا بھی ذکر نہیں کیا گیا وہ سارے کے سارے راستے ڈی۔ایچ۔اے نے شامل کر لئے ہیں، شاملات کی زمین ہے، گاؤں میں جتنے کھال ہوتے ہیں، نہریں ہوتی ہیں وہ تمام کا تمام رقبہ انھوں نے اپنی سوسائٹی کے اندر ڈال لیا ہے اور حکومت پنجاب کو اس کا کوئی معاوضہ نہیں دیا گیا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بہت بڑا گھپلا ہے۔ اس پر فوری ایک کمیٹی بنی چاہئے تاکہ اس کمیٹی کے ذریعے اس بات کا پتا چلایا جاسکے کہ یہ کتنے اربوں، کھربوں

روپے کی رقم ہے جو ہم وصول کر سکتے ہیں، آج ہم کتنے بڑے مسائل سے دوچار ہیں، اگر ہم وہ رقم ان سے وصول کر لیں گے تو ہمارے تمام کے تمام یہ مسائل حل ہو سکتے ہیں۔ اس پر فوری ایک کمیٹی بنائی جائے تاکہ اس کا پتا چلایا جا سکے کہ ڈی۔ایچ۔اے والوں نے کتنا رقبہ ہڑپ کیا ہوا ہے اور اس پر قبضہ کیا ہوا ہے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، وزیر مال!

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! جہاں تک میاں صاحب کے سوال کا تعلق ہے مجھے اس بات سے کوئی اعتراض نہیں ہے، بے شک کوئی بھی ارباب اختیار کی کمیٹی بنا دی جائے جو اس بات کا action لے کہ حکومت کے اتنے رقبے کو کیوں لیا گیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، ہم اس میں کمیٹی بناتے ہیں۔

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! میری یہ بھی گزارش ہے کہ کمیٹی چھوٹی اور powerful بھی ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر: اللہ کے فضل و کرم سے powerful کمیٹی بنائیں گے۔ جی، میں کمیٹی بنانا چاہتا ہوں۔ بنا دی جائے؟

آوازیں: جی، بنا دی جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جو settled norms of rules ہیں اگر ہم ان کے قریب رہ کر چلائیں گے تو میرے خیال میں زیادہ بہتر ہے۔ یہاں پر ایک دن پہلے بھی اس بات پر بڑا شور اٹھا کہ غلط جوابات دیئے جا رہے ہیں۔ میں نے اس دن on the floor of the House یہ بات admit کی تھی کہ صحیح جواب آنا، صحیح information آنا اس ہاؤس کا right ہے اور اگر کوئی ڈیپارٹمنٹ اس کو violate کرتا ہے تو وہ اس ہاؤس کے استحقاق کو مجروح کرتا ہے۔ میں نے یہ بھی کہا تھا کہ اگر کسی جگہ پر بھی کوئی ممبر یہ سمجھے کہ یہ جواب غلط ہے تو وہ اپنی تحریک استحقاق لائے، ہم اس تحریک استحقاق کو discuss کریں گے اور اگر وہ reasonable ہوئی تو اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کریں گے۔ رانا عبدالرحمٰن صاحب اسی بنیاد پر ایک motion لائے۔ ان

کی وہ motion کل پیش ہوئی اس پر میں نے آج ڈیپارٹمنٹ کو بلوایا لیکن Department was unable to answer اور میں نے ان سے کہا ہے کہ جب آپ take up کریں گے I will accept that لہذا میں سمجھتا ہوں کہ اس کے لئے سپیشل کمیٹیاں یا other کمیٹیاں بنانے کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب سپیکر: راناصاحب! آپ بھی اسے دیکھ لیں۔ہاؤس کی sense یہ ہے کہ اس میں بہت زیادہ گھپلے ہوئے ہیں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! اس میں 40۔ارب کی recovery ہونی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! بات سنیں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ہر معاملے کے لئے ایک طریق کار ہے اگر جواب غلط ہے تو یہ تحریک استحقاق لائیں۔جس ڈیپارٹمنٹ نے بھی غلط جواب دے کر اس ہاؤس کا استحقاق مجروح کیا ہے اس ڈیپارٹمنٹ کو وہاں آ کر answerable ہونا پڑے گا۔اگر یہ گھپلے ہوئے ہیں تو پھر یہ ہاؤس in power ہے کہ یہ اس کی انکوائری C.M.I.T یا اینٹی کرپشن سے کرائے۔مثال کے طور پر اگر ہم کمیٹی بنا دیتے ہیں وہ کمیٹی انکوائری کرنے کے بعد کہتی ہے کہ گھپلے ہوئے ہیں جو کہ میں اب بھی کہتا ہوں کہ اس میں کوئی شک نہیں ہے جیسے محترم فرما رہے ہیں کہ وہاں گھپلے ہوئے ہیں۔ پھر ماسوائے اس کے کہ اس معاملے کو politicalize کیا جائے اور ملزمان کو کسی نہ کسی عدالت سے اس بات سے relief ملے کہ political victimization ہو رہی ہے تو بہتر نہیں ہے کہ جو ادارے اسی مقصد کے لئے ہیں وہاں بھی دیکھنے سے، ڈھونڈنے سے کوئی نہ کوئی بہتر آفیسر مل جائے گا۔یہ جس سے کہیں اس سے انکوائری کرا دیتے ہیں اور اس انکوائری کے رزلٹ میں مقدمہ درج ہو جائے گا اور اس میں کسی قسم کا کوئی قانونی سقم بھی نہیں ہو گا ورنہ رٹ ہو گی اور گھپلا کرنے والے لوگوں کو relief مل جائے گا۔

جناب محمد یٰسین سوہل: جناب سپیکر! اس میں اربوں روپے کا مسئلہ ہے لہذا اس پر کمیٹی بننی چاہئے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہاں ایوان میں جمعہ والے دن میاں چنوں کے بارے میں راجہ ریاض صاحب نے جواب دیتے ہوئے بڑا categorically کہا تھا کہ 2000 کے بعد میاں چنوں میں کوئی کام نہیں ہوا۔ آپ نے کہا تھا کہ اگر جواب غلط ہے تو پھر آپ کا استحقاق بنتا ہے آپ تحریک استحقاق لائیں اور آپ نے اس بات کو commit کیا تھا کہ اگر آپ ثبوت لائیں گے تو آپ کی تحریک استحقاق بنتی ہے۔ اب میرے پاس ثبوت ہیں۔

جناب سپیکر: جب تحاریک استحقاق کا ٹائم ہو گا تو اس وقت بات کرنا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اسی کے ساتھ related ہے غلط جواب اور پھر اس پر منسٹر کا اس بات پر بضد ہونا۔

جناب سپیکر: آپ تحریک استحقاق لائیں، اس پر غور کریں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں نے تحریک استحقاق جمع کرائی ہوئی ہے لیکن میری آپ سے شکایت ہے کہ آپ نے اسے شامل نہیں کیا۔

جناب سپیکر: شکایت نہ کریں، جاکر ہمارا ریکارڈ دیکھیں۔ پھر میرے ساتھ بات کرنا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: شامل کر دی ہے؟

جناب سپیکر: میں آپ کو یہ نہیں بتا سکتا کہ شامل ہے کہ نہیں لیکن آپ ریکارڈ دیکھیں اگر آپ کی تسلی ہو گی تو ٹھیک ہے۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! میں گزارش کروں گا کہ منسٹر صاحب نے ہر جز کے جواب میں کہا ہے کہ یہ آمریت کے دور میں ہوا۔ یہ پچھلے 9 مہینوں سے کیا کر رہے ہیں؟ اگر پچھلے دور میں کوئی irregularities ہوئی ہیں اور اگر یہ محکمے exist کرتے ہیں تو یہ ان چیزوں کا notice کیوں نہیں لیتے؟

جناب سپیکر: جی، وہ لے رہے ہیں۔

**جناب محمد یار ہراج:** جناب سپیکر! رانا صاحب نے جو کمیٹی کے حوالے سے بات کی ہے میں بالکل ان کی بات کو second کرتا ہوں۔ یہ بہت اچھا قدم ہے کہ یہ ڈیپارٹمنٹ والوں کو بلاتے ہیں اور ان کی باز پُرس کی جاتی ہے لیکن یہ منسٹرز کس لئے ہیں، یہ محکمے کس لئے ہیں؟ اگر رانا ثناء اللہ صاحب نے Swiss army life بن کر ہر چیز کا جواب دینا ہے تو پھر باقی منسٹرز کو یہاں کیوں رکھا ہوا ہے؟ حکومتی بنچوں سے پیپلز پارٹی اور نواز لیگ کے ممبران ہی کہہ رہے ہیں کہ ہمارے وزراء سوالات کے جوابات صحیح نہیں دے رہے۔ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ اس کا notice لیں۔ یہ بات نہیں ہے کہ ہر irregularities کا جواب رانا ثناء اللہ صاحب کے پاس ہے باقی ممبرز موجود ہیں، باقی محکمے موجود ہیں، باقی وزراء موجود ہیں وہ تیاری کر کے آئیں اور اپنے محکموں کا خود notice لیں۔ شکریہ

**ڈاکٹر محمد اختر ملک:** جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

**جناب سپیکر:** جی، کیا ضمنی سوال ہے؟

**ڈاکٹر محمد اختر ملک:** جناب سپیکر! یہ اتنا اہم معاملہ ہے لہذا میری گزارش ہے کہ اس کے لئے کمیٹی بنا دی جائے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا وزیر مال واضح کریں گے کہ لیز پالیسی کیا ہے؟

**جناب سپیکر:** جی۔

**ڈاکٹر محمد اختر ملک:** جناب سپیکر! میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ لیز پالیسی کیا ہے؟ اگر یہ ایوان کو بتا دی جائے تو میرے خیال میں کافی confusion دور ہو جائے گا۔

**جناب سپیکر:** جی، منسٹر صاحب! معزز رکن لیز پالیسی پوچھنا چاہتے ہیں۔

**وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق):** جناب سپیکر! 1997 سے وزیر اعلیٰ کی طرف سے لیز پر زمین دینے کی پالیسی پر ban لگا ہوا ہے اس کے بعد دوبارہ پٹے پر زمین نہیں دی گئی۔ ابھی اس بارے میں پالیسی بن رہی ہے۔

**ڈاکٹر محمد اختر ملک:** اگر ban تھا تو ان دس سالوں میں لیز پر زمینیں کیوں دی گئی ہیں؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! حکومت کی پالیسی کے مطابق سمری بھیجی گئی ہے کہ دوبارہ ان زمینوں کو پٹے پر دے تاکہ اسے کار آمد مقاصد میں لایا جا سکے۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! جب ban لگا ہوا ہے تو پھر لیز پر دینے کا کیا منطق ہے؟

جناب سپیکر: پلیز دیکھیں کہ کتنے ضمنی سوالات ہونے چاہئیں۔ آپ نے تو ایک ہی سوال پر اتنے ضمنی سوال کر دیئے ہیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! وزیر موصوف نے میرے سوال کا یہ جواب دیا تھا کہ اس سوال میں لیز یا الاٹمنٹ کے لئے سوال ہی نہیں کیا گیا جبکہ اس کا جز (ب) یہی ہے دس سالوں میں سرکاری اراضی مختلف لوگوں کو الاٹ یا لیز یا فروخت کے ذریعے دی گئی ہے ان افراد کے نام اور اراضی کی تفصیل فراہم کی جائے۔ میرا سوال یہ تھا کہ یہ زمین، پلاٹ، رقبہ سرکاری ملازمین کو دیا گیا ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر: کون سے سوال کا جز (ب) ہے؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب! سوال نمبر 7 کا جز (ب) ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! محترمہ کہہ رہی ہیں کہ سوال نمبر 7 کے جز (ب) کے مطابق جواب دینا تھا۔

جناب جوئیل عامر سہوترا: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب آصف منظور موہل: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: پلیز، بات تو سننے دیں۔ پہلے ان کا ضمنی سوال آیا ہوا ہے۔ آپ interrupt کرتے ہیں۔ موہل صاحب! تشریف رکھیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: سرکاری ملازمین کو زمین، پلاٹ یا رقبہ دیا گیا ہے یا نہیں؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! جہاں تک سرکاری زمین کی الاٹمنٹ کا تعلق ہے تو سوائے جرنیلوں کے کسی بھی سرکاری ملازم کو آبادکاری یا چراگاہ سکیم میں زمین الاٹ نہیں ہوتی۔

جناب آصف منظور موہل: جناب سپیکر! میں بھی بات کرنا چاہتا ہوں۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! میرے سوال کا جواب نہیں آیا کہ اگر lease پر ban تھا تو پھر کس بنیاد پر یہ زمینیں lease پر دی گئی ہیں، کیا وجہ تھی، کون سی ایمرجنسی تھی؟ کونسی آفت آرہی تھی کہ ban کے باوجود زمینیں lease پر دینا ضروری تھا؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! کہیں ایسا تو نہیں کہ پہلے ان کے پاس lease چل رہی ہو اور اسی کو دوبارہ کر دیا ہو؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ آپ تشریف رکھیں۔ کسی اور کو بھی موقع دیں۔ آپ نے سوال کر لیا ہے۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! اب دوبارہ پالیسی کے لئے لکھا گیا ہے کہ گورنمنٹ کی ہدایت کے مطابق انھیں زمینیں الاٹ کر دی جائیں گی لیکن ابھی تک کوئی ایسی پالیسی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، جو ban کے باوجود lease کی گئی ہے اس پر آپ کوئی ایکشن لیں گے؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! اگر ban کے دوران کوئی allotment ہوئی ہے تو اس کی نشاندہی کریں انشاء اللہ تعالیٰ اس پر کارروائی کی جائے گی۔

جناب سپیکر: چلیں، شاباش۔ جی، موہل صاحب! آپ کوئی ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں تو فرمائیں!

جناب آصف منظور موہل: جناب سپیکر! میں یہی عرض کرنے لگا ہوں کہ ابھی آپ نے ہاؤس میں کمیٹی کی بات فرمائی تھی۔ رانا ثناء اللہ صاحب کا موقف بھی اپنی جگہ ٹھیک ہے۔ ہم ان کی عزت واحترام کرتے ہیں، ان کی جو بات ہوتی ہے وہ بڑی authentic ہوتی ہے مگر اسی ہاؤس میں ایک Dew bottle کے اندر wrapper آنے پر کمیٹی بن گئی تھی تو پھر D.H.A میں اتنے بڑے گھپلوں پر آپ کمیٹی بنانے سے کیوں اجتناب کر رہے ہیں؟ یہ کمیٹی بننی چاہئے۔

جناب جوئیل عامر سہوترا: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال جز (الف) کے بارے میں ہے۔ سوال یہ پوچھا گیا ہے کہ "کیا یہ درست ہے کہ ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی نے حکومت پنجاب کی اراضی اپنے قبضہ

میں لی ہوئی ہے؟اس کا جواب دیا گیا ہے کہ "درست ہے" تو میرا وزیر موصوف سے یہ ضمنی سوال ہے کہ جو جگہ ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی نے اپنے قبضے میں لی ہے اسے واگزار کرانے کے لئے محکمہ کی کیا پالیسی ہے؟اسی طرح جز(ج) کے بارے میں بھی ضمنی سوال پوچھنا چاہوں گا جز(ج) میں پوچھا گیا ہے کہ "اگر حکومت پنجاب نے ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی سے اپنی اراضی کے عوض معاوضہ وصول کیا ہے تو بتایا جائے کہ کس اراضی کا کتنا معاوضہ وصول کیا گیا ہے؟"اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ "ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی نے کسی بھی اراضی کا کوئی بھی معاوضہ حکومت پنجاب کو ادا نہ کیا ہے"تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اگر حکومت پنجاب کو معاوضہ ادا نہیں کیا گیا تو اس معاوضہ کی وصولی کے لئے متعلقہ محکمہ نے کیا پالیسی اپنائی ہے؟

وزیر مال و کالونیز(حاجی محمد اسحاق):جناب سپیکر!اسی سوال پر دس یا پندرہ ضمنی سوال ہو چکے ہیں۔میں نے تو کمیٹی بنانے کے معاملہ کو بھی oppose نہیں کیا۔بہر حال جس طرح رانا ثناء اللہ صاحب نے کہا ہے کہ اس بارے میں ہم ایک departmental کمیٹی بنا دیں گے اور اس معاوضہ کی ادائیگی کے لئے ضرور لکھا جائے گا۔

میاں نصیر احمد:جناب سپیکر!جو سرکاری محکمہ اس کرپشن میں ملوث ہے آپ انکوائری کی ذمہ داری بھی اسی کو دینا چاہتے ہیں؟یہ بڑی عجیب بات ہے۔

جناب سپیکر:میاں نصیر صاحب!اگر آپ کسی special cases کے بارے میں لکھ کر دے دیں تو ہم اس کی انکوائری C.M.I.T کو بھجوا دیتے ہیں۔

میاں نصیر احمد:جناب سپیکر!کیا یہ special case نہیں ہے؟وزیر صاحب بھی admit کرتے ہیں کہ کرپشن ہوئی ہے،اس بارے میں کمیٹی بنی چاہئے اور ہم بھی یہی درخواست کر رہے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر!اس سلسلے میں میرے بھائیوں کا جو موقف ہے میں اس کو تسلیم کرتے ہوئے ان کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ وہ rules جو committees کو cover کرتے ہیں انھیں آپ پڑھ کر دیکھ لیں۔جب کمیٹی بنے گی تو اس کے بعد وہ ایک یا دو مہینے میں اس نتیجے پر پہنچے گی کہ یہاں پر کرپشن ہوئی ہے۔اس کے بعد پھر وہ ایک

رپورٹ بھیجے گی کہ اس محکمہ میں فلاں فلاں جگہ پر کرپشن کی نشاندہی ہوئی ہے۔ دو ماہ بعد جب اجلاس ہوگا تو وہ رپورٹ اجلاس میں آئے گی۔ تین چار ماہ اسی معاملے میں لگ جائیں گے اس کے بعد جب ہاؤس اس رپورٹ کو carry کرلے گا تو پھر حکومت پر لازم ہوگا کہ اس پر کارروائی کرے۔ حکومت پھر اس کی C.M.I.T یا اینٹی کرپشن سے انکوائری کروائے گی کیونکہ اس کے علاوہ اور کوئی طریق کار نہیں ہے۔ اگر اینٹی کرپشن میں پرچہ درج ہونا ہے تو وہاں پر اس act میں یہ درج ہے کہ پہلے انکوائری ہوگی پھر اس کے بعد پرچہ درج ہوگا تو میں ان کی خدمت میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ جو کام آپ چار ماہ بعد کروانا چاہتے ہیں اگر حکومت آج ہی اس کے اوپر ایکشن لینے کے لئے تیار ہے تو پھر اسے چار ماہ delay کرنے کی کیا ضرورت ہے؟

**میاں نصیر احمد:** جناب سپیکر! یہ بہت بڑا گھپلا ہے جس میں بہت سارے سرکاری اہلکار ملوث ہیں۔ انکوائری کے حوالے سے بالکل ان پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔ ایوان کے معزز ارکان پر مشتمل کمیٹی جو رپورٹ پیش کرے گی اس کی ایک blue print کی حیثیت ہوگی اور وہ valid documents ہوں گے اس لئے اس معزز ایوان کی کمیٹی بنائی جائے تاکہ اس بارے میں ضروری کارروائی ہو سکے۔ یہ دوبارہ انہی افسران کے پاس بھیجنا چاہتے ہیں جو اس سارے گھپلے میں involved ہیں۔ یہ بہت بڑا خورد برد ہوا ہے اس میں ان افسران کو pressurize بھی کیا جا سکتا ہے، چونکہ اس میں ایک حساس ادارہ بھی involve ہے اس لئے جیسے ان کا دل چاہے گا وہ ان سے فیصلہ لے لیں گے لہذا یہ ضروری ہے کہ اس ایوان کے اندر اس بارے میں ایک کمیٹی بنائی جائے جو اس کا white paper نکالے اور بتائے کہ کہاں کہاں گھپلے ہوئے ہیں۔ وزیر صاحب بھی willing ہیں، میرا سوال ہے اور ہم بھی یہی چاہتے ہیں اس لئے میری گزارش ہے کہ اس ایوان کی ایک کمیٹی بنائی جائے۔

**محترمہ ساجدہ میر:** جناب سپیکر! کمیٹی نہ بنائی جائے کیونکہ پراپرٹی ڈیلرز اپنے مفاد کے لئے یہ کمیٹی بنوانا چاہتے ہیں۔ جن کا پلاٹوں والا business ہے وہ یہ کمیٹی بنوانا چاہتے ہیں۔ 1997 میں برکی روڈ پر یہ کچھ زمین الاٹ ہوئی تھی، اس میں بہت سے سیاست دانوں کے نام آئیں گے۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس میں ماضی کی غلطیاں بھی ہیں۔ آج جن کی نظر گورنمنٹ ٹرانسپورٹ سوسائٹی کا ہنہ پر لگی

ہوئی ہے وہ چاہتے ہیں کہ وہاں کی allotment بھی ہمیں مل جائے۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ کمیٹی نہیں بننی چاہئے۔ حکومت یہ زمین اپنی تحویل میں لے کر plotting کرے اور غریب لوگوں کو گھر بنا کر دے۔

جناب جوئیل عامر سہوترا: جناب سپیکر! میرے ضمنی سوال کا جواب تو لے دیں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! وزیر قانون صاحب نے فرمایا ہے کہ ہاؤس کی کمیٹی بننے سے یہ کام چار مہینے کی تاخیر سے ہو گا تو میں کہتا ہوں کہ ہمیں کوئی جلدی نہیں ہم چار مہینے انتظار کر سکتے ہیں اس لئے کمیٹی بنا دی جائے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں نے ایک بات کرنی ہے جو کہ اس مسئلہ کا حل ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں محترم وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر acquisition کی کارروائی کے بغیر زمین پر ڈیفنس ہاؤسنگ سوسائٹی نے قبضہ کیا تھا تو جن لوگوں کو وہاں پر پلاٹ دیئے گئے ان کو آج تک حکومت پنجاب نے نوٹس کیوں نہیں دیا کہ آپ کو یہ زمین ناجائز طریقے سے الاٹ ہوئی ہے، آپ ناجائز قابض ہیں لہذا نکل جائیں۔ اگر یہ ڈیفنس سوسائٹی کو کچھ نہیں کہہ سکتے، یہ آپ بھی سمجھتے ہیں اور پورا ہاؤس بھی سمجھتا ہے تو کم از کم جن لوگوں نے وہاں پر پلاٹ لئے تھے اور بغیر acquisition کی کارروائی کے لئے تھے تو ان کو آج تک نوٹس کیوں نہیں دیئے گئے؟ دوسرا تقریباً 40۔ارب روپے کا یہ گھپلا بتایا جا رہا ہے۔ شجرہ اور خسرہ نمبر تبدیل نہیں ہو سکتا اس لئے اس پر آج بھی کارروائی کی جا سکتی ہے۔ اس علاقے کے اندر جتنے پلاٹ دیئے گئے ہیں انھیں نوٹس دے کر بلا لیا جائے۔ کمیٹی بنانے میں تو کوئی حرج نہیں ہے۔ کمیٹی کم از کم ان کو ہی بلا لے اس طرح ڈیفنس ہاؤسنگ سوسائٹی پر pressure پڑے گا ورنہ ڈیفنس ہاؤسنگ سوسائٹی پر کسی صورت بھی pressure نہیں پڑ سکتا۔ جن لوگوں نے وہاں پر مکان بنائے ہیں ان کو direct نوٹس دیا جائے کہ آپ نے یہ جگہ غلط لی ہے اس کا کوئی انتقال نہیں ہے۔ شجرہ تو وہی ہو گا جو 1840 سے چلا آ رہا

ہے یاL.A.Pکے تحت ہوگا جو1939کا ہے۔آپ تو خود ریونیو کو بہت سمجھتے ہیں اس لئے آپ اس معاملے کو اس طریقے سے چلادیں۔ شکریہ

جناب جوئیل عامر سہوترا: جناب سپیکر! میں نے دو ضمنی سوال پوچھے تھے لیکن ابھی تک وزیر صاحب نے ان کا جواب نہیں دیا۔ میں نے آپ کی وساطت سے ان سے یہ عرض کیا تھا کہ حکومت پنجاب کی جو زمین D.H.Aنے قبضہ میں لی ہے اس کو واگزار کرانے کے لئے، اسے واپس لینے کے لئے محکمہ نے کیا پالیسی بنائی ہے؟ میرا دوسرا سوال جز(ج) کے حوالے سے تھا۔

جناب سپیکر: پہلے آپ ایک ضمنی سوال کا جواب لیں پھر اس کے بعد دوسرا ہوگا۔ دیکھیں ہم بڑی دیر سے ایک ہی سوال پر اٹکے ہوئے ہیں۔ جی، وزیر صاحب!

وزیر مال و کالونیز(حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! جہاں تک سوال کا تعلق ہے تو اسی کے مطابق جواب دیا گیا ہے اور زمین کے متعلقہ بتایا گیا ہے کہ D.H.Aنے اسے قبضہ میں لیا ہے اور کوئی معاوضہ ادا نہیں کیا گیا۔ دوسری جتنی بھی باتیں کی جارہی ہیں وہ سوال سے متعلقہ نہیں ہیں، irrelevant ہیں لیکن میں جواب دینا چاہوں گا۔ ڈیفنس ہاؤسنگ سوسائٹی نے جو زمین قبضہ میں لی ہے اس کی plottingہو چکی ہے۔ ان کی allotmentکو چیک کیا جائے گا اور اس کے معاوضے کے لئے لکھا جائے گا۔ باقی اگر مزید تفصیل چاہتے ہیں تو اس کے لئے fresh questionدے دیں۔

جناب جوئیل عامر سہوترا: جناب سپیکر! ہم وزیر صاحب سے جو بات پوچھنا چاہتے ہیں اس کا جواب وہ نہیں دے رہے اور کہہ رہے ہیں کہ یہ irrelevantبات ہے۔ جس بات میں محکمہ پھنستا ہے، جس بات میں محکمہ کی محکمانہ کمزوریاں سامنے آتی ہیں وہ جواب نہیں دیا جاتا اور عوامی نمائندوں کو یہ کہہ کر بٹھا دیا جاتا ہے کہ یہ irrelevantبات ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہمارے لئے باعث افسوس ہے، شرم والی بات ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، کوئی ایسی بات نہیں ہے، آپ اپنی بات کریں۔

جناب جوئیل عامر سہوترا: جناب سپیکر! میں ان سے صرف پالیسی کی بات کر رہا ہوں اور منسٹر صاحب فرمارہے ہیں کہ یہ irrelevantبات ہے۔

جناب سپیکر: میں نہیں سمجھتا جو انہوں نے بات کی ہے۔ وہ irrelevant نہیں ہے بلکہ relevant ہے۔ باتیں relevant ہو رہی ہیں irrelevant بات کوئی نہیں ہو رہی۔ آپ فرمائیں!

جناب وسیم قادر: جناب والا! ہمیں کسی کا pressure نہیں لینا چاہئے۔ (ق) لیگ والے بھی پہلے فوج کے pressure میں رہے ہیں۔ آج ہم بھی اسی pressure میں ہیں۔ اس House کو پورا action لینا چاہئے اور یہ جو اربوں روپے کے گھپلے ہیں منظر عام پر آنے چاہئیں۔ D.H.A والوں کو کوئی پوچھنے والا ہو۔ آج موقع ہے پیپلز پارٹی، (ن) لیگ، (ق) لیگ والے بھائیوں کو مل کر اس پر action لینا چاہئے اور یہ جو انہوں نے اربوں روپے کا گھپلا کیا ہے اس کو منظر عام پر لانا چاہئے۔ جب تک ہم منظر عام پر نہیں لائیں گے میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے ملک کے اندر صحیح جمہوریت نہیں آ سکتی اس لئے آج ہمیں کسی بھی pressure میں نہیں آنا چاہئے۔ اس پر کمیٹی بنانی چاہئے تاکہ ان گھپلوں کا حساب کتاب ہو سکے۔ یہ جتنا بھی جواب آیا ہے یہ سارے کا سارا غلط ہے۔ بہت سارے موضع جات ہیں جن مواضع میں سب سے پہلے ڈیفنس سوسائٹی بنی ان کا اس میں نام ہی شامل نہیں ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ سارے کا سارا جواب غلط نہیں ہے۔ اگر کسی حصے کا جواب غلط ہو گا تو اس کا بھی action لیا جائے گا۔ آپ نشاندہی کریں۔ اگر غلط جواب آیا ہو گا تو میں محرک سے کہوں گا یا آپ میں سے جو صاحب بھی مجھے یہ ثابت کر دے کہ محکمے نے غلط جواب دیا ہے تو آپ کا یہ حق ہے کہ آپ اپنی تحریک استحقاق لائیں اور ہم اس پر پوری کارروائی کریں گے۔ رانا محمد افضل صاحب!

رانا محمد افضل خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! اس سوال پر طویل بحث ہوئی جس میں وزیر موصوف نے اس چیز کو قبول کیا کہ اراضی غلط الاٹ کی گئی ہے۔ میرا خیال ہے کہ اب آپ ruling دیں کہ آپ چیف منسٹر انسپکشن ٹیم سے اس کی انکوائری کروانا چاہتے ہیں یا کمیٹی بنانا چاہتے ہیں تاکہ ہم اگلے سوالات کی طرف جا سکیں۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: میرے خیال میں وزیر صاحب۔۔۔

میاں نصیر احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میاں نصیر احمد: جناب والا! میری ایک چھوٹی سی گزارش ہے کہ آپ اس بات سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اگر ہم House کی کمیٹی بناتے ہوئے بھی ہچکچا رہے ہیں تو کیا ایک سولہویں گریڈ کا آفیسر D.H.A سے اس کا حساب کتاب لے سکے گا؟ ایک 16 یا 17 گریڈ کے آفیسر کی اگر ہم ڈیوٹی لگاتے ہیں کہ وہ جا کر انسپکشن کرے تو کیا وہ کر سکے گا؟ آج ہماری اپنی جرأت نہیں پڑ رہی کہ ہم یہاں ہال کے اندر بیٹھ کر ایک کمیٹی نہیں بنا سکتے۔

ملک محمد وارث کلو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: وہ تو پہلے ہی پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہے ہیں۔ پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔ آپ تشریف رکھیں۔ I request all of you.

جناب محمد اعجاز شفیع: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: اعجاز شفیع صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔ (قطع کلامیاں)

حاجی ذوالفقار علی: جناب والا! میں بھی ایک چھوٹی سی گزارش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں، میں نے floor اعجاز شفیع صاحب کو دیا ہے۔ قواعد و ضوابط کا خیال کیجئے۔ بڑی مہربانی میں آپ کا شکر گزار ہوں گا۔

حاجی ذوالفقار علی: جناب والا! میری بھی چھوٹی سی گزارش ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، یہ نامناسب بات ہے اعجاز شفیع صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔ دیکھتے ہیں کیا بات آتی ہے۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! آپ نے آج دیکھ لیا، ہم تو شروع دن سے یہ کہہ رہے ہیں بلکہ جس دن سے یہ اجلاس شروع ہوا ہے اسی دن سے کہہ رہے ہیں کہ کسی بھی منسٹر کی کوئی تیاری نہیں ہوتی بلکہ House کا ٹائم ضائع ہوتا ہے۔ آپ میری گزارش سنتے جائیں اور دیکھیں آج اس issue پر حکومتی پارٹی کے اراکین خود کہہ رہے ہیں تو پھر اس میں کیا قباحت ہے، کیوں کمیٹیاں نہیں بنائی جا رہیں، جو گھپلے ہوئے ہیں ان کو کیوں نہیں دیکھا جا رہا۔ پہلے تو یہ الزام تھا کہ (ق) لیگ کی جو

سابق حکومت تھی وہ نہیں کرنے دیتی تھی۔ آج حکومتی اراکین کہہ رہے ہیں اور ہم ان کا ساتھ دے رہے ہیں اس لئے میں یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ House کی ایک کمیٹی بنائی جائے اور اس کی تحقیقات سات دن کے اندر اندر کر کے۔۔۔

**جناب سپیکر:** پہلے یہ آپ۔۔۔

**جناب محمد اعجاز شفیع:** جناب سپیکر! اس میں ایسی کون سی وجوہات ہیں، کون سے چہرے ایسے ہیں جن کو آپ بے نقاب نہیں کرنا چاہتے۔

**جناب سپیکر:** آپ میری بات سنیں۔ (قطع کلامیاں)

**جناب محمد اعجاز شفیع:** جناب والا! رانا ثناء اللہ خان کے پاس کوئی بات نہیں ہوتی، صرف لفاظی کے لئے وہ ہر بات کو سابق حکومت کی طرف لے جاتے ہیں اس لئے میری گزارش یہ ہے کہ رانا صاحب کیوں خاموش ہیں؟ دودھ کا دودھ پانی کا پانی ہونا چاہئے۔ مجھے بتائیں کہ آج ایسی کیا وجہ ہے، کون سے وہ فوجی چہرے ہیں؟

**جناب سپیکر:** آپ میری بات سنیں۔

**جناب محمد اعجاز شفیع:** کون سے وہ فوجی چہرے ہیں یا غیر فوجی چہرے ہیں؟

**جناب سپیکر:** آپ خاموش ہوں گے تو میں بات کروں گا۔

**جناب محمد اعجاز شفیع:** جناب والا! آج اس پر کمیٹی بنائیں اور اس مسئلے کو حل کریں۔

**جناب سپیکر:** آپ تشریف رکھیں۔ میرے خیال میں رانا صاحب کی آپ سے دوستی زیادہ ہو گئی ہے۔

**وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):** جناب والا! میں یہ گزارش کروں گا۔

**جناب سپیکر:** جی، فرمائیں!

**وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):** جناب والا! اعجاز شفیع صاحب نے مجھ سے وجہ پوچھی ہے اور کہا ہے کہ کونسے ایسے چہرے ہیں جن کو ہم بے نقاب کرنے سے ڈر رہے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

**جناب سپیکر:** آپ تشریف رکھیں۔ all of you. اب ان کی بات بھی سن لیں۔

**وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):** جناب سپیکر! یہ جتنے بھی سوالات ہیں ان کی آپ date دیکھ لیں، یہ سارے کوئی تین ماہ چار ماہ پہلے کے سوالات ہیں اور جو وزیر ہوتا ہے اس نے ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے جواب دینے ہوتے ہیں۔ منسٹر خود جواب تیار نہیں کرتا اور محکمے کو اس نے defend کرنا ہوتا ہے۔ حالت یہ ہے کہ پچھلے آٹھ سالوں میں ہر ڈیپارٹمنٹ کا بیڑا غرق ہو چکا ہے اور منسٹرز اس کو defend نہیں کر پا رہے۔ جہاں تک انہوں نے یہ بات کی ہے کہ ان چہروں کو بے نقاب کریں جنہوں نے بیڑا غرق کیا ہے۔ وہ چہرے تو ہمارے سامنے بیٹھے ہیں ہم ان کو کیا بے نقاب کریں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

**چودھری عامر سلطان چیمہ:** جناب والا! وزیر موصوف اپنے الفاظ واپس لیں۔ یہ زیادتی ہے اور غیر پارلیمانی الفاظ ہیں۔

**معزز ممبران حزب اقتدار:** یہ چور ہیں۔ چور مچائے شور۔ (قطع کلامیاں)

**جناب سپیکر:** تشریف رکھیں۔ No comments. No comments. Order please. Order in the House. (قطع کلامیاں)

**معزز ممبران حزب اقتدار:** جناب سپیکر! وزیر موصوف اپنے الفاظ واپس لیں اور معذرت کریں۔

**جناب سپیکر:** میرے مائیک کے سوا تمام مائیک بند کر دیئے جائیں۔ رانا صاحب تو معذرت کریں یا نہ کریں۔ میں بات کرتا ہوں۔

**معزز ممبران حزب اقتدار:** چور مچائے شور۔

**جناب سپیکر:** مجھے بات کرنے دیں۔ میں ہی بات کرتا ہوں۔ (قطع کلامیاں)

دیکھئے۔ معزز ممبران! قابل احترام ممبران! ممبران کرام، Dear parliamentarians! No, be wise, be wise, be wise. (قطع کلامیاں) No. No, please. آپ غلط الفاظ استعمال کر رہے ہیں، واپس لیں۔ ان کے کسی لفظ کو بھی کارروائی کا حصہ نہ بنایا جائے۔ تشریف رکھیں، آپ کے Leader of the Opposition کھڑے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

پلیز!آپ تشریف رکھیں۔آپ بھی تشریف رکھیں۔میں آپ سب سے گزارش کر رہا ہوں۔ہاؤس کے ماحول کو خراب نہ کیا جائے،آپ کی مہربانی۔ Order please. Order in the House. Order in the House. بات آپ نے کرنی ہے یا میں نے کرنی ہے۔آپ خاموشی اختیار کریں، میں بات کرتا ہوں۔ چودھری صاحب! معاملے کو ذرا اچھے طریقے سے handle کریں،آپ کی بڑی مہربانی۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر!میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میرے ساتھیوں کا احتجاج rules کے اندر رہے، ہاؤس کے اندر کر رہے ہیں اور manners میں کر رہے ہیں۔ ہم اپنا حق سمجھتے ہیں کہ آپ کے یہاں پر تشریف فرما ہوتے ہوئے ہمارے ساتھ کوئی زیادتی نہ کی جائے۔اب کمیٹی بنانے یا نہ بنانے پر ان دونوں کا آپس میں جھگڑا تھا۔اس کو divert کرنے کے لئے جناب منسٹر صاحب نے الزام تراشی کی ہے۔ان کے پاس ایک سال سے سارا کام چل رہا ہے۔اب تو ان کے اپنے پلندے تیار ہو گئے ہیں،ان پر کام ہونا ہے انہوں نے دوسروں کا کیا کرنا ہے۔ یہ جو کچھ کہا جا رہا تھا،ڈاکو اور ہلاکو کی لڑائی کے اندر ہمیں کیوں پھنسایا جا رہا ہے اور یہ جو ہمیں سب کچھ کہا جا رہا ہے میں آپ سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جب ان کی آپس میں لڑائی ہو تو یہ اس لڑائی کو اپنے آپ تک محدود رکھیں۔یہ حافظوں کو بیچ میں نہ لے کر آئیں۔

جناب والا!میں یہی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے جو الزام تراشی کی ہے یہ الفاظ آپ حذف فرما دیں ہم تب بیٹھیں گے ورنہ ہم یہاں سے walkout کر جائیں گے۔

جناب سپیکر: جو غیر شائستہ الفاظ ہیں ہم انہیں حذف کرواتے ہیں۔(قطع کلامیاں)

جی، ہو گئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! مجھے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ اتنا جوش اور جذبہ کیوں ہے؟ مجھے محترم مونس الٰہی صاحب کو دیکھ کر اندازہ ہو گیا ہے، میں نے کہا ٹھیک ہے، یہ اپنی گزشتہ performance کو ثابت کرنا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں نے یہاں پر جو الفاظ ادا کئے ہیں مجھے تو سمجھ نہیں آ رہی۔ وہ کہتے ہیں کہ جس کا سارے فسانے میں ذکر نہ تھا وہ بات ان کو بہت ناگوار گزری ہے۔ میں نے تو صرف یہ کہا ہے کہ ڈیپارٹمنٹس کا پچھلے 8 سال میں بیڑا غرق ہو چکا ہے اور منسٹر صاحبان ڈیپارٹمنٹس کو defend نہیں کر پا رہے کیونکہ آپ کے یہ سوالات اور ان کے جوابات گزشتہ دور سے ہیں۔ جن لوگوں نے پچھلے 5 سال یا پچھلے 8 سال ڈیپارٹمنٹس کا بیڑا غرق کیا، محترم قائد حزب اختلاف ذرا میری جانب توجہ فرمائیں۔ میری گزارش ہے کہ ذرا میری طرف متوجہ ہوں۔

محترم قائد حزب اختلاف! میں نے یہ کہا کہ جب میں یہ بات کہہ رہا ہوں کہ پچھلے 8 سال اور 5 سال میں ڈیپارٹمنٹس کا جو بیڑا غرق ہوا اس وجہ سے منسٹرز ڈیپارٹمنٹس کو defend نہیں کر پا رہے اور جن لوگوں نے 8 سال اور 5 سال میں بیڑا غرق کیا ہے ان کو بے نقاب کرنے والی بات کون سی ہے۔ اگر میں یہ کہوں کہ پچھلے 5 سال میں گورنمنٹ میں آپ تھے تو اس میں اتنا بُرا منانے والی کون سی بات ہے؟ اگر C&W کا بیڑا غرق ہوا ہے تو محترم قائد حزب اختلاف اس کے جوابدہ ہیں اور اگر irrigation کا کوئی بیڑا غرق ہوا ہے تو محترم چیمہ صاحب جوابدہ ہیں تو میں نے یہی بات کی ہے۔ اب اس بات پر آپ کو کون سا اعتراض ہے وہ میری سمجھ میں نہیں آیا۔ اس کو اگر آپ explain کر دیں تو مجھے خود یہ احساس ہو کہ کون سی بات آپ کو بہت ناگوار گزری ہے۔

جناب سپیکر: جی، میں نے بات سمجھ لی ہے۔ میں نے کہہ دیا ہے، آپ جو حصہ غیر شائستہ سمجھتے ہیں میں نے اس کو حذف کرنے کا حکم دے دیا ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! اگر آپ نے حذف فرمایا ہے تو ہم ہاؤس میں بیٹھنے کے لئے تیار ہیں اور آپ کی اس مہربانی کی وجہ سے اس قابل بھی ہو گئے ہیں۔ میں جناب لاء منسٹر جو کہ نہایت ہی پرانے پارلیمنٹیرین ہیں اور اب چند دنوں سے بہت محتاط انداز اور اچھے الفاظ کے ساتھ گفتگو فرماتے ہیں میں ان کا بڑا مشکور ہوں۔ انہوں نے ایک بات جو کی ہے کہ 8 سال سے محکمانہ خرابی ہے۔ 8 سال کی جو خرابیاں ہیں تو جب منسٹر صاحب کے پاس پچھلے 8 سال کی خرابیاں

آتی ہیں تو اس کو بیان کریں لیکن جب آپ اس ایک سال کی خرابی کو ہمارے سر تھوپتے ہیں تو یہ بڑی عجیب سی بات ہے۔

جناب والا! میں گزارش کروں گا آپ مجھے صرف 2 منٹ کی اجازت دیجئے۔ بس کے اندر گولیاں بیچنے والے شخص نے ایک ہی تقریر رٹی ہوئی ہوتی ہے اور وہ ایک بس سے اتر کر دوسری بس میں وہی تقریر بولتا ہے اس لئے کہ اس میں نئی سواریاں ہوتی ہیں اور وہ چلتا رہتا ہے لیکن یہ وہی پرانے سننے والے بندے ہیں۔ یہاں وہ بس میں گولیاں بیچنے والے کی تقریر نہیں چل سکتی۔ ہر دفعہ نئی اور اچھی بات کی جائے۔ ایک تکرار کر رہے ہیں، good governance کی بات تو آج کئے دیتا ہوں۔ کل وہاں پر چیف سیکرٹری اپنے سیکرٹری کو لے کر گئے تھے ایک انجینئر کو بلا کر کہا گیا کہ ہمیں anti corruption کے کوئی cases مہیا کرو۔ اس نے کہا، میں کہاں سے کروں؟ سیکرٹری نے اس کو اتنی گالیاں دیں کہ وہ وہیں پر مر گیا۔ اس کو گاڑی میں ڈالا اور اس کی بیٹی نے آج پکار کی ہوئی ہے۔ اگر کہیں پر کوئی حادثہ ہو جاتا ہے تو جناب چیف منسٹر بڑی مہربانی فرماتے ہیں، 10/20 لاکھ روپے دے کر آتے ہیں۔ آج اس انجینئر کی بیٹی نے پکار کی ہوئی ہے کہ میرے باپ کو سیکرٹری نے گالیاں دی ہیں اور وہ غیرت مند آدمی تھا، وہ وہیں پر مر گیا، اس کی death ہو گئی۔ میں یہی کہتا ہوں کہ آپ اپنے ان 8 مہینوں کا جواب دیں۔ ان 8 مہینوں کا جواب پچھلے 8 سال کے اوپر نہ ڈالیں۔ شکریہ (قطع کلامیاں)

**وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):** جناب سپیکر! محترم قائد حزب اختلاف نے یہ فرمایا ہے کہ اس انجینئر کو corruption cases کا کہا گیا تو وہ تو بڑا بلا کا آدمی تھا کہ جس نے corruption کے اوپر اتنی شرمندگی محسوس کی کہ اس کی death ہو گئی، یہاں پر تو لوگوں کو corruption کے اوپر کوئی شرم محسوس ہی نہیں ہو رہی۔ محترم قائد حزب اختلاف کے لئے میں اس واقعہ کے بارے میں عرض کر دیتا ہوں کہ غالباً اس انجینئر کا نام سعید مغل تھا۔ وہ T.M.A, Jinnah Town کے انجینئر تھے۔ وہ اپنے حلقے کی roads check کروا رہے تھے، وہ نہ چیف سیکرٹری صاحب سے ملے، نہ چیف سیکرٹری صاحب کے سامنے آئے اور نہ ان سے کوئی گفتگو ہوئی اور یہ قطعی طور پر غلط ہے، وہ آدمی heart patient تھا، اس کی heart surgery ہوئی ہوئی تھی اور اسے problem تھا

جس وجہ سے اس کو heart attack ہوا اور اس کی death ہو گئی۔ اس میں نہ کوئی کرپشن کے cases کی بات ہے، اگر کرپشن کے cases کی وجہ سے death ہونی ہوتی تو پھر ہمارے سامنے بہت ساری deaths ہو چکی ہوتیں۔ (قہقہے)

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ کاش! آج انہوں نے اخبار ہی پڑھ لی ہوتی۔ اس کو زبردستی اٹھا کر جب گاڑی میں بٹھایا گیا۔۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: چودھری صاحب بول رہے ہیں۔ آپ خاموش رہیں۔ (قطع کلامیاں)

جی، مجھے سوال کی طرف جانے دیں۔ آپ سب تشریف رکھیں اور مجھے بات کرنے دیں۔ اس بارے میں یہ کہوں گا کہ رانا صاحب! C.M.I.T کا جو اچھا اور دیانتدار افسر ہو، ان کے مشورے سے اس کو آپ یہ ذمہ داری سونپیں اور next session میں اس کا مکمل طور پر جواب لے کر آئیں۔

میاں نصیر احمد: میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ۔۔۔

جناب سپیکر: میاں نصیر صاحب! اگر آپ کی تسلی نہیں ہو گی تو اس کے بارے میں، میں آپ کی خدمت کے لئے حاضر ہوں۔

جناب محمد یٰسین سوہل: جناب سپیکر! آپ ہاؤس کو دیکھیں۔

جناب سپیکر: جی، مجھے اس کا پتا ہے۔ ہاؤس میرا ہے اور میں ہاؤس کا ہوں۔ میں قاعدے قانون کی بات کر رہا ہوں۔ آپ مہربانی فرما کر میری بات سُنیں اور اس پر عمل کریں۔ اسی کے مطابق ہی عمل ہو گا۔ وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔ بقیہ سوالات next session یا next date کے لئے pending کئے جائیں گے۔

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! کیا تمام کے تمام سوالات pending کئے ہیں؟

## قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

**جناب سپیکر:** جی، آپ تشریف رکھیں۔ ملک محمد وارث کلو ایم پی اے پی پی۔42 اور جناب احمد خان بلوچ ایم پی اے پی پی۔211 نے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ نمبر 234 کے تحت متعلقہ قواعد کو معطل کر کے زرعی انکم ٹیکس کے نفاذ کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت طلب کی ہے۔ محرک اپنی تحریک پیش کریں۔

**ملک محمد وارث کلو:** بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت متعلقہ قواعد کو معطل کر کے زرعی انکم ٹیکس کے نفاذ کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

**جناب سپیکر:** یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت متعلقہ قواعد کو معطل کر کے زرعی انکم ٹیکس کے نفاذ کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

**محترمہ رفعت سلطانہ ڈار:** میں اس کی مخالفت کرتی ہوں۔

**جناب سپیکر:** جی، محترمہ!

**محترمہ رفعت سلطانہ ڈار:** جناب سپیکر! یہ اپنے تحفظ کے لئے چاہتے ہیں کہ یہ ٹیکس نہ لگے۔

**جناب سپیکر:** یہ تحریک پیش کی گئی ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت متعلقہ قواعد کو معطل کر کے زرعی انکم ٹیکس کے نفاذ کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

**جناب سپیکر:** جی، مجھے قاعدے کے مطابق چلنے دیں۔

**محترمہ ساجدہ میر:** جناب سپیکر! جاگیرداروں کی اکثریت آج بھی مسلط ہے۔

**جناب سپیکر:** پنجاب میں کوئی جاگیردار نہیں ہے۔ میں آپ کو واضح کر دینا چاہتا ہوں۔ میں اپنی پیاری بہن کو واضح کر دینا چاہتا ہوں، آپ میری بات سنیں۔ میں نے آپ کی بات غور سے سُنی ہے۔ میں پنجاب کی حد تک بات کر رہا ہوں۔ پورے پنجاب میں کوئی بھی جاگیردار نہیں ہے۔ میں اس بات کو چیلنج کرتا ہوں۔ اب محرک قرارداد پیش کریں۔

## قرارداد

## وفاقی اور صوبائی حکومت سے زرعی انکم ٹیکس لاگو نہ کرنے کا مطالبہ

**ملک محمد وارث کلو:** بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

"جیسا کہ ملک کی کمزور معاشی حالت اور زرمبادلہ کی کمی ایک مسئلہ بنی ہوئی تھی اور اس سلسلہ میں ہماری حکومت نے I.M.F سے قرض امداد کے لئے رجوع کیا تھا اور I.M.F نے قرض کے عوض مطالبات کی ایک طویل فہرست تھمادی تھی اب جبکہ I.M.F سے امداد وصول کرنے کا معاہدہ ہو چکا ہے اور شرائط ابھی افشاں نہ ہوئی ہیں لیکن پریس نے I.M.F کی شرائط میں زرعی انکم ٹیکس کے نفاذ کا مژدہ سنایا ہے جو کہ غریب کسانوں پر میزائل بم بن کر گرا ہے۔ حالانکہ قومی اسمبلی کے پلیٹ فارم پر وزیر مملکت حنا ربانی کھر نے پالیسی بیان دیتے ہوئے زرعی انکم ٹیکس کے نفاذ کی تردید کی ہے مگر اس کے باوجود یہ ایوان ان خدشات پر اپنا ردعمل دینا ضروری سمجھتا ہے کسانوں، زمینداروں پر پہلے ہی بالواسطہ اور بلاواسطہ ٹیکسوں کی بھرمار ہے جس میں صوبائی انکم ٹیکس، سیلز ٹیکس، آبیانہ ٹیکس، لوکل ریٹ ٹیکس، مالیہ ٹیکس شامل ہیں۔ لہذا یہ ایوان سفارش کرتا ہے کہ وفاقی یا صوبائی حکومتیں مزید کسی بھی قسم کے زرعی ٹیکس کا نفاذ نہ کرے کیونکہ ہمارے کسانوں کی معاشی حالت اس کی متحمل نہیں ہو سکتی اور پھر کھیت بھی ویران ہو جائیں گے۔" شکریہ

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس سے پہلے کہ آپ question put کریں، میں اس معزز ہاؤس اور mover کو بھی اس بات کی مکمل یقین دہانی کروانا چاہتا ہوں کہ on behalf of the Punjab Government موجودہ حکومت کا قطعی طور پر کوئی ایسا ارادہ یا پروگرام نہیں ہے کہ زرعی انکم ٹیکس لاگو کیا جائے۔ جہاں تک وفاقی حکومت کا تعلق ہے تو وہ آئین کے مطابق زرعی انکم ٹیکس نہیں لگا سکتی۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! جس طرح لاء منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ وفاقی حکومت مجاز نہیں ہے۔ اس کے باوجود میں پورے ہاؤس کو یہ یقین دہانی کراتا ہوں کہ وفاقی حکومت کی طرف سے کسی قسم کا کوئی زرعی ٹیکس نہیں لگایا جائے گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: ابھی مجھے یہ قرارداد تو پڑھنے دیں اس کے بعد آپ باتیں ضرور کر لیجئے گا۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! جنہوں نے یہ قرارداد پیش کی ہے پہلے ان سے پوچھا جائے کہ ان کے پاس کتنی زمین ہے؟

جناب سپیکر: جی، میں پوچھ لوں گا۔ محترمہ! آپ interfere نہ کریں اور پلیز تشریف رکھیں۔ یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

> "جیسا کہ ملک کی کمزور معاشی حالت اور زرمبادلہ کی کمی ایک مسئلہ بنی ہوئی تھی اور اس سلسلہ میں ہماری حکومت نے I.M.F سے قرض/امداد کے لئے رجوع کیا تھا اور I.M.F نے قرض کے عوض مطالبات کی ایک طویل فہرست تھما دی تھی۔ اب جبکہ I.M.F سے امداد وصول کرنے کا معاہدہ ہو چکا ہے اور شرائط

ابھی افشاں نہ ہوئی ہیں لیکن پریس نےI.M.F کی شرائط میں زرعی انکم ٹیکس کے نفاذ کا مژدہ سنایا ہے جو کہ غریب کسانوں پر میزائل بم بن کر گرا ہے۔ حالانکہ قومی اسمبلی کے پلیٹ فارم پر وزیر مملکت حنا ربانی کھر نے پالیسی بیان دیتے ہوئے زرعی انکم ٹیکس کے نفاذ کی تردید کی ہے مگر اس کے باوجود یہ ایوان ان خدشات پر اپنا ردعمل دینا ضروری سمجھتا ہے۔ کسانوں، زمینداروں پر پہلے ہی بالواسطہ اور بلاواسطہ ٹیکسوں کی بھرمار ہے جس میں صوبائی انکم ٹیکس، سیلز ٹیکس، آبیانہ ٹیکس، لوکل ریٹ ٹیکس اور مالیہ ٹیکس شامل ہیں۔ لہذا یہ ایوان سفارش کرتا ہے کہ وفاقی یا صوبائی حکومتیں مزید کسی بھی قسم کے زرعی ٹیکس کا نفاذ نہ کرے کیونکہ ہمارے کسانوں کی معاشی حالت اس کی متحمل نہیں ہو سکتی اور پھر کھیت بھی ویران ہو جائیں گے۔"

اس کو کوئی oppose کرنا چاہتے ہیں تو کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ محرک اپنی قرارداد کے حق میں اگر تقریر کرنا چاہتے ہیں تو وہ کر سکتے ہیں۔۔۔ کوئی بات نہیں کرنا چاہتا۔ یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"جیسا کہ ملک کی کمزور معاشی حالت اور زرمبادلہ کی کمی ایک مسئلہ بنی ہوئی تھی اور اس سلسلہ میں ہماری حکومت نےI.M.F سے قرض/امداد کے لئے رجوع کیا تھا اورI.M.F نے قرض کے عوض مطالبات کی ایک طویل فہرست تھما دی تھی۔ اب جبکہI.M.F سے امداد وصول کرنے کا معاہدہ ہو چکا ہے اور شرائط ابھی افشاں نہ ہوئی ہیں لیکن پریس نےI.M.F کی شرائط میں زرعی انکم ٹیکس کے نفاذ کا مژدہ سنایا ہے جو کہ غریب کسانوں پر میزائل بم بن کر گرا ہے۔ حالانکہ قومی اسمبلی کے پلیٹ فارم پر وزیر مملکت حنا ربانی کھر نے پالیسی بیان دیتے ہوئے زرعی انکم ٹیکس کے نفاذ کی تردید کی ہے مگر اس کے باوجود یہ ایوان ان خدشات پر اپنا ردعمل دینا ضروری سمجھتا ہے۔ کسانوں، زمینداروں پر پہلے ہی بالواسطہ اور بلاواسطہ ٹیکسوں کی بھرمار ہے جس میں صوبائی انکم ٹیکس،

سیلز ٹیکس، آبیانہ ٹیکس، لوکل ریٹ ٹیکس اور مالیہ ٹیکس شامل ہیں۔ لہذا یہ ایوان سفارش کرتا ہے کہ وفاقی یا صوبائی حکومتیں مزید کسی بھی قسم کے زرعی ٹیکس کا نفاذ نہ کرے کیونکہ ہمارے کسانوں کی معاشی حالت اس کی متحمل نہیں ہو سکتی اور پھر کھیت بھی ویران ہو جائیں گے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! یہ غلط ہے اور زمینداروں پر بھی ٹیکس لگنا چاہئے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! ان کی زمین کتنی ہے، یہ بھی ان سے پوچھا جائے؟

جناب سپیکر: میں نے متفقہ نہیں کہا۔ میں نے جب question put کیا ہے اس کا جواب آپ نے بغور سنا ہے۔ میں نے یہ کہا ہے کہ متفقہ نہیں ہے۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، سینئر وزیر صاحب!

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! عرض یہ ہے کہ آج ہمارے بھائی قرارداد لے کر آئے جس پر میں نے اٹھ کر یقین دہانی کرائی اور راناثناء اللہ صاحب نے بھی کرائی۔ چونکہ ہماری coalition حکومت ہے اور ہماری پارٹی کی معزز خواتین ممبران کو یہ اعتراض ہے کہ جس وقت میں نے اور راناثناء اللہ صاحب نے assurance دلا دی تھی تو اس کے بعد اس قرارداد کو لانے کی ضرورت نہیں تھی لیکن میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ اس قسم کی قرارداد Opposition والے ضرور لائیں کیونکہ ہم انہیں نہیں روک سکتے۔ ہمارے مسلم لیگ (ن) کے جو دوست ہیں جب ایک کام وفاقی حکومت یا صوبائی حکومت کرنے نہیں جا رہی تو آج اگر وہ لے آئے ہیں اور ہم نے انہیں support بھی کیا ہے تو میری معزز خواتین ممبران کو اس پر اعتراض ہے کہ یہ کیوں لاتے ہیں تو میری ان دوستوں سے گزارش ہے کہ مہربانی کر کے اس قسم کی مزید کوئی قرارداد نہ لے کر آئیں۔

**جناب سپیکر:** مستقبل میں ایسی قرارداد نہیں لائی جائے گی۔

**ملک محمد وارث کلو:** جناب سپیکر! مجھے اس پر تھوڑا سا موقع دیا جائے۔

**جناب سپیکر:** اب بات ختم ہو گئی ہے۔

**ملک محمد وارث کلو:** میں نے ان کا صرف شکریہ ادا کرنا ہے۔

**جناب سپیکر:** جی، فرمائیں!

**ملک محمد وارث کلو:** جناب سپیکر! میں یہاں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پہلے جب میں قرارداد لایا تھا تو اس دن راجہ صاحب نے اعتراض کیا تھا اور آج انہوں نے اجازت دی جس کے لئے میں رانا ثناء اللہ صاحب اور دونوں coalition partners کا انتہائی مشکور ہوں لیکن ایک بات میں یہاں کرنا چاہوں گا کہ یہ issue ہماری Opposition، قائد ایوان یا ہمارے برسر اقتدار لوگوں کا نہیں ہے۔ میں حلفاً کہتا ہوں کہ from the core of heart یہ جاگیردار اور زمیندار کی رٹ لگائی گئی ہے اور جس طرح آپ کہتے ہیں کہ پنجاب میں کوئی جاگیردار، وڈیرہ نہیں رہا اور اگر کوئی جاگیردار وڈیرہ ہے بھی تو جس طرح پہلے ٹیکس اس تک نہیں پہنچتے تو یہ بھی نہیں پہنچے گا لیکن درمیانہ زمیندار مارا جائے گا جو 25/30 ایکڑ والا ہے۔ میں ان کا انتہائی مشکور ہوں اور یہ قرارداد اس لئے پیش کی کہ اس دن کے بعد جب انہوں نے assurance کروائی، خنار بانی کھر نے assurance کروائی، اس کے بعد ساؤتھ ایشیا کا آئی ایم ایف کے نمائندے D.Tata نے glaringly statement جاری کی کہ پاکستان نے اپنے پیکیج میں زرعی ٹیکس لگانے کا وعدہ کیا ہے اور ہم یہ صرف وفاقی حکومت کی مدد کرنا چاہتے ہیں تاکہ انہیں پتا چلے کہ ہمارے کسان اور عوام یہ ٹیکس قبول نہیں کریں گے۔ شکریہ

**وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):** پوائنٹ آف آرڈر۔

**جناب سپیکر:** جی، رانا صاحب!

**وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):** جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، پیش کریں۔

## قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ (1)150 کے تحت اسمبلی کی مجالس قائمہ کی تشکیل کی تحریک

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ (1) 150 کے تحت قائد ایوان، سینئر وزیر اور قائد حزب اختلاف کے درمیان اتفاق رائے سے اسمبلی کی مجالس قائمہ اور دیگر مجالس تجویز کی گئی ہیں جن کی فہرست ایوان کی میز پر رکھتا ہوں تاکہ ان مجالس کو ایوان کی طرف سے منتخب تصور کیا جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ (1) 150 کے تحت قائد ایوان، سینئر وزیر اور قائد حزب اختلاف کے درمیان اتفاق رائے سے اسمبلی کی مجالس قائمہ اور دیگر مجالس تجویز کی گئی ہیں جن کی فہرست ایوان کی میز پر رکھتا ہوں تاکہ ان مجالس کو ایوان کی طرف سے منتخب تصور کیا جائے۔"

جناب نجف عباس خان سیال: جناب سپیکر! میں تحریک کی مخالفت کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: اس ایوان میں صرف ایک شخص نے اس کی مخالفت کی ہے اور آپ سب اسے جانتے ہیں لیکن یہ تحریک منظور کی جاتی ہے۔

(تحریک منظور ہوئی)

## مجالس قائمہ کی عدم تشکیل کی بناء پر مجلس خصوصی کے سپرد کئے گئے معاملات اسمبلی کی متعلقہ مجالس قائمہ کے سپرد کرنے کی تحریک

**وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):** جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"اسمبلی کی کمیٹیوں کی عدم تشکیل کی وجہ سے جو معاملات سپیشل کمیٹی کے سپرد کئے گئے تھے، اسمبلی کی متعلقہ کمیٹیوں کے سپرد کر دیئے جائیں۔"

**جناب سپیکر:** یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"اسمبلی کی کمیٹیوں کی عدم تشکیل کی وجہ سے جو معاملات سپیشل کمیٹی کے سپرد کئے گئے تھے، اسمبلی کی متعلقہ کمیٹیوں کے سپرد کر دیئے جائیں۔"

**جناب محمد محسن خان لغاری:** پوائنٹ آف آرڈر۔

**جناب سپیکر:** جی، فرمائیں!

**جناب محمد محسن خان لغاری:** جناب سپیکر! سٹینڈنگ کمیٹیاں بنا دی گئی ہیں؟

**جناب سپیکر:** جی، بالکل سٹینڈنگ کمیٹیاں بنا دی گئی ہیں۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"اسمبلی کی کمیٹیوں کی عدم تشکیل کی وجہ سے جو معاملات سپیشل کمیٹی کے سپرد کئے گئے تھے، اسمبلی کی متعلقہ کمیٹیوں کے سپرد کر دیئے جائیں۔"

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

## حکومت پنجاب کے حسابات اور ان پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹیں منتخب ہونے والی مجالس قائمہ برائے حسابات-I اور-II کے سپرد کرنے کی تحریک

**وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):** جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"حکومت پنجاب کے حسابات اور ان پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹیں جو گزشتہ PAC-I اور PAC-II کے سپرد کی گئی تھیں اور ابھی زیر التواء ہیں، ان

کو آج منتخب ہونے والی PAC-I اور PAC-II کے سپرد کر دیا جائے کہ وہ ان کی جانچ پڑتال کریں اور اپنی رپورٹ ایک سال کے اندر اندر ایوان میں پیش کریں۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"حکومت پنجاب کے حسابات اور ان پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹیں جو گزشتہ PAC-I اور PAC-II کے سپرد کی گئی تھیں اور ابھی زیر التواء ہیں، ان کو آج منتخب ہونے والی PAC-I اور PAC-II کے سپرد کر دیا جائے کہ وہ ان کی جانچ پڑتال کریں اور اپنی رپورٹ ایک سال کے اندر اندر ایوان میں پیش کریں۔"

اور اب سوال یہ ہے کہ:

"حکومت پنجاب کے حسابات اور ان پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹیں جو گزشتہ PAC-I اور PAC-II کے سپرد کی گئی تھیں اور ابھی زیر التواء ہیں، ان کو آج منتخب ہونے والی PAC-I اور PAC-II کے سپرد کر دیا جائے کہ وہ ان کی جانچ پڑتال کریں اور اپنی رپورٹ ایک سال کے اندر اندر ایوان میں پیش کریں۔"

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ نے کل ایوان کی ایک کمیٹی بنائی تھی اور کل اسمبلی میں تین issues raise ہوئے تھے، اخباروں کی خبروں کے حوالے سے جن میں سے پہلا منڈی بہاؤالدین کے پیپلز پارٹی کے ایم پی ایز اور ڈی سی او منڈی بہاؤالدین کے درمیان جو واقعہ ہوا تھا اور وہ اخبار میں رپورٹ ہوا تھا۔ دوسرا ہم نے آپ کو گوش گزار کیا تھا کہ سیکرٹری ماحولیات نے ایم ایس

ٹوبہ ٹیک سنگھ ہیڈ کوارٹر ہسپتال کو غسل خانے کے اندر بند کر دیا تھا اور تیسرا سیالکوٹ میں ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے آفیسروں کو اغوا کر کے زدوکوب کرنے کا تھا، تو یہ تین معاملات آپ نے کمیٹی کے سپرد کئے تھے۔ ان میں سے ایک معاملہ ہمارے حکومتی coalition کے ایم پی ایز کا تھا جسے فوری take up کر لیا گیا اور نہایت خوش اسلوبی سے نمٹا دیا گیا اور ڈی سی او کا کمیٹی نے چھ گھنٹے انتظار کیا تاکہ ان کا موقف سن کر آگے بات بڑھائی جائے۔

جناب سپیکر! دوسرا معاملہ ایم ایس ٹوبہ ٹیک سنگھ ہیڈ کوارٹر ہسپتال کا تھا جو کہ ابھی تک اس کمیٹی میں discuss نہیں ہوا اور تیسرا معاملہ سیالکوٹ میں ایک ایم این اے سے متعلقہ تھا تو وہ معاملہ بھی ابھی تک take up نہیں ہوا۔ چونکہ آپ نے مجھے اس کمیٹی کا ممبر بنایا تھا کیونکہ دو معاملات جو ہم نے refer کئے تھے تو انہیں اس کمیٹی نے discuss نہیں کیا تو میں احتجاجاً اس کو چھوڑ کر آگیا ہوں۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! آپ تینوں کمیٹیوں میں تھے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ایک ہی کمیٹی تھی۔۔۔

جناب سپیکر! لغاری صاحب! ایک کمیٹی میں آپ تھے ناں۔ تینوں معاملات اس کمیٹی میں نہیں تھے اور صرف ایک معاملہ اس کمیٹی کے حوالے کیا تھا۔۔۔

جناب محمد محسن خان لغاری: نہیں، جناب سپیکر! ایسے نہیں تھا۔ جو معاملہ اپوزیشن point out کرے تو آپ اسے اہم نہیں سمجھتے، یہ آپ کی زیادتی ہے۔

وزیر خوراک وصحت (ملک ندیم کامران): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر خوراک وصحت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! لغاری صاحب نے ابھی جو بات کی ہے تو اس کمیٹی کے چیئرمین ابھی اس کمیٹی کی رپورٹ پیش کریں گے تو میں۔۔۔

جناب سپیکر: انہیں پھر آنے دیں۔

وزیر خوراک وصحت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں تھوڑی سی وضاحت ضروری سمجھتا ہوں کہ سیکرٹری ماحولیات کا کیس بھی باقاعدہ discuss ہوا ہے اور اس کے لئے سیکرٹری سے رابطہ بھی ہو

چکا ہے اور انہیں بتایا بھی گیا ہے اور ابھی آدھا گھنٹہ پہلے بھی ہم اس کمیٹی میں اکٹھے تھے۔ وہاں پر بھی یہ بات ہوئی اور کائرہ صاحب نے بتایا کہ اس بارے میں کافی پیشرفت ہو چکی ہے اور انہوں نے اس ایوان میں آکر اپنی رپورٹ پیش کرنی ہے تو مزید تفصیلات وہ آکر بتا دیں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! سیالکوٹ کے ایم این اے کے متعلق جو point out کیا تھا تو کیا اس کو take up نہیں کیا جانا؟

وزیر خوراک و صحت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! دوسرے کا ذکر آپ نے کیا اور نہ کمیٹی میں discuss ہوا۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! میں نے categorically آپ کو ایک کمیٹی میں شامل کیا تھا۔ اس میں جو matter in issue تھا، وہ کیا تھا کہ جو ڈی سی او کے بارے میں تھا۔۔۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! چونکہ وہ حکومتی ممبران سے متعلق تھا اس لئے اور جو اپوزیشن issue لائے وہ نہیں۔ یہ صحیح نہیں ہے۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! آپ اپنی حدود کو cross کر رہے ہیں۔ یہ مناسب نہیں ہے۔ جی، کامران صاحب!

وزیر خوراک و صحت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! کمیٹی میں دو کیس آئے تھے ایک D.C.O کا کیس اور دوسرا سیکرٹری ماحولیات کا کیس تھا۔ تیسرا یہ بتا رہے ہیں کہ ایم این اے صاحب کا تھا میں وہاں اس وقت موجود نہیں تھا بہر حال یہ دونوں چیزیں آپ نے کمیٹی کے سپرد کی تھیں۔ یہ دونوں کیس کمیٹی کے سپرد ہوئے ہیں اور جو تیسرے کیس کی بات ہے جب کائرہ صاحب آ جائیں گے تو پھر ان سے پوچھ لیا جائے کہ یہ کمیٹی کے سپرد ہوا یا نہیں؟

چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، ہندلی صاحب!

چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! جو ابھی محسن لغاری صاحب بات کر رہے ہیں سیالکوٹ D.O کالج کا جو واقع ہوا ہے میں نے کل بھی تھوڑا سا عرض کیا تھا اور میں خود اس کا

victim ہوں۔ میری اس سے فون پر بات ہوئی ہے اور مجھے یہ بات بتاتے ہوئے شرم آتی ہے، میں کل نہیں بتا رہا تھا آج مجھے بتانا پڑا ہے، اس بندے نے ٹیلیفون پر مجھے گالی دی ہے۔ میں یہ بات بتانے کے لئے ہاؤس میں شرم محسوس کر رہا تھا۔ جو کچھ وہاں پر ہوا ہے اس میں کسی ایم پی اے کا ہاتھ ہے اور نہ ہی کسی ایم این اے کا ہاتھ ہے۔ اس کے پاس 100 نوکریاں تھیں۔ اس نے 500 بندوں سے پچاس پچاس ہزار اور ایک ایک لاکھ روپے لیا ہے۔ اس نے 100 بندوں کو بھرتی کیا ہے اور باقی 400 افراد روزانہ جلوس نکالتے ہیں، کچہریوں تھانوں میں جاتے ہیں اور اس کے گھر جاتے ہیں۔ وہ عوام کا مسئلہ ہے اور وہ انتہائی گندہ انسان ہے اور انتہائی گھٹیا حرکتیں کر رہا ہے۔ آپ اس کی انکوائری کروالیں اور کسی دیانتدار آدمی کو اس کے لئے انکوائری آفیسر مقرر کریں تو ساری صورتحال آپ کے سامنے آجائے گی۔

جناب سپیکر: جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہم نے میٹنگ میں D.C.O منڈی بہاؤالدین کا سات گھنٹے انتظار کیا کیونکہ ہم چاہتے تھے کہ اس کو ایک fair hearing ملے اور وہ بھی اپنا موقف بیان کر سکے تاکہ یک رخ کارروائی نہ ہو۔ اس کے لئے سات گھنٹے انتظار کیا گیا اور اس کو پورا ٹائم دے کر اس کی بات سنی گئی اس کے بعد کمیٹی نے فیصلہ کیا۔ جس طرح وہ اخباری خبر غلط ہے اسی طرح education کے آفیسر آکر اپنا موقف بیان کریں۔۔۔

چودھری محمد اخلاق: جناب سپیکر! یہ جو D.O کالج کا کیس ہے یہ کرپٹ آدمی ہے اس کے خلاف تین افراد پر مشتمل انکوائری کمیٹی بنادی گئی ہے۔ already انکوائری چل رہی ہے، ہم کل آپ کو انشاء اللہ اس بارے میں discuss کر کے ساری detail بتا دیں گے۔ یہ D.O کالج سراسر corrupt آدمی ہے، اس نے ایک لوکل ایم پی اے کے کہنے پر پیسے لے کر ساری بھرتیاں کی ہیں۔

کرنل (ر) نوید اقبال ساجد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: دیکھیں! ہمیں آگے چلنے دیں، اب تحریک استحقاق شروع کرتے ہیں۔

کرنل (ر) نوید اقبال ساجد: جناب سپیکر! یہ مسئلہ بہت اہم ہے۔

جناب سپیکر: جتنے بھی یہاں معزز اراکین بیٹھے ہیں کوئی ایسا نہیں ہے جس کا مسئلہ اہم نہ ہو۔

کرنل (ر) نوید اقبال ساجد: جناب سپیکر! اگر یہ بات میں floor پر نہیں کروں گا تو حکومت کو لاکھوں روپے کا نقصان ہوگا۔ مہربانی کر کے مجھے بات کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

کرنل (ر) نوید اقبال ساجد: جناب سپیکر! میں اس معزز ایوان کے روبرو یہ حقیقت سامنے لانا چاہتا ہوں کہ چولستان میں بہت عرصے سے قبضہ گروپوں نے قبضہ کر رکھا تھا۔ اس حکومت نے میاں محمد شہباز شریف کی بہت زیادہ support کے ساتھ جو انہوں نے بڑا کرم کیا ہے کہ ایک بہت بہادر افسر کو وہاں M.D کے طور پر post کیا۔ وہ قبضہ گروپوں سے قبضہ چھڑانے کے لئے اس وقت بہت کوشش کر رہے ہیں۔ ان سے قبضہ چھڑوانے کے بعد جو کھڑی فصلیں تھیں جن کا انہوں نے کبھی آبیانہ نہیں دیا ان فصلوں کی نیلامی کر دی گئی۔ وہ لاکھوں روپے حکومت کے خزانے میں آنے والے ہیں لیکن وہ قبضہ گروپ کسی نہ کسی حیلے بہانے سے اس کو التواء میں ڈال رہے ہیں۔ اس وقت حالت یہ ہے کہ یہ مسئلہ بورڈ آف ریونیو کو دیا گیا ہے۔ اگر بورڈ آف ریونیو اس مسئلے کو حل نہیں کرتا پھر قبضہ گروپوں کو شہ ملے گی۔

جناب سپیکر: یہاں وزیر مال ہوں گے، ان سے آپ رابطہ کر لیں۔

کرنل (ر) نوید اقبال ساجد: جناب سپیکر! وزیر مال بھی یہاں موجود ہیں، سینئر منسٹر بھی یہاں موجود ہیں، جناب کھوسہ صاحب بھی یہاں موجود ہیں اس لئے میں اس پر توجہ دلانا چاہتا ہوں اور ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ اگر ہم نے اس کا stern action نہ لیا تو حکومت کو لاکھوں روپے کا نقصان ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: یہ نوٹ کریں، جی۔

کرنل (ر) نوید اقبال ساجد: اس نقصان سے حکومت کو بچایا جائے اور اس افسر کو جس نے اتنا بہادری کا کام کیا ہے شاباش دی جائے جس نے لاکھوں ایکڑ اراضی بچائی ہے۔

## تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں۔ اب ہم تحریک استحقاق لیتے ہیں محترمہ انجم صفدر کی تحریک استحقاق نمبر 38 ہے۔

### ایس ایچ او جلالپور بھٹیاں کا معزز خاتون رکن اسمبلی کے ساتھ تضحیک آمیز رویہ

(---جاری)

محترمہ انجم صفدر: جناب سپیکر! پرسوں میں نے تحریک استحقاق پیش کی تھی اور اس سے متعلق ہماری میٹنگ بھی ہوئی تھی۔ میری گزارش ہے کہ جو میں نے تحریک استحقاق پیش کی تھی اس پر معزز ایوان سے رائے لے لی جائے اور اس تحریک کو کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے کیونکہ میں جواب سے مطمئن نہیں ہوں، آپ کی بہت مہربانی ہو گی۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس معاملے میں کچھ complications ہیں۔ یہ بین الاضلاعی گروہ ہے جو ٹرسٹ کا مال خورد برد کر دیتا ہے اور اس میں ایک انتہائی حساس ادارے کے serving ملازم کی involvement کا معاملہ بھی under process ہے۔ اس میں D.P.O صاحب نے سارے معاملات کو thrash out کرنے کے لئے وقت مانگا ہے۔ باقی محترمہ کی میں نے اپنے آفس میں میٹنگ کروائی اور انہوں نے جس آفیسر کی شکایت کی تھی کہ انہوں نے میرے ساتھ بدتمیزی کی ہے وہاں تقریباً دس آدمی بیٹھے تھے جن میں خواتین بھی تھیں اس نے ہاتھ جوڑ کر ان سے معافی مانگی ہے۔ He is already under suspension تو اب اگر اس کے بعد بھی یہ مطمئن نہیں ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اب اس معاملے میں اس طرح کرنا مناسب نہیں ہے۔ اس کو یا تو dispose of کر دیں یا پھر اگلے اجلاس تک کے لئے pending کر دیں۔

**محترمہ انجم صفدر:** جناب سپیکر! میں نے ان سے صرف پوچھا تھا کہ یہ کیا معاملہ ہے اگر مجھے فریق بنایا گیا تو کیوں بنایا گیا؟ میں اس کے اندر فریق نہیں تھی۔ اگر اس معاملے میں بار بار گروہ کا ذکر کیا جا رہا ہے تو یہ میری تذلیل ہے کیونکہ میں نے اس میں کسی قسم کی بات نہیں کی تھی۔ اس ایوان کی رائے لی جائے۔

**جناب سپیکر:** آپ کے بارے میں انہوں نے کوئی بات نہیں کی اور ایوان سے رائے لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں اس کو pending کرتا ہوں اگر اس کا جواب تفصیلی نہیں آئے گا تو پھر اس کو یقیناً کمیٹی کے سپرد کریں گے۔ رانا صاحب! اس کا مکمل جواب لیں۔

**ملک محمد عامر ڈوگر:** پوائنٹ آف آرڈر۔

**جناب سپیکر:** ابھی ہم تحاریک کو لے رہے ہیں۔ جی، فرمائیں!

**ملک محمد عامر ڈوگر:** جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر بڑی اہمیت کا حامل ہے اور میں بڑے اہم مسئلے پر بات کرنا چاہتا ہوں جس طرح گورنمنٹ آف پنجاب نے۔۔۔

**جناب سپیکر:** آپ کی تحریک استحقاق ہے؟

**ملک محمد عامر ڈوگر:** جناب سپیکر! نہیں، میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

**جناب سپیکر:** جی، نہیں۔ Sorry آپ مجھے ذرا ایجنڈا کے مطابق چلنے دیں۔

**ملک محمد عامر ڈوگر:** جناب سپیکر! مہربانی کر کے مجھے تھوڑا سا ٹائم دیں۔

**جناب سپیکر:** میں آپ کو ضرور ٹائم دوں گا۔ جن کی تحریکیں ہیں ان کا کیا کروں گا؟ جی، شکریہ۔ یہ ملک احمد کریم قسور لنگڑیال کی تحریک استحقاق نمبر 45 ہے۔ رانا صاحب! یہ آج کے لئے تھی۔ جو move ہو چکی تھی اس کا جواب آنا تھا۔

## ایس پی مظفر گڑھ کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ ناروا سلوک

(---جاری)

**وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):** جناب سپیکر! اس میں جس مقصد کے لئے میں نے آپ سے ٹائم چاہا تھا وہ جواب تو مجھے موصول نہیں ہوا۔ اب آپ ملک صاحب سے پوچھ لیں۔ اگر وہ اس سلسلے میں ٹائم دینے کو تیار ہیں تو اس کو pending کر دیں۔

**جناب سپیکر:** ملک احمد کریم قسور لنگڑیال صاحب! رانا صاحب تھوڑا سا ٹائم مانگ رہے ہیں تو میرا خیال ہے اور ٹائم دے دیا جائے تو کوئی حرج نہیں۔ کیا خیال ہے؟

**ملک احمد کریم قسور لنگڑیال:** آپ جیسا کہیں۔

**جناب سپیکر:** چلیں! اس کو pending کرتے ہیں۔

**ملک احمد کریم قسور لنگڑیال:** جناب سپیکر! لیکن اگلے سوموار تک اگر سیشن ہے تو---

**جناب سپیکر:** ٹھیک ہے۔ جی، میرے خیال میں next session میں جائے گی۔

**جناب محمد محسن خان لغاری:** جناب سپیکر! 21 تاریخ کو اسمبلی کے اجلاس کے دوران آپ نے---

**جناب سپیکر:** جی، میں نے آپ کو اجازت نہیں دی۔ دیکھیں، لغاری صاحب! یہ اچھی بات نہیں لگتی۔

**جناب محمد محسن خان لغاری:** جناب سپیکر! آپ اپنی commitment پر تو قائم رہیں۔

**جناب سپیکر:** جی، میں اپنی commitment پر قائم رہوں گا۔ انشاء اللہ میں اس سے deviate نہیں کروں گا۔

**جناب محمد محسن خان لغاری:** جناب سپیکر! آپ اپنی زبان پر قائم ہیں؟

**جناب سپیکر:** جی، انشاء اللہ جو میں نے بات کی ہوگی مجھے پتا ہوگا کہ میں نے یہ بات کی ہے۔ آپ تشریف رکھیں، میں ضرور آپ کی بات سنوں گا۔ جی، محترمہ عظمیٰ بخاری صاحبہ!

**محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری:** جناب سپیکر! یہ move ہو چکی ہے۔

جناب سپیکر: جی، راناصاحب! ان کی تحریک استحقاق نمبر 50 کا جواب آگیا ہے؟
وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! اس کو محترمہ پڑھ دیں۔
جناب سپیکر: میرے خیال میں وہ کہہ رہی ہیں کہ یہ move ہو چکی ہے۔ یہ غالباً 25 تاریخ کو move ہو چکی ہے۔

## شیخوپورہ میں گلشن احسان فیز-II سکیم کے مالکان کو الاٹمنٹس کی جعلی رجسٹریاں دینے پر بے چینی و اضطراب

(---جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! یہ بھی ایک سوال کے غلط جواب سے متعلق ہے۔ اس میں ہم نے اس معزز ہاؤس کی sense سے جو criteria بنایا ہے کہ اس پر محترمہ کے ساتھ ایک دفعہ محکمہ کی بات کروائیں گے تو اگر محکمہ ان کو satisfy کر سکا کہ The department was bona fide in this answer and there was no mala fide تو پھر ٹھیک ہے کہ اگر یہ مطمئن نہ ہوئیں تو پھر اس کو take up کر کے کمیٹی کے سپرد کر دیں گے تو اس لئے فی الحال اس کو pending کر دیں۔
جناب سپیکر: ذرا محترمہ کی بھی بات سنیں۔ جی۔
محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: شکریہ۔ جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ میری تحریک استحقاق کسی ایس۔ایچ۔او یا کسی پولیس والے کے خلاف نہیں ہے۔ میری جو تحریک استحقاق ہے وہ ہاؤس میں غلط جواب دینے پر ہے۔ میں نہیں سمجھتی کہ اس میں محکمہ کے ساتھ بیٹھنے کی یا ملاقات کرنے کی کوئی ضرورت ہے۔ میں نے ہاؤس کے اندر prove کیا تھا کہ اس سوال کا جواب غلط دیا گیا ہے تو میری گزارش یہ ہے کہ میں کسی محکمہ کے ساتھ بیٹھنے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ میری اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔
جناب سپیکر: راناصاحب! ذرا تھوڑا سا liberal ہو جائیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! دیکھیں! اس میں بات یہ ہے کہ ہم نے out of the way جا کر اس معزز ہاؤس اور اس معزز ہاؤس میں بیٹھے ممبران کی اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ اگر کوئی جواب ڈیپارٹمنٹ غلط دیتا ہے تو اس کے خلاف تحریک استحقاق لائیں، ہم اس کو admit کریں گے۔ اب اس میں ڈیپارٹمنٹ کو بات کرنے کا موقع نہ دینا، ان کو سننے سے انکار کرنا میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس ہاؤس کی روایات کے خلاف ہے۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ Can not be condemned on heart

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میری گزارش سن لیں، بات یہ ہے کہ میں نے کوئی اپنی کسی پرسنل چیز پر تو تحریک استحقاق نہیں دی۔۔۔

جناب سپیکر: جی، یہ اب اس ہاؤس کی پراپرٹی ہے۔۔۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میری گزارش سن لیں۔ یہ بالکل پراپرٹی ہے لیکن مجھے دو لفظ کہنے کی اجازت دے دیں کہ میں دو لفظ کہہ سکوں۔

جناب سپیکر: جی۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ وزیر صاحب کا ظاہر ہے کہ انھوں نے محکمے کو سننا ہے۔ وہ ضرور محکمے کا جواب لیں لیکن استحقاق کمیٹی کے اندر بھی یہی ہونا ہے۔ وہاں پر بھی جا کر محکمے کو ہی جواب دینا ہے تو یہ وہاں جا کر بھی ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ یہی نہیں ہونا۔ استحقاق کمیٹی اس پر پورا اپنا ایکشن کرے گی۔ آپ یہ بات نہ کریں کہ ایکشن ہونا ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! آپ کا جو فیصلہ ہے وہ مجھے منظور ہے لیکن میری گزارش یہ ہے کہ اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: میں بالکل اس کا پوری طرح سے نوٹس لوں گا۔ اگر ان کی بات مکمل ہو گئی تو I will take action، اس کو ابھی pending کر دیں۔ لغاری صاحب کی ایک تحریک استحقاق ہے اس

کو بھی چیک کریں کہ کدھر پہنچی ہوئی ہے؟ اب میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا کی تحریک استحقاق نمبر 51 ہے وہ پڑھی جا چکی ہے۔

## نشان زدہ سوال نمبر 558 کے غلط جواب کی فراہمی

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ معاملہ بھی اسی طرح کا ہے جس طرح کہ محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ کا تھا۔ یہ جو معاملہ ہے اس میں ایک سوال نمبر 558 تھا تو اس کے جواب کے متعلق انھوں نے یہ تحریک استحقاق پیش کی تھی۔ میں نے صبح محکمہ کے لوگوں کو ان کے ساتھ بٹھایا ہے، اگر وہ ان کو مطمئن کر سکے ہیں تو ٹھیک ہے، اگر یہ مطمئن نہیں ہیں تو اس تحریک کو آپ استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! ایک بات سن لیں۔ میرے پاس بھی لوگ آئے تھے کہ اس کے لئے ہمیں کچھ ٹائم دے دیں۔ اگر غلط جواب دینے والا آدمی ہو گا تو اس کے خلاف ہم پورا ایکشن لیں گے اور اس ہاؤس کو ایکشن لے کر بتائیں گے لیکن اس کا تھوڑا سا ہمیں ٹائم دے دیا جائے، کیا خیال ہے؟

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! آج صبح ساڑھے نو بجے کا ٹائم لاء منسٹر صاحب کی طرف سے دیا گیا تھا۔ میں فیصل آباد سے چل کر پورے ساڑھے نو بجے ان کے چیمبر میں پہنچ گیا تھا، صرف میں ہی نہیں، میرے ساتھ دوسرے ممبران بھی جو اس سڑک سے متعلقہ ہیں وہ بھی پہنچے۔ سیکرٹری صاحب کو بلایا گیا، سب سے پہلی بات یہ ہے کہ وہ خود نہیں آئے، نہ ان کے ایڈیشنل سیکرٹری آئے اور نہ ہی ان کے نمبر دو آئے بلکہ بہت ہی down the ladder ایک چیف انجینئر کو بھیجا گیا، میں نے ان سے بات کی، تفصیل لی اور اس نے admit کیا کہ ہم نے جواب غلط دیا ہے۔ جب انھوں نے غلط جواب کا admit کر لیا ہے تو پھر اور ٹائم کی کیا بات ہے؟ اگر آپ سفارش کرتے ہیں کیونکہ آپ کے پاس آئے ہیں تو سر تسلیم خم ہے لیکن میں یہ کہوں گا کہ انھوں نے تسلیم کیا ہے کہ یہ جواب غلط ہے۔

جناب سپیکر: میری سفارش صرف اس حد تک ہے کہ کوئی تھوڑا اگر ٹائم دے دیا جائے، میں یہ نہیں کہتا کہ اگر اس نے غلط کیا ہے تو اس کو چھوڑ دیا جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ان کو ٹائم دیا گیا ہے اور جس طرح اب عبدالرحمٰن صاحب فرما رہے ہیں، یہ بات درست ہے، اس کو کمیٹی کے سپرد کر دیں۔

جناب سپیکر: چلیں! جی۔ جس طرح رانا صاحب اور آپ چاہ رہے ہیں اسے کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: رانا صاحب! شکریہ۔ جناب! (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: رانا ثناء اللہ صاحب! تھوڑا سا فراخ دلی کا ثبوت کہیں کہیں دیا کریں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! یہ بھی وضاحت کیجئے کہ فراخ دلی کا ثبوت towards the M.P.As ہونا چاہئے یا دفتر والوں کی طرف سے۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): آپ کی سفارش کے باوجود اس تحریک کو accept کر دیا ہے اس سے اور فراخ دلی کیا ہو سکتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ شاباش بڑی مہربانی، آپ نے بہت اچھا کیا۔ محترمہ فوزیہ بہرام کی تحریک استحقاق پہلے پڑھی جا چکی ہے یا ابھی پڑھنی ہے؟ جی، میرے خیال میں یہ دوبارہ آئی ہے۔

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! نہیں، پڑھی جا چکی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! پڑھی جا چکی ہے۔

جناب سپیکر: وہ جو پہلی پڑھی گئی تھی اس کی amendment کے لئے آپ کو اجازت ملی تھی۔ اب اس کو amend کرنے کے بعد آپ دوبارہ پڑھیں گی۔

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! رانا صاحب کی بھی اجازت ہے۔

جناب سپیکر: جی۔

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! آپ بھی رانا ہیں اور سینئر رانا ہیں۔ آپ کی اجازت ہی کافی ہے۔

جناب سپیکر: یہ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان بیچاروں کی آبادی زیادہ ہے۔ ان میں کسی کا۔۔۔

## مقامی اخبار کی جانب سے اپنی رپورٹنگ میں مخصوص نشستوں پر منتخب خواتین کی توہین

(۔۔۔۔جاری)

محترمہ فوزیہ بہرام: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتی ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ اکتوبر کے دوسرے ہفتہ میں، میں نے اپنے علاقہ کی ایم این اے مس پلواشہ خان اپنے ووٹرز اور تنظیم کے عہدے داروں کے ہمراہ چکوال کے ایک مقام میانی پر ایک بڑے جلوس کی شکل میں پہنچ کر محترمہ شہید بے نظیر بھٹو صاحبہ کے نام سے شروع کئے گئے محترمہ بے نظیر بھٹو انکم سپورٹ پروگرام کا افتتاح کیا اور تنظیم کے ذریعے غریب اور مستحق لوگوں میں فارم تقسیم کئے۔ اس کے اگلے روز صرف ایک "مقامی اخبار" پریس فورم نے اس پروگرام کے حوالے سے خواتین کے لئے مختص نشستوں کو خیراتی نشستوں کا نام دے کر بلاوجہ توہین آمیز رپورٹنگ کی جس سے نہ صرف میرا بلکہ M.N.A صاحبہ اور ہمارے ضلع سے (ق) لیگ کے ٹکٹ پر منتخب میری بہن اور ملک بھر کی تمام خواتین نشستوں پر منتخب خواتین کا استحقاق مجروح ہوا ہے بلکہ میرے خیال میں تمام ان سیاسی جماعتوں کا بھی استحقاق مجروح ہوا جنہوں نے خواتین کو اپنی اپنی جماعت سے منتخب کروایا ہے۔ اس توہین آمیز رپورٹنگ سے الیکشن کمیشن کی بھی توہین ہوئی، جنہوں نے ایک ضابطے اور procedure کے تحت خواتین کو مختلف سیاسی جماعتوں میں منتخب قرار دیا۔ نہ کہ خیرات میں یہ سیٹیں خواتین کو دی گئیں۔ یہ تحریک نہ صرف چاروں اسمبلی سپیکرز بلکہ تمام سیاسی جماعتوں کی خواتین اور معزز ممبران اسمبلی کی مذمت اور مرکزی انفارمیشن منسٹر کی بھی فوری دخل اندازی کی متقاضی ہے۔ اس ناروا، غیر مناسب اور ہتک آمیز رپورٹنگ کے تمام ذمہ داران اور خصوصی طور پر متعلقہ اخبار "پریس فورم" کے ایڈیٹر اور رپورٹر محمد ریاض انجم کو قرار واقعی سزا ملنی چاہئے تاکہ یہ سلسلہ

بند ہو۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: کوئی شارٹ سٹیٹمنٹ دینا چاہیں گی؟

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! میں بہت شارٹ سٹیٹمنٹ دیتی ہوں چونکہ میں پہلے اس پر تفصیل سے بول چکی ہوں۔ یہ رپورٹنگ میرے نام سے یا محترمہ پلواشہ خان صاحبہ کے نام پر نہیں ہوئی بلکہ خواتین کی مختص نشستوں کو خیراتی کہا گیا۔ میں آج بڑے دکھ کے ساتھ کہتی ہوں کہ خصوصی طور پر پنجاب میں آج تک خواتین کو فنڈز نہیں ملے۔ ہم نے اس کے لئے آواز بلند کر رکھی ہے اور میں نے اس میں ایک تحریک التوائے کار بھی دے رکھی ہے۔ جیسے کل میں نے آپ سے کہا تھا کہ اگر آپ فنڈز نہیں دے سکتے تو نہ دیجیے، خواتین کو آپ سے فنڈز مانگنے بھی نہیں چاہئیں لیکن ہمیں آپ کی Chair سے اپنی عزت و وقار قائم رکھنے کا مطالبہ کرنا تو جائز ہے یا وہ بھی نہیں؟ اگر ان نشستوں کو خیراتی نشستیں کہا جائے تو یہ نشستیں ان ووٹوں کے بعد ہی منتخب ہوتی ہیں جو معزز مرد حضرات کو ملتے ہیں اور یہ ایک procedure کے تحت دی جاتی ہیں جس کے اندر خواتین کی بیس بیس، پچیس پچیس اور تیس تیس سال تک پارٹی کے لئے جدوجہد اور خدمات سراہ کر، اس کے صلے کے طور پر انھیں ان نشستوں پر ان کی قابلیت کے لحاظ سے منتخب کیا جاتا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! میں یہ بھی واضح کرنا چاہتی ہوں کہ فنڈز کے سلسلے میں یہ رویہ، یہ طرز عمل، خواتین کی سیٹوں کی بے حرمتی، بدتمیزی اور توہین آمیز رویہ پنجاب میں ہی کیوں؟ بلوچستان جو اتنا زیادہ backward سمجھا جاتا ہے وہاں بھی خواتین نشستوں کے بارے میں یہ رویہ اختیار کیا جاتا ہے اور نہ ہی کیا گیا۔ سرحد جہاں خواتین پردے میں بیٹھ کر اسمبلی کا اجلاس attend کرتی ہیں وہاں بھی ان کے ساتھ یہ رویہ نہیں ہے۔ مرکزی حکومت کو تو میں ویسے ہی خراج تحسین پیش کرتی ہوں کہ وہاں خواتین اور مرد نشستوں کے درمیان کسی لحاظ سے کوئی تمیز یا تفریق نہیں رکھی گئی۔ اسی طرح سندھ میں خواتین کے ساتھ سلوک کیا جاتا ہے اور ہماری پارٹی تو خصوصی طور پر خواتین کے احترام کی قائل ہے۔ ہم اپنی قائد محترمہ بے نظیر بھٹو جو خاتون تھیں ان کے افکار کو آج بھی اپنے لئے مشعل راہ سمجھتے

ہیں اور پنجاب کی واحد خاتون وزیر نیلم جبار بھی ہماری پارٹی سے تعلق رکھتی ہیں اس لئے ہماری پارٹی کا خواتین سے متعلق رویہ واضح ہوتا ہے۔ میں نے یہ تحریک صرف اپنے لئے نہیں دی۔ میں اپنی بات ختم کرنے لگی ہوں۔

جناب سپیکر: یہ short statement ہے؟

محترمہ فوزیہ بہرام: جی، یہ شارٹ سٹیٹمنٹ ہی ہے It's very short statement اور میں اپنی بات کو یہاں ختم کرتی ہوں کہ اس رویے کو ختم کرنے کی خاطر اگر اسمبلی floor سے آپ، وزیر قانون یا حکومت پنجاب کوئی سخت قدم نہیں اٹھائے گی تو پھر کہیں ایسا نہ ہو کہ آئندہ خواتین کی سیٹ پر منتخب ہونے کے لئے درخواست دیتے ہوئے بھی عورتیں سوچیں کہ جہاں ہم جارہے ہیں یہ عزت کا مقام ہے یا بے عزتی کا مقام ہے؟ (نعرہ ہائے تحسین)

خواجہ عمران نذیر: پوائنٹ آف آرڈر۔ شکریہ کہ آپ نے مجھے اجازت دی۔

جناب سپیکر: میں نے آپ کو کب کہا ہے۔ میں تو لاء منسٹر صاحب کی طرف دیکھ رہا ہوں۔

خواجہ عمران نذیر: جناب سپیکر! خاموشی نیم رضامندی ہوتی ہے۔

ملک محمد عامر ڈوگر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں۔

ملک محمد عامر ڈوگر: جناب سپیکر! میں بڑے اہم مسئلے کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: اگر relevant ہوا تو ٹھیک ہے۔

ملک محمد عامر ڈوگر: جناب سپیکر! اس سے relevant تو نہیں ہے لیکن پورے پنجاب کی عوام کی صحت سے متعلق ہے۔

جناب سپیکر: اگر آپ تقریر کریں گے تو پھر میں آپ کو اجازت نہیں دوں گا۔

**ملک محمد عامر ڈوگر:** جناب سپیکر! میں صرف دو لفظوں میں بات کرتا ہوں۔

**جناب سپیکر:** جی، فرمائیے!

**ملک محمد عامر ڈوگر:** جناب سپیکر! کھانے پینے کی جو ملاوٹ شدہ چیزیں فروخت ہو رہی ہیں جن میں پتی، مرچیں اور باقی چیزیں ہیں ان پر گزشتہ چار پانچ سالوں میں کوئی check نہیں ہوا۔ میں چاہتا ہوں کہ حکومت جہاں اچھے اقدامات کر رہی ہے۔ ایگریکلچر میں ٹاسک فورس بنائی ہے اسی طرح جو ملاوٹ شدہ مافیا زہر ملا کر ہمیں اور ہمارے بچوں کو کھلا رہا ہے اس سلسلے میں بھی ایک ٹاسک فورس بنائی جائے اور ان لوگوں کے خلاف کارروائی کی جائے۔ میں تو اس سلسلے میں قرارداد بھی دینا چاہتا ہوں لہذا یہ ٹاسک فورس بنائیں۔

**جناب سپیکر:** شکریہ۔ بڑی مہربانی۔ رانا صاحب! خواجہ صاحب نے بڑی مشکل سے پوائنٹ آف آرڈر لیا ہے اگر آپ مناسب سمجھیں تو پہلے ان کو موقع دیں۔

**وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):** جی، درست ہے۔

**جناب سپیکر:** جی، خواجہ صاحب!

**خواجہ عمران نذیر:** جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ حال ہی میں بمبئی شہر میں جو دہشت گردی کا واقعہ رونما ہوا ہے۔

**جناب سپیکر:** یہ وفاقی حکومت کا subject ہے۔

**خواجہ عمران نذیر:** پلیز! مجھے ایک بات کرنے دیں۔

**جناب سپیکر:** جی، نہیں۔

**خواجہ عمران نذیر:** جناب سپیکر! میری بات تو سن لیں۔ میں کچھ اور کہنا چاہ رہا ہوں۔ ہم یہاں پر انڈیا حکومت کے رویے کو discuss کرنا چاہتے ہیں کہ انھوں نے اس کا الزام پاکستان پر لگا دیا ہے۔ میں ان کے اس رویے کی مذمت کرنا چاہتا ہوں اور وزیر قانون سے درخواست ہے کہ اس حوالے سے ایک مذمتی قرارداد لانے کی اجازت دی جائے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! آپ نے ہمیں تو اس issue پر بات نہیں کرنے دی تھی۔
جناب سپیکر: پلیز تشریف رکھیں۔ میں نے ان کی بات نہیں سنی۔ Let me proceed جی، راناصاحب!
وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ انتہائی اہمیت کا معاملہ ہے، جب تحاریک التوائے کار کا وقت آئے گا تو اس میں اگر یہ دوست تحریک التوائے کار یا قرارداد کے ذریعے یہ معاملہ اٹھانا چاہیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔
جناب سپیکر: طریق کار کے مطابق آپ مل کر کر لیں۔
وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ نے جو تحریک پیش کی ہے اور اس تحریک کی short statement پر جو بڑی لمبی تقریر فرمائی ہے میں اس کا مختصر جواب صرف اتنا ہی دوں گا کہ خواتین کے فنڈز کا جو معاملہ ہے اس سلسلے میں موجودہ حکومت مکمل احترام کرتی ہے اور خواتین کے فنڈز ان کو جاری کئے جائیں گے۔
جناب سپیکر: اس کے لئے میں بھی تالیاں بجاتا ہوں۔
جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اپوزیشن کے فنڈز کا کیا بنے گا؟
وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): خواتین کو قطعی طور پر ان کے فنڈز سے، ان کے استحقاق سے محروم نہیں کیا جائے گا۔ میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ district to district جو تھوڑا سا فرق آتا ہے ہم اسے resolve کرنے کے لئے کوئی strategy بنا رہے ہیں۔ یہ نہیں ہے کہ ہم اس معاملے میں کوئی پہلو تہی کر رہے ہیں۔ جہاں تک ان کی تحریک کا subject ہے ہم نے اس سلسلے میں چکوال میں صحافت کے نمائندوں اور معزز لوگوں سے رابطہ کیا ہے، پہلے تو انھوں نے اس "پریس فورم" کو اخبار ماننے سے ہی انکار کیا اور کہا کہ اگر یہاں سے اس نام کا کوئی اخبار چھپتا بھی ہے تو کوئی چند پیپر چھپتے ہوں گے، کوئی باقاعدہ اخبار نہیں ہے۔ انھوں نے اس کے ایڈیٹر کے رویے کے متعلق بھی کوئی اچھی رائے نہیں دی اس لئے میری استدعا ہے کہ میں اسے oppose نہیں کرتا

اسے کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔ اس سے بھی ہماری گورنمنٹ کا خواتین کے متعلق رویے کا اظہار ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، خواتین بڑی قابل احترام ہیں۔یہ تحریک استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جاتی ہے۔

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! میں ہاؤس کا شکریہ ادا کرتی ہوں اور ان صحافی حضرات کا بھی بہت شکریہ ادا کرتی ہوں جنھوں نے ان کا رویہ بھی بیان کیا اور میں خوش ہوں کہ شکر ہے کہ اسے صحافت کے خلاف نہیں سمجھا گیا۔آپ کا بھی بہت شکریہ

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب نے خواتین کے فنڈز کے بارے میں بات کر دی لیکن اپوزیشن کے بارے میں بھی کوئی کرم کر دیں۔

جناب سپیکر: آپ اس لسٹ میں شامل نہیں ہیں۔لغاری صاحب! انھوں نے خواتین کی بات کی ہے اور آپ اس لسٹ میں شامل نہیں ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا اپوزیشن کے لئے valid نہیں ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اپوزیشن والوں کو وزیر اعلیٰ صاحب سے ملاقات کا ٹائم لے دیتا ہوں، یہ ان سے مل لیں اور اپنا مقدمہ پیش کر لیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: آپ ٹائم لے دیں ہم collectively مل لیتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): اگر اپوزیشن collectively ملنا چاہتی ہے تو آپ مجھے حکم فرمائیں میں ان کی convince معلوم کر کے آپ کو ٹائم دے دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، مل لیں۔بھاگٹ صاحب کی تحریک استحقاق ہے۔وزیر خزانہ صاحب کہاں ہیں؟ کائرہ صاحب کے آنے تک اسے pending کرتے ہیں۔

محترمہ شمیلا اسلم: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: محترمہ ابھی ٹھہریں مجھے تحاریک استحقاق تو لینے دیں۔ابھی تحاریک التوائے کار کا وقت نہیں آیا۔آپ تشریف رکھیں اور مجھے تحاریک استحقاق کو نمٹانے دیں۔ تحریک استحقاق نمبر 55 جناب محمد محسن خان لغاری کی طرف سے ہے۔لغاری صاحب! یہ میری commitment والی ہی ہے ناں؟

## نشان زدہ سوال نمبر 1190 کے غلط جواب کی فراہمی

(---جاری)

جناب محمد محسن خان لغاری: مہربانی، جزاک اللہ، اللہ آپ کو خوش رکھے۔جناب! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔معاملہ یہ ہے کہ 21۔جنوری 2008 کو محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ سے متعلق جوابات دیتے ہوئے سوال نمبر 1190 منجانب رانا بابر حسین کے جواب میں، جو میں نے on behalf of the concerned member پوچھا تھا۔ محترم راجہ ریاض، وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ نے ایوان میں کہا کہ سال 2000 کے بعد کوئی سیوریج یا واٹر سپلائی کی سکیم نہیں بنی۔ میں نے ضمنی سوال میں پوچھا کہ کیا میاں چنوں میں سال 2000 کے بعد کوئی مذکورہ سکیم نہیں بنائی گئی ہے تو وزیر موصوف نے جواب دیا کہ میاں چنوں میں سال 2000 کے بعد کوئی سیوریج اور واٹر سپلائی سکیم نہیں بنی۔ جب میں نے کہا کہ میں ثابت کروں گا کہ سال 2000 کے بعد سکیمیں بنی ہیں اور وزیر موصوف کا جواب درست نہ ہے اور میں اس پر تحریک استحقاق پیش کرنے کا حق رکھتا ہوں جس پر جناب سپیکر نے اتفاق کیا۔لہذا تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں اور اس تحریک کے ساتھ میاں چنوں میں بننے والی 07-2006 کی سکیموں کے بارے میں ثبوت منسلک کر رہا ہوں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ 07-2006 اور 08-2007 میں سیوریج اور واٹر سپلائی سکیمیں

تحصیل میاں چنوں میں بنی ہیں اور وزیر موصوف کا جواب حقائق پر مبنی نہ ہے۔وزیر موصوف نے ایوان میں [********] جواب دے کر اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح کیا ہے۔لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: دیکھیں، اس میں کچھ الفاظ آپ کو بدلنے پڑیں گے۔ان نامناسب الفاظ کو کارروائی کا حصہ نہیں بننے دیا جائے گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی بارہا یہ عرض کیا ہے کہ جوابات جو ہوتے ہیں وہ محکمہ کی طرف سے ہوتے ہیں۔ وزیر موصوف خود جوابات تیار نہیں کرتے۔وہ یہاں ہاؤس میں محکمہ کو represent کرتے ہیں تو جہاں جہاں پر انھوں نے وزیر موصوف کا ذکر کیا ہے وہاں وہاں پر یہ محکمہ کر دیں یعنی یہ اس کو amend کر لیں۔

جناب سپیکر: جی، ہاں اگر یہ جواب غلط ہو گا تو ہم اس کا ایکشن لیں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! وزیر صاحب نے اس وقت لوٹ کھسوٹ کے الزامات لگائے تھے جس پر میں نے استحقاق کی تحریک جمع کرائی ہے۔اس وقت ان کے جو الفاظ تھے وہ بڑے نازیبا تھے۔یہ میرے پاس ریکارڈ موجود ہے۔

جناب سپیکر: جی، تشریف رکھیں۔اب آپ نے جو پڑھنا تھا وہ پڑھ لیا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک میں [********] اس طرح کے جو الفاظ ہیں میں ان کے بارے میں محسن لغاری صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ ان کو delete کر دیں۔

جناب سپیکر: ان الفاظ کو کارروائی کا حصہ نہ بننے دیا جائے۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): میں گزارش کروں گا کہ ان الفاظ کو وہ delete کر دیں اور اس تحریک کو آپ pending کر لیں، انشاء اللہ تعالیٰ ہم اس کو take up کریں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میرے پاس وہ کارروائی موجود ہے اگر آپ کہیں تو میں اسے پڑھ کر سنا دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، آپ کے پاس کارروائی ہے اور ہمارے بھی کان ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! انھوں نے ہمیں accuse کیا، ہم پر لوٹ کھسوٹ کے الزامات لگائے وہ تو کسی کو بُرے نہیں لگے۔ ہماری بات آج آپ کو بُری لگ رہی ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، انھوں نے کسی کو nominate نہیں کیا۔ انھوں نے آپ کو nominate نہیں کیا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): محترم لغاری صاحب! اگر آپ وزیر موصوف کے خلاف اس بنیاد پر تحریک استحقاق لانا چاہیں کہ انھوں نے کیا بات کی تھی تو میں یہ عرض کرتا ہوں کہ آپ محکمہ کی طرف سے غلط جواب پر تحریک استحقاق لا سکتے ہیں۔ یہاں پر کوئی منسٹر یا ممبر جب کوئی بات کرتا ہے تو اسے آئینی اور قانونی طور پر تحفظ حاصل ہے۔ اس کے خلاف آپ کوئی proceeding initiate نہیں کر سکتے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: کیا وہ گمراہ کن باتیں کر سکتے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): یہاں تو بہت ساری باتیں ہوتی ہیں۔ آپ کی بہت ساری باتوں کے متعلق ہم کوئی رائے رکھ سکتے ہیں اور ہماری بہت ساری باتوں کے متعلق آپ کوئی رائے رکھ سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! دیکھیں، آپ اتنے اچھے senior parliamentarian ہیں، میں آپ کی بات مان رہا ہوں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب!میں جو بات کر رہا ہوں وہ ثبوت کے ساتھ کر رہا ہوں۔الزامات لگانااور بات ہے میں تو ثبوت دے رہا ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):اگر ہم یہ کہیں کہ ہم لوٹ کھسوٹ کو ثابت کریں گے کیونکہ ہمارے پاس ثبوت ہیں تو پھر کیا وہ بات یہاں پر ثابت ہو گی؟وہ یہاں پر تو ثابت نہیں ہو گی اس لئے آپ اس تحریک کو amend کر لیں۔محکمہ کے غلط جواب کی حد تک میں اسے take up کرنے اور اس کا جواب دینے کے لئے تیار ہوں۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب!آپ یہ الفاظ اس میں سے نکالیں،یہ مناسب نہیں ہیں۔آپ senior parliamentarian ہیں جو الفاظ منسٹر صاحب کے بارے میں آپ نے کہے ہیں وہ ٹھیک نہیں ہے، میں نہیں سمجھتا کہ یہ درست ہے۔ان کو delete کیا جائے باقی محکمہ کے جس افسر نے غلط جواب دیا ہے ہم اس کے خلاف کارروائی کے لئے تحرک کریں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری:جناب سپیکر!میں یہ سوال پوچھتا ہوں کہ کیا یہ جواب غلط نہیں تھا؟ میں نے یہی کہا ہے کہ انھوں نے غلط جواب دیا ہے تو کیا یہ غلط جواب نہیں تھا؟

جناب سپیکر:آپ محکمہ کی بات کریں کیونکہ جواب محکمہ نے دیا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری:جناب سپیکر!محکمے کو وہی represent کر رہے تھے،کیا محکمہ کی بلڈنگ چل کر آئے گی،کلرک چل کر آئیں گے یا فائلیں چل کر آئیں گی؟محکمہ کی نمائندگی تو منسٹر کرتا ہے۔

جناب سپیکر: محکمہ کے ان افسروں کے خلاف کارروائی ہو گی جنھوں نے غلط جواب دیا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری:جناب!انھوں نے categorically یہ کہا ہے۔اگر آپ کہیں تو میں ریکارڈ آپ کے سامنے پیش کر دیتا ہوں۔میرے پاس اسمبلی کا ریکارڈ ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، مجھے ریکارڈ کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ ماشاء اللہ بڑے سمجھدار ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب! بات تو بنتی ہے، باقی آپ مالک ہیں جیسے مناسب سمجھیں۔ میرے خیال میں یہ ایک بڑی valid تحریک استحقاق ہے اور آپ کی commitment تھی کہ اگر میں تحریک استحقاق لاؤں گا تو اسے منظور کیا جائے گا۔

جناب سپیکر: میں اب بھی کہتا ہوں کہ جس افسر نے غلط جواب دیا ہوگا اس کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔ آپ کی تحریک استحقاق بنتی ہے اس لئے ہم ضرور اس کا نوٹس لیں گے۔ دیکھیں، میری بات سنیں۔ اس معزز ایوان کے جتنے ارکان ہیں وہ تمام کے تمام میرے لئے نہایت قابل احترام ہیں۔ اگر ان کی کوئی بات آئے گی تو یقیناً مجھے نوٹس لینا پڑے گا "کسے باشد" یہ نہیں ہے کہ لغاری صاحب کے متعلق ہو یا ان کے متعلق ہو تو میں اس پر خاموش رہوں، ایسا نہیں ہے۔ defamatory

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اب اس بارے میں آپ کا حکم کیا ہے؟ میں آپ کے حکم کے آگے سر تسلیم خم ہوں۔

جناب سپیکر: میں آپ سے گزارش کروں گا کہ منسٹر صاحب کے بارے میں آپ نے جو الفاظ لکھ دیئے ہیں ان کو delete کر دیں۔ محکمہ نے ان کو جو غلط جواب دیا ہے اس کے لئے ہم تحرک کریں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں ابھی اس کو اس طرح amend کر دیتا ہوں آپ بس مہربانی کر کے اس کو استحقاق کمیٹی کے حوالے کر دیں۔

جناب سپیکر: آپ اپنی fresh amended تحریک دے دیں تو ہم ابھی take up کر لیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ میرے ساتھ بیٹھ جائیں، اس کو amend کر لیں اور اس کے بعد یہ pending ہو گی کیونکہ اس میں procedure کے مطابق محکمہ سے جواب لیا جائے گا۔

**جناب محمد محسن خان لغاری:** جناب سپیکر! میں آپ کے حکم کے مطابق ابھی اس کو amend کر کے لاتا ہوں، اس پر آپ کی commitment ہے کہ ابھی لیں گے تو میں دس منٹ میں آیا۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر جناب محمد محسن خان لغاری اپنی تحریک استحقاق کو amend کرنے کے لئے ہاؤس سے باہر تشریف لے گئے)

**ڈاکٹر محمد اختر ملک:** جناب سپیکر! لغاری صاحب وزیر موصوف کے بارے میں جو الفاظ استعمال کر رہے تھے میں معذرت کے ساتھ کہوں گا کہ ان کے جو قائد حزب اختلاف ہیں ان کی آدھی تقریر جھوٹ پر مبنی ہوتی ہے۔ ہم بھی پھر ان کے خلاف تحریک استحقاق لائیں گے۔ ہم اس کو ثابت کریں گے۔ جو تقریر انھوں نے آج کی ہے وہ بھی آدھی جھوٹ پر مبنی ہے۔

**جناب سپیکر:** نہیں، یہاں اس ہاؤس میں بیٹھ کر ایسی بات مناسب نہیں ہے۔ اس floor پر جس کسی نے بات کرنی ہے وہ اپنے علم کی حد تک اس نے سچ بات کرنی ہے۔

**جناب محمد یار ہراج:** پوائنٹ آف آرڈر۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

**جناب ڈپٹی سپیکر:** جی، ہراج صاحب! Sorry, I was not following! آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

**جناب محمد یار ہراج:** معزز ممبر نے ابھی بات کی ہے کہ ہمارے قائد حزب اختلاف غلط بیانی کر کے گئے ہیں تو میں اس پر صرف یہ گزارش کروں گا کہ اگر کوئی ممبر یہاں پر کوئی غلط بات کہتا ہے اور اس کا ثبوت کسی اور ممبر کے پاس موجود ہے تو بے شک وہ اس floor پر لائیں اور اس کو discuss کریں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ ہم میں سے ہر کوئی، ہر وقت، ہر بات صحیح ہی کرے گا اگر کسی سے غلطی ہو جاتی ہے تو آپ highlight کریں۔ صرف ایک blanket statement دے دینا کہ ہمارے قائد حزب اختلاف غلط باتیں کر کے چلے جاتے ہیں یہ مناسب نہیں ہے۔ بغیر ثبوت کے کسی پر allegation نہیں لگانا چاہئے، allegation لگانا بہت آسان ہوتا ہے۔ معزز رکن غیر ذمہ دارانہ بات کر رہے ہیں، ان کو اس طرح سے نہیں کرنا چاہئے۔ مہربانی

جناب ڈپٹی سپیکر: لاء منسٹر صاحب! میں ابھی آیا ہوں اور follow نہیں کر رہا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محسن لغاری صاحب نے ایک تحریک استحقاق پیش کی تھی اس میں انھوں نے اری گیشن منسٹر صاحب کے متعلق کہا ہے کہ انھوں نے فلاں جواب میں غلط بیانی سے کام لیا ہے تو میں نے یہ گزارش کی تھی کہ جوابات جو ہوتے ہیں وہ محکمہ کی طرف سے آتے ہیں۔ منسٹر on behalf of the department یہاں پر جوابات دیتا ہے، اس کی کوئی personal information نہیں ہوتی تو اس لئے آپ department کے خلاف تحریک استحقاق move کر سکتے ہیں۔ آپ کسی ممبر کے خلاف جو اس ہاؤس میں بیٹھا ہے ، اس کی capacity کوئی بھی ہے، منسٹر ہے، پارلیمانی سیکرٹری ہے، چیئرمین ہے یا ممبر ہے اس کے خلاف rules کے مطابق تحریک استحقاق نہیں لائی جا سکتی تو وہ amend کرنے کے لئے گئے ہیں۔ اگر وہ amend کر کے لے آئیں گے تو اس کو بے شک take up کر لیں۔ اس پر شاید ہراج صاحب بات کر رہے تھے۔ ویسے تحاریک استحقاق کا وقت تقریباً ختم ہونے کو ہے۔

جناب محمد یار ہراج: وہ بات تو ختم ہو گئی ہے۔

ایک معزز ممبر: لغاری صاحب باہر گئے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): چلو وہ آ جائیں گے تو ٹھیک ہے پھر اس کے مطابق ہو جائے گا۔ تحاریک التوائے کار جو بڑی اہم ہیں ان کو take up کر لیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر قانون صاحب جو House کا طریق کار ہے اور جو rules ہیں اس کے مطابق تو یہ تحریک واپس لینی پڑے گی اور fresh file کرنی پڑے گی۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب والا! لغاری صاحب کو اجازت دی گئی ہے تو وہ اس کو amend کر کے دس منٹ میں لا رہے ہیں۔ اس کو آپ pending کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک اب dispose of کی جاتی ہے وہ نئی تحریک لے کر آ رہے ہیں۔ تحاریک استحقاق کا وقت ختم ہوتا ہے۔ اب ہم تحاریک التوائے کار کو لیتے ہیں۔

## تحاریک التوائے کار

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

شیخ علاؤالدین: جناب والا! میری بھی ایک عرض سن لیں۔ کل میں ایوان کے علم میں ایک مسئلہ لایا تھا، اس پر سپیکر صاحب نے فرمایا تھا کہ کل اس کو تحریک التوائے کار کی شکل میں لے کر آئیں اور یہ معاملہ ضروری ہے۔ میری تحریک التوائے کار کو مجھے پڑھنے کی اجازت دے دیں رانا صاحب کے پاس بھی اس کی ایک کاپی ہے اور اس کا نمبر 995 ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تحریک التوائے کار آپ نے ابھی move کی ہے؟

شیخ علاؤالدین: یہ کل میں نے move کی تھی اور کل اس پر بات کی تھی۔ سپیکر صاحب نے فرمایا تھا کہ اس کو آپ باقاعدہ نمبر لگا کر پھر پیش کریں۔ میں نے اب اس پر نمبر لگوا لیا ہے۔ تھوڑا سا معاملہ ہے لیکن یہ انتہائی اہم معاملہ ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ میں اسے پڑھ دوں پھر اس کا جو بھی کل پرسوں تک جواب آئے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ میں اسے ابھی دیکھ لیتا ہوں۔ آپ کی تحریک کا نمبر کیا ہے؟

شیخ علاؤالدین: جناب والا! اس کا نمبر 995 ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ نے جب کل move کی تھی تو سپیکر صاحب نے آپ کو آج کے لئے move کرنے کی اجازت دی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! آج کا کہا ہوا ہے اور رانا صاحب کے علم میں ہے کہ اس کو آپ بطور تحریک التوائے کار لائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ پھر اپنی اس تحریک التوائے کار کو پڑھیں۔

## وفاقی حکومت کی طرز پر صوبہ میں کنٹریکٹ پر بھرتی ہونے والے ملازمین کو مستقل کرنے کا مطالبہ

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ گریڈ 1 سے گریڈ 15 تک کے ملازمین کے لئے مرکزی حکومت نے حکم جاری کیا ہے جو کچھ اس طرح سے ہے۔

The undersigned is directed to state that the Federal Cabinet has decided that all those employees who were working on contract basis against posts in BS-1 to BS-15 in the Federal Ministries/Divisions/ Attached Department/ Subordinate Offices/ Autonomous/ Semi-Autonomous Bodies/ Corporations were appointed up to 03-06-2008 may be regularized. The decision of the Cabinet will also apply to the contract employees in F.A.T.A.

پنجاب حکومت میں اس وقت تمام کنٹریکٹ پر بھرتی ہوئے ہزاروں ملازمین غیر یقینی اور پریشانی میں شب و روز گزار رہے ہیں۔ ان کی اور ان کے اہل خانہ پر ہر وقت لٹکتی ہوئی تلوار کو مد نظر رکھتے ہوئے اس اہم مسئلہ کو فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لانا ضروری ہے تاکہ ان ملازمین اور ان کے بچوں کا مستقبل محفوظ کیا جا سکے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کی کاپی مجھے ابھی موصول ہوئی ہے اس کو آپ pending فرمالیں۔ اس کا متعلقہ محکمے سے جواب لے کر عرض کر دیا جائے گا۔

## بورڈ آف انٹر میڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن راولپنڈی کا میٹرک پرائیویٹ سائنس کے طلبہ کا امتحانی داخلہ لینے سے انکار

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! اس کے علاوہ میں دو معاملات آپ کی خدمت میں یہاں پیش کرنا چاہتا ہوں۔ ایک تحریک التوائے کار نمبر 967 تھی۔ اس میں محترم راجہ شوکت عزیز بھٹی صاحب نے ایک انتہائی اہمیت کا معاملہ یہاں اٹھایا تھا اور وہ معاملہ یہ تھا کہ "ہزاروں کی تعداد میں طالب علم راولپنڈی سیکنڈری بورڈ نے میٹرک سائنس کے طالب علموں کے داخلے ان پرائیویٹ سکولوں اور طلباء سے لینے سے انکار کر دیا ہے جن کا بورڈ سے الحاق نہ ہے۔" جبکہ پچھلے تین سالوں میں یہ داخلے لئے جاتے رہے ہیں اور اس سال انہوں نے اس کو روک دیا ہے تو یہ معاملہ میں نے محکمہ تعلیم کے ساتھ take up کیا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ ہم نے تین سال کا grace period اس مقصد کے لئے دیا تھا کہ لوگ ایسے سکولوں میں داخل ہیں یا تو وہ اپنا سکول الحاق کروا لیں یا پھر لوگ ان سکولوں میں داخلہ نہ لیں۔ یہ جو grace period ہے وہ تین سال کا تھا اور اب ختم ہو گیا ہے لیکن معزز ممبر اور اس House کی جو اس بارے میں sense تھی اس کو مدنظر رکھتے ہوئے محکمہ تعلیم سے یہ معاملہ take up کیا گیا ہے اور ایک اور سال کا grace period extend کروا دیا گیا ہے۔ اب اس سال بھی یہ طالب علم اپنا داخلہ بھیج سکیں گے اور اس کے بعد یہ بھی چاہیے کہ محکمے نے جو dead line دی ہے اس کے مطابق یا تو یہ سکول اپنے آپ کو الحاق کروالیں یا پھر ایسے سکولوں میں طالب علم داخلہ نہ لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ایک بہت اچھا اقدام ہے اور مجھے حیرت ہے کہ treasury کی طرف سے کوئی حکومت پنجاب کے اس اقدام کو appreciate نہیں کر رہا لیکن

میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان بچوں کے لئے،ان والدین کے لئے یہ ایک بہت بڑاstep ہے اور اس سلسلے میں وزیر قانون صاحب! میری آپ سے یہ بھی گزارش ہو گی کہ آپ ان کو اس بات پر بھی پابند کریں کہ یہ اطلاع اخبارات میں بھی چھپے اور ان کو لیٹر بھی جائے کہ This is the last year. اور اگر وہ الحاق نہیں کرتے تو آئندہ ان کو داخلے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ تاہم پنجاب حکومت نے یہ ایک بہت اچھاstep لیا ہے۔ اب اس کے ساتھ ساتھ شیخ صاحب آپ کی جو تحریک التوائے کار ہے اس کا جواب آنے تک اس کوpending کیا جاتا ہے۔

شیخ علاؤالدین: ٹھیک ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کے ساتھ ہی میں یہ عرض کروں گا کہ محترم اور معزز اراکین انتہائی اہمیت کے حامل معاملات یہاں House میں اٹھاتے ہیں اور اس کے بعد وہ بعض اوقات بھول بھی جاتے ہیں جبکہ گورنمنٹ کی یہ پالیسی ہے اور میں نے اس بات کو manage اور ensure کیا ہے کہ یہاں پر کوئی بھی معاملہ معزز ممبر اس ایوان کے یا گورنمنٹ کے علم میں لائے تو اس پر پوری طرح سے توجہ دی جائے۔

یہ دو ٹیچرز تھیں مسماۃ سلمیٰ شاہین ای ایس ٹی گورنمنٹ گرلز ہائی سکول ملتان اور دوسری تھی مسماۃ زرغونا عزیز ای ایس ٹی گورنمنٹ گرلز مڈل سکول جناح کالونی ملتان۔ ان کا ٹرانسفر کر دیا گیا تھا اور اپوزیشن کے ممبر نے یہ سوال اٹھایا تھا کہ اس وقت ban ہے اور ban میں ٹرانسفر کیوں کی گئی ہے؟ یہ ٹرانسفر جو تھی administrative grounds پر کی گئی تھی کیونکہ ان میں سے ایک ٹیچر پر یہ allegation تھا کہ وہ اپنی کلاس میں reluctant تھی اور بطور class in-charge بچوں کو داخلہ دینے میں reluctant تھی لیکن اس کے باوجود چونکہ معزز ممبران اپوزیشن کا concern تھا تو اس لئے محکمے نے اپنے order withdraw کر لئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت اچھی بات ہے۔ میرے خیال میں معاملات جس طرح House میں پیش ہو رہے ہیں اور ان پر جس طرح سے عمل ہو رہا ہے اس سے اس کی sanctity میں اضافہ ہو گا۔ جی، فنانس منسٹر صاحب!

## معزز ممبر سید حسن مرتضیٰ کی جانب سے ڈی سی او منڈی بہاؤالدین کے رویہ کے خلاف اٹھائے گئے نکتہ اعتراض پر تشکیل دی گئی کمیٹی کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): شکریہ۔ جناب سپیکر! کل سپیکر صاحب نے ایک کمیٹی constitute کی تھی۔ ڈی سی او منڈی بہاؤالدین اور کچھ ایم پی ایز کے درمیان جو واقعہ پیش آیا تھا اس کی تفصیل سے ہم نے انکوائری کی اور اس کی جو findings ہیں وہ میں پوری ایوان میں پڑھ دیتا ہوں۔

The report of Special Committee constituted by Mr. Speaker and point of the order of Mr. Hassan Murtaza Syed M.P.A. on 27th November 2008, Mr. Hassan Murtaza Syed MPA and other members of Provincial Assembly raised the point of order regarding the attitude of District Coordination Officer of Mandi Bahauddin towards the elected representatives of the district especially towards Mr. Asif Bashir Bhagat M.P.A and Mr. Tariq Mehmood Sahi MPA. A committee was constituted by Mr. Speaker to enquire the matter and report to the Assembly within one day. The committee under the Chairmanship of Mr. Tanvir Ashraf Kaira, Minister for Finance, Malik Nadeem Kamran, Minister for Food, Syed Hassan Murtaza M.P.A and Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari M.P.A, Mr. Zulfqar Ali Gondal M.P.A, was constituted. At 1:00 pm on 27th November 2008 the D.C.O Mandi Bahauddin was asked on behalf of the Chairman of the Committee on telephone to appear before the

Committee of the Assembly at 3:00 pm. The D.C.O requested that it will take three hours to reach Lahore and the time of the meeting of Committee was fixed at 4:00 pm. The committee met at 4:00 pm on 27th November, 2008. But the D.C.O failed to appear before the Committee. The Committee waited till 5:00 pm and again he was contacted on the telephone. The D.C.O stated that we has to collect certain documents from his office and because of that reason he was late in leaving Mandi Bahauddin. The Committee after through deliberations decided to give fair opportunity of hearing to the D.C.O and the meeting was adjourned till 7:00 pm on 27th November, 2008. The Committee again met at 7:00 pm and afforded him full opportunity of hearing to Mr. Asif Bashir Bhagat, Mr. Tariq Mehmood Sahi, and Mr. Waheed Akhter Ansari D.C.O, Mandi Bahauddin. The Committee after thorough enquiry found as under:

There was hard exchange of words between Mr. Waheed Akhter Ansari D.C.O, Mandi Bahauddin and the M.P.As and the D.C.O raised his voice against the M.P.As in particular and all the elected representatives in general during the hot exchange of words. He also went on to alleg that M.P.As are carrying files for the personal monetary benefits. The D.C.O was not able to give any satisfactory explanation of his admitted use of offensive language against the elected representatives. The D.C.O also univocally admitted before the Committee that he was never

physically man handled by the M.P.As. There was just a verbal blow between the elected representatives and the D.C.O Mandi Bahauddin. The D.C.O instigated strike in offices of the district government against the elected representatives and allowed the display of banners against the elected representatives. These offensive acts were uncalled for and against the discipline of a public servant. This might have created law and order situation in the district is act an out of omission in the handling situation, resulted in publication of news items in the media against the elected representatives. The allegations of corruption against Mr. Waheed Akhter Ansari D.C.O Mandi Bahauddin could not be substantiated before the Committee.

In view of the above, the Committee has unanimously recommended that the government shall immediately transfer Mr. Waheed Akther Ansari D.C.O Mandi Bahauddin from his present place of posting. Thank you, sir!

**جناب ڈپٹی سپیکر:** کائرہ صاحب! اس رپورٹ کی ایک کاپی مجھے بھی دے دیجئے گا۔ لاء منسٹر صاحب!

**وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان):** جناب سپیکر! کل جب یہ معاملہ یہاں ہاؤس میں پیش آیا تو اس پر ہمارے بھائی بڑے جذباتی تھے اور جذبات میں یہ مطالبہ کر رہے تھے کہ without any enquiry and without any reason وہ جو کہہ رہے ہیں وہ ہونا چاہئے تو میں نے اس وقت بھی ان کی خدمت میں یہ گزارش کی تھی کہ دیکھیں، یہ ایک معزز ہاؤس ہے، یہ صرف اپنے حقوق کا custodian نہیں ہے بلکہ یہ پورے صوبے کے 8 کروڑ عوام کے حقوق کا custodian ہے اور اس میں تمام D.C.O's بھی آتے ہیں، D.P.O's بھی آتے ہیں، کلرک

بھی آتے ہیں اور سبھی لوگ آتے ہیں اس لئے جہاں پر ہماری اپنی ذات involve ہو، وہاں پر ہمیں grace and space سے کام لینا چاہئے اور میں نے on the floor of the House ان کو اس بات کی یقین دہانی کرائی تھی کہ آپ اس معاملے کو inquire کر لیں۔ آپ یہاں سے کمیٹی بنا دیں اور اس کمیٹی میں اپوزیشن کو بھی شامل کریں اور وہ کمیٹی جو فیصلہ کرے گی، on behalf of the government میں نے یہ commitment دی تھی کہ گورنمنٹ اس پر عمل کرے گی۔ میں اس کے بعد محترم وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف صاحب سے آج صبح بھی ملا ہوں اور میں نے ان کو بتایا کہ کل یہ معاملہ ہوا اور وہاں پر اس اس طرح سے ساری گفتگو ہوئی تو محترم وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف صاحب نے یہ کہا کہ میں اس معزز ہاؤس اور ہر ممبر کے استحقاق، عزت و احترام کا اپنے دل سے قائل ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ میرا مقام، میری طاقت اس معزز ہاؤس میں بیٹھے معزز ممبران سے ہے، اس معزز ہاؤس سے ہے اور انہوں نے کہا کہ کمیٹی جو بھی فیصلہ کرے گی اور جب کمیٹی آج اپنی رپورٹ ہاؤس میں پیش کرے تو آپ میری طرف سے کہہ دیں کہ ان کا جو بھی حکم ہوا گورنمنٹ اس پر من و عن عمل کرے گی اور انہوں نے کمیٹی کے معزز ممبران اور جن دوستوں کی اس میں involvement ہوئی تو انہوں نے ان سے ملاقات کرنے کی بھی خواہش ظاہر کی تھی اور انہوں نے کہا کہ آج اگر میں اسلام آباد سے جلدی واپس آ گیا تو میں آج ان سے ملنا بھی چاہوں گا اور ان کا یہ بھی فرمانا تھا کہ اگر آج اسلام آباد کے حوالے سے میری انتہائی اہم مصروفیات نہ ہوتیں، ایک تو ان کی صدر آصف علی زرداری صاحب سے ملاقات تھی تو انہوں نے کہا کہ میں خود ایوان میں آ کر وہاں بیٹھ کر کمیٹی کی جو بھی رپورٹ معزز ہاؤس میں پیش ہوتی میں خود اس بات کو own کرتا اور ان کو یہ خود کہتا کہ آپ کی رائے کا احترام کرنا میرا فرض ہے کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ گورنمنٹ نے جو بھی کارکردگی کرنی ہے، گورنمنٹ کی جو بھی طاقت ہے، گورنمنٹ کی جو بھی عزت ہے اس معزز ہاؤس میں بیٹھے منتخب تمام ممبران سے ہے خواہ کسی کا تعلق اپوزیشن سے ہو یا کسی کا تعلق Treasury Benches سے ہو۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میں یہ رپورٹ کنوینر کمیٹی جناب تنویر اشرف کائرہ سے حاصل کر لیتا ہوں اور اس کے فوراً بعد میں اس پر عملدرآمد کرنے کے لئے گورنمنٹ کو پہنچا دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! کل تین issues raise ہوئے تھے جو اخباری خبروں کے اوپر based تھے۔ ایک یہ معاملہ تھا اس کے لئے ہم نے D.C.O صاحب کو ایک fair hearing دینے کے لئے اور اس معاملے میں انصاف کے تقاضے پورے کرنے کے لئے 7 گھنٹے D.C.O صاحب کا انتظار کیا۔ وہ شام کو 7:00/6:30 بجے آئے اور ہم نے ان کا انتظار کیا تا کہ وہ بھی اس پر اپنا موقف بیان کر سکیں اور one sided کارروائی نہ ہو۔ اس کے علاوہ ایک اور معاملہ جو ہاؤس کے سامنے پیش ہوا تھا اور جسے refer کیا گیا تھا وہ یہ تھا کہ Secretary Environment نے ٹوبہ ٹیک سنگھ ہسپتال کے M.S کو ایک غسل خانے کے اندر بند کر دیا تھا جو کہ ایک سرکاری افسر اور ایک professional doctor کے ساتھ زیادتی تھی، ہم نے وہ issue بھی raise کیا تھا۔ ایک اور اخباری خبر تھی کہ سیالکوٹ کے اندر کسی پبلک نمائندے کے ایماء پر وہاں کے ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے افسر کو بند کیا گیا اور اس سے رات کو زبردستی appointment letters کے اوپر دستخط کرائے گئے اور رات کے 3/2 بجے اس کے بیوی بچوں نے ہاتھ پاؤں جوڑ کر اسے آزاد کروایا۔ یہ تین issues کل refer ہوئے تھے۔ ان میں سے Environment Secretary والی بات تھی، کائرہ صاحب نے مجھے بتایا کہ انہوں نے رابطہ کیا تو چیف سیکرٹری نے کہا کہ وہ سپیکر صاحب سے بات کریں گے۔ اس میں ہمارے پریس والے بھائی شاید یہ سمجھیں کہ اس میں چونکہ کوئی ممبر involved نہیں تھا تو اس میں ہم نے کوئی دلچسپی نہیں لی۔ اس میں بھی پوری دلچسپی لی گئی اور انشاء اللہ اس پر بھی آگے چلا جائے گا۔

جناب سپیکر! تیسرا issue سیالکوٹ میں ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے ایک افسر کے ساتھ ایک واقعہ ہوا تھا۔ اس issue کو touch نہیں کیا گیا۔ میری استدعا ہے کہ to be fair اگر ہم ایک اخباری خبر کے اوپر یہ سارا کچھ کرتے ہیں جیسے ہمارے ممبر کے ساتھ زیادتی ہوئی تھی تو اسی طرح

اگر کسی اور کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے، in the spirit of fairness ہمیں اس کو بھی take up کرنا چاہئے تھا، اس تیسرے معاملے کو take up نہیں کیا گیا۔ میں نے کمیٹی کی final report سے پہلے اپنا احتجاج ریکارڈ کروایا۔ کل میں نے بھی D.C.O صاحب کا 7 گھنٹے انتظار کیا تو آج جب اس کی رپورٹ بنائی جا رہی تھی اور باقی ان دو معاملات کا ذکر نہیں تھا تو میں نے disapproval of the report پر آج اس سے walkout کیا تھا۔ مہربانی کر کے ان دو باقی معاملات کی بھی تحقیق کروائی جائے، ہمارے press والے بھائیوں کو کہیں یہ نہ impression ملے کہ جہاں حکومتی ممبر کی بات تھی وہاں پر تو interest لیا گیا اور جہاں کوئی بات حکومتی ممبر کے خلاف جا رہی تھی اس کو نہیں لیا گیا اور جہاں پر ایک professional doctor کی عزت کا تعلق تھا وہاں پر بھی interest نہیں لیا گیا۔ میری آپ سے استدعا ہے کہ باقی دو معاملات کے اوپر بھی رپورٹ کے لئے کوئی deadline fix کر دیں یا کوئی تاریخ fix کر دیں۔ اس کو time frame کے اندر constrain کر دیں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فنانس منسٹر!

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! دراصل سپیکر صاحب نے جو کمیٹی constitute کی تھی وہ specifically اس purpose کے لئے کی گئی تھی لیکن جب یہ کمیٹی constitute کی جا چکی تھی تو اس کے بعد فاضل ممبران نے اِن ایک دو issues کو point out کیا ہے۔ کمیٹی اُن دو issues کو review کرے گی۔ ہم دوبارہ meet کریں گے اور اس پر انشاء اللہ تعالیٰ جلد عمل ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب دیکھیں! یہ تو اس کمیٹی کے ambit میں آتا ہے۔ You should sit with them.

**MR MUHAMMAD MOHSIN KHAN LEGHARI:** I am the one person and there are most always be out voted.

جناب ڈپٹی سپیکر:.This is not the way اس میں یہ ہے کہ کمیٹی میں آپ جو بھی issue raise کریں گے They have to take it in writing اور جو ابھی میرے سامنے رپورٹ آئی ہے۔

**MR MUHAMMAD MOHSIN KHAN LEGHARI:** Did they refer my walking out of committee in the report?

**MR DEPUTY SPEAKER:** It was not.

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ابھی تو میں پیٹتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ یہ بھی دیکھیں کہ جس دن renewable تھا اور آخر میں آپ واک آؤٹ کر گئے.That was not the way

**MR MUHAMMAD MOHSIN KHAN LEGHARI:** I did not take the right step?

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، کائرہ صاحب! اس میں کیا ہوا تھا، انہوں نے اس میں واک آؤٹ کیا تھا یا کیا ہوا تھا؟

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! لغاری صاحب کی ہماری کمیٹی میں throughout بہت contribution رہی ہے۔ ان کی جو inputs تھیں اور ان کا جو opinion تھا اس کے مطابق سارا فیصلہ ہوا ہے، انہوں نے اس کو approve کیا ہے۔ آخر میں جب فیصلہ لکھا جا چکا تھا تو اس کے بعد انہوں نے point out کیا کہ یہ دو issues بھی raise کئے جائیں جس میں ایک Environment Secretary کا issue تھا۔ ان سے ہم نے رابطہ کیا وہ کل فیصل آباد میں تھے، آج دوبارہ رابطہ کیا ہے تو ان کو کمیٹی بلا رہی ہے لیکن جیسے میں نے پہلے عرض کیا کہ یہ دونوں issues کمیٹی کو refer نہیں ہوئے تھے۔ اس معاملے میں آپ جس طرح guide کریں گے تو اس کے مطابق یہ کمیٹی کام کرے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے اب تو اس میں بات ہو گئی ہے۔آپ کمیٹی میں بیٹھ جائیں اس کے بعد اگر کوئی مسئلہ ہوتا ہے تو پھر Refer it to the Speaker, then we will see it.

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ایک اور complaint ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: فی الحال مجھے اس کو wind up کرنے دیں۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا آپ اسی حوالے سے بات کرنا چاہتے ہیں؟

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں اسی سلسلے میں گزارش کرنا چاہتا ہوں۔یہ جو کمیٹی نے recommendations دی ہیں اور اس میں یہ ذکر ہے کہ اس کا ٹرانسفر کر دیا جائے تو میں ہاؤس کے سامنے اور آپ کے توسط سے یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اس میں دو چیزیں missing ہیں۔ ایک تو یہ کہ گورنمنٹ کو in accordance with law ڈی سی او کے against proceed کرنا چاہئے۔اس کے علاوہ further proceedings جاری رکھنی چاہئیں تاکہ inquiry کر کے اس کو منطقی انجام تک پہنچایا جائے۔اس میں دوسری بات یہ ہے کہ اگلے سیشن میں ایوان میں اس کی رپورٹ آنی چاہئے کیونکہ It is being referred by the House.

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی بات بالکل ٹھیک ہے۔رانا صاحب! اس کی رپورٹ اگلے سیشن میں House میں put کریں گے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! رپورٹ ہاؤس کے اندر بھی آئے اور اس کے خلاف جو allegations ہیں ان پر in accordance with law کارروائی جاری رہنی چاہئے، صرف ٹرانسفر پر ختم نہیں ہونی چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ملک صاحب!

وزیر خوراک وصحت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! اس اجلاس میں دو issues میرے سپرد کئے گئے تھے جس کی رپورٹ دینا میں ضروری سمجھتا ہوں۔ اگر آپ اجازت دیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر خوراک وصحت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! ایک تو Dew issue کی bottle سے related تھا جو کہ ایک معزز ممبر نے یہاں پر دکھائی تھی جس میں ایک wrapper بوتل کے اندر بند تھا جس سے hygienically بہت سی create problems ہونے کا اندیشہ تھا۔ اس کے لئے ایک کمیٹی بنائی گئی تھی جس نے اپنا کام کیا ہے۔ اس میں، میں صرف یہ add کرنا چاہتا ہوں اور on record لانا چاہتا ہوں کہ اس کمیٹی میں جناب کامران مائیکل صاحب، محترمہ عارفہ خالد صاحبہ اور محترمہ مائزہ حمید صاحبہ شامل ہیں۔ اس تین رُکنی کمیٹی نے اس سلسلے میں ڈی سی او لاہور، ای ڈی او (آر) اور متعلقہ افسران سے meeting کی ہے اور اس کمپنی جو کہ Pepsi Limited ہے اور Dew بناتی ہے ان سے رابطہ کیا گیا اور samples اکٹھے کئے گئے۔ اس فیکٹری کا چالان بھی کر دیا گیا ہے اور اس کے علاوہ مزید samples 96 شہر سے اکٹھے کئے گئے ہیں اور ان کو لیبارٹری ٹیسٹ کے لئے بھیج دیا گیا ہے۔ اس کے لئے یہ کمیٹی already work کر رہی ہے، انشاء اللہ یہ پندرہ بیس دِن کے اندر اندر آپ کو رپورٹ پیش کر دے گی۔

جناب سپیکر! دوسرا issue جو میرے سپرد کیا گیا تھا وہ زعیم قادری صاحب کی طرف سے تھا کہ ہمارے Services Hospital میں dialysis کے لئے مشین arrange نہیں کی گئی۔ یہاں پر ہاؤس میں یہ بات کی گئی تھی کہ تین دن کے اندر اندر اس کو provide کر دیا جائے گا یا اس کے متعلق انفارمیشن دی جائے گی۔ اس کی رپورٹ آ گئی ہے اور ساری بات complete ہو چکی ہے۔ اس میں جگہ بھی fix کر دی گئی ہے، مشین بھی arrange کر لی گئی ہے اور 4۔دسمبر کو میں نے زعیم قادری صاحب کو invite کیا ہے کہ وہ ہسپتال میں تشریف لے جائیں۔ اگر کہیں گے تو میں بھی ان کے ساتھ جاؤں گا اور انشاء اللہ وہ مشینوں کو working condition میں دیکھیں گے۔ یہ میں نے آپ کو رپورٹ دے دی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ دونوں reports آپ اگلے سیشن میں ہاؤس میں پیش کریں گے۔اب تحریک التوائے کار کا وقت ختم ہو چکا ہے۔اب جناب محسن لغاری صاحب کی تحریک استحقاق ہے۔ اس میں چونکہ amendment ہے اور fresh ہے اس لئے آپ اسے پڑھ دیں۔

## تحاریک استحقاق

(۔۔۔جاری)

### نشان زدہ سوال نمبر 1190 کے غلط جواب کی فراہمی

(۔۔۔جاری)

جناب محمد محسن خان لغاری: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کی متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ 21۔نومبر 2008 کو محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ سے متعلق سوالات کے جوابات دیتے ہوئے سوال نمبر 1190 میں منجانب رانا بابر حسین کے جواب میں جو میں نے on behalf of the concerned member پوچھا تھا محترم راجہ ریاض صاحب وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ نے ایوان میں جواب دیتے ہوئے کہا کہ سال 2000 کے بعد کوئی واٹر سپلائی سکیم نہیں بنی۔ میں نے ضمنی سوال میں پوچھا کہ کیا میاں چنوں میں سال 2000 کے بعد کوئی سکیم نہیں بنی؟ تو وزیر موصوف نے جواب دیا کہ میاں چنوں میں سال 2000 کے بعد کوئی سیوریج اور واٹر سپلائی سکیم نہیں بنی۔ جب میں نے کہا کہ میں ثابت کر دوں گا کہ سال 2000 کے بعد بھی سکیمیں بنی ہیں اور وزیر موصوف کا جواب درست نہ ہے اور میں اس پر تحریک استحقاق پیش کرنے کا حق رکھتا ہوں جس پر جناب سپیکر نے اتفاق کیا لہذا تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں کہ اس تحریک کے ساتھ میاں چنوں میں بننے والی 2006 اور 2007 کی سکیموں کے بارے میں ثبوت منسلک کر رہا ہوں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ 2006-2007, 2007-2008 میں سیوریج سسٹم اور واٹر سپلائی کی سکیمیں تحصیل میاں چنوں میں بنی ہیں۔ محکمہ کا جواب حقائق پر مبنی نہ ہے

محترم وزیر صاحب نے محکمے کی طرف سے دیئے گئے غلط جواب پر بضد رہ کر نہ صرف میرا بلکہ اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح کیا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** جی، وزیر قانون!

**وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):** جناب سپیکر! یہ تحریک جو ہے technically نہیں بنتی کیونکہ mover نے یہ کہا ہے کہ محترم وزیر صاحب نے محکمہ کی طرف سے غلط جواب پر بضد رہ کر میرا استحقاق مجروح کیا ہے۔ اگر وہ یہ کہتے کہ محکمہ نے غلط جواب دے کر میرا استحقاق مجروح کیا ہے تو یہ غلطی تھی لیکن انہوں نے کہا ہے کہ اُنہوں نے بضد رہ کر میرا استحقاق مجروح کیا ہے اور کوئی بھی ممبر منسٹر کے خلاف تحریک استحقاق نہیں لا سکتا۔ کوئی ممبر دوسرے ممبر کے خلاف تحریک استحقاق پیش نہیں کر سکتا۔

**جناب محمد محسن خان لغاری:** کس rule کے تحت نہیں پیش کر سکتا؟

**وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):** آپ مجھے بتا دیں کہ کس rule کے تحت پیش کر سکتا ہے؟ کوئی معزز ممبر دوسرے معزز ممبر کو استحقاق کمیٹی میں طلب ہی نہیں کر سکتا۔ اس کے خلاف تحریک استحقاق پیش نہیں کر سکتا۔ آپ مجھے پچھلے دس، بیس یا ساٹھ سال کی روایت بتا دیں کہ کسی ممبر نے کسی ممبر کے خلاف تحریک استحقاق پیش کی ہو اور وہ admit ہوئی ہو۔

**جناب محمد محسن خان لغاری:** محکمہ نے غلط جواب دیا ہے۔

**وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):** جی، ہاں بالکل! محکمہ غلط جواب دے تو وہ استحقاق مجروح ہونے کے لئے۔۔۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** اعجاز شفیع صاحب باری باری بات کریں۔ لاء منسٹر صاحب جواب دے رہے ہیں ان کو پہلے بات ختم کر لینے دیں پھر جب وہ کھڑے ہیں تو ان کو بات کر لینے دیں، پھر اگر آپ کی کوئی بات ہے تو وہ بالکل سُنی جائے گی۔ جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میرا گزارش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اس ایوان میں بار بار غلط جواب دیئے جا رہے ہیں اور اس غلط جواب پر اگر کوئی یہ بھی نہ مانے کہ یہ غلط جواب ہے اور اس پر وہ بحث کرتا رہے اور categorically آپ ریکارڈ اُٹھا کر دیکھ لیں۔ میرے پاس ریکارڈ ہے جب میں نے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ وہ categorically کہہ رہے ہیں کہ وہاں پر کوئی سکیم نہیں بنی تو ان کا اس غلط جواب کے اوپر بضد رہنا، insist کرنا کہ وہ وہی جواب ہے۔ میرے خیال میں ہمارا باقی فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے۔ ہم تو پھر وہی تھوڑے سے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لغاری صاحب! ایک بات سُنیں۔ جب آپ بار بار یہ بات کرتے ہیں۔ میں جس چیئر پر بیٹھا ہوں اس کا اپنا ایک تقاضا ہے۔ آپ یہ بتا دیں کہ آج تک کوئی کام اس چیئر نے ایسا کیا ہو جو اس ہاؤس کے تقدس کے خلاف ہو اور میری دوسری بات سن لیں کہ گورنمنٹ کی طرف سے آپ کو یہ نہیں کہا گیا کہ آپ یہ تحریک استحقاق لے کر نہ آئیں۔ بات صرف اتنی سی ہے کہ as a custodian of this House میں بھی feel کرتا ہوں کہ جس طرح آپ میرے لئے محترم ہیں اسی طرح ہاؤس میں بیٹھا ایک ایک رکن میرے لئے بہت معزز اور محترم ہے۔ ہم ان کے conduct کو اس ہاؤس میں زیر بحث نہیں لا سکتے۔ آپ کی ان کے ساتھ ایک understanding ہوئی تھی کہ آپ جو تحریک استحقاق لے کر آئیں گے وہ محکمے کے خلاف لائیں گے۔ اگر آپ اس کی language کو دوبارہ پڑھیں تو اس میں آپ نے مکمل معزز وزیر کی طرف رخ کر کے لکھا ہے۔ یہاں پر آپ یہ لکھیں کہ محکمہ جس نے غلط جواب دیا ہے اس کے خلاف یہ تحریک استحقاق ہے اور اس کو مجلس استحقاقات کے سپرد کریں۔ اس ہاؤس کی sanctity کوئی بھی خراب کرے گا، چاہے وہ کوئی محکمہ بھی ہو تو ہم نے اس کو watch کرنا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! کیا وزیر اس سے مستثنیٰ ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: لغاری صاحب! آپ ماشاء اللہ خود سینئر پارلیمنٹیرین ہیں۔ جو جواب لکھا ہوا آ گیا ہے تو in future ہم نے اس بات کو make sure کرنا ہے کہ محکمہ غلط جواب نہ بھیجے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پھر وزیر صاحب اس کو مان لیں کہ یہ غلط جواب ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لغاری صاحب! جب وہ آپ کے ساتھ بیٹھیں گے تو بات ہو جائے گی۔ فی الحال آپ کو اپنی تحریک استحقاق کو amend کرنا پڑے گا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں آپ پر چھوڑتا ہوں اور اس کی الفاظی آپ خود کروا لیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اعجاز شفیع صاحب!

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ آپ بالکل بجا فرما رہے ہیں لیکن ایک منسٹر ایک چیز پر بضد ہے، یا تو محکمے پر یہ ذمہ داری ڈال دی جائے اور اب اگر منسٹر بھی اس میں involve ہے تو پھر ہاؤس کا جو استحقاق مجروح ہوا ہے اس کا کون ذمہ دار ہے؟ جہاں تک محکمے کی ذمہ داری بنتی ہے ہم اسے مانتے ہیں لیکن ہاؤس میں جو بات ہوتی ہے اس میں متعلقہ منسٹر involve ہوتا ہے یا تو منسٹر صاحب یہ فرما دیتے کہ میں محکمے سے consult کر کے confirm کروں گا۔ اب منسٹر صاحب ہاؤس کے اندر assurance دے رہے ہیں جو غلط ہے۔ محکمہ تو جو کر رہا ہے so کر رہا ہے لیکن اس کا مطلب ہے کہ منسٹر اور حکومت بھی اس ہاؤس اور عوام کے ساتھ وہی کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اعجاز صاحب! آپ بھی ماشاء اللہ یہاں پر محکمے کی طرف سے آئے ہوئے سوالوں کے جواب دیتے رہے ہیں۔ بات یہ ہے کہ ایک sense ہوتی ہے کہ جب یہاں پر محکمے کی طرف سے جواب آئیں گے تو وہ صحیح ہوں گے۔ آپ کا یہ بڑا اچھا اقدام ہے کہ آپ نے point out کیا کہ محکمے نے صحیح جواب نہیں دیا۔ اب اس پر جو کارروائی بنتی ہے وہ طریقہ کے مطابق بنتی ہے۔ میں آپ کے ساتھ ہوں لیکن legal and valid بات یہ ہے کہ آپ اس میں amend کر کے direct محکمے پر لے کر آئیں میں بالکل اس کو take up بھی کروں گا اور گورنمنٹ سے جواب بھی مانگوں گا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے اس بات کی assurance تو دی ہے لہذا اس کو Assurance Committee کے پاس refer بھی کیا جا سکتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کا جو طریق کار ہے اسے پہلے آپ adopt کر لیں۔ آپ اس میں amendment کر کے لے آئیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: آپ اس کی الفاظی کر لیں لیکن وزیر صاحب کا اس بات پر بضد رہنا مناسب نہیں ہے کیونکہ انہوں نے کہا کہ categorically یہی جواب ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اس کو amend کر کے لے آئیں انشاء اللہ تعالیٰ آپ کی بالکل تسلی ہو گی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس معزز ایوان میں بیٹھے معزز اراکین میں چاہے کوئی منسٹر ہو یا کوئی بھی حیثیت ہو، آئینی طور پر اور rules کے مطابق جو بات وہ یہاں کرتے ہیں ان کو ویسے ہی استحقاق حاصل ہے۔ جو بات یہ کر رہے ہیں اگر یہ درست بھی ہو تو پھر بھی آپ تحریک استحقاق کسی دوسرے معزز ممبر کے خلاف نہیں لا سکتے کیونکہ محکمہ صحیح جواب دینے کا یہاں ذمہ دار ہے۔ کل کو اگر آپ نے یہ ثابت کیا کہ یہ جواب غلط ہے تو منسٹر صاحب کو ہی کہا جانا ہے کہ آپ محکمے کے خلاف action لیں۔ جو آپ نے لکھا ہے اس کے مطابق تو ہم محکمے کو بلا ہی نہیں سکتے، صرف منسٹر صاحب کو ہی بلائیں اور کہیں کہ آپ نے ضد کیوں کی ہے؟ اس ضد کا استحقاق کمیٹی کے پاس کوئی علاج نہیں ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! کیا یہ معاملہ Assurance Committee کے پاس جا سکتا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: لغاری صاحب! یہ اس وقت کمیٹی میں جائے گی جب یہ ضابطے کے مطابق ہو گی۔ آپ اس کو amendment کر کے move کریں۔ اس ہاؤس کے کچھ precedents بھی ہوتے ہیں اور ماشاء اللہ ہاؤس کی بڑی عظیم روایات ہیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! ہمیں قانون اور روایات بتا دی جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ مجھے قانون دکھا دیں جس کے تحت ممبران کے اوپر اس ہاؤس میں بحث ہو سکتی ہے۔ میں آپ کو 101 precedents دکھا دیتا ہوں جس کے اندر معزز ممبران کے استحقاق اور ان کی عزت کا خیال رکھنا اس ہاؤس کی ذمہ داری ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! ممبران کا استحقاق بنتا ہے اور ان کا خیال رکھا جاتا ہے لیکن ایک ممبر ساروں پر حاوی نہیں ہوتا لیکن جو منسٹر اپنے محکمے کو defend کر رہا ہو اور ہم تو محکمے کے خلاف جانا چاہ رہے ہیں۔ یہاں پر ہمیشہ پچھلے سالوں کا حوالہ دیا جاتا ہے اور بار بار کیچڑ اچھالنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ جب ہم ان چیزوں کو آپ کے نوٹس میں لاتے ہیں تو پھر ان چیزوں کو پیچھے ہٹا دیا جاتا ہے۔ ہمارا مقصد صرف یہ واضح کرنا ہے کہ آپ کے اپنے قول و فعل میں تضاد ہے۔ پہلے آپ اپنے گریبانوں میں جھانکیں تب جا کر دوسروں پر الزام تراشی کریں۔

جناب خلیل طاہر سندھو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، سندھو صاحب!

جناب خلیل طاہر سندھو: جناب سپیکر! میں Rules of Procedure کے مطابق بتانا چاہتا ہوں کہ ایک law ہوتا ہے اور ایک proper demand ہوتی ہے اس کے علاوہ جو آپ کا decision ہے وہ باقی ساری چیزوں کو over rule کرتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لغاری صاحب! اس حوالے سے میں آپ کو بتاتا ہوں کہ اگر آپ section 169 کو پڑھیں تو اس میں لکھا ہوا ہے کہ:

> **169. Decision of Speaker on procedure.** If any doubt arises on any point of procedure or interpretation of the rules, the Chairman may, if he thinks fit, refer the point to the Speaker whose decision shall be final.

آپ تحریک استحقاق کے حوالے سے کہہ رہے ہیں کہ یہاں پر ممبر کے conduct پر discussion ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اسی طرح آپ کے پاس کوئی relevant rules موجود نہیں ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس اسمبلی کی روایات میں رہ کر ہم نے اپنے ممبر کی عزت اور استحقاق کو مجروح نہیں ہونے دینا اور ان کا خیال رکھنا ہے۔ میرا یہاں پر final decision یہ ہے کہ ہم کسی ممبر کے conduct کو

اس طرح تحریک استحقاق کی شکل میں under discussion نہیں لائیں گے۔ اب آپ کو تحریک استحقاق نئی move کرنی پڑے گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم لغاری صاحب کو آپ نے rules کا حوالہ دے دیا ہے تو میں ان کی توجہ چاہوں گا کہ آئین کے آرٹیکل 66 میں بڑا واضح طور پر لکھا ہوا ہے کہ:

> **66. Privileges of members, etc.-**(1) Subject to the Constitution and to the rules of procedure of Parliament, there shall be freedom of speech in Parliament and no member shall be liable to any proceedings in any Court in respect of anything said or any vote given by him in Parliament, and no person shall be so liable in respect of the publication by or under the authority of Parliament of any report, paper, votes or proceedings.

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہم کسی کورٹ میں تو نہیں جا رہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: اگر آپ سنیں تو in Parliament ہے۔ Whatever he utters in Parliament that comes within....

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ اس وقت وزراء حضرات کو کھلی چھٹی ہے، وہ جھوٹ بولتے رہیں، غلط جواب دیتے رہیں لیکن اس کے بارے میں کچھ نہیں کیا جا سکتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگر آپ چاہیں تو اس کے بارے میں بڑا کچھ کیا جا سکتا ہے۔ آپ اس کو amend کر کے لائیں فی الحال میں اس کو dispose of کرتا ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس ہاؤس میں وزراء کو کھلی چھٹی کے ساتھ ساتھ Opposition کو بھی کھلی چھٹی ہے کہ اس نے پچھلے آٹھ سالوں میں جو کچھ کھایا پیا ہے وہ ہضم کرنے کے باوجود بھی جھوٹ بولتے رہے ہیں کہ ہم نے کچھ نہیں کھایا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! راناصاحب تو بات کو مذاق میں ڈال رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں آپ ہاؤس کے وقت کا بھی خیال کریں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! اگر رانا صاحب کہتے ہیں کہ پچھلا کھایا پیا ہے تو یہ پھر وہ policies کیوں لا رہے ہیں؟ راناثناء اللہ صاحب کا اس وقت جو سٹاف ہے وہی سٹاف راجہ بشارت صاحب کا تھا اگر یہ ایسا کہتے ہیں تو ان کو راجہ بشارت کا سٹاف رکھنے کی کیا ضرورت تھی؟ محکموں میں دیکھا جائے تو 100 فیصد پچھلے دور کی policies کو ہی continue کیا جا رہا ہے، یہ بھی check کر لیں۔ میں واضح بات کر رہا ہوں کہ اگر راجہ بشارت صاحب کے دور میں ان کا جو سٹاف تھا اسی کو کیوں اپنے ساتھ رکھا ہوا ہے۔ اگر ان کی policies خراب تھیں تو یہ کیوں اس کو اپنا رہے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: لگتا ہے کہ آپ ان کی نوکریوں کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جو سٹاف راجہ بشارت صاحب کے پاس تھا وہ official سٹاف تھا اور وہ ان کا ذاتی سٹاف نہیں تھا اور جہاں تک کھانے پینے والی بات ہے تو راجہ بشارت صاحب کے متعلق بہت کم ثبوت ہیں کہ انہوں نے کھایا پیا ہو۔ باقی بہت سے لوگوں کے پاس ایسے محکمے تھے جن میں بہت ہی کھایا پیا گیا ہے۔ (قہقہہ)

چودھری عامر سلطان چیمہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری عامر سلطان چیمہ: اس پر بھی بات واضح ہونی چاہئے اور آپ House میں ایک انکوائری کمیٹی بنائیں، جو کچھ کسی ڈیپارٹمنٹ میں پہلے ہوا ہے یا کھایا پیا گیا ہے کیونکہ الزامات تو بڑی آسانی سے لگا دیئے جاتے ہیں اور میرا خیال ہے کہ فیصل آباد میں قبضہ گروپ کو جو ہیڈ کر رہا ہے، اس کا میں رانا

ثناء اللہ پر الزام لگاؤں گا کہ یہ فیصل آباد میں قبضہ گروپ کے سرغنہ ہیں اور اسی طرح دوسرے بھی بڑے بڑے لوگ جو مختلف اضلاع میں ہیں تو میں ان کے نام بھی لے دوں گا۔ الزام لگا دینا بڑا آسان ہے۔ آپ اس سلسلے میں ایک کمیٹی بنا دیں تاکہ جس نے کہا یا وہ اپنے منطقی انجام کو پہنچے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ اور ہاؤسنگ و شہری ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، دوست محمد کھوسہ صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ اور ہاؤسنگ و شہری ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! چیمہ صاحب ہمارے لئے بڑے قابل احترام ہیں۔ یہاں پر رانا صاحب نے in general بات کی ہے اور کسی کو pin point نہیں کیا۔ مہربانی فرما کر ایک دوسرے کی values کو برقرار رکھیں اور اس House کی values کو برقرار رکھتے ہوئے کم از کم کسی کو نام لے کر pin point نہ کیا جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جو بات میں نے کی وہ میں نے general بات کی اور راجہ بشارت صاحب کا اگر میں نے نام لیا تو ان کے متعلق میں نے اچھی بات کی اور باقی general بات کی ہے اور اب محترم عامر سلطان چیمہ صاحب نے میرا نام لے کر بات کی ہے تو اگر اب میں محسن لغاری صاحب سے پوچھوں کہ اب مجھے بتائیں کہ تحریک استحقاق پیش کی جا سکتی ہے اور وہ accept کی جا سکتی ہے؟ آپ نے جو یہاں پندرہ، بیس منٹ یا آدھا گھنٹہ بحث کی ہے تو آپ خود ہی اس کا جواب جب مجھے دیں گے تو آپ کو جواب مل جائے گا۔ میں نے in general بات کی ہے اور اب چور کی داڑھی میں تنکے والی بات اگر کسی پر ثابت ہو تو میرے پاس اس کا کوئی علاج نہیں ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں نے اس تسلسل کے ساتھ بات کی ہے جو انہوں نے وقفہ سوالات میں بات کی تھی اور اس وقت انہوں نے کہا تھا کہ یہ سارے جو لوگ بیٹھے ہیں یہ بے ایمان اور کرپٹ ہیں۔ انہوں نے اپوزیشن کی طرف اشارہ کر کے کہا تھا اور میں نے یہ کہا تھا کہ یہ الفاظ واپس لئے جائیں تو میں نے اسی تسلسل سے جو بات انہوں نے صبح وقفہ سوالات میں کی تھی، اس پر

کی تھی کہ یہ بڑی آسانی سے الزام لگا دیتے ہیں اور بڑی آسانی سے بات کر جاتے ہیں۔ کم از کم اس کا دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کیوں نہیں کرتے؟ میں یہ نہیں کہتا کہ کس نے کھایا، کس نے نہیں کھایا تو جن لوگوں نے بھی کھایا ہے اب تو ان کی حکومت ہے تو انہیں کٹہرے میں لے کر جائیں، ان کو ہتھکڑیاں لگائیں، وہ اندر جائیں اور ان کو احتساب میں لائیں۔ ہم ان کا ساتھ دیں گے۔ جن لوگوں نے کھایا ہے ان سے ایک ایک پائی نکالی جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم چیمہ صاحب میرے بھائی ہیں۔ انہوں نے اگر بات کی ہے تو میں شاید انہیں بات سمجھا نہیں سکا۔ میں نے قطعی طور پر یہ نہیں کہا کہ ان سب لوگوں نے کرپشن کی ہے، سب لوگوں نے کھایا ہے۔ میں حلفاً کہتا ہوں کہ محسن لغاری صاحب نے کوئی کرپشن نہیں کی، میں حلفاً کہتا ہوں کہ ہراج صاحب نے کوئی کرپشن نہیں کی، میں حلفاً کہتا ہوں کہ عبداللہ یوسف صاحب نے کوئی کرپشن نہیں کی۔ میں نے سب کا تو نہیں کہا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چونکہ یہ بحث ایسی ہے کہ محسن لغاری صاحب کی تحریک استحقاق سے شروع ہوئی تھی تو Let me give my ruling on that

وزیر خوراک و صحت (ملک ندیم کامران): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر خوراک و صحت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! جب بھی اذان ہوتی ہے تو نماز کا وقفہ ہونا چاہئے تو انشاء اللہ اگلے اجلاس سے ہونا شروع ہو جائے گا تو آج جمعتہ المبارک ہے اور ایک بجے کا وقت ہو چکا ہے تو مہربانی کر کے جمعہ کا وقت گزر رہا ہے تو accordingly چلیں۔ شکریہ

محترمہ شمیلہ اسلم: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! خواتین کے حوالے سے ایک issue کی جانب توجہ مبذول کروانا چاہ رہی ہوں کہ عالمی سطح پر خواتین پر تشدد اور فرسودہ رسومات کے خاتمہ کے لئے 16 احتجاجی دن منائے جا رہے ہیں تاکہ لوگوں میں شعور بیدار ہو سکے کہ خواتین کی ترقی کے بغیر ترقی کا سفر ممکن نہیں۔ میں

اس سلسلے میں ایک قرارداد پیش کرنا چاہتی ہوں اور آپ سے گزارش کرتی ہوں کہ rule 234 کے تحت متعلقہ قواعد کو معطل کر کے مجھے قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

محترمہ شمیلہ اسلم: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ ہم خواتین پر ہر قسم کے تشدد کی مذمت کرتے ہیں۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں۔ آپ اس قرارداد کی gist بتا دیں۔

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! تشدد خواہ وہ گھریلو، سماجی، معاشی یا معاشرتی ہو، ہمارا مطالبہ یہ ہے کہ ملک سے امتیازی قوانین کا خاتمہ کیا جائے اور منصفانہ قوانین کے ذریعے خواتین کو ہر قسم کا تحفظ فراہم کیا جائے۔ ملک سے کاروکاری، جبری شادی، وٹہ سٹہ، ونی، چھوٹی عمر کی شادی، قرآن سے شادی، غیرت کے نام پر قتل، جہیز کی لعنت اور دیگر فرسودہ رسومات کا خاتمہ کرنے کے لئے قوانین بنائے جائیں اور ان پر سختی سے عملدرآمد بھی کروایا جائے اور پاکستان میں خواتین اور چھوٹی بچیوں کے ساتھ جو تشدد اور دہشت گردی کے واقعات میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے اس کا سدباب کیا جائے۔ ہر ضلع کے ڈی ایچ کیو ہسپتال میں تشدد کی شکار خواتین کے لئے علیٰحدہ وارڈ بنایا جائے، نہ صرف وہاں ان کا مفت علاج ہو بلکہ دیگر سہولیات بھی فراہم کی جائیں اور ڈسٹرکٹ پولیس کو بھی پابند کیا جائے کہ ترجیحی بنیادوں پر ان کے cases کا فیصلہ کیا جائے۔ ظالموں کو عبرت ناک سزا دی جائے اور تشدد کی قسموں کی روایت کو جاری رکھنے والوں کو بھی قانون کی پکڑ میں لایا جائے اور خواتین کے حقوق کو انسانی حقوق سمجھتے ہوئے ان کا تحفظ کیا جائے تاکہ اس اسلامی ملک میں خواتین عزت، وقار، حرمت اور خود اعتمادی کی زندگی بسر کر سکیں۔ شکریہ

محترمہ فوزیہ بہرام: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ شمیلہ اسلم: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں نے صرف یہ بات کرنی تھی کہ میری تحریک التوائے کار آج کے لئے تھی تو اگر آج یہ پیش نہیں ہوئی تو کیا یہ مجھے پھر سے پیش کرنی ہے یا اس کو

pending کر دیں تو مہربانی ہو گی۔ایک ادھر سے بولے اور ایک ادھر سے بولے تو وزیر قانون صاحب ایک ایک بندے کا جواب دیتے رہیں تو میرا یہ مشورہ ہے کہ ایسی باتوں کے لئے پریس کانفرنس کر لیا کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لغاری صاحب کی جو تحریک استحقاق ہے اسے میں assurance کمیٹی کو refer کرتا ہوں That will look in to it اور اس کے مطابق اگر آپ کوئی تحریک استحقاق بھی دینا چاہتے ہیں تو وہ بھی آپ کر لیں۔چونکہ آج اجلاس ختم ہو رہا ہے تو محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ کو تحریک التوائے کار دوبارہ fresh move کرنا پڑے گی۔اب اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے۔آج ہم نے صحت پر بحث رکھی ہوئی تھی چونکہ وقت کی کمی ہے اور وقت ختم ہو چکا ہے تو اس کو اگلے سیشن میں take up کریں گے اور حکومتی بنچ اس کا ایجنڈا دے گا۔اب اجلاس غیر معینہ مدت کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

## اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ

**No.PAP-Legis-1(52)/2008/1201. Dated 28th November, 2008.** The following Order, made by the Governor of the Punjab, is hereby published for general information:-

> "In exercise of the powers conferred by Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, **I, Salmaan Taseer**, Governor of the Punjab hereby prorogue the Provincial Assembly w.e.f. November 28, 2008 on the conclusion of the sitting on that day.

**Dated Lahore,**
**27th November 2008**

**SALMAAN TASEER**
**GOVERNOR OF THE PUNJAB**"